پیشوا

525





ہندوستانی دواخانہ طبیہ کالج دہلی
عالیجناب مسیح الملک حکیم جمیل خان صاحب دام اقبالہ کا قابل قدر عطیہ
جمیلان
وہ نسخہ جس سے ۲ لاکھ مریضان جریان کو ابتک آرام و فائدہ ہو چکا ہے
جریان کا نتیجہ کیا ہے؟ دل، دماغ اور جگر کا کمزور ہوجانا ہاضمہ کا بگاڑ۔ حافظہ کی خرابی۔ ہمت کی پستی۔ طبیعت کی سستی اولاد سے محرومی جوڑوں کا درد اور عام ناتوانی، پھر رفتہ رفتہ جنون یا کوئی سخت بیماری مثلاً دق و سل
اگر آپ کو جریان کی شکایت ہو تو فوراً توجہ کیجئے آج ہی اس بیش بہا اور کامیاب دوا کا استعمال شروع کر دیجئے۔ جمیلان مرض جریان کی بہترین اور کامیاب ترین دوا ثابت ہو چکی ہے جس سے ابتک دو لاکھ بیماروں نے فائدہ اٹھایا ہے
قیمت شیشی ۳۲ قرص چار روپے آٹھ آنے
طبیہ کالج

اعجاز نما قرآن مجید مترجم مفسر

ترجمہ اعجاز نما قرآن مجید میں حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا ہے جو لفظی ہونے کے باوجود با محاورہ ہے اور زوائد و توسین کی تشریح سے بے نیاز ہے، تفسیر حاشیہ پر حضرت علامہ وجدی مصری کی ہے جو سب سے بڑی اور سب سے آسان پوری کی پوری دے دی گئی ہے جسے علامہ موصوف نے زمانۂ حال کے مسلمانوں کو قرآن مجید کا مفہوم سمجھانے کے لئے سالہا سال کی محنت کے بعد لکھا تھا۔ یہ تفسیر عربی میں تھی اس کا اردو ترجمہ حضرت مولانا آغا رفیق صاحب سے کرایا گیا ہے۔ حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند اور دیگر اکابر علماء اس ترجمہ کو پسند فرما چکے ہیں۔
مقدمہ۔ اعجاز نما قرآن مجید کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کے متعلق اتنے علمی تاریخی اور دینی مضامین کا ذخیرہ آپ کو کسی دوسرے مقدمۃ القرآن میں نہیں ملے گا۔ یہ مقدمہ پچاس سالہ مطالعۂ کلام اللہ اور صد ہا کتب متعلق توضیح کلام اللہ پر محققانہ غور و فکر کا نتیجہ ہے۔ کتابت کے اعتبار سے بھی اعجاز نما قرآن مجید لاثانی و بے مثل ہے ہندوستان کے مشہور ناسخ جناب حاجی عبد الغنی صاحب خوشنویس نزہت رقم دہلوی خلف الرشید حضرت مولانا حاجی ممتاز علی صاحب مہاجر مکی رح نے اعجاز نما قرآن مجید کو لکھا ہے اور اپنے کمال فن کا آخری نمونہ پیش کیا ہے جس کو پڑھنے کے بعد آپ کا جی خوش ہوگا۔ یہ واقعہ ہے اور اس میں مبالغہ ذرہ برابر نہیں کہ قرآن مجید کا ایسا ایڈیشن دنیائے اسلام نے آج تک شائع نہیں کیا۔ آخر میں یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ اعجاز نما قرآن مجید کی صحت ایک درجن جید حافظوں، دو عالموں نے کی ہے جن کی مہریں قرآن مجید پر ثبت ہیں۔ قیمت بلا جلد عہ۔ مجلد پارچہ سفید نادرے کا کاغذ عہ، مجلد چرمی کامل نقرئی کار تجہ۔ اعلیٰ ایڈیشن مجلد چرمی نقرئی کار سے۔ مجلد اعلیٰ سنہری کام ہے۔ محصول ڈاک ...

مختصر فہرست مضامین مقدمۃ القرآن اعجاز نما قرآن مجید مترجم مفسر

پہلا باب	وحی کی [illegible]	قرآنی اعجاز کے وجوہ	قرآن مجید کا طرز استدلال	سورۂ ہود کے احکام و مسائل	سورۂ الم سجدہ کے احکام و مسائل
قرآن مجید کلام الٰہی ہے	وحی اور صاحب [illegible]	تکمیل دین کا مطلب	قرآن مجید کی فصاحت اور بلاغت	سورۂ یوسف کے احکام و مسائل	سورۂ احزاب کے احکام و مسائل
ایک واجب الوجود ہستی کا وجود ضروری ہے	حضرت جبرئیل؏	قرآن کامل سورتیں کیوں ہے	فصاحت اور بلاغت کی تعریف	سورۂ ابراہیم کے مسائل و احکام	سورۂ یٰسین کے مسائل و احکام
اس ہستی کے اشخاص کے عقیدہ کی تشریح	صاحب وحی	قرآن مجید کی عظمت	مفردات کا استعمال	سورۂ نحل کے مسائل و احکام	سورۂ صافات کے احکام و مسائل
اس کے سوا کوئی چیز قدیم و ازلی نہیں	کلام الٰہی کو پرکھنے کا معیار	عظمت قرآنی کا بیان قرآن میں	جملوں کا استعمال۔ خصوصیات	سورۂ بنی اسرائیل کے مسائل و احکام	سورۂ ص کے مسائل و احکام
خدا کا وجود واجب الوجود ہے	آخری نبی کی حیات مقدس	عظمت قرآنی کے اعترافات	قرآنی پر مستشرقین یورپ کی رائیں	سورۂ کہف کے مسائل و احکام	سورۂ زمر کے مسائل و احکام
واجب الوجود کے احکام	پر ایک نظر	قرآن مجید دینی دنیاوی اور	تیسرا باب	سورۂ مریم کے احکام و مسائل	سورۂ مومن کے مسائل و احکام
مذہب ضروری چیز ہے	دوسرا باب	روحانی ترقیات کا ضامن ہے	قرآن مجید کے مضامین	سورۂ طٰہٰ کے مسائل و احکام	سورۂ شوریٰ کے مسائل و احکام
مذہب اسلام کی حقیقت	قرآن مجید کی خصوصیات	دینی ترقی بالکمال	احکام و مسائل قرآن	سورۂ انبیاء کے احکام و مسائل	سورۂ زخرف کے احکام و مسائل
نبوت	نبوت محمدی صلعم کا معجزہ قرآن مجید ہے	دنیاوی ترقی اور قرآن	سورۂ بقرہ کے احکام و مسائل	سورۂ حج کے مسائل و احکام	سورۂ دخان کے احکام و مسائل
نبوت کے معنی	معجزہ کی تعریف اور اقسام	روحانی ترقی [illegible]	سورۂ آل عمران کے احکام و مسائل	سورۂ مومنون کے احکام و مسائل	سورۂ احقاف کے احکام و مسائل
نبوت کا وعدہ	معجزہ کی ضرورت	قرآن مجید کے خصائص	سورۂ نساء کے احکام و مسائل	سورۂ نور کے مسائل و احکام	سورۂ فتح کے احکام و مسائل
نبوت کے درجات	معجزہ کی حقیقت	توحید الٰہی [illegible]	سورۂ مائدہ کے احکام و مسائل	سورۂ فرقان کے احکام و مسائل	سورۂ حجرات کے احکام و مسائل
انبیاء کی ضرورت	انبیاء سابقین کے معجزات	ابطال شرک	سورۂ انعام کے احکام و مسائل	سورۂ شعراء کے احکام و مسائل	سورۂ ذاریات کے احکام و مسائل
دنیا کا آخری نبی اور دین الٰہی کی تکمیل	آخری نبی کے معجزات	دینی آسانیاں	سورۂ اعراف کے احکام و مسائل	سورۂ نمل کے احکام و مسائل	سورۂ طور کے احکام و مسائل
ختم نبوت	حضور کو حسی معجزہ کیوں نہیں دیا گیا؟	خبائث ثلاثہ کی حرمت	سورۂ انفال کے مسائل و احکام	سورۂ قصص کے مسائل و احکام	سورۂ قمر کے مسائل و احکام
[illegible] کا آخری الہام	قرآن مجید سب سے بڑا عقلی معجزہ ہے	فلسفہ و معتقدات	سورۂ براءۃ کے احکام و مسائل	سورۂ روم کے مسائل و احکام	سورۂ رحمٰن کے مسائل و احکام
[illegible] کی تعریف	اعجاز قرآن کے دلائل	غور و فکر کی دعوت	سورۂ یونس کے احکام و مسائل	سورۂ لقمان کے احکام و مسائل	سورۂ واقعہ کے احکام و مسائل

ملنے کا پتہ:- منیجر رسالہ پیشوا جامع مسجد د [redacted]

عقیدت و محبت کے پھولوں کی چادر مسلموں اور غیر مسلموں کی نذر عقیدت بارگاہ رسالت پناہ میں

ولادت باسعادت

پیغمبر حضور پرنور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بلغ العلیٰ بکمالہ

کشف الدجیٰ بجمالہ

حسنت جمیع خصالہ

صلوا علیہ وآلہ

تذکرہ جمیل

سنہ ۱۳۵۸ ہجری

دنیا کی تمام ماہوار رہنمائی اصلاحی رسالہ پیشوا کا رسول نمبر

چندہ سالانہ
ایک روپیہ
عہ

جامع

مقام اشاعت
جامع مسجد
دہلی

غلام غلامان رسالت پناہی سید عزیز حسن بقائی نقشبندی

سید عزیز حسن بقائی ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر نے محبوب المطابع برقی پریس دہلی میں چھپوا کر دفتر رسالہ پیشوا جامع مسجد دہلی سے شائع کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسالۂ پیشوا دہلی کا

تذکرۂ جمیل رسولؐ نمبر

بانیٔ تحریکِ سیرت کے نام

حضرت مولانا سید محمد اشرف کشفی شاہ صاحب نظامی سیرت پاک حضور آقائے ہفت افلاکؐ کی تحریک کے موسس اور بانی ہیں اور انھوں نے نہ صرف ہندوستان کے ہر چھوٹے بڑے مقام پر بلکہ دنیا کے ہر مسلم و غیر مسلم ملک میں اس مقدس و متبرک تحریک کو جاری کیا ہے اور اس میں کامیابی حاصل کی ہے۔

وہ قادریہ سلسلہ کے موسس حضرت غوث الاعظم ثانی اولاد ہیں اور تمام عمر خدمت دین اور خدمت سیرت پاکؐ اور تبلیغ محاسن اسلامیہ میں بسر کی ہے۔ اس لئے رسالۂ پیشوا کا تذکرۂ جمیل اس سال ان کے اسم گرامی سے منسوب کرنا ایک اصلی مستحق کی خدمت سراپا اخلاص کا اعتراف کرنا ہے۔

رسالۂ پیشوا سے بڑھ کر تمام دُنیا میں کوئی موقت الشیوع پرچہ ایسا نہیں ہے جو غیر مسلم اکابر و عوام سیرت مطہرہ کی اس وسعت کے ساتھ تبلیغ کرتا ہو اور حضرت مولانا کشفی شاہ صاحب نظامی سے زیادہ کوئی ہمہ گیر مخلص مبلغ نہیں ہے۔ اللہٰذا پیشوا کا رسولؐ نمبر ان کے نام سے منسوب ہونا ہر اعتبار سے مناسب اور موزوں ہے، جو ایک آل رسولؐ کی طرف سے دوسرے آل رسولؐ کو ایک تاریخی تحفہ بھی تصور کیا جا سکتا ہے۔

خادم خدمت تبلیغ سیرت

سید عزیز حسن بقائی

ایڈیٹر پیشوا جامع مسجد دہلی

۲۰ صفر ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۱ اپریل ۱۹۳۶ء

یوم شنبہ

ہوالواحد — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — ہوالباقی

لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم

مجالس میلاد میں پڑھنے کی سب سے بہتر کتاب

پیشوا دہلی

رسول نمبر — تذکرۂ جمیل

جلد ۱۶ ‖ بابت ماہ صفر و ربیع المنور ۱۳۵۹ھ ہجری نبوی ‖ نمبر ۲ و ۳

۱۱

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

دیباچہ

از نتیجۂ عزیز حسن بقائی مدیر پیشوا

گذشتہ رسول نمبر کی اشاعت کے بعد سے مخلص دوستوں اور گرامی قدر خریداران پیشوا کی سمت سے خطوط اس لئے موصول ہوئے کہ آئندہ سال کے رسول نمبر میں حضور سرورِ کائنات صلعم کی پاکیزہ زندگی کے جامع حالات، اقوام و قبائل سے حضور صلعم کے معاہدات۔ اور حضور صلعم کے وہ فرامین جو آپ نے امت عمال اور قبائل وغیرہ کو دئے تھے تفصیل سے شائع کئے جائیں۔

اس سے پہلے تک رسول نمبر میں جو مضامین شائع کرتا رہا ہوں وہ بھی اگرچہ حضور صلعم کی مقدس زندگی ہی سے متعلق ہوتے تھے۔ اور اس سے میرا مقصد غیر مسلموں یعنی غیر مسلموں ہی کے حلقوں سے حضور صلعم کی پاکیزہ زندگی کے حالات کی اشاعت اور حضرات اسلام ہوتا تھا کیونکہ میرا خیال ہے کہ کئی سال کی مسلسل کوششوں میں مجھ کو اس مقصد خاص میں اتنی کامیابی ہوگئی تھی کہ تعلیم یافتہ غیر مسلم شریف حضرات میں حضور صلعم کی پاکیزہ سیرت کے مطالعہ کا شوق پیدا ہو گیا اور اُن کو مذہب اسلام کے آخری مبلغ یعنی حضور صلعم کی ذات مقدس سے جو بیگانگی بلکہ بے حقیقی غلط فہمی کہ عرصہ دراز سے ہمارے علماء کی بے توجہی اور بے پروائی کے سبب اُن میں پائی جاتی تھی اور میرا خیال یہی ہے کہ میری یہ خاموش و دلنشین تبلیغ انصاف پسند تعلیم یافتہ اور مذہبی و اصلاحی امور سے دلچسپی رکھنے والے شریف غیر مسلم حضرات میں اثر پیدا کر رہی ہے اور اُن کو اسلام کے قریب لا رہی ہے۔

اب کی مرتبہ میں اپنی اس خاموش و موثر تبلیغ کو ذرا زیادہ وزن دار بنانا چاہتا تھا اور ارادہ یہ تھا کہ حضور صلعم کی پاکیزہ سیرت پر شریف غیر مسلم حضرات کے مضامین حاصل کئے جانے کے ساتھ ہی بعض اصول اسلام پر بھی اُن کے خیالات سے فائدہ اُٹھایا جائے اور یہ معلوم کیا جائے کہ شریف غیر مسلم حضرات کا تعلیم یافتہ طبقہ اسلام کے کن اصول کو انسانی زندگی کی آسائش و راحت اور بہبود دنیوی نظم میں اعتدال و مساوات کو قائم رکھنے کے لئے ضروری و مفید خیال کرتا ہے تاکہ ان حضرات کی بے لاگ تنقید دنیا کو بتا سکے کہ اسلام کے اصول کسی ایک قوم ہی کے لئے نہیں بلکہ ساری دنیا کے لئے ضروری اور مفید ہیں۔

گذشتہ رسول نمبر کی اشاعت کے بعد حسب معمول میں اسی قسم کے مضامین کی تیاری و فراہمی کا پروگرام مرتب کر رہا تھا اور شریف غیر مسلم حضرات کی خدمت میں مضامین کی تیاری کی تحریک شروع کرنے والا تھا کہ وہ خطوط جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے آنے شروع ہوگئے اور میں نے ان کو غور سے پڑھنا شروع کیا۔ واقعہ یہ ہے کہ ان میں بعض خطوط ایسے مدلل تھے کہ میں ان کی تردید یا مخالفت ضروری کار ثواب بلکہ جرم عظیم سمجھتا تھا۔ ان میں مجھ کو بتایا گیا تھا کہ دوسروں کو اپنے خاندان میں شامل کرنے سے پہلے یہ فرض بھی ہونا چاہئے کہ اپنے خاندان کے افراد کو خاندان سے باہر نہ نکلنے دیں۔ اس لئے کہ خاندانی افراد کی قوت غیر خاندانی افراد کی قوت سے بہرنوع زیادہ فائدہ پہنچاتی ہے۔

اس میں شک نہیں کہ آج مسلمانوں کی علمی و عملی افلاس کی حالت اس نازک درجہ تک پہنچ گئی ہے جس کے بعد یا تو خودکشی کی صورت ہوتی ہے اور یا اپنوں سے قطع تعلق کرکے بعد غیروں کے تنگ دامن میں ذلت کی پناہ۔ مسلمانوں کی کثرت قطعاً اس سے بیگانہ ہے کہ اسلام کیا چیز ہے اور خواص نے غیر ملکی تعلیم کے اثر سے اور اسلام کی تعلیم سے ناواقفیت کے سبب اپنی مذہبی، قومی اور تمدنی زندگی کو غیروں کے اصول کے موافق بنا کر گویا علانیہ اس کا اعتراف کیا ہے کہ اسلام میں بہترین اصول زندگی نہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ نہ تو فرائض الٰہی کی اُن کے دلوں میں حقیقی وقعت باقی رہی ہے اور نہ ان کے معاملات اسلام کے بہترین اصول کے موافق ہوتے ہیں۔

مسلمانوں کو اس ذلیل حالت پر پہنچا دینے کا ذمہ دار کون ہے؟ اور کس نے اُن کو بے اصول زندگی بسر کرنے پر مجبور کرکے ذلت کے گہرے اور تاریک غار میں گرا دیا ہے؟ مذہب اور قوم کے اُن نام نہاد ٹھیکیداروں نے جو اپنی ذات گرامی کو
اسلام سمجھتے ہیں اور مسلمانوں کو رعایا اور غلام۔ اور دوسرے الفاظ میں یوں بھی ۱۵
کہہ سکتے ہیں کہ اس تباہی و بربادی کے ذمہ دار وہ اشخاص ہیں جو اسلام کو سرمایہ خیال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو سرمایہ دار اور اس حیثیت سے مسلمانوں کو ادنیٰ درجہ مزدور سے زیادہ خیال نہیں کرتے۔

داستان بڑی طویل اور دردناک ہے ان خطوط نے میرا دل ہلا دیا۔ میں دوسروں کو اپنی طرف بلانا بھول گیا اور مسیح علیہ السلام کی طرح بچھڑی ہوئی اسلامی بھیڑوں کو جمع کرنے کی طرف متوجہ ہوگیا۔ چنانچہ میں اپنوں کو دنیا کے سب سے بڑے پیغمبر اور دین الٰہی کے سب سے بلند مرتبہ آخری مبلغ کے جامع اور مکمل حالات زندگی اور فرامین و معاہدات سے آگاہ کرنے کے لئے آمادہ ہوگیا کہ دین الٰہی، اسلام کے مبلغ اعظم حضور صلعم کی پاکیزہ سیرت دین و دنیا دونوں کی فلاح و کامیابی کی ضامن ہے اگر غور سے اس کا مطالعہ کیا جائے اور ہر اپنی زندگی کو اس سانچہ میں ڈھالا جائے تو مسلمان پستی سے نکل کر بلندی پر پہنچ سکتے ہیں۔ اس سال کے پیشوا کا رسول نمبر گویا اس تحریک کا ثمرہ ہے اور اس میں زیادہ مضامین حضور صلعم کی سیرت پاک اور فرامین و معاہدات ہی سے تعلق رکھتے ہیں۔

پیشوا ابتدا سے اسی اصول پر کام کر رہا ہے

جو تحریک مجھ سے کی گئی ہے وہ میرے لئے کوئی نئی چیز نہیں ہے میں تو متواتر چند سال سے یہی کام کر رہا ہوں اور خدا کا شکر ہے کہ میری اس خدمت نے ہندوستان کے مسلمانوں میں کافی دینی بیداری پیدا کردی ہے اور گذشتہ تین سال سے تو میں قرآن کریم اور احادیث نبوی صلعم کی عام اشاعت کے لئے ان کے سلیس و نفیس تراجم اور تفاسیر شائع کرکے گویا مسلمانوں کے ہاتھوں میں وہ چیزیں پہنچا رہا ہوں جن کو پڑھ کر اُن کو نام نہاد مذہبی پیشواؤں اور عربی دانوں کی مطلقاً ضرورت باقی نہیں رہ جاتی اور وہ خود کلام الٰہی

صحیح مفہوم۔ اور رسول مقبول صلعم کے ارشادات عالیہ سے بہرہ ور ہو سکتے ہیں اور کسی شخص کے سامنے زانوئے شاگردی تہ کرنے کی ضرورت اُن کو باقی نہیں رہتی خدا کا شکر ہے کہ میری ان خدمات سے مسلمانوں نے غیر معمولی فائدہ اُٹھایا ہے اور میرے شائع کردہ تراجم قرآنی و احادیث نبوی ہزارہا گھروں میں پہنچ کر اُن کی فلاح کے موجب ہوئے ہیں مگر حیات مستعار باقی ہے اور جب تک ختم کر سکا تعارسوئے کئی مرتبہ گزشتہ سال انقلاب بھی قتل کی دھمکی کا خطرہ آیا ہے، تو انشاءاللہ بہت جلد حضرت علامہ اشرف علی صاحب تھانوی کی تفسیر ترجمان القرآن اور صحاح ستہ کے بقیہ تراجم بہت ارزاں سے ارزاں پیش کروں گا۔

ہمت افزائی کی ضرورت ہے

میں ایک غریب مسلمان ہوں پیشوا کی اشاعت میں نے چند روپیوں سے محض خدا کے بھروسہ پر شروع کی تھی خدا نے میری اس خالص اسلامی خدمت میں برکت مرحمت فرمائی اور میں اس قابل ہو گیا کہ اُس کے محبوب پاک کے احکام اور ارشادات عالیہ کے صحیح تراجم شائع کر کے مسلمانوں میں مذہبی ذوق پیدا کرنے اور صحیح اسلامی احساس سے مسلمانوں کو آگاہ کرنے کے لئے مسلمانوں کے گھروں میں پہنچاؤں باہمہ مجھ کو آزادی کے ساتھ یہ کہنے کی اجازت بھی دیجئے کہ مسلمانوں نے میری ان خدمات کی اتنی قدر نہیں کی جتنی قدر کی وہ مستحق تھیں اس وقت تک میں بخاری شریف، صحیح مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف حدیث کی تین کتابوں کے تراجم شائع کر چکا ہوں۔ آسان ترجمہ کا سستا قرآن اور اعجاز نما قرآن مجید خاص اہتمام سے شائع کئے ہیں اور سیرت خلفائے راشدین اور اسلامی تعلیم جیسی بلند پایہ کتابیں پیش کی ہیں لیکن ان میں سے اکثر کتابوں کے پہلے اڈیشن بھی سالہا سال کے پروپیگنڈہ ۱۷
کے باوجود ختم نہیں ہوئے۔ حالانکہ اس عرصہ میں قصہ کہانیوں کی کتابیں اور مخرب اخلاق ناول و ڈرامے لاکھوں کی تعداد میں چھپ کر فروخت ہو چکی ہیں ایسی حالت میں آپ ہی فرمائیے کہ مذہب اسلام کی بنیادی کتابوں کی اشاعت کا جو اہم فرض میں نے اپنے ذمہ لیا ہے میں کیونکر اس کو پورا کر سکتا ہوں! احادیث نبوی کی مستند کتابوں کے تراجم، قرآن حکیم کی متعدد تفسیریں اور فقہ و تاریخ اسلام کی متعدد گراں قدر تصانیف کے مسودے تیار پڑے ہیں لیکن وہ چیز موجود نہیں ہے جو ان مسودات کو کتابی قالب میں ڈھال کر آپ کے ہاتھوں تک پہنچا دے (یعنی روپیہ) اگر آپ میری عظیم خدمت کو ضروری سمجھتے ہیں تو تھوڑی سی دنیوی متاع کو قربان کیجئے اور دینی کتابوں کو پیشوا کے دفتر سے منگا کر میری نہیں اشاعت قرآن و حدیث کی مدد کیجئے ہر کام میں ہمت افزائی کی ضرورت ہے میں صرف اتنی ہمت افزائی چاہتا ہوں کہ آپ رسالہ پیشوا کی دینی مطبوعات خود خریدیں اور اپنے دوستوں کو بھی خریدنے پر مجبور کر کے داخل حسنات ہوں۔ آخر وہ مسلمان ہیں تو اُن کو کلام اللہ اور کلام رسول اللہ کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ پس کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ وہ اپنی مادری زبان (اردو) میں کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ کا مفہوم سمجھیں۔ اور کم قیمت میں سمجھیں؟۔

پیشوا کی اشاعت بڑھنے کے بجائے گھٹ رہی ہے

کئی سال سے کاروباری کساد بازاری سے پیشوا کی اشاعت پر بھی بہت بُرا اثر پڑا ہے اور اس عرصہ میں پیشوا جیسے سستے اور مفید رسالہ کی اشاعت دس ہزار سے گھٹ کر صرف سات ہزار رہ گئی ہے جس سے میری ہمت ٹوٹ رہی ہے کیونکہ پیشوا میں مستقل طور سے تین سو روپے ماہوار کا نقصان ہے۔ پیشوا کی سالانہ قیمت دو روپیہ ارزاں اڈیشن کی صرف ملا ہے کیا مسلمان پانچ پیسے ماہوار بھی دینی مضامین پڑھنے اور اپنے دین و دنیا کو سنوارنے پر خرچ نہیں کر سکتے! پیشوا کی اشاعت میں مسلسل کمی اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ مسلمانوں کا مذہبی ذوق روز بروز کم ہو رہا ہے۔ جو علامت ہے قومی تباہی کی بھلا کے لئے مسلمانو اس قدر غفلت کو اپنا شعار نہ بناؤ کہ ساری قوم تمہاری غفلت کے سبب خطرات میں مبتلا ہو جائے۔ تہواروں پر آپ بے دریغ فضول روپیہ ضائع کرتے ہیں کیا یہ شرم کی بات نہیں ہے کہ ایک روپیہ سالانہ مذہب کے نام پر آپ کی جیب سے نہیں نکلتا ہے! اشاعت کی اسی کمی کے سبب میں گزشتہ سال بھی حرمین محترمین اور مقامات مقدسہ کے فوٹو شائع نہیں کر سکا تھا اور اس سال بھی اسی مجبوری سے میں فوٹو شائع نہیں کر سکا ہوں اور آئندہ بھی اس کا سلسلہ صرف آپ کی ہمت افزائی اور پیشوا کی بڑھتی ضخامت بڑھ جانے سے مصارف میں کمی نہیں ہوئی مگر یہ ارمان دل ہی میں رہا کہ اس سال فوٹو بلوک نہ شائع ہو سکے۔

آخری گزارش

اب میں صرف اتنا اور بتا دینا چاہتا ہوں کہ اسلام کی تبلیغ و اشاعت ہر مسلمان کا فرض ہے اور خدا نے دنیا میں مسلمان کو صرف اس لئے بھیجا ہے کہ وہ اس کی گمراہ مخلوق کو راہ راست پر لائے اور اس کے دین و دنیا کو سنوارے۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ آپ نے اپنی زندگی میں اس فرض کو کتنی مرتبہ ادا کیا ہے اور کس طرح ادا کیا ہے؟ میں جانتا ہوں کہ مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد نے اپنی زندگی میں اس فرض کو ایک مرتبہ بھی ادا نہیں کیا۔ اور نہ اُن لوگوں کی مدد کی جو اس فرض کو اپنی زندگی کا نصب العین بنا چکے ہیں اور عامہ مسلمانوں کی طرف سے اس خدمت کو انجام دے رہے ہیں۔ غور کیجئے۔ اور اپنی زندگی کے کارناموں پر نظر ڈالئے اگر اس وقت تک آپ کو اس فرض کے ادا کرنے کا موقع نہیں ملا ہے اور اپنی معاشی و کاروباری مصروفیتوں کے سبب آپ اس اہم فریضہ کے لئے وقت نہیں نکال سکے ہیں تو اس فرض کے ساقط ہونے کا کف رہ بھی ہے۔ کہ آپ مذہبی کتابوں اور مذہبی رسالوں کو خرید کر خود بھی پڑھیں مسلمانوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیں اور غیر مسلموں کے ہاتھوں تک بھی ان کو پہنچائیں رسالہ پیشوا اور اُس کے دفتر کی مذہبی مطبوعات زیادہ تر اسی غرض سے خرید کی جاتی ہیں آپ بھی اس طرف توجہ فرمائیے، خود بھی رسالہ پیشوا کی مذہبی مطبوعات کو خریدئے اور اپنے دوستوں کو بھی خرید کر دیجئے یا خریداری پر اُن کو آمادہ کر کے اشاعت دین کا اجر حاصل کیجئے۔ نئے نئے خریدار بھی پیشوا کے لئے فراہم کیجئے اگر آپ نے اس جانب توجہ کی اور اپنا فرض سمجھ کر یہ کام کیا تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ صرف چند ماہ کے اندر میں اُن کتابوں کو جو روپیہ نہ ہونے کے سبب پڑی ہیں شائع کر کے آپ کے ہاتھوں میں پہنچا دوں گا اور یہ آپ کا ایسا شاندار کارنامہ ہوگا کہ اس پر آئندہ نسلیں فخر کریں گی۔

اس وقت حضرت علامہ اشرف علی تھانوی کی تفسیر ترجمان القرآن، اردو ترمذی نسائی، ابن ماجہ، ابو داؤد، موطا۔ اردو تاریخ اسلام کامل کے مسودے میرے پاس مکمل ہیں اور کئی ہزار روپے کی کتابیں پیشوا کے دفتر میں چھپی ہوئی ہیں۔ اگر آپ نے یہ کتابیں جن کے اشتہار اس رسول نمبر میں ہیں خرید لیں تو مذکورہ کتابیں بہت جلد شائع کروں گا۔ نیز اگلا پرچہ حسب اعلان خالد بن الولید نمبر ہوگا۔ وما توفیقی الا باللہ۔

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ

(تمہارے لئے اُسوۂ حسنہ رسول اللہ کی زندگی ہے)

سیرت
سیّد المرسلین کامل

۱۷

جامع

مورّخ اسلام حضرت علّامہ آغا رفیق صاحب

پبلشر

سیّد عزیز حسن بقائی ایڈیٹر رسالہ پیشوا و اخبار حرّیت

دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؕ

سیرۃ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم

از مورخ اسلام حضرت علامہ آغا رفیق صاحب

دنیا کے اُس نبی کی سیرت جس کے بعد اور کوئی نبی آنے والا نہیں ہے اور دنیا کے اُس ہادی کی زندگی جس کی ہدایت کے بعد اور کسی ہدایت کی ضرورت نہیں ہے اور دنیا کے اُس آخری معلم کے اخلاق و عادات جس نے انسانی زندگی کے قانون کو مکمل کیا ہے اور اب کوئی جدید قانون بننے والا نہیں ہے حقیقت میں انسانی مخلوق کے لئے موجب راحت و کامرانی اور باعث فلاح و شادمانی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ دنیا کے اس سب سے بڑے انسان کی سیرت کو مختلف عنوانات سے دنیا کی تمام اقوام نے سراہا اور مختلف طریقوں سے اُس کی اشاعت و تبلیغ کی ہے۔

اس وقت تک بلا مبالغہ حضرت سرور کائنات محمد مصطفیٰ صلعم کی سیرۃ پر مختلف زبانوں میں لاکھوں طریقوں سے کتابیں اور مضامین لکھے جا چکے ہیں اور حضورؐ کی بعثت کے بعد سے حضورؐ کی سیرت پاک کی اشاعت و تبلیغ کا سلسلہ شروع ہو کر آج تک جاری ہے اور انشاء اللہ قیامت تک جاری رہے گا کیا مخالف و موافق اقوام کی اس سلسلہ میں سرگرمی اس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ حضورؐ کو خدا نے حقیقت میں دنیا کے لئے رحمت بنا کر بھیجا تھا آپ کی پاکیزہ زندگی کو اقوام کے عروج کا ذریعہ قرار دیا تھا اور آپ کی ہدایت کو فلاح و کامرانی کا وسیلہ بنایا تھا۔

مختصر یہ کہ حضورؐ کی پاک سیرت کا مطالعہ تمام اقوام کے لئے موجب ہدایت اور مسلمانوں کے لئے موجب فلاح و کامرانی ہے کاش مسلمان حضورؐ کی پاک سیرت کو پڑھیں اس طرح نہیں جس طرح وہ پڑھنے کے عادی ہیں بلکہ دل کی آنکھوں کو کھول کر باطن کو متوجہ کرکے اور دماغ کو ہر قسم کے افکار و تردوات سے خالی کرکے تاکہ سیرت پاک پر غور و خوض کا موقع ملے۔ عمل کا جوش پیدا ہو۔ استقلال و استقامت اور عزم صادق کی خوبیاں نظر آئیں اور پھر ہر مسلمان کو اس امر کا یقین کامل ہو جائے کہ صرف خدا ہی کی ذات تمام طاقتوں کی مالک ہے اُسی کے ہاتھ میں کائنات کے امور کی کنجیاں ہیں وہ اُسی کی ذات بھروسہ کے قابل ہے۔ اور ہر قسم کی کوششوں کے بعد تمام امور کو اُسی کی ذات پر چھوڑا جا سکتا ہے اور پھر سب سے بڑی بات یہ کہ ڈرنے کی چیز خدا کے سوا دنیا میں اور کوئی نہیں ہے مادی طاقتوں کا خوف خوف نہیں بزدلی اور ضعف ایمانی ہے اور مادی طاقتیں واقعہ یہ ہے کہ ربانی طاقتوں اور ارادوں کے مقابلہ میں بالکل بے حقیقت چیزیں ہیں۔

اس مضمون میں حضورؐ کی سیرت پاک کے نمایاں پہلوؤں کو دکھایا گیا ہے اس لئے کہ آج کل مسلمانوں کو ان ہی پہلوؤں پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ غیر نمایاں پہلو علمار کی زندگی کے شایاں ہیں اور پھر اُن برگزیدہ اشخاص کے لئے جن کو خدا نے صرف اسی غرض سے پیدا کیا ہے کہ وہ کائنات کے امور پر غور و فکر کریں اور خالق کائنات سے لو لگا کر مخلوق سے ایسے بیگانہ بن جائیں کہ عوام ان کی ذات کو دنیا سے غیر متعلق قرار دے دیں۔

اس مضمون کو ہم نے چند عنوانات پر تقسیم کیا ہے جن میں سے ہر عنوان ایک خاص اہمیت رکھتا ہے لیکن تمام عنوانات میں اختصار اور جامعیت کو ملحوظ رکھا ہے امید ہے کہ اس کا مطالعہ افادہ سے خالی نہ ہوگا اور جس توقع پر اس کو حوالہ قلم کیا گیا ہے وہ پوری ہوگی۔

تاریخ زندگی

ابتدائی حالات

حضور انور صلعم کا خاندان (قریش) سارے عرب میں ممتاز تھا آپ کی ولادت کے زمانہ میں حجاز کے سب سے بڑے سردار آپ کے دادا عبد المطلب تھے عبد المطلب کے دس بیٹوں میں سے چار بیٹے خاص قدر و منزلت رکھتے تھے یعنی حمزہ، عباس، عبد اللہ اور ابو طالب، حضور صلعم عبد المطلب کے سب سے چھوٹے بیٹے عبد اللہ کے صاحبزادے تھے۔

ولادت عبد اللہ کا نکاح قریش کے نامور قبیلہ بنو زہرہ کے سردار وہب کی بیٹی آمنہ سے ہوا تھا نکاح کے سات ماہ بعد عبد اللہ تجارتی سفر پر شام گئے اور واپسی پر بیمار ہو کر مدینہ میں ٹھہر گئے اور وہیں انتقال کیا۔

عبد اللہ کی وفات کے دو ماہ بعد ۹ یا ۱۰ ربیع الاول کو پیر کے دن صبح کے وقت سرور عالم محمد صلعم پیدا ہوئے۔

آپ کی پیدائش کے وقت آپ کے دادا عبد المطلب خانۂ کعبہ میں تھے اور آپ کے گرد آپ کے بیٹوں اور اعیان حجاز کا حلقہ تھا جس وقت آپ کے کان میں پوتے کے پیدا ہونے کی خبر پڑی آپ کا چہرہ فرط مسرت سے دمک اُٹھا اور فوراً کھڑے ہو گئے چونکہ عبد المطلب کو اپنے جوان بیٹے عبد اللہ کی موت کا بڑا صدمہ تھا اس لئے اس کی نشانی کو دیکھنے

نے لئے بیتاب نہ گھر میں آئے بچہ کو منگوایا۔ گود میں لیا، سینے سے لگایا اور پھر خانہ کعبہ میں لے جا کر اُس کے لئے دعا کی۔

ساتویں روز عبدالمطلب نے قبیلۂ قریش کی دعوت کی، کھانا کھا کر قریش نے دریافت کیا کہ عبدالمطلب! پوتے کا کیا نام رکھا ہے، عبدالمطلب نے کہا: "محمدؐ"۔ قریش نے کہا "یہ نام تو عجیب ہے جو تمہارے خاندان میں نہیں رکھا گیا"۔ عبدالمطلب نے کہا: "میری خواہش یہ ہے کہ میرا بچہ دنیا کی ستائش و تعریف کا مستحق قرار پائے اس وجہ سے میں نے یہ نام تجویز کیا ہے۔"

رضاعت ۔حضرت سرورِ کائنات صلعم کو صرف سات روز آپ کی والدہ ماجدہ آمنہ خاتون نے دودھ پلایا۔ پھر ابولہب کی آزاد کردہ لونڈی ثویبہ نے آٹھ دن دودھ پلایا ثویبہ نے حضرت حمزہ رض آپ کے چچا کو بھی دودھ پلایا تھا اور ثویبہ کے لڑکے "مسروق" نے بھی اپنی ماں کا دودھ پیا تھا اس لئے حضرت حمزہ رض اور مسروق دونوں حضور صلعم کے رضاعی بھائی تھے۔

ثویبہ کے بعد تین اور عورتوں نے جو قبیلۂ بنو سعد سے تعلق رکھتی تھیں آپ کو دودھ پلایا۔ ان کے بعد حلیمہ سعدیہ نے۔ حلیمہ ہر چھٹے مہینے آپ کو مکہ معظمہ لاتیں اور آپ کی والدہ ماجدہ اور اعزہ و اقربا کو دکھا جاتیں۔ جب آپ دو برس کے ہو گئے تو آپ کا دودھ چھڑا دیا گیا اور حلیمہ آپ کو مکہ میں لے گئیں تاکہ آپ کو آپ کی والدہ کے سپرد کر دیں لیکن جناب آمنہ نے مکہ کی گرم آب و ہوا کے سبب آپ کو مکہ میں رکھنا پسند نہ کیا اور پھر حلیمہ کے سپرد کر دیا۔ دو برس اسی طرح گزر گئے اور پھر حلیمہ آپ کو لے کر مکہ آئیں اور بی بی آمنہ کے سپرد کر گئیں۔

بی بی آمنہ کا انتقال حضور صلعم کی عمر کچھ کم چار سال کی تھی کہ حلیمہ سعدیہ آپ کو آپ کی والدہ ماجدہ کے سپرد کر گئیں اور بی بی آمنہ نے آپ کو ام ایمن لونڈی کی پرداخت میں دے دیا۔ ام ایمن حضور صلعم کے والد ماجد عبداللہ کی لونڈی تھیں جو آپ کو ورثہ میں ملی تھیں ام ایمن نے آپ کو محبت کے ساتھ رکھا اور خوب خدمت کی۔

جب حضور صلعم کی عمر چھ سال کی ہو گئی تو بی بی آمنہ نے آپ کے دادا عبدالمطلب سے اپنے میکہ جانے کی درخواست کی، بی بی آمنہ کا معمول تھا کہ وہ ہر سال اپنے میکہ واقع مدینہ منورہ جایا کرتی تھیں عبدالمطلب نے اجازت دے دی اور بی بی آمنہ ام ایمن اور حضور صلعم کو لے کر مدینہ چلی گئیں۔

بی بی آمنہ حسب معمول ایک ماہ تک میکے میں رہیں اور پھر حضور صلعم اور ام ایمن کے ساتھ مکہ کو واپس ہوئیں اور ابھی آدھا راستہ بھی طے نہ ہوا تھا کہ مقام ودان کے قریب جو مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ہے بیمار ہو گئیں اور اسی بیماری میں مقام ابوا میں انتقال فرمایا اور وہیں دفن ہوئیں۔

عبدالمطلب کی وفات ۔بی بی آمنہ کی وفات کے بعد ام ایمن حضور صلعم کو لے کر مکہ معظمہ پہنچیں اور آپ کے دادا عبدالمطلب کو واقعہ سے آگاہ کیا عبدالمطلب کو بی بی آمنہ کے انتقال کا بڑا صدمہ ہوا اس لئے کہ بی بی آمنہ کا انتقال نہ بڑا صدمہ ہوا اس لئے کہ بی بی آمنہ اُن کے سب سے پیارے بیٹے عبداللہ کی بیوی اور اُن کے ہونہار پوتے کی والدہ تھیں۔

بی بی آمنہ کی وفات کے بعد یتیم پوتے کی پرورش و تربیت کا بار ضعیف العمر دادا عبدالمطلب کے ذمہ آ پڑا۔

عبدالمطلب نے اپنے یتیم پوتے حضور صلعم کی پرورش و تربیت دو سال دو ماہ اور تین دن تک کی اور پھر بیمار ہو کر داعی اجل کو لبیک کہا۔ اس وقت حضور صلعم کی عمر آٹھ سال کی تھی بیماری کے دنوں میں جب عبدالمطلب کو اس امر کا یقین ہو گیا کہ پیمانۂ عمر لبریز ہو گیا ہے اور چھلکنا ہی چاہتا ہے تو اپنے بیٹے ابوطالب کو بلایا اور حضور صلعم کو ان کے سپرد کر کے فرمایا "ابوطالب! یہ دریتیم ہے اس نے نہ باپ کا سایۂ شفقت دیکھا ہے اور نہ ماں کی محبت کا زیادہ لطف حاصل کیا ہے تم اس کو اپنے عزیز بھائی کی نشانی سمجھ کر پرورش کرنا اور اپنے بیٹوں سے زیادہ سمجھنا"

ابوطالب کے آغوش تربیت میں ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ عبدالمطلب کے دس بیٹے تھے جن میں سے تین بیٹوں کی ماں ایک ہی تھیں، یعنی عبداللہ، ابوطالب اور زبیر اس لئے ابوطالب حضورؐ کے ۹
حقیقی چچا تھے ابوطالب نے اپنے عزیز بھتیجے کی اپنے بچوں سے زیادہ خاطر و مدارات کی اور کبھی حضور صلعم کا دل میلا نہ ہونے دیا، ہمیشہ اپنے ساتھ رکھا، اپنے ہمراہ کھلایا اور اپنے پاس سلایا یہاں تک کہ سفر میں بھی اپنے سے جدا نہ کیا۔

بچپن کے مشاغل حضور صلعم کو بچپن سے عرب کی عادات جاہلیت سے نفرت تھی نہ آپ کبھی بچوں کے ساتھ کھیلے نہ کسی بت کے سامنے گئے اور نہ کبھی کسی میلہ میں شرکت کی آپ اکثر خاموش رہتے تھے اور تنہائی کو زیادہ پسند کرتے تھے البتہ عرب کے شرفاء کے شغل کو آپ نے اختیار کر لیا تھا جو بکریاں چرانا تھا عرب کے اکثر شریف خاندان کے بچے اس زمانہ میں یا تو اونٹ چرایا کرتے تھے یا بکریاں آپ نے بہت دنوں تک بکریاں چرائیں اور ہمیشہ نیک اطوار رہے۔

اس زمانہ میں چونکہ عرب کے اندر لکھنے پڑھنے کا رواج زیادہ نہ تھا جس کا ثبوت یہ ہے کہ حجاز کے پورے علاقہ میں صرف سات آدمی ایسے تھے جو پڑھنا لکھنا جانتے تھے اس لئے آپ کو لکھنے پڑھنے کا نہ تو خود موقعہ ملا اور نہ وارثوں نے آپ کی تعلیم کا کوئی انتظام کیا۔

تجارتی سفر عبدالمطلب کی وفات کے بعد ہاشمی خاندان میں کوئی ایسا شخص موجود نہ تھا جو اپنے خاندانی اعزاز و وقار کو بدستور قائم رکھتا۔ بیٹوں

میں صرف زبیر تھے جو بڑے ہونے کے سبب خاندان میں بزرگی کے مالک تھے لیکن افلاس کی وجہ سے اتنے پریشان تھے کہ ان کو باپ دادا کی عظمت برقرار رکھنے کا موقعہ ہی نہ ملا نتیجہ یہ ہوا کہ مکہ کی سرداری کا منصب اعظم ہاشمی خاندان کے ہاتھوں سے نکل کر دوسرے سر برآوردہ لوگوں کے ہاتھوں میں چلا گیا اور ابوسفیان و نوفل مکہ کے سردار بن گئے البتہ کعبہ کی تولیت اور حجاج کو پانی پلانے کا منصب بدستور ہاشمی خاندان میں رہا اور ہاشمیوں نے ابو طالب کو خاندان کا سردار تسلیم کرکے ان کے سپرد یہ مناصب کر دئے ہاشمی خاندان کے جد اعظم ہاشم نے ایک تجارتی قافلہ کی روانگی کا انتظام کیا تھا جو کہ مکہ سے شام اور شام سے یمن کو جایا کرتا تھا۔ ہاشم چونکہ خود بڑے تاجر تھے اس لئے وہ اور ان کے بیٹے اس قافلہ کو لے جایا کرتے تھے ہاشم کے بعد یہ خدمت بھی ابو طالب کے سپرد ہوئی اور شام کی طرف تجارتی قافلہ کرنے جانے لگے۔

حضور صلعم کی عمر نو سال کی تھی کہ ابو طالب قافلہ کے ہمراہ شام جانے لگے ابو طالب کا ارادہ تھا کہ سفر میں چونکہ تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس لئے حضور صلعم کو اپنے ساتھ نہ لے جائیں لیکن حضور صلعم کو ان کی جدائی گوارا نہ ہوئی اور جس وقت وہ اونٹ پر سوار ہوئے تو آپ رونے لگے ابو طالب اس منظر سے بے حد متاثر ہوئے اور آپ کو اپنے ساتھ لے لیا۔ ۲۰

ابو طالب کا یہ تجارتی قافلہ جس میں حضور صلعم بھی شریک تھے۔ جب بصرے میں پہنچا جو اس زمانہ میں رومی سلطنت کے ماتحت تھا۔ تو وہاں کے صومعہ کے راہب بحیرا نے حضور صلعم کو غور سے دیکھا اور آپ میں چند خاص نشانیاں پاکر آپ کے چچا ابو طالب سے کہا "تم اس کو یہود کے ملک (شام) میں نہ لے جاؤ ممکن ہے وہ اس کو گزند پہنچائیں میں تمہارے بھتیجے میں وہ تمام نشانیاں پاتا ہوں جو آسمانی کتب میں نبی آخرالزماں کی پائی جاتی ہیں۔" ابو طالب نے یہ سن کر آپ کو مکہ واپس بھیج دیا اور خود شام چلے گئے۔

ایامِ جوانی

حضور صلعم کا بچپن اتنا صاف و ستھرا تھا کہ ہر شخص آپ کا مداح تھا آپ کی سچائی مکہ اور عرب میں زبان زد تھی، صبر و تحمل، سیر چشمی اور بردباری مشہور انام تھی اور امانت کی نسبت تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ سارا مکہ آپ کو امین کے خطاب سے مخاطب کرتا تھا۔ ابو طالب اپنے بھتیجے کی ان خوبیوں پر گرویدہ تھے اور بھتیجا چچا کی فرمانبرداری و اطاعت بیٹوں سے زیادہ کرتا تھا۔

شام کا دوسرا سفر عبدالمطلب چونکہ حجاز و عرب میں ایک خاص خاندانی اقتدار رکھتا تھا اس لئے اس کے بیٹوں کو اپنی حالت درست اور عزت و وقار برقرار رکھنے پر آمدنی سے زیادہ خرچ کرنا پڑتا تھا اور اس وجہ سے اُن کی مالی حالت دن بدن سقیم ہوتی جاتی تھی اور افلاس بڑھتا جاتا تھا۔ خصوصاً حضور صلعم کے کفیل ابو طالب کا۔

ابو طالب کثیر الاولاد تھے اور تجارتی آمدنی محدود تھی اس لئے خانگی مصارف کی زیادتی سے اکثر پریشان رہا کرتے تھے جب حضور صلعم کی عمر ۲۴ سال کی ہو گئی تو ایک روز ابو طالب نے آپ کو بلا کر کہا "عزیزم جانتے ہو میری مالی حالت بہت خراب ہے اور میں مصارف کی زیادتی سے ہر وقت پریشان رہتا ہوں۔ خدیجہ اپنا مال تجارت شام بھیجنے کے لئے ایک امین کی متلاشی ہیں اگر تم چلے جاؤ تو بہتر ہے۔" حضور صلعم نے چچا کی خواہش کو سن کر فرمایا "آپ جیسا مناسب خیال فرمائیں انتظام کر دیں مجھے کوئی عذر نہیں ہے" یہ سن کر ابو طالب خدیجۃ الکبریٰ کے پاس گئے اور کہا کہ "تم میرے بھتیجے محمد صلعم کو اپنا تجارتی مال دے کر شام بھیج دو۔" خدیجۃ الکبریٰ نے اس کو منظور کر لیا اور آپ کو مال دے کر اپنے غلام میسرہ کے ساتھ شام روانہ کیا۔

ایک روایت یہ ہے کہ خود خدیجہ نے آپ کی دیانت و امانت اور راست بازی کی تعریف سن کر آپ سے مال تجارت لے جانے کی خواہش کی تھی اور آپ نے اس خیال سے کہ اس سلسلہ میں مالی فائدہ ہوگا اور چچا کی مدد ہوگی خدیجہ کی خواہش کو قبول کر لیا تھا۔

خدیجہ قبیلۂ قریش کی ایک مالدار بیوہ عورت تھیں اور حسین و جمیل ہونے کے ساتھ ہی عقلمند بھی تھیں آپ کے دو شوہر وفات پا چکے تھے، آخری شوہر مکہ کے مشہور دولتمند تاجر تھے ان کی وفات کے بعد خدیجۃ الکبریٰ نے اپنے تجارتی شغل کو جاری رکھا اور معتمد امین لوگوں کے ہمراہ اپنا مال شام وغیرہ بھیجتی رہیں۔ اسی سلسلہ میں اُنھوں نے حضور صلعم سے بھی مال تجارت لے جانے کی خواہش کی تھی۔

غرض حضور صلعم خدیجۃ الکبریٰ رضی کا مال تجارت لے کر شام کی طرف روانہ ہوئے اس تجارتی سفر میں خدیجہ کا غلام میسرہ آپ کے ساتھ تھا اس سفر میں خدیجۃ الکبریٰ کا مال کافی نفع سے فروخت ہوا اور حضور صلعم نے واپس آکر تمام روپیہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رض کے سپرد کر دیا۔ جس میں سے حضرت خدیجہ رض نے آپ کا منافع یا اُجرت آپ کے حوالہ کر دیا اور آپ نے اس کو گھر پہنچ کر اپنے چچا ابو طالب کے سامنے رکھ دیا جس کو دیکھ کر ابو طالب بہت خوش ہوئے۔

بعض مورخوں نے لکھا ہے کہ اس سفر میں حضور صلعم کی ملاقات بصرٰی میں نسطورا راہب سے ہوئی جو بحیرا راہب کا قائم مقام تھا اور اس نے آپ میں نبی آخرالزمان کی علامات پاکر آپ کی خوب خاطر و مدارات کی اور میسرہ کو بتایا کہ محمدؐ ایک جلیل القدر انسان یا نبی آخرالزماں ہوں گے۔

خدیجۃ الکبریٰؓ سے نکاح حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ کے غلام میسرہ نے نسطورا سے جو باتیں سنی تھیں ان کو خدیجۃ الکبریٰؓ سے بیان کیا۔ میسرہ کی باتوں کو سن کر حضرت خدیجۃ الکبریٰ کو اپنا وہ خواب یاد آ گیا جو اُنھوں نے اپنے دوسرے شوہر ابو ہالہ کی وفات کے بعد دیکھا تھا اور وہ یہ تھا کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کو خواب میں آسمان پر ایک روشنی دکھائی دی پھر اُنھوں نے دیکھا کہ وہ روشنی ماہتاب کی صورت میں زمین پر اُتری اور ان کے گھر میں داخل ہو گئی جس سے سارا گھر بقعہ نور بن گیا صرف ان کا گھر ہی نہیں سارا محلہ جگمگانے لگا اور ہر گھر میں اس کی روشنی پھیل گئی، خدیجۃ الکبریٰؓ نے یہ خواب دیکھ کر صبح کو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل سے بیان کیا جو توریت کا ایک بڑا عالم تھا اور تعبیر دریافت کی۔ ورقہ نے بتایا کہ خدیجہ تم ایک جلیل القدر انسان یا نبی آخر الزماں کے نکاح میں آنے والی ہو جس کا دین تمام دینوں پر غالب آ جائے گا۔

خدیجۃ الکبریٰؓ نسطورا راہب کے بیان اور اپنے خواب کے واقعہ پر کئی روز تک غور کرتی رہیں۔ آپ چونکہ شریف خاندان اور پاک باز عورت تھیں اس لئے قریش کے بہت سے دولت مند اور عرب کے سردار آپ سے نکاح کے خواہشمند تھے لیکن خدیجۃ الکبریٰ کسی طرح منظور نہیں کرتی تھیں۔ آخر کئی روز کے غور و تامل کے بعد آپ نے ایک عورت نفیسہ نام کو بلایا اور ابو طالب کے پاس نسبت کا پیام بھیج دیا۔ ابو طالب کو جب خدیجۃ الکبریٰ کا یہ پیام پہنچا تو وہ بہت خوش ہوئے اور حضور صلعم سے اس کا ذکر کیا۔ حضور نے اس نسبت کو منظور کر لیا اور نسبت مستحکم ہو جانے کے بعد ابو طالب رؤسائے قریش کو ساتھ لے کر حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے مکان پر گئے اور حضور صلعم کا نکاح حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ سے کر دیا۔

نکاح کے وقت حضور صلعم کی عمر ۲۵ سال کی اور حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی ۴۰ سال کی تھی دونوں اس تعلق سے بہت خوش تھے۔ حضور صلعم کو حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ سے بے حد محبت تھی۔ اور اسی طرح حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ بھی آپ سے بے حد مانوس تھیں اس تعلق نے حضور صلعم کی عزت و عظمت اور وقار کو قریش میں بہت بلند کر دیا اور ابو طالب کو بھی ایک حد تک پریشانی سے نجات مل گئی۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی محبت کی حضور نے بھی غیر معمولی قدر کی اور ہر وقت خدیجۃ الکبریٰ کو خوش رکھا۔ یہاں تک کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی زندگی میں دوسرا نکاح نہیں کیا۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے ۶۵ سال کی عمر پائی اور حضور صلعم سے نکاح کے بعد ۲۵ سال زندہ رہیں لیکن اس طویل مدت میں ایک دن بھی کشیدگی و تلخی کا کوئی واقعہ رونما نہیں ہوا۔

حضور صلعم کی تقریباً ساری اولاد حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ ہی کے بطن سے ہوئی۔ صرف ایک لڑکا ابراہیمؑ ماریہ قبطیہ سے ہوا جن کو اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس نے حضور صلعم کی خدمت میں ہدیہ کے طور پر بھیجا تھا۔

تعمیر کعبہ ۳۵ سال کی عمر تک حضور صلعم نے جس طرح حجاز میں زندگی بسر کی تھی اس کی نظیر حجاز و عرب کے کسی بڑے سے بڑے شخص میں بھی نظر نہ آتی تھی آپ ہر شخص سے اخلاق کے ساتھ پیش آتے، غریبوں، کمزوروں اور بیکسوں کی مدد کرتے اور مظلوموں پر شفقت فرماتے تھے اور جس قدر وقت تجارت کے کاموں اور خدمت مخلوق سے بچتا تھا اس میں روحانی ترقی کے ذرائع پر غور کرتے تھے۔

انھیں ایام میں قبائل قریش کو خانۂ کعبہ کی تعمیر کا خیال پیدا ہوا جو مرور زمانہ سے بہت بوسیدہ ہو گیا تھا اس زمانہ میں خانہ کعبہ نشیب میں واقع تھا اور بارش کا سارا پانی خانہ کعبہ کے چاروں طرف جمع ہو جاتا تھا جس سے آمد و رفت بند ہو جاتی تھی اور عمارت کو بھی نقصان پہنچتا تھا۔ اول تو عربوں نے پانی کو روکنے کے لئے بند باندھے لیکن پانی نہ رکا اور چند سال کے اندر کعبہ کی دیواریں پھٹ گئیں جب یہ احتمال پیدا ہو گیا کہ اگر جلد دوبارہ خانۂ کعبہ کو تعمیر نہ کیا جائے گا تو بارش کا پانی خانۂ کعبہ کو منہدم کر دے گا اس لئے قریش کے قبیلہ بنو ہاشم، بنو مطلب اور بنو اسد وغیرہ جمع ہوئے اور خانہ کعبہ کی تعمیر پر مشورہ کیا اور یہ قرار پایا کہ جلد سے جلد تعمیر کا سلسلہ شروع کر دیا جائے چنانچہ خانۂ کعبہ کی تعمیر شروع ہو گئی۔ تعمیر خانہ کعبہ کے نیک کام میں قریش کے تمام قبائل شریک تھے، یہاں تک کہ خود حضور صلعم بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ پہاڑوں سے پتھر اٹھا اٹھا کر لا رہے تھے، جب دیواریں بلند ہو گئیں ۲۱
اور حجر اسود کو لگانے کا وقت آیا تو قبائل میں اختلاف اور پھر مخالفت پیدا ہو گئی چونکہ ہر شخص اس کا متمنی تھا کہ حجر اسود کو اپنے ہاتھ سے تعمیر میں نصب کرے اور یہ مقدس کام اس کے ہاتھوں انجام پر پہنچے۔

اس مخاصمت نے خانۂ کعبہ کی تعمیر کو روک دیا اور ضد و جہالت نے یہاں تک طول کھینچا کہ لڑائی چھڑ جانے کا اندیشہ پیدا ہو گیا۔ چار دن تک برابر ہی جھگڑا ہوتا رہا۔ آخر قریش کے ایک بڑے سردار نے مشورہ کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ کل صبح کو جو شخص سب سے پہلے کعبہ میں داخل ہو اُس کو حکم بنا دیا جائے اور وہ جس کے حق میں فیصلہ کر دے اُس کو منظور کر لیا جائے، سب نے اس تجویز کو قبول کر لیا اور جھگڑا رفع ہو گیا۔

خدا کی شان سب سے پہلے کعبہ میں حضور صلعم پہنچے اور چونکہ آپ کی دیانت و صداقت اور امانت مشہور عام تھی اس لئے سب نے آپ کا حکم ہونا خوشی سے منظور کر لیا۔

حضور صلعم نے اس گتھی کو انتہائی قابلیت اور دانشمندی سے اس طرح سلجھایا کہ ایک چادر زمین پر بچھائی اور اُس کے اندر اپنے ہاتھ سے حجر اسود کو رکھ کر ہر قبیلہ کے سردار سے کہا کہ چادر کو پکڑ کر سب لوگ اُٹھائیں، چنانچہ تمام سرداروں نے چادر کے گوشوں کو پکڑ لیا اور انتہائی مسرت کے ساتھ اس کو بلند کیا۔ جب چادر اُس مقام تک بلند ہو گئی جہاں حجر اسود کو نصب کرنا تھا تو

حضور صلعم نے پھر اپنے ہاتھوں سے حجر اسود کو چادر کے اندر سے نکالا اور اس کے مقام پر نصب کر دیا۔

چونکہ قریش کے پاس تعمیر کی تکمیل کے لئے کافی سرمایہ نہ تھا اور جس قدر انہوں نے جمع کیا تھا وہ ختم ہو چکا تھا اس لئے خانۂ کعبہ کا ایک گوشہ تعمیر میں چھوڑ دیا گیا جس کو حطیم کہتے ہیں۔ یہ گوشہ آج بھی چھوٹا ہوا ہے لیکن خانۂ کعبہ کا جزو ہونے کے سبب اس کو حج و عمرہ کے طواف میں شامل کر لیا جاتا ہے۔

چند خاص واقعات ۔ حضور صلعم کی ابتدائی زندگی و بعثت سے قبل کے حالات اوپر لکھے جا چکے ہیں اس عنوان کے ماتحت ہم چند اور واقعات ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔ جو بعثت سے قبل آپ کی زندگی کے اہم واقعات میں شمار ہوتے ہیں۔

علی رضؓ کی کفالت تعمیر کعبہ کے بعد عرب میں سخت قحط پڑا اشیائے خوردنی کی کمیابی سے لوگ بھوکے مرنے لگے قحط کیا تھا ایک قیامت تھی۔ جس نے ہر شخص کو پریشان اور بدحواس بنا رکھا تھا یہاں تک کہ عزیز قریب والے اشخاص بھی اپنوں سے بے پروا ہو گئے تھے۔

ان ایام کے مصائب کو دیکھ کر حضور صلعم کو بہت تکلیف ہوئی اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ کے مشورے سے آپ نے یتیموں غریبوں، محتاجوں اور قرضہ داروں کے ساتھ ہمدردی کی اور ان کی مناسب امداد کرتے رہے بہت سے لوگوں کی جانیں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ کی مالی امداد سے بچیں اور بہت سے ۲۲
مصیبت زدوں نے آپ کی اعانت سے نجات پائی۔ ابو طالب حضور صلعم کے چچا چونکہ کثیر الاولاد تھے اور آمدنی بہت کم تھی اس لئے ان ایام میں ان کی پریشانی دیکھی نہ جاتی تھی ایک روز حضور صلعم نے اپنے چچا حضرت عباس رضؓ سے اس معاملہ میں مشورہ کیا اور کہا کہ قحط نے چچا جان کی حالت بدتر سے بدتر بنا رکھی ہے بہتر ہے کہ ہم ان کی کچھ مدد کریں اور اس کی صورت یہ ہے کہ ہم دونوں ان کا ایک ایک بچہ اپنی کفالت میں لے لیں۔ حضرت عباس رضؓ اس پر راضی ہو گئے اور ابو طالب کے سامنے اپنی خواہش کو پیش کیا۔ ابو طالب نے کہا۔ صرف عقیل کو میرے پاس چھوڑ دو۔ اور باقی بچوں کو تم لے جاؤ چنانچہ حضور صلعم حضرت علی رضؓ کو لے آئے اس وقت حضرت علی رضؓ کی عمرہ یا ۵ سال کی تھی اور حضرت جعفر رضؓ کو حضرت عباس رضؓ اپنے ساتھ لے گئے۔

زید بن حارثہ کا واقعہ زید بن حارثہ قبیلہ بنو کلب کا ایک لڑکا تھا۔ جو اپنی ماں کے ساتھ کہیں جا رہا تھا بنو کلب کے دشمن قبائل نے راستہ میں اس لڑکے کو اس کی ماں سے چھین لیا۔ اور عکاظ کے بازار میں لا کر فروخت کر دیا حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بھتیجے حکیم بن حزام نے اس لڑکے کو چار سو درہم میں خرید لیا اور غلام بنا لیا۔ پھر اس کو اپنی پھوپھی حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی خدمت کے لئے دے دیا۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ نے حضور صلعم سے نکاح کر لینے کے بعد اس لڑکے کو آپ کی خدمت کے لئے آپ کو ہبہ کر دیا اور حضور صلعم کی خدمت میں رہنے لگا۔ زید اگرچہ ایک بدشکل لڑکا تھا مگر نہایت خدمت گزار اور نمک حلال تھا اس لئے حضور صلعم اس کی خدمت سے بہت خوش تھے اور اپنے بیٹے کی طرح اس کو سمجھتے اور اس سے محبت کرتے تھے۔ زید جب ہوشیار ہو گیا تو قبیلۂ بنو کلب کے ایک شخص نے جو مکہ میں حج کرنے آیا تھا اس کو پہچان لیا اور واپس جا کر زیدؓ کے باپ حارثہ سے کہا کہ تیرا بیٹا زید مکہ میں محمدؐ بن عبداللہ کے پاس موجود ہے اور بہت آرام سے ہے۔ حارثہ بیٹے کی جدائی سے سخت پریشان تھا اور عرصہ تک تلاش کرنے کے بعد پتہ نہ پانے پر مایوس ہو کر بیٹھ رہا تھا۔ وہ اس خبر کو سن کر فوراً چل کھڑا ہوا اور مکہ پہنچ کر حضور صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور ایک بڑی رقم حضور صلعم کی خدمت میں پیش کر کے عرض کیا کہ آپ میرے بچے کو آزاد کر دیں۔ حضور صلعم نے حارثہ کی خواہش کو سن کر فوراً زید کو بلایا اور فرمایا:۔

”زید! میری طرف سے تو بالکل آزاد ہے اب تجھ کو اختیار ہے اپنے باپ کے ہمراہ چلا جا یا میرے پاس رہ۔“ یہ حکم دے کر آپ نے حارثہ کا زرِ فدیہ واپس کر دیا اور زید کو پورا پورا اختیار دے دیا زید نے آپ کے ارشاد کو سن کر کہا ”میں حضور کو چھوڑ کر کہیں نہیں جا سکتا میرے ماں باپ حضور ہی ہیں۔“ یہی وہ زید بن حارثہ ہیں جن کو آپ نے اپنا متبنیٰ بنا لیا تھا اور بیٹوں کی طرح اپنے ہمراہ رکھا تھا یہاں تک کہ لوگ ان کو زید بن محمدؐ کہنے لگے تھے۔ حضور صلعم نے ان کی شادی اپنی پھوپھی زاد بہن سے کر دی تھی اور ان کے بطن سے ان کا لڑکا اسامہ پیدا ہوا تھا پھر یہی وہ غلام زید ہیں جن کو حضور صلعم نے جنگ موتہ میں صحابہ کے لشکر کا سردار بنا کر بھیجا تھا۔ اور اسی جنگ میں وہ شہید ہوئے تھے۔

حضور صلعم کی اولاد ۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بطن سے حضور صلعم کے چھ بچے پیدا ہوئے تھے یعنی دو لڑکے قاسم۔ عبداللہ اور چار لڑکیاں زینب رقیہ ام کلثوم اور فاطمہ ان میں سے قاسم جن کے نام سے حضور صلعم ابو القاسم کنیت فرماتے تھے چار سال کی عمر میں انتقال کر گیا اور ان کے بعد عبداللہ نے بھی انتقال کیا۔ البتہ صاحبزادیاں زندہ رہیں اسلام کا عہد پایا اور مسلمان ہوئیں۔

بعض مورخین کا بیان ہے کہ حضور صلعم کے صاحبزادے ابراہیمؓ نے جو ماریہ قبطیہ کے بطن سے عہد نبوت میں پیدا ہوئے تھے سنہ ھ میں انتقال کیا۔ حضور صلعم کو ان کی وفات کا سخت ملال ہوا یہاں تک کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

حضور صلعم کی صاحبزادیوں میں سے سب بڑی صاحبزادی زینب کا نکاح ابو العاص سے ہوا تھا جو ان کے خالہ زاد بھائی تھے ابو العاص کافروں کے ساتھ جنگ بدر میں گرفتار ہو گئے تو حضرت زینبؓ نے اُن کے زرِ فدیہ میں اپنا وہ ہار بھیجا جو حضرت خدیجہؓ نے ان کو جہیز میں دیا تھا حضور اس ہار کو دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے اور ابو العاص کو بغیر فدیہ کے چھوڑ دیا گیا اور ہار واپس بھیج دیا گیا۔

ابوالعاص سے رہائی کے وقت یہ عہد لیا گیا کہ مکہ جا کر فوراً زینبؓ کو مدینہ بھیجدو چنانچہ اُنھوں نے زینب رضؓ کو مدینہ بھیجدیا۔ اور فتح مکہ کے بعد ابوالعاص مدینہ آکر خود بھی مسلمان ہوگئے۔ حضور صلعم نے قدیم نکاح کو باقی رکھا اور زینبؓ کو ان کے یہاں بھیجدیا۔ رقیہ اور ام کلثوم دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے حضرت عثمان رضؓ خلیفہ سوم کے نکاح میں آئیں اور سب سے چھوٹی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضؓ کی شادی ۲ھ ہجری میں حضرت علی رضؓ سے ہوئی جن سے حضرت علی رضؓ کے چار بچے ہوئے یعنی حسنؓ، حسینؓ، زینبؓ اور ام کلثومؓ حضور صلعم کی صاحبزادیوں سے حضرت فاطمہ زہراؓ کے سوا کسی سے اولاد کا سلسلہ نہیں چلا۔

نبوت کے آثار حضور صلعم کی عمر جب چالیس سال کے قریب پہنچی تو آپ کو تنہائی زیادہ پسند آنے لگی آپ اکثر تنہائی میں بیٹھتے اور خاموشی کے ساتھ غور و فکر میں مشغول رہتے تھے۔ پھر آپ کو خلوت میں غور و فکر سے اس قدر لذت حاصل ہونے لگی کہ آپ آبادی سے دور کوہ حرا کے غار میں جا کر غور و فکر کرنے اور وہاں کئی کئی روز رہ کر عبادت الٰہی اور دعا میں مصروف رہنے لگے۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ چونکہ حضور صلعم کی مرضی کے تابع تھیں آپ نے کبھی حضور صلعم سے اس کے متعلق کچھ دریافت نہیں کیا بلکہ آپ جب عبادت و دعا کے لئے جانے لگتے تو کئی کئی روز کا کھانا پکا کر آپ کو دے دیتیں اور جب تک یہ کھانا رہتا حضور صلعم تنہائی میں عبادت کرتے رہتے اور پھر گھر جا کر کھانا لے آتے تھے۔

انھیں ایام میں آپ کو چند ایسے خواب دکھائی دئے جن کا ظہور دوسرے دن ہو جاتا تھا ان سچے خوابوں سے آپ بہت مسرور ہوتے تھے اور عبادت کا ذوق و شوق اور بڑھ جاتا تھا۔ کوہ حرا مکہ سے دو تین میل کے فاصلہ پر ہے اس میں بلندی پر ایک غار ہے جس کا طول تقریباً چار گز اور عرض پونے دو گز ہے، اسی غار میں حضور صلعم خداوند تعالےٰ کی تحمید و تقدیس کیا کرتے تھے کبھی کبھی ایسا بھی ہوا کہ حضور صلعم امید کے خلاف کئی دن تک واپس نہ آئے اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ کو اتنی تشویش ہوئی کہ وہ آپ کو دیکھنے کے لئے غار حرا میں پہنچ گئیں اور غار حرا میں کئی روز تک آپ کے ہمراہ رہیں۔

انھیں ایام میں عرب کے ان لوگوں میں جو توراۃ کے عالم تھے یہ چرچا ہونے لگا کہ نبی آخرالزماں کا عنقریب ظہور ہونے والا ہے، چنانچہ بعض مورخین نے ان پیشین گوئیوں کو نقل کیا ہے اور بتایا ہے کہ متعدد علماء تورات نے اس قسم کی پیشین گوئیاں کیں اور حجاز کے لوگوں کو بتایا کہ تمہارے ملک میں نبی آخرالزماں کا ظہور ہونے والا ہے یہاں تک کہ بعض علماء نے حضور صلعم کا نام بھی بتادیا تھا۔

عہد نبوت کی تاریخ

آغاز وحی اور خلعت نبوت سے سرفرازی کے وقت حضور صلعم کی عمر پورے چالیس سال کی تھی بعض کہتے ہیں چالیس سال اور ایک دن کی تھی بعض کہتے ہیں رمضان کی ۲۵ تاریخ تھی اور حضور صلعم کی عمر قمری حساب سے چالیس سال چھ ماہ اور سولہ دن کی تھی اور بعض ۴۳ سال کی عمر بتاتے ہیں۔ قرین قیاس چالیس سال ہی کی عمر ہے۔

نبوت کی بشارت حضور حسب معمول غار حرا میں عبادت میں مشغول تھے کہ روح الامین یعنی حضرت جبرئیلؑ غار کے اندر تشریف لائے اور کہا۔ "یا محمدؐ! انت رسول اللہ و انا جبرئیل۔ محمدؐ! تم خدا کے رسول ہو اور میں خدا کا فرشتہ جبرئیل ہوں۔ حضور صلعم کا بیان ہے کہ میں اس آواز سے ڈر گیا اور خوف زدہ ہو کر اُٹھ کھڑا ہوا۔ مکہ میں پہنچ کر گھر میں گیا اور لیٹ رہا جب ذرا سکون ہوا تو میں نے خدیجۃ الکبریٰ سے کہا کہ میں ایسی باتوں کو دیکھتا ہوں جن سے مجھ کو اپنی جان خطرہ میں نظر آتی ہے۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ نے آپ کو تسکین دی اور کہا کہ آپ غریبوں کے دستگیر و ہمدرد ہیں آپ کو خدا کبھی رنجیدہ نہ کرے گا اس کے بعد حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ حضور صلعم کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں حضور نے ورقہ سے واقعہ بیان فرمایا ورقہ نے واقعہ کو سن کر کہا "یہی وہ ناموس اکبر ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا تھا۔ کاش میں اُس وقت تک زندہ رہتا جبکہ تمہاری قوم تم کو نکال دے گی"۔ حضور صلعم نے پوچھا کیا میری قوم مجھ کو نکال دے گی"؟ ورقہ نے کہا" ہاں! دنیا میں جس شخص نے خدا کے احکام کو پیش کیا ہے اس کے ساتھ یہی سلوک ہوا ہے ۲۳

آغاز وحی روح الامین یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام کے نزول کا واقعہ ۹ ربیع الاول کا ہے اور اس واقعہ کے کچھ دن بعد نزول وحی کا سلسلہ شروع ہوا ہے احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید رمضان میں نازل ہوا" اس بناء پر کہا جا سکتا ہے کہ بشارت نبوت اور نزول وحی کے درمیان تقریباً چھ ماہ کا فاصلہ ہے اس عرصہ میں حضور صلعم برابر عبادت و ریاضت میں مشغول رہے اور رویائے صادقہ سے نبوت کی تصدیق ہوتی رہی۔

نزول وحی کا واقعہ سب سے پہلی وحی حضور صلعم پر کس طرح نازل ہوئی اس کا واقعہ تفصیل سے احادیث میں بیان کیا گیا ہے چنانچہ صحیح بخاری کی ایک حدیث ہے "عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ وحی کے سلسلہ میں سب سے پہلی چیز جو رسول اللہ صلعم کے ساتھ شروع کی گئی وہ سوتے میں سچے خوابوں کا نظر آنا تھا آپ جو خواب دیکھتے اس کی تعبیر روشن صبح کی مانند نظر آجاتی اس کے بعد آپ کو تنہائی پسند آنے لگی اور آپ غار حرا کے اندر گوشہ نشین رہنے لگے غار حرا میں آپ عبادت فرمایا کرتے تھے اور کئی کئی روز عبادت میں مشغول رہتے تھے آپ اپنے ہمراہ گھر سے کھانا لے جاتے (اور جب وہ ختم ہو جاتا) تو خدیجۃ الکبریٰ کے پاس واپس آتے اور جتنے دن غار میں قیام کا ارادہ ہوتا اتنے دن کا سامان پھر لے جاتے یہاں تک کہ آپ کے پاس حق آیا (یعنی حق کا پیغام آیا) یعنی آپ غار حرا میں (عبادت کر رہے) تھے کہ خدا کا فرشتہ (جبرئیلؑ) آپ کے پاس آیا اور کہا" پڑھو" حضور

نے فرشتہ کا حکم سن کر کہا " میں پڑھا ہوا نہیں ہوں (یعنی میں پڑھنا نہیں جانتا ہوں) حضور نے فرمایا کہ (میرے اس جواب کو سن کر) فرشتہ نے مجھ کو پکڑ لیا اور (سینہ سے لگا کر) زور سے دبایا یہاں تک کہ میں بے حال ہوگیا پھر فرشتے نے مجھ کو چھوڑ دیا اور کہا " پڑھو " میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں " اس نے پھر مجھ کو پکڑ لیا اور سینہ سے لگا کر خوب دبایا یہاں تک کہ میں بے حال ہوگیا فرشتے نے پھر مجھ کو چھوڑ دیا اور کہا " پڑھو " میں نے کہا " میں پڑھا ہوا نہیں ہوں " اس نے پھر مجھ کو پکڑ لیا اور سینہ سے لگا کر خوب دبایا اور کہا :

اقرأ باسم ربك الذي	اے محمد اپنے اس رب کا نام لے کر قرآن پڑھو
خلق خلق الانسان من علق	جس نے سب کو پیدا کیا خون بستہ سے
اقرأ وربك الاكرم الذي	آدمی کو پیدا کیا، پڑھو تیرا پروردگار سب سے بزرگ
علم بالقلم علم الانسان	ہے تیرا پروردگار جس نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا اور انسان کو وہ چیز سکھائی جس کو وہ
ما لم يعلم۔	نہیں جانتا تھا۔

(سورۃ العلق)

حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد حضور صلعم ان آیتوں کو لے کر مکہ کی طرف لوٹے اور حالت یہ تھی کہ آپ کا دل کانپ رہا تھا۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے پاس پہنچ کر آپ نے فرمایا " مجھ کو (کپڑا) اوڑھا دو۔ مجھ کو (کپڑا) اوڑھا دو " چنانچہ آپ کو کپڑا اوڑھا دیا گیا۔ یہاں تک کہ آپ کا خوف دور ہوگیا۔ اس کے بعد آپ نے خدیجہ رضہ سے واقعہ بیان فرمایا اور پھر کہا " مجھ کو اپنی جان کا خوف ہے " خدیجہ نے کہا " آپ ہرگز نہ ڈریں (ایسا نہ ہوگا) خدا کی قسم! خدا 21
آپ کو کبھی ذلیل و رسوا نہ کرے گا۔ آپ رشتہ داروں سے سلوک کرتے ہیں، غریبوں یتیموں کی خبر گیری کرتے اور مسکینوں کے لئے کماتے ہیں، مہمانداری کرتے ہیں اور قدرتی حوادث میں لوگوں کی مدد فرماتے ہیں "

پھر حضرت خدیجۃ الکبریٰ آپ کو اپنے چچازاد بھائی، ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ اور ان سے کہا " چچا کے بیٹے! اپنے بھتیجے (یعنی حضور صلعم) کا واقعہ سن " ورقہ نے آپ سے دریافت کیا " بھتیجے! تم کو کیا دکھائی دیتا ہے " حضور صلعم نے سارا واقعہ بیان کیا ورقہ نے (واقعہ سن کر) کہا " یہ وہی ناموس (فرشتہ) ہے جس کو خدا نے موسیٰ پر نازل فرمایا تھا۔ کاش میں اس وقت جوان ہوتا جبکہ تم اپنی دعوت کی تبلیغ کرتے یا کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا جبکہ تمہاری قوم تم کو مکہ سے نکال دے گی " حضور صلعم نے یہ سن کر پوچھا " کیا میری قوم مجھ کو مکہ سے نکال دے گی " ورقہ نے کہا " ہاں (اور اس کا سبب یہ ہے کہ) جس چیز کو تم لائے ہو یعنی نبوت و رسالت و احکام خدا کو جو شخص بھی اس کو لایا ہے اس کے ساتھ دشمنی کی گئی ہے۔ اگر میں اس وقت موجود رہا تو تمہاری معقول مدد کروں گا " صحیح روایت ہے کہ ماہ رمضان کو وحی نازل ہوئی جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے انا انزلناه في ليلة القدر یعنی خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے قرآن کو شب قدر میں نازل کیا ہے اور شب قدر عام روایات کی بنا پر ماہ رمضان کے آخری عشرہ میں ہوتی ہے۔

احادیث میں آیا ہے کہ پہلی وحی نازل ہونے کے بعد کچھ عرصہ تک وحی کا سلسلہ منقطع رہا اور اس عرصہ میں حضور صلعم بہت پریشان رہے کبھی یہ خیال ہوتا کہ مجھ کو جنون تو نہیں ہوگیا ہے اور کبھی دل میں یہ فرماتے کہ میں کاہن تو نہیں ہوگیا ہوں آپ اس عرصہ میں بار بار غار حرا جاتے اور عبادت میں مصروف رہتے تھے، کبھی کبھی آپ کے دل میں یہ خیال بھی پیدا ہوتا تھا کہ اس پریشانی کی زندگی سے تو یہ بہتر ہے کہ میں اپنے آپ کو پہاڑ کے اوپر سے گرا دوں اور اپنی زندگی کو ختم کر دوں آپ اسی تشویش میں اور پریشانی میں تھے کہ غار حرا کے قریب سے ایک دن آپ کو یہ آواز سنائی دی " یا محمد انت رسول الله وانا جبريل " یعنی اے محمد! تم اللہ کے رسول ہو اور میں جبرئیل فرشتہ ہوں " آپ نے آسمان کی جانب نظر اٹھائی، وہ جبرئیل کو فضائے آسمانی میں معلق دیکھا اور اس کے بعد تشویش و پریشانی رفع ہوگئی اور وحی کا سلسلہ بھی شروع ہوگیا۔

اسلام کی خفیہ تبلیغ وحی کا سلسلہ شروع ہو جانے پر جو احکام خدائی جانب سے نازل ہوئے حضور نے ان کی خفیہ تبلیغ شروع کی اس لئے کہ قبائل خصوصاً خاندان قریش نہایت سخت مذہبی انسان تھے اور اپنے آبائی مذہب پر دل و جان سے شیدا تھے۔

حضور کے بیان کی سب سے پہلے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضہ نے تصدیق کی اور آپ کی نبوت پر ایمان لے آئیں آپ کے بعد دوسرا کون حلقۂ اسلام میں داخل ہوا علماء کے درمیان اس میں اختلاف ہے بعض کا قول ہے حضرت ابو بکر صدیق رضہ ایمان لائے اور بعض کہتے ہیں حضرت علی رضہ مسلمان ہوئے اس اختلاف کو یوں رفع کیا جا سکتا ہے کہ بالغ مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق رضہ ایمان لائے تھے جن کی عمر اس وقت اڑتیس سال کی تھی۔ اور بچوں میں سب سے پہلے حضرت علی رضہ مسلمان ہوئے جن کی عمر اس وقت ۸ سال، اور بقول بعض دس سال کی تھی۔ اور ان سب کے بعد حضرت زید بن حارثہ رضہ ایمان لائے جو حضرت خدیجہ رضہ کے غلام تھے اور انھوں نے حضور کی خدمت کے لئے آپ کو ہبہ کر دیا تھا اور آپ نے آزاد کر کے ان کو متبنیٰ بنا لیا تھا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضہ چونکہ قبائل قریش میں ایک دولت مند اور ہر دل عزیز شخص تھے اس لئے آپ سے اسلام کی تبلیغ میں بڑی مدد ملی۔ آپ تنہا اور کبھی حضور صلعم کو ساتھ لے جا کر مکہ کے شریف انسانوں کے پاس جاتے اور اسلام کی دعوت دیتے اور اس کا نتیجہ خاطر خواہ نکلتا۔ اسی طرح آہستہ آہستہ حضرات عثمان بن عفان، زبیر بن عوام، طلحہ بن عبید اللہ، سعد بن ابی وقاص، عبد الرحمٰن بن عوف، عثمان بن مظعون، ابو عبیدہ بن الجراح، ابو سلمہ بن عبد الاسد مخزومی، ارقم بن ارقم، جعفر بن ابی طالب، عبیدہ بن حارث، ابوذر غفاری، عمار بن یاسر، سعید بن زید اور عبد اللہ بن مسعود حلقۂ اسلام میں داخل ہوگئے۔ اسلام میں انھیں مسلمانوں کو سابقین اولین

کہا جاتا ہے۔

پہلی وحی کے بعد علمار اسلام کا بیان ہے کہ توحید باری اور بتوں سے بیزاری کے احکام نازل ہوئے اور اس کے بعد نماز فرض ہوئی اور بعض علمار کی تحقیق یہ ہے کہ اقرأ باسم ربک کو پڑھا کر حضرت جبرئیل نے حضور صلعم کو یہ بتایا کہ آپ خدا کے پیغام بر ہیں اور مخلوق خدا کی ہدایت آپ کا فرض ہے اور اس کے بعد جبرئیل ؑ نے توحید کی تعلیم اور بت پرستی و شرک سے اظہار و نفرت و برارت کی ہدایت کی اور پھر حضور صلعم کو وضو کرا کر نماز سکھائی۔

بہرنوع تعلیم توحید کے بعد نماز فرض ہوئی اور حضور صلعم نے مسلمانوں کو نماز سکھائی۔ ارقم مخزومی کا گھر حضور صلعم نے اپنی تبلیغ اور اسلام کی تعلیم کا مرکز قرار دے رکھا تھا۔ مسلمان وہیں جمع ہوتے، قرآن پڑھتے اور نماز ادا کرتے تھے۔ عورتوں میں آپ کی تبلیغ سے حضرت عباس رضؓ کی بیوی ام الفضل حضرت ابو بکر رضؓ کی بیٹی اسمار رضؓ حضرت عمر فاروق کی بہن فاطمہ اور اسمار بنت عمیس رضؓ مسلمان ہوئیں۔

ابو طالب آپ کے چچا کو آپ کی تبلیغ کا علم ہو چکا تھا۔ اور بعض مشرکین قریش کو بھی لیکن عام طور پر کسی کو دین اسلام کی حقیقت معلوم نہ تھی۔ ایک روز حضور صلعم حضرت علیؓ کو ساتھ لئے ہوئے پہاڑی کی طرف ارقم کے گھر نماز پڑھنے جا رہے تھے۔ کہ راستہ میں ابو طالب ملے اور حضور صلعم سے دریافت کیا۔ "بھتیجے تم نے کون سا مذہب نکالا ہے" حضور نے فرمایا "چچا جان! یہ خدا کا خدا کے فرشتوں کا، خدا کے پیغمبروں کا اور ہمارے دادا ابراہیم ؑ کا مذہب ہے۔ خدا نے مجھ کو اپنا پیامبر بنایا ہے تاکہ میں اُس کے بندوں کو راہ راست دکھاؤں اور گمراہی سے بچاؤں" اس کے بعد حضور صلعم نے فرمایا کہ "چچا جان آپ چونکہ حق کو قبول کرنے کے سب سے زیادہ مستحق ہیں اس لئے آپ حق کو قبول فرمالیجئے اور اشاعت دین حق میں مجھ کو مدد دیجئے" ابو طالب نے کہا "میں اپنے باپ دادا کے مذہب کو ترک نہیں کر سکتا لیکن خدا کی قسم! میں تمہاری حفاظت کروں گا اور جب تک زندہ ہوں تم کو کوئی ضرر نہیں پہنچنے دوں گا" اس کے بعد ابو طالب نے اپنے بیٹے علیؓ سے پوچھا "بیٹا تمہارا کیا مذہب ہے" علی رضؓ نے کہا "میں خدا اور خدا کے رسول پر ایمان لایا ہوں" ابو طالب نے کہا۔ "بہتر ہے تم اپنے بھائی کے ساتھ رہو وہ تم کو بھلائی کے سوا کوئی چیز نہ بتائے گا"

تین برس تک حضور صلعم اسی طرح خفیہ طور پر اسلام کی تبلیغ کرتے رہے اور پہاڑ کی گھاٹی میں اسلام کی تعلیم سے مسلمانوں کے دل و دماغ کو منور فرماتے رہے یہاں تک کہ اعزہ و اقربا میں علانیہ تبلیغ کا حکم نازل ہوا۔

اسلام کی علانیہ تبلیغ

تین سال تک حضور صلعم خفیہ طور پر اسلام کی تبلیغ کرتے رہے اور اس عرصہ میں چالیس کے قریب آدمی مسلمان ہوگئے اس کے بعد خداوند تعالیٰ کا یہ حکم نازل ہوا۔

وانذر عشیرتک الاقربین

اے محمدؐ! اپنے قریبی رشتہ داروں کو عذاب الٰہی سے ڈراؤ۔ اور جو مسلمان تیرے تابع ہیں اُن کے لئے اپنے بازو نیچے رکھو یعنی ان سے اخلاق و نرمی سے کام لے، پھر اگر وہ تیری نافرمانی کریں تو کہہ دے کہ میں تمہارے اعمال سے بے تعلق ہوں اور خداوند غالب و مہربان پر بھروسہ رکھ

واخفض جناحک لمن اتبعک من المومنین فان عصوک فقل انی بریٔ مما تعملون وتوکل علی العزیز الرحیم۔

اس آیت کے نازل ہونے پر آپ نے اپنے قریب کے اعزہ کی دعوت کی جو چالیس کے قریب تھے کھانا کھلانے کے بعد آپ نے ان کو مخاطب کر کے کچھ کہنا چاہا تھا کہ بولہب (حضور کے چچا) نے فضول باتیں چھیڑ کر مجلس کو درہم برہم کر دیا اور حضور صلعم ان سے کچھ نہ کہہ سکے دوسرے دن آپ نے پھر ان لوگوں کی دعوت کی اور قریش کے اعیان کو بھی مدعو کیا کھانے سے فراغت کے بعد آپ نے حاضرین کو مخاطب کیا اور فرمایا۔

بنو عبد المطلب اور صنادید قریش! میں خدا کی طرف سے تمہارے لئے دین و دنیا کی بھلائی لے کر آیا ہوں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ جو چیز میں تمہارے لئے لایا ہوں عرب کے وسیع ملک میں آج تک اس سے بہتر کوئی چیز لے کر نہیں آیا خدا نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں تم کو بھلائی کی طرف بلاؤں اور برائی سے بچاؤں تم میں سے کون ہے جو اس کام میں میرے ساتھ رہے گا۔

حضورؐ کے ان الفاظ نے حاضرین کو دم بخود کر دیا اور کسی کی زبان سے ایک حرف بھی نہ نکلا آخر حضرت علیؓ کھڑے ہوئے اور کہا۔ ۲۵

"خدا کے سچے رسولؐ! میں اگرچہ سب سے چھوٹا ہوں اور میرا جسم نحیف و کمزور ہے لیکن میں آپ کا ساتھ دوں گا اور خدا کے احکام کی تبلیغ کروں گا"

حضور صلعم حضرت علی رضؓ کے کلمات سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا "لوگو! علیؓ تم سے جو کچھ کہے اُس کو سنو اور سچ مانو" مجمع نے آپ کے آخری الفاظ سنے اور ہنسنے لگا۔ ابولہب نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا "ابو طالب! اپنے بھتیجے اور بیٹے کی اطاعت کرو اور ان کا حکم مانو" یہ کہہ کر ابولہب کھڑا ہو گیا اور اُس کے ساتھ ہی دوسرے لوگ بھی اور تمسخر کرتے ہوئے اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔

عزہ و اقربا کی اس ناشائستہ حرکت سے حضور صلعم کو بہت رنج ہوا اور اُس وقت تک آپ کا انقباض دور نہ ہوا جب تک خدا کا یہ حکم نازل نہ ہو لیا۔

فاصدع بما تؤمر واعرض عن المشرکین۔ انا کفینٰک المستھزئین الذین یجعلون مع اللہ الٰھًا اٰخر فسوف یعلمون

اے محمدؐ! تم کو جو کچھ حکم دیا گیا ہے اُس کو کھول کر علی الاعلان سنا دو اور مشرکوں سے منہ موڑ لو تمسخر کرنے والوں کے لئے تمہاری طرف سے ہم کافی ہیں وہ تمسخر کرنے والے، جو اللہ کے ساتھ دوسرے معبود مقرر کرتے ہیں عنقریب ان کو اس کا علم حاصل ہو جائے گا۔

اس حکم کے نازل ہونے پر حضور صلعم نے علانیہ تبلیغ اسلام کا ارادہ کر لیا اور کوہ صفا پر عام تبلیغ کے ارادہ سے پہنچ گئے اس زمانہ میں یہ دستور تھا کہ جب

کسی مصیبت سے لوگوں کو آگاہ کرنا یا کسی اہم قومی و ملکی کام میں شرکت یا مشورہ کے لئے لوگوں کو جمع کرنا مقصود ہوتا تھا تو کوہ صفا پر کھڑے ہو کر لوگوں کو پکارتے تھے اور اس آواز کو سن کر ساری قوم جمع ہو جاتی تھی آپ نے اسی دستور کے موافق کوہ صفا پر چڑھ کر پکارنا شروع کیا۔

"اے جماعت قریش۔ اے بنو غالب! اے بنو فہر! اے بنو لوی! اے بنو عدی! اے بنو عبد مناف!"

آپ کی آواز سن کر سب لوگ جمع ہو گئے اور آپ نے ان کو مخاطب کر کے اس طرح کہنا شروع کیا:۔

"سرداران قریش و عرب! اگر میں تم سے یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک بڑی طاقتور فوج پڑی ہے جو موقع پا کر تم کو لوٹ لینا چاہتی ہے تو کیا تم میری بات کو مان لوگے"

حاضرین نے بلند آواز سے کہا "محمد! ہم نے آج تک تمہاری زبان سے کوئی غلط یا بیہودہ بات نہیں سنی ہے اور ہم تم کو امین اور صادق سمجھتے ہیں۔ ضرور ہم تمہاری بات کو سچا مانیں گے" یہ سن کر آپ نے پھر مجمع کو مخاطب کیا اور فرمایا

"لوگو! میں تم کو بتاتا ہوں کہ اگر تم نے خدا کی وحدانیت اور
میری رسالت کا اعتراف نہ کیا تو آخرت میں تم کو سخت عذاب
دیا جائے گا میں اسی عذاب سے ڈرانے آیا ہوں تم خداوند تعالیٰ
پر اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ مصیبت سے نجات پاؤ گے" ۲۶

مجمع آپ کے یہ الفاظ سن کر خاموش رہا کسی نے پیشانی پر بل ڈال کر اپنی نفرت و بیزاری کا اظہار کیا اور کسی نے قہقہہ لگا کر مسخرا اڑایا، ابو لہب نے حضور کو مخاطب کر کے کہا "تبا لک سائر الیوم الھذا جمعتنا یعنی محمد تم ہلاک ہو گیا آج کے دن تم نے ہم کو بلایا تھا ابو لہب کے اس گستاخانہ جملے کے جواب میں سورۂ لہب "تبت یدا" نازل ہوئی۔

اہل مکہ کی مخالفت

جب تک اسلام کی تبلیغ خفیہ طور پر ہوتی رہی مکہ کے مشرک خاموش رہے مگر جب اسلام کا عام اعلان کیا گیا تمام عرب کے مشرکوں کو بت پرستی، قمار بازی، شراب خواری غارتگری اور قتل وغیرہ سے منع کیا گیا اور بتوں کی برائیاں علانیہ کی گئیں تو مشرک بھڑک اُٹھے اور سب سے پہلے مخالفت کی آگ ابو لہب اور عقبہ بن مغیرہ نے بھڑکائی۔

حضور صلعم اور آپ کا اتباع کرنے والے جن کی تعداد اس وقت صرف انتالیس تھی جب حرم کعبہ میں جا کر توحید کا اعلان کرتے اور صف باندھ کر ایک امام کے پیچھے خدا کی عبادت کرتے تو مشرک جل بھن کر کوئلہ ہو جاتے حرم میں اعلان توحید اور عبادت الٰہی کو وہ حرم کی توہین خیال کرتے اور مسلمانوں کو زدوکوب کر کے حرم سے نکال دیتے تھے ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ حضور صلعم اپنی جماعت کے ساتھ حرم میں اسلام کی تبلیغ کر رہے تھے اور مشرکین صحن کعبہ میں جمع تھے کہ آپ کی تبلیغ کو سن کر وہ غضبناک ہو گئے اور حضور صلعم کے سامنے آ گئے اور مشرکین کی دست درازی سے آپ کو بچانا چاہا مشرکوں نے تلواروں سے ان پر حملہ کر دیا اور اتنی تلواریں ماریں کہ وہ بیچارے وہیں شہید ہو گئے۔

ابو لہب کے ساتھ اس کی بیوی ام جمیل بھی اسلام کی تبلیغ کو روکنے اور حضور صلعم کو ستانے میں پیش پیش تھی اور ہر وقت آپ کو اذیت پہنچانے کی فکر میں رہا کرتی تھی صرف یہی نہیں بلکہ اپنے شوہر کی مخالفت کو بھڑکانے میں بھی ہر وقت مستعد رہتی تھی وہ حضور صلعم کے راستوں میں کانٹے بچھاتی خصوصاً رات کے وقت کہ حضور ان کانٹوں سے اذیت پائیں اور وہ دیکھ کر خوش ہو۔

مشرکین قریش اگرچہ ہر وقت اسلام اور حضور صلعم کے درپے رہتے تھے لیکن پھر بھی ابو طالب کے خوف سے حضور صلعم کے خلاف کوئی موثر کارروائی نہ کر سکتے تھے جب ان مشرکوں نے دیکھا کہ ان کی جدوجہد اور ایذا رسانی نے حضور صلعم اور مسلمانوں میں کوئی خوف و ہراس پیدا نہیں کیا ہے اور وہ بدستور اپنی تبلیغی سرگرمیوں میں مشغول ہیں تو ان کی ایک جماعت جس میں عتبہ شیبہ ابو جہل اور ولید بن مغیرہ بھی تھے ابو طالب کے پاس گئی اور سخت لہجہ میں ان کو مخاطب کر کے کہا "ابو طالب! تمہارا بھتیجا ہمارے مذہب اور ہمارے بتوں کی برائیاں کرتا اور ہمارے باپ دادا کو گمراہ بتاتا ہے ہم کب تک اس کی ان خراش باتوں کو سنتے رہیں ہم تمہارے پاس تمہاری عظمت و بزرگی کو ملحوظ رکھ کر سن لئے آئے ہیں کہ یا تو تم اپنے بھتیجے کو منع کر دو کہ آئندہ وہ ایسا نہ کرے اور اگر یہ بات تمہارے امکان میں نہ ہو تو پھر تم اپنے بھتیجے کو ہمارے حوالہ کر دو کہ ہم خود اس سے سمجھ لیں"

ابو طالب نے اعیان قریش کی شکایت کو توجہ سے سنا اور اخلاق و نرمی سے ان کو سمجھا کر واپس کر دیا۔

مشرکین مکہ کی مخالفت نے حضور صلعم کے ارادوں میں ایک لمحہ کے لئے بھی تزلزل پیدا نہیں کیا اور آپ پوری قوت سے تبلیغ میں مشغول رہے۔ آپ بازاروں میں جاتے تو لوگوں کو مخاطب کر کے توحید الٰہی کی طرف بلاتے اور اپنی نبوت کا اعلان کرتے شریر و بدکار اشخاص آپ کا مذاق اُڑاتے، آپ پر کنکریاں پھینکتے اور غلاظت ڈال دیتے تھے آپ ان تمام ناروا حرکات کو دیکھتے اور صبر کرتے اور صرف اتنا کہہ دیا کرتے تھے کہ اے عبد مناف کی اولاد! کیا پڑوس کا یہی حق ہے جو تم ادا کر رہے ہو۔

کفار کی شرارتوں کے چند واقعات

ایک روز حضور صلعم مکہ کے ایک بازار میں لوگوں کو مخاطب کر کے فرما رہے تھے "لوگو! لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہو تاکہ تم کو دین و دنیا کی فلاح نصیب ہو" کہ ایک شخص دوڑ کر آیا اور حضور صلعم کی طرف اشارہ کر کے کہا "لوگو! اس کذاب (معاذ اللہ) کی باتوں کو ہرگز نہ سننا" دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ شخص حضور صلعم کا چچا ابو لہب تھا۔

(۲) ایک مرتبہ حضور انور صلعم حرم کے اندر نماز پڑھ رہے تھے قریب ہی مشرکوں کی جماعت جس میں ابو جہل بھی تھا بیٹھی تھی ابو جہل نے از راہ شرارت

ایک شخص کو اشارہ کیا اور وہ اونٹ کا اوجھ اٹھالایا اور جب حضور سجدہ میں گئے تو آپ کی پشت پر رکھ دیا اور تمام مجمع قہقہے لگانے لگا۔ اتنے میں حضرت فاطمہ زہرا رضہ کہیں جاتے ہوئے ادھر آنکلیں اور انھوں نے حضور صلعم کی پشت سے اوجھ کو ہٹایا۔

۳۔ ایک دفعہ حسب معمول حضور صلعم صحن کعبہ میں نماز ادا فرما رہے تھے کہ ایک مشرک نے آپ کے گلے میں چادر ڈال کر اس زور سے کھینچی کہ آپ گھٹنوں کے بل گر پڑے۔ اتفاق سے اس وقت حضرت ابوبکر رضہ وہاں آگئے دھکا دے کر اس شخص کو ہٹایا آپ کے گلے سے چادر نکالی اور لوگوں کو مخاطب کرکے فرمایا "کیا تم اس شخص (یعنی حضور صلعم) کو صرف اس جرم میں قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ اللہ کو اپنا پروردگار بتاتا ہے۔"

۴۔ حضور صلعم کو تو ہر وقت تکلیفیں دی ہی جاتی تھیں مسلمانوں کی مختصر سی جماعت بھی کفار کی شرارتوں سے محفوظ نہ تھی اور مشرکین اس کو بھی ستاتے رہتے تھے جہاں کوئی مسلمان کافروں کو مل جاتا تو اس کو مارتے پیٹتے اور مرتد ہو جانے کی ترغیب دیتے تھے۔ حضرت بلال رضہ کا واقعہ لکھا ہے کہ ان کا مالک امیہ ابن ابی خلف ان کو بہت ستاتا تھا اور گرمی کے ایام میں جلتی ریت پر ان کو لٹا کر اور سینہ پر بھاری پتھر رکھ کر کہا کرتا تھا کہ "ان کو چھوڑ دے ورنہ ہمیشہ ان ہی تکلیفوں میں مبتلا رہے گا۔" حضرت بلال رضہ ان تکلیفوں کی پرواہ نہ کرتے اور فرماتے کہ اسلام کسی حالت میں ترک نہیں کیا جا سکتا خواہ کچھ ہی انجام کیوں نہ ہو۔ یہی حالت لبینہ نام ایک کنیز کی تھی جس کو طرح طرح کی اذیتیں دی جاتی تھیں۔ یہاں تک کہ حضرت ابوبکر رضہ نے ان کو خرید کر آزاد کردیا۔

۵۔ عمار اور ان کے والدین مسلمانوں کی جماعت میں شامل ہوچکے تھے ابوجہل ان کو بہت ستایا کرتا تھا ایک دن ابوجہل ان کو انتہائی بے دردی سے مار رہا تھا کہ حضور صلعم پہنچ گئے۔ آپ نے ان کو پٹتے ہوئے دیکھ کر فرمایا۔ "آل یاسر! صبر کرو تمہارا مکان جنت ہے۔" مدارج النبوت میں لکھا ہے کہ یاسر کی ماں بی بی سمیہ کے اندام نہانی میں ایک روز ابوجہل نے نیزہ مارا اور اسی صدمہ سے وہ مر گئیں۔

۶۔ حضرت عثمان رضہ کے اسلام لانے پر ان کا چچا ان کو سخت تکلیفیں دیتا اور کھجور کی چٹائی میں لپیٹ کر ڈال دیتا اور نیچے دھواں کردیتا تھا۔

ان سختیوں اور اذیتوں پر بھی جب حضور صلعم اور مسلمان اپنے دین پر قائم رہے اور تبلیغی خدمت کو نہ چھوڑا تو کافروں کی ایک جماعت پھر ابوطالب کے پاس گئی اور ان سے کہا کہ تمہارا بھتیجا اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتا ہے تم اس کو بلاکر ہمارے سامنے سمجھاؤ چنانچہ ابوطالب نے حضور صلعم کو بلایا جماعت قریش نے آپ سے بحث و گفتگو کی اور آپ کو تبلیغ اسلام اور بتوں کی برائی کرنے سے منع کیا۔ حضور صلعم نے ان کے جواب میں قرآن کی چند آیات سنائیں اور پھر اپنے چچا کو مخاطب کرکے فرمایا:۔

یا عماہ! لا اترک ہذا الامر حتی یظہرہ اللہ او اہلک فیہ۔	چچا جان! میں اسلام کی تبلیغ کو اس وقت تک ترک نہ کروں گا جب تک کہ خدا اسلام کو غالب نہ کردے اور یا پھر میں خود ہلاک ہو جاؤں۔

قریش کی جماعت ناکام و نامراد ہو کر واپس چلی گئی اور اس کے بعد اشد دین اسلام کے استیصال پر متحدہ کوششوں میں مصروف ہوگئی حضور صلعم اور مسلمانوں کو سخت سے سخت تکلیفیں دی گئیں۔ روز بروز زیادتی کے ساتھ ان پر مظالم ڈھائے جانے لگے۔ حضور صلعم نے چند روز اس کو برداشت کیا اور پھر غور کیا کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔

ہجرت حبشہ حضور صلعم نے غور و فکر کے بعد مسلمانوں کو جمع کرکے کہا کہ کافروں کی زیادتیاں حد سے گزر چکی ہیں اور مظالم ناقابل برداشت حد تک پہنچ چکے ہیں اس لئے بہتر یہ ہے کہ تم میں جو لوگ ہجرت کرکے حبشہ جانا چاہیں چلے جائیں اور اپنے دین اور اپنی جان کو کافروں سے بچالیں۔ حبشہ کا بادشاہ اگرچہ عیسائی ہے لیکن انصاف پسند اور مخلوق کا خیر خواہ ہے چنانچہ رجب ۵ نبوت میں سولہ مسلمانوں کا قافلہ جن میں ۱۲ مرد اور ۴ عورتیں تھیں، رات کی تاریکی میں مکہ سے نکلا اور حبش کی جانب روانہ ہوگیا اسلام میں یہ سب سے پہلی ہجرت تھی اور اس میں حضرت عثمان رضہ اور حضور کی صاحبزادی رقیہ (حضرت عثمان رضہ کی بیوی) بھی شامل تھیں۔ 26

اس قافلہ کے حبش پہنچ جانے کے بعد مکہ میں جو لوگ مسلمان ہوتے گئے حبشہ کو جاتے رہے یہاں تک کہ حبش میں مسلمانوں کی تعداد سو کے قریب پہنچ گئی اور شاہ حبش (نجاشی) ان کے ساتھ اخلاق و مہربانی سے پیش آیا۔

قریش کو جب یہ معلوم ہوا کہ مسلمان حبش میں پہنچ گئے ہیں اور وہاں اطمینان و سکون کی زندگی بسر کر رہے ہیں تو انھوں نے عمرو ابن العاص رضہ اور عبداللہ بن ربیعہ کو تحائف دے کر شاہ حبش کے پاس بھیجا ان لوگوں نے شاہ حبش سے ملاقات کی اور کہا کہ جو لوگ حجاز سے آپ کے ملک میں آگئے ہیں یہ ہماری قوم کے نادان لوگ ہیں انھوں نے اپنے قدیم مذہب کو چھوڑ دیا ہے اور ایک نیا دین اختیار کرلیا ہے، بہتر یہ ہے کہ ان کو آپ یہاں سے نکال دیں اور ہمارے ملک میں واپس بھیجدیں ورنہ یہ لوگ یہاں کے لوگوں کو بھی بہکائیں گے اور فساد اٹھائیں گے۔

شاہ حبش نے مسلمانوں کو دربار میں بلایا اور حقیقت حال کو دریافت کیا حضرت جعفر بن ابی طالب رضہ کھڑے ہوئے اور شاہ کو مخاطب کرکے فرمایا۔

"ہم لوگ جہالت اور گمراہی میں مبتلا تھے، بتوں کو پوجتے تھے مردار کھاتے تھے، بدکاریاں کرتے تھے، پڑوسیوں سے برا سلوک کرتے تھے، زبردست کمزور کا مال کھا جاتا تھا کہ ایسی حالت میں خدا نے ہماری قوم ہی میں سے ایک شخص کو نبی بناکر ہمارے پاس بھیجا جس کی نسبی شرافت، راست گوئی، دیانتداری

اور پاک دامانی سے سب واقف تھے اس نبی نے ہم کو خدا کی طرف بلایا، توحید کا سبق دیا اور یہ سمجھایا کہ صرف ایک خدا کو ہم مانیں، اسی کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں، بتوں اور پتھروں کی پرستش چھوڑ دیں، پھر اس نے ہم کو حکم دیا کہ ہم نماز پڑھیں، زکوٰۃ دیں اور ماہ رمضان کے روزے رکھیں اور اس کے بعد ہم کو یہ بتایا کہ ہم سچ بولیں، امانت کی حفاظت کریں، قرابت داروں کے ساتھ احسان و سلوک کریں، رحم کو اپنا شیوہ بنائیں، گناہوں سے بچیں اور برائیوں کے پاس نہ جائیں، پاک دامن عورتوں پر تہمت نہ لگائیں، جھوٹی گواہی نہ دیں۔ قتل و غارت گری نہ کریں۔ یتیموں کا مال نہ کھائیں، ہم نے ان تمام احکام کی پیروی کی اب ہم صرف ایک خدا کی عبادت کرتے ہیں اور کسی چیز کو کسی بات میں خدا کا شریک نہیں مانتے جو چیز خدا نے ہمارے لئے حرام کر دی اس کو حرام سمجھتے ہیں، اور جس چیز کو حلال قرار دیا ہے اس کو حلال جانتے ہیں۔

اس بات پر ہماری قوم ہماری دشمن ہو گئی ہے ہم کو سخت سے سخت اذیتیں پہنچائی ہیں اور ہم کو ہمارے ملک سے ہٹانا چاہتی ہے جب ہم ان لوگوں کے ظلم و ستم سے عاجز آ گئے تو ہم نے اپنا وطن چھوڑ دیا اور یہاں چلے آئے۔ صرف اس امید پر کہ آپ ہم پر ظلم و ستم نہ ہونے دیں گے اور ہماری حفاظت کریں گے۔

شاہ حبش جعفر طیار رض کی تقریر سے بہت خوش ہوا اور کہا کہ "تمہارے
۲ نبی پر جو قرآن نازل ہوا ہے وہ مجھ کو سناؤ" حضرت جعفر طیار رض نے سورۂ مریم کو
سنانا شروع کیا۔ جب اس آیت پر پہنچے فکلی واشربی و قری عینا، تو حضرت جعفر رض نے دیکھا کہ شاہ حبش کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور اس کے ساتھ درباری پادری بھی اشک ریزاں ہیں مختصر یہ کہ شاہ حبش نے قرآن مجید کو سن کر کہا "ان ہذا لہو الحق" یہ بلا شبہ کلام حق ہے اور یہ ایسا ہی کلام ہے جیسا کہ موسیٰ پر نازل ہوا تھا، اور ایک روایت میں ہے کہ شاہ حبش نے سورۂ مریم کو سن کر کہا "محمد! یقیناً وہی رسول ہیں جن کی خبر یسوع مسیح نے دی تھی خدا کا شکر ہے کہ اس رسول کا زمانہ مجھ کو نصیب ہوا" اور اس کے بعد مکہ کے سفیروں کو دربار سے نکلوا دیا۔

مورخین کا بیان ہے کہ مکہ کے کافروں کی زیادتیوں سے تنگ آ کر حضرت ابوبکر رض نے بھی حبشہ کی طرف جانے کا ارادہ کر لیا تھا۔ صرف ارادہ ہی نہیں بلکہ مکہ سے نکل کر مقام برک الغماد تک تشریف بھی لے گئے تھے لیکن قبیلہ قارہ کے رئیس ابن الدغنہ نے آپ کو روک لیا اور کہا "ابوبکر! اگر تمہاری قوم تم کو جلا وطن کرتی ہے تو میں تم کو اپنی حفاظت میں لیتا ہوں تم وطن میں رہو اور خدا کی عبادت کرو"۔

ہجرت حبشہ کے تقریباً دو ڈھائی ماہ بعد حبش میں یہ غلط خبر پہنچی کہ مکہ
ل کر لیا ہے یا یہ کہ حضور صلعم اور قریش کے درمیان مصالحت
جن میں سے ۳۳ آدمی مکہ کو واپس چلے آئے
کو معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط ہے، مجبوراً ان کو

با دل ناخواستہ مکہ میں جانا اور وہاں قیام کرنا پڑا۔

حبشہ میں مہاجرین کی ایک جماعت ہجرت مدینہ تک رہی اور اس کے بعد سب لوگ مدینہ چلے گئے۔

دنیاوی جاہ و مرتبت کا لالچ مشرکین مکہ حیران تھے کہ محمد اور ان کے متبعین باوجود انتہائی مصیبتوں اور اذیتوں کے اپنے مسلک سے ذرہ بھر بھی نہیں ہٹتے اور باوجود اس کے کہ مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت حبشہ چلی گئی ہے محمد کے عزائم میں کوئی فرق نہیں آیا، انھوں نے اپنی جماعت میں اس امر پر غور کیا ان کا خیال تھا کہ محمد یہ سب کچھ اس لئے کر رہے ہیں کہ ان کو دنیوی جاہ و مرتبت حاصل ہو جائے اور قریش ان کو اپنا سردار بنا لیں چنانچہ غور و خوض کے بعد انھوں نے یہ قرار دیا کہ اگر محمد ہمارے معبودوں کو برا کہنا چھوڑ دیں اور ہمارے مشاغل میں دخل نہ دیں تو ان کو اپنا سردار مان لیا جائے اس قرارداد کے بعد قریش کا سردار عتبہ حضور صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔

"بھتیجے! تمہاری صداقت و دیانت اور شرافت و لیاقت کو سب مانتے ہیں اور تم قریش کے ایک بہترین انسان ہو، لیکن تم نے مذہب میں نئی باتیں پیدا کر کے اپنی عزت کو برباد کیا ہے۔ ہمارے معبودوں کو تم برا کہتے ہو ہمارے باپ دادا کو بے دین مشرک اور گنہگار بتاتے ہو اور ہمارے آبائی مشاغل سے ہم کو روکتے ہو، تمہاری ان باتوں نے ہمارے درمیان تفرقہ پیدا کر دیا ہے اور ہر وقت لڑائی جھگڑے کا احتمال رہتا ہے خدا کے لئے تم ان باتوں کو چھوڑ دو اور اس طریقہ سے تم جس بات کے متمنی اور متوقع ہو اس سے ہم کو آگاہ کر دو تاکہ ہم اس کا انتظام کر دیں۔ اگر تمہارا منشا یہ ہے کہ تم اس طریقے سے مال و دولت جمع کرو تو ہم تمہارے لئے چندہ کر کے کافی مال جمع کر دیں گے۔ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ ہم لوگ تم کو اپنا سردار بنا لیں یا تم کو ملک کا بادشاہ بنا دیں تو ہم اس کے لئے بھی تیار ہیں ہم تم کو قوم کا سردار اور اپنا بادشاہ بنا لیں گے اور تمہاری مرضی کے خلاف کوئی کام نہ کریں گے، اور اگر تم اس ذریعہ سے چاہتے ہو کہ تمہاری شادی مکہ کے کسی بڑے خاندان میں ہو جائے تو یہ بھی ممکن ہے اور ان میں سے تم کسی بات کے بھی متوقع نہیں ہو اور یہ صرف تمہارا دماغی خلل ہے تو اس کا بھی اظہار کر دو تاکہ ہم تمہارا علاج کرا دیں اور تمہارے دماغی توازن کو درست کرا کے تم کو پھر انسان بنا دیں"۔

حضور صلعم نے عتبہ کے ان الفاظ کو سنا اور فرمایا "چچا! میری نسبت تم نے جو خیال قائم کیا ہے وہ سراپا غلط ہے، مجھ کو نہ کسی چیز کی تمنا اور آرزو ہے اور نہ میں حکومت کا خواہش مند ہوں میں تو خدا کا پیامبر ہوں اور اس کے احکام دنیا کو پہنچانے پر مامور ہوا ہوں تم کو میری حقیقت خداوند بزرگ کے اس کلام سے معلوم ہو گی" یہ فرما کر حضور صلعم نے سورۂ سجدہ کی یہ آیات عتبہ کو سنائیں۔

حٰمٓ تنزیل من الرحمٰن　　　مہربان اور رحم والے اللہ نے یہ قرآن نازل کیا ہے

الرحیم ٥ کتٰب فصلت اٰیتہ قراٰنا عربیا لقوم یعلمون ٥ بشیرا ونذیرا فاعرض اکثرھم فھم لا یسمعون وقالوا قلوبنا فی اکنۃ مما تدعونا الیہ وفی اٰذاننا وقر ومن بیننا وبینک حجاب فاعمل اننا عٰملون. قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الی انما الٰھکم الٰہ واحد فاستقیموا الیہ واستغفروہ وویل للمشرکین ٥ الذین لا یؤتون الزکوٰۃ وھم بالاٰخرۃ ھم کٰفرون ان الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت لھم اجر غیر ممنون.

یہ ایک کتاب ہے جس کی آیتیں تفصیل وار بیان کی گئی ہیں، عربی زبان میں یہ قرآن سمجھ دار لوگوں کے لئے ہے، یہ بشارت دینے والا اور ڈرانے والا ہے۔ اکثروں نے ان (کافروں) میں سے منہ پھیر لیا ہے اور اسے نہیں سنتے۔ اے محمد! یہ لوگ تجھ سے کہتے ہیں جس طرف تو ہمیں بلاتا ہے اس طرف سے ہمارے دل پردہ میں ہیں اور ہمارے کانوں میں گرانی ہے اور ہم میں اور تجھ میں حجاب حائل ہے تو اپنا کام کر اور ہم اپنا کام کر رہے ہیں تو ان سے کہدے میں بھی تمہارے مانند ایک بشر ہوں، میرے پاس وحی آتی ہے کہ معبود واحد کے سوا کوئی دوسرا معبود تمہارا نہیں ہے تم اس کی طرف متوجہ ہو اور اس سے بخشش مانگو مشرکوں کے جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور آخرت سے انکار کرتے ہیں خرابی ہے اور مومن نیکوکار کے لئے دائمی ثواب ہے۔ اے محمد! تو ان لوگوں سے پوچھ کہ کیا تم اس اللہ سے انکار کرتے ہو جس نے دو دن میں زمین پیدا کی اور دوسروں کو اس کا ہمسر بناتے ہو وہ پروردگار عالمین ہے۔"

عتبہ نے ان آیات کو سن کر حیران رہ گیا اور اس پر حیرت سی طاری ہو گئی جب حضور صلعم آیات کی تلاوت فرما چکے تو عتبہ خاموشی سے اٹھا اور بغیر ایک لفظ کہے چلا گیا اور اعیان قریش سے جا کر کہا "دوستو! میں محمد کی زبان سے ایسا کلام سن کر آیا ہوں جس کو نہ سحر کہہ سکتے ہیں اور نہ کہانت و جادو وہ تو کچھ اور ہی چیز ہے اگر تم میری رائے کو پسند کرو تو میں یہ کہوں گا کہ اب تم محمد کو نہ چھیڑو اور ہرگز ستانے کا ارادہ نہ کرو اس کو اس کے حال پر چھوڑ دو، گروہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو گیا تو اس کی کامیابی ہمارے لئے بھی موجب عزت و عظمت ہو گی اور ناکام رہا تو یہ اس کی قسمت۔ اعیان قریش نے عتبہ کے ان الفاظ کو سنا اور یہ کہتے ہوئے اپنے گھروں کو چلے گئے کہ عتبہ پر محمد کا جادو چل گیا۔

قطع تعلق کی دھمکی۔ قریش نے جب دیکھا کہ حبشہ سے مسلمانوں کو واپس لانے میں ان کی تدبیریں بیکار ہیں اور محمد کو مال و دولت کے لالچ سے بھی وہ اسلام کی تبلیغ اور بتوں کی برائی سے نہ روک سکے تو ان کے غیظ و غضب کی آگ مشتعل ہو گئی اور انھوں نے ارادہ کر لیا کہ بنو ہاشم سے قطع تعلق کی دھمکی ابوطالب کو دی جائے تاکہ وہ مجبور ہو کر یا تو اپنے بھتیجے محمد کی حمایت چھوڑ دے یا اس کو ہمارے حوالہ کر دے چنانچہ یہ تجویز سوچ کر وہ ابوطالب کے پاس گئے اور نہایت سخت لہجہ میں ان کو مخاطب کر کے کہا۔

ابوطالب! تمہارے بھتیجے کی بدزبانی اب حد سے گزر گئی ہے وہ ہمارے معبودوں کو علانیہ برا کہتا ہے اور ہمارے باپ دادوں کی توہین و تذلیل کرتا ہے ہم سے اب صبر نہیں ہو سکتا ہم آخری مرتبہ تم سے یہ بات کہنے آئے ہیں کہ یا تو اپنے بھتیجے کو روکو اور یا پھر اس کو ہمارے حوالہ کر دو تاکہ ہم اس سے انتقام لے کر اپنے دل کی بھڑکتی ہوئی آگ کو ٹھنڈا کریں۔ اگر تم نے ان دونوں میں سے کسی ایک کو بھی قبول نہ کیا تو پھر اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ قریش کے قبائل بنو ہاشم سے قطع تعلق کر لیں گے۔ تعجب یہ ہے کہ تم باوجود اس کے کہ محمد کے ہم خیال نہیں ہو اور اس کے دین کو اپنے آبائی مذہب کے خلاف مانتے ہو پھر بھی اس کی حمایت کرتے ہو۔

ابوطالب قطع تعلق کی دھمکی سے ڈر گئے وہ نہ تو قریش سے علیحدہ ہو کر زندگی بسر کر سکتے تھے اور نہ ان کو یہ گوارا تھا کہ اپنے عزیز بھتیجے کو جس کو ان کے والد عبدالمطلب نے ان کی حمایت میں دیا تھا قریش کے ہاتھوں میں دے دیں۔

اعیان قریش کی عداوت اور بھتیجے کی محبت نے آخر ابوطالب کو اس امر پر مجبور کر دیا کہ وہ اپنے بھتیجے کو قریش کے معبودوں کو برا بھلا کہنے سے روکیں چنانچہ انھوں نے حضور صلعم کو بلایا اور کہا "محمد! تمہاری قوم تمہاری شکایت لے کر میرے پاس آئی ہے اور ایسا ایسا کہتی ہے تم مجھ پر اتنا بوجھ نہ ڈالو کہ میں برداشت نہ کر سکوں"۔ حضور صلعم نے چچا کے الفاظ کو سنا ان کی نظر کو ۲۹
بدلا ہوا پایا۔ اور ان کو قریش سے مرعوب دیکھا لیکن اس سے آپ کے عزائم میں کوئی فرق نہیں آیا۔ آپ نے چچا کی حمایت سے دست کشی کی پروانہ کی اور نہایت طمانیت و سکون اور استقلال کے ساتھ چچا کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

"چچا جان! اگر یہ لوگ (یعنی قریش) میرے داہنے ہاتھ میں آفتاب اور بائیں ہاتھ میں ماہتاب دے دیں تب بھی میں اپنے کام سے باز نہ آؤں گا اور خدا کے حکم کو اس وقت تک پہنچاتا رہوں گا جب تک کہ میں اپنے مقاصد میں کامیاب نہ ہوں اور یا اپنی جان دے دوں مجھ کو کوئی شخص اس کام سے نہیں روک سکتا۔"

یہ کہہ کر حضور صلعم چچا کے پاس سے اٹھ کر چلے آئے آپ کو خدا کے احکام پہنچانے میں اگرچہ کسی کی حمایت کی ضرورت نہ تھی آپ خدا کا کام کر رہے تھے اور خدا ہی آپ کا حامی و محافظ تھا، لیکن پھر بھی چچا کے چھوٹنے کا آپ کو افسوس ہوا اور آپ باچشم گریاں گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔ ابوطالب بھتیجے کی حمایت اور استقلال سے بہت متاثر ہوئے اور پھر بھتیجے کے روٹھ کر چلے جانے کا قلب پر اتنا اثر پڑا کہ ان کے دل میں قریش نے قطع تعلق کی دھمکی دے کر جو خوف پیدا کر دیا تھا وہ بالکل زائل ہو گیا وہ اپنی جگہ سے اٹھے اور آپ کے تشریف لانے پر کہا "بھتیجے جو تمہارے جی میں آئے کرو اور کہو میں تم کو نہیں چھوڑوں گا اور کبھی نہ چھوڑوں گا۔"

مورخین کا بیان ہے کہ اس کے بعد اعیان قریش اپنی قوم کے نوجوانا

عمارہ بن ولید کو لے کر پھر ابوطالب کے پاس گئے اور کہا کہ "ہماری قوم کا یہ نوجوان خوبصورت بھی ہے اور توانا و تندرست بھی، تم محمدؐ کے بدلے میں اس کو لے لو اور محمدؐ کو ہمارے حوالہ کر دو۔"

ابوطالب نے قریش کی اس عجیب و غریب خواہش کو سن کر کہا "ماشاء اللہ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ میں اپنے بھتیجے کو تو تمہارے حوالہ کر دوں تاکہ تم اس کو مار ڈالو اور تمہارے لڑکے کو میں پرورش کروں۔"

ابوطالب کے ان الفاظ نے قریش کو برہم کر دیا اور علانیہ مخالفت ہو گئی ابوطالب نے خطرہ کو محسوس کر کے بنو ہاشم کو جمع کیا اور کہا "قریش علانیہ مخالفت پر آمادہ ہو گئے ہیں لیا یہ مناسب نہیں ہے کہ تم محمدؐ کی حفاظت کرو جو تمہارے خاندان ہی کا ایک دیانت دار اور امین شخص ہے۔" بنو ہاشم نے خاندانی حمیت کے اعتبار سے ابوطالب کی خواہش کو قبول کر لیا اور سب محمد صلعم کی حفاظت و حمایت پر تیار ہو گئے صرف ابولہب اس مشورہ سے علیحدہ رہا اور اپنی قوم کا ساتھ نہ دیا۔

حضرت حمزہ رضؓ کا اسلام نبوت کے چھٹے سال ایک روز حضور صلعم کوہ صفا پر تشریف رکھتے تھے کہ ابوجہل ادھر آ نکلا ابوجہل حضور صلعم کے مخالفین میں بدترین درجہ کا شخص تھا آپ کو دیکھ کر اس نے گالیاں دینی شروع کیں اور اسلام کے خلاف سخت الفاظ استعمال کئے اور آپ کے سر پر ایک پتھر بھی پھینک مارا جس سے حضور صلعم کے سر مبارک سے خون جاری ہو گیا۔ حضرت حمزہ رضؓ کی لونڈی نے اس منظر کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور حضرت حمزہ رضؓ سے جا کر بیان کیا۔

حضرت حمزہ رضؓ حضور صلعم کے چچا اور رضاعی (دودھ شریک) بھائی تھے عمر میں چند ہی سال بڑے تھے اگرچہ ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے لیکن بچپن میں ساتھ کھیلنے کے سبب حضور صلعم سے غیر معمولی محبت رکھتے تھے قریش میں حضورؐ کے خلاف جو طوفان برپا تھا اس سے ان کو کوئی دلچسپی نہ تھی اس لئے کہ ان کا مرغوب ترین شغل سیر و شکار تھا اور اکثر اوقات اسی میں مشغول رہتے تھے، شجاع اور بہادر تھے اور قومی عصبیت رکھتے تھے لونڈی سے واقعہ سن کر آپ کو غصہ آ گیا اور جوش میں بھرے ہوئے ابوجہل کے پاس پہنچے اور اس کے سر پر پوری قوت سے کمان مار کر کہا "نالائق! تو محمدؐ کو برا بھلا کہتا ہے، معلوم نہیں میں ان کا چچا ہوں اور میں نے ان کے دین کو قبول کر لیا ہے۔" یہ واقعہ غالباً حرم کعبہ کا ہے جہاں اس وقت قریش کی جماعت بیٹھی ہوئی تھی بعض لوگوں نے ابوجہل کی مدد کرنی چاہی لیکن پھر حمزہ رضؓ کے تیور دیکھ کر اور ابوجہل کے یہ کہنے پر کہ حمزہ رضؓ کی حرکت قابل درگذر ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ میں نے اُن کے بھتیجے کو بہت سخت سست کہا تھا سب لوگ خاموش ہو رہے۔ حضرت حمزہ رضؓ خانہ کعبہ سے نکل کر حضور صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا "بھتیجے! خوش ہو کہ ابوجہل سے میں نے تمہارا انتقام لے لیا۔" حضور صلعم نے فرمایا "چچا جان! بدلہ لینے سے میں خوش نہیں ہوا، میں تو اُس وقت خوش ہوں گا جب آپ اسلام قبول کر لیں گے۔" حضور صلعم کے یہ الفاظ سن کر حضرت حمزہ رضؓ نے اسلام قبول کر لیا اور اپنے اسلام کا عام اعلان کر دیا۔

حضرت عمر رضؓ کا اسلام حضرت عمر رضؓ قریش کے ایک معزز رکن تھے اور اکثر قریش کی طرف سے سفارت کی خدمات انجام دیا کرتے تھے ابوجہل کی طرح یہ بھی حضور صلعم کے جانی دشمن اور مسلمانوں کے لئے گویا آفت و بلا تھے ان کی ایک لونڈی مسلمان ہو گئی تھی جس کو یہ بری طرح مارا کرتے تھے۔ دوسرے مسلمانوں کے ساتھ بھی ان کا یہی سلوک تھا۔

حضرت حمزہ رضؓ کے اسلام لے آنے کے بعد قریش کو بڑی تشویش ہوئی اور انھوں نے فوراً ہی مجلس شوریٰ منعقد کی ابوجہل نے حاضرین کو خطاب کر کے کہا "تم پر افسوس ہے کہ تمہاری قوم کا ایک لڑکا تمہارے معبودوں کو برملا برا کہے تم کو گمراہ اور کافر بتائے اور تم اس کا کچھ نہ بنا سکو! کون ہے جو تم میں سے محمدؐ کا سر کاٹ کر لائے میں سو اونٹ اور ایک ہزار اوقیہ چاندی اُس کو انعام میں دوں گا۔"

عمر بن خطاب رضؓ یہ سن کر غضبناک ہو گئے اور حاضرین کو مخاطب کر کے کہا "تم ٹھہرو، میں ابھی محمدؐ کا قصہ (معاذ اللہ) پاک کر دوں گا۔" یہ کہہ کر حضرت عمر رضؓ گھر گئے اور تلوار لے کر حضور صلعم کی تلاش میں چل دئے۔

چند روز قبل حضور صلعم نے قریش کے مظالم سے تنگ آ کر یہ دعا کی تھی کہ اے اللہ! ابوجہل اور عمر بن خطاب میں سے کسی کو اسلام قبول کرنے کی توفیق مرحمت فرما تاکہ ان سے اسلام کو قوت پہنچے، حضور صلعم کی یہ دعا قبول ہو چکی تھی اور اب اس کا وقت آ گیا تھا۔

حضرت عمر رضؓ ہاتھ میں ننگی تلوار لئے جا رہے تھے کہ راستہ میں نعیم بن عبداللہ نامی شخص ملا اور پوچھا "عمر! کہاں جاتے ہو اور کیا ارادہ ہے؟" عمر رضؓ نے جواب دیا "محمدؐ کی تلاش میں جا رہا ہوں اس کا سر کاٹ کر لاؤں گا تاکہ اس فتنہ و فساد کا خاتمہ ہو جائے جو اس نے مکہ میں پیدا کر رکھا ہے۔" نعیم بن عبداللہ نے کہا "عمر! ہرگز ایسا نہ کرنا محمدؐ کا قتل آسان نہیں ہے عبد مناف کی اولاد تم کو زندہ نہ چھوڑے گی اپنی جوانی پر رحم کھاؤ اور واپس چلے جاؤ۔" عمر رضؓ اس وقت غصہ میں بھرے ہوئے تھے نعیم بن عبداللہ کے الفاظ نے اور غضبناک کر دیا۔ اور جواب میں انھوں نے کہا "معلوم ہوتا ہے تو بھی صابی (یعنی مسلمان) ہو گیا ہے آ پہلے تجھ ہی سے فراغت کر لوں۔" نعیم بن عبداللہ نے کہا "عمر! پہلے گھر کی خبر لو تمہاری بہن فاطمہ اور تمہارے بہنوئی اور چچازاد بھائی سعید بھی مسلمان ہو چکے ہیں۔"

عمر رضؓ یہ سن کر آگ بگولا ہو گئے فوراً پلٹ پڑے اور سعید بن زید کے مکان کی طرف روانہ ہو گئے۔

حضرت عمر رضؓ کی حقیقی بہن فاطمہ اور بہنوئی سعید بن زید رضؓ اسلام قبول کر چکے تھے لیکن عمر رضؓ کے خوف سے اپنے اسلام کو مخفی رکھتے تھے۔ خبابؓ ایک سن رسیدہ صحابی خفیہ طور پر ان کے یہاں آتے اور قرآن مجید پڑھا جایا کرتے اتفاق سے اُس وقت وہ فاطمہ اور سعید کو کلام مجید سنا رہے تھے کہ عمر رضؓ آپہنچے، حضرت خباب رضؓ فوراً کوٹھڑی میں گھس گئے اور حضرت فاطمہ نے کلام الٰہی کے اوراق کو چھپا لیا لیکن باہمہ حضرت خباب رضؓ کے قرآن مجید پڑھنے کی آواز عمر رضؓ نے سُن لی۔

حضرت عمر رضؓ نے گھر میں داخل ہوتے ہی غضبناک لہجہ میں کہا "تم لوگ کیا پڑھ رہے تھے"؟ فاطمہ نے کہا "بھائی! کچھ نہیں ہم تو باتیں کر رہے تھے جس طرح گھروں میں باتیں کی جاتی ہیں"

عمر رضؓ اس وقت غصہ میں اندھے ہو رہے تھے بہن کا جواب سُن کر بہنوئی کی طرف بڑھے اور ان کو مارنا شروع کر دیا حضرت فاطمہ نے اپنے شوہر کو بچانا چاہا تو عمر رضؓ نے ان کی بھی خبر لی اور اس قدر مارا کہ ان کے جسم سے خون جاری ہو گیا۔ حضرت عمر رضؓ کی اس ناشائستہ حرکت کو دیکھ کر کہ وہ ایک عورت اور پھر اپنی بہن پر غصہ اتار رہے ہیں فاطمہ رضؓ کو بھی غصہ آگیا۔ اور انھوں نے نہایت جراٗت، دلیری اور استقلال کے ساتھ عمر رضؓ کو مخاطب کر کے کہا:- قد اسلمنا و تابعنا محمداً فافعل ما بدالک عمر رضؓ! ہم مسلمان ہو گئے ہیں محمدؐ کی، اطاعت کا حلقہ ہم نے اپنی گردن میں ڈال لیا ہے جو تمہارے جی میں آئے کرو ہم اسلام کو چھوڑنے والے نہیں ہیں"

فاطمہ رضؓ کے اسلامی جوش، ایمانی حرارت اور غیر معمولی جراٗت کو دیکھ کر عمر رضؓ پر غیر معمولی اثر پڑا ایک لمحہ کے لئے وہ خاموش رہے اور بہن کو لہو لہان پاکر سارا غصہ فرو ہو گیا۔ وہ آگے بڑھے اور فرش پر بیٹھ گئے اور محبت کی نگاہوں سے بہن کی طرف دیکھ کر کہا:- "جو چیز تم پڑھ رہے تھے مجھ کو بھی سناؤ"۔ خباب رضؓ یہ سُن کر فوراً باہر نکل آئے اور فاطمہ رضؓ کے اشارے سے اُنھوں نے سورۂ طٰہٰ پڑھ کر حضرت عمر رضؓ کو سنائی۔ حضرت عمر رضؓ کلام الٰہی سے بے حد متاثر ہوئے خدا کے خوف سے اُن کے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا۔ اور اُنھوں نے بہن کو مخاطب کر کے پوچھا۔ کیف تصنعون اذا اردتم الاسلام "جب اسلام قبول کرنے کا ارادہ کرتے ہو تو کیا کیا کرتے ہو؟" خباب رضؓ نے اسلامی طہارت کا طریقہ بتایا اور حضرت عمر رضؓ نے وضو کر کے کہا:- "مجھے حضور صلعم کے پاس لے چلو"۔ خباب رضؓ آپ کے ساتھ ہو لئے اور زید بن ارقم کے مکان پر پہنچے دروازہ اندر سے بند تھا، عمر رضؓ نے دستک دی، آواز آئی "کون ہے"؟ عمر رضؓ نے کہا:- "عمر ہے"۔ عمر رضؓ کا نام سن کر لوگ ڈر گئے، حضرت حمزہ رضؓ نے فرمایا "عمر رضؓ اگر صلح و محبت کے ساتھ آیا ہے تو خیر ورنہ پھر اس کی تلوار ہوگی اور اسی کی گردن"۔ دروازہ کھول دیا گیا۔ عمر رضؓ اندر داخل ہوئے۔ حضور صلعم نے پوچھا "عمر کس ارادہ سے آئے ہو"؟ عمر رضؓ نے عرض کیا:- "اسلام قبول کرنے"۔ یہ سن کر حاضرین نے تکبیر کہی جس کی آواز حرم کعبہ تک گئی۔

حضرت عمر رضؓ نے اسلام قبول کرنے کے بعد حضور صلعم سے عرض کیا "اب چھپ کر نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے چلو کعبہ کے صحن میں نماز ادا کریں" چنانچہ تمام مسلمان اُٹھ کھڑے ہوئے اور صحن کعبہ میں نماز ادا کی کفار و مشرکین نے اگرچہ اس کی مخالفت کی لیکن حضرت عمر رضؓ اور حضرت حمزہ رضؓ کے خوف سے زیادہ مخالفت نہ کر سکے۔

قطع تعلق مشرکین مکہ نے اسلام اور حضور صلعم کی جس قدر مخالفت کی اُسی قدر اسلام نے ترقی کی، اور حضور صلعم اور مسلمانوں کی ہمتوں میں اضافہ ہوا، حبشہ سے مسلمانوں کو واپس لانے کی کوشش میں ناکامی، ابوطالب کو ہمنوا بنانے میں ناکامی، اسلام کی تبلیغ و اشاعت کی جدوجہد کو روکنے میں ناکامی، اور حضرت حمزہ رضؓ و عمر رضؓ کو اسلام کے آغوش میں سے چھین لینے کی تدابیر میں ناکامی نے قریش کو دیوانہ بنا دیا تھا خون ان کی آنکھوں میں اُتر آتا تھا۔ اور وہ اس کام کو کرنے پر آمادہ ہو گئے جو انسان کی انتہائی شقاوت و بدبختی کا مظاہرہ کرتا ہے، قریش نے اپنے تمام اعیان کو جمع کیا اور مشورہ کے بعد قرار دیا کہ:- "بنو ہاشم کے تمام لوگوں سے بجز ابو لہب ہر قسم کے تعلقات منقطع کر دئے جائیں جب تک کہ وہ محمدؐ کو ہمارے حوالہ نہ کر دیں یعنی قریش کا کوئی شخص نہ تو بنو ہاشم میں سے کسی شخص کے ساتھ وہ مسلمان ہو یا کافر اپنی لڑکی کا نکاح کرے اور نہ ان کی لڑکی اپنے خاندان میں لے نہ اُن کے ساتھ نشست و برخاست رکھے اور نہ اُن کے ساتھ لین دین اور خرید و فروخت ۳۱
کا کوئی معاملہ کرے"۔ سب نے اس معاہدے سے اتفاق کیا اور قسمیں کھائیں اور پھر اس کو لکھکر اور دستخط کر کے کعبہ کے دروازے پر آویزاں کر دیا۔

ابوطالب کو جس بات کا خطرہ تھا سامنے آگیا لیکن انھوں نے اس کی پروا نہ کی اور بھتیجے کی خاطر سب کچھ گوارا کر لیا وہ بنو ہاشم کو حضور صلعم کی حمایت و حفاظت پر پہلے ہی آمادہ کر چکے تھے قریش کے اس معاہدے کو سن کر انھوں نے پھر بنو ہاشم کو جمع کیا اور کہا:- "قریش نے تمہارے بھائی محمدؐ کے خلاف اتفاق کر لیا ہے اب تم کیا کہتے ہو"؟ بنو ہاشم نے یک زبان ہو کر کہا:- "ہم اپنے بھائی محمدؐ کے ساتھ ہیں خواہ ہم کو کتنی ہی تکلیف برداشت کرنی پڑے"۔ ابوطالب بنو ہاشم کے اس عبارت سے بہت خوش ہوئے اور بنو ہاشم کی تعریف میں ایک زبردست قصیدہ کہا۔ جس میں حضور صلعم کی خاندانی شرافت اور ذاتی فضائل کا بھی ذکر کیا۔

قریش کے قطع تعلق کر لینے پر ابوطالب بنو ہاشم کے تمام لوگوں کو ابولہب کے سوا جو قریش میں شامل ہو گیا تھا پہاڑ کی گھاٹی میں لے گئے اس گھاٹی کا نام شعب ابوطالب ہے (ابوطالب کی گھاٹی) جو ایک محفوظ اور قلعہ کی مانند مستحکم گھاٹی تھی۔

یکم محرم ۷ نبوی کو بنو ہاشم اور بنو مطلب کے مسلمان اور کافر دونوں جس قدر سامان خورد و نوش ان کے پاس تھا لے کر ابوطالب کی گھاٹی میں چلے گئے

اور تین برس تک اس گھاٹی میں سخت تکلیف سے گزارے گھاٹی میں پناہ گزیں ہو جانے کی وجہ یہ تھی کہ شہر کے اندر اُن کا رہنا مشکل ہو گیا تھا، شہر والے نہ تو بات چیت کرتے تھے اور نہ اُن کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کرتے تھے یہاں تک کہ کھانے پینے کی چیزیں بھی اُن کو نہ دی جاتی تھیں اور اس پر طرہ یہ کہ قریش موقعے کے منتظر رہتے تھے اور بنو ہاشم کو جانی نقصان بھی پہنچانا چاہتے تھے۔ ابو طالب نے بنو ہاشم کی جان اور مال کو خطرہ میں پاکر یہ مناسب سمجھا کہ کسی محفوظ جگہ میں چلے جائیں اور سب ایک جگہ رہیں تاکہ خطرے کے موقعہ پر متحدہ مقابلہ کیا جا سکے۔

مورخین کا بیان ہے کہ جس قدر سامان خوراک بنو ہاشم اپنے ساتھ لے گئے تھے وہ بہت تھوڑے دنوں میں ختم ہو گیا۔ اور بنو ہاشم اس پر مجبور ہو گئے کہ درختوں کے پتوں کا ایندھن پیٹ میں جھونکیں اور بھوک کی اذیت کو رفع کریں ان کے بچے اکثر بھوک سے رویا کرتے تھے اور ان کے رونے کی آواز شدت بھوک سے اس قدر بلند ہوتی تھی کہ گھاٹی سے نکل کر پہاڑی میدان میں گونجنے لگتی تھی کہ قریش آوازوں کو سنتے اور خوش ہوتے تھے، منقول ہے کہ بنو ہاشم کے پناہ گزیں لوگوں میں سے ایک شخص کو کہیں سے چمڑے کا ایک ٹکڑا مل گیا۔ بے چارے نے اسی کو آگ پر بھون کر کھا لیا۔

بنو ہاشم کے بعض رشتہ دار خفیہ طور پر ان ایام میں سامان خوراک اور
4 غلہ وغیرہ سے کچھ مدد دے دیا کرتے تھے لیکن جب کسی کو اس کا حال معلوم ہو جاتا تو اس کی بری طرح خبر لی جاتی تھی، حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بعض عزیز اکثر آپ کے پاس غلہ پہنچا دیا کرتے تھے اور آپ کی حالت دریافت کرتے رہتے تھے۔

حج کے ایام میں بنو ہاشم کو کسی قدر آزادی مل جاتی تھی اور وہ گھاٹی سے نکل کر ادھر اُدھر چلے جایا کرتے تھے، حضور صلعم اس موقعہ سے غیر معمولی فائدہ اُٹھاتے اور تبلیغ کے لئے ادھر اُدھر نکل جاتے، اطراف و جوانب سے جو قبائل حج کو آتے آپ ان سے ملتے اور اُن کو اسلام کی دعوت دیتے لیکن مکہ کے قریش نے اس کا بھی آخر انسداد کیا اور راستوں پر لوگوں کو بٹھا دیا اور باہر کے قبائل میں آدمی مقرر کر دیے تاکہ جب محمدؐ آئیں اور کسی کو اسلام کی دعوت دیں تو وہ لوگوں میں پکار دیں یہ شخص دیوانہ ہے اور مجنوں ہے یا ساحر و جادوگر ہے اس کی باتوں میں نہ آنا۔

تین برس تک قریش کے قطع تعلق کا معاہدہ قائم رہا اس عرصہ میں بنو ہاشم اور قریش کے درمیان کوئی یگانگت نہ رہی یہاں تک کہ بھائی بھائی سے بیگانہ ہو گیا۔ چچا بھتیجوں سے اور لڑکیاں اپنے والدین سے، آخر قریش کے ایک حساس شخص نے اس ظلم کو محسوس کیا اور نقض عہد پر آمادہ ہو گیا۔ یہ شخص ہشام بن عمرو بن حارث تھا جس کی بنو ہاشم سے ننہالی قرابت تھی اور محاصرین کو غلہ وغیرہ سے برابر مدد دیتا رہتا تھا ہشام مذکور کے دل میں ایک روز بیٹھے بیٹھے یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ تو بڑا ظلم ہے کہ ہم تو ہر قسم کی آسائش سے متمتع ہوں آزادی سے چلیں پھریں اٹھیں بیٹھیں اور ہمارے بھائی بنو ہاشم فاقوں اور تنہائی کی مصیبت میں گرفتار ہوں وہ فوراً اپنے دوست زبیر بن اُمیہ مخزومی کے پاس گیا اور اس کو غیرت دلائی اس نے کہا میں تنہا کیونکر معاہدہ کی خلاف ورزی کر سکتا ہوں اگر دو شخص بھی میرے ہم خیال ہو جائیں تو میں معاہدہ کو پارہ پارہ کر دوں ہشام نے دو اور آدمیوں کو تیار کیا اور ان چاروں نے مل کر پانچویں آدمی کو ہم خیال بنایا یہ پانچوں آدمی رات کو ایک جگہ جمع ہوئے اور باہم معاہدہ کیا کہ عہد نامہ کو پھاڑ کر پھینک دیں گے چنانچہ صبح کو سب خانۂ کعبہ میں گئے اور طواف سے فارغ ہو کر زبیر نے قریش کی جماعت کو جو وہاں جمع تھی مخاطب کرتے کہا "قریش! بڑے شرم کی بات ہے کہ ہم اپنے گھروں میں آرام و آسائش سے رہیں، اطمینان سے کھائیں پئیں اور چین سے زندگی بسر کریں اور ہمارے بھائی بنو ہاشم گھاٹی کے اندر حصار کی حالت میں پڑے رہیں، بھوکے مریں اور مصیبت و آلام کی زندگی گزاریں خدا کی قسم! میں اس وقت تک چین سے نہ بیٹھوں گا جب تک اس ظالمانہ معاہدہ کو پاش پاش نہ کر دوں گا" ابوجہل نے زبیر کے ان الفاظ کو سنا اور کڑک کر کہا "تیری کیا مجال ہے کہ تو معاہدہ کو چاک کر سکے" زبیر کے ہمراہی ربیعہ نے کہا "ابو جہل! تو کذاب اور مفتری ہے یہ معاہدہ ہرگز قابل عمل نہیں۔ یہ ہماری عدم موجودگی میں لکھا گیا ہے اور ہم کو اس سے اتفاق نہیں ہے" زبیر کے ایک اور ساتھی نے کہا "خدا کی قسم ربیعہ نے سچ کہا یہ معاہدہ ہماری خواہش کے بالکل خلاف ہے" زبیر کے چوتھے ہم خیال نے کہا "ربیعہ اور اس کے ساتھی نے جو کچھ کہا صحیح و درست ہے، ہرگز یہ معاہدہ قابل عمل نہیں" ہشام بن عمرو نے کہا "بالکل صحیح ہے ہرگز ہرگز اس معاہدے کو صحیح نہیں کہا جا سکتا"

ہشام و زبیر کے ساتھیوں کی تصدیق و تائید نے قریش کے چھکے چھڑا دئے اور ابوجہل نے معاہدہ کے خلاف کافی طاقت پاکر کہا "اچھا اگر تم اس سے راضی نہیں ہو تو پھر اس وقت جو فیصلہ مناسب ہو کر لو" چونکہ ہشام و زبیر اور اُن کے ہمراہی پورے جوش سے گفتگو کر رہے تھے اس لئے اُن کی گفتگو کی آواز بہت بلند تھی یہاں تک کہ گھاٹی تک اس شور کی آوازیں پہنچ گئی تھیں، ابو طالب نے یہ شور سنا تو گھاٹی سے نکلے اور خانہ کعبہ میں پہنچ گئے، دیکھا تو یہاں معاہدہ کے خلاف سخت گفتگو ہو رہی تھی ابو طالب نے اس موقع کو مناسب سمجھ کر قریش کو مخاطب کیا اور کہا "برادران قریش! جو معاہدہ تم نے کیا ہے وہ تمہارا سب کا متفق علیہ ہے اور اس پر تمہارے سب کے دستخط ہیں" قریش نے کہا۔ "ہاں اس پر تمام قریش کے دستخط ہیں اور وہ متفق علیہ ہے" ابو طالب نے کہا "عزیزو! محمدؐ نے مجھے بتایا ہے کہ جو معاہدہ قریش نے لکھا ہے اُس کو دیمک اور جھینگر چاٹ گئے صرف خدا کا نام باقی ہے جس کو دیمک نے

نہیں جاتا ہے تم معاہدہ کو نکال کر دیکھو اگر محمدؐ کا بیان درست ہے تو سمجھو کہ یہ معاہدہ ظالمانہ ہے اور ان کی تکذیب بے فائدہ ہے اور اگر محمدؐ کا بیان صحیح نہیں ہے۔ یعنی معاہدہ صحیح و درست حالت میں ہے تو سمجھو محمد (معاذ اللہ) جھوٹے ہیں اور اس حالت میں میں ان کو تمہارے حوالہ کر دوں گا۔" ابوطالب کے اس فیصلہ کو سن کر قریش خوش ہو گئے اور اس کو منظور کر لیا اس کے بعد خانۂ کعبہ کے اندر سے معاہدہ کو نکالا گیا۔ دیکھا تو معاہدہ کے صحیفہ میں باسمک اللہم کے سوا کوئی حرف نہ تھا۔ قریش بے حد شرمندہ ہوئے۔ اور زہیر و ہشام کے ساتھی مطعم نے معاہدہ کے صحیفہ کو غضبناک ہو کر پھاڑ ڈالا اور اس کے بعد یہ ہم خیال جماعت بنو ہاشم کو گھاٹی سے لے گئی اور بدستور سابق ان کے گھروں میں پہنچا دیا۔ اور پھر تعلقات قائم ہو گئے۔

ابوطالب کی وفات حضور صلعم سنہ ۹ نبوی کے آخر یا سنہ ۱۰ نبوی کے آغاز میں بنو ہاشم کے ساتھ شعب ابوطالب سے نکل کر سابق دستور پوری قوت سے تبلیغ میں مصروف ہوئے اور بہت سے لوگ اس تبلیغ سے حلقۂ اسلام میں داخل ہو گئے۔

ابوطالب نے حضور صلعم کو آٹھ سال کی عمر سے اپنی حمایت میں لیا تھا، اور ہر موقعہ پر آپ کے لئے سینہ سپر رہے تھے اور قریش کے ظالم ہاتھوں سے محفوظ رکھا تھا ان کی عمر اسی سال کی ہو چکی تھی کہ ماہ شوال سنہ ۱۰ نبوی میں وہ بیمار ہوئے اور جاں بر نہ ہو سکے حضور صلعم نے اس آخری وقت میں بھی اپنے فرض کو ادا کیا اور چچا کو ایمان لے آنے کی ترغیب دی لیکن چونکہ اسلام ان کی قسمت میں نہ تھا اس لئے انھوں نے آپ کی دعوت کو قبول نہیں کیا اور کفر و شرک ہی کی حالت میں انتقال کیا۔

ابوطالب نے مرتے وقت بنو ہاشم کے اعیان کو بلایا جن میں اُن کے بھائی عباس اور حمزہ بھی تھے اور وصیت کی کہ محمدؐ کو اپنی حمایت و حفاظت میں رکھنا اور کسی وقت ان کی طرف سے غافل نہ رہنا۔ یہ وصیت کر ہی رہے تھے کہ اُن کی روح جسم سے نکل گئی، حضور صلعم کو ان کی وفات کا سخت صدمہ ہوا یہاں تک کہ آپ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی وفات حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ اور ابوطالب کی وفات میں مورخین میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی وفات پہلے ہوئی اور ابوطالب کی بعد کو اور بعض ابوطالب کی وفات کو پہلے مانتے ہیں اکثر کی رائے یہ ہے کہ ابوطالب نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ سے تین دن پہلے انتقال کیا تھا۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ پہلی مسلمان خاتون تھیں اور اپنی ساری دولت کو اسلام پر قربان کر دیا تھا اور اسلام کی دعوت و تبلیغ میں کفار سے حضور صلعم کو جو تکلیفیں پہنچتی تھیں اُن میں آپ ہی کی ذات تھی جو حضور صلعم کو تسکین و تسلی دیا کرتی اور کام کو جاری رکھنے پر ہمت بندھایا کرتی تھی۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ نے ابوطالب کی وفات کے تین روز بعد اور بقول بعض ایک دن یا پانچ دن پہلے وفات پائی حضور صلعم کو آپ کی وفات کا بے حد صدمہ ہوا اور اس سال کا نام جس میں یہ دونوں ہستیاں حضور صلعم سے جدا ہوئیں آپ نے عام الحزن (غم کا سال) رکھا۔

ایک اہم پیشین گوئی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ اور ابوطالب کی وفات سے پہلے سنہ ۵ نبوی میں اس زمانہ کے دو طاقتور بادشاہوں روم اور فارس کے درمیان سخت جنگ چھڑی ہوئی تھی روم کی طاقت اگرچہ زبردست تھی لیکن فارس خاص اس وجہ سے کہ وہ آسانی کے ساتھ اپنی فوجوں کو قریب ہونے کے سبب میدان کارزار میں پہنچا دیتا تھا۔ اور روم کو دور سے فوجیں لانا پڑتی تھیں اس پر غالب تھا۔ فارس اور روم کے ان معاملوں پر قریش گہری نظر رکھتے تھے اور دلچسپی لیتے تھے کفار قریش فارس کی فتح سے بہت خوش ہوتے اور یہ کہتے تھے کہ جس طرح آتش پرستوں نے جو حقیقت میں بت پرستوں سے مشابہ ہیں اہل کتاب رومیوں پر فتح حاصل کی ہے اس طرح ہم بھی مسلمان اہل کتاب پر غلبہ حاصل کر لیں گے۔ اور معاذ اللہ اسلام اور مسلمانوں کا قطعی استیصال کر دیں گے۔

حضور صلعم اور مسلمان مشرکین مکہ کی ان باتوں کو سنتے۔ ان کی خوشیوں سے متاثر ہوتے اور خاموش رہتے چند دن اس حالت میں گزرے تھے ۲۳

کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام خدا کا یہ کلام لے کر نازل ہوئے۔

الم ۞ غلبت الروم ۞ فی ادنی	الم مغلوب ہوئے ہیں اہل روم
الارض وھم من بعد غلبھم	قریب کے ملک فارس میں لیکن اپنے
سیغلبون ۞ فی بضع سنین	مغلوب ہونے کے چند سال بعد پھر غالب
للہ الامر من قبل و من بعد	ہو جائیں گے اللہ ہی کا اختیار پہلے
و یومئذ یفرح المؤمنون ۞ بنصر اللہ	بھی تھا اور بعد کو بھی رہے گا جب رومی
ینصر من یشاء وھو العزیز	غالب ہوں گے اس دن مسلمان اللہ کی
الرحیم ۞ وعد اللہ لا یخلف	مدد سے خوش ہوں گے۔ وہ جس کی چاہتا
اللہ وعدہ ولکن اکثر الناس	ہے مدد کرتا ہے وہ غالب و مہربان ہے
لا یعلمون ۞	یہ وعدہ ہے اللہ کا اور اللہ اپنے وعدہ

کے خلاف نہیں کرتا لیکن اکثر آدمی نہیں سمجھتے۔

ان آیات کے نازل ہونے پر حضرت ابوبکر رضؓ نے اس کا عام اعلان کیا اور مشرکین کو بتایا کہ دس سال کے اندر اندر رومی اہل کتاب پھر آتش پرستوں پر فتح پائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا نو سال کے بعد دوبارہ دونوں حکومتوں میں جنگ ہوئی اور رومیوں نے آتش پرستوں پر فتح حاصل کی اور اس کی بشارت مکہ میں ٹھیک اس وقت پہنچی جبکہ جنگ بدر میں مشرکین شکست کھانے اور اعیان قریش کے مارے جانے کی خبر کہیں

پہنچی تھی۔

حضرت سودہؓ اور عائشہؓ سے نکاح۔ ام المومنین حضرت سودہؓ اپنے شوہر سکران بن عمر اور بیٹے عبدالرحمٰن کے ساتھ مسلمان ہوگئیں کافروں نے آپ کے شوہر کو محض اس جرم میں کہ وہ مسلمان ہوگیا تھا مار ڈالا۔ اور آپ کافروں کے ظلم و ستم سے تنگ آکر حبشہ چلی گئیں، عرصہ تک وہاں رہیں لیکن نادار ی کے سبب پھر مکہ چلی آئیں۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی وفات کے بعد حضور صلعم نے ان سے محض اس لئے نکاح کر لیا کہ ایسی مستقل مزاج مسلمان عورت کی دستگیری ضروری تھی جس نے اسلام پر اپنے شوہر کو قربان کر دیا ہو اور اسلام پر استقلال سے قائم ہو۔

حضرت سودہ رضؓ سے نکاح کے چند ماہ بعد حضور صلعم نے حضرت ابوبکر رضؓ کی صاحبزادی حضرت عائشہ رضؓ سے نکاح کیا جن کی عمر اس وقت ساڑھے چھ سال کی تھی۔

طائف کا سفر۔ ابوطالب کی وفات کے بعد کفار قریش اس خطرہ سے مطمئن ہوگئے جو ان کو حضور صلعم کے خلاف مؤثر تدابیر اختیار کرنے سے روکتا تھا اور اب وہ نہایت آزادی کے ساتھ حضور صلعم اور مسلمانوں کو ستانے اور تکلیفیں دینے لگے۔ یہاں تک کہ ہر وقت دو ایک شریر حضورؐ کے ساتھ لگے رہتے اور جہاں آپ اسلام کی تبلیغ کرتے یہ لوگ

۴ آپ کا مذاق اڑاتے اور مسلمانوں کو بُری طرح مارتے پیٹتے۔

جب حضور صلعم مکے کے کافروں سے مایوس اور ان کے ناقابل برداشت مظالم سے تنگ آگئے تو آپ نے مسلمانوں کی جماعت سے کہا کہ میں مکہ سے باہر جانا اور اطراف و جوانب کے قبائل میں اسلام کی تبلیغ کرنا چاہتا ہوں، ممکن ہے میری عدم موجودگی میں کفار اپنی روش کو بدل دیں وہ حقیقت پر غور کریں اور میری دعوت کو سمجھیں۔ چنانچہ مسلمانوں کے اتفاق رائے سے حضور صلعم نے زید بن حارثہ کو اپنے ساتھ لیا اور طائف کی جانب روانہ ہوگئے۔ مکہ سے طائف تک ساٹھ ستر میل کا فاصلہ حضورؐ نے پا پیادہ طے کیا اور راستے میں جو قبائل آپ کو ملے اُن میں اسلام کی تبلیغ کی لیکن ایک شخص نے بھی آپ کی دعوت کو لبیک نہ کہا۔

طائف میں قبائل ثقیف آباد تھے اور چونکہ طائف حجاز کا سرسبز و شاداب علاقہ ہے اس لئے یہاں کے سردار عبد یالیل، حبیب اور مسعود جو حقیقی بھائی تھے نہایت بدمزاج اور مغرور واقع ہوئے تھے، حضورؐ نے ان سرداروں سے بات چیت کی اور پھر اسلام کی دعوت دی تینوں نے بے پروائی کے انداز میں بدتمیزی کے ساتھ جواب دیا ایک نے کہا "اگر خدا تم کو رسول بنا کر بھیجتا تو تم اس طرح پیدل پاؤں گھسیٹتے یہاں نہ آتے"۔ دوسرے نے کہا "کیا تمہارے سوا خدا کو کوئی اور رسول بنانے کے لئے نہیں ملا۔ اگر رسول بنا کر بھیجا تھا تو کسی حاکم یا سردار کو رسول بنایا ہوتا"۔ تیسرے نے کہا "خدا کی قسم! میں تم سے بات کرنا نہیں چاہتا، اس لئے کہ اگر تم واقعی رسول ہو جیسا کہ تم کہتے ہو، تو میں تمہارے کلام کو رد کرنا پسند نہیں کرتا، اور اگر رسول نہیں ہو تو ایسے شخص سے بات کرنا میری شان کے شایاں نہیں جو خدا پر جھوٹ بولتا ہو"۔

حضور صلعم نے طائف میں دس روز قیام فرمایا اور مختلف مقامات پر تبلیغی مواعظ کہے لیکن ایک شخص کو بھی اسلام لانے کی توفیق نصیب ہوئی۔

ایک روز حضور صلعم طائف میں کسی جگہ وعظ فرما رہے تھے کہ قبیلہ ثقیف کے سرداروں نے آپ کے پیچھے اپنے غلاموں اور شہر کے لڑکوں کو لگا دیا اُنھوں نے آپ پر پتھر پھینکے اور اس قدر شور و غل مچایا کہ آپ وعظ کو بند کرنے پر مجبور ہوگئے۔ پتھروں نے آپ کو زخمی کر دیا اور جسم کے مختلف مقامات سے اس قدر خون بہا کہ آپ کے قدموں تک پہنچ گیا اور نعلین مبارک تر ہوگئیں۔

اسی طرح آپ ایک اور موقعہ پر وعظ فرما رہے تھے کہ طائف کے لوگوں کے اشارے سے غلاموں اور لڑکوں نے آپ پر پتھر پھینکنا شروع کئے تالیاں بجاتے جاتے گالیاں دیتے جاتے اور پتھر برساتے جاتے تھے یہاں تک کہ حضور صلعم اور زید بن حارثہ دونوں پتھروں سے زخمی ہوگئے اور مجمع سے نکل کر انگور کے ایک باغ میں پناہ گزیں ہوئے تھوڑی دور تو لوگوں نے تعاقب کیا اور پھر چھوڑ کر چلے گئے۔

انگور کے باغ میں پہنچ کر حضور صلعم سر سے زیادہ خون نکل جانے کے سبب بیہوش ہو کر گر پڑے زید بن حارثہ پانی لائے زخموں کو دھویا اور منہ پر چھینٹے دئے جب آپ کو ہوش آگیا تو اپنی ناکامی پر افسوس کرتے ہوئے خدا سے یہ دعا کی۔

اللھم الیک اشکو ضعف	اے اللہ! اپنی کمزوری، ناداری اور
قوتی و قلۃ حیلتی و ھوانی	لوگوں کی تحقیر کی بابت میں تیرے حضور
علی الناس، انت یا ارحم	میں فریاد کرتا ہوں تو ارحم الرحمٰن ہے
الراحمین انت رب المستضعفین	تو کمزوروں کا مالک ہے اور میرا مالک
انت ربی الیٰ من تکلنی الیٰ	بھی تو ہی ہے۔ مجھ کو کس کے حوالے کیا جاتا
بعید یتجھمنی اوالیٰ عدو	ہے کیا بغض رکھنے والے حوالے کئے یا
ملکتہ امری۔ ان لم یکن	اس دشمن کے جو میرے امور پر قابو
بک علیّ غضب فلا ابالی	رکھتا ہے، لیکن اگر تو ناراض نہیں
ولکن عافیتک اوسع لی	نہیں ہے تو مجھ کو دشمنوں اور ان کی ایذا
اعوذ بنور وجھک الذی	رسانی کی پروا نہیں ہے اس لئے کہ تیری
اشرقت لہ الظلمات و	عافیت میرے لئے کشادہ اور وسیع ہے
صلح علیہ امر الدنیا والآخرۃ	میں تیری پاکیزہ ذات کے نور سے جو

من ان ينزل بي غضبك — کے شر سے، پناہ چاہتا ہوں ہاں اس نور،
او يحل علي سخطك لك العتبى — سے جس سے ہر قسم کی تاریکیاں روشن
حتى ترضى ولا حول ولا — ہو جاتی ہیں اور جس سے دین و دنیا کے
قوة الا بك ٥ — کام درست ہو جاتے ہیں ہاں میں تیری

پاک ذات کے نور سے پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ تیرا غضب مجھ پر نازل ہو یا تیرا غصہ مجھ پر مسلط ہو۔ میں صرف تیری ہی رضا و خوشنودی چاہتا ہوں اور تجھ ہی سے مجھ کو ہر قسم کی قوت حاصل ہوتی ہے۔

طائف میں حضور صلعم نے دس روز قیام فرمایا۔ وہ آخر ناکام ہو کر مکہ کو واپس ہوئے، دو منزلیں طے کرتے نخلہ پہونچے جہاں سے مکہ صرف ایک منزل رہ گیا تھا۔ رات کو آپ نے نخلہ میں قیام فرمایا۔ وہ حسب معمول رات کو عبادت میں مصروف رہے آدھی رات کے بعد آپ نماز میں بلند آواز سے قرآن پڑھ رہے تھے کہ چند جن اس طرف سے گزرے اور خدا کے کلام کو سن کر اس قدر متاثر ہوئے کہ ٹھہر گئے اور حضور صلعم کی قرأت کو سنتے رہے۔ جب حضور صلعم نماز سے فارغ ہو گئے تو جن آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا۔ حضور صلعم نے ان سے فرمایا کہ تم اپنی قوم میں اس دین الٰہی کی تبلیغ کرنا۔ انہوں نے وعدہ کیا اور چلے گئے۔ اس واقعہ کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے۔

صبح کو نخلہ سے روانہ ہو کر حضور صلعم کوہ حرا پر پہونچے چونکہ مشرکین مکہ آپ کے جانی دشمن تھے اس لئے مکہ میں اچانک پہونچنا آپ نے مناسب نہ سمجھا اور زید بن حارثہ یا کسی اور کو مکہ بھیج کر دریافت کرایا کہ اگر مجھ کو مکہ میں امن سے رہنے دینے کا کوئی ضامن بن جائے تو میں واپس چلا آؤں ورنہ کہیں اور چلا جاؤں۔ حضور صلعم کی اس خواہش کو قریش میں سے کسی نے منظور نہیں کیا۔ مطعم بن عدی نے یہ دیکھا اور اس کا دل ہمدردی سے لبریز ہو گیا وہ فوراً کوہ حرا پر گیا اور حضور صلعم کو مکہ میں لے آیا اور اپنی طاقت کا مظاہرہ کر کے قریش سے کہہ دیا کہ میں اگرچہ محمد کے دین سے کوئی تعلق نہیں رکھتا ہوں۔ لیکن ان کو میں نے اپنی حفاظت میں لے لیا ہے آئندہ ان کی مخالفت اور ایذا رسانی کا کوئی شخص ارادہ نہ کرے۔

مطعم بن عدی کی پناہ مل جانے کے سبب حضور صلعم کو کسی قدر اطمینان و سکون حاصل ہو گیا اور آپ نے مکہ والوں سے مایوس ہو کر ان لوگوں میں تبلیغ شروع کی جو اطراف و جوانب سے مکہ میں آتے رہتے تھے یا مکہ کے قرب و جوار میں سکونت پذیر تھے چند روز تک تو حضور اطمینان سے یہ کام کرتے رہے لیکن پھر ابولہب وغیرہ دشمنان اسلام نے اس میں رخنہ اندازی شروع کی اور آپ کے ساتھ پھرنے لگے جہاں آپ کسی اجنبی کو دیکھ کر اس کو اسلام کی دعوت دیتے یا کسی مجمع میں وعظ فرماتے یہ شریر لوگ ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہتے "یہ شخص بے دین اور دیوانہ ہے اس کی باتوں میں نہ آنا" اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ کوئی شخص آپ کی طرف متوجہ نہ ہوتا

مدینہ والوں کا قبول اسلام حج کے ایام میں حضور صلعم اپنی تبلیغی کوششوں میں زیادہ ہمت سے کام لیتے اور دن دن بھر قبائل میں گھوما کرتے تھے سالِ نبوی میں آپ نے حج کے ایام میں مزید چستی سے کام لیا اور جو لوگ حج کرنے آئے تھے ان میں چل پھر کر اسلام کی تبلیغ کی۔

ایک روز حسب معمول حضور بیرونی قبائل میں اسلام کی دعوت دیتے پھر رہے تھے کہ آپ کا گذر مدینہ کے دو آدمیوں پر ہوا جو مکہ کے قریش سے اپنے مخالف قبیلہ کے مقابلہ کے لئے مدد طلب کرنے اور حلیف بنانے کے لئے آئے تھے۔ ان کا نام ابوالحیسر انس بن رافع اور ایاس بن معاذ تھا۔ حضور صلعم ان کے پاس بیٹھ گئے اور ان سے فرمایا "میرے پاس ایک ایسی چیز ہے جس میں تمہارے لئے ہر قسم کی بھلائی ہے اگر تم چاہو تو میں تم کو اس سے آگاہ کروں۔" ان لوگوں نے کہا "وہ کونسی چیز ہے بتاؤ۔" آپ نے فرمایا "میں خدا کی طرف سے مخلوق کی ہدایت کے لیے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں خدا نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں اس کے بندوں کو یہ بتاؤں کہ خدا کے سوا وہ کسی دوسرے کی عبادت نہ کریں اور نہ کسی کو خدا کا شریک ٹھہرائیں اور خدا نے اپنے احکام اپنی کتاب میں مجھ پر نازل کئے ہیں۔" یہ کہہ کر آپ نے قرآن مجید کی آیات ان کو سنائیں اور پھر اسلام کی دعوت دی۔ ایاس نے کلام الٰہی اور اسلام کے احکام کو سن کر انس بن رافع سے کہا "خدا کی قسم! یہ کام اس سے بہتر ہے جس کے لئے ہم یہاں آئے ہیں۔" انس بن رافع نے ایاس کے منہ پر کنکریاں مار کر کہا "ان باتوں کو چھوڑو جس کام کو ہم آئے ہیں وہ کام کرو۔" ایاس یہ سن کر ٢٥
خاموش ہو گیا اور حضور صلعم اٹھ کر چلے آئے۔

ایاس بن معاذ اور انس بن رافع کی واپسی کے بعد مدینہ میں اوس و خزرج قبائل کے درمیان سخت لڑائی ہوئی جس کو تاریخ میں جنگ بعاث کہا جاتا ہے ان ایام میں قبیلۂ خزرج کا سردار عمرو بن نعمان تھا اور قبیلۂ اوس کا سردار حضیر الکتائب۔ اس دفعہ قبیلۂ اوس کے ساتھ بنو قریظہ اور بنو نضیر یہود بھی جنگ میں شریک تھے جنگ نہایت خوفناک تھی۔ دونوں قبیلے سر بکف میدان میں نکلے دونوں جنگجو اور بہادر تھے۔ ابتدا میں خزرج کا پلہ بھاری رہا اور ان کو کسی قدر کامیابی ہوئی۔ اوس کے سردار حضیر نے فوراً اس کو محسوس کیا اور نئی جنگی تدبیر اختیار کی۔ یعنی دوران جنگ میں اوس نے اپنے گھوڑے کو میدان جنگ سے ہٹایا اور آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنے لگا۔ خزرج اور اس کے جنگجو بہادر سمجھے کہ حضیر مایوس ہو کر پیچھے ہٹ رہا ہے اور قبیلۂ اوس کے لوگ ہمت ہار چکے ہیں وہ یہ خیال کر کے آگے بڑھے قبیلہ اوس اور اس کے سردار نے ان کو آگے بڑھ آنے کا اور موقع دیا یہاں تک کہ جب وہ بالکل زد میں آ گئے تو حضیر اور اس کے قبیلہ نے پوری قوت سے خزرج پر حملہ کیا۔ اور تین طرف سے گھیر کر ان کو سخت شکست دی اور ان کے سردار عمرو بن نعمان کو مار ڈالا۔

خزرج اگرچہ اوس کے مقابلہ میں زیادہ اور طاقتور تھے لیکن اس جنگ

میں ان کو بری طرح شکست ہوئی اور جنگ کے بعد وہ خاموش ہو کر بیٹھ رہے لیکن تھوڑے ہی دن بعد خزرج کو پھر اپنی طاقت بڑھانے کا خیال پیدا ہوا اور انہوں نے مکہ کے قریش کو اپنا حلیف و مددگار بنانا چاہا چنانچہ انہوں نے اپنے چند آدمیوں کو مکہ بھیجا۔ یہ سات آدمی تھے جو عرفات کے ارکان حج ادا کر کے منیٰ میں قیام پذیر تھے حضور صلعم حسب معمول قبائل میں تبلیغ کرتے ہوئے ان کے پاس بھی پہونچے اور ان سے پوچھا تم کس قبیلہ کے لوگ ہو اور کہاں کے رہنے والے ہو؟ انہوں نے کہا ہم قبیلہ خزرج کے لوگ ہیں اور مدینہ کے رہنے والے ہیں۔ حضور صلعم نے ان کے سامنے اسلام کو پیش کیا اور کلام الٰہی کی آیات سنائیں۔ معاً ان لوگوں کو یہود کا قول یاد آگیا کہ عنقریب نبی آخر الزمان پیدا ہونے والا ہے اور وہ یہ خیال کر کے کہ ممکن ہے یہی پیغمبر آخر الزمان ہوں آپ کی باتوں کو پوری توجہ سے سننے لگے۔ جب ان کو اس کا یقین ہو گیا کہ یہی پیغمبر آخر الزمان ہیں تو انہوں نے اس خیال سے کہ کہیں یہود ہم سے پہلے اسلام قبول نہ کر لیں فوراً اسلام قبول کر لیا اور اس کے بعد وہ مدینہ کو چلے گئے مدینہ کے ان پہلے مسلمانوں کے نام یہ ہیں (۱) اسعد بن زرارہ (۲) عوف بن حارث (۳) رافع بن مالک بن عجلان (۴) قطبہ بن عامر بن حدیدہ (۵) عقبہ بن عامر (۶) جابر بن عبد اللہ بن رباب۔

معراج۔ معراج کب ہوئی اور کیونکر ہوئی علماء سیر و تاریخ میں اس کی بابت مختلف اقوال ہیں بعض کہتے ہیں کہ معراج نبوت عطا ہونے کے بعد ہی ہوئی اس لئے کہ پنج وقتہ نماز معراج ہی میں فرض کیا گیا تھا اور نماز ابتدائے اسلام سے جاری ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ معراج سنہ ۱۲ نبوی میں ہوئی جبکہ حضور کی دعوت اسلام مدینہ میں پھیل رہی تھی اور مکہ کے مسلمان ہجرت کر کے مدینہ کو جا رہے تھے اور آپ بھی مشرکین مکہ کے ظلم و ستم سے تنگ آکر مدینہ جانے کے لئے تیار تھے۔ اور نماز کا فرض ہونا تو ابتدائے اسلام سے صرف دو وقت کی نمازیں فرض تھیں۔ معراج میں پانچ وقت کی نمازیں فرض ہوئیں۔ بعض کہتے ہیں معراج سنہ ہجری میں ہوئی اور یہی قول اکثر مورخین کا ہے۔

معراج کی کیفیت کی نسبت یہ اختلاف ہے کہ بعض صحابہ جن میں امیر معاویہ اور حضرت عائشہ بھی شامل ہیں یہ کہتے ہیں کہ حضور صلعم کو روحانی[۱] معراج ہوئی تھی یعنی جس روز معراج ہوئی ہے اس روز حضور صلعم ام ہانی کے گھر میں تھے اور شب کو آپ کا جسم مبارک صبح تک اپنی جگہ پر رہا تھا مطلب یہ ہے کہ حضور کو جسمانی معراج نہیں ہوئی تھی صرف آپ کی روح کو آسمانوں پر لے جایا گیا اور سیر کرائی گئی تھی۔

اکثر صحابہ اور علماء کی رائے یہ ہے کہ حضور صلعم کو مکہ سے مسجد اقصیٰ تک مسجد اقصیٰ سے سدرۃ المنتہیٰ تک اور سدرۃ المنتہیٰ سے جہاں تک خدا نے چاہا۔ اس مقام تک لے جایا گیا اور آپ نے یہ سب کچھ جسم کے ساتھ بیداری میں دیکھا۔

قرآن مجید میں معراج کا ذکر ان الفاظ سے کیا گیا ہے۔

سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً	وہ اللہ عیبوں سے پاک ہے جو راتوں رات
من المسجد الحرام الی المسجد	اپنے بندے (محمدؐ) کو مسجد حرام سے مسجد
الاقصی الذی بارکنا حولہ	اقصیٰ تک لے گیا جس کے ارد گرد ہم نے
لنریہ من اٰیٰتنا	برکتیں دے رکھی ہیں تاکہ ہم اپنی قدرت

کی چند نشانیاں اس کو دکھائیں۔

مختصر یہ کہ حضور صلعم کو سنہ ۱۲ نبوی میں معراج ہوئی اور آپ نے جسم مبارک کے ساتھ حالت بیداری میں تمام مقامات کی سیر کی اور یہ بات نہ تو ناممکن ہے اور نہ خلاف قیاس اس لئے کہ جو خدا بڑے بڑے اجسام کو خلا میں قائم رکھتا ہے وہ اپنے بندے کو بھی جسمانی معراج کرا سکتا ہے اور خلاف قیاس اس لئے نہیں کہ آجکل بڑے بڑے ہوائی جہاز فضائے آسمانی پر پرواز کر رہے ہیں اور چند گھنٹوں میں انسانوں کی ایک جماعت ہوائی جہاز میں سوار ہو کر سیکڑوں کوس کی مسافت آسانی سے طے کر لیتی ہے ممکن ہے خدا نے جو سواری آپ کے لئے تجویز کی ہو وہ سرعت میں برق رفتار ہو۔

واقعہ معراج کو احادیث میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے ہم اس موقع پر اختصار کے ساتھ لکھتے ہیں حضور صلعم نماز سے فارغ ہو کر رات کو اپنی چچازاد بہن ام ہانی کے ہاں سو رہے تھے کہ حضرت جبرئیل ع تشریف لائے آپ کو بیدار کیا اور مسجد حرام میں لے گئے جہاں براق موجود تھا آپ کو براق پر سوار کیا گیا اور آپ مدینہ کے نخلستان، طور سینا اور بیت اللحم کو دیکھتے ہوئے بیت المقدس میں پہونچے براق کو مسجد کے اس دروازہ سے باندھ دیا جس کا نام آج تک باب محمد ہے اور پھر مسجد اقصیٰ میں داخل ہو کر حضور نے دو رکعت نماز ادا کی مسجد اقصیٰ میں اس وقت حضرت آدم سے لے کر حضرت عیسیٰ ع تک جس قدر انبیاء گزرے ہیں سب موجود تھے سب نے وضو کیا اور حضور صلعم نے سب کو نماز پڑھائی اور اس کے بعد براق پر سوار ہو کر جبرئیل و میکائیل علیہما السلام کے ساتھ آسمانوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ہر آسمان کی سیر اور جو انبیاء وہاں موجود تھے ان سے ملاقات کرتے ہوئے سدرۃ المنتہیٰ پر پہونچے جو ایک بلند و بالا بیری کا درخت ہے۔

سدرۃ المنتہیٰ ذی روح مخلوق کے پہونچنے کا آخری مقام ہے یہاں پہنچ کر حضرت جبرئیل و میکائیل آپ سے رخصت ہو گئے اور آپ آگے بڑھے رب العالمین کے دربار کے قریب پہونچے تو یہ ندا آئی۔ اُدن یا محمد۔ اے محمد قریب آؤ آپ اور آگے بڑھے اور رب العالمین کے حضور میں حاضر ہو گئے محب و محبوب میں راز و نیاز کی باتیں ہوئیں اور خداوند تعالیٰ کو جو کچھ احکام دینے تھے آپ کو دئے جن میں پنج وقت کی نماز کا بھی حکم تھا اس کے بعد آپ نے جنت و دوزخ کی سیر کی اور واپس تشریف لے آئے۔

صبح کو حضور صلعم نے لوگوں سے معراج کا واقعہ بیان کیا جس کو سن کر

[۱] خواب اور روحانی معراج میں علامہ ابن قیم نے فرق کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ روحانی معراج کے معنے یہ ہیں کہ آپ کی روح کو تمام مقامات کی سیر کرائی گئی خواب میں یہ بات نہیں ہوتی اس لئے روحانی معراج کو کسی طرح خواب نہیں کہا جا سکتا

کفار نے بڑا مذاق اڑایا اور بعض مسلمان مشرکوں کے بہکانے اور معراج کا ذکر سننے سے مرتد ہوگئے۔ کفار کی ایک جماعت تمسخر اڑاتی حضرت ابوبکر رضؓ کے پاس بھی پہونچی اور کہا: "ابوبکر رضؓ! تم نے اپنے دوست کی نئی کہانی بھی سنی وہ کہتے ہیں کہ میں رات کو بیت المقدس ہوتا ہوا آسمانوں پر پہونچا اور آسمانوں اور جنت و دوزخ کی خوب سیر کی"۔ حضرت ابوبکر رضؓ نے فرمایا:

"میرے دوست نے جو کچھ بیان کیا ہے درست ہے وہ اللہ کا رسول ہے اللہ کا اس کو اپنے حضور میں بلانا بالکل صحیح ہے"۔ اسی تصدیق کی بنا پر حضرت ابوبکر رضؓ کا لقب صدیق ہوا۔ اس لئے کہ آپ پہلے شخص تھے جنہوں نے واقعۂ معراج کی تصدیق کی۔

باشندگان مدینہ کی بیعت۔ مدینہ کے چھ آدمیوں کے حلقہ بگوش اسلام ہونے کا واقعہ اوپر لکھا جا چکا ہے ایک اور روایت اس واقعہ کے متعلق یہ ہے کہ جنگ بعاث میں خزرج کے ناکام رہنے پر خزرج نے مادی مدد میں اپنا ایک وفد مکہ کے قریش سے امداد کی درخواست کرنے کے لئے مکہ روانہ کیا اس وفد میں ابوامامہ اسعد بن زرارہ بھی تھے جن کے تعلقات مکہ کے مشہور قریشی عتبہ بن ربیعہ سے تھے اسعد بن زرارہ اپنے دوست عتبہ کے یہاں ٹھہرے۔ اور اپنے آنے کی غرض بیان کی عتبہ نے کہا: "مدینہ مکہ سے بہت دور ہے ہم کیا مدد دے سکتے ہیں پھر آجکل ہم خود ایک مصیبت میں مبتلا ہیں جس نے ہم کو اس قدر پریشان کر رکھا ہے کہ ہم کسی کی مدد نہیں کر سکتے"۔ اسعد بن زرارہ نے پوچھا: "وہ ایسی کونسی مصیبت ہے جس نے تم جیسے بہادر لوگوں کو پریشان و بدحواس بنا رکھا ہے"۔ عتبہ نے کہا: "ہماری قوم میں سے ایک شخص نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے وہ علانیہ ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہتا اور ہم کو مشرک و بیوقوف ٹھہراتا ہے ہماری قوم کے بہت سے نوجوان اس کے ساتھ ہوگئے ہیں اور وہ ہر وقت ہماری قوم کے لوگوں کو بہکاتے رہتے ہیں"۔ اسعد بن زرارہ نے پوچھا: "اس شخص کا نام کیا ہے"۔ عتبہ نے کہا: "محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب"۔ اسعد نے دریافت کیا: "وہ کہاں رہتا ہے"۔ عتبہ نے کہا "خدا کے لئے تم اس کے پاس نہ جانا۔ وہ بڑا جادوگر ہے ایسا نہ ہو کہ تم بھی اس کی باتوں میں آکر گمراہ ہو جاؤ"۔

اس کے بعد عتبہ نے حضور صلعم کے مکان کا پتہ دیا اور اصرار کے ساتھ کہا "ہرگز ہرگز تم اس کے پاس نہ جانا"۔ اسعد بن زرارہ نے ٹالتے ہوئے کہا "میں خانہ کعبہ کا طواف تو ضرور ہی کروں گا"۔ اسعد بن زرارہ نے عتبہ کے گھر سے نکل کر عمرہ کے مراسم ادا کرنے کا ارادہ کیا لیکن پھر خیال آیا کہ سب سے پہلے اس شخص سے ملنا چاہیئے۔ جس نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے اور جس کے دعوی نے قریش جیسی بہادر قوم کو پریشان کر رکھا ہے چنانچہ وہ حضور صلعم کے مکان پر پہونچ کر حضور رہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا: "آپ کس دین کی تبلیغ کرتے ہیں"۔ حضور صلعم نے دین اسلام کی حقیقت کو بیان کیا اور قرآن مجید کا کچھ حصہ سنایا۔ اسعد بن زرارہ نے اسلامی تعلیم اور کلام الٰہی کو سن کر یقین کر لیا کہ یہ وہی نبی آخرالزماں ہیں جن کی آمد کا ذکر مدینہ کے یہود کیا کرتے ہیں اور اسلام قبول کر کے عرض کیا: "خدا کے نبی! ہم مدینہ کے رہنے والے اور قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے ہیں ہمارے دوسرے بھائی قبائل اوس ہیں لیکن بدقسمتی سے دونوں قبیلوں کے درمیان سخت عداوت رہتی ہے اور آئے دن باہم لڑتے رہتے ہیں ہم نے یہودیوں سے آپ کی آمد کی خبر اور آپ کے اوصاف کو سنا ہے اگر آپ مدینہ تشریف لے چلیں تو ہم آپ کی پوری عزت و خدمت کریں گے اور ممکن ہے آپ کی برکت سے ہمارے قبائل کی عداوت دوستی میں بدل جائے اور سب بھائی ایک ہو جائیں"۔

اسعد بن زرارہ کے ساتھ اس کے پانچ ساتھیوں نے بھی اسلام قبول کر لیا اور اس کے بعد سب مدینہ کو چلے گئے مدینہ میں پہونچ کر ان لوگوں نے اپنے دوستوں اور عزیزوں سے نبی آخرالزماں کے ظہور پذیر ہونے کا ذکر کیا اور اسلام کی حقیقت بیان کی چند دنوں میں اس کی شہرت سارے شہر میں ہوگئی اور گھر گھر حضور رہ کا ذکر ہونے لگا۔

عقبہ کی پہلی بیعت۔ سنہ ۱۲ نبوی میں مدینہ سے بارہ آدمیوں کی ایک جماعت ایام حج میں خانہ کعبہ کے طواف کے لئے مکہ حاضر ہوئی جن میں سے پانچ آدمی ان چھ آدمیوں میں سے تھے جنہوں نے سال گذشتہ منیٰ میں اسلام قبول کیا تھا اور سات آدمی قبائل خزرج و اوس کے نئے آئے تھے جنکے نام یہ ہیں (۱) معاذ بن حارث برادر عوف بن حارث (۲) ذکوان بن عبد قیس (۳) خالد بن مخلد (۴) عبادت بن الصامت (۵) عباس بن عبادہ (۶) ابوالہیثم مالک بن التیہان (۷) عویم بن ساعدہ ان لوگوں نے عقبہ کے مقام پر حضور صلعم سے ان باتوں پر بیعت اسلام کی۔

(۱) ہم کسی کو خدا کا شریک نہ ٹھہرائیں گے صرف خدائے واحد کی عبادت کریں گے (۲) چوری اور زنا نہ کریں گے اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گے۔
(۳) کسی پر تہمت نہ لگائیں گے۔
(۴) جھوٹ نہ بولیں گے اور کسی کی چغلی و شکایت نہ کریں گے
(۵) خدائے نبی محمد رہ کی ہر ایک حق بات کو مانیں گے اور راحت و رنج دونوں حالتوں میں حضور رہ کے شریک حال رہیں گے۔

ان بارہ آدمیوں میں ذکوان بن عبد قیس حضور رہ کے پاس رہ گئے اور سنہ ۱۳ نبوی میں مدینہ کی طرف ہجرت کی اور بقیہ گیارہ آدمی مدینہ چلے گئے چلتے وقت انہوں نے حضور رہ سے درخواست کی کہ اپنے کسی صحابی کو احکام اسلام کی تعلیم اور قرآن پڑھانے کے لئے ہمارے ساتھ بھیج دیجیے حضور رہ نے مصعب بن عمیر رضؓ کو ان کے ساتھ کر دیا اور بقول ابن خلدون ابن ام مکتوم کو بھی ساتھ بھیج دیا۔

مصعب بن عمیر رضؓ حضرت اسعد بن زرارہ کے مکان پر ٹھہرے

مصعب بن عمیر رضؓ ایک جلیل القدر صحابی تھے جو مکہ کے ایک دولت مند گھرانے کے چشم و چراغ تھے گھوڑے پر سوار ہو کر نکلتے تو چار غلام ہمرکاب ہوتے تھے دو سو روپیہ سے کم کی ادنیٰ صوف

اور مدینہ میں اسلام کی تبلیغ شروع کی شہر کے محلوں میں جاتے لوگوں کو جمع کر کے قرآن مجید سناتے اور اسلام کی خوبیاں بیان کرتے چونکہ مدینہ کے لوگ نبی آخر الزماں کے مبعوث ہونے کی خبر سن چکے تھے اور پھر ایک سال سے آپ کے ظہور کی اطلاعات مل رہی تھیں اس لئے مصعب بن عمیر رضہ کی تبلیغ سے لوگ جلد متاثر ہو جاتے اور اسلام قبول کر لیتے تھے یہاں تک کہ چند روز میں مدینہ کے بہت سے لوگ اسلام کے حلقہ میں داخل ہو گئے اور مسلمانوں کی خاصی تعداد ہو گئی۔

مدینہ میں صرف بنو عبد الاشہل اور بنو ظفر ایسے قبیلے تھے جو اسلام سے نفرت رکھتے تھے مصعب بن عمیر رضہ نے کئی مرتبہ ان قبائل کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی لیکن اپنے سرداروں کے خوف سے یہ لوگ مسلمان نہیں ہوئے ایک روز حضرت مصعب بن عمیر رضہ چند مسلمانوں کے ساتھ بنو عبد الاشہل اور بنو ظفر کے محلہ میں گئے اور ایک کنوئیں پر بیٹھ کر اسلام کے فضائل بیان کرنے لگے بنو عبد الاشہل کے سردار سعد بن معاذ نے جو سعد بن زرارہ کے خالہ زاد بھائی تھے مسلمانوں کو اپنے محلہ میں پاکر اور مصعب بن عمیر رضہ کو اسلام کی تبلیغ کرتے دیکھ کر اسید بن حضیر کو جو اپنے قبیلہ کے بڑے سردار تھے اس کی خبر دی اور کہا کہ "اسعد بن زرارہ میرا بھائی ہے اس لئے میں تو اس کے سامنے جانا پسند نہیں کرتا تم ان لوگوں کے پاس جاؤ اور ان کو منتشر کر دو یہ لوگ ہماری قوم کے کمزور خیال مردوں ۳۷
اور عورتوں کو بہکاتے ہیں۔ اور بے دینی سکھلاتے ہیں" اسید بن حضیر تلوار لے کر اٹھے اور کنوئیں پر پہونچ کر اسعد بن زرارہ کے پیچھے کھڑے ہو گئے پھر ایک لمحہ کے توقف کے بعد کہا "تم لوگ ہمارے محلہ میں نہ آیا کرو اور فوراً یہاں سے چلے جاؤ ورنہ اچھا نہ ہوگا" حضرت مصعب بن عمیر رضہ نے اسید کی کرخت آواز کو سن کر نہایت اخلاق سے کہا "تشریف رکھئے اور چند باتیں ہماری بھی سن لیجئے اگر پسند آجائیں بہتر ہے ورنہ ہم آپ کے ارشاد کی تعمیل بہت خوشی کے ساتھ کریں گے اور یہاں سے چلے جائیں گے" اسید بن حضیر حضرت مصعب بن عمیر رضہ کی شریفانہ گفتگو سے متاثر ہوئے اور بیٹھ گئے حضرت مصعب بن عمیر رضہ نے مختصر الفاظ میں اسلام کے محاسن بیان کئے اور کلام الٰہی کو سنایا۔ اسید بن حضیر قرآن مجید کو توجہ سے سن رہے تھے اور کہتے جاتے تھے ما احسن ہذا الکلام یہ کلام کس قدر شیریں اور اچھا ہے۔ جب مصعب بن عمیر قرآن مجید سنا چکے تو اسید بن حضیر نے پوچھا کہ مسلمان ہونے کا کیا طریقہ ہے۔ مصعب بن عمیر رضہ نے فرمایا "غسل کر کے پاک لباس پہنا جاتا ہے پھر دو رکعت نماز شکرانہ کے طور پر ادا کی جاتی ہے اور اس کے بعد خدا کے رسول محمدؐ کی نبوت کی تصدیق کی جاتی ہے اور ایمان لانے کے بعد شکرانہ کے طور پر دو رکعت نماز نفل ادا کی جاتی ہے" اسید بن حضیر نے فوراً غسل کیا۔ پاک کپڑے پہنے اور تمام لوگوں کے سامنے کلمۂ شہادت پڑھ کر اسلام کے حلقہ میں داخل ہو گئے اور اس کے بعد کہا "اگر میرا ساتھی سعد بن معاذ بھی مسلمان ہو جائے تو پھر مدینہ میں کوئی شخص تمہارا مخالف نہ رہے گا۔ میں ابھی جا کر اس کو تمہارے پاس بھیجتا ہوں" یہ کہہ کر اسید بن حضیر واپس گئے۔ سعد کے پاس پہونچے تو انہوں نے دیکھتے ہی کہا "اسید جس حالت میں گیا تھا اس حالت پر واپس نہیں آیا" پھر جب اسید۔ سعد بن معاذ کے سامنے پہونچ گئے تو سعد نے پوچھا ما فعلت "تم نے کیا کیا" اسید بن حضیر نے کہا۔ میں نے ان لوگوں سے منع کیا لیکن وہ تو اس قدر نڈر ہیں کہ میرے منع کرنے کی پرواہ نہ کی اور کہا "ہم جس بات کو حق خیال کرتے ہیں اس کی اشاعت کریں گے ہم کو کوئی طاقت اس سے نہیں روک سکتی" پھر میں نے یہ بھی سنا ہے کہ بنو حارثہ تمہارے بھائی اسعد بن زرارہ کو قتل کرنے کے لئے آ رہے ہیں" اسید بن حضیر نے یہ تمام باتیں خصوصاً آخری فقرہ اس خیال سے کہا تھا کہ سعد بن معاذ کو غصہ آجائے اور غضبناک ہو کر وہ کسی طرح وہاں پہونچ جائے چنانچہ فقرہ کارگر ہوا اور سعد بن معاذ غضبناک ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اور تلوار لے کر تیزی سے مسلمانوں کی طرف بڑھا اور اسعد بن زرارہ کے پاس پہونچ کر کہا "خدا کی قسم! اگر تو میرا بھائی نہ ہوتا تو میں تجھ کو مار ڈالتا" اس کے بعد سعد بن معاذ نے کہا "بہتر ہے کہ تم لوگ فوراً یہاں سے چلے جاؤ اور آئندہ کبھی ہمارے محلہ میں آنے کا ارادہ نہ کرو"

اسعد بن زرارہ نے سعد بن معاذ کی باتوں کا کوئی جواب نہیں دیا اور مصعب بن عمیر رضہ نے ان کے خاموش ہوتے ہی نرمی سے ایسی گفتگو کی کہ سعد بن معاذ کا غصہ فرو ہو گیا اور وہ مصعب بن عمیر رضہ کے پاس بیٹھ گئے مصعب بن عمیر رضہ نے حسب معمول اسلام کے محاسن بیان کئے اور پھر قرآن مجید کی چند آیات سنائیں نتیجہ یہ ہوا کہ خدا نے سعد بن معاذ کے دل میں بھی اسلام کی روشنی پیدا کر دی اور وہ مسلمان ہو گئے جب وہ مسلمان ہو کر اپنے قبیلہ میں پہونچے تو لوگوں کو مخاطب کر کے کہا "کیف تعلمون امری فی کم۔ تم میری نسبت کیسا خیال رکھتے ہو" تمام لوگوں نے یک زبان ہو کر کہا "انت سیدنا و افضلنا رأیا و یمناً۔ تم ہمارے سردار ہو اور رائے و عہد میں ہم سب سے زیادہ بہتر ہو" سعد بن معاذ نے یہ سن کر کہا "جب تک تم لوگ خدا اور خدا کے رسول محمدؐ پر ایمان نہ لاؤ گے میں تم سے بات نہ کروں گا" اسید بن حضیر نے سعد بن معاذ کے قول کی تائید کی اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بنو عبد الاشہل کے سارے لوگ اسی روز مسلمان ہو گئے۔

پوشاک نہ پہنتے تھے اسلام لانے پر جسمانی آرائش سے نفرت ہو گئی یہاں تک کہ مدینہ میں تبلیغ اسلام کے دنوں میں کمبل کا چھوٹا سا ٹکڑا جب جسم ہوتا تھا جس کو ادھر ادھر کیکر سے اٹکا لیا کرتے تھے آپ ہجرت حبشہ سے پہلے اسلام لائے اور جس زمانہ میں حضور رسالتمآب ابو طالب کی گھاٹی میں پناہ گزین تھے اکثر آپ کے پاس جاتے تھے والدین اس پر خفا ہو کر تشدد کرتے لیکن ان کو تشدد کی پرواہ نہ ہوتی ۱۲۔

عقبہ کی دوسری بیعت۔ مصعب بن عمیر رضؓ ایک سال تک مسلمانانِ مدینہ کے امام رہے آپ مسلمانوں کو نماز پڑھاتے اور قرآن مجید کی تعلیم دیتے تھے اور اشاعت اسلام میں بڑا وقت صرف کرتے تھے اس ایک سال کے عرصہ میں مدینہ کے اندر اسلام نے کافی ترقی کی اور تقریباً ہر گھر میں اسلام کی روشنی نظر آنے لگی۔

۱۳ھ نبوی کے ایام حج میں مدینہ کے پچھتر مسلمان جن میں دو عورتیں بھی تھیں مکہ معظمہ آئے حضور صلعم سے ملاقات کی سعادت حاصل کی اور حضور صلعم سے وعدہ لیا کہ حج کے بعد ایام تشریق میں آپ عقبہ کے مقام پر تشریف لائیں ہم سب وہاں حاضر ہوں گے۔

حضور صلعم حسب وعدہ رات کے وقت اپنے چچا حضرت عباسؓ کو ساتھ لے کر عقبہ میں پہنچے عقبہ مکہ معظمہ کے قریب ایک گھاٹی ہے۔ اس وقت تک حضرت عباس رضؓ مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ لیکن حضور صلعم کے محافظ و خیرخواہ تھے جب مدینہ کے مسلمانوں کی جماعت گھاٹی کے اندر حضور صلعم کے گرد مودب بیٹھ گئی تو حضرت عباس رضؓ نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا۔

> لوگو! محمدؐ اپنی قوم کے ایک باعزت اور شریف انسان ہیں اور ایک بڑے جتھے کی حفاظت میں رہتے ہیں معلوم ہوا ہے کہ تم ان کو اپنے یہاں لے جانا چاہتے ہو اور محمدؐ بھی وہاں جانے کی خواہش رکھتے ہیں تم شوق سے ان کو اپنے ساتھ لے جا سکتے ہو لیکن ان مشکلات پر غور کرو جو اس راہ میں پیش آئیں گی۔ مکہ کے قریش محمدؐ کے جانی دشمن ہیں۔ ایسی حالت میں محمدؐ سے عہد و پیمان کرنا اور ان کو اپنے ہمراہ لے جانا گویا سرخ و سیاہ* لڑائیوں کو مول لے لینا ہے اگر تم رنج و راحت میں ان کا ساتھ دے سکو اور ان کی پوری پوری حفاظت کرو تو تم اپنے ساتھ ان کو لے جاؤ ورنہ اس خیال کو چھوڑ دو۔"

حضرت عباس رضؓ کی تقریر سن کر قبیلۂ خزرج کے ایک شخص نے کہا: "عباس! ہم نے تمہاری بات سن لی اب ہم حضور صلعم سے یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ آپ ہم کیا شرطیں طے کرتے ہیں اور کس قسم کا عہد و پیمان لینا چاہتے ہیں۔"

حضورؐ نے یہ سن کر فرمایا میں تم سے ان باتوں پر بیعت چاہتا ہوں۔

(۱) خدا سے اس امر کا عہد کرو کہ اس کے سوا تم کسی دوسرے کی عبادت نہ کروگے

(۲) میں جو کچھ خدا کے حکم سے کہوں اس کو سنو اور مانوگے۔

(۳) رنج و راحت۔ اور افلاس و تونگری میں میرا ساتھ دوگے کسی حالت سے منحرف نہ ہوگے، اور خدا کی راہ میں اپنا مال خرچ کروگے۔

(۴) حق بات کہنے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کروگے

(۵) مجھ کو اپنی جان۔ اپنے مال اور اپنی ہر عزیز چیز سے زیادہ عزیز رکھوگے اور جس طرح اپنی بیوی بچوں کی حفاظت کرتے ہو اسی طرح میری حفاظت کروگے۔

(۶) دین حق کی اشاعت میں میری مدد کروگے۔

(۷) مدینہ میں مجھ پر کوئی طاقت حملہ آور ہو تو تم اس کی مدافعت کروگے۔

مسلمانان مدینہ نے یہ سن کر کہا۔ خدا کے رسول! ہم کو صرف اتنا اور بتا دیجیے کہ جب آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے تو آپ ہم کو چھوڑ کر تو نہ چلے آئیں گے؟ حضور صلعم نے فرمایا: "نہیں کبھی نہیں! میرا خون تمہارا خون ہے۔ تم میرے ہو میں تمہارا ہوں۔ میرا مرنا جینا تمہارے ساتھ ہوگا جس کے تم ساتھی ہوگے میں اس کا ساتھی ہوں گا اور جس کے تم دشمن ہوگے اس کا میں دشمن ہوں گا۔"

حضور صلعم کی زبان سے ادھر یہ الفاظ پورے ہوئے اور ادھر براء بن معرور نے آگے بڑھ کر آپ کا ہاتھ تھام لیا اور کہا: "ہم جنگجو بہادر واقع ہوئے ہیں ہم نے جنگوں میں پرورش پائی ہے ہم آپ کی تمام باتوں کو قبول کرتے ہیں اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں۔"

براء بن معرور کے بعد دوسرے لوگ پروانہ وار آگے بڑھے اور بیعت کرنے لگے جب تمام لوگوں نے بیعت کر لی تو اسعد بن زرارہ نے بیعت کے استحکام کے لئے مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہا: "جانتے ہو تم نے کس بات پر بیعت کی ہے یہ بیعت ساری دنیا سے گویا اعلان جنگ ہے معاملہ کی اہمیت کو اچھی طرح سمجھ لو۔" مسلمانان مدینہ نے اسعد بن زرارہ کے جواب ۳۹ میں کہا ہم نے خوب سمجھ لیا ہے اور ہم تمام دنیا سے جنگ کے لئے تیار ہیں۔"

اس کے بعد حضور صلعم نے ان پچھتر مسلمانوں میں سے بارہ نقیب منتخب کئے اور فرمایا: "جس طرح حضرت عیسیٰؑ نے بارہ آدمیوں کا انتخاب کیا تھا اسی طرح میں تم میں سے بارہ آدمی انتخاب کرتا ہوں ان آدمیوں کا فرض یہ ہوگا کہ وہ مدینہ میں اسلام کی تبلیغ کریں اور میری طرف سے اس خدمت کو انجام دیں کہ میں اس فرض کو میں خود ادا کروں گا۔"

حضور صلعم نے جن بارہ آدمیوں کو انتخاب کیا تھا ان میں سے نو آدمی قبیلۂ خزرج کے تھے اور تین آدمی قبیلۂ اوس کے جن کے نام یہ ہیں۔

(۱) سعد بن زرارہ (۲) رافع بن مالک (۳) عبداللہ بن رواحہ (۴) سعد بن ربیع (۵) براء بن معرور (۶) عبادہ بن صامت (۷) منذر بن عمرو (۹) سعد بن عبادہ یہ سب قبیلۂ خزرج سے تھے اور (۱۰) ابوالہیثم (۱۱) سعد بن خیثمہ (۱۲) اسید بن حضیر یہ سب قبیلۂ اوس سے تھے۔

ان تمام کاموں سے فراغت کے بعد چند مسلمانوں نے حضور صلعم سے عرض کیا کہ آپ ہمارے ساتھ تشریف لے چلئے اور ہم کو اجازت دیجئے کہ ہم یہیں منیٰ کے اندر قریش پر حملہ آور ہوں اور ان کو کاٹ کر رکھ دیں حضور نے فرمایا: "ابھی مجھ کو ان دونوں باتوں میں سے کسی کا خدا نے حکم نہیں دیا ہے خدا کا حکم آجانے پر میں اس کے موافق عمل کروں گا۔"

* سرخ و سیاہ لڑائی سے مراد خونریز جنگ اور لڑائی کا خوفناک انجام ہے ۱۲۔

اس کے بعد مدینہ کے تمام مسلمان حضور صلعم سے رخصت ہوئے اور اپنی قیام گاہ پر جاکر سو رہے صبح کو اس بیعت کا مکہ میں چرچا ہوا اور قریش کو یہ خبریں پہونچیں کہ محمد اور مدینہ کے لوگوں میں قریش سے لڑنے کا معاہدہ ہوا ہے قریش یہ معلوم کرکے مدینہ والوں کی تلاش میں روانہ ہوئے بعض مورخوں کا بیان تو یہ ہے کہ قریش کے پہونچنے سے پہلے ہی مدینہ والے جا چکے تھے اور مشرکین مدینہ سے دریافت کرنے پر ان کو یہ معلوم ہوا تھا کہ ہم کو اس معاہدہ کا کوئی علم نہیں ہے مدینہ والوں میں سے صرف دو شخص باقی رہ گئے تھے جن کو مشرکین قریش نے گرفتار کر لیا تھا ان میں سے منذر بن عمرو تو ان کے ہاتھوں سے چھوٹ کر بھاگ نکلا اور سعد بن عبادہ رہ گئے۔ جن کو قریش نے سخت تکلیفیں دیں اور خوب مارا پیٹا یہاں تک کہ جبیر بن مطعم اور حارث بن امیہ نے ان کو قریش سے بچایا اور مدینہ روانہ کر دیا۔ اور بعض مورخوں کا بیان یہ ہے کہ قریش اطلاع ملنے پر فوراً مدینہ والوں کی قیام گاہ پر پہونچے اور ان سے کہا "ہم نے سنا ہے کہ تم محمد کو مکہ سے مدینے جاکر ہم سے لڑنے کا ارادہ رکھتے ہو" مشرکین مدینہ کو چونکہ بیعت عقبہ کا علم نہ تھا اس لئے انہوں نے قسم کھا کر قریش کو اس کا یقین دلایا کہ ہمارا ہرگز یہ ارادہ نہیں ہے اور عبداللہ بن ابی نے اصرار کے ساتھ کہا کہ اگر ایسا ہوتا تو ہم کو اس کی خبر ضرور ہوتی قریش یہ سن کر چلے گئے کئی روز کے بعد جب ان کو صحیح اطلاعات ملیں تو وہ پھر مدینہ والوں کی قیام گاہ پر پہونچے۔ لیکن وہ مدینہ واپس جا چکے تھے

مسلمانان مکہ کی ہجرت۔ بیعت عقبہ کے بعد مشرکین غضبناک ہو گئے اور انہوں نے مسلمانان مکہ پر اس قدر ظلم و ستم کئے کہ مسلمان گھبرا اٹھے بعض مورخین کا بیان ہے کہ اسی زمانہ میں حضرت ابو بکر صدیق رضہ نے حبشہ کی طرف ہجرت کا قصد فرمایا تھا جس کا تفصیلی واقعہ یہ ہے کہ بیعت عقبہ کے بعد جب آزاد مسلمانوں اور غلاموں کو ستایا جانے لگا تو اس موقع پر حضرت ابو بکر رضہ نے مسلمانوں کی معقول امداد و اعانت کی اور اپنا تمام سرمایہ غلاموں کو خرید کر آزاد کرنے اور کمزور و مفلس مسلمانوں کی مدد کرنے پر خرچ کر دیا کافروں نے حضرت ابو بکر رضہ کو جب اسلام اور مسلمانوں کی خدمت میں اس قدر سرگرم پایا تو وہ ان کے دشمن ہو گئے اور اس قدر تنگ کیا کہ وہ حبشہ جانے پر مجبور ہو گئے حضور رضہ سے اجازت چاہی اور یمن کے راستے حبشہ کی طرف روانہ ہوئے مکہ سے چل کر آپ نے صرف پانچ میل کی مسافت طے کی تھی۔ کہ برک الغماد کے مقام پر قبیلۂ قارہ کا سردار ابن الدغنہ آپ کو ملا جو آپ کا گہرا دوست تھا دونوں کے درمیان اگرچہ اب کسی قسم کی دوستی نہ تھی اور حضرت ابو بکر رضہ کے اسلام اور ابن الدغنہ کے کفر نے دوستانہ تعلقات کو ختم کرکے عداوت پیدا کر دی تھی تاہم پرانی دوستی نے ابن الدغنہ کے جذبات کو ابھارا اور اس نے حضرت ابو بکر رضہ کو خستہ حالت میں دیکھ کر پوچھا "ابو بکر! کہاں کا ارادہ ہے" حضرت ابو بکر رضہ نے فرمایا "میری ظالم قوم مجھ کو مکہ میں نہیں رہنے دیتی اس لئے میں ترک وطن کرکے حبشہ جا رہا ہوں" ابن الدغنہ نے کہا "ابو بکر رضہ! ترک وطن کا ارادہ ترک کر دو میرے ساتھ مکہ چلو میں تم کو اپنی حفاظت میں لیتا ہوں دیکھوں کون ہے جو پھر تم سے آنکھ ملائے" مکہ پہونچ کر ابن الدغنہ نے عام اعلان کر دیا کہ "ابو بکر! میری حفاظت میں ہیں ان کو کوئی تکلیف و اذیت دے گا۔ تو اچھا نہ ہوگا" قریش نے ابن الدغنہ کی امان کو قبول کر لیا۔ لیکن اتنا کہا کہ ابو بکر رضہ سے یہ کہہ دو کہ وہ بلند آواز سے قرآن نہ پڑھا کریں اس لئے کہ ان کی خوش الحانی اور پھر درد کر قرآن پڑھنا اس قدر دل آویز و موثر ہوتا ہے کہ ہماری رقیق القلب عورتیں اور نوجوان اس سے متاثر ہو جاتے ہیں" حضرت ابو بکر رضہ نے اس شرط کو قبول کر لیا اور اطمینان سے رہنے لگے۔ گھر کے اندر ایک چھوٹی سی مسجد بنالی اور اس میں عبادت الٰہی کرنے لگے۔

چند روز تک تو حضرت ابو بکر صدیق رضہ نے معاہدہ کو نبھانے کی کوشش کی لیکن پھر اس معاہدہ پر اس لئے آپ سے عمل نہ ہو سکا کہ جب وجد و شوق میں آپ قرآن مجید پڑھتے تھے تو آپ کی آواز محلے میں گونجنے لگتی تھی اور محلہ کی عورتیں قرآن سننے کے لئے جمع ہو جاتی تھیں کفار نے جب یہ حالت دیکھی تو ابن الدغنہ سے اس کی شکایت کی ابن الدغنہ نے حضرت ابو بکر رضہ سے کہا کہ آپ قرآن مجید کو آہستہ پڑھا کریں اور بلند آواز سے رو رو کر نہ پڑھیں" حضرت ابو بکر رضہ نے اس پابندی کو گوارا نہ کیا اور اس کمزوری کو دینی پختگی کے خلاف سمجھا اور ابن الدغنہ سے صاف کہہ دیا کہ میں اپنی طبیعت پر جبر نہیں کر سکتا اگر تم سے میری حفاظت نہیں ہو سکتی تو دستبردار ہو جاؤ" چنانچہ ابن الدغنہ نے اپنی امان واپس لے لی۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضہ اور دوسرے مسلمانوں پر سختیاں شروع ہو گئیں، اور کوئی دن ایسا نہ گزرتا تھا جس میں مسلمانوں کو زد و کوب نہ کیا جاتا ہو یہاں تک کہ حضور رضہ نے جب مسلمانوں کو انتہا درجہ کا مظلوم پایا تو آپ نے ان کو ترک وطن کی اجازت دے دی اور حکم دیا کہ خفیہ طور پر ایک ایک دو دو کرکے رات کے وقت مکہ سے نکلیں اور مدینہ کی طرف روانہ ہو جائیں۔

ہجرت کی اجازت پاکر سب سے پہلے ابو سلمہ بن عبد الاسد مکہ سے نکلے اور مدینہ پہونچ کر مقام قبا میں ٹھہرے ابو سلمہ کے بعد عامر بن ربیعہ اپنی بیوی ہمراہ گئے پھر عبداللہ بن جحش اور ان کا سارا کنبہ گیا ان کے بعد حضرت عمر بن خطاب رضہ اور عیاش بن ربیعہ بیس آدمیوں کو ساتھ لے کر گئے پھر زید۔ سعید اور خنیس بن حذافہ اور حلفاء بنو عدی کی ایک جماعت گئی ان کے بعد طلحہ بن عبیداللہ اور صہیب بن سنان نے ہجرت کی پھر حمزہ بن عبد المطلب۔ زید بن حارثہ اور ان کے حلیف ابو مرثد نے ترک

دطن کیا ان کے بعد بنو مطلب بن عبد مناف کی ایک جماعت کو لے کر مدینہ گئے ان کے بعد حضرت زبیر بن عوام۔ اور ابو سبرہ بن ابی رہم نے ہجرت کی پھر مصعب بن عمیر رضؓ ابو حذیفہ بن عتبہ۔ سالم اور عتبہ بن غزوان گئے ان کے بعد عثمان بن عفان نے ہجرت کی مختصر یہ کہ اسی طرح آہستہ آہستہ تمام مسلمان مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ چلے گئے اور مکہ میں صرف تین ہستیاں رہ گئے پہلے خود حضور سرور کائنات ؐ کی ذات اور ابوبکرؓ و علیؓ حضرت ابوبکرؓ نے بھی ہجرت کی اجازت چاہی تھی لیکن حضور ؐ نے یہ فرماکر ان کو روک دیا "ابوبکر رضؓ! تھوڑے دن اور صبر کرو مجھ کو بھی ہجرت کی اجازت ملنے ہی والی ہے تم میرے ساتھ چلنا!"

ہجرت کے دوران میں چند دلچسپ واقعات ظہور پذیر ہوئے جن کا ذکر اس موقع پر مناسب ہے

۱۔ اوپر بیان کیا جاچکا ہے کہ سب سے پہلے ابو سلمہ نے ہجرت کی تھی ان کی بیوی ام سلمہ کہتی ہیں کہ جب ابو سلمہ ہجرت پر تیار ہوئے تو مجھ کو اونٹ پر بٹھایا اور میرے بچے سلمہ کو میری گود میں دیا اور مدینہ کی طرف چل نکلے راستہ میں ہم کو بنو مغیرہ نے آکر گھیر لیا اور ابو سلمہ سے کہا تو جاسکتا ہے۔ لیکن ہماری لڑکی نہیں جا سکتی"۔ اتنے میں بنو عبدالاسد بھی آگئے اور انہوں نے کہا "ابو سلمہ! تو جاسکتا ہے مگر بچہ نہیں جا سکتا وہ ہمارے کنبہ کا ہے"۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ابو سلمہ مجھ کو اور اپنے بچہ سلمہ کو چھوڑ کر مدینہ چلے گئے۔

۲۔ صہیب بن سنان کی نسبت یہ روایت ہے کہ جب وہ مدینہ کو جانے لگے تو مشرکین قریش نے ان کو گھیر لیا اور کہا "صہیب تو اپنے ملک سے ہمارے ہاں مفلس و فقیر آیا تھا ہمارے ملک کی دولت لے کر کہاں جاتا ہے"۔ صہیب نے اپنا سارا مال ان کو دے دیا اور بیک بینی و دوگوش مدینہ کو روانہ ہوگئے۔

۳۔ عیاش بن ربیعہ حضرت عمر بن الخطاب رضؓ کے ساتھ مدینہ گئے تھے مدینہ میں پہونچ کر وہ اطمینان کی زندگی بسر کررہے تھے۔ کہ ابوجہل مدینہ پہونچا اور عیاش سے کہا تیری ماں تیرے بغیر تڑپ رہی ہے اور قسم کھا رکھی ہے کہ جب تک عیاش نہ آئے گا کھانا نہ کھاؤں گی عیاش اس کی باتوں میں آگئے اور مکہ واپس چلے آئے قریش نے عرصہ دراز تک ان کو قید رکھا اور بڑی مشکل سے ان کو نجات ملی۔

حضرت ابوبکر رضؓ کا خواب۔ حضور صلعم نے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ سے فرمادیا تھا کہ تم ہمارے ساتھ ہجرت کرنا حضرت ابوبکر رضؓ اس سے خوش ہوگئے اور آپ نے دو عمدہ اونٹ اس نیت سے خرید لئے کہ ہجرت کے وقت کام آئیں گے اور ان کو خوب کھلانا پلانا شروع کردیا۔

انہیں ایام میں حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے ایک رات کو یہ خواب دیکھا کہ آسمان پر ماہتاب نمودار ہے اور آہستہ آہستہ بلند ہورہا ہے اور علاقہ حجر کے دو پہاڑوں ابو قبیس واحمر کے درمیان واقع ہے، میں اتر آیا ہے جس کی صاف و سفید روشنی سے جنگل روپہلی ہوگیا ہے پھر یہ چاند آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور آہستہ آہستہ مدینہ کی طرف بڑھا یہاں تک کہ مدینہ کے اوپر پہونچ کر مدینہ کو اپنی سنہری کرنوں سے جگمگادیا۔

ماہتاب کے ہمراہ چند اور ستارے بھی تھے جو رفتار میں ماہتاب کے پیرو تھے تھوڑی دیر تک یہ چاند مدینہ پر جلوہ گر رہا پھر بہت سے ستاروں کے ساتھ آسمان پر چڑھا اور مکہ میں پہونچا تمام حرم مکہ چاند کی روشنی سے روشن ہو گیا اور مدینہ میں بھی اس کی روشنی بدستور پھیلی رہی اس کے بعد یہ چاند پھر مدینہ کی طرف چلا اور حضرت عائشہ رضؓ کے گھر میں اترا یکایک زمین شق ہوئی اور چاند اس میں سماگیا۔

حضرت ابوبکر رضؓ نہایت سمجھدار اور دور اندیش تھے اور خواب کے مفہوم کو خوب سمجھتے تھے آپ نے معلوم کرلیا کہ یہ خواب ہجرت نبوی کا آئینہ دار ہے حضور ؐ مدینہ تشریف لے جائیں گے اور پھر طاقت حاصل کرکے مکہ پر حملہ آور ہوں گے مکہ کو فتح کرکے نور اسلام سے مکہ کو روشن کریں گے اور پھر مدینہ کو تشریف لے جائیں گے اور کچھ عرصہ بعد رحمت حق میں شامل ہوں گے اور عائشہ رضؓ کے حجرہ میں آپ کو دفن کیا جائے گا۔

حضرت ابوبکر رضؓ اس خواب کی تعبیر سے بہت خوش ہوئے اور بے چینی کے ساتھ انتظار کرنے لگے کہ کب حضور کو مدینہ جانے کی اجازت درگاہ رب العالمین ۴۱
سے ملتی ہے اور ہم آپ کی رفاقت میں مدینہ جاتے ہیں۔

حضور صلعم کو قتل کرنے کی سازش جب مسلمان آہستہ آہستہ مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ جانے لگے اور کافروں نے قرینہ اور تحقیق سے یہ معلوم کرلیا کہ مدینہ میں مسلمانوں کی طاقت بڑھ گئی ہے اور مکہ کے مسلمان بھی آہستہ آہستہ مدینہ جارہے ہیں تو ان کو بڑا فکر ہوا اور وہ مسلمانوں کو مدینہ جانے سے روکنے اور جو لوگ مدینہ چلے گئے تھے ان کو واپس لانے کی تدبیریں کرنے لگے چنانچہ انھوں نے متعدد مسلمانوں کو جانے سے روکا اور ان کی راہ میں مشکلات پیدا کیں اور بعض کو مدینہ سے دھوکہ دے کر واپس بھی لے آئے لیکن مکہ کے قریش جس طرح اپنی دوسری تدبیروں میں ناکام رہے تھے اس تدبیر میں بھی ان کو ناکامی ہوئی اور تمام مسلمان آہستہ آہستہ مدینہ چلے گئے صرف حضرت علیؓ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اور حضور صلعم کی ذات مقدس مکہ میں رہ گئی۔

کافروں کو جب معلوم ہوا کہ مکہ کے سارے مسلمان مدینہ چلے گئے ہیں اور مدینہ دارالاسلام بن گیا ہے جہاں مسلمانوں کی تعداد اور قوت روز بروز بڑھ رہی ہے تو ان کو یہ خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں اسی طرح حضور ؐ اور ان کے ساتھی علیؓ و ابوبکر رضؓ بھی مدینہ نہ چلیں جائیں اور مدینہ پہونچ کر اپنی طاقت کو بڑھا کر ہم پر حملہ آور نہ ہوں اس خطرے نے ان کو اضطراب میں ڈال دیا کئی روز تک وہ سخت پریشان رہے یہاں تک کہ انھوں نے اعیان قریش

کو جمع کیا اور سب کے سب دار الندوہ (مشورہ خانہ) میں حاضر ہوئے اور باہمی مشورہ سے قرار دیا کہ ان تین باتوں میں سے ایک کو اختیار کر لیجئے

(۱) یا تو محمد کو رسیوں میں جکڑ کر کسی محفوظ جگہ میں بند کر دو کہ وہ کہیں نہ جا سکیں، وہ قید ہی میں مر جائیں۔

(۲) یا محمد کو کسی تند خو شریر اونٹ پر بٹھا کر مکہ سے باہر نکال دو کہ وہ اونٹ ان کو ہلاک کر دے یا وہ کہیں چلے جائیں اور مکہ سے یہ جھگڑا ختم ہو جائے۔

(۳) یا محمد کو قتل کر دیا جائے

اس مجمع میں ایک سن رسیدہ نجدی بھی تھا اس نے کہا محمد کو قید کر کے رکھنا ٹھیک نہیں ہے اس لئے کہ جب مسلمانوں کو اس کی خبر ملے گی تو وہ جوش میں بھرے ہوئے آئیں گے تم سے لڑیں گے اور محمد کو چھڑا لے جائیں گے اور اونٹ پر بٹھا کر نکال دینا بھی بہتر نہیں ہے اس لئے وہ جہاں جائیں گے وہاں کے لوگوں کو اپنی پسندیدہ باتوں اور ساحرانہ کلام سے اپنا گرویدہ بنائیں گے اور پھر یہ لوگ طاقت حاصل کر کے تم سے اس حرکت کا انتقام لیں گے البتہ قتل کرنے کی تدبیر معقول ہے لیکن اس میں یہ خطرہ ہے کہ عبد مناف سے جھگڑا کھڑا ہو جائے گا اور مکہ کے اندر لڑائی چھڑ جائے گی۔ ابوجہل نے کہا کہ یہ قتل کی تجویز معقول ہے اور عبد مناف سے جھگڑا چکانے کی صورت یہ ہے کہ قریش کے تمام قبائل میں سے ایک ایک شخص کو ۴۱
انتخاب کر لیا جائے اور یہ تمام اشخاص اپنی تلواروں سے محمد پر ایک ساتھ حملہ آور ہوں اور ان کو قتل کر دیں اس صورت میں محمد کا خون کسی ایک قبیلہ پر نہ ہوگا قریش کے تمام قبائل سے عبد مناف کو جھگڑا کرنے اور لڑنے کی جرأت نہ ہوگی اور اس طرح یہ جھگڑا ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا اس تجویز کو سب نے پسند کیا اور قبول کر لیا۔

ہجرت کی اجازت ادھر قریش میں حضور صلعم کے قتل کی تدبیریں اور مشورے ہو رہے تھے اور ادھر خداوند تعالےٰ ان کی تدبیروں کو ناکام کرنے کی تدبیریں کر رہا تھا چنانچہ حضور صلعم کے قتل پر اتفاق ہوتے ہی خداوند تعالےٰ ان کی تدبیروں کو ناکام کرنے کی تدبیریں کر رہا تھا حضور صلعم کے قتل پر اتفاق ہوتے ہی خداوند تعالیٰ نے اپنے رسول صلعم کو یہ حکم بھیجا کہ تم ہجرت کر کے مدینہ چلے جاؤ اس حکم کے نازل ہوتے ہی حضور صلعم نے مدینہ جانے کی تیاریاں کیں حضرت ابوبکر رضہ کو اس سے آگاہ کیا اور حضرت علی رضہ سے فرمایا کہ تم رات کو میرے بستر پر سو جانا چنانچہ ایسا ہی ہوا جس رات کو کفار قریش آپ کو قتل کرنے کے لئے تیار ہوئے اس میں آپ نے حضرت علی رضہ کو بلایا۔ جو امانتیں آپ کے پاس رکھی تھیں وہ حوالہ کیں اور کہا کہ تم ان امانتوں کو واپس کر کے مدینہ چلے آنا اور پھر حضرت علیؓ کو اس کا اطمینان دلایا کہ تم بے خوف و خطر میرے پلنگ پر سو رہو کفار تم کو کوئی اذیت نہ پہونچا سکیں گے اور اپنی تدبیر میں ناکام رہیں گے اس کے بعد آپ حضرت ابوبکر رضہ کے گھر تشریف لے گئے انھوں نے جلدی جلدی سفر کا ضروری سامان درست کیا اور آپ کے ساتھ روانہ ہو گئے رات کی تاریکی میں کوہ ثور کی طرف بڑھے اور تین میل کی مسافت طے کر کے جبل ثور پر پہونچے اور غار ثور میں چھپ رہے۔

ادھر یہ واقعہ ہوا اور حسب تجویز رات ہی کو قریش کے نوجوان تلواریں لے لے کر آئیں اور چاروں طرف سے حضور صلعم کے مکان کو گھیر لیا اور یہ طے کیا کہ صبح کو جب آپ نماز کے لئے باہر آئیں سب مل کر تلواروں سے آپ پر حملہ کریں اور مار ڈالیں۔ صبح ہوئی حضرت علیؓ بیدار ہوئے اور باہر نکلے قریش کے نوجوانوں نے آپ کو دیکھا۔ قد و قامت اور وضع و اطوار کو دیکھا اور حضور رم کے خلاف تمام باتوں کو پا کر پوچھا "تم کون ہو اور محمد کہاں ہیں" حضرت علیؓ آگے بڑھے سب نے ان کو غور سے دیکھا اور پہچانا کہ علی ہیں حضرت علی رضہ نے ان سے فرمایا "مجھے معلوم نہیں حضور رم کہاں ہیں" یہ سن کر نوجوان قریش غضبناک ہو گئے۔ اور غیظ و غضب میں حضرت علی رضہ کو پکڑ کر خانہ کعبہ میں لے گئے مار پیٹ کر اپنا غصہ ٹھنڈا کیا اور پھر چھوڑ دیا اس کے بعد تمام لوگ حضرت ابوبکر رضہ کے گھر پہونچے آپ کی صاحبزادی اسمار رضہ سے پوچھا "تیرا باپ کہاں ہے" انہوں نے کہا خدا کی قسم مجھ کو معلوم نہیں۔

تین روز تک حضور رم اور حضرت ابوبکر صدیق رضہ غار ثور میں رہے حضرت اسمار رات کو کھانا دے جاتیں۔ عبداللہ بن ابوبکر قریش کی تک و دو کی خبریں پہونچا جاتے اور اور حضرت ابوبکر کا غلام ان کی بکریوں کا ریوڑ لے آتا اور دودھ پلا جاتا۔

قریش تین دن تک سخت پریشان رہے اور مکہ کا کونہ کونہ اور اطراف و جوانب کا گوشہ گوشہ چھان مارا لیکن حضور رم کا پتہ نہ چلا ایک روز تلاش کرتے کرتے غار ثور پر بھی پہونچے حضرت ابوبکر صدیق رضہ نے ان کے سایہ کو دیکھ کر عرض کیا "یا رسول اللہ دشمن سر پر آ گیا" حضور صلعم نے فرمایا لاتحزن۔ ان اللہ معنا۔ ڈرو مت خدا ہمارے ساتھ ہے۔

جب مشرکین قریش اپنی تدبیر میں ناکام رہے اور تین دن کی تلاش کے بعد آپ کا پتہ نہ چلا تو انہوں نے آخری تدبیر یہ کی کہ حضور رم اور حضرت ابوبکر رضہ کی گرفتاری پر سو اونٹوں کے انعام کا اعلان کر دیا اور کئی شخص انعام کے لالچ سے آپ کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔

ہجرت کے بعد

حضور صلعم ۲۷۔ صفر المظفر ۱۳ نبوی کو رات کے وقت حضرت ابوبکر صدیق رضہ کو ساتھ لے کر مکہ سے باہر نکلے وطن عزیز کے چھٹنے کا غم دکھ چٹکیاں لے رہا تھا اور اپنی قوم کی سنگ دلی و بے رحمی کا نقشہ آنکھوں میں تھا آبادی سے باہر نکل کر حضور رم نے مکہ پر آخری حسرت بھری نظر ڈالی

اور فرمایا۔

"مکہ! تو مجھ کو دنیا بھر سے عزیز ہے لیکن تیرے بیٹے مجھ کو یہاں نہیں رہنے دیتے۔" اور اس کے بعد جبل ثور میں پہونچ کر غار ثور میں داخل ہو گئے۔

غار ثور سے روانگی جب حضور کو اس کا اطمینان ہو گیا کہ کافروں کی جدوجہد کم ہو گئی ہے تو آپ نے غار ثور سے مدینہ کی طرف چلنے کا ارادہ کر لیا۔ فوراً حضرت ابوبکرؓ نے ان اونٹوں کو گھر سے منگایا۔ جن کو اسی غرض سے خرید رکھا تھا اور ان پر سوار ہو کر اور عبداللہ بن ارقط کو رہنما کے طور پر ساتھ لے کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔

براء بن عازبؓ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابوبکرؓ سے پوچھا: "جب تم حضورؐ کے ساتھ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ کو روانہ ہوئے تھے تو کیا کیا واقعات پیش آئے تھے۔"

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: "ہم غار ثور سے نکل کر ساری رات چلے اور پھر دن نکلنے پر بھی ہم برابر چلتے رہے یہاں تک کہ آفتاب سر پر آ گیا اور راستہ آنے جانے والوں سے خالی ہو گیا۔ ہم کو ایک پتھر نظر آیا بہت لمبا جس کے نیچے سایہ تھا۔ یعنے پتھر کی لمبی چٹان، ہم یہاں اتر پڑے میں نے چٹان کے نیچے کی زمین کو ہموار و صاف کیا اور اس پر اپنا پوستین بچھا دیا تاکہ رسول اللہؐ تھوڑی دیر سو رہیں اور پھر حضورؐ سے عرض کہ "یا رسول اللہؐ آرام فرمائیے" اور پھر سو گئے تھوڑی دیر بعد میں اٹھا اور ادھر ادھر دیکھا کہ کوئی تعاقب میں تو نہیں آ رہا ہے اچانک میری نظر ایک چرواہے پر پڑی جو اپنی بکریوں کا ریوڑ ادھر لئے چلا آ رہا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا: "کیا تیری بکریوں میں دودھ ہے؟" اس نے کہا: "ہاں" میں نے کہا "کیا تو ہمارے لئے دودھ دے گا۔" اس نے کہا: "ہاں" اس نے ایک بکری کو پکڑا اور لکڑی کے پیالہ میں تھوڑا سا دودھ دوہ دیا۔ میرے پاس ایک چھاگل تھی۔ جس میں میں نے حضورؐ کے لئے پانی بھر رکھا تھا آپ اس پانی کو پیتے بھی تھے اور اسی سے وضو کر لیا کرتے تھے واپس آ کر میں نے دیکھا تو حضورؐ سو رہے تھے میں نے جگانا مناسب نہ سمجھا اور خود بھی لیٹ کر سو رہا تھوڑی دیر میں آپ بیدار ہوئے میں نے دودھ میں تھوڑا سا پانی ملایا اور پھر حضور صلعم کی خدمت میں پیش کر کے عرض کیا "حضورؐ دودھ پی لیجئے" آپ نے دودھ پی لیا اور میں اپنی اس خدمت سے بہت خوش ہوا پھر آپ نے پوچھا: "ابوبکرؓ! کیا ابھی روانگی کا وقت نہیں ہوا؟" میں نے عرض کیا: "ہاں وقت آ گیا" چنانچہ دن ڈھلے ہم یہاں سے آگے بڑھے تعاقب میں سراقہ بن مالک آ رہا تھا جس کو مشرکین مکہ نے سو اونٹ انعام دینے کے وعدہ پر حضور صلعم کی تلاش میں روانہ کیا تھا وہ قریب پہونچ گیا۔ تو میں نے عرض کیا: "یا رسول اللہ! دشمن آ گیا" آپ نے فرمایا: "ابوبکرؓ غم نہ کرو۔ خدا ہمارے ساتھ ہے" اس کے بعد حضورؐ نے سراقہ کے حق میں بددعا کی سراقہ کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر زمین پر گر پڑا۔ سراقہ نے ہم کو مخاطب کر کے کہا: "میرا خیال ہے تم دونوں نے میرے لئے بددعا کی ہے تم میری نجات کی دعا کر دیں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں کفار کو تمہارا پیچھا کرنے سے روک دوں گا۔" رسول اللہ صلعم نے اس کے لئے دعا کی اس کا گھوڑا ٹھیک ہو گیا اس کے بعد سراقہ واپس چلا گیا اور جو شخص اس کو راستہ میں ملا اس سے کہہ دیا ادھر نہ جاؤ میرا تجسس تمہارے لئے کافی ہے وہ شخص ادھر نہیں ہے۔ راوی۔ جو شخص اس کو ادھر آتا ہوا ملا اس کو یہی کہہ کر واپس کر دیا۔ (بخاری و مسلم)

ایک اور واقعہ قریش مکہ کے مشتہر انعام کے لالچ سے جو لوگ حضورؐ کی تلاش میں نکلے تھے ان میں ایک شخص بریدہ بن الخصیب اسلمی بھی تھا بریدہ غالباً سراقہ کے واپس جانے کے بعد کسی دوسری راہ سے آیا اور حضور صلعم تک پہنچ گیا حضورؐ نے اس سے دریافت کیا "تم کون ہو؟" بریدہ نے کہا "میرا نام بریدہ ہے۔" حضورؐ نے ابوبکرؓ کی طرف دیکھ کر فرمایا: "کام بن گیا۔" پھر حضورؐ نے بریدہ سے پوچھا "کس قبیلہ سے تمہارا تعلق ہے؟" بریدہ نے کہا: "اسلم سے۔" حضورؐ نے فرمایا "ابوبکرؓ اسلمنا یعنے ہم سلامت رہے۔" پھر حضورؐ نے بریدہ سے پوچھا "کس قوم سے تعلق رکھتے ہو؟" عرض کیا: "بنو سہم سے۔" آپ نے فرمایا "خرج سہمک تمہارا تیر نکل گیا۔" بریدہ حضورؐ کے ان ارشادات کو سن رہا تھا۔ اور حیران تک رہا تھا کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں آخر اس نے پوچھا "آپ کون ہیں" حضورؐ نے فرمایا: "میں محمد۔ عبداللہ کا بیٹا اور خدا کا رسول ہوں۔" حضورؐ کے

۴۳ ان الفاظ کا بریدہ پر غیر معمولی اثر ہوا مخالفانہ خیالات ایک دم دل سے دور ہو گئے اور فوراً اس کی زبان سے یہ الفاظ نکلے۔ "اشہد ان لا الہ الا اللہ اشہد ان محمد الرسول اللہ" اور اس کے بعد وہ معہ اپنے ستر ساتھیوں کے مسلمان ہو گیا۔

اسلام قبول کرنے کے بعد بریدہؓ نے عرض کیا "یا رسول اللہ! آپ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں؟" حضور صلعم نے فرمایا: "یثرب (مدینہ) جا رہا ہوں۔" بریدہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے ساتھ ایک علم بردار ضرور ہونا چاہیے اگر اجازت مرحمت ہو تو اس خدمت کو میں انجام دوں۔" حضور صلعم نے اجازت مرحمت فرما دی۔

بریدہ نے سر سے اپنا عمامہ اتارا اور اس کو نیزہ پر باندھ لیا اور پھر علم بردار کی حیثیت سے حضورؐ کے آگے آگے روانہ ہوا۔

مدینہ میں تشریف آوری کا انتظار مسلمانان مدینہ کو حضور صلعم کی مکہ سے روانگی کی خبر مل چکی تھی اور وہ بے چینی کے ساتھ خدا کے رسولؐ اور کائنات کے سردار کی آمد کا انتظار کر رہے تھے جب ان کے خیال میں حضورؐ کے مدینہ پہونچنے کا وقت قریب آ گیا تو مدینہ کے اطراف و جوانب سے وہ ذوق و شوق کے ساتھ استقبال کو بڑھے اور مدینہ سے نکل کر اس راستہ پر جو مکہ سے آتا تھا چشم براہ بیٹھ گئے اور دوپہر تک انتظار کرتے رہے جب آپ تشریف نہ لائے تو اپنے گھروں کو واپس چلے گئے دوسرے دن بھی ایسا ہی ہوا

تیسرے دن سخت انتظار کے بعد جب دھوپ میں کافی گرمی پیدا ہو گئی اور مشتاقان جمال نبوی تشریف آوری سے مایوس ہو کر واپسی پر آمادہ ہوئے تو پہاڑی پر سے یہ آواز سنائی دی "لوگو! تم جن کا انتظار کر رہے تھے وہ آ گئے" یہ سنتے ہی شمع جمال نبوی کے پروانے دوڑے اور اللہ اکبر کے فلک شگاف نعروں سے حضورؐ کا استقبال کیا اتنے میں یہ خبر مدینہ میں پہونچ گئی اور حضورؐ کی زیارت کی سعادت حاصل کرنے کے لئے لوگ جوق جوق آنے لگے۔

قبا میں قیام۔ قبا مدینہ سے تقریباً دو میل کے فاصلہ پر مکہ کے راستہ میں ایک چھوٹی سی آبادی تھی حضور صلعم ۸۔ یا ۹۔ ربیع الاول ۱۳ نبوی کو اس آبادی میں پہونچے اور یہیں قیام فرمایا قبا میں حضورؐ نے چار روز بقول بعض چودہ روز قیام فرمایا انہیں ایام میں یہاں آپ نے ایک مسجد کی بنیاد ڈالی جو آج مسجد قبا کے نام سے مشہور ہے اس کی تعمیر میں حضورؐ بھی شریک تھے اور صحابہ کے ساتھ پتھر اٹھا اٹھا کر لا رہے تھے یہیں مکہ سے آکر حضرت علی رضہ حضور صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

مدینہ کی طرف روانگی چوتھے یا چودھویں دن حضور صلعم صحابہ کی جماعت کے ساتھ مدینہ کی جانب روانہ ہوئے جمعہ کا دن اور ربیع الاول کی بارہ تاریخ تھی مدینہ کے قریب وادی بنو سالم میں جہاں بنو سالم کے مکانات تھے آپ نے جمعہ کی نماز ادا فرمائی جس میں تقریباً سو آدمی شریک تھے۔

۴۱ **اسلام میں پہلا جمعہ اور پہلا خطبہ۔** بنو سالم کی آبادی میں حضور صلعم نے نماز جمعہ سے پہلے خطبہ پڑھا جو اسلام میں پہلا خطبہ تھا اور پھر صحابہ کے ساتھ نماز جمعہ ادا کی جو اسلام میں سب سے پہلی نماز جمعہ تھی خطبہ کا مضمون یہ تھا۔

"ہر قسم کی تعریف خدا کے لئے ہے میں اس کی تعریف کرتا ہوں اور اسی سے مدد اور ہدایت کا طلبگار ہوں اسی پر میرا ایمان ہے اور میں اس کا نافرمان نہیں ہوں اس کے نافرمان بندوں سے میں نفرت و عداوت رکھتا ہوں اور اس امر کا اعتراف کرتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں ہے وہ واحد و یکتا ہے کوئی اس کا شریک نہیں ہے اور محمدؐ اس کا بندہ اور رسول ہے اسی نے محمدؐ کو ایسے زمانہ میں ہدایت۔ نور اور نصیحت کے ساتھ بھیجا ہے جب کہ عرصہ سے کوئی رسول نہیں آیا تھا۔ علم کم ہو گیا تھا اور گمراہی بڑھ گئی تھی وہ ریعنے محمدؐ) قیامت کے قریب اور موت کے قرب کے زمانہ میں بھیجا گیا ہے۔ جس شخص نے خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کی وہ ہدایت یافتہ ہے اور جس نے خدا اور رسول کی نافرمانی کی وہ گمراہ ہے۔

مسلمانو! میں تم کو خدا سے ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں اور ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو جو بہترین وصیت کر سکتا ہے وہ یہ ہے کہ اس کو آخرت کی تیاری پر آمادہ کرے اور خدا سے ڈرتے رہنے کی ہدایت کرے لوگو! خدا نے جن باتوں سے تم کو منع کیا ہے ان سے بچو نہ اس سے بہتر کوئی وصیت ہے اور نہ اس سے بڑھ کر کوئی ذکر ہے۔

مسلمانو! یاد رکھو کہ جو شخص آخرت کے لئے خدا سے خوف زدہ ہو کر کام کر رہا ہے پرہیزگاری اس کی بہترین مددگار ہے۔ وہ جس شخص نے اپنے خدا کے درمیان ظاہر و باطن میں اپنے معاملہ کو درست کر لیا اور اس سے اس کی غرض محض خدا کی خوشنودی ہوئی تو اس کا یہ عمل دنیا میں اس کے لئے یادگار اور آخرۃ میں گراں قدر ذخیرہ ہوگا اور جس شخص نے ایسا نہیں کیا اس کی نسبت خدا یفرماتا ہے کہ کیا کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ اس کے اعمال اس سے دور رکھے جائیں خدا تم کو اپنی جانب سے ڈراتا ہے اور خدا اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے لوگو! جس نے خدا کے حکم کو سچ جانا اور خدا سے جو وعدے اس نے کئے ہیں ان کو پورا کیا تو اس کی نسبت خدا کا یہ ارشاد ہے کہ۔ ہمارے ہاں بات تبدیل نہیں ہوتی اور ہم اپنے بندوں پر زیادتی نہیں کیا کرتے۔

مسلمانو! اپنے موجودہ۔ آئندہ۔ ظاہر اور مخفی تمام کاموں میں خدا سے ڈرو کیونکہ خدا سے ڈرنے والوں کے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں اور اجر بڑھا دیا جاتا ہے جس نے خدا سے تقویٰ کیا وہ کامیاب ہو گیا خدا سے خوف زدہ رہنا ہی خدا کی بے کائی۔ عذاب اور غصہ کو دفع کرتا ہے پرہیزگاری ہی چہرہ کو روشن کرتی ہے اور خدا کو خوش اور درجہ کو بلند بناتی ہے۔

لوگو! لطف و حظ کو حاصل کرو لیکن حقوق الہٰی کو نہ بھولو خدا نے اسی غرض سے تم کو اپنی کتاب کا علم دیا ہے اور تمہارے لئے ایک راستہ مقرر کیا ہے تاکہ سچوں اور جھوٹوں کو علیحدہ علیحدہ رکھا جائے لوگو! خدا نے جیسا سلوک تمہارے ساتھ کیا ہے تم بھی لوگوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرو۔ خدا کے دشمنوں کو دشمن سمجھو اور خدا کی راہ میں پوری جدوجہد کرو خدا ہی نے تم کو برگزیدہ کیا اور تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔

لوگو! خدا کا ذکر خوب کرو اور آئندہ کے لئے عمل کرو جس نے اپنے اور خدا کے درمیان معاملہ کو درست کر لیا۔ خدا اس کے معاملہ کو لوگوں کے درمیان درست کر دیتا ہے۔ خدا لوگوں پر اپنا حکم جاری کرتا ہے اور خدا پر کسی کا حکم نہیں چلتا خدا لوگوں کا مالک و آقا ہے اور خدا کا مالک و آقا کوئی نہیں۔ اللہ بہت بڑا ہے اور اسی سے ہم کو نیکی کی توفیق اور قوت حاصل ہوتی ہے"

مدینہ میں داخلہ۔ بنو سالم بن عوف نے حضور ؐ کو اپنے ہاں ٹھہرانا چاہا اس پر لوگوں میں بحث چھڑ گئی اور ہر شخص اس کی خواہش کرنے لگا کہ حضور ؐ میرے یہاں قیام فرمائیں آپ نے اس گفتگو کو سن کر فرمایا "میری اونٹنی کو نہ روکو جہاں وہ بیٹھ جائے گی میں وہیں ٹھہروں گا میری اونٹنی خدا کی جانب سے مامور ہے" چنانچہ حضور ؐ صحابہ کے جھرمٹ میں مدینہ کی طرف بڑھ رہے تھے۔

مدینہ میں آپ کی تشریف آوری کی خبر نے عجیب چہل پہل پیدا کر دی تھی لوگ استقبال کو آ رہے تھے۔ پردہ دار بی بیاں چھتوں پر بیٹھی آپ کا انتظار کر رہی تھیں اور لڑکیاں فرط مسرت میں جوش کے ساتھ یہ اشعار بلند آواز سے گا رہی تھیں۔

طلع البدر علینا	من ثنیات الوداع	وداع پہاڑ کی گھاٹیوں سے	چاند نکل آیا ہے
وجب الشکر علینا	ما دعا للہ داع	خدا کا شکر ہم پر واجب ہے	جب تک دعا مانگنے والے مانگیں
ایہا المبعوث فینا	جئت بالامر المطاع	ہم میں تجھ کو خدا نے بھیجا ہے	تیری اطاعت ہم پر فرض ہے

مدینہ کے راستوں اور گلیوں سے حضور ؐ کی سواری گذر رہی تھی ہر شخص کی نظر اونٹنی کی رفتار پر تھی اور ہر شخص اس کا متمنی تھا کہ اونٹنی میرے مکان کے سامنے پہونچ کر بیٹھ جائے لیکن اونٹنی نہ ٹھہری اور بنو نجار کے محلہ میں اس مقام پر جا کر بیٹھ گئی جہاں اس وقت مسجد نبوی کا دروازہ ہے حضور صلعم بدستور اونٹنی پر بیٹھے رہے اور اس کی پشت سے نہ اترے، اونٹنی پھر کھڑی ہو گئی اور تھوڑی دور جا کر پھر واپس آئی اور اسی جگہ جہاں پہلے بیٹھی تھی پہونچ کر بیٹھ گئی حضور صلعم اونٹنی کی پشت سے اتر پڑے اور فرمایا "انشاء اللہ یہی جگہ ہماری قیام گاہ ہوگی"

اس جگہ کے سامنے چونکہ حضرت ابو ایوب انصاری رضؓ کا مکان تھا اس لئے وہ فوراً آگے بڑھے اور اونٹنی کا کجاوہ اور سامان اٹھا کر اپنے گھر میں لے گئے اور حضور صلعم انہیں کے یہاں قیام پذیر ہوئے۔ اور سات مہینہ تک قیام پذیر رہے۔

سنہ ۱ھ کے واقعات

عقد مواخات۔ حضور ؐ نے مدینہ میں پہونچ کر سب سے پہلے مہاجرین کی آسائش و راحت اور قیام کا انتظام فرمایا اور اس کی بہترین صورت یہ اختیار کی کہ مہاجرین و انصار کے درمیان مواخات (بھائی چارہ) کا رشتہ قائم کیا یہ طریقہ ربانی الہام سے اختیار کیا گیا تھا چنانچہ آپ نے مہاجرین کو یکجا کیا جن کی تعداد کاتب الواقدی نے پچاس بیان کی ہے اور پھر انصار کو بلایا جن کی تعداد ڈیڑھ سو تھی انصار کو مخاطب کرکے آپ نے فرمایا "مہاجرین تمہارے بھائی ہیں ایک ایک انصاری اپنے ایک ایک بھائی مہاجر کو اپنے گھر لے جائے اور اس کی ضروریات کا کفیل ہو صرف یہی نہیں بلکہ ان کو اپنے حقیقی بھائی کی مانند سمجھے" چنانچہ انصار نے ایک ایک مہاجر کو لے لیا اور اپنے گھر لے جا کر رکھا اور اس کے ساتھ حقیقی بھائیوں کا سا سلوک کیا یہاں تک کہ اکثر انصار نے اپنے گھر کے سامان کو دو حصوں میں تقسیم کرکے ایک حصہ کا مالک مہاجر کو بنا دیا اور بعض نے تو اس قدر برادرانہ محبت کا اظہار کیا کہ اپنی دو بیویوں میں سے ایک کو طلاق دے کر اپنے مہاجر بھائی کے سامنے نکاح کے لئے پیش کر دیا۔

مسجد نبوی کی تعمیر۔ عقد مواخات کے ساتھ ہی حضور ؐ نے مسجد نبوی ؐ کو تعمیر کرنے کی طرف توجہ فرمائی وہ جگہ جہاں آپ کی اونٹنی بیٹھی تھی سہل و سہیل دو یتیم بچوں کی تھی آپ نے ان بچوں کو بلایا اور فرمایا تم اس زمین کو قیمت لے کر مسجد بنانے کے لئے ہم کو دے دو بچوں نے بلا معاوضہ زمین کو نذر کر دینا چاہا لیکن حضور ؐ نے اس کو منظور نہیں فرمایا ایک انصاری نے بچوں کو زمین کی قیمت اپنے پاس سے دی اور کھجور کا ایک درخت بھی نذر کیا اور اس کے بعد تعمیر کا کام شروع ہوا اور بعض مورخ کہتے ہیں زمین کی قیمت حضرت ابوبکر رضؓ نے ادا کی تھی۔

حضور ؐ بہ نفس نفیس مہاجرین و انصار کے ساتھ مسجد کی تعمیر میں شریک تھے اول زمین کو مشرکوں کی قبروں۔ کھجور کے درختوں اور کھنڈروں سے صاف کیا گیا اور پھر تعمیر شروع کی گئی مسجد کی دیواریں مٹی اور پتھر سے بنائی گئیں صحابہ اور حضور ؐ پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے اور ذوق و شوق کے عالم میں گنگناتے جاتے تھے حضور صلعم بھی کبھی کبھی گنگنانے کی آواز میں آواز ملا دیتے تھے جب دیواریں تیار ہو گئیں تو کھجور کے پتوں اور چھال سے چھت کو پاٹا گیا اور مسجد تیار ہو گئی۔

اہل بیت کے مکانات کی تعمیر۔ مسجد نبوی کے بعد حضور ؐ اور صحابہ نے مسجد کے قریب اپنے مکانات تعمیر کئے۔ حضور ؐ نے ایک مکان بی بی سودہ رضؓ ۴۵
اور ایک مکان حضرت عائشہ رضؓ کے لئے تیار کیا اور جب یہ مکان بن گئے تو آپ نے بی بی سودہؓ اور حضرت عائشہؓ وغیرہ کو مکہ معظمہ سے بلا لیا۔ اور حضرت ابو ایوب انصاری رضؓ کے مکان سے ان مکانوں میں اٹھ آئے حضرت ایوبؓ کے مکان میں حضور ؐ صرف سات مہینے رہے۔

نادار مہاجرین کے لئے مکان۔ مہاجرین میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جن کو دنیا کے جھمیلوں سے نفرت تھی اور اپنی زندگی کو انہوں نے عبادت الٰہی اور حضور ؐ کی خدمت میں حاضری کے لئے وقف کر رکھا تھا یہ لوگ دن بھر عبادت الٰہی کرتے یا حضور کی خدمت میں حاضر رہ کر دین الٰہی کے احکام کو سیکھتے۔ قرآن مجید پڑھتے اور ارشادات نبوی کو سنتے تھے ان میں سے بعض جب بھوک سے زیادہ تکلیف محسوس کرتے تو جنگل چلے جاتے اور لکڑیاں کاٹ کر لے آتے اور ان کو بیچ کر گذارہ کرتے تھے اور بعض فاقہ پر فاقہ کرتے اور کسی سے اپنی بھوک کی اذیت کو بیان نہ کرتے تھے۔ حضور صلعم کو ان لوگوں سے محبت تھی اور ہر وقت ان کا خیال رکھتے تھے ان کی بے سر و سامانی کو دیکھ کر حضور صلعم نے ان کے لئے مسجد نبوی کے ایک جانب ایک چبوترہ بنوایا اور اس پر سائبان ڈلوا دیا۔ اور اس میں ان لوگوں کو آباد کر دیا کہیں سے صدقہ آتا تو حضور ؐ ان کے پاس بھیج دیتے اور صحابہ سے ان کی مدد کرنے کی خواہش ظاہر فرمایا کرتے تھے اور دعوت کے موقعوں پر ان کو خاص طور پر بلاتے تھے

ان حضرات سے حضور ﷺ کی محبت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ کی صاحب زادی حضرت فاطمہ رضنے آپ سے ایک لونڈی گھر کے کام کے لئے طلب فرمائی تو آپ نے فرمایا "یہ نہیں ہو سکتا کہ میں تمہیں کوئی چیز دوں اور اصحاب صفہ (چبوترہ) بھوکے مریں۔

ان حضرات کو جو اس سائبان کے نیچے چبوترہ پر رہتے تھے اصحاب صفہ کہا جاتا تھا چونکہ یہ اکثر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر رہتے تھے اس لئے احکام دین اور قرآن مجید وغیرہ کے ماہر تھے اور جب کبھی نو مسلموں کو تعلیم دین کے لئے کسی شخص کے بھیجنے کی ضرورت پیش آتی تھی تو حضور صلعم انہیں لوگوں میں سے کسی کو بھیجا کرتے تھے اسلام کی تبلیغ کے فرائض بھی اکثر یہی لوگ انجام دیتے تھے اور قرآن مجید پڑھانے کی خدمت بھی اکثر انہیں کے سپرد ہوتی تھی۔

مہاجرین کی کاروباری زندگی مہاجرین میں اکثر حضرات خوش حال تھے لیکن مکہ سے ایسی حالت میں نکلے تھے کہ کافروں کے خوف سے ضروری سامان بھی ساتھ نہ لا سکے تھے کچھ عرصہ تک تو وہ مواخات کی زندگی بسر کرتے رہے لیکن پھر ان کو اور خود حضور ﷺ کو یہ گوارہ نہ ہوا کہ وہ اس قسم کی زندگی بسر کرتے رہیں۔ بعض نے خفیہ طور پر کرکے کچھ سامان منگوایا اور بعض کچھ اپنے ساتھ لیتے آئے تھے اس لئے مسجد نبوی وغیرہ کی تعمیر سے فراغت پاکر مہاجرین نے کاروبار کی طرف توجہ کی تاکہ اپنی محنت کی کمائی سے اپنی زندگی کو بسر کرسکیں چنانچہ حضرت ابو بکر رضہ۔ حضرت عمر رضہ۔ حضرت عثمان رضہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضہ وغیرہ نے تجارت شروع کردی خدا نے ان کے کاروبار میں مدد کی اور بہت تھوڑے عرصہ میں ان کا کاروبار ترقی پا گیا اور یہ لوگ اطمینان کی زندگی بسر کرنے لگے۔

اذان کی ابتدا۔ مسجد نبوی کی تعمیر کے بعد جس قدر صحابہ وقت پر مسجد میں پہونچ جاتے تھے جماعت سے نماز پڑھ لیتے تھے اور جو وقت پر نہ پہونچ سکتے تھے وہ جماعت سے محروم رہ جاتے تھے حضور صلعم کو یہ طریقہ پسند نہ تھا آپ کا مقصد اعظم تو یہ تھا کہ تمام مسلمان ایک رشتہ میں منسلک و پیوستہ رہیں۔ اور متحدہ طاقت سے کام کریں اس لئے آپ یہ چاہتے تھے۔ کہ کوئی ایسی صورت نکل آئے کہ تمام مسلمان مسجد نبوی میں اکٹھے نماز پڑھیں اور اسلام کی اخوت و شوکت کا مظاہرہ کریں۔

ایک روز حضور ﷺ نے صحابہ کو جمع کرکے اس معاملہ میں مشورہ کیا اور نماز کی عام اطلاع کے طریقہ پر غور کیا جانے لگا بعض نے کہا نماز کے وقت کا اعلان کرنے کے لئے ایک جھنڈا بلند کر دیا جایا کرے تاکہ مسلمان اس کو دیکھ کر آجایا کریں اور جو نہ دیکھ سکیں ان کو دوسرے اطلاع دیتے چلے آئیں بعض نے کہا ناقوس یا بگل بنوالیا جائے اور نماز کے وقت اس کو بجایا جائے تاکہ لوگ اس کی آواز سن کر جمع ہو جائیں بعض نے کہا نماز کے وقت کسی اونچی جگہ پر آگ روشن کردی جائے تاکہ اس کو دیکھکر لوگ آجائیں حضور ﷺ نے ان میں سے کسی بات کو پسند نہ کیا اور فرمایا "ناقوس بجانا نصاریٰ کا فعل ہے بگل یہود میں رائج ہے اور آگ مجوسیوں کا طریقہ ہے ہم کو کسی کافر سے مشابہت جائز نہیں ہے" غرض اس مجلس میں کوئی بات طے نہ ہو سکی۔

اسی رات کو حضرت عبداللہ بن زید رضہ کو خواب میں اذان کے کلمات تعلیم کئے گئے اور وہ صبح اٹھ کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خواب کا ذکر کیا آپ نے ان کلمات کو پسند فرمایا اور نماز کے وقت حضرت بلال رضہ کو جن کی آواز بلند تھی حکم دیا کہ ان کلمات سے نماز کا اعلان کرو چنانچہ حضرت بلال رضہ نے اذان کہی اور حضرت عمر رضہ اذان میں ان کلمات کو سنکر دوڑے ہوئے آئے اور عرض کیا "یا رسول اللہ بیس روز ہوئے یہی کلمات جواب میں نے سنے ہیں خواب میں سنے تھے۔ لیکن ادب و شرم کے سبب عرض نہیں کرسکا تھا۔

عاشورہ کے روزہ کی فرضیت۔ سنہ ہجری میں عاشورہ کے دن یہود کو روزہ رکھتے دیکھ کر حضور صلعم نے ان سے پوچھا۔ آج کیسا روزہ ہے یہود نے عرض کیا "آج ہی کے دن حضرت موسیٰ ع نے فرعون پر غلبہ حاصل کیا تھا۔ اور آج ہی کے روز فرعون دریا میں غرق ہوا تھا اس لئے ہم آج کے دن کا روزہ رکھتے ہیں"

حضور صلعم نے یہ سن کر فرمایا "کلیم اللہ (موسیٰ) کو تو ہمارے ساتھ خاص نسبت ہے اس لئے ہم کو بھی عاشورہ کا روزہ رکھنا چاہیئے" حضور ﷺ نے خود بھی روزہ رکھا اور صحابہ کو بھی روزہ رکھنے کا حکم مرحمت فرمایا اور یہ فرمایا کہ آئندہ سال میں نویں اور دسویں۔ دونوں تاریخوں کا روزہ رکھوں گا تاکہ یہود کی مشابہت نہ رہے لیکن آئندہ سال ماہ رمضان کے روزے فرض ہوگئے اور عاشورہ کے روزہ کی فرضیت ساقط ہو گئی۔

زکوٰۃ و نماز۔ مکہ معظمہ میں حضور ﷺ پانچ وقت کی نمازیں سے چار وقت دو دو رکعت پڑھتے تھے اور مغرب کی تین مدینہ منورہ میں پہونچ کر پہلے ہی سال ظہر۔ عصر اور عشا کی نمازوں میں دو۔ دو رکعتیں۔ بڑھائی گئیں یعنے۔ دو۔ دو رکعتوں کی چار۔ چار رکعتیں۔ فرض کی گئیں۔ فجر کی بدستور دو رہیں۔ اور مغرب کی بھی بدستور تین اور جتنی رکعتیں مکہ میں فرض ہوئی تھیں مسافر کے لئے بدستور وہی باقی رہیں۔ اسی سال مسلمانوں پر زکوٰۃ فرض ہوئی کہ وہ صاحب نصاب شخص سے لی جائے اور اس سے غربا۔ دمساکین وغیرہ کو مدد دی جائے

بین الاقوامی معاہدہ۔ مدینہ منورہ میں یہود۔ مسیحی۔ اور کچھ بت پرست بھی آباد تھے حضور ﷺ نے ضروری امور سے فراغت کرکے چاہا کہ ان تمام اقوام کے لوگوں سے عموماً اور یہود سے جن کی تعداد زیادہ تھی خصوصاً ایک بین الاقوامی معاہدہ کیا جائے تاکہ یہود ایک طرف مکہ والوں کے اثر میں آکر مسلمانوں کو کوئی نقصان نہ پہونچا سکیں اور دوسری جانب قبائل اوس وخزرج جن کو یہود

صدیاں سے لڑلڑاکر کمزور کر رہے تھے اور کبھی ان میں اتحاد نہ ہونے دیتے تھے اور اب وہ اسلام کے آغوش میں آکر یکجان و دو قالب کا مصداق بن گئے تھے دوبارہ یہود کی شرارت کا شکار نہ ہوجائیں چنانچہ آپ نے اس کی تحریک شروع کی اور اتفاق رائے سے قومیت کے اصول پر ایک بین الاقوامی معاہدہ مرتب کرلیا جس کو تمام اقوام نے پسند کرکے اس کو منظور کرلیا۔

اس بین الاقوامی معاہدہ میں حضورؐ نے مدینہ منورہ کے اطراف و جوار کے قبائل کو بھی شریک کرلیا تھا۔ اور اس کے مضامین کی اہم دفعات یہ ہیں

(۱) یہ معاہدہ ہے رسول اللہ کی طرف سے مسلمانوں اور ان لوگوں کے درمیان جو کاروبار میں مسلمانوں کے ساتھ شریک ہیں۔

۲۔ تمام مذاہب کے لوگ اور تمام اقوام و قبائل ایک قوم سمجھی جائیگی

۳۔ قبیلہ بنی عوف کے یہود قومیت کے اعتبار سے مسلمانوں کے شریک ہیں۔ (۴) جو شخص یا جو قبیلہ معاہد اقوام یا اس کے افراد سے جنگ کرے گا۔ اس کی مدد تمام معاہد اقوام کریں گی یعنے غیر مسلم۔ کی مدد مسلمان کریں گے اور مسلمانوں کی اعانت غیر مسلم کریں گے۔

(۵) مسلمانوں کے تعلقات اپنی معاہد اقوام و قبائل سے دوستانہ ہوں گے وہ ان کو فائدہ پہونچائیں گے ان کی خیر خواہی کریں گے اور ان کے ضرر و نقصان میں شریک نہ ہوں گے۔

۶۔ جنگ کی صورت میں یہود مالی مصارف میں مسلمانوں کے ساتھ شریک رہیں گے

۷۔ یہود کے تعلقات جن قوموں سے دوستانہ ہوں گے ان کے حقوق مسلمانوں کی نظر میں یہود کے برابر ہوں گے۔

۸۔ کوئی فریق معاہد اپنے دوسرے معاہد فریق سے مخالفانہ کارروائی نہ کرے گا۔

۹۔ مظلوم کی حمایت و مدد کی جائیگی

۱۰۔ مدینہ کے اندر خونریزی تمام معاہد اقوام پر حرام ہوگی

۱۱۔ معاہد اقوام کے ہمسائے معاہد قوموں کے مانند خیال کئے جائیں گے ۱۲۔ معاہد اقوام کے درمیان کوئی صورت پیدا ہو یا کوئی جھگڑا اٹھ کھڑا ہو جس سے فساد کا جھگڑا پیدا ہوجائے تو ایسی صورت میں اس کا فیصلہ خدا اور اس کے رسول محمد صلعم کے سپرد کردیا جائے گا۔ اس معاہدہ کی تکمیل کے بعد حضورؐ نے مدینہ سے تھوڑے فاصلے کے علاقوں میں گشت لگایا اور جن قبائل میں باہمی عداوت تھی اور لڑائی کا سلسلہ جاری رہتا تھا ان کو سمجھایا۔ اور اس معاہدہ میں شریک کرلیا پھر اور آگے بڑھے اور مکہ و مدینہ کے درمیانی علاقوں کے قبائل کو ہموار کیا اور ان کو بھی معاہدہ میں شامل کرلیا پھر مدینہ کی اس طرف بحری مقامات کی جانب توجہ کی اور ادھر کے قبائل کو بھی معاہدہ میں شریک کرلیا اور ان کوششوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان تمام علاقوں میں عام امن و سکون ہوگیا۔

مدینہ میں حضور صلعم کا پہلا سال امن و امان کے ساتھ گزرا اور آپ برابر تبلیغی کاموں اور اقوام و قبائل کو ہموار کرنے میں مشغول رہے اس سال کے اہم واقعات کا ذکر اوپر کیا جاچکا ہے بعض اور چھوٹی چھوٹی باتیں جو اسی سال وقوع میں آئیں یہ ہیں

۱۔ حضرت سلمان فارسی ایک مشہور صحابی ہیں۔ جو ملک فارس کے شہر رام ہرمز کے رہنے والے تھے اور۔ مجوسی مذہب سے تعلق رکھتے تھے لیکن ..... لیکن اپنے مذہب سے خوش نہ تھے اور تلاش حق میں ادھر ادھر پھرتے رہتے تھے اول آپ نے اپنا مذہب ترک کرکے مسیحیت کو اختیار کیا لیکن مسیحیت بھی آپ کی طلب حق کی پیاس کو نہ بجھا سکی اور جب آپ نے علمائے نصاریٰ سے یہ سنا کہ حجاز میں نبی موعود آنے والا ہے تو آپ حجاز کی جانب روانہ ہوگئے حجاز کے۔۔ غارت گر قبائل نے آپ کو گرفتار کرلیا اور اپنا غلام بنالیا حضرت سلمان غلام کی حیثیت سے مختلف مالکوں کے ماتحت رہے آپ کا آخری مالک ایک قریشی تھا۔ جس کے ساتھ آپ مدینہ میں آئے اور مدینہ میں یہ سن کر کہ نبی موعود مکہ سے مدینہ آنے والا ہے آپ نے مدینہ کے قیام کو بہتر خیال کیا اور ان کی یہ خواہش خدا نے پوری کردی۔ یعنے ان کے قریشی مالک نے ان کو مدینہ کے ایک یہودی کے ہاتھ فروخت کردیا۔

جب حضورؐ مدینہ میں تشریف لے آئے تو سلمان فارسی رضؓ آپ کی خدمت ۴۷
میں حاضر ہوئے اور صدقہ کے نام سے کوئی چیز آپ کی خدمت میں پیش کی حضورؐ نے اس چیز کو قبول نہیں فرمایا اور کہا کہ میرے لئے صدقہ کا مال حرام ہے دوسرے دن حضرت سلمان فارسی رضؓ نے ہدیہ کے طور پر کوئی چیز پیش کی آپ نے اس کو قبول فرمالیا اسی روز آپ دین الٰہی قبول کرکے اسلام کے حلقہ میں داخل ہوگئے اور بیان کیا کہ علمائے نصاریٰ اور یہود نے نبی موعود کی یہ علامت بتائی تھی کہ وہ صدقہ کو قبول نہ کریں گے اور ہدیہ لے لیں گے۔

۲۔ عبداللہ بن سلام جن کا اصلی نام حصین بن سلام تھا یہود کے ایک بڑے رئیس و عالم تھے اور جس روز حضورؐ مدینہ میں تشریف لائے ہیں۔ اس روز وہ ایک باغ میں کھجور کے درخت پر چڑھے ہوئے تھے اور ان کی پھوپھی درخت کے نیچے بیٹھی تھیں آپ کو تشریف لاتے دیکھ کر عبداللہ بن سلام نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا ان کی پھوپھی نے کہا "حصین۔ خدا تجھ کو نامراد رکھے کیسی خوشی ہے اگر موسیٰ بن عمران بھی آتے تو میں اتنا اظہار مسرت نہ کرتی" عبداللہ بن سلام نے کہا "پھوپھی! یہ شخص یعنے محمدؐ موسیٰ بن عمران کا بھائی ہے اور انہیں کے دین پر مبعوث ہوا ہے" ان کی پھوپھی نے کہا "بھتیجے کیا یہ وہی نبی ہیں جن کا ہم انتظار کر رہے تھے" عبداللہ بن سلام رضؓ نے کہا "ہاں"

عبداللہ بن سلام کا بیان ہے کہ اس کے بعد میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حلقہ اسلام میں داخل ہوکر حضورؐ سے عرض کیا کہ "میری قوم یہود انتہا

درجہ کی حاسد ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ حضور مجھ کو کسی گوشہ میں چھپا دیں اور پھر یہود کو بلا کر میری نسبت ان کی رائے دریافت کریں اس سے پہلے کہ ان کو میرے اسلام قبول کرنے کا حال معلوم ہو۔ کیونکہ جب ان کو میرے اسلام کا حال معلوم ہوگا تو وہ مجھ پر بہتان باندھنے لگیں گے" حضور نے ان کو قریب کے مکان میں چھپا دیا اور پھر یہود کو بلا کر دریافت کیا "حصین (عبداللہ بن اسلام) تم میں کیسا شخص ہے۔" یہود نے کہا کہ "وہ ہمارا سردار اور سردار کا بیٹا ہے اور ہمارا زبردست عالم ہے۔ یہ سن کر عبداللہ بن سلام باہر آ گئے اور یہود کو مخاطب کر کے کہا "یہودو! خدا سے ڈرو۔ محمد جو دین لے کر آئے ہیں اس کو قبول کر لو! خدا کی قسم تم کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ خدا کے رسول ہیں تم توراۃ میں ان کا نام اور صفات لکھی ہوئی پاؤ گے میں اس امر کا اعتراف کرتا ہوں کہ وہ خدا کے رسول ہیں میں ان کی رسالت کی تصدیق کرتا ہوں۔ اور جو علامات توراۃ میں نے پڑھی ہیں ان کے بموجب فوراً آپ کو پہچانتا ہوں" یہود نے یہ سن کر کہا "عبداللہ! تو نے جھوٹ کہا" اور اس کے بعد عبداللہ بن سلام کو برا بھلا کہتے ہوئے چلے گئے۔

۳۔ قبائل اوس و خزرج میں سے بعض لوگ محض مصلحتاً مسلمان ہوئے تھے ان میں ایک شخص عبداللہ بن ابی بھی تھا جو محض اس لئے مسلمان ہوا تھا کہ مسلمانوں کی طاقت کو مضبوط پائے تو مسلمانوں میں شامل رہ کر اقتدار حاصل کرے اور مسلمانوں کو کمزور پائے تو ان کے مخالفوں سے ساز کر کے 4
فائدہ اٹھائے اس جماعت کو جو زبان سے اسلام کا اعتراف کرتی تھی اور دل سے اسلام کے خلاف تھی اور مسلمانوں کے خلاف سازشوں میں شریک رہتی تھی شرعی اصطلاح میں منافق کہا جاتا تھا نفاق کے معنے یہ ہیں کہ دل میں کچھ ہو اور زبان پر کچھ یعنے ظاہر و باطن یکساں نہ ہو۔

۴۔ مکہ معظمہ میں حضور قبلہ کی جانب نماز پڑھا کرتے تھے مدینہ میں آ کر بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے کا حکم نازل ہوا اور مسلمان بیت المقدس کی جانب نماز پڑھنے لگے ایک طرف تو اس تبدیلی سے مسلمانوں کو یہ رنج تھا کہ ان کا قبلہ ان سے ترک ہو گیا لیکن وہ خدا اور خدا کے رسول کے حکم کے بندے تھے کبھی زبان سے اپنی ناگواری کا اظہار نہیں کیا۔ اور حکم نازل ہونے کے بعد سے برابر اس وقت تک بیت المقدس کی جانب نماز پڑھتے رہے جب تک کہ دوسرا حکم نازل نہ ہو گیا بیت المقدس کی جانب مسلمانوں نے صرف سترہ یا اٹھارہ مہینے نماز پڑھی اور اس کے بعد یہ حکم تبدیل ہو گیا اور پھر قبلہ کی جانب نماز پڑھنے کا حکم آ گیا۔ جس سے مسلمانوں کو بہت خوشی ہوئی اور دوسری جانب سے یہود کو مسلمانوں پر اعتراض کرنے کا موقع مل گیا تھا اور وہ یہ کہنے لگے تھے کہ جب مسلمانوں کو اور کوئی قبلہ نہ ملا تو وہ ہمارے قبلہ کی جانب نماز پڑھنے لگے۔ خداوند تعالے نے قرآن پاک میں تبدیلی قبلہ کے مصالح بیان کئے ہیں اور بتایا ہے کہ یہ تبدیلی حقیقت میں مسلمانوں کا امتحان تھا کہ وہ ان تلخیوں کو برداشت کرتے ہیں یا نہیں جو ان کو اس سلسلہ میں مخالفوں کے تمسخر وغیرہ سے پیش آئیں گی۔

۵۔ اسی سال حضور نے ختنہ کی ابراہیمی سنت کو رواج دیا تاکہ دین ابراہیمی کو ماننے والے ایک اولوالعزم پیغمبر کی سنت کو زندہ رکھیں اور ان فوائد سے متمتع ہوں جو ختنہ میں مضمر ہیں۔

۶۔ مدینہ میں حضور کی تشریف آوری کے بعد چند مہینوں تک کوئی ناگوار واقعہ رونما نہیں ہوا۔ اور اسلام کی طاقت برابر بڑھتی رہی۔ لیکن جب مکہ کے قریش کو یہ معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی طاقت بڑھ رہی ہے اور وہ مدینہ میں جم گئے ہیں۔ تو اس اندیشہ سے کہ کہیں مزید طاقت حاصل کر کے مسلمانوں پر حملہ آور نہ ہوں اور ہم سے ان مظالم کا جو ہم نے ان پر کئے ہیں انتقام نہ لیں انہوں نے مسلمانوں کے خلاف سازشیں شروع کیں مدینہ کے یہود اور منافقوں کو اکسایا اور اطراف و جوانب کے قبائل کو فساد پر آمادہ کیا

لڑائیاں اور فوجکشی

ہجرت کے پہلے سال میں کوئی خاص واقعہ وقوع میں نہیں آیا حضور تبلیغی کاموں اور اقوام و قبائل سے تعلقات مضبوط کرنے میں مشغول رہے اور مسلمانوں نے تجارتی کاروبار کو شروع کیا اور اپنی مالی حالت کو درست کر لیا۔ ادہر یہ ہو رہا تھا۔ اور ادہر مخالفین اپنی کوششوں میں مشغول تھے اور سازشوں کا جال پھیلایا جا رہا تھا۔

سنہ ۲ھ کے واقعات

قریش کی سازشیں۔ قریش نے مدینہ میں مسلمانوں کی طاقت کو بڑھتا ہوا دیکھ کر مسلمانان مدینہ پر حملہ کا پختہ ارادہ کر لیا اور مدینہ کے مخالفین اسلام کو اپنا مددگار بنانے کی کوشش کی عبداللہ بن ابی کا نفاق مشہور تھا قریش نے اس کو ایک خط لکھا جس میں قبائل اوس و خزرج کے لوگوں کو دہمکی دیتے ہوئے یہ تحریر کیا کہ "تم نے ہمارے شہر کے ایک شخص (محمد صلعم) اور اس کے ساتھیوں کو ٹھہرا لیا ہے اس لئے ہم تم کو اطلاع دیتے ہیں کہ تم یا تو ان لوگوں کو اپنے شہر سے نکال دو یا ان سے لڑو۔ اور یہ دونوں باتیں منظور نہ ہوں تو پھر تم تیار ہو جاؤ ہم تمہاری سرکوبی کے لئے تیار ہیں تم پر حملہ کریں گے اور تمہارے جوانوں کو قتل کر کے تمہاری عورتوں کو چھین لے جائیں گے" اس دہمکی سے منافقوں کی جماعت ڈر گئی اور مسلمانوں سے لڑنے کے لئے تیار ہو گئی حضور کو جب اس کا علم ہوا تو آپ نے اس کو سمجھایا اور بتایا کہ ہم سے لڑنے میں تم کو کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ قریش سے لڑنے میں البتہ تم فائدہ اٹھا سکو گے حضور کی اس تقریر سے اوس و خزرج کے لوگ اور منافق حقیقت حال سے آگاہ ہو گئے۔ اور مسلمانوں سے لڑنے کا ارادہ انہوں نے ترک کر دیا۔

قریش اوس و خزرج کے بت پرستوں اور منافقوں کو ہموار کرنے

ہموار کرنے میں ناکام رہے تو انہوں نے یہود کی طرف توجہ کی اور ان سے خط و کتابت کر کے ان کو ہموار کر لیا اور اس کے بعد مسلمانوں کو کہلا بھیجا کہ "تم اس خیال میں نہ رہنا کہ مکہ سے نکل کر مدینہ میں آرام سے زندگی بسر کر سکو گے ہم مدینہ پہونچ کر ہی تمہارا استیصال کر دیں گے"۔

حضرت فاطمہ رضہ کا نکاح۔ ذی الحجہ ۲ھ میں حضور صلعم نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضہ کا نکاح علی بن ابی طالب رضہ سے کیا حضرت علی رضہ کے پاس مہر ادا کرنے کے لئے اس وقت کچھ نہ تھا انہوں نے اپنی زرہ فروخت کی جس کو حضرت عثمان رضہ نے چار سو درہم میں خرید لیا اور پھر زرہ حضرت علی رضہ کو واپس فرما دی حضرت علی رضہ چار سو درہم لے کر حضور رضہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور رضہ نے یہی مہر مقرر فرما کر اس رقم سے کپڑا اور خوشبو وغیرہ خرید کیا۔ اور مہاجرین و انصار رضہ کو بلا کر نکاح پڑھا دیا۔

قریش کا پہلا حملہ۔ قریش نے مسلمانوں کو جو دھمکی دی تھی اس کو موثر بنانے کے لئے قریش کا ایک سردار کرز بن جابر فہری مکہ سے مدینہ میں آیا اور مسلمانوں کے مویشی کو پکڑ لے گیا جو مدینہ کے باہر چراگاہ میں چرا رہے تھے یہ دراصل قریش کی طرف سے اس امر کا اعلان تھا کہ ہم مسلمانوں کو مدینہ میں بھی چین سے نہ بیٹھنے دیں گے۔

آیات قتال کا نزول۔ مسلمانوں کو جہاد و قتال کا ابھی تک خدا کی جانب سے حکم نہ ملا تھا جب مدینہ میں مسلمانوں کو جنگ کی دھمکی دی جانے لگی اور جہاد کا خطرہ سامنے آگیا تو خدا نے ان کو لڑنے کی اجازت دے دی اور یہ حکم دیا

کہ اذن للذین یقاتلون بانہم	اے محمد ان لوگوں کو لڑنے کی اجازت
ظلموا وان اللہ علی نصرھم	دے دو جن سے کافر لڑتے ہیں اس وجہ
لقدیر الذین اخرجوا من دیارھم	سے کہ ان پر بہت ظلم کیا گیا ہے بلاشبہ
بغیر حق۔ الا ان یقولوا ربنا	اللہ ان کو غالب کر دینے پر پوری
اللہ۔ ولولا دفع اللہ الناس	قدرت رکھتا ہے، یہ ان لوگوں کو
بعضھم ببعض لھدمت صوامع و بیع	بے وجہ اپنے گھر سے نکالے گئے محض
و صلوات و مساجد یذکر	اتنی بات پر کہ وہ یوں کہتے ہیں کہ
فیھا اسم اللہ کثیرا ٥	ہمارا پروردگار اللہ ہے اگر یہ بات نہ

ہوتی کہ اللہ لوگوں کا ایک دوسرے کے ہاتھ سے زور نہ گھٹواتا رہتا تو نصاریٰ کے خلوت خانے عبادت خانے اور یہود کے عبادت خانے اور مسلمانوں کی مسجدیں جن میں خدا کا ذکر کثرت سے کیا جاتا ہے سب منہدم ہو گئے ہوتے۔

اس آیت میں خداوند تعالیٰ نے مسلمانوں کو جنگ کی اجازت بھی دی ہے اور یہ بھی بتلایا ہے کہ مشرکین مکہ سے جنگ کرنا ان کے لئے ہر طرح مناسب و ضروری ہے چنانچہ جنگ کے ضروری ہونے کی تین وجہ بیان کی گئیں جن میں سے ہر ایک بجائے خود نہایت اہم ہے اول یہ کہ مسلمان مظلوم ہیں اور انہوں نے کبھی تبلیغ دین کے سوا کسی معاملہ میں نہ تو مداخلت کی ہے اور نہ کسی کو چھیڑا ہے دوسرے یہ کہ مسلمانوں کو ان کے گھروں سے نکالا گیا اور ان کی جائداد و املاک سے بیدخل کیا گیا محض اس بنا پر کہ وہ خدا پر ایمان لائے تھے اور اس کے رسول کی تصدیق کی تھی تیسرے یہ کہ مسلمانوں نے جو معابد ہود و عبادت کئے تھے ان کی خلاف ورزی کی جا رہی تھی اور ایک ایک معبد و ستون کو تباہ و برباد کیا جا رہا تھا۔ و یک سب سے بڑا جرم تھا انھیں وجوہ کی بناء پر خدا نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ محض امن کے دشمنوں اور دین الہی کی اشاعت و تبلیغ میں سد راہ ہونے والوں کو عبرت انگیز سبق دیں اور وہ جنگ و جدال پر آمادہ ہوں تو مدافعت کریں۔

مدینہ کی حفاظت۔ قریش کی دھمکی اور غارت گری کے بعد اور منافقین و یہود کی مخالفانہ سازشوں کو دیکھ کر حضور رضہ نے مدینہ کی حفاظت کو ضروری خیال کیا اور صحابہ کے مشورہ سے قرار دیا کہ رات کو پہرہ دیا جائے تا کہ مخالف اچانک حملہ نہ کر سکیں چنانچہ حضور رضہ خود اور صحابہ اکثر راتوں کو جاگتے اور پہرہ دیا کرتے تھے۔

غزوۂ ابواء: ماہ صفر ۲ھ میں حضور رضہ کو اطلاع ملی کہ قریش کی ایک جماعت مسلمانوں پر حملہ کرنے کی غرض سے آ رہی ہے حضور نے یہ خبر پا کر مدافعت کے لئے مسلمانوں کی ایک جماعت تیار کی۔ اس جماعت میں صرف ساٹھ آدمی تھے اور بقول ابن خلدون دو سو آدمی۔ حضور رضہ نے مدینہ کے انتظام پر سعد بن عبادہ کو مقرر کیا اور حضرت حمزہ رضہ کو لشکر اسلام کا علم مرحمت فرمایا۔ 49

۱۲ صفر ۲ھ کو یہ مختصر اسلامی فوج مدینہ سے باہر نکلی اور قریش کے تجسس میں روانہ ہوئی۔ بعض مورخ لکھتے ہیں کہ خود قریش مسلمانوں سے مقابلہ کرنے نہیں آئے تھے بلکہ ان کی تحریک سے قبائل بو حمزہ نے مسلمانوں پر حملہ آوری کا ارادہ کیا تھا مدینہ سے نکل کر اسلامی لشکر ۸۰ میل تک بڑھا چلا گیا۔ لیکن نہ تو قریش نظر آئے اور نہ کوئی دوسرا مخالف نظر پڑا۔

مقامات ودان وابواء پر پہونچ کر مسلمانوں کی مڈبھیڑ قبائل بنو ضمرہ سے ہوئی حضور رضہ نے ان کے سردار مخشی بن عمرو سے کہا کہ تم اپنی قوم کی جانب سے معاہدۂ امن و صلح کر لو۔ چنانچہ اس نے خاموشی کے ساتھ آپ کے ارشاد کو قبول کر لیا۔ اور اپنی قوم کی جانب سے معاہدہ مرتب کر کے دے دیا۔

غزوۂ بواط۔ ماہ ربیع الاول ۲ھ یا ربیع الثانی ۲ھ میں حضور کو یہ اطلاع ملی کہ قریش کا ایک مسلح قافلہ شام سے آ رہا ہے جس کی نسبت یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ مدینہ پر حملہ کرے گا۔ آپ نے سائب بن عثمان بن مظعون کو مدینہ کے انتظام پر مامور فرمایا اور خود اسی صحابہ کو لے کر اس کی جانب روانہ ہوئے جو ینبوع کے قریب مکہ اور شام کے درمیانی راستہ پر ایک پہاڑ ہے۔

قریش کے قافلہ کا سردار امیہ بن خلف ایک مشہور کافر تھا اور اس قافلہ میں بقول ابن خلدون ڈھائی ہزار آدمی تھے۔ جن میں قریش کے

کو معلوم ہوا کہ مسلمان مدینہ قافلہ پر حملہ کرنے کے لئے تیار ہیں اس نے خطرہ کو محسوس کرکے ضمضم بن عمرو غفاری کو فوراً مکہ دوڑایا اور یہ کہلا بھیجا کہ قافلہ خطرے میں ہے جلد مدد کو پہنچو۔ اس خبر کے پہونچتے ہی مکہ میں عام اضطراب پیدا ہو گیا اور ابولہب کے سوا تمام قریش مکہ سے نکل کھڑے ہوئے اور مدینہ کی جانب روانہ ہو گئے۔

ادھر تو ابوسفیان نے مکہ میں یہ خبر بھیجی اور ادھر وہ خود نہایت تیزی سے اس علاقہ کو چھوڑ کر دوسرے راستہ سے دریا کے کنارہ کنارہ مکہ کی طرف بڑھا یہاں تک کہ وہ اپنے قافلہ کو خطرہ کے مقامات سے نکال لے گیا۔

حضور صلعم نے جو دو جاسوس قافلہ کی حالت کو معلوم کرنے کے لئے روانہ کیے تھے وہ ابھی واپس نہ پہونچے تھے۔ کہ حضور صلعم نے جنگ کے انتظام کی کارروائی شروع کردی صحابہ کو جمع کیا اور واقعہ سے آگاہ کیا مہاجرین میں سے حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ وغیرہ نے اطاعت و وفاداری کا اظہار کیا اور پرجوش الفاظ میں جاں نثاری کا اقرار کیا۔ لیکن حضور صلعم کو مہاجرین کے وعدوں اور جاں نثارانہ تقریروں سے طمانیت نہیں ہوئی آپ انصار کی جانب دیکھتے رہے گویا ان کی امداد و اعانت کے خواستگار ہوتے واقعہ یہ تھا۔ کہ انصار نے حضور صلعم سے بیعت کرتے وقت یہ عہد کیا تھا۔ کہ ہم صرف اس وقت تلوار اٹھائیں گے جب کہ دشمن مدینہ پر حملہ آور ہوگا۔ اور چونکہ ابھی دشمن نے مدینہ پر حملہ کا ارادہ نہیں کیا تھا۔ اس لئے انصار سے اعانت کی خواہش بیعت کے عہد کے خلاف ۵
تھی۔ حضرت سعد بن عبادہ رضہ قبیلۂ خزرج کے سردار نے حضور صلعم کے مافی الضمیر کو سمجھ لیا اور کھڑے ہو کر پرجوش آواز میں کہا: "حضور والا! ہم حضور پر ہر وقت اپنی جانیں نثار کرنے کے لئے تیار ہیں اگر حضور صلعم حکم دیں تو ہم سمندر میں کود پڑیں"! ان الفاظ کو سن کر حضور صلعم کا چہرہ چمک اٹھا اور جو خلش حضور صلعم کے دل میں تھی وہ جاتی رہی۔

مدینہ میں مشرکین مکہ کی آمد کی خبر گرم تھی حضور صلعم نے بھی تیاریاں شروع کردیں اور رمضان کی ۹ یا ۱۲ تاریخ کو مہاجرین و انصار رضہ کی جمعیت کو ساتھ لے کر مدینہ سے روانہ ہوئے مدینہ سے باہر نکل کر ہمراہیوں کی جانچ کی۔ جو لوگ نوعمر تھے۔ ان کو مدینہ واپس بھیج دیا اور تین سو تیرہ جاں نثاروں کو اپنے ساتھ رکھا اس سے فراغت کرکے حضور صلعم نے ابولبابہ بن عبدالمنذر کو مدینہ کا حاکم مقرر کیا اور عاصم بن عدی رضہ کو مدینہ کے بالائی علاقہ کی نگرانی پر مامور فرمایا اور پھر دو جاسوسوں کو دشمن کی خبر لانے کے لئے آگے روانہ کیا۔

ابن خلدون کا بیان ہے کہ حضورؐ کے ہمراہیوں کی تعداد تین سو دس یا بارہ تھی اور صرف ستر اونٹ تھے جن پر ہمراہی باری باری سے سوار ہوتے تھے۔ یعنی ایک ایک اونٹ تین تین چار چار آدمیوں میں تقسیم تھا اور وہ باری باری سے اپنے اونٹ پر سوار ہوتے تھے ان تین سو بارہ ہمراہیوں میں ساٹھ مہاجر تھے اور باقی انصار اور ابن اسحٰق کا بیان یہ ہے کہ چوراسی یا پچاسی مہاجر تھے اور باقی انصار۔ حضور صلعم ان ہمراہیوں کو لے کر آگے بڑھے تو جاسوسوں نے واپس آکر اطلاع دی کہ مشرکین بدرؔ کے مقام پر آکر جمع ہوئے ہیں۔ حضور صلعم بھی بدر کی جانب روانہ ہوئے اور بدر کے مقام پر پہونچ کر پڑاؤ ڈالا۔

اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ ابوسفیان کا پیام پاکر مکہ کے قریش اپنے قافلہ کی مدد کے لئے پورے ساز و سامان سے روانہ ہوئے تھے ان کی تعداد ایک ہزار تھی۔ جس میں سو سوار تھے امرائے قریش میں سے حضرت عباسؓ عتبہ بن ربیع۔ حرث بن عامر۔ ابوجہل۔ امیہ اور نضر بن حارث شریک تھے اور سردار لشکر قریش کا مشہور بہادر عتبہ بن ربیعہ تھا۔ بدر کے قریب پہونچ کر معلوم ہوا کہ قافلہ کا سردار ابوسفیان قافلہ کو خطرے سے نکال لے گیا ہے اور قافلہ خطرے سے باہر نکل گیا ہے یہ معلوم کرکے قبائل عدی اور زہرہ کے ہمراہیوں نے کہا: "لڑنے کی ضرورت نہیں ہے واپس چلو ہمارا قافلہ صحیح سلامت یہاں سے نکل گیا ہے"۔ لیکن ابوجہل نے اس مشورہ کو قبول نہیں کیا۔ اور بدر کے مقام پر کامیابی کی خوشی میں جشن منانے کا ارادہ ظاہر کیا قبائل عدی و زہرہ لوٹ گئے اور ابوجہل اپنے ہمراہیوں کو لے کر بدر پر خیمہ زن ہوا۔ اور بہتر مقامات پر قبضہ کر لیا۔

مسلمان بدر کے جس مقام پر جاکر لشکرزن ہوئے تھے وہ بہت بری جگہ تھی نہ وہاں کوئی چشمہ تھا نہ کنواں تھا اور ریت اس قدر تھی کہ اونٹوں کے پاؤں ریتے میں دھنس دھنس جاتے تھے مسلمانوں کو یہ جگہ بہت ناپسند تھی۔ چنانچہ حباب بن منذر ایک صحابی نے حضور صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: "حضور صلعم نے پڑاؤ کے لئے جو جگہ تجویز کی ہے بہت بری ہے یہ انتخاب فوجی نقطۂ نظر سے کیا گیا ہے یا وحی الٰہی کے ذریعہ؟" حضورؐ نے فرمایا: "نہ وحی الٰہی کے ذریعہ ایسا ہوا ہے اور نہ کوئی فوجی تدبیر ہے"۔ حباب نے عرض کیا تو پھر بہتر یہ ہے کہ آگے بڑھ کر چشمہ پر قبضہ کر لیا جائے۔ اور قریب کے کنوؤں کو بیکار کر دیا جائے تاکہ دشمن اس سے فائدہ نہ اٹھائیں۔ حضور صلعم نے اس مشورہ کو پسند فرمایا اور آگے بڑھ کر مسلمانوں نے بدر کے چشمہ پر قبضہ کر لیا حسن اتفاق سے اسی روز بارش ہوگئی جس سے ریت جم گئے اور مسلمانوں نے پانی کو روک کر حوض بنا لئے۔

جنگ سے ایک روز پہلے حضور صلعم نے میدان کارزار کا ملاحظہ فرمایا اور صحابہؓ کو بتایا کہ انشاء اللہ کل فلاں مشرک قتل ہوگا۔ اس جگہ فلاں مشرک مارا جائے گا اور اس جگہ فلاں کافر قتل ہوگا۔ یعنی مشرکین مکہ کے مارے جانے کے مقامات لوگوں کو دکھائے اور نام لے لے کر بتایا کہ فلاں شخص فلاں جگہ قتل ہوگا چنانچہ دوسرے دن ایسا ہی ہوا۔ اور جو جگہ جس مشرک کے لئے حضورؐ نے بتائی تھی وہ وہیں مارا گیا۔

اس روز حضورؐ نے سارا دن تیاریوں میں صرف فرمایا اور رات بھر عبادت و دعا میں مصروف رہے۔ کفار مکہ مشرکین بھی جنگ کی تیاریاں کرتے رہے مشرکین مکہ

۵ بدر ایک گاؤں تھا جہاں میلہ لگا کرتا تھا۔ مدینہ سے ۸۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔

میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو جنگ کے مصائب سے واقف تھے اور اس کے انجام و عواقب کو بہت سے مواقع پر دیکھ چکے تھے اس لئے ان کی کوشش یہ تھی کہ جنگ نہ ہو اور معاملہ آشتی سے طے ہو جائے چنانچہ ان لوگوں میں سے بعض نے قریش کے سربرآوردہ لوگوں سے ملو اور سالار لشکر عتبہ سے خصوصاً اس کی تحریک کی اور ان کو جنگ کے خوفناک نتائج سے آگاہ کیا۔ عتبہ ایک بہادر اور سمجھدار انسان تھا۔ اس تحریک سے متاثر ہوا اور جنگ کے ارادہ کو بدل دیا لیکن ابوجہل نے مانا اور عتبہ پر طعن کرتے ہوئے کہا کہ تم اس لئے جنگ کو پسند نہیں کرتے کہ تمہارا بیٹا (حذیفہ) مسلمان ہو گیا ہے اور تم اس کو خطرہ سے بچانا چاہتے ہو۔ عتبہ چونکہ بہادر اور خوددار آدمی تھا اس طعن کو برداشت نہ کر سکا اور جنگ پر تیار ہو گیا۔

۱۷۔ رمضان ۲ھ کی صبح کو جمعہ کے دن اور بقول بعض منگل کے دن فریقین نے میدان میں اپنی فوجوں کو آراستہ کیا۔ حضور مسلمانوں کے صف بستہ ہو جانے پر ایک تیر ہاتھ میں لئے ہوئے میدان میں تشریف لائے اور تیر کے اشارے سے صفوں کو درست و برابر کیا۔ جہاد کے مصائب و آفات در جزو ثواب پر وعظ فرمایا۔ صبر و استقامت کی تلقین کی اور دین حق کی اعانت پر آمادہ کیا اور اس کے بعد قیام گاہ پر واپس تشریف لا کر دونوں ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے۔ اور خشوع و خضوع کے ساتھ دربار رب العزت میں عرض کیا۔

اللهم ان هلكت هذه العصابة لا تعبد فی الارض اللهم انجز لی ما وعدتنی۔ اے اللہ اگر مسلمانوں کی یہ عبادت گزار جماعت ہلاک ہو گئی تو پھر زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی باقی نہ رہے گا تو نے فتح و کامرانی کا جو وعدہ مجھ سے فرمایا ہے اس کو پورا فرما دے۔

دعا میں حضور کی محویت و بیخودی کی یہ حالت تھی کہ آپ جو چادر اوڑھے ہوئے تھے وہ بیخودی کے عالم میں شانوں سے ڈھلک کر گر پڑی تھی اور آپ کو خبر تک نہ ہوئی تھی۔ اس وقت صرف حضرت ابوبکر رض آپ کے ساتھ تھے۔ جو چادر کو اٹھا اٹھا کر شانوں پر ڈال دیتے تھے اس کے بعد حضور سجدہ میں گر پڑے اور خداوند تعالیٰ سے عرض کیا "اے اللہ! اگر آج تیرے یہ چند عبادت گزار بندے ہو گئے تو پھر دنیا میں کبھی تیری پرستش نہ ہو گی۔" حضرت ابوبکر رض اس منظر سے بے حد متاثر تھے۔ جب حضور کو دعا میں دیر ہو گئی اور حضور کی بے قراری کی حالت زیادہ دیر تک نہ دیکھی گئی تو حضرت ابوبکر رض نے عرض کیا "یا رسول اللہ خدا اپنا وعدہ ضرور پورا کرے گا" اسی حالت میں وحی نازل ہوئی اور خدا نے حضور کی تسکین کے لئے یہ آیت نازل فرمائی۔

سيهزم الجمع ويولون الدبر۔ مشرکین کی جماعت کو شکست دی جائے گی اور وہ پشت پھیر کر بھاگیں گے

حضور نے سجدہ سے سر اٹھایا اور حضرت ابوبکر رض سے فرمایا۔

ابشر يا ابا بكر فقد اتى نصر الله ابوبکر خوش ہو جاؤ خدا کی مدد آ گئی

حضور خود فتح صحابہ کو سنا رہے تھے۔ کہ مکہ سے دو مسلمان حذیفہ اور ابوجبل آئے اور حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے ان دونوں حضرات کو راستہ میں مشرکوں نے گرفتار کر لیا تھا اور اس شرط کے ساتھ رہا کیا تھا کہ تم مدینہ کو چلے جاؤ اور جنگ میں شریک نہ ہو۔ انھوں نے حضور سے واقعہ بیان کیا اور جنگ میں شرکت کا ارادہ ظاہر کیا۔ حضور نے ان کو جنگ میں شرکت کی اجازت نہ دی اور فرمایا کہ "عہد کی پابندی ضروری ہے بد عہدی مسلمان کے شایاں نہیں۔"

اتنے میں مشرکوں کی فوجیں مسلمانوں کے سامنے آ گئیں۔ مسلمانوں نے آگے بڑھ کر حملہ کی اجازت طلب کی حضور نے فرمایا "آگے نہ بڑھو (یعنی حملہ نہ کرو) دشمن قریب آ جائے تو صرف تیروں سے ان کو روکو۔"

فریقین کی صفیں ایک دوسرے کے مقابل ہوئیں تو مہاجرین نے محسوس کیا کہ حق و باطل کا مقابلہ ہے اور خاندان خاندان کی تباہی پر تلا ہوا ہے۔ مشرکوں میں حضرت ابوبکر رض کے صاحبزادے عبدالرحمن تھے۔ حضرت حذیفہ رض کے والد عتبہ تھے حضرت عمر رض کے ماموں تھے، اور خود حضور کے چچا اور بھتیجے تھے۔

تیاریاں مکمل ہو جانے پر عرب کے دستور کے مطابق مشرکوں نے مبارزہ سے جنگ شروع کی یعنی مشرکوں کی فوج کا سردار عتبہ اپنے بھائی شیبہ اور بیٹے ولید کو میدان میں لے کر نکلا اور مسلمانوں سے مقابل کو طلب کیا۔ مسلمانوں میں سے تین انصاری یعنی عبداللہ بن رواحہ۔ معاذ اور عوف نکلے اور مشرکین کے سامنے جا کھڑے ہوئے عتبہ اور شیبہ نے ان سے ان کا نام و نسب دریافت کیا اور یہ معلوم ہونے پر کہ وہ انصار ہیں ان سے کہا "تم ہمارے ہم پلہ لوگ ۵۳ نہیں ہو۔ ہمارے مقابلہ پر ہماری ہی قوم کے آدمیوں کو آنا چاہیئے۔ چنانچہ حضور نے ان انصاریوں کو واپس بلا لیا اور عتبہ کے مقابلہ پر حضرت حمزہ رض کو شیبہ کے مقابلہ پر حضرت عبیدہ رض کو اور ولید بن عتبہ کے مقابلہ پر حضرت علی رض کو روانہ فرمایا۔

حضرت حمزہ رض نے تلوار سے عتبہ پر حملہ کیا اور معمولی سا مقابلہ ہونے کے بعد حمزہ رض نے عتبہ کو مار ڈالا۔ اسی طرح حضرت علی رض نے ولید کو قتل کر ڈالا لیکن شیبہ نے حضرت عبیدہ بن الحارث رض کو زخمی کر دیا۔ اور وہ پاؤں کے کٹ جانے سے زمین پر گر پڑے فوراً حمزہ اور علی رض آگے بڑھے اور شیبہ کو مار ڈالا۔ اور اس کے بعد عبیدہ کی نعش اٹھا کر واپس چلے آئے۔ حضرت عبیدہ رض نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا "یا رسول اللہ کیا میں شہادت کی سعادت سے محروم رہا۔ حضور نے فرمایا "نہیں۔ تم شہادت کی عزت سے سرفراز ہوئے"۔ اس کے بعد حضرت عبیدہ رض نے زخموں سے کافی خون نکل جانے کے بعد انتقال کیا۔ اور دولت شہادت سے سرفراز ہوئے۔

عتبہ۔ شیبہ اور ولید کے مارے جانے پر سعید بن العاص کا بیٹا عبیدہ مقابلہ کے لئے نکلا اور مسلمانوں میں سے اپنے مقابل کو طلب کیا ادھر سے حضرت زبیر رض مقابلہ کو گئے۔ عبیدہ چونکہ سر سے پاؤں تک لوہے میں غرق تھا اس لئے حضرت زبیر رض نے معمولی رد و بدل کے بعد پوری قوت سے اس کی آنکھ میں نیزہ مارا وہ تیر کھا کر گرا اور مر گیا۔ نیزہ اس اس کی آنکھ میں اس طرح پیوست ہو گیا

تھا کہ نکالے نہ نکلتا تھا۔ آخر حضرت زبیر نے عبیدہ کی نعش پر پاؤں رکھ کر پوری قوت سے نیزہ کو کھینچا تو نیزہ بڑی دشواری سے نکلا اور اس کے دونوں سرے ٹیڑھے ہوگئے۔ یہ نیزہ یادگار کے طور پر حضور کے پاس رہا۔ پھر خلفاء اربعہ نے اپنے پاس اس کو رکھا اور ان کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر کے پاس پہنچ گیا۔

قریش نے مکہ کے ان سرداروں کے قتل کے بعد عام حملہ شروع کیا۔ حضور اس وقت اس سائبان میں تشریف فرما تھے جو صحابہ نے آپ کے لئے بنا دیا تھا عام حملہ شروع ہوتے ہی حضور نے ایک مٹھی کنکریاں زمین سے اٹھائیں۔ اور شاہت الوجوہ پڑھ کر مشرکین کی طرف پھینک دیں اور لڑائی پوری شدت سے شروع ہوگئی خداوند تعالیٰ کی آسمانی مدد نے مسلمانوں کی تعداد کو بڑھا دیا اور مسلمان طمانیت و جوش کے ساتھ مشرکوں سے لڑنے لگے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رض کا بیان ہے کہ میں صف میں کھڑا ہوا تھا اور میرے دائیں بائیں دو نوجوان انصاری تھے۔ ان میں سے ایک نے مجھ سے پوچھا ابوجہل کہاں ہے۔ میں نے کہا "بھتیجے! ابوجہل کا کیا کروگے"۔ اس نے کہا میں نے قسم کھائی ہے کہ جب ابوجہل کو دیکھوں گا یا تو قتل کردوں گا یا خود لڑ کر مارا جاؤں گا ابھی اس نوجوان کے الفاظ ختم نہ ہوئے تھے کہ دوسرے نوجوان نے آہستہ سے یہی بات مجھ سے پوچھی۔ میں نے دونوں کو اشارہ سے بتایا کہ ابوجہل وہ سامنے کھڑا ہے۔ یہ سنتے ہی دونوں نوجوان تیر کی طرح صفوں میں سے نکلے اور مشرکوں کی صفوں کو چیرتے ہوئے ابوجہل کے پاس پہنچ گئے۔ اور دونوں نے اپنی تلواروں پر اس کو رکھ لیا۔ یہاں تک کہ ایک لمحہ میں اس کا خاتمہ کردیا۔ ابوجہل کے بیٹے عکرمہ نے یہ دیکھا تو پیچھے سے ایک نوجوان پر حملہ کیا اور اس کا ہاتھ کاٹ ڈالا جس کی خفیف سی کھال اٹکی رہ گئی۔ اور ہاتھ جھولنے لگا نوجوان نے اسی حالت میں عکرمہ کا تعاقب کیا لیکن وہ بھاگ گیا۔ اس کے بعد نوجوان نے مشرکوں پر حملہ کیا۔ لیکن اس کا ہاتھ اس کو کام کرنے سے روکنے لگا آخر اس نے کٹے ہوئے ہاتھ پر پاؤں رکھا اور کھال کو شانہ سے جدا کرکے پھینک دیا۔ یہ دونوں نوجوان انصاری عفراء کے بیٹے معوذ اور معاذ رض تھے۔

ابوجہل چونکہ اسلام اور مسلمانوں کا بدترین دشمن تھا اس لئے حضور کو اس کی بڑی فکر تھی۔ معرکہ کارزار جاری تھا کہ حضور نے صحابہ رض سے فرمایا۔ "کوئی شخص جا کر ابوجہل کی خبر لائے"۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رض فوراً گئے اور نعشوں پر پہنچ کر ابوجہل کو دیکھا تو اس کو دم توڑتے ہوئے پایا۔ ابن مسعود نے اس سے پوچھا "یا تو ابوجہل ہے"۔ ابوجہل نے کہا "ہاں۔ ایک شخص کو اس کی قوم نے مار ڈالا تو اس میں فخر کی کونسی بات ہے"۔ ابن مسعود رض نے فوراً تلوار نکالی اور ابوجہل کا سر اتار لیا اور حضور کی خدمت میں لا کر پیش کیا۔

مختصر یہ کہ عام جنگ میں مشرکوں کے بہت سے آدمی مارے گئے اور سرداران قریش کے مارے جانے پر قریش کے لشکر میں ایسی بدحواسی چھائی کہ وہ بھاگ کھڑے ہوئے مسلمانوں نے دور تک ان کا تعاقب کیا اور تقریباً ۷۰ آدمی گرفتار کرلئے اور ۷۰ سرداران قریش مارے گئے۔ اور بعض مورخین کا بیان ہے کہ ستر مارے گئے اور ستر گرفتار ہوئے۔ آخری روایت کو اکثر مورخوں نے مستند مانا ہے۔ جنگ بدر میں مسلمانوں کے صرف چودہ آدمی شہید ہوئے یعنی چھ مہاجرین میں سے اور آٹھ انصار میں سے۔

حضور کا دستور یہ تھا کہ جنگ ختم ہونے کے بعد آپ دشمنوں کی نعشوں کو دفن کرا دیا کرتے تھے۔ بدر کی جنگ میں چونکہ مشرکوں کی تعداد زیادہ تھی اس لئے حضور نے ان سب کو جمع کرایا اور گڑھا کھدوا کر اس میں ڈلوا دیا اور بقول بعض ایک کنوئیں میں سب کو ڈلوا دیا جو خراب و ویران حالت میں پڑا تھا اور شہداء کی تجہیز و تکفین کے بعد حضور تمام مسلمانوں کے ہمراہ مدینہ منورہ میں واپس تشریف لے آئے اور مشرکوں سے جو لوگ گرفتار ہوئے تھے ان میں سے دو شخصوں کو جو مسلمانوں کے سخت دشمن تھے۔ قتل کرا دیا اور بقیہ کو صحابہ پر تقسیم کردیا اور حکم دیا کہ ان کو آرام سے رکھیں اور ان کے ساتھ بہترین سلوک کریں۔ چنانچہ صحابہ ان کو اپنے گھروں لے گئے خود کھجوریں کھائیں اور قیدیوں کو روٹی کھلائیں۔

قیدیوں کے متعلق حضور نے صحابہ سے مشورہ کیا۔ حضرت ابوبکر رض اور دوسرے صحابہ نے عرض کیا کہ زرِ فدیہ لے کر قیدیوں کو رہا کر دیا جائے لیکن حضرت عمر رض نے اس رائے کو پسند نہیں کیا اور عرض کیا کہ "قیدیوں کو قتل کر دیا جائے"۔ اس وقت تک چونکہ قیدیوں کی بابت خدا کا کوئی حکم نازل نہیں ہوا تھا اس لئے حضور نے کثرت رائے کی بنا پر زرِ فدیہ قبول کرلینے کو اختیار کیا۔ اور فدیہ لے کر قیدیوں کو رہا کر دیا گیا۔ اس پر خدا کی طرف سے یہ عتاب نازل ہوا۔

ما کان لنبی ان یکون لہ اسریٰ	نبی کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ ملک میں اچھی
حتیٰ یثخن فی الارض تریدون	طرح خونریزی کئے بغیر لوگوں کو قیدی بنائے
عرض الدنیا واللہ یرید	تم دنیا کا سرمایہ چاہتے ہو اور اللہ آخرت کا
الاخرۃ واللہ عزیز حکیم	اور اللہ غالب حکمت والا ہے اگر اللہ کی طرف
لولا کتاب من اللہ سبق	سے پہلے سے لکھی ہوئی نہ ہوتی تو جو کچھ تم نے
لمسکم فیما اخذتم فیہ عذاب	لیا اس کی وجہ سے بڑا عذاب تم پر نازل ہوتا
عظیم۔ فکلوا مما غنمتم حلالا	جو کچھ تم کو غنیمت میں ملا ہے اس کو حلال
طیبا واتقوا اللہ غفور رحیم	طیب سمجھ کر کھاؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو

وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

۱۔ حضور نے جنگ سے ایک دن پہلے جن مشرکوں کے مارے جانے کے مقامات صحابہ رض کو دکھائے تھے وہ وہیں مارے گئے جن مقامات پر ان کے مارے جانے کی پیشین گوئی حضور نے کی تھی۔

۲۔ ہجرت نبوی سے پہلے حضور کے قتل کا جو مشورہ ہوا تھا۔ اور مشورہ گاہ (دار الندوہ) میں جو لوگ مشورہ کے لئے جمع ہوئے تھے وہ سرکردگان قریش تھے اسلام اور مسلمانوں کے بدترین دشمن تھے ان کی تعداد چودہ تھی ان میں سے گیارہ جنگ میں مارے گئے اور تین مسلمان ہوگئے۔

۳۔ جنگ بدر کے آغاز سے پہلے حضورؐ نے صحابہ کو مخاطب کرکے فرمایا تھا جو لوگ قریش کے ہمراہ مکہ سے آئے ہیں اُن میں بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنی خوشی سے نہیں بلکہ قریش کے جبر سے آئے ہیں اور اس کے بعد حضورؐ نے اُن کے نام بھی بتا دئے۔ اُن میں ایک شخص ابوالبختری بھی تھا جو مکہ کا ایک اچھا شریف آدمی تھا۔ جنگ شروع ہونے پر جب عام قتل کا وقت آیا تو ابوالبختری کا سامنا مجذر انصاری سے ہوگیا۔ انصاری نے کہا اگر حضورؐ نے تم کو قتل سے منع نہ فرمادیا ہوتا تو میں تم کو قتل کردیتا۔ ابوالبختری نے اپنے ایک ساتھی کی طرف اشارہ کرکے کہا "اس کو بھی میرے ساتھ چھوڑ دو"۔ مجذر نے کہا "حضورؐ نے صرف تمہاری بابت ہم کو حکم دیا ہے اس لئے ہم تمہارے ساتھی کو نہیں چھوڑ سکتے"۔ ابوالبختری نے کہا "میں یہ طعن برداشت نہ کرسکوں گا کہ ابوالبختری نے اپنی جان بچانے کے لئے اپنے دوست کو چھوڑ دیا" یہ کہہ کر ابوالبختری نے مجذر پر حملہ کردیا۔ اور مجذر کے ہاتھوں سے مارا گیا۔

۴۔ حضورؐ کا بدترین دشمن امیہ بن خلف تھا۔ عبدالرحمن بن عوف مشہور صحابی ایک مرتبہ مدینہ سے مکہ گئے تو امیہ نے ان سے یہ معاہدہ کرلیا کہ وہ مدینہ آئے گا تو اُس کی جان کے ضامن عبدالرحمن ہوں گے۔ جنگ بدر میں امیہ بھی آیا تھا اور مسلمان اس دشمن خدا اور رسول سے انتقام لینے کی فکر میں تھے۔ عبدالرحمن بن عوفؓ نے معاہدہ کی پابندی ضروری سمجھی اور اُمیہ کو بچانے کی کوشش کی وہ اس کو لے کر ایک پہاڑی پر چلے گئے۔ امیہ کی بدبختی تھی کہ اُس کو حضرت بلالؓ نے دیکھ لیا بلال اُمیہ کے غلام تھے۔ اور اسلام قبول کرنے پر امیہ نے اُن کو سخت تکلیفیں دی تھیں اور آخر حضرت ابوبکرؓ نے اُن کو اُمیہ سے خرید کر آزاد کردیا تھا۔ بلال نے اُمیہ اور اُس کے بیٹے کو دیکھتے ہی مسلمانوں کو پکارا اور کہا "یہ ہے اُمیہ اور اس کا بیٹا اس کو مار ڈالو"۔ مسلمان اس آواز کو سنتے ہی دوڑ پڑے اور اگرچہ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے امیہ کو بچانے کی بہت کوشش کی لیکن انصاریوں نے دونوں باپ بیٹوں کو پکڑ کر مار ڈالا۔

۵۔ مشرکین قریش میں سے جو لوگ گرفتار ہوئے تھے اُن میں حضرت عباسؓ (حضورؐ کے چچا)، حضرت عقیل (حضرت علیؓ کے بھائی) اور ابوالعاص (حضورؐ کے داماد) بھی تھے۔ رات کو حضورؐ کے کان میں حضرت عباسؓ کے کراہنے کی آواز آئی اور آپ بے چین ہوگئے۔ تب حضرت عباسؓ کی رسیوں کو ذرا ڈھیلا کیا گیا اور بندش نرم ہوگئی تو اُن کا کراہنا بند ہوا اور حضورؐ کو بھی نیند آگئی۔ دوسرے دن اُن قیدیوں کو جن کے پاس کپڑے نہ تھے کپڑے فراہم کرکے پہنائے گئے۔ حضرت عباسؓ چونکہ دراز قامت تھے اس لئے ان کے جسم پر کسی کا کرتہ نہ آیا۔ آخر عبداللہ بن ابی (منافق) نے اپنا کرتہ منگوایا اور حضرت عباسؓ کو پہنادیا۔ جو ان کے جسم پر ٹھیک آیا۔ اور حضورؐ نے عبداللہ کے اس سلوک کے معاوضہ میں، عبداللہ کے مرنے پر اُس کے کفن کے لئے حضورؐ نے اپنا کرتہ عنایت فرمایا۔

۶۔ غزوۂ بدر کے قیدیوں میں مکہ کا مشہور خطیب سہیل بن عمرو بھی تھا، جو حضورؐ کی بیوی حضرت سودہؓ کا عزیز تھا۔ حضرت سودہؓ نے اس کو قیدیوں میں دیکھ کر اس سے فرمایا "بڑے شرم کی بات ہے بیڑیاں پہن لیں یہ نہ ہوا کہ لڑ کر مرجاتے"۔

۷۔ سہیل بن عمرو حضورؐ کا سخت دشمن تھا۔ اور مشرکین کو حضورؐ کے خلاف اپنی پرجوش تقریروں سے اُبھارا کرتا تھا جب وہ گرفتار ہوکر آیا تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا "یا رسول اللہ! مجھ کو اجازت دیجئے کہ اس کے دو نچلے دانت اُکھاڑ دوں کہ پھر یہ تقریر نہ کرسکے۔ سہیل کا اوپر کا ہونٹ پھٹا ہوا تھا نچلے دانت اُکھڑوا دینے سے اُس کی قوت گویائی جاتی رہتی تھی۔ اسی وجہ سے حضرت عمرؓ نے یہ خواہش ظاہر کی تھی۔ حضورؐ نے فرمایا "ایسا نہ کرو۔ ممکن ہے خداوند تعالیٰ اس سے اپنی کوئی خدمت لے"۔ حضورؐ کا یہ ارشاد پورا ہوا۔ حضورؐ کی وفات کے بعد مکہ کے مسلمانوں کو سہیل بن عمرو ہی نے اپنی تقریروں سے فتنۂ ارتداد میں مبتلا ہونے سے بچایا۔

۸۔ قیدیوں میں ایک شخص ابوعزیز بھی تھے جو مصعب بن عمیرؓ مشہور صحابی کے بھائی تھے۔ ابوعزیز کا بیان ہے کہ اُن کو ایک انصاری کے حوالہ کیا گیا تھا۔ وہ صبح شام کھانا لاتے تو روٹی میرے سامنے رکھ دیتے اور خود کھجوریں کھالیتے۔ مجھ کو اس طرز عمل سے شرم آتی میں روٹی اُن کی طرف ... بڑھا دیتا اور کھجوریں لے لیا چاہتا لیکن وہ روٹی نہ لیتے اور مجھ کو کھلا دیتے۔

۹۔ اسیران جنگ کی رہائی کا معاوضہ چار ہزار درہم مقرر کیا گیا تھا۔ جو لوگ فدیہ ادا کرنے کے قابل نہ تھے اُن میں سے جو لوگ لکھے پڑھے تھے اُن کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ وہ دس دس انصاری بچوں کو لکھنا سکھادیں چنانچہ وہ دس ۵۵
دس بچوں کو لکھنا سکھا کر رہائی پاگئے۔ اور جو لوگ لکھے پڑھے نہ تھے اُن کو یوں ہی چھوڑ دیا گیا۔ حضرت زید بن ثابت کاتب وحی کو انھیں لوگوں نے لکھنا پڑھنا سکھایا تھا۔ حضرت عباس کی بدولت انصار نے حضورؐ سے یہ سفارش کی کہ چونکہ یہ ہمارے بھانجے ہیں اس لئے ان سے فدیہ نہ لیا جائے یوں ہی چھوڑ دیا جائے۔ لیکن حضورؐ نے مساوات کی بنا پر یہ سفارش قبول نہیں فرمائی۔ اور حضرت عباسؓ سے زرفدیہ وصول کیا گیا۔ حضورؐ کے داماد ابوالعاص نے زرفدیہ میں حضورؐ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ کا ہار بھیجا جو ان کو حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ نے جہیز میں مرحمت فرمایا تھا۔ حضورؐ اس ہار کو دیکھ کر آبدیدہ ہوگئے اور حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی محبت یاد آگئی آپ نے صحابہ سے فرمایا "اگر تم پسند کرو تو خدیجۃ الکبریٰؓ کی بیٹی زینب کو اس کی ماں کی یادگار یعنی ہار واپس کردو"۔ چنانچہ ہار واپس کردیا گیا۔ اور ابوالعاص کو اس شرط پر رہائی دے دی گئی کہ وہ حضرت زینبؓ کو مدینہ منورہ بھیج دیں۔ چنانچہ انھوں نے حضرت زینب کو مدینہ بھیج دیا۔ پھر کچھ عرصہ بعد ابوالعاص تجارت کے سلسلہ سے شام کو گئے اور سامان تجارت لے کر واپس آئے۔ راستہ میں مسلمانوں کی ایک جماعت نے ان کو گرفتار کرلیا۔ اور ان کے تجارتی مال کو لوٹ لیا۔ یہ لوٹا ہوا مال مسلمانوں نے آپس میں تقسیم کرلیا ابوالعاص چھپ کر حضرت زینب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھوں نے ان کو پناہ دی۔ حضورؐ نے صحابہ کو طلب فرماکر کہا: "اگر تم پسند کرو تو ابوالعاص کا سامان واپس دے دو"۔ چنانچہ تمام سامان واپس دے دیا گیا۔

ابوالعاص سامان کو لے کر مکہ پہنچے اور تمام لوگوں کا حساب چکا کر مدینہ واپس آئے اور دولتِ اسلام سے مالا مال ہو گئے۔

حضورؐ کے قتل کی سازش جنگ بدر کی شکست نے قریش مکہ کے گھر گھر میں ماتم برپا کر دیا تھا ہر شخص سوگ مجسم بنا ہوا تھا لیکن بدنامی کے خیال سے کوئی بلند آواز سے روتا نہ تھا۔ ایک روز مقام حجر میں صفوان بن امیہ جس کا باپ جنگ بدر میں مارا گیا تھا، اور عمیر جس کا بیٹا مسلمانوں کے ہاتھوں میں قید تھا جمع ہوئے اور جنگ بدر کی شکست کا ماتم کرنے لگے صفوان نے کہا "میرا اب زندگی کا لطف نہیں"۔ عمیر نے کہا "سچ کہتے ہو اگر میرے ذمہ قرض نہ ہوتا اور بچوں کی فکر مانع نہ ہوتی تو میں مدینہ جاتا اور محمدؐ کو قتل کر ڈالتا"۔ صفوان نے کہا "تم قرض اور بیوی بچوں کی فکر نہ کرو میں اس کا ذمہ دار ہوں"۔ عمیر نے کہا "بہتر ہے میرے اور تمہارے سوا کسی کو اس راز کی خبر نہ ہو میں مدینہ جاتا ہوں۔ اور محمدؐ کو قتل کر آتا ہوں" یہ کہہ کر عمیر اٹھا اور اپنی تلوار کو زہر میں بجھا کر مدینہ پہنچا راستہ میں حضرت عمرؓ نے اس کو دیکھ لیا اور دل میں کہا "ضرور یہ شیطان کسی برے ارادہ سے آیا ہے"۔ یہ کہہ کر آگے بڑھے عمیر کی تلوار کو چھین لیا اور گردن پکڑ کر حضورؐ کی خدمت میں لے گئے۔ حضورؐ نے عمرؓ سے فرمایا "عمر اس کو چھوڑ دو" اور پھر عمیر سے فرمایا۔ "عمیر! ادھر آ جاؤ"۔ عمیر نے آگے بڑھ کر سلام کیا حضورؐ نے پوچھا "عمیر کیسے آئے ہو"۔ عمیر نے کہا "بیٹے کو چھڑانے آیا ہوں"۔ حضورؐ نے پوچھا "پھر تلوار لے کر کیوں
٥٠ آئے ہو"۔ عمیر نے کہا "بدر میں تلواریں کس کام آئی تھیں"۔ حضورؐ نے فرمایا "کیا تم نے اور صفوان نے حجر میں بیٹھ کر میرے قتل کی سازش نہیں کی"۔ عمیر یہ سن کر سناٹے میں آ گیا۔ اور بے اختیار اس کی زبان سے یہ الفاظ نکل گئے "محمدؐ! بے شک تم خدا کے نبی ہو خدا کی قسم! میرے اور صفوان کے سوا اس بات کی کسی کو خبر نہیں"۔ یہ کہہ کر عمیر مسلمان ہو گیا اور اسلامی شجاعت کا بے پناہ جذبہ دل میں لے کر مکہ کو واپس آیا اور اسلام کی تبلیغ مکہ میں شروع کر دی اور بہت سے لوگوں کو حلقۂ اسلام میں شامل کر لیا۔

غزوۂ کدر ۔ شوال ۲ھ میں حضورؐ کو یہ اطلاع ملی کہ قبائل غطفان کدر کے مقام پر جمع ہو رہے ہیں اور مسلمانوں کے خلاف خروج کرنا چاہتے ہیں یہ معلوم کر کے حضورؐ نے مدینہ پر سباع بن عرفطہ یا ابن ام مکتوم کو حاکم مقرر کیا اور خود مجاہدین اسلام کو لے کر مقام کدر کی جانب روانہ ہوئے دشمنان اسلام قبائل غطفان و سلیم کو جب مسلمانوں کے آنے کی خبر ملی تو وہ منتشر ہو گئے حضورؐ نے کدر پہنچ کر تین روز وہاں قیام فرمایا۔ اور پھر بغیر لڑے بھڑے واپس تشریف لے آئے ابن خلدون رحؒ کا بیان ہے کہ حضورؐ نے مقام کدر سے ایک لشکر غالب بن عبداللہ لیثی کی ماتحتی میں قبائل غطفان و سلیم کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمایا تھا۔ اس لشکر نے قبائل مذکور سے مقابلہ کیا اور کافی مال غنیمت لے کر مدینہ واپس آیا۔

غزوۂ سویق ۔ قریش کے تمام بڑے لوگ بجز ابوسفیان کے چونکہ جنگ بدر میں مارے گئے تھے۔ اس لئے قریش نے ابوسفیان کو اپنا سردار بنا لیا اور اس نے قسم کھائی کہ جب تک وہ بدر کے نقصانات کا بدلہ نہ لے گا نہ تو غسل جنابت کرے گا اور نہ سر میں تیل ڈالے گا چنانچہ غزوۂ بدر کے تین ماہ بعد ذی الحجہ کے مہینہ میں وہ دو سو سواروں کی جمعیت لے کر مکہ سے روانہ ہوا۔

مدینہ اور اطراف مدینہ کے یہود سے اگرچہ مسلمانوں نے معاہدات کر لئے تھے۔ اور غیر جانب دار رہنے کا یہود نے عہد کر لیا تھا لیکن جنگ بدر میں مشرکوں کی شکست سے متاثر ہو کر اور پھر مشرکین مکہ کے بھکانے سے اب وہ مسلمانوں کے خلاف تھے۔ اور مشرکین کو مدد دینے پر آمادہ نظر آتے تھے ابوسفیان مدینہ کے قریب یہودی آبادی میں پہنچا اور حی بن اخطب یہودی کے دروازے پر پہنچ کر اس کو آواز دی لیکن اس نے دروازہ نہ کھولا۔ پھر وہ سلام بن مشکم یہودی کے ہاں گیا۔ اس نے پرجوش طریقہ پر استقبال کیا اور خوب خاطر مدارات کی اور مدینہ کے اسرار سے آگاہ کیا صبح کو ابوسفیان اپنے سواروں کو لے کر آگے بڑھا مدینہ سے تین میل ادھر مقام عریض پر حملہ آور ہوا۔ اور معبد بن عمر انصاری کو مار ڈالا اور کھجوروں کے چند باغوں میں آگ لگا دی اور اس طرح گویا اس نے اپنی قسم کو پورا کر لیا۔

حضورؐ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ فوراً مجاہدین کو لے کر آگے بڑھے۔ اور ابوسفیان کے تعاقب میں جو باغوں میں آگ لگا کر بھاگ گیا تھا روانہ ہوئے ابوسفیان کے سواروں کے پاس اس سفر میں رسد کا سامان صرف ستو تھے۔ ان سواروں نے جب مسلمانوں کو اپنے تعاقب میں آتے دیکھا تو ستو کے تھیلے پھینکنا شروع کر دیے تاکہ ان کا بوجھ ہلکا ہو جائے اور آسانی سے وہ بھاگ سکیں۔

حضورؐ نے کافی دور تک تعاقب کیا لیکن ابوسفیان دور نکل گیا تھا اس لئے حضورؐ اور مجاہدین اسلام نے ستو کے تھیلوں کو اپنے قبضہ میں لے لیا اور واپس تشریف لے آئے۔ ستو کو عربی میں سویق کہتے ہیں۔ چونکہ اس غزوہ میں مسلمانوں کو غنیمت کے طور پر ستو ملے تھے اس لئے اس غزوہ کا نام غزوۂ سویق مشہور ہو گیا۔

غزوۂ بنو قینقاع ۔ مدینہ اور اطراف مدینہ میں یہود کے تین قبیلے آباد تھے یعنی بنو قینقاع ایک دستکار قبیلہ تھا اور کسی پیشہ سے بسر اوقات کرتا تھا اور بنو نضیر و بنو قریظہ۔ ان میں سے بنو قینقاع بڑا سرکش قبیلہ تھا جو بدکاری و فتنہ و فساد میں مبتلا رہتا تھا۔ زنا، سود خوری، بداخلاقی اور بہتان بندی اس کا شیوہ تھا۔

شوال ۲ھ میں کسی گاؤں کی ایک نوجوان انصاری لڑکی بنو قینقاع کی آبادی میں دودھ بیچنے آئی۔ یہود کے جوانوں نے لڑکی کو چھیڑا اور دست درازی کی ایک صحابی کو ان کا یہ فعل ناگوار ہوا اور انہوں نے نوجوان یہود کو بدسلوکی سے روکا اس پر نوجوان اور صحابی میں لڑائی شروع ہو گئی۔ صحابی نے اس یہودی کو جس نے لڑکی کے ساتھ بدسلوکی کی تھی مار ڈالا۔ اور یہود نے ان صحابی کو شہید کر دیا۔

مدینہ میں جب یہ خبر پہنچی تو مسلمان غضبناک ہو گئے اور بنو قینقاع

اور بنو قینقاع پر چڑھ آئے۔ اور فریقین میں جنگ شروع ہوگئی اس جنگ میں فریقین کے کئی آدمی مارے گئے۔

حضورؐ نے جب یہ خبر سنی تو آپ جنگ و جدال کے موقع پر تشریف لائے۔ مسلمانوں کے غیظ و غضب کو فرو کیا اور اس کے بعد بنو قینقاع کے سرداروں کو بلا کر حکم دیا کہ "یا تو تم سب مسلمان ہو جاؤ یا مدینہ اور اطراف مدینہ کو خالی کر دو"۔ مغرور سرداران بنو قینقاع نے حضورؐ کے اس حکم کا گستاخانہ جواب دیا اور کہا کہ "تو قریش پر فتح حاصل کر کے تم لوگ مغرور ہو گئے ہو۔ اس فتح کے خیال میں نہ رہنا قریش جنگ و پیکار سے ناواقف تھے ہم سے لڑو گے تو معلوم ہوگا کہ جنگ کس چیز کا نام ہے"۔

مختصر یہ کہ اس معمولی واقعہ نے بڑا طول کھینچا اور حضورؐ کو مجبور ہو کر ان پر فوج کشی کرنی پڑی۔ یہود بنو قینقاع نے جب مسلمانوں کو آمادۂ جنگ پایا تو وہ قلعہ میں گھس گئے اور قلعہ کا پھاٹک بند کر لیا۔ مسلمانوں نے قلعہ کو محاصرہ میں لے لیا پندرہ دن تک محاصرہ کا سلسلہ جاری رہا۔ آخر عبداللہ بن ابی منافق کی تجویز سے جو بظاہر مسلمان تھا لیکن یہود سے ساز باز رکھتا تھا یہ طے ہوا کہ یہود بنو قینقاع کو جو سات سو کی تعداد میں تھے قتل نہ کیا جائے جلا وطن کر دیا جائے۔ چنانچہ ان تمام یہود کو ملک شام کے مقام اذرعات کی طرف نکال دیا گیا اور مدینہ و اطراف مدینہ کو ان کی نجاست و بدکاری سے پاک کر دیا گیا۔

سنہ ۳ھ کے واقعات

غزوۂ ذی امر۔ غزوۂ سویق سے واپس تشریف لا کر حضورؐ نے ذی الحجہ ۲ھ کے بقیہ ایام مدینہ میں بسر فرمائے اور محرم ۳ھ میں پھر قبائل غطفان کی سرکوبی کے لئے نجد کی طرف روانہ ہوئے اور پورا ماہ صفر نجد میں بسر کیا لیکن قبائل غطفان میں سے کوئی بھی مقابلہ پر نہ آیا آخر حضورؐ قتال و محاربہ کے بغیر واپس تشریف لے آئے اس لشکر کشی کے وقت حضورؐ نے مدینہ منورہ میں حضرت عثمانؓ کو اپنا قائم مقام بنایا تھا۔

غزوۂ بحران۔ مقام ذی امر سے واپس تشریف لا کر حضورؐ نے ماہ ربیع الاول ۳ھ کا زیادہ حصہ مدینہ میں گزارا اور پھر قریش کی آمد کی خبر پا کر بحران کی جانب لشکر لے کر روانہ ہوئے اس مقام پر حضورؐ نے جمادی الاولیٰ ۳ھ تک قیام فرمایا لیکن کوئی مقابلہ پر نہیں آیا آخر حضورؐ واپس تشریف لے آئے۔

عثمان بن مظعونؓ کی وفات۔ عثمان بن مظعونؓ مہاجر صحابہ میں خاص عظمت کے مالک تھے اور حضورؐ کو ان سے غیر معمولی محبت تھی۔ یہی پہلے مہاجر ہیں جن کا مدینہ منورہ میں سب سے پہلے انتقال ہوا اور بقیع کے مقام پر دفن کئے گئے۔ حدیث میں آیا ہے کہ حضورؐ نے حضرت عثمان بن مظعونؓ کے جنازہ میں شرکت کی اور بعد دفن دست مبارک سے ایک وزنی پتھر ان کی قبر پر رکھ دیا اور یہ فرمایا کہ "میں اپنے دوست کی قبر کی علامت کے لئے یہ پتھر رکھتا ہوں تاکہ میرے اہل و عیال میں سے جس کا انتقال ہو اس کو عثمان بن مظعونؓ کے پہلو میں سپرد خاک کروں"۔ چنانچہ حضورؐ نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیمؓ اور صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ کو یہیں دفن کیا اور بہت سے صحابہ اس کے بعد یہیں مدفون ہوئے۔ بقیع ایک میدان تھا جس میں غرقد کے درخت کثرت سے تھے حضرت عثمانؓ کے دفن کے بعد یہ مقام ایک مقدس جگہ بن گیا ہے اور حضورؐ نے اس کا نام ادھر رکھا۔

کعب بن اشرف یہودی کا قتل۔ کعب ابن اشرف قبیلہ طے کا مشہور یہودی تھا اور دولتمند ہونے کے سبب یہود کا سب سے بڑا سردار تھا حضورؐ مدینہ میں تشریف لائے اور مسلمانوں کی تعداد بڑھنے لگی تو کعب بن اشرف کو اس کا رنج ہوا پھر جب مسلمانوں نے بدر کے مقام پر مشرکین مکہ کو شکست دی تو کعب بن اشرف کو اس کا سخت صدمہ ہوا اور اس نے حضورؐ اور مسلمانوں کو معاذاللہ نیست و نابود کر دینے کی ٹھان لی۔

کعب بن اشرف قوم کا سردار ہونے کے علاوہ ایک مشہور شاعر بھی تھا اور عرب میں شاعری اور شعر وہ اثر رکھتا تھا جو آج جادو بیان مقرر کی تقریر رکھتی ہے کعب بن اشرف بدر کی جنگ کے بعد ایک جماعت کو لے کر مکہ گیا۔ اور اپنے پرجوش اشعار سے مشرکین مکہ کو انتقام پر آمادہ کرنے لگا۔ یہاں تک کہ چند روز میں مشرکین مکہ نے کافی لشکر جمع کر لیا اور بدر کا انتقام لینے پر آمادہ ہو گئے۔

مشرکین مکہ میں بدر کا انتقام لینے کا جوش پیدا کر کے کعب بن اشرف مدینہ میں آیا اور اپنے اشعار میں حضورؐ کی ہجو کرنے لگا اور اس کے بعد حضورؐ کے قتل کی سازش شروع کی یہاں تک کہ ایک روز اس نے حضورؐ کو دعوت میں بلایا اور آپ کے قتل پر ادھر ادھر آدمیوں کو متعین کر دیا لیکن وہ اپنی کوشش میں کامیاب نہ ہوا۔

۵۷ کعب بن اشرف کی سازش کی خبر حضورؐ کو پہنچی تو حضورؐ نے احتیاط سے کام لینا شروع کیا اور تنہا باہر نکلنا بہت کم کر دیا۔ پھر ایک روز صحابہ سے کعب بن اشرف کی سازش کا ذکر کیا۔ صحابہ میں سے محمد بن مسلمہؓ نے عرض کیا کہ "مجھ کو اجازت دی جائے کہ میں مصلحت آمیز باتوں سے کعب بن اشرف کو پھسلا کر اس کو قتل کر دوں"۔ حضورؐ نے اجازت دے دی اور محمد بن مسلمہؓ اپنے دوستوں کو ساتھ لے کر کعب بن اشرف کے ہاں پہنچے اور کسی بہانہ سے اس کو باہر بلا کر قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد مسلمانوں نے دوسرے یہودی سردار ابو رافع عبداللہ کو بھی جو مسلمانوں کا بدترین دشمن تھا مار ڈالا۔

غزوۂ اُحد۔ بدر کی شکست نے مشرکین مکہ کے دلوں میں انتقام کی آگ کو بھڑکا رکھا تھا اور وہ انتقام کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ عرب کے قبائل میں انتقام لینے کی تحریک جاری تھی۔ مصارف جنگ کے لئے روپیہ جمع کیا جا رہا تھا اور شامی قافلہ کے اموال سے جو نفع ہوا تھا وہ تمام کا تمام مصارف جنگ کے لئے محفوظ رکھ لیا گیا تھا۔

مقتولین بدر کے سوگ اور ماتم سے فرصت ملی تو اعیان قریش ابوسفیان کے پاس پہنچے اور کہا کہ "محمدؐ اور ان کی جماعت کا قریش نے خاتمہ کر دیا ہے۔ ہم کب تک خاموش بیٹھے رہیں گے بہتر ہے کہ جلد سے جلد انتقام کا انتظام کیا جائے"۔ ابوسفیان نے اس خواہش کو لبیک کہا اور عرب قبائل کے جوش کو بھڑکانے کے لئے فوراً چاروں طرف آتش بیان شعراء کو روانہ کیا گیا جنہوں نے سارے عرب میں آگ لگا دی اور قبائل جوق جوق آ کر جمع ہونے لگے۔

قریش نے چند روز میں تین یا پانچ ہزار جنگجو قبائل کو جمع کر لیا اور پھر

مشاہیر قریش کی خواتین کو جن کی تعداد کافی تھی لے کر مدینہ کی جانب روانہ ہوئے ان تین ہزار سپاہیوں میں سات سو زرہ پوش جنگی جوان تھے دو سو سوار تھے اور باقی پیدل اور سب نے اس بات کا حلف اُٹھا لیا تھا کہ میدان سے منہ موڑ کر نہ بھاگیں گے۔

جنگ بدر میں حضورؐ کے چچا حضرت حمزہ رضؓ نے ابوسفیان کی بیوی اور امیر معاویہ رضؓ کی ماں ہند کے باپ عتبہ کو قتل کیا تھا۔ ہند نے باپ کا انتقام لینے کے لئے جبیر کے غلام وحشی کو آمادہ کیا جو تیر اندازی میں کمال رکھتا تھا اور یہ قرار پایا کہ اگر وہ حمزہ رضؓ کو قتل کر دے گا تو اس کو آزاد کر دیا جائے گا۔

حضورؐ کے دوسرے چچا حضرت عباس رضؓ اگرچہ غزوۂ اُحد سے پہلے اسلام لا چکے تھے۔ لیکن اب تک مکہ ہی میں اقامت پذیر تھے ان کو قریش کی تیاریوں کی خبریں ملیں تو اُنھوں نے حضورؐ کو اس سے آگاہ کیا اور تمام حالات تفصیل سے لکھ کر حضورؐ کی خدمت میں بھیج دیئے۔

حضورؐ کو جب یہ خبریں پہنچیں تو آپ نے انس اور مونس دو خبر رسانوں کو مشرکین مکہ کی تیاریوں کی خبر لانے کے لئے روانہ کیا اور اُنھوں نے واپس آکر بیان کیا کہ قریش کافی ساز و سامان کے ساتھ مدینہ کے قریب مقام عریض پر پہنچ چکے ہیں اور وہاں کے کھیتوں، کھجوروں کے باغوں اور چراگاہوں کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔ پھر حضورؐ نے حباب بن منذرؓ کو مشرکین مکہ کی تعداد معلوم کرنے کے لئے روانہ کیا اور اُنھوں نے واپس آکر صحیح تعداد سے اطلاع دی اور حفظ ما تقدم کے خیال سے کہ کہیں مشرکین مکہ شہر پر حملہ نہ کر دیں فوراً شہر کے

58 ناکوں پر آدمیوں کو مقرر کر دیا اور حضرت سعد بن عبادہ اور سعد بن معاذ وغیرہ رات بھر مسجد نبوی کے سامنے پہرہ دیتے رہے۔

صبح کو حضورؐ نے صحابہ کو مشورہ کے لئے جمع کیا۔ مہاجرین اور اکابر انصار کی رائے یہ تھی کہ مدینہ میں رہ کر مقابلہ کیا جائے اور عورتوں کو محفوظ مقام پر بھیج دیا جائے۔ مشہور منافق عبداللہ بن اُبی کی رائے بھی یہی تھی اور حضورؐ بھی اسی جانب میلان خاطر رکھتے تھے۔ لیکن اکثر انصار اور بعض مہاجر اس رائے کے خلاف تھے۔ ان کا خیال یہ تھا کہ مدینہ سے باہر نکل کر مشرکین کا مقابلہ کیا جائے۔

اس رائے کو سن کر حضورؐ گھر میں تشریف لے گئے اور زرہ پہن کر باہر تشریف لائے اور ناتجربہ کار صحابہ کو جو جنگ بدر میں شریک نہیں ہوئے تھے اور حضورؐ کو جنھوں نے باہر نکل کر مقابلہ کرنے کی رائے دی تھی۔ حضورؐ کو باہر نکلنے پر آمادہ پا کر بہت ندامت ہوئی اور اُنھوں نے یہ خیال قائم کرکے کہ ہم نے حضورؐ کو آپ کی مرضی کے خلاف باہر نکلنے پر مجبور کیا ہے عرض کیا کہ حضورؐ ہم اپنی رائے کو واپس لیتے ہیں جو امر آپ کو پسند ہو اس کو اختیار فرمائیے۔ حضورؐ نے فرمایا "نبی کے لئے یہ بات مناسب نہیں ہے کہ ہتھیار پہن کر اُتار دے۔"

مشرکین مکہ بدھ کے دن ۱۲ شوال ۳ھ کو مدینہ کے مشہور پہاڑ اُحد کے قریب پہنچے اور ذوالحلیفہ کے مقام پر قیام کیا۔ جمعہ کے دن حضورؐ نماز جمعہ سے فارغ ہو کر ۱۴ شوال کو مدینہ سے باہر نکلے اور اُحد کی جانب روانہ ہوئے۔ حضورؐ کے ہمراہ ایک ہزار صحابہ تھے۔ شہر سے باہر نکل کر عبداللہ بن اُبی منافق نے اپنی جماعت سے جس کی تعداد تین سو تھی مخاطب ہو کر کہا کہ "محمدؐ نے میری رائے کو نہیں مانا تو ہم کو مفت میں اپنی جانیں کھپانے کی کیا ضرورت ہے۔ چلو واپس

چلو۔" چنانچہ تین سو آدمی حضورؐ کے لشکر سے جدا ہو کر چلے گئے اور مجاہدین اسلام کی تعداد صرف سات سو رہ گئی۔ جن میں صرف پچاس سوار اور پچاس تیر انداز تھے۔

عبداللہ بن ابی کے واپس چلے جانے پر حضورؐ نے صحابہ کو حکم دیا کہ کم عمر بچوں کو واپس کر دیا جائے۔ چنانچہ جب کم عمر بچوں کا جائزہ لیا گیا تو دو بچوں نے شرکت جنگ کی ایک نئی تدبیر اختیار کی یعنی جب لوگ بچوں کو دیکھتے ہوئے رافع بن خدیج نامی بچہ کے پاس پہنچے تو وہ پنجوں کے بل کھڑے ہو گئے اور جائزہ لینے والوں نے اُن کو پورے قد کا پا کر فوج میں شامل کر لیا۔ پھر جب لوگ رافع بن خدیج کے ہم عمر ساتھی سمرہ کے پاس پہنچے اور اُن کو لشکر سے جدا کرنا چاہا تو اُنھوں نے کہا "مجھ کو فوج سے کیوں علیحدہ کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ میں رافع بن خدیج کو پچھاڑ لیا کرتا ہوں اگر اس میں کچھ شک ہو تو ہم دونوں کی کشتی کرا دی جائے۔ چنانچہ دونوں کی کشتی کرائی گئی اور سمرہ نے رافع کو پچھاڑ لیا اور ان کو بھی اجازت مل گئی۔

مقابلہ کی تیاریاں اُحد مدینہ کا مشہور پہاڑ ہے جو شہر سے تقریباً دو میل کے فاصلہ پر ہے دونوں لشکر اس مقام پر اُترآئے مشرکین نے مقام ذوالحلیفہ کو پسند کیا اور مسلمانوں نے عدوۃ الوادی کو جو اُحد کے سامنے نشیب میں واقع ہے۔

مشرکین مکہ کو بدر میں چونکہ جنگ کا تجربہ ہو چکا تھا اس لئے اُنھوں نے اب کی مرتبہ اپنے لشکر کو خوبی کے ساتھ آراستہ کیا میمنہ پر خالد بن ولید کو مقرر کیا میسرہ پر عکرمہ بن ابوجہل کو اور سواروں کا افسر صفوان بن امیہ کو قرار دیا۔ تیر اندازوں کا افسر عبداللہ بن ربیعہ تھا اور علمبردار طلحہ تھے۔

دوسری طرف اسلامی لشکر کو حضورؐ نے ترتیب دیا اول اُحد پہاڑ کے اس درہ پر جس کی طرف سے مشرکین مکہ کے آجانے کا اندیشہ تھا حضورؐ نے عبداللہ بن جبیر رضؓ کی ماتحتی میں پچاس تیر اندازوں کو مقرر کیا اور حکم دیا کہ فتح ہو یا شکست تم اس جگہ سے حرکت نہ کرنا اور جب تک حکم نہ دیا جائے اپنی جگہ کو نہ چھوڑنا۔ اس کے بعد صفوں کو درست کیا اور حضرت مصعب رضؓ کو علم عطا فرمایا "اس تلوار کو اس کا حق ادا کرنے کے لئے کون لیتا ہے؟" حضورؐ کا یہ ارشاد سن کر صحابہ پروانہ وار آگے بڑھے اور تلوار کو لینا چاہا لیکن حضورؐ نے تلوار کسی کو مرحمت نہیں فرمائی۔ حضرت ابودجانہ رضؓ نے حضورؐ کے اشارۂ خاص کو سمجھ لیا اور آگے بڑھ کر عرض کیا "وما حقہ یا رسول اللہ (خدا کے نبیؐ! اس کا کیا حق ہے؟)" حضورؐ نے فرمایا "ان تضرب بہ العدو حتی ینحنی۔ (اس تلوار سے دشمنوں کو اتنا مارو کہ یہ ٹیڑھی ہو جائے۔)" ابودجانہ رضؓ نے عرض کیا "انا اٰخذہ یا رسول اللہ بحقہ (یا رسول اللہؐ اس تلوار کو اس کا حق ادا کرنے کے لئے میں لیتا ہوں۔)" حضورؐ نے یہ سن کر تلوار ابودجانہ رضؓ کو مرحمت فرما دی۔ اور ابودجانہ اپنا سرخ عمامہ باندھ کر جس کو وہ خاص طور پر لڑائیوں میں باندھا کرتے تھے اور تلوار کو ہاتھ میں لے کر یہ رجز پڑھتے ہوئے صف میں شامل ہو گئے۔

انا الذی عاھدنی خلیلی و	ہم باغوں کے قریب والے میدان میں میں
نحن بالسفح لدی النخیل و انا	نے اپنے دوست (حضورؐ) سے عہد
لا اقوام الدھر فی الکیول	لیا ہے کہ میں کبھی پچھلی صف میں کھڑا نہ ہوں گا
اضرب بسیف اللہ و الرسول	اور خدا اور رسول کی تلوار سے دشمنوں کو قتل کروں گا۔

آغازِ جنگ ۔ فریقین کی صفیں مرتب ہو چکیں تو مشرکین مکہ کی عورتیں میدان میں رجز پڑھتی ہوئی آئیں اور مقتولین بدر کے مرثیے دف بجا کر گانے ۔ جس سے مشرکوں کے لشکر میں آگ سی لگ گئی اور مشرکین ، بپھرے ہوئے شیر کی طرح مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے ۔ حضرت حمزہ رضؓ ۔ علیؓ ۔ طلحہ رضؓ ، ابودجانہ رضؓ اور نضر بن انس رضؓ تنہا مان اسلام نے دشمنوں کے حملوں کو روکا ۔ اور سخت مقابلہ شروع ہو گیا ۔ مسلمانوں نے نہ صرف کافروں کے حملہ کو ۔ روکا بلکہ دائیں بائیں سے ان کو گھیر کر پیچھے ہٹانا شروع کیا ۔ یہاں تک کہ کافروں میں ہزیمت کے آثار پیدا ہو گئے اور مشرکوں کے ہمراہیوں میں سے بہت سے لوگ میدان سے بھاگ نکلے ۔ مشرکوں نے جب یہ دیکھا تو مسلمانوں کے عقب سے حملہ کرنا چاہا وہاں مسلمانوں کی تیر اندازوں کی جماعت موجود تھی عقب سے حملہ آور ہونے والے کافروں پر انھوں نے تیر برسائے اور کافروں کو پسپا کر دیا ۔

حضرت حمزہ رضؓ اور حضرت ابودجانہ رضؓ نے بہت سے کافروں کو مار ڈالا ایک موقع پر ابوسفیان کی بیوی ہندہ ابودجانہ رضؓ کے سامنے پڑ گئی تو ابودجانہ نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا ۔ اور ہندہ کو محض اس خیال سے چھوڑ دیا کہ حضور ؐ کی تلوار عورت کے خون سے رنگین نہ ہو ۔

جب مشرکین مکہ بد حواس ہو کر میدان جنگ سے بھاگنے لگے تو مسلمانوں نے ان کا مال لوٹنا شروع کر دیا ۔ اور تیر اندازوں کی وہ جماعت جو پہاڑی درہ پر متعین تھی وہ بھی مال غنیمت لوٹنے میں مشغول ہو گئی اور پہاڑی درہ کو چھوڑ دیا عبداللہ بن جبیر رضؓ تیر اندازوں کے افسر نے ہر چند اپنے ماتحت تیر اندازوں کو اپنی جگہ چھوڑنے سے روکا لیکن تیر انداز نہ مانے اور اپنی جگہ سے چلے گئے مشرکین مکہ کے افسروں میں سے خالد بن ولید نے اپنے گرد و پیش پر نظر ڈالی اور پہاڑی درہ کو تیر اندازوں سے خالی پا کر وہ اس طرف بڑھے ۔ اور درہ کے اندر سے نکل کر ان مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے جو مال غنیمت لوٹنے میں مشغول تھے مسلمانوں نے پلٹ کر دیکھا تو اپنے آپ کو کافروں میں گھرا ہوا پایا اور ایسے گھبرائے کہ اپنے پرائے کی تمیز کئے بغیر تلواروں سے لڑنے لگے یہاں تک کہ حضرت حذیفہ رضؓ کے والد یمان کو اسی اضطراب میں خود مسلمانوں نے مار ڈالا ۔ جنگ کا نقشہ بدل گیا مسلمان جو کافروں کو شکست دے کر مال لوٹنے میں مشغول ہو گئے تھے اب کافروں کے احاطہ میں تھے اور ان کو کافر شہید کر رہے تھے ۔ بہت سے مسلمان کافروں کے اس اچانک حملے سے بھاگ کھڑے ہوئے اور چند جاں نثاران اسلام نے حضور ؐ کو چاروں طرف سے اپنی پناہ میں لے لیا ۔ اسی حالت میں کافروں نے حضرت مصعب رضؓ کو جو تیر اندازوں کے افسر تھے اور حضور سے شکل و صورت میں بہت مشابہ تھے شہید کر دیا اور پکار کر کہا (نعوذ باللہ) محمد کو قتل کر دیا گیا ۔ یہ آواز سن کر رہے سہے مسلمانوں کے بھی ہوش اڑ گئے اور وہ ادھر ادھر بھاگنے لگے یہاں تک کہ مسلمانوں کی کچھ تعداد بھاگ کر مدینہ میں داخل ہو گئی ۔

حضور ؐ کو جو لوگ احاطہ میں لئے ہوئے تھے وہ صرف بارہ مسلمان تھے یعنی حضرت ابوبکر رضؓ ، عمر رضؓ ، عبدالرحمٰن بن عوف ، سعد بن ابی وقاص ، طلحہ بن عبیداللہ ، زبیر بن عوام اور ابوعبیدہ بن الجراح رضؓ کے علاوہ دس صحابہ وہ تھے جو میدان جنگ میں موجود تھے بھاگے نہ تھے ان میں سے بعض کافروں سے لڑ رہے تھے ۔ بعض کسی محفوظ جگہ پر خاموش بیٹھے نتیجہ کے منتظر تھے ۔ اور بعض حضور ؐ کی تلاش میں تھے ۔

مسلمانوں کے منتشر ہو جانے پر کافروں نے حضور ؐ کی جانب رُخ کیا حضرت ابودجانہ نے کافروں کے آ جانے پر حضور ؐ کی جانب اپنا منہ کر لیا اور کافروں کے تیروں کو اور نیزوں کو اپنی کمر پر روکا ۔ حضرت طلحہ رضؓ نے حضور کی جانب پشت کر لی اور دشمنوں کی تلواروں کے وار کو اپنے ہاتھوں پر روکنا شروع کیا ۔ یہاں تک کہ ان کا ایک ہاتھ کٹ کر گر گیا ۔ اور وہ بے دست ہو گیا ۔ مشرکین مکہ چاروں طرف سے حضور ؐ اور صحابہ کی چھوٹی سی جماعت کو گھیرے ہوئے تھے اور حملہ کر رہے تھے ، اور حضور ؐ فرماتے جاتے تھے ، ” رب اغفر قومی فانھم لا یعلمون “ پروردگار میری قوم کو معاف کر دے وہ جانتے نہیں ہیں “ ۔

حضرت انس رضؓ کے علاتی باپ ابوطلحہ مشہور تیر انداز تھے انھوں نے کافروں پر اتنے تیر برسائے کہ دو تین کمانیں ٹوٹ کر گر گئیں اور پھر سپر و ڈھال سے حضور ؐ کا چہرہ چھپا لیا کہ کوئی نقصان نہ پہنچے اسی حالت میں حضور ؐ نے دو تین مرتبہ کافروں کی طرف گردن اٹھا اٹھا کر دیکھا ۔ تو ابوطلحہ رضؓ نے عرض کیا : ” حضور ؐ ! گردن نہ اٹھائیے ایسا نہ ہو کہ دشمن کا کوئی تیر لگ جائے “ ۔ اسی حالت میں حضور ؐ کی زبان سے یہ فقرے نکلے وہ قوم کیونکر فلاح حاصل کر سکتی ہے جو اپنے پیغمبر کو زخمی کر رہی ہے ۔

ایک روایت میں یوں ہے کہ حضور ؐ کو صحابہ احاطہ میں لئے ہوئے کھڑے تھے کہ کسی کافر نے ایک پتھر پھینک کر مارا جس سے حضور ؐ کا لب مبارک زخمی ہو گیا اور نیچے کے دو دانتوں میں سے ایک دانت شہید ہو گیا ۔ پھر ابن قمیہ کافر نے آگے بڑھ کر تلوار کا وار کیا جس سے خود کے دو حلقے حضور ؐ کے رخسار مبارک میں دھنس گئے اور حضرت ابوعبیدہ رضؓ نے ان حلقوں کو اپنے دانتوں سے کھینچ 59
کر باہر نکالا ۔

کافروں کا حملہ جاری تھا کہ حضور نے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا : ” کون ہے جو مجھ پر جان دینے کے لئے آمادہ ہے “ ۔ زیاد بن سکن انصاری اپنے پانچ یا سات ہمراہیوں کو لے کر حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا : ” ہم اس خدمت کے لئے حاضر ہیں “ ۔ چنانچہ ساتوں نے حضور کو حلقہ میں لے لیا اور کافروں سے لڑ کر سب کے سب شہید ہو گئے ۔

اور ایک روایت یوں ہے کہ حضور ؐ کافروں کے حملہ کے وقت ایک پہاڑی گڑھے میں گر گئے تھے اور آپ کے خود کی دو کڑیاں آپ کے رخسارے میں گھس گئی تھیں پھر حضرت ابوبکر رضؓ طلحہ رضؓ اور علی رضؓ نے حضور ؐ کو گڑھے سے باہر نکالا اور حضرت فاطمہ رضؓ نے حضور ؐ کے زخموں کو پانی سے دھویا اور چٹائی جلا کر حضور ؐ کے زخموں میں بھری ۔

ادھر تو حضور ؐ اور صحابہ کی مختصر سی جماعت کافروں کے اندر گھری ہوئی تھی اور اُدھر بہت سے مسلمان حضور ؐ کو تلاش کرتے پھر رہے تھے ۔ اچانک کعب بن مالک انصاری کی نظر حضور ؐ کے چہرۂ مبارک پر پڑ گئی اور اُنھوں نے پکار کر کہا ۔ ” مسلمانو ! مبارک ہو حضور ؐ زندہ ہیں اور یہاں موجود ہیں “ ۔ یہ سن کر مسلمان اسی جانب ٹوٹ پڑے اور لمحوں میں مسلمانوں کی بڑی تعداد جمع ہو گئی کافر یہ کیفیت دیکھ کر منتشر ہونے لگے اور حضور ؐ صحابہ کو لے کر ایک پہاڑی پر چڑھ گئے کافروں نے پھر سمٹ کر آپ کی جماعت پر حملہ کرنا چاہا ۔ لیکن حضرت عمر رضؓ وغیرہ نے اس کثرت سے تیر برسائے کہ وہ آگے نہ بڑھ سکے اور واپس چلے گئے ۔

جنگ کے ختم ہو جانے پر ابوسفیان سامنے کی پہاڑی پر چڑھا اور فتح کے نشہ میں مدہوش ہو کر پوچھا "کیا یہاں محمدؐ ہیں؟" حضور ؐ نے صحابہؓ کو حکم دیا کہ کوئی اس کا جواب نہ دے۔ جب ابوسفیان کو کوئی جواب نہ ملا تو اُس نے پوچھا "کیا ابوبکرؓ و عمرؓ یہاں ہیں؟" اس کا جواب بھی نہ ملا تو ابوسفیان نے کہا "سب مارے گئے" ابوسفیان کے یہ الفاظ سن کر حضرت عمرؓ سے صبر نہ ہو سکا اور اُنھوں نے پکار کر کہا "خدا کے دشمن! ہم سب زندہ ہیں" یہ سُن کر ابوسفیان پکارا :-

اعل ہبل　　ہبل زندہ باش

صحابہؓ نے حضور ؐ کے حکم سے اس کے جواب میں کہا "اللہ اعلیٰ اجل" (خدا بلند و برتر ہے) ابوسفیان نے کہا "لنا العزیٰ ولا عزیٰ لکم" (ہمارے پاس عزیٰ (بت کا نام) ہے تمہارے پاس نہیں) صحابہؓ نے جواب دیا "اللہ مولانا ولا مولیٰ لکم" "خدا ہمارا آقا ہے اور تمہارا کوئی آقا نہیں"۔ ابوسفیان نے کہا "آج کا دن بدر کے دن کا جواب ہے آئندہ پھر بدر پر جنگ ہوگی" صحابہؓ نے جواب دیا "آئندہ سال بدر کے مقام پر ہم کو لڑنا منظور ہے"

کافروں نے جنگ بدر کا انتقام لینے کے لئے مسلمانوں کی نعشوں کی بہت توہین کی تھی اور اکثر نعشوں کے ناک کان کاٹ لئے تھے حضرت حمزہؓ کو موقع پاکر جبیر کے غلام حبشی نے پہلو میں چھوٹا سا نیزہ مار کر شہید کر دیا تھا اور امیر معاویہ کی ماں ہندہ نے ان کی نعش کے اعضا کاٹ کر ان کا ہار بنایا اور گلے میں ڈالا تھا اور پھر ان کا کلیجہ نکال کر چبا گئی تھی۔

جنگ اُحد میں ستر مسلمان شہید ہوئے جن میں سے چار مہاجر اور چھیاسٹھ
40 انصار تھے۔ لڑائی ختم ہو جانے کے بعد حضرت علیؓ ڈھال میں پانی بھر کر لائے حضور ؐ نے وضو کیا اور پہاڑ کی چٹان پر صحابہؓ کے ساتھ ظہر کی نماز ادا کی اور اس کے بعد شکست خوردہ اور مغموم مسلمانوں کے حق میں دعائے مغفرت فرمائی اس پر یہ آیت نازل ہوئی

ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعٰن انما استزلھم الشیطٰن ببعض ما کسبوا ولقد عفا اللہ عنھم ان اللہ غفور حلیم۔	جو لوگ تم سے منہ پھیر گئے اس روز جبکہ دو جماعتیں (مسلمان اور کافروں کی) مقابل ہوئیں بیشک ان کو صرف شیطان نے ڈگمگایا بعض اس چیز سے جو انھوں نے کمایا اور اللہ نے ان کو معاف کیا اور اللہ بخشنے والا بردبار ہے۔

اس کے بعد حضور ؐ نے شہدائے اُحد کو دفن کیا اور ایک ایک قبر میں دو دو نعشیں دفن کیں اور پھر صحابہؓ کو مخاطب کر کے فرمایا "کافروں کے تعاقب میں کون کون جائے گا" فوراً ستر صحابہؓ کی ایک جماعت تیار ہو گئی جس میں حضرت عمرؓ اور زبیرؓ بھی تھے۔ اور آپ اس جماعت کو لے کر تعاقب میں روانہ ہوئے اور حمراء الاسد تک تعاقب کیا جو مدینہ سے ۸ میل کے فاصلہ پر ہے ابوسفیان کا ارادہ تھا کہ واپس جا کر پھر مسلمانوں پر حملہ آور ہو اور تمام فتح کو کامیاب فتح بنائے لیکن جب معبد خزاعی سے اس کو یہ معلوم ہوا کہ حضور ؐ کافی سامان سے تعاقب میں آ رہے ہیں تو اس نے اپنے ارادہ کو بدل دیا اور مکہ کو واپس چلا گیا۔ حضور ؐ کا یہ تعاقب ہی غزوۂ حمراء الاسد کہلاتا ہے۔

غزوۂ اُحد کے چند خاص واقعات۔ احد کی جنگ میں بعض واقعات نہایت دلچسپ وقوع میں آئے جن کا مختصر تذکرہ اس موقع پر مناسب ہے

۱۔ جنگ اُحد کا آغاز اس طرح ہوا کہ مدینہ منورہ کا ایک شخص ابو عامر تھا جو تارک الدنیا ہو کر گوشہ نشین ہو گیا تھا۔ اور مدینہ کے تمام لوگ اس شخص کی عزت کرتے تھے کچھ دنوں بعد یہ شخص مدینہ سے مکہ چلا گیا اور وہیں راہبانہ زندگی بسر کرنے لگا۔ مدینہ میں مسلمانوں کی ترقی و کامیابی اس کو ناگوار ہوئی اور وہ جنگ اُحد میں ڈیڑھ سو آدمیوں کو ساتھ لے کر شریک ہوا اور مسلمانوں سے لڑنا چاہا۔ مدینہ میں چونکہ اس کو عزت و حرمت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ اس لئے جنگ شروع ہونے سے پہلے کافروں نے اس کو اس خیال سے میدان جنگ میں بھیجا کہ مدینہ کے لوگ اس کو دیکھ کر مسلمانوں کا ساتھ چھوڑ دیں گے۔ اور مسلمانوں کی تعداد بہت تھوڑی رہ جائے گی۔ چنانچہ ابو عامر میدان میں آیا اور انصار کو پکار کر کہا "مجھ کو پہچانتے ہو میں ابو عامر ہوں" انصار نے اس کے جواب میں کہا "ہاں او بدکار ہم تجھ کو پہچانتے ہیں۔ خدا تیری امیدوں کو پورا نہ کرے"

۲۔ جب فریقین کی صفیں آراستہ ہو چکیں تو کفار قریش کا علم بردار طلحہ صف سے باہر نکلا اور پکار کر کہا "مسلمانوں میں کوئی ایسا شخص ہے جو میرے سامنے آئے اور مجھ کو دوزخ میں پہنچا دے یا خود میرے ہاتھوں سے جنت میں پہنچ جائے" گویا اس کے یہ الفاظ مسلمانوں کے جنت و دوزخ کے عقیدہ پر طنز تھا۔ حضرت علیؓ اس طنز سے بے تاب ہو گئے اور مجاہدین اسلام کی صف سے باہر نکل کر کہا "میں وہ مسلمان ہوں" یہ کہہ کر تلوار سے طلحہ پر حملہ کیا اور ایک لمحہ میں طلحہ کی لاش خاک پر تڑپتی نظر آئی طلحہ کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا عثمان مقابلہ کے لئے نکلا۔ حضرت حمزہؓ نے آگے بڑھ کر اس کے حملہ کو روکا اور اس زور سے شانہ پر تلوار ماری کہ کمر تک اتر گئی۔ اس کے بعد حضرت حمزہؓ نے پکار کر فرمایا "میں ساقی حجاج کا بیٹا ہوں"

۳۔ ابو عامر کفار قریش کی طرف سے لڑنے آیا تھا اور اس کے بیٹے حضرت حنظلہ اسلام لا چکے تھے بیٹے نے حضور ؐ سے باپ کے مقابلہ پر جانے کی اجازت طلب کی لیکن حضور ؐ نے اجازت نہ دی۔ آخر حضرت حنظلہؓ نے مشرکوں کے سپہ سالار ابوسفیان پر حملہ کیا اور قریب تھا کہ ان کی تلوار ابوسفیان کا خاتمہ کر دے کہ اچانک پہلو سے نکل کر شداد بن اسود نے ان کے وار کو روکا اور ان کو شہید کر دیا۔

۴۔ عام اضطراب کے موقع پر حضرت انسؓ کے چچا ابن نضر لڑتے لڑتے دور نکل گئے تھے۔ ایک جگہ انھوں نے حضرت عمرؓ کو خاموش و مغموم بیٹھے دیکھا پوچھا ہتھیار کیوں پھینک دئے ہیں اور یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا "اب جنگ سے کیا فائدہ؟ حضور ؐ نے شہادت حاصل کر لی" ابن نضرؓ نے کہا "حضور ؐ کی شہادت کے بعد زندہ رہنا بیکار ہے آؤ ہم بھی لڑ کر شہید ہو جائیں" یہ کہہ کر ابن نضرؓ آگے بڑھے کفار پر حملہ کیا اور شہید ہو گئے۔ جنگ کے بعد ان کی نعش کو دیکھا گیا تو ان کے جسم پر تیر، نیزہ اور تلوار کے اسی زخم سے زیادہ تھے۔ ان کی نعش کو زخموں کے سبب کوئی شناخت نہ کر سکا۔ ان کی بہن نے ان کی انگلی پہچانی۔

۵۔ ایک مجاہد اسلام جنگ کے موقع پر اطمینان سے ایک جگہ کھڑا ہوا کھجوریں کھا رہا تھا حضور ؐ کو دیکھ کر اس نے پوچھا "یا رسول اللہؐ اگر میں لڑائی میں مارا جاؤں تو میں کہاں ہوں گا (یعنی شہادت کے بعد میں کہاں جاؤں گا)۔ حضور ؐ نے فرمایا۔ "جنت میں" یہ سن کر اس مجاہد نے کھجوروں کو زمین پر پھینک دیا اور کود کر دشمنوں پر ٹوٹ پڑا اور کفار کے ہاتھوں شہید ہو گیا۔

۶۔ جنگ اُحد میں مسلمان خواتین نے بھی شاندار خدمات انجام دی تھیں چنانچہ منقول ہے کہ حضرت عائشہؓ، حضرت ام سلیم (حضرت انسؓ کی والدہ)

(حضرت ابوسعید خدری رضؓ کی والدہ) اور عمارہ وغیرہ پانی بھر بھر کر لاتیں۔ اور زخمیوں کو پلاتی تھیں اور ام عمارہ ان لوگوں میں شامل ہو گئی تھیں جو حضورؐ کی حفاظت کر رہے تھے۔ کفار تلواروں اور تیروں سے حضورؐ پر حملہ کرتے تو ام عمارہ اُن کے حملوں کو روکتیں اور حضور کو بچاتی تھیں۔ چنانچہ اسی کشمکش میں ابن قمیہ کی تلوار کا ایک زخم ان کے کاندھے پر آیا اور خون بہنے لگا۔ ام عمارہ نے بھی زخم کھا کر ابن قمیہ پر تلوار ماری لیکن وہ دُہری زرہ پہنے ہوئے تھا۔ تلوار کارگر نہ ہوئی۔

۷۔ حضرت حمزہ رضؓ کی بہن اور حضرت زبیر رضؓ کی والدہ ماجدہ حضرت صفیہ اپنے بھائی حضرت حمزہ رضؓ کی شہادت کی خبر سن کر مدینے سے نکلیں اور اُحد کے میدان میں پہنچ کر اُن کی نعش کو دیکھنا چاہا۔ حضورؐ نے حضرت زبیر رضؓ کو حکم دیا کہ صفیہ نعش کو دیکھنے نہ پائیں۔ حضرت زبیر رضؓ نے ماں کو حضورؐ کا پیام پہنچایا۔ حضرت صفیہ رضؓ نے فرمایا "میں تمام واقعہ سن چکی ہوں۔ خدا کی راہ میں یہ قربانی کوئی بڑی قربانی نہیں ہے۔" حضورؐ نے یہ الفاظ سن کر صفیہ کو اجازت دے دی وہ لاش پر گئیں عزیز بھائی کے جسم کے منتشر ٹکڑوں کو دیکھا اور اناللہ وانا الیہ راجعون کہہ کر خاموش ہو گئیں اور اس کے بعد دعائے مغفرت کی۔

۸۔ ایک انصاری خاتون کے باپ بھائی اور شوہر یکے بعد دیگرے جنگ اُحد میں شہید ہوئے ان کو جب اس کی خبر دی گئی کہ تمہارے باپ نے شہادت حاصل کی تو اُنھوں نے پوچھا "حضورؐ کیسے ہیں؟" لوگوں نے کہا خیریت سے ہیں پھر ان کو جب بھائی اور شوہر کی شہادت کی اطلاع دی گئی تب بھی اُنھوں نے یہی دریافت کیا لوگوں نے خیریت کی خبر دی لیکن اُن کو یقین نہ آیا وہ پہاڑی پر پہنچیں اور حضورؐ کے چہرۂ مبارک کو دیکھتے ہی پکار اُٹھیں کل مصیبۃ بعدک جلل یعنی حضورؐ کی موجودگی میں تمام مصائب بے حقیقت ہیں۔"

۹۔ مصعب بن عمیر رضؓ لشکر اسلام کے علم بردار تھے کفر کے زمانہ میں ان کے پاس بڑی دولت تھی۔ اور قوم کے رئیس کہلاتے تھے جنگ اُحد میں شہادت پانے کے بعد جب حضورؐ نے ان کی نعش پر کفن کی چادر ڈالی۔ تو ان کے پاؤں کھل گئے یعنی چادر اتنی چھوٹی تھی کہ جسم کو نہ ڈھک سکی آخر حضورؐ نے حکم دیا کہ پاؤں کو اذخر گھاس سے ڈھانپ دیا جائے اور دفن کر دیا جائے۔

۱۰۔ جنگ اُحد کے بعد جب حضورؐ مدینہ میں واپس تشریف لائے تو دیکھا کہ مدینہ ماتم کدہ بنا ہوا ہے گھروں سے ماتم کی آواز آرہی ہے اور ہر شخص اپنے عزیزوں کی موت پر آنسو بہا رہا ہے لیکن حضرت حمزہ رضؓ کا رونے والا کوئی نہیں ہے یہ دیکھ کر حضورؐ پر رقت طاری ہوئی اور بے اختیار حضورؐ کی زبان سے یہ الفاظ نکل گئے "اما حمزۃ فلا بواکی لہ (آہ حمزہ کا کوئی رونے والا نہیں ہے) انصار نے حضورؐ کے یہ الفاظ سُنے تو بے چین ہو گئے اور اپنے اپنے گھروں میں جاکر اپنی بیویوں کو حکم دیا کہ حضورؐ کے دولت کدہ پر جاکر حضرت حمزہ رضؓ کا ماتم کریں۔ حضورؐ نے چند لمحوں کے بعد دیکھا تو انصار کی پردہ نشین خواتین کا ہجوم تھا اور حضرت حمزہ رضؓ کے ماتم کا شور بلند تھا۔ حضورؐ نے خواتین کے لیے دعائے مغفرت فرمائی اور اس کے بعد فرمایا "میں تمہاری ہمدردی کا شکر گزار ہوں لیکن مُردوں پر نوحہ کرنا جائز نہیں ہے۔"

۱۱۔ شہدائے اُحد میں مشہور صحابی اور راوی حدیث حضرت جابر رضؓ کے والد ماجد عبداللہ بھی تھے۔ حضرت جابر ان کی نعش پر بیٹھ کر رونے لگے کبھی چہرے سے کپڑا اُٹھاتے اور چہرہ دیکھ کر ڈھانپ دیتے حضورؐ نے ان کو اس حال میں پایا تو تسلی دی اور فرمایا "جابر! رحمت اس وفادار شہید کی نعش پر فرشتے اپنے پروں کا سایہ کئے ہوئے ہیں۔"

حضرت جابر رضؓ کے والد عبداللہ نے نو بیٹیاں اور کچھ قرضہ چھوڑا تھا۔ جابر رضؓ نے باپ کا تمام قرضہ ادا کیا اور اپنی بہنوں کی پرورش بیٹیوں کی طرح کی یہاں تک کہ اُن کی غور و پرداخت کے سبب بیوہ عورت سے شادی کی تاکہ وہ ان کی دیکھ بھال کر سکے اور اُن کو کوئی تکلیف نہ ہو۔

۱۲۔ جنگ اُحد میں حضورؐ کے ہاتھ سے ایک کافر مارا گیا اس کا نام اُبی بن خلف تھا۔ اس قریشی سردار نے ایک گھوڑا پال رکھا تھا۔ جس پر سوار ہو کر فخر سے کہا کرتا تھا کہ میں اس گھوڑے کو اس لئے پرورش کر رہا ہوں کہ اس پر سوار ہو کر محمدؐ کو قتل کروں گا۔ اس کے جواب میں حضورؐ نے فرمایا تھا کہ میں ہی تجھ کو قتل کروں گا۔ جنگ اُحد میں یہ کافر حضورؐ کے سامنے پڑ گیا اور حضورؐ نے ایک صحابی کے ہاتھ سے نیزہ لے کر اس کے گلے میں چبھو دیا۔ زخم اگرچہ معمولی تھا لیکن چونکہ پیغمبر کے ہاتھ کا زخم پہنچایا ہوا تھا وہ اس زخم سے جانبر نہ ہو سکا اور لشکر کفار کی واپسی میں مقام سرف میں پہنچ کر راہیٔ دوزخ ہوا۔

۱۳۔ غزوۂ اُحد کا ذکر قرآن مجید کی سورۂ آل عمران میں موجود ہے اور ساٹھ آیات اس کے بیان میں نازل ہوئی ہیں۔ ان آیات میں خداوند تعالیٰ نے ہزیمت پر مسلمانوں کی تعزیت کی ہے۔ اور صبر و سکون کی ہدایت فرمائی ہے اور جس کمزوری کا دوران جنگ میں ان سے اظہار ہوا تھا اس پر لطیف پیرایہ میں ملامت کی گئی ہے۔ اور جو لوگ میدان جنگ سے بد حواس ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے تھے ان کی معافی 61
کا اعلان کیا گیا ہے اور جو مسلمان جنگ میں شہید ہوئے اُن کے لئے اُخروی نعمتوں کا ذکر فرمایا ہے اور مسلمانوں کو تنبیہ کیا گیا ہے کہ مقتول مسلمانوں کو مردہ نہ کہو وہ ہمارے پاس ہیں اور زندہ ہیں۔

۱۴۔ سعد بن الربیع ایک مشہور انصاری اور صحابی تھے حضورؐ سے ان کو غیر معمولی عقیدت و محبت تھی۔ جب کفار قریش اُحد کے میدان سے واپس چلے گئے تو حضورؐ نے سعد بن ربیع انصاری کو مسلمانوں میں موجود نہ پاکر ان کی نعش کو تلاش کرایا۔ حضرت سعد ایک گڑھے میں پڑے ہوئے تھے ابھی سانس چل رہا تھا۔ اور زخموں سے اس قدر چور تھے کہ ان کو اُٹھا کر لانا دشوار تھا۔ تلاش کرنے والے سے اُنھوں نے کہا: "حضورؐ سے میرا سلام کہنا اور عرض کرنا کہ آپ نے میرے ساتھ وہ وہ احسانات کئے ہیں جو ایک نبی اپنی اُمت کے ساتھ کر سکتا ہے۔ خداوند تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔" اس کے بعد حضرت سعد رضؓ نے کہا: "میری قوم کے لوگوں کو میرا سلام کہہ کر یہ پیغام پہنچانا کہ اگر میرے بعد حضورؐ کو کسی قسم کی کوئی تکلیف پہنچی تو میں قیامت میں اُس کا دامن گیر ہوں گا جب تک قوم کا ایک فرد بھی زندہ رہے حضورؐ کو کوئی تکلیف نہ پہنچنے دے۔" حضرت سعد کی زبان سے یہ الفاظ نکلے اور اس کے بعد اپنی روح کو خالق ارواح کے سپرد کر دیا۔

۱۵۔ حضورؐ نے جب حضرت حمزہ رضؓ کی نعش کے ٹکڑوں کو دیکھا تو آپ کو سخت رنج ہوا اور آپ نے فرمایا "اگر خدا نے مجھ کو قریش پر غلبہ بخشا تو میں حمزہ رضؓ کے بدلہ میں قریشیوں کے اعضا کاٹ ڈالوں گا۔ اس پر خداوند تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:-

وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به ولئن صبرتم لهو خیر للصابرین۔	تم اگر بدلہ لو تو اپنی اذیت کے برابر بدلہ لو اور صبر کرو تو تمہارے لئے صبر بہتر ہے

یہ خداوندی حکم پا کر حضورؐ نے صبر کیا اور آئندہ مقتولین کی نعشوں کے اعضاء کاٹنے سے مسلمانوں کو منع فرما دیا۔

۱۷۔ قزمان نامی ایک شخص مدینہ میں تھا جس کی نسبت حضورؐ اکثر یہ فرمایا کرتے تھے کہ وہ دوزخی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ قزمان جنگ اُحد میں مسلمانوں کی طرف سے لڑ رہا تھا اور خوب داد شجاعت دے رہا تھا یہاں تک کہ اس نے آٹھ یا نو آدمیوں کو مار ڈالا تھا۔ صحابہ نے اس کی اس خدمت پر اس کو مبارکباد دی یا حضورؐ سے اس کے جنتی ہونے کا ذکر کیا۔ حضورؐ نے فرمایا "وہ جنتی نہیں دوزخی ہے" صحابہ کو حضورؐ کے یہ الفاظ سن کر بڑا تعجب ہوا اور وہ قزمان کے پیچھے لگ گئے کہ وہ کیا کرتا ہے یا اس کا انجام کیا ہوتا ہے آخر ایک کافر کے ہاتھ سے قزمان سخت زخمی ہوا اور لوگ اس کو اٹھا کر لے آئے رات کو اس نے زخموں کی تکلیف سے عاجز آ کر خودکشی کر لی یعنی تیر کے پھل کو اپنے پیٹ میں پیوست کر لیا اور مر گیا صحابہ نے حضورؐ کو اس کی اطلاع دی حضورؐ نے فرمایا "صدق اللہ ورسولہ (خداوند تعالیٰ نے اپنے رسول کو سچا کر دیا)"۔

غزوۂ حمراء الاسد۔ اُحد سے واپس ہو کر مدینہ میں داخل ہو جانے کے چند روز بعد یعنی ۱۶ شوال سنہ ۳ھ کو حضورؐ کو خبر ملی کہ کفار قریش مدینہ پر حملہ آوری کا ارادہ رکھتے اور واپس آنا چاہتے ہیں یہ اطلاع پا کر حضورؐ نے بلال رضؓ کو حکم دیا کہ وہ شہر
۶۴ میں اس امر کا اعلان کر دیں کہ حضورؐ کفار قریش کے تعاقب کا ارادہ رکھتے ہیں صحابہؓ فوراً مسجد نبوی میں جمع ہو جائیں اور صرف وہی لوگ کفار کے تعاقب میں جانے کی تیاریاں کریں جو جنگ اُحد میں شریک ہو چکے ہیں حضورؐ کا یہ حکم سن کر تمام شرکاء اُحد مسجد نبوی میں جمع ہو گئے اور جابر بن عبداللہ مشہور راوی حدیث چونکہ جنگ اُحد میں شریک نہیں ہوئے تھے اس لئے اُنھوں نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا "یا رسول اللہ! میں جنگ احد میں اس وجہ سے شریک نہ ہو سکا تھا کہ میرے والد عبداللہ مجھ کو گھر پر چھوڑ گئے تھے اور میری سات بہنوں کا نگراں میرے سوا اور کوئی نہ تھا اب چونکہ میرے باپ جنگ اُحد میں شہید ہو چکے اور میں شرکت جہاد کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں اس لئے مجھ کو اجازت دے دی جائے" حضورؐ نے جابر کی درخواست قبول کر لی اور مجاہدین میں شامل کر لیا صحابہ مسجد نبوی میں جمع ہو گئے تو حضورؐ نے حضرت طلحہ رضؓ سے پوچھا "تمہارے خیال میں کفار قریش کہاں تک پہنچے ہوں گے" حضرت طلحہ رضؓ نے عرض کیا "میرا خیال ہے کفار ابھی ایک منزل سے آگے نہ بڑھے ہوں گے" حضورؐ نے فرمایا "طلحہ! کل کفار قریش سے ہم کو جو مصائب برداشت کرنا پڑے ہیں (ان کو آخری مصائب سمجھو) انشاء اللہ آئندہ ایسا نہ ہوگا۔ اور ایک دن ضرور مکہ پر مسلمانوں کا قبضہ ہو جائے گا"۔

اس کے بعد حضورؐ نے کاشانۂ نبوت سے ایک نیا جھنڈا نکالا اور حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کو مرحمت فرما کر مکہ کی طرف کوچ کیا۔ واقعہ یہ ہوا کہ کفار قریش جب اُحد سے چلے گئے تو تھوڑا راستہ طے کرنے کے بعد ابوسفیان کو یہ خیال ہوا کہ ہم نے مسلمانوں پر فتح تو حاصل کر لی تھی پھر محمدؐ کو قتل کر کے ہم نے قصہ کو کیوں نہ ختم کر دیا اس خیال سے وہ اپنی عجلت اور واپسی پر بہت پشیمان ہوا اور مدینہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا مورخوں کا بیان ہے کہ یہ ارادہ مقام روحا پر کیا گیا تھا اور کفار واپسی کا ارادہ ہی کر رہے تھے کہ معبد خزاعی (قبیلۂ خزاعہ کا سردار) مدینہ کی طرف آتا ہوا دکھائی دیا۔ ابوسفیان نے اس سے مدینہ کی حالت دریافت کی معبد خزاعی نے کہا "محمدؐ اپنی فوج کے ساتھ تعاقب میں آرہے ہیں اور اس شان سے آرہے ہیں کہ ان کا مقابلہ دشوار ہے" یہ سن کر ابوسفیان خوف زدہ ہو گیا اور اس خیال سے کہ کہیں جنگ کا انجام دگرگوں نہ ہو جائے فوراً مکہ کی طرف روانہ ہو گیا۔

مختصر یہ کہ مجاہدین اسلام اگرچہ زخمی اور خستہ تھے لیکن سب کے سب مدینہ سے روانہ ہو کر مقام حمراء الاسد پر پہنچے جو مدینہ سے آٹھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے اور تین روز تک کفار قریش کی واپسی کا انتظار کیا لیکن جب یہ معلوم ہو گیا کہ قریش مکہ کی طرف سے چلے گئے ہیں اور واپسی کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے ہیں تو حضورؐ مدینہ کو واپس تشریف لے آئے۔

راستہ میں واپسی کے وقت حضورؐ کو ابو عزہ عمرو بن عبداللہ جمحی عرب کا مشہور شاعر مل گیا۔ جس نے اپنے اشعار سے کافروں کو مسلمانوں کے خلاف برانگیختہ کیا تھا۔ یہ شخص جنگ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھ گرفتار ہو گیا تھا لیکن حضورؐ نے غریب سمجھ کر اس کو بلا فدیہ رہا کر دیا تھا اور اس نے عہد کیا تھا کہ "آئندہ مسلمانوں کے خلاف کوئی کوشش نہ کروں گا" لیکن اس نے بدعہدی کی اور جنگ اُحد میں کفار کے ساتھ لڑنے آیا۔ حضورؐ نے اس کو فوراً قتل کرا دیا۔

غزوۂ حمراء الاسد کے بعد حضورؐ نے ماہ ذی قعدہ و ماہ ذی الحجہ سنہ ۳ھ کو امن و سکون کے ساتھ مدینہ منورہ میں بسر فرمایا۔

سنہ ۴ھ کے واقعات

جنگ اُحد میں مسلمانوں کی ناکامی نے ایک طرف تو قریش کو دلیر کر دیا تھا۔ اور وہ قبائل عرب میں مسلمانوں کے خلاف پوری قوت سے سازشوں میں مشغول تھے اور دوسری جانب قبائل عرب میں جنگ بدر سے جو رعب مسلمانوں کا تھا وہ جنگ اُحد کی ناکامی نے ایک حد تک بت پرستوں میں شیطانی و طاغوتی جوش پیدا کر دیا تھا اور اس کے نتیجہ کے طور پر متعدد واقعات ظہور میں آئے جن کا ذکر مختصر الفاظ میں اس مقام پر کیا جاتا ہے۔

سریۂ ابی سلمہ۔ مقام فید کے کوہستانی علاقہ قطن میں (جو نجد میں واقع ہے) طلحہ اور سلمہ عرب کے دو سرداروں کے قبائل سکونت پذیر تھے ذی الحجہ سنہ ۳ھ کے آخر میں حضورؐ کو یہ خبر ملی کہ طلحہ اور سلمہ نے اپنے قبائل بنو اسد کو مسلمانوں کے خلاف آمادہ کر کے مدینہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ یہ اطلاع پا کر حضورؐ نے یکم محرم الحرام سنہ ۴ھ کو حضرت ابوسلمہ کی ماتحتی میں ڈیڑھ سو مجاہدین اسلام کو نجد کی جانب روانہ کیا اور حکم دیا کہ غیر معروف راستے سے سفر کرنا۔ رات کو چلنا اور دن کو کسی محفوظ مقام پر ٹھہر جانا اور قبائل بنو اسد پر اس طرح حملہ کرنا کہ ان کو تمہارے حملہ کی خبر نہ ہو۔

انگریز مورخوں کا بیان تو یہ ہے کہ مجاہدین اسلام نے کوہستانی علاقہ میں پہنچ کر اونٹوں کے ایک بڑے گلے پر حملہ کیا اور سارے اونٹوں کو گرفتار کر لیا۔

اور تین اونٹ والوں کو بھی پکڑ لیا۔ اور عرب مورخ لکھتے ہیں کہ قبائل نجد مجاہدین اسلام کی آمد کی خبر پا کر منتشر ہو گئے اور مجاہدین اسلام مقابلہ کئے بغیر واپس چلے آئے۔

سریۂ ابن انیس ۔ محرم سنہ ۴ھ میں حضور کو یہ اطلاع ملی کہ کوہستان نجد کے قبیلہ لحیان کا سردار سفیان بن خالد اپنے قبیلہ کو لے کر مدینہ پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے حضور نے اس کی سرکوبی پر عبد اللہ بن انیس کو مامور فرمایا ابن انیس مجاہدین اسلام کی چھوٹی سی جماعت لے کر گئے۔ اور موقع پا کر سفیان بن خالد کو مار ڈالا اور اس فتنہ کا خاتمہ کر دیا۔

واقعۂ رجیع ۔ واقعہ رجیع کو مورخوں نے دو طرح بیان کیا ہے مشہور روایت تو یہ ہے کہ کفار قریش نے مشہور قبائل عضل اور قارہ کے دو آدمیوں کو گانٹھا اور اپنا ہمنوا بنا کر حضور کی خدمت میں مدینہ بھیج کر یہ کہلوایا کہ ہمارے قبیلے کے لوگوں نے اسلام قبول کر لیا ہے ان کو احکام اسلام سکھانے کے لئے ہمارے ساتھ چند مسلمانوں کو بھیج دیجئے۔

دوسری روایت ہے کہ سفیان بن خالد قبائل لحیان کا سردار جنگ احد تک کامیابی پر کفار قریش کو مبارکباد دینے مکہ میں آیا اور سنا کہ سعد کی بیٹی سلافہ نے یہ اعلان کیا کہ جو شخص عاصم بن ثابت کا جس نے میری دو بیٹیوں کو جنگ احد میں قتل کیا ہے سر کاٹ کر لائے گا میں اس کو سو اونٹ انعام میں دوں گی سلافہ نے یہ منت مانی تھی کہ عاصم کا سر آ جانے پر میں اس میں شراب بھر کر پیوں گی سفیان[1] دشمنوں کے لالچ میں آگیا اور واپس جا کر قبیلہ عضل و قارہ کے سات آدمیوں کو گانٹھ کر مدینہ بھیجا تاکہ وہ تعلیم احکام اسلام کے بہانے دوسرے مسلمانوں کے ساتھ عاصم بن ثابت کو بھی لے آئیں۔ چنانچہ قبائل قارہ و عضل کے لوگ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کی درخواست اور خواہش پر حضور نے دس آدمیوں کو ان کے ساتھ کر دیا جن کے افسر عاصم بن ثابت تھے جب یہ صحابہ مقام رجیع پر پہنچے جو مقام عسفان اور مکہ کے درمیان واقع ہے تو قبائل عضل و قارہ کے لوگوں نے غداری کی اور قبیلہ بنو لحیان اپنے نوجوانوں کو جن میں ایک سو تیر انداز تھے لے کر آگے بڑھے اور ارادہ کیا کہ مسلمانوں کو زندہ گرفتار کر کے مکہ والوں کے ہاتھ فروخت کر دیں اور وہ بدلے مقتولین کا ان سے انتقام لے کر اپنے دل کو ٹھنڈا کریں عاصم بن ثابت نے بنو لحیان کے جوانوں کا ارادہ معلوم کر لیا اور وہ اپنے ساتھیوں کو لے کر ایک بلند ٹیلہ پر جس کا نام فدفد تھا چڑھ گئے۔

بنو لحیان کے جوان ٹیلے کے نیچے پہنچے اور مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہا "تم نیچے اتر آؤ ہم تم کو امن دیتے ہیں"۔ عاصم بن ثابت نے ان کے جواب میں کہا کہ "ہم کافروں کی امان و پناہ میں آنا پسند نہیں کرتے"۔ اس کے بعد عاصم بن ثابت نے اپنے ہمراہیوں سے کہا "ہمارے ساتھ فریب کیا گیا ہے گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے شہادت حاصل کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ"۔ اس کے بعد حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے خداوند بزرگ و برتر سے دعا کی کہ "اے پروردگار! ہمارے مبتلائے مصیبت ہونے کی خبر محمد کو پہنچا دے اور میرے جسم کی میری شہادت کے بعد حفاظت کر"۔

مختصر یہ کہ صحابہ بنو لحیان کے جوانوں سے لڑنے پر آمادہ ہو گئے اور مقابلہ شروع ہو گیا۔ حضرت عاصم اور ان کے ہمراہیوں نے بنو لحیان پر تیروں کی بارش کی، اور جب تیر ختم ہو گئے تو نیزوں اور تلواروں سے مقابلہ کیا یہاں تک کہ عاصم اور ان کے سات ہمراہی شہید ہو گئے اور دو مسلمان کافروں کے ہاتھوں میں گرفتار ہو گئے۔

خداوند تعالیٰ نے حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کی دونوں دعائیں قبول فرمائیں۔ جس وقت صحابہ بنو لحیان سے مقام رجیع میں لڑ رہے تھے اسی وقت حضور کو اس کا علم ہو گیا تھا اور صحابہ کو مخاطب فرما کر حضور نے فرمایا تھا کہ "عاصم مع اپنے ہمراہیوں کے منافقوں اور کافروں کے فریب میں آ گئے اور اس وقت مبتلائے مصیبت ہیں"۔ اور دوسری دعا کا اثر یہ ہوا کہ شہادت کے بعد حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کی نعش کو شہد کی مکھیوں نے گھیر لیا اور رات پر اس پر چھائی رہیں کہ کافروں کو اس کے قریب پہنچنے کی ہمت و جرأت نہ ہوئی اور رات کو ان کی نعش پانی کا سیلاب بہا لے گیا۔

جن دو مسلمانوں کو بنو لحیان نے گرفتار کیا تھا ان کے نام خبیب اور زید تھے کافروں نے ان دونوں کی مشکیں باندھیں اور مکہ میں لے جا کر بیچ ڈالا۔ حضرت خبیب نے چونکہ جنگ بدر میں حارث بن عامر کو قتل کیا تھا۔ اس لئے ان کو بدلہ میں قتل کرنے کے لئے حارث کے بیٹوں نے خرید لیا اور چند روز اپنے پاس رکھ کر ان کو حدود حرم سے باہر قتل کرنے کے لئے لے چلے قتل سے پہلے انھوں نے دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت طلب کی۔ قاتلوں نے اجازت دے دی اور انھوں نے دو رکعت نماز پڑھ کر قاتلوں سے کہا "دیر تک نماز پڑھنے کو جی چاہتا تھا لیکن اس خیال سے جلد نماز کو ختم کر دیا کہ کہیں تم کو یہ خیال نہ ہو کہ میں موت سے ڈرتا ہوں"۔ قاتلوں نے حضرت خبیب کو شہید کر دیا اور اسی روز سے یہ دستور ہو گیا ۹۴
ہو گیا کہ جب کسی مسلمان کو قتل کرتے ہیں تو مقتول قتل سے پہلے دو رکعت نماز ادا کر لیتا ہے۔

حضرت زید کو صفوان بن امیہ نے خریدا کیا تھا جس کا باپ امیہ جنگ بدر میں مارا گیا تھا۔ ان کے قتل کے وقت قریش کے سردار تماشا دیکھنے آئے جن میں ابو سفیان بھی تھا۔ قاتل نے جب حضرت زید رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے لئے تلوار اٹھائی تو ابو سفیان نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے کہا "اگر اس وقت تمہاری جگہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوتے یعنی تمہارے عوض ان کو قتل کیا جاتا، تو کیا تم اس کو اپنی خوش نصیبی نہ سمجھتے"۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا "خدا کی قسم! میں اپنی جان کو اس کے برابر بھی نہیں سمجھتا کہ حضور کے تلووں میں کانٹا چبھ جائے"۔ آخر صفوان کے غلام نسطاس نے حضرت زید کو شہید کر دیا۔

واقعہ بیر معونہ ۔ ابو براء عامر بن مالک کلابی اپنی قوم کلاب کا ایک بڑا سردار تھا، اور نجد کے علاقہ میں رہتا تھا۔ جنگ احد میں مسلمانوں کی ناکامی کے بعد مسلمانوں پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے قریش کی تحریک سے وہ ماہ صفر سنہ ۴ھ میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور دو گھوڑے اور دو اونٹ حضور کی خدمت میں نذر کے طور پر پیش کئے۔ حضور نے فرمایا میں مشرک کا ہدیہ نہیں قبول کیا کرتا، اگر تو مسلمان ہو جائے تو میں تیرا ہدیہ قبول کر لوں گا"۔ ابو براء نے نہ تو اسلام قبول کیا نہ اسلام کی مخالفت کی۔ بلکہ یہ کہا کہ مجھے اپنی قوم کی طرف سے اندیشہ ہے۔ اگر میری قوم مسلمان ہو جائے تو مجھ کو اسلام کے قبول کرنے میں کوئی عذر نہ ہوگا۔ بہتر یہ ہے کہ آپ اسلام کے مبلغوں کو میرے ساتھ بھیج دیجئے تاکہ وہ ہمارے قبائل میں اسلام کی

[1] سریۂ ابن انیس کے بیان میں ہم کہہ چکے ہیں کہ اس جماعت نے سفیان بن خالد کو محرم سنہ ۴ھ میں قتل کر دیا تھا۔ اگر سریۂ ابن انیس محرم سنہ ۴ھ میں روانہ ہوئی تھی تو یہ واقعہ [illegible]

اشاعت و تبلیغ کریں۔ حضورؐ نے ابو براء کی اس درخواست کو سن کر فرمایا "مجھ کو نجد والوں سے دغا کا اندیشہ ہے۔" ابو براء نے عرض کیا "میں حضورؐ کے صحابہ کا ضامن ہوں ان کو ہر قسم کی مدد دوں گا اور حفاظت کروں گا۔" حضورؐ نے چالیس اور بقول بعض ستر صحابہ کو ابو براء کے ساتھ کر دیا۔ ان صحابہ میں زیادہ تعداد انصار کی تھی اور سب قرآن خواں تھے۔ اصحاب صفہ کی بھی ایک جماعت اس میں شامل تھی ان صحابی کی حالت یہ تھی کہ دن بھر جنگلوں میں لکڑیاں چنتے اور ان کو فروخت کر کے اصحاب صفہ کو بھی کھلاتے اور خود بھی اس میں سے کھاتے صحابہ کی یہ جماعت مدینہ سے روانہ ہو کر جب اس مقام پر معونہ پر پہنچی جو قبائل بنو عامر اور بنو سلیم کا درمیانی مقام اور نجد کے قریب واقع تھا یہاں سے صحابہ کی جماعت کے سردار منذر بن عمرو ساعدی نے حضورؐ کا نامۂ گرامی حرام بن ملحان کے ہاتھ وہاں کے رئیس عامر بن طفیل کے پاس بھیجا، عامر بن طفیل نے حرام بن ملحان کو قتل کر دیا اور قرب و جوار کے قبائل، عصیہ، رعل اور ذکوان کے جوانوں کو جمع کر کے مسلمانوں پر حملہ کا حکم دے دیا۔ چنانچہ قبائل عصیہ، رعل اور ذکوان کے جوانوں کا ایک بڑا لشکر جمع ہوا اور عامر بن طفیل اس کو لے کر آگے بڑھا۔

بیر معونہ پر صحابہ نے حرام بن ملحان کی واپسی کا انتظار کیا اور جب واپسی میں دیر ہوئی تو خود روانہ ہوئے۔ راستہ میں عامر کے جوانوں سے ان کا مقابلہ ہوا اور قبائل کے جوانوں نے تمام صحابہ کو شہید کر دیا صرف دو شخص زندہ بچے۔ ایک تو عمرو بن امیہ جن کو عامر نے یہ کہہ کر چھوڑ دیا تھا کہ "میری ماں نے ایک غلام کو آزاد کرنے کی منت مانی تھی، میں تجھ کو آزاد کرتا ہوں۔" اور دوسرے کعب بن زید جو زخمی ہو کر نعشوں میں دب گئے تھے اور دشمن ان کو مردہ سمجھ کر چھوڑ گئے تھے، ان کو جب ہوش آیا تو وہاں سے اٹھے اور مدینہ کی طرف چل دئے۔ ۴۴

عمرو بن امیہ عامر بن طفیل کی قید سے آزاد ہو کر مدینہ کو واپس آ رہے تھے کہ ایک باغ میں ان کو قبیلۂ بنو عامر کے دو آدمی ملے عمرو بن امیہ نے ان کو خیال کر کے مار ڈالا کہ صحابہ کی شہادت کا کچھ تو معاوضہ لیا جائے۔ یہ دونوں آدمی حقیقت میں مسلمانوں کے حریف تھے۔ عمرو بن امیہ نے جب مدینہ پہنچ کر واقعہ بیان کیا تو حضورؐ کو صحابہ کی شہادت کا سخت صدمہ ہوا۔ اور قبائل عصیہ، رعل اور ذکوان کی سفاکی سے متاثر ہو کر ان کے حق میں ایک مہینہ تک نماز فجر میں بددعا کی جس کا واقعہ تفصیل سے احادیث میں مذکور ہے۔ اور جن دو آدمیوں کو عمرو بن امیہ نے قتل کیا تھا اس پر حضورؐ نے اظہار ناراضی کیا اور دونوں کا خوں بہا ان کے قبیلوں کے آدمیوں کے پاس بھیج دینے کا وعدہ فرمایا۔

غزوۂ بنو نضیر۔ اوپر ذکر کیا جا چکا ہے کہ عمرو بن امیہ نے قبیلۂ بنو عامر کے دو آدمیوں کو قتل کر دیا تھا اور ان کا خوں بہا دینے کا حضورؐ نے وعدہ فرما لیا تھا چنانچہ معاہدہ باہمی کی رو سے خوں بہا کا ایک حصہ یہود بنو نضیر پر بھی واجب ہوتا تھا اس لئے یہود بنو نضیر سے قتل کے خوں بہا کا معاملہ کرنے کے لئے چند لوگ ان حضورؐ ابو بکرؓ، عمرؓ، علیؓ، زبیرؓ، طلحہؓ، سعد بن معاذؓ، اور سعد بن عبادہؓ وغیرہ کو لے کر مدینہ سے روانہ ہوئے۔ ظہر کی نماز مسجد قبا میں پڑھی اور پھر یہود بنو نضیر میں پہنچ کر خوں بہا کے متعلق گفتگو کی۔ یہود بنو نضیر نے خوں بہا کی ادائی کا وعدہ کر لیا لیکن در پردہ یہ کارروائی کی ایک شخص کو بالاخانہ پر چڑھا دیا اور اشارہ کیا کہ وہ ایک بھاری پتھر اوپر سے حضورؐ کے اوپر گرا دے تاکہ (معاذ اللہ) حضورؐ کا خاتمہ ہو جائے۔ حضورؐ کو یہود بنو نضیر کے اس ارادہ کا علم ہو گیا اور آپ وہاں سے اٹھ کر مدینہ کو واپس تشریف لے آئے اور آپ کے عقب میں صحابہ بھی چلے آئے۔

چند روز بعد یہود بنو نضیر نے حضورؐ کو پھر طلب کیا۔ حضورؐ نے کہلا بھیجا کہ ہم کو تمہارے اوپر بھروسہ نہیں ہے۔ ہاں! اگر تم لوگ دوبارہ عہد نامہ کی تجدید کرو تو ہم آ سکتے ہیں۔ یہود بنو نضیر نے تجدید معاہدہ سے انکار کر دیا لیکن یہود کے دوسرے قبیلہ بنو قریظہ نے دوبارہ مسلمانوں سے معاہدہ کر لیا۔ یہود بنو نضیر کے دوبارہ معاہدہ نہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ ان کے قبضہ میں مضبوط قلعے تھے۔ مدینہ کے منافق ان سے ملے ہوئے تھے اور ان کو مدد دینے پر آمادہ تھے۔

مختصر یہ کہ جب یہود بنو نضیر نے معاہدہ کی تجدید نہ کی اور سرکشی پر آمادہ رہے تو ربیع الاول سنہ ۴ھ میں حضورؐ صحابہ کی ایک جماعت کو لے کر ان کی آبادی کی طرف بڑھے اور ان کو محاصرہ میں لے لیا۔ یہود بنو نضیر دو ہفتہ تک قلعوں میں بند رہے آخر محاصرہ سے مجبور ہو کر بنو نضیر اس بات پر آمادہ ہو گئے کہ جس قدر مال و اسباب اونٹوں پر بار کر کے لے جا سکیں لے جائیں گے اور مدینہ کو خالی کر دیں گے۔ چنانچہ اس شرط کے مطابق یہود بنو نضیر اپنے گھروں اور قلعوں کو خالی کر کے خیبر چلے گئے اور مدینہ کو خالی کر دیا۔ یہود جو سامان چھوڑ گئے تھے اس میں ہتھیاروں کی کافی تعداد تھی مسلمانوں نے اس پر قبضہ کر لیا۔

غزوۂ ذات الرقاع۔ غزوہ ذات الرقاع کے وقوع میں مورخوں کے درمیان اختلاف ہے۔ ابن خلدون وغیرہ کی تحقیقات یہ ہے کہ سنہ ۴ھ کے اندر وقوع میں آیا اور بعض مورخ کہتے ہیں محرم سنہ ۵ھ میں ہوا، غالب خیال یہ ہے کہ غزوۂ ذات الرقاع جمادی الاول سنہ ۴ھ میں ہوا ہے اس لئے ہم اس کا ذکر سنہ ۴ھ کے واقعات ہی میں کرتے ہیں۔

جمادی الاول سنہ ۴ھ میں حضورؐ کو یہ اطلاع ملی کہ اطراف نجد میں قبیلۂ غطفان کے لوگ مدینہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کر رہے ہیں اور ان کا گروہ ایک مقام میں فراہم ہو رہا ہے اور بعض مورخین کا بیان یہ ہے کہ حضورؐ نے غطفان کے قبائل بنو محارب اور بنو ثعلبہ میں تبلیغ و اشاعت اسلام کا ارادہ کیا تھا۔ بہرنوع جو واقعہ ہو حضورؐ نے حضرت عثمانؓ بن عفان کو مدینہ میں اپنا قائم مقام بنایا۔ اور خود مجاہدین اسلام کی جماعت کو لے کر نجد کی طرف روانہ ہوئے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ مسلمانوں کے اس لشکر کی تعداد صرف چار سو تھی اور اس جماعت کو راستہ میں سخت تکالیف کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ سواریاں بہت کم تھیں راستہ سنگلاخ اور دشوار گذار تھا اکثر لوگ پیدل تھے اور پتھریلی زمین پر ننگے پاؤں چلنے کے سبب مسلمانوں کے پاؤں زخمی اور ناخن ٹوٹ گئے تھے یہاں تک کہ لوگوں نے پاؤں پر چیتھڑے لپیٹ لئے تھے۔ اسی وجہ سے اس لشکر کشی کو ذات الرقاع (چیتھڑوں والی لڑائی) کہتے ہیں۔ اور بعض مورخین کا بیان یہ ہے کہ ذات الرقاع اس لشکر کشی کا نام اس وجہ سے ہوا کہ حضورؐ جس پہاڑ پر جا کر ٹھیرے تھے اس کا نام ذات الرقاع تھا۔ اور ذات الرقاع اس پہاڑ کو اس وجہ سے کہتے تھے کہ اس میں مختلف رنگ کے پتھر تھے جو دور سے پیوند کی مانند دکھائی دیتے تھے یا یہ کہ پہاڑی میدان کے سنگ ریزے مختلف رنگ کے تھے اور میدان کا ہر ایک ٹکڑا علیحدہ دکھائی دیتا تھا۔

مجاہدین اسلام کی یہ جماعت جب اس نخلستان کے قریب پہنچی جہاں قبائل

غطفان، بنو محارب بنو ثعلبہ کے جمع ہونے کی خبر تھی تو معلوم ہوا کہ مخالف مسلمانوں کی آمد کی خبر پا کر فرار ہو گئے ہیں۔ چند روز حضورؐ نے یہاں قیام فرمایا اور پھر مجاہدین اسلام کو لے کر واپس تشریف لے آئے۔

ایک مورخ کا بیان یہ ہے کہ قبیلۂ غطفان کے تمام لوگ نخلستان اور آبادیوں سے بھاگ گئے تھے اور بچوں اور عورتوں کو چھوڑ گئے تھے۔ مسلمانوں کو خیال ہوا کہ قبائل کے لوگ غالباً کہیں چھپ گئے ہیں اور دھوکہ دے کر حملہ کرنا چاہتے ہیں اس لئے یہاں کے قیام میں نماز خوف پڑھی گئی اور سب سے پہلے اسی غزوہ میں مسلمانوں نے نماز خوف پڑھی ہے۔

غزوۂ بدر موعد ۔ اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ غزوۂ اُحد میں ابو سفیان نے چلتے وقت مسلمانوں کو مخاطب کر کے یہ کہا تھا کہ اگلے سال بدر کے مقام پر جنگ پھر شروع ہو گی حضورؐ کو ابوسفیان کی یہ بات یاد تھی چنانچہ حسب وعدہ شعبان ۴ھ میں حضورؐ مجاہدین اسلام کی جماعت کو لے کر بدر تشریف لے گئے۔ ابوسفیان بھی کفار قریش کو لے کر مکہ سے باہر نکلا۔ لیکن مقام عسفان کے قریب پہنچ کر غالباً شکست کے خوف سے یہ ظاہر کیا کہ چونکہ اس سال قحط و گرانی ہے۔ اس لئے مسلمانوں سے لڑنا مناسب نہیں ہے، کیونکہ قحط و گرانی کے زمانہ میں نہ تو بلکی افراط سے دستیاب ہو گا اور نہ گھوڑوں وغیرہ کا چارہ یہ کہہ کر ابوسفیان مکہ کو واپس چلا گیا۔ اور حضورؐ بھی کئی روز انتظار کر کے واپس تشریف لے آئے اس غزوہ کو بدر موعد اس لئے کہتے ہیں۔ کہ ابوسفیان نے بدر پر جنگ کرنے کا وعدہ کیا تھا اور بدر دوم اس لئے کہتے ہیں کہ مقام بدر پر یہ دوسرا غزوہ تھا اس غزوہ میں مسلمانوں کی تعداد ڈیڑھ ہزار تھی۔

۵ھ کے واقعات

اس سال مسلمانوں کو یہود اور عرب دونوں دشمنوں سے مقابلہ کرنے پڑے اور تقریباً تمام معرکوں میں مسلمانوں نے اپنے دشمنوں پر فتح حاصل کی چنانچہ تمام واقعات کو ہم تفصیل سے حوالۂ قلم کرتے ہیں۔

غزوۂ دومۃ الجندل ۔ دومۃ الجندل ایک مقام کا نام ہے جو حدود شام میں بحر احمر اور خلیج فارس کے درمیان واقع ہے۔ اس مقام پر ڈاکوؤں کا ایک بڑا گروہ رہتا تھا۔ اور مسافروں کو لوٹا کرتا تھا حضورؐ کو ماہ ربیع الاول ۵ھ میں اطلاع ملی کہ دومۃ الجندل کے رہزنوں کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے اور اس امر کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے کہ کہیں وہ عرب اور یہود سازشیوں کی سازش سے کسی روز مدینہ پر چڑھ آئیں حضورؐ نے یہ اطلاع پا کر ایک ہزار مجاہدین اسلام کو اپنے ہمراہ لیا اور رہزنوں کے استیصال کے ارادہ سے دومۃ الجندل کی جانب روانہ ہو گئے۔

اس غزوہ کی بابت مورخین میں اختلاف ہے۔ ابن ہشام کہتا ہے کہ حضورؐ کو ایک مقام پر یہ خبر ملی کہ دومۃ الجندل کے کافروں کے مواشی یہاں موجود ہیں اور یہ خبر پا کر حضورؐ نے مسلمانوں کو یہ حکم دیا کہ وہ مواشی کو گرفتار کر لیں۔ چنانچہ مواشی کو گرفتار کر لیا گیا اور اس کے بعد حضورؐ مدینہ کو واپس تشریف لے گئے اس لئے کہ آپ کو یہ خبر مل گئی تھی کہ کافر مقام مذکورہ سے فرار ہو گئے ہیں اور اسی بیان کی ابن خلدون نے بھی تائید و تصدیق کی ہے۔

دوسرے مورخوں کا بیان یہ ہے کہ حضورؐ مجاہدین اسلام کو لے کر دومۃ الجندل پہنچے اور دیکھا تو رہزن موجود نہ تھے یعنی آپ کی تشریف آوری کی خبر پا کر بھاگ گئے تھے حضورؐ نے وہاں کے قلعہ پر قبضہ کر لیا اور رہزنوں کے ایک آدمی کو بھی گرفتار کیا جس کو اپنے ہمراہ مدینہ میں لے گئے اور وہ وہاں مسلمان ہو گیا۔

انگریز مورخوں کا بیان ہے کہ حضورؐ کی یہ مہم نہایت زبردست تھی جس نے شام کے سارے ملک کو اضطراب میں ڈال دیا تھا اور کافروں کے بھاگ جانے پر دوسرے لوگوں نے اسلامی قوت سے مرعوب ہو کر مسلمانوں سے معاہدہ پیمان کر لئے تھے۔

غزوۂ مریسیع ۔ مریسیع مدینہ سے ۹ منزل کے فاصلہ پر ایک چشمہ کا نام ہے جہاں عرب کا مشہور قبیلہ خزاعہ رہتا تھا اور جو قریش مکہ کا حلیف تھا اسی قبیلہ کا ایک خاندان بنو مصطلق بھی ہے اسی قبیلہ سے ہوا تھا قریش مکہ نے بنو مصطلق کو مسلمانوں کے خلاف اُبھارا اور مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے اُن کو آمادہ کر لیا حضورؐ کو جس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے تحقیق حال کے لئے ایک آدمی کو بھیجا اور اُس نے واپس آ کر خبر کی تصدیق کی حضورؐ نے فوراً بنو مصطلق کی سرکوبی کا ارادہ کر لیا اور ماہ شعبان ۵ھ کی دوسری تاریخ کو حضورؐ مجاہدین اسلام کا لشکر لے کر بنو مصطلق کی طرف روانہ ہوئے۔ اس لشکر کشی میں منافقین کی ایک جماعت بھی شامل تھی اور ان کا سردار عبداللہ بن ابی بھی لشکر میں شریک تھا۔

لشکر اسلام جب بنو مصطلق کی آبادی کے قریب پہنچا تو حارث بن ابی ضرار اپنی جمعیت کو لے کر بھاگ گیا لیکن بنو مصطلق کے علاوہ اور جو لوگ وہاں آباد تھے اُنھوں نے لشکر اسلام کا مقابلہ کیا اول فریقین میں تیروں کی جنگ ہوتی رہی پھر مسلمانوں نے یکبارگی حملہ کیا جس سے مخالفوں کے قدم اکھڑ گئے اور وہ میدان سے بھاگ نکلے۔ دس آدمی دشمنوں کے اس جنگ میں مارے گئے اور چھ سو کے قریب مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہوئے مال غنیمت میں دو ہزار اونٹ اور پانچ ہزار بکریاں ملیں۔

اس غزوہ میں جو اگرچہ ایک معمولی غزوہ تھا تین اہم واقعات وقوع میں آئے جن کا ذکر اس موقعہ پر تفصیل سے کیا جاتا ہے:۔

منافقین کا ایک فتنہ ۔ غزوۂ بدر وغیرہ میں چونکہ مسلمانوں کو کافی مال غنیمت ملا ۵ تھا اور مسلمانان مدینہ کی حالت غنیمت کے اموال سے کسی قدر بہتر ہو گئی تھی اس لئے منافقوں کو غزوات میں اپنی عدم شرکت پر افسوس ہوا اور مال غنیمت کے لالچ سے وہ غزوۂ مصطلق میں شریک ہوئے لیکن اپنی فتنہ پردازیوں اور فساد انگیزیوں سے وہ اس موقعہ پر بھی باز نہ رہے اُن کو فتنہ گری اور فساد انگیزی کا جو موقع ملتا وہ اس سے فائدہ اُٹھاتے اور مسلمانوں کی طاقت کو کمزور کرنے اور مہاجرین و انصار میں تفرقہ ڈالنے کی کوشش کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرتے۔

ایک روز چشمۂ مریسیع سے ایک مہاجر اور ایک انصاری جن کے نام ابن خلدون نے جہجاہ بن مسعود غفاری اور سنان بن وافد جہنی بتائے ہیں۔ پانی بھر رہے تھے کہ کسی بات پر دونوں میں جھگڑا ہو گیا بعض مورخ کہتے ہیں کہ جہجاہ حضرت عمرؓ کے خادم یا اجیر تھے اور انھوں نے سنان کے ایک گھونسہ مار دیا تھا۔ سنان نے جہجاہ کی اس زیادتی پر انصار کو مدد کے لئے پکارا اور عرب کے قدیم طریقہ پر یا للانصار (انصار مدد دو) کا نعرہ لگایا انصاری اس نعرہ کو سن کر دوڑ پڑے یہ دیکھ کر جہجاہ نے بھی یا للمہاجرین (اے گروہ مہاجرین دوڑو) کا نعرہ لگایا اور دونوں جمع ہو گئے اور مقابلہ کے لئے تلواریں کھینچ لی گئیں۔ قریب تھا کہ آپس میں لڑائی چھڑ جائے کہ چند سنجیدہ اور عقلمند اشخاص آگے بڑھے دونوں فریق کو سمجھایا اور بیچ بچاؤ کرا دیا۔ عبداللہ بن ابی منافق نے یہ حالت دیکھی تو فساد کو بڑھانے اور انصار کے جذبات کو برانگیختہ کرنے کے لئے انصار سے کہا "یہ مصیبت تم نے خود مول لی ہے اگر تم مہاجرین کی دستگیری نہ کرتے اور ان کو اتنا سر نہ چڑھاتے تو آج یہ دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔ اب بھی کچھ نہیں گیا ہے تم مہاجرین کی دستگیری ترک کر دو۔ اُن سے کسی قسم کی ہمدردی نہ کرو۔

وہ مجبور ہو کر اپنے گھروں کو واپس چلے جائیں گے۔ عبداللہ بن ابی نے جس وقت ان الفاظ سے انصار کو بھڑکایا تھا۔ اس وقت حضرت زید بن ارقمؓ وہاں موجود تھے انھوں نے واپس جاکر تمام واقعہ حضورؐ سے بیان کیا۔ حضرت عمر رض نے جو وہاں موجود تھے واقعہ سن کر حضورؐ سے عرض کیا "حضور! کسی کو حکم دیجئے کہ وہ اس منافق کا سر کاٹ لائے" حضورؐ نے فرمایا "کیا تم اس بات کو پسند کروگے کہ لوگ یہ کہیں کہ محمدؐ اپنے ساتھیوں کو قتل کرادیا کرتے ہیں۔" عبداللہ بن ابی پکا منافق اور منافقوں کا سردار تھا لیکن ان کے بیٹے عبداللہ انتہا درجہ کے مخلص مسلمان تھے ان کو جب اس واقعہ کا علم ہوا۔ اور یہ بات مشہور ہوئی کہ حضور ان کے باپ سے سخت ناراض ہیں اور اُن کو قتل کرادینے کا ارادہ رکھتے ہیں تو حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا "یارسول اللہ! مجھ کو حکم دیجئے کہ اپنے باپ کا سر کاٹ لاؤں" حضورؐ نے فرمایا "میں اس کو قتل نہ کراؤں گا بلکہ اس پر مہربانی کروں گا" چنانچہ حضورؐ نے عبداللہ بن ابی کو اس کے حال پر چھوڑ دیا۔ اور جب وہ کچھ عرصہ بعد مر گیا تو حضورؐ نے وعدہ کے موافق اس کے کفن کے لئے پیراہن مبارک عنایت فرمایا اور نماز جنازہ پڑھائی۔

ام المؤمنین جویریہؓ کا واقعہ۔ غزوۂ بنو مصطلق میں دشمنوں کے جو لوگ گرفتار ہوئے تھے ان میں بنو مصطلق خاندان کے سردار حارث بن ابی ضرار کی بیٹی جویریہ بھی تھیں گرفتار شدہ غلاموں اور لونڈیوں کو مجاہدین اسلام پر تقسیم کیا گیا تو حضرت جویریہ ثابت بن قیس کے حصہ میں آئیں۔

ثابت بن قیس رض سے حضورؐ کے قبضہ میں جویریہ کیونکر آئیں اور حضرت جویریہ سے حضورؐ کا نکاح کیونکر ہوا اس واقعہ میں مورخین اور صحاب احادیث کی روایات میں اختلاف ہے ہم اس موقع پر صرف دو روایتیں درج کرتے ہیں جو زیادہ مستند ہیں۔ ۶۶

۱۔ حافظ ابن حجر اور ابن سعد کی روایت یہ ہے کہ حضرت جویریہ رض کے گرفتار ہوجانے پر ان کا باپ حارث بن ابی ضرار حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں عرب کا ایک سردار ہوں میری بیٹی کو لونڈی نہ بنائیے کہ یہ بات میری شان کے خلاف ہے بہتر ہے کہ آپ اس کو آزاد کردیں" حضورؐ نے فرمایا "میرے خیال میں بہتر ہے کہ اس معاملہ کو جویریہ کی مرضی پر چھوڑ دیا جائے۔ یعنی وہ اگر ہم لوگوں میں رہنا پسند کرے تو تم اس کو یہاں چھوڑ دو اور تمہارے ساتھ جانا چاہے تو اس کو آزاد کرا کے لے جاؤ۔" حارث حضورؐ کا یہ فیصلہ سُن کر جویریہ رض کے پاس گیا اور حضورؐ کے فیصلہ سے اُن کو آگاہ کیا۔ حضرت جویریہ رض نے فرمایا کہ "میں حضورؐ کی خدمت میں رہنا پسند کرتی ہوں" چنانچہ اس کے بعد حضرت جویریہ رض سے حضورؐ نے نکاح کرلیا۔ حافظ ابن حجر کا بیان تو یہ ہے کہ حضرت جویریہؓ کا زرفدیہ حضورؐ نے ادا فرمایا اور ابن سعد یہ کہتے ہیں کہ خود حضرت جویریہؓ کے باپ حارث نے زرفدیہ دیا۔

۲۔ ابن ہشام اور ابو داؤد میں ابن اسحاق رض سے مروی ہے کہ حضرت جویریہ رضؓ نے اپنے مالک ثابت بن قیس سے خود یہ کہا تھا کہ "زرفدیہ لے کر تم مجھ کو آزاد کردو۔" اور ثابت بن قیس رض اس پر تیار ہوگئے تھے لیکن چونکہ حضرت جویریہ رض کے پاس فدیہ کی رقم نہ تھی اس لئے انھوں نے چندہ سے یہ رقم فراہم کرنے کی کوشش کی اور اسی سلسلہ میں حضورؐ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئیں حضورؐ نے ان کی درخواست کو سن کر فرمایا۔ "اگر میں تم کو بہترین سلوک کی ایک تدبیر بتاؤں تو کیا تم اس کو پسند کروگی" حضرت جویریہ رض نے عرض کیا وہ تدبیر کیا ہے" حضورؐ نے فرمایا "تمہارا زرفدیہ میں اپنے پاس سے ادا کردوں اور تم مجھ سے نکاح کرلو" حضرت جویریہ رض نے اس تجویز کو پسند کیا اور حضورؐ نے زرفدیہ ادا کرکے حضرت جویریہ رض سے نکاح کرلیا۔

مجاہدین اسلام کو جب یہ معلوم ہوا کہ قبیلہ بنو مصطلق کے سردار حارث کی بیٹی سے حضورؐ نے نکاح کرلیا ہے تو جو لونڈی و غلام قبیلہ مذکور کے ان کے حصہ میں آئے تھے انھوں نے ان سب کو آزاد کردیا اور کہا کہ "جس قبیلہ کی لڑکی سے حضورؐ نے شادی کرلی ہے اس کے افراد کو غلام بنا کر نہیں رکھا جاسکتا۔"

واقعۂ افک۔ اس غزوہ کا سب سے اہم واقعہ حضرت عائشہؓ پر تہمت کا واقعہ ہے جس میں منافقین اور جماعت منافقین کے سردار عبداللہ بن ابی کا بڑا ہاتھ تھا۔

حضرت عائشہ رض حضرت ابوبکر رض کی بیٹی اور حضورؐ کی محبوب ترین بیوی تھیں۔ حضورؐ کا قاعدہ تھا کہ جب آپ کسی غزوہ میں تشریف لے جاتے تو بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالتے جس کا نام نکل آتا اس کو ہمراہ لے جاتے تھے اس غزوہ میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رض حضورؐ کے ہمراہ تھیں اور اس وقت آپ کی عمر بارہ سال کی تھی۔

واقعہ یہ ہوا کہ غزوۂ بنو مصطلق سے واپسی میں حضورؐ نے ایک مقام پر حسب دستور رات کو قیام فرمایا۔ صبح کو حسب معمول حضرت عائشہ رض سویرے اُٹھیں اور قضائے حاجت کے لئے لشکرگاہ سے کچھ فاصلہ پر تشریف لے گئیں۔ جب فارغ ہو کر واپس آئیں تو اتفاق سے ان کا ہاتھ سینہ پر جا پڑا اور اُن کو یہ معلوم ہوا کہ جو ہار وہ پہنے ہوئے تھیں وہ غائب ہے۔ یہ ہار یمنی منکوں کا تھا اور حضرت عائشہ رض اس کو اپنی بہن حضرت اسماء رض سے مانگ کر لائی تھیں۔ ہار کو غائب پا کر حضرت عائشہ رض اس کی تلاش میں واپس لوٹیں اور جہاں قضاء حاجت کی تھی وہاں تک تشریف لے گئیں اور دیر تک ہار کو تلاش کرتی رہیں۔ ہار مل گیا لیکن واپس ہو کر لشکرگاہ میں پہنچیں تو دیکھا کہ لشکر کوچ کرگیا ہے اور میدان خالی ہے۔

حضرت عائشہ رض کا ایک مخصوص محمل تھا اور جب لشکر کے کوچ کا وقت آتا تھا تو حضرت عائشہ رض اس میں جا بیٹھتی تھیں اور لوگ اس کو اٹھا کر اونٹ پر کس دیا کرتے اور چونکہ حضرت عائشہ دبلی پتلی اور بہت ہلکی تھیں اس لئے لوگوں کو یہ محسوس نہ ہوسکا کہ محمل میں حضرت عائشہ رض موجود ہیں یا نہیں مختصر یہ کہ خادموں نے محمل کو اونٹ پر باندھ دیا اور اونٹ قافلہ کے ساتھ روانہ ہوگیا اور حضرت عائشہؓ تنہا رہ گئیں۔

ہار کو لے کر جب حضرت عائشہ رض لشکرگاہ میں پہنچیں اور لشکر کو غائب پایا تو بہت پریشان ہوئیں اور یہ خیال کرکے کہ جب لشکر اگلے پڑاؤ پر اُترے گا اور حضورؐ مجھ کو غائب پائیں گے تو فوراً میری تلاش میں آدمیوں کو بھیجیں گے اسی جگہ ٹھہر گئیں اور سر سے چادر لپیٹ کر لیٹ گئیں۔ صبح کا وقت لیٹتے ہی نیند آگئی اور آپ سو گئیں۔

لشکر اسلام میں ایک شخص صفوان بن معطل تھے جن کو نیند زیادہ آتی تھی۔ اور صبح کے وقت دیر تک سوتے رہتے تھے اور اکثر لشکر کے عقب میں رہا کرتے تھے اور حضورؐ نے ان کو یہ حکم دے رکھا تھا کہ لشکر کی گری پڑی چیز کو اپنے ساتھ لیتے آیا کریں۔

لشکر کے کوچ کر جانے کے تھوڑی دیر بعد حسب معمول صفوان بن معطل آئے اور لشکرگاہ میں حضرت عائشہؓ کو منہ لپیٹے پڑے دیکھ کر یہ سمجھا کہ کسی شخص کی گٹھری رہ گئی ہے فوراً وہ اپنے اونٹ سے اُترے اور گٹھری سی چیز کے قریب پہنچ کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ حضرت عائشہ رض ہیں۔ پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے چونکہ صفوان بن معطل نے حضرت عائشہ رض کو دیکھا تھا اس لئے قریب پہنچ کر انھوں نے فوراً حضرت عائشہؓ کو پہچان لیا اور اُن کو نیند سے بیدار کرنے کے لئے بلند آواز سے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ حضرت عائشہ رض یہ آواز سن کر بیدار ہوگئیں۔ اور جسم سے اچھی طرح چادر کو لپیٹ کر بیٹھ گئیں صفوان نے اپنے اونٹ کو بٹھایا اور حضرت عائشہ رض اس پر سوار ہوگئیں صفوان نے

اونٹ کی مہار پکڑ لی اور حضرت عائشہؓ کو لشکرِ اسلام میں پہنچا دیا۔

واقعہ صرف اتنا ہی تھا لیکن منافقین اور ان کے سردار عبداللہ بن ابی نے فتنہ پھیلانے، اور حرمِ نبوی کو بدنام کرنے کے لئے طرح طرح کے شگوفے چھوڑنے شروع کئے یہاں تک کہ حضرت عائشہؓ پر ناشائستہ حرکت کی تہمت لگا دی۔

راستہ بھر اس کا چرچا رہا اور منافقین برابر اپنی ناشائستہ حرکتوں میں مشغول رہے۔ یہاں تک کہ مدینہ میں پہنچ کر انھوں نے شہر کے تمام مقامات میں اس کو مشہور کر دیا۔

حضور راستہ میں بالکل خاموش رہے۔ مدینہ میں پہنچ کر آپ نے صحابہ کو مشورہ کے لئے جمع کیا حضرت اسامہ بن زید نے عرض کیا "یا رسول اللہ! منافقوں نے جو تہمت لگائی ہے بالکل جھوٹی ہے آپ ہرگز حضرت عائشہؓ سے جدائی کا ارادہ نہ فرمائیے، حضرت علیؓ نے اول تو یہ کہا کہ" اگر حضورؐ کا ارادہ ہو تو عائشہؓ کو علیحدہ کر دیجئے اور کسی دوسری عورت سے شادی کر لیجئے" لیکن حضرت علیؓ نے یہ محسوس کیا کہ حضورؐ نے اس مشورہ کو پسند نہیں فرمایا تو عرض کیا کہ " شک و شبہ کو دل میں جگہ نہ دیجئے اور ناحق رنج و غم نہ اٹھائیے" صحابہ کی ایک جماعت نے بالاتفاق یہ کہا سبحانک ہٰذا بہتان عظیم: خدا پاک ہے یہ بہت بڑی اور جھوٹی تہمت ہے۔

صحابہ نے پوری کوشش کی تھی کہ حضور کے دل سے اس خیال کو دفع کر دیا جائے لیکن حضورؐ کو اطمینان نہ ہوا اور آپ نے حضرت عائشہؓ کی لونڈی بریرہ کو دریافت حال کے لئے تخلیہ میں طلب فرمایا اور خدا کی قسم دے کر حضرت عائشہؓ کے چال چلن کی بابت پوچھا بریرہ نے عرض کیا" یا رسول اللہ! عائشہ! ایک بھولی بھالی لڑکی ہیں۔ ناتجربہ کار ہیں اور بچپن کے سبب مزاج میں بے پروائی ہے اس قدر بے پروائی کہ آٹا گوندھ کر رکھ دیتی ہیں اور پھر خبر نہیں لیتیں پڑ کر سو جاتی ہیں۔ یا خمیر گوندھ کر یونہی چھوڑ دیتی ہیں، اور بکری آکر کھا جاتی ہے ان کمزوریوں کے سوا خدا کی قسم ان میں کوئی عیب نہیں"

حضرت بریرہؓ کے بیان سے بھی حضورؐ کا اطمینان نہیں ہوا۔ بلکہ اس امر کا فیصلہ کو آپ نے وحی الٰہی پر موقوف کر دیا۔ اس عرصہ میں حضرت عائشہؓ سے حضورؐ نے بہت کم گفتگو کی اور بہت کم ان کے پاس گئے۔

سارے مدینہ میں تہمت کا چرچا ہو رہا تھا لیکن حضرت عائشہؓ کو اس کی خبر نہ تھی وجہ یہ ہوئی کہ غزوہ سے واپس ہو کر وہ بیمار ہو گئی تھیں اور بیماری نے شدت اختیار کر لی تھی خود حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ میری علالت کے ایام میں حضورؐ تشریف لاتے معمولی طور پر میری حالت پوچھتے اور واپس چلے جاتے اور مجھ کو اس اضطراب میں مبتلا کر جاتے کہ حضورؐ کی اب وہ محبت و شفقت میرے حال پر کیوں نہیں جو پہلے تھی۔

حضرت عائشہؓ پر تہمت لگانے والوں میں عبداللہ بن ابی کے علاوہ دو مرد اور ایک عورت بھی تھی۔ مردوں میں مشہور شاعر حسان بن ثابت اور مسطح بن اثاثہ تھے اور عورت حمنہ بنت جحش تھی۔

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ جب بیماری سے مجھ کو کچھ افاقہ ہوا تو ایک روز رات کو میں اور مسطح کی ماں دونوں قضائے حاجت کے لئے باہر نکلیں مسطح کی ماں حضرت عائشہؓ کی سہیلی تھیں اور اس زمانہ میں گھر کے اندر پاخانے بنانے کا عرب میں رواج نہ تھا عورتیں ضرورت کو جنگل جایا کرتی تھیں اور رات کو باہر نکلتی تھیں۔ واپسی پر مسطح کی ماں کا پاؤں اپنی چادر میں الجھا اور وہ ٹھوکر کھا کر گرتے ہوئے بے اختیار ان کی زبان سے یہ الفاظ نکلے "مسطح ہلاک ہو" حضرت عائشہؓ نے فرمایا "مسطح کی نسبت کیا کہہ رہی ہو" مسطح کو بد دعا دو وہ بدر کی جنگ میں شریک ہو چکے ہیں مسطح کی ماں نے کہا "تم کو خبر بھی ہے وہ تمہاری نسبت کیا کہتا ہے" حضرت عائشہؓ کہتی ہیں اس کے بعد مسطح کی ماں نے تہمت کا واقعہ مجھ کو سنایا جس کو سن کر میرے ہوش اڑ گئے اور گھر پہنچتے پہنچتے مجھ کو تیز بخار ہو گیا۔

حضورؐ مزاج پرسی کے لئے تشریف لائے تو میں نے آپ سے ماں باپ کے گھر جانے کی اجازت طلب کی آپ نے اجازت دے دی اور میں ماں باپ کے گھر چلی گئی۔

حضرت عائشہؓ نے اپنے والد حضرت ابوبکرؓ کے گھر میں پہنچ کر چادر منہ سے لپیٹی اور ایک جگہ پر پڑ رہیں ان کو نہ کسی سے ملنا جلنا اچھا معلوم ہوتا تھا اور نہ کسی سے بات کرنا، وہ رو رہی تھیں اور ایک لمحہ کے لئے ان کا آنسو نہ تھمتا تھا ماں باپ بہتیرا سمجھاتے لیکن ان کو قرار حاصل نہ ہوتا تھا اسی طرح ایک دن اور رات گزر گئیں، دوسرے دن صبح کے وقت حضورؐ تشریف لائے اور حضرت عائشہؓ کو روتے پا کر افسوس کا اظہار کیا اور پھر فرمایا" عائشہؓ اگر تم بے قصور ہو تو خدا تمہاری پاک دامانی کو ظاہر کر دے گا اور اگر واقعی تجھ سے قصور ہوا ہے تو تم خدا سے اپنے گناہ کی معافی چاہو وہ غفور الرحیم ہے تمہاری توبہ کو قبول فرمائے گا، حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ حضورؐ کے الفاظ سن کر میں نے اپنے والد کی طرف دیکھا کہ میرے بے گناہ ہونے پر وہ حضورؐ کو اطمینان دلائیں لیکن میرے والد نے حضورؐ کے سامنے کچھ کہنے سے انکار کر دیا پھر میں نے ماں کی طرف دیکھا انھوں نے بھی... انکار کر دیا۔ آخر میں نے خود جواب میں کہا" یا رسول اللہ میں نو عمر لڑکی ہوں مجھ زیادہ قرآن بھی یاد نہیں ہے مجھ کو معلوم ہے کہ جو کچھ آپ حضرات نے میرے متعلق سنا ہے اس پر آپ کو یقین ہو گیا ہے، یعنی مجھ پر جو تہمت لگائی گئی ہے وہ آپ کے دلوں میں جگہ حاصل کر چکی ہے۔ ایسی حالت میں اگر میں یہ کہوں کہ میں پاک دامن اور بے قصور ہوں تو آپ کو ہرگز یقین نہ آئے گا، اور اگر میں اس قصور کا اعتراف کر لوں جس سے حقیقت میں میرا دامن پاک ہے تب بھی آپ کو یقین نہ آئے گا۔ اس لئے میں یوسف کے باپ کی طرح بجز اس کے اور کیا کہوں کہ فصبر" 96 جمیل واللّٰہ المستعان علیٰ ما تصفون (یعنی صبر ہی بہتر ہے اور تمہاری بنائی باتوں پر اللہ کی مدد چاہیئے")

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ جس وقت میں یہ الفاظ ادا کر رہی تھی غیظ و غضب سے میری حالت یہ تھی کہ میرا سارا جسم تھر تھر کانپ رہا تھا اور جب میں نے حضرت یعقوب علیہ السلام کا مذکورہ بالا قول بیان کیا تو مجھ کو حضرت یعقوبؑ کا نام یاد نہیں آیا اور مجھ کو یوسف کے باپ کا جملہ کہنا پڑا۔

حضرت عائشہؓ کی تقریر ختم ہوئی کہ سب پر سکوت کا عالم طاری ہو گیا اور تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ حضورؐ پر وحی اترنے کے آثار نمایاں ہوئے اور آپ چادر اوڑھ کر لیٹ رہے جب وحی کا سلسلہ ختم ہو گیا تو حضورؐ اٹھ کر بیٹھ گئے اور پیشانی سے پسینہ پونچھتے ہوئے فرمایا" ابشری یا عائشہ فقد انزل اللّٰہ براءتک (عائشہؓ تم کو بشارت ہو تمہاری برارت خدا کی طرف سے آگئی)

اس موقع پر سورۂ نور کی وہ اٹھارہ آیات نازل ہوئیں جن میں حضرت عائشہؓ کی براءت اور پاک دامانی کا ذکر ہے اور تہمت لگانے والوں کو سزا کا مستوجب قرار دیا گیا ہے۔

اس کے بعد حضورؐ نے منبر پر تشریف فرما ہو کر سورۂ نور کی آیات کو تلاوت فرمایا اور تہمت لگانے والوں کو طلب فرما کر ان کو تہمت کی سزا دلوائی یعنی مسطح بن اثاثہ، حسان بن ثابت اور حمنہ بنت جحش کو اسی اسی کوڑے لگوائے اور عبداللہ بن ابی چونکہ بھاگ گیا تھا اس لئے سزا سے محفوظ رہا۔

غزوۂ خندق اس غزوہ کو غزوۂ خندق اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں مسلمانوں نے شہر مدینہ کے گرد اپنی حفاظت کے لئے پانچ ہاتھ گہری خندق کھود لی تھی اور اس کو غزوۂ احزاب اس لئے کہتے ہیں کہ اس جنگ میں عرب کے تمام قبائل اور یہود کی تمام جماعتیں متفق ہو کر

کی تھی اور دشمنانِ اسلام متحدہ قوت سے اسلام کو معاذ اللہ فنا کرنے آئے۔

اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ حضورؐ نے یہود بنو نضیر کو خیبر کی طرف جلاوطن کر دیا تھا بنو نضیر نے خیبر میں قیام پذیر ہو کر مسلمانوں سے انتقام لینے کی تدبیریں شروع کیں، ادھر مسلمان مشرکوں سے چھوٹی چھوٹی لڑائیوں میں مشغول تھے اور اُدھر یہود سارے عرب میں مسلمانوں کے خلاف اشتعال پیدا کر رہے تھے۔

یہود بنو نضیر کے سردار اسلام ابن ابی الحقیق، کنانہ بن ربیع اور حیی بن اخطب نوجوانوں کی ایک جماعت کو لے کر خیبر سے قبائل عرب کو بھڑکانے کے لئے نکلے اور سب سے پہلے مکہ معظمہ میں پہنچے اور قریش مکہ کے سردار ابو سفیان سے مل کر کہا "کہ اگر تم ہمارا ساتھ دو تو اب کی مرتبہ ہم اسلام کا خاتمہ کر دیں" یہ بات چونکہ قریش کی آرزوں کو پورا کرنے والی تھی اس لئے قریش نے اس کو منظور کر لیا اور لشکر کی فراہمی کا انتظام کیا جانے لگا۔

یہود سردار مکہ سے روانہ ہو کر قبیلۂ غطفان کی آبادیوں میں پہنچے اور ان کو بھی جنگ پر آمادہ کر لیا۔ مختصر یہ کہ اسی طرح یہود سرداروں نے عرب کے تمام سرداروں کو اپنا مددگار بنا لیا اور مسلمانوں کے خلاف چوبیس ہزار سے زیادہ عرب و یہود ابو سفیان کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے۔

یہود کی اس کارروائی اور عرب کے قبائل کے اجتماع کی خبر حضورؐ کو پہنچی تو آپ نے صحابہؓ کو مشورہ کے لئے طلب فرمایا۔ حضرت سلمان فارسی چونکہ ایرانی تھے اور ایران میں خندق کھود کر لڑنے کا طریقہ جاری تھا اس لئے انھوں نے حضورؐ سے عرض کیا "میری رائے یہ ہے کہ شہر کے گرد خندق کھود لی جائے تاکہ دشمن آسانی سے حملہ آور نہ ہو سکے اور پھر شہر کے کسی محفوظ مقام پر جمع ہو کر دشمنوں سے جنگ کی جائے" حضورؐ

۵ھ اور صحابہ نے اس تجویز کو پسند کیا۔ اور فوراً خندق کھودنے کا سامان فراہم کیا گیا۔

مدینہ کی آبادی کی صورت یہ تھی کہ اس کے تین جانب مکانات اور نخلستان تھے اور ایک جانب یعنی شامی رخ کھلا ہوا میدان تھا۔ مکانات اور نخلستان چونکہ بجائے خود شہر پناہ تھا اس لئے ان اطراف میں خندق کھودنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی اور شامی رُخ کے میدان کے سامنے خندق کھودنے کی رائے مستحکم ہو گئی۔

۸۔ ذی قعدہ ۵ھ کو حضورؐ تین ہزار صحابہ کے ساتھ خندق کھودنے کے کام میں مصروف ہوئے اول خندق کا نشان لگایا گیا۔ اور پھر دس دس آدمیوں کو دس دس گز زمین خندق کھودنے کے لئے دی گئی چنانچہ تین ہزار صحابہ نے جن میں حضورؐ بھی بنفس نفیس شریک تھے، بیس دن میں ۵ گز گہری خندق کھود کر تیار کر لی۔

یہ زمانہ مسلمانوں کے لئے سخت ابتلا کا زمانہ تھا۔ خشک سالی کے دن تھے سخت سردی کا موسم تھا اور سارا عرب معاذ اللہ ان کو نیست و نابود کرنے کے لئے اُمنڈ کر آ رہا تھا۔ بھوکے پیاسے مسلمان دن بھر خندق کھودتے کندھوں پر مٹی کے ٹوکرے بھر بھر کر لے جاتے اور رات کو بھوکے پیاسے پڑ رہتے حضورؐ بھی صحابہ کے ساتھ خندق کھودنے اور مٹی ڈھونے میں شریک تھے اور مہاجرین و انصار کی ہمتوں کو بڑھانے کے لئے یہ شعر پڑھتے رہتے تھے۔

اللھم ان العیش عیش الاخرہ	اے اللہ عیش تو آخرت ہی کی عیش ہے تو
فاغفر الانصار والمھاجرہ	انصار اور مہاجرین کو بخش دے

جب یہ شعر حضورؐ خوش الحانی سے پڑھتے تو انصار اور مہاجرین میں جوش پیدا ہو جاتا اور وہ جوش محبت میں ہم آواز ہو کر یہ شعر پڑھتے۔

نحن الذین بایعوا محمدا	ہم وہ لوگ ہیں جنھوں نے محمدؐ کے ہاتھ پر اسلام و جہاد کی
علی الاسلام ما بقینا ابدا	بیعت کی ہے اور ہم زندگی بھر اسلام پر قائم رہیں گے

احادیث میں آیا ہے کہ خندق کھودنے اور مٹی اٹھانے کے وقت حضورؐ یہ رجز پڑھتے جاتے تھے۔

واللہ لولا اللہ ما اھتدینا	یعنی خدا کی قسم! اگر خدا کی عنایت ہمارے شامل
ولا تصدقنا ولا صلینا	حال نہ ہوتی تو ہم کو راہ راست حاصل نہ ہوتی نہ
فانزلن سکینۃ علینا	ہم زکوٰۃ، صدقہ و خیرات دیتے اور نماز پڑھتے
وثبت الاقدام ان لاقینا	واے اللہ! دشمن سے مقابلہ کے وقت ہم پر
ان الالی قد بغوا علینا	سکینت و طمانیت نازل فرما۔ اور ہمارے قدموں
اذا ارادوا فتنۃ ابینا	کو ثابت رکھ۔ دشمنانِ اسلام نے ہمارے خلاف

لشکر کشی کی ہے یہ لوگ جب ہم کو فتنہ میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں تو ہم انکار کر دیتے ہیں

اس حدیث کے راوی براء بن عازب رضی کا بیان ہے کہ حضورؐ کا شکم مبارک مٹی سے آلودہ تھا اور آپ بلند آواز سے یہ اشعار پڑھ رہے تھے اور آخری مصرعہ کے لفظ ابینا کو زیادہ بلند آواز سے ادا فرماتے تھے۔ (صحیح مسلم شریف)

جابر رضی مشہور راوی حدیث کا بیان ہے کہ ہم خندق کھود رہے تھے کہ ایک مقام پر سخت پتھریلی زمین تھی یا پتھر نکل آیا جو کدال اور پھاوڑے سے نہ نکل سکا، کافی کوشش اور سخت جدوجہد کے بعد بھی جب پتھر نے جنبش نہ کی تو ہم لوگ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ بیان کیا حضورؐ نے فرمایا "اچھا ہم کھودیں گے" یہ کہہ کر حضورؐ اس مقام پر پہنچے خندق میں اُترے اور کدال ہاتھ میں لے کر پتھر پر ماری اور پتھر کو ریزہ ریزہ کر دیا۔ جابر رضی کہتے ہیں کہ اس وقت حضورؐ کے شکم مبارک پر پتھر بندھا ہوا تھا اور ہم لوگوں نے بھی تین دن سے کچھ نہیں کھایا تھا۔ (بخاری)

جابر رضی کہتے ہیں کہ خندق کے پتھر کو ریزہ ریزہ کر دینے کے واقعہ کے بعد میں اپنے گھر گیا اور اپنی بیوی سے کہا "تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے میں نے حضورؐ کو بہت بھوکا پایا ہے" یہ سن کر میری بیوی نے ایک تھیلا نکالا جس میں ساڑھے تین سیر کے قریب جو تھے اور ان کو پیس لیا پھر بھیڑ کے ایک بچہ کو ذبح کر کے اس کا گوشت ہانڈی میں چڑھا دیا میں یہ تیاری دیکھ کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آہستہ سے عرض کیا "یا رسول اللہؐ! ہم نے بھیڑ کا ایک بچہ ذبح کیا ہے اور ساڑھے تین سیر جو پیسے ہیں آپ چند صحابہ کے ساتھ تشریف لے چلئے" حضورؐ نے یہ سن کر بلند آواز سے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا "خندق والو! جابر نے کھانا تیار کیا ہے جلدی چلو" اس کے بعد حضورؐ نے مجھ سے فرمایا "تم اپنی ہانڈی چولھے سے نہ اتارنا۔ اور آٹا نہ پکانا جب تک میں نہ آ جاؤں" چنانچہ حضورؐ صحابہ کے ساتھ میرے گھر تشریف لائے میں نے گندھا ہوا آٹا حضورؐ کی خدمت میں پیش کیا آپ نے آپ دہن آٹے میں ڈالا اور برکت کی دعا کی پھر ہانڈی کی طرف بڑھے اور اس میں بھی لعاب دہن ڈال کر برکت کی دعا کی، اور پھر فرمایا، روٹی پکاؤ۔ ہانڈی چولھے پر رہنے دو اور سالن نکالتے جاؤ جابر رضی کا بیان ہے کہ ایک ہزار آدمیوں نے یہ کھانا سیر ہو کر کھا لیا۔

یہود بنو نضیر نے تمام عرب قبائل اور یہود کو اپنا ہمنوا بنا لیا تھا صرف یہود بنو قریظہ رہ گئے تھے جو مسلمانوں سے عہد مودت ہو جانے کے باعث ان سے علیحدہ تھے، یہود بنو نضیر کے سردار حیی بن اخطب نے ان کے سردار کعب بن اسد کو بھی ہموار کر لیا اور وہ معاہدہ توڑ کر دشمنوں میں شامل ہو گیا حضورؐ کو اس کی خبر ملی تو آپ فکر میں مبتلا ہو گئے۔ اس لئے کہ یہود بنو قریظہ ہمسایہ تھے۔ اور دوسرے دشمنوں کی مخالفت سے ان کی بدعہدی و خیانت مسلمانوں کو زیادہ نقصان پہنچا سکتی تھی۔ حضورؐ نے یہ اطلاع پا کر حضرت سعد بن معاذ رضی اور سعد بن عبادہ رضی کو جو ایام جاہلیت میں بنو قریظہ کے حلیف تھے۔ تحقیق حال کے لئے ان کے پاس بھیجا اور انھوں نے واپس آ کر واقعہ کی تصدیق کی۔

مختصر یہ کہ خندق تیار ہو جانے کے بعد مشرکین عرب اور یہود کی تقریباً چوبیس ہزار فوج صرف تین ہزار مسلمانوں سے لڑنے کے لئے آگئی اور مدینہ کے باہر اُحد کی جانب لشکر ڈال دی۔ مدینہ کے منافقوں نے دشمنانِ اسلام کے ٹڈی دل لشکر کو دیکھا تو وہ گھبرا گئے اور اپنے گھروں کی حفاظت کے بہانے لشکر اسلام سے علیحدہ ہو کر چلے گئے۔ حضور نے مدینہ کی تمام عورتوں کو ان قلعوں میں بھیج دیا جو یہود بنو قریظہ کی آبادی کے قریب تھے اور اس کے بعد مقابلہ کی تیاریاں شروع کیں۔ تین سو مجاہدین اسلام کو دو حصوں میں تقسیم کر کے مدینہ کی ان سمتوں پر حفاظت کے لئے مقرر فرمایا۔ جدھر سے دشمنوں کے گھس آنے کا اندیشہ تھا اور پھر خندق کے مختلف حصوں پر فوج کو تقسیم کر کے حکم دیا کہ خود حملہ آور نہ ہوں دشمنوں کے حملوں کی مدافعت کریں۔ فوج کا ایک حصہ حضور نے اپنے ماتحت بھی رکھا۔

دشمنانِ اسلام نے اپنے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا تھا۔ قبیلۂ غطفان کے لوگ عیینہ بن حصن فزاری کے ماتحت تھے جو عرب کا ایک مشہور جنگی افسر تھا۔ بنو اسد کے لوگ طلیحہ کی نگرانی میں تھے اور سارے لشکر کی نگرانی ابوسفیان کے ہاتھ میں تھی۔

عرب و یہود کا یہ ٹڈی دل لشکر مدینہ میں حملہ کرنے کے ارادہ سے آگے بڑھا دیکھا تو خندق ان کے اور مسلمانوں کے درمیان حائل تھی۔ دشمنانِ اسلام اس نئے طریقۂ جنگ کو دیکھ کر حیران رہ گئے اور خندق کو عبور کرنے سے مجبور ہو کر اسلامی لشکر کو محاصرہ میں لے لیا تقریباً ایک مہینہ تک یہ محاصرہ قائم رہا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک طرف تو لشکر کفار میں کافی سامان نہ ہونے کے سبب بد دلی پھیلنے لگی اور بیمار پڑے پڑے لوگ اُکتا گئے اور دوسری جانب سخت سردی، متواتر فاقوں اور ہر وقت کے خطرات نے مسلمانوں کی حالت کو نہایت نازک کر دیا چنانچہ احادیث میں آیا ہے کہ ایام محاصرہ میں تین دن کے فاقہ کے بعد جب صحابہ نے بھوک سے بیتاب ہو کر اپنے پیٹوں کو کھول کر پتھر بندھے ہوئے حضور کو دکھائے تو حضور نے بھی اپنا پیٹ کھول کر صحابہ کو دکھایا جس پر ایک پتھر کے بجائے دو پتھر بندھے ہوئے تھے، عرب کی عادت تھی کہ سخت بھوک کے وقت پیٹ سے پتھر باندھ لیا کرتے تھے تاکہ فاقہ سے اُن کی کمر نہ جھکنے پائے۔

محاصرہ کی سختیوں کو دیکھ کر ایک روز حضور کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ کہیں انصار ہمت نہ ہار جائیں اور اس خیال کی بنا پر آپ نے یہ ارادہ کر لیا کہ قبیلۂ غطفان سے مدینہ کی پیداوار کی تہائی پر صلح کر لی جائے۔ چنانچہ انصار کے سرداروں سعد بن عبادہ رضہ اور سعد بن معاذ کو بلا کر اس امر میں مشورہ کیا۔ دونوں حضرات نے عرض کیا کہ اگر خدا کے حکم سے ایسا ہوا ہے تو بہتر ہے۔ لیکن اگر صرف آپ کی ہی رائے ہے تو ہم کسی حالت میں اس خراج کو گوارا نہیں کر سکتے۔ اسلام سے پہلے بھی کسی کو ہم سے خراج لینے کی جرأت نہیں ہوئی اور اب اسلام کے بعد تو کوئی جرأت کر ہی نہیں سکتا۔ حضور ؐ اس جواب سے بے حد مسرور ہوئے اور جو خلش قلب مبارک میں پیدا ہوئی تھی رفع ہو گئی۔

مشرکین عرب اور یہود نے ادھر تو خندق کی جانب سے مسلمانوں کو محاصرہ میں لے رکھا تھا اور دوسری جانب وہ اس فکر میں تھے کہ ان قلعوں کی جانب سے مدینہ پر حملہ کریں جن میں مدینہ کے اہل و عیال پناہ گزیں تھے، چنانچہ ایک روز ایک یہودی مدینہ پر حملہ آوری کے لئے ان قلعوں کے قریب راستہ تلاش کر رہا تھا کہ حضور ؐ کی پھوپھی حضرت صفیہ رضہ نے اس کو دیکھ لیا اور حسان بن ثابت شاعر کو جو عورتوں کی نگرانی پر مامور تھے حکم دیا کہ قلعہ سے باہر نکل کر اس یہودی کو مار ڈالو۔ حسان بن ثابت نے اپنے آپ کو اتنا جری نہ پایا اور باہر نکلنے سے انکار کر دیا تو حضرت صفیہ رضہ خود خیمہ کی چوب لے کر قلعہ سے باہر نکلیں اور یہودی کے سر پر اس زور سے چوب ماری کہ اس کا سر پھٹ گیا اور وہ مر گیا پھر آپ نے اس کی نعش کو اس جانب پھینک دیا جدھر یہود کا لشکر تھا یہود نے نعش کو دیکھ کر یہ رائے قائم کی کہ مسلمانوں کی محافظ جماعت ادھر بھی متعین ہے اور اس کے بعد پھر کوئی ادھر متوجہ نہ ہوا۔

مشرکین عرب اور یہود چونکہ خندق کو عبور نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے خندق کے اُدھر سے عموماً مسلمانوں پر پتھر اور تیر برسایا کرتے تھے۔ جس کا جواب وہ مسلمان جماعتیں دیتی رہتی تھیں جو مختلف مقامات پر متعین تھیں۔ جب دشمنانِ اسلام نے دیکھا کہ یہ بیہودہ طریقۂ جنگ بے سود ہے اور محاصرہ طوالت اختیار کرتا جاتا ہے تو اُنھوں نے عام حملہ کا ارادہ کیا اور خندق کے اس حصہ کو حملہ کے لئے انتخاب کیا جہاں خندق کی چوڑائی کم تھی چنانچہ ایک روز ضرار بن خطاب (حضرت عمر رضہ کے بھائی) جبیرہ، نوفل، اور عمرو بن عبد ود عرب کے مشہور بہادروں نے جن میں سے عمرو بن عبد ود ایک ہزار سواروں کے برابر مانا جاتا تھا گھوڑوں پر سوار ہو کر ایڑ لگائی اور خندق کے پار ہو گئے عمرو بن عبد ود جنگ بدر میں زخمی ہوا تھا اور قسم کھائی تھی کہ جب تک اپنے زخم کا بدلہ نہ لیلوں گا سر میں تیل نہ ڈالوں گا۔ اس وقت اگرچہ اس کی عمر نوے سال کی تھی لیکن جوانوں کی سی جرأت رکھتا تھا۔ خندق کے پار ہو کر اس نے مقابل کو طلب کیا اور حضرت علی رضہ حضور ؐ کی اجازت سے اس کے مقابلہ پر گئے۔ عمرو بن عبد ود نے پوچھا "تم کون ہو؟" حضرت علی رضہ نے نام بتایا عمرو بن عبد ود نے کہا "میں تم سے لڑنا نہیں چاہتا" حضرت علی رضہ نے فرمایا "لیکن میں تم سے لڑنا چاہتا ہوں" عمرو بن عبد ود یہ سن کر غضبناک ہو گیا اور تلوار سے حضرت رضہ پر حملہ کیا حضرت علی رضہ نے تلوار کو سپر پر روکا لیکن حملہ اس قدر سخت تھا کہ تلوار سپر کو کاٹ کر پیشانی پر لگی اور حضرت علی رضہ زخمی ہو گئے، مگر اُنھوں نے زخم کی پرواہ نہ کی اور اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر عمرو بن عبد ود پر تلوار کا وار کیا آپ کی تلوار نے عمرو بن عبد ود کے شانہ کو اُڑا دیا اور پھر اُس کو مار ڈالا عمرو بن عبد ود کے بعد ضرار اور جبیرہ وغیرہ بڑھے لیکن حضرت علی رضہ کے تیور دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے، بھاگتے ہوئے نوفل خندق میں گر پڑا اور حضرت علی رضہ نے خندق میں اتر کر تلوار سے اس کا خاتمہ کر دیا۔ ٦٩

یوں تو پتھر اور تیر برسانے کی جنگ اکثر ہوتی رہتی تھی لیکن آج کی لڑائی بڑی زبردست تھی عرب اور یہود صبح سے شام تک برابر پوری قوت سے پتھر اور تیر برسا رہے تھے بارش ہو رہی تھی، پانی تھمنے کا نام نہ لیتا تھا کڑاکے کی سردی پڑ رہی تھی اور مسلمان مدافعت کر رہے تھے، یہاں تک کہ اس مدافعت میں حضور ؐ اور صحابہ کی چار نمازیں بھی قضا ہو گئیں۔

مختصر یہ کہ محاصرہ کی طوالت سے یہود و کفار کی ہمتیں پست ہو گئیں اور موسم کی سختی اور سامان رسد کی فراہمی نے ان کی پریشانی کو اور بڑھا دیا یہاں تک کہ ایک روز ایک بلائے آسمانی ان پر نازل ہوئی جس نے ان کو بالکل حواس باختہ کر دیا یعنی ایک روز سخت آندھی سے لشکر گاہ کے خیمے اکھڑ گئے اور چولھوں پر جو ہانڈیاں چڑھی ہوئی تھیں وہ الٹ گئیں

ادھر تو کفار و یہود کی یہ حالت تھی اور اُدھر حضور ؐ اور مجاہدین اسلام بھی محاصرہ کی طوالت سے پریشان تھے انھیں ایام میں قبیلۂ غطفان کا ایک سردار نعیم بن مسعود ثقفی حضور ؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا "میں اسلام قبول کر چکا ہوں لیکن میری قوم میں سے کسی کو میرے اسلام کی خبر نہیں ہے جو خدمت مجھ سے حضور ؐ لینا چاہیں میں حاضر ہوں" حضور ؐ نے فرمایا "تم تجربہ کار اور عقلمند آدمی ہو دشمنانِ اسلام کے دفعیہ کی کوئی تدبیر کرو" نعیم بن مسعود رضہ حضور ؐ کا ارشاد سن کر یہود بنو قریظہ کے گروہ میں پہنچے اور ان سے کہا "تم کو قریش نے بیوقوف بنا رکھا ہے قریش اور غطفان دور کے رہنے والے ہیں فتح حاصل ہوئی تو مال غنیمت لے کر چلے جائیں گے اور مدینہ ملک پر قبضہ کر لیں گے۔ اور تم کو چھوڑ جائیں گے اور مسلمان اور تم دو ہمسایہ قومیں ہو شکست کے بعد تم کو ہر وقت مصیبت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اگر مسلمانوں سے لڑنا اور قریش کا ساتھ دینا تمہارے خیال میں ضروری ہو تو اطمینان کی صرف ایک ہی صورت ہو سکتی ہے کہ تم قریش کے آدمیوں کو ضمانت کے طور پر پہلے لے لو تاکہ وہ تم کو چھوڑ کر نہ بھاگ سکیں"

نعیم بن مسعود چونکہ یہودیں کافی عزت رکھتے تھے اس لئے ان کی یہ بات اُن کو پسند آگئی۔ اور اُنھوں نے قریش سے ان کے نوجوانوں کو ضمانت کے طور پر طلب کرنے کا ارادہ کر لیا۔ یہاں سے فارغ ہو کر نعیم بن مسعود قریش اور قبائل غطفان کے لشکر میں پہنچے اور اُن سے کہا۔ کہ یہود بنو قریظہ حقیقت میں مسلمانوں سے لڑنا نہیں چاہتے محض تم کو دکھانے کے لئے تمہارے ساتھ ہو گئے ہیں صرف یہی نہیں بلکہ جنگ میں شرکت سے بنو قریظہ کا یہ مقصد بھی ہے کہ وہ تمہارے نوجوانوں کو اپنے قبضہ میں لا کر مسلمانوں کے سپرد کر دیں اور ہمسایگی کے حق کو ادا کر دیں۔

قریش میں چونکہ نعیم بن مسعود معتبر آدمی خیال کیا جاتا تھا اس لئے اُن کی بات قریش کے دل میں اُتر گئی اور فوراً ہی اُنھوں نے یہود بنو قریظہ کے پاس یہ خبر بھیجی کہ کل مسلمانوں پر قتم حملہ کرنا۔ یہود بنو قریظہ نے اس کے جواب میں کہلا بھیجا کہ کل سنیچر کا مبارک دن ہے اس روز ہم کوئی کام نہیں کرتے اس لئے کل ہماری طرف سے حملہ نہ ہو گا اور اس کے ساتھ ہی یہود بنو قریظہ نے یہ اطلاع دی کہ اپنی فوج کے نوجوانوں کو ضمانت امانت کے طور پر ہمارے پاس بھیجدو۔

یہود بنو قریظہ کے اس مطالبہ نے قریش کو یقین دلادیا کہ نعیم بن مسعود کی بات درست ہے اور اب بہتر یہی ہے کہ یہاں سے کوچ کر دیا جائے۔ چنانچہ ابوسفیان نے فوج کو مخاطب کر کے کہا "رسد ختم ہو چکی ہے موسم ناسازگار ہے۔ اور یہود کنارہ کش ہوتے جاتے ہیں اس لئے محاصرہ اُٹھا لو اور مکہ کی طرف روانہ ہو جاؤ۔"

ابوسفیان کا حکم سنتے ہی قریش اور غطفان نے کوچ کا نقارہ بجایا۔ اور اپنے اپنے گھروں کی طرف روانہ ہو گئے۔ اور اس کے بعد ہی یہود بنو قریظہ نے بھی محاصرہ اُٹھا لیا اور اپنے قلعوں میں چلے گئے۔

٥؎ جنگ خندق یا احزاب کا محاصرہ ۲۰-۲۲ دن تک جاری رہا چونکہ فریقین کو باقاعدہ جنگ کا موقع نہیں ملا اس لئے کسی فریق کو نقصان بھی اُٹھانا نہیں پڑا۔ مسلمانوں میں سے صرف چھ آدمی شہید ہوئے جن میں انصار کے سردار حضرت سعد بن معاذ بھی تھے ان کی رگ اکحل پر ایک تیر آ کر لگا تھا اس سے خون جاری رہتا تھا بنو قریظہ کے قتل کے بعد اسی زخم سے آپ نے وفات پائی اور مشرکین میں صرف تین آدمی مارے گئے۔

جنگ احزاب کا پورا واقعہ قرآن مجید کی سورۂ احزاب میں مذکور ہے اور اگرچہ یہ کوئی بڑی جنگ نہ تھی لیکن نتیجہ کے اعتبار سے خاص اہمیت رکھتی ہے یعنی اس جنگ کے بعد عربوں کو پھر کبھی مسلمانوں کے خلاف اتنے بڑے اجتماع کی جرأت نہ ہوئی اور نہ وہ خود بڑھ کر حملہ کا اظہار کرتے ہوئے کبھی مسلمانوں کے مقابلہ پر آئے پھر قریش مکہ کے واپس چلے جانے کے کچھ دنوں کے بعد ہی قریش کے دو بڑے سردار یعنی حضرت عمرو بن العاص رضؓ اور حضرت خالد بن ولیدؓ مکہ سے مدینہ میں حاضر ہوئے اور حلقۂ اسلام میں داخل ہو کر اسلام کے بہترین و مخلص خدمت گزار بنے۔

غزوۂ بنو قریظہ ۔ اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ حضورؐ ہجرت فرما کر جب مدینہ میں تشریف لائے تھے تو آپ نے اس علاقہ کے طاقتور عنصر یہود سے معاہدۂ مودت کر لیا تھا جس میں یہود کو جانی مالی اور دینی آزادی عطا کر دی گئی تھی کچھ دنوں بعد یہود کو مکہ کے کفار نے بھڑکایا اور وہ عہد مودت توڑ کر بغاوت پر آمادہ ہو گئے۔ حضورؐ نے یہود کو بغاوت سے روکا، اور معاہدہ کی تجدید کی خواہش کی لیکن یہود کے ایک بڑے عنصر بنو قینقاع نے حضورؐ کی درخواست کو قبول نہیں کیا اور جنگ پر آمادہ ہو گئے مجبور ہو کر حضورؐ نے ان کا محاصرہ کر لیا۔ اور ان کو اطاعت پر مجبور کر دیا۔ اور پھر ان کے ایک گروہ کو شام کے علاقہ اذرعات کی جانب جلا وطن کر دیا۔ پھر کچھ دنوں بعد یہود کے قبیلہ بنو نضیر نے مخالفت کا اظہار کیا حضورؐ نے ان کے [illegible]

مدینہ اور اطراف مدینہ سے نکال دیا جائے لیکن یہود بنو قریظہ نے آئندہ امن و امان کی زندگی بسر کرنے کا وعدہ کر کے مسلمانوں سے دوبارہ معاہدہ کر لیا اور مدینہ کے اطراف میں بدستور اپنی آبادیوں میں سکونت پذیر رہے۔

غزوۂ خندق میں یہود بنو نضیر اور قریش مکہ کے بھڑکانے سے یہود بنو قریظہ نے بھی عہد مودت کو توڑ دیا اور اپنی پوری قوت سے مخالف عرب اور یہود کے لشکر میں شامل ہو گئے حضورؐ کے لئے ان کی شرکت نہ صرف موجب ملال بلکہ خطرہ ثابت ہوئی اور حضورؐ نے ان کو شرکت سے باز رکھنا چاہا لیکن یہ بعض شرارت اور آخر وقت تک عرب قبائل اور یہود بنو نضیر کے شامل حال رہے۔

غزوۂ خندق سے فارغ ہو کر حضورؐ واپس تشریف لائے اور مکان میں رفع تکان وغیرہ کی غرض سے غسل فرما رہے تھے کہ خدا وند تعالیٰ کا یہ حکم صادر ہوا کہ بنو قریظہ کا خاتمہ کر دو اور آئندہ کے لئے دشمنان اسلام کو اتنا کمزور، دست و ہمت برباد کر دو کہ ان میں حملہ آوری یا لشکر کشی کی جرأت باقی نہ رہے۔ چنانچہ فوراً حضورؐ نے لشکر اسلام کے نام یہ حکم جاری کیا کہ ابھی کوئی اسلحۂ جنگ کو جسم سے نہ اُتارے اور یہود بنو قریظہ کی آبادی ادھر عصر کی نماز کوئی شخص نہ پڑھے۔" یہ حکم جاری فرما کر حضورؐ روانگی پر تیار ہو گئے۔ اور اسی روز لشکر اسلام کو ساتھ لے کر بنو قریظہ کی آبادیوں میں پہنچے اور اُن کو محاصرہ میں لے لیا۔

یہود بنو قریظہ کو چاہئے تو یہ تھا کہ وہ صلح و آشتی سے معاملہ کو طے کر لیتے لیکن اُنھوں نے ایسا نہیں کیا اور حضورؐ کی شان میں ناقابل برداشت گستاخیاں کیں اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تقریباً ایک مہینے یہود بنو قریظہ کو مسلمانوں نے چاروں طرف سے حصار میں لئے رکھا اور ان کی حالت ان پر تنگ کر دی۔

محاصرہ کے ایام میں محاصرہ سے تنگ آ کر ایک روز یہود بنو قریظہ کے سردار کعب بن اسد نے اپنی قوم کو جمع کیا اور کہا "اس مصیبت سے نجات پانے کی صرف تین صورتیں ہیں ان میں سے جو صورت تم کو پسند ہو اختیار کر لو۔

۱۔ اسلام قبول کر کے اپنے آپ کو اور اپنے بیوی بچوں کو مسلمانوں کے ہاتھوں سے بچا لو۔

۲۔ سنیچر کی رات کو مسلمانوں پر شبخون مار کر ان کو فنا کر دو اس لئے کہ مسلمان اس امر سے واقف ہیں کہ یہود سنیچر کے دن کوئی کام نہیں کرتے وہ سنیچر کے دن غافل ہوں گے اور شبخون کامیاب رہے گا۔

۳۔ اپنے بیوی بچوں کو اپنے ہاتھوں سے قتل کر دو۔ مال و اسباب کو جلا ڈالو۔ اور بے فکر ہو کر اطمینان کے ساتھ مسلمانوں سے لڑو اگر اس صورت میں کامیابی نے ہمارا ساتھ دیا تو بہت سی بیویاں مل جائیں گی اور ناکام رہے تو عورتوں بچوں کی گرفتاری کا صدمہ ہم کو برداشت نہ کرنا پڑے گا۔

کعب بن اسد کی مذکورہ بالا تجاویز میں سے کسی ایک کو بھی یہود بنو قریظہ نے پسند نہیں کیا اور مصالحت کی تحریک شروع کر دی، چنانچہ اُنھوں نے حضورؐ کی خدمت میں کہلا کر بھیجا کہ آپ ہمارے سابق حلیف ابولبابہ کو ہمارے پاس بھیج دیجئے ہم ان سے معاملہ کو طے کرنے کی بابت مشورہ کریں گے۔ حضورؐ نے ان کی درخواست کو قبول کر لیا اور ابولبابہ کو بنو قریظہ کے پاس بھیجدیا۔

ابولبابہ بنو قریظہ میں پہنچے تو یہود اور ان کی عورتوں اور بچوں نے ان کو گھیر لیا اور رو رو کر پوچھنا شروع کیا کہ "ہم کو کیا کرنا چاہئے، محاصرہ سے ہم تنگ آ گئے ہیں اگر ہم اپنے آپ کو محمدؐ کے حوالہ کر دیں تو وہ ہمارے ساتھ کیا سلوک کریں گے" ابولبابہ کو عورتوں اور بچوں کے رونے چلانے پر ترس آ گیا اور اُنھوں نے اپنے گلے پر ہاتھ پھیر کر بتایا کہ تمہارے ساتھ یہ سلوک کیا جائے گا یعنی تم کو قتل کیا جائے گا۔

[illegible]

یار از کا اظہار کر گئے انھوں نے خیانت کا ارتکاب کیا ہے اور ایک ناقابل عفو جرم ہے وہ وہاں سے اُٹھے حصار سے باہر آئے اور ندامت کے سبب حضور کی خدمت میں حاضر نہ ہوئے بلکہ مدینہ جا کر اپنے آپ کو مسجد نبوی کے ایک ستون سے باندھ لیا اور عہد کیا کہ جب تک خداوند تعالیٰ ان کی توبہ کو قبول نہ فرمائے گا اور حضور اپنے دست مبارک سے نہ کھولیں گے میں اسی طرح بندھا رہوں گا۔ چنانچہ چھ روز تک اور بقول بعض دس روز تک ابولبابہ ستون سے بندھے رہے۔ نماز کے وقت اپنے آپ کو ستون سے علیحدہ کر لیتے اور نماز پڑھ کر پھر باندھ لیتے آخر خداوند تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور حضور نے اپنے ہاتھوں سے ان کو ستون سے کھول کر علیحدہ کیا۔

مختصر یہ کہ ۲۰ یا ۲۵ روز تک محاصرہ جاری رہا۔ آخر مجبور ہو کر بنو قریظہ نے اپنے آپ کو مسلمانوں کے حوالہ کر دیا اور یہ کہا کہ ہمارے معاملہ میں حضرت سعد بن معاذ جو فیصلہ کر دیں وہ ہم کو منظور ہے۔ یہ سن کر حضور نے سعد بن معاذ رضؓ کو طلب فرمایا وہ اس وقت زخمی ہونے کے سبب مسجد نبوی کے اندر یا قریب اس خیمہ میں مقیم تھے جو زخمیوں کے علاج کے لئے نصب کیا گیا تھا۔ حضرت سعد بن معاذ رضؓ کو گدھے پر سوار کر کے لایا گیا۔ حضور نے ان کو آتے دیکھ کر صحابہ سے فرمایا "تمہارا سردار آرہا ہے کھڑے ہو کر اس کی تعظیم دو"۔ چنانچہ قبیلۂ بنو اوس کے لوگوں نے کھڑے ہو کر ان کی تعظیم کی اور حضور کی خدمت میں ان کو لے آئے حضور نے [illegible] قصے سے ان کو آگاہ کیا اور یہود بنو قریظہ کے معاملہ کو ان کے ہاتھ میں دے دیا۔

سعد بن معاذ رضؓ چونکہ بنو قریظہ کے حلیف تھے اس لئے ان کو یقین تھا کہ وہ فیصلہ میں ہماری رعایت کریں گے۔ اور خطرات سے ہم کو بچا لیں گے لیکن حضرت سعد بن معاذ رضؓ نے حق کی حمایت کی اور انصاف سے کام لیا یعنی یہ فیصلہ کیا کہ بنو قریظہ کے مردوں کو قتل کر دیا جائے عورتوں اور بچوں کو لونڈی غلام بنا لیا جائے اور ان کے مال و اسباب کو مسلمانوں پر تقسیم کر دیا جائے حضور نے یہ فیصلہ سن کر فرمایا "سعد رضؓ تم نے بنو قریظہ کے معاملہ میں خدا کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے" اس کے بعد یہود بنو قریظہ کے چار سو اور بقول بعض سات سو آدمیوں کو قتل کر دیا گیا۔ اور ان کے مال و متاع اور بیوی بچوں پر قبضہ کر لیا گیا۔ یہ فیصلہ واقعہ یہ ہے کہ قانون جنگ کے مطابق تھا۔ حضور نے ان کی طرف مروت کا ہاتھ بڑھایا تھا اور ان کو ہر قسم کی آزادی دے دی تھی لیکن وہ مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے اور معاذ اللہ اسلام کو فنا کرنے کی تدبیروں سے ایک لمحہ کے لئے بھی غافل نہ ہوتے تھے۔ اور کئی مرتبہ انھوں نے معاہدہ کی خلاف ورزی کی تھی۔ ایسے لوگوں کا علاج جنگی قانون میں صرف یہی تھا کہ ایک خدا پرست قوم کو ان کے خطرات اور [illegible] سے محفوظ رکھنے کے لئے ان کا بالکل خاتمہ کر دیا جائے اور دنیا کو ان کے فتنہ و فساد اور گمراہیوں سے بچا لیا جائے۔

متفرق واقعات ۔ ۱۔ زمانۂ جاہلیت اور ابتدائے اسلام میں متبنیٰ (منہ بولے) بیٹے کی بیوی سے نکاح ناجائز تھا۔ ۵ھ میں خداوند تعالیٰ نے متبنیٰ کو حقیقی بیٹے کی برابر سمجھنا باطل قرار دیا۔ اور اس کی منکوحہ سے طلاق کے بعد نکاح جائز قرار دیا۔ حضور نے اس رسم باطل کو باطل کرنے کے لئے اپنے متبنیٰ زید بن حارثہ کی مطلقہ حضرت زینب رضؓ سے نکاح کر لیا۔ حضرت زینب رضؓ حضور کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ حضور نے ان کا نکاح اپنے منہ بولے بیٹے زید بن حارثہ رضؓ سے کر دیا تھا لیکن حضرت زینب رضؓ اور زید بن حارثہ رضؓ میں ہمیشہ شکر رنجی رہی اور آخر حضرت زید رضؓ نے ان کو طلاق دے دی اور حضور نے ان سے نکاح کر لیا۔

۲۔ اس سال عورتوں کے متعلق بہت سے ضروری احکام نازل ہوئے مثلاً عورتوں کی عصمت حفاظت کے لئے ان کا محتاط پردے میں باہر نکلنا اور زیور وغیرہ کی آواز راستہ میں بلند نہ کرنا اور ازواج مطہرات کے لئے گھر سے باہر نکلنے کی ممانعت۔

۳۔ پانی دستیاب نہ ہونے کی صورت میں تیمم کا جائز ہونا شروع ہوا۔

۴۔ بعض مورخین کا بیان ہے نماز خوف کا حکم بھی اسی سال نازل ہوا۔

۵۔ اسی سال چاند اور سورج گرہن کی نماز (صلوٰۃ کسوف و خسوف) شروع ہوئی۔

۶۔ اسی سال حضور ایک موقع پر گھوڑے سے گرے اور ران میں چوٹ آئی جس کی وجہ سے پانچ روز تک حضور گھر سے باہر نہ نکل سکے اور بیٹھ کر نماز ادا کی۔

۷۔ بعض مورخین کا بیان ہے کہ حج کی فرضیت بھی اسی سال ہوئی اور بعض کا بیان ہے کہ حج اس سال کے بعد فرض ہوا۔

۶ھ کے واقعات

اس سال کوئی بڑی لڑائی نہیں ہوئی اس لئے کہ غزوۂ احزاب میں عرب والوں کی متحدہ لشکر کشی میں ناکامی نے ان کی ہمت کو توڑ دیا تھا اور اب مسلمانوں کی طرف خود متوجہ ہونے کے لئے آمادہ نہ ہوتے تھے۔ البتہ چھوٹی چھوٹی متعدد لڑائیاں عرب کے ڈاکوؤں سے ہوئیں جو مسلمانوں کو پریشان کرتے رہتے تھے۔

غزوۂ بنو لحیان ۔ ۳ھ میں قبیلۂ عضل و قارہ کے لوگوں کی درخواست پر حضور نے چھ صحابہ کو اسلام کی تعلیم دینے کے لئے روانہ کیا تھا۔ عضل و قارہ کے ان لوگوں نے مقام رجیع پہنچ کر ان صحابہ کے ساتھ غداری کی اور ان کو قتل کرا دیا۔ جمادی الاول ۶ھ میں حضور ان مظلوم شہداء کا انتقام لینے کیلئے دو سو سواروں کو لے کر قبیلہ بنو لحیان کی طرف روانہ ہوئے۔ بنو لحیان کے لٹیروں کو جب حضور کی آمد کی خبر ملی تو وہ اپنے مواشی لے کر پہاڑوں میں جا چھپے حضور نے ان کو بہت تلاش کرایا لیکن ان کا پتہ نہ چلا آخر مدینہ کو واپس تشریف لے آئے۔

غزوۂ غابہ ۔ غزوۂ بنو لحیان سے واپسی کے چند روز بعد قبیلۂ غطفان کا سردار عیینہ بن حصن اپنے قبیلہ کے چند سواروں کے ساتھ آیا۔ اور مدینہ کی چراگاہ پر چھاپہ مارا اور حضور کے اونٹوں کو جو وہاں چر رہے تھے ہانک کر لے گیا اور ایک غفاری شخص کو جو اونٹوں کی حفاظت پر مامور تھا قتل کر دیا اور اس کی بیوی کو اپنے ہمراہ لے گیا۔

سلمہ بن اکوع ایک صحابی جو تیر اندازی میں ماہر تھے۔ اس غارت گری کو دیکھ رہے تھے فوراً انھوں نے مدد کے لئے لوگوں کو پکارا اور پھر عیینہ اور اس کے ہمراہی سواروں پر تیر برساتے ہوئے ان کے تعاقب میں روانہ ہو گئے۔ ان کا تنہا مقابلہ پر جانا محض اس غرض سے تھا کہ غارتگر کہیں چھپ نہ جائیں اور مدینے سے مدد آ جائے۔

سلمہ بن اکوع تیر انداز بھی تھے اور بھاگنے میں بھی مشاق تھے انھوں نے غارتگروں کو اپنی تدبیر سے الجھائے رکھا کبھی ان پر تیر برساتے اور جب وہ ان پر حملہ کرنے اور ان کو گرفتار کرنے کے لئے بڑھتے تو کسی طرف بھاگ جاتے۔

حضرت سلمہ رضؓ کی پکار کو حضور نے سنا اور فوراً چند سواروں کو سعد بن زید رضؓ کی ماتحتی میں امداد کے لئے روانہ کر دیا اور پھر خود بھی صحابہ کو لے کر روانہ ہوئے بنو غطفان مسلمانوں کو دیکھ کر بھاگ گئے اور اونٹوں اور اپنی تیس چادروں کو چھوڑ گئے۔ ان کا ایک آدمی بھی مارا گیا۔ حضور نے تمام سامان پر قبضہ کر لیا اور مقام ذی قرد میں رات بسر کی اور پھر مدینہ کو واپس تشریف لے آئے چونکہ اس غزوہ میں حضور نے مقام ذی قرد میں رات کو قیام فرمایا تھا۔ اس لئے اس غزوہ کو ذی قرد بھی کہتے ہیں۔

غزوۂ حدیبیہ ۔ مہاجرین کو اپنا وطن مالوف مکہ چھوڑے ہوئے چھ سال گزر چکے ہیں ان میں سے بہت سے مہاجرین کے اہل و عیال مدینہ میں آ گئے ہیں۔ لیکن بعض کے بیوی بچے اب بھی مکہ ہی میں ہیں۔ وطن کی محبت، بیوی بچوں کا خیال اور پھر سب سے زیادہ بیت اللہ کے طواف و زیارت کا شوق مہاجرین کو بے چین کئے ہوئے تھا۔ حضور کے دل میں بھی بار بار خانۂ کعبہ کی خواہش ہوتی تھی۔ لیکن آپ وقت کے منتظر تھے۔ انھیں ایام میں ایک شب کو حضور نے خواب

میں دیکھا کہ آپ صحابہ کے ہمراہ مکہ تشریف لے گئے ہیں اور عمرہ ادا کر کے سب کے بال منڈوائے ہیں اس خواب نے حضورؐ اور صحابہ کے شوق کو بڑھا دیا۔ اور زیارت بیت اللہ کے جذبے نے دلوں میں آگ لگا دی۔

مختصر یہ کہ حضورؐ نے حج اور عمرہ ادا کرنے کا ارادہ کر لیا اور تیرہ یا چودہ سو صحابہ کی جماعت کو ساتھ لے کر مدینہ سے مکہ کی جانب روانہ ہوئے مدینہ سے چھ میل بڑھ کر مقام ذوالحلیفہ پر حضورؐ نے عمرہ کا احرام باندھا اور جو اونٹ قربانی کے لئے لائے تھے ان کی گردنوں میں قربانی کی علامت کے طور پر لوہے اور چمڑے کے ٹکڑوں کے ہار بنا کر ڈال دئے گئے۔

حضورؐ نے اس خیال سے کہ کہیں مشرکین مکہ یہ گمان نہ کریں کہ مسلمان جنگ کے ارادہ سے آئے ہیں۔ صحابہ کو یہ حکم دے دیا تھا کہ عمرہ کا احرام باندھ لو۔ قربانی کے جانور ساتھ لے لو اور نیام میں پڑی ہوئی تلوار کے سوا کوئی ہتھیار اپنے ساتھ نہ لو۔ چنانچہ تمام مسلمانوں نے ایسا ہی کیا اور صرف وہی شان اختیار کی جو ایک زائر حرم کی ہوتی ہے۔ لیکن مشرکین مکہ کو اس پر بھی اطمینان نہیں ہوا۔ اور انھوں نے مسلمانوں کی آمد کی خبر پا کر فوراً مدافعت کی تیاریاں شروع کر دیں۔

عرب میں ان ایام میں جدال و قتال حرام سمجھا جاتا تھا لیکن مشرکین مکہ نے ان ایام کی حرمت کا خیال نہیں کیا اور لڑائی کی تیاریاں شروع کر دیں حضورؐ اطمینان سے راستہ طے کر رہے تھے۔ اور قریش کی تیاریوں کی آپ کو کوئی اطلاع نہ تھی جب آپ مقام عسفان میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ قریش جنگ پر تیار ہیں اور خالد بن ولیدؓ کو ایک دستۂ فوج کا افسر بنا کر انھوں نے مقام کراع الغمیم کی جانب بھیج دیا ہے اور علانیہ یہ کہتے ہیں کہ ہم محمدؐ اور ان کے ہمراہیوں کو ہرگز ہرگز مکہ میں داخل نہ ہونے دیں گے۔

حضورؐ نے قریش کی تیاریوں کی خبر پا کر صحابہ سے فرمایا۔ "قریش نے مدافعت کے لئے حلیف قبائل کو اکٹھا کر لیا ہے اور خالد بن ولید کو کراع الغمیم کی جانب ایک دستۂ فوج کے ساتھ بھیج دیا ہے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ اس راستہ کو چھوڑ کر داہنی جانب سے غیر معروف و دشوار راستہ پر چلو اور مکہ کے نشیبی علاقہ کی طرف بڑھو۔" چنانچہ زائرین بیت اللہ کا قافلہ مقام ثنیۃ المرار کی جانب بڑھا جب یہ قافلہ غمیم کے قریب پہنچا اور خالدؓ نے زائرین حرم کے گھوڑوں کی گرد کو اڑتا دیکھا تو وہ فوراً مکہ کی جانب دوڑ گئے اور قریش کو اطلاع دی کہ مسلمان مقام غمیم تک پہنچ گئے ہیں۔ ۲ ے

حضورؐ غمیم سے آگے بڑھے اور مکہ سے ایک منزل اِدھر مقام حدیبیہ پر پہنچے اور آگے بڑھنا چاہا تھا کہ آپ کی اونٹنی قصویٰ ٹھیر گئی اور آگے بڑھنے کے بجائے زمین پر بیٹھ گئی حضورؐ نے اس کو آگے بڑھانا چاہا لیکن قصویٰ نے مکہ کا رخ نہیں کیا اور حدیبیہ سے آگے قدم نہ بڑھایا۔ صحابہ نے عرض کیا۔ "یا رسول اللہ! قصویٰ تھک گئی ہے۔" حضورؐ نے فرمایا۔ "تھکی نہیں ہے بلکہ اس کو اس ذات نے آگے بڑھنے سے روک دیا ہے جس نے اصحاب فیل کے ہاتھیوں کو آگے بڑھنے سے روک دیا تھا۔"

مختصر یہ کہ قصویٰ کے آگے نہ بڑھنے پر حضورؐ اونٹنی سے اتر پڑے اور حدیبیہ میں ٹھہرنے کا اعلان کر دیا۔ حدیبیہ اصل میں ایک کنوئیں کا نام تھا یہاں کی آبادی بھی اسی نام سے مشہور ہو گئی تھی، یہاں چونکہ صرف ایک کنواں تھا اور زائرین حرم کی تعداد چودہ سو تھی۔ اس لئے قیام کرنے کے بعد جب لوگوں نے کنوئیں میں سے پانی بھرا تو وہ خالی ہو گیا اور صحابہ نے پانی کی قلت کی شکایت پیش کی اور حضورؐ نے دعا کی اور آپ کی دعا سے کنوئیں میں اس قدر پانی آ گیا کہ پھر پانی کی شکایت پیدا نہیں ہوئی۔

حدیبیہ میں سب سے پہلے حضورؐ کی خدمت میں قبیلۂ خزاعہ کا سردار بدیل بن ورقہ حاضر ہوا۔ قبیلۂ خزاعہ نے اگرچہ اس وقت تک اسلام قبول نہیں کیا تھا لیکن وہ مسلمانوں کا حلیف اور راز دار تھا۔ اور قریش وغیرہ کے منصوبوں اور تدبیروں سے حضورؐ کو آگاہ کیا کرتا رہتا تھا۔ بدیل بن ورقہ نے بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ "قریش نے اعلان کیا ہے کہ وہ مسلمانوں کو ہرگز ہرگز مکہ میں داخل نہ ہونے دیں گے، چنانچہ مسلمانوں کو روکنے کے لئے ان کی فوج کا سیلاب آ رہا ہے۔" حضورؐ نے بدیل سے فرمایا۔ "تم قریش کے پاس جاؤ اور کہو کہ ہم دینی مسلمان، صرف عمرہ ادا کرنے کی غرض سے آئے ہیں۔ ہمارا ارادہ لڑنے کا نہیں ہے قریش کی حالت جنگ نے زار و زبوں کر دی ہے بہتر ہے کہ وہ مجھ سے صلح کر لیں اور اگر وہ اس پر آمادہ نہ ہوں تو پھر میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان سے اس وقت تک لڑوں گا جب تک کہ میری گردن میرے شانوں پر ہے۔"

بدیل بن ورقہ حضورؐ کا پیام لے کر قریش میں پہنچے اور کہا۔ "میں محمدؐ کا پیام لایا ہوں اجازت ہو تو کہوں۔" بعض شریر لوگوں نے جواب میں کہا۔ "ہم کو محمدؐ کا پیام سننے کی ضرورت نہیں ہے۔" لیکن سنجیدہ مزاج لوگوں نے بدیل سے حضورؐ کا پیام اور شرائط صلح سنیں اور جواب میں کہا کہ "یہ درست ہے کہ محمدؐ اور ان کے ساتھی لڑنے نہیں آئے ہیں عمرہ کرنے آئے ہیں لیکن ہم ان کو کسی حیثیت سے بھی مکہ میں داخل نہ ہونے دیں گے۔ ہم کسی طرح اس ننگ و عار کو گوارا نہیں کر سکتے کہ عرب میں یہ چرچا ہو کہ ہمارے دشمن زبردستی مکہ میں داخل ہوئے اور عمرہ کر کے واپس چلے گئے۔"

بدیل قریش کا جواب سن کر واپس چلے آئے، اس کے بعد اہل مکہ نے حلیس بن علقمہ قبائل احابیش کے سردار کو مسلمانوں کی حالت دریافت کرنے کے لئے روانہ کیا حلیس نے حدیبیہ کے قریب پہنچ کر قربانی کے اونٹوں کو چرتے دیکھا۔ تو اس کو یقین ہو گیا کہ واقعی مسلمان عمرہ کرنے کی غرض سے آئے ہیں۔ جدال و قتال کا ارادہ نہیں ہے اور اس نے واپس جا کر قریش کو اطمینان دلایا کہ واقعی مسلمان لڑنے کے لئے نہیں آئے ہیں۔ قریش نے ان کی رائے کو سن کر کہا۔ "حلیس! تم بدوی (دیہاتی یا جنگلی ہو) ان باتوں کو کیا جانو۔" قریش کا یہ جواب سن کر حلیس کو غصہ آ گیا اور اس نے کہا۔ "قریش! تم نے ہم سے جو معاہدہ کیا ہے تم اس کی خلاف ورزی کر رہے ہو۔ اور زائرین بیت اللہ کو اصول معاہدہ کے خلاف زیارت سے روک رہے ہو۔ بہتر یہ ہے کہ تم مسلمانوں کو عمرہ کر لینے دو۔ اور زیارت بیت اللہ سے نہ روکو۔ ورنہ میں اپنے قبیلہ کو لے کر تم سے لڑوں گا۔" قریش نے حلیس کو غضبناک پا کر نرم و شیریں باتوں سے اس کے غصہ کو ٹھنڈا کیا اور ظاہر کیا کہ معاملہ اس سے زیادہ سخت اور اہم ہے جتنا کہ تم سمجھتے ہو۔"

اس کے بعد عروہ بن مسعود قبیلۂ بنو ثقیف کے سردار نے قریش سے کہا۔ "مجھ کو اجازت دو کہ میں محمدؐ کے پاس جاؤں اور ان سے گفتگو کر کے معاملہ کو طے کروں۔ بظاہر انھوں نے جو شرائط پیش کی ہیں وہ معقول ہیں۔" قریش نے اجازت دے دی عروہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تشریف آوری کی غرض پوچھی حضورؐ نے جواب میں وہی الفاظ فرمائے جو بدیل بن ورقاء سے فرمائے تھے۔ عروہ نے آپ کے آخری الفاظ سے متاثر ہو کر عرض کیا۔ "محمدؐ! اگر اس بات کو مان لیا جائے کہ تم نے قریش کا استیصال کر دیا۔ تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ تم نے اپنی قوم کو خود اپنے ہاتھوں سے برباد کر دیا اور اس کی کوئی مثال

ــــه ابن ہشام کا بیان ہے کہ حضورؐ کو یہ خبر بشر بن سفیان کعبی نے پہنچائی تھی حضورؐ نے قریش کی تیاریوں کی خبر پا کر فرمایا۔ "قریش! افسوس ہے جدال و قتال کے خیال نے ان کو تباہ کر دیا مگر اب وہ مجھ کو اور عرب کو چھوڑ دیتے تو ان کا کیا نقصان تھا جدال و قتال کا سلسلہ تو ان کے حصہ میں جاری رہ سکتا ہے اگر وہ ہم پر غالب آ جاتے تو ان کی مراد حاصل ہو جاتی اور اگر خدا ان کو فتح نصیب کرتا تو یہ مقصد تو وہ ہر وقت حاصل کر سکتے ہیں۔ خدا کی قسم! میں اب اس وقت تک قریش سے لڑتا رہوں گا جب تک کہ خدا مسلمانوں کو ان پر کامل فتح نہ عنایت فرما دے۔" ۱۲

ــــه خالد بن ولیدؓ کے قبول اسلام کے سن میں مورخین کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں جنگ احزاب کے بعد آپ مسلمان ہو گئے تھے۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے اور بعض کا خیال ہے کہ صلح حدیبیہ کے بعد آپ نے اسلام قبول کیا تھا۔ ۱۲

دنیا میں پیش نہیں کی جا سکتی اور جنگ کا رخ بدلا اور قریش نے تم پر قابو پالیا تو یقیناً یہ جتنے لوگ تمہارے ساتھ ہیں سب کام آ جائیں گے۔ اس گفتگو کے وقت حضرت ابوبکر صدیق رض قریب ہی کھڑے تھے عروہ کے آخری الفاظ سن کر ان کو غصہ آگیا اور عروہ کو گالی دے کر سخت لہجہ میں کہا "کیا ہم حضور کو تنہا چھوڑ کر بھاگ جائیں گے"۔ عروہ نے ابوبکر کے الفاظ سن کر کہا "ابوبکر! میری گردن پر تمہارے ایک احسان کا بار ہے جس کو میں اس وقت تک نہیں اتار سکا ہوں اس لئے مجبور ہوں ورنہ میں بھی تمہاری سخت کلامی کا جواب دے سکتا تھا"۔ عروہ حضور کے قریب ہی بیٹھا ہوا تھا اور عرب کے دستور کے مطابق باتیں کرتے ہوئے حضور کی ریش مبارک پر ہاتھ رکھ دیتا تھا مغیرہ بن شعبہ جو ہتھیار لگائے ہوئے حضور کی پشت پر کھڑے تھے عروہ کی یہ حالت ناگوار گزری اور جب اس نے پھر حضور کی ریش مبارک پر ہاتھ رکھنا چاہا تو مغیرہ نے کہا "اپنا ہاتھ ہٹا لے ورنہ یہ ہاتھ پھر واپس نہ جا سکے گا"۔ عروہ نے نظر اٹھا کر مغیرہ کی طرف دیکھا اور کہا "مغیرہ! تو بھی عجب آدمی ہے کیا میں یہ کام تیرے ہی لئے نہیں کر رہا ہوں"۔ عروہ نے اس مجلس میں عقیدت و جاں نثاری کے اس منظر کو دیکھا جو حضور کے ساتھ صحابہ کو تھی۔ اس عقیدت و شیفتگی کے اس منظر کو جو اس نے آج تک بڑے بڑے بادشاہوں کے درباروں میں بھی نہیں دیکھی تھی۔ اس نے دیکھا کہ جب حضور کوئی بات کہتے ہیں تو تمام صحابہ پر خاموشی چھا جاتی ہے اور ان کے کان ہمہ تن حضور کے ارشادات کو سننے کی طرف متوجہ ہیں، سر جھکے زمین کی طرف ہوتے ہیں اور کسی کو اتنی جرأت نہیں ہوتی کہ حضور کے چہرۂ مبارک کی طرف دیکھ سکے۔ حضور وضو فرماتے ہیں تو گرتے ہوئے پانی کو صحابہ اس عقیدت سے اپنے ہاتھوں اور چہروں پر مل لیتے ہیں کہ اس کا ایک قطرہ بھی زمین پر گرنے نہیں دیتے اور اپنے چہرے اور سینوں پر مل لیتے ہیں۔

عروہ نے واپس جا کر قریش سے کہا "میں نے قیصر و کسریٰ کے درباروں کو دیکھا ہے لیکن عقیدت و شیفتگی کا جو منظر اور محبت و گرویدگی کا جو عالم میں نے محمد کی مجلس میں پایا وہ کہیں دیکھنے میں نہیں آیا"۔

اس کے بعد عروہ نے تمام واقعات کو سنایا اور اس کے بعد کہا "محمد کے جاں نثار انہیں کسی حال میں بھی ساتھ نہیں چھوڑ سکتے اب جو تمہارے دل میں آئے وہ کرو"۔

عروہ کی تمام گفتگو قریش نے حیرت و تعجب کے ساتھ سنی لیکن وہ کوئی مناسب فیصلہ نہ کر سکے اور مصالحت کی تحریک آگے نہ بڑھی۔ حضور نے جب قریش کو خاموش پایا تو تحریک مصالحت کو آگے بڑھانے کے لئے خراش بن امیہ خزاعی کو اپنے اونٹ پر سوار کر کے قریش کے پاس بھیجا اس سفارت سے مقصود یہ بھی تھا کہ قریش پر حجت کو تمام کر دیں۔ اور اس کے بعد جو کچھ کرنا ہے وہ کریں لیکن قریش نے خراش کی بات کو سننے سے پہلے ہی ان کی سواری کے اونٹ کو مار ڈالا اور ان کو بھی پکڑ کر قتل کر دینا چاہا، لیکن حلیس کے مقابلہ نے ان کو بچا لیا۔ اور وہ واپس چلے آئے۔

اس واقعہ کے بعد ہی قریش کے نوجوانوں کی ایک جماعت جدال و قتال کے جوش میں مکہ سے باہر نکلی اور وادی میں پہنچ کر مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ لیکن مسلمانوں نے ان کو دیکھ لیا اور ساری جماعت کو گرفتار کر لیا۔ نوجوانان قریش کی یہ حرکت اگرچہ انتہا درجہ کی اشتعال انگیز تھی لیکن مسلمانوں نے صبر و سکون سے کام لیا اور حضور نے انتقام کا جوش پیدا ہونے دینا صرف یہی نہیں بلکہ آپ نے ان شریر نوجوانوں کی شرارت کو بھی معاف فرما دیا اور سب کو چھوڑ دیا۔

بیعت رضوان کا واقعہ۔ مصالحت کی تحریک کو بار آور کرنا اور اتمام حجت چونکہ ضروری چیز تھی اس لئے حضور نے اس خدمت کو انجام دینے کے لئے حضرت عمر رض کو منتخب فرمایا حضرت عمر رض نے عرض کیا "یا رسول اللہ! قریش کو مجھ سے انتہا درجہ کی عداوت ہے اس لئے کہ میں نے ہمیشہ ان کے ساتھ سختی اور عداوت کا اظہار کیا ہے وہ یقیناً میری جان کے درپے ہوں گے اور اس کے ساتھ یہ امر واقعہ بھی ہے کہ اس وقت میری قوم کا کوئی ایسا آدمی نہیں ہے جو مجھ کو پناہ دے سکے یا قریش کے ہاتھوں سے مجھ کو بچا سکے۔ میری رائے یہ ہے کہ آپ حضرت عثمان رض کو سفیر بنا کر بھیجیں۔ وہ بنو امیہ کے ایک بڑے آدمی ہیں اور بنو امیہ میں اب بھی ان کی بڑی عزت ہے"۔ اس رائے کو حضور نے بہت پسند کیا اور حضرت عثمان رض کو آپ نے سفیر بنا کر بھیجا۔ حضرت عثمان رض مکہ میں داخل ہو کر اپنے ایک عزیز ابان بن سعید کے ہاں ٹھہرے اور حضور کا پیام قریش کو پہنچایا۔ قریش نے کہا "ہم محمد اور ان کے ہمراہیوں کو ہرگز مکہ میں داخل نہ ہونے دیں گے ہاں اگر تم تنہا عمرہ و طواف کرنا چاہتے ہو تو کر سکتے ہو"۔ حضرت عثمان رض نے کہا "میں عمرہ و طواف کروں گا تو حضور کے ساتھ ہی کروں گا تنہا نہیں کر سکتا"۔

گفتگو یہیں ختم ہو گئی۔ اور حضرت عثمان رض نے واپسی کا ارادہ کیا لیکن قریش نے ان کو روک لیا۔ ادھر جب حضرت عثمان رض کی واپسی میں دیر ہوئی تو مسلمانوں میں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ حضرت عثمان کو قتل کر ڈالا گیا، حضور نے اس خبر کو سن کر فرمایا "عثمان رض کے خون کا بدلہ لینا ضروری ہے"۔ اس لئے جب تک خون عثمان کا انتقام نہ لے لیں گے یہاں سے واپس نہ جائیں گے۔ یہ فرما کر حضور ببول کے ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور تمام صحابہ سے جاں نثاری کی بیعت لی۔ اسی بیعت کا نام بیعت الرضوان ہے جس کا ذکر قرآن مجید کی سورۂ فتح میں ان الفاظ سے کیا گیا ہے

لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینۃ علیھم واثابھم فتحاً قریباً۝	اے محمد! اللہ راضی ہوا مومنوں سے جب کہ وہ درخت کے نیچے تیرے ساتھ پر بیٹھ کر بیعت کر رہے تھے اللہ نے ان کے دلوں کا حال جان لیا پھر ان پر تسکین نازل کی اور اس کے بدلہ میں عنقریب ہی فتح دی۔

لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ حضرت عثمان رض کے قتل کی خبر غلط تھی۔

صلح۔ قریش کو جب بیعت رضوان کی خبر پہنچی اور ان کو یہ یقین ہو گیا کہ مسلمان لڑنے مرنے پر تیار ہیں تو ان کے غرور کا نشہ ہرن ہو گیا۔ اور مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کا رعب ان پر چھا گیا۔ فوراً انھوں نے قریش کے سب سے زیادہ فصیح و بلیغ اور معاملہ فہم شخص سہیل بن عمرو کو اپنا سفیر بنا کر حضور کی خدمت میں بھیجا اور یہ کہہ دیا کہ صرف اس شرط پر صلح ہو سکتی ہے کہ اس سال محمد اور ان کے ہمراہی واپس چلے جائیں اور آئندہ سال آ کر عمرہ کر لیں۔ ۷۳

سہیل بن عمرو کو آتے دیکھ کر حضور نے فرمایا "معلوم ہوتا ہے قریش اب صلح پر آمادہ ہیں کہ انھوں نے سہیل کو گفتگو کے لئے بھیجا ہے"۔ حضور کو سہیل کے حاضر خدمت ہو جانے پر مصالحت کی گفتگو شروع ہوئی اور دیر تک گفتگو رہنے کے بعد ان شرائط پر اتفاق ہوا۔

۱۔ اس سال مسلمان واپس چلے جائیں۔ آئندہ سال آئیں اور صرف نیاموں میں پڑی ہوئی تلواروں کے سوا کوئی اور ہتھیار لے کر مکہ میں داخل نہ ہوں۔ تین دن حرم میں ٹھہریں اور طواف و زیارت سے فراغت کر لیں ان ایام میں قریش مکہ سے باہر چلے جائیں گے۔

۲۔ مکہ میں جو مسلمان پہلے سے رہتے ہیں ان میں سے کسی کو اپنے ساتھ نہ لے جائیں اور تمہاری جماعت میں سے جو مسلمان مکہ میں رہ جانا چاہے اس کو نہ روکیں۔

۳۔ مسلمانوں اور کافروں میں سے جو شخص بھی مکہ سے مدینہ جائے گا اس کو واپس بھیج دیا جائے لیکن مدینہ کا جو مسلمان مکہ میں آ جائے گا اس کو واپس نہیں کیا جائے گا۔

۴۔ قبائل عرب میں سے مسلمان جس قبیلہ سے چاہیں معاہدہ کر لیں اور قریش جس کو چاہیں اپنا حلیف بنا لیں دونوں فریق اس معاملہ میں آزاد ہیں۔

۵۔ فریقین دس سال تک نہ لڑیں گے اور اس مدت میں امن و امان کے ساتھ رہیں گے۔

ان شرائط میں تیسری شرط مسلمانوں کے لئے بظاہر نہایت سخت تھی اور مسلمانوں کو اس کا صدمہ بھی تھا کہ اسی اثناء میں جبکہ معاہدہ لکھا جا رہا تھا سہیل بن عمرو کے بیٹے ابو جندل مکہ سے بھاگ کر مسلمانوں تک پہنچ گئے۔ ابو جندل مسلمان ہو چکے تھے اور کافروں نے ان کو زنجیروں میں باندھ رکھا تھا اور سخت تکلیفیں دیتے تھے۔ ابو جندل نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے

جسم کے زخموں کو دکھایا اور فریاد کی۔ حضورؐ نے سہیل بن عمرو سے فرمایا: "بہتر ہے کہ آپ ابوجندل کو ہمارے ساتھ جانے کی اجازت دے دیں۔" سہیل نے کہا: "شرائط صلح پر عمل کرنے کا یہ پہلا موقع ہے، آپ ابوجندل کو ہمارے حوالے کر دیں۔" حضورؐ نے فرمایا: "ابھی صلح نامہ لکھا نہیں گیا ہے۔" سہیل نے کہا: "اگر آپ کو یہ منظور نہیں ہے تو ہم کو بھی صلح منظور نہیں ہے۔" آخر شرائط صلح کے مطابق حضورؐ نے ابوجندلؓ کو واپس کر دیا۔ مسلمانوں کو یہ بات بہت ناگوار ہوئی اور حضرت عمرؓ کو تو اس قدر صدمہ ہوا کہ صبر و ضبط باقی نہ رہا۔ وہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: "یا رسول اللہ! کیا آپ خدا کے نبی نہیں ہیں؟" حضورؐ نے فرمایا: "بے شک میں خدا کا سچا نبی ہوں۔" حضرت عمرؓ نے کہا: "کیا ہم مسلمان حق پر نہیں ہیں؟" حضورؐ نے فرمایا: "ہاں ہم حق پر ہیں۔" عمرؓ نے عرض کیا: "پھر کیا وجہ ہے کہ ہم مغلوبوں کی طرح دب کر اپنے دین میں یہ ذلت گوارا کریں؟" حضورؐ نے فرمایا: "میں خدا کا پیغمبر ہوں، خدا کے حکم کے خلاف میں کوئی کام نہیں کرتا، خدا میری مدد کرے گا اور مجھ کو ہرگز ذلیل و خوار نہ فرمائے گا۔" حضورؐ کے جواب کو سن کر حضرت عمرؓ کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا۔ اپنی جرأت اور گستاخانہ سوال و جواب پر زندگی بھر ان کو افسوس رہا اور اس کے کفارہ کے لئے انہوں نے نمازیں پڑھیں، خیرات کی اور بہت سے غلام آزاد کئے۔

اس کے بعد حضورؐ نے معاہدہ کی کتابت کے لئے حضرت علیؓ کو طلب کیا۔ حضرت علیؓ نے اسلامی قاعدہ کے مطابق صلح نامہ پر "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" لکھی۔ سہیل نے کہا: "یہ نہ لکھو، وہی الفاظ لکھو جو قدیم عرب سے لکھے جاتے ہیں یعنی باسمک اللّٰھم۔" حضورؐ نے حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ اسی طرح لکھ دو۔ اس کے بعد حضرت علیؓ نے لکھا: "ھذا ما صالح علیہ محمد رسول اللہ و سہیل بن عمرو" یعنی یہ وہ معاہدہ یا صلح نامہ ہے جس پر خدا کے رسول محمدؐ اور سہیل بن عمرو نے اتفاق کیا ہے۔ سہیل بن عمرو نے اس پر بھی اعتراض کیا اور کہا: "اگر ہم آپ کو خدا کا پیغمبر جانتے تو پھر جھگڑا ہی کیا تھا۔ آپ اپنا اور اپنے والد کا نام لکھوائیے۔" حضورؐ نے فرمایا: "تم مانو یا نہ مانو، میں یقیناً خدا کا رسول ہوں۔" یہ کہہ کر حضورؐ نے حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ رسول اللہ کا لفظ مٹا دیں۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا: "یہ کام مجھ سے نہ ہوگا۔" حضورؐ نے فرمایا: "مجھ کو بتاؤ کہ رسول اللہ کا لفظ کہاں لکھا ہے۔" حضرت علیؓ نے رسول اللہ کے حروف پر انگلی رکھ دی اور حضورؐ نے اس کو اپنے ہاتھ سے مٹا دیا۔

معاہدہ کی کتابت ہو جانے پر فریقین کے لوگوں نے اس پر دستخط کئے اور صلح نامہ مکمل ہو گیا۔ یہ صلح نامہ حقیقت میں مسلمانوں کا ایک سخت امتحان تھا۔ ایک طرف خدا اور خدا کے رسول کی اطاعت کا جذبہ تھا اور دوسری جانب وہ شرائط صلح جن سے اسلام اور مسلمانوں کی توہین ہوتی تھی اور پھر سب سے زیادہ اشتعال انگیز منظر یہ تھا کہ ابوجندل بیڑیاں پہنے زخموں سے چور سامنے کھڑے ہیں اور چودہ سو مسلمانوں سے فریاد کر رہے ہیں اور کوئی اپنی زبان سے اُف نہیں کر سکتا۔ حضورؐ نے اس منظر کو دیکھا اور ابوجندل کو مخاطب کر کے فرمایا: "ابوجندل! صبر و ضبط سے کام لو، خدا تمہارے اور تمہارے مظلوم ساتھیوں کے لئے کوئی راہ نکالے گا۔ اب صلح ہو چکی ہے اور ہم ان لوگوں یعنی مشرکین مکہ سے بدعہدی نہیں کر سکتے۔" ابوجندلؓ حضورؐ کا یہ ارشاد سن کر واپس چلے گئے اور اس کے بعد حضورؐ نے مقام حدیبیہ کی طرف توجہ فرمائی اور قربانی کا حکم دیا۔ لیکن صحابہ اس معاہدہ سے اس قدر متاثر تھے کہ ان میں سے ایک شخص بھی تعمیل حکم کے لئے نہ اٹھا۔ حضورؐ نے تین مرتبہ قربانی کا حکم دیا۔ اور جب کسی نے اس جانب توجہ نہ فرمائی تو آپ اپنی بیوی حضرت ام سلمہؓ کے پاس تشریف لے گئے اور واقعہ بیان کیا۔ حضرت ام سلمہؓ نے کہا: "حضورؐ کسی سے کچھ نہ فرمائیں، باہر نکل کر خود قربانی کریں اور سر کے بال منڈا کر احرام کھول ڈالیں۔" یہ سن کر حضورؐ باہر تشریف لائے، قربانی کی، سر کے بال منڈائے اور احرام کھول ڈالا۔ صحابہ نے یہ دیکھ کر یقین کر لیا کہ صلح نامہ میں اب کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی اور اس کے بعد سب نے قربانیاں کر ڈالیں اور سر منڈا کر احرام کھول ڈالا۔

معاہدۂ حدیبیہ کے فوائد - عہد نامہ کی تکمیل کے بعد تین روز تک حضورؐ حدیبیہ میں رہے اور پھر مدینہ کو واپس ہوئے۔ راستہ میں یہ سورت نازل ہوئی۔

انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر ویتم نعمتہ علیک ویھدیک صراطا مستقیما وینصرک اللہ نصرا عزیزا۔	اے محمدؐ! یہ حدیبیہ کی صلح گویا ہم نے تجھ کو کھلی ہوئی فتح عطا کی ہے تاکہ اور زیادہ کوشش کرے اور اس کوشش کے سلسلہ میں اللہ تیرے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دے اور اپنی نعمت تجھ پر تمام کرے، راہ راست پر لے چلے اور تیری زبردست مدد کرے۔

خداوند تعالیٰ نے سورۂ فتح کی مذکورہ بالا آیت میں حدیبیہ کی صلح کو جس کو مسلمان عام طور پر شکست خیال کرتے تھے، فتح نمایاں کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے اور واقعہ بھی یہ ہے کہ یہ صلح حقیقت میں مسلمانوں کی کھلی ہوئی فتح تھی اور مسلمانوں کو اس سے بڑے بڑے فائدے حاصل ہوئے۔ مثلاً

۱۔ مسلمانوں اور مشرکوں کے درمیان اس وقت کھلی ہوئی عداوت تھی اور قریش ہر وقت مسلمانوں کے استیصال کی فکر میں لگے رہتے تھے۔ اس صلح سے عرب میں امن و سکون پیدا ہو گیا اور عداوت کے جذبات اگر ختم نہیں ہوئے تو کم ضرور ہو گئے۔

۲۔ اس وقت تک مکہ اور مدینہ کے درمیان لوگوں کے آنے جانے کا راستہ غیر محفوظ تھا، نہ مکہ کا آدمی مدینہ جا سکتا تھا اور نہ مدینہ کے لوگ مکہ جا سکتے تھے۔ اس صلح نے اس رکاوٹ کو دور کر دیا اور مدینہ و مکہ کے لوگ دونوں شہروں میں آنے جانے اور کاروبار کرنے لگے۔

۳۔ اس وقت تک مسلمان قبائل عرب سے بالکل بیگانہ تھے اور آپس میں بہت کم میل جول تھا اور اس کا نتیجہ یہ تھا کہ مسلمانوں کے خیالات اور اسلام کی تعلیم سے قبائل آشنا نہ ہوئے تھے۔ اس معاہدہ نے آپس کے تعلقات کو شگفتہ کر دیا اور قبائل عرب و مسلمان ایک دوسرے سے ملنے لگے اور غیر مسلموں کو مسلمانوں کی معاشرت اور اسلام کی تعلیم پر غور کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کا موقع ملا اور تبلیغ اسلام کے راستے کھل گئے۔

۴۔ اس وقت تک حضورؐ کو عرب کے دور دراز علاقوں اور غیر ممالک میں تبلیغ اسلام کا موقع نہ ملا تھا اس لئے کہ قریش کی عداوت اور لٹیرے قبائل اکثر حضورؐ کو اپنی طرف متوجہ رکھتے تھے۔ حدیبیہ کے بعد حضورؐ اور مسلمانوں کو اطمینان میسر ہوا اور حضورؐ نے سلاطین عصر و روسائے اقوام کو دعوت اسلام کے خطوط لکھے اور باقاعدہ اسلام کی تبلیغ شروع کر دی۔

۵۔ صلح حدیبیہ کے بعد لوگوں کو اسلام کی تعلیم اور مسلمانوں کی پاکیزہ عادات و خصائل پر غور کرنے کا موقع ملا اور وہ آہستہ آہستہ اسلام کے قریب آنے لگے یہاں تک کہ صلح حدیبیہ کے بعد بہت سے لوگوں نے کسی تحریک کے بغیر خود اسلام قبول کر لیا۔ چنانچہ بعض مورخین کا بیان ہے کہ اسی زمانہ میں حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت عمرو بن عاصؓ جیسی محترم ہستیوں نے اسلام قبول کیا۔

مختصر یہ کہ سورۂ فتح کے نازل ہونے پر حضورؐ کا چہرہ مسرت سے دمک اٹھا اور آپ نے حضرت عمرؓ کو طلب فرما کر کہا: "یہ آیت نازل ہوئی ہے۔" حضرت عمرؓ نے سورۂ فتح کی ابتدائی آیت سن کر عرض کیا: "یا رسول اللہ کیا حدیبیہ کی صلح فتح ہے؟" حضورؐ نے فرمایا: "ہاں فتح اور کھلی ہوئی فتح ہے۔" حضورؐ کا یہ ارشاد سن کر حضرت عمرؓ اور تمام مسلمانوں کو اطمینان ہو گیا۔ اور نتائج مابعد نے بظاہر دب کر صلح کر لینے کے فوائد کو ظاہر کر دیا۔

اسلام کے دعوتی خطوط

۷ھ کے واقعات

صلح حدیبیہ کے بعد جب حضورؐ کو قریش مکہ کی طرف سے اطمینان ہو گیا تو حضورؐ نے یہودی شرارتوں اور عہد شکنیوں کو اور مسلسل غداریوں کا خاتمہ کر دینا چاہا۔ واقعہ یہ ہے کہ قریش کے بعد حجاز میں اسلام اور مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن یہودی تھے۔ حضورؐ کے مدینہ میں آنے کے بعد ان کے ساتھ غیر معمولی

معاش کی تھیں، ان کو ہر قسم کی آزادی دے دی تھی اور وہ اطمینان سے اپنا کاروبار کر رہے تھے لیکن ان کی فطری شرارت اور غداری کیونکر ختم ہو سکتی تھی۔ ان کو جب موقع ملا اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی تدبیروں، تجویزوں یہاں تک کہ لڑائیوں میں بھی انھوں نے شرکت کی اور حضورؐ نے ان کی شورشوں سے محفوظ رہنے کے لئے ان کو مدینہ اور اطراف مدینہ سے نکال دیا تھا اور ان کی بڑی تعداد خیبر چلی گئی تھی لیکن خیبر میں بھی وہ اپنی غداریوں سے باز نہ آئے جنگ احزاب انھیں کی شرارتوں کا نتیجہ تھی اور غزوۂ بنو قریظہ انھیں کی غداریوں سے وقوع پذیر ہوا تھا۔

غزوۂ خیبر۔ جنگ احزاب میں ناکامی اور بنو قریظہ کے خاتمہ کے بعد خیبر کے یہود مسلمانوں کے پکے دشمن بن گئے تھے اور اس فکر میں لگے رہتے تھے کہ جس طرح ممکن ہو معاذ اللہ اسلام اور مسلمانوں کا خاتمہ کر دیا جائے چنانچہ انھوں نے خیبر کے قلعوں کو جن کی تعداد چھ یا سات تھی خوب آراستہ کیا اور ناقابل تسخیر بنا دیا اور اس کے بعد تقریباً بیس یا پچیس ہزار کی فوج یہود اور بعض قبائل عرب میں سے جمع کی۔

حضورؐ کو یہود کی تیاریوں کی خبر ملی کر آپ نے تحقیق حال کے لئے عبداللہ بن رواحہ کو خیبر بھیجا۔ عبداللہ بن رواحہ نے خیبر پہنچ کر سردار یہود کی زبانی چھپ کر اس کی تیاریوں کا حال سن لیا اور آپ کو اطلاع دی حضورؐ نے معاملہ کو آشتی و صلح سے طے کرنے کے لئے پھر عبداللہ بن رواحہ کو چند آدمیوں کے ہمراہ خیبر بھیجا اور حکم دیا کہ اسیر بن زرام سے جا کر یہ کہو کہ اگر تم حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ تو خیبر کی حکومت تمہارے حوالہ کر دی جائے گی اسیر بن زرام یہ پیغام پا کر تیس آدمیوں کے ساتھ خیبر سے نکلا اور عبداللہ بن رواحہ کی جماعت کے ساتھ ہو لیا اور احتیاط کی بنا پر مسلمانوں اور یہود کا یہ مخلوط قافلہ اس طرح روانہ ہوا کہ دو دو آدمی ہمراہ چلے جن میں ایک یہودی اور دوسرا مسلمان تھا، مقام قرقرۃ کے قریب پہنچ کر اسیر بن زرام کے دل میں بدگمانی پیدا ہوئی اور اس نے عبداللہ بن رواحہ کی تلوار کو ان کے ہاتھ سے چھین لینے کی کوشش کی، عبداللہ بن رواحہ ذرا اس کی ہمراہی سے علیحدہ ہو گئے اور گھوڑا اس کے سامنے لائے اور یہ کہہ کر کہ او خدا کے دشمن غداری کرنا چاہتا ہے؟ اس پر تلوار ماری جس سے اس کی ران کٹ گئی اور اس نے گھوڑے سے گرتے ہوئے عبداللہ بن رواحہ کو بھی زخمی کر دیا، یہود اور مسلمانوں میں جنگ چھڑ گئی اور مسلمانوں نے بیجار گی یہود پر حملہ کر کے تقریباً تمام یہود کو مار ڈالا۔

حضورؐ جنگ اُحد میں اور اس کے بعد دوسری جنگوں اور فوج کشیوں میں یہ دیکھ چکے تھے کہ منافقین کا گروہ اور بعض کمزور مسلمان بھی جنگوں میں صرف مال غنیمت کے لالچ سے شریک ہوتے ہیں۔ پھر حضورؐ نے یہ بھی محسوس کیا تھا کہ عرب کے بعض قبائل جدل و قتال میں بحیثیت ایک قومی شغل کی حیثیت سے بھی شریک ہوتے ہیں اور ان لوگوں کا منشا دین الٰہی کی خدمت نہیں ہوتا اس لئے خیبر کی جنگ کے لئے فوجوں کی تیاری کے وقت حضورؐ نے یہ اعلان کر دیا کہ "ہمارے ساتھ صرف وہی لوگ چلیں جو جہاد کی سچی خواہش دل میں رکھتے ہوں۔ یعنی جن کا مقصد شرکت جنگ سے خدا کی راہ میں جہاد کرنا ہو وہ ہمارے ساتھ نہ چلیں۔"

مختصر یہ کہ حضورؐ محرم ۷ھ ہجری اور بقول بعض جمادی الاول ۷ھ کو چودہ یا سولہ سو مجاہدین اسلام کو لے کر مدینہ سے باہر نکلے سباع بن عرفطہ غفاری کو مدینہ کا حاکم مقرر کیا اور خیبر کی جانب روانہ ہوئے، مجاہدین اسلام کی مذکورہ بالا تعداد میں دو سو سوار تھے اور باقی پیدل۔

مجاہدین اسلام کا لشکر جس میں ام المومنین حضرت ام سلمہؓ اور صحابہ کی چند خواتین بھی شامل تھیں مدینہ سے روانہ ہو کر خیبر کے پاس مقام رجیع میں پہنچا اور پڑاؤ ڈال دیا۔ یہ مقام قبائل غطفان کی آبادیوں اور خیبر کے درمیان واقع تھا اور اس جگہ پڑاؤ ڈالنے سے یہ مقصد تھا کہ یہود کی مدد کے لئے جو فوجیں قبائل عرب خصوصاً غطفان سے آنے والی تھیں ان کا راستہ روک دیا جائے۔ چنانچہ یہ تدبیر کامیاب رہی غطفان کے چار ہزار لوگ اہل خیبر کی مدد کے لئے آئے لیکن یہ دیکھ کر کہ راستہ میں مسلمان پڑے ہیں اور خود ان کی آبادیاں خطرہ میں ہیں واپس چلے گئے، حضورؐ نے اس طرف سے اطمینان حاصل کر کے لشکر اسلام کا سامان بار برداری اور عورتوں کو اسی مقام پر چھوڑ دیا۔ اور راستہ کی حفاظت کے لئے چند جانبازان اسلام کو یہاں مقرر کر دیا اور اس کے بعد خیبر کی طرف بڑھے مقام صہبا میں پہنچ کر حضورؐ نے صحابہ کے ساتھ عصر کی نماز ادا کی، پھر کھانا کھایا اور اس کے بعد تھوڑا بڑھے اور رات ہوتے ہوتے خیبر کے قریب پہنچ گئے، چونکہ حضورؐ رات کو کسی مقام پر حملہ نہیں کیا کرتے تھے اس لئے جب خیبر کی مساجد میں اذانیں نہ سنائی دیں تو حضورؐ نے اسلامی لشکر کو حکم دیا کہ رات کو یہیں قیام کیا جائے اور صبح کو سویرے ہی خیبر پر حملہ کیا جائے، چنانچہ لشکر اسلام یہیں ٹھہر گیا۔

یہود خیبر کو لشکر اسلام کی آمد کی خبر ملی تو انھوں نے فوراً جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں لشکر اسلام نے اس تیزی سے یہ راستہ طے کیا تھا کہ یہود خیبر کو لشکر اسلام کے پہنچ جانے سے حیرت ہو گئی اور انھوں نے کھلے میدان میں مقابلہ کرنے کی بجائے باہمی مشورہ سے قلعہ بند ہو جانا بہتر سمجھا چنانچہ انھوں نے اول سامان رسد کو ایک قلعہ میں فراہم کیا اور پھر بچوں اور عورتوں کو ایک قلعہ میں پہنچایا اور اس کے بعد اپنی کثیر التعداد فوج کو لے کر بقیہ قلعوں میں داخل ہو گئے اور پھاٹک بند کر لئے۔

صبح سویرے اٹھ کر حضورؐ نے نماز ادا کی اور پھر لشکر اسلام کی ترتیب میں مصروف ہوئے، اول مقدمۃ الجیش کو ترتیب دیا پھر میمنہ اور میسرہ کو مرتب کیا اس کے بعد قلب میں بنفس نفیس صحابہ کو رکھا اور پھر ساقہ یعنی پچھلا رسالہ ترتیب دیا۔ عربی زبان میں اس ترتیب کو خمیس کہتے ہیں اور خمیس لشکر اسلام میں ایک جدت یہ بھی کی گئی کہ چھوٹی چھوٹی جھنڈیوں کے بجائے جو لشکر اسلام کے افسروں کے ہاتھ میں رہا کرتی تھیں تین علم تیار کرائے گئے یہ تین علم تھے، ایک حباب بن منذر کو عطا کیا گیا تھا دوسرا عبادہ بن صامت کو اور تیسرا علم جس کو علم نبوی کا لقب دیا گیا تھا اور جو حضرت عائشہؓ کی چادر سے تیار ہوا تھا۔ حضرت علیؓ کے سپرد کیا گیا تھا۔

لشکر اسلام حضورؐ کی ماتحتی میں مرتب ہو کر خیبر کے قلعوں کی طرف بڑھا اور سب سے پہلے حضورؐ کے حکم کے مطابق محمود بن مسلمہ نے قلعہ ناعم پر حملہ کیا سخت گرمی کا وقت تھا اور لشکر اسلام قلعہ کے ٦٥
کے نیچے دھوپ کی تپش میں کھڑا ہوا مقابلہ کر رہا تھا کہ محمود بن مسلمہ تھک کر قلعہ کی دیوار کے سایہ میں بیٹھ گئے، یہود کے سردار کنانہ بن ربیع نے جو قلعہ کے اندر تھا اس موقعہ سے فائدہ اٹھایا اور قلعہ کی فصیل سے چکی کا پاٹ ان کے اوپر گرا دیا جس سے ان کا سر کچل گیا اور وہ شہید ہو گئے، اس کے بعد مسلمانوں نے اپنے افسر کی موت سے متاثر ہو کر اس قلعہ پر حملہ کیا کہ یہود ان کے حملوں کی مدافعت نہ کر سکے اور قلعہ کو مسلمانوں کے حوالہ کر دیا۔

قلعہ ناعم کے بعد مختلف اوقات میں حضورؐ اور مجاہدین اسلام نے بقیہ قلعوں پر حملہ کیا اور تدریج بہت تھوڑے دنوں میں قلعۂ قموص کے سوا تمام قلعوں کو فتح کر لیا۔ بعض مورخین کا بیان ہے کہ ان قلعوں میں سے بعض کو مسلمانوں نے لڑ کر فتح کیا تھا اور بعض کو مصالحت کے ذریعہ۔

آخری قلعہ قموص تھا جس کو فتح کرنے میں مسلمانوں کا کافی وقت صرف ہوا اور دس بیس روز تک اس کا محاصرہ کئے پڑے رہے، مورخین اور محدثین کا بیان ہے کہ جب قلعہ قموص کے محاصرہ کو کافی دیر ہو گئی اور اس پر قبضہ کرنے کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو حضورؐ نے ایک دستہ لشکر اسلام کی قیادت حضرت ابوبکرؓ کے حوالہ کی اور صبح سویرے ہی ان کو قلعہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا حضرت ابوبکرؓ نے حملہ کیا اور صبح سے شام تک قلعہ کو قبضہ میں لانے کی کوشش کرتے رہے لیکن ناکام رہے دوسرے دن حضورؐ نے حضرت عمرؓ کو اس خدمت پر مامور فرمایا اور دن بھر لڑنے کے بعد وہ بھی ناکام رہے آخر ایک روز حضورؐ نے شام کے وقت صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا "کل صبح کو میں اسلامی علم اس شخص کے حوالہ کروں گا جس کے ہاتھ پر خداوند تعالیٰ فتح عنایت فرمائے گا اور جو خدا اور خدا کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور خدا اور خدا کا رسول بھی اس سے محبت رکھتے ہیں" حضورؐ کے اس ارشاد نے رات بھر صحابہ کرام کو بے چین رکھا اور یہ خیال کرتے رہے کہ خدا جانے یہ فخر و سعادت کس کے نصیب میں ہے یہاں تک کہ حضرت ابوبکرؓ جیسے قناعت پسند شخص کے دل میں

بھی بیمار تھے بیمار ہوئی کہ کوشش کی گئی کو یہ عزت ملے کہ خیبر جو فتح ہو گیا اللہ حضور نے حضرت علیؓ کو طلب فرمایا صحابہ نے عرض کیا "یا رسول اللہ! وہ تو آشوب چشم میں مبتلا ہیں" حضور نے فرمایا "ان کو بلاؤ" چنانچہ حضرت علیؓ حاضر ہوئے حضورؐ نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن لگایا اور دعا فرمائی اور فوراً آنکھوں کی شکایت سے شفا ہو گئی پھر حضورؐ نے ان کو علم نبوی عطا فرمایا اور حکم دیا کہ اول یہود کو اسلام کی دعوت پیش کرو اگر ان میں سے ایک بھی مسلمان ہو گیا تو وہ سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

حضرت علیؓ نے حکم نبوی سے لشکر اسلام کو ترتیب دیا اور پھر قلعہ قموص کے لوگوں پر اسلام کو پیش کیا۔ اسلام قبول کرنا تو کجا اس کے جواب میں قلعہ کا مالک مرحب رجز پڑھتا ہوا قلعہ سے مقابلے کے لئے باہر نکل آیا۔

مرحب نے رجز پڑھ کر حضرت علیؓ پر پوری قوت سے حملہ کیا لیکن حضرت علیؓ نے اس کے وار کو خالی دے کر خود اس زور سے اس کے سر پر تلوار ماری کہ سر کو کاٹتی ہوئی دانتوں تک اتر گئی اور مرحب جو بڑی شان سے میدان میں آیا تھا تیز و تند ہوا کے جھونکوں سے اکھڑے ہوئے درخت کی مانند زمین پر گر پڑا اور اس کے بعد آپ نے درۂ خیبر کا فولادی ہاتھ سے اکھاڑ دیا۔ اور خیبر کو فتح کیا۔

مختصر یہ کہ خیبر کی جنگ میں یہود کے تمام بڑے بڑے سردار یعنی مرحب، اسیر بن زرام، یاسر، عامر اور حارث سب مارے گئے اور ان کے ساتھ تقریباً سو اور یہودی بھی قتل ہوئے۔ مسلمانوں کا نقصان بہت معمولی ہوا یعنی صرف پندرہ صحابہ نے جام شہادت نوش کیا۔

فتح خیبر کے بعد یہود کی طرف سے حضور کی خدمت میں یہ درخواست پیش کی گئی کہ خیبر کی زمین کو ہمارے قبضہ میں رہنے دیا جائے۔ پیداوار کا نصف حصہ ہم دے دیا کریں گے۔ حضورؐ نے اس درخواست کو قبول فرما لیا اور ہر فصل کی پیداوار کا نصف حصہ یہود سے وصول کیا جانے لگا۔

مورخین کا بیان ہے کہ خیبر سے جو مال غنیمت ملا تھا حضورؐ نے اس کو تمام مجاہدین پر تقسیم کر دیا تھا اور

۶۷ خمس کے علاوہ ایک حصہ آپ نے بھی اس مال میں لیا تھا یعنی حضورؐ نے حضرت صفیہؓ دختر حیی بن اخطب کو اپنے حصہ کے طور پر لے لیا اور پھر ان کو آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا تھا۔

کنانہ بن ربیع نے چونکہ محمود بن مسلمہؓ کو چکی کا پاٹ گرا کر شہید کیا، اس لئے اس کی گرفتاری کے بعد حضورؐ نے اس کو محمود بن مسلمہؓ کے بھائی محمد بن مسلمہ کے حوالہ کر دیا اور انہوں نے اپنے بھائی کے قصاص میں کنانہ کو قتل کر دیا۔

خیبر کی زمین کو اگرچہ حضورؐ نے بٹائی کے لئے یہود کے حوالہ کر دیا تھا۔ لیکن اس کو اس طرح تقسیم کر دیا گیا تھا کہ ساری زمین کے دو حصے کئے گئے تھے ایک حصہ مصارف سفارت و مہمان نوازی وغیرہ کے لئے بیت المال کے حوالہ کر دیا گیا تھا اور دوسرے نصف حصہ کو مجاہدین پر تقسیم کیا گیا تھا۔ پیدل کو ایک حصہ اور سوار کو دو حصے اس طرح خیبر کی زمین کے ۱۸۰۰ سو حصے کئے گئے۔ چھ سو حصے دو سو سواروں کو اور بقیہ بارہ سو حصے پیدل سپاہیوں کو دئے گئے ان میں سے ایک حصہ حضورؐ کو بھی ملا تھا۔

فتح وادی القریٰ۔ وادی القریٰ ان آبادیوں کا نام ہے جو مقام تیماء اور خیبر کے درمیان واقع ہیں قدیم زمانہ میں یہاں عاد و ثمود بستے تھے۔ پھر ظہور اسلام سے پہلے یہود یہاں آ کر آباد ہوئے اور زراعت کے کام میں غیر معمولی ترقی کی۔

حضورؐ خیبر سے واپس ہو کر وادی القریٰ کی طرف بڑھے۔ مقصود یہود سے جنگ کرنا نہیں تھی لیکن یہود نے جو پہلے سے تیار تھے مسلمانوں پر تیر اندازی کر کے جنگ شروع کر دی۔ مسلمانوں نے بھی ان کی تیر اندازی کا جواب دیا اور پھر مقابلہ شروع ہو گیا۔ تھوڑی دیر تک یہود لڑتے رہے اور اس کے بعد ہتھیار ڈال کر مصالحت کی تحریک کی۔ حضورؐ نے ان کی خواہش کو قبول کر لیا، اور خیبر کی شرائط پر ان سے صلح کر لی۔ اس جنگ میں یہودی تیر اندازی سے حضورؐ کے غلام مدعم شہید ہوئے۔ وہ حضورؐ کا محمل اونٹ سے اتار رہے تھے کہ ایک تیر آ کر لگا اور وہ شہید ہو گئے۔

فتح فدک۔ وادی القریٰ کی آبادیوں میں فدک بھی ایک آبادی ہے عام مورخین نے فدک کو بھی وادی القریٰ کی فتح میں شامل کیا ہے لیکن ابن خلدون وغیرہ نے فدک کو وادی القریٰ کی دوسری بستیوں کی فتح سے علیحدہ رکھا ہے اور یہ بیان کیا ہے کہ فدک کے یہود نے خیبر کی شکست کی خبر سن کر حضورؐ کی خدمت میں یہ پیغام بھیجا کہ ہم صرف جان کی امان چاہتے ہیں مال و اسباب سے ہم کو سروکار نہیں۔ حضور نے ان کی اس درخواست کو قبول فرما لیا۔ اور فدک کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ یہ مال چونکہ مال غنیمت نہ تھا یعنی نہ تو فدک پر حملہ کیا گیا تھا اور نہ جنگ ہوئی تھی، اس لئے خدا تعالیٰ نے اس کو حضورؐ کا مال قرار دیا اور فدک حضورؐ کے قبضہ میں رہا۔

عمرۃ القضاء۔ صلح حدیبیہ میں قرار پایا تھا کہ مسلمان اگلے سال آ کر عمرہ کر لیں۔ اس شرط کے مطابق فتح خیبر کے بعد ماہ ذی قعدہ ۷ھ میں حضورؐ نے عمرہ ادا کرنے کا ارادہ فرمایا اور اعلان فرمایا کہ جو لوگ حدیبیہ کے واقعہ میں شریک تھے وہ سب عمرہ ادا کرنے چلیں کوئی رہ نہ جائے۔ چنانچہ حضورؐ ان سب کو ساتھ لے کر مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اسلحہ جنگ کو جو ہمراہ لے گئے تھے مکہ سے آٹھ میل ادھر مقام بطن یاجج میں چھوڑ دیا گیا اور صرف نیام میں پڑی ہوئی تلوار ساتھ رکھی گئی۔

حضورؐ کا قافلہ شاداں و فرحاں تھا اور دیرینہ آرزو کی تکمیل ہونے کی خوشی سے جوش پیدا کر دیا تھا۔ عبداللہ بن رواحہؓ حضورؐ کے اونٹ کی مہار پکڑے ہوئے تھے رجز پڑھتے جاتے تھے۔

مختصر یہ کہ مسلمانوں کا یہ قافلہ مکہ پہنچا۔ مشرکین قریش نے مکہ کو خالی کر دیا۔ اور پہاڑوں پر چلے گئے۔ مسلمانوں نے ذوق و شوق کے ساتھ عمرہ کیا۔ اور طواف و زیارت کعبہ سے بہرہ مند ہوئے۔ قریش نے مسلمانوں کو دیکھ کر آپس میں کہا مدینہ کی آب و ہوا نے مسلمانوں کو کمزور کر دیا ہے۔ حضورؐ نے یہ الفاظ سنے تو حکم دیا کہ طواف کے تین پھیروں میں مسلمان اکڑتے ہوئے چلیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا عربی میں اس طریقہ پر طواف کرنے کو رمل کہتے ہیں اور آج تک اس طریقہ پر عمل کیا جاتا ہے۔

تین دن گزر چکے تو قریش نے حضرت علیؓ سے کہا کہ "تمہارے عمرہ کی شرط پوری ہو چکی ہے اب یہاں سے چلے جائیں"۔ حضورؐ نے یہ پیغام پا کر فوراً روانگی کا حکم دے دیا اور مکہ سے باہر نکل آئے۔

۸ھ کے واقعات

اس سال نہایت اہم واقعات وقوع میں آئے۔ اور یہ پہلا سال ہے جس میں مسلمانوں نے غیر مذاہب کے فرمانرواؤں سے تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں جنگ چھیڑی، اس وقت تک مسلمانوں کو اپنی قوم یعنی عرب وغیرہ سے لڑنا پڑا تھا جب ان کا زور ختم ہو گیا تو انھوں نے دنیا کے گمراہ بندوں کو بھی اسلام کے سایہ میں پناہ دینی چاہی اور حضورؐ نے عملی طور پر اس خدمت کو شروع کیا جس پر آپ مامور ہو کر آئے تھے یعنی اسلام کو دنیا کی ساری قوموں کے سامنے پیش کرنا اور غیر مذاہب کے گمراہوں کو راہ راست پر لا کر اسلام کی پناہ دینا۔

سریۂ موتہ۔ مورخین کا بیان ہے کہ حضورؐ نے غیر ممالک کے فرمانرواؤں اور روسائے عرب کے نام دعوت اسلام کے جو خطوط لکھے تھے ان میں ایک خط بصرے کے حاکم شرحبیل بن عمرو غسانی کے نام بھی تھا جس کو حارث بن عمیر ازدی لے کر گئے تھے شرحبیل نے جو ایک عرب عیسائی خاندان کا سربرآوردہ شخص اور قیصر روم کا ماتحت تھا اپنے خاندانی غرور اور قیصر روم کی طاقت کے گھمنڈ میں حضورؐ کے قاصد حارث بن عمیر کو قتل کر ڈالا حضورؐ کو اس کا بڑا صدمہ ہوا اور جنگ خیبر سے فراغت کے بعد جبکہ معاہدۂ حدیبیہ اور فتح خیبر سے آپ کو قریش اور یہود کی طرف سے اطمینان ہو چکا تھا آپ نے شرحبیل بن عمرو سے انتقام لینے کے لئے ایک مہم تیار کی اور زید بن حارثہؓ اپنے آزاد کردہ غلام کو اس لشکر کا سردار مقرر کیا۔

اس لشکر کی تعداد تین ہزار تھی اور اس میں مہاجرین و انصار کے بڑے بڑے لوگ شریک تھے رؤسائے مہاجرین و انصار کو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ حضورؐ نے ان پر ایک غلام کو سردار بنایا ہے اور اگرچہ حضورؐ کے سامنے کسی نے اس تقرر پر اعتراض نہیں کیا لیکن عام طور پر لوگوں کے درمیان یہ چرچا شروع ہو گیا کہ حضورؐ نے ایک غلام کو لشکر کا افسر اعلیٰ کیوں مقرر کیا۔ جب یہ خبر حضورؐ

نے اس اعتماد کی بنا پر ان کو یہ عہدہ دیا اور اکثر مہاجرین و انصار نے اس کی مخالفت کی اس لئے کہ اسلام دنیا میں تمام افراد کے اندر مساوات قائم کرنے آیا تھا۔

حضورؐ نے لشکر کو رخصت کرتے وقت سپہ سالاری کا علم حضرت زید بن حارثہؓ کو مرحمت فرمایا اور حکم دیا کہ "لشکر اسلام کوچ کرے اور اس مقام پر جائے جہاں حارث بن عمیرؓ کو شہید کیا گیا تھا۔ (یعنی مقام موتہ) جو اس زمانہ میں ملک شام کا ایک مشہور مقام تھا جو لوگ تم سے مقابلہ کریں ان سے مقابلہ کرنا۔ اور جو لڑنا نہ چاہیں ان پر ہاتھ نہ اٹھانا۔" اس کے بعد پھر لشکر اسلام کو مخاطب کر کے فرمایا "اگر زید بن حارثہؓ کو شہادت کی سعادت نصیب ہو تو جعفر طیارؓ سپہ سالاری کے علم کو سنبھالیں اور یہ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہؓ لشکر کی قیادت اپنے ہاتھ میں لے لیں اور ان کو بھی دولت شہادت نصیب ہو تو پھر مسلمان جس کو چاہیں اپنا امیر بنا لیں۔"

یہ لشکر جس کو مہاجرین و انصار کی شرکت کے سبب جیش الامراء بھی کہا جاتا ہے جمادی الاولیٰ ۸ھ میں مدینہ سے روانہ ہوا اور منزلیں طے کرتا ہوا مقام معان واقع شام میں پہنچا۔ جاسوسوں کی خبر تھی کہ لشکر اسلام کی روانگی کے وقت ہی ہرقل نے مقام موآب میں جو بلقاء کے اطراف میں واقع ہے ایک لاکھ فوج جمع کر رکھی ہے اور مقابلہ کے لئے تیار ہے۔

حضرت زید بن حارثہؓ امیر لشکر نے یہ اطلاع پا کر مہاجرین و انصار سے مشورہ کیا اور دو دن تک اس امر پر مشورہ جاری رہا کہ حضورؐ کو اس کی اطلاع دی جائے اور حضورؐ کے حکم اور مزید فوج کا انتظار کیا جائے یا آگے بڑھ کر جنگ شروع کر دی جائے۔ صحابہ اس معاملہ میں مختلف الرائے تھے۔ عبداللہ بن رواحہؓ نے جب دیکھا کہ مشورہ میں کسی ایک رائے پر اتفاق نہیں ہوتا ہے تو انہوں نے تمام فوج کو جمع کیا اور ان کو مخاطب کر کے فرمایا۔

"تم لوگ شہادت کی طلب میں نکلے ہو اور ہمارا اصول یہ رہا ہے کہ ہم کافروں سے قوت اور تعداد کی بنا پر نہیں لڑتے بلکہ اس دین کی طاقت سے جو اس دین کی حمایت کے لئے لڑتے ہیں جس سے خدا نے ہم کو سرفرازی بخشی ہے تم فکر و تردد نہ کرو اور مقام موتہ کی جانب بڑھو جہاں ہرقل (قیصر روم) نے لشکر جمع کر لیا ہے اپنی فوج کے میمنہ اور میسرہ کو مرتب کرو اور خدا کا نام لے کر جنگ چھیڑ دو جنگ کے نتیجہ میں نیکیوں میں سے ایک ضرور ہم کو حاصل ہو گی یعنی یا تو ہم دشمن پر فتح حاصل کریں گے اور یا دولت شہادت ہم کو نصیب ہو گی۔"

حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کے ان پرجوش الفاظ نے لشکر اسلام میں تازہ روح پیدا کر دی حضرت زید بن حارثہؓ امیر لشکر نے ایک ہاتھ میں نیزہ لیا اور دوسرے میں اسلامی جھنڈا اور لشکر اسلام کو لے کر موتہ کی طرف بڑھے اور موتہ میں پہنچ کر شرحبیل کی فوج کے سامنے مجاہدین اسلام کی صفوں کو مرتب کیا قلب لشکر میں سب سے آگے حضرت زید بن حارثہؓ تھے جو لشکر کا علم لئے کھڑے تھے میمنہ کی فوج پر قطبہ بن قتادہ اور میسرہ پر عبایہ بن مالک مقرر ہوئے۔ سب سے پہلے امیر نے دشمنوں پر حملہ کا حکم دے دیا چنانچہ تین ہزار مسلمانوں کی مختصر جماعت نے ایک لاکھ مسلح مسیحیوں پر حملہ کر دیا اور جنگ شروع ہو گئی

جنگ شدت کے ساتھ جاری تھی حضرت زید بن حارثہؓ پورے جوش سے اسلام کے دشمن کے دل و جگر کو چھید رہے تھے اور دولت شہادت کے حصول کی تمنا دلوں میں لئے لڑ رہے تھے کہ ایک موقع پر عیسائی لشکر کے ایک گروہ نے ان کو گھیر لیا اور چاروں طرف سے ان پر تلواریں پڑنے لگیں یہاں تک کہ مسیحیوں نے آپ کو شہید کر دیا۔ حضرت جعفر بن ابی طالبؓ نے یہ منظر دیکھا فوراً گھوڑے سے کود پڑے اور اسلامی جھنڈے کو سنبھال لیا۔

علم کی قیادت کا اعزاز ملتے ہی حضرت جعفرؓ نے انتہائی دانشمندی کا ثبوت دیا لشکر اسلام کو خطرناک مواقع سے نکالا اور پھر مجاہدین کو لے کر پوری قوت سے دشمنوں پر حملہ آور ہوئے اور اس بے جگری سے لڑے کہ ان کا گھوڑا زخمی ہو کر گر پڑا اور بعض مورخین کا بیان یہ ہے کہ خود حضرت جعفرؓ نے گھمسان کی جنگ میں حصہ لینے کے خیال سے اپنے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دیں اور اس کے بعد دشمن کی فوج میں گھس گئے۔

مسیحیوں کا ایک لاکھ کا ٹڈی دل جب مسلمانوں پر جنگ میں قابو نہ پا سکا تو اس نے اسلامی فوج کے علم برداروں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر شہید کرنا شروع کیا حضرت زید بن حارثہؓ کو شہید کر کے وہ حضرت جعفر طیارؓ کی جانب متوجہ ہوئے اور ان کو بھی گھیر کر شہید کر ڈالا حضرت عمرؓ کے صاحبزادے حضرت عبداللہؓ کا بیان ہے کہ حضرت جعفرؓ نے جنگ میں غیر معمولی شجاعت و بسالت کا ثبوت دیا تھا۔ شہادت کے بعد جب ان کی نعش دیکھی گئی تو نیزوں اور تلواروں کے نوے سے زائد زخم تھے اور یہ تمام زخم جسم کے اگلے حصہ میں تھے پشت پر کوئی زخم نہ تھا۔

حضرت جعفرؓ کی شہادت کے بعد لشکر اسلام کے علم کو حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے سنبھالا اور ان کو بھی زخموں اور ضرب نیزوں نے شہید کر دیا حضرت عبداللہؓ کی شہادت نے مسلمانوں کے قدموں کو متزلزل کر دیا اور قریب تھا کہ کسی لشکر اسلام کے ہاتھ سے علم چھن جائے یعنی فتح کا اعلان کر دیں کہ حضرت ثابت بن اقرمؓ جھپٹے اور حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کے ہاتھ سے گرتے ہوئے علم کو اٹھا لیا۔ مسلمانوں میں ... پکار کر کہا لشکر اسلام کا علم میرے ہاتھ میں ہے تم گھبراؤ نہیں جس کو تم چاہو اپنا امیر منتخب کر لو۔ مجاہدین اسلام نے پکار کر کہا "ہم لوگ تمہاری امارت سے خوش ہیں۔" ثابت بن اقرمؓ نے کہا "میں اس کا اہل نہیں ہوں۔ بہتر یہ ہے کہ تم خالد بن ولیدؓ کو اپنا امیر بنا لو۔" مجاہدین اسلام نے اس تجویز کو قبول کر لیا اور فوراً حضرت خالد بن ولیدؓ نے لشکر اسلام کے علم کو اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

حضرت خالد بن ولیدؓ واقعہ یہ ہے کہ فوجی آدمی تھے خاندانی اعتبار سے بھی اور اس مہارت کے سبب بھی جو انہوں نے [illegible] میں حاصل کی تھی۔ علم اسلام کو ہاتھ میں لے کر انہوں نے مدافعت کرتے ہوئے لشکر اسلام کو پیچھے ہٹانا مناسب سمجھا چنانچہ انہوں نے تدریجاً لشکر اسلام کو خطرات کے مواقع سے پیچھے ہٹایا اور ہوشیاری سے لشکر اسلام کو دشمن کی زد سے باہر نکال لائے۔ مورخین کا بیان ہے کہ لشکر اسلام کو خطرات اور زد کے مقامات سے نکال لانے میں حضرت خالد بن ولیدؓ کو غیر معمولی جدوجہد اور فوجی مہارت سے کام لینا پڑا۔ یہاں تک کہ اس کام میں ان کو اتنی زبردست شمشیر زنی کرنی پڑی کہ نو تلواریں ان کے ہاتھ سے ٹوٹ ٹوٹ کر گر پڑیں۔

لشکر اسلام جب خطرات سے باہر نکل آیا تو حضرت خالدؓ نے مزید مقابلہ کو بے سود سمجھا اور مجاہدین اسلام کو لے کر مدینہ واپس چلے آئے۔

منقول ہے کہ جب یہ لشکر مدینہ میں پہنچا تو لوگ مشایعت کی غرض سے آئے اور مجاہدین اسلام کو بعض لوگوں نے مخاطب کر کے کہا "میدان جنگ میں مرنے کے لئے گئے تھے یا شکست کھا کر زندہ واپس آنے کے لئے؟" حضورؐ کو یہ الفاظ ناگوار گزرے اور فرمایا "یہ خدا کا لشکر ہے میدان جنگ سے آیا ہے اور پھر میدان جنگ جائے گا۔"

موتہ کی جنگ میں بارہ آدمی شہید ہوئے تینوں سپہ سالار مارے گئے ان میں سے ہر شخص کی موت کا حضورؐ کو افسوس ہوا لیکن حضرت جعفرؓ کا صدمہ سب سے زیادہ تھا حضورؐ نے حضرت جعفرؓ کے لئے خاص طور پر دعا کی اور پھر حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا "خدا نے جعفرؓ کو دو بازو مرحمت فرمائے ہیں جن سے وہ جنت میں اڑتے پھرتے ہیں۔" اسی وجہ سے حضرت جعفرؓ کو ذوالجناحین یعنی دو پروں والا اور بقول بعض طیار (اڑنے والا) کہا جاتا ہے۔

فتح مکہ ۔ صلح حدیبیہ کی ایک شرط یہ تھی کہ فریقین معاہدہ قبائل عرب میں سے جس کے ساتھ معاہدہ کرنا چاہیں کر سکتے ہیں یا یہ کہ قبائل عرب فریقین میں سے جس کے ساتھ معاہدہ کرنا چاہیں کر سکتے ہیں اور اس شرط کی بنا پر صلح حدیبیہ کے بعد قبائل عرب میں سے بنو خزاعہ حضورؐ کے حلیف بن گئے تھے اور ان کے حلیف بنو بکر نے قریش سے معاہدہ کر لیا تھا۔

ان دونوں قبیلوں یعنی بنو خزاعہ اور بنو بکر میں قدیم سے دشمنی چلی آتی تھی اور ظہور اسلام

سے پہلے کفر میں لڑائیاں ہوتی رہتی تھیں ان میں سے جو قبیلہ شکست پا جاتا وہ دوبارہ طاقت حاصل کر کے اپنے حریف سے انتقام لیتا اور اس کو شکست دیتا تھا پھر شکست خوردہ فریق قوت فراہم کر کے فاتح پر حملہ آور ہوتا اور شکست کا انتقام لیتا تھا، مرور زمانہ سے یہی سلسلہ جاری تھا کہ اسلام کا ظہور ہوا اور عرب کے تمام قبائل اسلام کی طرف متوجہ ہو گئے یہاں تک کہ جب اسلام کی طاقت بڑھ گئی تو عرب قبائل نے باہمی عداوتوں کو بھلا دیا اور متحد ہو کر اسلام کے مقابلہ پر آ گئے صلح حدیبیہ تک اس کا سلسلہ جاری رہا۔

حدیبیہ کی صلح نے مسلمانوں کی فضا پیدا کی تو قبائل کی عداوتوں نے پھر زور پکڑا قبیلہ بنو بکر نے قریش سے معاہدہ کیا اور بنو خزاعہ نے قریش کی مخالفت طاقت اسلام کو اپنا حلیف بنایا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بنو بکر و بنو خزاعہ کی پرانی عداوتیں پھر تازہ ہو گئیں بنو بکر نے قریش کی مدد پا کر بنو خزاعہ پر حملہ کیا اور اپنے پچھلے مقتولوں کا انتقام لینا چاہا قریش کے چند بڑے لوگوں نے علانیہ بنو بکر کی مدد کی اور بنو خزاعہ کو تباہ و برباد کرنے کے لئے پورے جوش سے بنو بکر کے ساتھ تلوار چلائی اس جنگ میں بنو خزاعہ کو شکست ہوئی اور بقیۃ السیف بنو خزاعہ پناہ لینے کے لئے حدود حرم میں گھس گئے، حدود حرم میں چونکہ خونریزی ممنوع تھی اس لئے بنو بکر نے بنو خزاعہ پر حرم میں تلوار نہ چلائی لیکن ان کے سردار نوفل نے اس کی پرواہ نہ کی اور نوجوانوں کو ساتھ لے کر بنو خزاعہ کے ان افراد کو جو حرم میں پناہ گزیں ہوئے قتل کر ڈالا۔ حضورؐ ان دنوں میں ایک روز صحابہ کے درمیان تشریف فرما تھے کہ آپ کے کانوں تک بنو خزاعہ کے بقیۃ السیف افراد کی یہ صدا پہنچی۔

لاہمّ انی ناشد محمّداً ﴿ حلف ابینا وابیک الاتلدا
فانصر رسول اللہ نصراً اعتدا ﴿ وادع عباد اللہ یاتوا مددا

حضورؐ نے دریافت کیا کون ہے صحابہ نے عرض کیا: بنو خزاعہ کے لوگ فریاد کو آئے ہیں۔

حضورؐ نے ان کو بلا لیا یہ چالیس آدمی تھے جو اونٹوں پر سوار ہو کر آئے تھے اور ان کا سردار عمرو بن
۷۸ سالم تھا عمرو بن سالم نے بنو بکر اور قریش کے مظالم کی ساری داستان بیان کی جس کو سن کر حضورؐ کو سخت صدمہ ہوا اور بے اختیار آپ کی زبان سے یہ الفاظ ادا ہوئے "اے اللہ! اگر میں ان مظلوموں کی مدد نہ کروں تو تو کبھی میری مدد نہ کیجیو"۔

بعض مورخین کا بیان تو یہ ہے کہ خزاعہ کی داستان سن کر حضورؐ نے صحابہ سے مشورہ لیا اور پھر ایک قاصد کے ہاتھ قریش کو یہ پیام بھیجا کہ "بنو خزاعہ پر مظالم کے بعد صرف تین باتیں ہیں جن میں سے تم ایک کو منظور کر سکتے ہو ایک تو یہ کہ تم بنو خزاعہ کے مقتولوں کا خون بہا ادا کرو، دوسرے یہ کہ بنو بکر کی حمایت ترک کر دو، تیسرے یہ کہ معاہدہ حدیبیہ کے ختم ہو جانے کا اعلان کر دو۔

پیام بر کہ پہنچا اور حضورؐ کا پیام قریش کو پہنچایا قرطہ بن عمر نے حضورؐ کا یہ پیام سن کر بغیر سوچے سمجھے قریش کی طرف سے یہ جواب دیا کہ "ہم کو تیسری شرط منظور ہے" لیکن حضورؐ کے قاصد کے چلے جانے پر جب قریش نے غور کیا تو اس جواب پر ان کو بے حد ندامت ہوئی اور انھوں نے مشورہ کے بعد فوراً ابوسفیان کو اپنا سفیر بنا کر مکہ بھیجا کہ وہ صلح حدیبیہ کی تجدید کرا لائیں۔

اور بعض مورخین یہ کہتے ہیں کہ عمرو بن سالم خزاعی اور بدیل بن ورقا خزاعی کے مدینہ پہنچنے کی خبریں جب قریش کو پہنچیں تو قریش کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور بنو بکر کی امداد پر وہ بہت نادم ہوئے ان کو یقین ہو گیا کہ بنو خزاعہ چونکہ مسلمانوں کے حلیف ہیں اس لئے مسلمان ضرور ان کی مدد کریں گے اور جنگ کا پھر وہی سلسلہ شروع ہو جائے گا جس سے برسوں کے بعد صلح حدیبیہ کی بدولت میں امن نصیب ہوا تھا اس کی وجہ یہ خیال کر کے قریش نے ابوسفیان کو مدینہ بھیجا کہ وہ معاہدۂ حدیبیہ کی حضورؐ سے تجدید کرا لائیں۔

ابوسفیان مدینہ میں پہنچا اور سب سے پہلے اپنی بیٹی "ام المومنین ام حبیبہ" کے پاس گیا۔ اور اس فرش پر بیٹھنا چاہا جس پر حضورؐ استراحت فرمایا کرتے تھے ام حبیبہ رضؓ نے فوراً بستر کو لپیٹ لیا اور اپنے باپ ابوسفیان سے کہا: "یہ حضورؐ کا بستر ہے اس پر وہ شخص نہیں بیٹھ سکتا جو شرک کی نجاست میں آلودہ ہے" ابوسفیان کو بیٹی کے یہ الفاظ بہت ناگوار گزرے اور اس نے کہا: "ام حبیبہؓ! افسوس ہے مجھ سے جدا ہو کر تیری فطرت بالکل ہی بدل گئی نہ بزرگوں کا ادب و لحاظ باقی رہا اور نہ خاندانی شرافت کا پاس"۔ ام حبیبہ رضؓ نے فرمایا: "ان لوگوں کی عقل و سمجھ پر افسوس کرنا چاہیے جو اپنی دانائی پر نازاں ہیں اور پھر ہاتھوں اور بے حس و بے زبان بتوں کو خدا سمجھ کر پوجتے ہیں"۔ یہ سن کر ابوسفیان اُٹھ کھڑا ہوا اور حضورؐ کی خدمت میں پہنچا۔ اس نے ہر چند چاہا اور مختلف عنوان سے معاہدہ کے موضوع پر گفتگو کرنی چاہی لیکن حضورؐ نے اس کی طرف توجہ نہ فرمائی

ابوسفیان نے جب دیکھا کہ حضورؐ بالکل توجہ نہیں فرماتے ہیں تو وہ حضرت ابوبکرؓ سے جا کر ملا اور درخواست کی آپ درمیان میں پڑ کر معاہدۂ حدیبیہ کی تجدید کرا دیجیے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا "حضور سے اس معاملہ میں میں کوئی گفتگو نہیں کر سکتا"۔ اس کے بعد ابوسفیان حضرت عمرؓ کے پاس پہنچا اور ان سے بھی یہی خواہش کی حضرت عمرؓ نے فرمایا: "یہ کام میرے بس کا نہیں ہے یہاں سے مایوس ہو کر ابوسفیان حضرت فاطمہ زہراؓ کے پاس گیا، حضرت فاطمہ رضؓ نے بھی ایسا ہی جواب دیا۔

مختصر یہ کہ ابوسفیان نے معاہدۂ حدیبیہ کی تجدید کی جتنی کوششیں کیں سب ناکام رہیں نہ تو حضورؐ نے اس موضوع پر اس سے گفتگو کی اور نہ کوئی صحابی اس معاملہ میں پڑا آخر میں وہ حضرت علی رضؓ کے پاس پہنچا اور اپنی کوششوں میں ناکامی کا ذکر کر کے ان سے مشورہ لیا حضرت علیؓ نے فرمایا: "میں تجھ کو ایک بہترین تدبیر بتاتا ہوں تو مسجد نبویؐ میں جا اور یہ اعلان کر دے کہ میں نے معاہدۂ حدیبیہ کی تجدید کر دی ہے اور اس کے بعد فوراً مکہ کو روانہ ہو جا"۔ ابوسفیان نے یہی کیا اور مسجد نبوی میں تجدید معاہدہ کا اعلان کر کے مکہ کو چلا گیا جب قریش مکہ نے اس سے واقعہ دریافت کیا تو ابوسفیان نے تمام کیفیت بیان کی قریش نے ماجرا سن کر کہا: "اس معاملہ کو نہ تو ہم صلح کہہ سکتے ہیں کہ مطمئن ہو کر بیٹھ رہیں اور نہ جنگ کہا جا سکتا ہے کہ لڑائی کا انتظام کریں۔

ابوسفیان کی روانگی کے بعد حضورؐ نے مکہ پر فوج کشی کا سامان کیا اور مجاہدین اسلام کو تیاری کا حکم دے دیا حلیف قبائل کو اطلاع دی گئی کہ وہ تیار رہیں اور جب لشکر اسلام ان کے قریب گزرے تو شامل ہو جائیں یہ تمام انتظامات اور تیاریاں اس قدر احتیاط کے ساتھ کی گئیں کہ مکہ والوں کو اس کی بالکل خبر نہ ہوئی۔

مختصر یہ کہ حضورؐ دس ہزار مجاہدین اسلام کو مدینہ سے لے کر نکلے مدینہ کا حاکم کلثوم بن حصین بن عتبہ غفاری کو مقرر کیا اور تیزی سے مکہ کی جانب روانہ ہوئے راستہ میں حلیف قبائل کے دو ہزار آدمی اور آ گئے اور لشکر اسلام میں شامل ہو گئے، مقام ذوالحلیفہ یا جحفہ میں مکہ سے آتے ہوئے حضرت عباس رضؓ ملے حضرت عباسؓ مسلمان ہو کر مدینہ سے مکہ چلے گئے تھے اور اس وقت تک اپنی خاندانی خدمت چاہ زمزم پر حجاج کو پانی پلانا انجام دے رہے تھے اور اب مع اہل و عیال ہجرت کر کے آ رہے تھے حضورؐ ان سے مل کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا: "جس طرح میری نبوت آخری ہے اسی طرح عباس رضؓ کی ہجرت آخری ہے"۔ اس کے بعد حضورؐ نے حضرت عباس رضؓ کو حکم دیا کہ "اہل و عیال اور اسباب کو مدینہ بھیج دو اور تم لشکر اسلام کے ساتھ مکہ چلو"۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

لشکر اسلام کوچ کرتا ہوا ساتویں روز مرالظہران پہنچا جو مکہ معظمہ سے ایک منزل کے فاصلہ پر مدینہ کا آخری پڑاؤ ہے اور حضورؐ کے حکم سے وہیں قیام کیا حضورؐ نے مجاہدین اسلام کو حکم دیا کہ ایک ایک ہزار کی جمعیتیں بنا لو اور تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر قیام کرو چنانچہ ہر جمعیت نے علیحدہ علیحدہ قیام کیا اور رات کو کھانا پکانے کے لئے علیحدہ علیحدہ آگ روشن کی جس سے مرالظہران کا سارا جنگل روشن ہو گیا۔

حضرت عباس رضؓ نے مسلمانوں کا اتنا بڑا لشکر کبھی نہیں دیکھا تھا انھوں نے محسوس کیا کہ "اگر جنگ چھڑ گئی تو مسلمان قریش مکہ کو پیس کر رکھ دیں گے اور ایک متنفس کو بھی باقی نہ چھوڑیں گے انھوں نے فوراً یہ کوشش شروع کر دی کہ قریش مکہ مسلمانوں کے مطالبات کو تسلیم کر لیں اور اپنے آپ کو حضورؐ کے رحم و کرم پر چھوڑ دیں تاکہ خونریزی نہ ہونے پائے۔

[illegible] [redacted]

مرالظہران پہنچ کر ادھر تو حضرت عباس رضؓ لشکرگاہ سے باہر نکلے کہ مکہ جانے والا کوئی شخص مل جائے تو قریش کو اس آفتِ سماوی کی خبر دے دی جائے جو صبح کو اسلامی لشکر کی صورت میں ان پر نازل ہونے والی ہے تاکہ وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے جرائم کی معافی چاہیں اور اپنے آپ کو حضور کے رحم و کرم پر چھوڑ دیں اور اُدھر قریش کے تین شخص حکیم بن حزام، بدیل بن ورقاء اور ابوسفیان اسلامی لشکر کی آمد کی افواہ سن کر تجسس و تحقیق کے لئے مکہ سے باہر نکلے اور مرالظہران کے قریب پہنچ کر ایک ٹیلی پر چڑھے۔ دیکھا تو سارا جنگل روشن ہے گویا مرالظہران کے علاقہ میں آگ لگی ہوئی ہے۔ ابوسفیان نے یکایک یہاں پہنچ جانے کو بعید از قیاس سمجھا اور اپنے ہمراہیوں سے پوچھا: "جہاں عرفات جیسی آگ کیوں روشن ہے کیا کوئی لشکر مکہ پر چڑھ آیا ہے؟" بدیل نے کہا: "معلوم ہوتا ہے بنو خزاعہ میں جوش پیدا ہو کر کے ہمارے بھائیوں قریش سے انتقام لینے آئے ہیں۔" ابوسفیان نے کہا: "میلوں تک آگ روشن ہے بنو خزاعہ کی جماعت اتنی کثیر نہیں ہو سکتی۔" یہ لوگ آپس میں اسی قسم کی باتیں کر رہے تھے کہ حضرت عباس رضؓ کسی قاصد کی تلاش میں اس مقام پر پہنچے۔ ابوسفیان کی آواز کو پہچانا اور اپنے پاس بلا کر حقیقتِ حال سے آگاہ کیا اور پھر ابوسفیان کو امن دلانے کے خیال سے حضور کی خدمت میں لے چلے۔ راستہ میں حضرت عمر رضؓ کی نظر ابوسفیان پر پڑ گئی۔ وہ دوڑ کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: "اسلام کا سب سے بڑا دشمن حاضر ہوا ہے، اجازت ہو تو اس کا سر کاٹ لاؤں۔" اتنے میں حضرت عباسؓ اور ابوسفیان بھی دربارِ رسالت میں پہنچ گئے اور حضور سے حضرت عباس رضؓ نے ابوسفیان کے لئے امان مانگ لی۔

ابوسفیان رات بھر حضرت عباس رضؓ کے خیمہ میں رہا اور چونکہ ہر شخص کو یہ معلوم تھا کہ ابوسفیان اسلام اور مسلمانوں کا بدترین دشمن ہے جس نے صرف خود اسلام سے عداوت کا اظہار کر کے مسلمانوں کو تکلیفیں دیں، مدینہ پر بار بار لشکر کشی کی اور مسلمانوں سے لڑتا رہا ہے، اس لئے ہر شخص یہ رائے قائم کر چکا تھا کہ صبح کو جب ابوسفیان کو حضور کی خدمت میں لایا جائے گا تو آپ اس کے قتل کا حکم دے دیں گے اور اس خیال کی بنا پر ہر شخص صبح آمد اور دشمنِ اسلام سے انتقام کا بے چینی کے ساتھ انتظار کر رہا تھا۔

صبح کو جبکہ دربارِ نبوت میں صحابہ کا مجمع تھا ابوسفیان کو لایا گیا۔ حضور نے اس پر رحم و کرم کی نگاہیں ڈالیں اور پوچھا: "ابوسفیان! کیا تم کو ابھی تک اس کا یقین نہیں ہوا کہ خدا کے سوا کوئی بھی عبادت کے قابل نہیں ہے؟" ابوسفیان نے عرض کیا: "واقعی بے شک خدا کے سوا کوئی بھی عبادت کے قابل نہیں ہے اگر خدا کے سوا کوئی اور عبادت کے قابل ہوتا تو آج ضرور ہمارے کام آتا۔" حضور نے فرمایا: "ابوسفیان! کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ تم میری نبوت کے آثارِ صداقت دیکھو اور میری رسالت پر ایمان لے آؤ؟" ابوسفیان نے عرض کیا: "میرے ماں باپ آپ پر قربان! ابھی اس بات کو تسلیم کرنے میں مجھ کو تامل ہے۔" مختصر یہ کہ تھوڑی دیر بعد ابوسفیان نے حضور کی نبوت کا بھی دبی زبان سے اقرار کر لیا اور مسلمانوں میں داخل ہو گئے لیکن چند روز بعد ان کو آپ کی نبوت پر کامل یقین ہو گیا اور وہ سچے مسلمان بن گئے۔

ابوسفیان کے اسلام قبول کر لینے کے بعد حضرت عباس رضؓ نے حضور سے عرض کیا: "یا رسول اللہ! ابوسفیان مکہ کے سرداروں میں سے ہے فخر و امتیاز کو زیادہ پسند کرتا ہے اگر حضور اس کو کوئی امتیاز مرحمت فرما دیں تو بہتر ہے۔" حضور نے فرمایا: "جو شخص خانہ کعبہ یا ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے گا اس کو امان ہے جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے گا اس کو بھی امان ہے۔" ابوسفیان اس امتیاز سے بہت خوش ہوا کہ اس کے گھر کو خانہ کعبہ کے برابر قرار دیا گیا۔

مرالظہران سے جب لشکر مکہ کی طرف روانہ ہوا تو حضور نے حضرت عباس رضؓ کو حکم دیا کہ "ابوسفیان کو مکہ کے راستہ کی کسی پہاڑی پر لے جا کر کھڑا کر دو کہ وہ اپنی آنکھوں سے اس خدائی فوج کا جاہ و جلال دیکھے۔" چنانچہ حضرت عباس رضؓ ابوسفیان کو وادی کے تنگ نائے پر لے گئے اور ایک ٹیلہ پر کھڑا کر دیا۔

لشکرِ اسلام متلاطم دریا کی طرح موجیں مارتا ہوا مکہ کی طرف بڑھا۔ سب سے پہلے قبائل غفار پھریرا لہراتے ہوئے گزرے۔ ان کے بعد قبائل جہینہ، سعد بن ہذیم اور اسلم کے بہادر اسلحہ سے آراستہ تکبیر کے نعرے لگاتے ہوئے گزرے۔ جو جماعت ابوسفیان کی نگاہوں کے سامنے سے گزرتی وہ اس کو دیکھ کر مرعوب ہو جاتا اور اسلامی طاقت کا خوف اس کے دل میں جاگزیں ہو جاتا۔ پھر ابوسفیان نے انصار کے قبائل کے لشکر کو دیکھا جو ساز و سامان کے لحاظ سے سب سے بہتر تھا۔ اس لشکر کو دیکھ کر ابوسفیان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں اور اس نے حیرت زدہ ہو کر حضرت عباس رضؓ سے پوچھا: "یہ کن لوگوں کا لشکر ہے؟" حضرت عباس رضؓ نے فرمایا: "یہ انصار ہیں۔" ساتھ ہی انصاری لشکر کے سردار حضرت سعد بن عبادہؓ جھنڈا ہاتھ میں لئے ہوئے ابوسفیان کے سامنے سے گزرے اور ابوسفیان کو دیکھ کر بلند آواز سے پڑھا:

الیوم یوم الملحمہ۔ الیوم | آج کا دن گھمسان کی لڑائی کا دن ہے۔
تستحل الکعبہ۔ | آج کعبہ کو حلال کر دیا جائے گا۔

حضرت سعد بن عبادہ کے یہ الفاظ ابوسفیان کے دل میں تیر کی طرح اتر گئے اور جب سب سے آخر میں حضرت زبیر بن العوام رضؓ کوکبۂ نبوی کا علم لئے گزرے تو ابوسفیان نے حضور کو مخاطب کر کے عرض کیا: "حضور نے سنا سعد کیا کہتے ہوئے گئے ہیں۔" حضور نے فرمایا: "سعد نے غلط کہا آج کعبہ کی عظمت کا دن ہے۔" یہ فرما کر حضور نے علم کو سعد بن عبادہ رضؓ سے لے کر ان کے بیٹے اور بقول بعض حضرت علی رضؓ کو دے دیا۔

ابوسفیان یہ منظر دیکھ کر تیزی سے مکہ گیا اور اہلِ مکہ کو مخاطب کر کے کہا: "آج محمدؐ ایسا لشکر لے کر آئے ہیں کہ تم کسی طرح اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اگر اپنی جان بچانا چاہتے ہو تو خانہ کعبہ میں یا میرے گھر میں داخل ہو جاؤ۔ یا اپنے گھروں کے دروازے بند کر لو۔ یا اپنی تلواریں ۵
نیام میں کر لو۔ ان صورتوں کے سوا امان کی اور کوئی صورت نہیں ہے۔"

غرض حضور اور لشکرِ اسلام مقام مرالظہران سے شان و شوکت کے ساتھ مکہ کی طرف بڑھے اور مکہ کی حدود میں داخل ہو کر حجون نامی پہاڑی پر علمِ نبوی کو نصب کر دیا گیا۔

چند لمحوں کے توقف کے بعد حضور نے قبائل اسلم و غفار اور مزینہ و جہینہ کے بہادر لشکر کو حضرت خالد بن ولیدؓ کے سپرد کیا اور حکم دیا کہ "تم اپنا لشکر لے کر مکہ کے حصۂ زیریں سے مکہ کے اندر داخل ہونا اور جو شخص مقابلہ کرے اُس سے مقابلہ کرنا اور خیال رکھنا کہ خونریزی نہ ہو کیونکہ یہ علاقہ حرم ہے۔" پھر حضرت زبیر رضؓ کو ایک لشکر دے کر حکم دیا کہ تم بالائی مکہ سے اندر داخل ہونا اور حرم کے اندر خونریزی سے بچنا۔ اور اس کے بعد خود حضور مقام ذی طویٰ کی طرف سے مکہ میں داخل ہونے کے لئے روانہ ہوئے۔

حضور اور زبیر بن العوام کا ماتحت لشکر امن و امان سے مکہ میں داخل ہو گیا لیکن حضرت خالدؓ جس جانب سے مکہ میں داخل ہو رہے تھے اُدھر ابوجہل کے بیٹے عکرمہ، صفوان بن امیہ اور سہیل بن عمرو وغیرہ نے مقابلہ کے لئے کچھ لوگوں کو فراہم کر رکھا تھا۔ اسلامی لشکر کو آتا دیکھ کر ان لوگوں نے تیر برسائے جن سے مسلمانوں کے دو یا تین آدمی یعنی کرز بن جابر فہری، خنیس بن خالد یا حبیش بن اشعر، اور سلمہ بن جہینہ شہید ہوئے۔ حضرت خالد رضؓ نے قریش کے حملے سے مجبور ہو کر ہی اپنے سپاہیوں کو مقابلہ کا حکم دے دیا۔ بہت تھوڑی دیر مقابلہ جاری رہا اور کفارِ قریش بدحواس ہو کر بھاگ گئے۔

مختصر یہ کہ جب سارا اسلامی لشکر مکہ میں داخل ہو گیا تو حضور نے حکم دیا کہ کعبہ کو بتوں کی نجاست سے پاک کیا جائے۔ چنانچہ صحابہ نے سب بتوں کو باہر نکالا اور توڑ کر پھینک دیا۔ احادیث میں آیا ہے کہ اس وقت حضور کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی جس کی نوک سے آپ بتوں کو ٹھوکے دیتے جاتے تھے اور جاء الحق و زہق الباطل ان الباطل کان زہوقا یعنی حق آ گیا اور باطل مٹ گیا اور باطل مٹنے ہی کی چیز تھی۔

حضرت عمرؓ کعبہ کے اندر داخل ہوئے اور وہاں جس قدر تصویریں تھیں ان کو مٹا ڈالا جب اس کام سے فراغت ہو چکی تو اول حضورؐ نے سواری پر سات مرتبہ کعبہ کا طواف کیا اور پھر عثمان بن طلحہ حجبی کے دربان کو بلا کر ان سے کعبہ کی کنجی طلب کی دروازہ کھلوایا اور آپ حضرت بلالؓ اور طلحہ کے ساتھ کعبہ کے اندر داخل ہوئے اور نماز ادا کی اور بعض احادیث میں بیان کیا گیا کہ آپ نے کعبہ کے اندر نماز نہیں پڑھی صرف تکبیریں کہیں۔

حضورؐ کعبہ کے اندر سے باہر تشریف لائے اور کعبہ کے دروازہ پر کھڑے ہو کر مکہ کے ان لوگوں کو جب جو یہ دیکھنے کے لئے جمع ہوئے تھے کہ فتح کے بعد حضورؐ کیا کرتے ہیں اور ہماری نسبت کیا فیصلہ ہوتا ہے مخاطب کر کے خطبہ ارشاد فرمایا۔ یہ خطاب گرچہ اس وقت اہل مکہ سے تھا لیکن حقیقت میں یہ پیام ساری دنیا کے لئے تھا آپ نے فرمایا۔

لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ صدق وعدہ ونصر عبدہٗ وحزم الاحزاب وحدہٗ الا کل ماثرۃ او دم او مال یدعیٰ فھو تحت قدمی ہاتین الا سدانۃ البیت وسقایۃ الحاج یا معشر قریش ان اللہ قد اذھب عنکم نخوۃ الجاھلیۃ وتعظمھا بالآباء الناس من آدم وآدم من تراب	خدائے واحد کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اس نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اپنے بندہ کی مدد کی اور تنہا سارے جتھوں کو شکست دی یاد رکھو ہر قسم کا فخر خون و مال کے تمام دعوے میرے ان دونوں پاؤں کے نیچے ہیں۔ بجز حرم کعبہ کی تولیت اور حجاج کو پانی پلانے کے منصب کے قریش خدا نے تمہارے جاہلیت کے غرور کو مٹا دیا اور نسب کا گھمنڈ بے کار ہو گیا۔ تمام لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنے تھے

اس کے بعد حضورؐ نے قرآن کی یہ آیت تلاوت فرمائی:۔

یا ایھا الناس انا خلقنٰکم من ذکر وانثیٰ وجعلنٰکم شعوباً وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم ان اللہ علیم خبیر۔	لوگو! میں نے تم کو مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمہارے قبیلے اور خاندان بنائے تاکہ تم ایک دوسرے سے شناخت کرتے جاؤ لیکن خدا کے نزدیک مکرم وہی ہے جو زیادہ پرہیزگار ہو خدا بڑا دانا اور خبردار ہے۔

اس کے بعد حضورؐ نے ان کفار قریش کی طرف دیکھا جو آپ کے سامنے کھڑے ہوئے تھے اور جنہوں نے آپ کو اور مسلمانوں کو سخت اذیتیں پہنچائی تھیں اور پوچھا۔

یا معشر قریش ما ترون انی فاعل بکم۔	قریش! تم کو معلوم ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیا کرنے والا ہوں۔

قریش نے جواب میں عرض کیا:۔

خیراً اخ کریم وابن اخ کریم۔	آپ ہمارے ساتھ بھلائی کریں گے آپ ہمارے شریف بھائی ہیں اور شریف بھتیجے ہیں۔

حضورؐ نے یہ جواب سن کر فرمایا۔

فانی اقول کما قال یوسف لاخوتہ لا تثریب علیکم الیوم اذھبوا فانتم الطلقاء	میں وہی بات کہتا ہوں جو یوسف نے اپنے بھائیوں سے کہی تھی یعنی یہ کہ آج تم پر کوئی ملامت نہیں ہے جاؤ تم آزاد ہو۔

حضورؐ نے اس کے بعد عثمان بن طلحہ کلید بردار کعبہ کو طلب فرمایا اور کعبہ کی کنجی حوالہ کر کے فرمایا "یہ منصب تمہارے خاندان میں رہے گا۔ اور تم ہی اس خدمت کے مالک ہو۔

خطبہ سے فراغت کے بعد حضورؐ نے ظہر کی نماز حرم محترم میں ادا کی۔ حضرت بلالؓ نے کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دی۔ اور حضورؐ نے پہلی مرتبہ مجاہدین اسلام کے جرار لشکر کے ساتھ اطمینان و سکون کے ساتھ نماز پڑھی۔

نماز سے فارغ ہو کر حضورؐ کوہ صفا پر تشریف لے گئے اور جو لوگ اسلام کی آغوش میں داخل ہونے کے لئے آئے تھے ان سے بیعت لی۔ حضورؐ کے رحم و مہربانی کو دیکھ کر تقریباً سارا مکہ رام ہو چکا تھا اس لئے مکہ والوں کے بڑے گروہ نے اسی روز حضورؐ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور جو تھوڑے سے لوگ رہ گئے تھے انھوں نے بھی بعد میں اسلام قبول کر لیا۔

مردوں کے بعد عورتوں کی بیعت شروع ہوئی۔ حضورؐ نے ایک پیالہ میں پانی بھر کر رکھ لیا تھا جب کوئی عورت بیعت کے لئے آتی حضورؐ پہلے اس سے ارکان اسلام کے ادا کرنے اور اخلاق و سلوک سے زندگی بسر کرنے . . . . کا عہد لیتے اور پھر پیالہ میں اپنا ہاتھ ڈبو کر نکال لیتے اور اس کے بعد وہ عورت پیالہ میں ہاتھ ڈالتی اور اس طرح بیعت کا عہد پورا ہو جاتا۔

فتح مکہ کے دن حضورؐ کے دست مبارک پر جن عورتوں نے بیعت کی تھی ان میں عرب کے مشہور سردار عتبہ کی بیٹی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ماں ہندہ بھی تھی یہ وہی ہندہ تھی جس نے جنگ احد میں حضرت حمزہؓ کو قتل کرایا تھا اور ان کا سینہ چاک کر کے کلیجہ نکال کر چبایا تھی وہ چہرہ پر نقاب ڈال کر آئی تھی محض اس لئے کہ اس کو کوئی شناخت نہ کر سکے۔

ہندہ نے بیعت کے وقت حضورؐ سے دریافت کیا "خدا کے رسول آپ کن باتوں کا عورت سے عہد لینا چاہتے ہیں۔

حضورؐ نے فرمایا "اس بات کا عہد کہ تم خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو گی" ہندہ نے عرض کیا "مگر یہ عہد مردوں سے تو آپ نے نہیں لیا خیر اور آپ کیا عہد لینا چاہتے ہیں" حضورؐ نے فرمایا "یہ کہ چوری نہ کرنا" ہندہ نے عرض کیا "میں کبھی کبھی اپنے شوہر کے مال میں سے لیا کرتی ہوں معلوم نہیں یہ چوری میں داخل ہے یا نہیں" حضورؐ نے فرمایا "بدکاری سے بچنا" ہندہ نے عرض کیا "خدا کے رسول! کوئی شریف عورت ایسا نہیں کر سکتی" حضورؐ نے فرمایا "اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا" ہندہ نے عرض کیا "یا رسول اللہ ہم نے اپنے بچوں کو پالا پرورش کیا اور جب وہ بڑے ہو گئے تو آپ نے ان کو (جنگ بدر میں)[3] قتل کیا آپ جانیں اور وہ جانیں" حضورؐ نے فرمایا "کسی پر تہمت نہ لگانا" ہندہ نے عرض کیا "خدا کی قسم! یہ بہت بری عادت ہے آپ ہم کو بھی باتیں بتاتے اور سکھاتے ہیں" "امر نیک میں ہمارے حکم کی خلاف ورزی نہ کرنا" ہندہ نے عرض کیا "اگر آپ کی نافرمانی منظور ہوتی تو ہم اس جگہ نہ آتے"۔

حضورؐ ۸ رمضان ۸ھ کو مدینہ منورہ سے لشکر اسلام کو لے کر روانہ ہوئے تھے ۲۰ رمضان ۸ھ کو فاتحانہ مکہ میں داخل ہوئے اور پندرہ روز تک مکہ میں رہے اس کے بعد حضرت معاذ بن جبلؓ کو جو ایک نوجوان انصاری اور خوش حال قاری تھے اہل مکہ کو اسلام کے مسائل اور احکام سکھانے پر مامور فرمایا اور ۶ شوال ۸ھ کو حنین کی جانب قبائل ہوازن و ثقیف کی سرکوبی کے لئے تشریف لے گئے۔

بعض مورخین نے لکھا ہے کہ حضورؐ نے مکہ سے روانگی کے وقت عتاب بن اسید کو مکہ کا حاکم مقرر کیا اور حنین و طائف کی جنگوں سے فراغت کے بعد آپ مدینہ کو روانہ ہوئے اور پورے ڈھائی مہینے کے بعد ۲۴ ذی قعدہ ۸ھ کو لشکر اسلام کے ساتھ مدینہ میں داخل ہوئے۔

---

[1] عرب قبائل اپنی شرافت اور آباء و اجداد کے کارناموں پر فخر کیا کرتے تھے اور جب کسی قبیلہ کا کوئی آدمی مارا جاتا تو پشت ہا پشت تک اس کے خون کا دعویٰ قائم رکھتے تھے اور جب موقع ملتا تھا مقتول کے خون کا حملہ قتل یا مالی شکل میں حاصل کیا کرتے تھے اور اس بات کو بڑے فخر کی بات خیال کیا کرتے تھے۔ حضورؐ نے ان الفاظ سے ان تمام جاہلانہ مفاخر کو پامال فرما دیا۔ ۱۲ [3] جنگ بدر میں ہندہ کے لڑکے کافروں میں شامل تھے، مسلمانوں سے لڑتے تھے اور لڑائی میں مارے گئے تھے اس کی طرف اشارہ ہے ۱۲

غزوۂ حنین۔ مکہ معظمہ کے قریب طائف اور مکہ کے درمیان حنین ایک مقام ہے جو عرفات سے صرف تین میل کے فاصلہ پر ہے اس علاقہ میں مدت سے ہوازن و ثقیف عرب قبائل آباد تھے جو اگرچہ بھیڑ بکریاں اور اونٹ چرایا کرتے تھے لیکن نہایت سرکش، جنگجو اور فنون جنگ کے ماہر تھے۔ فتح مکہ کے بعد ان قبائل نے حالت پر غور کیا اور اپنے مستقبل پر نظر ڈالی غور و تامل کے بعد ان کو یہ نظر آیا کہ مسلمان قریش پر غلبہ حاصل کر لینے کے بعد یقیناً ہماری طرف توجہ کریں گے اور ممکن ہے جس طرح انہوں نے قریش کو مغلوب کر کے مکہ پر قبضہ کر لیا ہے اسی طرح ہم کو مغلوب کر کے ہمارے علاقہ پر قابض ہو جائیں اور ہماری امارت و ریاست و امیرات کا خاتمہ ہو جائے۔ اس لئے اس سے پہلے کہ مسلمان اس طرف متوجہ ہوں خود ہم کو آگے بڑھ کر مسلمانوں پر حملہ کرنا چاہئے اس صورت میں اگر ہم نے فتح حاصل کر لی تو ہم مسلمانوں سے ان کی بت شکنی کا پورا پورا انتقام لے لیں گے اور مکہ کی جس قدر جاہ و دولت باغات طائف میں ہیں ان سب پر ہمارا قبضہ ہو جائے گا۔ اور اگر ہم کو شکست ہو گئی تو بہر صورت ہم کو مسلمانوں کے رحم و کرم پر رہنا ہے۔

ہوازن و ثقیف اگرچہ معاہدۂ حدیبیہ کے بعد ہی سے مسلمانوں کے خلاف تیاریاں کر رہے تھے اور ان کے سرداروں نے دوسرے عرب قبائل میں دورہ کر کے مسلمانوں کے خلاف ایک بڑی طاقت تیار کر لی تھی۔ لیکن موقع کے منتظر تھے اور مناسب موقع ملنے پر عام حملہ کا ارادہ کر چکے تھے۔ کہ یکایک بنو بکر و بنو خزاعہ میں جنگ چھڑ گئی اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مدینہ سے مجاہدین اسلام کا جرار لشکر اچانک مکہ پر چڑھ آیا۔ اور بہ آسانی مکہ پر قبضہ کر لیا۔

مسلمانوں کی یہ لشکر کشی ہوازن و ثقیف کی توقع کے خلاف تھی اور پھر مکہ پر مسلمانوں کا قبضہ تو امید کے بالکل خلاف تھا جب انہوں نے دیکھا کہ قریش مغلوب ہو گئے۔ مکہ پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔ اور عرب قبائل اسلام کی جانب جھک گئے تو انہوں نے خطرہ کو محسوس کیا اور قرار دیا کہ اگر جلد توجہ نہ کی گئی تو پھر مسلمانوں کی طاقت سے ٹکرانا ناممکن ہو جائے گا۔ چنانچہ ماہ شوال ۸ھ میں جبکہ حضورؐ مدینہ کی جانب روانگی کا ارادہ کر رہے تھے ہوازن و ثقیف اپنے قبائل کی تمام شاخوں اور دوسرے قبائل کے ساتھ اپنی آبادیوں سے باہر نکلے اور چار ہزار کی تعداد میں فراہم ہو کر وادی حنین میں لشکر زن ہو گئے۔

ہوازن و ثقیف نے لشکر کی سرداری و رہنمائی کے لئے دو شخصوں کو منتخب کیا تھا مالک بن عوف کو اور درید بن الصمہ کو۔ آخر الذکر سردار اگرچہ بوڑھا تھا سو برس کی عمر ہو چکی تھی اور قویٰ تحلیل ہو کر صرف ہڈیاں رہ گئیں تھیں لیکن اس کی جنگی تدبیروں اور صائب مشورات پر سارے عرب کو اعتماد تھا اس کو پلنگ پر بٹھا کر حنین میں لائے تھے۔

حضورؐ کو ہوازن و ثقیف کی تیاریوں کی اطلاع ملی تو آپ نے تحقیق حال کے لئے ایک شخص کو بھیجا اس نے واپس آکر واقعہ کی تصدیق کی حضورؐ نے فوراً جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں سامان جنگ اور زر نقد چونکہ کافی نہ تھا اس لئے حضورؐ نے عبداللہ بن ربیعہ سے جو مکہ کا ایک دولت مند شخص تھا تیس ہزار درہم قرض لئے اور صفوان بن امیہ سے جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوا تھا سو زرہیں اور بقول بعض چار سو زرہیں مستعار لیں۔

ضروری انتظامات کے بعد حضورؐ بارہ ہزار لشکر جرار لے کر حنین کی طرف بڑھے اس لشکر میں دس ہزار وہ مجاہدین تھے جو حضورؐ کے ہمراہ مدینہ سے آئے تھے اور دو ہزار ان مسلمانوں کی جماعت تھی جو فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے تھے۔ روانگی کی تاریخ میں مورخین کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں یکم شوال ۸ھ کو روانہ ہوئے اور اکثر کا قول یہ ہے کہ ۶۔ شوال کو روانگی عمل میں آئی۔

فوج کی روانگی کے وقت مجاہدین اسلام کی کثرت۔ اسلامی جوش۔ اور سامان جنگ کی زیادتی کو دیکھ کر کسی مسلمان کی زبان سے بے اختیار یہ الفاظ نکل گئے: "آج کون ہے جو ہم پر غلبہ حاصل کر سکتا ہے"[1] اور اس اظہار فخر کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت تک مسلمانوں نے جتنی لڑائیاں لڑی تھیں ان میں مسلمانوں کی تعداد اور ساز و سامان مخالف فوج کی تعداد اور ساز و سامان سے کم اور بہت کم ہوتا تھا اس لشکر کشی میں مسلمانوں کی تعداد بھی کافی تھی۔ اور ساز و سامان بھی وافر لیکن خداوند تعالیٰ کو عجز و غرور کا یہ کلمہ پسند نہ آیا اور فتح حنین کے بعد مسلمانوں کو متنبہ کرنے کے لئے خدا نے یہ آیات نازل فرمائیں

لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ	مسلمانو! خدا نے تمہاری مدد بہت مواقع
و یوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلم	پر کی اور حنین کے دن بھی کی۔ جب تم
تغن عنکم شیئاً وضاقت علیکم	اپنی کثرت پر نازاں تھے لیکن وہ کثرت
الارض بما رحبت ثم ولیتم مدبرین	کچھ بھی تمہارے کام نہ آئی اور زمین باوجود
ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ	وسعت کے تم پر تنگ ہو گئی اور پھر
وعلی المؤمنین وانزل جنوداً لم تروھا	پیٹھ پھیر کر تم لوگ بھاگ چلے پھر
وعذب الذین کفروا وذلک جزاء الکفرین	اس کے بعد اللہ نے اپنے رسول پر اور

۸۱ مومنوں پر اپنی طرف سے تسلی نازل کی اور ایسا لشکر بھیجا جسے تم نہ دیکھ سکتے تھے۔ اور کافروں کو سخت مار دی اور کافروں کی یہی سزا بھی تھے۔

قبائل ہوازن و ثقیف چونکہ فنون جنگ سے واقف تھے اس لئے انہوں نے مسلمانوں کی آمد کی خبر پا کر وادی حنین کے اطراف میں تنگ گھاٹیوں کے قریب کمین گاہیں بنالیں اور اپنے تیر اندازوں کو ان میں چھپا دیا اور جب لشکر اسلام کا اگلا حصہ جس میں زیادہ تعداد مکہ وغیرہ کے نومسلموں کی تھی اور جن کے پاس کافی اسلحہ نہ تھے ان کے قریب سے گزرا تو کمین گاہوں سے تیر اندازوں نے تیر برسانے شروع کر دیے اور دوسری جانب سے ہزار دل کی تعداد میں دشمن تڑپنے اور مسلمانوں پر یکبارگی حملہ کر دیا۔ صبح کا وقت تھا۔ روشنی ابھی طرح پھیلی نہ تھی اور مقابلہ کی جگہ نشیب میں تھی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا یہ مقدمۃ الجیش تیروں کی بارش اور ہوازن و ثقیف کے جنگجو لوگوں کے اچانک حملہ سے گھبرا گیا اور اس کے پاؤں اکھڑ گئے وہ گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا اور ابتری کے ساتھ اس کو بھاگتے ہوئے دیکھ کر بقیہ فوج کے پاؤں بھی اکھڑ گئے۔ یہاں تک کہ تھوڑی دیر میں سارا میدان مجاہدین اسلام سے خالی ہو گیا اور صرف چند جان نثاروں کے ساتھ حضورؐ تنہا رہ گئے اس موقع پر حضورؐ نے بے نظیر شجاعت استقامت کا مظاہرہ کیا فوراً اپنے سفید خچر دلدل نامی سے اترے اور بلند آواز سے فرمایا۔ انا النبی لا کذب ۔ انا ابن عبد المطلب

اس کے بعد حضورؐ نے خود اور بقول بعض حضورؐ کے حکم سے حضرت عباس نے جن کی آواز بہت بلند تھی بھاگتے ہوئے مجاہدین کی طرف رخ کیا اور کہا "یا معشر الانصار" (انصار یو۔ کہاں بھاگے جاتے ہو ادھر آؤ) حضورؐ یا حضرت عباس کی آواز سن کر ہر طرف سے لبیک لبیک (یا رسول اللہ ہم حاضر ہیں) کی

[1] یعنی میں خدا کا نبی ہوں اس میں ذرا بھی شبہ نہیں ہے اور عبد المطلب کا بیٹا ہوں اس میں بھی شک نہیں ہے ان الفاظ سے حضورؐ کا منشاء یہ ظاہر کرنا تھا کہ میری نبوت کی صداقت فوج (بقیہ صفحہ ۔۔)

آوازیں آنے لگیں۔ انصار و مہاجرین نے اپنی سواریوں کا رخ پھیر دیا اور جن لوگوں نے سواریوں پر دوڑنے میں مشکلات محسوس کیں وہ سواریوں سے کود پڑے اور اسلحہ لے کر دوڑے یہاں تک کہ ایک لمحہ میں مجاہدین اسلام کی منتشر طاقت یکجا ہو گئی۔ حضور صلعم نے فوج کو ترتیب دیا اور انصار و مہاجرین کو آگے رکھا۔ اللہ اکبر کا فلک شگاف نعرہ لگا کر مجاہدین اسلام آگے بڑھے اور دشمنوں پر حملہ کر دیا۔ دشمن اس پرجوش حملہ کی تاب نہ لا سکا اور پیچھے ہٹنے لگا یہاں تک کہ جب ان کے ستر آدمی مارے جا چکے اور ان کا علم بردار بھی موت کی آغوش میں چلا گیا تو . . . تو ان کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ دو حصوں میں منتشر ہو کر بھاگ نکلے۔ ہوازن کا مالک بن عوف جنگجو آدمیوں کو لے کر قلعہ طائف میں گھس گیا اور درید بن الصمہ اہل و عیال کا گروہ . . . کو لے کر اوطاس کی گھاٹی میں جا چھپا۔

معرکۂ اوطاس:۔ ہوازن و ثقیف نے جب حنین کے میدان کو خالی کر دیا اور اپنے آدمیوں کو لے کر اوطاس و طائف میں چلے گئے تو حضور صلعم نے ابو عامر اشعری رضہ کو حکم دیا کہ تم فوج کا ایک حصہ لے کر جاؤ اور اوطاس پر حملہ کر کے مشرکین کا استیصال کرو۔ چنانچہ ابو عامر ابو موسیٰ اشعری رضہ کے چچا، تھوڑی سی فوج لے کر اوطاس میں پہونچے اور دشمنوں پر حملہ کر دیا۔

اسلامی جھنڈا چونکہ ابو عامر رضہ کے ہاتھ میں تھا اس لئے دشمنوں کی نظر انہیں پر پڑتی۔ درید کے بیٹے سلمہ نے موقع پا کر حضرت ابو عامر رضہ کے گھٹنے میں تیر مارا۔ تیر سے وہ شہید ہو گئے۔

ابو عامر رضہ نے مرتے وقت فوج کی رہنمائی پر ابو موسیٰ رضہ کو مقرر کر دیا تھا۔ ابو عامر کی وفات کے بعد ابو موسیٰ رضہ نے دشمن پر سخت حملہ کیا۔ اس کے علمبردار کو قتل کر کے علم چھین لیا اور پھر بنو ہوازن کو شکست دے کر ان کے بیوی بچوں اور زر و مال پر قبضہ کر لیا۔ مورخین کا بیان ہے کہ اوطاس میں ۲۴ ہزار اونٹ چالیس ہزار بکریاں۔ چار ہزار اوقیہ چاندی اور چھ ہزار عورتیں اور بچے مسلمانوں کے ہاتھ لگے تھے:۔ ۸۶

حضور صلعم کو اوطاس کے حملہ میں کامیابی کی خبر دی گئی۔ حضور صلعم نے حکم دیا کہ جو مال غنیمت ملا ہے اس کو اور اسیران جنگ کو مقام جعرانہ میں محفوظ رکھا جائے۔ طائف سے فراغت کے بعد اس کو تقسیم کیا جائے گا۔ چنانچہ حضرت ابو موسیٰ رضہ نے اسیران جنگ اور مال غنیمت کو جعرانہ میں پہونچا دیا۔

محاصرۂ طائف:۔ طائف نہایت محفوظ مقام تھا جس کے گرد مضبوط شہر پناہ تھی۔ ثقیف کے بعض قبائل یہاں آباد تھے جو شجاعت میں قریش کے ہمسر خیال کئے جاتے تھے۔ حنین سے بھاگے ہوئے لوگوں نے طائف میں پناہ لی اور قلعہ کے اندر کافی سامان رسد جمع کر کے شہر اور قلعہ کا پھاٹک بند کر لیا۔ شہر پناہ اور قلعہ کے اوپر پتھر پھینکنے والی مشینیں منجنیقیں لگا دیں اور جگہ جگہ تیر انداز متعین کر دئے۔

ہوازن و ثقیف کے قبائل چونکہ اس زمانہ کے خوفناک آلات جنگ کے استعمال سے واقف تھے اور کافی آلات انہوں نے فراہم کر رکھے تھے اس لئے محاصرین کے خلاف ان آلات سے انہوں نے کام لیا۔ پتھر اور لوہے کی گرم سلاخیں منجنیقوں سے انہوں نے محاصرین پر برسائیں اور شدت سے تیر باری کی کہ محاصرین کو اپنی جگہ سے ہٹنا پڑا۔ پتھروں گرم سلاخوں اور تیروں کی بارش سے بہت سے مسلمان زخمی بھی ہوئے۔ مسلمانوں نے جوابی حملہ کے طور پر قلعہ شکن منجنیقوں سے کام لیا اور بے شمار پتھر شہر پناہ کی دیواروں اور قلعہ پر برسائے لیکن محصورین پر کامیابی کی کوئی صورت پیدا نہ ہوئی۔

بیس روز محاصرہ کو گذر چکے تو حضور صلعم نے صحابہ سے مشورہ کیا۔ نوفل بن معاویہ نے کہا: "اگر محاصرہ جاری رہا تو ایک نہ ایک روز محصورین پر کامیابی حاصل ہو جائے گی لیکن اگر ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے تب بھی کوئی اندیشہ نہیں ہے"۔ حضور صلعم نے اس رائے کو پسند کیا اور محاصرہ اٹھا لیا۔ صحابہ میں سے بعض لوگوں نے محاصرہ اٹھا لینے کے بعد حضور صلعم سے عرض کیا کہ ان لوگوں کے لئے بد دعا کیجئے۔ حضور صلعم نے بد دعا کے بجائے یہ دعا دی کہ "الٰہ! ثقیف کو ہدایت دے۔ اور اس امر کی توفیق کہ وہ میرے پاس حاضر ہو جاویں"۔

حضور صلعم طائف سے جعرانہ میں تشریف لائے اور اسیران جنگ کے معاملہ کو دوسرے وقت پر ملتوی کر کے مال غنیمت کی تقسیم کی طرف توجہ کی۔ سارے مال کے پانچ حصے کئے جن میں سے ایک حصہ بیت المال کے لئے رکھا گیا اور بقیہ چار حصے اصول مقررہ کے موافق فوج پر تقسیم کر دئے گئے۔

حضور صلعم نے فوج پر جو مال تقسیم کیا تھا اس میں سے ان لوگوں کو خاص طور پر انعامات دئے گئے تھے جنہوں نے فتح مکہ کے بعد اسلام قبول کیا تھا اور قوم کے سردار تھے۔ یہ لوگ اگرچہ مسلمان ہو چکے تھے۔ لیکن ابھی اسلام میں مضبوط نہ تھے۔ قرآن مجید میں انہیں لوگوں کو مولفۃ القلوب کہا گیا ہے۔

حضور نے ان لوگوں کو جو انعامات دئے تھے ان کی تفصیل مورخین نے یہ بتائی ہے کہ ابو سفیان اور اس کی اولاد کو تین سو اونٹ اور ۱۲۰ اوقیہ چاندی۔ حکیم بن حزام کو دو سو اونٹ۔ نضر بن حارث۔ صفوان بن امیہ۔ قیس بن عدی۔ سہیل بن عمرو۔ حویطب بن عبد العزیٰ۔ اقرع بن حابس۔ عیینہ بن حصین اور مالک بن عوف کو سو سو اونٹ ان کے علاوہ اور بہت سے آدمیوں کو پچاس پچاس اونٹ مرحمت فرمائے تھے۔

مقررہ قاعدہ کے موافق تقسیم میں چونکہ پیدل کے حصہ میں چار اونٹ چالیس بکریاں اور سوار کے حصہ میں بارہ اونٹ اور ایک سو بیس بکریاں آئی تھیں اس لئے انصار کو حضور صلعم کے یہ انعامات اور عطیات ناگوار گذرے یعنی انہوں نے یہ محسوس کیا کہ حضور نے اپنے لوگوں کو زیادہ دیا ہے اور ہم کو تھوڑا۔ چنانچہ بعض نوجوانوں نے علانیہ یہ الفاظ کہے کہ قریش کو انعام دیا گیا اور ہم کو محروم رکھا گیا۔ حالانکہ قریش کے خون کے قطرات اب تک ہماری تلواروں سے ٹپک رہے ہیں"۔ اور بعض نے یہ بھی کہا کہ: "مشکل پیش آتی ہے تو ہم کو یاد کیا اور پکارا جاتا ہے اور مال غنیمت دوسروں کو ملتا ہے۔ حضور کے کانوں تک یہ باتیں پہونچیں تو آپ نے انصار کو طلب فرمایا اور جب انصار کے تمام اعیان خیمہ میں جمع ہو گئے تو آپ نے ان کو مخاطب کر کے پوچھا کیا تم نے ایسا ایسا کہا ہے"۔ انصار نے عرض کیا: "حضور صلعم! ہم میں کسی سنجیدہ اور بڑے آدمی نے یہ بات نہیں کہی، البتہ چند نوجوانوں کی زبان سے ایسے الفاظ نکل گئے ہیں"۔ اور بخاری میں حضرت انس رضہ کا یہ قول ہے کہ انصار چونکہ جھوٹ نہیں بولتے تھے اس لئے حضور صلعم کے جواب میں انہوں نے یہ عرض کیا کہ: "حضور صلعم نے جو کچھ سنا ہے درست ہے"۔ انصار کا یہ جواب سن کر حضور صلعم نے انصار کو مخاطب کر کے ایک تقریر فرمائی جس کے بعض الفاظ یہ تھے۔

کیا یہ سچ نہیں ہے کہ تم گمراہ تھے خدا نے میرے ذریعہ تم کو ہدایت
دی تم میں پھوٹ اور انتشار تھا۔ اور تم ایک دوسرے کے
دشمن تھے میرے ذریعہ خدا نے تم میں اتفاق پیدا کیا۔ تم غریب
اور مفلس تھے۔ خدا نے میری بدولت تم کو مالدار بنا دیا۔

حضور صلعم جو بات کہتے جاتے تھے۔ انصار اس کے جواب میں عرض کرتے جاتے تھے کہ "خدا اور اس کے رسول کا احسان بہت بڑا ہے"

اس کے بعد حضور صلعم نے فرمایا:

"تم یہ جواب دے سکتے ہو کہ اے محمدؐ! ساری دنیا نے تم کو
جھٹلایا۔ ہم نے تمہاری تصدیق کی۔ لوگوں نے جب تم کو چھوڑ
دیا ہم نے تم کو پناہ دی۔ تم محتاج اور مفلس ہمارے ہاں آئے
ہم نے تمہاری مدد کی۔ تم میرے جواب میں یہ باتیں کہتے جاؤ
اور میں یہ کہتا جاؤں کہ درست ہے لیکن اے انصار کیا تم کو
یہ بات پسند نہیں ہے کہ لوگ اونٹ اور بکریاں لے کر جائیں
اور تم محمدؐ کو لے کر اپنے گھر جاؤ"

حضور صلعم کی اس تقریر نے انصار کو تڑپا دیا۔ وہ بے اختیار ہو کر رونے لگے یہاں تک کہ آنسوؤں سے اکثر لوگوں کی ڈاڑھیاں تر ہو گئیں اور پھر سب نے یک زبان ہو کر عرض کیا "یا رسول اللہ صلعم! آپ کے سوا ہم کو کچھ نہیں چاہیئے"

اس کے بعد حضور صلعم نے انصار کو حقیقت حال سے آگاہ کیا۔ اور فرمایا کہ مکہ والوں کو میں نے جو کچھ دیا ہے وہ ان کا حق سمجھ کر نہیں دیا ہے بلکہ انعامات و عطیات سے مقصود صرف تالیف قلوب ہے۔

مال غنیمت کی تقسیم ہو چکی تھی کہ قبیلہ ہوازن کی طرف سے سفارت کے طور پر چند لوگ آئے اور حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اسیران جنگ کی رہائی کی درخواست پیش کی۔ بعض مورخ تو یہ کہتے ہیں کہ جو لوگ سفارت پر آئے تھے وہ دائی حلیمہ حضورؐ کی رضاعی ماں کے قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ ان لوگوں کے سردار زہیر بن صرد نے حضور صلعم کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کیا "جو عورتیں یہاں محبوس ہیں ان میں آپ کی (رضاعی) پھوپھیاں اور خالائیں بھی ہیں۔ اور بہنیں بھی خدا کی قسم اگر عرب کے بادشاہوں میں سے کسی نے ہمارے خاندان کا دودھ پیا ہوتا تو ہم کو اس سے بہت کچھ امیدیں ہوتیں اور آپ سے تو ان سے زیادہ توقعات ہیں"

حضور صلعم نے یہ الفاظ سن کر فرمایا: "بنو مطلب کے خاندان کے حصہ میں جس قدر قیدی آئے ہیں میں ان کو تمہارے حوالہ کرتا ہوں۔ لیکن بہتر صورت یہ ہے کہ نماز کے بعد مجمع عام میں تم اپنی درخواست پیش کرو تاکہ تمہاری خواہش پوری ہو جائے" چنانچہ ظہر کی نماز کے بعد عام مجمع میں سفارت نے اپنی درخواست پیش کی جس کے جواب میں حضور صلعم نے فرمایا: "مجھ کو صرف اپنے خاندان کے حصہ کا اختیار حاصل ہے لیکن میں تمام مسلمانوں سے ان کے لئے سفارش کرتا ہوں" حضور صلعم کے ارشاد کو سن کر انصار و مہاجرین نے عرض کیا "یا رسول اللہ صلعم! ہم بھی اپنے حصوں کو آزاد کرتے ہیں" اور اس طرح چھ ہزار اسیران جنگ ایک لمحہ میں آزاد ہو گئے۔

قیدیوں میں حضور صلعم کی رضاعی بہن دائی حلیمہ کی بیٹی شیما بھی تھی جب ان لوگوں کو گرفتار کیا گیا۔ تو انہوں نے لوگوں سے کہا: "میں تمہارے نبی کی بہن ہوں" لوگ ان کو حضور صلعم کی خدمت میں لائے شیما نے اپنی پشت پر سے کپڑا ہٹا کر ایک نشان دکھایا اور کہا: "ایک مرتبہ بچپن میں آپ نے اس جگہ دانت سے کاٹا تھا یہ اسی کا نشان ہے" نشان دیکھ کر فرط محبت سے حضور صلعم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ فوراً آپ نے اپنی چادر کو بچھا دیا اور شیما کو اس پر بٹھایا اور دیر تک ان سے باتیں کرتے رہے پھر ان کو چند اونٹ اور بکریاں عنایت فرمائیں اور کہا: "تمہارا جی چاہے تو میرے گھر چل کر رہو۔ اور چاہو تو تم کو تمہارے گھر پہونچا دیا جائے" شیما نے اپنے گھر رہنا پسند کیا اور عزت و احترام کے ساتھ ان کو ان کے مکان پہونچا دیا گیا۔

غزوۂ حنین سے فراغت کے بعد حضور صلعم نے مقام جعرانہ سے عمرہ کا احرام باندھا اور مکہ میں داخل ہو کر طواف وغیرہ کیا اور اس کے بعد مکہ کے ضروری انتظامات کئے اور پھر مجاہدین اسلام کو ساتھ لے کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔

۹ھ کے واقعات

غزوۂ تبوک:- اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ جمادی الاولیٰ ۸ھ ہجری میں حضورؐ نے تین ہزار کا ایک لشکر زید بن حارثؓ کی سرداری میں موتہ کے مقام پر شرجیل بن عمرو غسانی سے جنگ کے لئے بھیجا تھا اس جنگ میں مسلمانوں کو ناکامی ہوئی تھی اور حضرت خالد بن ولید رضؓ مشکل سے مسلمانوں کو عیسائیوں کے ٹڈی دل لشکر سے صحیح و سلامت نکال لائے تھے اس واقعہ کے بعد رومی سلطنت نے شام کے غسانی بادشاہ کو جو اس کے ماتحت تھا عرب پر حملہ کرنے کا حکم دے دیا تھا۔

۹ھ ہجری کے وسط میں مدینہ کے اندر یہ خبر پہونچی کہ رومی مدینہ پر حملہ کرنے والے ہیں یہ زمانہ نہایت سخت تھا۔ اور مدینہ کے لوگ اکثر ان خبروں سے متوحش رہا کرتے تھے۔ جمادی ثانی ۹ھ ہجری میں یہ معلوم ہوا کہ رومیوں نے شام میں لشکر جرار جمع کر لیا ہے، جس میں عرب کے مشہور بہادر قبائل شامل ہیں اور اس لشکر کا مقدمہ شام سے روانہ ہو کر بلقا تک پہونچ گیا ہے۔ ۳

حضور نے یہ خبریں سن کر فوج کو جمع ہونے کا حکم دے دیا ان ایام میں بدقسمتی سے عرب کے اندر سخت قحط تھا۔ سخت گرمی کا موسم تھا اور فصل و میوہ جات کے پکنے کا وقت تھا اس لئے مسلمانوں کو گھر سے باہر جانا نہایت شاق تھا۔ منافقوں نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا اور مسلمانوں کو بہکانا شروع کیا لیکن حضور صلعم نے ان مواقع کی پروا نہ کی اور برابر فوج کی تیاری میں مصروف رہے۔

حضور صلعم نے فوجی اجتماع کا حکم دے کر عرب قبائل اور مدینہ کے عام مسلمانوں سے فوجی و مالی اعانت طلب کی۔ اسلام میں یہ پہلا چندۂ جنگ تھا اور موسم اگرچہ مساعد تھا لیکن دل کھول کر اس میں حصہ لیا تھا۔ حضرت عثمانؓ نے اس موقع پر دریا دلی کا ثبوت دیا۔ دس ہزار دینار نو سو اونٹ اور سو گھوڑے حضور کی خدمت میں پیش کئے۔ حضرت ابو بکر رضؓ نے اپنا سارا مال نذر کر دیا اور جب حضور صلعم نے پوچھا ابو بکر گھر کتنا مال چھوڑ آئے ہو تو عرض کیا کہ گھر میں صرف خدا اور رسول کی محبت چھوڑ آیا ہوں۔ حضرت عمر رضؓ نے آدھا مال جس کی تعداد ہزار درہم تھی پیش کیا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ نے چالیس ہزار درہم نذر کئے اور ایک غریب و مزدور صحابی نے جن کا نام ابو عقیل انصاری تھا دو سیر چھوارے حضور کی خدمت میں پیش کر کے عرض کیا "یا رسول اللہ! رات محنت و مزدوری کی تھی۔ جس کی اجرت میں چار سیر چھوارے ملے تھے۔

اپنے بیوی بچوں کو چھوڑ آیا ہوں، اور آدھا حضور کی خدمت میں لے آیا ہوں۔" حضور نے اس چندہ کی بڑی قدر کی اور حکم دیا کہ ان کھجوروں کو سارے سامان پر برکت کے لئے پھیلا دیا جائے۔ اس چندہ میں عورتوں نے بھی حصہ لیا اور اپنے زیورات اتار اتار کر حضور کی خدمت میں پیش کئے۔

غزوۂ تبوک کو اسلامی تاریخ میں جیش عسرۃ بھی کہا جاتا ہے اس لئے کہ یہ لشکر بے سر و سامان تھا اور عسرت و تنگدستی نے کافی تیاریوں کا موقع نہیں دیا تھا۔

حضور کا قاعدہ تھا کہ جب کسی مقام پر لشکر کشی فرماتے تو اس مقام کا نام نہ بتاتے تھے اور لشکر لے کر روانہ ہو جاتے تھے۔ غزوۂ تبوک میں حضور نے اس قاعدہ پر عمل نہیں کیا اور روانگی سے پہلے مقام کا اعلان کر دیا تھا تاکہ لوگ کافی تیاریاں کر کے روانہ ہوں لیکن اس اعلان نے ایک اور نتیجہ پیدا کیا اور وہ یہ کہ کمزور و ضعیف الایمان اور منافق دور و دراز کے سفر، گرم موسم اور فصل کی تیاری کا عذر کر کے ساتھ میں شامل نہ ہوئے اور تقریباً ۸۰ آدمی گھروں میں رہ گئے۔

اس مرتبہ حضور نے ازواج مطہرات میں سے کسی کو اپنے ساتھ نہیں لیا تھا۔ اس لئے حضرت علی کو اہل بیت کی نگرانی اور ضروریات کی فراہمی کی خدمت پر مامور کر کے مدینہ میں چھوڑ دیا اور سباع بن عرفطہ کو مدینہ کا حاکم قرار دیا۔

مختصر یہ کہ رجب ۹ ہجری میں حضور تیس ۳۰ ہزار مجاہدین اسلام کا لشکر لے کر مدینہ سے روانہ ہوئے لشکر میں چونکہ سواریوں کی بہت ۸۴
کمی تھی اس لئے ۱۸-۱۸ آدمیوں کے حصہ میں ایک اونٹ آیا تھا جس پر وہ باری باری سے سوار ہوتے تھے۔ سامان خوراک چونکہ کافی نہ تھا۔ اس لئے تھوڑی دور چل کر لوگوں کو کھانے پینے کی چیزیں نہ ملنے سے تکلیف ہونے لگی حضرت عثمان نے یہ حالت دیکھ کر فوراً آدمی دوڑائے اور مدینہ سے اپنے تجارتی غلہ اور سامان کو منگوا کر لشکر کو مدد پہونچائی تاہم اکثر مقامات پر لوگوں کو بھوک کی شدت کے سبب درختوں کے پتے کھانے پڑے اور پیدل چلتے چلتے ان کے پاؤں ورم کر گئے۔

راستہ میں چونکہ دو مقامات پڑتے تھے جن کا ذکر قرآن مجید میں نافرمان قوموں کی تباہی کے سلسلہ میں آیا ہے اس لئے جب اسلامی لشکر قوم ثمود کے ان مکانات کے قریب سے گزرا جو اس نے پہاڑوں کو کھود اور کاٹ کر بنائے تھے۔ تو حضور نے فرمایا: "اور یہ مقام ہے جس پر عذاب الٰہی نازل ہو چکا ہے کوئی شخص نہ تو یہاں قیام کرے، اور نہ یہاں کے پانی کو پئے اور نہ کسی دوسرے کام میں لائے۔"

غرض لشکر اسلام مصائب سفر برداشت کر کے تبوک میں پہونچا جو مدینہ اور دمشق کے درمیان مدینہ سے چودہ منزل کے فاصلہ پر واقع ہے حضور کو تحقیقات سے معلوم ہوا کہ رومی لشکر کے اجتماع اور روانگی کی خبر غلط تھی البتہ اتنا صحیح ہے کہ غسانی بادشاہ اطراف و جوانب میں مسلمانوں کے خلاف سازش کر رہا ہے اور یہ ارادہ رکھتا ہے کہ عرب قبائل تیار ہو جائیں تو مسلمانوں پر حملہ کیا جائے۔

حضور نے بیس روز اور بقول بعض ایک ماہ تبوک میں قیام فرمایا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ غسانی بادشاہ اور رومی سلطنت کے اراکین مسلمانوں کی پیش قدمی سے مرعوب ہو گئے اور مدینہ پر حملہ آوری کے ارادوں میں تزلزل پیدا ہو گیا

انہیں ایام میں حضور نے تبوک میں ایک نماز کے بعد لشکر اسلام کے سامنے ایک زبردست تقریر فرمائی جس میں حمد و ثنا کے بعد دین اسلام کے فضائل اور اسلام کے خاص خاص احکام کی حکمتیں بیان فرمائیں۔ اور گراں قدر نصائح سے مسلمانوں کو مالا مال فرمایا۔

تبوک کے قیام میں ایک نہایت زبردست حادثہ حضرت عبداللہ کی وفات کا پیش آیا جو حضور کے ایک جلیل القدر اور مخلص صحابی تھے۔ مورخین کا بیان ہے کہ ان کا اصلی نام عبدالعزیٰ تھا ان کے ماں باپ ان کو بچہ ہی چھوڑ کر مر گئے تھے اور چچا نے ان کی پرورش کی تھی جب یہ جوان ہو گئے تو چچا نے ان کو چند اونٹ اور بکریاں غلام دے دئے اور یہ اپنی زندگی طمانیت سے بسر کرنے لگے جب انہوں نے عرب میں اسلام کا چرچا سنا اور اسلام کے اصول توحید و رسالت گوش گذار ہوئے تو ان کے دل میں توحید کے متعلق مزید معلومات حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوا لیکن چچا کے خوف سے وہ اپنے شوق کو پورا نہ کر سکے پھر جب مکہ فتح ہو گیا اور حضور مکہ سے مدینہ واپس چلے گئے تو ایک روز عبدالعزیٰ نے اپنے چچا سے کہا: "چچا جان میں بہت دنوں سے آپ کے اسلام کا انتظار کر رہا ہوں لیکن افسوس ہے کہ اب تک آپ کے دل میں اسلام کا جوش پیدا نہیں ہوا آخر انتظار سے اکتا کر آج میں یہ کہنے پر مجبور ہوا ہوں کہ چونکہ میں اپنی عمر پر زیادہ اعتماد نہیں رکھتا۔ اس لئے آپ مجھ کو اجازت دے دیجئے کہ میں اسلام قبول کر لوں" چچا نے کہا: "اگر تم اسلام قبول کر لوگے تو میں تمہارا سب سامان چھین لوں گا اور بدن پر ایک کپڑا باقی نہ چھوڑوں گا" عبدالعزیٰ نے یہ سن کر اپنا تمام مال و اسباب چچا کے حوالہ کر دیا یہاں تک کہ بدن کے کپڑے بھی اتار دئے اور مادر زاد برہنہ ہو کر ماں کے پاس پہونچے اور کہا: "اماں! میں مسلمان ہو گیا ہوں ستر پوشی کے لئے مجھ کو ایک کپڑے کی ضرورت ہے تاکہ میں اس سے ستر چھپا کر حضور کی خدمت میں حاضر ہو سکوں" ماں نے ایک کمبل دے دیا عبدالعزیٰ نے کمبل کو پھاڑ کر دو ٹکڑے کئے ایک کا تہ بند بنایا اور دوسرے کو اوڑھ لیا اور اس شان سے مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے صبح سویرے ہی مسجد نبوی میں پہنچے اور مسجد کی دیوار سے تکیہ لگا کر حضور کی تشریف آوری کا انتظار کرنے لگے۔ حضور تشریف لائے تو عبدالعزیٰ کو دیکھ کر پوچھا: "تم کون ہو" عبدالعزیٰ نے عرض کیا . . . . "حضور میرا نام عبدالعزیٰ ہے اور ہدایت کی طلب میں حاضر ہوا ہوں" حضور نے ان سے اسلام پر بیعت لی عبداللہ نام رکھا۔ اور پھر یہ حکم دیا کہ تم ہمارے پاس مسجد نبوی کے چبوترہ پر رہا کرو۔

عبداللہ حضور کے ارشاد کے مطابق ان لوگوں میں شامل ہو گئے جو مسجد نبوی کے چبوترے پر رہا کرتے تھے اور قرآن پڑھنے لگے چونکہ ان کو اسلام سے خاص محبت تھی اس لئے قرآن مجید خوب ذوق و شوق سے پڑھا

کرتے تھے ایک روز یہ بلند آواز سے قرآن مجید پڑھ رہے تھے اور مسجد نبوی کے اندر لوگ نماز میں مشغول تھے۔ کہ حضرت عمر رضہ نے حضورؐ سے ان کی شکایت کی حضور رضہ نے فرمایا "عمر رضہ! ان سے کچھ نہ کہو یہ خدا اور رسول کے لئے سب کچھ چھوڑ کر آئے ہیں"

غزوۂ تبوک کے لئے جب لشکر اسلام مدینہ سے روانہ ہونے لگا تو عبداللہ نے حضور رضہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا "یا رسول اللہ! دعا فرما دیجئے کہ میں راہ خدا میں شہید ہو جاؤں" حضور رضہ نے فرمایا "عبداللہ۔ جاؤ کسی درخت کی چھال کا ایک ٹکڑا لے آؤ" عبداللہ چھال کا ٹکڑا لے آئے حضور نے اس کو ان کے بازو پر باندھ دیا اور فرمایا "اے اللہ! میں اس کا خون کفار پر حرام کرتا ہوں" عبداللہ نے یہ سن کر عرض کیا "یا رسول اللہ میں تو شہادت کی طلب میں اس سفر میں آیا ہوں" حضورؐ نے فرمایا "جب تم جہاد کی نیت سے گھر سے باہر نکلو اور راستہ میں تم کو بخار آ جائے۔ اور تم مر جاؤ۔ تب بھی شہید ہی ہو گے" حضور رضہ کا یہ ارشاد غزوہ تبوک میں پورا ہوا اور تبوک کے قیام میں ایک روز عبداللہ کو بخار آیا اور اسی بخار میں انہوں نے شہادت حاصل کی۔ رات کے وقت ان کی نعش کو دفن کیا گیا حضرت بلال رضہ کے ہاتھ میں چراغ تھا ابو بکر رضہ و عمر رضہ نعش کو قبر میں اتار رہے تھے اور حضور ابو بکر و عمر رضہ سے فرما رہے تھے "اپنے بھائی کا ادب و احترام ملحوظ رکھو" حضرت عبداللہ رضہ کی قبر پر حضور رضہ نے اپنے ہاتھوں سے اینٹیں لگائیں اور دفن سے فراغت کے بعد دعا کے طور پر فرمایا "اے اللہ۔ میں آج شام تک اس سے خوش رہا ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا"

تبوک کے قیام میں مقام ایلہ کا زمیندار یوحنا حضور رضہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور جزیہ پر مصالحت کر لی یوحنا نے حضور رضہ کی خدمت میں ایک سفید خچر بھی پیش کیا تھا اس کے صلہ میں حضور رضہ نے اپنی چادر اس کو مرحمت فرمائی تھی پھر حضور رضہ کی خدمت میں جربا اور اذرح مقامات کے عیسائی حاضر ہوئے اور جزیہ قبول کر کے مصالحت کر لی۔ پھر حضور رضہ نے دومۃ الجندل کے رئیس اکیدر کے مقابلہ پر حضرت خالد بن ولید رضہ کو چار سو سوار دے کر روانہ کیا حضرت خالد رضہ نے اکیدر کو گرفتار کر لیا اور پھر اس شرط پر رہا کر دیا کہ وہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر مصالحت کی شرائط پیش کرے چنانچہ وہ اپنے بھائی کے ساتھ مدینہ میں حاضر ہو گیا۔

ان تمام امور سے فراغت کے بعد حضور رضہ مدینہ کو واپس ہوئے اور مدینہ کے لوگ ذوق و شوق کے ساتھ آپ کے استقبال کو مدینہ سے باہر نکلے یہاں تک کہ آج پھر لڑکوں نے شہر سے باہر نکل کر:۔ طلع البدر علینا، من ثنیۃ الوداع ، وجب الشکر علینا۔ مادعا اللہ داع کا وہی پر جوش ترانہ گایا .... جو اس روز گایا تھا جبکہ حضور رضہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لائے تھے

واقعۂ ایلار اور تخییر۔ حضور رضہ کی ازواج مطہرات اگرچہ باعظمت خاندانوں کی خواتین تھیں اور اسلام کی دولت سے ان کے قلوب لبریز تھے تاہم انسانی کمزوریوں سے خالی نہ تھیں اور بشریت کے اقتضاء سے کبھی کبھی ان میں رشک و رقابت کے جذبات بھی پیدا ہو جاتے تھے۔ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ ام المومنین حضرت زینب رضہ کے ہاں کہیں سے شہد آیا انہوں نے حضور رضہ کے تشریف لانے پر شہد کو آپ کی خدمت میں پیش کیا اور آپ کو چونکہ شہد بہت مرغوب تھا اس لئے آپ نے ذوق کے ساتھ شہد کو استعمال فرمایا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جتنی دیر حضور رضہ اپنی بیویوں کے پاس بیٹھا کرتے اس میں دیر ہو گئی اور اس تاخیر سے حضرت عائشہ رضہ کو حضرت زینبؓ پر رشک ہوا حضرت عائشہ نے واقعہ تاخیر دریافت کر کے ام المومنین حضرت حفصہ رضہ سے سازش کی اور عہد و پیمان کے بعد یہ قرار دیا کہ جب حضور رضہ ہمارے یا تمہارے ہاں آئیں تو ہم میں سے ہر ایک حضور رضہ سے یہ کہے کہ آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آتی ہے۔ چنانچہ دونوں نے ایسا ہی کیا اور چونکہ حضور کو بودار چیزوں سے سخت نفرت تھی اس لئے مغافیر کی بو کا ذکر سن کر آپ نے یہ سمجھا کہ یقیناً شہد کے استعمال سے یہ بو پیدا ہوئی ہے اور آپ نے فوراً یہ قسم کھا لی کہ آئندہ شہد نہ کھاؤں گا اس پر خداوند تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم نازل ہوا۔

یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک تبتغی مرضات ازواجک	اے نبی! اپنی بیویوں کی خوشی کے لئے تم خدا کی حلال کی ہوئی چیز کو حرام کیوں کرتے ہو۔

اسی زمانہ میں ایک واقعہ یہ پیش آیا کہ حضور رضہ نے ام المومنین حضرت حفصہ رضہ سے راز کی کوئی بات کہی اور تاکید کر دی کہ کسی سے اس ۸۵
کا ذکر نہ کرنا لیکن حضرت حفصہ رضہ نے اس بات کا ذکر حضرت عائشہ رضہ سے کر دیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

واذ اسر النبی الی بعض ازواجہ حدیثا فلما نبأت بہ واظہرہ اللہ علیہ عرف بعضہ واعرض عن بعض فلما نبأہا بہ قالت من انبأک ہذا قال نبأنی العلیم الخبیر۔	جب نبی نے اپنی بی بی سے ایک بات چپکے سے کہی اور اس نے دوسری بیوی سے کہہ دیا اور اللہ نے اپنے نبی کو اس سے مطلع کر دیا تو نبی نے کچھ تو اس بی بی کو جتایا اور کچھ نہیں۔ جتایا جب نبی نے اپنی بیوی کو تو وہ پوچھنے لگی آپ سے کس نے کہا۔ نبی نے کہا مجھے اللہ نے بتایا ہے جو خبردار دانا ہے

ان دونوں باتوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ ازواج مطہرات میں کشیدگی بڑھتی رہی اور عائشہ رضہ اور حفصہ رضہ نے مجبور ہو کر یہ قرار دیا کہ حضورؐ پر زور ڈالیں اور اپنی بات کو زبردستی منوائیں دونوں کا یہ اتفاق اسی خاص معاملہ پر تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما وان تظاہرا علیہ فان اللہ ہو مولاہ وجبریل وصالح المؤمنین والملئکۃ بعد ذلک ظہیرا۔	تم دونوں اللہ کی درگاہ میں توبہ کرو تو بہتر ہے تم دونوں کے دلوں میں کجی آ گئی ہے اور اگر تم نبی کے خلاف سازش کرو گی تو اللہ نبی کا حمایتی ہے۔ اور اس کے بعد جبرئیل۔ مومنین صالح اور دوسرے فرشتے بھی اس کے مددگار ہیں۔

اُدھر تو حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رض نے یہ ایکا کیا اور اِدھر توسیع نفقہ کا مطالبہ تمام ازواج مطہرات کی طرف سے پیش ہوا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضور صلعم ازواج مطہرات کے مطالبات سے گھبرا گئے اور آپ نے یہ عہد کر لیا کہ میں ایک مہینہ تک ازواج سے نہ ملوں گا چنانچہ اس معاہدہ کے بعد آپ نے حضرت عائشہ رض کے حجرہ کے بالاخانے پر جو مسجد نبوی صلعم سے ملا ہوا اور دوسری ازواج کے حجروں کے برابر تھا۔ گوشہ نشینی اختیار کر لی اسی گوشہ نشینی اور علیحدگی کو ایلاء کہتے ہیں۔

صحابہ کو حضور کی گوشہ نشینی اور ایلاء کی خبر ہوئی تو وہ گھبرا گئے۔ اور علیحدگی اختیار کرنے کا مطلب انہوں نے یہ سمجھا کہ حضور صلعم نے ازواج مطہرات کو طلاق دے دی ہے۔

حضرت عمر رض کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو آپ گھبرائے ہوئے مدینہ میں آئے اور اپنی صاحبزادی حضرت حفصہ رض وغیرہ ازواج مطہرات سے کیفیت پوچھی اور کسی نے تو حضرت عمر رض کو جواب نہیں دیا البتہ حضرت ام سلمہ رض نے کہا: "عمر رض! کیا بات ہے تم ہر معاملہ میں دخل دیتے ہو یہاں تک کہ ازواج مطہرات کے معاملہ میں بھی۔ حضرت عمر رض یہ سن کر واپس چلے آئے اور یہ معلوم ہو کر ان کا تردد کسی قدر رفع ہو گیا کہ حضور صلعم نے ازواج مطہرات کو طلاق نہیں دی بلکہ ایلاء کیا ہے۔

اس واقعہ کو ۲۹ روز گزر گئے تھے کہ رات کو حضرت عمر رض کے ہمسایہ انصاری اوس بن خولی یا مالک بن عتبان دروازے پر آئے اور بلند

٨٠ آواز سے کہا: "عمر رض! غضب ہو گیا" حضرت عمر رض کا بیان ہے کہ ان ایام میں چونکہ غسانی لشکر کے مدینہ پر حملہ کرنے کی خبریں گرم تھیں اس لئے میں نے گھبرا کر دریافت کیا: "کیا غسانی مدینہ پر چڑھ آئے" میرے ہمسایہ صحابی نے کہا: "نہیں۔ اس سے بڑھ کر واقعہ رونما ہوا ہے۔ یعنی حضور صلعم نے ازواج مطہرات کو طلاق دے دی ہے" حضرت عمر رض کا بیان ہے کہ یہ سن کر گھبرا گیا اور صبح کو سویرے ہی مدینہ میں پہونچا اور حضور صلعم کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی حضور صلعم نماز پڑھ کر حسب معمول بالاخانے پر تشریف لے گئے۔

حضرت عمر رض کہتے ہیں۔ حضور کے تشریف لے جانے پر میں حفصہ رض کے پاس گیا دیکھا تو بیٹھی ہوئی رو رہی تھیں میں نے ان سے کہا: "تم سے پہلے ہی میں نے کہا تھا کہ حضور صلعم کو تنگ نہ کرو" پھر میں یہاں سے اٹھ کر مسجد نبوی صلعم میں پہونچا تو دیکھا۔ صحابہ منبر کے قریب بیٹھے رو رہے ہیں میں بھی ان میں شامل ہو گیا۔ لیکن میرا اضطراب رفع نہیں ہوا یہاں سے اٹھ کر میں اس بالاخانہ پر پہونچا جہاں حضور صلعم تشریف فرما تھے اور حضور صلعم کے خادم خاص رباح سے اجازت طلب کرنے کی خواہش ظاہر کی لیکن حضور صلعم نے میری درخواست کو شرف قبولیت نہیں بخشا میں پھر مسجد میں چلا آیا لیکن میرے اضطراب میں کمی نہ ہوئی دوبارہ بالاخانے کے دروازہ پر پہونچا اور رباح کے ذریعہ حاضری کی اجازت طلب کی۔ حضور صلعم نے اب کی مرتبہ بھی جواب نہیں دیا تو میں نے پکار کر کہا: "رباح! حضور سے میرے لئے اجازت طلب کرو۔ میرا خیال ہے۔ حضور صلعم شاید مجھے اس لئے اجازت نہیں دیتے کہ میں حفصہ رض کی سفارش کرنے آیا ہوں میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر حضور صلعم اجازت مرحمت

فرمائیں تو ابھی حفصہ کا سر اس کی گردن سے اتار لاؤں"! یہ سن کر حضور صلعم نے مجھ کو حاضری کی اجازت دے دی حضرت حفصہ رض حضرت عمر رض کی بیٹی تھیں۔

بالاخانہ میں داخل ہو کر میں نے دیکھا کہ حضور صلعم چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں اور جسم مبارک پر چٹائی کے نشان پڑ گئے ہیں۔ ایک طرف کونے میں مٹھی بھر جو رکھے ہیں اور ایک کھونٹی پر کسی جانور کی کھال لٹک رہی ہے۔ شہنشاہ دو عالم کی یہ حالت دیکھ کر بے اختیار میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے حضور صلعم نے رونے کا سبب پوچھا تو میں نے عرض کیا: "قیصر و کسریٰ باغ و بہار کا لطف اٹھا رہے ہیں اور آپ دونوں جہان کے سردار ہو کر اس حالت میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔" حضور صلعم نے اس کے جواب میں فرمایا۔ "کیا تم اس کو پسند نہیں کرتے۔ کہ قیصر و کسریٰ دنیا کو حاصل کریں اور ہم آخرت کو" میں نے عرض کیا: "حضور صلعم کیا آپ نے ازواج مطہرات کو طلاق دے دی" حضور صلعم نے فرمایا: "نہیں" یہ سن کر میں نے بلند آواز سے اللہ اکبر کہا اور پھر عرض کیا: "مسجد میں صحابہ مغموم بیٹھے ہیں۔ اگر حضور صلعم کی اجازت ہو تو واقعہ سے آگاہ کر دوں"

ایلاء کی مدت یعنی ایک مہینہ چونکہ پورا ہو چکا تھا اس لئے حضور صلعم بالاخانہ سے نیچے تشریف لے آئے اور صحابہ کی رنجیدگی کو رفع کر دیا اس کے بعد یہ آیت تخییر نازل ہوئی۔

یا ایھا النبی قل لازواجک ان	اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ اگر
کنتن تردن الحیوۃ الدنیا وزینتھا	تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت
فتعالین امتعکن واسرحکن سراحا	چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں فائدہ پہونچا
جمیلا وان کنتن تردن اللہ و	کر اچھی طرح سے رخصت کر دوں اور
رسولہ والدار الاخرۃ فان اللہ	اگر تم اللہ اور اللہ کے رسول اور آخرت
اعد للمحسنٰت منکن اجرا عظیما	کو چاہتی ہو تو بیشک اللہ نے جو تم میں

سے نیکوکار ہیں ان کے لئے بڑے بڑے ثواب تیار کر رکھے ہیں۔

اس آیت کے ذریعہ خدا نے اپنی نبی صلعم کو یہ حکم دیا ہے کہ آپ ازواج مطہرات کو آگاہ کر دیں کہ تمہارے سامنے دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ اگر تم دنیا کی زینت اور آرائش و راحت چاہتی ہو تو آؤ میں رخصتی جوڑا دے کر تم کو رخصت کر دوں اور اگر تم دین کو چاہتی ہو اور خدا! خدا کے رسول اور ابدی راحت کی طلب گار رہو تو خدا نے اپنے نیکوکار بندوں کے لئے بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے

حضور صلعم نے خدا کے اس حکم سے سب سے پہلے حضرت عائشہ رض کو آگاہ کیا اس لئے کہ تمام معاملات میں وہی پیش پیش تھیں حضرت عائشہ رض نے خدا کا حکم سن کر عرض کیا: "یا رسول اللہ! میں خدا و رسول کو لیتی ہوں اور سب کو چھوڑتی ہوں بقیہ ازواج مطہرات نے بھی یہی جواب دیا اور تمام کشیدگیاں اس طریقہ سے ختم ہو گئیں

مسجد ضرار کا واقعہ

مدینہ کے منافق، انتہا درجہ کے تنگ دل اور سازشی تھے اور ہر

وقت اس فکر میں لگے رہتے تھے کہ مسلمانوں کے درمیان پھوٹ ڈالیں اور اتحاد کو افتراق و انتشار میں بدل دیں ان کو اپنے مشورات وغیرہ کے لئے ایک محفوظ مقام کی ضرورت تھی انہوں نے مسجد قبا کے قریب اسی خیال سے ایک اور مسجد کی بنا ڈالی اور مسلمانوں سے کہا کہ ہم ضعیف و کمزور مسلمانوں کے لئے یہاں ایک مسجد بنانا چاہتے ہیں تاکہ وہ لوگ جو مسجد نبوی صلعم میں حاضر نہیں ہو سکتے ہیں۔ یہاں نماز پڑھ لیا کریں انصار میں سے ایک شخص ابو عامر عیسائی ہو گیا تھا وہ بھی اس سازش میں شریک تھا اور منافقین سے کہا کرتا تھا کہ تم تیاریاں کرو میں قیصر کے پاس جا کر وہاں سے فوجیں لے آؤں گا۔ اور اس ملک کو اسلام سے پاک کر دوں گا۔

منافقین کی یہ مسجد اس وقت مکمل و تیار ہوئی جب کہ حضور صلعم غزوۂ تبوک کو تشریف لے جا رہے تھے منافقین نے حضور صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلعم ! ہم نے کمزوروں اور معذوروں کے لئے ایک مسجد تیار کی ہے آپ چل کر اس میں ایک مرتبہ نماز پڑھا دیں تو مسجد مقبول ہو جائے " حضور صلعم نے فرمایا میں اس وقت غزوہ پر جا رہا ہوں۔ واپسی میں دیکھا جائے گا۔ پھر جب حضور غزوۂ تبوک سے واپس آئے اور یہ معلوم ہوا کہ منافقین کی مسجد میں سازشیں ہوتی ہیں اور غیر ممالک کے لوگ آکر ٹھہرتے اور سازشوں میں حصہ لیتے ہیں تو حضور صلعم نے مالک اور معن بن عدی کو حکم دیا کہ جا کر مسجد میں آگ لگا دیں قرآن مجید میں اسی مسجد کا ذکر مسجد ضرار کے نام سے کیا گیا ہے۔

قبائل ثقیف کا قبول اسلام۔ اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ حضور صلعم طائف کا محاصرہ ترک کر کے واپس تشریف لے آئے تھے اور طائف کو اس کے حال پر چھوڑ دیا تھا۔ مورخین کا بیان ہے کہ اس کے بعد جعرانہ میں مال غنیمت تقسیم کر کے جب حضور صلعم مدینہ کو روانہ ہوئے۔ تو طائف کا سردار عروہ بن مسعود راستہ میں آکر حضور صلعم سے ملا اور اسلام قبول کر لیا لیکن چند روز بعد طائف کے کسی کافر نے ان کو اذان دیتے ہوئے تیر سے شہید کر ڈالا پھر عروہ کے لڑکے ابو الملیح اور بھتیجے قارب مدینہ میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسلمان ہو گئے۔

قبائل ثقیف جو طائف اور گرد و نواح میں رہتے تھے نہایت سخت اور بد مزاج تھے اور فتح مکہ کے بعد بھی مسلمانوں کی طاقت و شوکت سے مرعوب نہیں ہوئے جب انہوں نے دیکھا کہ مسلمانوں نے غیر ملک میں جا کر رومیوں سے لڑنے کی کوشش کی ہے اور مسیحی اقوام ان کے مقابلہ پر نہیں آئی ہیں تو ان کو اس امر کا یقین ہو گیا کہ عرب میں اب مسلمانوں کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا اور اس احساس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قبائل ثقیف میں اسلام کی جانب میلان پیدا ہو گیا اور رمضان ۹ھ ہجری میں ان کا ایک وفد مدینہ میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کر لیا اور اس کے بعد تمام قبائل میں قبول اسلام کی لہر دوڑ گئی۔

قبائل کے وفود۔ فتح مکہ کے بعد اگرچہ مکہ مدینہ کے درمیانی علاقوں میں مسلمانوں کا اقتدار قائم ہو گیا تھا اور بہت سے قبائل مطیع ہو کر اسلام کے حلقہ میں داخل ہو چکے تھے لیکن دور دراز علاقوں میں ابھی اسلام کی طاقت نے اپنا اثر و رعب قائم نہیں کیا تھا غزوہ تبوک میں مسلمانوں کی جرأت پیش قدمی اور پھر طائف وغیرہ کے قبائل ثقیف وغیرہ کے قبول اسلام کے بعد عرب کے بقیہ تمام قبائل کو اس امر کا یقین ہو گیا کہ مسلمانوں نے غیر معمولی طاقت حاصل کر لی ہے اور ان کی اطاعت قبول نہ کرنا خطرناک ہے۔

عرب قبائل کے اس احساس نے ان کو اسلام کی طرف مائل کر دیا اور اطراف و جوانب سے قبائل کے وفود مدینہ میں حاضر ہو کر اسلام قبول کرنے لگے اس سال میں۔۔ اس کثرت سے وفود آنے لگے کہ اس سال کا نام مورخین نے سنۃ الوفود رکھ دیا یعنی وفود کی حاضری کا سال۔

حج اکبر اور سورۂ برات کا نزول:۔ مکہ ۸ھ میں فتح ہوا تھا لیکن اس سال مکہ اور اطراف مکہ کے بہت سے قبائل چونکہ حلقہ بگوش اسلام نہیں ہوئے تھے اس لئے اس سال کا حج قدیم طریقہ پر مشرکوں کی نگرانی میں ادا کیا گیا ۹ھ ہجری میں سورۂ برات کی ابتدائی چالیس آیات نازل ہوئیں۔ جن میں خدا نے مسلمانوں کو یہ حکم دیا کہ۔

"جن مشرکوں سے تم مسلمانوں نے خدا کے عہد و پیمان کئے تھے اب اللہ اور اس کا رسول ان معاہدوں سے بیزار ہے۔ اے مشرکو چار مہینے ملک میں پھر لو اور سمجھے رہو کہ تم اللہ کو عاجز نہ کر سکو گے۔ اللہ کافروں کو رسوا کرے گا۔ اللہ اور اللہ کے رسول کی جانب سے تمام آدمیوں کی طرف حج اکبر کے دن اعلان عام ہے کہ اس کا رسول مشرکوں سے بری ہے۔ اے مشرکو! تم توبہ کرو تو تمہارے حق میں اچھا ہے اور اگر منہ پھیرو گے تو سمجھے رہو کہ تم اللہ کو عاجز نہ کر سکو گے اے محمد تم کافروں کو دردناک عذاب کی بشارت سنا دو ہاں وہ مشرکین جن کے ساتھ تم مسلمانوں نے عہد کیا تھا اور پھر انہوں نے کچھ عہد شکنی نہ کی اور نہ کسی کو تمہارے مقابلہ میں مدد دی ان کے ساتھ مدت مقررہ تک تم عہد پر قائم رہو بدعہدی سے بچنے والوں کو بے شک اللہ پسند کرتا ہے۔

"مومنو! مشرک تو نجس ہیں اس سال کے بعد وہ مسجد حرام کے پاس نہ آئیں"

ان آیات کے نزول پر حضور صلعم نے حضرت صدیق اکبر رضہ کو تین سو حجاج کے قافلہ کا سردار مقرر کر کے روانہ فرمایا اسی حج کا نام قرآن میں حج اکبر ہے۔ حضرت ابو بکر رضہ نے مسلمانوں کو حج کرایا۔ لوگوں کو مناسک حج کی تعلیم دی اور مسائل حج پر ایک زبردست تقریر فرمائی۔ اس کے بعد حضرت علی رضہ نے کھڑے ہو کر سورۂ برات کی ابتدائی چالیس آیات سنائیں۔ اور اعلان کیا کہ آئندہ کسی مشرک کو خانہ کعبہ میں داخل ہونے کی اجازت نہ ہو گی اور وہ تمام معاہدے چار مہینے بعد ٹوٹ جائیں گے جو مشرکین سے کئے گئے تھے۔

سنہ ۱۰ھ کے واقعات

سریہ نجران:۔ ابن خلدون کا بیان ہے کہ ماہ ربیع الثانی یا جمادی الاول

سنہ ۱۰ ہجری میں حضورؐ نے خالد بن ولید رضؓ کو مجاہدین اسلام کی ایک جماعت کا سردار مقرر کرکے نجران اور اس کے ملحقہ علاقوں کی طرف روانہ فرمایا اور حکم دیا کہ تین بار لوگوں کو اسلام کی دعوت دینا اگر وہ اسلام قبول کرلیں تو ان کو دین کی تعلیم دینا اور احکام اسلام سکھانا۔ اور اگر وہ اسلام قبول نہ کریں تو پھر ان سے لڑنا۔

حضرت خالد بن ولید رضؓ حضورؐ کے ارشاد کے مطابق نجران گئے اور وہاں کے عیسائیوں نے اسلام قبول کرلیا حضرت خالد رضؓ نے واقعہ سے حضورؐ کو آگاہ کیا حضورؐ نے حکم دیا کہ تم ان لوگوں کا وفد لے کر مدینہ چلے آؤ۔ چنانچہ حضرت خالد نجران سے ایک وفد ساتھ لے کر مدینہ منورہ واپس چلے آئے حضورؐ نے وفد کے لوگوں کی خوب مدارات کی اور ماہ ذی قعدہ میں یہ وفد واپس چلا گیا اس کی روانگی کے بعد حضورؐ نے عمرو بن حزم کو نجران کا عامل بنا کر بھیجا جن کو آپ نے ایک فرمان ہدایت بھی لکھ کر مرحمت فرمایا۔

بعض مورخین نے حضرت خالد رضؓ کے سریہ کا ذکر نہیں کیا ہے بلکہ یہ بتایا ہے کہ اہل نجران کے وفود خود حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے چنانچہ ان کا بیان ہے کہ حضورؐ نے باشندگان نجران کے نام دعوت اسلام کا خط لکھا تو نجران کے مسیحی پادریوں نے اس خط کو پڑھا غور کیا اور پھر قوم کے اعیان و اکابر سے اس پر مشورہ لیا سب کی رائے ہوئی کہ نبی عربی ؐ کی خدمت میں ایک وفد روانہ کیا جائے تاکہ وہ حالات معلوم کرکے آئے اور حقیقت حال سے ہم کو آگاہ کرے چنانچہ شرحبیل عبد اللہ وغیرہ تین چار آدمیوں کو حضورؐ کی خدمت میں روانہ کیا گیا یہ لوگ مدینہ میں پہونچے اور کئی روز حضورؐ کی خدمت میں حاضر رہے اور حضورؐ سے حضرت عیسیٰ کی شخصیت کی بابت گفتگو کی لیکن گفتگو کا کوئی مفید نتیجہ نہ نکلا آخر حضورؐ نے اہل نجران کو مباہلہ کی دعوت دی اور اسی گفتگو اور آیت نازل ہوئی۔

ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون الحق من ربک فلا تکن من الممترین فمن حاجک فیہ من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکذبین	اللہ کے نزدیک عیسیٰ کی مثال ایسی ہے جیسی آدم کی مثال ہے کہ اللہ نے مٹی سے آدم کو بنا کر کہا کہ ہو جا اور وہ ہو گیا یہ سچی بات ہے تیرے رب کی طرف سے اس میں شک نہ کر مجھے تو حقیقت عیسیٰ معلوم ہو گئی اس کے بعد جو تجھ سے اس کے بارے میں حجت کرے تو اس سے کہہ کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں

کو بلائیں تم اپنے بیٹوں کو لاؤ۔ ہم اپنی عورتوں کو بلائیں تم اپنی عورتوں کو بلاؤ ہم اپنے نفسوں کو بلائیں تم اپنے نفسوں کو بلاؤ۔ پھر ہم تم مباہلہ کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت کریں۔

اس آیت کے نازل ہونے پر حضورؐ نے نجران کے مسیحیوں سے کہا آؤ خدا کے فیصلہ پر آمادہ ہو جاؤ۔ یہ کہہ کر حضورؐ نے مباہلہ کے لئے حسن ؑ حسین ؑ فاطمہ ؑ اور حضرت علی ؑ کو ایک جگہ جمع کیا اور ان سے کہا جب میں دعا مانگوں تو تم آمین کہنا نجران کے مسیحیوں نے حضورؐ کو مباہلہ پر آمادہ دیکھا تو باہم مشورہ کیا اور یہ رائے قرار پائی کہ مباہلہ کرنا ٹھیک نہیں ہے بہتر یہ ہے کہ ہم اطاعت قبول کرلیں مختصر یہ کہ اہل نجران نے جزیہ قبول کرلیا اور حضورؐ نے ان کو معاہدۂ امن لکھ کر دے دیا اور وفد واپس چلا گیا۔ مورخین کا بیان ہے کہ نصاریٰ نجران کا ایک اور وفد حضورؐ کی خدمت میں مذکورۂ بالا وفد کے بعد حاضر ہوا تھا۔ جس میں نجران کے گرجے کا امام ابو حارثہ ایہم اور عبد المسیح نجران کے مشہور سردار تھے یہ قافلہ ۶۰ افراد پر مشتمل تھا حضورؐ نے اس وفد کو مسجد نبوی میں ٹھہرایا۔ اور مسجد نبوی کے اندر اس کو اپنی عبادت کرنے کی اجازت دی۔ اس وفد اور حضورؐ کے درمیان مختلف مسائل پر بحث و گفتگو ہوئی اور بعض مباحث میں یہود نے بھی شرکت کی وفد کے آدمیوں میں سے کوئی شخص مسلمان نہیں ہوا۔ البتہ مسلمانوں کی اطاعت قبول کرلی اور فرمان امن حضورؐ سے حاصل کرکے جزیہ دینا منظور کرلیا۔ وفد کے لوگوں نے چلتے وقت حضورؐ سے استدعا کی کہ ایک امانت دار شخص کو ہمارے ساتھ کر دیجئے کہ ہم اس کو جزیہ ادا کر دیا کریں حضورؐ نے حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کو ان کے ساتھ کر دیا اور فرمایا کہ یہ شخص میری امت کا امین ہے حضرت ابو عبیدہؓ کے فیضان صحبت سے اس علاقہ کے بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے۔

عربی وفود۔ اس سال بھی بہت سے قبائل عرب کے وفود حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کرکے واپس گئے۔

حجۃ الوداع۔ سنہ ۱۰ھ میں چونکہ حجاز و عرب میں مسلمانوں کا پورا اقتدار قائم ہو چکا تھا اور مکہ معظمہ کے اندر مشرکوں کا کوئی اثر نہ رہا تھا اس لئے ماہ ذی قعدہ میں حضورؐ نے حج کا ارادہ فرمایا اور تمام علاقوں میں اعلان کر دیا گیا کہ حضورؐ اس سال بنفس نفیس حج کو تشریف لے جائیں گے۔ اس اعلان کو سن کر تمام علاقوں کے مسلمان حضورؐ کے ساتھ حج ادا کرنے کی سعادت حاصل کرنے کے لئے جوق جوق آئے اور مدینہ میں جمع ہونے لگے یہاں تک کہ تقریباً ایک لاکھ مسلمان جمع ہو گئے۔

۲۶۔ ذی قعدہ سنہ ۱۰ ہجری کو حضورؐ مسلمانوں کے اس عظیم الشان قافلہ کو لے کر مدینہ سے روانہ ہو گئے قربانی کے اونٹ خود آپ نے اپنے ساتھ بھی لئے تھے اور حضرت علی رضؓ بھی یمن سے ساتھ لائے تھے مدینہ سے روانہ ہو کر حجاج کا یہ قافلہ حضورؐ کے ہمراہ ذو الحلیفہ پر پہنچا۔۔۔۔ جہاں حضورؐ اور تمام مسلمانوں نے حج کا احرام باندھا اور لبیک اللھم لبیک لا شریک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لا شریک لک کا ترانہ بلند فرمایا اور مکہ معظمہ کی جانب روانہ ہوئے۔

راستہ میں مختلف مقامات کے قبائل حاضر ہوئے اور حجاج کے قافلہ میں شامل ہو گئے۔ اسی طرح مکہ معظمہ تک حجۃ الوداع کے شرکاء کی تعداد ایک لاکھ چوبیس یا چوالیس ہزار تک پہونچ گئی تھی۔ حضورؐ راستہ میں جب کسی بلند مقام پر چڑھتے یا کسی نشیب سے گذرتے تو بلند آواز سے تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے اور تلبیہ پکارتے۔

مکہ کے قریب پہونچ کر حضورؐ نے تھوڑی دیر ذی طویٰ میں قیام

فرمایا اور اس کے بعد مکہ کی بلندی سے حجاج کے قافلہ کو لے کر شہر میں داخل ہوئے شہر کے بچے خوشی میں مکہ سے باہر نکل آئے تھے آپ نے ان میں سے بہت سے بچوں کو اپنی سواری پر آگے پیچھے بٹھا لیا اور پیار کرتے رہے جب خانۂ کعبہ پر حضور صلعم کی نگاہ پڑی تو فرمایا اے اللہ! اس گھر کو اس سے زیادہ شرف و عزت و حرمت فرما۔ اس کے بعد حضور صلعم اور آپ کے ہمراہیوں نے بیت اللہ کا طواف کیا مقام ابراہیم میں نماز دوگانہ ادا کی اور صفا و مروہ کی پہاڑیوں پر تشریف لے جا کر بیت اللہ کی جانب منہ کر کے بلند آواز سے لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شئ قدیر لا الٰہ الا اللہ وحدہ انجز وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ۔ پڑھا۔

ذی الحجہ کی نویں تاریخ کو حضور صلعم طلوع آفتاب کے بعد وادی نمرہ میں تشریف لے گئے جس کے ایک جانب عرفات تھا اور دوسری جانب مزدلفہ اور دن ڈھلے یہاں سے روانہ ہو کر عرفات میں تشریف فرما ہوئے جہاں ایک لاکھ چوالیس ہزار حجاج کا اجتماع تھا اور ہر شخص ذکر الٰہی میں مصروف تھا عرفات میں حضور صلعم پہاڑی پر چڑھے اونٹنی پر سوار ہوئے اور حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا۔

"لوگو! میری بات سنو ممکن ہے کہ میں اور تم آئندہ اس موقع پر دوبارہ اکٹھے نہ ہوں (۱) لوگو! تمہارے خون۔ تمہارے مال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہیں۔ جس طرح کہ تم آج کے دن کی اس شہر کی اور اس مہینہ کی حرمت کرتے ہو۔ عنقریب تم کو اپنے پروردگار کے حضور میں حاضر ہونا ہے وہ تم سے تمہارے اعمال کی بابت سوال فرمائے گا۔ یاد رکھو میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ باہم ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو (۲) یاد رکھو کہ جاہلیت کی ہر ایک بات میرے قدموں کے نیچے ہے یعنی پامال ہے جاہلیت کے قتل و خون کے سارے جھگڑے ساقط ہیں سب سے پہلا خون جس کو میں اپنے خاندان میں سے ساقط کرتا ہوں ربیعہ بن حارث کا خون ہے جو سعد میں دودھ پیتا تھا اور جس کو ہذیل نے مار ڈالا تھا پیشے میں اس کا خون ساقط کیا جاتا ہے اور جاہلیت کے عہد کا سود بھی ساقط ہے اور اپنے خاندان میں پہلا سود جو میں ساقط کرتا ہوں وہ عباس بن عبد المطلب کا سود ہے جس کو میں چھوڑتا ہوں (۳)۔ لوگو! عورتوں کے معاملہ میں خدا سے ڈرو خدا کی ذمہ داری پر تم نے ان کو اپنی بیوی بنایا ہے اور خدا کے کلام سے تم نے ان کو اپنے اوپر حلال کیا ہے۔ تمہارا حق عورتوں پر یہ ہے کہ تمہارے بستر پر غیر کو نہ آنے دیں اگر وہ ایسا کریں تو تم ان کو مارو اس طرح مارو کہ ان کو تکلیف نہ ہو اور عورتوں کا حق تم پر یہ ہے کہ تم ان کو اچھی طرح کھلاؤ پلاؤ اور اچھا لباس پہناؤ (۴) میں نے تمہارے درمیان ایک ایسی چیز چھوڑی ہے جس کو تم مضبوط پکڑ لو تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہو گے اور وہ اللہ کی کتاب قرآن ہے۔

(۵) لوگو! یاد رکھو نہ تو میرے بعد کوئی پیغمبر ہو گا اور نہ کوئی دوسری قوم پیدا ہو گی۔ سن لو اور خوب یاد رکھو کہ تم اپنے پروردگار کی عبادت کرتے رہنا۔ پانچ وقت کی نماز پڑھنا اور رمضان کے روزے رکھنا اپنے مال کی زکوٰۃ خوشی سے دینا اپنے پروردگار کے گھر کا حج کرنا اور اپنے حکام کی اطاعت کرنا کہ ان اعمال کی جزا یہ ہے کہ تمہارا پروردگار تم کو جنت میں داخل کر دے گا (۶) لوگو! قیامت کے دن تم سے میری بابت بھی دریافت کیا جائے گا مجھ کو بتاؤ تم اس کا کیا جواب دو گے؟"

حاضرین نے حضور صلعم کے آخری الفاظ سن کر عرض کیا "ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے خدا کے احکام ہم کو پہونچا دئے اور رسالت و نبوت کا حق آپ نے ادا کر دیا اور ہم کو معقول نصیحت کی" یہ سنکر حضور صلعم نے اپنی شہادت کی انگلی کو آسمان کی طرف اٹھایا اور پھر حاضرین کی جانب جھکایا آپ اس طرح انگلی کو گردش دیتے رہے اور یہ فرماتے رہے "اے اللہ اپنے بندوں کی شہادت کو سن لے اے اللہ تو گواہ رہ۔ اے اللہ تو ان الفاظ کا شاہد رہ" اس کے بعد حضور صلعم نے حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا۔ 9

"جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ ان لوگوں کو جو یہاں موجود نہیں ہیں ان احکام کی تبلیغ کر دیں ممکن ہے کہ سامعین میں سے بعض لوگ ان باتوں کو ان لوگوں سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوں جن کو یہ پہونچائی گئی ہیں"

ادھر حضور صلعم نے اس خطبہ کو ختم کیا اور ادھر یہ آیت نازل ہوئی۔

الیوم اکملت لکم دینکم	آج میں نے تمہارے لئے تمہارے
واتممت علیکم نعمتی ورضیت	دین کو کامل کر دیا۔ تم پر اپنی نعمت
لکم الاسلام دینا۔	کو پورا کر دیا اور تمہارے لئے
	دین اسلام کو پسند کر لیا۔

دسویں تاریخ کو حضور صلعم نے منیٰ کے مقام پر ۶۳ اونٹ اپنے ہاتھ سے ذبح کئے اور ۳۷ اونٹ حضرت علی ع سے ذبح کرائے قربانی سے فارغ ہو کر حضور صلعم بیت اللہ میں آئے اور طواف کیا زمزم کا پانی کھڑے کھڑے پیا اور پھر منیٰ کو واپس تشریف لے گئے اور نماز ظہر وہاں پہونچ کر ادا کی۔

ذی الحجہ کے آخر میں مکہ سے واپس ہو کر حضور صلعم مدینہ میں پہونچے

عمال کا تقرر: سنہ ۱۰ھ میں چونکہ عرب کا تقریباً سارا ملک اسلام کے سایہ میں آچکا تھا اور بعض علاقوں کے حکام نے بھی اسلام قبول کر لیا پھر فرضیت زکوٰۃ کا حکم بھی نازل ہو چکا تھا اور بعض غیر اقوام کے لوگوں پر جزیہ بھی قائم ہو چکا تھا اس لئے حضور صلعم نے سنہ ۱۰ ہجری میں

مختلف علاقوں پر عمال اور محصلین زکوٰۃ وغیرہ کو مامور فرمایا جسکی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ یمن کا حاکم جو کسریٰ کی جانب سے مقرر ہو کر آتا تھا چونکہ ۷ھ میں مسلمان ہو گیا تھا اس لئے اس کے اسلام سے آنے پر حضور ؐ نے بدستور اس کو یمن کا حاکم قائم رکھا اس حاکم کا نام باذان تھا۔

حجۃ الوداع سے واپسی پر حضور ؐ کو اطلاع ملی کہ باذان کا انتقال ہو گیا ہے اس لئے حضور ؐ نے یمن کے علاقہ کا انتظام آئندہ اس طرح کیا کہ یمن کے دارالسلطنت کا حاکم باذان کے لڑکے شہر کو مقرر کیا۔ مقام مآرب پر ابوموسیٰ اشعری کو۔ مقام جند پر یعلیٰ بن امیہ کو۔ ہمدان پر عامر ہمدانی کو۔ مقام عک اور اشعری قبائل پر طاہر بن ابی ہالہ کو۔ نجران اور زبید کے درمیانی علاقہ پر خالد بن سعید بن العاص کو نجران پر عمرو بن حزم کو اور بلاد حضرموت پر زیاد بن لبید بیاضی کو۔

۲۔ سکاسک و سکون پر حضور ؐ نے عکاشہ بن ثور کو مقرر فرمایا اور قبائل معاویہ بن کندہ پر عبداللہ المہاجر بن امیہ کو مقرر کیا لیکن عبداللہ کسی عذر کے سبب نہ جا سکے تو زیاد بن لبید کو ان کا انتظام دے دیا گیا

(۳) یمن اور حضرموت وغیرہ کے باشندوں کی دینی تعلیم کی خدمت پر حضرت معاذ بن جبل رضؓ کو مقرر کیا گیا۔

۴۔ بنو طے کے صدقات وصول کرنے پر عدی بن حاتم کو اور بنو حنظلہ کے صدقات پر اسد اور مالک بن نویرہ کو مقرر کیا گیا۔

۵۔ بحرین کے انتظام پر حضور ؐ نے علاء بن حضرمی کو مامور فرمایا ۹۰

۶۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو نجران کے صدقات اور جزیہ وصول کرنے پر مقرر کیا گیا۔

اسود عنسی کا دعوائے نبوت: ۱۰ھ ہجری میں اسود عنسی نے نبوت کا دعویٰ کیا یہ شخص نہایت چالاک شعبدہ باز اور لسان تھا اس کی شیریں بیانی۔ شعبدہ بازی اور تالیف قلوب کی کارروائیوں نے بہت جلد اس کو کامیابی سے ہم آغوش کر دیا یہاں تک اس کی جانب مائل ہو گئے اور قبائل مذحج وغیرہ نے اس کی نبوت کو تسلیم کر لیا۔

اسود عنسی نے کافی طاقت حاصل کر کے ملحقہ علاقوں کے مسلمان حاکموں کو وہاں سے نکال دیا۔ اور پھر سات سو سوار لے کر یمن کے شہر صنعاء کی طرف بڑھا جس کا حاکم حضور ؐ نے باذان کے بیٹے شہر کو مقرر کیا تھا۔ اسود عنسی نے شہر بن باذان کو مار ڈالا۔ شہر پر قبضہ کر لیا اور باذان کی بیوی سے نکاح کر کے دوسرے مقامات کی طرف متوجہ ہوا یہاں تک کہ صنعاء و حضرموت کے تمام درمیانی علاقوں پر اور طائف و عدن تک اس کا قبضہ ہو گیا

اسود عنسی کی کامیابی اور فتوحات کا نتیجہ یہ ہوا کہ کمزور و ضعیف الایمان قبائل مرتد ہو گئے عمرو بن معدیکرب مرتد ہو کر اسود عنسی سے جا ملا اور معاذ بن جبل رضؓ ابوموسیٰ اشعری۔ اور طاہر بن ابی ہالہ۔ اپنے اپنے مقامات کو مقامات کو چھوڑ کر بھاگے اور محفوظ مقامات میں جا چھپے اور خالد بن سعید بن العاص اور عمرو بن حزم نے مدینہ میں پہونچ کر حضور ؐ کو تمام واقعات سے آگاہ کیا۔

حضور ؐ نے اسود عنسی سے مقابلہ کے لئے ابوموسیٰ اشعری۔ طاہر بن ابی ہالہ اور معاذ بن جبل کو ایک خط لکھا ان حضرات نے اطراف و جوانب پر نظر ڈالی اور قیس بن عبد یغوث کو اسود عنسی کا مخالف پاکر اور شہر بن باذان کی بیوی کے چچا زاد بھائی فیروز کو اسود عنسی کا دشمن دیکھ کر ان کی طاقتوں سے فائدہ اٹھانا چاہا چنانچہ ان سب نے مل کر اسود عنسی کے قتل کی تدبیر کی جس میں اسود عنسی کی بیوی بھی شامل تھی لیکن اسود عنسی کو اس سازش کی خبر مل گئی اور اس نے اپنے مخالفوں اور دشمنوں کو بھاگ جانے پر مجبور کر دیا اس کے بعد لوگوں نے خفیہ طور پر اسود عنسی کی بیوی سے خط و کتابت کی اور ایک روز موقع پاکر فیروز اور قیس بن عبد یغوث رات کے وقت اسود عنسی کی قیام گاہ پر پہونچے۔ نقب لگائی اور گھر میں گھس کر اسود عنسی کو ذبح کر ڈالا اور اس کے بعد حضور ؐ کے تمام عمال اپنے اپنے علاقوں پر چلے گئے اور وہاں کی حکومت پر قبضہ کر لیا۔

اسود عنسی کے مارے جانے کی اطلاع مدینہ میں اس وقت پہونچی جبکہ حضور ؐ کا انتقال ہو چکا تھا۔ لیکن جس روز اسود عنسی مارا گیا تھا۔ حضور ؐ نے اسی روز اس کے قتل کی خبر صحابہ کو دے دی تھی اور فرمایا تھا کہ اسود عنسی مارا گیا اور اس کو ایک مرد مبارک فیروز نے قتل کیا ہے

۱۱ سنہ ہجری کے واقعات

جیش اسامہ رضؓ: ماہ محرم ۱۱ھ ہجری میں حضور ؐ نے بلاد شام پر فوج کشی اور جہاد کی تیاری کا حکم دیا اور مہاجرین انصار کے تمام چھوٹے بڑے صحابہ کو جن میں حضرت ابوبکر۔ حضرت عباس۔ حضرت عمر رضؓ۔ حضرت عثمان رضؓ حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ حضرت ابوعبیدہ۔ حضرت سعد بن وقاص رضؓ بھی تھے۔ لشکر کے ساتھ جانے کی ہدایت کی۔

اس لشکر کشی کا مقصد چونکہ حضرت زید بن حارثہ رضؓ کے قتل کا انتقام لینا تھا اس لئے حضور ؐ نے لشکر کا سردار زید بن حارثہ کے بیٹے اسامہ کو مقرر فرمایا جن کی عمر اس وقت ۱۷ سال کی تھی بعض صحابہ نے اس پر اعتراض کیا تھا لیکن حضور نے فرما دیا۔ کہ ان کے باپ کی سرداری پر بھی لوگوں نے اعتراض کیا تھا اگر ان کے باپ سرداری کے قابل تھے تو بیٹا بھی سرداری کے قابل ہے

لشکر جمع ہو گیا تو حضور ؐ نے حضرت زید بن حارثہ کے مقتل مقام بلقا کی طرف کوچ کا حکم دے دیا اور یہ ہدایت کی کہ مقام بلقا اور داروم سے یردان تک فلسطین میں اور اس کے بعد شام کے علاقوں میں جہاد کو وسعت دی جائے۔

لشکر اسلام مدینہ سے حضرت اسامہ بن زید رضؓ کی سرداری میں باہر نکلا اور مقام جرف میں جو مدینہ کے باہر واقع تھا قیام کیا آگے بڑھنے کی تیاریاں ہو رہی تھیں کہ حضور ؐ کی علالت کی خبر ملی حضرت ابوبکر رضؓ وغیرہ نے علالت کی خبر پاکر حضرت اسامہ سے اجازت طلب کی اور حضور ؐ کو دیکھنے کے لئے مدینہ تشریف لائے چونکہ علالت کا سلسلہ بڑھ رہا تھا۔ اس لئے لشکر کے کوچ کو ملتوی کر دیا گیا اور صحابہ روزانہ حضور ؐ کو دیکھنے کے لئے لشکرگاہ

سے آنے جانے لگے۔ یہاں تک کہ ۱۲ ربیع الاول سنہ ہجری کو حضور صلعم نے انتقال فرمایا اور تا انتظام ثانی لشکر کا کوچ ملتوی ہو گیا۔

وفات اور تجہیز و تکفین ۲۰۔ ۲۹ صفر المظفر سنہ کو حضور صلعم لشکر اسامہؓ کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ کہ آپ کے سر میں درد شروع ہوا اس وقت آپ حضرت میمونہ رضؓ کے مکان میں تشریف فرما تھے درد سر جب شدید بخار کی صورت میں منتقل ہو گیا اور آپ کی تکلیف بڑھ گئی تو آپ نے ازواج مطہرات سے حضرت عائشہ رضؓ کے حجرہ میں جانے کی اجازت طلب کی اور آپ عائشہ رضؓ کے حجرہ میں جو مسجد نبویؐ سے ملا ہوا تھا تشریف لے آئے۔

حضرت عائشہ رضؓ کے حجرہ میں پہونچ کر آپ کو کچھ افاقہ ہوا اور آپ اسی افاقہ کے دنوں میں ایک روز شہداء احد پر نماز پڑھنے کے لئے ان کے مزارات پر تشریف لے گئے۔ انہیں دنوں میں ایک روز مسجد نبوی میں تشریف لائے اور حاضرین کو مخاطب کرکے فرمایا: "اللہ نے اپنے ایک بندہ کو دنیا و آخرت کا اختیار دیا ہے اور اس نے آخرۃ کو قبول کر لیا ہے" حضرت ابو بکر رضؓ حضور صلعم کے اس اشارہ کو سمجھ گئے اور رونے لگے اس کے بعد آپ نے صحابہ کو جمع کرنے کا حکم دیا اور سب کے حاضر ہو جانے پر منبر پر تشریف لے گئے اور حاضرین کو آخری تلقین فرمائی۔ آپ نے صحابہ کو مخاطب کرکے فرمایا

"میں تم کو خوف الٰہی کی وصیت کرتا ہوں اور اللہ نے بھی تم کو (یہی) وصیت کی ہے میں تم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ میں تم کو دوزخ سے ڈرانے اور جنت کی بشارت دینے والا ہوں)۔ خدا کے بندوں پر اور خدا کے ملکوں میں برتری اختیار نہ کرنا۔

کیونکہ خدا نے تم کو یہ بتایا ہے کہ آخرت کا مکان ان لوگوں کا ہے جو زمین پر برتری کا قصد رکھتے ہوں اور نہ فساد کا اور آخرت کی بہتری صرف پرہیزگاروں کے لئے ہے اور خدا نے یہ بھی فرمایا ہے کہ "کیا جہنم کا ٹھکانا غرور کرنے والوں کے لئے نہیں ہے"

اس کے بعد حضور صلعم نے صحابہ کو چند اور وصیتیں کیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ

(۱) اے مہاجرین! انصار کے ساتھ بھلائی سے پیش آنا میں اپنی قوم کو چھوڑ کر انہیں آیا ہوں اور انہوں نے میری مدد کی ہے اور لوگ بڑھتے جا رہے ہیں اور انصار کی تعداد کم ہوتی جا رہی ہے تم ان کے ساتھ سلوک و احسان کرنا ان میں سے جو نیک ہو اس پر احسان کرنا اور جو خطا کار ہو اس سے درگزر کرنا۔

(۲) یہود و نصاریٰ یا مشرکین کو جزیرۂ عرب سے نکال دینا۔

(۳) مسجد کے تمام دروازے بند کر دینا مگر ابو بکر رضؓ کے دروازہ کو بند نہ کرنا میں ابو بکر سے زیادہ اپنے صحابہ میں سے کسی کو افضل نہیں جانتا۔

اس کے بعد حضور صلعم حضرت عائشہ رضؓ کے حجرہ میں تشریف لے گئے اور آپ کے مرض نے شدت اختیار کر لی یہاں تک کہ آپ مسجد میں تشریف لا کر نماز پڑھانے سے مجبور ہو گئے کیونکہ آپ پر غشی کے دورے پڑتے تھے اور آپ اکثر غافل رہتے تھے انہیں ایام میں آپ نے حکم دیا کہ حضرت ابو بکر رضؓ لوگوں کو نماز پڑھائیں حضرت عائشہ رضؓ نے عرض کیا: "یا رسول اللہ صلعم! ابو بکر رضؓ رقیق القلب ہیں آپ کی جگہ کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھا سکیں گے" حضور صلعم نے فرمایا: "نہیں۔ ابو بکر رضؓ ہی نماز پڑھائیں" چنانچہ اس ارشاد کے بعد حضرت ابو بکر رضؓ نے سب سے پہلے عشاء کی نماز پڑھائی اور اس کے بعد برابر نماز پڑھاتے رہے۔ حضرت ابو بکر رضؓ کی امامت کے ایام میں افاقہ ہو جانے پر حضور صلعم دو مرتبہ مسجد میں تشریف لائے پہلی مرتبہ حضورؐ کی تشریف آوری کی آہٹ سن کر حضرت ابو بکر رضؓ نے اپنی جگہ سے ہٹنا اور امامت کی جگہ کو حضورؐ کے لئے خالی کر دینا چاہا۔ لیکن حضور صلعم نے اشارہ سے ان کو منع کر دیا اور خود ان کے پہلو میں بیٹھ کر نماز پڑھی دوسری مرتبہ ظہر کی نماز میں حضور تشریف لائے اور حضرت ابو بکرؓ کی امامت میں نماز ادا کی۔ اسی طرح تیرہ نمازیں حضرت ابو بکر رضؓ نے حضور صلعم کی علالت میں صحابہ کو پڑھائیں۔

حضور تیرہ دن بیمار رہے اور اس ایام میں جب کبھی افاقہ ہوا آپ نے صحابہ اور اہلبیت علیہم کو ضروری نصائح۔ ہدایات اور تعلیم و تلقین کی حضور صلعم نے جس بات کو بار بار صحابہ کے کانوں تک پہونچایا وہ یہ تھی کہ "یہود و نصاریٰ پر خدا نے اس لئے لعنت کی ہے کہ ان میں سے جب کوئی بزرگ مر جاتا تھا تو وہ اس کی قبر کو عبادت گاہ بنا لیتے تھے۔ یاد رکھو! کہ تم میری قبر کو بت نہ بنانا۔ اور مشرکوں کی طرح اس کی پرستش نہ کرنا" ایک مرتبہ حضور صلعم نے حضرت فاطمہؓ اور اپنی پھوپھی حضرت صفیہؓ کو مخاطب کرکے فرمایا: "فاطمہ اور اے محمدؐ کی پھوپھی صفیہ! عمل کرو عمل ہی تمہارے کام آئے گا میری بیٹی یا میری پھوپھی کہلانا کسی صورت میں بھی مفید نہ ہوگا" ایک دفعہ حضرت عائشہ سے فرمایا: "عائشہ رضؓ! میرے گھر میں جو چیز بھی موجود ہو اس کو صدقہ کر دو کہ میری روح کو اس سے تکلیف ہوتی ہے کہ دنیا کا مال میرے گھر میں رہے" مختصر یہ ہے کہ حضورؐ جب ہوش میں آتے صحابہ اور اہلبیت علیہم کو وصایا اور ہدایات فرماتے رہتے تھے۔

۱۲۔ ربیع الاول سنہ کو آپ کی تکلیف بہت بڑھ گئی اور بے اختیار آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ ادا ہونے لگے الی الرفیق الاعلیٰ۔ اللّٰھم فی الرفیق الاعلیٰ یعنے 91
سب سے بزرگ و برتر دوست کی جانب رفیق اعلیٰ (خدا) کی طرف اس وقت حضرت کا سر مبارک حضرت عائشہ رضؓ کے آغوش میں تھا اور قریب ہی پانی بھرا ہوا ایک پیالہ رکھا تھا۔ آپ بار بار پیالہ میں انگلیاں یا ہاتھ ڈالتے اور پانی سے انگلیوں یا ہاتھ کو چہرۂ مبارک پر پھیرتے اور فرماتے

اے اللہ سکرات موت پر مجھ کو غلبہ دے یا میری مدد کر۔

اسی اثنا میں حضرت عائشہ رضؓ کے بھائی حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضؓ حاضر ہوئے جن کے ہاتھ میں اس وقت مسواک تھی حضورؐ نے مسواک کی طرف بار بار دیکھا۔ حضرت عائشہ رضؓ سمجھ گئیں مسواک کو اپنے بھائی کے ہاتھ سے لے لیا اور اپنے دانتوں سے نرم کرکے مسواک حضور صلعم کو دے دی حضورؐ نے مسواک کی اور پھر اپنے سر کو حضرت عائشہ رضؓ کے سینہ پر رکھ کر پاؤں پھیلا دئے چہرے کا رنگ متغیر ہونے لگا اور قلب و زبان سے ذکر الٰہی جاری ہو گیا یہاں تک کہ دوپہر کے قریب حضورؐ نے ۶۳ سال کی عمر میں اپنی روح کو خالق ارواح کے سپرد کر دیا۔

حضور صلعم کی وفات کا اثر حضور صلعم کی وفات نے صحابہ میں پریشانی و بدحواسی پیدا کر دی وہ اس قدر حیران و ششدر رہے کہ نہ کسی کے حواس باقی تھے اور نہ ہوش۔ یہاں تک کہ حضرت عمر رضؓ جیسے بزرگ صحابی اور قوی القلب شخص پر اس قدر حیرت طاری ہوئی کہ کسی طرح ان کو حضور صلعم کی وفات کا یقین ہی نہیں ہوا۔ تلوار نیام سے نکال لی اور مسجد نبوی میں کھڑے ہو کر یہ کہا کہ "جو شخص یہ کہے گا کہ حضور صلعم نے انتقال فرمایا اس کا سر اڑا دوں گا"

مدینہ میں حضور صلعم کی وفات سے سکتہ کا عالم طاری تھا جس شخص کو

وفات کی خبر ملتی بدحواس ہو کر دوڑتا اور مسجد نبوی میں پہونچ جاتا۔ یہاں تک کہ چند لمحوں میں مسجد نبوی صحابہ سے بھر گئی کچھ لوگ پریشانی میں ادھر سے ادھر دوڑتے رہے کچھ روتے رہے تھے اور اکثر حضرت عمر رض کی ناگفتہ بہ حالت کو چشم پرنم سے دیکھ رہے تھے اور خاموش تھے انصار میں سے بعض پر حضور رص کی رحلت نے اس قدر اثر کیا تھا کہ وہ اپنے اندھے ہوجانے کی دعائیں مانگ رہے تھے۔

حضرت ابوبکر رض حضور رص کی وفات کے وقت اپنی قیام گاہ سخ میں تھے صبح کو چونکہ حضور رص کی حالت کسی قدر بہتر ہو گئی تھی اس لئے حضرت ابوبکر رض اجازت لے کر گھر چلے گئے تھے جب ان کو وفات کی اطلاع پہونچی فوراً گھوڑے پر سوار ہو کر مسجد نبوی میں پہونچے مسجد میں ہجوم کو دیکھا حضرت عمر رض کے جوش وارفتگی کو دیکھا اور ان کے فقرات کو سنا لیکن کسی سے کچھ نہیں کہا سیدھے حضرت عائشہ کے گھر میں پہونچے۔ حضور رص کے چہرۂ مبارک سے کپڑا ہٹایا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا "میرے ماں باپ آپ پر قربان بلاشبہ آپ نے موت کا ذائقہ چکھ لیا اب آپ کو ہرگز موت نہ آئے گی انا للہ و انا الیہ راجعون اس کے بعد آپ مسجد نبوی میں آئے حضرت عمر رض کے کلام کو سنا اور فرمایا عمر رض خاموش رہو" اور اس کے بعد حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا۔

"لوگو! جو شخص محمد صلے اللہ علیہ والہ وسلم کی پرستش کرتا تھا وہ سن لے کہ محمدؐ نے انتقال کیا اور جو شخص اللہ کو پوجتا تھا وہ جان لے کہ اللہ زندہ ہے اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔"

اس کے بعد حضرت ابوبکر رض نے قرآن مجید کی یہ آیت بلند آواز سے پڑھی۔

وما محمد الا رسول قد خلت	محمد نہیں ہیں مگر ایک رسول ان سے
من قبله الرسل، افائن مات	پہلے بہت سے رسول گزر گئے کیا اگر وہ
او قتل انقلبتم علی اعقابکم ومن	مرجائیں یا مارے جائیں تو تم الٹے پاؤں
ینقلب علی عقبیه فلن یضر الله	پھر جاؤ گے جو کوئی الٹے پیر پھر جائے
شیئا وسیجزی الله	تو وہ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ شکر
الشاکرین۔	گذاروں کو اللہ بدلہ دے گا۔

حضرت ابوبکر رض کے ان الفاظ نے حاضرین پر سکتہ طاری کر دیا اور حضرت عمر رض اور دوسرے صحابہ کو حضور رص کی وفات کا یقین ہو گیا اور پھر حضرت عمر رض کی یہ حالت ہوئی کہ آپ صدمہ سے زمین پر گر پڑے۔

تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ ایک شخص نے آکر یہ اطلاع دی کہ انصار سقیفۂ بنو ساعدہ میں جمع ہیں اور سعد بن عبادہ کی بیعت کا ارادہ کیا جا رہا ہے۔ حضرت ابوبکر و عمر رض یہ سن کر فوراً کھڑے ہو گئے اور صحابہ کی ایک جماعت کو ساتھ لے کر سقیفہ میں پہونچے جہاں حضرت ابوبکر رض کی مصالحت آمیز گفتگو نے تمام صحابہ کو متفق کر دیا۔ اور سب نے حضرت ابوبکر رض کے ہاتھ پر بیعت کر لی

تجہیز و تکفین:۔ حضرت عباس رض۔ ان کے دونوں صاحبزادے فضل و قثم حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت اسامہ بن زید رض نے حضور رص کو غسل دیا۔ حضرت علی رض نعش مبارک کی پشت کو سہارا دیئے ہوئے تھے حضرت عباس کروٹ بدلوا رہے تھے اور حضرت اسامہ و شقران پانی ڈالتے جاتے تھے۔

غسل کے بعد حضور رص کو تین کپڑوں کا کفن دیا گیا جن میں دو سفید تھے اور ایک یمانی چادر تھی۔ پھر مقام دفن کا مسئلہ زیر بحث آیا اختلاف جاری تھا کہ حضرت ابوبکر رض آگئے اور حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا "نبی جہاں وفات پاتا ہے وہیں دفن کیا جاتا ہے" اس فیصلہ پر حضور کو حضرت عائشہ رض کے حجرہ میں دفن کیا گیا۔ صندوقی قبر بنائی گئی اور جسم مقدس و مطہر کو حضرت علی، فضل ابن عباس، اسامہ بن زید۔ اور عبدالرحمٰن بن عوف نے قبر میں اتارا۔

ازواج و اولاد۔ حضور رص نے اپنی مبارک زندگی میں گیارہ اور بقول ابن ہشام تیرہ عورتوں سے نکاح کئے تھے اس وقت تک چونکہ نکاح کی تحدید نہیں ہوئی تھی اس لئے متعدد عورتوں کو نکاح میں رکھنا جائز تھا۔ پھر چار کی تحدید نازل ہوئی تو حضور رص کی ازواج مطہرات مسلمانوں کی مائیں بن چکی تھیں اور دوسروں کو ان سے نکاح کرنا حرام تھا اس لئے خداوند تعالیٰ نے خصوصیت کے ساتھ حضور کو اجازت دے دی کہ آپ چار عورتوں سے زیادہ بھی نکاح میں رکھ سکتے ہیں چنانچہ حضورؐ نے ان تمام بیویوں کو جو تحدید کا حکم نازل ہونے کے وقت آپ کے نکاح میں تھیں نکاح میں باقی رکھا۔ اور آئندہ کوئی نکاح نہیں کیا ازواج مطہرات کے مختصر حالات یہ ہیں۔

۱۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رض۔ حضور رص کی سب سے پہلی بیوی ہیں۔ جن سے حضور رص نے نبوت سے پہلے ۲۵ سال کی عمر میں نکاح کیا تھا نکاح کے وقت حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی عمر چالیس سال کی تھی نکاح کے بعد ۲۵ سال تک حضور کی مبارک خدمت میں رہیں ان کی موجودگی میں حضورؐ نے دوسرا نکاح نہیں کیا سب سے پہلے اسلام انہیں نے قبول کیا اور ہجرت سے تین سال پہلے انتقال فرمایا وفات کے وقت آپ کی عمر ۶۵ سال اور بقول بعض ۵۵ سال تھی۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رض خویلد بن اسد کی لڑکی تھیں ان کا پہلا عقد عتیق بن عابد مخزومی سے اور دوسرا نکاح ہالہ بن زرارہ سے ہوا تھا اور تیسرا نکاح حضور رص سے ہوا۔ حضور رص نے ان کا مہر بیس اونٹ ادا کیا تھا۔

حضور رص کی تمام اولاد سوائے ابراہیم کے حضرت خدیجۃ الکبریٰ ہی کے بطن سے ہوئی جس کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ سب سے پہلے حضرت قاسم رض پیدا ہوئے جن کے نام پر آپ نے اپنی کنیت ابوالقاسم مقرر کی تھی۔ چار سال زندہ رہ کر قاسم نے مکہ میں انتقال کیا

۲۔ پھر حضرت زینب پیدا ہوئیں ان کا نکاح ہجرت سے پہلے ان کے خالہ زاد بھائی ابوالعاص رض سے ہوا ابوالعاص فتح مکہ سے کچھ دنوں پہلے مدینہ آکر مسلمان ہوئے۔ جنگ بدر میں ابوالعاص مشرکین مکہ کے ساتھ مسلمانوں سے لڑنے آئے تھے۔ مسلمانوں نے ان کو بھی گرفتار کر لیا تھا۔ حضرت زینب رض نے ان کی رہائی کے فدیہ میں اپنا وہ ہار مکہ میں بھیجا جو ان کو حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے مرحمت فرمایا تھا حضور اس ہار کو دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے اور صحابہ سے فرمایا کہ "اگر تم کو یہ پسند ہو تو زینب کا یہ ہار واپس کر دیا جائے۔ اور ابوالعاص کو بغیر فدیہ رہا کر دیا جائے" صحابہ نے حضور رص کے ارشاد پر عمل کیا اور ابوالعاص کو بغیر فدیہ کے چھوڑ دیا لیکن ان سے یہ شرط کر لی کہ وہ مکہ واپس جا کر حضرت زینب رض کو مدینہ بھیج دیں۔ پھر جب وہ فتح مکہ سے پہلے مدینہ میں آکر مسلمان ہو گئے تو حضورؐ نے حضرت زینب رض کو ان کے گھر بھیج دیا۔

۳۔ پھر حضرت عبداللہؓ پیدا ہوئے جن کا لقب طیب و طاہر تھا

دو سال زندہ رہ کر انہوں نے بھی انتقال فرمایا۔

۴۔ پھر حضرت رقیہؓ پیدا ہوئیں جو حضرت زینب سے تین سال چھوٹی تھیں ان کا نکاح مکہ میں حضرت عثمان رضؓ کے ساتھ ہوا تھا اور حبشہ کی ہجرت میں یہ حضرت عثمان رضؓ کے ساتھ حبشہ گئی تھیں غزوۂ بدر کے زمانہ میں آپ کا انتقال ہوا۔

۵۔ پھر حضرت ام کلثوم رضؓ پیدا ہوئیں جن کا نکاح حضرت رقیہ رضؓ کی وفات کے بعد حضرت عثمان رضؓ سے ہوا۔ ۹ ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔ (۶) حضرت فاطمہ رضؓ ام کلثوم رضؓ کے بعد پیدا ہوئیں حضرت علی رضؓ کے ساتھ ان کا نکاح ہوا۔ ۲۹ سال کی عمر میں حضورؐ کی وفات کے چھ ماہ بعد ان کا انتقال ہوا۔ حضورؐ کی صاحبزادیوں میں صرف انہیں سے نسل چلی ان کے چار بچے پیدا ہوئے۔ حسن رضؓ حسین رضؓ۔ زینبؓ۔ اور ام کلثوم رضؓ

حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے حضورؐ کو غیر معمولی محبت تھی حضورؐ ان کی نسبت فرمایا کرتے تھے کہ جب لوگوں نے میری تکذیب کی تو خدیجہ رضؓ نے گواہی اور سچائی کے اقرار کے ساتھ میرا ساتھ دیا جب لوگ کافر تھے خدیجہ رضؓ نے اسلام قبول کیا جب سب میرے دشمن تھے خدیجۃ الکبریٰ میری مددگار تھیں۔

حضرت خدیجہ رضؓ کی وفات کے بعد حضورؐ اپنی بیویوں کے سامنے اکثر ان کا ذکر فرمایا کرتے تھے اور آپ کی بعض بیویاں اس سے جلا کرتی تھیں۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ کی وفات کے بعد حضورؐ نے متعدد نکاح کئے۔

۲۔ **حضرت سودہ بنت زمعہ رضؓ**۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی وفات کے بعد سب سے پہلے حضورؐ نے انھیں سے نکاح کیا یہ قریش کی شاخ بنو عامر سے تھیں ان کا پہلا عقد سکران بن عمرو بن عبد شمس سے ہوا تھا ان کا شوہر حبشہ جاکر عیسائی ہوگیا اور پھر مر گیا تو ان کے باپ زمعہ رضؓ نے ان کا نکاح چار سو درہم پر حضورؐ سے کر دیا۔

۳۔ **حضرت عائشہ رضؓ**:۔ یہ حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کی بیٹی تھیں نکاح کے وقت ان کی عمر صرف چھ سال کی تھی نو سال کی عمر میں مدینہ میں ان کو حضورؐ کے ہاں بھیجا گیا حضورؐ کو ان سے بہت محبت تھی مرض وفات میں حضورؐ نے انھیں کے گھر میں قیام کیا۔ حضورؐ کی تمام بیویوں میں صرف آپ ہی کنواری تھیں حضرت عائشہ عرصہ دراز تک حضورؐ کے بعد زندہ رہیں ۵۸ھ میں آپ نے انتقال فرمایا مذہبی و علمی دنیا پر حضرت عائشہ رضؓ کے غیر معمولی احسانات ہیں۔ احکام شرعیہ کا تقریباً چوتھائی حصہ محض آپ کی روایات پر مبنی ہے

۴۔ **حضرت حفصہ رضؓ**۔ یہ حضرت عمر رضؓ کی صاحبزادی تھیں پہلے ان کا نکاح خنیس بن حذافہ رضؓ سے ہوا تھا خنیس کے انتقال کے بعد حضورؐ کے نکاح میں آئیں ایلاء کے واقعہ میں جو ۹ھ میں واقع ہوا تھا آپ نے خاص شہرت حاصل کی تھی مزاج میں تیزی تھی۔ حضرت عائشہ سے خاص ربط تھا۔

۵۔ **حضرت ام سلمہ رضؓ**۔ یہ ابوامیہ بن مغیرہ کی بیٹی تھیں ان کا اصلی نام ہند تھا پہلے ان کا نکاح عبداللہ بن اسد یعنی ابو سلمہ سے ہوا تھا جو مسلمان ہوگئے تھے سب سے پہلے عورتوں میں حضرت ام سلمہ رضؓ ہی نے ہجرت کی تھی ان کے شوہر ابو سلمہ جنگ احد میں زخمی ہوئے اور انہیں زخموں سے شہادت حاصل کی غزوۂ احزاب کے بعد حضورؐ نے ان سے نکاح کیا ۵۹ ہجری میں سب سے آخر میں انہی کا انتقال ہوا ۶۱ھ حضرت امام حسین رضؓ کی شہادت تک یہ زندہ رہیں۔ روایت احادیث اور تفقہ میں ان کا درجہ حضرت عائشہ کے بعد ہے۔

۶۔ **حضرت ام حبیبہؓ**۔ ابو سفیان رضؓ کی بیٹی اور امیر معاویہ رضؓ کی بہن تھیں ان کا اصلی نام رملہ تھا پہلے ان کا نکاح عبید بن جحش سے ہوا تھا یاد ان کے شوہر دونوں حبشہ کو ہجرت کر گئے تھے۔ حبشہ میں ان کا شوہر عیسائی ہو کر مر گیا تو حضورؐ نے ان کو اپنا پیام بھیجا اور ان کی رضامندی سے خالد بن سعید بن ابی العاص نے انکا نکاح حضورؐ کے ساتھ کر دیا۔ نجاشی شاہ حبشہ نے حضورؐ کی جانب سے ان کا مہر ادا کیا ۴۴ھ میں ان کا انتقال ہوا

۷۔ **زینب بنت جحش رضؓ**۔ یہ حضورؐ کی پھوپھی زاد بہن تھیں حضورؐ نے ان کا نکاح زید بن حارثہ اپنے آزاد کردہ غلام سے کر دیا تھا زید چونکہ غلام تھے اس لئے زینب ان کو ذلیل و حقیر خیال کرتی تھیں اور اس وجہ سے میاں بیوی کے درمیان نہیں بنتی تھی اور اکثر رنجیدگی و کشیدگی رہتی تھی زید نے کئی بار ان کو طلاق دینے کا ارادہ کیا لیکن حضورؐ نے ان کو طلاق سے روکا۔ اور خوف خدا دلایا۔

عرب میں متبنّٰی بیٹے کی بیوی سے نکاح کرنا حرام خیال کیا جاتا تھا زید بن حارثہ چونکہ حضورؐ کے منہ بولے بیٹے تھے اس لئے اس رواج کی بنا پر ان کی مطلقہ بیوی سے آپ نکاح کرنے سے ڈرتے تھے اور اسی بنا پر زید کو طلاق دینے سے منع فرمایا کرتے تھے خداوند تعالیٰ نے اس رواج کو باطل قرار دیا اور یہ حکم نازل فرمایا۔

واذ تقول للذی انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ امسک علیک زوجک واتق اللہ وتخفی فی نفسک ما اللہ مبدیہ وتخشی الناس واللہ احق ان تخشٰہ فلما قضٰی زید منہا وطرا زوجنٰکہا لکی لا یکون علی المؤمنین حرج فی ازواج ادعیائہم اذا قضوا منہن وطرا وکان امر اللہ مفعولا۔	اے محمدؐ وہ وقت یاد کرو جبکہ تم زید سے جس پر اللہ نے احسان کیا تھا اور تم نے بھی اس پر احسان کیا تھا یہ کہہ رہے تھے کہ تم اپنی بی بی زینب رضؓ کو اپنی زوجیت میں رہنے دو اللہ سے ڈرو اور وہ بات جسے اللہ ظاہر کرنے والا تھا تم اپنے دل میں اسے چھپائے ہوئے تھے اور اس معاملہ میں تم لوگوں سے ڈرتے تھے۔ حالانکہ اللہ زیادہ تر مستحق اس کا ہے کہ تم اس سے ڈرو۔ جب زید نے اس زینب سے بے تعلقی کر لی تو تمہارا نکاح ہم نے اس زینب کے ساتھ کر دیا کہ مومنوں کے لئے اپنے لے پالکوں کی بیبیوں کے ساتھ نکاح کرنے میں جب وہ ان بیبیوں سے بے تعلق ہو جائیں کوئی مضائقہ نہ رہے اللہ کا حکم ہو کر رہتا ہے ۴۲

اس حکم کے نازل ہونے پر حضورؐ نے جاہلیت کے رواج کو مٹانے کے لئے زید کے طلاق دینے کے بعد زینب رضؓ سے نکاح کر لیا اور اس کے بعد خدا نے خود متبنّٰی بنانے کے قاعدہ کو باطل قرار دے دیا۔

۸۔ **حضرت جویریہ رضؓ**۔ یہ قبیلہ بنو مصطلق کے سردار حارث کی بیٹی تھیں ان کا پہلا نکاح مسافع بن صفوان سے ہوا تھا بیوہ ہو جانے کے بعد غزوۂ بنو مصطلق

میں گرفتار ہو کر مسلمانوں کے ہاتھوں میں آئیں اور قیس بن شماس کو ملیں حضرت جویرہ نے قیس سے اپنی قیمت مقرر کرا کے رقم ادا کرنے کی تدبیر اختیار کی۔ حضور رم نے ان سے فرمایا۔ کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ تمہارا زر فدیہ میں ادا کردوں اور تم مجھ سے نکاح کر لو۔ حضرت جویریہ نے اس کو منظور کر لیا اور اس نکاح کا یہ نتیجہ ہوا کہ بنو مصطلق کے تمام قیدی آزاد کر دئے گئے اور ان کا باپ مسلمان ہو گیا ۶۵ برس کی عمر میں انہوں نے ۵۰ھ میں انتقال کیا۔

۹۔ **حضرت میمونہؓ**:۔ یہ حارث کی بیٹی اور حضرت عباس رضہ اور حضرت خالد بن ولید رضہ کی خالہ تھیں ان کا پہلا نکاح ابو رہم بن عبد العزیٰ سے ہوا تھا حضرت عباس بن عبد المطلب نے ان کا مہر چار سو درہم اپنے پاس سے ادا کر کے ان کا نکاح حضور رم سے کرا دیا ۵۱ھ کے بعد ان کا انتقال ہوا۔

۱۰۔ **حضرت صفیہ رضہ**:۔ یہود بنو قریظہ و بنو نضیر کے سردار حی بن اخطب کی بیٹی تھیں ان کا پہلا نکاح کنانہ بن ابی الحقیق سے ہوا تھا شوہر کے مارے جانے کے بعد یہ غزوۂ خیبر میں گرفتار ہو کر آئیں حضورؐ نے ان کو اپنے لئے پسند کر لیا خیبر ہی میں ان سے حضورؐ کا نکاح ہوا حضورؐ نے مقام صہبا میں ان کا ولیمہ کیا ۵۰ھ میں ان کا انتقال ہوا

۱۱۔ **حضرت زینبؓ**:۔ یہ خزیمہ کی بیٹی تھیں۔ ان کا پہلا نکاح عبیدہ بن حارث بن مطلب بن عبد مناف سے ہوا تھا بعض مورخین کا بیان ہے پہلا نکاح جہم بن عمرو سے ہوا اور دوسرا عبیدہ سے اور تیسرا حضورؐ سے حضورؐ کی یہ بیوی انتہا درجہ کی غریب نواز رحیم اور خدا ترس تھیں اور اسی وجہ سے ان کو ام المساکین کہا جاتا تھا بعض لوگ کہتے ہیں ان کے پہلے شوہر عبد اللہ بن جحش تھے جنہوں نے غزوۂ احد میں شہادت حاصل کی اور اس کے بعد حضور رم نے ان سے نکاح کیا یہ صرف چند ماہ اور بقول بعض ایک سال زندہ رہیں اور وفات پا گئیں جنت البقیع میں مدفون ہیں۔ ۹۳

ان گیارہؓ ازواج مطہرات میں سے چھ قریشی ہیں اور بقیہ عربی اور یہودی ان میں سے دو یعنے حضرت خدیجہ رضہ اور حضرت زینب ہلالیہ رضہ نے حضور رم کی زندگی میں انتقال فرمایا اور نو بیویاں آپ کی وفات کے بعد عرصہ تک زندہ رہیں ان بیویوں کے علاوہ حضرت ماریہ قبطیہ بھی آپکے حرم میں داخل تھیں جن کو نجاشی شاہ حبش نے تحفہ کے طور پر نذر کیا تھا ان کے بطن سے حضورؐ کے صاحبزادے ابراہیمؑ پیدا ہوئے تھے جنہوں نے بچپن ہی میں انتقال کیا۔

معاشرت:۔ حضور رم کی معیشت نہایت سادہ اور پاکیزہ اور معاشرت انتہا درجہ کی اعلیٰ تھی۔ عدل۔ مساوات۔ ایثار اور قناعت آپ کی معاشرت کا خاص عنصر تھا آپ ہر شخص سے خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا محبت کا برتاؤ کرتے تھے اور اس طرح پیش آتے تھے کہ تمام لوگ آپ کو شفیق باپ سے زیادہ مہربان سمجھتے تھے آپ سے جو شخص ملنے آتا جب تک وہ نہ اٹھتا آپ بیٹھے رہتے اور اس کی صحبت اور باتوں سے نہ گھبراتے جو شخص ملتا اس کو پہلے سلام کرتے اور ہر شخص کی عزت کا خیال رکھتے تھے۔

ازواج مطہرات کے ساتھ آپ کا سلوک انتہا درجہ کے عدل اور ایثار پر مبنی تھا تمام بیویوں کی باریاں مقرر تھیں اور آخری عمر تک یہ باریاں مقرر رہیں کبھی ان کے خلاف عمل نہیں کیا۔ ہر بی بی کی دلجوئی آپ اپنا فرض سمجھتے تھے اور ہر بیوی کو خوش رکھنا آپ کے نزدیک ضروری تھا۔

حضورؐ کی زندگی نہایت سادہ تھی دنیا کی لذتوں آسائشوں اور زینتوں کو آپ پسند نہ فرماتے تھے احکام الٰہی کی تبلیغ اور اسلام کی اشاعت آپ کا سب سے بڑا کام اور سب سے اعلیٰ مقصد تھا اپنی بیویوں کو بھی احکام الٰہی کی تعلیم دیتے اور خوف و خشیت الٰہی سے آگاہ فرمایا کرتے تھے۔

حضورؐ کے زہد۔ صبر۔ قناعت۔ رضا۔ توکل۔ کی یہ کیفیت تھی کہ جو کی روٹی تناول فرماتے اور شکم سیر ہو کر نہ کھاتے نرم و گداز بستر پر آرام نہ فرماتے۔ دو دو مہینے تک نظر میسر نہ آتا۔ چولہے میں آگ نہ جلتی اور صرف کھجوروں اور پانی پر گذر ہوتی لیکن آپ کو اس کی ذرا پرواہ نہ ہوتی حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا کہ حضورؐ صبح کو بھوکے اٹھتے اور دن کا زیادہ حصہ خالی پیٹ گذر جاتا اکثر ایسا ہوتا کہ رات کو بھوکے سوتے اور دوپہر سے پہلے کچھ میسر نہ آتا تو روزہ رکھ لیتے میں اس حالت کو دیکھ کر روتی اور کہا کرتی تھی یا رسول اللہ! آپ دنیا کی اتنی چیز تو پسند کر لیجئے کہ آپ کے لئے قوت کا سبب ہو تو حضورؐ اس کے جواب میں فرماتے کہ دنیا سے مجھ کو کیا مطلب میرے دنیا کا کیا کروں گا میرے بھائی اولو العزم رسولوں نے مجھ سے زیادہ سختیاں برداشت کی ہیں مجھ کو شرم آتی ہے کہ ان کی زندگی کے خلاف میں آرام و آسائش کا خواہشمند بنوں۔ اور ان کی سیرت سے جدا ہو جاؤں۔

صفات۔ حضورؐ کی سب سے بڑی صفت یہ ہے کہ دنیا میں آپ جو پیغام الٰہی لے کر آئے تھے اس کو بندگان خدا تک پہونچانے اور مخلوق کو راہ راست دکھانے میں آپ نے کسی اذیت کسی تکلیف اور کسی رکاوٹ کی پرواہ نہ کی عرب کی بہادر اقوام یکسر آپ کی قوم کی دشمن تھی آپ کی نبوت کی نہ صرف منکر تھیں بلکہ نبوت کا مذاق اڑایا کرتی تھیں۔ اور کوئی شخص آپ کی کسی تبلیغی بات پر کان نہ دھرتا تھا باایں ہمہ آپ نے اپنے مقصد کی اشاعت سے ہمت نہ ہاری اور باوجود دشمنوں سے سخت مصائب برداشت کرنے اور منکرین کے طعن و تشنیع کے آپ نے احکام الٰہی کی تبلیغ سے منہ نہ پھیرا یہی وہ استقامت تھی جس نے آخر آپ کو کامیاب بنایا اور دشمنان خدا اور رسول رم کو ان کی کوششوں میں ناکام و نامراد ٹھہرایا۔

اخلاق و عادات۔ حضور رم کے اخلاق نہایت اعلیٰ کامل تھے آپ نے اپنی ساری زندگی میں نہ تو کسی خادم کو مارا نہ کسی کنیز کو پھر آپ کو کسی دوسرے سے اذیت و تکلیف پہونچی تو آپ اس کا انتقام نہ لیتے چنانچہ فتح مکہ کے بعد جب مکہ پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا تھا آپ مشرکین مکہ کو ان سختیوں اور تکلیفوں پر جو انہوں نے آپ کو پہونچائی تھیں۔ سزا دے سکتے تھے لیکن آپ کے دل میں ایک لمحہ کے لئے بھی انتقام کا جذبہ پیدا نہیں ہوا مشرکین کی خطائیں معاف فرما دیں اور ان کافروں کو جو انتقام کے خوف سے مفرور ہو گئے تھے معافی کا اعلان کر کے تازہ زندگی بخشی پھر اسی طرح آپ نے اس یہودی عورت سے جس نے غزوۂ خیبر میں آپ کو زہر ملا کر بکری کا گوشت کھلایا تھا انتقام نہیں لیا اور اس کے جرم کو معاف فرما دیا تھا۔

حضرت انس رضہ حضورؐ کے خادم کا بیان ہے کہ میں نے دس سال تک حضورؐ کی خدمت کی لیکن اس عرصہ میں حضورؐ نے ایک مرتبہ بھی مجھ سے اف نہیں کہا اور نہ کبھی یہ کہا کہ تم نے یہ کام کیوں کیا اور فلاں کام کیوں نہیں کیا۔

جنگ احد میں جب کافروں نے حضور رم کو زخمی کر دیا تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ رم! کافروں کے حق میں بد دعا کیجئے۔ حضور رم نے فرمایا خدا نے مجھ کو بد دعا کرنے کے لئے نہیں بھیجا ہے اور اس کے بعد آپ نے ہاتھ اٹھا کر یہ دعا فرمائی "اے اللہ میری قوم کو ہدایت کر وہ زیادہ ناواقف ہے"

ایک مرتبہ ایک دیہاتی نے حضورؐ کی چادر کو پکڑ کر اس زور سے کھینچا کہ

[illegible] گردن پر پڑ گیا اور آپ اعرابی کے سینہ کی طرف کھینچ چلے گئے اس کے بعد اعرابی نے کہا: "محمد! اس مال میں سے جو خدا نے تم کو دیا ہے مجھ کو بھی کچھ دلاؤ"۔ آپ اس کی بات کو سن کر مسکرائے اور لوگوں سے فرمایا اس کو کچھ دے دو۔

حضورؐ نے ساری عمر میں نہ تو کسی کو برا کہا اور نہ کوئی سخت کلمہ کسی کی نسبت زبان سے نکالا آپ عیب لگانے کو بہت برا سمجھتے تھے آپ کے سامنے کوئی ایسی بات کہی جاتی جو آپ کو پسند نہ ہوتی تو آپ خاموش ہو جاتے اور صحابہ آپ کے چہرے سے آپ کی ناپسندیدگی کو پہچان لیتے۔

آپ اکثر خاموش رہتے اور بلا ضرورت بات نہ کرتے تھے اور جب بات کرتے تو اس طرح ٹھہر ٹھہر کر کہ ہر شخص آپ کے ہر جملہ کو سن لیتا اور سمجھ لیتا تھا۔

آپ لوگوں کے ساتھ تالیف قلب کے ساتھ پیش آتے۔ ہر قوم کے بزرگوں کی تعظیم کرتے اور ہر شخص کے ساتھ اس کے مناسب برتاؤ کرتے تھے۔ ہر شخص کی دعوت قبول فرماتے خواہ وہ غریب و مسکین ہو یا خوش حال۔

آپ نے صحابہ کو حکم دے رکھا تھا کہ وہ تعظیم کے لئے کھڑے نہ ہوا کریں چنانچہ جب آپ تشریف لاتے صحابہ اپنی جگہ بیٹھے رہتے اور آپ جہاں جگہ پاتے وہاں بیٹھ جاتے اور صحابہ سے شیریں الفاظ میں گفتگو فرماتے۔

آپ ہر شخص کی پکار کو سنتے اور فوراً مدد کو پہونچتے بچوں کو گود میں لے کر کھلاتے دوسروں کی بکریوں کا دودھ دوہ دیتے۔ بازار سے لوگوں کے سودے لا دیتے اپنے پھٹے [illegible] اپنے ہاتھوں سے دھو لیتے تھے [illegible] ۔ سفر میں کوئی غلام ہمراہ ہوتا تو اس کو اپنی سواری پر بٹھا لیتے غریبوں کے ساتھ بہترین سلوک کرتے پہلے ان کو کھلاتے پھر خود کھاتے تھے۔

پاکیزگی۔ حضورؐ کو صفائی اور پاکیزگی کا بڑا خیال تھا۔ خوشبو کی چیزوں کو بہت پسند کرتے اور بدبودار چیزوں سے نفرت کرتے تھے آپ صحابہ کو پاک و صاف رہنے کی اکثر ہدایت فرماتے اور پیاز و لہسن وغیرہ کھا کر مسجد میں آنے سے منع فرمایا کرتے تھے حضورؐ اس قدر پاک و صاف رہتے تھے کہ جدھر سے گزرتے تھے وہ راستہ خوشبودار ہو جاتا تھا اور لوگ ادھر سے گزرتے ہوئے یہ معلوم کر لیتے تھے کہ ادھر سے حضورؐ تشریف لے گئے ہیں۔

عرب میں پاک و صاف رہنے کا رواج بہت کم تھا بڑے بڑے لوگ میلے کچیلے رہتے اور پاکیزگی کا خیال نہ رکھتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ حضورؐ کے سامنے ایک شخص میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے آیا آپ نے فرمایا: "تم سے اتنا نہیں ہوتا کہ اپنے کپڑے دھو لیا کرو"۔ ایک شخص کے خراب کپڑوں کو دیکھ کر آپ نے پوچھا "تم صاحب مقدور ہو"؟ اس نے کہا: "ہاں"۔ آپ نے فرمایا: "خدا نے جب تمہیں صاحب مقدور کیا ہے اور اپنی نعمت سے نوازا ہے تو اس نعمت کا اظہار ضروری ہے"۔ ایک شخص کے الجھے اور بکھرے ہوئے بالوں کو دیکھ کر فرمایا: "اس سے اتنا نہیں ہوتا کہ اپنے بالوں کو درست کر لیا کرے"۔ جمعہ کی نماز فرض ہونے کے بعد جب گرمی کے موسم میں لوگ مسجد میں جمع ہوئے اور مسجد کے تنگ ہونے کے سبب لوگوں کو پسینہ آیا تو پسینہ کی بدبو ساری مسجد میں پھیل گئی اس سے آپ کو بڑی تکلیف ہوئی اور آپ نے حکم دیا کہ جمعہ کے دن ضرور نہایا کرو۔

عرب لوگ اگرچہ غرور کا پتلا تھے لیکن نہایت گندے تھے جہاں چاہتے تھوک دیتے اور جہاں چاہتے ناک سنک دیتے یہاں تک کہ مسلمان ہونے کے بعد بھی ان کی یہ گندگی کم نہ ہوئی مسجد میں بھی مسجد کے فرش اور دیواروں پر تھوک دیتے۔ آپ کو تھوک دیکھ کر بڑی [illegible] کو اپنے ہاتھ سے کھرچ کر صاف کر دیتے

تھا اس پر بھی لوگ باز نہ آئے تو آپ نے ایک روز ناخوش ہو کر فرمایا: "کیا تم اس بات کو پسند کرو گے کہ لوگ تمہارے منہ پر تھوک دیں"۔

مسجد نبویؐ کو حضورؐ کے حکم سے ہر وقت پاک و صاف رکھا جاتا تھا اور اس میں روزانہ خوشبوئیں سلگائی جاتی تھیں۔

بردباری اور درگذر۔ حضورؐ کو غصہ بہت کم آتا تھا اور جلد راضی ہو جایا کرتے تھے آپ کی اس صفت سے آپ کی بردباری اور درگزر کی حقیقت بخوبی معلوم ہو سکتی ہے کہ مکے کے کافروں نے ہمیشہ آپ کو ستایا لیکن فتح مکہ کے بعد آپ نے ان سے بدلہ نہ لیا بلکہ معاف فرما دیا۔ مدینہ میں منافق ہمیشہ آپ کو اذیتیں پہونچاتے رہے۔ آپ نے کبھی ان سے انتقام نہیں لیا بلکہ ہمیشہ ان سے سلوک رہے۔

جنگ بدر کے بعد مکہ کا ایک کافر حضورؐ کو قتل کرنے کے ارادے سے مدینہ میں آیا اور جب لوگ اس کو گرفتار کر کے حضورؐ کی خدمت میں لائے تو آپ نے اس کے جرم کو معاف فرما دیا۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر عرب نوجوانوں کی ایک جماعت حضورؐ کو قتل کرنے کے ارادے سے آئی تھی جس کو مسلمانوں نے گرفتار کر لیا تھا جب یہ جماعت حضورؐ کے سامنے حاضر ہوئی تو آپ نے اس کو چھوڑ دیا اور انتقام نہیں لیا۔

مدینہ کے یہود حضورؐ کو ہر وقت پریشان رکھتے تھے لیکن آپ نے ان کی اذیتوں کو برداشت کیا اور تعلقات کو منقطع نہیں کیا آپ ضرورت کے .. وقت یہود سے قرض لے لیا کرتے تھے اور جب وہ قرض وصول کرنے آتے اور سختی سے مطالبہ کرتے تو آپ ان کی سختی پر صبر کرتے اور ان کی درشت کلامی کو معاف فرما دیتے تھے حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ ایک یہودی قرضخواہ اپنا مطالبہ وصول کرنے کے لئے میعاد معین سے تین چار روز پہلے آ گیا اور آپ کی چادر کو پکڑ کر زور سے کھینچا اور کہا: "عبد المطلب کے بیٹے تو ہمیشہ اسی طرح ٹالا کرتا ہے"۔ حضورؐ تو اس کی اس گستاخی پر خاموش رہے لیکن حضرت عمرؓ سے صبر نہ ہو سکا اور انہوں نے یہودی کو سختی سے ڈانٹا حضورؐ نے ان سے فرمایا: "عمرؓ! تمہارا فرض یہ ہے کہ تم اس یہودی کو نرمی سے تقاضہ کرنے کا مشورہ دو اور مجھ سے یہ کہو کہ میں اس کا قرض ادا کر دوں"۔ اس کے بعد حضورؐ نے قرض ادا کرنے کا حکم دیا اور حضرت عمرؓ نے اس کا مطالبہ [illegible]

عبداللہ بن ابی مدینہ کے منافقوں کا سردار تھا اور ہمیشہ حضورؐ کو ستایا کرتا تھا غزوۂ احد میں یہ تین سو آدمیوں کو مسلمانوں کی فوج میں سے بہکا کر واپس لے آیا تھا یہود سے ملا ہوا تھا اور ہر وقت ان کو بھڑکاتا رہتا تھا۔ مکے کے مشرکوں سے بھی ساز باز رکھتا تھا اور اگرچہ حضورؐ کو اس کی ان تمام باتوں کی خبر تھی لیکن آپ نے کبھی اس سے ایک بات بھی نہ کہی بلکہ جب وہ مر گیا تو اس کے کفن کے لئے اپنا کرتہ مرحمت فرمایا اور اس کے جنازہ کی نماز بھی پڑھائی۔

عدل و انصاف۔ دوستوں کے ساتھ عدل و انصاف کرنا کوئی خوبی نہیں ہے بلکہ دوست و دشمن سب کے ساتھ عدل و انصاف کرنا حقیقی عدل و انصاف ہے۔ حضورؐ کا عدل و انصاف سب کے لئے یکساں تھا اور آپ کی نظر میں دوست و دشمن دونوں برابر تھے یہی وجہ تھی کہ یہود باوجودیکہ حضورؐ کے دشمن تھے مگر اپنے معاملات کا فیصلہ آپ ہی سے کراتے تھے۔

ایک دفعہ ایک معزز گھرانے کی ایک عورت نے چوری کی لوگوں نے [illegible] حضورؐ کے پاس سفارش کے لئے بھیجا [illegible]

کی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دوں گا۔"

ایک مرتبہ ایک یہودی حضورؐ کے ایک صحابی کو حضورؐ کے سامنے لایا اور کہا کہ یہ میرا مطالبہ ادا نہیں کرتے ہیں۔ حضورؐ نے ان صحابی سے فرمایا: "اس کا مطالبہ فوراً ادا کر دو۔" ان کے پاس اس وقت تہ بند کے سوا کچھ نہ تھا جو وہ باندھے ہوئے تھا مجبوراً وہی دیا اور اپنے عمامہ سے جسم کو ڈھانکنا پڑا۔

سخاوت۔ حاتم کی سخاوت دنیا میں مشہور ہے لیکن حضورؐ کی سخاوت نے عرب کی سخاوت کو ماند کر دیا تھا ایسا بہت کم ہوا ہے کہ کسی نے آپ سے سوال کیا ہو اور آپ نے اس کے سوال کو رد کر دیا ہو اگر کسی وقت ایسا اتفاق پیش آتا آپ کے پاس سائل کے سوال کو پورا کرنے کے لئے کچھ نہ ہوتا تو آپ سائل سے اس طرح عذر فرماتے گویا کوئی شخص معافی چاہتا ہے۔ حضورؐ کے پاس جب کہیں سے مال آتا تو اس وقت تک آپ کو چین سے بیٹھنا گوارا نہ ہوتا جب تک کہ اس کو حاجت مندوں پر تقسیم نہ فرما دیتے۔ چنانچہ منقول ہے کہ ایک مرتبہ کہیں سے غلہ کے چار اونٹ آئے تھے اور اسی وقت غلہ کو تقسیم کر دیا گیا کچھ غلہ بچ رہا تو آپ نے حضرت بلال رضی سے فرمایا: "جب تک یہ سارا غلہ تقسیم نہ ہو جائے گا میں گھر میں نہ جاؤں گا۔" چنانچہ ساری رات آپ مسجد ہی میں رہے صبح کو غلہ تقسیم کر دیا گیا اور حضرت بلال رضی نے عرض کیا: "یا رسول اللہ سارا غلہ تقسیم ہو گیا" آپ خوش خوش گھر تشریف لے گئے۔ ایک دفعہ جنگل میں حضورؐ کی بکریوں کا ریوڑ چر رہا تھا کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر آپ سے چند بکریاں مانگیں آپ نے سارا ریوڑ اس کو دے دیا۔ حضورؐ نے عام اعلان کر دیا تھا کہ جو شخص مسلمان قرضدار مرے اس کا قرض میں ادا کروں گا اور جو کچھ وہ چھوڑ جائے وہ اس کے وارثوں کا حق ہے۔ ایک مرتبہ حضورؐ نے حضرت ابوذرؓ سے فرمایا: "اگر احد پہاڑ سونے کا بن جائے تب بھی میں اس بات کو پسند نہ کروں گا کہ تین دن کے بعد اس میں سے کچھ میرے پاس باقی رہ جائے۔" حضورؐ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ "دینے والا تو خدا ہے میں تو صرف تقسیم کرنے والا اور خزانچی ہوں" حضورؐ نے غزوۂ حنین میں ایک دیہاتی کو سو سو اونٹ اور ہزار ہزار بکریاں عطا فرمائیں صفوان بن امیہ کو اس قدر اونٹ اور بکریاں دیں کہ ایک جنگل بھر گیا ابو سفیان نے سوال کیا تو چالیس اوقیہ چاندی اور سو اونٹ اس کو دئے اس نے اپنے دونوں بیٹوں کے لئے مانگا تو اتنا ہی ان کو بھی دیا۔

مساوات۔ مساوات کا برتاؤ ایک ایسا شریفانہ برتاؤ ہے جس سے سرکش اقوام بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتیں حضورؐ کی یہی صفت مساوات تھی جس نے آقا اور غلام کو ایک درجہ پر پہونچا دیا تھا۔ اور آقا اور غلام کا مرتبہ یکساں سمجھا جاتا تھا۔ قریش عرب کے دوسرے قبائل پر اپنے آپ کو ممتاز خیال کرتے تھے اور واقعہ یہ ہے کہ عرب قبائل میں قریش کا درجہ سب سے اونچا تھا لیکن حضورؐ نے دینی مساوات میں اس فخر و غرور اور امتیاز کا خاتمہ کر دیا اور تمام اقوام کو یکساں قرار دیا یہاں تک کہ غلام کو بھی وہی درجہ دیا جو آزاد کو حاصل تھا۔

مورخین کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر رضی کی زبان سے حضرت بلال رضی (غلام) اور حضرت سلمان فارسی (غیر قریش) کی شان میں ناشائستہ الفاظ نکل گئے حضورؐ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے حضرت ابوبکر رضی سے دریافت کیا: "تم نے ان لوگوں کو ناراض تو نہیں کیا؟ اگر ان کو تم نے ناراض کیا تو خدا کو ناراض کیا" یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی دوڑے ہوئے گئے اور بلال رضی و سلمان رضی سے معافی چاہی۔

متحد ہو کر کھانا پکا رہے تھے ہر ایک کو ایک کام سپرد کیا گیا تھا حضورؐ نے لکڑیاں فراہم کرنے کی خدمت اپنے ذمہ لی صحابہؓ نے عرض کیا حضورؐ تشریف رکھیں ہم سب کام کر لیں گے آپ نے فرمایا: میں اپنے آپ کو تم سے بڑا [illegible] خدا اس بندے کو پسند نہیں کرتا جو اپنے ہمراہیوں سے اپنے آپ کو بڑا بناتا ہے [illegible] گرفتار ہو کر

آئے تو صحابہ نے عرض کیا: "ان کو بغیر فدیہ کے رہا کر دیا جائے۔" حضورؐ نے فرمایا: "ان کا ایک درہم بھی معاف نہیں کیا جائے گا۔"

جنگ خندق میں جب خندق کھودنے کا کام جاری تھا تو حضورؐ بھی صحابہ کے ساتھ خندق کھود رہے تھے اور مٹی اٹھا اٹھا کر باہر لا رہے تھے اور خانہ کعبہ کی تعمیر کے وقت بھی آپ مزدوروں کی طرح پتھر اٹھا اٹھا کر لا رہے تھے۔

رحمت و شفقت۔ خداوند تعالیٰ نے حضورؐ کی نسبت اپنے کلام پاک میں رحمۃ للعالمین اور رؤف الرحیم کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں جن سے آپ کی رحمت و شفقت یا ہمدردی و رحم دلی پر کافی روشنی پڑتی ہے اور اس سے زیادہ آپ کی رحم دلی کی اور کوئی مضبوط شہادت نہیں ہو سکتی لیکن بصیرت کے لئے ہم یہاں چند واقعات بھی پیش ناظرین کرتے ہیں۔

۱۔ جنگ بدر میں حضورؐ کے چچا حضرت عباس گرفتار ہو کر آئے تو لوگوں نے ان کے ہاتھ پاؤں اس قدر جکڑ کر باندھے کہ وہ تکلیف سے کراہنے لگے حضورؐ کے کان میں ان کے کراہنے کی آواز پہونچی تو آپ کی نیند اڑ گئی اور ادھر ادھر بے چینی سے کروٹیں بدلتے رہے لوگوں کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے حضرت عباس کے بند ڈھیلے کر دئے اور جب ان کا کراہنا بند ہو گیا تو آپ آرام سے سوئے۔

۲۔ ایک حبشی غلام مسجد نبوی میں جھاڑو دیا کرتا تھا وہ مر گیا تو کسی نے آپ کو اطلاع نہ دی اور دفن کر دیا۔ حضورؐ نے اس کو نہ پا کر پوچھا: "فلاں غلام کہاں گیا؟" لوگوں نے عرض کیا: "یا رسول اللہ وہ تو مر گیا۔" آپ نے فرمایا: "مجھ کو خبر کیوں نہیں دی؟" اور اس کے بعد آپ نے اس کی قبر پر جا کر نماز جنازہ پڑھی۔

۳۔ ایک مرتبہ حضورؐ ایک صحابی کی عیادت کو تشریف لے گئے اور ان کی تکلیف کو دیکھ کر بے اختیار آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے صحابہ بھی آپ کو روتا دیکھ کر رونے لگے (۴) ایک مرتبہ ایک اعرابی نے حضورؐ کے سامنے اس طرح دعا مانگی: "یا اللہ مجھ پر اور محمدؐ پر رحمت بھیج اور کسی دوسرے کو اس رحمت میں شریک نہ کر۔" حضورؐ نے اس دعا کو پسند نہیں فرمایا۔

۵۔ آپ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی کے بچہ کا آخری وقت آیا اور وہ دم توڑنے لگا تو اس کو دیکھ کر بے اختیار آپ کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے صحابہ نے عرض کیا: "یا رسول اللہ یہ کیا؟" آپ نے فرمایا: "خدا انہیں بندوں پر رحم کرتا ہے جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں۔"

۶۔ حضورؐ نے ایک دفعہ مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: "ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو آپس میں بھائیوں کی طرح رہو تم مسلمان اس وقت بنو گے جبکہ دوسروں کے لئے بھی تم اس بات کو پسند کرو جس کو اپنے لئے پسند کرتے ہو۔"

ادب و تواضع۔ حضورؐ کا ادب اور تواضع مشہور ہے آپ کا اٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا رہنا سہنا تمام باتوں میں سلیقہ اور ادب پایا جاتا تھا حضورؐ مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو پاؤں پھیلا کر کبھی نہ بیٹھتے راستہ میں کوئی مل جاتا خواہ چھوٹا ہو یا بڑا پہلے سلام کرتے اور مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے کوئی شخص بات کرتا ہوتا تو اس کی بات نہ کاٹتے اور جب تک پوری سرگزشت نہ سن لیتے جواب میں سبقت نہ کرتے۔

حضورؐ کی ایک اونٹنی عضباء نام تھی جس کے آگے کوئی اونٹ نہ نکل سکتا تھا ایک مرتبہ ایک دیہاتی آیا اس کا اونٹ عضباء سے آگے نکل گیا مسلمانوں کو یہ ناگوار گزرا حضورؐ نے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا: "دنیا میں خدا کا طریقہ یہی ہے کہ جو بلند کرتا ہے اس کو نیچا کر کے بھی دکھا دیتا ہے۔" ایک مرتبہ ایک شخص حضورؐ [illegible]

بہت مختصر فہرست مضامین اُردو ترجمہ مشکوٰۃ شریف ہر دو جلد کامل

جلد اوّل
مقدمہ
کتاب الایمان

بڑے گناہ اور نفاق کی علامات

وسوسہ کا بیان

تقدیر پر ایمان رکھنے کا بیان

عذاب قبر کا ثبوت

کتاب الاعتصام
سنت رسول اللہ پر اعتماد

کتاب العلم

۱۳۳

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ

(مومنو! اللہ کا حکم مانو۔ اور رسول کا حکم مانو۔ اور جو لوگ تم میں سے صاحب اختیار ہیں اُن کا حکم مانو)

فرامین نبوی ﷺ

جامع

جناب مولانا محمد ادریس صاحب طوروی ایم اے پروفیسر اسلامیہ کالج امرتسر

پبلشر

سید عزیز حسن بقائی ایڈیٹر پیشوا جامع مسجد دہلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فرامین نبوی

(محترم [illegible] محمد ادریس صاحب فاروقی ایم اے پروفیسر اسلامیہ کالج (امرتسر))

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ آپ نے اسلام کو کل دنیا کا مذہب و عقیدہ قرار دیا ہے۔ اور اسی لئے آپ نے پہلے دن سے اپنی تبلیغ کا دائرہ اس قدر وسیع رکھا تھا۔ کہ اگر آپ پر اشراف قریش یا عرب صحرائی بدوؤں کا ایمان لا سکتی تھی۔ تو بلال حبشی، صہیب رومی اور سلمان فارسی کی قومیں بھی آپ کی براہ راست مخاطب تھیں۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے۔

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً — ہم نے تجھے تمام انسانوں کے لئے بشیر
لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا — اور نذیر بنا کر بھیجا ہے۔

لیکن نبوت کے ابتدائی زمانہ میں آپ کو قریش مکہ اور یہود مدینہ کی لڑائیوں اور خفیہ ریشہ دوانیوں کی وجہ سے اتنی فرصت نہیں ملی۔ کہ کلمۃ الحق کا اعلان تمام دنیا کے سلاطین کے سامنے کریں۔ اور اقوام عالم کو سچائی اور راستبازی قبول کر لینے کی دعوت دیں۔

۱۰۴ جب حدیبیہ کے مقام پر قریش سے معاہدہ ہو چکا۔ اور ایک خاص مدت کے لئے ان کی طرف سے اطمینان نصیب ہوا۔ تو آپ نے ضروری سمجھا کہ اسلام کا پیغام تمام دنیا کے کانوں تک پہنچا دیں۔ اس بنا پر آپ نے محرم ۷ھ میں شاہانِ عالم اور رؤسا قبائل کے نام دعوتِ اسلام کے خطوط روانہ فرمائے۔ سفیر مقرر کرتے وقت بڑی حد تک اس بات کا خیال رکھا گیا کہ جو شخص جس ملک میں بھیجا جائے۔ وہ وہاں کی بولی جانتا ہو۔ تاکہ تبلیغ اسلام کی راہ میں اسکو کوئی رکاوٹ پیش نہ آئے۔

(مہر نبوت)، اب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہر نہیں بنوائی تھی۔ جب آپ نے سلاطین کو خطوط بھیجنے کا ارادہ کیا۔ تو لوگوں نے عرض کیا کہ سلاطین مہر کے بغیر کسی تحریر کو معتبر نہیں سمجھتے۔ اس واسطے آپ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی۔ جس میں تین سطروں میں اس طرح پر یہ عبارت کندہ تھی۔

اللہ
رسول
محمد

یہ انگوٹھی آپ کے بعد استحقاقِ خلافت کی بنا پر حضرت ابوبکرؓ پھر حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے قبضہ میں آئی۔ اور ان سے مدینے کے ایک کنوئیں میں گر گئی ہر چند ڈھونڈی گئی لیکن نہیں ملی۔ لوگوں کا خیال ہے۔ کہ اسی دن سے حضرت عثمانؓ کے برخلاف عبداللہ بن سبا نے پروپیگنڈا شروع کیا۔ جو انکی شہادت پر منتج ہوا۔ اور اس کے بعد سے مسلمانوں میں جو پھوٹ پڑ گئی۔ تو اس نے اسلام کا شیرازہ ایسا بکھیر دیا۔ کہ اب مسلمانوں کو تہتر فرقوں میں محصور رکھنا مشکل ہو گیا۔

سفیر کا نام	جس کے نام خط لیکر گیا
(۱) حضرت عمرو بن امیہ ضمریؓ	اصحمہ بن ابجر نجاشی بادشاہ حبش
(۲) حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمیؓ	خسرو پرویز شہنشاہ ایران
(۳) حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ	جریج بن مینا المقوقس شاہ مصر
(۴) حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبیؓ	ہرقل۔ قیصر روم
(۵) حضرت شجاع بن وہب اسدیؓ	حارث بن ابی شمر غسانی والی حدود شام
(۶) حضرت سلیط بن عمروؓ	ہوذہ بن علی حنفی والی یمامہ
(۷) حضرت علاء بن حضرمیؓ	منذر بن ساوی والی بحرین
(۸) حضرت عمرو بن العاصؓ	جیفر شاہ عمان

ان میں سے پہلے چھ حضرات محرم ۷ھ کی کسی ایک تاریخ کو بیک وقت روانہ کئے گئے تھے۔ اور باقی دو حضرات ان سے کافی عرصہ بعد اس خدمت پر مامور ہوئے تھے۔

(۱) فرمان نبوی بنام نجاشی بادشاہ حبش

اصحمہ بن ابجر نجاشی والی حبش کے نام حضرت عمرو بن امیہ ضمری جو فرمان لے گئے تھے۔ اس کے الفاظ یہ تھے:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	میں نام کرنے والے مہربان خدا کے نام سے شروع
مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اِلَى النَّجَاشِيِّ	کرتا ہوں۔ یہ خط اللہ کے رسول محمد (صلی اللہ
مَلِكِ الْحَبَشَةِ۔ اَسْلِمْ اَنْتَ	علیہ وسلم) کی طرف سے حبش کے بادشاہ نجاشی
فَاِنِّیْ اَحْمَدُ اِلَيْكَ اللّٰهَ	کے نام ہے۔ تم ایمان لے آؤ میں پہلے اللہ
الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِكُ	کی تعریف کرتا ہوں، جس کے سوا کوئی معبود نہیں
الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ	وہ بادشاہ ہے۔ پاک ہے۔ سلامتی اور ایمان
الْمُهَيْمِنُ وَاَشْهَدُ اَنَّ عِيْسَى	بخشنے والا اور نگہبان ہے۔ اور گواہی دیتا
ابْنَ مَرْيَمَ رُوْحُ اللّٰهِ وَ	ہوں کہ مریم کے بیٹے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام)
كَلِمَتُهٗ۔ اَلْقَاهَا اِلٰى مَرْيَمَ	روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں۔ جو گوشہ نشین
الْبَتُوْلِ الطَّيِّبَةِ الْحَصِيْنَةِ	پاک دامن عفیفہ مریم کی طرف بھیجا گیا جس سے
فَحَمَلَتْ بِعِيْسٰى فَخَلَقَهُ اللّٰهُ	انہیں حضرت عیسیٰ کا حمل ٹھہر گیا۔ خدا نے
مِنْ رُّوْحِهٖ وَنَفْخِهٖ كَمَا	انکو اپنی روح اور پھونک سے اسطرح پیدا کیا

خلق آدم بیدہٖ۔ وانی ادعوک الی اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ۔ والموالاۃ علی طاعتہٖ۔ وان تتبعنی وتؤمن بما جاءنی۔ فانی رسول اللہ وانی ادعوک وجنودک الی اللہ عز وجل وقد بلغت ونصحت فاقبلوا نصیحتی والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔

(زاد المعاد صفحہ ۲۵ مطبوعہ مصر ۱۳۲۴ھ)

جیسا کہ آدم کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا تھا، میں تجھے ایک خدا پر ایمان لانے اور ہمیشہ اسکی اطاعت کرتے رہنے کی دعوت دیتا ہوں۔ میں تجھے دعوت دیتا ہوں۔ کہ میری پیروی اختیار کرو اور میری تعلیم کا سچے دل سے اقرار کرو۔ کیونکہ میں خدا کا رسول ہوں۔ میں تجھے اور تیرے لشکر کو خدائے عز وجل کی طرف بلاتا ہوں۔ میں نے تبلیغ اور نصیحت میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی پس تم سب میری نصیحت کو قبول کرو۔

حبشہ پہونچکر حضرت عمرو بن امیہ ضمری نے نامۂ مبارک نجاشی کے حوالہ کیا اور ساتھ ساتھ ایک مختصری تقریر کی جس میں آپ نے فرمایا۔ اے اصحمہ آپ ہمارے قدر کی مہربان ہیں۔ ہم آپ پر پوری طرح اعتماد رکھتے ہیں۔ کیونکہ آپنے ہمیشہ ہمارے ساتھ احسان کیا ہے۔ اور ہمیں ہر تکلیف سے بچایا ہے اس معاملہ میں انجیل بہترین گواہ اور منصف حاکم ہے۔ جو ہمارا آپ کا فیصلہ کر دیگا۔ ورنہ نبی کریم کے بارے میں آپ کی وہ حالت ہوگی۔ جو حضرت عیسیٰ کے بارے میں یہودیوں کی تھی۔ آنحضرت نے اس وقت متعدد سلاطین کو دعوت نامے بھیجے ہیں۔ لیکن ان کی توقعات زیادہ تر آپ سے وابستہ ہیں۔

نامۂ مبارک پڑھکر نجاشی مسلمان ہو گیا۔ اور حسب ذیل جواب لکھکر سفیر کے حوالہ کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الیٰ محمد رسول اللہ من النجاشی اصحمۃ سلام علیک یا نبی اللہ من اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اللہ الذی لا الٰہ الا ھو۔ اما بعد! فقد بلغنی کتابک یا رسول اللہ فما ذکرت من امر عیسیٰ فورب السماء والارض ان عیسیٰ لا یزید علی ما ذکرت ثفروقا۔ انہ کما ذکرت۔ وقد عرفنا ما بعثت بہ الینا۔ وقد عرفنا ابن عمک۔ واصحابک

میں رحم کرنیوالے مہربان خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ یہ خط محمد رسول اللہ کے نام اصحمہ نجاشی کی طرف سے ہے اے اللہ کے رسول۔ آپ پر اللہ کی سلامتی رحمت اور برکتیں نازل ہوں۔ وہ خدا جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کے بعد۔ اے اللہ کے رسول۔ آپ کا خط مجھے ملا۔ حضرت عیسیٰ کے متعلق جو کچھ آپنے فرمایا ہے زمین آسمان کو پیدا کرنیوالے خدا کی قسم۔ کہ حضرت عیسیٰ اس سے ذرہ بھر بھی بڑھکر نہیں انکی حیثیت اتنی ہے۔ جو آپنے بیان فرمائی ہے۔ آپکی تعلیم ہم نے سیکھ لی ہے۔ اور آپکے چچا زاد بھائی (جعفر بن ابی طالب) کو

فاشھد انک رسول اللہ صادقا مصدقا۔ وقد بایعتک وبایعت ابن عمک واسلمت علی یدیہ للہ رب العالمین

(زاد ج ۳ صفحہ ۶)

دوسرے مسلمان میرے پاس ہیں، میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ آپ اللہ کے رسول ہیں صادق، اور صادقوں کی تصدیق ظاہر کرنے والے آپ ہیں میں اس خط کے ذریعہ آپ سے بیعت کرتا ہوں۔ اور (اشاعت) آپکے چچا زاد بھائی کے ہاتھ پر بیعت کر چکا ہوں۔ اور اس کے ہاتھ پر ایمان لا چکا ہوں۔

۹ھ میں نجاشی کا انتقال ہو چکا تو آنحضرت کو وحی کے ذریعہ معلوم ہوا۔ تو آپ نے اسی دن مدینہ منورہ میں اسکی غائبانہ نماز جنازہ ادا فرمائی۔ عام طور پر گمان کیا جاتا ہے۔ کہ یہی وہ نجاشی تھا۔ جس کے پاس عمرو بن امیہ سفیر بن کر گئے تھے اور اسی نے حضرت جعفرؓ اور ان کے رفقاء کی خاطر مدارت کی تھی۔ لیکن احادیث صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس کی نماز جنازہ پڑھی گئی تھی۔ یہ وہ نجاشی نہ تھا۔ جس کے پاس نامۂ مبارک بھیجا گیا تھا۔ بلکہ کوئی اور تھا۔ دیکھو صحیح مسلم ج ۲ صفحہ ۹۹

(۲) فرمان بنام کسریٰ والی ایران

خسرو پرویز کسریٰ ایران مشرقی دنیا کا سب سے بڑا بادشاہ تھا۔ زردشتی مذہب کا پیرو تھا۔ اس کی حدود سلطنت تمام ایران اور عراق پر پھیلا ہوا تھا۔ جزیرۂ عرب کو وہ اپنی وسیع سلطنت کا جزو سمجھتا تھا۔ اور اس کے ذہن میں عرب شخصیتوں کی صرف اتنی وقعت تھی جتنی ایک شہنشاہ کے دل میں غلام قوم کے کسی فرد کی ہو سکتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی اس کے پاس نامۂ مبارک لیکر گئے جس کے ۱۰۵

الفاظ یہ ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ من محمد رسول اللہ الیٰ کسریٰ عظیم فارس۔ سلام علی من اتبع الھدیٰ۔ وآمن باللہ ورسولہٖ۔ واشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ وان محمدا عبدہٗ ورسولہٗ ادعوک بدعایۃ اللہ فانی انا رسول اللہ الی الناس کافۃ لینذر من کان حیا ویحق القول علی الکافرین۔ اسلم تسلم۔ فان ابیت فعلیک اثم المجوس

(زاد ج ۳ صفحہ ۹۹)

میں رحم کرنیوالے مہربان خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ یہ خط اللہ کے رسول محمدؐ کی طرف سے فارس کے بہت بڑے کسریٰ کے نام ہے جو سیدھی راہ پر چلتے ہیں خدا اور رسول پر ایمان لاتے ہیں۔ انپر سلامتی ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اسکا بندہ اور رسول ہے۔ میں تجھے پیغام خداوندی کی دعوت دیتا ہوں۔ کیونکہ میں خدا کا رسول ہوں۔ تمام دنیا کیلئے بھیجا گیا ہوں تاکہ جو کوئی زندہ ہے اسکو عذاب الٰہی سے ڈراؤں۔ اور جو منکر ہیں۔ انپر خدا کا قول پورا ہو جائے۔ مسلمان ہو جاؤ۔ سلامت رہوگے۔ ورنہ تمام مجوسیوں کا گناہ تیرے ذمے ہوگا۔

ایران میں دستور تھا۔ کہ خط میں مکتوب الیہ کا نام پہلے اور کاتب کا آخر میں لکھا کرتے تھے۔ جیسے ہندوستان میں عام طور پر مروج ہے۔ آنحضرتؐ کے نامۂ مبارک میں سب سے پہلے خدا کا نام، پھر عرب کے دستور کے مطابق رسول اللہؐ کا اسم گرامی تھا۔ اس بنا پر خسرو پرویز نے غصہ ہو کر نامۂ مبارک کو چاک کر ڈالا۔ اور کہا۔ میری رعایا کا ایک ادنیٰ شخص مجھے یوں خط لکھتا ہے کہ اپنا نام میرے نام سے پہلے تحریر کرتا ہے!!

حضرت عبداللہ بن حذافہ نے واپس آ کر شہنشاہ کونین کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ کسریٰ ایران نے آپ کا نامہ چاک کر ڈالا اور اس سامان رشد و ہدایت سے مستفید نہ ہو سکا۔ آپ نے فرمایا۔

یُمَزَّقُوا كُلَّ مُمَزَّقٍ خدا ان کی حکومت کے پرزے اڑائے

(رحمۃ للعالمین کے ان الفاظ کا نتیجہ کیا نکلا؟ اس کے لئے تاریخ کے اوراق کا مطالعہ کیجئے۔ آپ یہ دیکھ کر حیران ہو جائیں گے۔ کہ اس واقعہ کے تھوڑے عرصہ بعد جب ایرانیوں اور مسلمانوں کی لڑائیاں چھڑ گئیں۔ تو خداوند تعالیٰ نے ان کے دلوں میں مسلمانوں کا کچھ ایسا رعب بٹھا دیا۔ کہ وہ کوئی نمایاں تاریخی مقابلہ نہ کر سکے۔ اور اپنا تمام ملک و دولت مسلمانوں پر قربان کرنے پر مجبور ہو گئے۔

خسرو نے نامۂ مبارک کو چاک کرنے پر ہی اکتفا نہیں کی۔ بلکہ یمن کے گورنر باذان کو لکھوا بھیجا۔ کہ اس مدعی نبوت کو گرفتار کر کے دارالسلطنت مدائن میں بھیجدو۔ باذان نے آپ کی گرفتاری کے لئے ایک سردار اور ایک سپاہی دو آدمیوں کو

۱۰۸ مدینہ منورہ روانہ کیا۔ جب یہ لوگ طائف پہنچے۔ تو وہاں کے باشندوں نے بڑی خوشی منائی کہ اب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ضرور خاتمہ ہو جائیگا۔ کیونکہ شہنشاہ ایران اس کا دشمن ہو چکا ہے۔

جب یہ سپاہی مدینہ منورہ پہنچے۔ تو انہوں نے بارگاہ رسالت میں آ کر عرض کیا۔ کہ شہنشاہ ایران نے آپ کو بلایا ہے۔ اگر تعمیل حکم نہ کرو گے۔ تو وہ تم کو اور تمہارے ملک کو برباد کر دیگا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ آج ذرا دم لے لو۔ کل کو دیکھا جائیگا۔ دوسرے دن جب وہ لوگ آئے۔ تو آپ نے فرمایا۔ آج رات تمہارے بادشاہ کو خدا نے ہلاک کر ڈالا۔ اس لئے تم واپس چلے جاؤ۔ اور اس بات کی تصدیق کرو۔ یہ لوگ یمن واپس پہنچے۔ تو خبر آ چکی تھی۔ کہ خسرو مارا جا چکا ہے۔ اب اس کا بیٹا شیرویہ سریر آرائے سلطنت ہے۔ اس نے اس کے احکام کی تعمیل کیجائے۔

بعض روایتوں میں آتا ہے۔ کہ جس وقت باذان کے بھیجے ہوئے سپاہی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تھے۔ تو ہیبت اور رعب سے اس کے مونڈھے کانپ رہے تھے۔ اور آپ نے ان کو پندرہ دن تک مدینہ میں ٹھہرا کر رخصت کیا تھا بہر حال اس پر سب متفق ہیں۔ کہ آپ نے ان کو قتل کسریٰ کی خبر اسی صبح کو دی تھی جس رات کو وہ اپنے بیٹے شیرویہ کے ہاتھ سے اپنی خوابگاہ میں مارا گیا تھا تفصیل کے لئے دیکھو خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۹ بعد

یہ پیشگوئی ایسی نہ تھی جس سے ایک ذی عقل و ہوش آدمی متاثر نہ ہوتا چنانچہ باذان اپنے ماتحتوں سمیت مسلمان ہو گیا۔

(۴) فرمان بنام قیصر والی روم

قیصر روم۔ ہرقل قسطنطنیہ کا نامور تاجدار اور عیسائی المذہب تھا، جن دنوں آپ نے اُن کے نام فرمان بھیجا تھا۔ وہ ایرانیوں پر ایک زبردست فتح حاصل کر چکا تھا۔ جس کا شکرانہ ادا کرنے کے لئے حمص سے پیدل چل کر بیت المقدس کی زیارت کیلئے آیا تھا۔ مگر اس سادگی سے نہیں، جیسے زمانہ مابعد میں فاروق اعظم۔ حضرت عمرؓ نے اس مقدس سفر کو طے کیا تھا۔ بلکہ آیا تھا۔ تو اس شان سے کہ حمص سے لیکر بیت المقدس تک زمین پر فرش اور فرش پر پھول بچھائے گئے تھے۔

حضرت دحیہ کلبی آپ کا فرمان لے کر بصرای پہنچے۔ جو دمشق کے علاقہ میں ہے۔ وہاں عرب کا غسانی خاندان قیصر کی ماتحتی میں حکومت کرتا تھا ان دنوں حارث غسانی تخت نشین تھا۔ دحیہؓ نے نامۂ مبارک حارث نے حوالہ کیا۔ اس نے قیصر کے پاس بیت المقدس میں بھیجدیا۔ قیصر کو خط ملا۔ تو اس نے حکم دیا۔ کہ اس شہر میں عرب کا کوئی شخص موجود ہو۔ تو تحقیقات کیلئے پیش کیا جائے۔

اتفاق سے ان دنوں ابوسفیان دیگر تجار عرب کے ساتھ غزہ میں مقیم تھا قیصر کے آدمی انھیں بیت المقدس لے آئے۔ اور دربار میں پیش کیا۔ قیصر نے ان سے پوچھا۔ تم میں اس مدعی نبوت کا کوئی قریبی رشتہ دار ہے؟ ابوسفیان نے کہا۔ میں اس کا رشتہ دار ہوں۔ قیصر نے ان کو دوسرے ساتھیوں سے آگے کھڑا کرایا۔ اور کہا۔ کہ میں ان سے چند سوالات کرونگا۔ اگر یہ جواب دینے میں غلط بیانی کرے۔ تو مجھے بتا دینا۔ ابوسفیان ان دنوں اسلام اور داعی اسلام کا جانی دشمن تھا ان کا بیان ہے۔ کہ اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ میرے ہمراہی مجھے تمام عرب میں جھوٹا مشہور کر دینگے۔ تو میں بہت کچھ کرتا۔ مگر اس وقت مجھے سچ سچ بتانا پڑا۔

پھر ابوسفیان اور قیصر میں حسب ذیل سوال جواب ہوئے۔

قیصر۔ اس شخص (نبی کریمؐ) کا نسب اور خاندان کیسا ہے؟

ابوسفیان۔ وہ ہم میں سے شریف خاندان کا آدمی ہے۔

قیصر۔ اس خاندان میں ان سے پہلے بھی کسی نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا تھا

ابوسفیان۔ نہیں۔

قیصر۔ اس کے باپ داداؤں میں سے کوئی شخص بادشاہ بھی ہوا ہے

ابوسفیان۔ نہیں۔

قیصر۔ اس کے ماننے والے زیادہ تر کون لوگ ہیں۔ غریب۔ یا دولتمند اور ارباب اثر۔

ابوسفیان۔ غریب لوگ ہی زیادہ تر اس کے پیرو بنتے ہیں۔

قیصر۔ اس کے پیرو تعداد میں بڑھ رہے ہیں۔ یا گھٹتے جاتے ہیں؟

ابوسفیان۔ روز بروز بڑھتے جاتے ہیں۔

قیصر۔ کوئی شخص اس کے دین سے بیزار ہو کر پھر بھی جاتا ہے۔ یا نہیں

ابوسفیان۔ نہیں۔

قیصر۔ کیا اس دعوے سے پہلے یہ شخص کبھی جھوٹ بولتا تھا؟

ابوسفیان۔ نہیں۔

قیصر۔ کبھی عہد و پیمان کو توڑ بھی دیتا ہے۔

ابوسفیان۔ اب تک تو ایسا نہیں ہوا۔ لیکن ابھی ابھی ان سے ہمارا معاہدہ ہو چکا ہے۔ دیکھیں وہ اس پر قایم رہتا ہے یا نہیں۔

(ابوسفیان کا بیان ہے۔ کہ میں صرف اس جواب میں اتنا فقرہ اپنی طرف سے بڑھا سکا تھا۔ باقی سوالات کے جوابوں میں میں کسی قسم کا دخل نہیں دے سکا تھا۔ بخاری)

قیصر۔ اس سے تمہاری کوئی لڑائی بھی ہوئی ہے؟

ابوسفیان۔ ہاں۔

قیصر۔ اس کا انجام کیا ہوا۔

ابوسفیان۔ کچھ برابر سے ہے۔ کبھی وہ غالب آیا۔ تو کبھی ہم نے فتح پائی۔

قیصر۔ وہ کیا تعلیم دیتا ہے۔

ابوسفیان۔ کہتا ہے۔ کہ ایک خدا کی عبادت کیا کرو۔ شرک سے بچو۔ نماز، سچائی اور پاکدامنی اختیار کرو۔ صلہ رحمی کیا کرو۔

اس سوال و جواب کے بعد قیصر نے مترجم کے ذریعہ کہا۔ کہ تم نے اسکو شریف النسب بتایا۔ پیغمبر ہمیشہ شریف گھرانے کے ہوتے ہیں۔ تم نے بتایا۔ کہ اس کے خاندان میں سے کسی اور نے نبی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ اگر ایسا ہوتا۔ تو میں سمجھتا۔ کہ اس کی تقلید اور ریس کرتا ہے۔ تم نے بیان کیا۔ کہ اس کے خاندان میں کوئی بادشاہ نہیں گذرا ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو میں سمجھ لیتا۔ کہ نبوت کے بہانے باپ دادا کی کھوئی ہوئی سلطنت حاصل کرنا چاہتا ہے تم مانتے ہو۔ کہ اس نے جھوٹ کبھی نہیں بولا۔ تو جو شخص لوگوں سے جھوٹ نہیں بولتا۔ وہ خدا پر جھوٹ کیوں باندھنے لگا۔ تم نے بتایا۔ کہ غریب لوگ اسکے پیروکار ہیں۔ سو ہر نبی کے ماننے والے پہلے غریب اور مسکین لوگ ہی ہوتے ہیں تم نے بیان کیا۔ کہ اس کے پیرو اس کے مذہب سے کبھی نہیں پھرتے۔ سو لذت ایمان کی یہی تاثیر ہے۔ کہ جب دل میں بیٹھ جاتی ہے۔ تو جدا نہیں ہوتی تم کہتے ہو کہ اس کے متبعین روز بروز بڑھ رہے ہیں۔ ایمان کا یہی خاصہ ہے۔ کہ آہستہ آہستہ بڑھتا ہے۔ یہاں تک کہ حد کمال کو پہنچ جاتا ہے۔ تم نے ابھی کہا کہ اس نے کبھی عہد شکنی نہیں کی۔ بیشک انبیاء کرام اپنے وعدہ کے پابند ہوا کرتے ہیں۔ تم نے کہا۔ کہ وہ نیکی اور پرہیزگاری کی تعلیم دیتا ہے۔ اگر تمہاری بیان کردہ باتیں سچی ہیں۔ تو اسکی حکومت اس جگہ تک پہنچ آئیگی۔ جہاں اس وقت میں بیٹھا ہوا ہوں۔

مجھے یہ ضرور خیال تھا۔ کہ ایک نبی کے ظہور کا وقت آگیا ہے۔ لیکن یہ نہ سمجھتا تھا۔ کہ وہ تم میں سے ہوگا اگر میں ان تک پہنچ سکتا۔ تو ان کے پاؤں

دھویا کرتا۔

پھر قیصر نے حکم دیا۔ کہ آنحضرت کا خط پڑھا جائے۔ چنانچہ پڑھا گیا جس کے الفاظ یہ تھے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	میں رحم کرنیوالے مہربان خدا کے نام سے
من محمد رسول اللہ الی	شروع کرتا ہوں۔ یہ خط اللہ کے رسول
ھرقل عظیم الروم سلام	محمدؐ کی طرف سے روم کے بڑے سردار ہرقل
علی من اتبع الھدیٰ۔	کے نام ہے۔ ہدایت کی پیروی کرنے
اما بعد فانی ادعوک	والوں پر سلامتی ہو۔ اس کے بعد
بدعایۃ الاسلام۔ اسلم	میں تجھے اسلام کی دعوت دیتا
تسلم۔ یؤتک اللہ اجرک	ہوں۔ ایمان لاؤ۔ سالم رہوگے
مرتین۔	خدا تجھے دگنا اجر دیگا۔
فان تولیت فان علیک	ورنہ تجھ پر تیری رعایا کا گناہ بھی ہوگا
اثم الاریسیین و یا	اور اے اہل کتاب، اس کلمے کی طرف
اھل الکتاب تعالوا الی	جاری کرو، جو ہم اور تم میں برابر ہے۔
کلمۃ سواء بیننا و بینکم	کہ ایک خدا کی عبادت کریں۔ اور کسی
ان لا نعبد الا اللہ و لا	چیز کو اس کا شریک نہ بنائیں
نشرک بہ شیئا ولا یتخذ	اور خدا کو چھوڑ کر ایک دوسرے کو
بعضنا بعضا اربابا من دون	اپنا رب بنائیں۔ پس اگر انہوں ۱۰۹
اللہ۔ فان تولوا فقولوا اشھدوا	نے منہ موڑا۔ تو (اے مسلمانو) تم
بانا مسلمون۔	کہدو کہ تم لوگ ہمارے اسلام کے
(زاد المعاد ج ۳ ص ۹۴)	گواہ رہو۔

قیصر کے سابق سوال و جواب اور طرز گفتگو سے امراء دربار و رؤسا قبائل اور احبار و رہبان ہو چکے تھے۔ نامہ مبارک کے پڑھے جانے پر اور بھی ناراض ہوئے۔ دربار میں شور مچ گیا۔ یہ حالت دیکھ کر قیصر نے ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کو دربار سے رخصت کیا۔

ابوسفیان کہتا ہے۔ کہ دربار سے باہر نکل کر میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان تو بہت بڑھ گئی۔ دیکھو۔ روم کا بادشاہ اس سے ڈرتا ہے۔ اسی دن سے مجھے یقین ہوگیا۔ کہ آپ ایک دن تمام عرب پر غالب آجائینگے۔ یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مسلمان ہونے کی توفیق بخشی۔

امام بخاری نے اس واقعہ سے متعلق ایک دوسری حدیث روایت کی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ قیصر کو آنحضرتؐ کی بعثت کا علم پہلے سے ہو چکا تھا۔ یہ روایت شام کے لاٹ پادری ابن ناطور کی زبانی ہے۔ وہ کہتا ہے۔ جب ہرقل ایلیا آیا۔ تو ایک دن اسکی طبیعت کچھ خراب تھی۔ کسی نے دریافت کیا۔ حضور۔ خیر تو ہے۔ آج آپ کچھ پریشان معلوم ہوتے ہیں۔ ہرقل نے

جواب دیا کہ میں نے رات نجوم کے حساب سے معلوم کیا ہے۔ کہ ختنہ کرنے والوں کا بادشاہ ہم پر غالب آئیگا سو تم دیکھ لو کہ ختنہ کرنے کا رواج کس قوم میں ہے۔ تاکہ اس کا تدارک کیا جاسکے۔ اس نے کہا۔ ہماری سلطنت میں تو فقط یہودی ختنہ کیا کرتے ہیں۔ سو ان سے ڈرنے کی کوئی بات نہیں، آپ حکم صادر فرمائیں کہ تمام یہودیوں کو قتل کر دیا جائے۔

ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی۔ کہ ہرقل کے سامنے وہ آدمی لایا گیا جسے ملک غسان نے آنحضرت کی بعثت کی خبر دینے کے لئے قیصر کے پاس بھیجا تھا۔ جب قیصر سے اس کی گفتگو ہوئی۔ تو اس نے حکم دیا۔ کہ اس ایلچی کو علیحدہ میں لیجا کر دیکھو کہ ختنہ شدہ ہے یا نہیں۔ دیکھا تو وہ ختنہ شدہ نکلا۔ پھر قیصر نے اس سے دریافت کیا۔ کہا سارے عرب میں ختنہ کرنے کا رواج ہے۔ اس نے کہا۔ ہاں۔ تو قیصر نے کہا بس اسی قوم کی حکومت ہم پر غالب آجائیگی۔

پھر قیصر نے مزید تحقیقات کے لئے ایک نجومی عالم کے پاس رومیہ کو ایک خط لکھا۔ اور خود شام سے حمص چلا گیا۔ یہاں اسکو خط کا جواب ملا کہ وہ نبی یہی شخص ہیں۔ تب ہرقل نے سرداروں کو ایک بڑے ہال میں جمع کیا۔ اور دروازے بند کرا دیئے۔ پھر ان سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔

اے سرداران مملکت روم! اگر تم نجات، ہدایت اور آزادی وطن کے خواہشمند ہو۔ تو اس نبی کی بیعت کر لو۔

110 یہ سُن کر وہ لوگ جنگلی وحشی کی طرح دروازوں کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے مگر وہ سب بند تھے۔ جب قیصر ان کی طرف سے مایوس ہو چکا۔ تو انکو واپس بلا کر کہا۔ مجھے یہ دیکھنا تھا۔ کہ تم اپنے دین پر کتنی مضبوطی سے دائم ہو۔ سو معلوم ہوا۔ کہ تم صحیح معنوں میں عیسائی ہو۔ یہ سُن کر سب قیصر کے سامنے جھک پڑے۔ اور بات آئی گئی ہو گئی۔

اس مقام پر پہنچکر امام بخاری لکھتے ہیں۔ قیصر کا انجام یہ ہوا یعنی اس کے دل میں ایمان کا جو تھوڑا سا نور پیدا ہوا تھا۔ اسے سلطنت کے لالچ نے کفر کی ظلمت سے ڈھانک دیا۔

علامہ حافظ ابن حجر نے اس فرمان نبوی کے متعلق سیف الدین قلم منصوری سے ایک حکایت نقل کی ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ مجھے ملک منصور قلاوون نے حاکم مغرب کے پاس کچھ تحفے تحائف دیکر بھیجا تھا۔ حاکم مغرب نے مجھے شاہ فرنگ کے پاس ایک خاص معاملہ میں سفارش کرنے بھیجا، اس نے میری بڑی آؤ بھگت کی۔ اور کہا۔ تو تمہیں ایک عجیب چیز دکھاتے ہیں۔ چنانچہ اس نے سونے کا ایک جڑاؤ صندوق نکالکر کھولا۔ اور اسمیں سے سونے کا ایک مرصع قلمدان نکالا جسمیں ایک بوسیدہ خط رکھا ہوا تھا، جس کے اکثر حروف مٹ چکے تھے۔ اور ایک ریشمی کپڑا اس خط سے چپک کر رہ گیا تھا۔

اس نے مجھے بتایا۔ کہ یہ وہ خط ہے جو تمہارے پیغمبرؐ نے ہمارے دادا قیصر کے نام بھیجا تھا۔ ہم اسے بڑی حفاظت سے رکھتے ہیں۔ کیونکہ ہمیں باپ دادا نے یہ وصیت کی ہے۔ کہ جب تک یہ خط ہمارے پاس موجود ہوگا۔ ہماری حکومت زائل نہیں ہو سکتی۔ (واللہ اعلم بحقیقۃ الحال)

(۵) فرمان بنام حارث غسانی والیٔ دمشق

حارث بن ابی شمر غسانی دمشق کا رئیس تھا۔ اور قیصر روم کی ماتحتی میں سرحدات شام کے عربی قبائل پر حکومت کرتا تھا۔ حضرت شجاع بن وہب اسدی اس کے پاس نامہ مبارک لے کر گئے جسکی نقل یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم	میں رحم کرنیوالے مہربان خدا کے نام
من محمد رسول اللہ الی	شروع کرتا ہوں یہ خط اللہ کے رسول
الحارث بن ابی شمر سلام	محمدؐ کی طرف سے حارث بن ابی شمر کے
علی من اتبع الھدی	نام ہے۔ ہدایت کو قبول کرنیوالوں کو ماننے
آمن بہ و صدق و انی	اور تصدیق کرنیوالوں پر سلامتی ہو۔
ادعوک الی ان تؤمن	میں تجھے ایک خدا پر ایمان لانے کی دعوت
باللہ وحدہ لا شریک لہ	دیتا ہوں جس سے تمہارا ملک تمہارے
یبقی لک ملکک	قبضہ میں رہ جائیگا۔

(زاد المعاد جلد ۲ صفحہ ۸۵)

حارث نے جب خط کو پڑھا۔ تو بہت غصہ ہوا۔ پہلے تو کہنے لگا۔ کہ میں خود جاکر مدینہ پر حملہ کر دونگا۔ تاکہ اس تحریک کو نیست و نابود کر دوں، لیکن جب کچھ دیر بعد اس نے انجام پر غور کیا تو آنحضرت کے سفیر کو باعزاز و اکرام رخصت کیا۔ مگر اسلام نہ لایا۔ اس کی اسی دھمکی کا نتیجہ تھا۔ کہ مسلمان ہمیشہ اس کی طرف سے غیر مطمئن سے رہنے لگے۔ اور بالآخر غزوۂ موتہ اور غزوۂ تبوک وغیرہ کے واقعات پیش آئے۔

(۶) فرمان بنام مقوقس والیٔ مصر

جریج بن مینی، مقوقس، مصر کا بادشاہ تھا۔ عیسائی مذہب رکھتا تھا ان کے پاس حضرت حاطب بن ابی بلتعہ فرمان نبوی لیکر گئے۔ خط کا مضمون یہ تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم	میں رحم کرنیوالے مہربان خدا کے نام سے
من محمد عبد اللہ و رسولہ	شروع کرتا ہوں۔ یہ خط اللہ کے بندے اور
الی المقوقس عظیم القبط۔	رسول محمدؐ کی طرف سے قبطیوں کے
سلام علی من اتبع الھدی	سردار مقوقس کے نام ہے، ہدایت کی پیروی
اما بعد فانی ادعوک بدعایۃ	کرنیوالوں پر سلامتی ہو۔ اما بعد میں تجھے
الاسلام اسلم تسلم یؤتک	اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ ایمان لاؤ
اللہ اجرک مرتین فان تولیت	سالم رہوگے۔ خدا تجھے دگنا اجر دیگا اور
فانما علیک اثم اھل القبط	اگر تو نے نہ مانا تو قبطیوں کے مسلمان نہ ہونیکا
و یا اھل الکتاب تعالوا	گناہ بھی تیری گردن پر رہیگا۔ اور اے

الی کلمة سواء بیننا و بینکم ان	اہل کتاب، جلدی کرو۔ اس بات کی طرف
لا نعبد الا اللہ و لا نشرک	جو ہم میں اور تم میں برابر ہے۔ کہ صرف ایک
به شیئا و لا یتخذ بعضنا بعضا	خدا کی عبادت کریں۔ اور کسی چیز کو اس کا
اربابا من دون اللہ فان تولوا	شریک نہ بنائیں۔ اور خدا کو چھوڑ کر ایک
فقولوا اشهدوا بانا مسلمون	دوسرے کو رب نہ بنائیں۔ لیکن اگر وہ اس سے
زاد ج ۳ ص ۶۰	منہ موڑ لیں تو کہدو کہ گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں

حضرت حاطبؓ نے مقوقس کو خط دیا۔ اور زبانی طور پر بدیں الفاظ اسکو اسلام کی دعوت دی۔

"اے بادشاہ۔ آپ سے پہلے اس ملک میں ایک بادشاہ ہوگزرا ہے۔ جو کہا کرتا تھا کہ میں تمہارا خدا ہوں۔ خدا نے اسکو دنیا و آخرت میں رسوا کردیا جب خدا کا غضب جوش میں آیا۔ تو اسکی حکومت، شوکت، عزت غرض کچھ بھی نہ رہا۔ اس لئے عرض ہے۔ کہ آپ دوسروں کو دیکھ کر عبرت حاصل کریں۔ ایسا نہ ہو کہ دوسرے لوگ آپ سے عبرت حاصل کرنے لگیں۔"

اس کے جواب میں مقوقس نے کہا۔

ہم ایک مذہب (عیسائیت) کے پابند ہیں۔ جب تک اس سے اچھا دین نہ ملے گا۔ ہم اسے ہرگز نہیں چھوڑ سکتے۔

حضرت حاطب نے فرمایا۔

تب ہی تو میں آپ کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ جو تمام ادیان سے کامل و مکمل ہے۔ پیغمبر اسلام نے اسلام کی دعوت سب کو دی ہے۔ مگر قریش نے اسکی مخالفت کی ہے۔ اور یہود بھی آپ کے دشمن ہو چکے ہیں۔ البتہ نصاریٰ نے ابتک محبت و مودت کا جذبہ نسبتاً زیادہ ظاہر کیا ہے۔ خدا کی قسم جس طرح حضرت موسیٰؑ نے حضرت عیسیٰؑ کے حق میں بشارت دی تھی۔ اسی طرح حضرت عیسیٰؑ نے محمد رسول اللہؐ کی بشارت دی ہے۔ ہم آپ کو بالکل اس طرح قرآن مجید کی دعوت دیتے ہیں۔ جس طرح عیسائی لوگ یہودیوں کو انجیل کی دعوت دیا کرتے ہیں (یعنی جیسے انجیل، توریت کے بعض حصوں میں تکمیل کرتا ہے۔ اسی طرح قرآن مجید، انجیل کی تکمیل کرتا ہے) اسی لئے آپ کو چاہیئے۔ کہ حضور اکرمؐ کی اطاعت قبول کرلیں۔ اور یہی سمجھ لیں۔ کہ ہم آپ کو حضرت مسیحؑ کے مذہب کی دعوت دیتے ہیں۔

مقوقس نے جواباً کہا۔

میں نے اس بارہ میں کافی غور کیا ہے۔ لیکن ابھی تک کسی فیصلہ کن نتیجہ پر نہیں پہنچا ہوں۔ میں جانتا ہوں۔ کہ نہ وہ جادوگر ہیں۔ نہ کاہن، اور ان میں نبوت کی علامتیں پائی جاتی ہیں۔ لیکن مجھے فیصلہ کرنے کے لئے مزید غور و خوض کی ضرورت ہے۔

پھر نامۂ نبوی کو ہاتھی دانت کی ایک ڈبیہ میں رکھوا کر سربمہر کرا کے خزانہ میں محفوظ رکھوا دیا اور خط کا جواب بدیں مضمون ارسال کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم	میں رحم کرنیوالے مہربان خدا کے نام سے شروع
الی محمد بن عبد اللہ من	کرتا ہوں۔ یہ خط عبداللہ کے فرزند محمدؐ کے نام
المقوقس عظیم القبط۔ سلام	قبطیوں کے سردار مقوقس کی طرف سے ہے۔
علیک۔ اما بعد فقد قرأت	تم پر سلامتی ہو۔ اما بعد میں نے آپکا خط
کتابک۔ وفهمت ما فیه و	پڑھا۔ اس کا مطلب اور جس بات کی آپ
ما تدعو الیه۔ وقد علمت	دعوت دیتے ہیں۔ سمجھ گیا۔ مجھے علم تھا۔ کہ
ان نبیا بقی۔ وکنت اظن انه	ایک پیغمبر باقی ہے۔ میرا خیال تھا کہ وہ ملک
یخرج بالشام۔ وقد اکرمت	شام میں ظاہر ہوگا۔ میں نے آپکے ایلچی
رسولک و بعثت الیک بجاریتین	کی عزت کی۔ اور آپ کیلئے دو لونڈیاں دی
لهما مکان فی القبط عظیم و	ہیں۔ جن کی قبطیوں میں دھوم ہے
بکسوة۔ واهدیت الیک بغلة	نیز ایک خلعت، اور آپکی سواری کے لئے
لترکبها۔ والسلام علیک	ایک خچر نذرانہ کیا ہے۔ والسلام علیک

(زاد المعاد ج ۳ ص ۸۱)

وہ دو قبطی لڑکیاں جو خدمت اقدس میں آئی گئی تھیں۔ ان میں ایک ماریہ قبطیہ تھیں۔ جو آنحضرت کی حرم میں داخل ہوگئیں۔ ان کے بطن سے آپکے صاحبزادے حضرت ابراہیمؑ پیدا ہوئے تھے۔ جو بچپن میں فوت ہوئے۔ دوسری سیرین تھی۔ جو شاعر نبوی حضرت حسانؓ بن ثابت کے میں آئیں۔ یہ دونوں خاتونیں خدمت نبوی میں پہنچنے سے بیشتر حاطب بن ابی بلتعہ کی ترغیب ۱۱۱ سے اسلام قبول کرچکی تھیں۔ خچر کا نام دلدل تھا جس پر آپ غزوۂ حنین میں سوار ہوئے تھے۔

(۷) فرمان بنام والیٔ یمامہ

ہوذہ بن علی، یمامہ کا حاکم عیسائی مذہب رکھتا تھا حضرت سلیط بن عمرو نامۂ نبوی لے کر ان کے پاس گئے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم	میں رحم کرنیوالے مہربان خدا کے نام سے
من محمد رسول اللہ الی	شروع کرتا ہوں۔ یہ خط اللہ کے رسول
هوذة بن علی سلام علی	محمدؐ کی طرف سے ہوذہ بن علی کے نام
من اتبع الهدی۔	ہے۔ ہدایت کی پیروی کرنیوالوں پر
واعلم ان دینی سیظهر الی	سلامتی ہو۔ جان لو۔ کہ میرا دین تمام
منتهی الخف والحافر۔ فاسلم	روئے زمین پر پھیل جائیگا۔ اسلام قبول
تسلم۔ واجعل لک ما تحت	کرو۔ سالم رہوگے۔ اور تیری حکومت
یدیک۔ (زاد ج ۳ ص ۶۳)	تیرے قبضہ میں رہ جائیگی۔

ہوذہ نے جواب میں لکھا کہ "جو باتیں آپ بتاتے ہیں۔ وہ نہایت اچھی ہیں۔ اگر حکومت میں کچھ میرا بھی حصہ ہو۔ تو میں آپ پر ایمان لانے کے تیار ہوں۔" اسپر آپ نے فرمایا۔ اگر ہوذہ مجھ سے زمین کا ایک چھوٹا سا قطعہ بھی طلب کرے۔ تو ہرگز نہ دونگا۔ ہوذہ اس واقعہ کے تھوڑے دنوں بعد ہلاک ہوگیا۔

زمانہ ما بعد میں مسیلمہ کذاب نے ہوذہ کے خیالات کی پیروی کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ خود نہایت ذلت سے ہلاک ہوا۔ اور اپنی قوم کے سینکڑوں جانوں کو ضائع کرنے کا سبب بنا۔

(۸) فرمان بنام والیان عمان

عمان کے حاکم جلندی کے دو بیٹے تھے جیفر اور عبد۔ یہ دونوں مشترکہ طور پر ریاست کے امور انجام دیتے تھے۔ ان کے نام حضرت عمرو بن العاص کے ہاتھ نامہ مبارک ارسال کیا گیا۔ حضرت عمرو بن العاص فرماتے ہیں۔ کہ جب میں عمان پہونچا۔ تو پہلے عبد سے ملاقات کی۔ جو اپنے بھائی کی نسبت نرم دل اور خوش خلق تھا۔ میں نے اسے بتایا۔ کہ میں تم دونوں بھائیوں کے نام حضرت رسول اکرمؐ کا پیغام لیکر آیا ہوں۔ چنانچہ اس سے میری حسب ذیل گفتگو ہوئی۔

عبد۔ میرا بھائی جیفر مجھ سے عمر میں بڑا ہے۔ اور وہی ملک کا حاکم ہے۔ میں تمہیں اس کے پاس پہنچا دونگا۔ لیکن پہلے تم یہ تو بتاؤ۔ کہ تم کس چیز کی دعوت دیتے ہو؟

میں۔ ہماری دعوت کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ خدا ایک ہے۔ اور محمدؐ اس کے رسول ہیں۔

عبد۔ اچھا یہ تو بتاؤ۔ کہ تیرے باپ نے اسکی دعوت قبول کرلی تھی؟

۱۱۲ چونکہ وہ قریش کے سردار تھے۔ اس لئے ہم اسے بہترین مونہ قرار دے سکتے ہیں

میں۔ میرا باپ دولت ایمانی سے محروم رہ کر مر چکا۔ کاش وہ مسلمان ہوتا۔ اور رسول اللہؐ کی رسالت کا اقرار کرلیتا۔ میں ابتدا ؔ اس کا ہم خیال تھا۔ لیکن شکر ہے۔ کہ خدا نے مجھے اسلام کی ہدایت کی۔

عبد۔ تم کب سے اس کے پیرو بن گئے ہو۔

میں۔ ابھی تھوڑا عرصہ ہوا ہے۔

عبد۔ کہاں پر؟

میں۔ نجاشی کے دربار میں۔ اور نجاشی بھی مسلمان ہو چکا ہے،

(حضرت عمرو بن العاص نجاشی کے دربار میں مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ اس وقت تو وہ کفار مکہ کی طرف سے سفیر بن کر گئے تھے۔ تاکہ مہاجر مسلمانوں کو واپس لاکر تختۂ مشق بنائیں۔ ممکن ہے۔ کہ ابتداءً نجاشی کے دربار میں نور اسلام ان کے دلمیں جلوہ گر ہوا ہو جس کا ظہور صلح حدیبیہ کے بعد ہوا یہاں صرف نجاشی کا تذکرہ چھیڑنے کے لئے انہوں نے یہ حوالہ دیا ہے۔)

عبد۔ نجاشی بھی مسلمان ہو چکا؟

میں۔ ہاں۔ مدت ہوئی۔ کہ وہ حلقہ بگوش اسلام ہو چکا ہے۔

عبد۔ رعایا نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

میں۔ وہ بھی سب مسلمان ہو چکے۔

عبد۔ کیا حبش کے پادری بھی اسلام قبول کر چکے؟

میں۔ ہاں سب مسلمان ہو چکے۔

عبد۔ دیکھو عمرو۔ جھوٹ بولنا بری بات ہے۔

میں۔ میں جھوٹ نہیں بولتا۔ اور نہ جھوٹ بولنا اسلام میں جائز ہے

عبد۔ کیا ہرقل کو نجاشی کے اسلام لانے کا حال معلوم ہو چکا ہے۔

میں۔ ہاں

عبد۔ تم کو کیسے معلوم ہوا؟

میں۔ نجاشی، ہرقل کا باجگذار تھا جب مسلمان ہوا۔ تو اس نے خراج دینے سے قطعی انکار کردیا۔ ہرقل کو خبر ہوئی۔ اور مصاحبین نے بھی اس کو خوب بھڑکایا۔ مگر اس نے کہا۔ کہ اگر اس کو وہ نیا دین پسند آیا ہے۔ تو میں اس میں کیونکر مزاحمت کرسکتا ہوں۔

عبد۔ دیکھو عمرو۔ یہ تم کیسی باتیں کر رہے ہو؟

میں۔ خدا کی قسم۔ سچ کہہ رہا ہوں۔

عبد۔ اچھا بتاؤ۔ اسلام کن باتوں کی تعلیم دیتا ہے؟

میں۔ اسلام کی تعلیم یہ ہے۔ کہ خدا ایک ہے۔ زنا، شراب نوشی، بت پرستی اور صلیب پرستی حرام ہے۔

عبد۔ یہ تو بہت اچھی باتیں ہیں کاش میرا بھائی بھی میرا ہم خیال ہوجائے۔ اور ہم دونوں آقائے مدینہ کی خدمت میں حاضر ہوکر اسلام قبول کریں۔

میں۔ اگر اس نے اسلام قبول کرلیا۔ تو نبی اکرمؐ اسے یہاں کا بادشاہ تسلیم کریں گے۔ صرف اتنا ہوگا کہ وہ یہاں کے مالداروں سے صدقہ وصول کرینگے۔ جنکو اسی ملک کے غرباء میں تقسیم کیا کرینگے۔

عبد۔ صدقہ کیا چیز ہے؟

اسپر حضرت عمرو نے زکوٰۃ کے موٹے موٹے مسائل ان کو سنائے، جب یہ کہا۔ کہ اونٹ میں بھی زکوٰۃ فرض تو عبد نے کہا۔ کیا وہ چرنے والے مویشیوں سے بھی صدقہ وصول کرینگے۔ جو درختوں کی پتیاں کھاکر پیٹ بھرتے اور کسی جوہڑ کا پانی پی کر گذارہ کرتے ہیں؟ حضرت عمرو نے فرمایا۔ ہاں ہماری شریعت میں اونٹوں کا صدقہ بھی فرض ہے۔ اسپر عبد نے کہا۔ اس مسئلہ کو میری قوم مشکل سے ماننے پر تیار ہوگی۔

حضرت عمرو چند روز تک ان کے پاس مقیم رہے۔ عبد روز روز کی باتیں اپنے بھائی جیفر کو پہنچایا کرتا تھا۔ ایکدن بادشاہ نے ان کو دربار میں طلب کیا۔ جب حاضر ہوئے۔ تو ان سے پوچھا۔ بتاؤ۔ کیسے آئے ہو، حضرت عمروؓ نے نامۂ مبارک ان کے ہاتھ میں دے دیا۔ خط کا مضمون یہ تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	رحم کرنیوالے مہربان خدا کے نام سے
من محمد بن عبد اللہ الی	شروع کرتا ہوں یہ خط محمد بن عبد اللہ کی
جیفر و عبد ابنی الجلندی	طرف سے جلندی کے دو صاحبزادوں

سلام علی من اتبع الهدیٰ اما بعد	جیفر اور عبد کے نام ہے۔ ہدایت قبول کرنے
فانی ادعوکما بدعایۃ الاسلام۔	والوں پر سلامتی ہو۔ امابعد میں تم دونوں کو
اسلما تسلما فانی رسول اللہ الی	اسلام کی دعوت دیتا ہوں اسلام لاؤ۔
الناس کافۃ لانذر من کان حیا	سلامت رہوگے۔ کیونکہ میں تمام لوگوں کی
ویحق القول علی الکافرین فانکما	طرف بھیجا گیا ہوں۔ تاکہ زندہ رہنے والوں کو
ان اقررتما بالاسلام ولیتکما و	خدا کے عذاب سے ڈراؤں، اور کافروں پر حجت
ان ابیتما ان تقرا بالاسلام فان	ثابت ہوجائے۔ پس اگر تم دونوں نے اسلام
ملککما زائل عنکما وخیلی تحل	قبول کیا۔ تو میں تمہیں تمہارے ملک کے اوپر بنا
بساحتکما وتظہر نبوتی علی	تسلیم کرونگا ورنہ تمہاری حکومت کا خاتمہ
ملککما۔ زاد ج ۳ صلہ	ہوجائیگا۔ اور ہمارے گھوڑے تمہارے ملک میں

پہنچ جائینگے اور میری نبوت تمہاری سلطنت پر غالب آجائیگی۔

جیفر نے خط لیکر اپنے بھائی کو دیدیا۔ پھر حضرت عمروؓ سے دریافت کیا۔

جیفر۔ قریش کا کیا حال ہے۔

عمروؓ۔ اکثر قریشیوں نے آنحضرت کی اطاعت قبول کرلی ہے۔

جیفر۔ اس کے ساتھی کون لوگ ہیں؟

عمروؓ۔ اس کے ساتھی وہ لوگ ہیں۔ جنہیں برضا و رغبت اسلام قبول کرکے اور ساری باتوں پر غور و فکر کرکے، نبی اکرمؐ کی رفاقت اختیار کرچکے ہیں۔

جیفر۔ اچھا کل پھر ملیں گے۔

حضرت عمروؓ دوسرے دن پہلے عبد سے ملے۔ اس نے کہا۔ اگر ہماری ریاست کو نقصان پہنچنے کا خدشہ نہ ہو تو بادشاہ مسلمان ہوجائیگا۔ پھر بادشاہ سے ملاقات ہوئی تو اس نے کہا تم نے اس معاملہ پر اچھی طرح سے غور کرلیا ہے۔ دیکھو۔ اگر میں کسی ایسے شخص کی اطاعت قبول کروں جسکی فوجیں میرے ملک میں نہیں پہنچیں تو تمام عرب میں بزدل سمجھا جاؤنگا۔ حالانکہ مجھ میں بڑی طاقت ہے۔ کہ اگر مسلمانوں نے ادھر کا رخ کیا۔ تو ہم ان کا ایسا مقابلہ کرینگے۔ جسکی نظیر عرب کی تاریخ میں نہیں ملے گی۔ حضرت عمروؓ نے فرمایا۔ بہت اچھا۔ پھر میں کل واپس چلا جاؤنگا۔ جیفر نے کہا۔ نہیں کل تک ٹھہر جاؤ۔ دوسرے دن جیفر، اس کا بھائی اور اسکی قوم سب کے سب حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔

فرمان بنام والی بحرین

منذر بن ساوی بحرین کا حاکم تھا۔ سلطنت ایران کا باجگذار تھا۔ اسکے پاس حضرت علاء بن الحضرمی فرمان نبوی لے کر گئے۔ جسے پڑھ کر وہ مسلمان ہوگیا اور آنحضرت کو لکھا کہ میں نے اپنی قوم کے سامنے اسلام کی تعلیمات پیش کیں بعض نے انہیں پسند کیا اور بعض نے ناپسند۔ میرے علاقے میں یہودی اور مجوسی کافی تعداد میں بستے ہیں۔ ان کے بارے میں آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ آنحضرتؐ نے جواب میں لکھ بھیجا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ من محمد	شروع کرتا ہوں نہایت مہربان خدا کے نام سے شروع کرتا
رسول اللہ الی المنذر بن ساوی سلام	ہوں۔ یہ خط اللہ کے رسول محمدؐ کی طرف سے منذر بن
علیک فانی احمد الیک اللہ الذی	ساوی کے نام ہے۔ تجھ پر سلامتی ہو۔ میں اس خدا کی
لا الہ الا ھو۔ واشھد ان لا الہ الا	تعریف کرتا ہوں جسکے سوا کوئی معبود نہیں اور
اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ۔	گواہی دیتا ہوں کہ خدا ایک ہے اور محمد اسکا بندہ
اما بعد فانی اذکرک اللہ عزوجل	اور رسول ہے اسکے بعد میں تم کو خدائے تعالیٰ یاد
فانہ من ینصح انما ینصح لنفسہ و	دلاتا ہوں۔ جو نصیحت پکڑتا ہے وہ اپنے لئے۔
انہ من یطع رسلی ویتبع امرھم فقد	جس نے میرے ایلچیوں کی اطاعت کی اور انکی
اطاعنی ومن نصح لھم فقد نصح	پیروی کی اس نے میری اطاعت کرلی جس نے
لی۔ وان رسلی قد اثنوا علیک خیرا	انکی بھلائی چاہی اس نے میری بھلائی چاہی
وانی قد شفعتک فی قومک فاترک	میرے ایلچیوں نے واپس آکر تیری بہت تعریف
للمسلمین ما اسلموا علیہ وعفوت	کی ہے تیری قوم کے بارے میں تجھے سفارش
عن اھل الذنوب فاقبل منھم	کرتا ہوں مسلمانوں کے ہاتھ میں ان کا مال
وانک مھما تصلح فلم نعزلک عن	دستور رہنے دو خطا کاروں کو ہمنے معاف
عملک ومن اقام علی یھودیۃ او	کردیا تم بھی ان سے درگزر کرو تم جبتک ٹھیک
مجوسیۃ فعلیہ الجزیۃ۔ زاد المعاد ج ۳	رہوگے ہم تجھے معزول نہیں کرینگے جو یہودیت

یا مجوسیت پر قائم ہے۔ وہ جزیہ ادا کرے۔

(۹) فرمان بنام فروہ جذامی

فروہ بن نفاثہ جذامی شمالی عربستان کا حاکم تھا۔ حکومت قسطنطنیہ کا باجگذار تھا۔ اس کا دار السلطنت، معان تھا شام کے بعض سرحدات بھی اسکی حدود حکومت میں داخل تھے۔ نبی کریمؐ نے اس کے پاس دعوت اسلام کا خط بھیجا۔ فروہ نے اسلام قبول کرلیا، اور آنحضرت کیلئے ایک سفید گھوڑا بیش قیمت تحفہ ہدیۃً بھیجا جسکا نام فضہ تھا۔ (بعض روایتوں میں آتا ہے۔ کہ یعفور نامی خچر بھی انہوں نے بھیجا تھا)

جب قسطنطنیہ کی عیسائی سلطنت کو اس کے مسلمان ہوجانے کی اطلاع ملی تو اسے بلایا۔ پہلے تو اسے اسلام چھوڑنے پر مجبور کیا لیکن جب اس نے مرتد ہونے سے انکار کیا۔ تو حکومت نے اسے قید کردیا۔ اور بالآخر یہی طے قرار پائی۔ کہ اسے قتل کردیا جائے چنانچہ فلسطین میں عفراء نامی تالاب کے کنارے انہیں پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔ جب تختہ کے نیچے بھیجا۔ تو اس نے یہ شعر پڑھے۔

الا ھل اتی سلمیٰ بان خلیلھا	کیا سلمیٰ کو خبر مل چکی ہے۔ کہ اسکا شیدائی
علی ماء عفراء فوق احدی الرواحل	عفراء کے کنارے سوار ہو رہا ہے۔ ایک
علی ناقۃ لم یضرب الفحل امھا	ایسی اونٹنی پر جو نر مادہ کے جوڑے
مشذبۃ اطرافھا بالمناجل	پیدا نہیں ہوئی بلکہ اس کے کنارے

آلات نجاری سے ہموار کردیئے گئے ہیں۔

شہید ہونے سے پیشتر یہ شعر بھی پڑھا۔

بلغ سراۃ المسلمین باننی	مسلمانوں کے سردار کو خبر کردو۔ کہ میرا
سلم لربی اعظمی ومقامی	ہر ہر جز خداوند تعالیٰ کا مطیع اور

فرمانبردار ہے۔

بس یہی کل نو فرمان ہیں۔ جو حضور، سلاطین عصر کو لکھے۔

دو آنے ماہوار میں ہفتہ وار اخبار حریت پڑھیے

جو دہلی سے اخبار کی سائز کے آٹھ صفحوں پر ہر جمعہ کو شائع ہوتا ہے

پُر جوش نظمیں، اہم خبریں، بلند پایہ مقالات، بے باک تنقیدیں، نصیحت آموز افسانے، لطیف مزاحیہ مضامین مزدوروں اور کسانوں کا ہمدرد، سرمایہ داروں اور نمائشی لیڈروں کا دشمن، غرضکہ اس سستے اخبار میں وہ تمام خوبیاں جمع کر دی گئی ہیں، جو ایک ترقی پسند اخبار میں ہونی چاہئیں۔ ۱۱۴

حُرّیت کے ایڈیٹر دہلی کے نامور اہل قلم جناب سید عزیز حسن صاحب بقائی ایڈیٹر پیشوا ہیں جن کو اخبار نویسی کا ۲۸ سالہ تجربہ ہے۔ حریت کی سالانہ قیمت عہ ہے اور ششماہی ۱۲ ار معہ محصول ڈاک۔

اخبار حریت پر مخالف اور موافق پالیسی کے اخبارات کے خیالات

اخبار حمایت الاسلام لاہور کی رائے

ہفتہ وار حریت۔ مولانا سید عزیز حسن صاحب بقائی اڈیٹر رسالہ پیشوا نے حریت کے نام سے ایک ہفتہ وار اخبار جاری کیا ہے مولانا کا نام اردو صحافت اور اخبار بین طبقہ میں تعارف کا محتاج نہیں ہے، مولانا سالہا سال سے اخبار نویسی کا کام کر رہے ہیں۔ ہفتہ وار حریت کے تین تازہ پرچے ہمارے سامنے ہیں۔ اور حق تو یہ ہے کہ یہ مختصر سا اخبار اپنے دلچسپ مضامین حسن کتابت وطباعت کے اعتبار سے بہت سے ہفتہ وار اخبارات سے سبقت لے گیا ہے اور حیرت تو یہ ہے کہ مولانا عزیز حسن بقائی نے اس اخبار کی قیمت صرف ایک پیسہ رکھی ہے ہم حیران ہیں کہ مولانا ایک پیسہ میں آٹھ صفحہ کا اخبار کیسے دے سکتے ہیں۔

شاید مولانا حسب عادت اس نئے کاروبار سے کچھ کمانا نہیں چاہتے بلکہ لٹانا چاہتے ہیں تو ہم انھیں اس نیک کام سے کیوں روکیں، ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں کامیاب کرے اور حریت صحیح معنوں میں حریت ثابت ہو اور حق دکھلائی ہی ہمت

ہیں وہ بڑی سے بڑی اور جابر سے جابر قوت کے سامنے بھی نہ دبے، حریت کی پالیسی یہ غریب اور مزدور مسلمانوں کی اعانت اور عام اہل ملک کے مصائب اور شکایات کو کم کرنا ہے اور ہمارے خیال میں غریبوں اور مزدوروں کے حقوق کی حفاظت کے لئے جو اخبار نکلے گا اس کا استقبال ہر درد مند دل سے کرے گا۔

غالباً حریت چونکہ غریبوں اور مزدوروں کا اخبار ہے اسی وجہ سے اس کی قیمت ایک پیسہ رکھی گئی ہے۔ غریبوں اور مزدوروں اور ان کے حالات سے دلچسپی لینے والوں کو اس اخبار کے ساتھ ضرور اتحاد عمل کرنا چاہئے۔ اخبار ۲۰ × ۲۸ ⁄ ۴ کے آٹھ صفحات پر مشتمل ہے اور جمعہ کے دن جامع مسجد دہلی دفتر حریت سے شائع ہوتا ہے۔ سالانہ چندہ غالباً عہ ہے، خریداری کے لئے منیجر اخبار حریت جامع مسجد دہلی کو لکھیے۔

مسلم لیگ کے علم بردار اخبار وحدت کی رائے

حریت ہفتہ وار اخبار جامع مسجد دہلی سے زیر ادارت سید عزیز حسن صاحب بقائی (مدیر پیشوا) ہر جمعہ کو شائع ہوتا ہے، جہاں تک حریت کی پالیسی کے لحاظ سے کہا جا سکتا

ہے، اگرچہ کانگریس کی حمایت کی جھلک کبھی کبھی اس کے مقالات میں نظر آتی ہے، لیکن کانگریسی مولویوں کی نقاب کشائی اس کا خاص حصہ ہے جو ہندو مسلم اتحاد یعنی کانگریس اور مسلم لیگ کے درمیان اتحاد کے در پردہ شدید مخالف ہیں۔ اس اتحاد کے بعد ان کا علاوہ مانند جو کانگریس کی مصلحت آمیز فیاضی کا نتیجہ ہے مزید عرصہ تک نہیں چل سکے گا۔ مہا سبھائی ہندوؤں کی فرقہ وارانہ مفسدہ پردازیوں کے خلاف سید عزیز حسن صاحب بقائی کا زور قلم محتاج تعارف نہیں، حریت کے صفحات میں یہ زور قلم پوری امتیازی شان کے ساتھ دکھائی دیتا ہے، اگر ہمارے عزیز دوست سید عزیز حسن صاحب بقائی مسلم لیگ کی، جو مسلمانان ہند کی واحد مسلم جماعت ہے، حمایت اور اس پلیٹ فارم پر مسلمانوں کو لانے کے لئے حریت کی پالیسی میں ذرا تبدیلی کر دیں تو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مہاسبھائی کانگریسیوں کے دام سے سربستہ کے انکشاف کرنے والے اسلامی جرائد کی صف میں ایک ممتاز معاصر کا زبردست اضافہ ہو جائے گا۔ بہرحال حریت اپنے رنگ میں اسلامی مفاد کا حامی اردو کا پر جوش نقیب ہونے اور کانگریسی مولویوں کی فریب کاریوں کا پردہ چاک کرنے میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ قیمت صفحات کے باوجود صرف ایک پیسہ ہے۔

پتہ :- اخبار حریت اردو بازار جامع مسجد دہلی۔

مہا سبھائی آرگن اخبار تیج کی رائے

حریت - مندرجہ بالا نام سے جامع مسجد اردو بازار دہلی سے ایک ہفتہ وار اخبار سید عزیز حسن صاحب بقائی دہلوی کی زیر ادارت میں شائع ہوتا ہے جس کی قیمت فی پرچہ ایک پیسہ اور ششماہی بارہ آنے ہے۔ اخبار کا مسلک ان الفاظ میں ظاہر کیا گیا ہے:-

"غریبوں، مزدوروں، کسانوں کا ہمدرد، سرمایہ داروں اور فاشسٹی رہنماؤں کا دشمن"

پرچہ زیر ریویو میں پہلے صفحہ پر کسانوں، مزدوری کی بیداری کے متعلق ایک نظم اور اس کے برابر اسلامی دنیا کے متعلق ایک مضمون ہے۔ لیڈنگ آرٹیکل "مساجد الہیہ کی توہین" ہے۔ دیسی ریاستوں اور قومی دنیا کے عنوانات مضامین کے علاوہ ایک صفحہ پر ہفتہ کی مختصر خبریں اور ایک پیرا افسانہ ہے۔ حیدرآباد اندولن کی مخالفت کی گئی ہے۔ (تیج ۱۰ مارچ ۳۹ء صفحہ ۱۲ کالم ۱)

قوم پرور اخبار دین دنیا کی رائے

اخبار حریت دہلی :- بقائی صاحب کی زیر ادارت اس نام کا ایک ہفتہ وار اخبار دہلی سے جاری ہوا ہے اس اخبار کے اس وقت تک دس بارہ نمبر شائع ہو چکے ہیں۔

یہ اخبار ہندوستان کے سیاسی معاملات پر نہایت آزادی سے تبصرہ کرتا ہے۔ اخبار کا ایک حصہ دیسی ریاستوں کے لئے بھی مخصوص ہے جس میں دیسی ریاستوں کی سرگرمیوں سے عوام کو آگاہ کیا جاتا ہے۔ ریاستی مضامین کے علاوہ افسانے اور ہفتہ بھر کی خبروں کا خلاصہ بھی ہوتا ہے۔

نہایت اعلیٰ ہفتہ وار اخبار ہے، ضخامت دین دنیا کی تقطیع کے آٹھ صفحات، قیمت فی پرچہ ایک پیسہ، ششماہی چندہ بارہ آنے، ملنے کا پتہ: منیجر اخبار حریت، اردو بازار جامع مسجد دہلی۔ (دین دنیا ۲۰ مارچ صفحہ ۲۲ کالم ۲)

کانگریس کے علمبردار اخبار خوشوقت کی رائے

ہفتہ وار حریت دہلی :- "ذنڈے بازی کے جوڑ ن ایڈیٹر کی ایک قسم "قلم باز" بھی ہو گئی ہے۔ ہمارے مخلص دوست حضرت سید عزیز حسن صاحب بقائی ایڈیٹر پیشوا (خدا ان کو ان کی نظر بد سے بچائے) ایسے ہی "قلم باز" ایڈیٹروں میں سے ہیں جو دانت کھلوا دینے کے باوجود اپنے فرضی یا واقعی مخالفوں کو کچا کھا جانے کے لئے تیار رہتے ہیں۔

بقائی صاحب نے کچھ روز سے اپنے کامیاب رسالہ پیشوا کے علاوہ ایک ہفتہ وار اخبار حریت بھی جاری کیا ہے جو "غریبوں، مزدوروں اور کسانوں کا ہمدرد اور سرمایہ داروں اور فاشسٹی رہنماؤں کا دشمن" ہے۔ 115

بقائی صاحب کی ذہنی و قلمی خصوصیتیں اس اخبار میں موجود ہیں، بقائی صاحب کی قلم بازیاں بہت پر زور، پر شور اور خوفناک ہوتی ہیں، پالیسی سوشلزم کی طرف جھکی ہوئی ہے، مضامین عموماً پسندیدہ اور پڑھنے کے قابل ہوتے ہیں۔ سستا بھی اتنا ہے کہ صرف ایک پیسہ میں بکتا ہے، ششماہی قیمت صرف بارہ آنے ہے۔ ایسے دلچسپ اور سستے اخبار کا نہ خریدنا اردو "اخبار" کی توہین کرنا ہے۔

دل سے تو ہم یہی چاہتے ہیں کہ حریت کامیاب ہو، مگر ڈر لگتا ہے کہ کہیں بقائی صاحب کی قلم بازی کا کبھی ہم کو بھی تختہ مشق نہ بننا پڑے۔

دفتر اخبار حریت و رسالہ پیشوا زیر جامع مسجد دہلی

(خوشوقت ۱۱ مارچ ۳۹ء صفحہ ۱۱ کالم ۱)

جو لوگ پیشوا میں سید عزیز حسن صاحب کے شذرات پڑھتے رہتے ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ حریت کی پالیسی نہ کانگریسی ہے نہ مسلم لیگی بلکہ بقائی صاحب کے سامنے ہمیشہ اسلامی مفاد ہوتا ہے اور یہی حریت کی پالیسی ہے۔ نمونہ دیکھے بغیر حریت کا خریدار ہو جانا چاہئے ورنہ اس کی قیمت میں اضافہ ہو جائے گا۔ کوشش کر کے متعدد خریداروں کی قیمت ایک ہی منی آرڈر میں بھیجی جائے۔ ٹکٹ قبول نہیں کئے جاتے۔ وی پی بھیجا نہیں جاتا اس لئے آج ہی منی آرڈر بھیج دیجئے۔

روپیہ بھیجنے کا پتہ :- سید حسن انیس بقائی منیجر رسالہ پیشوا و اخبار حریت جامع مسجد اردو بازار دہلی

مسلم شریف کامل اُردو

اسلام کے عہد زریں کی مذہبی، علمی، عمرانی ترقیات کی مستند تاریخ کے مطالعہ کا اگر شوق ہے اور آپ سرور کائنات حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ احکام دینیہ، اصول تمدن و معاشرت، مذہبی و جنگی فتوحات، اسلام کے وہ زریں کارنامے جن کو دنیا نے آج تک پیش نہیں کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں تو صحاح ستہ کی سب سے پہلی اور مستند اور مایہ ناز کتاب صحیح مسلم شریف کامل اردو ترجمہ ملاحظہ فرمائیے حجۃ الاسلام امام مسلمؒ نے اپنی ساری عمر حضورؐ کی احادیث جمع کرنے میں صرف کی ممالک اسلامیہ کا کوئی شہر ایسا نہیں چھوڑا جہاں ان کے خیالات میں حدیث نبوی کا کوئی راوی موجود تھا۔ اور اس طرح لاکھوں حدیثیں جمع فرمائیں پھر ان لاکھوں حدیثوں کو اسناد و اعتماد کی کسوٹی پر پرکھا اور ایک ایک راوی کی جانچ کی اور اعادہ کے بعد ایک حیرت انگیز تحقیقات کے بعد ان لاکھوں حدیثوں میں سے آٹھ ہزار حدیثیں ان کی نظر میں مستند و معتبر قرار پائیں اور ان کو انہوں نے اپنی کتاب جامع مسلم میں جمع کیا اور اس مسلم شریف کا سلیس بامحاورہ عام فہم ترجمہ اردو میں مولانا [illegible] نے کیا ہے۔ صحیح مسلم کی قبولیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ حضرت امام ابو حاتم رازی نے حضرت امام مسلمؒ کو خواب میں دیکھا اور حال دریافت کیا تو حضرت امام مسلمؒ نے فرمایا صحیح حدیث کے صدقہ میں خدا نے میرے لئے جنت کا ہر مقام مباح کر دیا ہے جہاں چاہتا ہوں رہتا ہوں کوئی روک ٹوک نہیں ہے۔ اسی طرح امام ابو علی زعفرانی کا بیان ہے کہ امام مسلمؒ کو خواب میں جنت کے اندر دیکھا اور پوچھا آپ نے کس چیز سے نجات پائی حضرت امام مسلمؒ نے فرمایا اس کتاب کے ذریعہ۔ میں نے دیکھا تو وہ مسلم شریف کے اجزاء تھے ظاہر ہے ایسی بابرکت کتاب کا مطالعہ کس قدر خیر و برکت کا باعث ہو سکتا ہے صحیح مسلم کامل کے مطالعہ کے بعد آپ کو امید ہو گی کہ احکام رسالت مآب معلوم کرنے کے لئے کسی مولوی یا مفتی کے پاس جانے کی ضرورت نہیں۔ صحیح مسلم عہد رسالت کی پوری تاریخ ہے۔ صحیح مسلم میں احکام رسالت مآب کا ایک ایک حکم اس ترتیب سے جمع کیا گیا ہے حدیث کا کوئی ٹکڑا ایسا نہیں ہے کہ جو صحیح مسلم میں درج نہ کیا ہو۔ اچھی لکھائی چھپائی مکمل تمام آٹھ سو صفحات محصول ڈاک و قیمت دو روپے، مجلد پارچہ سوا دو روپے، مجلد چرمی پشتہ ڈھائی روپے۔ اعلیٰ ایڈیشن سفید چکنا کاغذ مجلد پارچہ [illegible]، مجلد چرمی پشتہ [illegible]، خاص ایڈیشن چکنا فرنگی کاغذ مجلد پارچہ [illegible]، مجلد چرمی پشتہ [illegible]۔ اصل کتاب کا لطف تو دیکھنے کے بعد ہی حاصل ہوگا تاہم بہت ہی مختصر فہرست مضامین ابواب ملاحظہ فرمائیے ہر باب کے تحت میں متعدد احادیث ہیں جن کی فہرست اگر دی جائے تو [illegible] صفحے بھی ناکافی ہوں۔ اس لئے صرف ابواب کی فہرست دی جاتی ہے۔

فہرست ابواب صحیح مسلم شریف ہر دو جلد کامل حصہ اول

عنوان حدیث	عنوان حدیث	عنوان حدیث	عنوان حدیث	عنوان حدیث	عنوان حدیث
منکر حدیث کافر ہے	نہی عن المنکر واجب ہے	نشہ حرام ہے	ایمان میں صدق و اخلاص کا بیان	منسوخ کرنے ہیں	وضو کے فضائل
ارکان اسلام نماز کا بیان	مومنین کا ایک دوسرے سے افضل ہونا	نیک بختی و بدبختی کا بیان	وسوسوں اور خطرات پر مواخذہ نہیں ہوگا	حضرت عیسیٰ شریعت محمدی کے تابع ہو کر نازل ہونگے	نماز کے لئے وضو واجب ہے
ارکان اسلام کا بیان	ایمان والے ہی جنت میں جائیں گے	لا الہ الا اللہ کہنے والے کا قتل حرام ہے	ایمان میں وسوسہ پیدا ہونے کا بیان	اس زمانہ کا جس میں ایمان قبول نہ کیا جائیگا	وضو کی صفت اور مکمل وضو کا بیان
جنت میں داخل کرنیوالے ایمان کا بیان	دین خیر خواہی کا نام ہے	کبیرہ گناہوں [illegible]	[illegible] کسی مسلمان کا حق [illegible]	نزول وحی کا بیان	وضو کے بعد کیا چیز پڑھنا مستحب ہے
خدا اور رسول پر ایمان لانیکا بیان	گناہ ایمان کو کمزور کرتے ہیں	[illegible] کا بیان	حق کی [illegible]	معراج کا بیان	حلق سر پر مسح کرنے کا بیان
تبلیغ اسلام کا حکم اور شرائع اسلام کا بیان	منافق کے خصائل	چغل خوری حرام ہے	رعیت کے مال میں خیانت کرنیوالا دوزخی ہے	آخرت میں مومنوں کو خدا کا دیدار ہوگا	وضو میں پاؤں کا بھی دھونا فرض ہے
[illegible]	مسلمان کو کافر کہنے کا بیان	تہبند یا پاجامہ لٹکانا، احسان جتانا	امانت اور ایمان کے اٹھ جانے کا بیان	حضورؐ کی دعا اپنی امت کے حق میں	وضو کے پانی کے ساتھ گناہ نکل جاتے ہیں
موت کے وقت کا ایمان درست ہے	غیر کو باپ بنانے والے کا ایمان	اور قسم کھا کر مال بیچنا حرام ہے	[illegible] وقوع میں آنے کا بیان	کفر کی حالت میں [illegible]	[illegible] پیشانی اور ہاتھ پاؤں [illegible]
توحید کا اعتقاد پر مرنے والا جنتی ہے	مسلمان کا ناحق قتل کفر ہے	خودکشی حرام ہے	ایمان کی ابتداء غریبوں میں ہوئی اور	اور اسکے حق میں شفاعت قبول نہ ہوگی	کامل وضو کی فضیلت
مومن کون ہے؟	نسب پر طعن اور میت پر نوحہ کرنا [illegible]	خیانت حرام ہے	غریبوں ہی میں وہ لوٹ آئے گا	ابوطالب کیلئے حضورؐ کی شفاعت اور	مسواک کا بیان
ایمان کی شاخوں اور حیا کی فضیلت کا بیان	مفرور غلام کی بابت حکم	خودکشی کرنے والا کافر نہیں ہے	آخری زمانہ میں ایمان کا [illegible]	عذاب میں تخفیف کا بیان	خصائل فطرت کا بیان
جامع اوصاف اسلام	بارش کو ستاروں کی طرف منسوب کرنا کفر ہے	یمن کی طرف سے ہوا کا بیان جو قیامت	خوف کے سبب اپنے ایمان کو چھپانا جائز ہے	کفر کی حالت میں مرنے والے کا [illegible]	پاخانہ پھرتے اور پیشاب کرتے وقت
اسلام کے امور خیر کا بیان	انصار و علیؓ سے محبت کرنے کا بیان	کے قریب مومن کی روح کو قبض کریگی	ضعیف الایمان لوگوں کی تالیف	کوئی نیک عمل مفید نہ ہوگا	قبلہ کی جانب منہ کرنا اور نہ پشت
ایمان کی علامات کا بیان	طاعت کی کمی ایمان کی کمزوری کی موجب ہے	اعمال صالحہ میں جلدی کرو	قلوب کا بیان	مومنین سے موالات اور مومنین	داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے کی ممانعت
رسول سے محبت [illegible] واجب ہے	ترک صلوٰۃ کے کفر کا بیان	اعمال کے اکارت ہو جانے کا خوف [illegible]	ظاہری حالت سے ماہیت قلب	سے مقاطعہ کا بیان	موزوں پر مسح کرنے کا بیان
خصائل ایمان کا بیان	بہترین دینی اعمال کا بیان	کیا زمانہ جاہلیت کے اعمال کا مواخذہ ہوگا	حاصل کرنے کا بیان	مسلمانوں کی ایک جماعت بغیر حساب	موزوں پر مسح کرنے کی مدت کا بیان
ہمسایہ کو اذیت پہنچانا حرام ہے	بدترین گناہوں کا بیان	اسلام پہلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے	رسول اللہ کو تمام دنیا کی ہدایت کیلئے بھیجا	و عذاب جنت میں داخل ہوگی	ایک وضو سے تمام نمازیں پڑھنے کا بیان
ہمسایہ کی خاطر مدارات کرو	[illegible] کا بیان	قبول اسلام سے پہلے اعمال صالحہ کا اجر ملیگا	گیا ہے اور تمام مذاہب پچھلے منسوخ [illegible]	جنتیوں میں نصف تعداد امت محمدی کی ہوگی	[illegible] برتن میں ہاتھ ڈالنے کی کراہت کا بیان

ملنے کا پتہ:- دفتر رسالہ پیشوا جامع مسجد دہلی

[redacted]

۱۱۹

کسی جگہ ... بیٹھا ہو تو ...
کوئی شخص اپنی جگہ سے اٹھ کر چلا جائے اور
پھر واپس آئے تو اس جگہ کا وہی مستحق ہے
محرم عورتوں سے پاس نہ جائیں
تحفہ یا ہدیہ کوئی چیز ورثہ اپنی اولاد
پر مٹھا لینا جائز ہے
تین آدمی ساتھ ہوں تو دو سرگوشی نہ کریں
مہمان کے حقوق اور دعوت کا بیان
سحر کا بیان
زہر کا بیان
مریض پر افسوں پڑھنا مستحب ہے
نظر سے کو کے چھوڑ سے
زہریلے جانوروں کے کاٹے پر منتر پڑھنا جائز ہے
قرآن پر منتر پر اجرت لینا جائز ہے
دعا پڑھتے وقت تکلیف کی جگہ پر ہاتھ
رکھنا مستحب ہے
نذر بجز بطانی دوست سے ہاتھ کے کا بیان
ہر مرض کی دوا ہے اور دوا کرنا مستحب ہے
طاعون طیرہ اور بدفالی وغیرہ کا بیان
عدوی، طیرہ، ہامہ، صفر، نوء اور
غول کوئی چیز نہیں۔
نجومی جادوگر کا بیان
کہانت و کاہنوں کے پاس جانے کا بیان
جذامی شخص سے بچنے کا بیان
سانپ وغیرہ موذی جانوروں کے قتل
کا بیان گرگٹ مارنے کا بیان
چیونٹیوں کے مارنے کی ممانعت
بلی کو قتل کرنا حرام ہے
پیاسے جانوروں کو پانی پلانے کا ثواب
زمانہ کو برا کہنے کی ممانعت
کوئی گرم نہ ہو
عبد، امت، مولیٰ، سید کہنے کا بیان
... آپ کو خبیث کہنے کی ممانعت
مشک وغیرہ استعمال کرنے کا بیان
شعر کا بیان
خوابوں کا بیان
حضورؐ کے نسب کی فضیلت
حضورؐ کے توکل کا بیان
حضورؐ کی ہدایت اور علم کا بیان

اُمت پر حضورؐ کی شفقت کا بیان
حضورؐ کے خاتم النبیین ہونے کا بیان
جب کسی اُمت پر رحمت ... کرنا چاہے
وفات سے پہلے ... نبی کا ...
حوض کوثر و حوض کی صفات کا بیان
حضورؐ کے ساتھ جنگ میں فرشتوں کی شرکت
کا ... معاملہ کیا گیا۔
حضورؐ کی شجاعت کا بیان
حضورؐ کے حسن خلق کا بیان
حضورؐ کی سخاوت کا بیان
حضورؐ کی فیاضی کا بیان
بچوں پر حضورؐ کی شفقت کا بیان
حضورؐ کی حیا کا بیان
حضورؐ کے تبسم کا بیان
... عورتوں پر حضورؐ کی شفقت کا بیان
لوگوں سے حضورؐ کے قرب اور
تواضع کا بیان
حضورؐ کا گناہوں سے دور رہنے اور مباح
چیزوں میں آسانی کو اختیار کرلیتے تھے
حضورؐ کے جسم مبارک کا پاکیزہ خوشبودار
حضورؐ کے پسینہ کا بیان
حضورؐ کے بالوں وغیرہ کا بیان
حضورؐ کے بڑھاپے کا بیان
حضورؐ کی مہر نبوت کا بیان
حضورؐ کی عمر اور مکہ مدینہ میں
قیام کا بیان
حضورؐ کے اسماء مبارک کا بیان
حضورؐ کے علم اور خدا سے ڈر کا بیان
حضورؐ کی اطاعت واجب ہونے کا بیان
حضورؐ کی تعظیم و توقیر کا بیان
امور شرعی میں حضورؐ کی اطاعت واجب ہے
حضورؐ کی زیارت کا بیان
حضرت عیسیٰ کے فضائل کا بیان
حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے فضائل کا بیان
حضرت موسیٰ کے فضائل کا بیان
حضرت یوسف کے فضائل کا بیان
حضرت زکریا کے فضائل
حضرت خضر کے فضائل
حضرت صدیق اکبر کے فضائل

حضرت عمرؓ کے فضائل
حضرت عثمانؓ کے فضائل
حضرت علیؓ بن ابوطالب کے فضائل
حضرت سعدؓ بن وقاص کی فضیلت
حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کے فضائل
ابوعبیدہؓ بن الجراح کے فضائل
حسنؓ و حسینؓ کے فضائل کا بیان
زیدؓ بن حارثہ اور اسامہ بن
زید کے فضائل
عبداللہ بن جعفر کے فضائل
حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے فضائل
حضرت عائشہؓ کے فضائل کا بیان
حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے فضائل
ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کے فضائل
ام ایمنؓ کے فضائل کا بیان
عبداللہ بن مسعود اور ان کی والدہ کے فضائل
ابی بن کعبؓ اور انصار کی ایک جماعت کے فضائل
سعدؓ بن معاذ کے فضائل
... سماک بن خرشہ کی فضیلت
جابرؓ کے والد عبداللہ بن عمرو بن حرام
کی فضیلت
جلیبیب کی فضیلت کا بیان
حضرت ابوذر غفاریؓ کے فضائل
جریرؓ بن عبداللہ کی فضیلت
عبداللہ بن عباسؓ کی فضیلت
عبداللہ بن عمرؓ کے فضائل
انسؓ بن مالک کی فضیلت
عبداللہ بن سلامؓ کے فضائل
حسانؓ بن ثابت کے فضائل
حضرت ابوہریرہؓ کے فضائل
اہل بدر اور حاطب بن بلتعہ کے فضائل
ابوموسیٰ ابو عامر اور اشعریوں کے فضائل
ابوسفیان صخر بن حرب کے فضائل
جعفر اور اسماء بنت عمیس کے فضائل
سلمان فارسیؓ اور بلال اور صہیب
کے فضائل
انصار کے فضائل
قبائل غفار، اسلم، جہینہ، اشجع، تمیم
وائل وغیرہ کے فضائل

بہترین لوگوں کا بیان
قریشی عورتوں کے فضائل
صحابہ کے درمیان مواخات
حضورؐ کی زندگی صحابہ کے لئے امان ہے
صحابہ کی زندگی امت کیلئے امان ہے
صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے فضائل
صحابہ کو برا کہنا حرام ہے
اویس قرنی کے فضائل
مصر والوں کے لئے حضورؐ کی وصیت
عمان والوں کے فضائل
قبیلۂ ثقیف کے کذاب کا بیان
اہل فارس کی فضیلت
حضورؐ کے ایک ارشاد کا مطلب
والدین کے ساتھ احسان کا بیان
نفل نماز سے والدین کی اطاعت
مقدم ہے۔
ماں باپ کے دوستوں سے سلوک کا بیان
احسان و نافرمانی کا مطلب
رشتہ داروں سے سلوک کا بیان
حسد و بغض کرنا حرام ہے
تین دن سے زیادہ بغض رکھنا حرام ہے
بدگمانی اور تجسس وغیرہ کا بیان
مسلمان پر زیادتی کرنا حرام ہے
خدا کے لئے محبت کرنے کا ذکر
مریض کی عیادت کا بیان
مسلمان کو رنج و غم اور بیماری پر
ثواب ملتا ہے
ظلم کرنا حرام ہے
مظلوم اور ظالم کی مدد کرنے کا بیان
مسلمانوں کے درمیان مہربانی و
سلوک کے برتاؤ کا بیان
گالی دینے کی ممانعت
تواضع اور معافی مستحب ہے
غیبت حرام ہے
خدا کی عیب پوشی کا بیان
بدمعاش کی مدارات کا بیان
نرمی کی فضیلت کا بیان
جانوروں پر لعنت نہ کرو
حضورؐ کی لعنت کا بیان

مسجد وغیرہ میں ہتھیار لیجانے کی ممانعت
کسی مسلمان کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرو
راستہ سے اذیت دینے والی چیز الگ کرنے کا بیان
بلی وغیرہ کو عذاب دینا حرام ہے
تکبر حرام ہے
کسی کو یہ کہنا کہ تو ہلاک ہو جائے
خدا کی رحمت سے مایوس ہونا حرام ہے
خندہ پیشانی سے ملاقات کرو
سفارش کا بیان
بیٹیوں کے ساتھ احسان کا حکم
جس کے بچے مر جائیں ...
... ساتھ ... دوزخ
میں نہ جائے گا
بندہ سے خدا کی محبت کا بیان
ارواح کا بیان
جس سے محبت ہوگی وہ اس کے ساتھ ہوگا
انسان کے اعمال صالحہ کی تعریف
دنیاوی بشارت ہے
ماں کے پیٹ میں بچہ کیونکر بنتا ہے
آدم و موسیٰ کے جھگڑے کا بیان
انسانی قلوب خدا کے ہاتھ میں ہیں
ہر چیز تقدیر سے ہوتی ہے
بچہ اصل فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔
تقدیر پر بھروسہ رکھنے کا بیان
قرآن کے متشابہات کے پیچھے نہ پڑو
آخری زمانہ میں علم اٹھا لیا جائے گا
اچھے اور برے طریقے نکالنے کا بیان
ذکر الٰہی کا بیان
خدا کے ناموں کا بیان
اعتقاد کے ساتھ دعا کرو
موت کی آرزو نہ کرو
خدا سے ملنے کی آرزو کا بیان
ذکر و دعا کے فضائل
دعا میں جلدی نہ کرو
مجالس ذکر کی فضیلت کا بیان
ایک دعا کی فضیلت
تہلیل و تسبیح کی فضیلت
تلاوت قرآن کا بیان
مرغ بولتے وقت کی دعا

بے چینی کے وقت کی دعا
عدم موجودگی میں مسلمان کے لئے دعا کرنا
چھینک کے بعد خدا کی حمد کا بیان
اکثر جنتی فقراء ہوں گے
اصحاب غار کا قصہ
خدا کی رحمت کا بیان
بار بار توبہ و استغفار کا بیان
غیرت خداوندی کا بیان
قاتل کی توبہ قبول ہو سکتی ہے
مسلمانوں کے بدلے کافروں کو دوزخ میں ڈالا جائے گا
... بن مالک کی توبہ کا واقعہ
حادثۂ افک پر تہمت لگانے کا بیان
حرم بیوی کی برأت کا بیان
قیامت جنت دوزخ کا بیان
معجزۂ شق القمر کا بیان
کفار کا بیان
کفار کے اعمال کا بدلہ دنیا میں مل جاتا ہے
مومن کافر و منافق کی مثال
مومن کھجور کے درخت کی مانند ہے
شیطان اور اس کی ذریات کا بیان
کوئی شخص صرف اپنے اعمال سے جنت
میں نہیں جائے گا
دوزخ کا بیان
دنیا کے فنا ہونے اور حشر کا بیان
قیامت کے شدائد کا بیان
میت کو جنت و دوزخ کا ٹھکانا قبر
میں دکھایا جاتا ہے۔
مرتے وقت خدا پر نیک گمان رکھنے کا حکم
ابن صیاد کا بیان
دجال کا بیان
جساسہ کا قصہ
دجال کے متعلق بقیہ احادیث
ریا حرام ہے
زبان کی حفاظت کا بیان
امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا بیان
چھینک کا جواب دینے کا بیان
تعریف میں مبالغہ کی ممانعت
ضخامت ۸۰۰ صفحات
قیمت ... روپے فی جلد ...

ملنے کا پتہ :- منیجر رسالہ پیشوا جامع مسجد دہلی

۱۲۰

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ

مومنو! اپنے وعدوں۔ اقراروں۔ اور معاہدات کو پورا کرو

معاہداتِ نبوی ﷺ

جامع

١٢١

جناب مولانا محمد ادریس صاحب طوروی ایم اے پروفیسر اسلامیہ کالج امرتسر

ناشر

سید عزیز حسن بقائی ایڈیٹر پیشوا جامع مسجد دہلی

معاہدات نبوی

(از جناب مولانا محمد ادریس صاحب طور دی ایم اے پروفیسر اسلامیہ کالج امرتسر)

اسلام سے پیشتر مدینہ میں مختلف قومیں آباد تھیں۔ مشرکین، یہودی اور عیسائی۔ اور سب کی سب آپس کی مخالفت اور مزاحمت کی وجہ سے ہلاکت کے قریب پہنچ چکی تھیں۔ ان میں سے اوس و خزرج کے افراد اور جو مذہباً بت پرست تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔ اور ان وہاں سے مہاجر ہو کر مسلمانوں کی امداد کرکے انصار کے نام سے عالم میں مشہور ہوئے۔

ان کے بعد یہود تھے۔ جن کے تین قبیلے — بنو نضیر، بنو قینقاع اور بنو قریظہ زیادہ مشہور ہیں۔ مدینہ کی تجارت انہی لوگوں کے ہاتھ میں تھی۔ اور تمام علاقہ میں سود کی کاروبار کا ایک جال بچھا رکھا تھا۔ اس لئے عالی شان و شوکت سے زندگی بسر کیا کرتے تھے۔

یہودی مدتوں سے اس بات کے منتظر تھے۔ کہ حضرت اسحٰق علیہ السلام کی اولاد میں سے نبی آخر الزماں پیدا ہونگے۔ جن کے جھنڈے تلے رہ کر ہم اپنی گئی ہوئی شوکت اور کھوئی ہوئی سلطنت دوبارہ حاصل کریں گے لیکن جب انہوں نے دیکھا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عیسیٰ کو
۱۲۲ اللہ کا رسول مانتے ہیں۔ اور ان پر ایمان لانا ہر مسلمان کے لئے ضروری قرار دیتے ہیں۔ تو ان کے تمام قبائل نے آپ کی مخالفت شروع کر دی۔ کیونکہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عظمت کے بالکل قائل نہ تھے۔

چونکہ یہودیوں کے یہ تینوں قبیلے مدینہ میں مسلمانوں کے ساتھ مشترکہ زندگی بسر کرتے تھے۔ اور آپس میں تصادم ہو جانے کا ہر وقت خطرہ تھا، اس لئے آپ نے مناسب سمجھا۔ کہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان ایک معاہدہ ہو جائے۔ تاکہ سب کو تمدن و تہذیب میں ایک دوسرے سے مدد ملتی رہے۔ اور خارجی پالیسی میں ہر دو فریق، ایک دوسرے کے پشت پناہ ثابت ہوں۔ اور نسل و مذہب کے اختلاف کے باوجود، قومیت کی وحدت برقرار رہے۔

چنانچہ آپ نے ۱ھ میں بین الاقوامی اصول پر ایک معاہدہ لکھوایا جس میں قبائل کی الگ الگ شاخیں متعین فرما دیں۔ اور قبائلی لحاظ سے جو فرائض ان پر عائد ہوتے تھے۔ ان کی تفصیل کر دی۔ اور اس تقسیم کے باوجود ان کو ملک اور مذہب (اسلام) کی حفاظت کیلئے ایک دھاگے میں پرو دیا۔ کہ اغیار کے ہاتھوں میں کھلونا بننے سے بچ رہیں۔ اس متبرک معاہدہ کے الفاظ حسب ذیل ہیں:-

پہلا معاہدہ مدینہ میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔　　میں شروع کرتا ہوں مہربان خدا کے نام سے جو نہایت رحم والا ہے

هذا كتاب من محمد النبي صلی اللہ علیہ وسلم بين المؤمنين والمسلمين من قريش ويثرب ومن تبعهم فلحق بهم وجاهد معهم انهم امة واحدة من دون الناس۔

یہ ایک عہد نامہ ہے۔ اللہ کے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مسلمانوں کے درمیان خواہ وہ قریش ہوں یا مدینہ کے بسنے والے یا ان کے ساتھ مل جل کر کام کرنے والے ہوں کہ ان سب کو دوسرے لوگوں سے الگ ایک قوم سمجھا جائیگا۔

المهاجرون من قريش على ربعتهم يتعاقلون بينهم وهم يفدون عانيهم بالمعروف والقسط بين المؤمنين

مہاجرین جو قریش میں سے ہیں اپنی جگہ بحال قائم رہینگے۔ اور اپنے آدمی کی طرف سے خونبہا ادا کرتے رہینگے۔ اور انصاف و دستور کے مطابق قیدیوں کی طرف سے فدیہ ادا کرکے ان کو چھڑا لینگے۔

وبنو عوف على ربعتهم يتعاقلون معاقلهم الاولى وكل طائفة تفدي عانيها بالمعروف والقسط بين المؤمنين

بنی عوف اپنی جگہ قائم رہینگے۔ اور دستور قدیم کے موافق آپس میں فدیہ ادا کرینگے اور ان میں سے ہر طائفہ مناسب طریق پر فدیہ دیکر قیدیوں کو چھڑائیگا۔

وبنو ساعدة على ربعتهم يتعاقلون معاقلهم الاولى وكل طائفة منهم تفدي عانيها بالمعروف والقسط بين المؤمنين۔

اور بنو ساعدہ حسب سابق آپس میں ایک دوسرے کا خونبہا ادا کرتے رہیں گے۔ اور مناسب طریق پر قیدیوں کا فدیہ دے کر ان کو چھڑائیں گے۔

وبنو الحرث على ربعتهم يتعاقلون معاقلهم الاولى وكل طائفة تفدي عانيها بالمعروف والقسط بين المؤمنين

بنو حارث کی جماعت الگ ہے وہ حسب سابق خونبہا ادا کریں گے۔ اور انہیں سے ہر گروہ مروجہ طریقہ پر قیدیوں کی طرف سے فدیہ دیکر ان کو چھڑائیگا۔

وبنو جشم على ربعتهم يتعاقلون معاقلهم الاولى وكل طائفة منهم تفدي عانيها بالمعروف والقسط بين المؤمنين۔

بنو جشم اپنی جگہ رہیں گے۔ اور حسب دستور خونبہا ادا کریں گے اور ان میں کا ہر گروہ اپنے قیدی کا فدیہ دے کر اس کو چھڑائیگا۔

وبنو النجار على ربعتهم يتعاقلون معاقلهم الاولى وكل طائفة منهم تفدي عانيها بالمعروف

بنو نجار کی جماعت الگ ہے۔ وہ آپس میں حسب دستور خونبہا ادا کرینگے اور فدیہ دے کر اپنے قیدی کو

والقسط بين المؤمنين

چھڑائیں گے۔

وبنو عمرو بن عوف على ربعتهم يتعاقلون معاقلهم الاولى. وكل طائفة تفدي عانيها بالمعروف والقسط بين المؤمنين

اور بنو عمرو بن عوف اپنی جگہ پر قائم رہینگے حسب دستور سابق خونبہا ادا کرینگے۔ اور ان میں کا ہر گروہ مروجہ طریقہ پر فدیہ دیکر اپنے قیدی کو چھڑائیگا۔

وبنو النبيت على ربعتهم يتعاقلون معاقلهم الاولى وكل طائفة تفدي عانيها بالمعروف والقسط بين المؤمنين.

بنو نبیت اپنی جگہ پر رہیں گے حسب دستور دیت ادا کرتے رہینگے۔ اور انمیں ہر گروہ حسب دستور اپنے قیدی کی طرف سے فدیہ دے کر اسکو چھڑائیگا۔

وبنو الاوس على ربعتهم يتعاقلون معاقلهم الاولى وكل طائفة منهم تفدي عانيها بالمعروف والقسط بين المؤمنين۔

بنی اوس اپنی جگہ پر قائم رہینگے حسب دستور سابق خونبہا ادا کرینگے۔ اور انمیں سے ہر گروہ اپنے قیدی کی طرف سے فدیہ دیکر اسکو چھڑائیگا

وان المؤمنين لا يتركون مفرحا بينهم ان يعطوه بالمعروف في فداء او عقل

مسلمانوں پر جب فدیہ یا دیت کا بھاری بوجھ پڑیگا تو وہ اس کی ادائیگی میں بالکل بے پرواہی نہیں کرینگے۔

ولا يحالف مؤمن مولى مؤمن دونه

اور ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے آزاد کردہ غلام کو اسکی مرضی بغیر حلیف نہ بنائیگا

وان المؤمنين المتقين على من بغى منهم او ابتغى دسيعة ظلم او اثم او عدوان او فساد بين المؤمنين وان ايديهم عليه جميعا ولو كان ولد احدهم

مسلمانوں میں سے جو شخص بغاوت ظلم، گناہ، سرکشی اور باہمی فساد کرانے کچھ حاصل کرنا چاہئے۔ تو تمام پرہیزگار مسلمان اسکو سزا دینگے گو وہ انہیں سے کسی کا بیٹا کیوں نہو

ولا يقتل مؤمن مؤمنا في كافر ولا ينصر كافرا على مؤمن

(ہاں) ایک مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو کافر کے بدلے قتل نہیں کریگا۔ ایک مسلمان کے مقابلہ میں کسی کافر کی امداد کیجائیگی

وان ذمة الله واحدة يجير عليهم ادناهم

خدا کا ذمہ یکساں ہے۔ ایک ادنےٰ مسلمان کسی کافر کو پناہ دے سکتا ہے

وان المؤمنين بعضهم موالي بعض دون الناس۔

تمام مسلمان ایک دوسرے کے معاون ہونگے۔

وانه من تبعنا من يهود فان له النصر والاسوة غير مظلومين ولا متناصرين عليهم۔

یہودیوں سے جو لوگ ہماری پیروی کرینگے۔ انکی امداد مسلمانوں کی طرح کیجائیگی۔ نہ ان پر ظلم کیا جائیگا۔ نہ ان کے مقابلہ پر کسی کی مدد کیجائیگی۔

وان سلم المؤمنين واحدة

مسلمانوں کی صلح ایک ہوگی۔

لا يسالم مؤمن دون مؤمن في قتال في سبيل الله الا على سواء وعدل بينهم۔

جہاد میں ایک مسلمان، مساوات اور عدل کو چھوڑکر، مشورہ کے بغیر کفار سے صلح نہیں کریگا۔

وان كل غازية غزت معنا يعقب بعضها بعضا

جو لشکر ہمارے ساتھ جہاد میں شریک ہوگا وہ نوبت بہ نوبت جنگ کیا کریگا۔

وان المؤمنين يبيء بعضهم على بعض بما نال دماءهم في سبيل الله

مسلمان کسرت انتقام لینے میں ایک دوسرے کی مدد کرینگے۔

وان المؤمنين المتقين على احسن هدى واقومه

اور پرہیزگار مسلمان وہ ہیں۔ جو اچھے اور صحیح طریقہ پر قائم رہیں۔

وانه لا يجير مشرك مالا لقريش ولا نفسا ولا يحول دونه على مؤمن۔

کوئی مشرک قریش میں سے کسی کی جان و مال کو پناہ نہ دیگا اور نہ ہی کسی مسلمان کے مقابلہ میں اسکی حمایت کریگا۔

وانه من اعتبط مؤمنا قتلا على بينة فانه قود به الا ان يرضى ولي المقتول۔

جو شخص کسی مسلمان کو قصداً قتل کریگا اس سے قصاص لیا جائیگا مگر جبکہ مقتول کے ورثاء معاف کر دیں۔

وان المؤمنين عليه كافة ولا يحل لهم الا قيام عليه

سب مسلمان اس بات پر مجبور ہیں۔ ۱۲۳

وانه لا يحل لمؤمن اقر بما في هذه الصحيفة وآمن بالله واليوم الآخر ان ينصر محدثا ولا يؤويه وانه من نصره او آواه فان عليه لعنة الله وغضبه يوم القيامة ولا يؤخذ منه صرف ولا عدل۔

جس مسلمان نے اس عہدنامہ کے مضمون کو مان لیا ہے۔ اور وہ خدا اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے۔ اسکو ہرگز جائز نہیں کہ کسی بدعتی کی حمایت کرے۔ یا کسی بدعتی کو پناہ دے۔ جو ایسا کریگا۔ اسپر قیامت کے دن خدا کی لعنت اور غضب ہوگا اور اس سے کوئی بدلہ قبول نہ ہوگا۔

وانكم مهما اختلفتم فيه من شيء فان مرده الى الله عز وجل والى محمد صلى الله عليه وسلم۔

جب کسی بات میں اختلاف پیدا ہو۔ تو وہ خدا اور رسول کے سامنے پیش کی جائیگی۔

وان اليهود ينفقون مع المؤمنين ما داموا محاربين۔

اور لڑائی میں یہودی بھی مسلمانوں کے ساتھ اخراجات برداشت کرینگے۔

وان يهود بني عوف امة مع المؤمنين لليهود دينهم وللمسلمين دينهم مواليهم وانفسهم الا من ظلم واثم

بنی عوف کے یہودی مسلمانوں ہی میں شمار ہونگے۔ یہود کا دین اپنا ہوگا۔ اور مسلمان کا اپنا۔ اور ہر ایک کے آزاد کردہ غلام بھی ان ہی میں سے شمار ہونگے

عربی	اردو
فانہ لا یُوتِغُ الا نفسہ واھل	جو شخص ظلم یا جرم کرے گا وہ اپنے آپکو
بیتہ۔	اور اپنے کنبہ کو تباہ کریگا۔
وان لیھود بنی النجار مثل ما	بنو نجار۔
لیھود بنی عوف	
وان لیھود بنی الحٰرث مثل	بنو حارث
ما لیھود بنی عوف	
وان لیھود بنی ساعدۃ مثل	بنو ساعدہ
ما لیھود بنی عوف	
وان لیھود بنی جُشَم مثل ما	بنو جشم
لیھود بنی عوف	
وان لیھود بنی الاوس مثل	
ما لیھود بنی عوف	
وان لیھود بنی ثَعلَبَۃَ مثل	جو بنو عوف کے یہودیوں کے لئے
لیھود بنی عوف۔	ہیں۔
الا من ظلم واثم فانہ لا یُوتِغُ	مگر جو شخص ظلم یا جرم کریگا۔ وہ اپنے آپکو
الا نفسہ واھل بیتہ۔	اور اپنے کنبہ کو خود ہلاک کریگا۔
وان جَفنَۃَ بطنٌ من ثعلبۃ کانفسھم	جفنہ، ثعلبہ کی ایک شاخ سمجھی جائیگی
۲۴ وان لبنی الشُطَیبۃ مثل ما	
لیھود بنی عوف۔	
وان البِرَّ دون الاثم	
وان موالی ثعلبۃ کانفسھم	اور بنو ثعلبہ کے آزاد کردہ غلام ان ہی کے مثل سمجھے جائینگے
وان بطانۃ یھود کانفسھم	یہود کے رازدار دوست ان جیسے سمجھے جائینگے
وانہ لا یخرج منھم احد الا	اور انہیں سے کوئی شخص حضرت محمد صلی اللہ
باذن محمد صلی اللہ علیہ وسلم	علیہ وسلم کی اجازت بغیر (لڑنے کے لئے)
	نہیں نکلے گا۔
وانہ لا ینحجز علی ثار جرح۔	کسی زخم کا بدلہ لینے سے انکو روکا نہیں جائیگا
وانہ من فتک فبنفسہ فتک	جو شخص کسی کو دھوکا دیکر قتل کریگا۔ اسکا
واھل بیتہ الا من ظلم و	ذمہ دار وہ خود اور اسکے گھر والے ہونگے مگر جو
ان اللہ علی ابر ھذا وان	شخص مظلوم ہے (وہ مستثنیٰ ہے) اور
علی الیھود نفقتھم وعلی المسلمین	مظلومیت کا بدلہ تو خدا کے پاس سے ملتا
نفقتھم۔	ہے۔ یہود کا خرچ ان کے ذمہ ہوگا۔ اور
	مسلمانوں کا مسلمانوں کے ذمے۔
وان بینھم النصر علی من	اس عہد نامہ کے شرکا میں سے جنکو
حارب اھل ھذہ الصحیفۃ	جنگ درپیش ہوگی سب اس کی
وان بینھم النصح والنصیحۃ	مدد کریں گے۔

عربی	اردو
والبِرّ دون الاثم۔	
وانہ لم یاثم امرؤٌ بحلیفہ	کوئی شخص اپنے حلیف کے جرم پر نہیں
	پکڑا جائے گا۔
وان النصر للمظلوم	مظلوم کی مدد کی جائیگی
وان الیھود ینفقون مع المومنین	اور یہود لڑائی میں مسلمانوں کے ساتھ
ما داموا محاربین۔	خرچ کرنے میں شریک ہونگے۔
وان یثرب حرامٌ جوفھا	مدینہ اس عہد نامہ کے شرکا کے
لاھل ھذہ الصحیفۃ۔	واسطے حرام (قابل احترام) ہے
وان الجار کالنفس غیر	پڑوسی کا حق اپنے نفس کے حق کے برابر
مضارٍ ولا آثم	سمجھا جائے اسکو کوئی ضرر نہ پہنچایا جائے۔
وانہ لا تجار حرمۃٌ الا باذن	کسی عورت کو اس کے گھر والوں کی
اھلھا۔	اجازت کے بغیر پناہ نہ دی جائے۔
وانہ ما کان بین اھل ھذہ	جو اس معاہدہ میں شریک ہیں۔
الصحیفۃ من حدث او اشتجار	اگر ان میں کوئی اختلاف یا قضیہ پیدا
یخاف فسادہ فان مردہ الی	ہو تو وہ خدا اور رسول کے حضور
اللہ عزوجل والی محمد رسول اللہ	میں پیش کیا جائیگا۔
صلی اللہ علیہ وسلم	
وان اللہ علی اتقی ما فی	خدا اس عہد نامہ کے اچھے شرائط
ھذہ الصحیفۃ وابرہ	گواہ ہے۔
وانہ لا تجار قریشٌ ولا من	قریش اور ان کے مددگاروں کو
نصرھا	پناہ نہیں دی جائیگی۔
وان بینھم النصر علی من	جب کوئی لشکر مدینہ پر حملہ آور ہو
دھم یثرب	تو سب مل کر اس کا مقابلہ کرینگے۔
واذا دعوا الی صلح یصالحونہ و	اور جب اس لشکر سے صلح ہو جائے۔
یلبسونہ فانھم یصالحونہ ویلبسونہ	تو وہ سب کی صلح سمجھی جائیگی۔
وانھم اذا دعوا الی مثل ذلک	اور جب یہود پر حملہ ہو۔ یا ان کے ساتھ
فانہ لھم علی المومنین الا	کوئی مصالحت ہو تو مسلمان ان کا ساتھ
من حارب فی الدین۔	دینگے۔ مگر جو لڑائی اسلام کو ضرر پہنچانے
	کے لئے ہو۔
علی کل اناس حصتھم من	ہر گروہ کو اپنا اپنا حصہ ادا کرنا
جانبھم الذی قبلھم۔	پڑے گا۔
وان یھود الاوس موالیھم و	بنو اوس کے یہودیوں اور ان کے
انفسھم علی مثل ما لاھل	موالی کے لئے وہی شرائط ہیں جو
ھذہ الصحیفۃ مع البر المحض	جو اس عہدنامہ کے دوسرے لوگوں کے
(من) من اھل ھذہ الصحیفۃ	واسطے ہیں نیکی اور بھلائی کے ساتھ۔

وان البر دون الاثم — بھلائی۔ بہرحال برائی سے مقدم ہی جائیگی۔
لا یکسب کاسب الا علی نفسہ — ہر شخص اپنے اعمال کی سزا پائیگا۔
وان اللہ علی اصدق ما فی — اللہ تعالے اس معاہدہ کے اچھے
ھذہ الصحیفۃ وابرہ — طور پر گواہ ہے۔
وانہ لا یحول ھذا الکتاب — یہ عہد نامہ کسی ظالم یا مجرم کی
دون ظالم وآثم۔ وانہ من — حمایت نہیں کرے گا۔ اس عہد نامہ
خرج آمن ومن قعد آمن — میں جو لوگ شریک ہوں۔ وہ چاہے
بالمدینۃ الا من ظلم او — مدینہ میں ہوں، یا باہر چلے جائیں،
آثم — امان میں رہیں گے۔ مگر جو ظلم کریگا۔
وان اللہ جار لمن بر واتقی — خدا اور رسولؐ اس کے محافظ ہیں
ومحمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ — جو نیک اور متقی ہو۔
وسلم۔ سیرۃ ابن ہشام ص۳۰۳

اس عہد نامہ پر مدینہ کی تمام قوموں کے سرداروں نے دستخط کر دیئے تو آپ نے مناسب سمجھا۔ کہ آس پاس کے قبائل پر بھی اس معاہدہ کی توسیع کر دی جائے۔ تاکہ قریش ان کو مسلمانوں کے خلاف برانگیختہ نہ کر سکیں۔ چنانچہ اس مقصد کے پیش نظر ایک مرتبہ آپ نے ماہ صفر میں مقام وُدّان تک کا سفر کیا۔ اور بنو ضمرہ بن بکر کو اس معاہدہ میں شریک کر لیا۔

پھر جمادی الثانی سنہ ۲ھ میں آپ ذوالعشیرہ (عشیراء۔ عسیرہ) تشریف لے گئے۔ (جو مدینہ سے ینبوع کی طرف ہے) اور بنو مدلج کو اس معاہدہ میں شریک کر کے واپس تشریف لائے۔

(۲) صلح حدیبیہ

ذوالقعدہ سنہ ۶ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ قریش نے سنا۔ تو مدافعت کی تیاری شروع کی اس لئے آپ نے حدیبیہ پہنچ کر قیام فرمایا۔ اور حضرت عثمان غنیؓ کو سفیر بنا کر قریش کے پاس بھیجا۔ ان کے چلے جانے کے بعد مسلمانوں میں یہ خبر پھیل گئی۔ کہ قریش نے ان کو قتل کر دیا ہے۔ اس لئے آپ نے تمام مسلمانوں کو بلا کر ایک درخت کے نیچے ان سے جاں نثاری کی بیعت لی۔ جو بیعت رضوان کے نام سے مشہور ہے۔

قریش کو معلوم ہوا تو انہوں نے خزاعہ کے سردار بدیل بن ورقا کو آپ کی خدمت میں استفسار حال کے لئے بھیجا۔ آپ نے ان سے فرمایا۔ کہ ہم صرف خانہ کعبہ کی زیارت کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے قریش کو چاہیئے۔ کہ ہماری راہ میں رکاوٹیں پیدا نہ کریں۔ انہوں نے جا کر قریش سے کہا۔ لیکن قریش کے سرداروں نے کہا۔ اگرچہ ہم جانتے ہیں۔ کہ وہ صرف زیارت کرنے آئے ہو۔ لیکن ہم ان کو مکہ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دے سکتے کیونکہ اس سے تمام عرب میں یہ چرچا پھیل جائے گا کہ مسلمان جبرًا مکہ میں داخل ہو کر عمرہ کر گئے۔

پھر قریش نے حُلیس بن علقمہ کنانی کو قاصد بنا کر بھیجا۔ اس نے جب قربانی کے اونٹ دیکھے۔ تو واپس جا کر قریش کو اطلاع دی۔ کہ مسلمان صرف عمرہ کے لئے آئے ہیں۔ ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔ انہوں نے کہا۔ تم بدو آدمی ہو۔ تمہیں کیا خبر کہ سیاسی چالیں کیسی ہوتی ہیں۔ اس پر حلیس کچھ گرم ہوا۔ مگر معاملہ فہم لوگوں نے سمجھا بجھا کر اسے خاموش کر دیا۔

اس کے بعد عروہ بن مسعود ثقفی قریش کی طرف سے آنحضرتؐ کے پاس آئے۔ یہاں انہوں نے صحابہ کی آنحضرتؐ سے وہ عقیدت اور وارفتگی دیکھی۔ کہ دنگ رہ گیا۔ اور واپس جا کر قریش سے کہا۔ کہ میں قیصر و کسریٰ کے درباروں میں بھی گیا ہوں۔ لیکن جو عزت محمدؐ کے ساتھی ان کی کرتے ہیں۔ وہ میں نے کسی بادشاہ کی نہیں دیکھی۔ میری رائے ہے۔ کہ جس طرح بھی بنے۔ ان سے صلح کر لو۔

پھر قریش نے سہیل بن عمرو کو سفیر بنا کر بھیجا۔ آنحضرتؐ نے ان کو دیکھ کر فرمایا۔ کہ قریش نے جب اس شخص کو بھیجا ہے۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کا ارادہ صلح کرنے کا ہے۔ سہیل نے کہا۔ اچھا ہو۔ کہ ہمارے آپ کے درمیان ایک معاہدہ ہو جائے۔ تاکہ فریقین مصیبت سے چھوٹ جائیں، آنحضرتؐ نے کاتب کو بلایا۔ اور فرمایا لکھدو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ — میں رحم کرنیوالے مہربان خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں ۱۲۵

سہیل نے کہا۔ "رحمٰن" تو آج ہی سننے میں آیا۔ آپ پرانے دستور کے مطابق یوں لکھوائیں۔

باسمک اللّٰھم۔ — اے اللہ۔ میں تیرے نام سے شروع کرتا ہوں

آنحضرتؐ نے اسی طرح لکھوایا۔ پھر کاتب سے فرمایا۔ لکھو۔

ھذا ما قاضی علیہ محمدٌ رسولُ اللہ۔ — یہ وہ فیصلہ ہے۔ جو محمد رسول اللہ نے کیا۔

سہیل نے اس پر بھی اعتراض کیا۔ اور کہا۔ اگر ہم آپ کو رسول اللہ مان لیں۔ تو پھر جھگڑا کس بات کا؟ اور معاہدہ لکھوانے کے کیا معنی؟ یوں لکھ دیا جائے۔

ھذا ما قاضی علیہ محمد بن عبد اللہ۔ — یہ وہ فیصلہ ہے۔ جو عبداللہ کے بیٹے محمدؐ نے کیا۔

آنحضرت نے فرمایا۔ کوئی حرج نہیں۔ تمہارے انکار کے باوجود میں رسول اللہ ہوں۔ پھر حضرت علیؓ کو (جو کاتب تھے) حکم دیا۔ کہ محمد بن عبداللہ لکھو۔ ان کو گراں گذرا۔ کہ آپ کے مبارک نام سے "رسول اللہ" کا لفظ کاٹ دیں۔ تو آپ نے خود اسے کاٹ دیا۔ (بخاری شریف)

پھر حسب ذیل شرائط پر صلح ہوئی۔

(۱) مسلمان اس سال واپس چلے جائیں۔ آئندہ سال آئیں۔

لیکن ہتھیار ساتھ نہ لائیں۔ صرف تلوار رکھ سکتے ہیں۔ بشرطیکہ میان میں ہو۔ انکو تین دن تک حرم میں ٹھہرنے کی اجازت ہوگی۔

(۲) جو قبائل چاہیں۔ قریش کے ساتھ مل جائیں۔ اور جو چاہیں۔ وہ مسلمانوں کے ساتھ شامل ہو جائیں۔

(۳) اگر قریش میں سے کوئی شخص مسلمان ہو کر مدینہ چلا جائے۔ تو آنحضرتؐ اسے قریش کے طلب کرنے پر واپس کر دینگے۔ لیکن جو شخص اسلام چھوڑ کر مکہ آ جائے قریش اسے واپس نہیں کریگے۔

(۴) دس سال تک صلح رہے گی۔ فریقین کو آمد و رفت کی پوری آزادی حاصل ہوگی۔

اس عہدنامہ کی تمام شرطیں بظاہر مسلمانوں کے خلاف تھیں۔ اس لئے مسلمانوں پر مایوسی طاری ہوئی۔ لیکن آنحضرتؐ نے فرمایا۔ کہ میں خدا کا رسولؐ ہوں۔ اس کے حکم کی مخالفت نہیں کر سکتا۔ اس سے لوگوں کو اطمینان حاصل ہوا۔

معاہدہ مکمل ہو چکا۔ تو خزاعہ آنحضرتؐ کے حلیف بن گئے۔ اور بنو بکر، قریش کے ساتھ شامل ہو گئے۔ جب آپ وہاں سے مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ تو سورۂ فتح نازل ہوئی۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے اس صلح کو "فتح مبین" (کھلی ہوئی کامیابی) فرمایا۔

126 اس معاہدہ کا بڑا فائدہ یہ ہوا کہ قریش اور مسلمانوں کی آمد و رفت جاری ہو گئی۔ اس طرح اسلام اور مسلمانوں کے متعلق جو غلط پروپیگنڈا مکہ میں ہو کرتا تھا۔ اس کا خاتمہ ہو چکا۔ قرآن کریم کی پاکیزہ تعلیمات اور مسلمانوں کا عمل قریش کے دلوں میں گھر کرتے گئے۔ چنانچہ تھوڑے عرصہ میں عمرو بن العاص، خالد بن ولید اور عثمان بن طلحہ (کلید بردار کعبہ) جیسے سردار مکہ چھوڑ کر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ اور مکہ نے اپنے اکثر جگر گوشوں کو اٹھا کر مدینہ کے حوالہ کر دیا۔

(۳) ایلہ والوں کے ساتھ معاہدہ

رجب ۹ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تیس ہزار صحابہ کے ساتھ قیصر روم کی پیش بندی کے لئے تبوک تشریف لے گئے تھے۔ وہاں متعدد قبائل کے سرداروں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر معاہدے کرلئے۔ شہر ایلہ کا حاکم یحنہ بن رؤبہ تھا۔ آنحضرت نے ان کو جو تحریر دی تھی۔ اس کے الفاظ یہ ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	میں رحم کرنیوالے مہربان خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں
ھذہٖ اٰمنۃٌ من اللہ و محمد النبی	یہ اللہ اور اللہ کے رسول محمد نبی کی طرف سے امان نامہ ہے
رسول اللہ لیحنۃ بن رؤبۃ	جو یحنہ بن رؤبہ اور باشندگان ایلہ کو
واھل ایلۃ۔	دیا گیا۔
سفنھم وسیّارتھم فی البر والبحر	ان کے جہاز اور قافلے، خشکی اور سمندر میں
لھم ذمۃ اللہ و محمد النبی ومن کان	اور محمد رسول اللہ کی پناہ میں ہیں۔ نیز جو

معھم من اھل الشام واھل الیمن	شامی، یمنی یا سمندر کے ساحل کے لوگ ان کے ساتھ
واھل البحر۔ فمن احدث منھم	ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی شخص جرم کا مرتکب ہوگا
حدثا فانہ لا یحول مالہ دون	تو اس کا مال اس کی جان نہیں بچا سکیگا
نفسہ۔ وانہ طیبٌ لمن اخذہ من	اور اس کا مال لُٹا دیا جائے گا۔
الناس۔ وانہ لا یحل ان یمنعوا	اور یہ لوگ خشکی اور سمندر میں کسی جگہ
ماءً یردونہ ولا طریقا یریدونہ من	سفر کرنے سے روکے نہیں جائیں گے
بر وبحر ھذا کتاب جھیم بن الصلت	اس خط کو جہیم بن صلت اور شرجیل
وشرحبیل بن حسنۃ باذن رسول اللہ	بن حسنہ نے آنحضرتؐ کے حکم سے لکھا۔

زاد المعاد ج ۳ ص ۔۔ مواہب لدنیہ ج ۱ ص ۲۲۵

(۴) اذرح والوں کے ساتھ معاہدہ

اسی سفر میں اذرح اور جرباء والوں سے ایک سو دینار سالانہ پر مصالحت ہوئی۔ معاہدہ حسب ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	میں رحم کرنیوالے مہربان خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں
ھذا الکتاب من محمد النبی	یہ تحریر اللہ کے رسول محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
رسول اللہ لاھل اذرح	نے اذرح والوں کو دی۔
انھم آمنون بامان اللہ وامان	کہ وہ خدا اور محمد (علیہ السلام) کے امان
محمد وان علیھم مائۃ دینار	میں رہینگے اور ہر سال ماہ رجب میں ایک سو
فی کل رجب وافیۃ طیبۃ	پاؤنڈ کی رقم بلا کم و کاست ادا کرتے رہینگے
واللہ کفیل علیھم بالنصح و	اللہ ان پر کفیل ہے۔ کہ یہ لوگ مسلمانوں کے
الاحسان الی المسلمین۔ ومن	خیر خواہ ہونگے۔ انکے ساتھ اچھا برتاؤ کرینگے
لجأ الیھم من المسلمین من	اور جو مسلمان دشمن کے ڈر سے بھاگ کر انکی
المخافۃ۔	پناہ میں آئیگا۔ اسکی حفاظت کرینگے۔

مواہب لدنیہ ج ۱ ص ۲۲۵

(۵) بنو جنبہ اور مقنا والوں سے معاہدہ

اسی سفر میں مقنا والوں کے ساتھ بھی معاہدہ ہوا تھا۔ یہ لوگ یہودی مذہب رکھتے تھے صلح نامہ ایک چمڑے کے ٹکڑے پر لکھا گیا تھا جس کا مضمون یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	میں رحم کرنیوالے مہربان خدا کا نام لیکر شروع کرتا ہوں۔ یہ امان نامہ محمد رسول اللہ کی طرف سے
من محمد رسول اللہ الی بنی	
جنبۃ واھل مقنا۔ سلم انتم	بنو جنبہ اور اہل مقنا کے واسطے ہے تم سلامت رہو
فانہ انزل علیّ انکم راجعون الی	مجھے خبر دی گئی ہے کہ تم واپس ہونا چاہتے ہو
قریتکم۔ فاذا جاءکم کتابی ھذا	پس میں اس خط کے ذریعہ تمہیں مطلع کرتا
فانکم آمنون۔ ولکم ذمۃ اللہ	ہوں۔ اور تم اللہ اور
وذمۃ رسولہ۔ وان رسول اللہ	اس کے رسول کی پناہ میں داخل سمجھے جاؤ گے
قد غفر لکم ذنوبکم۔	اور اللہ کے رسول نے تمہارے قصور،
وکل دم اتبعتم بہ۔	اور خون بہا معاف فرما دیئے۔
لا شریک لکم فی قریتکم الا رسول اللہ	خدا کے رسول اور اس کے قاصد کے سوا

... رسول الله ...	تمہاری زراعت کو بھی دخل نہیں ہوگا
والله لا نظلمکم ولا نقدوان	تم پر ظلم اور تعدی نہیں کی جائیگی۔
وان رسول الله صلی الله علیہ وسلم	اللہ کا رسول تمہیں ہر اس آفت سے بچائیگا
یجیرکم مما یجیر منہ نفسہ	جس سے اپنے آپ کو محفوظ رکھتا ہے۔
فان لرسول الله بزنکم ورقیقکم	کیونکہ تمہارا مال اور اسباب، غلام
والکراع والحلقۃ الا ما عفا عنہ	مویشی اور زرہ رسول اللہ کے ہیں بجز
رسول الله، او رسول رسول الله	اس کے جو رسول اللہ یا اس کے نائب نے
وان علیکم بعد ذلک ربع ما	معاف کر دیا ہو۔ غرما، شکار اور کاتے ہوئے
اخرجت نخلکم وربع ما صادت	سوت میں سے ایک چوتھائی تمہیں ادا
عرککم۔ وربع ما اغتزلت نساءکم	کرنی پڑے گی۔
وانکم قد شریتم بعد ذلکم ورفعکم	اس کے علاوہ سب چیزیں تمہاری ہیں۔
رسول الله صلی الله علیہ وسلم	رسول اللہ نے تمہیں جزیہ اور بیگار معاف
عن کل جزیۃ وسخرۃ۔	کر دیئے ہیں۔
فان سمعتم واطعتم فعلی رسول الله	اگر تم فرماں بردار رہوگے۔ تو اللہ کا رسول
ان یکرم کریمکم ویعفو عن مسیئکم	تمہارے شریف آدمی کی عزت کریگا، اور
ومن ائتمر فی بنی حبیبۃ واہل	غلطی کرنیوالوں کو معاف کریگا۔ جو مسلمان
مقنا۔	بنو حبیبہ اور اہل مقنا کی خیر خواہی کریگا۔
من المسلمین خیرا فہو خیر لہ	وہ اپنے حق میں بھلا کرے گا۔
ومن اطلعہم بشر فہو شر لہ۔	جو ان کے ساتھ برا کریگا وہ اپنے ساتھ برا کریگا
ولیس علیکم امیرا الا من انفسکم	تمہارا امیر اپنا ہوگا۔
او من اہل بیت رسول الله صلی الله علیہ وسلم	یا اہل بیت نبوت میں سے کوئی شخص
وکتب علی بن ابی طالب فی سنۃ تسع	(حضرت) علی بن ابی طالب نے ۹ھ میں لکھا۔

فتوح البلدان ص...

یہ تحریر بگمان غالب جعلی ہے۔ کیونکہ غزوۂ تبوک میں حضرت علیؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں گئے تھے۔ میرے نزدیک کسی یہودی نے اپنی مظلومیت کو اجاگر کرنے کے لئے یہ افسانہ گھڑ لیا ہے۔ اس عہد نامہ کا مضمون ہی کچھ عجیب ہے۔ اہل مقنا، کھجور، شکار، اور سوت میں سے ایک چوتھائی ادا کرینگے۔ اور امیر ان کا اپنا آدمی ہوگا۔ یا پھر حضور اکرم کا کوئی رشتہ دار۔ واللہ اعلم۔

(۶) اکیدر سے معاہدہ

تبوک سے واپس ہوکر آنحضرتؐ نے حضرت خالد بن ولید کو شوال ۹ھ میں ۴۲۵ سواروں کے ساتھ دومۃ الجندل کی طرف بھیجا۔ وہ رات کے وقت وہاں پہنچے۔ کیا دیکھتے ہیں۔ کہ شہر کا حاکم ــ اکیدر ــ اس کا بھائی حسان اور چند سپاہی ایک نیل گائے کے پیچھے دوڑ رہے ہیں۔ حضرت خالدؓ نے ان پر حملہ کیا۔ معمولی سی لڑائی ہوئی۔ حسان مارا گیا۔ اور اکیدر بن عبد الملک کندی گرفتار ہوا۔ حضرت خالدؓ اسکو لیکر مدینہ آئے۔ جہاں اکیدر نے اسلام قبول کیا۔ آنحضرتؐ نے ان کو ذیل کا فرمان لکھوا کر دیا۔ جسے لے کر وہ اپنی ریاست میں واپس آئے۔

بسم الله الرحمن الرحیم	شروع کرتا ہوں نہایت مہربان خدا کا نام لیکر شروع کرتا ہوں
ہذا کتاب من محمد رسول الله	یہ خط اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے
لاکیدر حین اجاب الی الاسلام	اکیدر کو اس وقت لکھوا کر دیا۔ جب اسلام
وخلع الانداد والاصنام مع	لایا اور شرک و بت پرستی سے تائب ہوا۔
خالد۔ ان لنا الضاحیۃ من	یہی فرمان دومہ کے دوسرے باشندوں کیلئے
الضحل والبور والمعامی	بھی ہے۔ کہ دومۃ الجندل کے چشمے بنجر زمین
واغفال الارض والحلقۃ	شاملات، افتادہ آراضی، زرہ، ہتھیار
والسلاح والحافر والحصن	گھوڑے، خچر، گدھے، اور قلعے ہمارے
ولکم الضامنۃ من النخل والمعین	جائیں۔ اور بستی کے اندر کی درخت اور چشمے
من المعمور، لا تعدل سارحتکم	تمہاری ملکیت متصور ہوں۔ تمہاری مویشی
ولا تعد فاردتکم، ولا یحظر علیکم	چراگاہوں سے روکے نہیں جائینگے اور زائد از
النبات۔ تقیمون الصلوۃ	نصاب مویشیوں کو زکوۃ لیتے وقت شمار نہیں
لوقتہا، وتؤتون الزکوۃ بحقہا	کیا جائیگا۔ تم اپنے علاقہ کے نباتات آزادی سے
علیکم بذلک عہد الله و	کام میں لاسکتے ہو۔ نماز کی پابندی کرو اور
المیثاق۔ ولکم بہ الصدق والوفا	زکوۃ ادا کیا کرو۔ تم نے یہ معاہدہ خدا کے ساتھ

کیا ہے۔ اسکو نبھانا پڑے گا۔ اور ہم اپنی طرف سے تمہارے حقوق پورے پورے ادا کرتے رہا کرینگے۔

شہد الله ومن حضر من المسلمین	خدا اور موجودہ مسلمان ان باتوں پر گواہ ہیں

فتوح البلدان ص۷۲

اکیدر آنحضرتؐ کی زندگی میں برابر زکوٰۃ دیتا رہا۔ لیکن خلافت صدیقی میں نقض عہد کرکے حیرہ چلا گیا۔ اس کے بھائی حریث نے اسلام قبول کیا۔ جو دومۃ الجندل کا فرماں روا تسلیم کیا گیا۔ اور اکیدر، حضرت خالدؓ کے ہاتھوں اپنے کیفر کردار کو پہنچا۔

(۷) نجران والوں سے معاہدہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل نجران کے نام ایک تبلیغی خط بھیجا جس میں ان کو اسلام لانے کی ترغیب دی۔ جب وہاں کے بشپ نے نامۂ مبارک کو ملاحظہ کیا۔ تو اس نے تحقیق احوال اور مصالحت کے لئے شرجیل بن وداعہ ہمدانی، عبداللہ بن شرجیل اور جبار بن قیس حارثی کو روانہ کیا۔ یہ تینوں آدمی اس علاقہ کے نہایت ہوشیار، مدبر اور صاحب رائے سمجھے جاتے تھے۔ جب یہ لوگ مدینہ پہونچے۔ تو سفر کے کپڑے اتار کر ریشمی لباس پہنا۔ سونے کی انگوٹھیاں پہنیں۔ اور آنحضرتؐ کی خدمت میں

[illegible] ان کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ [illegible]
[illegible] حضرت عبدالرحمن بن عوف سے مشورہ کیا۔ انہوں نے کہا
[illegible] آنحضرت کو تمہارا لباس اور زیب و زینت پسند نہیں آیا۔ اس لئے
[illegible] لباس پہن کر دوبارہ حاضر خدمت ہو جاؤ۔

جب اس مشورہ پر عمل پیرا ہو کر دوسرے دن وہ لوگ دربار نبوی میں حاضر ہوئے۔ تو آپ نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ ان سے ملے۔ اور دیر تک [illegible] رہے۔ متعدد سوال و جواب ہوتے۔ آخر میں انہوں نے کہا۔ کہ حضرت عیسیٰ کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ میں فی الحال کوئی جواب نہیں دے سکتا۔ تم ابھی ٹھہرو۔ جو وحی ہوگی۔ سنا دونگا۔ صبح کو یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ	بیشک عیسیٰ کی حالت اللہ کے نزدیک آدمؑ
آدَمَ ۔ خَلَقَهُ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ	کے مانند ہے اسے خدا نے مٹی سے پیدا
لَهُ كُن فَيَكُونُ ۔ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ	کیا۔ پھر اسے کہا۔ ہو جا۔ وہ ہو گیا۔ یہ تیرے
فَلَا تَكُن مِّنَ الْمُمْتَرِينَ ۔	رب کی طرف سے حق ہے۔ پس شک مت کرو
فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِن بَعْدِ مَا	اب جب تیرے پاس علم آ گیا۔ اگر تم سے کوئی
جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا	جھگڑا کرے۔ تو کہہ دو۔ آؤ ہم اپنے بیٹوں
نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا	اور تمہارے بیٹوں کو۔ اپنی عورتوں اور
وَنِسَاءَكُمْ وَأَنفُسَنَا وَأَنفُسَكُمْ ثُمَّ	تمہاری عورتوں کو اور اپنے لوگوں اور
نَبْتَهِلْ فَنَجْعَل لَّعْنَتَ اللَّهِ	تمہارے لوگوں کو بلائیں۔ پھر گڑگڑا کر دعا
عَلَى الْكَاذِبِينَ ۔	کریں (مباہلہ کریں) اور جھوٹوں پر لعنت کریں۔

ظاہر ہے۔ کہ حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا ماننے والے لوگ قرآن کریم کی اس صریح [illegible] پر رضامند نہیں ہو سکتے تھے۔ اس لئے صبح کو آپ حضرت امام حسنؓ و امام حسینؓ، حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کو مباہلہ کرنے کی غرض سے اپنے ساتھ لے آئے۔

جب نجران کے عیسائیوں نے یہ دیکھا تو مشورہ کر کے فیصلہ کیا۔ کہ آپ سے صلح کر لیں۔ اور رقم جزیہ کا فیصلہ بھی آپ کی رائے پر چھوڑ دیں۔ چنانچہ انہوں نے عرض کیا کہ مباہلہ کی نسبت ہم یہ بہتر سمجھتے ہیں۔ کہ جو جزیہ آپ مناسب سمجھیں مقرر فرما دیں۔ کل صبح ہم کو جواب مل جانا چاہئے۔ اگلے دن آپ نے [illegible] ان کے حوالہ کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم	شروع کرتا ہوں مہربان خدا کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا ہے
هذا ما كتب النبي رسول الله [illegible]	یہ [illegible] اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
[illegible]	[illegible]

[illegible]	[illegible]
ذلك الحلل [illegible] الاواقي	[illegible]
دو ہزار کپڑے ادا کئے جائیں گے۔	
في كل رجب الف حلة وفي كل	ایک ہزار ماہ رجب میں [illegible]
صفر الف حلة ۔ كل حلة	صفر میں ادا ہوں گے [illegible]
أوقية ۔ فما زادت حلل	چاندی کے برابر ہوگی۔ [illegible]
الخراج او نقصت عن الاواقي	ہوتا ہے) جس کپڑے کی قیمت [illegible]
فبالحساب	کم یا زیادہ ہوگی وہ اسی حساب [illegible]
وما قضوا من دروع او خيل	اگر وہ لوگ کپڑوں کے بدلے زرہیں
او ركاب او عروض أخذ منهم	گھوڑے، اونٹ یا کوئی اور چیز [illegible]
بالحساب ۔	تو حساب کے مطابق قبول کیا جائیگا۔
وعلى نجران مثواة رسلي	نجرانیوں کو میرے ایلچیوں کا ایک ماہ
شهرا فما دونه	یا اس سے کم کا خرچ دینا پڑیگا۔
ولا يحبس رسلي فوق شهر و	اور وہ کسی ایلچی کو [illegible]
عليهم عارية ثلاثين درعا ۔	ایک [illegible] تیس زرہیں [illegible]
وثلاثين فرسا وثلاثين بعيرا	جب یمن میں کوئی غدر ہو۔ تو [illegible]
اذا كان كيد باليمن ذو معذرة	زرہیں، گھوڑے اور [illegible] اونٹ [illegible]
طور پر عاریۃً دینگے۔	
وما هلك مما اعاروا رسلي من	ان میں سے جو چیز ضائع [illegible]
خيل او ركاب فهم ضمن حتى	ہوگی۔ اس کی قیمت [illegible]
يردوه اليهم ۔	ادا کریگا۔
ولنجران وحاشيتها جوار الله وذمة	نجرانیوں اور ان کے متعلقین کی جان [illegible]
محمد النبي رسول الله على انفسهم	[illegible]
وملتهم وارضهم واموالهم وغائبهم	[illegible]
وشاهدهم وعشيرتهم وبيعهم	[illegible] حاضر و غائب [illegible]
وملتهم ۔ لا يغير ما كانوا عليه ولا	[illegible]
يغير حق من حقوقهم وملتهم	[illegible]
لا يغير اسقف من اسقفيته	[illegible]
ولا راهب من رهبانيته	راہب [illegible]
ولا واقه من وقاهيته	[illegible]
على ما تحت ايديهم من قليل او	[illegible]
كثير [illegible]	[illegible]

[illegible]	[illegible] کسی کو ان کا راہب ہونا [illegible]
[illegible] ولا یفتنون	جیساکہ پہلے تھا۔ اگر کوئی سود لیتا ہے
ومن اکل منهم ربا من ذی قبل	یہ شخص سود لیتا ہے میرا ذمہ اس سے
فذمتی منه بریئة۔	بری ہے۔
ولا یؤخذ منهم رجل بظلم آخر	کوئی شخص دوسرے کے جرم میں نہیں پکڑا جائیگا
وعلیٰ ما فی هذه الصحیفة	جو کچھ اس صحیفہ میں درج ہے وہ خدا کی
جوار الله وذمة محمد النبی ابداً	نگہبانی اور محمد رسول اللہ کی ذمہ داری میں
حتی یاتی الله بامره ما نصحوا واصلحوا فیما علیهم غیر	ہے جب تک کہ یہ لوگ خیرخواہانہ طریق پر
مثقلین بظلم شهد ابو سفیان	حقوق ادا کرتے رہیں، اور ظلم کرنے سے
بن حرب وغیلان بن عمرو ومالک	پرہیز کریں۔ ابوسفیان بن حرب غیلان
بن عوف من بنی نصر والاقرع	بن عمرو مالک بن عوف، اقرع بن حابس
بن حابس الحنظلی والمغیرة وکتب	حنظلی اور مغیرہ اس پر گواہ ہیں۔ اس پر گواہ
[illegible] زاد المعاد ج ۳ ص [illegible]	ہیں۔ اس خط کو مغیرہ نے اپنے قلم سے لکھا۔

جب یہ لوگ فرمان لے کر نجران کی طرف چلے تو وہاں کے بشپ نے ایک منزل آگے بڑھ کر ان کا استقبال کیا۔ انہوں نے یہ مکتوب اس کے ہاتھ میں رکھ دیا وہ چلتے چلتے اسکو پڑھنے لگا۔ اتنے میں اس کے بھائی ابوعلقمہ کی اونٹنی کو ٹھوکر لگی۔ ابوعلقمہ نیچے گر گیا۔ اس نے گرتے وقت کہا۔ اس کا برا ہو۔ (اشارہ آنحضرت کی طرف تھا) اس پر بشپ نے کہا اے تم نے ایک پیغمبر کے بارہ میں یہ لفظ کہا۔ بشر نے جواب دیا اگر یہ بات ہے تو میں بھی اونٹنی کا پالان اسی کے پاس جاکر اتارونگا۔ یہ کہکر وہ مدینہ کی طرف چل پڑا بشپ نے کہا۔ بھائی سنو۔ اسکو یہ کہنے سے میرا یہ مقصد تھا کہ ان قبائل میں مشہور ہو جائے۔ تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ ہم نے اس سے مصالحت کرنے میں کوئی حماقت کی ہے۔ ان کی فیاضی سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہے حالانکہ ہماری طاقت اور شوکت اوروں سے بڑھ کر ہے۔

ابوعلقمہ نے کہا نہیں جناب معاف کیجئے جو بات آپکی زبان سے نکل چکی ہے آپ کبھی اسے واپس لینے کا موقع نہیں دونگا۔ چنانچہ وہ مدینہ آکر مسلمان ہو گیا۔ اور برابر آپکی رفاقت میں رہا۔ یہاں تک کہ شہادت پائی۔

—— نجران کے گرجاؤں میں ایک راہب تھا جس کا نام ابی شمر زبیدی تھا کہا ایک بڑا عابد زاہد سمجھا جاتا تھا جو مدت سے گرجا کی بالائی منزل میں معتکف تھا۔ جب اس نے یہ سارا واقعہ سنا تو وہاں سے اترا آنحضرت کی خدمت میں ایک پیالہ، ایک عصا اور ایک چادر لیکر چلا آیا۔ مدتوں مدینہ میں مقیم رہا۔ مگر مسلمان نہ ہوا۔ پھر آپ سے اجازت لے کر نجران چلا گیا۔ کہتا تھا کہ میں بہت جلد واپس آ جاؤنگا۔ لیکن قدرت اسکو دوبارہ [illegible] آنے کا موقع نہ دیا [illegible]

[illegible] اسقف نجران سے معاہدہ

[illegible] نجران کا بشپ، ابوحارثہ اور عبد المسیح کی ساتھ [illegible] [illegible] حاضر ہوئے۔ مگر کوئی معاہدہ کے [illegible]

میں پہنچے۔ چونکہ ان کی عبادت کا وقت تھا۔ انہوں نے مسجد نبوی میں مشرق کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنی شروع کی۔ صحابہ نے روکنا چاہا۔ مگر آنحضرت نے فرمایا۔ کوئی حرج نہیں۔ ان کو اپنے طریقہ پر عبادت کرنے دو۔ چنانچہ انہوں نے اپنے مذہبی رسم کے مطابق نماز ادا کر دی۔ (زاد المعاد ج ۳ ص [illegible])

یہ لوگ چند روز تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہے کبھی کبھی مدینہ کے یہودی بھی ان سے ملنے آیا کرتے تھے۔ اور چونکہ یہودیوں اور عیسائیوں میں سخت مذہبی عداوت ہے۔ اس لئے کبھی کبھی مناظرہ بھی شروع ہو جایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ یہودیوں نے کہا۔ کہ حضرت ابراہیم یہودی تھے۔ نجران کے عیسائیوں نے کہا۔ نہیں وہ عیسائی تھے۔ اسپر قرآن کریم کی چند آیتیں اتریں۔ جن میں ان دونوں قوموں کی جہالت کو اس طرح واضح کر دیا گیا۔ کہ توریت اور انجیل دونوں حضرت ابراہیم کے بہت بعد نازل ہوئے ہیں پھر وہ کیسے یہودی یا نصرانی بن سکتے ہیں۔ وہ تو یکسو موحد اور مسلم تھے۔

چونکہ بشپ اس تمام علاقہ کا مذہبی سردار تھا۔ اس لئے آنحضرت نے اس کے ساتھ دوبارہ ایک خاص معاہدہ کیا جس میں گرجوں، پادریوں، راہبوں اور مذہبی لوگوں کی حفاظت پر خاص طور سے زور دیا گیا تھا۔ معاہدہ حسب ذیل ہے

بسم الله الرحمٰن الرحیم	میں شروع کرتا ہوں نہایت مہربان خدا کے نام سے [illegible]
من محمد النبی الی الاسقف ابی	یہ تحریر اللہ کے رسول محمد نے ابوالحارث بشپ
الحارث واساقفة نجران و	کو دی۔ اور اس کے بعد نجران کے دوسرے بشپوں
کهنتهم ورهبانهم واهل بیعهم و	کے۔ نیز ان کے کاہن، راہب، اہل بیعہ،
رقیقهم وملّتهم وسوقتهم وعلی	غلام، اہل مذہب اور ان کی قوم کی تمام
کل ما تحت ایدیهم من قلیل وکثیر	ملکیتیں، سب کو خدا اور رسول کی حفاظت
جوار الله ورسوله	حاصل ہوگی۔
لا یغیر اسقف من اسقفیته ولا	کوئی بشپ
راهب من رهبانیته	کوئی راہب
ولا کاهن من کهانته	اور کوئی کاہن اپنے عہدے سے معزول نہ کیا جائیگا
ولا یغیر حق من حقوقهم ولا	ان کے کسی حق یا اختیار میں مداخلت نہیں کی جائے گی
سلطانهم ولا مما کانوا علیه علیٰ ذلک	نہ ان کی موجودہ حالت میں مداخلت کی جائیگی
جوار الله ورسوله ابداً ما نصحوا و	وہ ہمیشہ خدا اور رسول کی حفاظت میں رہیں گے
اصلحوا فیما علیهم غیر مثقلین بظلم	بشرطیکہ سچائی کیساتھ خیرخواہ رہیں۔ ظالموں کا
ولا ظالمین وکتب المغیرة بن شعبة	ساتھ دیں اور نہ خود ظلم کریں۔ مغیرہ بن
زاد المعاد ج ۳ ص [illegible]	شعبہ نے لکھا۔

چلتے وقت انہوں نے کہا کہ کسی امانتدار شخص کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے جو [illegible] ادا کر دیا کرے۔ آپ نے حضرت ابوعبیدہ کو ان کے ساتھ کر دیا۔ اور فرمایا یہ شخص میری امت [illegible] حضرت ابوعبیدہ کی دیانت اس تمام علاقہ میں اسلام پھیل گیا۔ بس یہی معاہدہ [illegible] وہ عالم نے اپنی زندگی میں بلا خیر جملوں سے کئے۔ اس کے بعد [illegible] [illegible]

ستر روپے کا ذخیرہ بارہ آنے میں

حدیث کی چھ کتابیں

بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اردو زبان میں۔

رسول اللہ کی احادیث کی چھ کتابیں۔ بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ سب سے زیادہ مستند ہیں۔ اگر آپ عربی زبان میں چھپی ہوئی کتابیں خریدیں تو ان کی قیمت آپ کو کم از کم ساٹھ ستر روپے دینی پڑے گی۔ لیکن اپنی مادری زبان اردو میں ان چھ کتابوں کا بہترین انتخاب

آپ صرف بارہ ۱۲/ آنے میں حاصل کر سکتے ہیں

گویا اس کے معنی یہ ہیں کہ نہ صرف آپ کی مادری زبان میں مستند احادیث مل جاتی ہیں بلکہ [illegible] جو آپ ستر روپے کی احادیث خرید کر حاصل کر سکتے ہیں صرف بارہ آنے خرچ کر کے حاصل کر سکیں گے یہ نایاب کتاب

انتخاب صحاح ستہ اردو

ہے۔ جس میں تقریباً سات سو مستند احادیث ہیں جن میں عبادات و [illegible] کے متعلق احادیث ہیں دینی و دنیوی معاملات کے بارے میں احادیث ہیں تمدن و معاشرت کی تعلیم دینے والی احادیث ہیں، اخلاق و عادات کے سلسلہ میں احادیث ہیں غرضیکہ دینی و دنیوی معاملہ میں ایک مسلمان کو جن احادیث کی ضرورت روزانہ رہتی ہے وہ اس نایاب کتاب میں مع ضروری شرح [illegible] گئی ہیں معارف و [illegible] میں یہ اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہے اردو [illegible] زبان میں جن احادیث کی روزانہ ضرورت رہتی ہے مستند احادیث تقسیم شدہ عنوانات کے ماتحت درج کر دی گئی ہیں اور ہر عنوان کے ماتحت [illegible]

۱۴

فہرست مضامین	احکام طہارت	[illegible]	احکام قبر	ظہور قیامت	[illegible] نرمی اور قول	آداب مجلس	پڑوسی کا حق	قتل و عداوت	آداب طعام
دیباچہ	موجبات وضو	رمضان کی فضیلت	زیارت قبور	عالم برزخ	عجز وانکسار	استیذان	عیادت مریض	عقود منع	بال لباس پردہ
باب اعتقادات	مسواک	شب قدر	طلاق	احوال قیامت	غرور فخر	سلام	فضیلت مرض	بدگمانی	امانت وخیانت
ایمان واسلام [illegible]	غسل جنابت	اعتکاف زکوٰۃ	باب معاملات	حساب وکتاب	حرص وصبر	مصافحہ	جانوروں کے ساتھ	تعاون	ایفائے وعدہ
[illegible]	غسل سنت، تیمم	حج صدقہ فطرہ	کسب حلال وحرام	شفاعت	زہد وقناعت، فقر	دعوت	سلوک	بہتان غیبت	وغیرہ
تقدیر قدر	حیض و مستحاضہ	فضیلت مکہ معظمہ	کسب تجارت	جنت و دوزخ	خوش اخلاقی وبد اخلاقی	اثر صحبت	نصیحت	مدح وشکر	قیمت
کتاب سنت اجماع	برکات اذان	فضیلت مدینہ منورہ	سود فتن	صدق وکذب	رحم، ظلم، نفاق	صلۂ رحم	سب وشتم	تعصب واستہزا	ایک روپیہ
خلوص وریا	حرمت مساجد	قبل وبعد موت	آثار قیامت	بخل اخفا [illegible]	ضحک وتبسم ومزاح	حقوق والدین	لعنت وتکفیر	اکرام واحترام	(ط)
باب عبادت	نماز باجماعت	احکام صیام	نکاح، احکام [illegible]	جود وسخا	ضد باب ۵	حقوق اولاد	میل جول	[illegible]	علاوہ قیمت
آداب [illegible]	امامت، جمعہ	متابعت جنازہ	خروج دجال وغیرہ	باب معاشرت	اخلاق وعادات	حقوق زوجین	بغض وعداوت	آداب تسمیہ	۱۲/

مناجات مقبول

ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب، دعاؤں کی مقبول کتاب ہے اول سات دن کی اردو نظم نہایت موثر مناجاتیں ہیں، دعا مانگنے کے طریقہ اور آداب نہایت فصاحت کی خوبصورت دل کش حکایتیں، پھر قرآن شریف سے سات دن کی دعائیں کلام کی مجرب دعائیں جن کو حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے جمع کیا ہے پھر استغفار و منزل [illegible] مع ترجمہ [illegible] ترجمہ مولوی اشرف علی صاحب [illegible] [illegible]

شرح اسماء اللہ الحسنیٰ

یہ کتاب حضرت علامہ قاضی محمد سلیمان صاحب سلمان مرحوم کی آخری کتاب ہے۔ اس کتاب میں آپ نے اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں کی تشریح و تفصیل علمی اور لغوی اور ذکری حیثیت سے اس خوبی سے بیان کی ہے کہ گویا اس کا بیان کرنا آپ پر ختم ہو چکا ہے ... کے خواص اور اثرات آپ نے خاص طور پر [illegible] رقم فرمائے ہیں اور بیان کیا جاتا ہے کہ اس کتاب کے اکثر [illegible] اور نکات قاضی صاحب کو عالم مراقبہ میں حضور [illegible] نے تلقین فرمائے تھے ... قیمت ۸ علاوہ محصول

جواہر خمسہ کامل

عملیات جواہر کی مخصوص ترکتاب ہے جو [illegible] کے لئے [illegible] اس کے چار حصے ہیں [illegible] بسم اللہ [illegible] باری تعالیٰ [illegible] حصہ سوم میں [illegible] ذکر [illegible] چوتھے حصہ میں [illegible] مجرب [illegible]

درس معاشرت

اے پروردگار ... بہترین کتاب جو بہت سبق آموز افسانوں کا دلکش مجموعہ ہے ہر ایک افسانہ اسلام کے طرز معاشرت کی ہر قسم تصویر ہے افسانہ دیکھ پیرایہ میں مسلمانوں کی کتابیں ... افسانہ میں اصلاح رسوم کی عملی تعلیم دی گئی ہے کسی مسلمان کا گھر اس کتاب سے خالی نہ رہنا چاہئے۔ کاغذ، لکھائی چھپائی عمدہ، ضخامت ... صفحے۔ باوجود ان تمام خوبیوں کے قیمت صرف آٹھ آنے رکھی ہے، بہت جلد طلب فرمائیے بہت کم جلدیں باقی ہیں۔

قیمت ۸ر محصول ۲ر کل ۱۰ر

معلم عربی

ہر مسلمان کی یہ دلی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اتنی عربی ضرور جان جائے جس سے وہ قرآن کو سمجھ کر پڑھ سکے اگر معانی نہیں معلوم ہوں تب بھی الفاظ کے معنی معلوم ہو جائیں۔ عربی پڑھنے کا قدیم طریقہ بہت دیر طلب تھا اس کے ابتدائی صرف و نحو ہی میں چکر میں ڈال دیتے ہیں۔ معلم عربی میں صرف و نحو کے طویل سلسلے چھوڑ کر عربی پڑھنے کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ ہر شخص اگر تھوڑے سے وقت میں ایک ایک سبق روزانہ پڑھے تو تین مہینے میں وہ خاصہ قرآن کا مفہوم سمجھ سکتا ہے اور اس کے بعد ... اس کا اندازہ کیجئے قیمت ۸ر محصول ۳ر

شرح رباعیات عمر خیام

مشرق کے سب سے بڑے ادیب و فلسفی اور شاعر حکیم عمر خیام کی بے مثل رباعیات یورپ اور امریکہ میں مختلف طریقوں اور مختلف رنگ کی جلدوں کے ساتھ شائع ہوئیں لیکن اس نامور حکیم کا سوانح حیات ابھی تک گوشۂ گمنامی میں پڑے ہوئے تھے اب بڑی تلاش و جستجو سے عمر خیام کے حالات فراہم کئے ہیں اور ہر رباعی کے تحت میں عمر خیام کی رباعیوں کی شرح نہایت وضاحت سے لکھی ہے شروع میں عمر خیام کا فوٹو اور تقریباً ایک درجن تصاویر کو مصور کیا گیا ہے جو اردو میں پہلی چیز ہے قیمت صرف ۱ روپیہ علاوہ محصول ڈاک۔

فن خطابت

اگر خدانخواستہ آپ تقریر کی جادو بیانی سے محروم ہیں اگر آپ کی گفتگو لوگوں کو مسخر کرنے کی قوت نہیں رکھتی۔ اگر آپ کی گفتگو میں شیرینی نہیں ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ میں جادو کا اثر ہو تو کتاب فن خطابت کا مطالعہ کیجئے اور اس کی ہدایات پر عمل کیجئے اور پھر دیکھئے کہ آپ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کا عظم بن جائیں گے آپ کی گفتگو میں اعلیٰ درجہ کی شیرینی پیدا ہو جائے گی اور مجلس کے لوگ آپ کو اپنی آنکھوں میں بٹھائیں گے اور ہزاروں کے مجمع میں آپ تقریر کر سکیں گے قیمت صرف ۸ر محصول ۳ر

اسکول ماسٹر

جو انگریزی اخبارات پڑھنے سے عاری، جو طلبا انگریزی میں کمزور ہیں، جو بغیر استاد کے انگریزی میں گفتگو کرنا چاہتے ہیں، وہ تجارت پیشہ انگریزی خط و کتابت نہیں کر سکتے ان کو یہ کتاب ضرور منگانی چاہئے تاکہ وہ سوسائٹی میں ممتاز، مدرسوں میں اونچے، کلبوں میں بلند اور کاروبار میں ہوشمند بن جائیں، اب تو قدم قدم پر انگریزی کی ضرورت ہے اور مدرسوں میں داخل ہو کر پڑھنا بہت لوگوں کو ممکن نہیں کیا یہ کتاب لیجئے جو اپنے انداز تعلیم میں یگانہ و بے مثل ہے ... تین حصے ... قیمت ... علاوہ محصول ...

فلسفۂ تعلیم الاسلام

اسلام کے وہ معتقدات جن پر ایمان لائے بغیر کوئی عبادت و عمل قبول نہیں ہوتا، علوم عقلیہ فلسفہ و منطق، سائنس، ہیئت، الطب، تشریح اور تاریخ وغیرہ سے قرآن و حدیث، فقہ و تفسیر، کلام و تصوف کی روشنی میں اس طرح ثابت کیا ہے کہ جس کے بعد شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی۔ اعلیٰ درجہ کی لکھائی، چھپائی، سفید چکنا کاغذ۔ ضخامت ۶۰۰ صفحے، بڑا سائز قیمت تین روپے، علاوہ محصول ڈاک

۱۳۱

روحانیت کا جگمگاتا تاج

کس عصر کی زینت ہے؟ اس کا جواب آپ کو سیرت باقی پڑھنے سے ملے گا یہ کتاب ہندوستان کو نقشبندی دولت سے مالامال کرنے والی ہے۔ اور ظلمت کدۂ عالم میں نقشبندی شمع روشن کرنے والے خواجۂ خواجگان نقشبند حضور غریب نواز خواجہ باقی باللہ دہلوی کی نہایت مکمل مستند اور سبق آموز سوانح عمری ہے جس میں حضور خواجہ باقی باللہ کی پیدائش سے لے کر وفات تک کے مکمل حالات درج کئے گئے ہیں خاندان نقشبندیہ کے مخفی وظائف و اشغال حضور خواجہ کی اولاد اور آپ کے خلفاء کا تذکرہ شامل ہے اور آپ کے ملفوظات بھی درج کئے گئے ہیں اردو میں اس سے پیشتر کوئی مستند کتاب آپ کے حالات میں شائع نہیں ہوئی تھی ضخامت ۲۵۰ صفحات قیمت ۸ر مختصر فہرست مضامین کتاب سیرت باقی حسب ذیل ہے

ہر قسم کی کتابیں ملنے کا پتہ: منیجر رسالہ ... جامع مسجد دہلی

کتاب التعویذات

یا علاج روحانی۔ ۔ زبدۃ المفسرین شیخ المشائخ خواجہ محمد حسن۔ نظامی کی تصنیف ہے۔ جس میں ہر ایک سو بیس صفحہ کی کتاب ہے۔ اس میں ہر مرض کا روحانی علاج ہے۔ اس کے علاوہ قرآنی تعویذات، قرآنی اعمال اور تعویذات ہیں۔ یہ ایک بھی دینی یا دنیوی ضرورت ایسی نہیں ہوگی جس کا عمل یا وظیفہ یا تعویذ اس کتاب میں نہ ہو۔ کی قابلیت اور تجربے سے لکھی ہے اور عجیب و غریب اس میں ہر عمل تجربہ شدہ دین و دنیا کی ہر ضرورت اس کے ذریعہ پوری ہو سکتی ہے۔

قیمت ۱ محصول ۱/

بڑی سوانح رسول مقبول

یہ کتاب اپنی جامعیت، اپنی سلاست، زبان، صحت، تاریخ، خوبی کاغذ، صفائی طباعت کے لحاظ سے بہت ممتاز ہے۔ تاریخ حبیب ولادت رسول سے لے کر وفات تک کے حالات بشرح و بسط درج ہیں۔ اس کتاب میں واقعات کو اسی مصنف نے ایسے والہانہ انداز میں لکھا ہے کہ اس کا مطالعہ بے حد مفید ہے، فرور ہے کتاب کشادہ ہے ایسی تو آپ نے رسول مقبول کی سوانح بہت پڑھی ہوں گی، لیکن اس کا مطالعہ آپ کی حیات دینی میں خاص جوش پیدا کردے گا۔ ضخامت ۵۰۶ صفحات

قیمت ۱۱/ محصول ۴/

چھیانوے اولیاء

کے حالات ان کی کرامات، ان کے خوارق ان کی تعلیمات ان کی والہانہ تبلیغ اسلام، ان کے اسرار باطنیہ ان کی روحانیت کا انکشاف اس کتاب سے ہوتا ہے۔ اس کا نام بھی تذکرۃ الاولیاء ہے یہی وہ کتاب ہے جس میں اولیاء اللہ کے حالات ہیں۔ اس میں ہندوستان کے بھی ہیں ایران کے بھی عراق کے بھی ہیں اور شام کے بھی، حجاز کے بھی ہیں یمن کے بھی مشرق قریب کے بھی ہیں اور مشرق بعید کے بھی۔ یہ کتاب ضرور سب لوگوں کا مجلی آئینہ ہے۔ بڑی تقطیع کے ۰۰۰ صفحات ہیں۔

قیمت صرف ۱۱/ محصول ۵/

تفسیر موضح القرآن

اردو تفاسیر کے موسس اعلیٰ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر محدث دہلوی کی ورق ریزی کا شاندار شاہکار تاریخ اسلامی تفسیر جس کو ہر موخر مفسر نے اپنی شمع راہ بنایا ہے اب بھی ویسی ہی مقبول ہے جیسی پہلے تھی اس کے قدرداں اب بھی اسی کو ڈھونڈتے ہیں لاکھوں چھپتی ہے اور سب ہدیہ ہوجاتی ہے۔ اتنی سستی پورے قرآن شریف کی اور کوئی تفسیر نہیں پیشوا سے پوری دوگنی تقطیع کے ۹۴۰ صفحے ہیں قیمت مجلد تین روپے محصول ڈاک عہ

رہبر کامل

یہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک نہایت مختصر مگر جامع سیرت ہے جو ایک خاص طرز اور نئے رنگ میں لکھی گئی ہے اس میں یہ دکھایا گیا ہے کہ حضور نے انسانی زندگی کے ۱۳۶
کس کس شعبہ میں ہماری کامل رہنمائی فرمائی ہے۔

قریباً ۱۱ بیس پہلو ہیں آپ بھی پڑھئے اور سبق حاصل کیجئے۔

قیمت بارہ آنے (۱۲/)

علاوہ محصول ڈاک

میلاد اکبر

حضرت اکبر پیر نبی کا وہ مقبول عام میلاد نامہ جو عاشقان رسول کے حرز جان بنا رہتا ہے۔ یہ ایسے والہانہ انداز میں لکھا گیا ہے کہ پڑھنے والا اور سامع وجد سے جھومنے لگتا ہے، جدید ایڈیشن میں بہت ہی دلنشین اور موثر نعتوں کا اضافہ کیا گیا ہے اور مصنف نے یہ اور جدت کی ہے کہ قیام میلاد کے سلسلہ میں علماء مصر و ہند کے فتاویٰ بھی اس میں شامل کردئے ہیں اس کی ضخامت ۱۴۰ صفحات ہیں گویا ایک ایک ورق محبت رسول کا صحیفہ ہے پہلے اس کی قیمت ۱۲ آنے تھی اب صرف ۱۰ آنے محصول ۲/

اُستاد مرغی خانہ

یہ جدید الطبع مرغیوں کی تجارت اور ان کی پرورش سکھانے والی تین سو صفحہ کی کتاب ہے اور اس میں ۴۴ مضامین ہیں علاوہ مرغیوں کی پرورش کے کبوتروں اور بطخوں کی پرورش و تجارت کی راہیں بھی اسی کتاب کے ذریعہ کھلتی ہیں یہ تمام پہلی کتابوں سے بہتر کتاب ہے کیونکہ اس کا ہر بیان تجربہ کے بعد لکھا گیا ہے۔ اس میں ان مرغیوں کے حالات بھی ہیں جو گذشتہ سے اس وقت تک ولایت سے آئی ہیں یا جدید مخلوط النسل ہیں تمام بیماریوں کے علاج ہیں اور بہترین طریقہ اور ترکیب پرورش ہے قیمت ۱۱/ محصول ۵/

تفسیر حسینی کامل

اعلیٰ درجہ کی لکھائی چھپائی۔ کاغذ چکنا، پورے کلام اللہ کی پوری مدلل و مشرح تفسیر ہے قرآن فہمی کے لئے اس سے بہتر اور اس سے سستی تفسیر ملنی مشکل ہے۔ پیشوا سے دوگنا سائز ہے جدید مفسرین اس کو سامنے رکھ کر ہی تفسیر لکھتے ہیں۔ بہت ہی بہتر ہوتی ہے۔ اگر قرآن شریف سمجھنے کا شوق ہے تو آج ہی یہ تفسیر منگائیے

قیمت

سات روپے (عہ)

علاوہ محصول ڈاک

مایوسی کی گھٹاؤں میں نور کامرانی کی جھلک

دیکھنا ہو تو عطائے قدسی پڑھئے۔ جس میں آیۃ الکرسی کی مکمل تفسیر اور اس کے تمام مجرب اعمال درج ہیں۔ اس کتاب کو پڑھ کر آپ چند روز میں بغیر زیادہ محنت کے آیۃ الکرسی کے عامل بن جائیں گے آیۃ الکرسی کی مخفی قوتوں سے تمام دنیا اچھی طرح واقف ہے اس کا کوئی عمل خطا نہیں کرتا۔ اس کے عامل کو اسم اعظم معلوم ہو جاتا ہے۔

قیمت ۱/ محصول ۴/

نبیوں کے قصے

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور کریم تک جس قدر نبی مبعوث ہوئے ہیں اور ان کا قرآن شریف میں ذکر ہے سب کی مکمل سوانح عمری ہے۔ بڑی مستند احادیث سے ستنباط ہے ۲۶۰ صفحوں کی مجلد کتاب ہے، انبیاء کے حالات ظاہر ہے کہ عجیب و غریب حالات سے پُر ہیں۔ ہم ترین پہلو اس کتاب کا یہ ہے کہ دیگر امتوں کے سخت ترین امتحانات کے مقابلہ میں امت محمدی کی ہلکی عبادتوں سے اعلیٰ اجر سے عبادت الٰہی کی تشویق ہوتی ہے۔ رعایتی قیمت بارہ آنے (۱۲/)

محصول آٹھ آنے (۸/)

خطبات دین محمدی

یہ وہ مقبول عام جمعہ کے خطبے ہیں جو صرف چھ ماہ میں پیشوا کے ذریعہ سے جدید۔ ۴ مساجد میں پڑھے جانے لگے یہ وہی خطبات ہیں جن کو پڑھنے اور سننے پر علماء اہلسنت والجماعت متفق ہوگئے کیونکہ ان میں پہلے اول خطبہ ہیں پھر خطبے کے متعلق دعائیں اور نظم پھر خطبہ ثانی۔ اس کتاب کے شائع ہونے کے بعد سالوں کی بہت بڑی ضرورت رفع ہوگئی اس کتاب میں ہر ماہ کے اپنے خطبے ہیں اس کے سوا دو تین خطبے عیدین کے ہیں، بہت دلنشین عام فہم انداز بیان ہے ہر خطبہ تین طرح کا ہے پورا عربی پورا اردو پورا منظوم قیمت ۱۲/ محصول ۴/

تفسیر سورۂ یٰسین

یہ تفسیر اس زمانہ میں لکھی گئی ہے جبکہ بدعت و طغیان کا زمانہ تھا اور قدم قدم پر مذہب کے لئے حق داؤں مانگے گئے ہیں یہ تفسیر اس لحاظ سے بہت شاندار ہے کہ ہر بات کو معقول طریقہ پر کہا ہے۔ یہ تفسیر علامہ عبدالماجد مصری کی تفسیر القرآن سے ماخوذ ہے اور عجیب و غریب پیرایہ میں مذہب کے اصول کو ذہن نشین کیا گیا ہے یہ تفسیر بہت اہم ہے ہر مسئلہ ایک حد تک بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے گویا بہت سی تفاسیر کا عطر ہے

قیمت آٹھ آنے محصول ۴/

آفتابِ رسالت

مصنفہ اعظم آغا محمد شفیق صاحب جالندھری۔ سرکار دو جہاں رسول خدا کے بہت بسیط حالات دو حصوں میں۔ پہلا حصہ [illegible] صفحات اس میں نبوت سے پہلے شروع خوب اور بعثت رسول سے پہلے کے حالات ہیں اور کچھ ولادت و طفولیت کے کل حصہ دوم ۲۲۰ صفحات اس میں پوری رسالت کے جزو و کل حالات مثل بلوغت شادی تبلیغ غزوات اور سیاسی تجویزات و متفرق واقعات کے تذکرے ساتھ ہیں جنگوں کی معاشرت اور ازدواج مطہرات کے حالات ہیں قیمت ہر دو حصہ [illegible] صفحات صرف [illegible] علاوہ خلفائے راشدینؓ ہوا [illegible] سے فرداً فرداً [illegible]

فردوسِ آسیہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب سے بہتر قرن حضورؐ کا ہے اسلام نے جو منازل ترقی قرونِ اولیٰ میں طے کئے وہ دوسرے قرون کا ایک اس شدومد کے ساتھ نہیں ہوئے اگر آپ اسلام کی ابتدائی ترقیوں سے واقف ہونا چاہتے ہیں تو تاریخ حصہ اول فردوسِ آسیہ ملاحظہ فرمائیے اس تاریخ میں [illegible] رسالت مآب سے لے کر آنحضرت کی وفات پھر خلفائے راشدین کے حالات مع ترقی اسلام فتوحات اسلامی لڑائیاں اسلامی نظام حکومت سب بالتفصیل درج ہیں آخر میں حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین کی سوانح عمری ہے قیمت عہ

حقوق و فرائض اسلام

یہ ایک ایسی لاجواب کتاب ہے جس کی ہر مسلمان کو اپنی زندگی میں ضرورت ہے۔ پیدائش سے لے کر وفات تک جتنے حقوق و فرائض ایک مسلمان کے ذمہ ہیں ان سب کا مفصل تذکرہ قرآن حکیم اور احادیث صحیحہ اور دلائل عقلیہ سے اس کتاب میں ہے۔ بے مثل کتاب عربی فارسی کی تمام مستند کتابوں کے پانچ سو صفحات کا نچوڑ ہے، عربی کے ساتھ ترجمہ اور تشریح بھی ہے، اعلیٰ درجہ کی لکھائی چھپائی سفید چکنا کاغذ، ضخامت سات سو صفحے۔

قیمت مجلد پانچ روپے (صہ)

مسدسِ حالی

عالم اسلامیہ میں تہلکہ ڈال دینے والی کتاب جس کے متعلق سرسید مرحوم نے کہا ہے کہ خدا کے سامنے یہی کتاب لے کر جاؤں گا مسدس اسلام کی جوشیلی کتاب ہے اور مد و جزر اسلام ہے لاکھوں کی تعداد میں چھپی اور فروخت ہوئی۔ یہ مستند ایڈیشن اعلیٰ کاغذ پر چھپی تختی کا ہے۔ اس کے شروع میں ایک بڑا دیباچہ ہے جس میں گویا نثر مسدس ہے اور خواجہ الطاف حسین حالی کی سوانح عمری ہے۔ بچوں کو یہ مسدس پڑھایا جائے تو بچپنے سے جوش اسلامی پیدا ہو سکتا ہے۔ ۲۰۰ صفحات ضخامت قیمت ۶ر محصول ۶ر

صلاح الدین اعظمؒ

کی سوانح عمری جس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ کس طرح عیسائیوں نے مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کا عزم بالجزم کیا اور کس طرح صلاح الدین غازی نے مٹھی بھر مجاہدین سے ان دشمنان اسلام عیسائیوں کو شکست فاش دے کر ان کے ارادوں کو خاک میں ملا دیا کتاب کو پڑھتے ہی مسلمانوں کی بہادری اور اولو العزمی کی سبق آموز [illegible] آپ کے سامنے آجائے گا جس سے آپ کا خون جو جمود کی وجہ سے سرد ہے فوراً گرم ہو جائے گا اور آپ میں حریت و آزادی کا ایک خاص ولولہ پیدا ہو جائے گا۔ [illegible] میں غازی موصوف کا فوٹو بھی ہے قیمت [illegible]

میاں بیوی کے فرائض

اسلامی میاں بیوی کیسے ہوتے اور کیونکر ہو سکتے ہیں یہ کتاب آپ کو میاں بیوی کے فرائض بتلائے گی آپ کا گھر جنت کا نمونہ بن سکتا ہے اگر آپ اس کتاب کے عامل بن جائیں۔ ایک اچھی بیوی اور اچھا خاوند جب ہی بن سکتا ہے جب احکام اسلام اور خدا کے بتلائے ہوئے راستے پر چلے یہ اسلامی جوڑہ ایک عمدہ جوڑہ ہوگا جس سے آئندہ جو نسلیں پیدا ہوں گی ان میں اسلام کا بول بالا ہوگا۔ اس میں دونوں کے فرائض شرعی بتلائے گئے ہیں اس کتاب پر عامل ہونے کے بعد کبھی لڑائی نہ ہوگی۔

قیمت آٹھ آنے محصول ۶ر

تذکرۂ اولیائے ہند

کفرستان ہند میں جو اولیائے کرام تھے ایسے بزرگ ہیں جن کا حال اس کتاب میں ہے یہ کتاب تیموریہ خاندان کے چشم و چراغ کی لکھی ہوئی کتاب ہے اور اس میں حالات و کرامات کے ساتھ اقوال اولیائے کا وہ خزانہ بھی شامل ہے جو شاید ہی کہیں بھی ملے۔ یہ کتاب اپنی جگہ خود صاحب تصوف ہے کیونکہ ایک ہندو پریس نے اس کو چھپایا اور اس کے ذریعہ مالا مال ہو گیا۔ اگر یہ کتاب مسلمانوں کے مطالعہ سے گزرے گی تو ان کے دماغ چکرا کر ہیرے سے پر ہو جائیں گے، قیمت ۱ے محصول ۲ر

عقائد اسلام

انسان کی نجات کا دارومدار سعادت اخروی اور عقائد کی پختگی پر موقوف ہے۔ اگر آپ اپنے عقائد و اعمال کو سنت نبوی کے مطابق بنانا چاہتے ہیں تو کتاب

۱۲۳

عقائد اسلام

کا مطالعہ فرمائیے اس میں تمام اسلامی معتقدات و معاملات کا خلاصہ اور سب ابواب اور ہر قسم کے مسائل دلائل عقلیہ و نقلیہ سلیس اردو میں درج ہیں۔ مصنفہ علامہ عبدالحق صاحب حقانی دہلوی۔ رعایتی قیمت صرف عہ محصول ۶ر

اتاترکؒ

بیسویں صدی کے حیرت انگیز انسان اور ترکی کے محسن غازی اعظم مصطفیٰ کمال اتاترک کے حالات ان کے سیاسی، مذہبی اور اصلاحی تبدیلیاں اور ان کی زندگی کے مفصل حالات کی مدد تمام تفصیل اور جامعیت سے لکھا ہے جس میں جمع کر دی گئی ہیں۔ اور جو اب تک نہیں چھپا، سب جمع کر دیئے ہیں۔ نہایت عمدہ جلد، [illegible] زبان کی صاف ستھری زبان، اچھی لکھائی چھپائی سفید چکنا کاغذ اور اس کے ساتھ اتاترک کی بیس نوٹ فوٹو تصویریں اور آرٹ کاغذ اور شاہکار ذہنیت کے ساتھ کتابی سائز کے [illegible] صفحات قیمت صرف عہ علاوہ محصول ڈاک

قرآنی دعائیں

آپ کی دعائیں قبول نہیں ہوتی اس لئے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں مگر آپ اس سے واقف ہو جائیں تو پھر خدا کے فضل سے آپ کی ہر دعا مقبول ہے۔ اگر آپ بے اولاد ہیں تو صاحب اولاد بن جائیں گے مفلس ہیں تو دولت مند ہوں گے بیمار ہیں تو تندرست ہو جائیں گے قرض کشیدہ ہیں مصائب و آلام میں گھرے پریشان ہیں تو مطمئن ہو جائیں گے غرضیکہ آپ کی ہر مراد کبھی قرآنی دعائیں پوری کرینگی اس میں طریق دعا کے ساتھ قرآن پاک کی بہت ہی مجرب دعائیں ہیں بہت ہی مقبول کتاب ہے قیمت ۸ر محصول ۶ر کل بارہ آنے

نماز کے پورے مسائل

اگر آپ کو کسی ایک ہی جگہ کسی ایک کتاب میں مل سکتے ہیں تو وہ صرف "رکن دین" تو ہے جس کے پڑھنے سے نماز کی ذرہ ذرہ کیفیت معلوم ہوتی ہے اور بڑی چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ بھی لیا گیا ہے جس کا حال اس کتاب میں نہ ہو۔ ایک مرتبہ پڑھ لینے کے بعد ہر چھوٹے بڑے مسئلہ سے آپ واقف ہو جائیں گے۔ کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ہر سال چھپتی ہے۔

یہ اڈیشن مصنف نے بنظر خود چھپوایا ہے۔ ضخامت ۱۵۶ صفحات۔ قیمت دس آنے محصول ڈاک ۵ر

سیرت نبوی

حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی کی لکھی ہوئی بے مثل مکمل مدلل اور موثر سوانح عمری جس میں آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیدائش سے لے کر وفات تک کے مکمل حالات درج ہیں۔ بچوں اور عورتوں کے پڑھنے کے لئے نہایت مشہور سیرت ہے کئی ایڈیشن چھپ چکے ہیں اور ہزاروں ہاتھ بکے۔ بچوں اور کم تعلیم یافتہ مسلمانوں کے لئے مفید کتاب ہے مقصود [illegible] یہ کتاب بہت عام فہم بہت سلیس اردو میں ہے قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ)



غیبی نوشتے

ایک ترجمہ والا معجز نما قرآن شریف چوتھائی ہدیہ میں

ابھی جنگ عظیم کو زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ ۱۹۱۸ء میں معجز نما ایک ترجمہ والا چھوٹی تقطیع کا قرآن شریف جب پہلی مرتبہ چھپا تھا تو چھ روپے ہدیہ تھا۔ خدا کے فضل سے اب بھی ہزاروں بھائی منتفع موجود ہیں جو اس کے خاصہ ہیں تدریجاً اس کا ہدیہ کم ہوتا گیا۔ یہ قرآن شریف وہی ہے اور اسی سال چھپ کر آیا ہے۔ اس کی چند سطروں کا نمونہ نیچے موجود ہے۔ دیکھیے اور تعجب کیجیے۔ اب یہ قرآن مجید دفتر رسالہ پیشوا سے صرف [illegible] میں [illegible] یعنی قریباً چوتھائی ہدیہ ہے۔ اگست سے بھی کم ہدیہ ہے [illegible] قیمت میں کہاں ہے دوستوں کو اطلاع کریں۔ محلے والوں کو بھی خبر کر دیجیے یقین فرمائیے کہ یہ [illegible] اس کی کتابت و تفسیر و ترجمہ پر نظر ڈالیے اور حساب کر کے [illegible]

میں یہ قرآن شریف مشاہیرت میں ڈالتا ہے۔ اس کی تفسیر شبلی تقطیع والے قرآنوں سے بھی زیادہ ہے۔ چوبیس عربی اردو تفاسیر کا عطر ہے ترجمہ بامحاورہ سلیس حضرت مولانا اشرف علی صاحب محدث تھانوی کا ہے۔ چھپائی بہت صاف اور اعلیٰ ہے حاشیہ [illegible] کا ہے۔ ایک ہزار صفحات سے زیادہ ضخامت ہے۔ ابتدا میں ایک بسیط مقدمہ ہے جس [illegible]

ف جو حضرت کے احسان [illegible] اس [illegible] کی طرف منسوب [illegible] بھائیوں کو [illegible] آپس کی تعلیم [illegible] اللہ [illegible] اس وقت [illegible] ۱۲ موضح القرآن [illegible] بھائیوں نے کنوئیں میں [illegible]

یوسف ۱۲ — منزل ۳ — ۳۹۳ — وما ابرئ

فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَى يُوسُفَ آوَى إِلَيْهِ أَبَوَيْهِ

پھر جب سب یوسف کے پاس پہنچے تو انھوں نے اپنے والدین کو اپنے پاس [illegible]

قَالَ ادْخُلُوا مِصْرَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ ○

کہا کہ سب مصر میں چلیے اور خدا کو منظور ہے تو وہاں امن چین سے رہیے اور

وَرَفَعَ أَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوا لَهُ سُجَّدًا وَ

اپنے والدین کو تخت شاہی پر اونچا بٹھایا اور سب یوسف کے آگے سجدہ میں گر گئے اور یوسف نے کہا

پانچ حصے ہیں (۱) حضرت آدم سے لے کر تمام پیغمبروں کی سوانح عمریاں اور ان کی امتوں کا حال (۲) اسلام سے قبل عرب کی تمام قدیم قوموں کی تاریخ ہے اور رسول کریم کی پیدائش سے لے کر وفات تک کی مفصل سوانح عمریاں اور ان تمام لڑائیوں کی تفصیل جو کفار عرب سے آپ کے خلاف لڑیں بعد میں خلفائے راشدین کے کامل حالات [illegible] فضائل قرآن [illegible] تمام خاندانوں کے سینہ بسینہ اعمال درج ہیں۔ [illegible] ہدیہ [illegible] کلام اللہ کا اعلیٰ ایڈیشن ولایتی سفید چکنا کاغذ اعلیٰ جلد ہے محصول [illegible] منیجر رسالہ پیشوا جامع مسجد دہلی

ڈھائی روپے میں مولوی نور محمد صاحب والا معجز نما دو ترجمہ کا قرآن مجید ۱۳۰

منگائیے یہ ہندوستان کا سب سے پہلا اور سب سے بہتر دو ترجمہ کا قرآن مجید ہے اور اس کی تفسیر نفیس عربی تفاسیر کا عطر ہے جو صرف اسی قرآن شریف کے لئے مخصوص ہے اس کا ہدیہ پہلے پانچ روپے تھا اب نصف ہدیہ ہے اسی لئے بے تحاشا اس کی طلبی ہے اور شاید ہندوستان کے ہر گھر میں [illegible] پسند کر رہے ہیں اس قرآن مجید کی ضخامت ایک ہزار صفحات ہیں اور تقطیع اس رسالہ کے برابر ہے کاغذ سفید نادرے کا ہے۔ حاشیہ ہے۔ پورے مجلد کی جلد ہے دو ترجمے ہیں پہلا ترجمہ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا تحت اللفظ ہے اور دوسرا ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا ہے۔ ترجمہ بامحاورہ ہے حاشیہ پر تفسیر کامل ہے جس کا اندازہ نمونہ ذیل سے ہو سکتا ہے۔ ابتدا میں [illegible] کا ایک بسیط مقدمہ ہے جس میں قرآن کی بڑی معلومات ہے مجلد چرمی کامل ہدیہ ڈھائی روپے محصول [illegible] اسی قرآن شریف کا اعلیٰ ایڈیشن ولایتی چکنا کاغذ اعلیٰ جلد ہدیہ [illegible] (بطور نمونہ ذیل کی سطریں ملاحظہ ہوں)

ف جو اللہ کے احسان [illegible] کی طرف منسوب کیا کہ بھائیوں [illegible] زمانہ میں سجدہ کرنا آپس کی تعلیم تھی [illegible] گیا تھا [illegible] اللہ الآیۃ [illegible] اس وقت [illegible] یوسف کی [illegible] سے ملاقات

یوسف ۱۲ — ۳۵۰ — منزل ۳ — وما ابرئ نفسی ۱۳

فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَى يُوسُفَ آوَى إِلَيْهِ أَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوا

پس جب داخل ہوئے اوپر یوسف کے جگہ دی طرف اپنے ماں باپ اپنے کو اور کہا کہ داخل ہو

پھر جب یہ سب کے سب یوسف کے پاس پہنچے تو انھوں نے اپنے والدین کو اپنے پاس [illegible] جگہ دی اور کہا سب مصر میں

مِصْرَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ ۗ وَرَفَعَ أَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ

مصر میں اگر چاہا اللہ نے امن سے اور چڑھایا ماں باپ اپنے کو اوپر تخت کے

[illegible] خدا کو منظور ہے تو وہاں امن چین سے رہیے اور اپنے والدین کو تخت شاہی پر اونچا بٹھایا

ف یوسف کو سجدہ [illegible]

اصلی خوشنما سولہ مہری

مصری قرآن مجید جو ابھی چھپ کر تیار ہوا ہے اور جو ہر بچے کو پسند ہے اس لئے کہ اس سے پہلے ایسا قرآن شریف نہیں چھپا

دعویٰ ہے کہ ایسا قرآن شریف آپ نے نہیں دیکھا ہوگا یہ ایسا قرآن شریف ہے کہ صرف بغدادی قاعدہ پڑھ لینے کے بعد ہر بچہ قرآن شریف بغیر استاد کی مدد کے پڑھ لے گا منشی مستاز علی صاحب یکتا خوشنویس مہاجر علی کے شاگرد رشید منشی صلاح الدین صاحب خوش رقم نے کتابت کا کمال اسی قرآن شریف میں دکھایا ہے اور بچوں کی ذہنیت طوظ رکھ کر اس کی کتابت کی ہے یعنی حروف کی نشست اور ان کے جوڑ اس قدر صحیح اور واضح رکھے ہیں کہ بلا قصد بچے غلط پڑھ ہی نہیں سکتے۔ اور بچہ کو یہ سمجھ لینے کے لئے ذرا بھی توقف نہیں کرنا پڑتا کہ اس لفظ میں کونسا حرف پہلے ہے اور کونسا بعد میں۔ اس قسم کی غلطیاں الفاظ کے درمیانی حروف ہی ان دشواریوں کا باعث ہیں اور حروف کی گنجائی اور جوڑوں کی ناہمواری کی وجہ سے مذکورہ حروف میں اشتباہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے بچہ کا پڑھنا دشوار ہو جاتا ہے۔ قابل خطاط نے یہ دشواری پیش نظر رکھ کر کتابت کی ہے۔ تجربہ بھی ہے اور دعویٰ بھی ہے کہ جو بچہ دوسرے قرآن کا سبق ڈیڑھ گھنٹہ میں یاد کرتا ہے تو اس قرآن مجید میں پندرہ منٹ میں یاد کرے گا اور کم سے کم اس قرآن مجید میں کبھی غلط نہ پڑھے گا۔ اور یہ بھی دعویٰ ہے کہ جن عورتوں کو ذرا بھی حرف شناسی ہوگی وہ اس قرآن شریف کو بآسانی پڑھ لیں گی۔ اگر ذرا گرد نقش دیکھا جائے صحیح ہر پارہ کے شروع تا آخر بیل کے نقوش سے ہر پارہ علیحدہ ہو سکتا ہے قاریوں کے لئے ایک آسانی یہ ہے کا اختلاف قرأت جہاں کہیں ہے وہ حاشیہ پر بتلادی ابتدا میں قرآن کے متعلق ضروریات کا خلاصہ آخر میں دعائے ختم القرآن ہے اور صحت کی سند میں سولہ حفاظ صحیح اور قراء کی ضمانت کی مہریں ہیں اس لئے ذرا سے نقطہ کی غلطی کا بھی امکان نہیں چھپائی کی بابت دعویٰ ہے کہ مصری قرآنوں میں اس کے برابر بھی کوئی قرآن شریف نہیں چھپا واللہ یہ اشتہاری ترغیب نہیں اس قرآن مجید کے سامنے آنے کے بعد مجھ ہی پر نہیں آپ پر بھی انشاء اللہ یہی اثر ہوگا۔ اب تو اپنے ذہن میں الفاظ سے زیادہ اس میں خوبیاں پاتا ہوں اس لحاظ سے تو یہ قرآن مجید اور بھی اہم ہو جاتا ہے کہ اس کا ہدیہ بھی سستا ہے ایک جلد مجلد چھ پیسہ نصف قیمت کا رعایت دس جلد مجلد کی تیرہ روپے ایک جلد کا محصول ڈاک عمر دو سطر نمونہ ملاحظہ ہو) ملنے کا پتہ :- منیجر پیشوا جامع مسجد دہلی

(یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝)

'۹

ان بچوں کے لئے جن کا ذہن خراب ہو اور جو اردو خواں بھائی بغیر اُستاد کی مدد کے صاف صحیح قرآن شریف پڑھنا چاہیں اور وہ بھی جو قرآن بھول چکے ہیں پھر بلا دقت یاد کرنا چاہیں تو

تلاوت آسان

قرآن شریف منگائیں جو اسی کام کے لئے خاص پر چھپوا کر منگایا گیا ہے اور خاص طور پر جانچ کر لی گئی ہے کہ بالکل صحیح ہے ہر مصری قرآن شریف میں یہ بات کہاں اس کی کتابت مذکورہ باتوں کو ذہن میں رکھ کر کی گئی ہے در حقیقت میں آپ غور فرمائیں تو آپ کے پیشوا نے یہ بہت ہی بڑا اور مفید کام کیا ہے۔ اس قرآن شریف میں تلاوت کرنے کے بعد غلط پڑھنے کا امکان ہی باقی نہ رہے گا اس لئے کہ اس میں حرفوں کا اشتباہ بالکل نہیں اور اعراب بالکل ٹھیک ٹھیک لگے ہوئے ہیں۔

دو سطر میں نمونہ طرز کتابت ملاحظہ فرمائیے

الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝

آپ ہی بتلائیے کہ آپ نے یہ سطریں کس آسانی سے پڑھ لیں اور کیسی صحیح پڑھیں اسی طرح آپ کو ہی نہیں بچوں کو اور ان لوگوں کو جنہوں نے قرآن مجید نہیں پڑھا ہے اللہ صرف اردو پڑھ لیتے ہیں اور جو قرآن بھولی ہوئی عورتوں کو اس کا پڑھنا آسان اور سہل ہے۔ ۱۶ سطروں کا قرآن شریف ہے ہر پارہ ۲۰ صفحہ کا ہے اسی لئے اتنا کشادہ چھاپا ہوا ہے۔ عام طور پر مصری قرآن شریف ۶۰۰ صفحات کے ہوتے ہیں یہاں سے ڈیوڑھا ہے ہدیہ ایک جلد عہ پانچ جلد صہ دس جلد دس روپے مجلد پر کاغذ کی فرق کار مجلد پر ہر ایک کا رکھ دوسری جلد اور پل سکتا ہے مثلاً تیمت میں ایک پائی کا فرق نہ ہوگا ریل کے لئے مقررہ قیمتوں سے مہر لگا کر ریلوے خرچ پیکنگ۔ بذریعہ منی آرڈر آنا چاہئیے۔

ملنے کا پتہ :- منیجر رسالہ پیشوا جامع مسجد دہلی

خوشنما دو ترجمہ والا قرآن شریف معہ تفسیر

یہی وہ قرآن شریف ہے جس کے چھپنے سے پہلے ہزاروں آرڈر آ گئے تھے اب یہ کیفیت ہے جو ایک مرتبہ منگاتا ہے پھر وہی دوسروں کے لئے اس کی فرمائش کرتا ہے اس کے دو ترجمے ہیں اول حضرت علامہ شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی کا بامحاورہ، دوم حکیم الامت حضرت علامہ شاہ اشرف علی صاحب تھانوی کا سلیس اور عام فہم حاشیہ پر کئی عربی تفاسیر کا عطر ہے جو صرف اسی قرآن کے لئے حضرت علامہ عبدالماجد صاحب ناظم جمعیۃ علماء نے لکھا ہے نہایت محنت سے دس سال میں لکھا ہے مقدمۃ القرآن میں، خواص القرآن، برہان القرآن اور تاریخ القرآن، فوائد القرآن، رموز القرآن، تعبیر نامہ، خواب نامہ اور فال نامہ قرآن درج ہے۔ مخالفین اسلام نے جو اعتراضات کلام اللہ پر کئے ہیں ان سب کے جوابات معقول ملیں گے حضرت آدم سے لے کر حضرت محمد رسول اللہ تک تمام پیغمبروں کی مکمل سوانح عمریاں اور خلفائے راشدین کے حالات ترتیب قرآن پر مکمل معلومات اسی قرآن شریف میں پڑھنے سے ہیں۔ ضخامت تقریباً ایک ہزار صفحات مجلد ہے نادرہ کاغذ اعلیٰ چھپائی عمدہ صحت کی پوری ذمہ داری، چمڑے کی پوری جلد ہے ان خوبیوں پر قیمت بہت ہی کم یعنی صرف تین روپے۔ یہی کلام اللہ اعلیٰ ایڈیشن چکنے کاغذ پر للعہ، محصول ڈاک ایک روپیہ۔ ملنے کا پتہ:- منیجر رسالہ پیشوا جامع مسجد دہلی

دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً اِنْ يُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ
سوائے اس کے معبود اگر چاہے خدا میرے تئیں ایک نقصان نہ کفایت کرے مجھ سے
اور دیسے ایسے معبود قرار دے لوں کہ اگر خدائے رحمٰن مجھ کو کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو ان معبودوں کی
عَنِّیْ شَفَاعَتُهُمْ شَیْـًٔا وَّلَا یُنْقِذُوْنِ ۝ اِنِّیْٓ اِذًا لَّفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ
سفارش ان کی کچھ اور نہ چھڑا دیں مجھ کو تحقیق میں اس وقت البتہ بیچ گمراہی ظاہر کے ہوں
سفارش میرے کام آوے اور نہ وہ مجھ کو چھڑا سکیں اگر میں ایسا کروں تو صریح گمراہی میں جا پڑا
اِنِّیْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ ۝ قِیْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ؕ قَالَ

اور ہر وقت آپ کو اپنے ساتھ رکھنا ... بادشاہ ... پھر بتوں کے ... ظاہر کرتے تھے اور آپ نے ان کو قید کر دیا ... ان کو ... مطابق ... اور حضرت

14

خوشنما قرآن مجید مترجم معہ فوائد موضح القرآن

یوں تو کئی ترجمہ بامحاورہ ہیں اور ان پر علماء نے اعتراض بھی کئے ہیں مگر یہ ایسا بامحاورہ ترجمہ ہے کہ آج تک کسی نے اعتراض نہیں کیا بلکہ پسند کیا اور مستند مانا ہے اور مشائخ عظام تو اس کے سوا اور ترجمہ پسند ہی نہیں کرتے ترجمہ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی، حاشیہ پر تفسیر موضح القرآن سے فوائد لکھے گئے ہیں۔ جو حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلوی کی مشہور و معروف تفسیر ہے سب سے ضروری اور مقدم صحت پاک کی ہے جو علماء و حفاظ کی ایک جماعت نے کی ہے شروع میں مقدمہ قرآن ہے جس میں بیان فضائل تعوذ فضائل بسم اللہ شریف تلاوت قرآن مجید کے فضائل قرآن پڑھنے کی فضیلت، قرآن مجید کی تلاوت کے ظاہری و باطنی آداب خواص القرآن، اسرار القرآن، قرآن مجید کتنے دنوں میں ختم کرنا چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت، ولادت، فتوحات تعبیر نامہ، قرآنی فال نامہ، ہر سورہ کے نقش مع عمل پھر تمام قرآن پاک کا ایک نقش تمام قرآن میں حروف کا شمار ہر ہر رکوع علیحدہ علیحدہ، یہ بہت ہی کم کا ... شدہ مجلد پانچ روپیہ، مجلد چرمی کامل قرآنی ... ایڈیشن سفید چکنے کاغذ پر مجلد چرمی ہے محصول ایک ... ملنے کا پتہ:- منیجر رسالہ پیشوا جامع مسجد دہلی

یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝
درست کرتے ہیں نماز اور ہمارا دیا کچھ خرچ کرتے ہیں
وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَآ
اور جو یقین کرتے ہیں جو کچھ اترا تجھ پر اور جو
اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ

کتاب یعنی قرآن مجید وہ شک نہیں ہے ... سے اگلی کتابوں ... کو ... کی ...

141

۱۴۲

کیا آپ نماز پڑھنی جانتے ہیں؟

جب کوئی مسلمان آپ سے یہ سوال کریگا تو آپ اس پر بہت ناراض ہوں گے اور آپ کا کہنا یہ ہوگا کہ سوال کرنے والے کا منہ نوچ لیں مگر حقیقت یہ ہے کہ آج

مسلمانوں کے ایمان پر الحاد کی بجلیاں

گر رہی ہیں ان کو معلوم ہی نہیں کہ اسلام دنیا میں کیوں آیا ہے۔ اسلام کو دنیا کی ضرورت بھی ہے یا نہیں؟ ایمان انسانی کردار پر کیا اثر کرتا ہے؟ اسلامی عبادات کو دوسرے مذاہب کی عبادت پر کیا فضیلت ہے؟ حقیقت نماز کیا ہے؟ نماز کا فلسفہ کیا ہے؟ نماز کے دینی اور دنیاوی فائدے کیا ہیں؟ نماز کے پڑھنے سے کیا کیا برکتیں نازل ہوتی ہیں اپنوں اور غیروں نے نماز پر کیا کیا اعتراض کئے ہیں اور ان کے مدلل اور مسکت جوابات کیا ہیں کتنی نمازیں کس دن اور کس وقت اور کس طرح پڑھنی چاہئیں ان سوالات کے جوابات آپکو کتب

معلومات نماز

میں ملیں گے جس کو مذہب اسلام کی ایک سو مستند کتابوں کے مطالعہ کے بعد حضرت علامہ خلیل احمد صاحب فاضل دینیات مولوی عالم مولوی فاضل وغیرہ نے تین سال شبانہ روز محنت کے بعد تصنیف کیا ہے یہ معلومات نماز کیا ہے؟ یہ شب نماز کی انسائیکلوپیڈیا ہے ... بڑی کتاب ہے جس کو پڑھنے کے بعد آپ کو عبادات کا فلسفہ معلوم ہو جائے گا اور نماز میں خشوع اور خضوع حاصل ہوگا - دعویٰ کیا جاتا ہے کہ اردو زبان میں مسئلہ نماز پر بہترین اور پہلی کتاب اگر ہے تو وہ صرف معلومات نماز ہے - ناممکن ہے کہ معلومات نماز پڑھے بغیر آپ کتاب کی خوبیوں کا اندازہ کر سکیں کتاب کی اہمیت کو محسوس کرنے کے لئے بہت ہی مختصر فہرست مضامین ملاحظہ فرمائیے اور غور کیجئے کہ کس طرح دریا کو کوزہ میں بند کیا گیا ہے۔

لکھائی چھپائی سب اعلیٰ درجہ کی ہے ضخامت تقریباً دو سو صفحات ہے اور قیمت باوجود اتنی خوبیوں کے صرف ۸/ ہے۔

طباعت کتابت کاغذ اعلیٰ درجہ کا	مختصر فہرست مضامین معلومات نماز						قیمت صرف آٹھ آنے (۸/)
ابتدائی کلمات	نماز کو دوسری عبادتوں پر	نماز قرآن حکیم میں	اذان کے بعد کی دعا	عورت کی مرد کے ساتھ	اشراق کی نماز	نماز خوف	نماز پنجشنبہ
فہرست مذاہب	کیوں فضیلت ہے	نماز کے فضائل حدیث نبوی	نماز میں تیرہ فرض	نماز میں شرکت	چاشت کی نماز	نماز کسوف	نماز جمعہ
اسلام	نماز کی حقیقت اور بعض	میں	نماز میں چودہ واجب	عورت اور مرد کی نماز	زوال کی نماز	نماز خسوف	نماز شب شنبہ
عبادت	شبہات کی تصریح	حصہ دوم	نماز کی ترکیب	میں فرق	اوابین کی نماز	صلوٰۃ التسبیح	نماز شب یکشنبہ
حکمت و احکام	مقصد نماز	تمہید	نماز با جماعت اور امامت	فرضوں میں ثنا	نماز جمعہ	نماز استسقاء	نماز شب دوشنبہ
زمینت و تخصیص نماز کی	نقلی عبادت	وضو اور حفظان صحت	کا حال	پانچوں وقت کی نماز	نماز تراویح	نماز کعبہ	نماز شب سہ شنبہ
دو وجہیں	نماز با جماعت کی حکمت	وضو کی ترکیب	کن باتوں میں امام کا اتباع	نمازوں کا بیان	نماز عیدین	نماز مسجد نبوی	نماز شب چہار شنبہ
اقسام عبادت	و مشروعیت	وضو کے فرض	کرے	صبح کی نماز	نماز جنازہ	نماز نوافل	نماز شب پنجشنبہ
اصل مقصد کی طرف عود	اقسام شرک	نواقض وضو	چار چیزوں میں مقتدی	ظہر کی نماز	مسافر کی نماز	نماز ماہ رجب	نماز شب جمعہ
ثمرات عبادت	تخصیص اوقات نماز	معذور کا وضو	اتباع نہ کرے	عصر کی نماز	تحیۃ الوضو	نماز ماہ شعبان	نماز کے بعد کی دعا
ثمرات دنیا	پنجگانہ	تیمم کا بیان	نو چیزیں اگر امام نہ کرے	مغرب کی نماز	تحیۃ المسجد	صلوٰۃ الاسبوعی	خاتمہ
ثمرات آخرت	نماز کی ترکیبوں کا بیان	مسح موزہ جبیرہ و پٹی ستر	تو مقتدی کرے	عشاء کی نماز	نماز قضا	نماز شنبہ	قیمت آٹھ آنے ۸/
تارک نماز نماز کے اوقات	نمازیوں کی کہانیاں	اوقات نماز کی شناخت	مفسدات نماز	وتر نماز کا بیان	نماز توبہ	نماز یکشنبہ	(۸/)
نماز غسل کا ثبوت قرآن سے	بے نمازیوں کی کہانیاں	قبلہ کو آنکھ سے معلوم کرنا	مکروہات نماز	نماز کی تعداد اور ترتیب	نماز سفر	نماز دوشنبہ	محصول ڈاک
فضیلت نماز	نماز کا مقابلہ دوسروں	آداب مسجد	نفل تکبیر	کا بیان	نماز استخارہ	نماز سہ شنبہ	۳/
نماز کے طبی فائدے	کی عبادت سے	اذان	سجدہ سہو	تہجد کی نماز	نماز حاجت	نماز چہار شنبہ	

مسلمان بزدل کیوں ہو گئے؟

اس لئے :- کہ وہ اپنے اجداد کی تاریخ شجاعت و رواداری سے ناواقف ہیں

اس لئے :- کہ وہ نااتفاقی اور خود غرضی کا شکار ہو گئے

اس لئے :- کہ وہ صحابہ کرام کی کبھی نہ رکنے والی یلغاروں کا حال نہیں پڑھتے

اس لئے :- کہ ان کو معلوم ہی نہیں کہ ان کے اسلاف نے دنیا میں کیا انقلاب برپا کیا

اس لئے :- کہ وہ آرام طلب ہو گئے اور اپنی پیدائش کے حقیقی منشاء تبلیغ اسلام کو بھول گئے یہی وجہ ہے کہ آج جبکہ طلب حقوق اور تصفیہ حقوق کا وقت آ گیا تو مسلمان

ہندوؤں اور سکھوں کی دھمکیاں

سنتے ہیں اور ان میں قوت عمل پیدا نہیں ہوتی اور اس ملک میں وہ اپنے انجام سے بے خبر ہو گئے جس پر سات سو سال تک انہوں نے نہایت عزت و جلال، انصاف و رواداری کے ساتھ حکومت کی تھی اس بزدلی اور جبن افتراق اور انشقاق کا واحد علاج یہ ہے کہ وہ اپنے تیرہ سو سالہ بہادرانہ کارناموں سے واقف ہوں جنہوں نے قوموں کی قسمت پلٹ دی تھی اور ملکوں کی تاریخ میں انقلاب پیدا کر دیا تھا۔ اور ان کی بے پناہ یلغار نے ایرانی تخت و تاج کے ٹکڑے اڑا دئے تھے۔

اسلام کے سورما سپاہی

کتاب اسی مقصد کو سامنے رکھ کر لکھی گئی ہے اور یہ مفید و اہم ترین کتاب جناب پیرزادہ سید عزیز حسن صاحب بقائی ایڈیٹر رسالہ پیشوا کے ۲۰ سالہ مطالعہ تاریخ کا نتیجہ ہے۔ پیشوا کے پڑھنے والے اڈیٹر صاحب پیشوا کے پر جوش اور خطیبانہ انداز بیان اور شستہ اور سلیس طرز نگارش سے خوب واقف ہیں وہ جس وقت اپنے سحر طراز قلم سے اسلام کے محیر العقول شجاعانہ کارناموں کو بیان کرتے ہیں تو بزدلوں کے دل میں بھی اسلامی بہادری کا جذبہ پیدا کر موجیں مارنے لگتا ہے اس کتاب کے مطالعہ سے مسلمانوں میں دفعۃً ایک غیر فانی لہر پیدا ہو جائے گی۔ وہ خانہ جنگی کے طوق لعنت کو گلے سے اتار کر پھینک دیں گے اور پوری قوت اور کامل تنظیم کے ساتھ ہندوستان میں باعزت رہنے کا تہیہ کر لیں گے، جب اسلام کی تیرہ سو سالہ تاریخ کے اہم واقعات وہ پڑھ لیں گے تو کوہ وقار عزم و استقلال کے ساتھ اپنی گم شدہ عظمت کو واپس لینے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ بچوں عورتوں اور مردوں کو بلا تکلف پڑھنے کے لئے دیجئے۔ اچھی لکھائی چھپائی، سفید کاغذ ضخامت تقریباً ایک سو صفحات قیمت آٹھ آنے محصول ۲ / ۱

قرآن شریف کی تلاوت سے پہلے یہ کتاب پڑھیے

زندگی کو جنت کی کھیتی بنالو

زندگی خواہ دنیا کی ہو خواہ عقبیٰ کی وہ جنت کی کھیتی بن سکتی ہے۔ مگر شرط ایک ہے وہ صرف ایک یہ کہ تم اپنے آپ کو اس سانچے میں ڈھال لو جس میں اللہ نے اپنا نائب بنانے کے لئے قرآن نازل فرمایا۔ اور زندگی کا وہ سانچہ اس طرح تیار ہو سکتا ہے کہ تم **معلومات قرآن** کا مطالعہ کرو۔ تم اس کتاب کے مطالعہ کے بعد نئے سرے سے کلام پاک کی تلاوت کرو تاکہ تمہیں معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں تم کو اپنا نائب مقرر کرتے ہوئے اور جنت کی دوامی خوش خبریوں کا حق دار ٹھیرانے ہوئے کیا کیا ہدایتیں جاری فرمائی ہیں **معلومات قرآن** ہماری وہ جدید کتاب ہے جو آپ کو تفسیروں سے بے نیاز کر دے گی اور قرآن پاک کے معانی و مطالب گلزار بہار کی طرح تمہاری آنکھوں کے سامنے کھلے نظر آئیں گے **معلومات قرآن** ہماری وہ جدید کتاب ہے جو تم کو گویا اللہ تعالیٰ سے ہم کلام بنا دے گی اور تمہاری روح میں ایمان کا نور بھر جائے گا۔ اور جوش اسلام کا سمندر موجیں مارنے لگے گا۔ [illegible] **قرآن** قرآنی معلومات کی انسائیکلوپیڈیا ہے۔ جو اردو میں سب سے پہلی اور آخری کتاب ہے **معلومات قرآن** وہ کتاب ہے جس کی ہدایات اور رموز کی ترتیب تمہارے جسم اور جان میں [illegible] قرآن کی تجلیات تمہارے جسم میں کوندنے لگیں گی اور جب یہ سب چیزیں تم میں پیدا ہو جائیں گی تو اب یقینی ہے کہ تمہاری زندگی جنت کی کھیتی نہیں بن جائے گی۔ یہ اس لئے بات ہو رہی ہے کہ معلومات قرآن کوئی معمولی بازاری کتاب نہیں ہے بلکہ ایک متبحر عالم قرآن جناب مولانا مفتی انتظام اللہ صاحب صدیقی کے وسیع مطالعہ اور محققانہ غور و فکر کا نتیجہ ہے۔ مگر ہم نے اس کتاب کی قیمت بہت کم رکھی ہے۔ لکھائی چھپائی عمدہ ضخامت [illegible]۔ [illegible] قیمت [illegible] صرف [illegible] تاکہ اس سے [illegible] مسلمان بھائی زیادہ فائدہ اٹھا سکیں۔ معلومات قرآن کی بہت مختصر فہرست حسب ذیل [illegible]

قرآن مجید کی مکمل ڈکشنری

"مصباح اللغات" اردو میں سب سے پہلی کتاب ہے جس میں

قرآن مجید کے تمام لفظوں کو بہت ہی سہل ترتیب کے ساتھ اس طرح جمع کیا گیا ہے کہ پہلے خانہ میں لفظ اور دوسرے میں معنی تیسرے میں لفظوں سے متعلق ضروری تشریح کی ہے ساتھ بعض دوسری اہم اور مفید باتیں درج کی گئی ہیں۔ مثلاً انبیاء کرام کے نام جہاں جہاں آئے ہیں ان کے حالات بیان کئے گئے ہیں۔ یہ کتاب جب بالخصوص لغات القرآن کی تشریح کے سلسلے میں اردو زبان میں اب تک ایسی کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی۔ یہ کتاب علماء پیر [illegible] کے مسلمانوں کے علاوہ طلباء اور انگریزی داں احباب کے لئے خاص طور پر مفید ہے کتابت و طباعت اعلیٰ بڑا سائز قیمت اعلیٰ جلد [illegible] صرف [illegible] محصول ڈاک بذمہ خریدار

قرآن ایک معجز نما کتاب ہے

حقائق و معارف، فصاحت و بلاغت

قرآن پاک بلا شبہ بہلی اور سب سے آخری کتاب ہے جو معجزہ ہے، صاحب آزاد دہلوی کے ۴۰ سالہ مطالعہ قرآن شریف کا حاصل آسمانی کا نچوڑ ہے۔ قرآن کے متعلق غیر مسلم رہنماؤں کے تبصرے سرداران کفار قریش کے منکرین کلام الٰہی کا اس کوشش کہ مسلمان ہوا قرآن کے منزل من اللہ ہونے اور معجزہ ہونے پر سرکاؤں دلائل اشاعت قرآن اور مکہ کی تاریخ ہے۔ کتاب تبلیغ اسلام کے لئے بہترین ہے۔ سفید چکنا کاغذ قیمت [illegible] محصول ڈاک علاوہ

کلید قرآن

جو بچہ کی بہت کی کوشش سے [illegible] کلام اللہ نہ پڑھ سکے۔ [illegible]

کلید قرآن پڑھ سکے دو مہینہ میں قرآن مجید [illegible] اور سمجھنا آسان بھی ہو جائے، [illegible] کی نعمت سے محروم ہے۔ [illegible] دو مہینہ میں کلام اللہ پڑھنا ہو جائے گا۔ کلید قرآن دنیا میں سب سے پہلی کتاب ہے جس [illegible] کے مصنف کا دعویٰ ہے کہ اس [illegible] کہ قرآن پڑھانا آسان [illegible]

[redacted]

کربلا کے بعد

آل رسول پر کیا بیتی؟

اگر آپ :- قاتلان حسین کا عبرتناک انجام معلوم کرنا چاہتے ہیں تو کتاب کربلا کے بعد پڑھیے۔

اگر آپ :- یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ حادثہ کربلا کے بعد یزید کے جانشین بادشاہوں نے خاندان بنو فاطمہ پر کیسے کیسے وحشیانہ اور سفاکانہ مظالم کئے تو کتاب کربلا کے بعد پڑھیے۔

اگر آپ :- یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ خلافت اموی کے کارنامے کیا ہیں تو کتاب کربلا کے بعد پڑھیے۔

اگر آپ :- یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ بنو عباس نے بنو فاطمہ پر کیسے ہولناک اور بے پناہ مظالم کئے تو کتاب کربلا کے بعد پڑھیے۔

اگر آپ :- یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ خلافت عباسیہ کے کیا کارنامے ہیں اور ہارون الرشید اور مامون الرشید کے درباروں میں کیا ہوتا تھا تو کتاب کربلا کے بعد پڑھیے۔

اگر آپ :- یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ سادات بنی فاطمہ نے حصول خلافت کے لئے کیسی سرفروشانہ جدوجہد کی تو کتاب کربلا کے بعد پڑھیے۔

اگر آپ :- یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ بنو فاطمہ نے مصر اور مراکو میں کیونکر خلافت قائم کی تو کتاب کربلا کے بعد پڑھیے۔

اگر آپ :- یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ فاطمی خلافت کیونکر تباہ ہوئی اور اس نے کیا کارنامے انجام دیے تو کتاب کربلا کے بعد پڑھیے۔

مسلمانوں کی ایک ہزار سالہ تاریخ کی روح

کربلا کے بعد میں ملے گی۔ جو تاریخ کے ایک لاکھ اوراق سے نکالی گئی ہے اور کتاب کربلا کے بعد میں جمع کر دی گئی ہے۔ صدہا کتابیں تاریخ کی پڑھ کر جو معلومات آپ کو حاصل نہ ہونگی وہ کتاب کربلا کے بعد کے پڑھنے سے حاصل ہونگی۔ کتابت طباعت اعلیٰ درجہ کی۔ سفید چکنا بڑھیا کاغذ۔ ضخامت چار سو صفحے۔ ٹائیٹل دو رنگ کا۔ مجلد اعلیٰ۔ قیمت دو روپے علاوہ محصول ڈاک

۱۴۵

مختصر فہرست مضامین "کربلا کے بعد" یہ ہے

جواہرت سے تولنے کے قابل چند خاص مجربات

یہ ایک جانی حقیقت ہے کہ بازاری دوا فروشوں نے اخبارات میں عجیب عنوانات کے لمبے لمبے جھوٹے اشتہار دیکر اشتہارات کو بدنام کر دیا ہے اور جو لوگ حقیقت میں پبلک کی کچھ خدمت کرکے آبرو سے روزی کما سکتے ہیں وہ بھی پبلک کے ساتھ گھن کی طرح پس رہے ہیں۔ لیکن پانچوں انگلیاں برابر نہیں اگر آپ آزمائش کرتے کرتے بیزار ہو گئے ہیں تو ہماری دوا سے فائدہ کا عہد کیا ہے تو صرف ایک دوا منگا کر تجربہ کیجئے اور ادویات طلب کیجئے۔ ان میں سے ہر دوا کے اکسیر و تیر بہدف ہونے کا دعویٰ ہے۔ انشاء اللہ یہ دوائیں وہ ہیں جو سلاطین کے نسخوں سے زیادہ اہمیت رکھتی ہیں۔ ہماری دوائیں مبالغہ اور اشتہاری لفاظی سے کام نہیں لیا گیا بلکہ دی گئی ہے جو ہزاروں بار تجربہ اور مشاہدہ میں آچکا ہے۔ خط و کتابت کے وقت۔ پتہ نام و پتہ صاف تحریر کریں۔ ایک دوا کا بھی محصول سات آنے ہوگا اور تمام ادویات پر بھی سات آنے ہی ہوگا۔

سیکسول طلا

۱۴۸

جن لوگوں نے اپنے ہاتھوں سے یا خلاف فطرت فعل یا عیاشی اور کثرت جماع سے اپنی جوانی برباد کر لی ہے جس سے سستی، نامردی، کمزوری اور لاغری کی شکایت ہو گئی ہے۔ دنیا کی مسرتوں سے بے بہرہ بیکار محض اور زندگی سے لاچار انسان ہیں ان کے لئے ہمارا "سیکسول طلا" جو طلا دنیا کے پردہ پر نہیں ملیگا۔ اس کے ایک ہفتہ کے استعمال سے رگوں پٹھوں میں نئی زندگی اور غضب کی سختی اور ناقابل برداشت تیزی پیدا ہو جاتی ہے جس کے اظہار سے تہذیب مانع ہے۔ پابندی اور موسم کی پابندی کی قید سب کے لئے اعجاز کا کام دیتا ہے۔ قیمت ایک ڈرام والی شیشی ایک روپیہ آٹھ آنے۔ علاوہ محصول۔

سیکسول ٹانک پلز

اگر آپ کے قویٰ مضمحل ہو گئے ہیں اور تندرستی خراب ہو گئی ہے یا مرض نہ معلوم ہوتی ہے یا پیدائشی یا تو تمام جوانی کی وجہ سے جوانی برباد کر بیٹھے ہیں تو آخری مرتبہ سیکسول ٹانک پلز ضرور استعمال کیجئے۔ ضعف اعصاب اور پٹھوں کو مضبوط اور شاداب کر کے مردہ جسم میں جوانی کی لہر اور نئی زندگی پیدا کر دیں گی۔ ساٹھ سال کا بوڑھا بالکل نوجوان بن جاتا ہے۔ قیمت ۳۲ گولی کی شیشی دو روپے۔ بتیس گولی والی تین روپے بارہ آنے۔ علاوہ محصول ڈاک۔

سیکسول ریٹیٹوپلز

ان گولیوں امساک کے لئے کافی ہیں۔ وقت سرعت انزال کی شکایت بالکل نہیں ہوتی۔ خود مجھ سے بھی صاحبان کو یہ اثر نہیں ہوتا اور بے قابو ہو کر وقت پر جواب دیتے ہیں اور ہمیشہ کے لئے مایوس ہو جاتے ہیں۔ سب سے بہتر امساک کی گولیاں دنیا میں یہی ہیں۔ قیمت بارہ گولی والی شیشی ایک روپیہ بارہ آنے۔ چوبیس گولی والی شیشی تین روپے چار آنے۔ علاوہ محصول ڈاک۔

ملنے کا پتہ: ویسٹرن میڈیکل اسٹور انگریزی دواخانہ روشان الدولہ بازار جامع مسجد دہلی

میری جدوجہد

جرمن فیوہرر وچانسلر ہیر اڈولف ہٹلر نے اپنی زندگی کے واقعات جرمن زبان میں۔ مین کیمف کے نام سے لکھے تھے۔ جن کا ترجمہ دنیا کی سب زبانوں میں ہو چکا اور ۲۶ لاکھ سے زیادہ کتابیں اب تک فروخت ہو چکی ہیں۔ اردو میں اس کتاب کا ترجمہ شانتی نرائن ورت نے کیا ہے، نہایت عمدہ ٹیپ ٹاپ کی کتاب ہے۔ ۵۰۴ صفحات ہیں اور مجلد کی قیمت ہے۔ آج کل ہر شخص کی نگاہ جرمنی اور ہٹلر کی طرف ہے۔ کیا ہٹلر جو کچھ کر رہا ہے وہ ظلم ہے؟ کیا ہٹلر حق پر ہے؟ ہٹلر نے یہودیوں پر اتنے مظالم کیوں کئے؟ ہٹلر کی ترقی کے کیا اسباب تھے؟ یہ سب جوابات آپ کو اس کتاب میں ملیں گے۔ اور آپ بیرونی سیاسیات سے باخبر ہو جائیں گے۔

مسٹر محمد علی جناح

ہندوستان کے دوسرے سیاسی رہنما مسٹر محمد علی جناح کی سوانح عمری مسٹر عبدالعزیز نے تحریر فرمائی ہے۔ مسٹر جناح نے مسلمانوں کی کیا خدمت کی۔ ان کی زندگی کیونکر قومی بہبودی کے کام میں گزری وہ سب آپ اس کتاب میں دیکھیں گے۔ نہرو جناح خط و کتابت اس کے اثرات و نتائج۔ بوس جناح خط و کتابت۔ بوس جناح ملاقات سب کچھ اس کتاب میں ہے۔ مسلمانوں کے آج تک کے مطالبات اور ان کے ساتھ جو ناانصافیاں کی گئیں، اور جناح نے کس طرح مسلمانوں کو بچایا اور جناح کی کیا شخصیت ہے۔ یہ ہر مسلمان کو جاننا چاہیئے اور اس کتاب کو پڑھنا چاہیئے۔ جلد خوبصورت ڈسٹ کور [illegible] ڈھائی سو صفحات ہیں۔ سوا روپے (علاوہ محصول) مل سکتی ہے۔

عربوں کا تمدن

لوگ پوچھتے ہیں کہ مسلمانوں اور عربوں کا کلچر کیا ہے۔ سیدیو صاحب نے اس کتاب میں بتلایا ہے کہ عربوں اور مسلمانوں نے کیا کیا احسانات دنیا کے تمدن اور کلچر پر کیے۔ دو سو کے قریب صفحات ہیں اور دو روپے قیمت ہے۔

انقلاب فرانس

فرانس میں بادشاہی کے خاتمہ اور جمہوریت کے آغاز پر یہ عمدہ کتاب "باری" صاحب نے لکھی ہے۔ جو سیاسی کام میں دلچسپی لینے والے کو اس کا پڑھنا ضروری ہے۔ جمہوریت کے موجودہ تخیل کو عروج پر پہنچانے والے روسو کی تعلیمات کے اثرات کو انوکھے اور عام فہم انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ فرانس میں کیوں انقلاب ہوا اور جمہوریت کا تخیل کیوں پیدا ہوا؟ اور کیا جمہوریت اچھی چیز ہے؟ یہ آپ کو اگر معلوم نہیں ہے تو انقلاب فرانس کا مطالعہ کیجئے۔ ایک سو چھ (۱۰۶) صفحات ہیں اور قیمت بارہ آنے (۱۲/)

میری کہانی

پنڈت جواہرلال جی نہرو نے اپنی زندگی کے حالات اور ہندوستانی سیاست کے نشیب و فراز۔ ہندوستان میں آزادی حاصل کرنے کی جدوجہد کو میری کہانی نام کی کتاب میں بیان کیا ہے۔ ہر ہندوستانی جواہرلال ہو سکتا ہے۔ اس کتاب میں ہر طبقہ کے افراد کے لئے ایک سبق ہے۔ یہ کتاب دو جلدوں میں ہے۔ بہت سی تصویریں ہیں، دوسرا ایڈیشن ابھی ابھی چھپ کر تیار ہوا ہے۔ ایک ہزار صفحات سے زیادہ ضخامت ہے۔ اور دونوں جلدوں کی قیمت چار روپے ہے (للعگر)۔ نہایت خوشنما جلد ہے۔ اور دو رنگ ڈسٹ کور ہے (جلد پوش)۔ ۱۵۰

ملنے کا پتہ:- منیجر رسالہ پیشوا اُردو بازار جامع مسجد دہلی

دس ہزار

سیرت نبوی کی جلدیں خریداران پیشوا کو مفت

جس طرح یہ مانی ہوئی بات ہے کہ سیرت نبوی میں مسلمانوں کے ہر دکھ درد کا علاج ہے اور سیرت پاک کی تبلیغ اور اشاعت اسلام کا بہترین ذریعہ ہے اسی طرح یہ بھی مسلمہ واقعہ ہے کہ سیرت نبوی پر اُردو زبان میں سب سے بہتر لٹریچر پیشوا کے رسول نمبر میں پیش کیا گیا ہے۔ پیشوا کے ہر رسول نمبر کی ضخامت [illegible] صفحے ہے اور ہر رسول نمبر میں حجاز مقدس کے دو درجن نایاب فوٹو بلاک ہیں۔ اور ہر رسول نمبر پر آٹھ آنے فی جلد لاگت آتی ہے۔ چونکہ سالہا سال سے [illegible] جلدیں رسول نمبر کی [illegible] میں موجود ہیں لہٰذا یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ پانچ ہزار روپے کی لاگت کا یہ مقدس اور نایاب ذخیرہ تبلیغ اور اشاعت کے لئے خریداران پیشوا میں مفت تقسیم کر دیا جائے۔ لہٰذا اعلان کیا جاتا ہے کہ پیشوا کا ہر خریدار دو آنے فی جلد برائے مصارف روانگی وغیرہ بھیج کر سیرت پاک کا یہ نایاب ذخیرہ فوراً منگا لے [illegible] ہے کہ کوئی بھائی بغرض تبلیغ و ثواب مفت تقسیم کرنے کے لئے زیادہ جلدیں طلب فرمائیں تو اُن کو ایک روپیہ کے دس یعنی دس روپیہ سیکڑہ کے حساب سے نایاب رسول نمبر دیے جائیں گے۔ ٹکٹ نہ بھیجئے راستہ میں اکثر گم ہو جاتے ہیں۔ جلدی طلب کیجئے ورنہ ختم ہونے پر کسی قیمت پر نہ مل سکیں گے۔

ملنے کا پتہ:- منیجر رسالہ پیشوا جامع مسجد دہلی

صحت اور طاقت

حاصل کرنے کا سائنٹیفک طریقہ یہ ہے

کہ

ہڈیوں کے جوہر سے تیار کیا ہوا

فاسفورک آئل

کی مالش اپنے جسم پر کیجئے اور گرم پانی سے غسل کر کے کھوئی ہوئی صحت اور جوانی دوبارہ حاصل کر لیجئے۔

جسم پر مالش ہندوستان کا قدیمی علاج ہے جس کو قدیم رشیوں نے دریافت کیا تھا اب اس پرانے طریق علاج پر یورپ اور امریکہ کے تمام بڑے بڑے ڈاکٹر متفق ہو گئے ہیں چنانچہ بدن کی مالش پر یورپ اور امریکہ کے بڑے بڑے ڈاکٹروں میں سے چند کے خیالات یہ ہیں :-

(۱) میونخ، برلن، یونیورسٹی کے مشہور ڈاکٹر لیکر فرماتے ہیں :- "مالش سے خوبصورتی بڑھتی ہے سرجری اور مالش حقیقی بہنیں ہیں"

دنیا کے ڈاکٹروں کی کانفرنس کے صدر ڈاکٹر سر ولیم اوسلر فرماتے ہیں "مالش علم حکمت کی ضابطہ شاخ ہے یہ طریق علاج قانون قدرت کے مطابق ہے مالش کے علاج سے کوئی نقصان کسی کو نہیں ہوتا۔ مالش سے انسان کو خوبصورتی اور جوانی اور تندرستی حاصل ہوتی ہے"

یونان اور مصر کی تاریخ بتاتی ہے کہ وہاں کی تندرستی اور طاقت کا راز مالش میں چھپا ہوا ہے ہندوستان کی قدیم تاریخ اور آیورویدک کتب سے مالش کی بھلائی کا راز معلوم ہوتا ہے قدیم یونانی کی تاریخ بھی مالش کی عظمت کی شہادت دیتی ہے۔ آج بھی ہندوستان میں زور انداز تن کو بیاد سے چلا جسم پر مالش کر کے خوبصورت بنایا جاتا ہے غرضکہ اس ترقی یافتہ زمانہ میں بھی یورپ و امریکہ کے متمدن ممالک مصر و ترکی، عراق و عرب، ایران و افغانستان کے ترقی یافتہ شہروں میں مالش اور حمام سے صحت حاصل کرنا لازم و ملزوم ہے۔

مالش کے طریق علاج کو جو مقبولیت تمام امراض پر ہوتی ہے۔ اس پر ہندوستان جتنا فخر کرے کم ہے اور اس کے لئے مختلف روغن پیش کئے جا رہے ہیں جن میں سب سے بہتر سب سے مفید سب سے زود اثر

فاسفورک آئل

ہے جس کو بناتے وقت بالکل نہیں لگایا جاتا۔ اس میں فاسفورس کے علاوہ بیش قیمت دیسی ادویہ شامل کی گئی ہیں۔ اور اس کو بناتے وقت تمام قدیم تجربات اور جدید تحقیقات سے فائدہ اٹھایا گیا ہے اس کے جن بیش قیمت اجزا پورے ڈالے جاتے ہیں۔

فاسفورک آئل ایک مکمل دواخانہ

ہے جس کی ایک شیشی سفر میں ہمیشہ رکھنی لازمی سمجھی جاتی ہے

فاسفورک آئل ہر قسم کی کمزوریوں کا مکمل علاج ہے جس کی ایک دفعہ کی مالش کمزور جسم میں برقی رو دوڑا دیتی ہے

فاسفورک آئل ہر قسم کے درد کا فوری اور دیرپا علاج ہے جو مالش کے فوراً بعد جسم میں داخل ہو کر ہر قسم کے جان لیوا اور پرانے درد کو پانچ منٹ میں جڑ سے اکھاڑ دیتا ہے۔

شیر سے مقابلہ

کرنے کی طاقت ہر نوجوان میں ہو جاتی ہے۔ اگر بچپن سے فاسفورک آئل کی مالش جسم پر باقاعدہ کی جائے۔ نوجوانی میں اتنی طاقت آ جاتی ہے کہ شیر سے مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔

فاسفورک آئل عورتوں کی مخفی بیماریوں کا مکمل علاج

ہے کیونکہ ایک معمولی مالش سے ان تمام بیماریوں سے جن کا ذکر شرم سے نہیں کیا جاتا بغیر دوا کے نجات مل جاتی ہے۔

فاسفورک آئل مردوں کی مخصوص بیماریوں کا مکمل علاج

ہے۔ اپنے ہاتھوں اپنی جوانی برباد کرنے والے غلط کار نوجوان، بڑھاپے کی کمزوریوں کی وجہ سے اپنی زندگی سے بیزار انسانوں کے لئے بالخصوص پیشہ کے جھگڑوں سے پیدا ہو نامردی اور سستی کا بے ضرر زود اثر مکمل اور یقینی علاج ہے۔ فاسفورک آئل کی ایک ہفتہ مالش ہے۔

فاسفورک آئل حسب ذیل امراض کا تیر بہدف علاج

ہے۔ (۱) نمونیہ (۲) درد قولنج (۳) سردی اور جگر کا درد (۴) اعصابی کمزوری کی (۵) گردن کے پٹھوں کی کمزوری (۶) گردہ کا درد (۷) سینہ اور کمر کا درد (۸) گھٹنوں کا درد (۹) گردوں اور پیٹھ کا درد (۱۰) پھیپھڑوں کا درد (۱۱) جوڑوں کا درد (۱۲) لقوہ، فالج اور گٹھیا (۱۳) پٹھوں کی کمزوری (۱۴) تلی کی کمزوری (۱۵) عورتوں کی اندرونی خرابیاں (۱۶) ہسٹیریا (۱۷) ریاحی درد (۱۸) قوت باہ کی سستی اور نامردی وغیرہ کا مکمل علاج وغیرہ۔

فاسفورک آئل میں سب سے زیادہ مفید ہڈیوں کا جوہر فاسفورس ہے جو پورے وزن سے ڈالا جاتا ہے۔

فاسفورک آئل دس منٹ میں اثر دکھاتا ہے

علاوہ ازیں اس کا صرف بیرونی استعمال سے صحت اور طاقت حاصل کرنا [illegible] علاج ہے جس کی ایک شیشی کو رکھتے ہی ذریعے سے آرام ملتا ہے۔

اس کی قیمت ایک شیشی [illegible] عام ہوگا۔ اپنے شہر کے انگریزی دوا فروشوں سے طلب کیجئے اگر اصل نہ ملے تو [illegible] براہ راست ذیل پتہ سے طلب فرمائیں۔

ملنے کا پتہ: منیجر فاسفورک فارمیسی جامع مسجد دہلی

وہ کتابیں جو بچیوں اور بیویوں کو ہنرمند اور سلیقہ شعار بناتی ہیں

ماں باپ کی فکر دور ہو گئی

کیونکہ بچی کی تعلیم و تربیت کے لئے ایک ایسی کتاب جامع تیار ہے جو شریف بچیوں کو پڑھنے لکھنے میں مشغول کر کے ہوشیار بنا دے گی اور لڑکیوں کو ہنرمند بنا دے گی اور جوان کو ایسا نیک بیبا تمیزدار اور ایسا ہنرمند اور ایسا خوش خلق بنا دے گی، کہ دیکھنے والے ماں باپ کو مبارکباد دیں گے۔ اس کتاب کا نام بچی کی استانی ہے۔ اس کی زبان نہایت صاف اور مہذب ہے۔ اور پیرایہ نشست طرز بیان ہے کہ جو بچہ یا بوڑھا مرد یا عورت ایک دفعہ شروع کرے ختم کئے بغیر نہ چھوڑے۔ یہ کتاب شریف بچیوں کو سعادت مند اور ہوشیار بنانے میں لاجواب ہے۔ فہرست مضامین بطور خاکہ حسب ذیل ہے۔ کاغذ، کتابت، طباعت اعلیٰ درجہ کی قیمت صرف آٹھ آنے علاوہ محصول۔

نورجہاں بیگم کی نخوت تمیز	نورجہاں نے ماما کو بیٹھ، سلام کیا۔	چاند سورج کے سکول کا نقشہ کیونکر بنا	گائے کی خوبیاں	لڑکیوں میں کہنے آتا ہے؟
نورجہاں بیگم کو کسی استانی کے حوالہ کرنے کا مشورہ	مدرسہ کی لڑکیوں سے چھیڑ چھاڑ	بادشاہ کو بادشاہ کس نے بنایا	دنیا کی پیدائش اور اس کی گولائی	نورجہاں نے کتاب پڑھ کر سنائی
نئی روشنی نے لڑکیوں کو تیز بنا دیا ہے۔	مدرسہ کی لڑکیوں نے نورجہاں کو کہانی سنائی	دنیا کی عمر اور انسان کی عمر	زمین کی گردش اور اس کے نتائج	ہندوستان میں انگریزوں کے گیسے قدم جمے
نئی کل کی بیبیاں ہر گھنٹی ...	جس کے اصل نیک ہیں وہی شہزادہ ہے	نورجہاں عالم حیرت میں	زمین کی گولائی کا ثبوت	نورجہاں نے کہانی کہہ کر سنائی
استانی خدیجہ بیگم کے حالات	بڑوں کا ادب	نورجہاں نے پڑھنا شروع کر دیا۔	چاند گرہن اور سورج گرہن کے سبب	کامیاب لڑکے کی کہانی
افسر جہاں بیگم کے گھر خدیجہ بیگم کا تذکرہ	غریب ہونا ذلت کی بات نہیں	گڑیوں کا کھیل اور بند کیا پکانا۔	قوت کشش	گویا کس طرح سے کھاتے ہیں
افسر جہاں بیگم سیرفاخر الدین کے گھر بیاہی گئیں۔	انسان انسان کیوں برابر نہیں	قرآن پاک کا ترجمہ	انسان حیوان بھی برابر ہوئے	نجات کا راستہ
اہل کی خدمت بجا لانا خوبی ہے	فرق مراتب کی بنیاد کس پر ہے نہ کہ نسل پر	قرآن پاک کا حق	اسلام اور دولت کی تقسیم۔	موجودہ حالات کی ذمہ داری
نورجہاں کی بسم اللہ	آسمانی کتابیں سچی کتابیں ہیں یا غلط ہوگئے	نورجہاں نے نماز شروع کر دی	اسلام اور بادشاہ	سامان تعیش کا استعمال
	فرق مراتب کے معنی۔	کائنات کو ذرہ ذرہ عبادت کرتا ہے	کونسلیں وغیرہ کی کمیٹیاں ہیں	سات سہیلیوں کی انجمن
	دنیا میں امیری اور غریبی کی ابتداء	نماز کی فضیلت	سب سے زیادہ محتاج کون ہے۔	الوداع پیشتر جماں اسکالرشپ
	حاکم و محکوم کی ابتداء کیونکر ہوئی	روزہ کی برکات، مدرسہ کا پہلا دن	زمین سورج کے گرد کس طرح گردش کرتی ہے	

۳

ہر گھر اطمینان و سکون کا گہوارہ بن سکتا ہے

اور اس کی آسان ترکیب یہ ہے کہ ماں باپ اپنی لڑکیوں کو اور شوہر اپنی بیویوں کو ہماری کتاب **گھروالی کی تربیت** پڑھائیں

اس کو پڑھنے کے بعد ہر بیوی دنیا کے نشیب و فراز سے باخبر ہو جائے گی اور معلوم کر سکے گی کہ کس طرح شریف بیویاں اپنے گھروں کو اطمینان و سکون کا گہوارہ بنا سکتی ہیں اور اپنی ہونی سے دنیا میں کس طرح جنت کا مزہ حاصل کر سکتی ہیں۔ یہ کوئی خشک پند و نصیحت کی کتاب نہیں بلکہ کام کی باتوں کو افسانے کے مقبول عام پیرایہ میں اس خوبی سے دکھایا ہے کہ کوئی شخص چاہے وہ کتنا کم علم اور کتنا ہی ذی علم ہو ایک دفعہ شروع کر کے ختم کئے بغیر ہرگز نہ چھوڑے گا۔ قیمت آٹھ آنے۔ بطور خاکہ مختصر فہرست مضامین درج ذیل کی جاتی ہے تاکہ کتاب کا خاکہ ذہن نشین ہو جائے۔ اچھی لکھائی چھپائی چھپا کاغذ ضخامت ایک سو صفحہ قیمت ۸ر

جاہل بیوی کا طوفان بے تمیزی	نیک بی بی کا قصہ	مائیوں بٹھانے کے حرچے	جوتی کی رسم کیونکر ادا کی گئی	روزہ نماز کی فضیلت
تربیت یافتہ بیوی کیا کرتی ہے	سوہن شاہ کے دربار میں عالم آرا کی حاضری	انسانی خدیجہ بیگم کی معقول تجویزیں	نورجہاں سسرال کو رخصت ہوئیں جہیز کی تفصیل	اسلام سے پہلے عورت کی دردناک حالت
بیوقوف بیوی کی حمایت	سوہن شاہ کے درباری کی خوشامد	انسانی خدیجہ بیگم کی تجویزیں منظور ہوئیں	جدائی کا دردناک نظارہ	عورت پر اسلام کے نمایاں احسانات
گھر والیوں کے بگڑنے سے انقلاب کی ابتدا	شاہ صاحب نے خود طلب فرمایا۔	شادی بیاہ کے لئے قرض لینا گناہ ہے	نورجہاں نے گھر کا انتظام سنبھالا	عورتیں اسلام کا شکر کیونکر ادا کریں
میاں بیوی میں ان بن اور کشیدگی	شاہ صاحب کی کرامات	نورجہاں مائیوں بیٹھ گئی۔	نورجہاں نے خوبصورتی سے بات بنوائی	سیکھیں کہ نورجہاں کی حالت۔
جاہل کی بدتمیزی، اور میاں کی فہمائش	سوہن شاہ صاحب کا کراماتی ارشاد	دلہنوں کو کس طرح رہنا چاہئے۔	نورجہاں کے خیالات و اعتقادات	سلطانہ کی ...
بیوی نے کیسی خوب دال کا بگھار لگایا	آسمانی نکاح کی تیاریاں	بیویوں کو کس طرح رہنا چاہئے۔	سامان خورد و نوش کا حساب	عالم آرا کا خبث باطن
بدزبان عورت گھر والوں کی نظر میں	عالم آرا کی سسرال میں بھی خبر ہو گئی	گنڈا، تعویذ، ٹونے، ٹوٹکے	حساب رکھنے کے خوشگوار نتائج	مظلوم بیوی کی بے کسی
ماں نے بیٹی کو سمجھایا	کریم بیگم نورجہاں سے بھی بدگمان ہو گئی	بیویوں کی کامیابی کے اصول	تندرستی کا مدار اور کفایت شعاری کی تعلیم	نورجہاں خواب دیکھ کر بیقرار ہو گئی
ہمدرد ساس کا اپنی بہو سے سلوک	گھر کی دردمند نے نورجہاں کی تعریف کی	بہو اور بیاہتا کو کس طرح رہنا چاہئے	نورجہاں نے گھر کا نقشہ سمجھایا، سوگھڑی کا خوش	نورجہاں نے نندوں کی شادیاں کیں
عالم آرا کا ظالمانہ برتاؤ	عقل والوں کو دیکھ کر نصیحت پکڑنی ہے	اولاد کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داریاں	پرچار، عالم آرا کی تازہ شرارت	ڈاکٹر حکیم شادی کے لئے کیوں لازمی ہو گئے
سوتن سے ...	نورجہاں کو عالم آرا کی شادی کا سانحہ	میاں بیوی کی بدمزگی کے اسباب	جس میں جھگڑا کیا گیا ...	جاہلوں میں بغض و عداوت کی آگ
...	معلوم ہو گیا۔	میاں بیوی میں غلط فہمی کی عام وجہ	انگریزی دواؤں کی ...	بھڑک گئی ...
...	شادی بیاہوں کے کھانے اور ...	اتحاد کی غلط فہمی کو جلد سے جلد دور کرو	اسلام کا جامع ضابطہ ...	آخری منزل حیات
...	جہیز کا بیکار سامان	نورجہاں کی آخری تقریب نکاح کی کارروائی	انسان اور جانوروں کا ...	...

ہمارے گھروں کی رونق اور خوش حالی کا دار و مدار

تعلیم خانہ داری پر ہے اور عمدہ نظام خانہ داری کا دار و مدار بیویوں کی ان معلومات پر ہے جو انہیں اس سلسلہ میں ہونی چاہئیں۔ لیکن افسوس ہے کہ اردو زبان میں اب تک کوئی ایسی کتاب موجود نہ تھی جو بیویوں کو خانہ داری کے تمام شعبوں کی ضروری تعلیم دے سکتی۔ یہ کمی ہماری نئی اور بے حد مفید کتاب

تعلیم خانہ داری نے بدرجہ اتم پوری کر دی ہے۔ اس میں خانہ داری کے تمام شعبوں سے بحث کی گئی ہے اور ۵۰۰ عنوانات کے ماتحت کفایت شعاری کے ساتھ گھر کے نہایت کامیاب نظام قائم کرنے کی آسان اور عملی تدبیریں اور ترکیبیں بتائی گئی ہیں۔ پھر زبان اس قدر صاف اور سلیس ہے کہ ہر بیوی بآسانی سمجھ سکتی ہے۔ اس کتاب کی ترتیب میں خصوصیت کے ساتھ خانہ داری کی تمام تقریباً مستند انگریزی، اردو، ہندی کتابوں سے ... لی گئی ہے اور جو ترکیبیں اور تدبیریں بتائی گئی ہیں انہیں اپنے ملک اور قوم اور زمانہ، رواج اور ضروریات کو ہر قدم پر پیش نظر رکھا گیا ہے اور ہر ہر ترکیب پر سینکڑوں نے خود تجربہ کر کے عمل کیا گیا ہے۔ ہزاروں روپے کے صرف سے مسلمان بیویوں کے لیے یہ نہایت بیش قیمت تحفہ تیار کیا گیا ہے جو گھروں کو با رونق اور خوشحال بنا دینے کا بہترین ذریعہ ثابت ہوگی۔ ذیل میں فہرست مضامین درج کی جاتی ہے تاکہ کتاب کا خاکہ ذہن نشین ہو سکے۔

- گھر کا انتظام اور اس کے مختلف شعبے
- ضبط اوقات کی ضرورت
- وقت کی تقسیم
- روزانہ وقت کی ترتیب
- کفایت شعاری کسے کہتے ہیں
- کفایت شعاری کی چند مثالیں
- قناعت حقیقی مسرت کی کنجی ہے
- انتظام خانہ داری میں خوش خلقی کا درجہ
- گھر کا مکان
- نظام خانہ داری کے چار ستون
- رہنے کا مکان کیسا ہونا چاہیے
- صاف ہوا کی اہمیت
- ہوا کے متعلق چند مسئلے
- زہریلی ہواؤں سے بچاؤ
- مکان کی ترتیب
- باورچی خانہ
- خواب گاہ
- کمروں کو ... خوشگوار ... رکھنا
- خواب گاہ میں گملے
- خواب گاہ میں لیمپ کی ممانعت
- خواب گاہ میں انگیٹھی کے ہلاکت آفرین اثرات
- خواب گاہ کی آرائش
- بیت الخلاء
- غسل خانہ
- نشست گاہ
- نشست گاہ کی آرائش
- ... مکان کی صفائی ستھرائی
- ...

- مکان کی ظاہری اور باطنی صفائی
- اندرونی صفائی کے چند اصول
- سامان خورد و نوش کا انتظام
- حریرہ جات وغیرہ
- غسل کی چیزیں
- غلہ اور اجناس کی حفاظت
- ایندھن کی دیکھ بھال
- پانی ... ہے
- صاف پانی کی ضرورت و اہمیت
- صاف پانی کسے کہتے ہیں
- پانیوں کی قسمیں
- کنوئیں کا پانی
- تالاب کا پانی
- دریا کا پانی
- پہاڑی چشمہ کا پانی
- آبشار کا پانی
- بارش کا پانی
- ... کا پانی
- صاف پانی حاصل کرنے کی ترکیب
- چھنا ہوا پانی
- معطر پانی
- کشید کیا ہوا پانی
- جوش کیا ہوا پانی
- بہترین پانی حاصل کرنے کی ترکیب
- پانی کی حفاظت
- برف کا استعمال
- برف استعمال کرنے کا صحیح طریقہ
- برف کی حفاظت

- روشنی کا انتظام
- لیمپوں اور لالٹینوں کی حفاظت
- چمنیاں صاف کرنے کی ترکیب
- چمنیوں کی حفاظت
- چمنیوں کو مضبوط کرنے کی ترکیب
- لباس اور اوڑھنا بچھونا
- کپڑا کیسا خریدنا چاہیے
- گرمیوں کے کپڑے
- جاڑوں کے کپڑے
- سال بھر کے جوڑے کتنے چاہئیں
- کپڑے قبل از وقت کیوں پھٹ جاتے ہیں
- کپڑوں کی حفاظت
- برسات میں کپڑوں کی دیکھ بھال
- گرم کپڑوں کی حفاظت
- ... کو پہننے کے طریقے
- کپڑوں کی دھلائی اور صفائی
- ... کی صفائی
- کپڑوں کا حساب اور شمار
- بستروں کی حفاظت
- زیور اور گہنا
- زیور کب بنانا چاہیے
- زیور کو محفوظ سرمایہ سمجھو
- ... کا زیور پہننا اور پہنانا
- بچوں کو زیور نہ پہناؤ
- کون کون سے زیور پہننا مناسب ہے
- زیوروں کا بہترین نمونہ
- زیور کا ... اور حفاظت

- زیور کو چمکانے کی آسان ترکیب
- جڑاؤ زیور کو صاف کرنے کی ترکیب
- سادہ زیور کو ...
- زیور والیوں کو ضروری تنبیہ
- حساب کتاب اور روزانہ کی یادداشتیں
- روزنامچہ آمد و خرچ
- نوٹ بک اور دھوبی کی یادداشت
- زیوروں کی یادداشت
- کپڑوں کی ...
- دھوبی کی کتاب
- غلہ اور اجناس کی یادداشت
- کتابوں کی فہرست
- برتنوں کی یادداشت
- نوٹ بک
- غذا کا انتظام
- مضر صحت غذائیں
- غذا کا مفید صحت نظام
- غذا کی قسمیں
- ... غذائیں
- روغنی غذائیں
- نشاستہ دار غذائیں
- نمکیات اور پانی
- مختلف اقسام غذا کے فوائد
- ... غذا کے فوائد
- روغنی غذا کے فوائد
- نشاستہ دار غذا کے فوائد
- نمک کے فوائد
- پانی کے فوائد

- ... کی کام ... کی غذائیں
- ... باورچی خانہ کا انتظام
- ... ستھرا ...
- کھانا کھانے کی جگہ
- کھانا پکانے کا بہترین طریقہ
- ... کی صفائی
- تانبے کے برتنوں کی صفائی
- شیشے کے برتنوں کی ..
- چینی کے .. ..
- ایلومینیم کے .. ..
- پانی پینے کے .. ..
- سلائی کا استعمال
- کاٹنا چھانٹنا اور سینا
- بیویوں کو کون کون سے کپڑے سینے آنے چاہئیں
- تنانے کپڑے
- مردانہ کپڑے
- بچوں کے کپڑے
- ... کپڑے
- کپڑے کاٹنے اور سینے کا ضروری ...
- سامان
- سوئیاں اور ان کی قسمیں
- سوئی دانی
- ... قینچیوں کا استعمال
- ... کے تیار کرنے کی ترکیب
- ... کا استعمال
- ... کا استعمال
- استری اور اس کا تحفظ

- استری کیسی رکھنی چاہیے
- استری سے کام لینے کی احتیاطیں
- استری کا تختہ اور ... البدل
- ... کا استعمال
- سینے کی مشین
- ہر قسم کے تاگے
- سلائی ... یا صد ...
- ... کی قسمیں
- بخیہ کسے کہتے ہیں
- اور ... ہوتے
- ... کیسے کی جاتی ہے
- ... کیسے ہوتا ہے
- ... کی سلائی
- ... سیون
- ... کاٹنا
- ... بنانا
- مردانہ ناپ لینے کی ترکیبیں
- شیروانی کا ناپ
- ... کا ناپ
- کرتہ کا ناپ
- آستین کا ناپ
- پشت کا ناپ
- لمبائی
- ضروری احتیاط
- کوٹ کا ناپ
- قمیص کا ناپ
- پائجامہ کا ناپ
- پتلون کا ناپ

- زنانہ اور مردانہ کپڑوں کا ناپ
- ایک ضروری احتیاط
- زنانہ ناپ لینے کا طریقہ
- بچوں کا ناپ کیونکر لیتے ہیں
- بچوں کے کپڑوں میں ...
- کپڑا کاٹنے کے ضروری اصول
- کاغذ کے نمونے
- کپڑا کاٹنے سے پہلے ... دھلوانا
- قینچی چلانے سے پہلے ... کر لینا
- چاہیے
- کپڑے کے ... طریقہ
- سلائی کا حق
- ہر کپڑے کو ... کر
- ... پر نمبر
- ... کے ... باتیں
- مختلف کپڑے ... کی ...
- پائجامے
- ... پائجامہ
- سیدھا پائجامہ
- ... پائنچوں کا پائجامہ
- ... پائجامہ
- شلوار ... کی قسمیں
- ... صدری ...
- ... کپڑوں کی تراش
- ...
- ... کا کام
- ...

سلائی کے کام میں مہارت کے اصول
سلائی کے کام میں سوزن دست
چھاچ کنے کی ترکیب
چھچے کے نمونے
ڈولے بنانے کی ترکیب
کتابی کام
گرہ کاٹنے کی ترکیب
گرہ تراشنے کی احتیاطیں
گوکھرو کا کام
پوٹے کے کام کے نمونے
کشیدہ اور چکن دوزی
اصلی کاریگری
سوئی اور تاگہ
چھاپے اور ان کا استعمال
چھاپنے میں احتیاطیں
مختلف کڑائیاں کاڑھنے کی ترکیبیں۔
پنچی دوسوتی کڑھت کی ترکیب
بچھے کی کڑھت کی ترکیب۔
زنجیرے کی کڑھت کی ترکیب
الیچے کی ؍؍ ؍؍
بخیے کی کڑھت کی ترکیب
جالی کی بنداری کڑھت کی ترکیب
کیل کی کڑھت کی ترکیب
پشاوری کڑھت کی ترکیب
گھنٹی کی ؍؍ ؍؍
دانے کی ؍؍ ؍؍
بکا کڑھت کی ترکیب
جالی کی کڑھت کی ترکیب
پکی کڑھت
ریشم اور سادن کی کڑھت
کروشیا کا کام
پھولوں کا کام
پھول پتی کے کام کی ضرورت
[illegible]
[illegible] کے اصول
[illegible]
[illegible]

کلابتوں کا کام اور اسکی قسمیں
اصلی کام۔ اصلی کا کلابتوں
کام چوپ کسنے کی ترکیب
؍؍ ٹانکنے ؍؍ ؍؍
کلابتوں فیتلے پر چڑھانا
کلابتوں سینے کی سوئی اور تاگا
کلابتوں سینے کا ٹانکا
تیاری سے کیا مراد ہے
کوہیٹی استعمال کرنے کا طریقہ
کا مدانی
کپڑوں کی رنگائی کا کام
کپڑوں کے رنگنے کے بنیادی اصول۔ پکے رنگ
پکے رنگ بنانے کی ترکیب
رنگ کو قائم اور پختہ کرنے کے مصالحے
کپڑے رنگنے کے متعلق ضروری مشورہ
کپڑے رنگنے میں ضروری احتیاطیں
مختلف موسموں میں مختلف رنگ
خطوط نویسی اس کے جاننے کی ضرورت
خطوط نویسی کے قاعدہ اور ضابطہ
مناسب حال القاب و آداب
مطلب کی بات لکھنے کا اندازہ
خط لکھنے میں احتیاطیں
خط کی ترتیب۔ خط کا نمونہ
پتہ لکھنے کا طریقہ۔ پتہ لکھنے کا نمونہ
محصول ڈاک کی شرطیں
بیرنگ خطوط بھیجنے کا طریقہ
بزرگوں کے القاب
ہمسروں اور برابر والوں کے القاب
کاروبار کے تعلق والوں کے القاب
چھوٹوں کے القاب
خط میں الفاظ و حسب مراتب
خاوند کے الفاظ و حسب مراتب
خاوند کے الفاظ حسب مراتب
تیمارداری کے اصول
تیمارداری کسے کہتے ہیں
[illegible]

تیمارداری میں ضروری احتیاط
تیمارداری کے فرائض
بیمار کو علیحدہ کرنے میں کیسا کمرہ چاہئے
بیمار کے کمرے کا سامان
فیڈنگ کپ اسکا فائدہ اور بدل
بیمار کا کمرہ اور بستر کی صفائی
بیمار کے ہاتھ منہ دھلانے کا بہتر وقت
بیمار کا بستر اور تکیے
ہوا کے گدوں کا استعمال
کمزور بیماروں کو غذا اور دوا
بلینے کا طریقہ
کمزور مریض کے پاخانہ پیشاب کا انتظام
بیمار کے کمرے میں روشنی رہنی چاہئے
بیمار کے کمرے کی سردی گرمی
مریض کی صفائی اور ستھرائی کا طریقہ
تھرمامیٹر استعمال کرنے کی ترکیب
بچے کی پیدائش
زچہ خانہ کا انتظام
حمل قرار پانے کی علامتیں
حمل کی مدت
ایام حمل میں صحت تندرستی کا انتظام
حاملہ کی غذا۔ حاملہ کا لباس
ورزش۔ روزانہ غسل
نیند۔ گھر والوں کا فرض
بچے کی پیدائش۔ جاپہ کی تیاری
ایک ضروری نگہداشت
گھر در سے پل
دائی یا ڈاکٹرنی کی تلاش
جاپے کے وقت اور جاپہ کے کمرے
کی حالتیں۔ جاپہ کا کمرہ
جاپہ کے لئے ضرورت کی چیزیں
نال باندھنے کا ڈورا
زچہ خانے کے متعلق باقی باتیں
اور زچگی کے وقت
ایک ضروری احتیاط
نال نکل آنے کے بعد
پیٹ پر باندھنے کی پٹی
بچے کے پیدا ہونے کے بعد

زچہ کو ضروری ہدایات
اولاد کی پرورش
اولاد کی پرورش کا مفہوم
اولاد کی تندرستی کی بنیاد
تندرستی کے اصول
ماں کا دودھ
ماں کے دودھ کی مضرتیں
دودھ پلانے کی ضروری ہدایتیں
دودھ پلانے کے اوقات
مقررہ وقت پر بچوں
بچے کو جگا کر دودھ نہ پلاؤ
داہنی چھاتی سے دودھ پلانا
وقت بچہ کیوں روتا ہے
بچے کو لیٹ کر دودھ پلانا چاہئے
یا بیٹھ کر
جب بچہ دودھ پینے سے انکار کرے۔
جب بچہ دودھ الٹ دیتا ہے
اوپری غذا میں دینے کا زمانہ
بچے کو کتنے دن دودھ پلانا چاہئے
انا کا انتخاب
اچھی انا کا انتخاب کے
ضروری شرائط
انا کی غذا اور مشاغل
اوپری دودھ
تین قسم کے دودھ
گدھی کا دودھ
گائے کا دودھ
بکری کا دودھ
بچے کو ٹھنڈے دودھ سے بچاؤ
دودھ میں پانی کی مقدار
دودھ میں مٹھاس کی مقدار
تازہ پھلوں کے رس کا استعمال
دودھ پلانے میں وقت کی پابندی
دودھ پلانے کے دو طریقے
چسنی کا انتخاب
چسنی کی صفائی
بچے کی تندرستی کے متعلق [illegible]

ہفتہ وار ہلکا جلاب
پانی صرف پلاؤ
ہوا دار کمرے میں رکھو
دونوں وقت غسل
ڈھیلے کپڑے
بچہ کو چھپا کر نہ رکھو
بچہ کی نیند۔
دودھ چھڑانے کا طریقہ اور استعمال
بچہ کی ورزش کا انتظام
اپنا دودھ خشک کرنے کی تدبیریں
دودھ بڑھانے کی ترکیبیں
دودھ بڑھانے کی ایک آسان ترکیب۔
دودھ بڑھانے کی دوسری ترکیب
کھانے کی چیزیں دودھ بڑھانے والی
دیر کے علاوہ سے دودھ بڑھ جاتا۔
دانت نکلنے کے زمانے کی احتیاطیں
دانت نکلنے کی سختی کا علاج
پانچویں مہینہ کے اندر ٹیکہ
ارشاد کی تربیت
تعلیم و تربیت کا بنیادی اصول
مثال ہمیشہ ترکیب سے زیادہ موثر ہوتی ہے۔
بچہ کو غلام یا آقا نہ بناؤ
بچوں کو اچھی باتیں سکھانے کا بہتر طریقہ۔
مفید مطلب افسانوں کے ذریعہ تربیت
بچوں کے لئے اخلاقی افسانے تیار کرنے کا طریقہ
تعلیم و تربیت کے مقاصد
بچوں کو بزدل نہ بناؤ
قانون کی پابندی کی عادت
ضابطہ اور قانون کی تکمیل
بچوں کے سوالات

جھوٹے وعدے نہ کرو
بچوں کو مار پیٹ
سات سال تک کی علیحدگی کی زندگی۔
آخری بات
اولاد کو کسی عادت کا پابند نہ ہونے دو۔
نئے رشتوں کی تلاش
دولت بے حقیقت شے ہے
ذات پات کا لحاظ
پہلی بات قابل لحاظ
دوسری قابل لحاظ بات
تیسری ؍؍ ؍؍
چوتھی ؍؍ ؍؍
پانچویں ؍؍ ؍؍
چھٹی ؍؍ ؍؍
ساتویں قابل ذکر بات
تقریبوں اور تہواروں کا انتظام
شادیوں کے کامیاب اہتمام کے اصول
کھانے پینے کی چیزوں کا مناسب مقدار میں فراہم کرنا
چکنوں اور لڑکوں کا استعمال
استعمال کی ضروری چیزیں مہیا کرنے کا طریقہ
نگرانی و نگہداشت کیوں کی جائے
دعوت دینے والی تقریبوں سے گریز
تقریبوں کے انتظام کے لئے مفید معلومات۔ یعنی انتظام اور تیاری
تہواروں کا انتظام
تہواروں کے لئے ضروری چیزوں کی خریداری
بچوں کو فضول خرچی سے بچاؤ۔
تہواروں کے مخصوص [illegible]
حسن اور بناؤ سنگھار کی [illegible]
[illegible]

سنگھار کے بنیادی اصول
حسن نظر
رنگ نکھارنے کی ترکیبیں
قوت شامہ کے حسن کا معیار
قوت لامسہ کا حسن
عادات و انداز کا حسن
آنکھ۔ ناک۔ منہ اور دانت۔
بال
ناخن
آنکھیں
جسم کا سڈول ہونا
کار آمد نسخے اور ترکیب
کٹنگ اور غلک ترکیبیں۔
چہرہ کا پاؤڈر بنانے کی ترکیب
چھپے اور چھیوں کو مٹانے کی ترکیب
پیتل کو صاف کرنے کی ترکیب
چاندی کے زیورات اور برتن صاف کرنے کی ترکیب
چھٹے ہوئے دودھ کو کار آمد بنانے کی ترکیب
گوشت کو ٹھہرانے کی ترکیب
جلد کو نکھارنے کے نسخے
جلد کو ملائم کرنے کے نسخے
مہاسوں کو دور کرنے کے نسخے
کپڑوں کو معطر کرنے کی ترکیب
دانتوں کی صفائی کی ترکیبیں
خوشبودار ابٹنے
بال بڑھانے کی ترکیبیں
بنانے کے مصالحے
بال سفید ہونے کے مصالحے
گھنے اور سیاہ کرنے کے نسخے
مہندی لگانے کی ترکیبیں
بہترین کاجل بنانے کی ترکیب
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

شوہر کی تسخیر کا مجرب عمل

چونکہ شوہر کو بیوی کے ہاتھ کا پکایا ہوا کھانا پسند ہی نہ آتا تھا۔ گھر میں آئے دن جنگ رہتی تھی۔ ماما کا بھی ناک میں دم تھا۔ آخر کار بیگم نے ہمارے یہاں سے تحفہ خرید لیا۔ اس کتاب میں اسلامی تہذیب کے گہوارہ اور بادشاہوں کی یادگار دہلی کے لذیذ کھانوں کی ترکیبیں درج کی گئیں ہیں۔ بیگم نے اس کتاب کی ہدایت کے مطابق کھانا پکانا شروع کیا تو بد مزاج میاں کا یہ حال ہوگیا کہ روزانہ کھانا کھانے کے بعد گھنٹوں انگلیاں چاٹتے ہیں اور ہر وقت بیوی کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتے رہتے ہیں۔ یہ کتاب جناب حافظ سید نوید حسن صاحب بقائی ایڈیٹر رسالہ پیشوا کی تالیف ہے جس کا ایک صفحہ شوق سے شروع کرتا ہے آپ بھی آزمائش کیجئے۔ اس کا نیا ایڈیشن کئی سال کے بعد شائع ہوا ہے۔ جس میں دہلی کے دسترخوان کا اضافہ کے ساتھ شامل کردیا گیا ہے۔ اچھی لکھائی چھپائی، سفید چکنا کاغذ، ضخامت دو سو صفحات، قیمت صرف ایک روپیہ۔ مختصر فہرست مضامین ذیل میں ملاحظہ ہو۔ ملنے کا پتہ:۔ **مینجر رسالہ پیشوا۔ جامع مسجد دہلی۔**

دہلی کا مکمل باورچی خانہ

۱۵۷

خلفائے راشدین رض

خلافت راشدہ کے متعلق تیرہ سو سالہ عربی اور فارسی کے ایک لاکھ صفحات پر موٴرخانہ و محققانہ ریسرچ

سرورِ کائنات کی پیشین گوئی کے مطابق حکومت الٰہیہ کا قیام۔ حضرت ابوبکر صدیق رض خلیفۂ اول، حضرت عمر فاروق رض خلیفۂ دوم، حضرت عثمان غنی رض خلیفۂ سوم، حضرت علی رض خلیفۂ چہارم، حضرت [illegible] پنجم کے عہد ہائے خلافت کے مکمل و مفصل جسم اور مدلل حالات اگر کسی ایک کتاب میں مل سکتے ہیں تو وہ "خلفائے راشدین" ہے جو مورخ اسلام حضرت مولانا [illegible] صاحب کے بہترین موٴلفات تاریخ و سیرت کا [illegible] ہے۔ شروع میں ہر خلیفہ کی مفصل سوانح عمری ہے اس کے بعد ان کے عہد حکومت کی فتوحات اور غزوات ان کا طریق حکومت اور ان کے زمانہ کی اصلاحات اور علمی اور تمدنی ترقیات، اخلاق و عادات کے رنج پر بہترین نقشہ اور صحابہ کرام کی پرجوش خدمات، تبلیغ اسلام کے بیہودہ نظارے، غرضکہ ہر خلیفہ کے عہد کی اتنی مکمل اور اتنی مشرح اور اتنی مدلل تاریخ ہے کہ اس سے پہلے کوئی کتاب اس پایہ کی کسی زبان میں بھی شائع نہیں ہوئی اور خلفائے راشدین کے پڑھنے کے بعد کوئی کتاب ان کے حالات اور ان کی خدمات اسلام کے متعلق تلاش کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ ضخامت پانسو صفحے [illegible] [illegible] قیمت [illegible] مجلد [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سال کی محنت کا نتیجہ ہے اور یہ [illegible] [illegible] طلب کریں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سے ہی حاصل [illegible] [illegible] فہرست مضامین [illegible]

۵۹

اسلامی تعلیم نامور علماء کرام کی نظر میں

اسلامی تعلیم کی فضلیت اور افادیت عام کی اہمیت کا اندازہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ آپ چھپائی نہیں ہندوستان کے چوٹی کے علماء کرام کی رائیں پڑھیں اور غور کریں کہ ایسے واجب الاحترام اور مقدس علماء جس کو کہ آپ متفقہ طور پر تعریف کر رہے ہیں وہ کتنی اہم اور عام مسلمانوں کے لئے اس کا مطالعہ کتنا ضروری اور مفید ہوگا۔

میرے لئے یہ بہت ممکن تھا کہ میں اس کتاب کی تعریف میں کئی صفحے ختم خوشنما کر دیتا۔ مگر عوام کی رائے اور نشر اور مستند مصنفین عظام کی رائے میں بڑا فرق ہے میں یہاں بہت ہی مختصر طور پر علماء کرام اور عقیدتیان عظام میں سے چند مخصوص بزرگان ملت کی قول مع حوالہ کا خلاصہ پیش کرتا ہوں تاکہ اسلامی تعلیم کی اہمیت اور اس کے فاضل مصنف کی علمی قابلیت اور محنت کا اندازہ ہو سکے۔ یہ کسی جاہل اور بدعتی کے لکھے ہوئے اوراق نہیں ہیں جو آپ کے عقائد کو خراب کرنے کا باعث ہوں۔ بلکہ اسلامی تعلیم کے مصنف حضرت علامہ مولانا سید محمود صاحب مفتی اعلیٰ ہیں۔ جن کی مذہبی تحقیقات اور علمی استعداد کی مندرجہ ذیل نامور علماء کرام بھی تصدیق کرتے ہیں۔ اسلامی تعلیم کا مفصل اشتہار ٹائٹل کے صفحہ آخری پر ملاحظہ فرمائیں۔ ۱۰ اسلامی تعلیم کی قیمت جلدوں کے لحاظ سے حسب ذیل ہے۔

اسلامی تعلیم کی چھپائی اور لکھائی بہت اعلیٰ درجہ کی ہے۔ اور کاغذ بیشوا کے ٹائٹل بھیا فیروزی چکنا ولایتی ہے ضخامت سات سو صفحے قیمت بلا جلد تین روپے مجلد ساڑھے تین روپے مجلد چرمی پشتہ قسم اعلیٰ ساڑھے تین روپے خاص ایڈیشن کاغذ بڑھیا مجلد چرمی پشتہ قسم خاص سنہری کام چار روپے محصول ہر جلد پر دو آنے فرمائش لکھتے وقت ضرور لکھئے کہ کس قیمت کی کتاب بھیجی جائے۔

حجۃ الاسلام شیخ الحدیث حضرت مولانا سید انور شاہ صاحب کا ارشاد ہے کہ "اسلامی تعلیم متعلق عقائد پر بہت کامیاب تصنیف ہے اردو میں فقہی مسائل کو مہذب اور مستند طریقہ سے پیش کرنے کی بڑی ضرورت تھی، خدا آپ کو جزائے خیر دے کہ آپ نے اسلامیوں کی اس سب سے بڑی ضرورت کو پورا کیا۔

مفتی اعظم حضرت علامہ کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند کا ارشاد فرماتے ہیں "کتاب کے اس اڈیشن میں بہ نسبت سابق بہت کچھ ترقی کی گئی ہے اور بہت بڑا ذخیرہ مسائل مفید میں جمع کیا گیا ہے۔

حضرت مولانا عبدالباری کے جانشین حضرت مولانا عبدالوالی قطب میاں صاحب فرنگی محل صدر جمعیۃ علماء کانپور، ارشاد فرماتے ہیں "ایسی جامع کتاب فقہ و عقائد کے مسائل پر میری نظر سے نہیں گذری، تمام مسائل مستند اور معتبر کتابوں سے اخذ کئے گئے ہیں، ایسی مفید کتاب کی سلیس اردو میں بہت ضرورت تھی، اختلافی مسائل سے حتی الامکان احتراز کیا گیا ہے۔ اسلامی تعلیم کو مسلمانوں کے لئے تمام ہندوستان کی یونیورسٹیوں کے کورس میں داخل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

امام حضرت مولانا شاہ سلیمان صاحب قادری پھلواری صدر بزم صوفیہ ... اسلامی پر بہترین کتاب ہے مصنف نے مسائل کے بیان کرنے میں ... اردو خواں جس نے عربی بالکل نہ پڑھی ہو

اس کتاب کو اگر غور سے پڑھ لے تو اپنی فقہی معلومات میں وہ عام طالبعلموں کی طرح کم نہیں رہے گا اس کتاب سے نئے تعلیم یافتہ مولویوں کو بھی بہت مدد ملے گی۔ اسلامی تعلیم اردو زبان میں حنفی مذہب کی فقہ کی ایک جامع اور نافع کتاب ہے اس کی ضرورت بہت مدت سے محسوس ہو رہی تھی اس کی تصنیف میں ...

شیخ التبلیغ مشہدی دو مولانا حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ فرماتے ہیں اسلامی تعلیم اردو میں عقائد و عبادات پر بہترین کتاب ہے، جو لوگ عربی فارسی نہیں جانتے اور فقہی مسائل کی مستند کتاب اردو میں پڑھنا چاہیں ان کو اسلامی تعلیم اپنے مطالعہ میں رکھنی چاہیئے۔

خطیب اعظم حضرت مولانا عبدالماجد صاحب قادری بدایونی کا ارشاد اسلامی تعلیم کو ہم نے پڑھا، اگر دینیات اور دینیات کے نصاب میں علماء کی اعلیٰ ... کتاب ہے اسلامی فقہ کے کتب خانہ کو آپ نے نہ صرف ایک کتاب اسلامی تعلیم پر ... کیا ہے بلکہ حنفی عقائد پر کردہ ہیں اتنی جامع مستند اور مکمل کتاب اب تک میری نظر سے نہیں گزری۔

جمعیۃ علماء ہند کانپور کے ناظم حضرت مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونی ارشاد فرماتے ہیں "میں نے اس کتاب کا اکثر حصہ اپنے مطالعہ میں رکھا۔ جو تمام احکام و ضروریات اسلام کے لئے اردو میں اسلامی تعلیم سے زیادہ جامع کتاب میری نظر سے نہیں گزری ایک مسلمان کو ضروریات دینی و احکام مذہبی کے سلسلہ میں جن مطالب کی ضرورت ہوتی ہے، وہ سب اسلامی تعلیم میں بخوبی مل جاتے ہیں۔

اسلامی تعلیم کو مذہبی انسائیکلوپیڈیا کہنا کچھ بے جا نہیں ہے فاضل مصنف نے نہایت تحقیق اور محنت سے ہر قسم کے مسائل بہترین طریقہ سے جمع کر دئے ہیں۔ میری رائے میں کوشش کر کے اسلامی تعلیم کو داخل نصاب کرانا چاہیئے۔

حضرت علامہ سید سلیمان صاحب ندوی مدیر معارف ارشاد فرماتے ہیں اسلامی تعلیم میں اسلام کے عقائد و عبادات وغیرہ کے مسائل سوال و جواب کے طور پر درج کئے گئے ہیں کتاب کے چند اوراق نظر سے گزرے ہیں ان میں مسائل کے جوابات کو صحیح و صواب پایا۔ کتاب کے آخر میں قرآن مجید اور احادیث نبی کریم سے اسلامی اخلاق کو پیش کیا گیا ہے۔ کتاب کی ترتیب متداول فقہی ابواب پر مشتمل ہے۔

مولانا عبدالماجد صاحب دریاآبادی بی اے مدیر صدق لکھنؤ اردو خواں مسلمانوں کے لیے مسائل شریعت کا ایک بہت بڑا ذخیرہ جمع کر دیا ہے مجموعی کتاب مفید اور قابل قدر ہے اور ہر مسلمان گھر میں رہنے کے قابل ہے۔

قوم پرور علماء ہند کا اخبار مدینہ لکھتا ہے

اسلامی تعلیم میں اہم مسائل کے علاوہ جزئی اور فروعی مسائل بھی تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں کتاب بہت جامع اور تمام مسائل پر حاوی ہے فقہی مسائل کے مشتاق کو اس کے مطالعہ سے بڑی حد تک تسکین ہو جاتی ہے موجودہ دور میں جبکہ ... نے قوت ایمانی کو کمزور کر دیا ہے اور مسائل کے استفتاء اور مسائل سے واقفیت کا احساس ہوتا جا رہا ہے اسلامی تعلیم کے مطالعہ سے اس قسم کی ... کی بڑی ...

ایڈیٹر صاحب اخبار حقیقت کی رائے

چونکہ اسلامی تعلیم مسائل فقہ کی ایک جامع کتاب ہے ... عقائد و اعمال کے تمام ضروری مسائل تو جامع ...



اسلامی معلومات کا دریا کوزے میں

مولویوں سے بے نیاز ہو جائیے ضخیم مذہبی کتابوں کی ورق گردانی بیکار ہے۔ حضرت امام اعظم کی زبردست اور عظیم الشان فقہ تمام و کمال آپ کو

اسلامی تعلیم

میں ملی۔ اس ایک کتاب کے مطالعہ سے آپ خود فقیہ بن سکتے ہیں پیدائش سے لیکر موت تک انسانی زندگی کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں ہے جو اس کتاب میں موجود نہ ہو۔ یہ کتاب عقائد اسلامی کی سچی تصویر اور فقہ حنفیہ کا مکمل نصاب ہے اگر اسے مذہب اسلام کی انسائیکلوپیڈیا کہا جائے تو بالکل بجا ہے اس کتاب کا مطالعہ کئے بغیر کوئی مسلمان حقیقی معنوں میں مسلمان نہیں بن سکتا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ یہ کتاب خود پڑھے اپنی بیوی کو پڑھائے اور اپنے بچوں کو پڑھائے اس کے بغیر اسلامی زندگی نامکمل ہے کیونکہ اسلامی تعلیم کے متعلق دعوی سے کہا جا سکتا ہے کہ مذہب اسلام کی اتنی مکمل انسائیکلوپیڈیا آج تک دنیا کی کسی زبان میں شائع نہیں ہوئی جس میں ان تمام مسائل کو یکجا جمع کر دیا گیا ہے جو ایک مسلمان کو اپنی زندگی میں پیش آ سکتے ہیں۔

اس کتاب کے مصنف حضرت العلامہ مولانا سید محمود صاحب نے تقریباً ڈیڑھ سو کے قریب حدیث، فقہ، علم الکلام اور فتاوے کی مستند کتابیں دیکھ کر کئی سال کی محنت میں لکھا ہے۔ ہر اسلامی ضرورت کے سوال کا جواب اسلامی تعلیم میں موجود ہے۔ اعلی درجہ کی لکھائی چھپائی سفید چکنا کاغذ

قیمت مجلد تین روپیہ آٹھ آنے۔ فہرست مضامین پڑھیے اور اندازہ کیجئے کہ کس طرح کوزہ میں سمندر کو بند کیا گیا ہے۔

کتاب الصوم

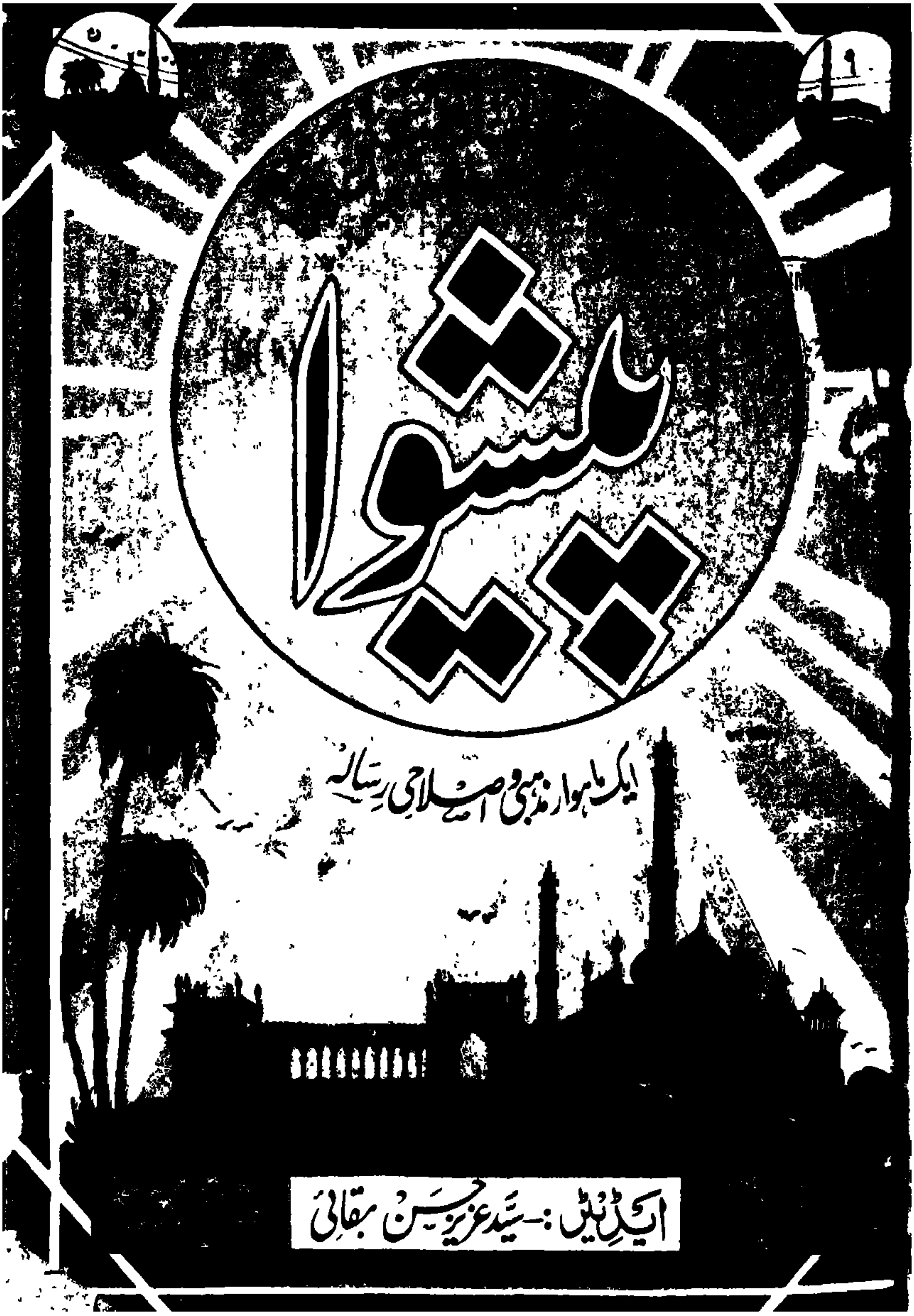
کتاب الصلوٰۃ

کتاب الزکوٰۃ

کتاب النکاح

کتاب اللباس

ملنے کا پتہ منیجر رسالہ پیشوا دہلی


پیشوا
ایک ماہوار مذہبی و اصلاحی رسالہ
ایڈیٹر :- سید عزیز حسن بقائی

جواہرات سے تولنے کے قابل چند خاص مجرّبات

یہ کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ بازاری دوا فروشوں نے اخبارات میں عجیب عنوانات کے لمبے لمبے مگر جھوٹے اشتہار دیکر اشتہارات کو بدنام کردیا ہے۔ اور جو لوگ حقیقت میں پبلک کی کچھ خدمت کرکے ایمانداری سے روزی کما سکتے ہیں وہ بھی چنے کے ساتھ گھن کی طرح پس رہے ہیں۔ بیکن پاؤں اُنگلیاں برابر نہیں اگر آپ آزمانے کی کرتے کرتے بیزار ہوگئے ہیں اور متردد ہونے کے باوجود تجارتی ادویات نہ خریدنے کا عہد کرلیا ہے تو خدا پر بھروسہ کرکے آخری مرتبہ ذیل کی ادویات طلب کرلیجئے۔ ان میں سے ہر دوا کے اکسیر اور تیر بہدف ہونے کا دعویٰ ہے انشاء اللہ۔ یہ دوائیں وہ ہیں جو سلاطین کے خزانوں میں جواہرات سے زیادہ اہمیت رکھتی تھیں۔ بیہودہ اور مبالغہ آمیز اشتہاری الفاظ سے کام نہیں لیا گیا بلکہ وہی لکھا گیا ہے جو ہزاروں بار تجربہ شاہدہ میں آچکا ہے۔ منگائیے اور دائمی فائدہ اُٹھائیے۔ خط و کتابت کے وقت اپنے ۔۔۔ صاف تحریر کریں۔ ایک دوا کا بھی محصول ۔۔۔ ہوگا اور تمام ادویات پر بھی ۔۔۔ آنے ہی ہوگا۔

16(h)

سیکسول طلا

SEXOL TILA

جن لوگوں نے اپنے ہاتھوں سے یا خلاف فطرت فعل یا عیاشی اور کثرت جماع سے اپنی جوانی برباد کرلی ہے۔ جس سے سستی، نامردی، کمزوری، کجی اور لاغری کی شکایت ہوگئی ہے دنیا کی مسرتوں سے بے بہرہ بیکار محض اور زندگی سے اچاٹ انسان ہیں ان کے لئے "سیکسول طلا" بہتر طلا دنیا کے پردہ پر نہیں ہے کہ اس کے ایک ہفتہ کے استعمال سے رگوں پٹھوں میں نئی زندگی اور غضب کی سختی اور ناقابل برداشت تیزی پیدا ہوجاتی ہے جس کے اظہار سے تہذیب مانع ہے۔ نہ آبلہ کرتا ہے نہ سوزش ہوتی ہے۔ نہ پان باندھنے کی ضرورت نہ کسی موسم کی پابندی نہ عمر کی قید سب کے لئے اعجاز کا کام دیتا ہے۔ قیمت ایک ڈرام والی شیشی ایک روپیہ آٹھ آنے دو ڈرام والی شیشی دو روپے آٹھ آنے علاوہ محصول۔

سیکسول ٹانک پلز اگر آپ کے قویٰ مضمحل ہو رہے ہیں اور تندرستی خراب ہو رہی ہے، مرض غذا ہضم نہیں ہوتی۔ یا پیرانہ سالی یا متواتر عیاشی وغیرہ سے جوانی برباد کر بیٹھے ہیں تو آخری مرتبہ سیکسول ٹانک پلز ضرور استعمال کیجئے۔ جو چہرہ کو سرخ و سفید، عضلات اور پٹھوں کو مضبوط اور مثانہ کو قوی کرکے مردہ جسم میں جوانی کی لہر اور نئی زندگی پیدا کردیں گی۔ ساٹھ سال والے تیس سالہ جوان اور جوان تو بالکل نوجوان بن جاتے ہیں۔ قیمت ۔۔۔ گولی کی شیشی دو روپے، بتیس گولی والی شیشی ۔۔۔ علاوہ محصول ڈاک۔

سیکسول ریٹینیو پلز یہ گولیاں امساک کے لئے نایاب ہیں۔ وقت پر پشیمانی سے بچا لیتی ہیں۔ سرعت کی شکایت بالکل نہیں ہوتی محبوبہ آپ کے احساسات کو چھپا نہیں سکتی۔ اور بے خودی میں چور ہو کر وارفتہ ہوجاتی ہے اور ہمیشہ کے لئے غلام بے دام بن جاتی ہے۔ اس سے بہتر امساک کی گولیاں دستیاب نہیں ہوسکتیں۔ قیمت بارہ گولی والی شیشی ایک روپیہ بارہ آنے چوبیس گولی والی شیشی تین روپے چار آنے (۳/۴)، علاوہ محصول ڈاک۔

ملنے کا پتہ:۔ ویسٹرن میڈیکل اسٹور انگریزی دوا فروشان اُردو بازار جامع مسجد دہلی

معجون مقوی رحم

یہ اکسیری دوا عورتوں کی عام صحت جسمانی کو ٹھیک کرنے کے علاوہ ان کی بہت سی شکایتوں کو کھو دیتی ہے۔
سیلان الرحم (لیکوریا) سیلان غددی اور عام عورتوں کے اندرونی اعضاء تناسل کے ورموں کو حیرت انگیز طریقہ
سے دور کر دیتی ہے۔ رحم اور اُس کے متعلقہ اعضاء مثلاً خصیۃ الرحم اور نلوں کو قوت پہنچاتی ہے، ایام ماہواری کی
خرابیاں اس کے استعمال سے کافور ہو جاتی ہیں۔ اگر خون زیادہ یا کم آتا ہو تو اُس کو ٹھیک مقدار میں کر دیتی ہے
اختناق الرحم (ہسٹیریا) کی مریض عورتوں کو بھی اس سے بہت زیادہ فائدہ پہنچتا ہے۔ عورتوں کو اس عجیب دوا
کے فائدوں سے نہیں رہنا چاہئے۔ پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپے آٹھ آنے

ملنے کا پتہ :- ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی (رجسٹرڈ)

معجون شباب آور (رجسٹرڈ)

قوتِ مردمی اور دل و دماغ کی کمزوری کے لئے مشہور دوا ہے

زہریلی اور نشہ کی چیزوں سے بالکل پاک ہے۔ مشک۔ عنبر۔ مروارید وغیرہ سے بنائی
جاتی ہے۔ تمام ہندوستان میں اس کے بے نظیر فوائد کا اعتراف کیا گیا ہے۔

قیمت :- فی شیشی پانچ تولہ پانچ روپے۔ نمونہ کی شیشی ایک تولہ ایک روپیہ۔

تار کا پتہ :- ---------- ہمدرد دہلی

منیجر ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی

دس ہزار

سیرت نبوی کی جلدیں خریداران پیشوا کو مفت

جس طرح یہ مانی ہوئی بات ہے کہ سیرت نبوی ہی مسلمانوں کے ہر دکھ درد کا علاج ہے اور سیرت پاک کی تبلیغ و اشاعت اسلام کا بہترین ذریعہ ہے۔ اسی طرح یہ بھی تسلیم شدہ واقعہ ہے کہ سیرت نبوی پر اردو زبان میں سب سے بہتر لٹریچر پیشوا کے رسول نمبر میں پیش کیا گیا ہے پیشوا کے ہر رسول نمبر کی ضخامت بڑے سائز پر تقریباً دو سو صفحے ہے اور رسول نمبر میں حجاز مقدس کے دو درجن نایاب فوٹو بلاک ہیں اور ہر رسول نمبر پر آٹھ آنے فی جلد لاگت آتی ہے چونکہ سالہائے گذشتہ کے بچے ہوئے دس ہزار رسول نمبر دفتر پیشوا میں موجود ہیں۔ لہٰذا یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ پانچ ہزار روپے کی لاگت کا یہ مقدس ہور نایاب ذخیرہ تبلیغ و اشاعت کے لئے خریداران پیشوا میں مفت تقسیم کر دیا جائے۔

لہٰذا اعلان کیا جاتا ہے کہ پیشوا کا ہر خریدار دو آنے فی جلد برائے مصارف روانگی وغیرہ بھیج کر سیرت پاک کا یہ نایاب ذخیرہ فوراً منگالیں نیز گذارش یہ ہے کہ کوئی بھائی بغرض تبلیغ و ثواب مفت تقسیم کرنے کے لئے زیادہ جلدیں طلب فرمائیں تو ان کو ایک روپے کے دس یعنی دس روپے سیکڑہ کے حساب سے یہ نایاب رسول نمبر دئے جائیں گے۔ ٹکٹ نہ بھیجئے راستہ میں اکثر گم ہو جاتے ہیں۔ جلدی طلب کر لیجئے ورنہ ختم ہونے پر کسی قیمت پر نہ ملیں گے۔

ملنے کا پتہ:۔ منیجر رسالہ پیشوا جامع مسجد دہلی

مذہبی

قرآنی دعائیں

آپ کی دعائیں قبول نہیں ہوتی اس لئے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں اگر آپ اس سے واقف ہوجائیں تو خداوند کے فضل سے آپ کی ہر دعا مقبول ہے اگر آپ بےاولاد ہونگے تو صاحب اولاد ہوجائیں گے مفلس ہیں تو زردار ہوں گے بیمار ہیں تو تندرست ہوں گے قرض دار ہیں تو صاحب دولت ہوں گے پریشان ہیں تو مطمئن ہوجائیں گے غرضیکہ آپ کی ہر مراد پوری ہوگی کیونکہ اس میں طریق دعا کے ساتھ قرآن پاک کی بہت ہی مجرب دعائیں ہیں بہت ہی مقبول کتاب ہے قیمت مع محصول ۱۲ /

معلومات نماز

نئی تشریحات کے ساتھ بالکل نئے انداز میں نماز کو بہترین عبادت ثابت کیا ہے اور بتایا ہے کہ صحیح طریقہ میں نماز پڑھی جائے تو وہ انسان کو بہترین انسان بنا دیتی ہے چند عنوان یہ ہیں۔ مذہب اسلامی عبادت کی حکمت اسلام عبادت۔ عبادات کے منافع ثمرات عبادات۔ قرب آخرت۔ تارک نماز۔ نماز کے طبی فائدے۔ دقیق نما عبادت نفلی عبادات۔ نماز کے وقتوں کا قرآن شریف سے ثبوت بے نمازیوں کی کہانیاں۔ نماز قرآن میں۔ اس کے بعد تمام نمازوں کا بیان اور نماز کی سب دعا کا ترجمہ مع اصل عربی ضخامت ۱۲۰ صفحات قیمت صرف آٹھ آنے محصول ڈاک چار آنے

کلید قرآن

جو بچے کئی سال کی محنت کے بعد کلام الٰہی نہ پڑھ سکے اُن کو کلید قرآن پڑھائیے۔ دو مہینہ میں قرآن پڑھنا اور سمجھنا آجائے گا۔ جو بڑے بوڑھے اپنے بچپن میں قرآن کی نعمت سے محروم ہیں اُن کو کلید قرآن پڑھائیے، ایک مہینہ میں کلام اللہ پر عبور ہو جائے گا۔ کلید قرآن دنیا میں سب سے پہلی کتاب ہے۔ جس کے مصنف کا دعویٰ ہے کہ اس کے پڑھنے سے دو مہینہ میں قرآن پڑھنا آجاتا ہے

قیمت دو آنے (۲/)

محصول ڈاک چار آنے (۴/)

ایک روپے میں دس

قرآن ایک معجز نما کتاب ہے

حقائق و معارف فصاحت بلاغت تحقیق بلند پایہ پہلی اور سب سے آخری کتاب ہے جو مولانا حبیب صاحب شیفتہ کے کامل مطالعہ قرآن شریف اور تمام صحائف آسمانی کا نچوڑ ہے۔ قرآن کے متعلق غیر مسلموں کے شبہات اور مخالفین کفار قریش کی رائیں اور منکرین کلام الٰہی کا اس کو سن کر مسلمان ہونا۔ قرآن کے منزل من اللہ ہونے پر معرکۃ الآرا دلائل۔ اشاعت قرآن حکیم کی پوری تاریخ ہیں یہ کتاب تبلیغ اسلام کے لئے غیر مسلموں میں اگر مفت تقسیم کی جائے تو صدہا غیر مسلم اسلام کی آغوش میں آجائیں۔ کاغذ سفید چکنا۔ قیمت صرف چھ آنے محصول ۴/

لغات القرآن

"لغات القرآن" دنیا میں سب سے پہلی کتاب ہے جس میں قرآن مجید کے معانی کو بہت ہی سہل ترتیب کے ساتھ اس طرح جمع کیا گیا ہے کہ الفاظ کے معنی ترتیب وار لفظوں کے متعلق ضروری تشریح بھی کی گئی ہے بعض ضروری اہم تاریخی باتیں جن کا ذکر ہے انبیاء کرام کے نام جہاں جہاں آئے ہیں ان کے حالات بیان کئے گئے ہیں یہ کتاب چونکہ لفظ قرآن کی تشریح و ترجمہ کے لئے ہے [illegible] زبان میں اب تک ایسی کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی یہ کتاب عام پڑھے لکھے مسلمانوں کے علاوہ طلبہ اور انگریزی داں [illegible] ہے قیمت [illegible]

تفسیر توضیح القرآن

اردو تفاسیر میں حضرت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر محدث دہلوی کی طرف سے کا شاندار کارنامہ۔ وہ ایسی تفسیر ہے جو موجودہ مفسرین کے لئے نمونہ بنا ہوا ہے۔ اب بھی ویسی مقبول ہے جیسی پہلے تھی۔ اس کے قدر دان اب بھی اسی طرح موجود ہیں۔ انھوں نے بھی [illegible] سب [illegible] قرآن [illegible] اور کوئی تفسیر نہیں [illegible] پوری دو جلد [illegible] قیمت مجلد [illegible] محصول ڈاک ایک روپیہ [illegible]

تفسیر سورۂ یٰسین

یہ تفسیر اس زمانہ میں لکھی گئی ہے جو کہ بغاوت و طغیان کا زمانہ ہے اور قدم قدم پر مذہب کے نام پر عقلی دلائل مانگے گئے ہیں۔ یہ تفسیر اس لحاظ سے بہت شان دار ہے کہ ہر بات کو معقول طریقہ پر سمجھایا ہے یہ تفسیر علامہ عبدہ مصری کی تفسیر القرآن سے ماخوذ ہے اور ایسے عجیب و غریب پیرایہ میں مذہب کے اعمال کو ذہن نشین کیا گیا ہے۔ یہ تفسیر بہت اہم ہے اور ایک ایک واقعہ کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے گویا بہت سی معلومات کا ذخیرہ ہے۔

قیمت آٹھ آنے محصول ۴/

تفسیر حسینی کامل

اعلیٰ درجہ کی لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ۔ پورے کلام اللہ کی چار جلدوں ومشرح تفسیر ہے قرآن فہمی کے لئے اس سے بہتر اس سے سستی تفسیر ملنی مشکل ہے۔

پیشوا کے دو گنا سائز ہے۔ جدید مفسرین اس کو سامنے رکھ کر ہی تفسیر لکھتے ہیں۔ بہت مفید ہوتی ہے۔ اگر قرآن شریف پڑھنے کا شوق ہے تو آج ہی یہ تفسیر منگا لیجئے اعلیٰ درجہ کی لکھائی چھپائی۔ عمدہ کاغذ ضخامت [illegible] ہزار تین سو صفحے۔

قیمت سات روپے علاوہ محصول ڈاک

فلسفۂ تعلیم الاسلام

اسلام کے وہ معتقدات جن پر ایمان لائے بغیر کوئی عبادت و عمل قبول نہیں ہوتا علوم عقلیہ فلسفہ و منطق۔ سائنس [illegible] [illegible] و تاریخ اور [illegible] سے قرآن و حدیث، فقہ و تصوف، کلام و سیرت کی روشنی میں [illegible] ثابت کیا ہے کہ جس کے بعد شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی۔ اعلیٰ درجہ کی لکھائی چھپائی سفید چکنا کاغذ ضخامت ۶۰۰ صفحے بڑا سائز۔

قیمت تین روپے (۳ /)

علاوہ محصول ڈاک

حقوق و فرائض اسلام

یہ ایک ایسی لاجواب کتاب ہے جس کی ہر مسلمان کو اپنی زندگی میں ضرورت رہتی ہے پیدائش سے لے کر وفات تک جتنے حقوق و فرائض ایک مسلمان کے ذمہ ہیں ان سب کا مفصل تذکرہ قرآن حکیم اور احادیث صحیحہ اور دلائل عقلیہ سے اس کتاب میں ہے بے مثل کتاب ہے۔ عربی و فارسی کی مستند کتابوں کے پچاس ہزار صفحات کا نچوڑ ہے۔ عربی کے ساتھ ترجمہ اردو بھی ہے۔ اعلیٰ درجہ کی لکھائی چھپائی سفید چکنا کاغذ۔ ضخامت سات سو صفحے۔

قیمت مجلد دو روپے (۲ /)

بخاری شریف کامل

مولویوں سے بے نیاز ہو جائیے مفتیوں کے پاس جانے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اسلام کے تمام احکام جس کتاب سے لئے گئے ہیں وہ کلام اللہ کے بعد سب سے زیادہ مستند صحیح بخاری شریف ہے جس کی تمام حدیثیں جمع کر کے سلیس اور عام فہم اردو میں ترجمہ کر دیا گیا ہے ڈھائی ہزار اقوال رسول پاک کا یہ نادر ذخیرہ جس کی ضخامت تقریباً پانسو صفحے ہے عمدہ لکھائی چھپائی۔ کاغذ گلیز مع جلد مجلد چرمی پشتہ ہے۔ اس جلد کے خریدنے کے بعد پیشگی [illegible] تو دو آنے فی جلد رعایت۔ اس سے کم پر ایک پائی کی رعایت نہیں۔

مسلم شریف کامل

اسلام کے تمدنی کی علمی، مذہبی، عمرانی ترقیات کی مستند تاریخ کے مطالعہ کا اگر شوق ہے اور رسول کائنات حضرت محمد مصطفیٰ کے ارشادات عالیہ احکام دینی و اخلاقی تمدن و معاشرت، ذہنی جنگی قوانین، فتوحات اسلام کے وہ زریں کارنامے جن کو دنیا نے آج تک فراموش نہیں کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں تو صحاح ستہ کی سب سے پہلی مستند اور بلند پایہ کتاب صحیح مسلم شریف کامل ترجمہ [illegible] اعلیٰ لکھائی چھپائی ضخامت [illegible] صفحے [illegible] کاغذ قیمت [illegible] مجلد [illegible] سفید چکنا کاغذ مجلد [illegible] اعلیٰ درجہ کا نیوز پرنٹ کاغذ [illegible]

مشکوٰۃ شریف کامل

حضرت علامہ شیخ ولی الدین بن محمد بن عبد اللہ خطیب تبریزی کی سب سے بہتر و سب سے مستند مشکوٰۃ کا سلیس اور عام فہم اردو ترجمہ جس میں حدیث شریف کی گیارہ کتابوں بخاری، مسلم، ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، نسائی، مسند امام مالک، مسند امام شافعی، مسند امام حنبل، مسند بیہقی، رزین کی تمام احادیث نہایت تحقیق کے ساتھ جمع کر دی گئی ہیں اور ضروری مقامات کی تشریح بھی کی گئی ہے۔ اچھی لکھائی، چھپائی ایک ہزار صفحات سے زیادہ ضخیم۔ قیمت بلا جلد تین روپے مجلد چار روپے مجلد چرمی پشتہ ہے۔ علاوہ محصول ڈاک

انتخاب صحاح ستہ اردو

جس میں ساتوں مستند احادیث ہیں جن میں عبادت و ریاضت کے متعلق احادیث ہیں دنیوی معاملات کے بارے میں احادیث ہیں تمدن اور معاشرت کی تعلیم دینے والی ہیں اخلاق و عادات کے سلسلہ میں احادیث ہیں۔ غرضکہ دینی و دنیوی معاملات میں ایک مسلمان کو جتنی احادیث کی ضرورت رہتی ہے وہ سب اس کتاب میں مع ضروری تشریح کے جمع کر دی گئی ہیں۔ اور اردو زبان میں اپنی نوعیت کی یہ پہلی کتاب ہے عربی اور اردو ساتھ میں جن احادیث کی ہر وقت ضرورت رہتی ہے مستند احادیث تقسیم شدہ عنوانات کے ساتھ جمع کر دی گئی ہیں اور ہر عنوان کے مستند احادیث آپ کو بآسانی مل جاتی ہیں۔

اسلامی تعلیم

فقہ اسلامی کی وہ مستند اور مقبول عام کتاب جو مفتی سید محمود الوری نے کمال محنت سے مرتب فرمائی فقہ اسلامی اور آسان طرز ادا میں اس کا درجہ بہت بلند ہے جن لوگوں کے پاس کتب ستہ تو ہیں انھوں نے کسی مولوی سے کسی مسئلہ پر فتویٰ لینے کی ضرورت نہیں کی یہی وجہ ہے کہ ملک میں اس کا بہت رواج ہو گیا۔ بآسانی سمجھنے کے لئے علمائے کرام بھی اس کا مطالعہ کرتے ہیں ایک مسلمان کو جن باتوں سے واقفیت بھی ضروری ہے اور مذہبی معلومات کے لئے یہ کتاب از بس ضروری ہے ہر اعلیٰ درجہ کا فری لکھائی چھپائی صفحات ۔۔۔ قیمت بلا جلد ۔۔۔ مجلد چرمی پشتہ ۔۔۔ محصول ۔۔۔

ضروریات دین

دفتر پیشوا نے ایک فاضل دینیات سے ایک کتاب مرتب کرائی ہے جس میں اصول دین کو نہایت سلیس اور عام فہم اردو میں ان مسائل کو لکھا گیا ہے جن سے واقفیت حاصل کئے بغیر ایک مسلمان کا اسلام قائم نہیں ہو سکتا۔ دینی ضروریات عورتوں اور بچوں کو پڑھائیے دینی ضروریات کو مسلمانوں میں تقسیم کرائیے دینی ضروریات کو گھر گھر پہنچائیے۔ پیشوا کے ناواقف دینیات حضرات ہر مسلمان کو پڑھنی چاہئے تاکہ بہت ہی کم وقت میں اصول اسلام سے واقفیت ہو جائے بہت جلد یہ کتاب طلب فرمائیے۔ قیمت آٹھ آنے ۔۔۔

دینی تعلیم

یہ ۔۔۔ صفحہ کی کتاب ہے اور فقہ اسلامی کی سب سے بڑی مستند کتاب ہے امام ابو یوسف خلیفہ امام ابو حنیفہ کی مشہور کتاب کنز الدقائق کا آسان سلیس اور مربوط ترجمہ۔ یہ کتاب اہم فقہ اسلامی ہے اور جس قدر فقہ کی اردو کتابیں ہیں وہ سب اسی سے ماخوذ ہیں۔ اس میں طہارت، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ۔ نکاح، طلاق، حقوق آداب معاشرت۔ بیع و شریٰ، لباس، شکار و دیوانی و فوجداری قوانین۔ زراعت، تجارت، حکومت، صنعت غرضکہ کوئی شعبہ حیات ایسا نہیں ہے جس کے متعلق کوئی شرعی حکم نہ ہو۔ قیمت ۔۔۔ محصول ۔۔۔

آفتاب رسالت

مورخ اعظم آغا رفیق صاحب مرحوم کی سرکار دو جہاں رسول خدا کے بہت مبسوط حالات دو حصوں میں۔ پہلا حصہ ۔۔۔ صفحات اس میں زمانہ جاہلیت تاریخ عرب اور بعثت رسول سے پہلے کے حالات ہیں اور کچھ ولادت و طفولیت رسول۔ حصہ دوم ۔۔۔ صفحات اس میں پوری رسالت کے جزو کل حالات مثلاً ہجرت شادی، تبلیغ، غزوات اور سیاسی ہجرات اور متفرق واقعات کے تذکرے آخر میں حضور کی معاشرت اور ازواج مطہرات کے حالات ہیں قیمت ہر دو حصے ۔۔۔ صفحات صرف بارہ آنے جن کے پاس خلفائے راشدین ہو وہ اسے ضرور منگائیں۔

خلفائے راشدین

حضرت ابو بکر صدیق رض حضرت عمر فاروق رض حضرت عثمان غنی رض حضرت علی رض حضرت امام حسن رض کی پیدائش سے لیکر وفات تک کے مکمل حالات۔ ان کے عہد خلافت اور اصلاحات اور ترقیات اور تاریخ کا محققانہ شاہکار۔

اچھی لکھائی، چھپائی۔ ضخامت پانسو صفحے گلیز کاغذ۔ قیمت بلا جلد ۔۔۔ مجلد پارچہ ۔۔۔ مجلد چرمی پشتہ ۔۔۔ اعلیٰ ایڈیشن سفید چکنا کاغذ مجلد پارچہ ۔۔۔ مجلد چرمی پشتہ ۔۔۔

علاوہ محصول ڈاک

کربلا کے ریگستان میں آل رسول کے خون کا چھڑکاؤ

کربلا، یزید اور والیان وقت سے جن میں صحابہ کرام اور صحابہ کبار کی تیری جدائی اور اغیار خلافت عثمانی کے سپرد کون تھے اور اغیار خلافت پر کسی کا اہتمام شہید کرانے کی نا اتفاق غرض کے کس طرح برباد جنگ ۔۔۔ کربلا کو بھڑ کایا آل رسول کے خون کو چھڑکاؤ کس طرح ایذا سب کے حالات کتب سیدہ فاطمہ کے اعمال میں ۔۔۔ صفحے اور قیمت ۔۔۔ علاوہ محصول ڈاک ہے ۔۔۔ کی خاص چیز ہے ہر مسلمان کے مطالعہ کی ضروری ہے۔ تمہید اور کربلا کے مزارات کے ۔۔۔ فوٹو۔

۵

میزان عمل

حجۃ الاسلام حضرت علامہ غزالی کے تصوف اور اس کی تعلیم پر بے مثل کتاب کا عام فہم اور سلیس ترجمہ۔ اچھی لکھائی چھپائی بڑی تقطیع سفید چکنا کاغذ ضخامت دو سو صفحے قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے

رحمۃ اللعالمین

حضرت علامہ قاضی محمد سلیمان صاحب رح پٹیالوی کی معرکۃ الآرا کتاب ہے۔ جس میں ایسے عالمانہ اور موثر انداز سے سیرت سرور کائنات پر بحث کی گئی ہے۔ اعلیٰ درجہ کی طباعت سفید چکنا کاغذ ضخامت ۔۔۔ صفحے قیمت

اورنگ زیب عالمگیر

ہندوستان میں اسلامی ترکش کے آخری تیر اور صحابہ کرام کی زندگی بسر کرنے والے نامدار شہنشاہ حضرت محی الدین اورنگ زیب عالمگیر غازی کے نام سے شائع ہوگئی۔ اس کتاب میں رئیس صفت تاجدار کے مفصل سوانح حیات کے علاوہ متعصب اور تنگ خیال معترضین کے تمام غلط اور متعصبانہ اعتراضات کی پرزور تردید بھی کی گئی ہے۔ حضرت اورنگ زیب غازی کی نادر و نایاب عکسی تصویر اور آپ کے مزار کا فوٹو بلاک بھی ہے۔ قیمت آٹھ آنے محصول چار آنے کل بارہ آنے (۱۲/)

اسلام کے سورما سپاہی

یہ مفید اور اہم کتاب جناب شہزادہ سید محمد حسن بقائی ایڈیٹر کے اسلامی مطالعہ تاریخ کا نتیجہ ہے جو پڑھنے والے خوب واقف ہیں کہ جس قوت و اپنے بھائی ۔۔۔ سلاطین اسلام کے سپاہیوں کے بے مثل شجاعانہ کارناموں کو بیان کرتی ہے جن کے دلوں میں اسلامی بہادری کا جذبہ پیدا کرتی ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے مسلمانوں میں ۔۔۔ فانی پیدا ہو جائے گی وہ غلامی کے طوق لعنت کو گلے سے اتار کر پھینک دیں گے۔ اور جب اسلام کی تیرہ سو سالہ تاریخ کے اہم واقعات وہ پڑھیں گے تو وہ کھوئے ہوئے وقار، عزم، استقلال کو واپس لانے کے لئے تیار ہوں گے قیمت ۔۔۔ آنے علاوہ محصول ڈاک۔

تاریخ اسلام کامل

بعثت رسول سے لیکر ۔۔۔ کی حکومت تک (۱) اس میں سنہ ہجری سے ایک ۔۔۔ بعثت سے کر وفات رسول تک پورے حالات درج ہیں ۔۔۔ صفحے (۲) اس میں حضرت ابوبکر رض حضرت عمر رض حضرت عثمان رض حضرت حمزہ رض حضرت علی رض کی خلافت اور فتوحات اسلام ۔۔۔ صفحے (۳) اس میں خلفائے بنو امیہ کے عہد حکومت اور شہادت امام حسین کا مفصل تذکرہ ۔۔۔ صفحے (۴) اس میں خلفائے عباسیہ کے ۔۔۔ تمام مکمل حالات ہیں حضرت تاریخ و وقائع اسلام ضخامت ۔۔۔ صفحے (۵) اس میں سلطنت عثمانیہ ترکی کے پورے حالات ۔۔۔ صفحے ۔۔۔

اسکول ماسٹر

جو انگریزی اخبارات پڑھنے کے عادی نہیں اور طلباء انگریزی میں کمزور ہیں اور جو بغیر استاد کے انگریزی میں گفتگو کرنا چاہتے ہیں اور جو تجارت پیشہ انگریزی خط و کتابت نہیں کر سکتے ان کو یہ کتاب ضرور منگانی چاہئے تاکہ وہ سہولت سے مدرسہ میں داخل ہو کر اسکولوں میں بلند پوزیشن حاصل کریں اور ہوشمند ہو جائیں۔ اب تو قدم قدم پر انگریزی کی ضرورت ہے اور مدرسوں میں داخل ہو کر پڑھنا بہت طول طویل ہے پھر آپ یہ کتاب کیوں نہیں منگا لیتے جو اندازِ تعلیم میں یگانہ اور لاثانی ہے۔ تین حصے ہیں اور تینوں یکجا قیمت ۱۲؍ محصول ۴؍

شریر لڑکی

بچوں کے لئے

ماں باپ کے لئے اس دنیا میں سب سے بڑا عذاب ہے مگر اس عذاب سے نجات پانے کا ایک واحد ذریعہ ایڈیٹر صاحب پیشوا کی طلسمی کتاب بچی کی استانی ہے جو شریر بچوں کو پڑھنے لکھنے میں مصروف کر کے نیک اور سلیقہ مند بیویاں بننے کے قابل بنا دیتی ہے۔ ہنر مندی و تیمار داری اور سلیقہ بھی آ جاتی ہے۔ بچی کی استانی اتنی دلچسپ کتاب ہے کہ اس کو شروع کر کے ختم کئے بغیر چین نہ آئے گا۔ سفید چکنا کاغذ اور عمدہ لکھائی چھپائی ضخامت ۸۰ صفحے قیمت ۸؍ محصول ۴؍

پھوہڑ دلہن

جس گھر میں آ جائے اس گھر کا اطمینان اور سکون لڑائی جھگڑوں کے قبرستان میں دفن ہو جاتا ہے۔ بیوی کی تربیت کے لئے دولہا اور ساس نندیں بے چین رہتی ہیں ان کو ایڈیٹر صاحب پیشوا کی لکھی ہوئی کتاب گھر والی کی تربیت پڑھاؤ جس میں بتایا گیا ہے کہ پھوہڑ دلہن کس طرح سگھڑ بن سکتی ہے اور شریف بیویاں کیونکر اپنے گھروں کو جنت بنا سکتی ہیں۔ سفید چکنا کاغذ، لکھائی چھپائی سب اعلیٰ ضخامت اسی ۸۰ صفحے۔ قیمت آٹھ آنے محصول ۴؍

تعلیم خانہ داری

کتنے گھر ہیں جو بیوی کی جہالت سے برباد ہیں عورت گھر کو چاہے تو جنت بنا سکتی ہے اور چاہے تو دوزخ سوائے ان خاندانی عورتوں کے جن کی مائیں سلیقہ مند ہوں بیشتر بیویاں باوجود کوشش کے بھی اپنے گھر کو سلیقے سے نہیں چلا سکتیں۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ان کو معلوم ہی نہیں کہ سلیقہ کس کو کہتے ہیں ایک مہینہ میں آپ کے گھر کی کایا پلٹ سکتی ہے اور صرف یہ کہ آپ کتاب تعلیم خانہ داری منگا کر ایک دفعہ نئی بیوی کے حوالے کر دیجئے۔ قیمت صرف ۱۲؍ محصول ۴؍

زبان کا چٹخارہ

اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کہ اسلامی تہذیب کے گہوارہ بادشاہوں کی پیاری نگری دہلی کے نمک مرچ کے لذیذ کھانوں سے واقف نہ ہوں لہٰذا دہلی کا مکمل باورچی خانہ فوراً طلب کیجئے جس میں قدیم امراء و شرفاء دہلی کے لذیذ اور نت نئے کھانوں کی تفصیل اور ان کے پکانے کے آسان طریقے درج ہیں جو جناب حافظ سید عزیز حسن صاحب بقائی ایڈیٹر پیشوا کی تصنیف ہے ضخامت تقریباً دو سو صفحے سے زیادہ قیمت صرف ایک روپیہ بہت تھوڑے عرصہ میں چار ایڈیشن فروخت ہو چکے ہیں۔

سیرت باقی

وظائف

سالار نقشبندیہ حضرت خواجہ غریب نواز حضور خواجہ باقی باللہ رضی اللہ عنہ بخاری کی مکمل و مفصل سوانح عمری، حضرت خواجہ کے تمام خلفاء کا تذکرہ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کی روحانی تعلیم تزکیۂ نفس کے آسان طریقے مجرب المجرب وظائف حضرت خواجہ غریب نواز کی صوفیانہ تفسیر پڑھنی چاہتے ہو تو سیرت باقی کا مطالعہ کرو جس کے مصنف پیرزادہ سید عزیز حسن بقائی نبیرۂ خواجہ باقی باللہ ایڈیٹر رسالہ پیشوا ہیں اس میں پیرزادہ صاحب نے اپنا تذکرہ بھی لکھا ہے۔ قیمت صرف آٹھ آنے محصول ۴؍

بہشتی زیور کامل مجلد چرمی

فقہ حنفیہ کا مکمل نصاب ہے اس کے گیارہ حصے ہیں (۱) الف بے تے (۲) وضو و طہارت اور نماز کے تمام مسائل (۳) زکوٰۃ و حج، قربانی (۴) طلاق نکاح ولی، مہر، عدت وغیرہ (۵) معاملات حقوق زوجین (۶) اصلاحات باطن تہذیب اخلاق (۷) نیک بیویوں کی حکایتیں (۹) ضروری اور مفید علاج (۱۰) دنیاوی ہدایات (۱۱) مردوں کے لئے خاص مسائل یہ سب ایک جلد میں ہیں۔ ضخامت ۹۰۰ صفحے حضرت علامہ تھانوی اس کے مصنف ہیں قیمت ۱۰ (دو روپیہ بارہ) مجلد چرمی کامل محصول ۱۰؍

جواہر خمسہ کامل

عملیات مجربہ کی مخصوص ترکتاب جواہر عامل کے لئے تیر بہدف ہیں اس کے پانچ حصے ہیں جو ایک ہی جگہ ہیں حصہ اول میں ختم قرآن، بسم اللہ اور سورۂ یٰسین کے مجرب اعمال و نقوش ہیں حصہ دوم میں اسمائے باری تعالیٰ ختم خواجگان اور قرآن شریف کی ہر سورت کے اعمال و خواص ہیں حصہ سوم میں موکلات کے تابع ہونے کے اعمال و نقوش ہیں حصہ چہارم افلاک کے لئے مخصوص ہے جس میں تمام ضربوں کے خواص ہیں پانچویں حصہ میں اشغال ہیں اور آخر میں متفرق نقوش ہیں۔ بڑی مجرب ۵۰ سال سے مقبول ہے قیمت ۱۰؍ محصول ۴؍

کتاب التعویذات

ذریعہ علاج روحانی، از عمدۃ المفسرین زبدۃ المحدثین نواب محمد صدیق حسن خان۔ بڑی تقطیع کے ایک سو بیس صفحہ کی کتاب ہے۔ اس میں ہر مرض کا روحانی علاج ہے اس کے علاوہ قرآن کی تمام سورتوں کے اعمال اور تعویذ ہیں اس لئے ایک بھی دینی یا دنیوی ضرورت ایسی نہیں ہوگی جس کا عمل یا وظیفہ یا تعویذ اس کتاب میں نہ ہو، مصنف کی قابلیت اور تبحر علمی اس کے صحیح اور مجرب ہونے کا ضامن ہے ہر عمل تیر بہدف ہے۔ دین و دنیا کی ہر ضرورت بفضلہ اس کے ذریعہ پوری ہو سکتی ہے قیمت ۸؍ محصول ۴؍

قاعدہ یسرنا القرآن

قرآن شریف پڑھانے کا وہ مقبول عام اور بہترین قاعدہ جو ہر سال میں تین چار لاکھ ہدیہ ہوتا ہے، اور جو مدرس اس کی خوبیوں سے واقف ہیں سب کو منگاتے ہیں بہت ہی آسان قاعدہ ہے اور سب سے بڑھ کر کتابت کی خوبی ہے یعنی نقطے زیر زبر پیش، اور حروف مرکبات کے پہچان لینے کے بعد پھر قرآن شریف پڑھ لینے میں ذرا بھی دشواری نہیں ہوتی۔ مصنف کا دعویٰ ہے کہ یہ قاعدہ پڑھنے کے بعد صرف ۲ مہینے میں بچہ بغیر استاد کی مدد کے پورا قرآن شریف پڑھ لیتا ہے قیمت ۳؍ ایک روپیہ کے آٹھ

درس معاشرت

مایۂ ناز انشاء پرداز کے مؤثر کیف عبرت خیز دلچسپ اور سبق آموز افسانوں کا مجموعہ نہایت دلکش مجموعہ ہے۔ ہر ایک افسانہ اسلامی طرز معاشرت کی بولتی تصویر ہے۔ افسانہ کے پیرایہ میں مسلمانوں کو نہایت موثر انداز میں اصلاح رسوم کی عملی تعلیم دی گئی ہے کسی مسلمان کا گھر اس سے خالی نہ رہنا چاہئے۔ کاغذ لکھائی چھپائی عمدہ ضخامت اسی صفحے باوجود اتنی خوبیوں کے قیمت بہت ہی کم رکھی ہے۔ بہت جلد طلب فرمائیے بہت تھوڑی جلدیں باقی ہیں۔ قیمت چھ آنے محصول ۴؍

فن خطابت

اگر آپ خدانخواستہ تقریر کی جادو بیانی سے محروم ہیں اگر آپ کی گفتگو شیریں نہیں ہے اگر آپ کی گفتگو لوگوں کے دلوں کو تسخیر کرنے کی قوت نہیں رکھتی اگر آپ چاہتے ہیں کہ اپنی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ میں جادو کا اثر ہو تو فن خطابت کا مطالعہ فرمائیے اور اس کی ہدایتوں پر عمل کیجئے سو روپیہ کی کتاب کے الفاظ جیسی بن جائیں گے، آپ کی گفتگو میں انتہا درجہ کی شیرینی پیدا ہو جائے گی ہر محفل میں لوگ آپ کو سر آنکھوں پر بٹھائیں گے آپ کی جادو اثر تقریر کے حلقے ہی تک محدود نہ ہو گی بلکہ پبلک جلسوں میں بھی بہترین تقریر کر سکیں گے قیمت ۸؍ محصول ۴؍

صنفی

شب عروسی باتصویر

پڑھنے کے بعد شب عروسی کی تمام باتیں معلوم ہو جائیں گی، شادی کے وقت عموماً دلہنوں کو کچھ نہ کچھ تحفہ دیا جاتا ہے۔ اگر آپ اپنے دوستوں کو ایسے موقعہ پر کوئی بہترین تحفہ دینا چاہتے ہیں تو انہیں یہ کتاب دیجئے۔ شب عروسی اصل میں زندگی کا پہلا ورق ہے یا تکمیل انسانیت کی پہلی سیڑھی ہے۔ اگر اس کتاب کے پڑھنے کے بعد اس زینہ پر قدم رکھا جائے گا تو وہ ایک کامیاب قدم ہوگا اور انسان کی یہ فطری محبت ہمیشہ برقرار رہے گی۔ قیمت ایک روپیہ ہے۔ جو اس کے منافع چند در بلا مدقہ ہے۔ محصول ۸؍

عورت باتصویر

پھولوں کی سیج پر حسن کی رعنائیاں دیکھنے سے پہلے جسم ناز کے تمام پوشیدہ راز سے واقف ہو جایئے۔ اور یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ جب آپ عورت پڑھ لیں۔ اس کتاب میں یورپ و امریکہ کی بہترین صنفی کتابوں کا عطر کھینچا گیا ہے۔ عورت میں نسوانی زندگی کا مکمل فوٹو ہے۔ عورت کے پوشیدہ اعضائے جسم، عورت کی فطری زینت، عورت کی تربیت، عورت کے بلوغ، حسن کی خوشہ چینی غرضیکہ عورت کی زندگی کے متعلق کوئی بھی پوشیدہ بات ایسی نہیں جو اس کتاب میں نہ ہو۔ دو سو کے قریب رنگین عکسی فوٹو ہیں۔ اچھی لکھائی چھپائی سفید چکنا کاغذ قیمت دو روپے محصول ۸؍

لذت شباب باتصویر

شباب جاودانی کی جستجو ہو تو لذت شباب یعنی ایرانی کوک شاستر کا مطالعہ کیجئے جس سے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ شباب کو عرصہ دراز تک کس طرح قائم رکھ سکتے ہیں۔ عورت کے کیا تاثرات کیا ہیں حسن کی ملکہ سے کیونکر لطف اندوز ہونا چاہئے۔ تمام شباب کس طرح وقف خزاں ہوتا ہے۔ شباب کی ڈھلتی ہوئی دیوی کس طرح منتی ہے۔ عورت اگر عورت ہے اور مرد اگر مرد ہے اپنی خواہش پوری کرے تو کیسے خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ لذت شباب کو حیات تازہ بخشنے کے لئے صد ہا مجرب نسخے، متعدد حسین ترین فوٹو بلاک، اچھی لکھائی چھپائی، سفید کاغذ قیمت ایک روپیہ محصول ۸؍

سہاگن کا سہاگ

سات سہیلیوں کا جھرمٹ سات مست شباب لذیذ راتوں کی لذیذ داستانیں ان میں سب کچھ ہے جو ۔۔۔۔ لذت میں ہو سکتا ہے سہیلیوں کی پرلطف نوک جھوک کلمات لکھنؤ کی خاص زبان سے شب عروسی کی داستانیں ازدواجی زندگی کے اہم ترین پوشیدہ راز غرضیکہ کتاب سہاگن کا سہاگ دنیائے صنفیات میں اپنے طرز کی انوکھی کتاب ہے جس کو شادی کے جلسہ میں سات لڑکیوں نے بیان کیا ہے بڑی نایاب اور پرلطف کتاب ہے بہت کم جلدیں رہ گئی ہیں۔ قیمت ایک روپیہ (عہ) محصول ۸؍

شب عروسی کے افسانے

وہ لذیذ کتاب ہے جو شب عروسی کے تمام لذائذ کو یکجا کرنے میں کامیاب ہوئی ہے سہاگ رات کا دوسرا نام عروس نو ہے کتاب کے نام ہی سے ظاہر ہے کہ عروس نو کی طرح نئی ہے۔ یہ کتاب حسین لذیذ اور معطر جذبات کی آئینہ دار ہے شب عروسی کے متعدد افسانے ہیں اپنے ہی طرز کے جن میں زندگی کی سب سے بہتر رات کے مزے لوٹے گئے ہیں فقط باتیں یا حکایتیں ہی نہیں بلکہ حرکات نتیجہ خیز ہے جو بہت سے آنے والے خطروں سے محفوظ رکھتی ہے ہر افسانہ سچا ہے۔ قیمت ایک روپیہ علاوہ محصول ڈاک

برتھ کنٹرول باتصویر

عورت کی شباب آفریں لذت اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے جبکہ تم اس کے حسن و جمال کے خزانہ کو محفوظ رکھنے کا ... زیادہ بچوں اور اولاد کی کثرت سے نہ صرف ملکہ حسن کے باغ جمال پر خزاں چھا جاتی ہے بلکہ غریب والدین کے لئے ان کی پرورش سوال روح ہوتی ہے اور انسان ... ذوق و لذت سے محروم ہو جاتا ہے برتھ کنٹرول ایک حیرت انگیز طلسمی کتاب ہے جس کو پڑھنے کے بعد تمہارے سامنے عورت کی زندگی کی حقیقت بے نقاب ہو جاتی ہے اور میاں بیوی کے ساتھ اولاد کی پیدائش تمہارے لئے اختیاری ہو گی۔ قیمت ایک روپیہ محصول ۸؍

محبت کے پیغام

اگر آپ کو کسی سے محبت ہے اور اس پر آپ اپنے عاشقانہ جذبات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں اور مہذب عاشقانہ خطوط کے ذریعہ اس کے دل میں گھر کرنا چاہتے ہیں اور ایسے خطوط لکھنے کا ملکہ پیدا کرنا چاہتے ہیں جسے دیکھ کر پڑھنے والا تڑپ جائے تو ہماری نئی کتاب "محبت کے پیغام" پڑھئے۔ اس میں عاشق مزاج میاں بیوی کے وہ خطوط ہیں جن کے ہر لفظ سے بیتابی اور بے چینی ٹپکتی ہے اور تمام خطوط نہایت مہذبانہ رنگ لئے ہیں، متعدد حسین و جمیل فوٹو بلاک بھی ہیں۔ قیمت صرف ۸؍ محصول ڈاک ۴؍ کل ۱۲؍

عورت سے لطف (باتصویر)

حاصل کرنے کے لئے دوشیزہ کو مطالعہ میں رکھئے یہ وہ نایاب کتاب ہے جس میں شب عروسی سے لے کر آخر تک کی تمام کیفیات عورت کے جذبات درج ہیں یہ کتاب صد ہا مغربی و مشرقی غیر مطبوعہ کتابوں کا عطر ہے یہ وہ کتاب ہے جس میں ڈیڑھ سو کے قریب فوٹو بلاک اور سادہ تصاویر ہیں تمام دنیا کی عورتوں کے لاجواب فوٹو ہیں عورتوں کے تمام پوشیدہ جسمانی حصوں کی مفصل کیفیت تصاویر میں ... آج تک ایسی مکمل کتاب شائع نہیں ہوئی اس کتاب کے مطالعہ کے بعد وہ آپ کو تجربات ہو جائیں گے جو سالہا سال تک حاصل ہونا ناممکن ہیں قیمت ... محصول ۸؍

دوشیزہ کی ڈائری باتصویر

ایک دوشیزہ نازنین کے دل میں کس قسم کے پوشیدہ خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ شادی سے پیشتر کیا معلوم کرنا چاہتی ہے شادی کے بعد اس کیلئے کن باتوں کا علم ضروری ہے حسن و شباب کی حفاظت کس طرح کی جاتی ہے اور دوشیزہ کی رنگین زندگی سے عیش و عشرت کی بہار کس طرح لوٹی جاتی ہے تمام باتوں کا جواب آپ کو دوشیزہ کی ڈائری میں ملے گا۔ ایک مست شباب دوشیزہ کی زبان سے ان تمام پوشیدہ جذبات کی تصویر کھینچی گئی ہے فوٹو بلاک کی چار درجن حسین و جمیل تصویروں نے کتاب کی زینت میں اضافہ کر دیا ہے۔ قیمت دو روپے (عہ) محصول ڈاک ۸؍

شب نامچہ عروسی

ایک مست شباب دوشیزہ کا شب نامچہ ہے اور سہاگ کی چند راتوں کا وہ سرشار اور کیف انگیز الفاظ میں ذکر کیا ہے کہ پڑھتے پڑھتے سسکیاں بھرنے لگتے ہیں یہ صرف چند نشاط انگیز الفاظ کا مجموعہ ہی نہیں بلکہ ازدواجی زندگی کی مسرت کے پوشیدہ راز اسی کتاب سے معلوم ہوتے ہیں اتنی دلچسپ اور معلومات سے پر شاید ہی کوئی دوسری کتاب ہو۔ شب نامچہ عروسی میں سٹریکلر پرکیف گھونٹوں کے ساتھ گیارہ عکسی فوٹو بھی ہیں تاکہ دل و دماغ کے ساتھ آنکھیں بھی لطف اندوز ہوں۔ قیمت ایک روپیہ محصول ۸؍

شرح رباعیات عمر خیام

مشرق کے سب سے بڑے ادیب و فلسفی اور نامور شاعر حکیم عمر خیام کی بے مثل رباعیات یورپ اور امریکہ میں مختلف طریقوں اور رنگ برنگ کی ایجادوں کے ساتھ شائع ہوئیں لیکن اس نامور حکیم کے مبسوط اور مفصل سوانح حیات ابھی تک گوشہ گمنامی میں پڑے ہوئے تھے۔ بڑی تلاش و جستجو سے عمر خیام کے حالات فراہم کئے ہیں اور ہر رباعی کے تحت میں عمر خیام کی سات سو رباعیوں کی شرح نہایت روح پرور انداز میں لکھی ہے۔ شروع میں عمر خیام کا فوٹو اور تقریباً ایک درجن رباعیات کو مصور کیا گیا ہے جو اردو میں پہلی چیز ہے۔ قیمت صرف دو روپے (عہ) علاوہ محصول ڈاک

لیڈی حلیمہ خانم

جنہوں نے پورے پچاس پنڈتوں اور دو سو آریوں سے مباحثہ کیا۔ بارہ روز مناظرہ رہا۔ آخر اسلام کی فتح ہوئی۔ اور لیڈی موصوف نے اپنی بقیہ زندگی تبلیغ کے لئے وقف کر دی بالکل سچا واقعہ ہے جس کو ابو القلم مولانا حسن الدین خاموش نے بطرز سوال و جواب دو سو صفحات میں سارا مباحثہ قلم بند کیا ہے کتاب اس قدر دلچسپ ہے کہ شروع کرنے کے بعد ختم کئے بغیر چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا اور کھانا پینا اور نیند تک حرام ہو جاتی ہے۔ قیمت دس آنے محصول چھ آنے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سیف اللہ نمبر

پیشوا دہلی

اسلامیہ دار الاشاعت دہلی کا
ایک ماہوار
مذہبی۔ اخلاقی۔ اصلاحی۔ ادبی
رسالہ
مقام اشاعت
اردو بازار جامع مسجد دہلی

جو ہر قمری مہینہ کی ۱۱ تاریخ کو
۱۴ سال سے تبلیغ و اشاعت کے لئے
شائع ہوتا ہے

سالانہ قیمت
اعلیٰ ایڈیشن (عہ) دو روپے
ارزاں ایڈیشن (عہ) ایک روپیہ
ممالک غیر سے جس میں برما بھی شامل ہے
اعلیٰ ایڈیشن ۵ شلنگ
ارزاں ایڈیشن ۳ شلنگ

جلد ۱۶	بابتہ ماہ ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ ہجری	نمبر ۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سیرت حضرت خالد بن ولید رضہ

دیباچہ

از جناب مولانا رشید اختر صاحب ندوی

ہم سے پہلے حضرت خالد بن ولید رضہ پر، عربی، فارسی، انگریزی اور فرانسیسی میں بہت سے لوگوں نے لکھا ہے۔ اُردو میں بھی بہت ممکن ہے حضرت خالد رضہ کے حالات پر کوئی کتاب لکھی جاچکی ہو۔ مگر ایسی کوئی کتاب ہماری نظر سے نہیں گزری، جس کو معیاری سیرت کا درجہ حاصل ہو۔

افسوس ہے کہ حضرت خالد رضہ جیسے باعظمت اور حیرت انگیز جرنیل کے ابتدائی حالات پر کسی مورخ نے تفصیل سے نہیں لکھا۔ صرف امام ابن حجرؒ نے الاصابہ میں حضرت خالد رضہ کے ابتدائی حالات لکھے ہیں۔ مگر بہت مختصر طور پر۔ اس لئے وہ لوگ جو سیف اللہ حضرت خالد رضہ کے حالات معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت امام ابن حجر کے اس اختصار کو بہت بری طرح محسوس کرتے ہیں۔

خود راقم الحروف نے جب اس موضوع پر قلم اٹھایا تو سب سے بڑی دشواری یہ پیش آئی کہ حضرت خالد رضہ کے ابتدائی حالات کی تفصیل معلوم نہ ہو سکی، البتہ بعد کے حالات لکھتے وقت، الاصابہ، طبری، فتوح البلدان، بلاذری، دی خلافت ڈکلائن اینڈ فال اور واقدی سے بہت مدد ملی ہے۔ شاید واقدی کو ماخذ قرار دینے پر کچھ لوگوں کو اعتراض ہو، لیکن ہم نے واقدی سے زیادہ تر وہی روایات لی ہیں جن کی تصدیق دوسرے مورخین نے بھی کی ہے۔ کہیں کہیں صرف واقدی کے بیان پر بھی اکتفا کیا گیا ہے۔ لیکن ایسی صورت میں جہاں واقدی کے سوا کوئی اور مورخ واقدی کی تفصیل نہیں پیش کر سکا۔ ہمارے لئے سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہ تھا کہ ہم علامہ واقدی کے بیان پر اعتماد کریں۔

ہمیں معاف کیا جائے کہ ہم واقدی کے ذکر بیان کے متعلق چند باتیں بھی عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ حضرت علامہ واقدی کے متعلق محققین نے رائے قائم کرنے میں سختی کی ہے۔ جہاں تک ہم واقدی کو سمجھ سکے ہیں ہمیں یہی محسوس ہوتا ہے کہ واقدی کے پیش نظر وہی کام تھا جسے تقریباً دو صدی سے انگریز مورخین انجام دے رہے ہیں۔ غالباً ہم میں سے اکثر لوگ جانتے ہوں گے کہ انگریز مورخین نے دو سو سال سے یہ طریقہ اختیار کر رکھا ہے کہ اپنے اسلاف کی خواہ ان میں کتنی ہی برائیاں کیوں نہ ہوں۔ سیرت بیان کرتے وقت ہر قسم کا مبالغہ کیا جائے۔ ہم سیرت نگاری میں جہاں مبالغہ کو جرم سمجھتے ہیں وہاں ہمارا مسلک یہ بھی ہے کہ اگر قوم کے مستقبل پر تھوڑے بہت مبالغہ سے بہتر اثرات پڑنے کا امکان ہو، تو یہ نہ صرف جائز ہے بلکہ ایک دردمند سیرت نگار کا فرض بھی ہے۔ بہت ممکن ہے ہمارے اس خیال کی تردید کی جائے لیکن ہمیں اس تردید کی قطعاً کوئی پرواہ نہ ہوگی۔ جب کہ ہم یورپ کی تاریخ میں ان لوگوں کو ستاروں سے زیادہ روشن دیکھ رہے ہیں جن کی زندگی کا مشن، چوری اور ڈاکے کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ اگر ایسے لوگوں کی سیرت کو رنگ

سے کر قوم کے اخلاق و اطوار کو سنوارا جا سکتا ہے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ حضرت علامہ واقدی رحمہ کو جنہوں نے باعظمت صحابہ رضہ کے حیرت انگیز اور سچے کارناموں کو کسی قدر مبالغہ سے بیان کیا ہو کیوں مطعون کیا جائے۔

ہمیں خود واقدی کی فتوح الشام کے بعض واقعات سے قطعاً اتفاق نہیں ہے لیکن ان کے اس جذبہ کی ہمیشہ قدر کریں گے۔ جس کے باعث انھوں نے مبالغہ آمیزی سے کام لیا۔ حضرت واقدی رضہ نے جن بعض واقعات پر مبالغہ سے کام لیا ہے اس سے متعلق یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ شاید ان کے جو روایات پہنچیں وہ ان کے نقطۂ نظر سے صحیح ہوں، روایات پر بحث کرتے وقت یہ پیش نظر رکھ لینا ضروری ہے کہ ایک روایت کا راوی نعیم کے نزدیک قابل اعتبار ہے اور عمر کے نزدیک ناقابل اعتبار ہو سکتا ہے کہ حضرت واقدی رضہ نے جن راویوں سے روایات لیں وہ ان کے نزدیک انتہائی معتمد ہوں۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ ہم ان راویوں کو غیر معتبر سمجھیں۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ حضرت خالد بن ولید رضہ کے متعلق اس سے پہلے جن لوگوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے انھوں نے حضرت واقدی رضہ کی روایات کو قابل اعتبار سمجھا ہے یا نہیں۔ لیکن ہم نے بعض مقامات پر حضرت واقدی رضہ کی روایات پر پورا اعتماد کیا ہے۔ البتہ ہم نے ساتھ ہی دوسرے مورخین کی رائیں بھی لکھ دی ہیں۔ تاکہ حضرت واقدی رضہ کی روایات کو پرکھا جا سکے اور حقیقت یوچھئے ہو تو حضرت خالد بن ولید رضہ کے حیرت انگیز کارنامے اپنے اندر اتنی صداقت رکھتے ہیں کہ اگر واقدی رضہ کے سوا کوئی اور مورخ ان کی تصدیق نہ بھی کرتا تو محض حضرت خالد بن ولید رضہ کی شخصیت ہی واقدی کے بیان کی اساس قرار دی جا سکتی تھی۔

سرکار دو عالمؐ کی معراج کی تفصیلات سے جن لوگوں کو آگاہی ہے وہ جانتے ہیں کہ کفار مکہ نے جب حیرت و استعجاب سے واقعۂ معراج کا ذکر حضرت صدیق اکبر رضہ سے کیا تو انھوں نے فرمایا۔ اگر محمد (سرور کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم) کا یہ بیان ہے تو یقیناً حضورؐ کو معراج ہوئی۔ حضورؐ سچے ہیں۔ اس لئے کبھی غلط نہیں کہہ سکتے

اس ایک مثال سے اندازہ لگائیے کہ واقعات کی تصدیق کے لئے خود شخصیت بھی بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ اسی لئے ہمارا خیال یقیناً صحیح ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضہ سے متعلق واقدی رضہ کی روایات صاحب سیرت کی شخصیت کے پیش نظر قابل اعتماد ہیں۔ بہرصورت ہم اگلے صفحات میں جو واقعات و حالات پیش کر رہے ہیں وہ ہمارے خیال میں ہر اعتبار سے صحیح ہیں

حضرت خالد بن ولید رضہ کے تفصیلی حالات لکھنے سے پہلے ہم ناظرین کرام کی خدمت میں یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضہ درس گاہِ نبوت کے ایک ممتاز اور قابل فخر شاگرد تھے۔ اور انھوں نے اپنی پوری زندگی میں حضورؐ کی تعلیمات کو ایک لمحہ کے لئے بھی فراموش کر دینے کی غلطی نہیں کی، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ انسان تھے لیکن ایسے انسان جن پر انسانیت فخر کر سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضہ نے صحابہ رضہ کے ایک بہت بڑے اجتماع میں حضرت خالد رضہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا" قابلِ فخر ہے وہ ماں جس نے خالدؓ جیسے باعظمت انسان کو جنا"

(فتوح البلدان بلاذری) (صحابہ کبار۔ مطبوعہ کابل)

انشاء اللہ آئندہ صفحات میں آپ دیکھیں گے کہ حضرت خالد بن ولید رضہ نے کسی موقع پر بھی حضورؐ کی تعلیمات سے انحراف نہیں کیا۔ انھوں نے بڑے سے بڑے معرکے سر کئے۔ حیرت انگیز شخصیتوں حتیٰ کہ مضبوط سلطنتوں کو بہت بڑی بڑی شکستیں دیں لیکن کبھی بھی ان کے دل میں اپنی ذات اور قوتوں سے متعلق غلط فہمی نہیں ہوئی۔ انھوں نے جو معرکہ بھی سر کیا۔ جس سرکش کا سر بھی علمِ اسلام پر جھکایا، یہی کہا کہ یہ اللہ اور اس کے رسولؐ کا صدقہ ہے میں تو اسلام کا ادنیٰ خادم ہوں۔

حضرت خالد رضہ کی سیرت کا یہ پہلو بھی ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ حضرت نے باوجود سپہ سالار اعظم فاتح عراق و شام ہونے کے امیر المومنین حضرت فاروق اعظم کے ایک معمولی پیغامبر کے سامنے ایک مجرم کی حیثیت میں پیش ہونے میں بھی شرم محسوس نہیں کی۔ پیغامبر نے ان کے گلے میں ان ہی کا عمامہ ڈال کر اپنی طرف کھینچا تو یہ صرف مسکرائے اور تعظیم اور اطاعت امیر کی خاطر اس سلوک کو برداشت کر لیا۔ کیا ایسی کوئی نظیر فاتحانِ عالم میں کوئی مورخ پیش کر سکتا ہے کہ اتنا بڑا فاتح ایک معمولی پیغامبر کے آتے ہی ایک معمولی مجرم کی طرح پیش ہوتا ہے۔ اور اپنی شخصیت کو تباہ ہوتے دیکھتا ہے، اپنی خدمات کو فنا ہوتے دیکھتا ہے۔ مگر اُف نہیں کرتا۔ حالانکہ اگر وہ چاہتے تو ایک زبردست بغاوت ہو سکتی تھی۔ اسی قسم کے بے شمار واقعات آپ آئندہ صفحات میں دیکھیں گے۔ اور آپ کو یقین ہو جائے گا۔ کہ حضرت خالد رضہ نہ صرف ایک بہت بڑے سپہ سالار بلکہ ایک بہت بڑے انسان بھی تھے اور ایسے انسان تھے، جس پر انسانیت کو فخر ہے۔

حضرت خالد رضہ کی سیرت کا یہ وصف اس وقت اور بھی زیادہ قابل توجہ ہو جاتا ہے۔ جب ہم تاریخ کے دوسرے باعظمت سپہ سالاروں کی سیرت پر نگاہ ڈالتے ہیں۔ سکندر اعظم، ہلاکو خان، تیمور لنگ، بابر، نپولین، ہٹلر، مسولینی، گورنگ، فرینکو اور اسی قسم کے دوسرے بڑے سپہ سالاروں

کے حالاتِ زندگی ہم آپ سب کے سامنے ہیں اور ہمیں ان میں سے ایک شخص بھی ایسا نظر نہیں آتا جو فاتح ہونے کے ساتھ ساتھ مکمل انسان بھی ہو اور ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کے کردار اور پاکیزگی اخلاق پر انسانیت فخر کر سکے۔ اور جس میں رحم دلی ہو، انکسار ہو، غرور نہ ہو۔ یہ تمام جن کا ہم نے نام لیا ہے اپنے دور کے بہترین بہادر فاتح تھے اور ہیں لیکن ان میں سے کوئی شخص بھی اپنی سیرت کے اعتبار سے حضرت خالد بن ولید رضؓ کے مقابلہ میں پیش نہیں کیا جا سکتا۔ سکندر، تیمور، ہلاکو خان، بابر، نپولین، ہٹلر، مسولینی، گورینگ اور فرینکو ان سب کی زندگی داغدار نظر آئے گی۔ مگر خالد بن ولید رضؓ کی زندگی کا کوئی واقعہ بھی ایسا نہیں پیش کیا جا سکتا جس پر انسانیت فخر نہ کر سکے۔

سر ولیم میور مشہور دشمنِ اسلام انگریز مورخ ہیں انھوں نے بھی حضرت خالد رضؓ کی سیرت پر قلم اٹھاتے وقت ان کی عظمت کا اعتراف کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی پاکیزگی اخلاق کی بھی تعریف کی ہے، اور صاف لفظوں میں اعتراف کیا ہے کہ :-

"یہ اسلام کی ایسی تلوار تھی جس پر مسلمان ہر اعتبار سے فخر کر سکتے ہیں خالد رضؓ عظیم الشان فاتح اور بہترین جرنیل تھے۔" (سر ولیم میور۔ دی خلافت ڈکلائن اینڈ فال)

ہم نے یہاں جو کچھ عرض کیا ہے اس سے مقصود صرف یہ ہے کہ ناظرین کرام یہ اندازہ کر سکیں کہ آئندہ صفحات پر جس باعظمت شخصیت کے کارنامے پیش کئے جا رہے ہیں۔ وہ صرف مسلمانوں ہی کے نزدیک محترم نہیں بلکہ ہر انصاف پسند مورخ ان کی عظمت کا معترف ہے۔

ابتدائی حالات اور زمانہ جاہلیت

نام :- خالد بن ولید

سلسلۂ نسب :- خالد بن ولید بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن المخزوم القرشی

کنیت :- ابو سلمان

خطاب :- سیف اللہ

والد کی طرف سے حضرت خالد رضؓ کا سلسلۂ نسب کئی پشتوں کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے۔ حضرت کی والدہ عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عباس کی زوجہ محترمہ حضرت لبابۃ الکبریٰ اور ام المومنین حضرت میمونہ رضؓ حرم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقی بہن تھیں۔

حضرت خالد کے والد ولید اپنے زمانہ کے ممتاز قریشی سرداروں میں تھے۔ انھوں نے خالد رضؓ کی تربیت پر قریشی خاندان کی طرح بہت توجہ کی۔ سن بلوغ کو پہنچنے سے پہلے ہی وہ قریشی خاندان کے بچوں کی طرح، گھوڑے کی سواری، نیزہ بازی، اور تلوار چلانے میں مہارت پیدا کر چکے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ جوان ہوتے ہی انھیں نوجوانانِ قریش کی صف میں ممتاز جگہ ملی۔ اور ہر شخص نے ان کے کمالات کی وجہ سے ان کی دوستی اور رفاقت کو پسند کیا۔

حضرت خالد کی ان ہی صلاحیتوں کی وجہ سے مکہ کے زعماء نے ہر لڑائی کے موقعہ پر سوار فوج کی کمان ان کے سپرد کی۔ ان کی بہادری اور مہارتِ جنگ کا اندازہ اس سے بخوبی ہو سکتا ہے کہ اسلام لانے سے پہلے انھوں نے جنگِ بدر میں مسلمانوں کو بہت زیادہ پریشان کیا۔ اسی طرح جنگِ حدیبیہ میں بھی کفار کی فوج میں شریک ہو کر حضورؐ اور صحابہ رضؓ کے خلاف بڑی جرات اور حوصلے کے مظاہرے کئے۔ لیکن چونکہ ایمان کی حرارت سے سینہ خالی تھا۔ اس لئے بہادری اور جرات کے باوجود ناکام ہوئے۔

اسلام البتہ جب [illegible] میں حضرت عمرو بن العاص کے ساتھ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضورؐ کی غلامی کا شرف حاصل کر لیا تو اسلام کی حرارت بھی نصیب ہو گئی اور آگے چل کر حیرت انگیز کارنامے انجام دئے۔

حضورؐ کی تربیت حضرت خالد رضؓ اسلام لائے اور حضورؐ کی غلامی اختیار کر لی تو حضورؐ نے جنہیں ہمیشہ جوہر قابل کی تلاش رہتی تھی، حضرت خالد رضؓ کو اپنی سرپرستی میں لے لیا اور چند دن کے اندر اندر کچھ اس طرح تربیت کی اور اس ناتراشیدہ ہیرے کو کچھ ایسے انداز سے تراشا کہ دیکھنے والے حیران رہ گئے۔

حضرت خالد رضؓ حضورؐ کے پاس قلبِ سلیم لے کر آئے تھے اور خاندان اور عزیز واقارب رکھنے کے باوجود حضرت بلال رضؓ کی طرح حضورؐ کی غلامی اختیار کر لی تھی۔ اس لئے حضورؐ کی خدمت کے سوا انھیں کوئی اور کام نہ تھا۔ حضرت خالد رضؓ ہمیشہ حضورؐ کی خدمت میں رہتے اور جس طرح پروانہ شمع سے الگ رہنا پسند نہیں کرتا۔ اسی طرح حضرت خالد رضؓ کو بھی حضورؐ کی جدائی پسند نہ تھی۔

کے بعد حضورؐ نے کفار کے ساتھ جتنی لڑائیاں لڑیں۔ ان سب میں حضرت خالد رضؓ ہتھیلی پر جان رکھ کر شریک ہوئے اور ہر موقعہ پر جرات و بہادری کا ثبوت دیا۔ امام ابن جریر رحؒ کا بیان ہے کہ حضرت خالد رضؓ نے غزوۂ موتہ، فتح مکہ، جنگ حنین اور طائف میں شریک ہو کر حضورؐ اور مسلمانوں کی بہت بڑی خدمت کی۔

سیف اللہ کا خطاب - یوں تو ان تمام جنگوں میں تمام صحابہ رضؓ نے انتہائی بہادری دکھائی اور بڑی جواں مردی سے لڑے اور حضورؐ بھی ان سب کے کارناموں سے بے انتہا خوش ہوئے لیکن ان سب میں سے "سیف اللہ" اللہ کی تلوار کا پاکیزہ خطاب دربارِ رسالت سے حضرت خالد رضؓ کے سوا اور کسی کو نہیں ملا۔

امام ابن جریر رحؒ کا بیان ہے کہ حضورؐ حضرت خالد بن ولید رضؓ کو مصروفِ جنگ پاتے اور ان کی بہادری کے مظاہرے دیکھتے تو حضورؐ کا چہرۂ مبارک

(۱؎ الاصابہ فی بیان الصحابہ باب خالد بن ولید۔)

اندرونی خوشی کے باعث چمک اٹھتا اور حضورؐ بار بار فرماتے۔

"یہ اللہ کی تلوار ہے"

حضورؐ کے ساتھ حضرت خالدؓ نے بعد کی تمام جنگوں میں شرکت کی۔ علاوہ ازیں حضرت خالدؓ نے حضورؐ کی زندگی میں جو اہم کارنامے انجام دیئے ان میں سے اکیدر دومہ کی سرکوبی زیادہ اہم ہے

اکیدر دومہ کی سرکوبی۔ حضورؐ کی کامیابی کا آفتاب نصف النہار تک پہنچ رہا تھا۔ تمام عرب قبائل حضورؐ کی غلامی اختیار کرتے جا رہے تھے مگر اکیدر دومہ ایک عرب سردار کو حضورؐ کی کامیابی سے بجائے عبرت حاصل کرنے کے بغاوت کا خیال پیدا ہوا۔ [illegible] کے منافقین نے غالباً اس کے دل میں یہ خیال فاسد پیدا کیا کہ اگر وہ بغاوت کا علم بلند کرے تو بہت سے عرب قبائل اس کے ساتھ مل جائیں گے۔ یہ لوگ سمجھتے تھے کہ حضورؐ کی کامیابی کا باعث اتفاقات ہیں۔ قابلیت نہیں مگر حضرت خالد بن ولیدؓ کی لشکر کشی نے [illegible] ان کے فاسد خیال کی اصلاح کر دی۔

حضورؐ نے حضرت خالدؓ اپنے ساتھ صحابہؓ کی ایک مختصر جماعت دے کر بھیجے اور بہت تھوڑی مدت میں نہ صرف اکیدر دومہ کی بغاوت کو فرو کر دیا۔ بلکہ اسے اپنے ساتھ گرفتار کر کے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

حضورؐ حضرت خالدؓ کی کامیاب واپسی پر بہت خوش ہوئے اور امام ابن حجر کے بیان کے مطابق دونوں ہاتھ پھیلا کر حضرت خالدؓ کے لئے دعائے خیر کی۔ اور یہی وہ دعائے خیر تھی جس نے عراق اور شام میں بڑا حیرت انگیز اثر دکھایا۔

حضورؐ کی نظر عنایت۔ حضرت ابوہریرہؓ حضورؐ کے مخلص صحابیؓ ہیں ان کی روایت ہے کہ حضورؐ حضرت خالدؓ کو ہمیشہ "سیف اللہ" کے مقدس خطاب سے مخاطب فرماتے۔

حضورؐ سے محبت۔ حضرت خالدؓ کو حضورؐ سرور کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم سے جس درجہ عقیدت و محبت تھی اس کا اندازہ اس واقعہ سے کیا جا سکتا ہے کہ حضورؐ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر سر کے بال کٹوائے تو حضرت خالدؓ نے آگے بڑھ کر کچھ بال اٹھا لئے۔ حضورؐ نے مسکرا کر پوچھا "سیف اللہ" ان بالوں کو کیا کرو گے؟

حضرت خالدؓ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور وہ خاموش رہے حضورؐ نے دوبارہ یہی سوال کیا تو حضرت خالدؓ نے عرض کیا حضورؐ ان بالوں کو اپنی ٹوپی میں سی لوں گا شاید ان ہی کے ذریعہ بخشا جاؤں۔ واقدیؒ کی روایت ہے کہ حضرت خالدؓ ان بالوں کو کبھی اپنے بدن سے جدا نہ کرتے حضرت کو یہ بال اپنی جان سے زیادہ عزیز تھے۔ حضرت خالدؓ فرمایا کرتے کہ میری فتح و کامیابی کا باعث یہی مقدس یادگار ہے۔

ہو سکتا ہے کہ ظاہر بین نگاہیں اس واقعہ کو معمولی حیثیت دیں اور ممکن ہے کہ اس واقعہ پر زیادہ توجہ نہ کریں لیکن اس واقعہ کی قدر کچھ ان لوگوں سے پوچھیو جو عشق و محبت کی دنیا میں سے ہیں۔ یہ محبت کرنے والے ہی جانتے ہیں کہ محبوب کی ہر چیز محب کے نزدیک دنیا جہان سے مقدس ہوتی ہے۔ حضرت خالدؓ نے تو حضورؐ کے بالوں کو اپنی ٹوپی میں سیا۔ صحابہؓ کی محترم جماعت میں ایسے لوگ بھی موجود تھے جنہوں نے حضورؐ کے لعاب دہن کو اپنے جسموں پر مل لیا۔

فتنۂ ارتداد اور حضرت خالدؓ کی خدمات۔ حضورؐ کے وصال تک حضرت خالدؓ دربار رسالت میں حاضر رہے اور حضورؐ کے ہر حکم کی تعمیل کو فرض جانا۔ یہ تمام واقعات جنہیں ہم اوپر بیان کر چکے ہیں حضورؐ کی زندگی میں پیش آئے حضورؐ کے وصال کے بعد جب کہ دنیائے اسلام بدل رہی تھی۔ اور بعض بد باطن اور حرص و طمع کے بندے اسلام کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور ہر طرف ارتداد کی وبا پھیلتی گئی۔ تو حضرت خالدؓ نے حضورؐ کے مشن کی وہ خدمت انجام دی کہ رہتی دنیا تک یادگار رہے گی۔

جن لوگوں نے حضورؐ کی سیرت پڑھتے وقت فتنۂ ارتداد کے اسباب و علل پر غور کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ حضورؐ کی ظاہری آنکھیں بند ہوتے ہی وہ عرب قبائل جو حضورؐ کی صداقت کے زیر اثر نہیں بلکہ حضورؐ کی قوت سے ڈر کر مسلمان ہوئے تھے، حضورؐ کے وصال کے بعد ہی ایمان سے پھر گئے۔ اس میں اسلام کا کوئی قصور نہ تھا۔ یہ قصور تھا ان رنگ خوردہ اور فریب کار دلوں کا جنہوں نے اسلام کو سمجھنے اور حضورؐ کی عظمت کو پہچاننے پر توجہ نہ کی، ورنہ یہ حقیقت ہے اور دنیا نے لاتعداد بار اس کا مشاہدہ کیا ہے کہ اسلام کا نشہ جب ایک بار چڑھ گیا۔ تو اسے کوئی ترشی نہ اتار سکی۔ بعض عربوں نے حضورؐ کی قوت و اثر سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے اس نشہ میں مصنوعی طور پر جھومنا شروع کر دیا۔ اور یہی وہ لوگ تھے جو حضورؐ کے وصال کے بعد مرتد ہوئے۔ مگر اللہ کی ہزاروں ہزار رحمتیں نازل ہوں۔ صدیق اکبرؓ پر جن کے ایمان کی حرارت نے تمام مصنوعی نشے ہرن کر دئے اور اسلام کے روشن آفتاب پر ارتداد و کفر کے بادل چھانے نہ دیئے۔

یقین جانئے اگر اس وقت صدیق اکبرؓ اس خطرہ سے آگاہ نہ ہوتے اور حضرت خالدؓ کو فوج دے کر مرتدوں کی سرکوبی کے لئے روانہ نہ کرتے، تو شاید حالات کچھ اور ہوتے۔

صدیق اکبرؓ نے خطرہ کی گھنٹی کے بجتے ہی صحابہؓ کو پکارا۔ صحابہ جمع ہوئے حضرت صدیق اکبرؓ نے مسیلمہ کذاب اور دوسرے سرکش اور گمراہ عربوں کے ارتداد کی خبر دی، یہ خبر سنتے ہی صحابہؓ شیدایانِ اسلام کی سرکوبی کے لئے تیار ہو گئے لیکن سوال یہ تھا کہ آنے والی جنگ جو اسلام اور کفر کی قسمتوں کا فیصلہ کرنے والی تھی کس جنگ آزما جرنیل کے زیر کمان لڑی جائے۔ یہ حضرت خالدؓ سیف اللہ کے سوا اور کسے مل سکتا تھا۔ صحابہؓ میں فاروقؓ بھی تھے [illegible]

بھی تھے۔ عثمان و علی رضہ بھی تھے۔ مگر یہاں مقام نبوت سے قرب کا سوال نہ تھا، یہاں سوال یہ تھا کہ جنگ میں کس کا دماغ زیادہ کام کرتا ہے حضرت صدیق اکبر نے سیف اللہ حضرت خالد رضہ کا انتخاب کیا اور بعد کے واقعات نے ثابت کر دیا کہ حضرت صدیق اکبر رضہ کی دوربیں نگاہ نے غلطی نہیں کی۔

حضرت خالد رضہ مسلمانوں کی ایک منتخب فوج ساتھ لے کر مدینے سے نکلے راستہ میں جوں جوں جہاد کا اذن عام ہوتا گیا، لوگ شریک ہوتے گئے حضرت سعد رضہ کو سب سے پہلے، بنو سعد اور بنو طے، دو قبائل کی طرف متوجہ ہونا پڑا یہ قبیلے بھی اوروں کی دیکھا دیکھی اسلام سے بہک چکے تھے۔ مگر حوصلہ مند اور جرأت آزما نہ تھے۔ اس لئے جوں ہی سنا کہ حضرت خالد رضہ ان کے غرور کا سر کچلنے کے لئے آ پہنچے ہیں تو انھوں نے اپنے ایک سردار عدی کے ہاتھ حضرت خالد رضہ کی خدمت میں درخواست گزاری کہ ہم بھول گئے۔ ہم سے نادانی ہوئی ہمیں معاف کر دیا جائے۔ حضرت خالد سیف اللہ کا مقصد چونکہ اطاعت تھی، جنگ نہ تھی۔ اس لئے حضرت خالد رضہ نے ان کی درخواست قبول فرما لی۔ اور تین دن وہیں قیام فرمایا تاکہ انھیں اسلام کی حقیقت سے آگاہ کریں اور بتائیں کہ اطاعت رسول صلعم سے دنیا و دین دونوں میں فلاح نصیب ہوتی ہے۔

حضرت خالد رضہ کی دل نشین باتوں نے اپنا اثر دکھایا اور وہی بدرد اور بدعقیدہ عرب جنہوں نے ارتداد کو کھیل کھیلنے کا ذریعہ بنا یا تھا۔ پھر سے پکے مسلمان ہوگئے۔ اور حضرت خالد رضہ جب آگے کی طرف بڑھنے لگے، تو ایک ہزار نوجوان پچھلی غلطیوں کی تلافی کرنے کے لئے جہاد کے لئے تیار ہوگئے۔ جاسوس کی اطلاع کے مطابق، بدبخت طلیحہ جس نے آس پاس کے قبائل میں ارتداد کا فتنہ اٹھایا تھا، یہاں سے تھوڑی دور کے فاصلہ پر البزخہ کے میدان میں اترا ہوا تھا۔ وہ حضرت خالد رضہ کی شہرت سننے کے باوجود اس خیال میں تھا کہ، حضرت خالد رضہ اس کا مقابلہ نہ کر سکیں گے، یہی وجہ تھی کہ خالد رضہ کی لشکر کشی کی خبریں سننے کے بعد اسے شوق نبرد آزمائی البزخہ کے میدان میں کھینچ لایا۔ حضرت خالد رضہ بھی صحابہ رضہ اور بنو طے کے نوجوانوں کو ساتھ لئے البزخہ آ پہنچے۔ دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں۔ ادھر سے طلیحہ کے شیدائی اور ادھر سے محمدؐ کے جاں نثار بڑھے۔ طلیحہ مشکی گھوڑے پر سوار ہاتھ میں اپنا مخصوص علم لئے اپنے بہادروں کو للکار رہا تھا۔ اور بلند آواز سے کہہ رہا تھا۔

"آج ہم اگر دب گئے، تو پھر ہمارا کہیں ٹھکانا نہیں،
دوستو! اسلام کو مغلوب کر دو"

دوسری طرف حضرت خالد رضہ اپنے مخصوص انداز میں، رجزیہ اشعار پڑھتے اور فوج کو جرأت و جواں مردی کا درس دیتے، صفوں پر صفیں الٹ رہے تھے۔ جدھر بڑھتے کشتوں کے پشتے لگا دیتے۔

کفار حضرت خالد رضہ کے حملوں پر حیران تھے انھوں نے حضرت خالد رضہ کی بہادری کے کارنامے تو سنے تھے مگر آج پہلی دفعہ خالد رضہ اور ان کے انداز جنگ کو دیکھا تو سہم گئے۔ مخالف فوج میں بہادر بھی تھے، قوی ہیکل اور جسیم و جوان بھی تھے، لیکن ان میں سے کسی ایک میں بھی خالد رضہ کے وار سنبھالنے کی جرأت نہ ہوئی۔ دونوں فوجیں تھوڑی دیر اسی طرح لڑتی رہیں۔ لیکن حضرت خالد رضہ کے حسن تدبر اور بہادری نے دشمن کو انتہائی پریشان کر دیا۔ یہاں تک کہ طلیحہ کے سوا اس کے تمام ساتھیوں کو اپنی ناکامی کا یقین ہو گیا۔ بعض خوش فہم تو طلیحہ کے پاس اس غرض سے بھی آئے کہ وحی کے ذریعہ خوشخبری سنیں۔ ان میں سے ایک نے پوچھا۔

"طلیحہ ابھی تک وحی نہیں آئی؟"

طلیحہ پہلے تو سر ہلاتا رہا۔ اس کے بعد رفتہ کہہ اٹھا۔

"آئی تو ہے، لیکن خوشخبری اپنے ساتھ نہیں لائی، بلکہ مجھے
ایک آنے والی مصیبت کی خبر دے گئی ہے"

مسلمانوں کی حیرت انگیز جرأت نے پہلے ہی حوصلے پست کر دئے تھے، رہی سہی کسر طلیحہ کی اس بدحواسی نے نکال دی اور فوج بھاگ اٹھی طلیحہ بھی بھاگا اور اپنی بیوی کو ساتھ لئے چھپتا چھپاتا شام کی طرف نکل گیا۔

طلیحہ کی شکست پر مرتدین کا محاذ ٹوٹ گیا۔ زیادہ تر اسی کی وجہ سے قبائل میں ارتداد کی وبا پھیلی تھی، اور جب اسے ناکامی ہوئی تو قبائل کے مزاج بھی درست ہو گئے۔

حضرت خالد رضہ یہاں سے آس پاس کے تمام مقامات میں پھرے اور ہر ایک جگہ استقامت کی تلقین کی۔

یہاں سے کچھ دور ہٹ کر ایک عجیب اور کسی قدر دلچسپ دشمن ڈیرے ڈالے ہوئے تھا یہ دشمن قبیلہ غطفان کی ایک حسین اور پری چہرہ عورت تھی، یہ بھی خود کو نبوت کا اہل سمجھتی تھی نوجوان عرب اس کے حسن کا شہرہ سن کر اس کے پاس آئے اور اس کے عقیدتمندوں میں شامل ہو گئے ام مل کو چونکہ کبھی کسی سمجھدار دشمن سے پالا نہ پڑا تھا اس لئے حضرت خالد رضہ کے مقابلہ کو اس نے بہت آسان سمجھا۔ اور حضرت خالد رضہ کی آمد کی خبر پا کر اسے بہت خوشی ہوئی، وہ سمجھی کہ حضرت خالد بھی عرب ہیں اور پھر جنگجو اور بہادر عرب ہیں اس لئے شاید وہ بھی اس کے حسن سے متاثر ہو جائیں۔ مگر حضرت خالد رضہ کسی اور محبوب کے چاہنے والے تھے، وہ حضور سرور کون و مکاں صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے اور حضور صلعم کی غلامی کے بعد انھیں کسی چیز میں بھی دلچسپی نہیں ہو سکتی تھی۔

حضرت خالد رضہ نے ام مل کی فوج سے کچھ فاصلہ پر اپنی فوج کو اتارا اور چونکہ دونوں فوجیں ایک دوسرے سے لڑنے کے لئے مشتاق تھیں اس لئے بہت جلد ایک دوسرے کے مقابلہ میں آ گئیں۔

ام مل اپنے چاہنے والوں کے حلقہ میں کھڑی، اپنے نام کا واسطہ دے دے کر لڑائی کے لئے اکسا رہی تھی۔ اور یہ ایک عجیب بات ہے کہ نوجوان اس کے چاروں طرف پروانوں کی طرح جمع تھے۔ حضرت خالد رضہ اور ان کے

ملا جبکہ حضرت خالد رضہ مفتوحہ علاقوں کے انتظامات مکمل کر چکے تھے۔ حضرت خالد رضہ حکم ملتے ہی عراق کی طرف بڑھے۔ جہاد کا اعلان سُن کر بہت سے قبائل عرب فوج میں شریک ہوتے گئے۔ فرات کے کنارے پر پہنچ کر جب فوج کا شمار ہوا تو اس میں ۱۸ ہزار سپاہی تھے۔ اور حضرت خالد رضہ ان مہاجر مجاہدوں کو ساتھ لے کر عراق کو فتح کرنے چلے۔

جو ملک حضرت خالد رضہ اور ان کے ساتھیوں کے سامنے تھے۔ یہ ملک ایک نئی دنیا تھی۔ ان کے لئے جو عرب کے لق و دق صحرا اور تپتی ہوئی ریت کے باشندے تھے۔ پھر لطف دیکھئے کہ جہاں حضرت خالد رضہ اور ان کے ساتھیوں نے ڈیرے ڈالے تھے۔ اس کی ایک طرف تو سینکڑوں میل میں ریگستان اپنی تپتی ہوئی ریت اور سورج کی گرمی سے جھلسے ہوئے سیاہ پہاڑوں کا لامتناہی سلسلہ لئے ہوئے تھا۔ اور دوسری طرف سبزہ ہی سبزہ پھیلا تھا۔ بڑے بڑے کھیت اور چراگاہیں پانی کی اس درجہ فراوانی کہ ہر طرف چھوٹی چھوٹی نہریں سانپ کی طرح بل کھاتی پورے علاقہ میں پھیلی تھیں۔ جگہ جگہ باغ اور ان میں خوشبودار پھولوں اور خوش ذائقہ پھلوں کی اس قدر کثرت کہ عرب اسے جنت ارضی سمجھ رہے تھے۔

یہ وسیع خطہ، دجلہ اور دمشق کا درمیانی علاقہ ہے۔ موصل کی طرف کچھ اور بڑھے تو مشرق قریب کا پہاڑی سلسلہ اور خوشگوار وادیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ ایک طرف، بابل کی طرف بہتا ہوا دریائے فرات اردگرد کا علاقہ سیراب کرتا ہے۔ دوسری جانب دجلہ پہاڑیوں میں سے بہتا ہوا اور سانپ کی طرح بل کھاتا ہر طرف سبزہ بکھیرتا نکل گیا ہے۔ یہی وہ پہاڑ ہیں جو عراق عرب کو ایران سے جدا کرتے ہیں اور ان ہی دو دریاؤں کے وسط میں شام کا دلفریب علاقہ واقع ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی سو سال پہلے اس تمام علاقہ میں سرکش بدو قبائل پھیلے ہوئے تھے۔ شام کی طرف عرب کا مشہور قبیلہ غسان آباد تھا۔ یہ اور اس کے ہمسایہ قبائل رومی سلطنت کے باجگزار تھے۔ اور مشرقی جانب کی آبادی ایرانی بادشاہ کے ماتحت تھی۔

فرات کا نچلا حصہ، جو عراق عرب کہلاتا ہے اور جہاں دجلہ اور فرات مل کر کئی سو میل تک بہتے چلے گئے ہیں۔ دو دریاؤں کے وسط میں ہونے کی وجہ سے بہت زیادہ شاداب ہے۔ دجلہ کے دہانے سے کچھ ہٹ کر جہاں فرات اور دجلہ ملتے ہیں۔ المدائن ایرانی حکومت کا دارالسلطنت واقع تھا۔ یہاں سے اسّی میل شمال میں الحیرہ عربی قبائل کا دارالخلافہ تھا۔

پہلا معرکہ [illegible] [illegible] خالد رضہ نے ڈیرے ڈالے۔ اس مقام پر [illegible] حضرت خالد رضہ کو روکنے کی تیاریاں کر رہا تھا۔ حضرت خالد رضہ نے اسلامی طریقے کے مطابق ہرمز کو سب سے پہلے ایک خط لکھا جس میں اسے اسلام کی دعوت دی اور آخر میں لکھا کہ اگر اسے یہ دونوں شرطیں منظور نہوں تو اسے معلوم ہونا چاہئے کہ اس سے لڑنے کے لئے ایک ایسی جماعت آ رہی ہے جس کے نزدیک شہادت کی موت دائمی زندگی کا حکم رکھتی ہے۔

حضرت خالد رضہ نے ہرمز کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دینے کے بعد فوج کی ترتیب پر توجہ دی اور اسے تین حصوں پر تقسیم کر کے ایک حصہ مثنیٰ اور دوسرا عدی بن حاتم کی کمان میں دے دیا۔ اور تیسرے حصہ کو بلاواسطہ اپنی ماتحتی میں رکھا۔

فوج کو ترتیب دینے کے بعد حضرت خالد رضہ ایحرہ کی طرف بڑھے، دوسری طرف سے ہرمز حضرت خالد رضہ کے شمال کو قیصر کے ملاحظہ کے لئے بھیج کر حضرت خالد رضہ کے روکنے کے لئے ایحرہ پہنچا۔ ایحرہ پہنچ کر ہرمز نے اپنی فوج کو ایک مناسب اونچی جگہ پر ٹھہرایا۔ اور دریا پر پہرہ بٹھا دیا کہ عربوں کو پانی نہ ملنے کی وجہ سے پریشانی لاحق ہو۔

حضرت خالد رضہ ایحرہ پہنچے اور فوج کو مناسب جگہ پر ٹھہرانے کے بعد انھیں معلوم ہوا کہ پانی پر دشمن کا پہرہ ہے۔ دشمن کی یہ کمینگی انھیں بے حد شاق گزری۔ اور انھوں نے سب سے پہلے پانی کے لئے لڑنے کا حکم دیا۔ ہرمز کو حضرت خالد رضہ کے اس ارادہ کی اطلاع ہوئی تو اس نے اُن کو کہلا بھیجا کہ فوج کو لڑانے سے بہتر ہے کہ سپہ سالار مقابلہ کر دیکھیں اور اگر تم نے مجھے مغلوب کر لیا تو پانی سے پابندی اٹھالی جائے گی۔

ہرمز نے یہ پیغام محض اس لئے بھیجا کہ حضرت خالد رضہ کو مرعوب کرے، مگر حضرت خالد رضہ اس قسم کے آدمی نہ تھے، اُنھوں نے پیغام سُنا۔ تو فوراً فوج سے نکلے اور میدان میں آ کھڑے ہوئے۔ اُدھر سے ہرمز بھی لوہے میں غرق، شاہانہ لباس پہنے غرور و تکبر سے اکڑتا ہوا میدان میں نکلا۔ ہرمز نے حضرت خالد رضہ کے ظاہری ساز و سامان کو دیکھا تو حقارت سے ہنسا اور جلدی سے تلوار نکال کر حضرت خالد رضہ پر وار کیا۔ حضرت خالد رضہ نے اس کا وار ڈھال پر روکا۔ اس نے غصہ میں آ کر دوسرا وار کیا۔ حضرت خالد رضہ نے اسے بھی ڈھال پر روکا۔ اسی طرح اس نے پے در پے پانچ وار کئے۔ حضرت خالد رضہ نے یہ سب وار نہایت سکون و اطمینان کے ساتھ ڈھال پر روکے۔ پانچویں وار کے بعد انھوں نے بھی تلوار اٹھائی تلوار ہوا میں چمکی اور دیکھنے والوں نے دیکھا کہ ہرمز کا سر تن سے جدا ہو کر خاک و خون میں لوٹ رہا تھا۔ ادھر ہرمز کا سر کٹا، ادھر حضرت خالد رضہ کے اشارہ سے حضرت مثنیٰ رضہ دشمنوں پر ٹوٹ پڑے، ہرمز کے قتل سے دشمنوں کے ہوش اُڑ چکے تھے کہ حضرت مثنیٰ رضہ کے حملے نے سکتے میں ڈال دیا۔ بڑی دیر تک تو وہ قتل ہو رہے لیکن آخر سر پر پاؤں رکھ کر بری طرح بھاگے۔ بزدل موت کے ڈر سے بھاگ رہے تھے لیکن موت حضرت مثنیٰ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی صورت کے پیچھے پیچھے آ رہی تھی۔

سر ولیم میور کا بیان ہے کہ دشمن کی فوج بھاگتے [illegible]

اس فتح میں بے شمار قیدیوں کے علاوہ، بہت سا مال غنیمت کے ہاتھ لگا۔ حضرت خالد رضہ نے خمس نکال کر حضرت خلیفۃ المسلمین کی

پر بھیج دیا۔ اور باقی حصے سپاہیوں پر تقسیم کر دئے۔

تاریخ کی کتابوں میں اسی واقعہ کو ذات السلاسل کا نام دیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کافروں کے اگلے دستے آہنی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے تاکہ بھاگ نہ سکیں۔ لیکن بے سرو سامان مسلمانوں نے باوجود بے سرو سامانی کے جب انھیں شکست دی تو یہی آہنی زنجیریں ان کے لئے موت کا باعث بنیں۔ اور جتنے سپاہی بھی زنجیروں میں جکڑے تھے ان میں سے ایک بھی بچ کر بھاگ نہ سکا۔

دوسری چھوٹی چھوٹی لڑائیاں۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے مال غنیمت کی تقسیم کے بعد حضرت مثنیٰ رضی اللہ عنہ کو رومیوں کے تعاقب میں بھیجا۔ اسلامی لشکر چند میلوں کی مسافت طے کرنے پایا تھا کہ راستہ میں ایک قلعہ دکھائی دیا۔ یہ ایک شہزادی کی جائداد تھی۔ حضرت مثنیٰ نے اس کے محاصرہ کے لئے اپنے بھائی کو مقرر کیا۔ اور خود آگے بڑھے۔ سامنے ایک اور قلعہ تھا۔ جسے حضرت مثنیٰ رضی اللہ عنہ نے بہت جلدی فتح کر لیا۔ اس قلعہ کی خبر جب پہلے قلعہ والی شہزادی کو پہنچی تو اس نے سب ہتھیار ڈالے اور قلعہ کے دروازے کھول دئے۔

شہنشاہ ایران کی پریشانی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی فتوحات کا سلسلہ بڑھتا جا رہا تھا۔ رومیوں کے بہت سے مقامات ان کے قبضہ میں آ چکے تھے۔ فتوحات کی یہ خبریں بادشاہ کو پہنچیں تو وہ بہت پریشان ہوا، اسے تعجب تھا کہ وہ لوگ جو کل تک نہ صرف مالی اعتبار سے اس کے محتاج تھے۔ بلکہ قوت کے لحاظ سے بھی اب اس درجہ حوصلہ مند کس طرح ہو گئے، اور ان کے بازوؤں میں میری فوج کو شکست دینے کی قوت کہاں سے آ گئی۔ اس غریب کو یہ معلوم نہ تھا کہ عرب کی سوتی بستی میں نقیب الٰہی نے ایک حیات تازہ پھونک دی ہے اور اب یہ بستی نہ صرف صدیوں خود جاگتی رہے گی بلکہ دوسروں کو بھی جگائے رکھے گی، پایۂ تخت کی طرف اس سیلاب کو روکنے کے لئے۔ ہر طرف نقیب دوڑائے گئے آس پاس کے جاگیرداروں اور نوابوں کی طلبی ہوئی۔ یہ حکم عام ہوتے ہی، ہر طرف سے فوجیں آنی شروع ہو گئیں اور تھوڑے دنوں کے اندر ایک بہت بڑی فوج تیار ہو گئی اور سپہ سالاران تازہ دم فوجوں کو ساتھ لئے چند ہزار جنگلے ماندے عربوں کا رستہ روکنے نکلا۔

ادھر مثنیٰ رضی اللہ عنہ چھوٹی چھوٹی بستیوں اور قلعوں کی فتح میں مشغول تھے دشمن کی فوج نے انھیں ہر طرف سے گھیر لیا۔ انھیں ہر طرف موت ہی موت نظر آنے لگی۔ لیکن حضرت خالد رضی اللہ عنہ جیسے بہادر سپہ سالار کے جاں نثار ساتھی نے موت سے ڈرنے اور لرزنے کی بجائے ہر طرف سے اس کا مقابلہ کیا۔

بلاذری کا بیان ہے کہ حضرت مثنیٰ رضی اللہ عنہ باوجود تھوڑی سپاہ رکھنے کے جرات اور حوصلے کے ساتھ دشمنوں سے لڑے کہ انھیں اپنی قلت تعداد کا احساس نہیں ہونے دیا۔

دونوں فوجیں مصروف جنگ تھیں، عرب کے بہادر شیر دشمنوں کو چیر چیر کر زمین میں پھینک رہے تھے کہ ایک طرف سے سیف اللہ خالد بن ولید حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عطا کردہ سیاہ علم ہوا میں لہراتے، تیزی سے میدان جنگ کی طرف آتے دکھائی دئے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے تشریف لاتے ہی دشمنوں کے حوصلے پست ہو گئے۔ اور مثنیٰ اور ان کے ساتھیوں کی ہمتیں بڑھ گئیں۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے جنگ کا نقشہ بدل گیا۔ پہلے دشمن بڑھ بڑھ کر حملے کر رہے تھے لیکن حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی تلوار نے ان کی تیزی تمام کر دی اور وہ پیچھے ہٹنے لگے حضرت خالد رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی بڑی تیزی سے گھس رہے تھے جس سے دشمنوں کی صفیں درہم برہم ہو گئیں اور آخرکار وہ بھاگنے پر مجبور ہوئے بھگوڑے مسلمانوں سے بچ کر بھاگ رہے تھے لیکن راستہ میں قابل عبور نہیں تھی ندی تلوار سے بچنے کے لئے نہر میں کود رہے تھے۔ دریا کی تیز و تند موجیں انھیں غرق کر رہی تھیں

مورخین کا خیال ہے کہ ہزاروں سپاہی نہر میں ڈوب کر مرے۔

تقسیم غنیمت کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے حضرت خلیفۃ المسلمین کو نامۂ فتح لکھا اور خمس بھجوایا۔

شہنشاہِ ایران کی انتقامی کارروائی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی اس فتح کی خبر جب بادشاہ کو ہوئی تو اس کے ہوش اڑ گئے۔ اس نے دربار منعقد کیا اور امراء اور مشیروں کو بلا کر یہ منحوس خبر سنائی اور ساتھ ہی دریافت کیا کہ آخر اس پے در پے شکست کا کیا سبب ہے؟ میری بہترین تربیت یافتہ فوجیں غیر تربیت یافتہ عربوں کے مقابلہ میں ناکام کیوں ہو رہی ہیں۔ درباری شرمندگی سے سر جھکائے بادشاہ کے طعنے سنتے رہے لیکن جواب کیا دیتے۔

ایک بوڑھے وزیر نے جرات کی اور بادشاہ کو ایرانی فوج کی شکست کے اسباب بتاتے ہوئے سمجھایا کہ ایرانی عربوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ حضور عربوں کو شکست دینا چاہتے ہیں تو اپنے باج گزار عرب قبائل کو ان کے مقابلہ میں بھیجئے۔ پھر دیکھئے ان کے مزاج درست ہوتے ہیں۔ یا نہیں۔

وزیر کے مشورے پر اسی وقت عمل کیا گیا۔ نقیب ہر طرف دوڑائے گئے کہ عرب سرداروں کو اپنی فوجوں سمیت دار الخلافہ چلنے کی دعوت دی۔

عرب سرداروں اور شیوخ کو شہنشاہ ایران کا پیغام ملا تو وہ اس کی خوشنودی کی خاطر بڑی سرعت کے ساتھ دار الخلافہ کی طرف بڑھے اور چند دنوں کے اندر اندر ایک بہت بڑی فوج جمع ہو گئی، شہنشاہ ایران نے خود فوج کی ترتیب میں حصہ لیا اور بہمن ایک مشہور بہادر کو سپہ سالار بنا کر فوج کو مارچ کا حکم دیا۔

ایرانی فوج کی روانگی۔ فوج کے آگے ایرانی بینڈ بج رہا تھا۔ اس کے بعد مقدمۃ الجیش تھا۔ اس کے پیچھے دوسرے عرب قبائل حسب مراتب روانہ ہو رہے تھے، عرب قبائل کے پیچھے ایران کی منتخب سپاہ تھی۔ ایرانی فوج کے زرق برق لباس کو دیکھ کر یہ خیال ہوتا تھا کہ یہ کوئی شاہی برات ہے جو کسی

شہزادی کے بیاہنے کے لئے روانہ ہو رہی ہے۔ اطلس و ریشم کے جامے ان پر سنہری اور روپہلی بیل بوٹے عجیب بہار دے رہے ہیں۔ ایرانی سپاہ کے وسط میں بہمن سونے کا خود پہنے اور ہاتھ میں سنہری دستے کی تلوار لئے قوی ہیکل گھوڑے پر سوار اکڑتا ہوا اور ہر ادھر غرور و تکبر سے نگاہیں ڈالتا بڑھ رہا تھا۔ اس کے پیچھے دوسرے ایرانی سردار اور فوجی افسر تھے۔

یہ لشکر جرار دجلہ اور فرات کے مقام اتصال پر پہنچا اور حضرت خالدؓ اور ان کے چند ہزار ساتھیوں سے چند فرلانگ کے فاصلہ پر آ کر رک گیا۔

دونوں طرف سے اعلان جنگ ہوا ایرانیوں کی طرف سے فوجی بگل بجائے گئے مسلمانوں کی طرف سے سپہ سالار نے بلند آواز سے تکبیر کہی۔ اور دونوں فوجوں کے تیر انداز مقابل پر تیروں کی بارش کرتے ہوئے آگے بڑھے۔

خالدؓ کی فوجی ہنرمندی۔ دونوں فوجیں تیر اندازی میں مصروف تھیں کہ دفعتاً حضرت خالدؓ اپنے چند مخصوص ساتھیوں کے ساتھ فوج سے اس پھرتی سے علیحدہ ہو گئے کہ اپنوں اور غیروں کو محسوس تک نہ ہونے دیا۔ حضرت خالدؓ میدان جنگ سے ہٹ کر اور کئی میل کا چکر کاٹ کر پشت کی طرف سے ایرانی فوج پر آ گرے۔ حضرت خالدؓ کے اس حملے سے ایرانی فوج کے ہوش اڑ گئے، وہ سمجھی کہ کوئی تازہ دم فوج مسلمانوں کی امداد کو پہنچی ہے، بدحواسی میں فوج نے یہ تک نہ سوچا کہ حملہ آوروں کی تعداد کا ہی اندازہ کرے۔

مسلمانوں کی فتح۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ حضرت خالدؓ نے اس تیزی کے ساتھ حملہ کیا تھا کہ ایرانیوں کو یہ سوچنے کا موقع بھی نہ ملا بہمن دور کھڑا یہ تماشہ دیکھ رہا تھا اس نے اپنی فوج کو بہتیرا یقین دلایا کہ حملہ آوروں کی تعداد بہت تھوڑی ہے لیکن بزدل ایرانیوں نے ایک نہ سنی اور بھاگنے کی تدبیریں سوچنے لگے۔ مصیبت یہ تھی کہ ایرانی بھاگیں تو کس طرف پیچھے خالد بن ولیدؓ تھے اور آگے مثنیٰ رضؓ اور ان کے جانباز ساتھی۔ ایرانیوں کی حالت اس وقت بہت زیادہ قابل رحم تھی۔ آگے کی طرف بھاگتے ہیں تو بھی موت منہ کھولے نظر آتی ہے۔ پیچھے کی طرف بھاگتے ہیں تو پھر بھی موت سے سامنا ہوتا ہے بجز بھاگنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ صفیں درہم برہم ہو چکی تھیں۔ پیادے اور سوار ایک دوسرے سے مل گئے تھے۔ گھوڑوں کی خرمستی و بال جان ہو رہی تھی۔ اس لئے جدھر کسی کو بھاگنے کا موقع ملا۔ اسی طرف بھاگ نکلا۔

خدا کی قدرت دیکھئے کہ ایرانی زرق برق لباس پہنے آگے بھاگ رہے تھے اور پیچھے، پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس عرب، بڑھے جا رہے تھے۔ فوج کی بھگدڑ سے بہمن بھی متاثر ہوا اور وہ بھی بھاگ نکلا۔ بہمن کا ہمت ہار کر بھاگنا تھا کہ میدان جنگ ایرانیوں سے بالکل خالی ہو گیا۔

حضرت خالدؓ نے کچھ دور تک تعاقب کیا اور پھر پلٹ کر مال غنیمت شمار کیا۔

ایک اور مقابلہ۔ مسلمان فوج ہتھیار کھولے آرام کر رہی تھی کہ دور سے غبار اڑتا دکھائی دیا۔ دیکھتے دیکھتے دشمنوں کی جرار فوج سر پر آ پہنچی حضرت خالدؓ نے دشمنوں کو قریب آتے دیکھ کر فوج کو ہتھیار بلند ہو کر آگے کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔

یہ نئی فوج پچھلی شکست کا انتقام لینے آئی تھی۔ اس میں کچھ تو شکست خوردہ فوج کے سپاہی تھے اور کچھ آس پاس کے بدو قبائل تھے۔ جو پچھلی جنگ کے مقتولین کا انتقام لینے آئے تھے۔ اس فوج میں ایرانی بھی تھے جو بادشاہ کے حکم سے ان لوگوں کی امداد کو آئے تھے۔

ایرانیوں اور بدوؤں کی یہ مشترکہ فوج، بڑی جرأت سے لڑ رہی تھی اور کوشش کر رہی تھی کہ عربوں سے انتقام لے، لیکن حضرت خالدؓ اور ان کے ساتھیوں سے انتقام لینا کچھ آسان کام نہ تھا۔ حضرت خالدؓ اور ان کے ساتھی انتقام لینے والوں کو بھی موت کے گھاٹ اتارتے تھے۔

آج کے میدان جنگ میں حضرت خالدؓ کے لڑنے کا انداز بالکل نرالا تھا وہ کبھی ایک جماعت کے ساتھ شریک ہوتے اور کبھی دوسری کے ساتھ وہ مسلمانوں کی ہر صف میں جرأت و بہادری سے لڑنے کی عملی تلقین کر رہے تھے، خود بجلی کی طرح دشمنوں کی صفوں پر گرتے اور انھیں پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیتے حضرت خالدؓ اسی انداز سے لڑ رہے تھے کہ ایک بدو شیخ نے ان پر تلوار سے وار کیا۔ حضرت خالدؓ نے اس کا وار ڈھال پر روکا اور دوسرے ہاتھ سے ایک ایسا جوابی وار کیا کہ شیخ جی کا سر تن سے جدا ہو کر خاک و خون میں تڑپنے لگا۔

بدوؤں کے سردار کے قتل سے، بدوؤں کے ہوش اڑ گئے اور وہ پیچھے کی طرف ہٹے۔ اب ایرانیوں نے انھیں ترغیب دینے کی غرض سے بڑھ بڑھ کر حملے کرنے شروع کر دئے لیکن وہ بھی حضرت خالدؓ اور ان کے ساتھیوں کے ایک ہی حملے سے پیچھے کی طرف بھاگے، اور میدان جنگ میں ایک دفعہ پھر دشمنوں کی لاشوں کے سوا اور کچھ دکھائی نہ دیا۔

اس شکست کے اسباب۔ بظاہر اس شکست کا کوئی سبب معلوم نہیں ہوتا لیکن اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ مسلمانوں اور ایرانیوں کے کردار کا فرق اس شکست کے سبب سے بڑا سبب تھا۔ ایرانی گو بہادر اور جنگجو تھے لیکن ان کی بہادری محض وقتی جوش کا نتیجہ تھی۔ ان کے سامنے کوئی بلند مقصد نہ تھا۔ بادشاہ کے حکم کی تعمیل اور روپے کے لالچ میں آ کر وہ لڑنے پر آمادہ تو ہو جاتے تھے لیکن جب انھیں مسلمانوں کی خون آشام تلواروں سے مقابلہ کرنا پڑتا اور موت کی تصویر ہر طرف سے آنکھوں کے سامنے پھرتی تو وہ جی ہار دیتے اور میدان جنگ سے بھاگ نکلتے۔ اس کے برعکس مسلمانوں کے سامنے ایک بہت بڑا مقصد تھا وہ اپنے وطن سے اس دور دراز علاقہ تک محض اس لئے آئے تھے کہ اسلام کے پیغام کو عام کریں۔ اس لئے دشمنوں کی کثرت اور قوت

ان پر اثر نہیں پڑتا تھا۔ وہ مرنے کے لئے نکلے تھے اس لئے موت ان کے لئے کوئی ڈراؤنی چیز نہ تھی یہ ہی وجہ تھی کہ انھیں فتح ہوتی اور دشمن ناکام ہوتے تھے اس فتح میں بھی ایرانیوں اور مسلمانوں کی فطرت کا یہ فرق صاف نظر آتا ہے۔ ایرانی تیزی کے ساتھ بڑھتے ہیں لیکن جب مسلمانوں سے مقابلہ ہوتا ہے تو اسی تیزی سے بھاگ اٹھتے ہیں۔

اس فتح میں بھی حضرت خالدرضؓ اور اُن کے ساتھیوں کو بہت سا مال غنیمت ملا حسب قاعدہ حضرت خالدؓ نے حضرت خلیفۃ المسلمین کو نامۂ فتح لکھا اور خمس بھی بھجوا دیا۔

بلاذری کا بیان ہے کہ جب قاصد نامۂ فتح اور خمس لے کر حضرت خلیفہ کے حضور حاضر ہوا تو حضرت خلیفہ کو اس قدر مسرت ہوئی کہ حضرت نے سب سے بہتر اور سب سے خوبصورت کنیز قاصد کو عطا فرما دی۔ حضرت خالدرضؓ کی اس فتح سے ایرانی حکومت بہت زیادہ مرعوب ہو گئی اور اسے کسی اور فوج کے بھیجنے کی جرأت نہ ہوئی۔ لیکن عراق کے عربی قبائل ابھی مائل بہ فساد تھے۔ وہ وقتاً فوقتاً اسلامی چھاؤنی پر چھاپے مارتے رہے۔ اس لئے حضرت خالدرضؓ ان کی سرکوبی کو ضروری جان کر، بدوی قبائل کے مرکزی مقام الحیرہ کی طرف بڑھے۔

بدوی قبائل کی سرکوبی اور فتح۔ الحیرہ کے راستہ میں چند اور مقام بھی اس جیسے اہم تو نہیں لیکن کسی قدر اہم ضرور تھے۔ ان میں سے ایک امغیشیا بھی تھا۔ یہ شہر دولت و ثروت کے اعتبار سے دوسرے شہروں سے بہت ممتاز تھا۔ مگر چونکہ دولت مند، عموماً فطرتاً جنگجو نہیں ہوتے اس لئے حضرت خالدرضؓ کی آمد کی خبر سنتے ہی شہر خالی کر کے بھاگ گئے اور شہر کو مسلمانوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا۔

بلاذری اور سر ولیم میور کا متفقہ بیان ہے کہ اس شہر سے مسلمانوں کو بے شمار دولت ملی۔ خورد و نوش کے سامان اور اسلحہ کے علاوہ فی کس پندرہ سو دینار حصہ میں آئے۔

مال غنیمت کی کثرت کے اعتبار سے یہ فتح سب سے بڑھ کر ثابت ہوئی "جب خالدرضؓ کے قاصد فتح کی خوشخبری اور خمس کا بے شمار مال لے کر دربار خلافت میں حاضر ہوئے، تو حضرت صدیق اکبرؓ بے حد خوش ہوئے اور تمام صحابہؓ کو بلا کر خالدرضؓ کی تعریف میں ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ کے آخری الفاظ تھے:۔

"خدا کی قسم، خالد جیسا جری اور بہادر سپہ سالار اور کوئی ماں پیدا نہیں کر سکی۔"
خدا کی قسم تمہارے شیر خالدرضؓ نے ایرانی شیر کو شکست دے دی۔"

الحیرہ کی طرف روانگی۔ امغیشیا کی فتح کے بعد حضرت خالدرضؓ کشتیوں پر سوار ہو کر الحیرہ کی طرف بڑھے حضرت خالدرضؓ کی آمد کی خبر سن کر الحیرہ کے حاکم نے دریا کے بند کھلوا دئے جس کے باعث حضرت خالدرضؓ اور ان کی فوج کی کشتیاں آگے بڑھنے سے رک گئیں۔ حضرت خالدرضؓ فوراً بند کی طرف بڑھے، اور وہاں پہنچ کر پانی روکنے کے لئے تختے ڈلوا دئے۔ اب دریا پھر کشتی رانی کے قابل ہوا اور حضرت خالدرضؓ مسترتیں چھوٹی چھوٹی لڑائیاں لڑتے الحیرہ پہنچ گئے۔

الحیرہ پہنچ کر حضرت خالدرضؓ نے شہر کا محاصرہ کر لیا، بزدل گورنر محاصرہ کی سختی سے گھبرا کر بھاگ نکلا، لیکن شہریوں نے شہر کے دروازے کھولنے پر تیار نہ ہوئے دو ہفتہ تک بڑے سخت محاصرہ کے بعد جب شہر والوں کے مزاج درست ہو گئے تو انھوں نے صلح کی درخواست کے ساتھ چند سفیر حضرت خالدرضؓ کی خدمت میں روانہ کئے۔

سفیر اپنے ساتھ بہت سے قیمتی تحائف لے کر آئے اور چند مراعات کی درخواست کی۔ حضرت خالدرضؓ نے تمام تحائف اور ایک خط بارگاہ خلافت میں بھیجا۔ وہاں سے جواب آیا۔ صلح کے شرائط منظور ہیں۔ تحائف بھی قبول کئے جاتے ہیں لیکن اس شرط کے ساتھ کہ تحائف کی مناسب قیمت خراج کی رقم سے کاٹ دی جائے۔ سبحان اللہ کیا لوگ تھے، دنیا ان کی نظروں میں کس درجہ ہیچ تھی، وہ اپنے حق کے علاوہ کسی دوسرے کا حق غصب کرنا حرام سمجھتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ یہ لوگ جدھر بڑھے فتح و نصرت نے ان کے قدم چومے۔ اور دنیا خود ان کے قدموں میں جھکی گئی۔

الحیرہ کا انتظام فتح کے بعد۔ الحیرہ پہلا مقام ہے جس نے محاصرہ کی سختی پر خراج کو ترجیح دی حضرت خالدرضؓ نے اسلامی اصول کے مطابق مناسب رقم مقرر فرمائی۔

شہر کا تمام اندرونی نظام، شہر والوں کے ہاتھ میں ہی رہنے دیا گویا انھیں زیر سایہ اسلام خود مختاری حاصل تھی، حضرت خالدرضؓ کی طرف سے شہر والوں پر کسی قسم کی سختی نہیں کی گئی۔ خراج سے مذہبی پیشوا اور راہب مستثنیٰ رکھے گئے۔ اس کے علاوہ غربا اور ساکین پر بھی خراج کا بوجھ نہیں ڈالا گیا۔

الحیرہ کی فتح کے بعد حضرت خالدرضؓ ایک سال کے لئے آگے بڑھنے سے رک گئے۔ سیاسی مصالح کی بنا پر یہی مناسب تھا۔ حضرت خالدرضؓ اس وقت تک متواتر شہر پر شہر فتح کرتے چلے آئے تھے، عراق کا کافی حصہ فتح ہو چکا تھا اس لئے ضروری تھا کہ سپہ سالار افواج اسلامی مفتوحہ علاقہ کے نظم و نسق پر توجہ فرمائیں، ضرورت تھی کہ ملک میں امن و قائم کیا جاتا۔ کیونکہ اس لشکر کشی کا سب سے بڑا باعث یہی تھا کہ دنیا میں امن و سلامتی کی فضا پیدا کی جائے۔ مسلمان دوسری فاتح اقوام کی طرح، جلب زر اور جوع الارضی کے مریض نہ تھے وہ امن و سلامتی کے پیغامبر بنا کر بھیجے گئے تھے۔ ان کے ذمہ دنیا والوں

نے جان و ایمان اور مال کی حفاظت کا کام بھی تھا

حضرت خالد رضہ نے الحیرہ میں ایک سال تک قیام فرمایا۔ الحیرہ کا ایک سالہ قیام اس لئے بھی ضروری تھا کہ مفتوحہ علاقہ کے باشندوں کی شکایات سنی جائیں، ان کے حالات و ضروریات کا بغور مطالعہ کیا جائے کیونکہ مفتوح قوم کے عادات و اطوار سے واقف ہوئے بغیر اس پر اچھی طرح حکومت نہیں کی جا سکتی۔ حضرت خالد رضہ مسلمان تھے، وہ دوسرے فاتحین کی طرح ظالم اور جابر نہ تھے، کہ مفتوحین پر جبر و ظلم کی حکومت کرتے وہ عادل اور منصف تھے اس لئے انھوں نے تمام مفتوحہ علاقہ میں منادی کرادی کہ جس کسی کو کوئی شکایت ہو ہم سے بیان کرے۔

دنیا میں لاکھوں اور کروڑوں کی تقدیریں بدلیں اور حکومت کی باگ بجائے عیش و عشرت علامی کی ذلت اٹھانی پڑی ہے۔ تاریخ عالم شاہد ہے کہ جب کوئی قوم مفتوح ہوئی، تو فاتح قوم نے اسے ہمیشہ زیادہ سے زیادہ ذلیل کرنے کی کوشش کی۔ مگر مسلمانوں کی فتوحات اس اعتبار سے دنیا کی روایات سے بالکل مختلف ہیں۔ مسلمان جہاں پہنچے اور جس قوم پر فتح پائی تو اسے ذلیل کرنے کی بجائے سربلند کرنے کی کوشش کی۔

حضرت خالد رضہ کی مثال آپ کے سامنے ہے، انھوں نے جس جس علاقہ کو فتح کیا وہاں کے باشندوں کو شہری آزادی کے تمام حقوق عطا فرمائے الحیرہ کے مقام سے مقصد یہی تھا کہ اس وقت تک کے تمام مفتوحہ علاقہ کے باشندوں کو باعزت زندہ رہنے کی تعلیم دی جائے۔ چنانچہ یہی ہوا حضرت خالد رضہ نے انتظامی امور کی دیکھ بھال کے علاوہ باشندوں کے اخلاق کو بھی بہتر بنانے پر توجہ کی۔

الانبار پر حملہ اور فتح ۔ الحیرہ کے مناسب انتظام کے بعد حضرت خالد رضہ الانبار کی طرف آئے، الانبار والے بھی قلعہ بند ہو گئے۔ کئی دن تک محاصرہ جاری رہا۔ لیکن چند دن کے محاصرہ نے ان کی ہمتیں پست کر دیں۔ اور انھوں نے بھی الحیرہ کے باشندوں کی شرائط پر شہر حضرت خالد رضہ کے سپرد کر دیا۔ یہاں بھی حضرت خالد رضہ نے الحیرہ کے سے انتظامات کئے۔ شہریوں کو اندرونی آزادی عطا کی اور مناسب خراج مقرر کر کے ان کی حفاظت اپنے ذمے لے لی۔

عین التمر کی فتح ۔ الانبار کی فتح کے بعد حضرت خالد رضہ عین التمر کی طرف بڑھے۔ عین التمر کے مقام پر کچھ بدوی قبائل پھر قسمت آزمائی کے لئے جمع تھے۔ لیکن حضرت خالد رضہ اور ان کے ساتھیوں کی خون آشام تلواروں نے ان کے مزاج بہت تھوڑی دیر میں درست کر دئے۔ اور وہ میدان میں لڑنے کی بجائے قلعہ بند ہو گئے۔

محاصرہ کئی دن تک رہا۔ محصورین کافی دن تک محاصرہ کی سختیاں برداشت کرتے رہے، لیکن آخر تنگ آ گئے اور شہر فتح ہو گیا۔

یہ شہر گو حضرت خالد رضہ نے قوت کے بل پر فتح کیا تھا، لیکن پھر بھی شہریوں کو امن عام دیا اور ان کے حقوق کی ہر طرح حفاظت کی۔

دومہ پر لشکر کشی ۔ حضرت خالد رضہ کو عین التمر کی فتح سے فارغ ہوئے ابھی کچھ دن ہوئے تھے کہ انہیں خبر ملی کہ حضرت عیاض کو دومہ پر دشمنوں نے ہر طرف سے گھیر رکھا ہے

حضرت عیاض دومہ کی مہم پر بھیجے گئے تھے۔ شروع شروع میں انہیں کچھ کامیابی ہوئی لیکن بعد میں دشمنوں کی کثرت کے باعث انہیں بہت پریشانی سے دوچار ہونا پڑا۔ حضرت عیاض رضہ کا شروع میں صرف ایرانیوں سے مقابلہ تھا لیکن بعد میں جبلہ بن ایہم بنی غسان نے غیر مسلم عربوں کی معیت میں ایرانیوں سے آملا جبلہ بن ایہم کی طرح اکیدر بھی عیاض کو کمزور پا کر مسلمانوں سے انتقام لینے کی خاطر حضرت عیاض رضہ کو گھیرے ہوئے تھا۔

اکیدر وہی شخص ہے جسے حضرت خالد رضہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ایک زبردست شکست دی تھی، اور اسے پکڑ کر حضور کی خدمت میں لے گئے تھے وہ حضرت خالد رضہ کا انتقام حضرت عیاض رضہ اور ان کے ساتھیوں سے لینا چاہتا تھا اور اسے یہ وہم تک نہ تھا کہ حضرت خالد رضہ سزا دینے کے لئے یہاں بھی پہنچ سکتے ہیں

حضرت خالد رضہ نے عیاض رضہ کی داستان مصیبت سنی تو وہ اپنے چند حوصلہ مند ساتھیوں کو ساتھ لے کر ہوا کی سی تیزی سے دومہ پہنچ گئے۔ حضرت خالد رضہ کی آمد کی خبر عام ہوتے ہی دشمنوں کے حوصلے پست ہو گئے۔ خاص طور پر اکیدر کی حالت تو بہت ہی خراب ہوئی۔ بزدل حضرت عیاض کو کمزور سمجھ کر انتقام لینے آیا تھا مگر حضرت خالد رضہ اللہ کی تلوار کو اپنے سر پر چمکتے دیکھا تو حواس بجا نہ رہے اس نے دوں نے ساتھ چھوڑ دیا اور بھاگ کھڑا ہوا۔ حالانکہ حضرت خالد رضہ کو یہ معلوم نہیں تھا کہ اکیدر" صاحب" بھی یہاں موجود ہیں۔ اکیدر کے بعد جبلہ بن ایہم بھاگا اور اس کے بعد ایرانیوں نے پیٹھ پھیری اور بزدل کچھ حضرت خالد رضہ کے ڈر سے مرعوب ہو کر اور کچھ ان کی تلوار سے ڈر کر میدان چھوڑ گئے۔

حیرت ہوتی ہے کہ حضرت خالد رضہ کے پاس بہت تھوڑی فوج تھی اور دشمن بہت زیادہ تھے لیکن کثرت کے باوجود میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اور سب سے زیادہ تعجب تو یہ ہے کہ عین التمر سے دومہ بہت کافی فاصلہ پر تھا اور حضرت خالد رضہ بہت تھوڑی دیر میں وہاں پہنچ گئے اور عین اس وقت پہنچے جبکہ دشمن حضرت عیاض رضہ کو دبانے میں کامیاب ہونے کو تھا۔ حضرت سیف اللہ نے پہنچ کر کفار کے ارادوں کو ملیامیٹ کر دیا۔

دومہ کی فتح کے بعد حضرت خالد رضہ کچھ دنوں تک وہیں ٹھیرے رہے

دوسری طرف دومہ کی شکست خوردہ قوتیں الحیرہ پہنچیں اور یہ معلوم کر کے کہ حضرت خالد رضہ ابھی تک واپس نہیں آئے مسلمانوں پر چڑھ

آئے۔ اس واقعہ سے حضرت خالدؓ کی عظمت کا اندازہ کیجئے۔ تمام مسلمان فوج الحیرہ میں موجود ہے، صرف حضرت خالدؓ اور ان کے چند ساتھی الحیرہ سے باہر ہیں لیکن محض حضرت خالدؓ کی عدم موجودگی ہی کو دشمن غنیمت سمجھ کر مسلمانوں پر حملہ کرتے ہیں۔ دشمنوں کی اس بزدلی کی اطلاع حضرت خالدؓ کو ملتی ہے اور وہ جس تیزی سے آئے تھے اسی تیزی سے واپس لوٹے اور الحیرہ پہنچ کر بدوی قبائل کی سرکوبی کے لئے فوج کو تین حصوں میں تقسیم کردیا۔ ایک حصہ حضرت عیاض رضؓ کے سپرد کیا اور انھیں الحیرہ پر متعین رہنے کا حکم دیا۔ دوسرے حصہ کو فرات کی پایاب راہوں پر مسلط کردیا۔ اور خود عین التمر میں ٹھہرے۔ حضرت خالدؓ کے ان انتظامات سے بدوی قبائل اور ایرانی گھیرے میں آگئے۔ تینوں لشکر پوری قوت کے ساتھ دشمنوں کو ہر طرف سے دبائے ہوئے مرکز کی طرف بڑھے۔ بزدل بدوں اور ایرانیوں نے حسب دستور بھاگ کر جان بچانی چاہی لیکن ہر طرف سے مسلمانوں نے ان کا استقبال کیا اور ان کا کوئی آدمی بھی بچ کر بھاگ نہ سکا، بہت سے مارے گئے اور باقی قید کرلئے گئے۔

جو بدوی جنگ میں شریک نہیں تھے مگر شرارتی تھے ان کی بستیوں پر حضرت خالدؓ نے چھاپے مارے۔ حضرت خالدؓ کی ان جنگی کارروائیوں سے دشمنوں کے مزاج درست ہوگئے انھوں نے لڑنے کے ارادے چھوڑ دئے۔

الفرید پر لشکرکشی اور فتح ۔ بدوی قبائل کی سرکوبی کے بعد حضرت خالدؓ الفرید کی طرف بڑھے۔ الفرید عراق کا آخری حصہ تھا۔ حکومت ایران کی طرف سے حضرت خالدؓ کی یلغار کو روکنے کے لئے اس پر بہت بڑی فوج جمع تھی۔ حضرت خالدؓ کے ساتھ اس سے تقریباً چوگنا کم فوج تھی، حضرت خالدؓ کے نزدیک دشمنوں کی کثرت کوئی حیثیت نہ رکھتی تھی۔ وہ بارہا ایسی کثرتوں سے ٹکرا چکے تھے اور ہمیشہ فتح پائی تھی

دونوں فوجیں ایک دوسرے سے گتھ گئیں۔ کفار آج خلاف معمول بڑی جرأت سے لڑے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اگر خالدؓ فتح پاگئے تو پھر ان کا سدھرنا مشکل ہوگا۔ یہی ڈر انھیں جرأت سے لڑنے پر مجبور کرتا رہا۔ اور لڑائی طول پکڑ گئی۔

یہ پہلا موقعہ تھا کہ لڑائی نے اس قدر طول پکڑا۔ حضرت خالدؓ جوش میں بھر گئے، اور متواتر اور پرزور حملوں سے دشمنوں کی صفیں الٹ دیں۔ صفوں کی ترتیب کا بگڑنا تھا کہ کافروں کے پاؤں اکھڑ گئے اور حسب دستور پیٹھ پھیر کر بھاگ اٹھے۔

فتح کے بعد اندازہ کیا گیا تو پچاس ہزار کے قریب لاشیں میدان جنگ میں پڑی خاک وخون میں لوٹ رہی تھیں۔

حضرت خالدؓ کی یہ فتح اس سال کی آخری فتح تھی۔ اس فتح سے عراق کی تمام متحارب قوتیں ختم ہوگئیں۔ عراق کا بیشتر حصہ فتح ہوچکا تھا، اس لئے حضرت خالدؓ نے فوج کو کچھ دنوں کے لئے آرام کرنے کا حکم دیا۔

حج کو روانگی یہ حج کا زمانہ تھا اور حضرت خالدؓ کو دیار محبوب سے جدا ہوئے کافی دن ہوچکے تھے اس لئے انھوں نے اس فرصت کو غنیمت جانا اور نہایت احتیاط سے فوج کو اطلاع کئے بغیر حج کو روانہ ہوگئے، حضرت خالدؓ نے اپنی غیر حاضری کو چھپانے کے لئے کچھ اس قسم کے انتظامات کردئے کہ فوج کے کسی آدمی کو نہ تو حضرت خالدؓ کی غیر حاضری کی خبر ہوئی نہ ہی انھیں یہ شک ہوا کہ حضرت خالدؓ فوج میں موجود نہیں ہیں

فوج سے علیحدہ ہونے کے بعد حضرت خالدؓ سرعت کے ساتھ مکہ پہنچے اور حج سے فارغ ہوتے ہی واپس تشریف لے آئے، شام کے وقت حضرت خالدؓ شہر کے قریب پہنچے تو لوگوں نے یہی خیال کیا کہ حضرت خالدؓ چہل قدمی کے بعد تشریف لا رہے ہیں۔

قادسیہ پر لشکرکشی حج سے واپسی کے بعد چونکہ مسلمان فوج کافی آرام کرچکی تھی، اس لئے حضرت خالدؓ قادسیہ کی فتح کے ارادہ سے قادسیہ کی طرف بڑھے قادسیہ والوں کو جب حضرت خالدؓ کی آمد کی خبر ہوئی تو وہ شہر کے دروازے بند کرکے محصور ہوگئے۔

حضرت خالدؓ محاصرہ میں مصروف تھے کہ نامہ بر دربار خلافت سے حضرت صدیق اکبرؓ کا خط لایا۔

سپہ سالار اعظم افواج اسلامیہ ۔ اس خط میں حضرت خالدؓ کو عراق کی فتوحات پر مبارکباد دی گئی اور ان کو حکم دیا گیا کہ وہ قادسیہ کے محاصرہ کا کام کسی دوسرے کے سپرد کرکے خود شام کی طرف بڑھیں اور وہاں سے تمام افواج اسلامی کی رہنمائی فرمائیں۔

شام کی فتح

شام کو روانگی ۔ حضرت خالدؓ کو شام کی مہم پر روانہ کرتے وقت سیدنا صدیق اکبرؓ نے انھیں تمام افواج اسلامی کا سپہ سالار بھی مقرر کیا، کیونکہ سیدنا صدیق اکبرؓ کے نزدیک خالدؓ بہترین مدبر اور بہت بڑے بہادر تھے۔ یہ حضرت خالدؓ ہی تھے جنھوں نے فتنۂ ارتداد جیسے خطرناک طوفان کا رخ موڑا۔ یہ حضرت سیف اللہ ہی تھے جنھوں نے عراق جیسے اہم علاقہ میں جہاں قدم قدم پر جنگ لڑنی پڑی۔ فتح پر فتح حاصل کی۔ اور اب جبکہ عراق میں اسلامی علم لہرایا جاچکا تو ضرورت تھی کہ انھیں عراق سے زیادہ وسیع علاقہ میں اسلامی حکومت قائم کرنے پر مامور کیا جائے۔ یوں تو شام میں مسلمانوں کی فوج مصروف جنگ تھی لیکن فتوحات کی رفتار بہت سست تھی اور اس سست رفتاری پر کفایت نہیں کی جاسکتی تھی۔ ہمیں حضرت خالدؓ کی تعریف میں مبالغہ کرنا مقصود نہیں اور نہ ہی شام کے مجاہدین پر نعوذ باللہ ہم اعتراض کر رہے۔ ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ شام کے مجاہدین میں جو لوگ شامل تھے وہ آہستہ آہستہ بڑھنے کو مناسب سمجھتے تھے لیکن سیدنا حضرت

صدیق اکبرؓ نرم روی کے قائل نہ تھے یہی وجہ تھی کہ انھوں نے خالدؓ جیسے برق رفتار سپہ سالار کو شام کی طرف بھیجا۔

حضرت خالدؓ نے صحرائی ضروریات کو پیش نظر رکھتے ہوئے صرف چند سو سپاہیوں کو اپنے ساتھ لیا، اور باقی تمام سپاہ کو حضرت مثنیؓ کے پاس چھوڑ دیا۔ حضرت خالدؓ نے روانگی سے پہلے حضرت مثنیؓ کو تمام جنگی قواعد سکھائے اور مناسب ہدایات دے دیں۔ حضرت مثنیؓ حضرت خالدؓ سے جدا ہونا نہیں چاہتے تھے۔ وہ انہیں کی زیر کمانی جنگ کرنے کو پسند کرتے تھے لیکن یہاں پسند کا سوال نہ تھا، یہاں دربار خلافت کے احکام کی تعمیل ضروری تھی اس لئے انھیں خالدؓ کی نیابت کے فرائض انجام دینے پڑے۔

بلاذری کا بیان ہے کہ حضرت خالدؓ کے ساتھ زیادہ سے زیادہ آٹھ سو جانباز تھے اور ان جانبازوں کو ساتھ لے کر اللہ کا یہ مجاہد اسلام اور قانونِ الٰہی کی اشاعت کے لئے شام جیسے وسیع ملک کو فتح کرنے نکلا۔

رستہ کی فتوحات ۔ قادسیہ سے روانہ ہو کر حضرت خالدؓ صندوداء پہنچے صندوداء میں کندہ آباد اور دوسرے عجمی قبائل آباد تھے۔ حضرت خالدؓ نے ان سے جنگ کی اور ان پر فتح پائی پھر یہاں سے المصیخ والحصید آئے یہاں بنی تغلب بن وائل کی ایک مرتد جماعت رہتی تھی، حضرت خالدؓ نے ان سے بھی جنگ کی اور ان پر بھی فتح پائی، اس کے بعد قراقر تشریف لے گئے وہاں بھی فتح پائی، پھر سوی آئے اور یہاں بھی فتح پائی۔ یہ سارا علاقہ جس سے حضرت خالدؓ گزر رہے تھے تقریباً بدوؤں سے آباد تھا اور ان لوگوں نے ہر مقام پر حضرت خالدؓ کا رستہ روکا۔ اور سچ پوچھو، تو سات آٹھ سو سپاہیوں کو دیکھ کر ہر ایک کو ان سے لڑنے کی جرأت ہوتی تھی۔ مگر انھیں معلوم نہ تھا کہ یہ خالدؓ اور ان کے جانباز ساتھی ہیں۔ ان سے لڑنا آسان نہیں ہے۔ تعجب ہوتا ہے کہ رستہ میں کسی مقام پر بھی تو حضرت خالدؓ کو شکست نہیں ہوئی۔

قراقر سے سوی تک کا علاقہ بالکل بنجر اور ناقابل عبور صحرا تھا یہاں میلوں تک پانی نظر نہیں آیا۔ حضرت خالدؓ نے پیاس کی مصیبت سے بچنے کے لئے ایک تدبیر کی اور وہ یہ کہ ہر جگہ اونٹوں کو خوب اچھی طرح پانی پلا دیتے پھر ان کے ہونٹوں میں نیزہ چبھو دیتے تاکہ وہ جگالی نہ کر سکیں، اس طرح پانی کا ذخیرہ اونٹوں کے پیٹوں میں محفوظ رہتا اور خالدؓ ضرورت کے مطابق اونٹوں کو ذبح کر کے ان کے پیٹوں سے پانی نکال فوج کو دیتے یہ پانی بالکل صاف ہوتا۔ اور فوج خطرہ سے نکل جاتی۔

اس سارے رستہ میں حضرت رافع بن عمیرہ الطائی نے ان کی رہنمائی کی کیونکہ یہ رستہ ہر اعتبار سے ناقابل عبور تھا۔ اور رافع اس مخصوص اور آسان گزار راہوں سے واقف تھے۔

حضرت خالدؓ الکواثل پہنچے۔ یہاں سے قرقیسیا آئے۔ قرقیسیا پر فوج کا پانی ختم ہو گیا کسی چشمہ کی تلاش ہوئی، حضرت رافع نے یہاں بھی رہنمائی کی، اور ایک چشمہ پر لے گئے جو بظاہر آنکھوں سے اوجھل تھا یہاں مسلمان نہائے پانی پیا اور چھاگلیں بھر لیں اور پھر ارکہ کی طرف بڑھے۔ جو تھوڑی دور پر تھا۔ ارکہ پہنچ حضرت خالدؓ نے اسے صلح کے ذریعہ فتح کیا۔ پھر دومۃ الجندل پہنچے اسے بھی فتح کیا۔ پھر قصم آئے۔ قصم کے لوگوں نے حضرت خالدؓ سے صلح درخواست کی صلح منظور کر لی گئی۔ اور حضرت خالدؓ آگے بڑھے۔ تدمر پہنچے تو وہاں کے لوگوں نے ان کا رستہ روکا۔ درجب ناکامی ہوئی تو قلعہ گیر ہو گئے۔ پھر امان مانگی۔ حضرت خالدؓ نے انھیں امان دے دی، یہاں سے حضرت خالدؓ القریتین آئے۔ یہاں کے لوگوں نے ان سے جنگ کی اور مغلوب ہو گئے۔ پھر حوارین آئے، یہاں بھی جنگ ہوئی لیکن اللہ نے حضرت خالدؓ کو فتح دی۔ حوارین کی فتح کے بعد حضرت خالدؓ مرج راہط تشریف لے گئے۔ اور غسانی نصرانیوں پر حملہ کیا اور پھر یہاں سے الثنیہ کی طرف بڑھے۔ یہ مقام ثنیۃ العقاب کے نام سے مشہور ہے۔ حضرت خالدؓ نے یہاں تھوڑی دیر تک قیام فرمایا اور اسلامی پرچم لہرانے کی رسم ادا کی، یہ پرچم جسے حضرت خالدؓ نے اس سرزمین کفر میں پہلی دفعہ لہرایا، سرور کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم کا مخصوص علم تھا۔ اس کا رنگ بالکل سیاہ تھا اور یہ علم حضور سرور کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد سیدنا خالد بن ولیدؓ کو عطا ہوا۔

تھوڑی دیر آرام فرمانے کے بعد حضرت خالدؓ حضرت ابو عبیدہ بن جراح سے ملنے کے لئے الجابیہ پہنچے اور ان کے ساتھ بصریٰ کی طرف چلے۔

بصریٰ پر لشکر کشی اور فتح ۔ حضرت خالدؓ کی آمد سے پہلے حضرت شرجیل بن حسنہؓ مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ بصریٰ کی فتح کو روانہ ہو چکے تھے۔ حالانکہ واقدی کے بیان کے مطابق حضرت خالدؓ نے حضرت ابو عبیدہؓ کو لکھا کہ وہ ان کے آنے تک کسی مقام پر لشکر کشی نہ کریں۔

بصریٰ رومیوں کا ایک بہت اہم شہر تھا، اور وہاں مسلمانوں کے حملہ کے خوف سے بہت کافی فوج جمع کر لی تھی۔ حضرت شرجیلؓ کو دشمن کی کثرت کی اطلاع نہ تھی اور اگر اطلاع ہوتی بھی تو شاید وہ اس وجہ سے رُکتے بھی نہیں۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ جب بصریٰ کے رومی میدانِ جنگ میں اُترے اور مرنے مارنے کے ارادے سے اُترے تو حضرت شرجیلؓ کو بڑی دقت پیش آئی اس میں شک نہیں کہ حضرت شرجیلؓ اور ان کے ساتھی بہت جرأت سے لڑ رہے تھے لیکن ایک تو دشمن کی تعداد بہت زیادہ تھی اور دوسرے وہ تازہ دم تھے۔

دونوں فوجیں بڑی سختی سے لڑ رہی تھیں مسلمان کمی تعداد کی وجہ سے دشمنوں کے گھیرے میں تھے حضرت شرجیلؓ مسلمانوں کو خدا کی راہ پر کٹ مرنے کی تلقین فرما رہے تھے۔ اور ساتھ ساتھ بارگاہِ قدسی

میں امداد کی دعا بھی کر رہے تھے کہ ناگاہ سامنے سے غبار اٹھا اور حضرت خالد رض کا سیاہ علم فضائے آسمانی میں لہراتا دکھائی دیا۔

تھوڑی دیر بعد خالد رض کی سواری بھی نظر آنے لگی، ان کے ساتھ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رض اور حضرت ضرار بن ازور اور چند دوسرے جانباز بھی تھے اور یہ مختصر جماعت تیزی سے میدان جنگ کی طرف بڑھ رہی تھی۔

حضرت خالد رض نے دور ہی سے شرحبیل رض کو پکارا اور بلند آواز سے کہا۔

"دوست، میرے رفیق، موت سے کھیلنے والا جانباز
اور تمہارا بھائی اللہ کے حکم سے تمہاری مدد کو آپہنچا۔"

بصریٰ کی فتح۔ حضرت خالد رض کے آتے ہی میدان جنگ کا نقشہ بدل گیا، حضرت خالد رض اور ان کے ساتھیوں نے دشمنوں کی صفیں الٹ دیں اور دشمن بھاگ کر قلعہ بند ہو گیا، دوسرے دن پھر دشمن بہت سے عہد و پیمان کرنے کے بعد میدان جنگ میں اترے۔

حضرت خالد رض نے آج خاص انداز سے فوج کو ترتیب دیا اور دشمن کا انتظار کرنے لگے۔ دشمن شہر کے دروازے کھول کر باہر نکلے، پہلے دونوں طرف کے مخصوص جانباز داد شجاعت دیتے رہے پھر دونوں فوجیں ایک دوسرے سے گتھ گئیں، لیکن حضرت خالد اور ان کے جانباز ساتھیوں نے بہت جلدی دشمنوں کو پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔ اور وہ بے شمار لاشیں آج کے معرکہ کی یادگار پیچھے چھوڑ کر میدان جنگ سے بھاگ نکلے اور اس کے بعد انھیں میدان جنگ میں نکل کر لڑنے کی جرأت نہ ہوئی۔

واقدی کے بیان کے مطابق رات کو ایک ایماندار رومی سردار نے مسلمانوں کو شہر میں داخل ہونے کی راہ بتائی۔ واقدی کی اس روایت کی تائید میں ہمیں اور کوئی روایت نہیں ملی، اس لئے ہم اس پر زیادہ اعتماد نہیں کر سکتے۔ بلاذری نے اس واقعہ کو بہت مختصر طور پر بیان کیا ہے اور صرف اتنا کہا ہے کہ مسلمانوں نے شہر فتح کر لیا۔

خواہ واقدی کی روایت صحیح بھی ہو تو پھر بھی یہ ماننا پڑے گا کہ حضرت خالد رض کی ہنرمندی اور تدبر نے قلعہ میں داخل ہونے اور اس پر فتح پانے کی راہ نکالی خواہ رومی کی امداد حاصل کی یا اور کسی کی بہرحال بصریٰ فتح کر لیا۔ یہاں ایک بات ذہن نشین کر لینا ضروری ہے کہ حضرت خالد رض نے بصریٰ قوت کے زور سے فتح کیا۔ لیکن جب شہر میں داخل ہوئے اور دشمنوں نے ہتھیار ڈال دئے اور امان طلب کی تو حضرت خالد رض نے سب کو امان دے دی اور فوج میں منادی کرا دی کہ ہم نے شہر والوں کو امان دے دی۔ کوئی کسی کا مال نہ لوٹے۔ اور نہ ہی کسی سے بدسلوکی کرے۔

اجنادین کا معرکہ۔ بلاذری کا بیان ہے کہ حضرت خالد رض نے بصریٰ کی فتح کے بعد اجنادین پر لشکر کشی کی۔

اجنادین پر رومیوں کی ایک بہت بڑی فوج، موت و حیات کا فیصلہ کرنے کے لئے جمع تھی، کفار کی فوج کی تعداد کے متعلق مورخین نے لکھا ہے کہ ایک لاکھ سے کم نہ تھی۔ بلاذری، واقدی، طبری تینوں اس بیان پر متفق ہیں۔

شام کے وقت حضرت خالد رض اپنے ساتھیوں سمیت اجنادین پہنچے، دونوں فوجوں کی چھاؤنیاں آمنے سامنے تھیں۔ ایک طرف مسلمان ڈیرے ڈالے تھے، دوسری طرف رومی پڑے تھے، رومیوں کی شان و شوکت کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ میلوں تک ایک نہایت شاندار اور بارونق شہر آباد تھے۔ ہر طرف بڑے عظیم الشان کیمپ لگے تھے۔ شاہی محلات کی طرح ہر طرح سے آراستہ و پیراستہ تھے۔ فرش، فروش بچھے تھے۔ دبیز قالینوں پر تخت بچھے تھے، ان پر زربفت اور ریشم کی چادریں بچھائی گئیں، اور دروازوں پر ریشمی پردے پڑے تھے۔ امرا اور سرداروں کے خیموں میں رقص و سرود کی محفلیں گرم تھیں۔ رومی اس طرح کل کی جنگ کا انتظار کر رہے تھے، دوسری طرف اسلامی کیمپ میں اللہ کی عبادت ہو رہی تھی، ہتھیار صاف کئے جا رہے تھے اور دعائیں مانگی جا رہی تھیں کہ یہ میدان بھی انہیں کے ہاتھ رہے۔

حضرت خالد رض اس رات ایک لمحہ کے لئے نہیں سوئے ساری رات میدان جنگ کا چکر کاٹتے رہے۔ صبح کے وقت جب موذن نے اللہ کی عظمت و برتری کا اعلان کیا تو خالد رض گھوڑے سے اترے وضو کیا۔ نماز پڑھائی، اللہ اللہ یہ نماز کا منظر بھی کیا عجب ہوگا دس ہزار پردیسی مسلمان، ایک لاکھ رومی سپاہ کی موجودگی میں اللہ کے حضور میں جھک کر بندگی کا ثبوت پیش کر رہے تھے۔

نماز سے فراغت کے بعد حضرت خالد رض نے فوج کو تیاری کا حکم دیا۔ فوج صف باندھے تیار کھڑی تھی، کہ حضرت خالد رض نے میمنہ پر حضرت معاذ بن جبل، میسرہ پر حضرت سعید بن عامر، نعمان بن بشیر اور شرحبیل بن حسنہ کو افسر مقرر کیا۔ یزید بن سفیان کو عقب میں رہنے کا حکم دیا، اور خود حضرت ابو عبیدہ رض کی معیت میں وسط فوج میں ٹھیرے۔ یہ انتظام فرمانے کے بعد حضرت خالد رض نے فوج کو ثابت قدمی سے لڑنے کی نصیحت فرمائی، مردوں کو نصیحت فرمانے کے بعد عورتوں کی طرف بڑھے اور انھیں فرمایا۔

"مرد گر پیچھے ہٹیں، تو تمہارا فرض ہوگا کہ انھیں مار مار کر واپس کر دو۔"

واقدی کہتے ہیں کہ حضرت خالد رض کی اس تقریر کا بہت اثر ہوا اور مسلمانوں میں بے انتہا جوش پھیل گیا۔

اب مسلمان فوج حضرت خالد رض کے حکم سے میدان جنگ کی طرف بڑھ رہی تھی، دوسری طرف سے رومی بھی میدان جنگ میں اترے۔

حضرت خالد رضؓ نے اعلان جنگ کے طور پر تکبیر بلند کی ہی تھی کہ رومیوں کا ایک سفیر حاضر ہوا اور سپہ سالار سے گفتگو کی خواہش ظاہر کی حضرت خالد رضؓ سامنے آئے، اس نے پوچھا آپ ہی فوج کے سپہ سالار ہیں حضرت خالد رضؓ نے جواب دیا مسلمان مجھے ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ لیکن یہ شرف اسی وقت تک ہے جب تک میں اللہ اور اس کے رسول صؐ کے احکام سے روگردانی نہ کروں۔

سفیر نے خالد رضؓ کو اپنی کثرت سے ڈرایا اور صلح کی خواہش کی لیکن حضرت خالد رضؓ نے حسب دستور صلح کے لئے شرطیں پیش فرمائیں۔ اسلام یا جزیہ ورنہ جنگ۔ رومی سفیر واپس لوٹا کہ ادھر سے تیروں کی بارش شروع ہو گئی۔ خالد رضؓ نے ابھی اذن جنگ نہیں دیا تھا کہ ضرار بن الازور مشہور جری اور بہادر نوجوان حاضر خدمت ہوئے اور تن تنہا رومیوں پر حملہ کی اجازت چاہی، حضرت خالد رضؓ نے اجازت دی تو یہ بہادر نیزہ تانے رومی تیراندازوں پر ٹوٹ پڑے، رومی بھی مقابلہ کو آئے مگر حضرت ضرار رضؓ نے دیکھتے ہی دیکھتے تیس رومیوں کو موت کے آغوش میں دے دیا۔ رومی سپہ سالار کے حکم سے ایک رومی سردار ضرار کے مقابلہ کو بڑھا۔ ضرار رضؓ نے اس پر پے در پے ایسے تیز حملے کئے کہ رومی کا سانس پھول گیا۔ اور تارے نظر آنے لگے رومی سپہ سالار کے اشارے سے دس رومی جانباز رومی سردار کی امداد کو بڑھے۔ دوسری طرف سے خالد رضؓ بھی دس مسلمانوں کو ساتھ لے کر ضرار رضؓ کی امداد کو آئے، اتنے میں ضرار رومی سردار کا سر کاٹ چکے تھے۔ اس نظارہ کے بعد دونوں فوجیں ایک دوسرے سے گتھ گئیں مقابلہ بہت سخت تھا، عرب کے مسافر اسلام اور خدائی قانون کی اشاعت کے لئے لڑ رہے تھے، اور رومی عزت و آبرو اور ملک کی حفاظت کی خاطر

سورج بلند ہوتا جا رہا تھا۔ دھوپ بڑھتی جا رہی تھی لیکن دونوں فوجیں لڑائی میں مشغول تھیں۔ تلواریں چمک رہی تھیں، نیزے بلند ہو رہے تھے اور انسانی سر اور دوسرے اعضاء کٹ کٹ کر گر رہے تھے کہ سورج اپنا دن کا سفر ختم کر کے غروب کی تیاریاں کرنے لگا۔ اور دونوں فوجیں اپنی اپنی قیام گاہ کو واپس ہو گئیں آج کے معرکے میں تین ہزار رومی کام آئے لیکن مسلمان شہداء کی تعداد بہت کم تھی۔

رومیوں کے مقتولین کی زیادتی کا سبب اس کے سوا اور کچھ نہ تھا کہ وہ موت سے ڈرتے تھے، اس لئے موت ان کا پیچھا کر رہی تھی۔ رومی طاقت کے زور پر لڑنے آئے تھے۔ اس لئے نقصان اٹھا کر لوٹے۔ مسلمان خدا اور رسول صؐ کا نام بلند کرنے کے لئے لڑنے نکلے تھے اس لئے کامیاب لوٹے حضرت خالد رضؓ اور ان کے ساتھی آج کی کامیابی پر بہت خوش تھے۔ مگر رومیوں کی حالت بہت خراب تھی۔

وردان رومی سپہ سالار آج کے نقصان پر بہت مغموم تھا، اور دوستوں سے مشورہ کر رہا تھا کہ کسی طرح مسلمانوں سے لڑے بغیر نجات حاصل کرے

ایک دوست نے مشورہ دیا کہ خالد رضؓ کو دھوکہ سے بلایا جائے، اور خواہش ظاہر کی جائے کہ وہ صلح کی گفتگو کرنا چاہتے ہیں، گفتگو کے لئے ایک ایسی جگہ انتخاب کی جائے جو دونوں فوجوں سے مساوی دور ہو، لیکن ہم کچھ سپاہیوں کو کسی مناسب جگہ پر چھپا دیں اور خالد رضؓ کو تنہا پا کر قتل کر دیں۔

رومی سپہ سالار کو یہ تجویز بہت پسند آئی اور اس نے داؤد نامی ایک زبان آور اور عربی النسل نوجوان کو بلا کر خالد رضؓ کے پاس بھیجا، وردان نے داؤد کو غلطی سے اپنا راز بھی بتا دیا اور تاکید کی کہ جیسے بھی ہو خالد رضؓ کو یہاں آنے پر رضامند کر لے۔

واقدی کہتے ہیں کہ داؤد تھا تو عیسائی مگر راست باز نوجوان تھا، اور خالد رضؓ جیسے باعظمت انسان کو دھوکہ سے گرفتار کرانا نہیں چاہتا تھا اس لئے اس نے تمام قصہ حضرت خالد رضؓ سے عرض کر دیا۔ اور حضرت خالد رضؓ نے ملاقات منظور کر لی۔

حضرت خالد رضؓ کی گرفتاری کی سازش

وردان کو اس منظوری کی اطلاع ہوئی تو وہ بہت خوش ہوا اور ساری رات حضرت خالد رضؓ کی گرفتاری اور انھیں قتل کرنے کے منصوبے باندھتا رہا اور وہ سوچ رہا تھا۔ خالد رضؓ آئیں گے، ان سے خندہ پیشانی سے ملوں گا، مصافحہ کروں گا اور باتوں میں لگا کر سینہ میں خنجر گھونپ دوں گا، ان ہی خیالات میں صبح ہوئی، وردان بہترین اور بیش قیمت لباس پہن کر جائے موعود کی طرف بڑھا، دوسری طرف خالد رضؓ نے سازش سے باخبر ہوتے ہی، حضرت ضرار بن الازور کو حکم دیا کہ وہ دس جانبازوں کے ساتھ، اس خفیہ جگہ پر پہنچ جائیں، جہاں وردان کے سپاہی چھپے تھے، (داؤد نے حضرت خالد رضؓ کو اس جگہ کی طرف اشارہ کر دیا تھا) ضرار بن الازور دس جانبازوں کے ساتھ نہایت احتیاط سے راستہ چلنے والوں کی نظروں سے چھپتے چھپاتے، اس مقام پر پہنچ گئے اور دغاباز رومیوں کو قتل کر کے خود ان کے کپڑے پہن کر وہیں چھپ گئے،

حضرت خالد رضؓ یہ انتظام کرنے کے بعد وردان سے ملے گئے۔ وردان بڑی خندہ پیشانی سے ملا، اور کافی دیر تک صلح صفائی کی باتیں کرنے کے بعد کمر میں چھپے ہوئے خنجر سے حضرت خالد رضؓ پر حملہ کر دیا حضرت رضؓ نے وار خالی دیا۔ اور اسے اٹھا کر زمین پر پٹخ دیا۔ اور سینہ پر چڑھ بیٹھے۔ وردان نے مصیبت میں پڑتے ہی دوستوں کو پکارا اور حضرت ضرار رضؓ رومیوں کے لباس میں تیزی سے اس پکار کے جواب میں بڑھے۔ اور وردان جیسے دغاباز کا سر کاٹ کر نیزہ پر اٹھا لیا۔

حضرت خالد رضؓ ضرار کو ساتھ لے کر میدان کارزار کی طرف بڑھے مسلمانوں کو لڑائی کا اشارہ کیا اور منادی کرا دی کہ وردان مارا گیا۔ ضرار بن الازور نے اس اعلان کے ہوتے ہی وردان کا سر رومی فوج میں پھینک دیا۔ رومی فوج اس غلط فہمی میں تھی کہ حضرت خالد رضؓ مارے گئے ہوں گے اور ادھر

ابھی خوشخبری سنانے آئے گا لیکن خالدرضؓ کی جگہ اپنے سپہ سالار کا سر کٹا دیکھ کر ان کے حواس اُڑ گئے۔ دل لرزنے لگے۔ قدم ڈگمگا گئے، اور صفیں بگڑ گئیں۔ واقدی نے اس جنگ کے مقتولین کفار کی تعداد پچاس ہزار بتائی ہے۔ اور بلاذری نے چند مسلمان مقتولین کے نام لکھنے پر اکتفا کی ہے۔

اس فتح کے اثرات۔ بلاذری کا بیان ہے کہ اجنادین کی فتح کے بعد ہرقل شہنشاہ روم کا دل ٹوٹ گیا۔ اور وہ حمص سے جہاں وہ ٹھہرا ہوا تھا بھاگ نکلا۔

حضرت خالدرضؓ کی اس فتح سے جو سیاسی اثرات مرتب ہوئے وہ یہ تھے کہ رومیوں کے دلوں سے بادشاہ کا احترام جاتا رہا۔ وہ بادشاہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے لڑا کرتے تھے، اب بادشاہ کے فرار نے ان کے دل میں اپنے متعلق سوءِ ظن پیدا کر دیا۔

روم کی بہترین فوج اور وردان جیسا مشہور سپہ سالار میدان جنگ میں کام آیا۔ مسلمانوں کو بے شمار مال غنیمت ملا۔ مسلمانوں کی مالی حالت بہت بہتر ہو گئی اور ان کے آگے بڑھنے کے لئے بہت سی سہولتیں پیدا ہو گئیں۔

اجنادین کی فتح کے بعد حضرت خالدرضؓ نے دربارِ خلافت میں نامۂ فتح لکھا اور خمس کا مال بھی بھیجا اور خود فوج کو ساتھ لے کر دمشق کے محاصرہ کے لئے دمشق پہنچ گئے۔

دمشق کا محاصرہ

دمشق کا شمار اس زمانہ کے بڑے اور آباد ترین شہروں میں ہوتا تھا۔ یہ ایک قسم کی سب سے بڑی تجارتی، سیاسی اور اقتصادی منڈی تھی، اور ضروری تھا کہ اس شہر کو بھی فتح کر لیا جائے۔ مگر سب سے بڑی رکاوٹ یہ تھی، کہ دمشق والے شہر سے باہر نکل کر لڑنا نہیں چاہتے تھے اور مسلمانوں کے پاس ایسے اسلحۂ جنگ نہ تھے کہ وہ دمشق جیسے مضبوط شہر کو آسانی سے فتح کر لیتے۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت خالدرضؓ نے اپنی امداد کے لئے عمرو بن العاص، شرجیل بن حسنہ اور حضرت ابو عبیدہ کو بھی بلا لیا۔ اور یہ سب مل کر دمشق کے محاصرہ کے لئے بڑھے۔

حضرت خالدرضؓ بہت وسیع پیمانہ پر محاصرہ کے انتظامات کئے تاکہ کسی رستہ سے بھی محصورین کو کسی قسم کی امداد نہ مل سکے۔ چونکہ شہر کے متعدد دروازے تھے اس لئے حضرت خالدرضؓ نے باب توما پر حضرت عمرو بن العاصؓ کو اور ان کے ساتھیوں کو ٹھہرایا۔ الفرادیس پر حضرت شرجیل بن حسنہ رضؓ کو مقرر کیا اور الجابیہ پر حضرت ابو عبیدہ رضؓ کو اتارا، خود مشرقی دروازے پر رُکے اور حضرت ضرار بن الازور کو دو ہزار جانبازوں کے ساتھ محافظ دستہ کی خدمات سپرد کیں۔ اور انھیں ہدایت فرمادی کہ ایک تو ضرورت کے وقت سب کی امداد کریں، دوسرے کسی مشتبہ شخص کو شہر میں داخل نہ ہونے دیں۔

مورخین کا متفقہ فیصلہ ہے کہ حضرت خالدرضؓ کا یہ محاصرہ، ترقی یافتہ دور سے پہلے کے محاصروں میں سے بہترین محاصرہ ہے۔

دمشق جیسے مضبوط اور مستحکم شہر کا محاصرہ کوئی آسان کام نہ تھا، محصورین کی تعداد محاصرہ کرنے والوں سے کئی گنا زیادہ تھی اور پھر محصورین کے پاس کئی سال تک کی ضروریات کی چیزیں بکثرت موجود تھیں۔ لیکن حضرت خالدرضؓ نے محاصرہ میں اس درجہ شدت سے کام لیا کہ محصورین بہت جلد عاجز آ گئے اور اگر ہربیس اور توما ان کی راہ میں حائل نہ ہوتے تو شہر والے کبھی کے ہتھیار ڈال دیتے۔

ہربیس اور توما، شام کے دو مشہور اور زبردست سپہ سالار تھے۔ یہ دونوں سپہ سالار بادشاہ اور پبلک دونوں میں ہر دلعزیز تھے اس لئے انھیں دمشق کی حفاظت کے لئے بھیجا گیا۔ یہ دونوں محصورین کو نہ صرف اُکساتے رہے بلکہ رات کی تاریکی میں اسلامی فوج پر شب خون بھی مارتے رہے لیکن ہر بار ناکامی اور نامرادی سے دوچار ہوتے۔

محاصرہ نے بہت طول پکڑا اور سر ولیم میور کے بیان کے مطابق تو یہ محاصرہ سَتّر مہینے تک چلا۔ مگر بلاذری، واقدی اور طبری نے جو انداز بیان اختیار کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محاصرہ کی مدت کچھ غیر معمولی طور پر زیادہ نہیں تھی بہرصورت اس طوالت کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ محصورین بادشاہ کی امدادی فوج کے متوقع تھے۔ اور ہربیس اور توما انھیں اس قسم کی خبریں دیتے رہتے تھے کہ بہت جلد بادشاہی فوج ان کی امداد کو پہنچنے والی ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ہربیس اور توما کا بیان صداقت سے خالی نہ تھا بادشاہ کی طرف سے محصورین کی امداد کو فوجیں بھیجی گئیں۔ مگر خالدرضؓ جیسے بہترین اور صاحب تدبیر سپہ سالار نے، انھیں دمشق سے بہت کافی فاصلہ پر روکنے کا بندوبست کر رکھا تھا۔

جب دمشق والوں کی امیدیں منقطع ہوتی جا رہی تھیں، ہمتیں ٹوٹ چکی تھیں کہ ایک رات بطریق دمشق کے ہاں لڑکا پیدا ہوا، اور اس پیدائش کی خوشی میں دمشقیوں نے خوب جشن منایا، جشن کی دعوتیں منعقد تھیں رنگ برنگ کی محفلیں گرم تھیں کہ خالدرضؓ نوجوان باز کو بھی اس کیفیت کی اطلاع ہوئی۔ اور وہ ضراررضؓ بن الازور اور اسی قسم کے دوسرے جانبازوں کو ساتھ لے کر شہر پناہ کے قریب آئے، خندق پار کی، اور کمندیں پھینک کر شہر پناہ پر چڑھ گئے۔ سب سے پہلے حضرت خالدرضؓ خود فصیل پر چڑھے اور سیڑھیاں نیچے لٹکا دیں اور دوسرے ساتھیوں کو بھی اوپر چڑھا لیا۔ اور آہستہ آہستہ چھپتے چھپاتے، دروازے کی طرف بڑھے، دربانوں نے مقابلہ کیا، چونکہ بطریق دمشق کے صاحبزادے کی پیدائش کی خوشی میں انھیں بھی شرکت کا موقع ملا تھا اور شراب کے چند گھونٹ ان کے حلق سے نیچے بھی اُتر چکے تھے اس لئے بدر دربان مقابلہ نہ کر سکے اور بہت جلد مغلوب ہو گئے، دربانوں کو قتل کرنے کے بعد دروازہ کھول دیا۔ تکبیر کی آواز بلند ہوئی اور مسلمان فوجی اپنے بہادر سپہ سالار کی آواز سن کر برق کی طرح شہر میں داخل ہو گئے شہریوں نے رنگ میں بھنگ

دیکھ کر پہلے تو دوسرے دروازے بھی خود بخود کھول دیئے، اور حضرت ابو عبیدہؓ سے درخواست کی کہ ہم تو نیاز مند ہیں، ہم پر رحم فرمایئے۔ حضرت ابو عبیدہ الجابیہ پر پڑے تھے، انھیں یہ معلوم نہ تھا کہ باب شرقی سے حضرت سپہ سالار زبردستی اندر پہنچ گئے ہیں، اُنھوں نے دشمن کو مصالحت پر آمادہ دیکھا اور دروازے کھلے پائے تو خوشی خوشی مصالحت کر لی اور اندر داخل ہو گئے۔

ادھر سے حضرت ابو عبیدہ بڑھ رہے تھے تو دوسری طرف سے حضرت خالدرضؓ۔ یہ صلح کے ذریعہ سے اور دوسرے فتح کے ذریعہ سے۔ دونوں بہادر، ایک نرم دل اور دوسرا جنگ جو، جب وسط شہر میں ایک دوسرے سے ملے تو دونوں کو ایک دوسرے کے طریق کار پر تعجب ہوا۔ خالدرضؓ اور ان کے ساتھی لڑتے آرہے تھے اور حضرت ابو عبیدہ رضؓ سکون و اطمینان سے بڑھ رہے تھے۔ جب حضرت خالدرضؓ کو علم ہوا کہ حضرت ابو عبیدہ رضؓ نے مصالحت کرلی ہے تو اُنھوں نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ لڑائی بند کردیں۔

تعجب ہوتا ہے کہ باوجودیکہ حضرت خالدرضؓ سپہ سالار تھے لیکن ابو عبیدہ رضؓ کی صلح پر اُنھوں نے کوئی اعتراض نہ کیا اور قوت کے ذریعہ حاصل کردہ علاقہ کو بھی صلح میں شامل کرلیا۔

بلاذری نے ایک روایت یہ بھی لکھی ہے کہ حضرت خالدرضؓ صلح کے ذریعہ اور حضرت ابو عبیدہ رضؓ بزور شہر میں داخل ہوئے۔ بلاذری کے نزدیک یہ روایت زیادہ قابلِ قدر ہے۔

لیکن محمد بن عساکر کا بیان ہے کہ پہلی خبر زیادہ صحیح ہے، غالباً بلاذری کو کسی نے غلط روایت پہنچائی۔

دمشق کی شرائطِ صلح میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ جو شخص جزیہ نہ دینا چاہے اور شہر سے نکل جانا چاہے تو تین دن تک مسلمانوں کی پناہ میں رہے گا۔ لیکن تین دن کے بعد مسلمانوں پر ان کی حفاظت کی ذمہ داری عائد نہیں ہوگی۔

ہرجیس اور توما جن کی وجہ سے اسلامی فوج کو بہت کافی نقصان اُٹھانا پڑا تھا، دمشق سے بہت سے قیمتی جواہرات اور ساز و سامان ساتھ لے کر نکل گئے۔

حضرت خالدرضؓ دل سے چاہتے تھے کہ ان بدمعاشوں کو اس طرح بچ کر نکل جانے دیں۔ لیکن تین دن تک وہ ان کو کچھ نہیں کہہ سکتے تھے تین دن گزر جانے کے بعد حضرت خالدرضؓ، حضرت ضرارؓ بن الازور اور دوسرے جانبازوں کے ساتھ، ان کے تعاقب پر روانہ ہوئے۔

حضرت خالدرضؓ اور ان کے ساتھی برق رفتار گھوڑوں پر سوار ہوا کے دوش پر اُڑتے جا رہے تھے۔ کئی دن کے بعد اُنھوں نے توما اور ان کے ساتھیوں کو ایک پہاڑ کے دامن میں آرام کرتے پالیا اور ان کی طرف بڑھے۔ ہرجیس اور توما کے ساتھ حضرت خالدرضؓ سے کئی گنا زیادہ فوج تھی، توما اور ہرجیس نے خالدرضؓ اور ان کے ساتھیوں کو اپنی طرف آتے دیکھا تو خوش ہوئے کہ مسلمانوں سے انتقام لیں گے۔ انتقام کا خیال اس لئے پیدا ہوا کہ حضرت خالدرضؓ کے ساتھیوں کی تعداد بہت کم تھی، لیکن اُنھوں نے حیرت انگیز جرأت و بہادری کا ثبوت دیا، رومی بھاگ نکلے۔

اس فتح میں حضرت خالدرضؓ کو بہت زیادہ مالِ غنیمت ملا۔ چونکہ مجاہدوں کی تعداد بہت کم تھی، اس لئے ہر ایک کے حصہ میں بے شمار دولت آئی، اور حضرت خالدرضؓ اس دولت سے لدے اسلامی کیمپ کی طرف واپس لوٹے۔

حضرت خالدرضؓ کی معزولی۔ واپسی پر حضرت خالدرضؓ نے اپنے دوست سیدنا صدیق اکبرؓ اور خلیفۃ المسلمین رضؓ کو نامہ فتح لکھا اور خمس کا مال بھیجا لیکن خالدرضؓ نہیں جانتے تھے کہ ان کے دوست اور قدردان اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں، اور ان کی جگہ حضرت عمر بن الخطاب خلیفہ منتخب کئے گئے ہیں۔ حضرت خالدرضؓ کو یہ بھی معلوم نہ تھا کہ حضرت عمر رضؓ نے انھیں معزول کردیا ہے حضرت خالدرضؓ کا یہ نامۂ فتح سیدنا فاروق رضؓ کو ملا تو اُنھوں نے ابو عبیدہؓ کو اس کا جواب دیا اور لکھا کہ ہم تو خالدرضؓ کو معزول کر چکے ہیں۔ کیا ان کو اس کی اطلاع نہیں ہوئی؟۔

حضرت خالدرضؓ کو یہ کیفیت معلوم ہوئی تو انھیں افسوس ہوا کہ ابو عبیدہ رضؓ نے انھیں کیوں اطلاع نہ دی! ابو عبیدہ سے پوچھا تو اُنھوں نے معذرت چاہی اور کہا کہ میں نہیں چاہتا تھا کہ تمہاری دلشکنی ہو۔

خالدرضؓ نے جواب دیا۔ دلشکنی کی کیا بات ہے۔ خلیفۂ وقت مجھے ایک منصب سے علیحدہ کرتے ہیں میرا فرض ہے کہ میں ان کی اطاعت کروں۔

معزولی کے اسباب اور چند غلط فہمیوں کا ازالہ حضرت خالدرضؓ معزولی کے اسباب پر بہت سی بحث کی گنجائش ہے، لیکن ہم مختصر طور پر چند ضروری باتیں عرض کریں گے۔

(۱) حضرت عمر رضؓ خالدرضؓ سے خوش نہ تھے، حضرت صدیق رضؓ کی خلافت کے زمانہ میں حضرت خالدرضؓ فتنۂ ارتداد کو دبانے کے لئے، عرب کی مہم پر تھے اور جب آپ نے ملک بن نویرہ کو قتل کیا تو ملک بن نویرہ کے بھائی حضرت عمر رضؓ کے پاس آئے، ان سے اپنے بھائی کی مظلومی کا قصہ کہا۔ اُنھوں نے یہ قصہ کچھ اس صفائی اور دل نشین انداز میں کہا کہ حضرت عمر رضؓ رونے لگے، ان پر بے حد اثر ہوا اور حضرت صدیق رضؓ سے شکایت کی کہ تم نے مسلمانوں پر ایک ایسے شخص کو حاکم کیا ہے جو ان کا خون بہانے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔

حضرت عمر رضؓ کو یہ غلط فہمی تھی کہ ملک بن نویرہ مسلمان تھا اس لئے حضرت خالدرضؓ نے اسے قتل کرکے گناہ کیا۔

حضرت فاروق رضؓ کو خالدرضؓ سے زیادہ حسن ظن نہ تھا، اور غالباً یہی وجہ تھی کہ اس غلط فہمی نے ان کے دماغ میں جگہ پائی۔ گو حضرت صدیق رضؓ نے حضرت خالدرضؓ کے حق میں فیصلہ دیا، اور ان کو نہ صرف بری کر دیا بلکہ فرمایا۔

"خالد اللہ کی تلوار ہے اور عمر میں اسے نیام میں نہیں کر سکتا۔"

اور یہ حقیقت ہے کہ اگر یہ تلوار نیام میں کر دی جاتی تو مسلمانوں کو بہت دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا۔ لیکن عمر رضؓ دشواریوں کا مقابلہ کرنے کی طاقت رکھتے تھے وہ زیادہ حسن ظن کے قائل نہ تھے خالد رضؓ ان کے دوست تھے لیکن وہ سوچتے تھے کہ اگر ملک بن نویرہ مسلمان تھا اور خالد رضؓ نے اسے قتل کر دیا تو یہ جرم ناقابلِ معافی ہے۔

خالد رضؓ کی طرف سے حضرت فاروق رضؓ کے دل میں یہ گرہ بیٹھ گئی۔

پھر خالد رضؓ جب عراق و شام کی مہموں پر روانہ کئے گئے تو انھوں نے گو خمس کا مال تو باقاعدہ خلیفہ کی خدمت میں ہمیشہ ارسال کر دیا لیکن تمام مالِ غنیمت کا حساب باقاعدہ نہ بھیجے۔ حضرت فاروق رضؓ نے حضرت صدیق رضؓ سے یہ شکایت بھی کی کہ خالد رضؓ ایسا کیوں نہیں کرتے۔ لیکن صدیق رضؓ خالد رضؓ کو جس آنکھ سے دیکھتے تھے وہ خالدؓ کی کوتاہیوں کو نہیں دیکھ سکتی تھی۔ انھوں نے کہا عمر رضؓ کیا ہے خالد رضؓ پر یہ پابندی نہیں عائد کی جا سکتی۔

یہ دوسرا واقعہ بھی، حضرتِ فاروق کے منشا کے خلاف ہوا، اس لئے ایک گرہ اور بیٹھ گئی۔

پھر ہر دوسرے تیسرے، فتوحات کی خبریں سن کر حضرت فاروق رضؓ بہت گھبرائے۔ وہ اس تیزی سے بڑھنے کے مخالف تھے اور ساتھ ہی جب انھوں نے خالد رضؓ کی غیر معمولی جرارت اور ان کے ساتھیوں کی مشقتوں کا حال سُنا تو انھیں افسوس ہوا کہ خالد رضؓ مسلمانوں اور خود سے اپنی طاقت سے زیادہ کام لے رہے ہیں۔ یہاں تک تو خیر تھی، جب وہ خود خلیفہ منتخب ہوئے تو بعض پرچہ نویسوں نے دانستہ یا نادانستہ اور بعض نے دانستہ جو حضرت خالد رضؓ اور اسلام سے کچھ زیادہ عقیدت نہیں رکھتے تھے۔ حضرت خلیفہ رضؓ کو اطلاع دی کہ خالد رضؓ نعوذ باللہ مالِ غنیمت میں خیانت کرتے ہیں اور دو ایک واقعے ایسے ہوئے بھی کہ انھیں اس غلط فہمی کو پھیلانے کا موقعہ بھی مل گیا۔ مثلاً حضرت خالد رضؓ نے ایک موقعہ پر ایک شاعر کو چالیس یا بیس ہزار درہم انعام میں دئے۔ پرچہ نویسوں نے یہ واقعہ حضرت فاروق رضؓ سے کہا اور ساتھ ہی یہ حاشیہ بھی چڑھایا کہ خیال ہے کہ حضرت خالد رضؓ نے یہ مال مسلمانوں کے مال سے دیا ہے۔

مسلمانوں کے مال میں غبن ہو اور فاروق اعظم رضؓ جیسا سخت گیر خلیفہ اسے برداشت کر لے، یہ نہیں ہو سکتا تھا۔

ایک اور چیز جسے خود حضرت فاروق رضؓ نے معزولی کا باعث قرار دیا ہے وہ یہ تھی کہ حضرت خالد رضؓ جہاں کہیں بھی گئے انھیں شکست نہ ہوئی۔ اور مسلمان کیا اور کافر کیا سب کے دل میں یہ خیال ہو گیا تھا کہ اسلامی فتوحات کا باعث صرف خالد رضؓ ہی ہیں۔ گو واقعات اس چیز کی تصدیق کرتے ہیں کہ خالد رضؓ کے باعث ہر جگہ فتح ہوئی، لیکن عوام کے دلوں میں اس خیال کا اعتقاد کی صورت میں جاگزیں ہو جانا، مسلمانوں اور اسلام کے حق میں بہت مضر تھا۔ مسلمانوں میں خود اعتمادی کا جذبہ کم ہو جاتا اور وہ شاید خالد رضؓ کی غیر موجودگی میں حوصلہ ہار دیتے۔ حضرت فاروق رضؓ اس قسم کے خیال کو بھی شرک سمجھتے تھے۔ اور ہمارے خیال میں سیف اللہ حضرت خالد رضؓ کی معزولی کی سب سے بڑی اور اہم وجہ یہی تھی، اور سچ پوچھو تو یہ سب باتیں مل کر پہلے اگر رائی کے برابر تھیں تو اب پہاڑ بن گئیں۔

اور ابو عبیدہ رضؓ کے نام خالد رضؓ کی معزولی کا حکم پہنچ گیا۔

سیدنا فاروق رضؓ کے اس فعل پر زبان کھولنے کی جرارت ایمان کا خطرہ ہے ورنہ شاید کہنے والا یہ کہہ سکتا ہے کہ یہی باتیں اگر قابلِ اعتراض تھیں تو پھر صدیق رضؓ نے ان پر کیوں مواخذہ نہیں فرمایا۔ صدیق اور فاروق دونوں اسلام اور مسلمانوں کے برابر کے ہی خواہ تھے۔

مورخین کے بیان سے کچھ ہٹ کر ہمارا ذاتی خیال یہ ہے کہ حضرت فاروق رضؓ مدینہ میں تھے، انھیں معلوم نہ تھا کہ میدانِ جنگ میں کیا واقعات پیش آتے ہیں۔ پرچہ نویسوں نے انھیں جو کہا اس پر انھوں نے اعتماد کیا اور حضرت خالد رضؓ کو سپہ سالاری عام کی خدمت سے ہٹا کر ابو عبیدہ رضؓ کو جو بہت زیادہ محتاط اور نرم طبیعت تھے۔ سپہ سالار مقرر کر دیا۔ لیکن اس عزل سے مراد نہیں تھی کہ فوج میں حضرت خالد رضؓ کی کوئی حیثیت ہی نہ رہنے دی گئی ہو، خالد رضؓ انتظامی امور میں حضرت ابو عبیدہ رضؓ کے ماتحت تھے۔ اور وہ بھی برائے نام ورنہ حضرت ابو عبیدہ رضؓ کوئی کام ان سے مشورہ لئے بغیر نہ کرتے۔

حصن ابی القدس پر حملہ۔ یہ نہ سمجھئے سپہ سالارِ اعظم کے منصب سے معزولی کے بعد سیدنا خالد رضؓ کا جوش جہاد ختم ہو گیا، ان سے اس قسم کی توقع نہیں کی جا سکتی، وہ سپہ سالار رہنے اور نہ رہنے کو برابر سمجھتے تھے، ان کے سامنے صرف اسلام کی خدمت تھی، اور خدمت کرنے کے لئے سپہ سالار رہنے کی شرط نہیں تھی۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت خالد رضؓ معزولی کے بعد بھی پہلے کی طرح بہادری سے جنگ کرتے رہے۔

مثال کے طور پر فتح دمشق کے بعد سب سے پہلا معرکہ جو پیش آیا۔ وہ حصن ابی القدس کا معرکہ تھا۔

ہوا یہ کہ حضرت ابو عبیدہ کو اطلاع ملی کہ طرابلس سے قریب ایک مقام حصن ابی القدس پر رومیوں کا بہت بڑا میلہ لگا ہے۔ یہ مشہور زیارت گاہ تھی اور وہاں دور دور کے زائرین کا اجتماع ہوتا تھا۔

اس میلے کے انعقاد کی اطلاع پاتے ہی حضرت ابو عبیدہ رضؓ نے مسلمانوں کو خطبہ کے ذریعہ اس سے خبردار کیا، حضرت خالد رضؓ بھی اس اجتماع میں موجود رہے۔ حضرت ابو عبیدہ رضؓ کا ارادہ تھا کہ حضرت خالد رضؓ اس مہم پر روانہ ہوں، لیکن وہ عزل کے فوراً بعد ہی حضرت خالد رضؓ سے اس قسم کی

فرمائش کرنے سے شرماتے تھے، حالانکہ حضرت خالدرضؓ کو اس عزل کا کچھ افسوس نہ تھا، البتہ وہ حضرت ابو عبیدہ رضؓ کے خطبہ کے بعد کچھ نہ بولے، حضرت ابوعبیدہؓ نے اس مہم پر روانگی کےلئے چونکہ سب کو مخاطب کیا تھا، اس لئے خالدرضؓ کو خاموش دیکھ کر حضرت عبداللہ بن جعفر رضؓ اُٹھے اور اپنی خدمات پیش کیں ان کی خدمات کو قبول کر لیا گیا اور پانچ سو جواں مردوں کو ان کے ساتھ کرکے انھیں مہم پر روانہ کر دیا گیا۔

ابو عبیدہ رضؓ کی پریشانی اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضؓ کو روانہ تو خالد رضؓ سے طلب امداد کر دیا گیا لیکن بعد کی اطلاعات سے معلوم ہوا کہ وہاں کا اجتماع بہت زیادہ ہے اور پانچ سو مسلمان مجاہد اس کے لئے بہت ناکافی ہیں۔

اسی قسم کی اطلاعات سے حضرت ابوعبیدہ رضؓ بہت پریشان ہوئے عبداللہ بن جعفر رضؓ رسول اللہ کے عزیز ہونے کے علاوہ، تمام مسلمانوں میں انتہائی ہر دلعزیز تھے اور ان کو اتنے بڑے اجتماع میں بہت تھوڑی جمعیت کے ساتھ مصروف جنگ رکھنا، انھیں موت کے منہ میں دینا تھا۔

یہی سوچ کر حضرت ابوعبیدہ رضؓ حضرت خالد رضؓ کے ساتھ آئے اور ان سے ساری کیفیت بیان کی اور خواہش ظاہر کی کہ چونکہ تمہارے سوا عبداللہ اور ان کے ساتھیوں کو کوئی اور اس مصیبت سے نہیں بچا سکتا۔ اس لئے تم تکلیف کرو۔ حضرت ابوعبیدہ رضؓ نے حضرت خالد رضؓ کے پچھلے کارناموں کی تعریف بھی کی۔

حضرت خالد رضؓ نے جواب دیا۔ میرے محترم دوست آپ سپہ سالار ہیں مجھے جو حکم دیجئے اس کی تعمیل کروں گا آپ تو برگزیدہ صحابی ہیں امین الامت ہیں، اگر کوئی حبشی بھی مجھ پر حاکم بنا دیا جاتا تو اس کی بھی اطاعت کرتا۔ اور پھر عبداللہ اور ان کے ساتھی تو میرے بھائی ہیں۔ ان کی امداد تو میرا ایمان ہے۔ میں عزت وجاہ کے لئے میدانِ جنگ میں نہیں نکلا میں تو خدا کی راہ میں شہادت پانے کی آرزو لے کر آیا ہوں، میں تو مسلمانوں کا خادم ہوں۔

حصن ابی القدس کا معرکہ اور فتح یہ کہتے ہی حضرت خالد رضؓ فوراً خیمہ میں آئے، لباس جنگ زیب بدن فرمایا اپنے مخصوص دستہ کو تیاری کا حکم دیا۔ اور چند ساعت کے بعد دیکھنے والوں نے دیکھا کہ حضورؐ کا سیاہ علم فضا میں دائرے بناتا اُڑ رہا تھا اور خالد رضؓ اور ان کے جانباز ساتھی ہوا سے باتیں کرتے منزل مقصود کی طرف رواں تھے۔

شام کا وقت تھا، شاہ خاور غروب ہونے کی تیاریاں کر رہا تھا، نوجوان عبداللہ رضؓ اور ان کے ساتھی دشمن کی جھرمٹ میں داد شجاعت دے رہے تھے کہ میدان جنگ سے تھوڑی دور کے فاصلے پر خالد رضؓ کا سیاہ علم ہوا میں لہراتا نظر آیا۔ اور خالد رضؓ اور ان کے ساتھی شاہبازوں کی طرح اڑاتے میدان جنگ میں پہنچ گئے۔"

حضرت خالد رضؓ نے آتے ہی دشمن کی ایک صف پر اس تیزی سے حملہ کیا کہ وہ درہم برہم ہوگئی، پھر دوسری صف کی طرف بڑھے اور اسے بھی اُلٹ دیا، پھر تیسری کا اور پھر چوتھی کا اسی طرح دشمن کی تمام صفیں اُلٹ دیں بے شمار رومی کام آئے اور جو بچے بھاگ نکلے، خالد رضؓ نے فتح کے بعد اللہ کا شکر ادا کیا نوجوان عبداللہ رضؓ کو گلے سے لگایا، پیار کیا، اور مالِ غنیمت سمیٹ کر اسلامی کیمپ کی طرف لوٹ گئے۔

ابوعبیدہ رضؓ نے خالد رضؓ کی کامیاب واپسی پر بڑا شاندار مظاہرہ کیا۔ ان کی پیشوائی کو بڑھے، اللہ اکبر کے نعروں سے فضا گونج اُٹھی اور ہر طرف سے مبارک، سلامت کی آوازیں آنے لگیں، اور سب مل کر اللہ کی عظمت بیان کرتے خیموں میں اُترے۔

خالد رضؓ کی عظمت کی ایک داستان سنئے

جبلہ بن ایہم کو شکست۔ فتح کے بعد حضرت ابوعبیدہؓ حلب یا انطاکیہ کے ارادہ سے آگے بڑھ رہے تھے کہ جبلہ بن ایہم غسانی فوج کے ساتھ ان کا رستہ روکنے کے لئے چلا حضرت ابوعبیدہ رضؓ نے یہ خبر سنی، اور خالد رضؓ کے پاس آئے اور کہا جبلہ مقابلہ کو آ رہا ہے، اسے شکست دینے کی کوئی تدبیر بتاؤ۔

حضرت خالد رضؓ بولے دوست فکر نہ کیجئے، میں ابھی اس کا انتظام کئے دیتا ہوں، یہ فرمایا اور اپنے مخصوص ساتھیوں میں سے دس کو تیاری کا حکم دیا۔ اور انھیں ساتھ لے کر جبلہ بن ایہم کی زبردست فوج سے لڑنے نکلے۔

حضرت خالد رضؓ کا ایک حیرت انگیز واقعہ آپ کہہ سکتے ہیں کہ واقعہ نویسوں نے اس میں مبالغہ سے کام لیا ہے، لیکن اگر حضرت خالد رضؓ کی سیرت کو آپ سامنے رکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ خالد رضؓ سے یہ چیز بعید نہیں وہ اس سے پہلے کئی معرکے اسی طرح سر کر چکے تھے، ہمارے خیال میں اس بیان میں ذرہ برابر بھی جھوٹ نہیں۔ خالد رضؓ دس بہادروں کے ساتھ ہی روانہ ہوئے تھے، اور اس کی وجہ آگے کی تفصیل سے سمجھ میں آ جائے گی۔

حضرت خالد رضؓ کو رستہ میں اطلاع ملی کہ حاکم قنسرین جبلہ بن ایہم کے استقبال کو آ رہا ہے اور اسی رستے سے گزرنے والا ہے، اس اطلاع کے ملتے ہی خالدؓ نے خود کو اور ساتھیوں کو ایک پوشیدہ مقام میں چھپا دیا اور رات وہیں بسر کی۔ صبح کو جبلہ بن ایہم ایک طرف سے اور دوسری طرف سے حاکم قنسرین ایک دوسرے سے ملنے کے لئے آگے بڑھے۔ خالد رضؓ اپنے ساتھیوں سمیت جبلہ کے لشکر میں مل گئے۔ اور آگے بڑھے، تھوڑی دور چل کر لشکر رک گیا دوسری طرف کی فوج پہلے ہی رکی کھڑی تھی۔ حاکم قنسرین جوں ہی جبلہ کے استقبال کو فوج سے چند قدم آگے بڑھا تو خالد رضؓ اور ان کے ساتھی دفعتاً راہ میں حائل ہوگئے۔ حاکم قنسرین سمجھا کہ جبلہ کے ماتحت سردار اس کی پیشوائی کو بڑھے ہیں لیکن دوسری ساعت جب خالد رضؓ نے اس پر کمند پھینک کر اسے اپنی سواری کی طرف گھسیٹ لیا تو اس کی غلط فہمی دور ہوئی،

دونوں طرف کی فوجیں اس حادثہ پر حیران رہ گئیں۔ جبلہ بن ایہم غصہ میں چلایا۔ بزدلو! کیا دیکھتے ہو۔ ان چند عربوں کو اس گستاخی کی سزا کیوں نہیں دیتے۔ جبلہ بن ایہم کی آواز سنتے ہی رومی اور غسانی دونوں طرف سے خالدؓ اور ان کے ساتھیوں پر جھپٹے، لیکن ان گیارہ جواں مرد اور بہادر مسلمانوں نے حیرت انگیز طریق پر ان کا مقابلہ کیا۔ اور نہ صرف حاکم قنسرین کا سر قلم کر دیا۔ بلکہ جبلہ بن ایہم کو بھی بری طرح زخمی کر دیا۔

غروب آفتاب تک حضرت خالدؓ اور ان کے دس جانباز ساتھی بڑی بہادری سے دشمنوں سے لڑتے رہے۔ اب رات ہو گئی، اور سیاہی کی دیوی کائنات ہستی پر چھا گئی۔ تو رومی اور غسانی فوجیں نامرادی و ناکامی کے پیچ و تاب کھاتیں اپنی اپنی قیام گاہوں کو لوٹیں اور حضرت خالدؓ اور ان کے ساتھی بھی اپنے خفیہ مقام کی طرف بڑھے۔

واقدی کہتے ہیں اور عقیدت کی زبان سے کہتے کہ ادھر اسلامی کیمپ میں ابو عبیدہ آرام فرما رہے تھے کہ انھوں نے خواب میں حضور سرورِ کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ حضور نے فرمایا "اُٹھو اور خالد کی مدد کو پہنچو"۔

حضرت ابو عبیدہ رضؓ کی آنکھ کھل گئی اور حضورؐ کے حکم کی تعمیل میں اسی لمحہ بستر سے اُٹھے، نقیب نے فوج کو تیاری کا حکم دیا اور چند ساعتوں کے اندر تاریکی ہی میں اسلامی فوج آگے کی طرف بڑھتی دکھائی دی۔

دوسرے دن طلوع آفتاب کے بعد سے پھر لڑائی ہو رہی تھی، غسانی اور رومی مل کر گیارہ جانباز مسلمانوں کو شکست دینے کی ناکام کوشش کر رہے تھے کہ اتنے میں ابو عبیدہ رضؓ مسلمانوں کو ساتھ لئے میدانِ جنگ میں آموجود ہوئے۔

جہاں گیارہ مجاہدوں کی موجودگی ہی نے رومیوں اور غسانیوں کو دم ناک میں کر رکھا وہاں اسلامی فوج سے مقابلہ کرنے کی کس کا فرمیں ہمت تھی، اور دیکھتے ہی دیکھتے بزدل سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ اُٹھے۔ خالد رضؓ کافی دور تک ان کے تعاقب میں گئے اور بے شمار رومیوں اور غسانیوں کو تہ تیغ کیا۔ تعاقب کے بعد حضرت خالد رضؓ کیمپ میں واپس لوٹے تو ان کی صورت دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔

تلوار سے خون کے قطرے ٹپک رہے تھے، اس کی رنگت بالکل سرخ پڑ چکی تھی، تمام کپڑے خون میں شرابور تھے۔ حضرت ابو عبیدہ رضؓ نے خالد جانباز اور حیرت انگیز جرنیل کو آتے دیکھا تو جلدی سے گھوڑے سے اُترے خالد کا ہاتھ چوما انھیں گلے سے لگایا اور فرمایا۔

"میرے عزیز دوست تم تو دولہا معلوم ہو رہے ہو۔"

خالد رضؓ مسکرا دئے۔ اور ابو عبیدہ رضؓ کے ہاتھ میں ہاتھ دئے فوج کے سامنے آئے، ہر طرف سے اللہ اکبر کے نعرے بلند کئے گئے، اپنے محبوب سردار کی اس بہادری پر خوشی کا اظہار کیا گیا۔ شعراء نے قصیدے پڑھے۔

یہ زمین پر مسلمانوں کی خوشی کا مظاہرہ تھا۔ اور بصیرت کی آنکھیں رکھنے والے اسی قسم کا مظاہرہ کسی دوسرے عالم میں بھی دیکھ رہے تھے، مگر مورخ کا یہ فرض نہیں کہ ضرور کی آپ بیتی لکھے وہ تو انہیں واقعات کو لکھ سکتا ہے جنہیں اس کی آنکھیں دیکھ سکیں یا کان سن سکیں۔

حضرت خالد رضؓ کی زندگی کا یہ ورق تاریخ اسلام میں موجود ہے اور ہمیشہ موجود رہے گا۔ کیا دنیا کے کسی بڑے سے بڑے فاتح نے بھی اپنی زندگی میں ایسا کوئی کارنامہ انجام نہیں دیا۔

تاریخ عالم اس سوال کے جواب میں خاموش ہے۔

کہا جا سکتا ہے کہ یہ واقدی کی تصنیف ہے لیکن صرف واقدی ہی اس روایت کا راوی نہیں۔ طبری اور دوسرے مورخین بھی اس روایت کی تصدیق کرتے ہیں۔

اور آگے چلئے۔ اور اسی قسم کا ایک اور واقعہ پڑھئے۔

حمص پر چڑھائی اور حضرت خالدؓ کی بہادری

اسلامی فوج حمص کی طرف بڑھ رہی تھی، حضرت خالد رضؓ مقدمۃ الجیش کی صورت میں ایک ہاتھ میں اسلامی علم اور دوسرے ہاتھ میں گھوڑے کی باگ تھی، دوسری طرف سے حمص والے مقابلہ کو آ رہے تھے، رومی سردار نے حضرت خالدؓ کے دونوں ہاتھوں کو مصروف پایا تو جلدی سے ان پر جھپٹا۔ خالد رضؓ نے علم اپنے ساتھی کو دیا اور رومی پر جوابی وار کیا، رومی خود پہنے تھا تلوار اس سے ٹکرا کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی، رومی دوبارہ خالد رضؓ پر جھپٹا، خالد رضؓ نے اس کا وار خالی دیا اور گھوڑے کو چکر دے کر اس پھرتی سے اس کے قریب آئے کہ اسے حملہ کرنے کی مہلت نہ مل سکی اور انھوں نے اسے سواری سے گھسیٹ لیا اور بازوؤں میں اس زور سے بھینچا کہ اس کی روح نکل گئی اور اسی کی تلوار لے کر رومی فوج پر ٹوٹ پڑے۔ اور اس تیزی اور زور سے حملہ کیا کہ دشمنوں کی صفیں الٹ دیں۔ رومی حیران تھے کہ خالدؓ اس درجہ بہادر کیوں ہیں ان کے بازوؤں میں یہ حیرت انگیز قوت کہاں سے آئی، بدبختوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ خالد رضؓ کے سینے میں نور ایمان تھا۔ وہ موت سے ڈرتے تھے البتہ موت ان سے ڈرتی تھی، جوں توں کر کے رومی فوج نے آج کا دن کاٹا اور سورج غروب ہوتے ہی جلدی جلدی قیام گاہ کو لوٹے۔

رات جو اکثر سکون و اطمینان کا پیغام ساتھ لے کر آتی ہے دن بھر کے تھکے ماندے، دن بھر کی محنت کے بعد اس کے سایہ میں آرام کرتے ہیں رومیوں کے لئے آئی تو ضرور مگر اطمینان و سکون دینے نہیں، بلکہ ڈرانے اور خوفناک خواب دکھانے۔

یہ مبالغہ نہیں حقیقت ہے کہ آج کی لڑائی نے رومی فوج کے حواس مختل کر دئے اور دوسرے دن اسے مقابلہ میں نکلنے کی ہمت نہ ہوئی۔

دشمن کو پریشان کرنے کی ایک دلچسپ ترکیب

صبح ہوتے ہی جب رومی مقابلہ کو نہ نکلے تو ابو عبیدہ رضؓ خالد رضؓ کے پاس آئے اور پوچھا

یہ رومی آج کیوں نہیں آئے؟ خالد رضؓ مسکرائے اور فرمایا کل کے زخم بھر جاتے تو آتے۔ البتہ اگر آپ کو ان کا بہت انتظار ہے تو ابھی بلائے لیتا ہوں۔

حضرت ابو عبیدہ رضؓ نے پوچھا وہ کیسے؟

خالد رضؓ بولے اس طرح کہ آپ اپنی فوج سے کہئے کہ کیمپ کو اکھاڑے بغیر اس طرح پیچھے کی طرف ہٹنا شروع کرے کہ رومی سمجھیں مسلمان بھاگ نکلے رومی گو مقابلہ سے کتراتے ہیں لیکن مسلمانوں کو واپس ہوتے دیکھ کر ان کی جھوٹی شیخی انھیں حملہ پر اُکسائے گی، پھر آپ ان سے سمجھ لیجیے گا

وہ شہر کی فصیل پر کھڑے جب بزدل رومیوں نے مسلمانوں کو خیمے کھڑے چھوڑ کر میدانِ جنگ سے جلدی سے پیچھے ہٹتے دیکھا تو واقعتاً سمجھے کہ مسلمان بھاگ نکلے، یہ کسی نے نہیں سوچا کہ بغیر لڑے مسلمان بھاگ نہیں سکتے ہیں۔ یہ خبر عام ہوتے ہی رومی شہر کے دروازے کھول کر تیزی سے اسلامی کیمپ کی طرف جھپٹے اور مالِ غنیمت لوٹنے لگے۔ یہ کسی کو یاد نہ رہا کہ مسلمان واپس بھی آ سکتے ہیں، رومی مالِ غنیمت لوٹنے میں محو تھے کہ حضرت خالد رضؓ اور ان کی فوج اسی تیزی سے واپس پھری جس تیزی سے آگے بڑھی تھی اور رومیوں کو اس بُری طرح قتل کیا کہ سوائے چند زندہ سپاہی بچ نہ سکے۔

حمص کی فتح۔ رومیوں کو ختم کرنے کے بعد حضرت خالد رضؓ شہر کے قریب آئے، شہر میں عورتوں بوڑھوں اور بچوں کے سوا گو کوئی باقی نہ بچا تھا پھر بھی جب شہر والوں نے صلح کی درخواست کی تو حضرت خالد رضؓ نے ابو عبیدہ رضؓ سے کہہ کر اسے منظور کرا دیا اور شہر والوں کو مکمل امان دے دی۔

رومیوں کا بے پناہ سیلاب۔ ان پے در پے فتوحات سے بادشاہِ روم کا دل ٹوٹ گیا۔ اسے اپنی قسمت بدلتی نظر آئی۔ اس پر رات اور دن کا آرام حرام ہو گیا اور ہر وقت مغموم رہنے لگا۔ بادشاہ کی یہ حالت دیکھ کر وزراء اور عمائدینِ سلطنت نے ایک دربار منعقد کیا اور دور کے رؤسا اور جاگیرداروں کو دعوتِ شرکت دی، اور بادشاہ سے درخواست کی کہ وہ جس طرح بھی ہو سکے ان سب لوگوں کو مدافعتِ وطن پر اُکسائے۔

واقعہ نویس کہتے ہیں کہ یہ دربار، رومی تاریخ میں اپنی شان و شوکت کے اعتبار سے گو پہلا تو نہیں البتہ آخری دربار ضرور تھا۔ تمام رؤسا اور عمائدین حسبِ مراتب سر جھکائے اپنی اپنی جگہوں پر ادب سے بیٹھے تھے۔

بادشاہ تقریر کے لئے اُٹھا، ہر طرف خاموشی اور سکوت طاری ہو گیا سب کی نگاہیں بادشاہ کی طرف اُٹھ گئیں، بادشاہ نے تمام حاضرین کو متوجہ پا کر فصاحت و بلاغت کے دریا بہا دئے اور ایسی زوردار تقریر کی کہ سارا مجمع جوش میں بھر گیا۔ اور ہر دل میں وطن کی حفاظت کی خاطر کٹ مرنے کا احساس پوری طرح پیدا ہو گیا۔

واقعہ نویسوں کا بیان ہے۔ کہ اس دربار کا نتیجہ یہ نکلا کہ چند دن کے اندر اندر ایک بہت بڑی فوج جمع ہو گئی، بلاذری نے اس فوج کی تعداد ایک لاکھ سے زائد لکھی ہے، ابن الاثیر نے دو لاکھ سے زائد کا اندازہ کیا ہے لیکن حضرت واقدی ان سب سے بڑھ گئے ہیں۔ ان کا اندازہ دس لاکھ کا ہے۔ بہر صورت یہ عظیم الشان فوج جمع ہوئی، بادشاہ نے خود اس کی ترتیب میں حصہ لیا اور باہان ایک مشہور رومی سردار کو سپہ سالار مقرر کر کے تمام فوج کو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کا حکم دیا۔

جبلہ بن ایہم ۶۰ یا ۹۰ ہزار غسانی عربوں کے ساتھ مقدمۃ الجیش کے طور پر فوج سے آگے تھا۔

یہ انسانی سیلاب مسافر اور بے وطن مسلمانوں کو سزا دینے کے لئے آہستہ آہستہ آگے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ مخبروں نے یہ خبر حضرت ابو عبیدہ رضؓ کو بھی دی انھوں نے مجلسِ مشاورت طلب کی اور سردارانِ فوج کو بتایا کہ رومی کس شان و شوکت کے ساتھ انھیں کچلنے کو بڑھے چلے آ رہے ہیں۔

حضرت خالد رضؓ کی تدبیر۔ حضرت خالد رضؓ بھی اس مجلس میں موجود تھے اور حضرت ابو عبیدہ رضؓ کا منشا یہی تھا کہ خالد رضؓ ہی کوئی مشورہ پیش کریں لیکن جب خالد رضؓ نے دوسرے سرداروں کو خاموش پایا تو وہ بھی خاموش ہو گئے اور اس وقت تک نہ بولے جب تک حضرت ابو عبیدہ رضؓ نے نام لے کر انھیں نہ پکارا۔

حضرت ابو عبیدہ رضؓ نے کہا۔ خالد رضؓ تم خاموش ہو، حالانکہ تمہارے سوا اس نئی اُلجھن کو کوئی اور دور نہیں کر سکتا۔

حضرت خالد رضؓ بولے:۔

ابو عبیدہ رضؓ تم فوج کے سردار ہو اور تم امین الامت ہو تمہارے سامنے میں کیا عرض کر سکتا ہوں، اگر امر اسے ہے، تو میرے خیال میں بہتر یہ ہے کہ ہماری فوج یہاں سے ہٹ کر کسی ایسے میدان میں ڈیرے ڈالے جہاں سے مدینہ اور ہم میں کوئی رکاوٹ نہ ہو، اگر خدانخواستہ شکست بھی ہو تو ہم مدینہ میں واپس لوٹ سکیں۔

دشمنوں کو مصروف رکھنے کے لئے ایک بہادر سردار کو تھوڑی سی جمعیت کے ساتھ آگے کی طرف بڑھا دیجئے اور باقی فوج کسی مناسب اور موزوں مقام پر جا ٹھہرے۔

سب نے اس تجویز کو بہت پسند کیا۔ لیکن سوال یہ تھا کہ دشمن سے نپٹنے والی جماعت کا سردار کون بنے۔ ابو سفیان کی تحریک سے حضرت خالد رضؓ کو یہ خدمت سونپی گئی، اور وہ اپنی مخصوص سپاہ کے ساتھ دشمنوں کی طرف بڑھے۔

رومیوں سے مُڈ بھیڑ۔ رومیوں نے تھوڑی سی جمعیت کے ساتھ حضرت خالد رضؓ کو آگے کی طرف بڑھتے دیکھا تو وہ بھی فوج کے ایک حصہ کے ساتھ انھیں روکنے کے لئے آگے بڑھے۔

دونوں فوجیں ایک دوسرے سے ٹکرائیں۔ لیکن خالد رضؓ اور ان خون آشام مجاہدوں نے رومیوں کے حوصلے پست کر دئے۔ بزدل خالد رضؓ کو سزا دینے آئے تھے لیکن خود

ہو گئے۔ اور ہزاروں لاشیں میدان میں چھوڑ کر پیچھے کی طرف بھاگ نکلے اور پھر آگے بڑھنے اور خالد رضؓ کا رستہ روکنے کی ہمت نہ کی۔

جنگ یرموک۔ اس مدت میں حضرت ابو عبیدہ رضؓ دوسرے مسلمانوں کے ساتھ لئے مشہور میدان یرموک میں مناسب مقام پر ڈیرے ڈال چکے تھے۔ اور خالد رضؓ کی پیش قدمی کا مقصد یہی تھا کہ اسلامی فوج کسی مناسب مقام پر بغیر لڑے بھڑے پہنچ جائے۔ یرموک بہت مناسب جگہ تھی اس لئے اسلامی لشکر نے قسمت آزمائی کے لئے اسے ہی منتخب کیا۔ خالد رضؓ بھی اطلاع پاتے ہی یرموک کی طرف بڑھے۔

پوری اسلامی فوج چند قدم تک پیشوائی کے لئے بڑھی وہ اس حیرت انگیز بہادر کو تکبیر کے نعروں میں قیام گاہ تک لائی۔ اسلامی کیمپ سے تھوڑے فاصلہ پر رومی فوج ڈیرے ڈال چکی تھی۔ سب سے آگے جبلہ بن ایہم غسانی عربوں کے ساتھ مقدمۃ الجیش کی حیثیت سے ٹھہرا تھا۔ اور پیچھے دوسری رومی فوج تھی۔

ایک حیرت انگیز مقابلہ۔ حضرت ابو عبیدہ رضؓ نے حسب دستور جنگ کا نقشہ مرتب کرنے کے لئے سرداران فوج کی مجلس مشاورت منعقد کی۔ حضرت ابو عبیدہ رضؓ کی ذاتی رائے تھی کہ تمام فوج ایک ساتھ رومی فوج کا مقابلہ کرے۔ لیکن چونکہ تعداد بہت کم تھی اس لئے انھیں اپنی اس تجویز پورا بھروسہ نہ تھا، خالد رضؓ سے رائے طلب کی گئی تو اُنھوں نے پھر ایک حیرت انگیز تجویز کی اور ابو عبیدہ رضؓ سے ہنس کر کہنے لگے۔ یہ خدمت بھی میرے ہی سپرد کر دو۔ ابو عبیدہ رضؓ نے کہا یہ تو منظور ہے لیکن معلوم تو ہو کہ تم کروگے کیا؟

حضرت خالد رضؓ بولے۔ کرونگا یہ کہ میں جانبازوں کی ایک جمعیت لیکر ۶۰ ہزار غسانیوں کی مزاج پرسی کے لئے نکلوں گا اس سے دو فائدے ہوں گے اگر اللہ نے فتح دی تو رومی فوج بے انتہا مرعوب ہو جائیگی اور خدانخواستہ شکست ہوئی تو تم اور رومی فوج سے نپٹ لینا

ابو سفیان اور اسی قماش کے دوسرے لوگوں نے اس حیرت انگیز تجویز کی مخالفت کی۔ لیکن حضرت خالد رضؓ پر اس مخالفت کا کوئی اثر نہ ہوا۔ اور وہ اپنی بات پر اڑے رہے۔ اس پر ابو سفیان نے ایک اور تحریک پیش کی تیس کی بجائے ۶۰ مجاہد لیجئے تو مجھے بھی کوئی اختلاف نہیں۔ ابو عبیدہ رضؓ کو ان کی پہلی حیرت انگیز کامیابیوں کی بنا پر ان پر پورا اعتماد تھا۔ اس لئے انھوں نے انھیں اجازت دے دی اور ۶۰ مجاہدوں کو ان کے ساتھ کر دیا۔

۶۰ مجاہد ۶۰ ہزار غسانیوں کے مقابلہ میں۔ تاریخ اسلامی کا یہ دوسرا حیرت انگیز واقعہ ہے خالد رضؓ ۶۰ مجاہدوں کے ساتھ میدان جنگ کی طرف بڑھ رہے تھے، دوسری طرف سے ۶۰ ہزار غسانی ان کے مقابلہ پر تیار کھڑے تھے۔ ۶۰ مجاہدوں کی اس مختصر سی جمعیت کو جبلہ بن ایہم نے اپنی طرف آتے دیکھا تو جلدی سے یہ سمجھ کر آگے آیا کہ شاید یہ لوگ مصالحت کی گفتگو کرنے آئے لیکن خالد رضؓ نے جب لڑائی کا ارادہ ظاہر کیا تو اسے بے انتہا حیرت ہوئی۔ اس نے کہا خالد رضؓ ہوش میں ہو کیسی باتیں کرتے ہو تم تو بہت بڑے مدبر مشہور ہو، تمہاری حیرت انگیز سیاست دان شخصیت سے مجھے یہ توقع نہ تھی؟

خالد رضؓ بولے، میاں نصیحت رہنے دو اور مرد میدان بن کر سامنے آؤ میں باتوں میں وقت ضائع کرنا نہیں چاہتا۔ جبلہ نے یہ خشک جواب سنا اور غصے میں آکر جنگ کا اعلان کر دیا، اور دیکھنے والوں نے دیکھا کہ ایک طرف سے ۶۰ مجاہد اور دوسری طرف ۶۰ ہزار غسانی ایک دوسرے سے بھڑ گئے۔

۶۰ تلواروں کے مقابلہ میں ۶۰ ہزار تلواریں چمک رہی تھیں، مقابلہ ورد لیل پر تھا۔ غسانیوں کا خیال تھا کہ ۶۰ آدمیوں کی بساط ہی کیا ہے چند ساعتوں کے اندر ختم ہو جائیں گے، مگر یہ ۶۰ مجاہد تر نوالہ نہ تھے، ان میں سے ہر ایک میں قوموں کی قسمتیں بدلنے کی طاقت تھی۔ یہ ۶۰ ہزار غسانی کیا تھے مسلمان مجاہدوں نے صبح سے لے کر شام تک ان میں سے ۲ ہزار اشخاص کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ لیکن غسانی ان میں سے ایک کو بھی سزا نہ دے سکے اور سزا دینا تو کجا، خود ان کے قدم ڈگمگا گئے۔ اور ابھی سورج غروب ہونے نہیں پایا تھا کہ بزدل سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ اُٹھے، اور ۶۰ مجاہدوں کا یہ قافلہ خوش خوش اسلامی کیمپ میں واپس آگیا۔

کیا یہ واقعہ دنیائے تاریخ میں ایک حیرت انگیز باب نہیں اور کیا کسی قوم کی تاریخ اسی قسم کا کوئی واقعہ مثال کے طور پر پیش کر سکتی ہے؟ یقین جانئے کہ اگر حضرت خالد رضؓ کی سیرت اور کارگزاریوں کی روئداد گم بھی ہو جائے تو یہی اور صرف یہی ایک واقعہ ان کی سیرت کے جلی نقش و نگار معلوم کرنے کے لئے کافی ہے۔

دشمنوں کی سازش حضرت خالدؓ سے انتقام لینے کے لئے۔ اس شکست سے باہان رومی سپہ سالار کے ہوش اُڑ گئے، وہ سمجھا کہ جس فوج کے ۶۰ افراد ہماری ۶۰ ہزار فوج کو شکست دے سکتے ہیں ان کے مقابلہ میں میدان جنگ میں جیتنے کی توقع رکھنا فضول ہے۔ جبلہ نے بھی اس خیال کی تائید کی اور اُس نے تو یہ بھی کہا کہ اگر تم فتح چاہتے ہو تو جس طرح بھی ہو خالد رضؓ کو گرفتار کرلو۔ اگر خالد رضؓ گرفتار کر لئے گئے تو پھر عربوں کو شکست دینا میرا ذمہ ہوگا۔

باہان نے اس مشورہ پر فوراً عمل کیا اور ایک زبان آور اور ہوشیار عرب کو بلا کر خالد رضؓ کے پاس اس غرض سے بھیجا۔ کہ وہ حضرت خالد رضؓ کو گفتگوئے مصالحت کی خاطر اپنے ساتھ لے آئے۔

حضرت خالد رضؓ ڈرنے والے بہادر نہ تھے، اُنھوں نے سفیر کی دعوت منظور کی، اور ابو عبیدہ رضؓ سے اجازت لے کر سو بہادر اپنے ساتھ لئے اور رومی قیام گاہ کی طرف چلے۔

ذرا اس چیز پر غور فرمائیے کہ حضرت خالد رضؓ دو لاکھ سے زائد اور دوسری روایت کے مطابق دس لاکھ کی فوج میں داخل ہو رہے ہیں لیکن اس شان استغنا کے ساتھ کہ ہر طرف حقارت کی نظر ڈالتے ہوئے۔ ایک اتھ میان پہ

سکے۔ وہ دریہ پیادہ فوج کے بیچ میں سے ہو کر گزرتے ہیں، اور یہ منزل کٹھن طے کرنے کے بعد باہان کے خیمہ پر رک جاتے ہیں جبلہ بن ایہم باہان کی طرف سے استقبال کو بڑھتا ہے اور خالد رضؓ سے کہتا ہے کہ ہتھیار باہر رکھ کر اندر تشریف لائیے، خالد رضؓ ہتھیار کھولنے سے انکار کرتے ہیں اور فرماتے ہیں یہ نہیں ہو سکتا ہتھیار ہماری شرافت اور نجابت کی علامت ہیں ہم انھیں نہیں کھول سکتے۔ جبلہ باہان کے پاس یہ جواب لے کر جاتا ہے اور وہ ہتھیاروں سمیت خالد رضؓ کو اندر بلا لیتا ہے، خالد رضؓ اور ان کے ساتھی اندر داخل ہوتے ہیں، کیمپ کیا تھا ایک عظیم الشان محل تھا۔ ہر طرف خوبصورت ریشمی پردے لٹک رہے تھے، قالین کا فرش بچھا تھا۔ اس پر دو رویہ چاندی کی کرسیاں رکھی ہیں۔ جن پر سردارانِ فوج حسب مراتب بیٹھے تھے۔ درمیان میں باہان کی شاہانہ مسند تھی۔

خالد رضؓ اور ان کے ساتھیوں کی آمد پر صلح کا علم لہرایا گیا ان کے لئے کرسیاں پیش کی گئیں۔ مگر خالد رضؓ کرسیوں پر بیٹھنے کی بجائے قالین ہٹا کر زمین پر بیٹھ گئے۔ اور گفتگو شروع ہوئی۔ باہان نے تقریر کا آغاز کیا۔ وہ کہہ رہا تھا۔

"رومی دنیا کی ممتاز ترین قوم ہے ان سے لڑنا آسان نہیں"

خالد رضؓ نے جواب دیا۔

تمہارا خیال غلط ہے رومی کیا دنیا کی کوئی قوم بھی اس وقت تک ممتاز نہیں کہی جا سکتی جب تک وہ محمد سرورِ کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اختیار نہ کرے

باہان نے سلسلہ کلام پھر چھیڑتے ہوئے کہا۔

خالد کیا تم نہیں جانتے، تم اسی عرب قوم کے فرد ہو جو چند سال پہلے دنیا کی ذلیل ترین قوم شمار ہوتی تھی۔ جو ظالم بھی تھی اور مظلوم بھی۔

تم کو یاد ہوگا تمہاری بغاوت پر ہمارا ایک معمولی سا قلعہ دار تمہیں سزا دینے کے لئے بہت کافی ہوا کرتا تھا تم ہمارے رحم و کرم پر جیتے تھے، مگر اب تمہیں اتنی جرأت ہو گئی کہ ہم سے مقابلہ کرنے پر تلے ہو ہم تم سے مقابلہ کر سکتے ہیں۔ ہم تمہیں پہلے کی طرح سزا دے سکتے ہیں لیکن تم بے وطن ہو مسافر ہو تم پر رحم آتا ہے۔ ہم تمہیں معاف کر دینے کا وعدہ کرتے ہیں، بشرطیکہ تم آئندہ محتاط رہو، ورنہ یاد رکھو عظیم الشان انبوہ تمہیں کچل کر رکھ دے گا تم دولت کے شناسائی ہو۔ تو ہم وعدہ کرتے ہیں کہ تمہارے ہر ایک سپاہی کو ایک سو دینار تمہیں اور تمہارے دوسرے ساتھی ابو عبیدہ رضؓ کو ایک ایک ہزار دینار، اور تمہارے خلیفہ رضؓ کو دس ہزار دینار دینے پر آمادہ ہیں، لیکن شرط یہ ہے کہ تم واپسی کا قصد کرو۔

رومی سپہ سالار تقریر کر چکا تو حضرت خالد رضؓ اٹھے۔ اللہ کی حمد بیان کی سرکارِ دو عالم پر درود بھیجا اور فرمایا۔

"تم نے ہماری پچھلی حالت کے متعلق جو کچھ کہا بالکل صحیح کہا۔ ہم ذلیل و رسوا تھے۔ مگر ایک بزرگ و برتر عرب نے ہماری کایا پلٹ دی۔ ہمیں ذلت سے اٹھایا اور عزت کا تاج ہمارے سر پر رکھا۔

یہ گنبدِ خضرا میں آرام فرمانے والے آقا کا فیض ہے کہ ہم میں دنیا کو الٹ دینے کی استعداد پیدا ہو گئی،

تم ہمیں مال و دولت دے کر اس فرض سے روکنا چاہتے ہو جو ہمارے آقا کی طرف سے ہم پر عائد ہوتا ہے۔

یہ نہیں ہو سکتا۔ ہم مال و دولت کے لئے لڑنے نہیں نکلے ہم خدا کا پیغام عام کرنے آئے ہیں اور یہ پھیل کر رہے گا۔"

باہان نے جواب دیا۔ تم تو بڑے عقلمند اور سمجھدار آدمی ہو، تم سے ہمیں توقع ہے کہ تم مصالحت کی گفتگو کرو گے۔

خالد رضؓ یہ تو بتاؤ کہ تم جیسے سمجھدار شخص کو اپنے ساتھ سو دربار کو لانے کی کیا ضرورت پیش آئی

خالد رضؓ بولے۔ ہم میں سے کوئی کسی دوسرے پر ممتاز نہیں، ہم سب کی حیثیت یکساں ہے۔ یہ میرے ساتھی، مجھ جیسے ہی عقلمند و دانا ہیں۔ ان کا مشورہ میرے لئے انتہائی ضروری ہے اور ہم بلا مشورہ کوئی بات کرنے کے عادی نہیں۔

باہان نے پوچھا۔

یہ سب صحیح لیکن کیا کوئی ایسی صورت بھی ہو سکتی ہے کہ ہم اور تم دوست بن جائیں۔

خالد رضؓ نے جواب دیا۔

کیوں نہیں۔ ہم تم بھائی بھائی بن سکتے ہیں۔ لیکن ایک شرط سے تم اسلام قبول کر لو۔

باہان نے کہا۔

کیا اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں؟

خالد رضؓ نے جواب دیا۔

"جزیہ دو اور ہماری سیاسی نگرانی قبول کر لو۔ ورنہ تمہارے ڈرانے دھمکانے سے کام نہیں بنے گا، واللہ تعالیٰ ہم کو غلبہ دے گا۔

باہان نے حضرت خالد رضؓ کے اس جواب کو گستاخی پر محمول کیا۔ اس کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو گئیں۔ نتھنوں سے آگ نکلنے لگی۔ لیکن سامنے خالد رضؓ تھے اس لئے غصہ پی کر بولا۔

تمہیں اس گستاخی کی سزا دیتا مگر تم سفیر ہو، البتہ تمہاری

اس گستاخی کی سزا میں، تمہارے ان پانچ ساتھیوں کو تمہارے
سامنے قتل کر دیا جائے گا جو کل جنگ میں ہمارے ہاتھ آئے تھے۔

بے انتہا جرارت کا مظاہرہ۔ باہان کی زبان پر آخری الفاظ تھے کہ حضرت خالد رضؓ نے تلوار کے دستے پر ہاتھ رکھا۔ کھٹ سی ہوئی اور دوسری ساعت دیکھنے والوں نے دیکھا کہ ایک سو ایک تلواریں فضا میں چمک رہی تھیں۔

تلوار بے نیام کرنے کے بعد خالد رضؓ نے شیر کی سی گرج میں باہان سے مخاطب ہوتے کہا:-

باہان۔ یاد رکھو، میرے قیدی دوستوں کا اگر تم نے بال
بیکا بھی کیا تو خدا کی قسم ان کا انتقام میں تم سب سے لوں گا
اور ایک درباری کو بھی زندہ بچ کر جانے نہیں دوں گا۔

حضرت خالد رضؓ کے اس اعلان سے باہان لرز گیا، اس نے خالد رضؓ سے نہایت لجاجت سے درخواست کی کہ وہ تلواریں میان میں کر لیں، یہ جو کچھ ہوا معاف ہے ہم تو دوست ہیں اور تمہارے قیدی ساتھیوں کو چھوڑنے کے لئے تیار ہیں۔

حضرت خالد رضؓ اس کامیاب سفارت کے بعد قیام گاہ کو واپس لوٹے، تو ابو عبیدہ رضؓ سے درخواست کی کہ کل کے لئے فوج کو لڑائی کے لئے تیار رہنے کا حکم دیں۔

واقدی کہتے ہیں جب رات نے اپنے سیاہ پردے کائنات سے سمیٹے اور نقیب سحر نے صبح کی آمد کا اعلان کیا تو مسلمان فوج نماز سے فراغت کے بعد جنگ کے لئے تیار ہوئی حضرت ابو عبیدہ رضؓ نے اعلان کرایا کہ آج خالد رضؓ سپہ سالار ہوں گے اور ہر شخص ان کے احکام کی پیروی کرے گا۔

جنگ یرموک کا تیسرا دن۔ حضرت ابو عبیدہ رضؓ یہ حکم دیتے ہی پیچھے ہٹ آئے ان کی جگہ حضرت خالد رضؓ نے لی، انھوں نے فوج کو از سر نو ترتیب دیا میمنہ اور میسرہ پر بہادر اور جری صحابہ رضؓ کو متعین فرمایا۔ اپنی مخصوص سپاہ کے چار حصے کئے۔ تین حصے، دوسرے بہادروں کی نگرانی میں دئے اور ایک حصہ اپنے ساتھ رکھا۔

ادھر سے اسلامی فوج تکبیروں کا اعلان کرتی آگے بڑھی، دوسری طرف سے رومیوں کا ٹڈی دل آگے کی طرف سرکا، رومیوں کی کثرت دیکھ کر ایک مسلمان بے ساختہ کہہ اُٹھے۔

"خدا کی پناہ کس قدر بے پناہ فوج ہے"

حضرت خالد رضؓ نے یہ آواز سُن پائی اور ڈانٹ کر کہا۔

"خدا کی قسم اگر میرے گھوڑے کے سُم خراب نہ ہوتے تو
میں دنیائے کفر کو چیلنج کرتا کہ وہ اتنی ہی سپاہ اور میرے
مقابلہ میں لے آئے"

جب دونوں فوجیں مقابل ہوگئیں تو سب سے پہلے انفرادی لڑائی شروع ہوئی ایک رومی سردار قوی ہیکل دیو کی صورت تلوار ہلاتا سامنے آیا۔

اور اس کو مسلم رومی، مسلمانوں کی طرف سے مقابلہ کو نکلے۔

دونوں رومی ایک مسلمان اور ایک کافر ایک دوسرے پر لپکے، اور اس گھوڑے سے گر کر زخمی ہو گئے۔ تو ان کی جگہ حضرت قیس نے لی، قیس کی تلوار لڑتے لڑتے ٹوٹ گئی، تو عبدالرحمٰن بن ابی بکر انھیں بچانے آگے بڑھے دو رومی بھی ان کو آگے بڑھتا دیکھ کر سامنے آگئے۔ اور انھیں طعنہ دیا کہ ایک کے مقابلہ میں دو کو لڑتے شرم نہیں آتی۔

حضرت عبدالرحمٰن نے جواب دیا کہ ایک مسلمان تو تم تینوں کو ختم کر سکتا ہے، ذرا سامنے تو آؤ۔

یہ کہتے ہی حضرت عبدالرحمٰن نے پینترا بدل کر پہلے ایک اور پھر دوسرے رومی کو موت کے آغوش میں سُلا دیا۔ پہلے رومی کو قیس نے دبوچا اور قتل کر دیا۔

اب انفرادی لڑائی کی جگہ اجتماعی لڑائی ہونے لگی، رومی اور مسلمان ایک دوسرے پر بڑھ بڑھ کر وار کرنے لگے۔ ہر طرف انسانی اعضاء کٹ کٹ کر گر رہے تھے۔ خون کی ندیاں بہہ رہی تھیں۔ گویا دنیا کی دو بڑی تہذیبیں ایک دوسرے کو ختم کرنے کے لئے خون کی ہولی کھیل رہی تھیں۔

شام تک دونوں فوجیں بڑی جرأت اور بہادری کا ثبوت دیتی رہیں۔ رفتہ رفتہ سیاہی پھیلنے لگی اور رومی فوج کی طرف سے واپسی کا بگل بجا اور بدنصیب قوم آج کے نقصانِ جان پر ماتم کرتی ہوئی قیام گاہ کو واپس ہو گئی۔

اس لڑائی کا اثر۔ آج کی جنگ کا اثر جو کچھ ہوا اس کا اندازہ اس چیز سے لگایا جا سکتا ہے کہ واپس ہوتے ہی باہان نے مجلس مشاورت منعقد کی، فوج کے افسروں سے مشورہ کیا کہ آج کے نقصان کی تلافی کی یہی صورت ہے کہ چند دن تک لڑائی ملتوی کر دی جائے، اور کسی دن اچانک مسلمانوں پر جا پڑیں اور اس طرح انھیں شکست دے دی جائے۔

حضرت خالد رضؓ التوائے جنگ کے معنی خوب سمجھتے تھے انھوں نے حضرت ابو عبیدہ رضؓ سے کہا بھی کہ باہان کوئی دھوکا اور فریب دینا چاہتا ہے اس لئے آپ اس کو التوائے جنگ کا موقعہ نہ دیجئے۔

حضرت ابو عبیدہ رضؓ نے جواب دیا۔ جب وہ آرام کا خواہشمند ہے تو اسے جبراً لڑائی پر آمادہ کرنا آئینِ شرافت کے خلاف ہے۔

حضرت خالد رضؓ اس جواب سے مطمئن نہ ہوئے اس لئے انھوں نے اپنی مخصوص سپاہ کو حکم دیا کہ ہر وقت تیار رہے اور اگر کسی وقت دشمن اچانک ٹوٹ پڑے تو اس کا مقابلہ جی توڑ کر کرنا۔

اور یہی ہوا، ابھی ایک ہفتہ بھی گزرنے نہ پایا تھا کہ ایک صبح کو جب مسلمان نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو رومیوں کی فوج ان پر ٹوٹ پڑی خالدؓ

بجلی کی سی تیزی سے اپنے مخصوص دستہ کو لے کر آگے بڑھے تاکہ فوج تیار ہو کر سامنے آجائے۔

واقدی کہتے ہیں کہ رومی حضرت خالدرض کو اپنی طرف آتے دیکھ کر پیچھے ہٹے لیکن خالدرض نے انھیں بھاگنے کا موقع نہ دیا۔ رومی ناچار پلٹے اور ایک سخت جنگ ہوئی۔

حضرت خالدرض دشمنوں کی صفیں چیر کر ان کے وسط میں جا پہنچے اور حیرت انگیز بہادری کے جوہر دکھائے۔ وہ شیر کی طرح رومی بھیڑوں کے غولوں پر حملے کر رہے تھے، کہ ان کے حملوں سے تنگ آکر رومی فوج پیچھے ہٹنی شروع ہوگئی

اب شام ہو چکی تھی۔ اندھیرا پھیلتا جا رہا تھا۔ اور دونوں فوجیں کل کے وعدہ پر ایک دوسرے سے جدا ہو گئیں۔ دوسری صبح بھی رومیوں ہی کی طرف سے لڑائی کا آغاز ہوا اور آج بھی سب سے پہلے مسلمانوں کی طرف سے جو بہادر رومیوں کو روکنے نکلا۔ وہ خالدرض سیف اللہ ہی تھے۔

آج بھی لڑائی بڑی سخت ہوئی۔ رومی کل کا انتقام لینے آئے تھے۔ مگر خالدرض اور ان کے جان باز ساتھیوں نے ان کے حوصلے پست کر دئیے دوپہر کے بعد رومیوں نے اجتماعی جنگ پر انفرادی جنگ کو ترجیح دی۔

خالدرض کی انفرادی جنگ۔ پہلے رومی سردار باری باری سامنے آتے اور ہر مسلمان بڑھتے، پھر رومی نواب مقابلہ میں نکلے۔ ادھر سے بزرگ صحابہ مقابلہ میں جاتے رہے۔ آخر میں حضرت خالدرض ابن ولید انفرادی جنگ کے لئے مقابلہ میں آئے۔ باہان کو خود تو حضرت خالدرض کے مقابلہ میں آنے کی ہمت نہ ہوئی البتہ اپنے ایک نائب کو آگے بھیجا، حضرت خالدرض نے چند ساعتوں کے اندر اسے ختم کر دیا۔

انفرادی لڑائی کو ناکام دیکھ کر باہان نے ایک لاکھ رومی تیراندازوں کو دفعتاً تیر برسانے کا حکم دیا۔ تیروں کی بارش اس زور سے شروع ہوئی کہ مسلمانوں کے ایک حصے کو جدھر اس بارش کا رُخ تھا، پیچھے ہٹنے کی ضرورت لاحق ہوئی

مسلمان عورتیں جو آخر میں لڑائی کا تماشہ دیکھ رہی تھیں سمجھیں کہ مسلمان بھاگ رہے ہیں۔ وہ تیزی سے آگے بڑھیں۔ خنجر ہاتھ میں لے لئے اور چلائیں:۔

"خبردار کوئی اگر پیچھے کی طرف بڑھا تو ہم اس کا خون بہا دیں گے"

اور نہ صرف زبانی طعنے دئے بلکہ ان کو اپنے ساتھ لے کر دشمن پر بڑھیں۔

بلاذری کا بیان ہے کہ مسلمان عورتوں نے اس دن بے انتہا جرأت دکھائی۔ ہندہ ابوسفیان کی بیوی اور امیر معاویہ کی ماں بھی۔ خنجر ہاتھ میں لیکر پکار پکار کر کہہ رہی تھیں۔

"نحن العرب لا نحاذر۔ ہم عرب ہیں۔ ہمیں بھاگنا نہیں آتا۔

حضرت خالدرض دوسرے محاذ پر لڑ رہے تھے۔ اُنھوں نے یہ عالم دیکھا تو برق کی رفتار سے اس بازو کی طرف بڑھے اور اپنی مخصوص سپاہ کی اعانت کے ساتھ رومیوں پر اس زور سے حملے کئے کہ رومی پیچھے کی طرف ہٹنے لگے۔

بلاذری کہتے ہیں اور یہی طبری کا بھی بیان ہے کہ خالدرض نے اس دن جو جرأت دکھائی اور خالدرض اس دن جس بہادری اور بے جگری سے لڑے، اس کی مثال نہیں مل سکتی،

اب رات ہو چکی تھی۔ سیاہی ہر طرف پھیل گئی، رومی فوج اپنی شکست و ہزیمت کو چھپانے کے لئے واپسی کے بگل بجاتی قیام گاہ کو لوٹی۔

دوسری صبح جب شاہ خاور آگ کے نیزے ہاتھ میں لے کر سیاہی کے سینہ کو چھیدتا ہوا مشرق سے طلوع ہوا تو رومی فوج باہان سپہ سالار افواج روم کی سپہ سالاری میں ایک نئی شان اور نئی آن بان کے ساتھ مقابلہ میں نکلی۔

باہان کل کی جنگ سے بے حد متاثر تھا اور آج وہ اس ارادہ سے آیا تھا کہ یا خود اور اپنی فوج کو کٹا دے گا یا دشمنوں کو کاٹ دے گا۔

رومی فوج کی طرف سے آغاز جنگ کے طور پر ایک رومی نواب بڑی شان و شوکت سے سر سے پاؤں تک لوہے میں غرق سونے کی صلیب گلے میں ڈالے۔ ایک قوی ہیکل اور دیو پیکر گھوڑے پر سوار میدان جنگ میں نکلا۔ مسلمانوں کی طرف سے حضرت ضرارض صرف ایک تہبند باندھے، گلے سے ننگے زرہ بکتر یا دوسرا کوئی بچاؤ کا لباس پہنے بغیر، ننگے گھوڑے کی پشت پر سوار گلے میں تلوار حمائل کئے اور ہاتھ میں نیزہ لئے مقابلہ کو آئے۔ دشمن خدا رومی سمجھا کہ یہ ننگے بدن وحشی میرا مقابلہ کیا کرے گا لیکن چند منٹوں کے اندر اسے قدر و عافیت معلوم ہوگئی اور حضرت ضرارض اسے گھوڑے سے نیچے گرا کر اس کے سینے پر چڑھ بیٹھے اور اس کا کام تمام کر دیا۔ ادھر ضرارض نے رومی سردار کا سر قلم کیا اور اُدھر خالدرض اللہ اس بزرگ و برتر صحابی پر اپنی ہزاروں رحمتیں نازل فرمائے۔ اپنے مخصوص دستہ کے ساتھ رومیوں پر ٹوٹ پڑے، اور دوسرے مسلمان بھی ان کے ساتھ بڑھے اور اس قدر حیرت انگیز طریق سے دشمنوں کو کاٹا کہ شام ہونے سے پہلے پچاس ہزار لاشوں کے سوا رومیوں کا ایک نفر بھی میدان جنگ میں کھڑا نہ رہ سکا کچھ بھاگے اور بہت سے گرفتار ہوگئے۔

ابن الاثیر نے مقتولین کی تعداد پچاس ہزار لکھی ہے۔ لیکن واقدی کہتے ہیں کہ قتل ہونے والوں کی تعداد ایک لاکھ سے کم نہ تھی۔ خواہ مقتولین کی تعداد پچاس ہزار مانی جائے یا ایک لاکھ یہ ماننا پڑے گا کہ رومی فوج میں سے صرف چند سو سپاہی بھاگنے میں کامیاب ہوسکے۔

خود ابن الاثیر نے رومی فوج کی تعداد دو لاکھ سے زائد لکھی ہے۔ پچاس ہزار رومی اس معرکہ میں کام آئے اور پچاس ہزار کے قریب پہلے دونوں کی لڑائیوں میں مارے گئے تو ایک لاکھ پھر بھی باقی بچتے ہیں اور یہ سب

بھاگ کر جان نہیں بچا سکے۔

بہرصورت جنگ یرموک کی فتح، خالد رضؓ بن ولید کی حیرت انگیز کامیابی ہے اور لطف یہ ہے کہ یرموک کے دنوں میں وہی سپہ سالار اعظم تھے۔ حضرت خالد رضؓ کے حکم سے نہیں ابو عبیدہ رضؓ کے حکم سے یہ فتح اگر ابو عبیدہ رضؓ کے ریکارڈ میں بھی لکھی جائے تو پھر بھی خالد رضؓ کی حیرت انگیز جرات و بہادری ہی اس فتح کا باعث ہے۔

انطاکیہ کا معرکہ۔ گو فتح یرموک نے رومیوں کا زور توڑ دیا۔ لیکن ابھی ان کی آس نہیں ٹوٹی تھی۔ انھیں امید تھی کہ وہ اپنا چھنا ہوا ملک واپس لے لیں گے اور اس امید پہ ہرقل بادشاہ روم ابھی مقابلہ کی آرزو رکھتا تھا۔ انطاکیہ میں اس کے پاس ایک لاکھ کے قریب فوج تھی۔ وہ ایک لاکھ فوج کی مدد سے اپنی بگڑی بنانا چاہتا تھا۔ اس لئے حضرت ابو عبیدہ رضؓ کی آمد کی خبر سنتے ہی اس نے اپنی سپاہ کو مقابلہ کے لئے بھیجا۔ وہ خود پوشیدہ طور سے بھاگ نکلا۔

رومی سپاہ نے انطاکیہ کے قریب اسلامی فوج کا رستہ روکا۔ اس موقعہ پہ بھی اسلامی فوج کی کمان حضرت خالد رضؓ نے کی۔ اور بہترین پیمانہ پہ فوج کو ترتیب دیا۔

رومی فوج نے مقابلہ تو کیا لیکن جلد ہی جی ہار گئے اور بھاگ نکلے، انطاکیہ والوں نے ڈر کر لڑائی کئے بغیر مصالحت کی درخواست کی اور مناسب شرائط پر ان سے صلح ہو گئی۔

ان ہی دنوں حمص والوں نے بغاوت کی۔ حضرت خالد رضؓ وہاں پہنچے اور بہت جلد انھیں راہ پہ لے آئے۔

فوجی خدمات سے کنارہ کشی۔ یہ خالد رضؓ کی آخری کامیابی ہے اس کے حضرت خالد رضؓ نہ صرف شام بلکہ تمام تر فوجی خدمات سے سبک دوش ہو جاتے ہیں۔

خالد رضؓ کی سبک دوشی یا عزل کی داستان بڑی تکلیف دہ ہے، اور اس داستان سننے اور سنانے والے دونوں کے لئے بڑے جگر کی ضرورت ہے حضرت خالد رضؓ کی اس جبری سبک دوشی کے متعلق مورخین نے بہت کچھ لکھا ہے اس میں کچھ ایسی روایتیں بھی ہیں جو تصدیق کی محتاج ہیں۔ ہم ان سب کو مختصر طور پر درج کئے دیتے ہیں۔ تاکہ پڑھنے والے صحیح نتائج اخذ کر سکیں۔ شروع میں سپہ سالاری عام کے منصب سے حضرت خالد رضؓ کی معزولی کے متعلق کافی بحث کر چکے ہیں۔ اب بعد کے واقعات کے ذکر پہ ہی اکتفا کریں گے۔

حضرت خالد رضؓ کی قنسرین میں جاگیر تھی، وہ اپنے دوستوں سمیت وہیں رہتے تھے۔ کہ اسی دوران میں انھوں نے ایک شاعر کو ایک ہزار دینار انعام میں دئے، کسی پرچہ نویس نے یہ خبر حضرت فاروق اعظم رضؓ کو لکھ بھیجی کہ حضرت خالد رضؓ نے مال غنیمت میں سے ایک ہزار دینار فلاں شاعر کو دئے ہیں اور ساتھ ہی یہ خبر بھی وضع کر دی کہ خالد رضؓ نے حمص کے ایک حمام میں شراب سے ملی ہوئی دوا کو بدن پہ مل کر غسل کیا ہے۔

حضرت عمر رضؓ نے پرچہ پڑھا تو ایک نامہ بھیجا تھا۔ ابو عبیدہ رضؓ کو پیغام بھیجا کہ خالد رضؓ کو بر سر عام بلا کر اس الزام کی تحقیقات کریں اور اگر صحیح ثابت ہو تو ان کو ان کے عہدہ سے برطرف کر دیں۔

نامہ بر یہ چٹھی لے کر ابو عبیدہ رضؓ کے پاس آئے، ابو عبیدہ رضؓ نے حمص کی مسجد میں برسر عام تمام مسلمانوں کی موجودگی میں خالد رضؓ کو طلب کیا۔ نامہ بر نے حضرت عمرؓ کا خط پڑھا اور جواب طلب کیا۔ حضرت خالد رضؓ یہ الزام سن کر سناٹے میں آ گئے۔ انھیں حیرت ہوئی کہ مجھ پر جس نے ساری عمر اسلام کی انتہائی خدمات انجام دیں، جس نے اسلام کے لئے ہر قسم کی مصیبت سہی اس قسم کا الزام لگایا جا رہا ہے۔

حضرت خالد رضؓ کو اس الزام سے انتہائی رنج ہوا۔ وہ دوستوں کا منہ تکنے لگے۔ حضرت ابو عبیدہ رضؓ بھی جنہیں خالد رضؓ بے حد عزیز تھے، انتہائی مغموم تھے۔ اور سر جھکائے خاموش کھڑے تھے کہ اتنے میں حضرت بلال رضؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موذن آگے بڑھے سوال دہرایا۔

خالد رضؓ پھر بھی خاموش رہے تو انھوں نے خلیفہ رضؓ کے حکم کی تعمیل میں عزل کا اعلان کیا اور ساتھ ہی عزل کی علامت کے طور پر حضرت خالد رضؓ کے سر پر سے سپہ سالاری کا خود اتارا، ان کے عمامہ سے ان کے ہاتھ ... ... باندھے اور انھیں ابو عبیدہ رضؓ کے پاس لے گئے۔ حضرت خالد رضؓ دنیائے تاریخ کے ایک عظیم الشان سپہ سالار، خاموشی سے یہ سب سلوک برداشت کرتے رہے۔ ابو عبیدہ رضؓ کے قریب لائے گئے تو بلال رضؓ نے پھر وہی سوال کیا۔

وہ روپیہ جو تم نے شاعر کو دیا کہاں سے لیا؟

خالد رضؓ نے بہت ہی پست آواز میں جواب دیا۔

وہ میرا ذاتی روپیہ تھا۔

حضرت بلال رضؓ نے یہ جواب سنتے ہی، حضرت خالد رضؓ کے ہاتھ کھول دئے ان کے سر پہ پہلے کی طرح عمامہ باندھا۔ اور خود رکھا اور فرمایا۔

خالد رضؓ تم ہمارے محبوب سردار تھے، ہم تمہاری عزت کرتے تھے۔ اور خدا کی قسم اب بھی تم ہمارے پہلے کی طرح سردار ہو اور ہم تمہاری پہلے ہی کی طرح عزت کرتے ہیں۔

حضرت خالد رضؓ اس اعلان برأت کے بعد بھی بہت دیر تک سکتے میں رہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حضرت خالد رضؓ کو اس چیز کا کوئی افسوس نہیں تھا کہ انھیں برسر عام کیوں ذلیل کیا تھا۔ انھیں تعجب تو تھا اس الزام پر کہ انھوں نے بیت المال سے خیانت کی۔

حضرت خالد رضہ اس چیز کو برداشت نہیں کرسکتے، انھیں کہا جائے کہ انھوں نے اسلام سے غداری کی قوم کا مال کھایا۔ یہ الزام معمولی الزام نہ تھا، پھر سوچنے کی چیز ہے کہ الزام اس شخص پر لگایا جارہا ہے جو عظمت و بزرگی کے اعتبار سے، خلفائے اربعہ رضہ کے پلّے کا صحابی ہے الزام اس پر لگایا جارہا ہے، جس نے فتنۂ ارتداد کو مٹایا۔ جس نے عراق کو فتح کیا۔ جس نے شام میں رومیوں کی حکومت کا تختہ اُلٹ دیا۔ اس حقیقت نفس الامری کے باوجود خالد رضہ نے خلیفۂ برحق حضرت فاروق رضہ کے احکام کی جس طرح تعمیل کی اس کی مثال دنیائے تاریخ پیش نہیں کرسکتی۔ خالد رضہ اگر چاہتے تو کوئی بہت بڑا فتنہ اُٹھا سکتے تھے۔ لیکن خالد رضہ سے متعلق اس قسم کا خیال دل میں لانا بھی بہت بڑا کفر ہے۔ خالد رضہ اسلام کے لئے جماعت کے نظم و نسق کے لئے ہر قسم کی قربانی کر سکتے ہیں۔ ہر قسم کی ذلت سہ سکتے تھے مگر انھیں ایک لمحہ کے لئے بھی یہ گوارا نہیں ہوسکتا تھا کہ وہ جماعت کے نظام کو خراب کریں اور تفریق و عداوت کے جذبات کو پھیلائیں۔ اس لئے انھوں نے معزولی کا حکم سُنا۔ انھیں اس منصب سے ہٹادیا تھا۔ جس پر سب سے پہلے انھیں ان کے آقا اور مرشد صلی اللہ علیہ وسلم نے مامور فرمایا تھا۔ انھیں اس منصب سے ہٹادیا گیا جس پر انھیں خلیفۂ اول اور ان کے دوست حضرت ابوبکر رضہ نے سرفراز کیا تھا۔ وہ اس منصب سے خوشی سے ہٹ گئے۔ حرفِ شکایت تک زبان پر نہیں لائے۔ برسرِ عام یہ تک نہیں کہا کہ انھیں اس منصب سے کیوں ہٹایا گیا۔ انھوں نے اپنے دوست بلال رضہ سے شکایت تک نہ کی کہ انھوں نے سارے مسلمانوں کی موجودگی میں جوان کا نام لے لے کر جیتے تھے، کیوں ذلیل کیا گیا۔

بلال رضہ نے ان کے سر سے عمامہ اُتارا۔ اور پھر باندھ بھی دیا۔ تو انھوں نے ان کی طرف دیکھا ضرور مگر زبان سے کچھ نہ کہا۔

یہ ضرور کہا کہ روپیہ میرا ذاتی تھا۔ مگر یہ شکایت نہیں کی کہ تم لوگوں نے میرے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا۔

مجمع برخواست ہوا، ابوعبیدہ رضہ نے اس واقعہ کی تفصیل حضرت فاروق رضہ کو لکھ بھیجی۔ اور حضرت خالد رضہ اپنی جاگیر پر چلے گئے بہت ممکن ہے ان سے محبت کرنے والوں نے انھیں اُکسانے کی کوشش کی ہو۔ مگر جو شخص اسلام کا ہو چکا تھا، جو شخص اپنا سب کچھ اسلام پر نثار کرچکا تھا اسے اسلام اور خلیفہ رضہ کے خلاف اُکسانا کوئی آسان کام نہ تھا

کچھ دنوں بعد، حضرت فاروق رضہ نے انھیں مدینہ طلب کیا۔ وہ بہت خوشی سے مدینہ پہنچے۔ حضرت عمر رضہ سے انھوں نے برسرِ عام یہ ضرور کہا۔ عمر رضہ میرے ساتھ وہاں جو کچھ ہوا، میں مسلمانوں کو شاہد بنا کر کہتا ہوں کہ جائز نہیں ہوا۔ یہ فرمایا اور گھر چلے آئے۔

حضرت عمر رضہ نے پھر کسی موقعہ پر پوچھا تو وہ روپیہ کہاں سے آیا تھا؟

حضرت خالد رضہ نے جواب دیا۔

"وہ میرا ذاتی روپیہ تھا؟"

حضرت عمر رضہ نے پوچھا تمہارے پاس اتنا روپیہ کہاں سے آیا!

حضرت خالد رضہ بولے۔ مالِ غنیمت میں سے!

حضرت فاروق رضہ کا دل صاف ہوگیا۔ انھوں نے جو کچھ ہوا اس پر معافی چاہی اور اسی وقت تمام قلمرو اسلامیہ کے گورنروں کو لکھا کہ عام منادی کرادی جائے کہ حضرت خالد رضہ کو سپہ سالاری کے عہدے سے اس لئے نہیں ہٹایا گیا کہ وہ نعوذ باللہ خائن تھے بلکہ اس لئے ہٹایا گیا ہے کہ لوگوں کے دلوں میں یہ خیال بیٹھتا جارہا تھا کہ اسلامی فتوحات کا باعث خالد رضہ ہی ہیں۔ اللہ فتح دینے والا نہیں۔

یہ اعلان گو بہت بعد کی چیز تھی لیکن کم از کم دنیا والوں کو یہ تو معلوم ہوگیا۔ کہ عمر رضہ نے خالد رضہ کے متعلق جو کچھ سنا تھا وہ صحیح نہ تھا اور حق بات تو یہ ہے کہ حضرت خالد رضہ کے متعلق اس قسم کا خیال کسی طرح بھی صحیح نہیں ہوسکتا ہم نہیں کہہ سکتے۔ حضرت فاروق رضہ کو کن لوگوں نے اس غلط فہمی میں ڈالا، لیکن جنہوں نے ڈالا اچھا نہیں کیا۔

وفات ۔ حضرت عمر رضہ کی خلافت کے آٹھویں سال بعض روایات کے مطابق مدینہ میں اور بعض روایات کے مطابق حمص میں حضرت خالد رضہ کا انتقال ہوا۔

یہ عجیب بات ہے کہ دنیا کا وہ عظیم الشان مجاہد جو موت سے ڈرنا گناہ سمجھتا تھا۔ جو جنگ میں اس طرح شامل ہوتا جیسے بچے کھیل میں شریک ہوتے ہیں اسے شہادت کی موت نصیب نہ ہوئی وہ میدانِ جنگ میں شہادت پاسکا خود حضرت خالد رضہ کو اس چیز کا انتہائی افسوس تھا اور آخر وقت جب وہ اپنے رب کے حضور میں اپنے عظیم الشان کارناموں پر انعام پانے جارہے تھے تو انھوں نے بسترِ مرگ پر لیٹے لیٹے فرمایا۔

"مجھے دیکھو۔ میں۔ چارپائی پر ایک بزدل کی موت مر رہا ہوں"۔

حضرت خالد رضہ نے چارپائی پر مرنے کو بزدلی کی موت قرار دیا۔ یہ ان کا انکسار تھا۔ ورنہ دنیا جانتی ہے کہ ان سے زیادہ بہادر مادرِ گیتی نے بہت کم بچے جنے ہوں گے۔ دنیا والے ان کی تعریف میں حضرت صدیق رضہ کے یہ الفاظ کبھی فراموش نہیں کرسکتے۔

مسلمانوں تمہارے شیر نے ایران کے شیر کو پچھاڑ لیا۔

خدا کی قسم خالد رضہ جیسا بہادر کوئی ماں بچہ نہیں جن سکی۔"

یہ الفاظ صدیق اکبر رضہ نے سرورِ کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے رفیق اور مسلمانوں کے خلیفۂ اول نے فرمائے۔ وہ شام کی سرزمین پر حضرت خالد رضہ کے عظیم الشان کارناموں کو دیکھنے کے لئے اگر زندہ رہتے، تو خدا جانے کیا الفاظ کہتے۔ اس لئے حضرت خالد رضہ نے وفات پاتے وقت اپنے متعلق جو کچھ کہا وہ یقیناً انکسار ہے۔

حضرت خالد رضؓ کی وفات، ایک بہت بڑے بہادر، ایک عظیم الشان جرنیل اور ایک رحم دل حاکم اور مخیر مسلمان کی وفات ہے۔

وفات سے پہلے اُنھوں نے جو وصیت کی وہ بھی سننے سے تعلق رکھتی ہے اُنھوں نے لکھوایا۔

"میرے ہتھیار، میرے گھوڑے اور سامانِ جنگ ان نوجوان مجاہدوں میں تقسیم کر دیا جائے جو جہاد کی آرزو تو رکھتے ہیں مگر ان کے پاس اسلحہ نہیں"

یہ وصیت کی اور دنیائے اسلام کی یہ باعظمت شخصیت ایک میدان جنگ میں نہیں سینکڑوں میدانِ جنگ فتح کرنے کے بعد اس دنیا سے رخصت ہو گئی۔

دوستوں نے حتیٰ کہ دشمنوں نے اس بہادر اور رحم دل سپہ سالار کی موت پر خون کے آنسو بہائے حضرت خالد رضؓ کی موت پر ان لوگوں نے بھی افسوس کیا جو میدان جنگ میں ان سے شکست کھا چکے تھے۔ اس لئے وہ ایک بہادر، با اصول اور شریف مقابل تھے۔

سیرت و کردار اور عام عادات و اطوار۔ گو ایک سپاہی کی سیرت کے نقوش کچھ زیادہ مختلف نہیں ہوتے، ہر اچھا سپاہی، تقریباً یکساں، عادات و اطوار رکھتا ہے۔ لیکن حضرت خالد، جس طرح ایک سپاہی کی حیثیت سے عدیم النظیر تھے اسی طرح اپنی شخصیت کے اعتبار سے بھی خصوصیت سے حضرت خالد رضؓ جیسی بڑی شخصیت کے سپہ سالار عمل اور ان کی سیرت میں زمین و آسمان کا فرق نظر آتا ہے۔ حضرت خالد رضؓ جہاں میدانِ جنگ میں ہر ایک پر بھاری ہوتے، وہاں عادات و اطوار اور پاکیزگی اخلاق کے اعتبار سے بھی بے شمار لوگوں سے فائق تھے۔ نہایت ہنس مکھ، باذوق اور سلیم الطبع بزرگ تھے۔ چھوٹوں سے کمزوروں سے بے انتہا محبت کرتے، غریبوں کی امداد ضروری جانتے اور فیاضی میں تو مثال نہیں رکھتے تھے۔ بڑی بڑی رقمیں حاجت مندوں کو عطا فرما دیتے۔

صبح سے لے کر شام تک اگر میدان میں رہتے، تو رات کے وقت مصلیٰ کی پیٹھ پر سوار ہوتے اور گھنٹوں اپنے رب کے حضور میں عجز و نیاز کا ثبوت پیش فرماتے رہتے،

ہمیشہ نہایت سادے مگر صاف ستھرے کپڑے پہنتے۔ عمدہ گھوڑوں اور ہتھیاروں کے شوقین تھے۔ لڑائی کے وقت بھولی دشمنی نہ بجھا رہتے، جو بات حق ہوتی صاف صاف کہہ دیتے۔ سوائے خدا کے کسی سے نہ ڈرتے دشمن کی بڑی سے بڑی فوج سے اکیلے لڑنے کے لئے تیار ہو جاتے۔

نہایت عقلمند، ذہین اور معاملہ فہم تھے۔ جنگ سے متعلق تمام امور پر پوری مہارت حاصل تھی۔ کوئی کام بلا سوچے سمجھے نہ کرتے۔ دوستوں کے کام کی ہمیشہ تعریف کرتے۔ کسی سے حسد نہ کرتے۔ دوستوں اور دشمنوں سے ہمیشہ انصاف سے پیش آتے، جب بولتے کام کی بات کہتے ورنہ خاموش رہتے۔

حضورؐ سے عقیدت تھی۔ حضورؐ سے بے انتہا عقیدت تھی۔ حضورؐ کے وصال تک حضورؐ کی خدمت میں رہے اور وصال کے بعد بھی ساری عمر حضورؐ کے مشن کی خدمت میں صرف فرما دی۔

مدینہ سے بے انتہا محبت تھی اور آخر عمر میں یہیں اقامت اختیار کر لی تھی۔

الغرض، اللہ کے اس بے نظیر اور حیرت انگیز مجاہد بندے میں وہ تمام خوبیاں تھیں جو ایک بہادر، پاک نفس، ایمان دار اور عظیم الشان انسان میں ہو سکتی ہیں۔

اللہ کی بے حد و حساب رحمتیں اس پر نازل ہوں۔

حضرت خالد رضؓ اور مغربی مورخین حضرت خالد رضؓ کی سیرت پڑھنے والوں میں بہت سے لوگ ایسے بھی ہوں گے جنھوں نے یورپین مستشرقین کی لکھی ہوئی اسلامی تاریخ پڑھی ہو گی، اس لئے یہاں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم مستشرقین یورپ کی غلط بیانیوں کی تردید کر دیں۔

سب سے پہلے ہم مشہور انگریز مورخ سر ولیم میور کی غلط بیانیوں کی تردید کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

خیال رہے کہ سر ولیم میور ان انگریز مورخین میں سے ہیں جو بظاہر تو اسلام کے ہمدرد معلوم ہوتے ہیں۔ مگر اندر ہی اندر انتہائی خطرناک زہر پھیلاتے ہیں۔ حضرت خالد رضؓ کے سلسلہ میں اُنھوں نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے اس میں بھی اُنھوں نے اپنی اسی خصوصیت سے کام لیا ہے، حضرت فاروقِ اعظم رضؓ کے ذکر میں فرماتے ہیں۔

حضرت فاروق میں انصاف و عدل کرنے کا احساس بہت قوی تھا حتیٰ کہ ان کی یہی صفت حضرت خالد رضؓ کے مسئلہ میں بھی کارفرما ہے۔ حضرت خالد رضؓ نے باوجودیکہ اپنے ایک مفتوح دشمن سے انتہائی بے ہودی اور نامعقول سلوک کیا۔ مگر حضرت فاروق نے انھیں اس کی کوئی سزا نہ دی۔

یہاں سر ولیم میور نے ایک طرف حضرت فاروق رضؓ کی تعریف کی ہے، اور دوسری طرف حضرت خالد رضؓ کی مذمت کی ہے، مصنف کے خبث باطن کا اندازہ اس چیز سے کیجئے، کہ وہ حضرت فاروق اعظم رضؓ کی تعریف کرنے کے بعد پڑھنے والوں کے دلوں پر اپنی صاف گوئی اور حق بیانی کا سکہ جمانا چاہتا ہے، تاکہ وہ آگے چل کر حضرت خالد رضؓ کی سیرت کے متعلق جو غلط بیانی کرنے والا ہے۔ اسے پڑھنے والے غلط بیانی نہ سمجھیں۔

حالانکہ دوسرے موقع پر جہاں وہ حضرت خالد رضؓ کی وفات کا ذکر

اس اُنھوں نے حضرت فاروق رضؓ کے رویہ پر تکلیف دہ ظاہر کیا ہے، خالد رضؓ کے انجام کے متعلق لکھتے ہیں :۔

> خالد بن ولید رضؓ کا انجام بہت برا ہوا، یہ معاہرہ قنسرین سے آئے جنگ سے جو مال غنیمت انھیں ہاتھ آیا اس کی وجہ سے یہ بہت امیر ہو گئے تھے ان کی امارت کا شہرہ سن کر ان کے دوست ان کے پاس جمع ہو گئے۔ ان میں سے الاشعی بھی تھے جنھیں انھوں نے ایک ہزار دینار کا شاہانہ عطیہ دیا۔ پھر بعد میں انھوں نے ایک عیاشی کا کام کیا اور شراب سے ملی ہوئی ایک دوا کے ساتھ غسل کیا شراب کا رنگ ان کے جسم پر باہر آنے تک موجود تھا۔ ان دونوں باتوں کی وجہ سے ان سے جواب طلب کیا گیا۔ شراب کا غسل میں استعمال اسلام کی رو سے جائز نہ تھا پھر دوسری چیز ایک ہزار دینار کا عطیہ خلیفہ کی نظر میں کسی طرح بھی قابل معافی نہ تھا۔ اگر خالد رضؓ نے یہ عطیہ مسلمانوں کے حصہ سے دیا تو خیانت کی اور اگر اپنے پاس سے دیا تو اسراف کیا۔

سر ولیم میور نے یہاں حضرت خالد رضؓ کے کردار پر جان بوجھ کر ایک بہت بڑا حملہ کیا ہے۔ حالانکہ تاریخ کے صفحات میں خالد رضؓ پر یہ الزام کہیں نہیں لگایا گیا۔ یہاں حضرت خالد رضؓ کی شخصیت پر اُنھوں نے ایک فرضی داستان لکھ کر ایک ناقابل معافی گناہ کیا ہے، ان کے پاس اس الزام کا کوئی ثبوت نہیں کہ حضرت خالد رضؓ نے شراب سے ملی ہوئی کسی دوا سے غسل کیا۔

تھوڑی دور آگے چل کر اُنھوں نے حضرت خالد رضؓ سے ہمدردی ظاہر کرتے ہوئے حضرت فاروق رضؓ پر ایک الزام عائد کیا ہے لکھتے ہیں:۔

> خالد رضؓ دل برداشتہ حمص آئے۔ ان کے دوستوں نے حضرت فاروق رضؓ کی بے رحمی پر افسوس کیا۔ اور کہا کہ مشکل کے وقت تو فاروق رضؓ نے انھیں استعمال کیا۔ ان کی مدد سے وہ انتہائی طاقتور بادشاہ بن گئے لیکن جب کامیاب ہو گئے۔ تو انھیں اس طرح علیحدہ کر دیا۔ جس طرح دودھ سے مکھی نکال کر پھینک دی جاتی ہے۔
>
> اس طرح خالد رضؓ اپنے انجام کو پہنچتے ہیں۔ خالد رضؓ اور عمر رضؓ کی لڑائی کا آغاز مالک بن نویرہ کے قتل سے ہوتا ہے۔ یہ خالد رضؓ کا ظالمانہ قتل تھا۔ لیکن یہ حرکت بہت دیر ہوئی معاف کر دی گئی۔ اس لئے اُنھوں نے خالد رضؓ کے ساتھ اس وقت جو سلوک کیا وہ غیر شریفانہ اور ظالمانہ تھا۔ انھوں نے اللہ کی تلوار کو اس وقت تک استعمال کیا جب تک انھیں اس کی ضرورت تھی۔ لیکن جب کامیابی حاصل ہو گئی تو اُنھوں نے اسے انتہائی احسان فراموشی کے ساتھ اسے پرے پھینک دیا۔

خط کشیدہ الفاظ پر غور فرمائیے، اور حضرت فاروق رضؓ کے متعلق سر ولیم میور نے جو غیر معقول الفاظ استعمال کئے ہیں انھیں ذہن میں رکھئے۔ اور پھر ان الفاظ پر توجہ کیجئے جو اُنھوں نے حضرت فاروق رضؓ کی وفات کے وقت لکھے (ہم اوپر ان الفاظ کا ذکر کر چکے ہیں)

سر ولیم میور کے اس بیان سے اندازہ فرمائیے کہ اُنھوں نے حضرت خالد رضؓ کے سلسلہ میں کس قدر غلط بیانی سے کام لیا ہے۔

انھوں نے پہلے تو حضرت خالد رضؓ کے اس فعل کی مذمت کی کہ اُنھوں نے ملک بن نویرہ کو انتہائی بے دردی کے ساتھ قتل کر دیا۔ حالانکہ ملک بن نویرہ کے قصہ میں مورخین کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ ملک بن نویرہ اسلام کا دشمن تھا۔ اس نے اسلام کو اس وقت نقصان پہنچانے کی کوشش کی جبکہ اسلام خطرہ میں تھا۔ حضرت خالد رضؓ نے اسے اس جرم کی سزا دی اور اسے کیفر کردار تک پہنچا دیا۔ پھر یہ چیز بھی ابھی تک محتاج ثبوت ہے کہ ملک بن نویرہ کو حضرت خالد رضؓ نے قتل کرایا یا مسلمان سپاہیوں نے اشتعال میں آکر اسے قتل کر دیا۔

ہمارے نزدیک ملک بن نویرہ اشتعال میں قتل کیا گیا۔ رات کے وقت وہ پکڑا ہوا حضرت خالد رضؓ کے پاس لایا گیا۔ اُنھوں نے اسے صبح تک قید رکھنے کا حکم دیا۔ سپاہیوں نے اسے قتل کر دیا۔ مورخین نے اس واقعہ کو بیان کرنے وقت یہ نہیں کہا کہ اسے حضرت خالد رضؓ کے حکم سے قتل کیا گیا۔ خواہ کچھ بھی ہو ملک بن نویرہ کو اگر حضرت خالد رضؓ کے حکم سے بھی قتل کیا گیا ہو تو یہ قتل کسی طرح بھی ظلم سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا۔ ورنہ ہی ایک مرتد کے قتل کا مواخذہ ہوتا ہے۔

سر ولیم میور نے دوسرا الزام حضرت فاروق رضؓ پر لگایا ہے کہ اُنھوں نے حضرت خالد رضؓ کو مصیبت کے وقت تو استعمال کیا مگر بعد میں علیحدہ کر دیا۔

یہ محض سر ولیم کا فریب ہے حضرت فاروق رضؓ نے جب تک حضرت خالد رضؓ کی ضرورت سمجھی اس وقت تک انھوں نے ان سے کام لیا۔ اُنھوں نے حضرت خالد رضؓ سے محض پرچہ نویسوں کی طرف سے ایک غلط روایت کی تصدیق چاہی اگر حضرت خالد رضؓ اس روایت کی تکذیب کر دیتے تو حضرت فاروق رضؓ کو کوئی شکایت نہ ہوتی۔ اصل میں قدرت کو کچھ ایسا ہی منظور تھا صورت حال کچھ یوں ہی خراب ہو گئی۔ ورنہ حضرت فاروق رضؓ خالد رضؓ کی عظمت کے معترف تھے، اور اُنھوں نے آخر میں جو پیغام اسلامی قلمرو کے عمال کو بھیجا اس سے اس بات پوری تصدیق ہوتی ہے۔

ایک دوسرے موقعہ پر حضرت ابو بکر رضؓ کے اخلاق و عادات بیان کرتے ہوئے، سر ولیم میور نے حضرت خالد رضؓ پر ایک اور الزام لگایا

مگر افسوس ہے کہ اُنھوں نے یہ بات کچھ منشا ہی فرمائی ہے تاکہ نظر سے گزر کر دل میں بیٹھ جائے۔ اور دیکھنے والا دیکھ بھی نہ سکے۔

حضرت ابوبکر رضؓ کی کمزوریاں گناتے وقت لکھتے ہیں،
ابوبکر کی ایک یہی کمزوری ایسی تھی کہ اُنھوں نے خالدؓ کو ان
کے ظلم، تعدی، اور ابن نویرہ کی بیوہ سے شادی
کرنے پر مطعون نہ کیا۔

ابن نویرہ کے قتل کے متعلق ہم اوپر تفصیل سے بحث کر چکے ہیں۔ ابن نویرہ کی بیوہ سے شادی کرنے کے متعلق اب سُن لیجئے۔ اور غور فرمائیے کہ اس سے شادی کرنے کے بعد حضرت خالد رضؓ نے کیا ناجائز حرکت کی، اول تو یہ چیز ثبوت کی محتاج ہے کہ حضرت خالد رضؓ نے ابن نویرہ کی بیوہ سے شادی کی بھی تھی یا نہیں اور اگر کی تو پھر اس میں الزام کی کیا بات ہے۔ ہر بیوہ اسلامی قانون کے مطابق عدت گزرنے کے بعد جس مسلمان سے چاہے شادی کر سکتی ہے۔ ابن نویرہ کی بیوہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت خالد رضؓ سے نکاح کیا تو اس میں حضرت رضؓ پر کیا الزام لگایا جا سکتا ہے۔

کیا اس طرح یہ ثابت کرنے کی یہ بیہودہ حرکت نہیں کی گئی کہ حضرت خالد رضؓ پر یہ الزام لگایا جائے کہ اُنھوں نے مالک بن نویرہ کو محض اس لئے قتل کیا کہ اس کی بیوہ سے شادی کریں۔ حضرت خالد رضؓ جیسے باعظمت سپہ سالار سے اس قسم کی توقع نہیں کی جا سکتی، پھر جب تاریخ شاہد ہے کہ مالک بن نویرہ اسلام کا دشمن تھا۔ تو حضرت خالد رضؓ پر یہ الزام کیوں لگایا جا رہا ہے۔ محض اس لئے کہ اس باعظمت انسان اور قابلِ فخر سپہ سالارِ اسلام کی سیرت کو داغدار بنایا جائے۔

سر ولیم میور کی طرح کچھ چار سال ہوئے ایک فرانسیسی مضمون نویس نے "اسلام کی ابتدائی فتوحات" پر ایک طویل مضمون لکھا تھا اس مضمون میں اس نے حضرت خالد رضؓ کا بھی ذکر کیا ہمیں افسوس ہے کہ وہ حضرت خالد رضؓ کی عظمت کو محسوس نہ کر سکا۔

وہ مضمون اس وقت ہمارے پیشِ نظر نہیں، لیکن چونکہ چار سال ہوئے ہم اس کا جواب شائع کر چکے ہیں، اس لئے ہمیں اچھی طرح یاد ہے کہ اس شخص نے، حضرت خالد رضؓ اور نپولین کا مقابلہ کیا تھا۔ اور لکھا تھا کہ خالد رضؓ جیسے سپہ سالار، نپولین کے شاگرد تھے۔

ہم نے اپنے جوابی مضمون میں پوری تفصیل سے اس حقیقت کا اعلان کیا تھا کہ خالد اور نپولین کا مقابلہ کرنا نہ صرف انصاف سے دشمنی کرنا ہے بلکہ دو قطعی مختلف شخصیتوں کا موازنہ ہے۔

حضرت خالد رضؓ ایک مشن لے کر دنیا میں نکلے تھے۔ ان کے سامنے اسلام تھا اور وہ اسلام کی اشاعت چاہتے تھے اُنھوں نے ہر موقعہ پر جس بے جگری اور حیرت انگیز جرأت کا ثبوت دیا۔ دنیا اس کی مثال پیش نہیں کر سکتی۔

اس کے علاوہ حضرت خالد رضؓ کی سیرت انتہائی پاکیزہ ہے خالد رضؓ کی سیرت کو داغدار ثابت کرنے کے لئے، اس وقت تک جتنی کوششیں کی گئیں ان کو اگر کامیاب بھی سمجھ لیا جائے، تو بھی نپولین کے مقابلہ میں حضرت خالد رضؓ، حسنِ اخلاق و پاکیزگی کے اعتبار سے ہزاروں گنا بہتر تھے۔

اس کے بالکل برعکس، نپولین کے سامنے کوئی پاک مشن نہ تھا وہ اپنی شخصیت کو اونچا اُٹھانے کے لئے، ہر قسم کا ظلم، ہر قسم کی برائی اور ہر قسم کی غیر انسانی حرکت کر سکتا تھا۔ اور اس نے نہ صرف لوگوں کے حق چھینے بلکہ عزت و آبرو پر بھی ہاتھ ڈالا۔ ایسے شخص سے حضرت خالد رضؓ کا مقابلہ کرنا انسانیت کی توہین ہے۔

مذہبی معلومات

اسلامی قومیت کا حقیقی مفہوم

(جناب مولانا ابوالاعلیٰ صاحب مودودی)

زمانہ حال میں مسلمانوں کی جماعت کے لئے لفظ "قوم" کا استعمال بڑی کثرت کے ساتھ کیا گیا ہے اور عموماً یہی اصطلاح ہماری اجتماعی حیثیت کو ظاہر کرنے کے لئے رائج ہو چکی ہے۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے اور بعض حلقوں کی طرف سے اس کا ناجائز فائدہ اٹھانے کی بھی کوشش کی گئی ہے۔ کہ قرآن اور حدیث میں مسلمانوں کے لئے لفظ "قوم" (یا نیشن کے معنی میں کسی دوسرے لفظ کو) اصطلاح کے طور پر استعمال نہیں کیا گیا ہے۔ مختصراً یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ان الفاظ میں اصلی قباحت کیا تھی جس کی وجہ سے اسلام میں ان سے پرہیز کیا گیا۔ اور وہ دوسرے الفاظ کون سے ہیں جن کو قرآن و حدیث میں استعمال کیا گیا ہے۔ یہ محض ایک علمی بحث نہیں ہے۔ بلکہ اس سے ہمارے ان بہت سے تصورات کی غلطی واضح ہو جاتی ہے۔ جن کی بدولت زندگی میں ہمارا رویہ بنیادی طور پر غلط ہو کر رہ گیا ہے۔

لفظ قوم اور اس کا ہم معنی انگریزی لفظ

یہ دونوں دراصل جاہلیت کی اصطلاحیں ہیں اہل جاہلیت نے "قومیت" کو کبھی خالص تہذیبی بنیاد پر قائم نہیں کیا نہ قدیم جاہلیت کے دور میں اور نہ جدید جاہلیت کے دور میں ان کے دل و دماغ کے ریشوں میں نسلی اور روایتی علائق کی محبت کچھ اس طرح پلا دی گئی ہے کہ وہ نسلی روابط اور تاریخی روایات کی وابستگی سے قومیت کے تصور کو کبھی پاک نہ کر سکے۔ جس طرح قدیم عرب میں قوم کا لفظ عموماً ایک نسل یا ایک قبیلہ کے لوگوں پر بولا جاتا تھا اسی طرح آج بھی لفظ "نیشن" کے مفہوم میں مشترک جنسیت کا تصور لازمی طور پر شامل ہے اور یہ چیز چونکہ بنیادی طور پر اسلامی تصور اجتماع کے خلاف ہے اس وجہ سے قرآن میں لفظ قوم اور اس کے ہم معنی دوسرے عربی الفاظ مثلاً شعب غیرہ کو مسلمانوں کی جماعت کے لئے اصطلاح کے طور پر استعمال نہیں کیا گیا۔ ظاہر ہے کہ ایسی اصطلاح اس جماعت کے لئے کیونکر استعمال کی جا سکتی تھی جس کے اجتماع کی اساس میں خون اور خاک اور رنگ اور اس نوع کی دوسری چیزوں کا قطعاً کوئی دخل نہ تھا۔ جس کی تالیف و ترکیب محض اصول اور مسلک کی بنیاد پر کی گئی تھی اور جس کا آغاز ہی ہجرت اور قطع نسب اور ترک علائق مادی سے ہوا تھا۔

قرآن نے جو لفظ مسلمانوں کی جماعت کے لئے استعمال کیا ہے وہ حزب ہے جس کے معنی پارٹی کے ہیں۔ قومیں نسل و نسب کی بنیاد پر بنتی ہیں اور پارٹیاں اصول و مسلک کی بنا پر۔ اس لحاظ سے مسلمان حقیقت میں قوم نہیں بلکہ ایک پارٹی ہیں۔ کیونکہ ان کو تمام دنیا سے الگ اور ایک دوسرے سے وابستہ صرف اس بنا پر کیا گیا ہے کہ یہ ایک اصول اور مسلک کے معتقد اور پیرو ہیں اور جن سے ان کا اصول و مسلک میں اشتراک نہیں وہ خواہ ان سے قریب ترین مادی رشتے ہی کیوں نہ رکھتے ہوں۔ ان کے ساتھ ان کا کوئی میل نہیں ہے۔ قرآن روئے زمین کی اس پوری آبادی میں صرف دو ہی پارٹیاں دیکھتا ہے۔ ایک اللہ کی پارٹی (حزب اللہ) دوسرے شیطان کی پارٹی (حزب الشیطان) شیطان کی پارٹی میں خواہ باہم اصول اور مسلک کے اعتبار سے کتنے ہی اختلافات ہوں۔ قرآن ان سب کو ایک سمجھتا ہے کیونکہ ان کا طریق فکر اور طریق عمل بہرحال اسلام نہیں ہے اور جزئی اختلافات کے باوجود بہرحال وہ سب شیطان کے اتباع پر متفق ہیں۔ قرآن کہتا ہے۔

> شیطان ان پر غالب آگیا اور اس نے خدا سے انہیں غافل کر دیا۔ وہ شیطان کی پارٹی کے لوگ ہیں اور جان رکھو کہ شیطان کی پارٹی آخرکار نامراد ہی رہنے والی ہے۔

برعکس اس کے اللہ کی پارٹی والے خواہ نسل اور وطن اور زبان اور تاریخی روایات کے اعتبار سے باہم کتنے ہی مختلف ہوں بلکہ چاہے ان کے آباؤ اجداد میں باہم خونی عداوتیں بھی کیوں نہ رہ چکی ہوں۔ جب وہ خدا کے بتائے ہوئے طریق فکر اور مسلک حیات میں متفق ہو گئے تو گویا الٰہی رشتے (حبل اللہ) سے باہم جڑ گئے اور اس نئی پارٹی میں داخل ہوتے ہی ان کے تمام تعلقات حزب الشیطان والوں سے کٹ گئے۔

پارٹی کا یہ اختلاف باپ اور بیٹے کا تعلق توڑ دیتا ہے۔ حتیٰ کہ بیٹا باپ کی وراثت تک نہیں پا سکتا۔ حدیث کے الفاظ ہیں لا یتوارث اهل ملتين دو مختلف ملتوں کے لوگ ایک دوسرے کے وارث نہیں ہو سکتے۔

پارٹی کا یہ اختلاف بیوی کو شوہر سے جدا کر دیتا ہے حتیٰ

کہ اختلاف ہوتا ہوتے ہی دونوں پر ایک دوسرے کی مواصلت حرام ہو جاتی ہے۔ محض اس لئے کہ دونوں کی زندگی کے راستے جدا ہو چکے۔ قرآن میں ہے "لا ھن حل لھم ولا ھم یحلون لھن۔ نہ وہ ان کے لئے حلال نہ یہ اُن کے لئے حلال

پارٹی کا یہ اختلاف ایک برادری۔ ایک خاندان کے آدمیوں میں پورا معاشرتی مقاطعہ کرا دیتا ہے۔ حتیٰ کہ حزب اللہ والے کے لئے خود اپنی نسلی برادری کے ان لوگوں میں شادی بیاہ کرنا حرام ہو جاتا ہے جو حزب الشیطان سے تعلق رکھتے ہوں قرآن کہتا ہے:" مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو۔ مومن لونڈی مشرک عورتوں سے بہتر ہے۔ خواہ وہ تمہیں کتنی ہی پسند ہو اور اپنی عورتوں کے نکاح بھی مشرک مردوں سے نہ کرو جب تک کہ وہ ایمان نہ لائیں۔ مومن غلام مشرک عزت دار سے بہتر ہے چاہے وہ تمہیں کتنا ہی پسند ہو۔"

پارٹی کا یہ اختلاف نسلی و وطنی قومیت کا تعلق صرف کاٹ ہی نہیں دیتا بلکہ دونوں میں ایک مستقل نزاع قائم کر دیتا ہے جو دائماً قائم رہتی ہے تا وقتیکہ یہ اللہ کی پارٹی کے اصول تسلیم نہ کرلیں۔ قرآن کہتا ہے۔

تمہارے لئے بہتر نمونہ ابراہیم اور اس کے ساتھیوں میں ہے۔ ان لوگوں نے اپنی قوم والوں سے صاف کہہ دیا تھا کہ ہمارا تم سے اور تمہارے ان معبودوں سے جن کی تم خدا کو چھوڑ کر بندگی کرتے ہو کوئی واسطہ نہیں۔ ہم تم سے بے تعلق ہو چکے اور ہمارے تمہارے درمیان ہمیشہ کے لئے عداوت پڑ گئی تا وقتیکہ تم خدائے واحد پر ایمان نہ لاؤ۔ مگر تمہارے لئے ابراہیمؑ کے اس قول میں نمونہ نہیں ہے کہ اس نے اپنے باپ سے کہا کہ میں تیرے لئے بخشش کی دعا کروں گا" (سورہ ممتحنہ۔ رکوع اول) ۴۲

ابراہیم کا اپنے باپ کے لئے بخشش کی دعا کرنا محض اس وعدے کی بنا پر تھا جو وہ اس سے کر چکا تھا۔ مگر جب اس پر کھل گیا کہ اس کا باپ خدا کا دشمن ہے تو وہ اس سے دستبردار ہو گیا۔

(سورہ توبہ رکوع ۱۴)

پارٹی کا یہ اختلاف ایک خاندان والوں اور قریب ترین رشتہ داروں کے درمیان بھی محبت کا تعلق حرام کر دیتا ہے۔ حتیٰ کہ اگر باپ اور بھائی اور بیٹے بھی حزب الشیطان میں شامل ہوں تو حزب اللہ والا اپنی پارٹی سے غداری کرے گا۔ اگر اُن سے محبت رکھے۔ قرآن میں ارشاد ہے۔

تم ایسا ہرگز نہ پاؤ گے کہ کوئی جماعت اللہ اور یوم آخر پر ایمان بھی رکھتی ہو اور پھر اللہ اور رسول کے دشمنوں سے دوستی بھی رہے خواہ وہ اُن کے باپ بیٹے بھائی یا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔۔۔۔ یہ اللہ کی پارٹی کے لوگ ہیں اور جان رکھو کہ آخر کار اللہ کی پارٹی والے ہی فلاح پانے والے ہیں۔

(سورہ مجادلہ رکوع ۳)

دوسرا لفظ جو پارٹی ہی کے معنی میں قرآن نے مسلمانوں کے لئے استعمال کیا ہے وہ لفظ "امت" ہے حدیث میں بھی یہ لفظ کثرت سے مستعمل ہوا ہے۔ امت اس جماعت کو کہتے ہیں جس کو کسی امر جامع نے مجتمع کیا ہو۔ افراد کے درمیان کوئی اصل مشترک ہونی چاہیئے جس کی بنا پر انہیں ایک امت کہا جا سکے۔ مسلمانوں کو جس اصل مشترک کی بنا پر امت کہا گیا ہے وہ نسل یا وطن یا معاشی اغراض نہیں ہیں بلکہ وہ اُن کی زندگی کا مشن اور اُن کی پارٹی کا اصول اور مسلک ہے۔ چنانچہ قرآن کہتا ہے۔

تم وہ بہترین امت ہو جسے نوع انسانی کے لئے نکالا گیا ہے۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو۔ بدی سے روکتے ہو اور خدا پر ایمان رکھتے ہو۔ (سورہ آل عمران۔ رکوع ۱۲)

اس طرح ہم نے تم کو ایک بیچ کی امت بنایا ہے تاکہ تم نوع انسانی پر نگراں رہو۔ (سورہ بقرہ رکوع ۱۷)

ان آیات پر غور کیجئے "بیچ کی امت" سے مراد یہ ہے کہ "مسلمان" ایک بین الاقوامی جماعت کا نام ہے۔ دنیا کی ساری قوموں میں سے ان اشخاص کو چھانٹ کر نکالا گیا ہے جو ایک خاص اصول کو ماننے۔ ایک خاص پروگرام کو عمل میں لانے اور ایک خاص مشن کو انجام دینے کے لئے تیار ہوں۔ یہ لوگ چونکہ ہر قوم میں سے نکلے ہیں اور ایک پارٹی بن جانے کے بعد کسی قوم سے اُن کا تعلق نہیں رہا۔ اس لئے یہ بیچ کی امت ہیں۔ لیکن ہر ہر قوم سے تعلق توڑنے کے بعد سب قوموں سے ان کا ایک دوسرا تعلق قائم کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ دنیا میں خدائی فوجدار کے فرائض انجام دیں۔ "تم نوع انسانی پر نگراں ہو" کے الفاظ صاف بتا رہے ہیں کہ مسلمان خدا کی طرف سے دنیا میں فوجدار مقرر کیا گیا ہے اور "نوع انسانی کے لئے نکالا گیا ہے" کا فقرہ صاف کہہ رہا ہے

و مسلمان کا مشن ایک عالمگیر مشن ہے۔ اس مشن کا خلاصہ یہ ہے کہ حزب اللہ کے لیڈر سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو فکر و عمل کا جو ضابطہ خدا نے دیا تھا اس کو تمام ذہنی۔ اخلاقی اور مادی طاقتوں سے کام لیکر دنیا میں نافذ کیا جائے اور اس کے مقابلہ میں ہر دوسرے طریقہ کو مغلوب کر دیا جائے۔ یہ ہے وہ چیز جس کی بنیاد پر مسلمان ایک امت بنائے گئے ہیں۔

تیسرا اصطلاحی لفظ جو مسلمانوں کی اجتماعی حیثیت ظاہر کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکثرت استعمال کیا ہے وہ لفظ "جماعت" ہے اور یہ لفظ بھی حزب کی طرح بالکل پارٹی کا ہم معنی ہے علیکم بالجماعۃ اور ید اللہ علی الجماعۃ اور ایسی ہی بکثرت احادیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے لفظ قوم یا شعب یا اس کے ہم معنی دوسرے الفاظ استعمال کرنے سے قصداً احتراز فرمایا۔ اور ان کے بجائے "جماعت" ہی کی اصطلاح استعمال کی۔ آپ نے کبھی یہ نہ فرمایا کہ "ہمیشہ قوم کے ساتھ رہو" یا "قوم کے بغیر اسلام نہیں" یا "قوم پر خدا کا ہاتھ ہے" بلکہ ایسے تمام مواقع پر آپ جماعت ہی کا لفظ استعمال فرماتے تھے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے اور یہی ہو سکتی ہے کہ مسلمانوں کے اجتماع کی نوعیت ظاہر کرنے کے لئے "قوم" کے بجائے جماعت حزب یا پارٹی کے الفاظ ہی زیادہ مناسب ہیں قوم کا لفظ جن معنوں میں عموماً مستعمل ہوتا ہے۔ ان کے لحاظ سے ایک شخص خواہ وہ کسی مسلک اور کسی اصول کا پیرو ہو ایک قوم میں شامل رہ سکتا ہے۔ جب کہ وہ اس قوم میں پیدا ہوا ہو اور اپنے نام طرز زندگی اور معاشرتی تعلقات کے اعتبار سے اس قوم کے ساتھ منسلک ہو۔ لیکن پارٹی جماعت اور حزب کے الفاظ جن معنوں میں مستعمل ہوتے ہیں ان کے لحاظ سے اصول اور مسلک ہی پر پارٹی میں شامل ہونے یا اس سے خارج ہونے کا مدار ہوتا ہے اگر آپ ایک پارٹی کے اصول و مسلک سے ہٹ جانے کے بعد ہرگز اس میں شامل نہیں رہ سکتے نہ اس کا استعمال کر سکتے ہیں نہ اس کے نمایندے بن سکتے ہیں نہ اس کے مفاد کے محافظ بن کر فوجدار ہو سکتے ہیں اور نہ پارٹی والوں سے آپ کا کسی طور پر تعاون ہو سکتا ہے۔ اگر آپ یہ کہیں کہ میں پارٹی کے اصول و مسلک سے تو متفق نہیں ہوں۔ لیکن میرے والدین اس پارٹی کے ممبر رہ چکے ہیں اور میرا نام اس کے ممبروں سے ملتا جلتا ہے۔ اس لئے مجھے بھی ممبروں کے سے حقوق ملنے چاہئیں۔ تو آپ کا یہ استدلال اتنا مضحکہ انگیز ہوگا کہ شاید سننے والوں کو آپ کی دماغی حالت پر شبہ ہونے لگے گا۔ لیکن پارٹی کے تصور کو قوم کے تصور سے بدل دیجئے اس کے بعد سب حرکات کرنے کی گنجائش نکل آتی ہے۔

اسلام نے اپنی بین الاقوام پارٹی کے ارکان میں یکجہتی اور ان کی معاشرتی زندگی میں یکسانی پیدا کرنے کے لئے اور ان کو ایک سوسائٹی بنا دینے کے لئے حکم دیا تھا کہ آپس ہی میں شادی بیاہ کریں۔ اس کے ساتھ ہی آئندہ اولاد کے لئے تعلیم و تربیت کا ایسا نظام تجویز کیا گیا تھا کہ وہ خود بخود پارٹی کے اصول و مسلک کے پیرو بن گئے ہیں اور تبلیغ کے ساتھ ساتھ افزائش نسل سے بھی پارٹی کی قوت بڑھتی رہے یہیں سے اس پارٹی کے قوم بننے کی ابتدا ہوتی ہے۔ بعد میں مشترک معاشرت نسلی تعلقات اور تاریخی روایات نے اس قومیت کو زیادہ مستحکم کر دیا۔

اس حد تک تو جو کچھ ہوا درست ہوا لیکن رفتہ رفتہ مسلمان اس حقیقت کو بھولتے چلے گئے کہ وہ دراصل ایک پارٹی ہیں اور پارٹی ہونے کی حیثیت ہی پر ان کی قومیت کی اساس رکھی گئی ہے۔ یہ بھول داد بڑھتے بڑھتے اب یہاں تک پہنچ گیا ہے کہ پارٹی کا تصور قومیت کے تصور میں بالکل ہی گم ہو گیا۔ مسلمان اب صرف "ایک قوم" بن کر رہ گئے ہیں اسی طرح کی قوم جیسی کہ جرمن ایک قوم ہے یا جاپانی ایک قوم ہے یا انگریز ایک قوم ہے۔ لیکن وہ بھول گئے ہیں کہ ان کے نزدیک اصل چیز وہ مسلک و اصول ہیں جس پر اسلام نے انکو ایک امت بنایا تھا۔ وہ مشن ہے جس کو پورا کرنے کے لئے اس نے اپنے پیرؤں کو ایک پارٹی کی صورت میں منظم کیا تھا افسوس مسلمانوں نے غیر مسلم قوموں سے "قومیت" کا جاہلی تصور لے کر اس اصلی چیز ہی کو گم کر دیا۔ یہ ایسی بنیادی غلطی ہے اور اس کے قبیح اثرات اتنے پھیل گئے ہیں کہ احیاء اسلام کے لئے کوئی قدم نہیں اٹھ سکتا جب تک کہ اس غلطی کو مٹا نہ دیا جائے۔

ایک پارٹی کے ارکان میں باہمی محبت۔ رفاقت اور معاونت جو کچھ بھی ہوتی ہے۔ شخصی یا خاندانی حیثیت سے نہیں ہوتی۔ بلکہ صرف اس بنا پر ہوتی ہے کہ وہ سب ایک اصول کے معتقد اور ایک مسلک کے پیرو ہوتے ہیں۔ پارٹی کا ایک رکن اگر جماعتی اصول اور مسلک سے ہٹ کر کوئی کام کرے تو صرف یہی نہیں کہ اس کی مدد کرنا پارٹی والوں کا فرض

نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے برعکس پارٹی والوں کا فرض یہ ہوتا ہے کہ اس کو ایسے غدارانہ اور یا خیانہ طرز عمل سے روکیں نہ مانے تو اس کے خلاف جماعتی ضوابط کے تحت سخت کارروائی کریں۔ پھر بھی نہ ملنے تو جماعت سے نکال باہر کریں۔ ایسی مثالیں بھی دنیا میں ہیں کہ جو شخص پارٹی کے مسلک سے شدید انحراف کرتا ہے اُسے قتل کر دیا جاتا ہے۔ لیکن ذرا مسلمانوں کا حال دیکھئے کہ اپنے آپ کو پارٹی کے بجائے "قوم" سمجھنے کی وجہ سے کیسی شدید غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ ان میں سے جب کوئی شخص اپنے فایدہ کے لئے غیر اسلامی اصول پر کوئی کام کرتا ہے تو وہ دوسرے مسلمانوں سے توقع رکھتا ہے کہ اس کی مدد کریں گے۔ اگر مدد نہیں کی جاتی تو شکایت کرتا ہے کہ دیکھو مسلمان مسلمان کے کام نہیں آتے۔ سفارش کرنے والے اُس کی سفارش ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ ایک مسلمان بھائی کا بھلا ہوتا ہے اس کی مدد کرو۔ مدد کرنے والے بھی اگر اس کی مدد کرتے ہیں تو اپنے اس فعل کو اسلامی ہمدردی سے موسوم کرتے ہیں۔ اس سارے معاملہ میں ہر ایک کی زبان پر اسلامی ہمدردی۔ اسلامی برادری۔ اسلام کے رشتۂ دین کا نام بار بار آتا ہے۔ حالانکہ درحقیقت اسلام کے خلاف عمل کرنے میں خود اسلام ہی کا حوالہ دینا اور اس کے نام سے ہمدردی چاہنا یا ہمدردی کرنا صریح لغویات ہے جس اسلام کا یہ لوگ نام لیتے ہیں اگر ۴
حقیقت میں وہ ان کے اندر زندہ ہو تو جونہی ان کے علم میں یہ بات آئے کہ اسلامی جماعت کا کوئی شخص کوئی اصول اسلام کے خلاف کر رہا ہے یہ اس کی مخالفت پر کمربستہ ہو جائیں اور اس سے توبہ کرا کے چھوڑیں۔ کسی کا مدد چاہنا اور کسی کی سفارش کرنا تو در کنار۔ ایک زندہ اسلامی سوسائٹی میں رات دن یہی معاملہ ہو رہا ہے اور اس کی وجہ بجز اس کے کچھ نہیں کہ آپ کے اندر جاہلی قومیت آگئی ہے۔ جس چیز کو آپ اسلامی اخوت کہہ رہے ہیں یہ درحقیقت جاہلی قومیت کا رشتہ ہے جو آپ نے غیر مسلموں سے لے لیا ہے۔

اسی جاہلیت کا ایک کرشمہ یہ ہے کہ آپ کے اندر قومی مفاد کا ایک عجیب تصور پیدا ہو گیا ہے اور آپ اس کو بے تکلف "اسلامی مفاد" بھی کہہ دیا کرتے ہیں۔ یہ نام نہاد اسلامی مفاد یا قومی مفاد کیا چیز ہے؟ یہ کہ جو لوگ مسلمان کہلاتے ہیں۔ ان کا بھلا ہو۔ ان کے پاس دولت آئے۔ اُن کی عزت بڑھے ان کو اقتدار نصیب ہو اور کسی نہ کسی طرح ان کی دنیا بن جائے بلا اس لحاظ کے کہ یہ سب فائدے اصول اسلام کی پیروی کرتے ہوئے حاصل ہوں یا خلاف ورزی کرتے ہوئے پیدائشی مسلمان یا خاندانی مسلمان کو آپ "مسلمان" کہتے ہیں۔ چاہے اس کے خیالات اور اس کے طرز عمل میں اسلام کی صفت کہیں ڈھونڈھے نہ ملتی ہو۔ گویا آپ کے نزدیک مسلمان روح کا نہیں بلکہ جسم کا نام ہے اور صفت اسلام سے قطع نظر کر کے بھی ایک شخص کو مسلمان کہا جا سکتا ہے۔ اس غلط تصور کے ساتھ جن جسموں کا اسم ذات آپ نے مسلمان رکھ چھوڑا ہے ان کی حکومت کو آپ اسلامی حکومت ان کی ترقی کو اسلام کی ترقی ان کے فائدے کو آپ اسلامی مفاد قرار دیتے ہیں خواہ یہ حکومت اور یہ ترقی اور یہ مفاد سراسر اصول اسلام کے منافی ہی کیوں نہ ہو۔ جس طرح جرمنیت کسی اصول کا نام نہیں محض ایک قومیت کا نام ہے اور جس طرح ایک جرمن قوم پرست صرف جرمنوں کی سربلندی چاہتا ہے۔ خواہ کسی طریقے سے ہو۔ اسی طرح آپ نے بھی "مسلمانیت" کو محض ایک قومیت بنا لیا ہے اور آپ کے مسلمان قوم پرست محض اپنی قوم کی سربلندی چاہتے ہیں۔ خواہ یہ سربلندی اصولاً اور عملاً اسلام کے بالکل برعکس طریقوں کی پیروی کا نتیجہ ہو۔ کیا یہ جاہلیت نہیں ہے؟ کیا درحقیقت آپ اس بات کو بھول نہیں گئے ہیں کہ مسلمان صرف اس بین الاقوامی پارٹی کا نام تھا جو دنیا میں انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے ایک نظریہ اور ایک عملی پروگرام لے کر اٹھی تھی۔ اس نظریہ اور پروگرام کو الگ کر دینے کے بعد محض اپنی شخصی یا اجتماعی حیثیت سے جو لوگ کسی دوسرے نظریہ اور پروگرام پر کام کرتے ہیں۔ ان کے ان کاموں کو آپ اسلامی کیسے کہہ سکتے ہیں۔ کیا آپ نے کبھی سنا ہے کہ جو شخص سرمایہ داری کے اصول پر کام کرتا ہو اُسے اشتراکی کے نام سے یاد کیا جائے کیا سرمایہ دارانہ حکومت کو کبھی آپ اشتراکی حکومت سمجھتے ہیں؟ کیا فاشستی طرز ادارہ کو آپ جمہوری طرز ادارہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اگر کوئی شخص اس طرح اصطلاحوں کو بے جا استعمال کرے تو آپ شاید اسے جاہل اور بے وقوف کہنے میں ذرا تامل نہیں کریں گے۔ مگر یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام اور مسلمان کی اصطلاح کو بالکل بے جا استعمال کیا جا رہا ہے اور اس میں کسی کو جاہلیت کی بو تک محسوس نہیں ہوتی۔

مسلمان کا لفظ خود ظاہر کر رہا ہے کہ یہ "اسم ذات" نہیں بلکہ "اسم صفت" ہی ہو سکتا ہے اور یہ پیرو اسلام

کے سوا اس کا کوئی دوسرا مفہوم سرے سے ہے ہی نہیں۔ یہ انسان کی اُس خاص ذہنی اخلاقی اور عملی صفت کو ظاہر کرتا ہے جس کا نام اسلام ہے۔ لہٰذا آپ اس لفظ کو شخص مسلمان کے لئے اس طرح استعمال نہیں کر سکتے جس طرح آپ ہندو یا جاپانی یا چینی کے الفاظ شخص ہندو یا شخص جاپانی یا شخص چینی کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ مسلمانوں کا سا نام رکھنے والا جونہی اصول اسلام سے ہٹا۔ اس سے یہ حیثیت خود بخود سلب ہو گئی۔ ایسا وہ جو کچھ کرتا ہے اپنی شخصی حیثیت میں کرتا ہے۔ اسلام کا نام اسے استعمال کرنے کا کوئی حق نہیں۔ اسی طور پر "مسلمان کا مفاد"، "مسلمان کی ترقی"، "مسلمان کی حکومت و ریاست" "مسلمان کی وزارت"، "مسلمان کی تنظیم"، اور ایسے ہی دوسرے الفاظ ان مواقع پر بول سکتے ہیں۔ جب کہ یہ چیزیں اصول اسلامی کے مطابق ہوں اور اس مشن کو پورا کرنے سے متعلق ہوں۔ جو اسلام لے کر آیا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو تو ان میں کسی چیز کے ساتھ بھی لفظ مسلمان کا استعمال درست نہیں آپ ان کو جس دوسرے نام سے چاہیں موسوم کریں۔ بہر حال مسلمان کے نام سے موسوم نہیں کر سکتے کیونکہ صفت اسلام سے قطع نظر کر کے مسلمان سرے سے کوئی شے ہے ہی نہیں۔ آپ کبھی اس بات کا تصور نہیں کر سکتے کہ اشتراکیت سے قطع نظر کر کے کسی شخص یا قوم کا نام اشتراکی ہے اور اس معنی میں کسی مفاد کو اشتراکی مفاد یا کسی حکومت کو اشتراکی حکومت یا کسی تنظیم کو اشتراکیوں کی تنظیم یا کسی ترقی کو اشتراکیوں کی ترقی کہا جاتا ہو۔ پھر آخر مسلمان کے معاملہ میں آپ نے یہ کیوں سمجھ رکھا ہے کہ اسلام سے قطع نظر کر کے مسلمان کسی شخص یا قوم کا ذاتی نام ہے اور اس کی ہر چیز کو اسلامی کہہ دیا جا سکتا ہے۔

اس غلط فہمی نے بنیادی طور پر اپنی تہذیب، اپنے تمدن اور اپنی تاریخ کے متعلق آپ کے رویہ کو غلط کر دیا ہے۔ جو بادشاہتیں اور حکومتیں غیر اسلامی اصولوں پر قائم ہوئی تھیں آپ ان کو "اسلامی" کہتے ہیں محض اس لئے کہ ان کے تخت نشین مسلمان تھے۔ جو تمدن قرطبہ و بغداد اور دہلی و قاہرہ کے عیش پرست درباروں میں پرورش پایا تھا آپ اسے اسلامی تمدن کہتے ہیں۔ حالانکہ اسلام سے اس کو کوئی واسطہ نہیں۔ آپ سے جب اسلامی تہذیب کے متعلق سوال کیا جاتا ہے تو آپ جھٹ سے آگرہ کے تاج محل کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں۔ گویا یہ ہے اس تہذیب کا سب سے زیادہ نمایاں نمونہ۔ حالانکہ اسلامی تہذیب سرے سے یہ ہے ہی نہیں کہ ایک میت کو سپرد خاک کرنے کے لئے ایکڑوں زمین مستقل طور پر گھیر لی جائے اور اس پر لاکھوں کی عمارت تیار کی جائے۔ آپ جب اسلامی تاریخ کے مفاخر بیان کرنے پر آتے ہیں تو عباسیوں، سلجوقیوں اور مغلوں کے کارنامے بیان کرتے ہیں۔ حالانکہ حقیقی اسلامی تاریخ کے نقطۂ نظر سے ان کا نامۂ اعمال کا بڑا حصہ آب زر سے نہیں بلکہ سیاہ روشنائی سے جرائم کی فہرست میں لکھے جانے کے قابل ہے۔ آپ کے زاویۂ نظر میں کجی صرف اس لئے پیدا ہوئی ہے کہ آپ مسلمان کی ہر چیز کو اسلامی سمجھتے ہیں اور آپ کا یہ گمان کہ جو شخص مسلمان کہلاتا ہے۔ وہ اگر غیر اسلامی طریق پر بھی کام کرے تو اس کے کام کو مسلمان کہا جا سکتا ہے۔

یہی ٹیڑھا زاویۂ نظر آپ نے اپنی سیاست میں بھی اختیار کر رکھا ہے۔ اسلام کے اصول و نظریات اور اس کے مشن سے قطع نظر کر کے آپ ایک قوم کو مسلم قوم کے نام سے یاد کرتے ہیں اور اس قوم کی طرف سے، یا اس کے نام سے، یا اس کے لئے ہر شخص اور ہر گروہ من مانی کارروائیاں کر سکتا ہے۔ آپ کے نزدیک ہر وہ شخص مسلمانوں کا نمائندہ بلکہ ان کا لیڈر بھی بن سکتا ہے جو مسلمانوں کی قوم سے تعلق رکھتا ہو۔ خواہ اس غریب کو اسلام کے متعلق کچھ بھی معلوم نہ ہو آپ ہر اس پارٹی کے ساتھ لگ چلنے کو تیار ہو جاتے ہیں جس کی پیروی میں آپ کو کسی نوعیت کا دائرہ نظر آتا ہے خواہ اس کا مشن اسلام کے مشن سے کتنا ہی مختلف ہو۔ آپ خوش ہو جاتے ہیں جب مسلمانوں کو چار روٹیاں ملنے کا کوئی انتظام ہو جائے۔ ۴۵
خواہ اسلام کی نگاہ میں وہ حرام کی روٹیاں ہی کیوں نہ ہوں۔ آپ پھولے نہیں سماتے جب کسی جگہ مسلمان آپ کو اقتدار کی کرسی پر بیٹھا نظر آتا ہے۔ خواہ وہ اس اقتدار کو بالکل اسی طرح غیر اسلامی مقاصد کے لئے استعمال کر رہا ہو جس طرح ایک غیر مسلم کر سکتا ہے۔ آپ اکثر ان چیزوں کا نام اسلامی مفاد رکھتے ہیں جو حقیقتاً غیر اسلامی ہیں۔ ان اداروں کی حفاظت و حمایت پر اپنا زور صرف کرتے ہیں جو اصول اسلام کے بالکل خلاف قائم ہوئے اور ان مقاصد کے پیچھے اپنا روپیہ اور اپنی قومی طاقت ضائع کرتے ہیں جو ہرگز اسلامی نہیں ہیں۔ یہ سب نتائج اسی ایک بنیادی غلطی کے ہیں کہ آپ نے اپنے آپ کو محض "ایک قوم" سمجھ رکھا ہے اور اس حقیقت کو آپ بھول گئے ہیں کہ در اصل آپ ایک بین الاقوامی پارٹی ہیں جس کا کوئی مفاد اور قومی مقصد اپنی پارٹی کے اصولوں کو دنیا میں حکمران بنانے کے سوا نہیں ہے، جب تک آپ اپنے اندر قوم کے بجائے پارٹی کا تصور پیدا نہ کریں گے اور اس کو ایک زندہ تصویر نہ بنائیں گے۔ زندگی کے کسی معاملہ میں آپ کا رویہ درست نہ ہوگا۔

سوشلزم اور اسلام

(از جناب محمد یونس خالدی)

جس نظریہ کو آج دنیا سوشلزم کے نام سے پکارتی ہے اس کے اصول کو اگر اختصار کے ساتھ بیان کیا جائے تو وہ مندرجہ ذیل پانچ سطروں میں آ جاتا ہے:

(۱) حکومت کا تعلق صرف عوام سے ہے وہ کسی فرد واحد یا خاندان کی ملک نہیں۔

(۲) تمام اہل ملک ہر اعتبار سے برابر ہیں۔ کسی کو کسی قسم کا کوئی امتیاز کسی پر نہیں۔

(۳) حکومت کا خزانہ عوام کی ملک ہے اور عوام جس کو اپنا نمائندہ منتخب کریں وہی اس کے صرف کرنے کا مجاز ہے۔

(۴) دولت کی تقسیم مساوی ہو اور ہر شخص کی معاشی ضروریات کو فراہم کرنے کی ذمہ داری حکومت پر ہو۔

(۵) ذاتی ملکیت کوئی چیز نہیں۔

اب آیئے ان اصولوں کا اسلامی روشنی میں جائزہ لیں:۔

۱۔ سوشلزم کے مذکورہ بالا پہلے اصول کو اسلام بلا کم و کاست تسلیم کرتا ہے ——— چنانچہ اسی اصول کی بنا پر نبی کریم کی وفات کے بعد آپ کے داماد یعنی حضرت علیؓ کو آپ کا جانشین نہیں بنایا گیا بلکہ عوام کی رائے کے مطابق جناب ابوبکرؓ کو یہ منصب سپرد کیا گیا۔ پھر آپ کی وفات کے بعد بھی یہی عمل ہوا۔ یعنی کسی نے یہ نہیں کہا کہ آپ کے بعد آپ کے خاندان کے کسی فرد کو جانشین بنایا جائے بلکہ حضرت عمرؓ کو اس مسند پر بٹھایا گیا۔ عمر فاروقؓ کے بعد عثمان غنیؓ کو یہ عہدہ ملا۔ جن کو جناب عمرؓ سے کوئی خاندانی تعلق نہ تھا ۳۶

اس زمانہ میں ایک گروہ ایسا ضرور پیدا ہوا جس نے خلافت و جانشینی کے اس منصب کو صرف آل نبی میں محدود کر دینے کا آوازہ بلند کیا اور جناب علیؓ ہی کو رسول کا داماد ہونے کی وجہ سے جانشینی کا مستحق قرار دیا لیکن اس گروہ کی آواز پر مسلمانوں کی عظیم اکثریت نے مطلق توجہ نہ کی یہی مختصر سا گروہ بعد میں شیعہ کے نام سے مشہور ہوا۔ لیکن اس گروہ کے افراد کی تعداد دنیائے اسلام میں پانچ چھ فیصدی سے زیادہ نہ ہو گی۔ اور اس لئے جہاں تک عام مسلمانوں کے نقطۂ نظر کو معلوم کرنے کا سوال ہے۔ اس گروہ کا عقیدہ ہماری بحث سے خارج ہے۔

۲۔ سوشلزم کا مذکورہ بالا دوسرا اصول بھی اسلام کا اصول ہے اسلام میں "تمام اہل ملک مراتب حقوق اور فوائد ملک میں مساوی ہیں۔ درحقیقت یہ اسلام کی واضح ترین خصوصیت ہے کہ اس کی نظر میں آقا اور غلام۔ معزز اور حقیر چھوٹا اور بڑا۔ امیر و فقیر سب برابر ہیں۔ صہیبؓ بلالؓ جو آزاد شدہ غلام تھے۔ سرداران قریش کے پہلو بہ پہلو ان کا نام ہے۔

خلیفۂ ثانی حضرت عمرؓ کے خلاف ایک معمولی شخص ابی ابن کعب نے یزید بن ثابت کی عدالت میں ایک شکایت پیش کی۔ یزید بن ثابت نے عمر فاروقؓ کو طلب کیا۔ عمر فاروقؓ حاضر ہوئے خلیفہ کو آتا دیکھ کر یزید ابن ثابت تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے۔ یہ دیکھ کر خلیفۂ اسلام نے برہمی کے ساتھ فرمایا "ابن ثابت! میں بھی عام مسلمانوں کی طرح ایک مسلمان ہوں۔ میں اپنے لئے کوئی امتیاز نہیں چاہتا۔

حضرت ابوبکرؓ نے خلافت کی مسند پر بیٹھنے کے بعد سب سے پہلی جو تقریر کی تھی اس کے بعض فقرے یہ ہیں۔

> لوگو! میں تمہارا امیر بنایا گیا ہوں لیکن میں تم سے افضل نہیں ہوں۔
>
> میں صرف نبی کریم کی پیروی کروں گا۔ کوئی نئی بات اپنی طرف سے کرنے کا ہرگز مجاز نہ ہوگا۔ اگر میں اپنے اس عہد پر قائم نہ رہوں تو تم میری مدد کرنا۔ اگر پھر بھی میں ٹھیک نہ ہوں تو تم مجھے سختی کے ساتھ ٹھیک کرنا۔ (طبقات ابن سعد)

اسی طرح حضرت عمرؓ نے خلافت کے بعد جو پہلا خطبہ دیا اس میں ارشاد کیا:۔

> میں بھی تمہاری طرح کا ایک انسان ہوں بالکل تمہارے برابر۔ میرا یہ منشا نہیں ہے کہ میں جو چاہوں تم سے منوا لوں۔ (کتاب الخراج مصنفہ قاضی ابویوسفؒ)

ایک صحابی معاذ بن جبلؓ نے قیصر روم کے سامنے اسلام کی تشریح ان الفاظ میں کی تھی۔

> ہمارا خلیفہ ہم میں کا ایک فرد ہے۔ جب تک وہ ہمارے مذہب کی کتاب اور ہمارے پیغمبر کے طریقہ کی پیروی کرے گا ہم اس کو اپنا خلیفہ باقی رکھیں گے۔ لیکن اگر وہ چوری کرے تو ہم اس کو وہی سزا دیں جو دوسرے چوروں کو دی جاتی ہے۔ یعنی اس کا ہاتھ کاٹ ڈالیں۔ اگر وہ زنا کرے تو اسے سنگسار کر دیں۔ اگر وہ ہم میں سے کسی کو گالی دے تو وہ بھی برابر کی گالی دے اگر وہ کسی کو زخمی کرے وہ

ہم سے چھپکر عالیشان محلوں میں نہیں بیٹھ سکتا
نہ وہ ہم پہ رعب جما سکتا ہے۔ نہ ہمیں اپنی شان
وشوکت دکھا سکتا ہے۔ وہ ہم میں ایک معمولی
آدمی کا رتبہ رکھتا ہے اور بس۔" (تاریخ واقدی)

چنانچہ جب امیر معاویہؓ کے مقرر کئے ہوئے ایک گورنر نے مدینہ میں تقریر کرتے ہوئے امیر معاویہ کے بیٹے یزید کی خلافت کا اعلان کیا تو اسی وقت ایک مسلمان بپھر کر کھڑا ہوا اور چلا کر کہنے لگا۔

تم جھوٹے ہو۔ اسلام اس مطلق العنانی استبداد اور وراثت کو روا نہیں رکھتا۔ یوں کہو کہ ایران وروم کے بادشاہوں کی طرح تم نے یزید کو بادشاہ بنایا ہے۔ اسلام کے اصول کے مطابق وہ ہرگز بادشاہ نہیں ہے۔

۳۔ سوشلزم کا تیسرا اصول حکومت کے خزانہ سے متعلق ہے اس کے بارے میں اسلام جو کچھ کہتا ہے اُسے خلیفۂ ثانی کی ایک تقریر کے ان لفظوں میں سنئے۔ آپ فرماتے ہیں۔

میں خود بتلاتا ہوں کہ حکومت کے خزانہ سے مجھے
کتنا لینا جائز ہے۔ سال میں دو جوڑے کپڑے۔
ایک جاڑے کے لئے اور ایک گرمی کے لئے۔ ایک
سواری جس پر حج کے لئے جاسکوں اور ملک کے
ایک معمولی آدمی کے لائق گذر بسر کا خرچ۔ جس
میں اپنے اور میرے بیوی بچوں کی کفالت ہو سکے میں
ادنیٰ مسلمان ہوں جو تمہارا حال ہے وہی میرا حال
(طبقات ابن سعد)

چنانچہ جب تک اسلام کے اصول کے مطابق حکومت کی گئی۔ خزانہ کا روپیہ عوام میں برابر تقسیم ہوتا رہا۔ عرب کے ہر رہنے والے کو وظیفہ دیا جاتا تھا اور بیت المال کے حساب کے متعلق ہر شخص سوال کرنے کا مجاز تھا۔

۴۔ سوشلزم کے چوتھے اصول کو بھی اسلام معقولیت کی حد تک تسلیم کرتا ہے۔ البتہ مقدار مساوات تسلیم نہیں کرتا۔ وہ ہر شخص کو یہ حق دیتا ہے کہ وہ عزت وبلندی کے بڑے سے بڑے مرتبہ تک پہنچ سکے لیکن یہ نہیں کرتا کہ عقل وعلم یا اخلاق ودیانت کے فرق کو نظر انداز کرکے حفظ مراتب کو بھلا دے۔ اچھے برے کا امتیاز اسلام میں ضرور ہے۔ لیکن برے آدمی کو ہر وقت یہ حق حاصل ہے کہ وہ خود کو اچھا بنا کر اچھوں کی صف میں اپنے لئے جگہ پیدا کرسکے۔ بالفاظ دیگر اس کے معنی یہ ہیں کہ اسلام ہر شخص کے سامنے زندگی کا ایک اعلیٰ نمونہ (آئیڈیل) رکھتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ جو شخص اس نمونہ پر پورا اترے گا وہی بہترین شخص ہے۔ ہندوستان کے آریوں کی طرح اس نے یہ روک نہیں لگائی کہ فلاں کام کو صرف فلاں ذات ہی کے لوگ کرسکتے ہیں۔ اسی طرح عیسائی پادریوں کی طرح اس نے عابدوں زاہدوں کا کوئی "نسلی گروہ" بھی نہیں بنایا۔ بلکہ ہر شخص کو اس کی کوششوں کا پھل دینے کا اعلان کیا۔ اور پکار کر یہ اعلان کردیا کہ شرف وبزرگی کا معیار دولت، نسل، یا نسب پر نہیں بلکہ صرف اخلاق کی بہتری، اعمال کی عمدگی اور انسانیت کے کمال پر ہے —— "تم میں امتیاز عزت اسی کو ہے جو متقی ہے" (یعنی جو برائیوں سے بچے اور نیکیوں کو اختیار کرے۔) (قرآن)

اب آپ سوشلزم کے پانچویں اور آخری اصول کو لیجئے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے قبضہ میں کچھ نہیں رکھ سکتا سب کچھ حکومت کا ہے۔ وہ جو کچھ بھی کمائے گا اسے حکومت لے لیگی۔ البتہ اس کی گذر بسر کے لائق حکومت کی طرف سے اُسے روزینہ ملتا رہے گا۔ اسلام اس اصول کو یقیناً تسلیم نہیں کرتا۔ اس کے نزدیک ذاتی ملک جائز ہے۔ لیکن اس ملک پر زکوٰۃ اور خیرات وصدقات کے اتنے دباؤ ڈال دیئے گئے ہیں کہ کوئی شخص قرآن کی زبان میں "قناطیر مقنطرہ" یعنی دولت کے ڈھیر لگا کر نہیں بیٹھ سکتا۔
غور کیجئے کہ اگر آپ ذاتی ملکیت کو بالکل اڑا دیں تو پھر انسان کے لئے سعی وعمل میں کون سی لذت، کون سی کشش اور کون سی مٹھاس باقی رہ جاتی ہے اُسے معلوم ہے کہ اسے کھانے پینے کے لئے جو روزینہ ملتا ہے اس میں نہ کبھی زیادتی ہوسکتی ہے نہ کمی پھر وہ فضول کیوں اپنا سر کھپائے آپ کہیں گے کہ سوشلسٹ سیٹ میں ہر شخص کام کرنے پر مجبور ہے۔ میں مانتا ہوں۔ مگر یہ کام مشین کا سا کام ہوگا۔ کام کرنے والے میں ذاتی اُمنگ جوش اور جذبہ نہ ہوگا اسی لئے اسلام نے ذاتی ملکیت کو بالکل اڑایا نہیں۔ البتہ اسے کم کرنے پر زور دیا ہے اور یہی بہترین اصول ہے ان تمام حقائق کو دیکھنے کے بعد آپ اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ سوشلزم جس قسم کی مساوات پیش کرتا ہے وہ بالکل غیر فطری ہے۔ کیونکہ دنیا کا وجود کشاکش پر قائم ہے۔ پھر غیر فطری مساوات کس طرح قائم ہوسکتی ہے۔ آج دنیا میں سوشلزم اور اشتراکیت کے اصول پھیلائے جارہے ہیں اور دنیا بھی ایک

حدیث، فقہ، سیرت کی سات مفید اور سستی کتابیں

(۱) بخاری شریف کامل مکررات کو حذف کرکے سب سے بڑی کتاب بخاری شریف کی تمام احادیث کا سلیس و عام فہم اردو ترجمہ۔ اچھی لکھائی چھپائی۔ ضخامت پانسو صفحات گلیز کاغذ قیمت مجلد پارچہ، مجلد چرمی پشتہ۔ اعلیٰ اڈیشن سفید چکنا کاغذ مجلد پارچہ، مجلد چرمی پشتہ۔ خاص اڈیشن اعلیٰ درجہ کا چکنا فیروزی کاغذ مجلد چرمی پشتہ۔

(۲) مسلم شریف کامل مسلم شریف کی تمام احادیث کا سلیس اور عام فہم اردو میں ترجمہ۔ اچھی لکھائی چھپائی ضخامت آٹھ سو صفحے گلیز کاغذ قیمت مجلد پارچہ، مجلد چرمی پشتہ۔ اعلیٰ اڈیشن سفید چکنا کاغذ مجلد پارچہ، مجلد چرمی پشتہ۔ خاص اڈیشن چکنا فیروزی کاغذ مجلد پارچہ۔ چرمی پشتہ۔

(۳) مشکوٰۃ شریف کامل حضرت علامہ شیخ ولی الدین محمد عبد اللہ خطیب عمری کی سب سے بہتر اور سب سے مستند مشکوٰۃ کا سلیس و عام فہم اردو ترجمہ جس میں حدیث کی گیارہ کتابوں بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، نسائی، مسند امام مالک، مسند امام شافعی، مسند امام حنبل، سنن بیہقی، رزین کی تمام احادیث نہایت تحقیق سے جمع کردی گئی ہیں اور ضروری مقامات کی تشریح بھی کی گئی ہے۔ اچھی لکھائی چھپائی ضخامت ایک ہزار صفحے سے زیادہ قیمت مجلد پارچہ، چرمی پشتہ۔

(۴) انتخاب صحاح ستہ حدیث کی چھ معتبر کتابوں بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، ابوداؤد، نسائی کی وہ تمام ضروری احادیث مع عربی کے جمع کی گئی ہیں جن کی ہر مسلمان کو پیدائش سے لیکر وفات تک ضرورت رہتی ہے۔ نصف صفحہ میں عربی نصف صفحہ میں سلیس اور عام فہم اردو ترجمہ۔ ضخامت قریباً پانسو صفحے اور ساڑھے سات سو احادیث ہیں گلیز کاغذ قیمت مجلد پارچہ، مجلد چرمی پشتہ۔ اعلیٰ اڈیشن سفید چکنا کاغذ مجلد پارچہ، مجلد چرمی پشتہ۔

(۵) اسلامی تعلیم مذہبی مسائل کی انسائیکلوپیڈیا یعنی حضرت امام اعظم کی حنفی فقہ اردو میں۔ پڑھیے پیدائش سے لیکر وفات تک ایک مسلمان کو جتنے مسائل پیش آسکتے ہیں ان سب کا مفصل بیان ہے۔ صدہا مذہبی کتابوں کے لاکھوں اوراق پڑھ کر لکھی گئی ہے۔ پانچسو علماء کرام پڑھ چکے ہیں۔ دس سال سے ہزاروں چھپتی ہے اور ہاتھوں ہاتھ بک جاتی ہے۔ اعلیٰ درجہ کی لکھائی چھپائی ہے۔ اعلیٰ درجہ کا چکنا فیروزی کاغذ ہے۔ ضخامت سات سو صفحات۔ قیمت مجلد پارچہ، مجلد چرمی پشتہ۔ خاص اڈیشن بڑھیا چکنا فیروزی کاغذ مجلد پارچہ، مجلد چرمی پشتہ۔

(۶) خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت مولا علیؓ، حضرت امام حسنؓ کی پیدائش سے لیکر وفات تک کے مکمل حالات اُن کے عہد خلافت اور اصلاحات اور ترقیات اور فتوحات کے مفصل حالات۔ پچاس سالہ مطالعہ اسلامی تاریخ کا محققانہ شاہکار۔ اچھی لکھائی چھپائی ضخامت پانسو صفحے گلیز کاغذ قیمت مجلد پارچہ، مجلد چرمی پشتہ۔ اعلیٰ اڈیشن سفید چکنا کاغذ مجلد پارچہ، مجلد چرمی پشتہ۔

(۷) کربلا کے بعد اعلیٰ درجہ کی لکھائی چھپائی سفید چکنا دبیز اعلیٰ کاغذ ضخامت ۷۰۰ صفحے رنگین اعلیٰ درجہ کا ٹائیٹل قیمت مجلد۔ اس کتاب کے تین حصے ہیں۔ پہلے حصہ میں حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ کی خلافت کے فتنوں کا ذکر ہے۔ اور اس کے بعد مظالم کی تفصیل بیان کی گئی ہے جو بنو امیہ نے بنو فاطمہ پر اپنی حکومت قائم رکھنے کے لئے کئے۔ یہ حصہ عہد بنو امیہ کی مکمل تاریخ ہے۔ دوسرے حصہ میں ان سازشوں کی تفصیل ہے جو بنو عباس نے سادات بنی فاطمہ کے نام پر خلافت حاصل کرنے کے لئے کیں اور خلافت حاصل کرنے کے بعد جو بیرحمانہ اور وحشیانہ مظالم سادات بنو فاطمہ پر بنو عباس نے کئے ان کی تفصیل ہے جس میں عہد بنو عباس کے جامع اور مکمل حالات ہیں۔ تیسرے حصہ میں ان حکومتوں کے حالات ہیں جو سادات بنو فاطمہ نے اپنی قوت بازو سے حاصل کیں۔ یہ حصہ دولت فاطمیہ کے مکمل حالات پر مشتمل ہے۔ اردو میں ان تینوں خاندانوں کے مکمل اور جامع حالات اس سے پہلے شائع نہیں ہوئے۔

محصول کتاب کا ہر حالت میں بذمہ خریدار ہوگا۔ سب کتابیں منگانے والے ریل کے ذریعہ پارسل طلب فرمائیں۔ ریل کا پارسل بغیر قیمت پیشگی آئے نہیں بھیجا جاتا۔ ریل کے ذریعہ پارسل طلب کرنے والے منی آرڈر بھیجتے وقت آٹھ آنے زاید بھیجیں جو پیشوا آفس سے دہلی کے ریلوے اسٹیشن تک روانگی اور رجسٹری وغیرہ پر خرچ ہوتے ہیں۔ ڈاکخانہ کے بھاری محصول سے بچنے کے لئے کئی خریدار مل کر ایک جگہ کتابیں ریل کے ذریعہ منگوانی چاہئیں۔

ان سب کے ملنے کا پتہ: مینجر رسالہ پیشوا۔ اُردو بازار جامع مسجد دہلی

شذرات

(از سید عزیز حسن بقائی)

شکریہ

سب سے پہلے اس حی القیوم خدا کا جس کی تائید سے پیشوا کا شاندار رسول نمبر مرتب ہوا۔ اور جس نے محض اپنے فضل و کرم سے اس کو قبولیت عطا فرمائی۔ اور ہزاروں پڑھنے والوں نے اس کو تمام رسائل کے رسول نمبروں میں سب سے بہتر رسول نمبر قرار دیا۔ اور اپنے حلقۂ احباب میں جدید خریدار فراہم کئے۔

مگر اس خوشی کا ایک تاریک پہلو یہ بھی ہے کہ تین ہزار خریداروں میں سے (جن کے نام وی پی بھیجے گئے) ڈیڑھ ہزار وی پی واپس آئے۔ اور رسالہ دین و نیز کا یہ ادارہ گزشتہ پندرہ سال میں سب سے زیادہ مایوس کن اور حوصلہ شکن ہے جس سے تین سو پچھتر روپے کا پیشوا کے غریب دفتر کو ذاتی نقصان پہنچا۔ جس کے ذمہ دار عنداللہ اور عندالناس وہ سب حضرات ہیں جو پیشوا کے خریدار تھے۔ اور جن کو ختم خریداری کی اطلاع محرم کے پرچے میں دی گئی تھی اور اُن سے درخواست کی گئی تھی کہ اگر وہ رسالہ کے سال آئندہ خریدار رہنا چاہیں تو انکاری کارڈ لکھ دیں ورنہ خاموشی کی صورت میں حسب دستور وی پی آئے گا۔ مگر اس ڈیڑھ ہزار وی پی واپس کرنے والوں نے جو نقصان پیشوا جیسے غریب ادارہ کو پہنچایا ہے۔ اس کی جواب دہی تو خداوند قدوس کی بارگاہ میں اُن کو کرنی ہی پڑے گی۔ مگر کیا ان میں سے ایک بھائی بھی مجھے یہ بتا سکتے ہیں کہ اُن کو ذاتی طور سے میرے اس نقصان سے کیا فائدہ پہنچا؟

بہرحال جب تک میں زندہ رہوں گا اپنے اس نقصان کو یاد کر کے تکلیف محسوس کرتا رہوں گا اور دوسرے رسائل اور اخبارات کو اُردو علم و ادب اور مذہب اور تصوف کے خدمت گزاروں سے متعارف کرانے کے لئے ان کے اسمائے گرامی آئندہ اشاعت میں درج کروں گا جن میں سے ایک نے بچارے کو نقصان مجھے پہنچایا ایک غریب مذہبی ادارہ کی تنگ دامنی کا تاوان کیا اور اس کی ترقی کے وسائل کو پامال کیا۔ اور سیرت نبوی کے گلدستہ کو حقارت سے ٹھکرا دیا۔ اور غالباً یہ سب کچھ ان بھائیوں نے مذہب ہی کے جذبہ کے ماتحت کیا ہوگا! جس کا مذہبی تعلیم سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔

کاش ان کو صحیح مذہبی تعلیم ملی ہوتی۔ اور اے کاش یہ ملاؤں کے اسلام کی بجائے داعی اسلام کے مذہب سے واقف ہوتے، جس میں اخلاق اور معاملات کی درستی کی تمام مذاہب سے زیادہ تعلیم ہے۔ اور آہ ثم آہ کہ یہی جنس گرانمایہ ہم میں سے مفقود ہے اور یہی متاع محبوب جب تک ہمارے پاس رہی دین اور دنیا کی کامرانیاں ہمارے قدموں میں رہیں۔

بہ حالت ڈیڑھ ہزار رسول نمبر اس وقت پیشوا کے دفتر میں موجود ہیں اور ان کے لئے ڈیڑھ ہزار نئے خریدار آپ ہی کو فراہم کرنے ہیں۔ اور اسی ہفتہ فراہم کرنے ہیں۔ تاکہ میری محنت اکارت نہ جائے، لہٰذا قارئین کرام میں سے جو بھائی رسول نمبر کو پسند کرتے ہوں اور اُن کے دل میں میرے کام کی کچھ بھی وقعت ہو تو اُن سے بصد ادب درخواست کرتا ہوں کہ وہ بہت جلدی سے پیشوا کے لئے نئے خریدار فراہم کریں تاکہ رسول نمبر کا قرضہ جلد سے جلد ادا ہو۔ اس وقت مجھے ایک ہزار روپے کی فوراً ضرورت ہے۔ اور وہ ایک ہزار روپیہ آپ ہی کے نئے خریداروں سے جمع کرنا ہے۔ تاکہ رسول نمبر کے بنڈل کی ادائیگی ہو جائے اور آئندہ کے لئے بھی فراغت ہو۔

حضرت مولانا کشفی صاحب کا فیضان

تاجدار رسول نمبر کو پڑھ کر حضرت مولانا سید کشفی شاہ صاحب نظامی نے رنگون سے ہوائی ڈاک کے ذریعہ اطلاع دی ہے کہ ان کی طرف سے ڈھائی سو رسول نمبر مفت تقسیم کئے جائیں۔ لہٰذا ان کی ہدایت کے مطابق اعلان کیا جاتا ہے کہ پیشوا کا رسول نمبر ڈھائی سو ہندو مسلمان لائبریریوں اور طلباء میں مفت تقسیم کیا جائے گا۔ اور محصول ڈاک بھی حضرت مولانا کشفی شاہ صاحب ہی نے اپنے ذمہ لیا ہے۔

قارئین پیشوا میں سے اکثر حضرات یہ سمجھتے ہوں گے کہ کشفی شاہ صاحب کوئی بہت بڑے جاگیردار یا رئیس ہیں۔ جن کی دریا دلی سے حب رسول پاک کا آئے دن مظاہرہ ہوتا رہتا ہے۔

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک غریب قوم کے غریب رہنما ہیں مگر حب رسول پاک کی ایک آگ ان کے سینہ میں جل رہی ہے۔ اور اسی سے متاثر ہو کر اُنھوں نے لاکھوں روپے تنظیم و تبلیغ پر خرچ کئے اور اب بھی عالم سے زیادہ دنیا ہی کے ساتھ وہ اپنے آقا اور دنیا کے نجات دہندہ نبی کی سیرت پاک کو دنیا میں پیش کرنے کے لئے خرچ کر رہے ہیں۔ اور ان کے خلوص کا یہ نتیجہ ہے کہ بہت تھوڑے عرصہ میں سیرت کا جھنڈا تمام دنیا میں بلند ہوا۔ اور دنیا کا کوئی حصہ ایسا نہیں جہاں مولائے کائنات کے نام کا ڈنکا نہ بجا ہو دنیا کے ہر ریڈیو اسٹیشن سے سیرت پاک کی اشاعت ہوئی۔ دنیا کی ہر زبان میں سیرت پاک پر لٹریچر مفت تقسیم ہوا، دنیا کے ہر شہر میں سیرت پاک کے جلسے ہوئے جلوس نکلے اور دنیا کو معلوم ہوا کہ اس کی تمام مصیبتوں کا تنہا علاج آمنہ کے لال کے جھنڈے کے نیچے جمع ہونے میں ہے۔

یہ اتنا بڑا کام اور کشفی شاہ صاحب کی تنہا ذات۔ حیرت ہوتی ہے

گروہ اپنی معیشی مصروفیات کے ساتھ اتنے بڑے کام کے لئے کہاں سے وقت نکالتے ہیں؟

سچ ہے جب قدرت کسی کام کے لئے کسی کو پسند کرتی ہے تو اس کو مافوق الفطرت توفیق بھی مرحمت فرماتی ہے۔ اور ان ہی مافوق الفطرتوں سے مولانا کفی شاہ صاحب سیرت پاک کی تبلیغ اور اشاعت کے لئے کام کرتے ہیں۔

خدا کرے کہ اسلام کا یہ نامور اور کارفرما فرزند تادیر صحت و سلامتی کے ساتھ زندہ رہے اور اس سے زیادہ خدمت اسلام کی توفیق عطا ہو۔

آمین بجاہ سید المرسلین۔

رسول نمبر کی شکایات

رسول نمبر ۲۲ فروری کو دہلی جامع مسجد کے ڈاکخانہ سے پوسٹ کر دیا گیا۔ اور مجھے یقین ہے کہ جامع مسجد کے ڈاکخانہ میں ایک پرچہ بھی ضائع نہیں ہوا۔ مگر تعجب ہے کہ اس وقت تک پانسو خریداروں نے رسول نمبر نہ پہنچنے کی شکایت کی ہے جن میں سے اگر ایک سو شکایتوں کو تبدیلی پتہ اور بعض خریداروں کی غلطی یا بددیانتی پر قیاس کر لیا جائے تو چار سو پرچے تو یقیناً ڈاک کے ڈاکوؤں نے چرائے جس کے ذمہ دار ڈاکخانہ کلاں دہلی آر ایم ایس اور خریدار صاحبان کے ڈاکخانہ والے ہیں اگر فی پرچہ ۸ر بھی لاگت لگائی جائے تو دو سو روپے کے پرچے صرف ایک مہینہ میں ڈاکخانہ کے بددیانت
۵۰ بے ایمان، چور، خائن، غاصب بدمعاش ڈاکوؤں نے چرائے جس کی وجہ سے پیشوا کو دو سو روپے کا نقصان پہنچا۔ جس کی ذمہ داری سے اعلیٰ افسران ڈاکخانہ جات ہند بری نہیں کئے جا سکتے، کیونکہ ان کے عدم کنٹرول کا یہ ایک ادنیٰ نمونہ ہے۔

اگر اخبارات و رسائل کی شکایات اور ان کے نقصانات کا اندازہ لگایا جائے تو معلوم ہوگا کہ ہزار ہا روپے یومیہ کا نقصان اخبارات و رسائل کو ڈاکخانہ کے بے ایمان کارکن پہنچا رہے ہیں اور حکام اپنے ان فرشتہ صفت کارکنوں کی پشت پناہی کر کے ان جرائم کا انسداد کرنے سے عاجز ہیں کیونکہ جب کوئی شکایت کی جائے تو اس پر لاپروائی برتی جاتی ہے، اور محکمہ کی ناجائز حمایت کر کے چوروں کو سینہ زوری کا موقع دیا جاتا ہے۔

پرچہ نہ پہنچنے کی شکایت کرنے والے حضرات کے حسب ذیل گروپ میں منقسم ہیں:-

(۱) تبدیلی پتہ کی اطلاع نہ دی اور شکایتی خط لکھ دیا یہ بھی دیانت کے خلاف ہے۔

(۲) وی پی واپس کر دیا اور نمبر خریداری نہ لکھ کر دفتر کی بھول سے ناجائز فائدہ اٹھایا۔ جو بے ایمانی ہے۔

(۳) پرچہ وصول ہو گیا۔ کوئی دوست لے گئے یا گم ہو گیا۔ یا بچے نے خراب کر دیا۔ اور انھوں نے نہایت بے تکلفی سے ایک شکایتی پوسٹ کارڈ دھر گھسیٹا۔ یہ بھی دیانت کے خلاف ہے۔

(۴) آر ایم ایس میں پرچہ گم ہوا۔

(۵) خریدار کے شہر کے پوسٹ مین یا اس پوسٹ مین کے دوست یا عزیز نے ہضم کیا۔ اس کی ذمہ داری سے دفتر بری ہے۔

ان پانچوں گروپوں میں چوتھے اور پانچویں گروپ کی ذمہ داری ڈائرکٹر جنرل ڈاکخانہ جات پر ہے جو اپنے اسٹاف پر کنٹرول نہیں کر سکتا۔

مگر کتنے لطف کی بات ہے کہ خریدار صاحبان اپنی غلطیوں اور ڈاک والوں کی چوریوں کا ذمہ دار آنکھیں بند کر کے صرف کارکنان پیشوا کو قرار دیتے ہیں اگرچہ ان کے اس یک طرفہ اور غیر منصفانہ فیصلے سے بہت رنج ہوتا ہے مگر پھر اس شکایت کی فوراً تعمیل کر دی جاتی ہے جس کے نام کے ساتھ نمبر خریداری ہوتا ہے کیونکہ اس صورت میں کارکن فوراً میعاد خریداری معلوم کر لیتے ہیں اور جو بھائی اپنا نمبر خریداری نہیں لکھتے۔ بصد افسوس ان کا شکایتی خط ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا جاتا ہے کیونکہ پیس ہزار ناموں کا حافظہ پیشوا کے دفتر میں ہے اور نہ دنیا میں ممکن ہے لہذا جو صاحب اپنا نمبر خریداری نہ لکھ سکیں ان کو شکایتی خط نہیں لکھنا چاہئے۔

پیشوا کی شکایات اسمبلی میں

پیشوا کی ڈاک کی گمشدگی اتنی بڑھ گئی ہے کہ اس کے لئے اسمبلی کا دروازہ مجبوراً کھٹکھٹایا گیا۔ اور سہارنپور کے نامور محب وطن جناب مولانا قاضی محمد احمد صاحب کاظمی وکیل، ایم ایل اے نے حسب ذیل سوالات دریافت کئے جن کے دلچسپ جوابات ممبر رسل و رسائل نے دے کر اس وقت تو چھٹکارا حاصل کیا۔

سوالات از قاضی محمد احمد صاحب کاظمی ایم۔ ایل۔ اے

سوال نمبر ۱۹۰۱ء۔ (۱) کیا آنریبل ممبر آف کمیونیکیشن فرمائیں گے کہ آیا ان کی توجہ ان آرٹیکل اور نوٹس پر دلائی گئی ہے۔ جو اکثر اوقات دہلی کے مشہور معروف ماہوار رسالہ پیشوا میں شائع ہوتی رہتی ہیں اور یہ تمام شکایات دہلی پوسٹ آفس کے عملہ کی بدنظمی کے متعلق ہوتی ہیں۔

(۲) میں خاص طور سے یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آیا آنریبل ممبر صاحب نے رسالہ پیشوا کے پرچہ بابت ماہ شعبان و رمضان برس ۱۳۵۹ھ بھی ملاحظہ فرمائے ہیں جن میں محکمہ ڈاک خانہ جات کی مندرجہ ذیل بدعنوانیوں پر شکایت کی گئی ہے:

(ا) رسائل کی آمد و رفت میں گم شدگی۔

(ب) دفتر رسالہ پیشوا میں ڈاک کا دیر سے تقسیم ہونا۔

(ج) مندرجہ بالا شکایات پر محکمہ ڈاک خانہ کے ذمہ دار افسران کا غیر ذمہ دارانہ رویہ اور لاپرواہی۔

(۳) کیا آنریبل ممبر صاحب کی توجہ اسی قسم کی شکایات پر دلائی گئی ہے جو کہ دہلی کے مشہور و معروف اخبارات و رسائل مثلاً ریاست، الامان، مدینہ، مولوی وغیرہ میں شائع ہوتی رہی ہیں۔

دہ) کیا گورنمنٹ نے مندرجہ بالا امور پر کوئی تحقیقاتی کمیٹی بنانے کی ضرورت محسوس کی۔ ورنہ کارکنان ڈاکخانہ جو کہ ان بدعنوانیوں کے ذمہ دار ثابت ہوں اُن کے لئے مناسب سزائیں مقرر کریں۔

سوال نمبر ۱۹۸ - الف۔ کیا آنریبل ممبر صاحب آف کمیونیکیشن صاحب کو معلوم ہے کہ دہلی میں یہ عام شکایت ہے کہ اخبارات و رسائل و دیگر کاروبار خصوصاً تجارتی حلقوں میں منی آرڈر اور وصول شدہ وی پی کی رقومات اکثر عمداً دیر سے تقسیم کی جاتی ہیں۔

(ب) اگر مندرجہ بالا سوال کا جواب مثبت نہیں ہے۔ تو کیا گورنمنٹ نے اس معاملہ کے غور اور سدباب کرنے کے لئے کوئی تحقیقاتی کمیٹی مقرر کی ہے۔

جوابات سوال نمبر ۱۶۹۸ منجانب آنریبل ممبر مسٹر اے۔ جی۔ کلو

(۱) میں اس بات کو یقینی طور سے نہیں کہہ سکتا کہ میں نے وہ تمام آرٹکل اور مضامین پڑھے یا نہیں۔ (حالانکہ سب پرچے مہیا کئے گئے)

(۲) ہاں۔ جملہ شکایات کی تحقیق کرنے پر نتیجہ نکلا کہ سوائے ایک لفافہ اور ایک پوسٹ کارڈ کے غلط تقسیم ہونے کی تمام شکایات غلط ثابت ہوئیں (حالانکہ ایک ہزار شکایتی خطوط میرے پاس خریداران پیشوا کے محفوظ ہیں کیا وہ سب غلط ہیں؟ عزیز حسن)

(۳) چونکہ میرے دوست آنریبل ممبر صاحب نے نہ تو اخبارات متعلقہ کے اقتباسات اور نہ تاریخہائے اشاعت فراہم کئے ہیں۔ اس لئے میں اُن کی شکایات نہ معلوم کر سکا ہوں۔ اگر آنریبل ممبر صاحب کا اشارہ اُن شکایات سے ہے جو کہ اخبار دین دنیا و ریاست کی بابت رسالہ پیشوا کی اشاعت بابت رمضان میں شائع ہوئی ہیں تو میں یہ بتاتا ہوں کہ وہ شکایات تحقیقات کرنے پر بے معنی اور غلط ثابت ہوئیں۔ (اگر یہ شکایات غلط ہیں تو ریاست کے خلاف نوٹس کیوں نہیں لیا گیا) علاوہ ازیں اڈیٹر صاحب رسالہ دین دنیا نے تحریر میں اطلاع دے دی ہے کہ اُن کو کسی قسم کی کوئی شکایت ڈاکخانہ کے خلاف نہیں ہے (اگر دین دنیا کو شکایت نہیں ہے تو اخبار میں کیوں لکھتے ہیں؟) ۔

(۴) مندرجہ بالا جوابات کو مدنظر رکھتے ہوئے ان سوالات کے جوابات کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔

مزید سوال ازطرف قاضی محمد احمد صاحب کاظمی ایم۔ ایل۔ اے

کیا آنریبل ممبر صاحب نے اُن شکایات پر غور کیا جو کہ ان سوالات کے ساتھ روانہ کی گئی تھیں۔ ؟

جواب منجانب آنریبل مسٹر اے۔ جی۔ کلو

میں نے اُن شکایات پر غور کیا ہے۔ (مگر نتیجہ کیا نکلا؟)

سوال نمبر ۱۶۸۲

جواب منجانب آنریبل مسٹر اے۔ جی۔ کلو۔

الف۔ نہیں۔

ب۔ اوپر کے سوال کے جواب نفی کی وجہ سے اس سوال کے جواب کی ضرورت نہیں۔

ان سوالات اور جوابات کو پڑھنے کے بعد اندازہ ہوتا ہے کہ اسمبلیاں بے کار ہیں کیونکہ نہایت آسانی سے ممبر متعلقہ نے مولانا کاظمی صاحب سے پیچھا چھڑا لیا۔

کتنے اندھیر کی بات ہے کہ پیشوا کی ڈاک چرائی جاتی ہے اس کے دفتر میں دوسرے دفاتر کی ڈاک تقسیم کی جاتی ہے اور اس کا تحریری ثبوت موجود ہے اور اس سے انکار کی ہمت ممبر رسل ورسائل کو بھی نہیں ہے مگر یہ کس قدر عجیب بات ہے کہ نہ چوروں کا پتہ لگانے کا وعدہ کیا جاتا ہے اور نہ بدنظمی کے انسداد کا وعدہ ہوتا ہے۔ نہ خطاکاروں کی گوشمالی کا اعلان ہوتا ہے بلکہ ایسی ہوشیاری سے جوابات دئے جاتے ہیں کہ شکایت تشنہ ہو کر رہ جاتی ہے۔

اگر ممبر رسل ورسائل پیشوا کی شکایات کو غلط سمجھتے ہیں تو ان کے لئے سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں کہ وہ اڈیٹر پیشوا پر فوجداری دعوے کریں۔ پھر ان کو حقیقت معلوم ہو گی۔

جس ڈاکخانہ پر دو ہزار کے پارسل کی چوری کا الزام ہو۔ اُس کی وکالت ممبر رسل ورسائل کریں۔ اس سے زیادہ حیرت اور تعجب کی بات اس آسمان ۵۱
کے نیچے اور کیا ہو گی؟ جس ڈاکخانہ (دہلی پوسٹ آفس) میں وائسرائے بہادر کا ہار گم ہو جائے۔ اس سے پیشوا کی ڈاک کی گمشدگی کی شکایت ہی بے جا ہے۔

جس ہفتہ ممبر رسل ورسائل کاظمی صاحب کو جوابوں کی بھول بھلیوں میں ڈال رہے تھے۔ قدرت ان پر ہنس رہی تھی۔ اور اسی ہفتہ اُس نے پیشوا کے دفتر میں دوسروں کے خطوط تقسیم کرائے۔ جو اسمبلی کے شملہ کے اجلاس میں پیش کئے جائیں گے۔

پیشوا کی گمشدگی اور پیشوا کی تجارتی ڈاک کی گمشدگی ایک ایسی حقیقت ہے کہ اس سے انکار کی ہمت پوسٹ آفس کو نہیں ہو سکتی۔ اور اس کے ثبوت میں وہ سیکڑوں اور ہزاروں خطوط ہیں جو پیشوا کے دفتر میں محفوظ ہیں اور اگر ممبر رسل ورسائل کو اب بھی اس دعوے کو تسلیم کرنے میں تامل ہو تو وہ بڑی خوشی سے اڈیٹر پیشوا پر دعویٰ کر سکتے ہیں۔

پھر یہ کام عدالت کا ہو گا۔ کہ وہ پوسٹ آفس کے حق میں فیصلہ کرتی ہے۔ یا اڈیٹر پیشوا کے حق میں۔

تاہم اگر وہ عدالت میں نہ گئے۔ تو اڈیٹر پیشوا ان کو عدالت میں بلانے پر مجبور کرے گا۔ جس کے لئے تیاریاں شروع کر دی گئی ہیں۔

سیف اللہ نمبر

پیشوا کا یہ پرچہ حضرت خالد بن الولید رضہ کے کارناموں کو تازہ کرتے

کرنے کئے ہے سیف اللہ نمبر کے نام سے شائع کیا جا رہا ہے۔

اپنی بھائی کو بھلا کون کہتا ہے؟ تاہم اگر اس نمبر کو کتابی صورت میں شائع کیا جائے تو اس کتاب کی قیمت کسی حالت میں بھی آٹھ آنے سے کم نہ ہو۔ مگر خریداروں سے اس خاص نمبر کی کوئی قیمت نہیں لی گئی۔

خدا نے چاہا تو بہت جلد سیف اللہ نمبر کے مضامین میں اضافہ کر کے حضرت خالد رضہ کی مکمل سیرت کتابی صورت میں شائع کی جائے گی۔

پیشوا کا اگلا پرچہ غوث الاعظم نمبر ہوگا

پیشوا کے اگلے پرچہ میں فرزند رسول مقبول حضرت غوث پاکؒ کی مکمل سیرت قادریہ تعلیم، قادریہ وظائف، غوث پاک کی کرامات اور وعظ اور تصانیف پر مشتمل ہوگا۔ جس کی کتابت شروع ہو گئی ہے۔

اس غوث پاک نمبر کو اگر آپ حضور غوث پاکؒ کی تعلیم سے آگاہی حاصل کرنے کے لئے مفت تقسیم کریں۔ تو اس سے زیادہ ثواب اور نیکی کا کام دوسرا کوئی نہیں ہو سکتا۔

غوث پاکؒ نمبر اپنی معنوی خوبیوں کے اعتبار سے ان تمام سیر توں سے بہتر ہوگا جو اب تک شائع ہو چکی ہیں۔

کیا ان تمام محنتوں اور اخراجات کے بعد بھی مجھے یہ کہنے کا حق نہیں ہے کہ آپ پیشوا کی اشاعت بڑھائیں؟ اگر آپ میں سے ہر بھائی صرف ۵ پانچ منٹ پیشوا کے خریدار بڑھانے میں صرف کر دیں۔ تو بار بار مجھے آپ کو تکلیف دینے کی ضرورت نہ رہے۔

خدا کی قسم آپ اندازہ نہیں کر سکتے کہ کس دیانتداری اور آپ کی بے پروائی نے پیشوا کو کن مشکلات میں پھنسا دیا ہے۔ اور مجھے اس بڑھاپے میں اس فکر نے کتنا کمزور کر دیا ہے کہ پندرہ سال شب و روز کام کرنے کے بعد بھی آج پیشوا کا دفتر قرضدار ہے۔ اور کرایہ کے مکان میں ہونے کی وجہ سے ان تمام مشکلات میں مبتلا ہے۔ جو کسی انسان کے خیال میں آ سکتی ہیں۔

اگر آپ اپنے حلقۂ احباب میں پیشوا کے خریدار تلاش کریں۔ اور پیشوا کی مطبوعہ کتابیں فروخت ہوں، تو پیشوا کے لئے نہ قرض لینے کی ضرورت ہو اور نہ مجھے آپ سے قرضہ کی ادائیگی کے لئے اپیل کرنے کا موقع ملے کیا میں امید کروں کہ آپ میری درخواست پر غور کریں گے؟ بہت عرصہ کے بعد جب تکلیف ناقابل برداشت ہوئی تو حرف مدعا زبان پر لایا ہوں۔

پیشوا کے آئندہ نمبر

یوں تو خدا ہی کو علم ہے کہ آئندہ حالات کیا ہوں۔ مگر اس وقت میرے ذہن میں پیشوا کے لئے ترقی کا جو پروگرام ہے اس کا ایک حصہ یہ ہے کہ ہر مہینہ ایک خاص نمبر نکالا جائے۔ چنانچہ خالد بن الولیدؓ نمبر یہ شائع ہو رہا ہے۔ غوث پاک نمبر اگلے مہینہ کا پرچہ ہوگا۔ اور جمادی الثانی کا پرچہ فقرائے ہم نمبر ہوگا۔ جس میں تقریباً ایک سو اولیاء اللہ کے حالات ہوں گے۔ رجب کا پرچہ آل رسول نمبر ہوگا۔ جس میں حضور سرور کائنات کی آل پاک (سیدہ فاطمہ، حسن، حسین، زینب معہ بارہ اماموں) کے حالات ہوں گے۔ شعبان کا پرچہ اصحاب صفہ کے حالات پر مشتمل ہوگا۔ اور رمضان کا پرچہ اصحاب بدر کے حالات سے مزین ہوگا۔ اس کے بعد شوال کا پرچہ عشرۂ مبشرہ نمبر ہوگا اور ذی الحجہ کا پرچہ حضرت ذبیح اللہ کے کارناموں پر مشتمل ہوگا اور محرم کا پرچہ شہید اعظم حضرت امام حسینؓ کے نام پر شہید نمبر ہوگا۔

ان تمام نمبروں کی ترتیب کے لئے خرچ، محنت، وقت، اور اطمینان کی ضرورت ہوگی۔ اور یہ اسی صورت میں مجھے مل سکتا ہے۔ اور کام کرنے کا حسب منشا موقع ملے کہ میں دفتر کے کاروبار سے مطمئن ہو جاؤں۔ اور اس کی سہل ترین صورت یہی ہے کہ آپ پیشوا کے واپس شدہ رسول نمبروں کے لئے نئے خریدار فراہم کریں۔ نئے خریداروں میں کتابیں فروخت ہوں اور مجھے قرضہ کی ادائے گی کے سہم سے نجات ملے۔

امید ہے کہ قارئین کرام پیشوا کے ان مخصوص نمبروں کی اشاعت میں حصہ لینے کے لئے جدید خریدار اس کثرت سے فراہم کریں گے کہ واپس شدہ رسول نمبر ایک ہی ہفتہ میں نئے خریداروں کے پاس پہنچ جائیں گے۔ اور میری مالی مشکلات کا بڑی حد تک خاتمہ ہو جائے گا۔ اور مجھے اطمینان کا سانس لینے کا موقع مل جائے گا۔ جس سے میں اس سال پیشوا کے خاص نمبر نکال سکوں۔ اور اگر مجھے اطمینان کا موقعہ نہ ملا تو پھر سارا پروگرام درہم برہم ہو جائیگا اور اس کی تمام تر ذمہ داری قارئین پیشوا پر ہوگی۔ جو پیشوا کے اصلی مالک ہیں اور پیشوا خدا کے فضل کے بعد انھیں کی کوششوں سے اس درجہ پر پہنچا ہے اور آئندہ بھی اگر وہ ترقی کرے گا تو خدائے قدوس کے فضل اور قارئین پیشوا کی کوشش ہی سے۔ ورنہ میں کیا اور میری سعی کیا۔

پیشوا کی نئی مطبوعات

اس مہینہ خدا کے فضل سے پیشوا کی مطبوعات میں ایک بالکل نئی کتاب کا اضافہ ہوا ہے جو میری تالیف ہے اور اس کا نام "کربلا کے بعد" ہے۔ اس کی کتابت اعلیٰ درجہ کی ہے۔ بے حد سفید و لائق چکنا کاغذ ہے طباعت بہت نفیس ہے۔ ٹائٹل دو رنگ کا خوشنما ہے۔ ضخامت پونے چار سو صفحے ہے۔ قیمت دو روپے ہے۔ (علاوہ محصول ڈاک)

اس کتاب میں یہ بتایا گیا ہے کہ آل رسولؐ کو کس طرح عیاریوں اور سازشوں اور جبر و ستم سے خلافت اور امامت سے روکا گیا۔ اور کربلا کے حادثہ کے بعد اہل بیت نبوی پر بنو امیہ اور بنو عباس نے کیسے روح فرسا مظالم کئے۔ اور دولت فاطمیہ کے قیام میں آل رسولؐ کو کیا کیا مشکلات پیش آئیں۔

یہ کتاب بہت پسند کی جا رہی ہے۔ اگر پانسو کتابیں اس مہینہ طلب کر لی جائیں تو میں بہت سی مشکلات سے نجات پا جاؤں۔

چونکہ کتاب "کربلا کے بعد" میری تالیف ہے اس لئے میں اس پر رائے زنی کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔ البتہ آئندہ اشاعتوں میں اس پر جو ریویو ہوئے ہیں وہ شائع کروں گا تاکہ آپ کو اندازہ ہو سکے کہ کتاب کس پایہ کی ہے اور کتنی محنت کر کے دریا کو کوزے میں بند کیا گیا ہے۔ اس وقت تو آپ اس کی ایک جلد میری ذاتی درخواست پر خرید لیجئے۔

"کانگریسی پالیسی"

پیشوا ۱۹۲۵ء سے شائع ہو رہا ہے۔ اور میں اپنی بصیرت اور علم کے مطابق، اردو زبان اور مسلمان قوم کی مذہب کی روشنی میں جو خدمت کر سکتا ہوں۔ وہ خطرات کے مورچوں میں گھس گھس کر کر رہا ہوں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ پندرہ سال کے عرصہ میں اب تک پیشوا کے کاروبار کو جتنا کامیاب ہونا چاہئے تھا اس کا چالیسواں حصہ بھی نہیں ہے کیونکہ میں اپنی ایک ذاتی رائے رکھتا ہوں۔ اس لئے نہ پیشوا سے مسلم لیگی خوش رہتے ہیں، نہ کانگریسی، نہ حکومت پرست اس کو پسند کرتے ہیں نہ علما سو، (جن میں مکار صوفی اور غدار لیڈر بھی شامل ہیں) چونکہ میں آزادی کی تحریک کی حمایت کو ایک مذہبی فریضہ سمجھتا ہوں۔ اس لئے کانگریس جب بھی تحریک آزادی کی علم بردار ہوتی ہے اس کی حمایت کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ مسلمان ۱۹۲۰ء کی طرح کانگریس کے نظام پر قبضہ کر لیں۔ جس کی سزا مسلم کانفرنس کے ایک معزز عہدہ دار نے یہ دلوائی کہ پیشوا کا داخلہ فوج میں منٹری سکریٹری سے شکایت کر کے بند کرا دیا جس سے کم و بیش دس ہزار روپے سالانہ کا مستقل طور سے تقریباً ۲ سال سے مجھے نقصان برداشت کرنا پڑ رہا ہے۔

اُدھر مسلم لیگ والوں نے اپنی بے عملی کے طعنے نہ برداشت کرتے ہوئے ۲ سال سے پیشوا کا بائیکاٹ کرا رکھا ہے۔ جس کے نتیجہ کے طور پر تقریباً ۳ ہزار خریداروں نے خریداری ترک کر دی۔ اور اس طرح پانچ ہزار روپے سال کے نقصان کا مزید اضافہ مسلم لیگ کی اسلام دوستی کے طفیل ہوا۔

جب سات صوبوں میں کانگریسی منسٹریاں قائم ہوئیں تو میری خواہش کے بغیر کئی صوبوں کی لائبریریوں اور سرکاری مدارس کے لئے پیشوا کی خریداری کے آرڈر جاری ہونے والے تھے۔ اور توقع تھی کہ پانچ ہزار پرچے خریدے جائیں گے۔ کہ اسی زمانہ میں کانگریسی پالیسی ہونے کے باوجود پیشوا میں مسلمانوں پر کانگریسی صوبوں میں مظالم پر سخت تنقیدی نوٹ میں نے لکھے جو کانگریسی حلقوں میں ناپسند کئے گئے۔ اور اس کا جو نتیجہ کانگریسی منسٹریوں کی مخالفت میں نوٹ لکھتے وقت میرے ذہن میں تھا۔ وہی نکلا یعنی پیشوا کی خریداری کے آرڈر کانگریسی حکومتوں نے روک لئے۔

مگر شکر ہے خداوند قدوس کا ایک لمحہ کے لئے بھی میرے دل میں ان نقصانوں

روح فرسا مالی ضربوں کے وقت کمزوری پیدا نہیں ہوئی۔ کیونکہ میں اس کو ایمان کی کمزوری سمجھتا ہوں۔ کہ خریداروں کے خوف سے کانگریس کی یا لیگ کی حکومت کی کمزوریوں پر تبصرہ نہ کیا جائے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ میں اپنے تئیں اس سے بہت بلند سمجھتا ہوں کہ کسی خوف یا لالچ سے متاثر ہو کر کلمۂ حق زبان پر نہ لاؤں۔ مسلمان پر ظلم اگر انگریز کرے گا تو میرا خاموش رہنا گناہ عظیم ہے۔ اور اگر کانگریسی صوبوں میں کانگریسی وزرا ظلم کریں تو پھر میرا کانگریس کے خلاف نہ لکھنا ظلم ہے۔ مسلم لیگ والے صرف باتیں بنا کر مسلمانوں کی جہالت اور مذہبی جذبات سے فائدہ اٹھانا چاہیں تو اس پر میرا خاموش رہنا گمراہی ہے۔ بس کوئی وجہ نہیں کہ یہ تینوں جماعتیں مجھ سے خوش رہیں۔ اور سچ پوچھ میں جماعتوں یا افراد کو خوش رکھنا اور حق پر خاموش رہنا ضمیر فروشی اور بے ایمانی سمجھتا ہوں اس لئے مذکورہ جماعتوں اور ان کے حامیوں کو ہمیشہ کے لئے مجھ سے مایوس ہو جانا چاہئے۔

چونکہ اس وقت ۷ صوبوں میں کانگریس کی حکومت ہے۔ اور کانگریس سے حکومت ہند کے تعلقات خوش گوار ہیں اس لئے میں نے محترم مولانا کاظمی صاحب ایم۔ ایل۔ اے سے خواہش کی کہ وہ حکومت کی نبض ٹٹولیں۔ چنانچہ کاظمی صاحب نے حسب ذیل سوالات اس لئے دریافت کئے کہ معلوم ہو کہ حکومت کانگریس کی پالیسی پر اعتماد کرتی ہے۔ یا نہیں۔ ان سوالات میں ضمنی سوالات مسٹر ستیہ مورتی ڈپٹی لیڈر کانگریس پارٹی نے بھی ۵۴
کئے۔ اس لئے دونوں حضرات حکومت کو بے نقاب کرنے میں دلی شکریہ کے مستحق ہیں۔

ہوم ممبر صاحب نے جس "قابلیت" اور "بے خبری" کا اظہار کیا ہے۔ اس سے ایک طرف ان کی ہمہ دانی۔ اور کارگزاری کا ایسا ریکارڈ قائم کیا ہے کہ اس پر انگلستان اور ہندوستان میں نہ معلوم ماتم کیا جائے گا یا اظہار مسرت کیونکہ ہز ایکسیلینسی وائسرائے کے بعد جن لوگوں کو ہندوستان کے حالات سے واقف ہونا چاہئے۔ ان میں مسٹر ودگلاڈ بھی ہیں، جو انگلستان سے اس بدنصیب ملک پر گراں قدر تنخواہ لے کر حکومت کرنے آئے ہیں۔ ان کی دانشمندی ہوشمندی لیاقت اور وسعت معلومات کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اُن کو آج یہ بھی نہیں معلوم کہ کانگریسی پالیسی کیا ہے؟

بہرحال مولانا کاظمی صاحب اور مسٹر ستیہ مورتی کے سوالات اور مسٹر ودگلاڈ کے جوابات حسب ذیل ہیں۔

سوال نمبر ۱۴۰۱۔ الف۔ جناب سکریٹری صاحب ڈیفنس ڈیپارٹمنٹ جواب دیں کہ آیا محکمۂ فوج میں اُن اخبارات و رسائل کا داخلہ جو کہ اُن کے خیال میں غیر سرکار پرست ہیں ناجائز قرار دیتی ہے اور اس وجہ سے اُن کا داخلہ ممنوع ہے؟

ب۔ کیا فوج نے اس قسم کے اخبارات و رسائل کی کوئی فہرست مرتب کی ہے۔ اور اگر ایسا ہے تو کس قسم کی ہے؟

(۱) کیا وہ اخبارات اس فہرست اخبارات و رسائل میں سے ہیں۔ جن کو گورنمنٹ کی طرف سے داخلہ ناجائز قرار دیا گیا ہے؟

(۲) کیا وہ اخبارات رسائل ایسے ہیں جن کا داخلہ گورنمنٹ کی جانب سے ناجائز ہے؟

(۳) کیا اس فہرست میں مندرجہ بالاقسم کے دونوں اخبارات ورسائل کے نام درج ہیں۔

ج۔ کیا اس قسم کی فہرستوں میں کبھی ترمیم و تنسیخ بھی ہوتی ہے۔ اور اگر ایسا ہوتا ہے تو وہ کون کرتا ہے؟۔

د۔ کیا محکمۂ فوج کو ایسے اخبارات و رسائل جن کا اوپر ذکر آچکا ہے داخلہ بند کرنے کے خلاف کوئی صدائے احتجاج وصول ہوئی ؟۔

ر۔ وہ کون سے اخبارات و رسائل ہیں جو کہ دہلی سے شائع ہوتے ہیں اور اُن کا داخلہ فوج میں بند ہے؟۔

۱۵-اپریل ۱۹۳۹ء جواب بجانب مسٹر سی۔ میک۔ آئی۔ جی۔ اوگلاوی ایم۔ ایل۔ اے (ممبر سرکاری)

(الف۔ ب ج۔ د) میں آنریبل ممبر صاحب کی توجہ اُن جوابات پر دلاتا ہوں جو کہ میرے ہم عصرے دال نمبر ۱۵۵۲ از مسٹر۔ ٹی۔ ایس۔ آدیناسنگھم کو ہور خہ ۱۴۔ اپریل ۱۹۳۹ء کو دئے تھے۔

۵۴ د۔ نہیں۔

سوالات از قاضی محمد احمد صاحب کاظمی۔ ایم۔ ایل۔ اے

سوال نمبر ۲۴۱ :۔ (۱) کیا ڈیفنس سکریٹری صاحب فرمائیں گے کہ آیا محکمۂ فوج اُن اخبارات و رسائل کو جو کہ کانگریس کی حمایت میں نکلتے ہیں یا "کانگریسی پالیسی کی حمایت کرتے ہیں غیر سرکار پرست یا دوسرے الفاظ میں باغی خیال کرتا ہے اگر مندرجہ بالا سوال کا جواب نفی میں ہے تو کیا ایسے اخبارات و رسائل کا داخلہ فوج میں جائز قرار دیا جا چکا ہے؟

۱۵ اپریل ۱۹۳۹ء جواب منجانب مسٹر سی، میک آئی، جی۔ اوگلاوی۔ ایم ایل۔ اے (ممبر سرکاری)

(۱) سوال مندرجہ بالا مفصل طور سے واضح نہیں ہے جس کا کہ میں جواب دے سکوں۔ اگر آنریبل ممبر یہ فرمائیں کہ ان کا مطلب "کانگریسی پالیسی" سے کیا ہے۔ تو اُن کے سوال کا جواب دے سکوں گا۔

(۲) میں اپنے جواب نمبر (۱) پر توجہ دلاتا ہوں

مسٹر ایس۔ ستیا مورتی۔ کیا آنریبل ممبر صاحب قطعی کہتے ہیں کہ وہ نہیں جانتے کہ آیا "کانگریسی پالیسی" کیا چیز ہے؟

مسٹر سی۔ ایم۔ جی اوگلاوی:۔ ذاتی طور سے میں بے حد مشکوک ہوں کہ آیا وہ کیا ہے؟ اور خاص کر اس سلسلہ میں تو میں بالکل نہیں بتا سکتا کہ "کانگریسی پالیسی" کیا چیز ہے۔ جب تک مجھے اُس کی مختصر تشریح نہ بتائی جائے۔

مسٹر ایس ستیا مورتی۔ کیا آنریبل ممبر صاحب نے وہ کانگریس ریزولیوشن جو کہ سالہا سال سے وسیع پیمانے میں شائع ہوئے ہیں اور اخبارات میں چھپ رہے ہیں نہیں پڑھے ؟

مسٹر سی، ایم جی اوگلاوی :۔ میں نے ایسے بہت سے ریزولیوشن پڑھے ہیں جو کہ کانگریس نے پاس کئے ہیں۔

مسٹر ایس ستیہ مورتی :۔ پھر کیا وجہ ہے کہ جناب "کانگریس پالیسی" کو نہیں سمجھ سکتے؟

مسٹر اوگلاوی :۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ "کانگریس پالیسی" کے اس سلسلہ میں کیا معنی اور مطلب ہے؟

قاضی محمد احمد کاظمی :۔ وہ آزادی حاصل کرنے کی طرف دار اور حامی ہے۔

آنریبل سر عبدالرحیم پریذیڈنٹ :۔ مسٹر اوگلاوی نے اس کے متعلق کوئی سوال نہیں کیا ہے۔

مسٹر ایس ستیا مورتی :۔ میرے دوست مسٹر قاضی محمد احمد کاظمی نے اُن رسائل کی بابت سوال کیا تھا جو کہ کانگریسی پالیسی کی حمایت کرتے ہیں لیکن آنریبل ممبر ڈیفنس سکریٹری فرماتے ہیں کہ وہ یہی نہیں جانتے کہ "کانگریسی پالیسی کیا چیز ہے؟

آنریبل سر عبدالرحیم پریذیڈنٹ :۔ مسٹر کاظمی چاہتے تھے کہ وہ "کانگریسی پالیسی" کی تشریح کریں لیکن میں یہ خیال کرتا ہوں کہ ایسی حالت میں یہ بہتر ہوتا کہ وہ اس تشریح کو اپنے سوال میں شامل کر دیتے۔

ان سوالات اور جوابات کو پڑھنے کے بعد اندازہ ہو سکتا ہے کہ اسمبلیاں اگر کھلونہ نہیں تو کیا ہیں؟

بہرحال شملہ کے اجلاس میں مسٹر اوگلاوی ہوں گے، کانگریسی ممبران اسمبلی ہوں گے۔ اور دلچسپ سوالات کے دلچسپ جوابات ہوں گے کیونکہ میں اس مسئلہ کو آخری حد تک پہنچانا چاہتا ہوں۔

سوالات کی اجازت نہیں

جامع مسجد دہلی میں ہز ایکسلنسی لیڈی لن لتھ گو کی تشریف آوری پر شمس العلما جناب مولوی حاجی سید احمد صاحب امام جامع مسجد دہلی نے ایک ہزار مسلمانوں کو ہز ایکسلنسی کی جھوٹی خوشامد میں نماز سے محروم رکھنے کے لئے مسجد کی چھت کے دروازے بند کرنے کی "شاندار اسلامی، قومی اور مذہبی خدمات انجام دیں۔ اور ایک گھنٹہ تک ہز ایکسلنسی کا نماز کو تماشہ دکھانے کی سعادت میں نماز دیر میں پڑھائی۔ ان دونوں باتوں کے متعلق جامع مسجد کمیٹی کے تمام ممبران کو فرداً فرداً خطوط لکھے۔ سوائے ایک ممبر کے لاعلمی ظاہر کرنے کے سب نے خاموشی اختیار کی۔ میں نے ہز ایکسلنسی کی خدمت میں عریضہ ارسال کیا۔ ہز ایکسلنسی نے فوراً جواب دیا کہ جامع مسجد کے تمام انتظامات کی ذمہ داری منتظمہ کمیٹی پر ہے۔ منتظمہ کمیٹی میرے خطوط کا جواب دینا اپنی توہین سمجھتی ہے۔ اس لئے میں نے مرکزی اسمبلی میں سوالات دریافت کرنے کا انتظام کیا۔ تاکہ حقائق کا انکشاف ہو۔ مگر اسمبلی کے صدر نے سوالات کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔

چونکہ قانوناً صدر صاحب کے کسی حکم پر تنقید نہیں کی جا سکتی۔ اس لئے میں جناب مولوی سر عبدالرحیم صاحب صدر مرکزی اسمبلی کی خدمت میں ان کی اس شاندار خدمت پر کچھ عرض نہیں کر سکتا۔

کیا کانگریسی صدر (پٹیل) کے زمانہ میں بھی اس قسم کی کوئی مثال مل سکتی ہے؟

کانگریسی صوبوں میں مسلمانوں پر مظالم

کانگریس کے زیر اقتدار اس وقت ۸ صوبے ہیں۔ جن میں سب سے زیادہ مسلمانوں کو سی پی، یوپی، بہار میں شکایات ہیں۔ اور یہ شکایات ایسی ہیں کہ اگر ان کا چالیسواں حصہ بھی صحیح ہے، تو کانگریس ہائی کمانڈ کی اخلاقی موت ہے۔

جن صوبوں میں مسلمان اکثریت میں ہیں۔ خواہ ان میں کانگریسی وزارت ہوں یا مسلم لیگی، ان صوبوں میں سے کسی ایک میں بھی ہندوؤں کو یہ شکایات پیدا نہیں ہوئیں۔ جس سے مسلمانوں کی فراخ حوصلگی، تحمل و دوستی، اور رواداری پر روشنی پڑتی ہے۔ مگر سی پی، بہار، یوپی، میں ہندو اکثریت جو کچھ کر رہی ہے۔ وہ کانگریس کو تباہی کے گہرے غار میں دھکیل رہی ہے۔ جس سے کانگریس کبھی بھی مسلمانوں میں مقبولیت حاصل نہیں کر سکتی۔

میں جذباتی مسلمان نہیں ہوں۔ اور نہ میں جذباتی مسلمانوں کی طرح شور مچانا پسند کرتا ہوں۔ مگر واقعات سے انکار نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہندوؤں کے مظالم سے آج آنکھیں بند کرنا ممکن ہے۔ اور نہ زیادہ عرصہ تک مسلمان کانگریسی صوبوں کے مسلمانوں پر مظالم برداشت کر سکتے ہیں۔ اس لئے ان ہندوؤں کو جو حکومت اور اکثریت کے نشہ میں مست ہو کر مسلمانوں پر بے پناہ مظالم کر رہے ہیں کان کھول کر سن لینا چاہئے کہ اگر سرحد، پنجاب، بنگال، سندھ، بلوچستان کی اکثریت (مسلمانوں) نے بھی اپنے مسلمان بھائیوں کا بدلہ لینا شروع کر دیا۔ تو ان پانچوں صوبوں میں ہندوؤں کا کیا حشر ہو گا؟ اور کیا سی پی بہار یوپی کے ہندو یہ چاہتے ہیں کہ مذکورہ پانچ صوبوں کے ہندوؤں کے ساتھ سختی برتی جائے؟

کانگریس ہائی کمانڈ کو اگر مسلمانوں پر رحم نہیں آتا تو کم سے کم ان ہندوؤں پر تو رحم کرنا چاہئے۔ جو مسلم اکثریت کے صوبوں میں آباد ہیں۔

کانگریس ہائی کمانڈ نے اگر کانگریسی صوبوں کے مسلمانوں کے مظالم کا جلد انسداد نہ کیا تو کسے خبر ہے کہ سخت فرقہ وارانہ گوریلا وار کب شروع ہو۔ اور ہندوستان کی آزادی کتنے عرصہ کے لئے پیچھے ہٹ جائے۔ پس جتنے جلدی ہو سکے۔ اس آگ کو جو اگر روشن ہو گئی تو سالہا سال نہ بجھے گی انصاف اور رواداری کے پانی سے جلد از جلد بجھا یا جائے۔

مسلم لیگ تولا پور کانفرنس

مئی کے پہلے ہفتہ میں مسلم لیگ کا ایک اجلاس تولا پور میں زیر صدارت سر سکندر حیات صاحب چیف منسٹر پنجاب منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں جو خطبہ صدارت چیف منسٹر نے ارشاد فرمایا ہے۔ اس سے جذباتی مسلمان تو مطمئن ہو سکتے ہیں۔ مگر جو لوگ سنہ سے مسلم لیگ کو جانتے ہیں وہ یہ دریافت کر سکتے ہیں کہ آج تک کا کوئی کارنامہ مسلم لیگ کا ہو تو بتایا جائے۔ اگر تجاویز بازی اور جلوس بازی اور تار بازی کوئی ٹھوس کام ہے تو ؟

بیا کہ اسپر اندا ختیم اگر جنگ است

کاش سر سکندر کو معلوم ہوتا کہ زمانہ بدل چکا ہے۔ لیڈری اور سیاست کی جو رفتار سنہ میں تھی، وہ اب نہیں ہے۔ اب قوم قربانی اور ایثار چاہتی ہے۔ باتیں سنتے سنتے وہ تھک چکی ہے۔ اس لئے کوئی نیا راگ سنانے کی ضرورت تھی۔

سب سے اہم تجویز اس کانفرنس میں جو پاس ہوئی ہے۔ وہ حیدر آباد سے متعلق ہے۔ مگر یہی وہ تجویز ہے جس نے لیگ کی بے عملی پر مہر ثبوت لگا دی ہے۔

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ بمبئی اور پنجاب حیدر آبادی تحریک کے مرکز ہیں۔ بمبئی میں نیم مہاسبھائی حکومت ہے۔ اگرچہ اقلیتوں کے حقوق کا پشتارہ گورنر بہادر کے سر ہے۔ مگر یہ واقعہ ہے کہ بمبئی گورنمنٹ نے اس تحریک کی مجرمانہ ہمت افزائی کی ہے۔ مگر کیا پنجاب کے گورنر اس سے مستثنیٰ ہیں۔ جس کے چیف منسٹر مولوی حاجی سر سکندر حیات خاں لیڈر مسلم لیگ ہیں۔ پھر حیدر آباد کی حمایت میں ہمدردانہ دھمکیاں دینے سے پہلے کیا ان کے لئے مناسب نہ تھا کہ قانون تحفظ والیان ریاست کے ماتحت آریہ سماج کی اس انتہائی مفسدانہ تحریک کا قلع قمع کرتے۔ اور گزشتہ صلوۃ پر عمل کرتے ہوئے۔ کیا وہ اب اس کے لئے تیار ہیں کہ اپنے صوبہ پنجاب میں اس مفسدانہ اور فرقہ وارانہ تحریک کا قلع قمع کریں۔؟ ۵۵

میں جانتا ہوں کہ یہ قولین کے شیر نہ پہلے حیدر آباد کے ہمدرد تھے۔ نہ اب ہیں، نہ آئندہ کبھی ہوں گے۔ یہ اگر کسی کے ہمدرد ہیں تو صرف اپنے یا اپنے قبلہ و کعبہ سے زیادہ قابل احترام انگریز بہادر کے۔ جس کے سر پر جنگ کے بادل منڈلا رہے ہیں۔ اور یہ آرمی بل پاس کرانے والے اپنے آقائے ولی نعمت کو بچانے کے لئے بھرتی دینے کے واسطے تیار بیٹھے ہیں۔

اسی پنجاب سے ایک شخص اس سے پہلے بھی اٹھا تھا اور اس نے حیدر آباد مسلمانوں کے جتھے لے جانے کا اعلان کیا تھا۔ اور مسلمانان دہلی کے عام مجمع میں نعرۂ تکبیر کے درمیان حلف اٹھوا کر خود ساختہ ڈکٹیٹر بنا تھا۔ آج پورے چار مہینہ گزرنے کے بعد روز اول ہے۔ پھر کیا مسلمانوں کو پنجاب کے اس نامور "پولیٹیکل گرگٹ" کے تجربہ کے بعد دوسرے تجربہ کی ضرورت ہے؟

ضرورت ہے کہ مسلمان چیف منسٹر پنجاب سے یہ دریافت کریں کہ پنجاب سے آریہ سماجی جتھوں کو کیوں نہیں روکا جاتا؟ اور کب تک اسلامی سلطنت آصفیہ کے خلاف پنجاب سے روپیہ اور والنٹیر ملتے رہیں گے؟ اور کب تک آپ اس دھرم یدھ میں آریہ سماج کو شہ دے کر حصہ لیتے رہیں گے۔

مہاسبھا کے لئے کانگریس کو قربانی کا بکرا نہ بناؤ

یہ مسلّمہ حقیقت ہے کہ حیدرآباد ایجی ٹیشن ایک فرقہ وارانہ تحریک ہے اور اس کی رہنمائی آریہ سماجی اور مہاسبھائی ہندو کر رہے ہیں۔ اگرچہ یہ ایک جداگانہ بحث ہے کہ مہاسبھائی ہندو جو الزامات حیدرآباد پر لگا رہے ہیں وہ سو فی صدی جھوٹے ہیں اور اس ایجی ٹیشن سے نہ ہندوؤں کو من حیث القوم ہمدردی ہے اور نہ حیدرآباد کی ہندو رعایا اس مفسدانہ تحریک میں شامل ہے بلکہ یہ تحریک چند متعصب اور پلیٹ فارمی ایڈیٹروں اور لیڈروں نے محض اپنا الو سیدھا کرنے کے لئے شروع کی ہے۔ تاکہ اس ہلڑبازی میں سستی شہرت اور روپیہ حاصل ہو جائے۔

کراچی میں کانگریس، مسلم لیگ اور مہاسبھا کو فرقہ وارانہ جماعتیں قرار دے چکی ہے۔ اور یہ تجویز پاس ہو چکی ہے کہ جو لوگ ان دونوں جماعتوں میں سے کسی ایک کے بھی ممبر ہوں وہ کانگریس کے ممبر نہیں ہو سکتے۔ اور یہ رزولیوشن ابھی تک منسوخ نہیں ہوا ہے

مگر حقیقت یہ ہے کہ سی پی کی کانگریسی وزارت کا اسپیکر دہلی کی کانگریس کا منتخب شدہ ایم ایل اے (لالہ دیش بندھو) اور متعدد کانگریسی ہندو مہاسبھا کے ممبر ہو کر اس سخت فرقہ وارانہ تحریک کو چلا رہے ہیں۔ اور اس سلسلہ میں کانگریس کے نام پر وہ بدتمیزیاں کر رہے ہیں جو انسانیت کے لئے باعث ننگ ہیں۔ ورا ایسے ساتھ کانگریس ہائی کمانڈ کو بھی ... شریک مشورہ کر کے کانگریس کے اس رزولیوشن کو اپنے پیروں سے روند رہے ہیں جس کو انہوں نے نہایت شد و مد سے پاس کیا تھا اور اس طرح ایک انتہائی متعصبانہ تحریک پر کانگریس کو صدقہ کا بکرا بنا کر ان مسلمانوں کے لئے مشکلات پیدا کی جا رہی ہیں جو یہ چاہتے ہیں کہ تمام شکایتوں کے باوجود مسلمانوں کو کانگریس میں شریک ہونا چاہئے۔

میں نے اپنے اس عقیدہ کو کبھی نہیں چھپایا کہ مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں کانگریس میں شریک ہونا چاہئے۔ یہ میرا عقیدہ ۱۹۱۲ء سے ہے اور اسی عقیدہ کی تبلیغ میں پیشوا میں ۱۹۳۵ء سے کر رہا ہوں اور اب بھی میری یہی رائے ہے کہ مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں کانگریس میں شامل ہو کر اس کے نظام پر قابض ہو جانا چاہئے۔ اور مہاسبھائی ہندوؤں کو کانگریس کے پلیٹ فارم سے خارج کر دینا چاہئے۔ اس صورت میں مسلمانوں کی اسّی فی صدی شکایات کا ازالہ ممکن ہے۔ اگرچہ اس رائے کی وجہ سے اکثر مسلمان مجھ سے ناراض ہیں۔ اور مجھے تقریباً پندرہ ہزار روپے سالانہ کا نقصان بھی برداشت کرنا پڑ رہا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ حیدرآباد کے مسئلہ میں کانگریس کے اصولوں کے خلاف جو کچھ ہو رہا ہے۔ اس سے کانگریس ہائی کمانڈ کو بری الذمہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ کیونکہ ہر ہفتہ یہ اطلاع شائع ہوتی ہے کہ مہاسبھائی گروپ کانگریس ہائی کمانڈ سے ملا۔ اور حیدرآباد کے ایجی ٹیشن کے متعلق مشورہ کیا۔

میں چاہتا ہوں کہ اس اعتراض کا جواب مجھے کانگریس کے کوئی ذمہ دار کارکن دیں تاکہ ایک طرف میں خود مطمئن ہو سکوں۔ اور دوسری جانب مسلمانانِ ہند کی اکثریت کو مطمئن کر سکوں۔

رود ستلج

۲۰×۳۰/۸ سائز۔ رف کاغذ، ٹائیٹل سہ رنگا، ضخامت ۱۸ صفحے، قیمت فی پرچہ ایک آنہ سالانہ قیمت درج نہیں۔ ملنے کا پتہ:۔ منیجر صاحب رسالہ رود ستلج، سکریٹری صادق سوسائٹی ہمدردی جانوران احمد پور شرقیہ ریاست بہاولپور۔

یہ رسالہ ہز ہائینس نواب صاحب بہاولپور کی سرپرستی میں بے زبان جانوروں سے ہمدردی کے لئے نکالا گیا ہے۔ اس کے ایڈیٹر حکیم محمد شوق صاحب ہیں۔ مضامین نظم و نثر اوسط درجہ کے ہیں

اسلام نے بے زبان جانوروں کے ساتھ جس ہمدردی اور رحم دلی کے برتاؤ کو حکم دیا ہے اس کا عشر عشیر بھی کسی دوسرے مذہب میں نہیں ہے۔ اچھا ہوا کہ صادق سوسائٹی بہاولپور نے اس اہم ضرورت پر توجہ کی۔ رسالہ پر اگر محنت کی جائے تو اس سے زیادہ مفید اور کارآمد ہو سکتا ہے۔

کانگریس اور اردو

کانگریس کا مہاسبھائی گروپ جس تعدی سے اردو کو فنا کرنے اور اس کے ذریعہ ایک مشترکہ تہذیب کو دفن کرنے کی سعی میں مصروف ہے اس کا حال وہی مسلمان جانتے ہیں جو کانگریسی صوبوں میں مقیم ہیں۔ یا اخبارات کا مطالعہ پابندی سے کرتے رہتے ہیں۔

یوپی میں جو اردو کا مرکز ہے۔ ہندوستانی کے نام سے مسٹر سمپورنانند وزیر تعلیم سنسکرت نما ہندی کے لئے مہاتما گاندھی کی منظوری سے جو کچھ کر رہے ہیں اس پر کسی ملامت کی ضرورت نہیں۔ سی پی میں ہندوستانی کے نام سے جس جناتی زبان کو پیدا کیا جا رہا ہے۔ اس کا حال اخبار بین طبقہ سے پوشیدہ نہیں۔ حکومت اڑیسہ کا اعلان ہے کہ:۔

"حکومت اڑیسہ کی منشا ہے کہ وہ ہندوستانی زبان کی تعلیم کو لازمی قرار دے۔ ہندوستانی زبان وہ ہے جسے شمالی ہندوستان کے لوگ شہروں اور دیہاتوں میں سمجھتے اور بولتے ہیں۔ اور جس زبان کو اگر فارسی میں لکھا جائے تو اسے اردو کہتے ہیں اور اگر ناگری میں لکھا جائے تو اسے ہندی کہتے ہیں۔ جن اسکولوں میں مسلمان طلباء کی تعداد زیادہ ہوگی، وہاں فارسی رسم الخط کی تعلیم دی جائے گی۔"

اڑیسہ میں مسلمانوں کی آبادی سات فی صدی ہے۔ اس لئے ظاہر ہے کہ کسی اسکول میں بھی مسلمانوں کی تعداد زیادہ نہ ہوگی۔ لہٰذا کسی اسکول میں بھی اردو زبان فارسی رسم الخط میں نہ لکھی جائے گی اور اس سرکلر کی آڑ میں نہایت

چنانچہ اول مقابلہ میں کفار کو ہزیمت ہوئی جیسے مسلمان غنیمت کو جمع کرنے لگے اُس وقت کفار لوٹ پڑے اور وہ تیرانداز بہت تھے مسلمانوں پر تیر برسانے شروع کیے اس گھبراہٹ میں مسلمانوں کے پاؤں اُکھڑ گئے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع چند صحابہ رضہ کے میدان میں رہ گئے۔ آپؐ نے حضرت عباس رضہ سے مسلمانوں کو آواز دلوائی پھر سب لوٹ کر دوبارہ کفار سے مقابل ہوئے، اور آسمان سے فرشتوں کی مدد آئی آخر کفار بھاگ گئے اور بہت سے قتل ہوئے۔ بہت سے قید ہوئے۔ پھر اُن قبائل کے بہت سے آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے اور آپ نے اُن کے اہل و عیال جو پکڑے گئے تھے سب اُن کو واپس کر دیئے۔

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ

تم کو خداوند تعالیٰ نے بہت موقعوں میں غلبہ دیا اور حنین کے دن بھی جبکہ تم کو اپنے مجمع کی وجہ سے غرہ ہو گیا تھا پھر وہ کثرت تمہارے کچھ کارآمد نہ ہوئی

تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ۝

اور تم پر زمین باوجود اپنی فراخی کے تنگی کرنے لگی پھر تم پیٹھ دے کر بھاگ کھڑے ہوئے

ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر اور دوسرے مومنین پر اپنی تسلی نازل فرمائی اور ایسے لشکر نازل فرمائے جن کو تم نے نہیں دیکھا

وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ ۝ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ

اور کافروں کو سزا دی اور یہ کافروں کی سزا ہے پھر خدا تعالیٰ جس کو چاہیں

ذٰلِكَ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

توبہ نصیب کر دیں اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت کرنے والے بڑی رحمت کرنے والے ہیں

آیت و تفسیر:۔ تفسیر لقد نصرکم اللہ سے تا واللہ غفور رحیم تک۔ تم کو خدا تعالیٰ نے (لڑائی کے) بہت موقعوں میں (کفار پر) غلبہ دیا (جیسے بدر وغیرہ) اور حنین کے دن بھی (جس کا قصہ عجیب و غریب ہے تم کو غلبہ دیا) جبکہ (یہ واقعہ ہوا تھا کہ تم کو اپنے مجمع کی کثرت سے غرہ ہو گیا تھا پھر وہ کثرت تمہارے لئے کچھ کارآمد نہ ہوئی اور (کفار کے تیر برسانے سے ایسی پریشانی ہوئی کہ) تم پر زمین باوجود اپنی (اس) فراخی کے تنگی کرنے لگی پھر (آخر) تم پیٹھ دے کر بھاگ کھڑے ہوئے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول (کے قلب) پر اور دوسرے مومنین (کے قلب) پر اپنی (طرف سے) تسلی نازل فرمائی اور (مدد کے لئے) ایسے لشکر (آسمان سے) نازل فرمائے جن کو تم نے نہیں دیکھا (مراد فرشتے ہیں جس سے بعد تم پھر مستعد قتال ہوئے اور غالب آئے) اور (اللہ تعالیٰ نے) کافروں کو سزا دی (کہ اُن پر ہزیمت اور قتل و قید واقع ہوا) اور یہ کافروں کی (دنیا میں) سزا ہے پھر خدا تعالیٰ (اُن کافروں میں سے) جس کو چاہیں توبہ نصیب کر دیں (چنانچہ بہت سے مسلمان ہو گئے) اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت کرنے والے بڑی رحمت کرنے والے ہیں (کہ جو شخص اُن میں مسلمان ہوا اس کے سب پچھلے گناہ معاف کر کے مستحق جنت کا بنا دیا)

ف اس قصہ میں جو غلبہ کے ساتھ یہ فرمایا کہ جب کہ یہ واقعہ ہوا تھا مراد اس سے صرف اعجبتکم کثرتکم کا مضمون نہیں کہ شبہ پڑے کہ اعجاب سے تو مغلوبیت ہوئی تھی، بلکہ مراد مجموعہ قصہ اخیر تک ہے اور مجموعہ میں غلبہ کا ہونا یقینی ہے اور یہ جو فرمایا کہ رسول پر تسلی نازل ہوئی مراد اس سے مطلق تسلی نہیں وہ تو آپ کو بلکہ جو صحابہ رضہ آپ کے ساتھ رہ گئے تھے ان کو بھی حاصل تھی اسی وجہ سے ثبات قدم رہے بلکہ مراد اس سے خاص تسلی ہے جس سے غلبہ کی اُمید قریب ہو گئی اور مومنین پر جو تسلی نازل فرمانا ارشاد فرمایا۔ ان میں جو آپ کے ساتھ رہ گئے تھے اُن پر نزول تسلی کے معنے تو ابھی معلوم ہوئے اور جو ہٹ گئے تھے اُن پر نازل ہونا یہی ہے کہ پھر میدان میں آ گئے اور یہ جو فرمایا کہ تم نے فرشتوں کو دیکھا نہیں یعنی عام طور پر پس اگر اتفاقاً کسی ایک آدھ کا دیکھنا ثابت ہو جاوے تو کچھ اشکال نہیں اور قتل و قید کو جو کافروں کی سزا فرمایا مطلب یہ ہے کہ یہاں واقع ہو سزا ہے اور یہ مطلب نہیں کہ وقوع ضروری ہے۔ ربط اوپر شروع سورت میں اعلان برأت کا تھا آگے اُسی اعلان کا تتمہ مذکور ہے یعنی سال کے اندر اندر مشرکین کو خارج حدود کر دینا اور اس اخراج کے حکم سے جو مسلمانوں کو تردد ہوا تھا کہ مال کی آمد بند ہو جاوے گی ساتھ ہی اس بارہ میں تسلی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَاِنْ

اے ایمان والو مشرک لوگ نرے ناپاک ہیں سو یہ لوگ اس سال کے بعد مسجد حرام کے پاس نہ آنے پاویں اور اگر

خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَاۗءَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ

تم کو مفلسی کا اندیشہ ہو تو خدا تم کو اپنے فضل سے اگر چاہے گا محتاج نہ رکھے گا بے شک اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے بڑا حکمت والا ہے

تتمہ اعلان برأت و تسلیہ مؤمنین : تفسیر یایہا الذین اٰمنوا سے علیم حکیم تک۔ اے ایمان والو مشرک لوگ (بوجہ عقائد خبیثہ کے)
نرے ناپاک ہیں سو (اس ناپاکی پر جو احکام متفرع ہوئے ہیں اُن میں سے ایک یہ ہے کہ) یہ لوگ اس سال کے بعد مسجد حرام (یعنی حرم) کے پاس
بھی نہ آنے پاویں (یعنی حرم کے اندر داخل نہ ہوں) اور اگر تم کو (اس حکم کے جاری کرنے سے بدیں وجہ) مفلسی کا اندیشہ ہو (کہ لین دین ان ہی سے
زیادہ تعلق ہے جب یہ نہ رہیں گے تو کیسے کام چلے گا) تو (تم خدا پر توکل رکھو) خدا تم کو اپنے فضل سے اگر چاہے گا (ان کا) محتاج نہ رکھے گا بے شک
اللہ تعالیٰ (احکام کی مصلحتوں کو) خوب جاننے والا ہے (اور ان مصلحتوں کی تکمیل کے باب میں) بڑا حکمت والا ہے (اس لئے یہ حکم مقرر کیا اور ملک
افلاس کے انسداد کا سامان بھی کردے گا)۔ **ف** سب کا اتفاق ہے کہ اس باب میں کفار اہل کتاب کا حکم مثل مشرکین کے ہے اور درمنثور کی ایک
روایت اس کی مؤید ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے یہودی کے ہاتھ کو مثل مشرک کے ہاتھ کے فرمایا اور مراد اس نجاست سے نجاست عقائد ہے
نہ کہ نجاست اعیان و ابدان چنانچہ سنن ابو داؤد کتاب الخراج میں وفد ثقیف کو مسجد میں ٹھہرانے کی روایت موجود ہے اور وہ مشرک تھے اور
یہاں مقصود حکم لا تقربوا کا فرمانا ہے انما المشرکون میں اس کی ایک حکمت بتلا دی کہ ایسے مقدس مقام میں ایسے ناپاک دل والوں کا کیا کام اور
مسجد حرام سے تمام حرم مراد ہونا درمنثور میں عطاء سے مروی ہے اور حدیثوں سے تمام جزیرۂ عرب کا یہی حکم ثابت ہے مشرکین کے نہ بسنے دینے کا
وفات ہی کے سال یہ روایتیں درمنثور میں ساتھ ہی نقل کی ہیں چنانچہ سب روایت آپ کے حضرت عمرؓ کے زمانہ میں تمام جزیرۂ عرب میں اس
قانون کا نفاذ ہوگیا اور فقہ حنفی کی رو سے مراد اس سے قرب دخول بطور توطن یا استیلاء کے ہے کہ یہ ناجائز ہے ورنہ بدون اذن امام کی اجازت
سے آنا اگر امام نے جائز رکھا خلاف مصلحت نہ ہو منع نہیں جیسے دوسری آیت ما کان لہم ان یدخلوھا الا خائفین کی بعض علماء نے ۵
یہی تفسیر کی ہے اور قتادہ کا قول فلیس لاحد من المشرکین ان یقرب المسجد الحرام بعد عامھم ھذا الا صاحب الجزیۃ او
عبد رجل من المسلمین رواہ فی الدر اس کا مؤید ہے اور جب حرم کے اندر آنے کی اجازت دینا جائز ہے مسجد حرام بھی اسی حکم میں ہے البتہ حج
و عمرہ کی کفار کو اجازت نہیں بوجہ حدیث الا لا یحجن بعد العام مشرک کے اور جن روایتوں میں مشرک سے مصافحہ کرکے ہاتھ دھونا ہے وہ محمول تغلیظ
پر ہیں اور اس آیت میں جو غنا کا وعدہ ہے وہ اللہ تعالیٰ نے اس طرح پورا کردیا کہ تاجر قوموں کو مسلمان کردیا وہ سب طرح کا مال مکہ میں لانے لگے
اور ان شاء عدم تیقن و تعلیق وعدہ کے لئے نہیں بلکہ تعزیب وعدہ کے لئے ہے کہ اس وعدہ کے پورا کرنے کے لئے اللہ کو کچھ لمبا چوڑا سامان کرنے
کی ضرورت نہیں بلکہ صرف مشیت کافی ہے خوب سمجھ لو۔ ربط اوپر برأت و فتح مکہ و حنین میں قتال مشرکین کا بیان تھا آگے قتال اہل کتاب
کا بیان ہے گویا غزوۂ تبوک کی تمہید ہے کہ وہ بھی اہل کتاب کے ساتھ معاملہ ہوا تھا، چنانچہ مجاہد سے درمنثور میں اس آیت کا نزول غزوۂ تبوک
ہی میں نقل کیا ہے۔

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ

اہل کتاب جو کہ نہ خدا پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ قیامت کے دن پر اور نہ اُن چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے

وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا

اور اس کے رسول نے حرام بتلایا ہے اور نہ سچے دین کو قبول کرتے ہیں اُن سے یہاں تک لڑو کہ وہ ماتحت

الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ

ہو کر اور رعیت بن کر جزیہ دینا منظور کریں

حکم قتال اہل کتاب : تفسیر قاتلوا الذین سے وھم صاغرون تک۔ اہل کتاب جو کہ نہ خدا پر (پورا پورا) ایمان رکھتے ہیں اور

نہ قیامت کے دن پر ہی پورا ایمان رکھتے ہیں، اور نہ اُن چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے اور اُس کے رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نے حرام بتلایا ہے اور نہ سچے دین (اسلام) کو قبول کرتے ہیں اُن سے یہاں تک لڑو کہ وہ ماتحت ہو کر اور رعیت بن کر جزیہ دینا منظور کریں ف مسئلہ یہاں جزیہ میں جو اہل کتاب کی تخصیص کی ہے یہ بمقابلہ کل کفار کے نہیں بلکہ جن کا اوپر ذکر تھا یعنی مشرکین عرب اُن کے مقابلہ میں یہ تخصیص ہے کیونکہ اُن سے جزیہ نہیں لیا جاتا یا اسلام ہے یا سیف البتہ جن کے قتل کی اجازت نہیں جیسے عورتیں اور بچے وہ غلام لونڈی بنا کر رکھے جائیں گے اور حدیثوں سے ثابت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجوس سے بھی جزیہ لیا ہے اور مشرکین عجم مثل مجوس کے ہیں جیسا آیت میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان سے بدرجۂ اولیٰ جزیہ لیا جاوے گا کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ من الذین اوتوا الکتب ہی من بیانیہ ہے پس اہل کتاب ان ہی صفات سے موصوف ہوں گے لا یؤمنون الخ پس مدار وضع جزیہ کا یہ ٹھیرا اور ظاہر ہے کہ یہ صفات مشرکین میں بدرجۂ قوی پائی جاتی ہیں کیونکہ اہل کتاب توحید اور معاد کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ گو اُس میں غلطیوں کی وجہ سے لا یؤمنون فرمایا ہے اور مشرکین تو خود ان عقائد کی اصل ہی میں مخالف ہیں پس جب مدار حکم ان ہی میں اقوی ہے تو حکم بھی بدرجہ اولیٰ ثابت ہوگا البتہ مشرکین عرب خاص دلیل سے اس عام سے مخصوص ہو گئے یہی مذہب ہے حنفیہ کا اور اس کی تائید ہوتی ہے ابن شہاب کے قول سے جو درمنثور میں منقول ہے کہ کفار قریش اور عرب کے بارے میں تو یہ حکم نازل ہوا قاتلوھم حتی لاتکون فتنۃ اور یہ آیت حتی یعطوا اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی مسئلہ جزیہ بدل اسلام کا نہیں جیسا بعض معترضین کا زعم فاسد ہے پھر اعتراض کیا ہے کہ تھوڑے سے دام لے کر قرار علی الکفر اور اعراض عن الاسلام کی اجازت کیسے ہوگئی کہ عظمت اسلام کے خلاف ہے سو یہ تو بنا الفاسد علی الفاسد ہے بلکہ یہ بدل ہے قتل کا یعنی اس کی وجہ سے اُس کی جان بچ گئی سو یہ غایت عظمت و عزت ہے اسلام کی اس سے ایسی رعایت کی اور یہی وجہ ہے کہ جو لوگ جہاد میں قتل نہیں کئے جاتے جیسے عورتیں اور بچے اور بہت بڈھے اور اپاہج اور رہبان اور تارکان دنیا اُن پر جزیہ نہیں اور اگر بوجہ قرار علی الکفر کے ہوتا تو ان پر بھی ہوتا کیونکہ کفر مشترک ہے البتہ وجوب قتل میں باہم تفاوت ہیں مسئلہ عن ید کا حاصل یہ ہے کہ اُن کی شوکت نہ رہے اور صاغرون کا حاصل یہ ہے کہ وہ شریعت کے قوانین متعلقہ معاملات و سیاسیات کو اپنے ذمہ رکھیں صغار کی یہ تفسیر روح میں امام شافعی رح سے نقل کی ہے پس اس طور پر جزیہ کے التزام کو غایت قتال فرمانے سے یہ ثابت ہوا کہ بدون اس غایت کے وجوب قتال
۵۹ ساقط نہ ہوگا اور تفصیل احکام و مقدار جزیہ کی کتب فقہ میں ہے ربط اوپر اہل کتاب کی نسبت لا یؤمنون کا حکم فرمایا ہے آگے اُن کے عدم ایمان کی تفصیل ہے۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ

اور یہود نے کہا کہ عزیر خدا کے بیٹے ہیں اور نصاریٰ نے کہا کہ مسیح خدا کے بیٹے ہیں یہ اُن کا قول ہے اُن کے منہ

يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۭ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ

سے کہنے کا یہ بھی اُن لوگوں کی سی باتیں کرنے لگے جو ان سے پہلے کافر ہو چکے ہیں خدا ان کو غارت کرے یہ کدھر الٹے جا رہے ہیں اُنہوں نے خدا کو چھوڑ کر اپنے

وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا

علماء اور مشائخ کو رب بنا رکھا ہے اور مسیح بن مریم کو بھی حالانکہ اُن کو صرف یہ حکم کیا گیا ہے کہ فقط ایک معبود کی عبادت

النصف وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔـوْا نُوْرَ اللّٰهِ

کریں جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں وہ ان کے شرک سے پاک ہے وہ لوگ یوں چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھا دیں

بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ

حالانکہ اللہ تعالیٰ بدون اس کے کہ اپنے نور کو کمال تک پہنچا دے مانے گا نہیں گو کافر لوگ کیسے ہی ناخوش ہوں وہ اللہ ایسا ہے کہ اُس نے اپنے

النصف رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَي الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝

رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ اُس کو تمام دینوں پر غالب کر دے گو مشرک کیسے ہی ناخوش ہوں

کفریات قولیہ وفعلیہ اہل کتاب:- تفسیر وقالت الیہود و لو کرہ المشرکون تک۔ اور یہود (میں سے بعض) نے کہا کہ (نعوذ باللہ) عزیر (علیہ السلام) خدا کے بیٹے ہیں اور نصاریٰ (میں سے اکثر) نے کہا کہ مسیح (علیہ السلام) خدا کے بیٹے ہیں یہ ان کا قول ہے اُن کے منہ سے کہنے کا (جس کا واقع میں کہیں نام و نشان نہیں) یہ بھی اُن لوگوں کی سی باتیں کرنے لگے جو ان سے پہلے کافر ہو چکے ہیں (مراد مشرکین عرب جو ملائکہ کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے مطلب یہ کہ ان کو تو یہ بھی کافر سمجھتے ہیں پھر اُن ہی کی سی کفریات بکتے ہیں اور پہلے ہونا اس معنی کر ہے کہ مشرکین کی گمراہی قدیم تھی) خدا ان کو غارت کرے یہ کدھر اُلٹے جا رہے ہیں (کہ خدا پر ایسے افترا باندھتے ہیں یہ تو اُن کے اقوال کفریہ تھے۔ آگے افعال کفریہ کا بیان ہے کہ) انھوں نے (یعنی یہود و نصاریٰ نے) خدا (کی توحید فی الطاعۃ) کو چھوڑ کر اپنے علما اور مشائخ کو (باعتبار طاعت کے) رب بنا رکھا ہے (کہ اُن کی اطاعت تحلیل و تحریم میں مثل اطاعت خدا کے کرتے ہیں کہ نص پر اُن کے قول کو ترجیح دیتے ہیں اور ایسی اطاعت بالکل عبادت ہے پس اس حساب سے وہ اُن کی عبادت کرتے ہیں) اور مسیح بن مریم (علیہ السلام) کو بھی (ایک اعتبار سے رب بنا رکھا ہے کہ ان کو ابن اللہ کہتے ہیں کہ الوہیت اُس کے لوازم سے ہے) حالانکہ اُن کو (کتب الہیہ میں) صرف یہ حکم کیا گیا ہے کہ فقط ایک معبود (برحق) کی عبادت کریں جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں وہ ان کے شرک سے پاک ہے (اور یہ تو بیان تھا اُن کے اتباع باطل کا آگے بیان ہے اس کا کہ وہ دین حق کو رد کرتے ہیں کہ یہ بھی کفر ہے یعنی) وہ لوگ یوں چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور (یعنی دین اسلام) کو اپنے منہ سے (پھونک مار مار کر) بجھا دیں (یعنی عداوت رد و اعتراض کی باتیں اس غرض سے کرتے ہیں کہ دین حق کو فروغ نہ ہو) حالانکہ اللہ تعالیٰ بدوں اس کے کہ اپنے نور (دین) کو کمال تک پہنچاوے مانے گا نہیں گو کافر لوگ (جن میں یہ بھی آ گئے) کیسے ہی ناخوش ہوں (چنانچہ) وہ اللہ ایسا ہے کہ (اسی اتمام نور کے لئے) اُس نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہدایت (کا سامان یعنی قرآن) اور سچا دین (یعنی اسلام) دے کر (دنیا میں) بھیجا ہے تاکہ اس (دین) کو (کہ وہی نور مذکور ہے، تمام (بقیہ) دینوں پر غالب کر دے (کہ یہی اتمام ہے) گو مشرک (جن میں یہ بھی داخل ہے) کیسے ہی ناخوش ہوں۔ ربط اوپر یہود و نصاریٰ کی کفریات میں اتخاذ احبار و رہبان کا ذکر تھا آگے ان احبار و رہبان کی بعض حالتیں جس سے عوام میں گمراہی پھیلی مذکور ہوتی ہیں، اور اس مضمون کا مخاطب مومنین کو شاید اس لئے بنایا ہو کہ یہ متنبہ ہوں اور ایسے کام نہ کریں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ

اے ایمان والو　اکثر احبار　اور رہبان　لوگوں کے مال نامشروع طریقہ سے کھاتے ہیں　اور اللہ

عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۗ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ

کی راہ سے باز رکھتے ہیں اور جو لوگ سونا چاندی جمع کر کر کے رکھتے ہیں اور ان کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے سو آپ اُن کو ایک بڑی دردناک سزا

بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ ۖ

کی خبر سنا دیجئے　جو کہ اُس روز واقع ہو گی کہ ان کو دوزخ کی آگ میں تپایا جاوے گا پھر اُن سے ان لوگوں کی پیشانیوں اور ان کی کروٹوں

هَٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ ۝

اور اُن کی پشتوں کو داغ دیا جاوے گا یہ وہ ہے جس کو تم نے اپنے واسطے جمع کر کر کے رکھا تھا سو اب اپنے جمع کرنے کا مزہ چکھو

حرص و طمع احبار و رہبان:- تفسیر یا ایہا الذین سے کنتم تکنزون تک۔ اے ایمان والو اکثر احبار اور رہبان (یعنی یہود و نصاریٰ کے علماء اور مشائخ عوام) لوگوں کے مال نامشروع طریقے سے کھاتے (اڑاتے) ہیں (یعنی احکام حقہ کو پوشیدہ رکھ کر موافق مرضی عوام کے فتوے دے کر اُن سے نذرانے لیتے ہیں) اور (اس کی وجہ سے وہ) اللہ کی راہ (یعنی دین اسلام) سے (لوگوں کو) باز رکھتے ہیں (کیونکہ اُن کے جھوٹے فتووں کے دھوکہ میں آ کر گمراہی میں پھنسے رہتے ہیں اور حق کو قبول بلکہ طلب بھی نہیں کرتے) اور (غایت حرص سے مال بھی جمع کرتے ہیں جس کی نسبت ارشاد ہے کہ) جو لوگ سونا چاندی جمع کر کر رکھتے ہیں اور اُن کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے (یعنی زکوٰۃ نہیں نکالتے) سو آپ اُن کو ایک بڑی دردناک سزا کی خبر سنا دیجئے جو کہ اُس روز واقع ہو گی کہ اُن کو دوزخ کی آگ میں (اول) تپایا جاوے گا پھر اُن سے ان لوگوں کی پیشانیوں اور ان کی کروٹوں اور ان کی پشتوں کو داغ دیا جاوے گا (اور یہ جتلایا جاوے گا) یہ وہ ہے جس کو تم نے اپنے واسطے جمع کر کر کے رکھا تھا سو اب

اپنے جمع کرنے کا مزہ چکھو۔ اگر کسی کو شبہ ہو کہ جس کے پاس لاکھوں کروڑوں روپیہ ہو تو اُس سے داغ دینا دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو ایک دم سے سب کا داغ دیا جاوے گا یا آگے پیچھے دیا جاوے گا پہلی شق پر اُس کے جسم پر اتنی جگہ نہیں اور دوسری شق پر تھوڑے روپیہ والا اور زیادہ روپیہ والا عذاب میں برابر ہوا کیونکہ نئے روپیہ کا داغ اور پہلے روپیہ کا داغ برابر ہے جواب یہ ہے کہ پہلی شق پر ممکن ہے کہ اُس کا جسم وسیع کر دیا جاوے۔ اور دوسری شق پر ممکن ہے کہ ہر روپیہ کا داغ ایک بار ہو پس قلیل والے کا داغنا جلدی ختم ہو جاوے گا اور کثیر والے کا زیادہ دیر تک رہے گا۔ گو اثر میں دونوں جگہ امتداد ہے لیکن پھر بھی الم کے اشتداد میں تفاوت ہوا واللہ اعلم۔ ربط۔ اوپر ذکر اہل کتاب سے پہلے مشرکین سے قتال کرنے کا بنا بر اُن کے کفر کے بعد نقض عہد کے بیان تھا آگے اُن کی اور بھی بعض کفریات و جہالات کا تاکید امر بالقتال کے لئے مع امر قتال کے بیان ہے اور قبل ذکر ان جہالات کے امر حق کی تعیین ہے تاکہ اُس کے خلاف کا جہل ہونا ظاہر ہو جاوے پس اس میں عود ہے مضمون سابق کی طرف۔

عود بذکر بعض جہالات کفریہ مشرکین - اس جہالت کا حاصل تبدیل احکام متعلقہ زمان تھا جس کی یہ صورت تھیں کہ چونکہ اشہر حرام بنا بر اعتقاد ملت ابراہیمیہ قتل و غارت کو وہ بھی بُرا سمجھتے تھے اور کبھی اپنی نفسانی اغراض سے اُن میں قتال کی ضرورت پڑتی یا لڑتے لڑتے شہر حرام آ جاتا تو کہتے کہ اب کے سال یہ مہینہ حرام نہیں ہوا دوسرا مہینہ حرام ہوگا۔ مثلاً محرم آ گیا تو کہتے کہ اب کے صفر حرام ہوگا اگر صفر میں بھی ضرورت ہوتی تو کہتے کہ ربیع الاول حرام ہوگا غرض سال بھر میں چار مہینے کا عدد تو پورا کر دیتے لیکن تخصیص کا لحاظ نہ کرتے کہ واقع میں شہر حرام کونسا تھا اور ہم نے کس کو قرار دے دیا۔ اور کبھی جب زیادہ ضرورت پڑتی مثلاً کسی سال میں برابر دس مہینہ تک لڑائی کی ضرورت ہوئی وہ ٹالتے ٹالتے کہ اگلے مہینہ کو حرام سمجھ لیں گے دس مہینے گزر گئے آگے دو ہی مہینہ رہ گئے تو ایسے موقع پر سال کے مہینے عدد میں بڑھا لیتے یعنی یوں کہتے کہ یہ سال چودہ مہینہ کا ہو گیا جس میں چار ماہ اشہر حرم رہیں اور اسی لئے اُن کا حج مختلف مہینوں میں واقع ہوتا۔ چنانچہ سنہ ۹ھ میں جب حضرت صدیق اکبر رضؓ نے حج کیا ہے جس میں اعلان برأت کا کیا گیا وہ مہینہ حساب صحیح سے تو ذی الحجہ تھا لیکن اُن کے حساب سے ذی قعدہ تھا اور یہ کہ وہ لوگ پھر حج کو کیوں جمع ہو گئے تھے تو وجہ اس کی یہ تھی کہ وہ لوگ ہر مہینے میں دو سال تک حج کیا کرتے تھے۔ مثلاً دو سال ذی الحجہ میں حج کیا پھر دو سال تک محرم میں کیا شاید اپنی اُس کمی بیشی کی کسر نکالنے کو ایسا کرتے ہوں تو سنہ ۹ھ میں حج کرنے کے لئے اُن کے حساب سے ذی قعدہ کا نمبر تھا وہ تو اس لئے جمع ہو گئے اور واقع میں وہ ذی الحجہ تھا۔ اس لئے حضرت صدیق رضؓ حج کے لئے بھیجے گئے اور یہی وجہ ہے کہ اعلان برأت کا خاتمہ بعض روایات میں تو دسویں ربیع الثانی ہے اور بعض روایات میں دسویں ربیع الاول ٦١
آیا ہے یعنی اُن کے ربیع الاول کی دسویں تک جو کہ واقع میں ربیع الثانی تھا پھر اسی قاعدہ کے موافق اگلے سال اُن کے حساب سے ذی الحجہ میں کرنے کا نمبر تھا اور وہ واقع میں بھی اور اُن کے حساب سے بھی ذی الحجہ تھا گو برأت کی وجہ سے مشرکین کو آنا نصیب نہ ہوا۔ مگر آپ نے اسی توافق عالم کو اپنے ان الفاظ سے ظاہر فرما دیا الا ان الزمان قد استدار کھیئتہ۔ اور آپ نے صحابہ رضؓ سے شاید اسی واسطے یہ پوچھا ہو ای شھر ھذا اور انھوں نے جواب میں کہا اللہ و رسولہ اعلم اور آپ نے فرمایا الیس ذا الحجۃ ۔۔۔ اور بعض روایات میں ہے کہ محرم کو صفر کر دیتے تھے اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ یوں کہہ دیتے ہوں گے کہ اب کے صفر پہلے آ گیا اس میں قتال درست ہے محرم پیچھے آوے گا اُس میں قتال نہ کریں گے اور دوسرے یہ کہ صفر سے مراد مثل صفر یعنی محرم محرم ہے اور صفر صفر لیکن محرم بوجہ حرام نہ ہونے کے مثل صفر کے ہو گیا اور صفر بوجہ حرام ہونے کے مثل محرم کے ہو گیا جیسا سورت اولیٰ میں بیان ہوا یہ حاصل تھا اُن کی جہالت کا۔ پس آیات آئندہ میں اس جہالت کی نفی ہے۔ اور اسی لئے شروع میں مہینوں کا عدد بتلا دیا کہ نمبر دو کی نفی ہو اور آگے تاخیر حرمت یا تاخیر شہر حرام کی نفی فرمائی تاکہ نمبر ا و ۳ کی نفی ہو اور اسی لئے حدیث میں اشہر حرم کی تعیین میں بہت اہتمام فرمایا ثلث متوالیات ذو القعدہ ذوالحجہ و محرم اور رجب کی نسبت فرمایا رجب مضر الذی بین جمادی و شعبان کیونکہ ربیعہ رمضان کو شہر حرام سمجھتے اور اُس کو رجب کہا کرتے۔ اب آیت کی تفسیر لکھی جاتی ہے۔

إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا

یقیناً شمار مہینوں کا کتاب الٰہی میں اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں — جس روز اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین پیدا کئے تھے ان میں چار خاص

أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ۚ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ ۚ فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنفُسَكُمْ ۚ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا

مہینے ادب کے ہیں — یہی دین مستقیم ہے — سو تم ان سب مہینوں کے بارے میں اپنا نقصان مت کرنا اور ان مشرکین سے سب سے لڑنا

يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ۞ إِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ ۖ يُضَلُّ بِهِ

جیسا کہ وہ تم سب سے لڑتے ہیں — اور یہ جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ متقیوں کا ساتھی ہے — یہ ہٹا دینا کفر میں اور ترقی ہے جس سے کفار گمراہ کئے جاتے ہیں کہ وہ اس

الَّذِينَ كَفَرُوا يُحِلُّونَهُ عَامًا وَيُحَرِّمُونَهُ عَامًا لِيُوَاطِئُوا [illegible] ع ۵

حرام مہینے کو کسی سال حلال کر لیتے ہیں اور کسی سال حرام [illegible]

[illegible] أَعْمَالِهِمْ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي [illegible]

[illegible] کو حلال کر لیتے ہیں ان کی بد اعمالیاں [illegible]

تفسیر آیت: اِنَّ عِدَّةَ ... تا ... الْكٰفِرِيْنَ [illegible]

بارہ مہینے (قمری) ہیں (جن اور کچھ آج نہیں بلکہ) [illegible] تعالیٰ [illegible]
مہینے ادب کے ہیں (ذی قعدہ، ذی الحجہ، محرم، رجب، یہی امر مذکور [illegible]
ہونا اور خلاف عادت جاہلیت کے کبھی سال کے مہینوں کا عدد بڑھا لینے اور [illegible] تخصیص چھوڑ دینے کو یہ حکم دینی ہے [illegible]
سب مہینوں کے بارے میں (دین کے خلاف کرکے جو کہ موجب گناہ ہے) اپنا نقصان مت کرنا (یعنی اس عادت جاہلیت کے موافق [illegible]
اور ان مشرکین سے [illegible] یہ اپنی کفریات کہ جن میں یہ خاص عادت بھی آگئی نہ چھوڑیں) سب سے لڑنا جیسا کہ وہ تم سب سے (مسلمانوں سے)
لڑنے کو ہر وقت تیار رہا کرتے ہیں اور (اگر ان کی جمعیت اور سامان سے اندیشہ ہو تو) یہ جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ متقیوں کا ساتھی ہے (پس اپنے
تقویٰ کو اچھا [illegible] رکھو [illegible] سے مت ڈرو آگے ان کی عادت جاہلیت کا بیان ہے کہ) یہ (مہینوں کا یا ان کی حرمت کا) آگے کو ہٹا دینا کفر میں
اور ترقی ہے جس سے [illegible] کفار گمراہ کئے جاتے ہیں (اس طور پر) کہ وہ اس حرام مہینہ کو کسی سال (نفسانی غرض سے) حلال کر لیتے ہیں اور کسی سال
(جب کوئی غرض نہ ہو) حرام سمجھتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ نے جو مہینے حرام کئے ہیں (صرف) ان کی گنتی (بلا لحاظ تخصیص و تعیین) پوری کر لیں پھر
(تخصیص و تعیین نہ رہی تو) اللہ کے حرام کئے ہوئے مہینہ کو حلال کر لیتے ہیں ان کی بد اعمالیاں ان کو مستحسن معلوم ہوتی ہیں اور (ان کے اصرار علی الکفر
تم کو اب [illegible] ہے کیونکہ) اللہ تعالیٰ ایسے کافروں کو ہدایت (کی توفیق) نہیں دیتا (کیونکہ یہ خود راہ پر آنا نہیں چاہتے)۔ **ف** لوند کا مہینہ جو تصحیح حساب
کے لئے بارہ پر بڑھا لیا جاتا ہے وہ اس آیت کی مخالفت نہیں اسی طرح دوسرے حسابوں کی اس میں نفی نہیں ہے جیسا بعض اہل زمانہ سے غلط فہمی
ہوئی ہے کیونکہ ان حسابوں سے احکام شرعیہ میں تو فرق و خلل نہیں پڑتا اور مقصود آیت میں اس حساب کا ابطال ہے جس سے احکام شرعیہ میں اختلال و
غلطی ہونے لگے جیسا اہل جاہلیت کی رسم کا بیان کیا گیا البتہ چونکہ احکام شرعیہ کا مدار حساب قمری پر ہے اس لئے اس کی حفاظت فرض علی الکفایہ
ہے پس اگر ساری امت دوسری اصطلاح کو اپنا کر اپنا معمول بنا لیوے جس سے حساب قمری ضائع ہو جاوے سب گنہگار ہوں گے اور اگر وہ محفوظ رہے
تو دوسرے حساب کا استعمال بھی مباح ہے لیکن خلاف سنت سلف ضرور ہے اور حساب قمری کا برتنا بوجہ اس کے فرض کفایہ ہونے کے لابد افضل
و احسن ہے اور ہر چند کہ النسیٔ اور یحلونہ اور یحلوا ما حرم اللہ کے مفہومات کا حاصل ایک ہی ہے لیکن اختلاف عنوانات سے اس کی مذمت کی
تاکید ہوگئی یعنی یہ عمل ان کا ہر حیثیت سے مذموم ہے اول یہ کہ اس میں مہینوں کی تقدیم و تاخیر ہے جو بلا تخصیص اشہر حرم مطلقاً مذموم ہے اور
پھر عدم انضباط بھی ہے کہ ایک ماہ کو ایک سال اور حکم اور اسی کو دوسرے سال دوسرا حکم یہ بھی علامت ہے ہوائے نفسانی کی پھر تحلیل حرام سب
سے بڑھ کر ہے خوب سمجھ لو اور اس کو ترقی فی الکفر اس لئے فرمایا کہ تحلیل حرام کفر ہے اور اس آیت کے نزول کے وقت اگر اشہر حرم کی حرمت یعنی
حرمت قتال باقی تھی تب تو کوئی خلجان نہیں اور اگر منسوخ ہو چکی تھی تو ان کے بیان کا اہتمام زیادت ضبط و تصحیح حساب و رفع خلط و خبط جاہلیت کے
لئے ہے گو حرمت قتال نہ ہو البتہ حرمت بمعنی برکت و فضیلت اب بھی باقی ہے جیسے یوم جمعہ و ماہ رمضان۔ **ربط** اوپر بعض غزوات کا مع ان کے
متعلقات کے ذکر ہوا تھا آگے غزوۂ تبوک کا بیان ہے جس کی تمہید شروع رکوع بالا کے متصل آیت قاتلوا الذین لا یؤمنون الخ میں بھی آچکی ہے۔

قصہ غزوۂ تبوک: تبوک ایک مقام ہے ملک شام میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فتح مکہ و غزوۂ حنین وغیرہا سے فارغ ہوئے۔
آپ کو خبر معلوم ہوئی کہ روم کا نصرانی بادشاہ مدینہ پر فوج بھیجنا چاہتا ہے اور وہ فوج تبوک میں جو کہ اس کی عملداری کے حدود میں ہے جمع کی جاوے گی۔
آپ نے خود ہی قصد سفر کا مقابلہ کے لئے فرمایا اور مسلمانوں میں اس کا اعلان عام کر دیا۔ چونکہ وہ زمانہ گرمی کی شدت کا تھا اور مسلمانوں کے پاس
سامان بہت کم تھا اور سفر بھی دور دراز تھا اس لئے اس غزوہ میں جانا بڑی ہمت کا کام تھا اس لئے ان آیات میں اس کی بہت ترغیب دی گئی
ہے اور چونکہ منافقین بوجہ عدم ایمان اور عدم اخلاص کے اس میں طرح طرح کے بہانے پیش لائے اور ان کی طرح طرح کی خباثتیں ظاہر ہوئیں اس
آیات میں ان پر بھی بہت تشنیع ہوئی ہے غرض آپ اس مقام تبوک تک تشریف لے جاکر لشکر نصاریٰ کے منتظر رہے مگر وہ ایسے مرعوب ہوئے

...وہاں ایک وقت تک مقیم رہ کر خیر و عافیت کے ساتھ مدینہ منورہ تشریف لے آئے اور یہ واقعہ رجب سنہ ھ میں ہوا چنانچہ ...
...ان آیات میں اول کاہلی پر ملامت اور ترک غزوہ پر وعید اور ترہیب ہے اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
...نصرت پر موقوف نہ ہونا مذکور ہے اور پھر غزوہ والا اور بیان فضیلت سے دعوہ و ترغیب ہے۔

...اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ
...والو تم لوگوں کو کیا ہوا کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں نکلو تو تم زمین کو لگے جاتے ہو کیا تم نے آخرت
اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ
کے عوض دنیاوی زندگی پر قناعت کر لی سو دنیوی زندگی کا تمتع تو آخرت کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں بہت قلیل ہے
اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْـًٔا ۗ وَاللّٰهُ عَلٰى
اگر تم نہ نکلو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو سخت عذاب دے گا اور تمہارے بدلے دوسری قوم پیدا کر دے گا اور تم اللہ کو کچھ ضرر نہ پہنچا سکو گے اور اللہ کو ہر
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۞ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ
چیز پر پوری قدرت ہے اگر تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ آپ کی مدد اس وقت کر چکا ہے جبکہ آپ کو کافروں نے جلا وطن کر دیا تھا جبکہ دو آدمیوں
اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ
میں ایک آپ تھے جس وقت کہ دونوں غار میں تھے جبکہ آپ اپنے ہمراہی سے فرما رہے تھے کہ تم غم نہ کرو یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے سو اللہ تعالیٰ نے آپ پر اپنی تسلی نازل فرمائی اور
بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ۗ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ
آپ کو ایسے لشکروں سے قوت دی جن کو تم لوگوں نے نہیں دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کی بات نیچی کر دی اور اللہ ہی کا بول بالا رہا اور اللہ زبردست حکمت والا ہے

ملامت بر کسل و ترہیب بر ترک غزوہ تبوک: تفسیر یا ایہا الذین سے شیء قدیر تک — اے ایمان والو تم لوگوں کو کیا ہوا کہ ٦٣
جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں (یعنی جہاد کے لئے) نکلو تو تم زمین کو لگے جاتے ہو (یعنی سستی کرتے ہو) کیا تم نے آخرت کے عوض دنیوی
زندگی پر قناعت کر لی سو دنیوی زندگی کا تمتع تو آخرت کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں بہت قلیل ہے اگر تم (اس جہاد کے لئے) نہ نکلو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو سخت سزا
دے گا (یعنی تم کو ہلاک کر دے گا) اور تمہارے بدلے دوسری قوم پیدا کر دے گا اور تم اللہ (کے دین) کو کچھ ضرر
نہ پہنچا سکو گے اور اللہ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے۔ ف: یہاں سے آخر سورت تک ... سے معلوم ہوتا ہے ... اس غزوہ سے متعلق لوگوں
کی حالتیں ہو گئی تھیں، اول جو بلا تردد ساتھ ہو لئے، دوم جو بعد تردد ساتھ ہو لئے، الذین اتبعوہ فی ساعۃ العسرۃ من بعد ما کاد یزیغ
قلوب فریق منہم میں دونوں قسمیں مذکور ہیں۔ سوم جو عذر کی وجہ سے نہ جا سکے لیس علی الضعفاء ... ان کا بیان ہے۔ چہارم وہ مومنین جو
باوجود عذر نہ ہونے کے کاہلی کے سبب نہ جا سکے، آخرون اعترفوا، آخرون مرجون ... ان کا بیان ہے۔ پنجم اکثر منافقین
جو باوجود عذر نہ ہونے کے نفاق کے سبب نہیں گئے، آیات کثیرہ میں ان کا ذکر ہے۔ ششم بعض منافقین جو بقصد ... و شرارت ساتھ ہو لئے
تھے، فیکم سمّٰعون لھم، ولئن سالتھم لیقولن، وھموا بما لم ینالوا میں بعض تفاسیر پر ان کا ذکر ہے ... مذکورہ ...
ذکور ہے ربط اوپر کی آیت کی تمہید میں مذکور ہو چکا۔

عدم توقف منصوریت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بر ناصریت کے بضمن قصہ ہجرت۔ تفسیر الا تنصروہ ... عزیز حکیم تک
اگر تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد نہ کرو گے تو (اللہ آپ کی مدد کرے گا جیسے) اللہ تعالیٰ آپ کی مدد اس وقت کر چکا ہے جبکہ (اس
سے زیادہ مصیبت و پریشانی کا وقت تھا جبکہ) آپ کو کافروں نے (تنگ کر کے) جلا وطن کر دیا تھا جبکہ دو آدمیوں میں ایک آپ تھے (اور دوسرے
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے ہمراہ تھے) جس وقت کہ دونوں (صاحب) غار (ثور) میں (موجود) تھے جبکہ آپ اپنے ہمراہی سے فرما رہے تھے کہ تم
غم نہ کرو یقیناً اللہ تعالیٰ (کی مدد) ہمارے ساتھ ہے سو (وہ مدد یہ ہوئی کہ) اللہ تعالیٰ نے آپ کے قلب پر اپنی طرف سے تسلی نازل فرمائی
اور آپ کو (ملائکہ کے) ایسے لشکروں سے قوت دی جن کو تم لوگوں نے نہیں دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کی بات (اور تدبیر) نیچی کر دی (کہ وہ
ناکام رہے) اور اللہ ہی کا بول بالا رہا (کہ اُن کی تدبیر اور حفاظت غالب رہی) اور اللہ زبردست حکمت والا ہے (اسی لئے اُسی کی بات اور حکمت ...)

کفریات قولیہ وفعلیہ اہل کتاب :- تفسیر وقالت الیہود سے ولو کرہ المشرکون تک ۔ اور یہود (میں سے بعض) نے کہا کہ (نعوذ باللہ) عزیر (علیہ السلام) خدا کے بیٹے ہیں اور نصاریٰ (میں سے اکثر) نے کہا کہ مسیح (علیہ السلام) خدا کے بیٹے ہیں یہ اُن کا قول ہے اُن کے منہ سے کہنے کا (جس کو واقع میں کہیں نام و نشان نہیں)، یہ بھی اُن لوگوں کی سی باتیں کرنے لگے جو ان سے پہلے کافر ہو چکے ہیں (مراد مشرکین عرب جو ملائکہ کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے مطلب یہ کہ ان کو تو یہ بھی کافر سمجھتے ہیں پھر اُن ہی کی سی کفریات بکتے ہیں اور پہلے ہونا اس معنی کر ہے کہ مشرکین کی گمراہی قدیم تھی) خدا ان کو غارت کرے یہ کدھر اُلٹے جا رہے ہیں (کہ خدا پر ایسے افتراء باندھتے ہیں یہ تو اُن کے اقوال کفریہ تھے۔ آگے افعال کفریہ کا بیان ہے کہ) انھوں نے (یعنی یہود و نصاریٰ نے) خدا (کی توحید فی الطاعۃ) کو چھوڑ کر اپنے علماء اور مشائخ کو (باعتبار طاعت کے) رب بنا رکھا ہے (کہ اُن کی اطاعت تحلیل و تحریم میں مثل طاعت خدا کے کرتے ہیں کہ نص پر اُن کے قول کو ترجیح دیتے ہیں اور ایسی طاعت بالکل عبادت ہے پس اس باب سے وہ اُن کی عبادت کرتے ہیں) اور مسیح ابن مریم (علیہ السلام) کو بھی (ایک اعتبار سے رب بنا رکھا ہے کہ ان کو ابن اللہ کہتے ہیں کہ الوہیت اُس کے لوازم سے ہے) حالانکہ اُن کو (کتب الہیہ میں) صرف یہ حکم کیا گیا ہے کہ فقط ایک معبود (برحق) کی عبادت کریں جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں وہ ان کے شرک سے پاک ہے (اور یہ تو بیان تھا اُن کے اتباع باطل کا آگے بیان ہے اُس کا کہ وہ دین حق کو رد کرتے ہیں کہ یہ بھی کفر ہے یعنی) وہ لوگ یوں چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور (یعنی دین اسلام) کو اپنے منہ سے (پھونک مار مار کر) بجھا دیں (یعنی منہ سے واہیات اعتراض کی باتیں اس غرض سے کرتے ہیں کہ دین حق کو فروغ نہ ہو) حالانکہ اللہ تعالیٰ بدون اس کے کہ اپنے نور (مذکور) کو کمال تک پہنچا دے مانے گا نہیں گو کافر لوگ (جن میں یہ بھی آ گئے) کیسے ہی ناخوش ہوں (چنانچہ) وہ اللہ ایسا ہے کہ (اسی اتمام نور کے لیے) اُس نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہدایت (کا سامان یعنی قرآن) اور سچا دین (یعنی اسلام) دے کر (دنیا میں) بھیجا ہے تاکہ اُس (دین) کو (کہ وہی نور مذکور ہے) تمام (بقیہ) دینوں پر غالب کر دے (کہ یہی اتمام ہے) گو مشرک (جن میں یہ بھی داخل ہے) کیسے ہی ناخوش ہوں ۔ ربط اوپر یہود و نصاریٰ کی کفریات میں اتخاذ احبار و رہبان کا ذکر تھا آگے ان احبار و رہبان کی بعض حالتیں جس سے عوام میں گمراہی پھیلی مذکور ہوتی ہیں، اور اس مضمون کا مخاطب مومنین کو شاید اس لئے بنایا ہو کہ یہ متنبہ ہوں اور ایسے کام نہ کریں۔

٣٤ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ

اے ایمان والو	اکثر احبار	اور رہبان	لوگوں کے مال نامشروع طریقہ سے کھاتے ہیں	اور اللہ

عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۗ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُم

کی راہ سے باز رکھتے ہیں اور جو لوگ سونا چاندی جمع کر کر کے رکھتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے سو آپ اُن کو ایک بڑی دردناک سزا

بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ ۖ

کی خبر سنا دیجئے	جو کہ اُس روز واقع ہوگی کہ اُن کو دوزخ کی آگ میں تپایا جاوے گا پھر اُن سے ان لوگوں کی پیشانیوں اور اُن کی کروٹوں

هَٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنتُمْ تَكْنِزُونَ ۝

اور اُن کی پشتوں کو داغ دیا جاوے گا یہ وہ ہے جس کو تم نے اپنے واسطے جمع کر کر کے رکھا تھا سو اب اپنے جمع کرنے کا مزہ چکھو

حرص وطمع احبار ورہبان :- تفسیر یا ایہا الذین سے کنتم تکنزون تک ۔ اے ایمان والو اکثر احبار اور رہبان (یعنی یہود و نصاریٰ کے علماء اور مشائخ عوام) لوگوں کے مال نامشروع طریقے سے کھاتے (اڑاتے) ہیں (یعنی احکام حقہ کو پوشیدہ رکھ کر موافق مرضی عوام کے فتوے دے کر اُن سے نذرانے لیتے ہیں) اور (اس کی وجہ سے وہ) اللہ کی راہ (یعنی دین اسلام) سے (لوگوں کو) باز رکھتے ہیں (کیونکہ اُن کے جھوٹے فتووں کے دھوکہ میں آ کر گمراہی میں بھٹکتے رہتے ہیں اور حق کو قبول بلکہ طلب بھی نہیں کرتے) اور (غایت حرص سے مال بھی جمع کرتے ہیں جس کی نسبت یہ وعید ہے کہ) جو لوگ سونا چاندی جمع کر کر رکھتے ہیں اور اُن کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے (یعنی زکوٰۃ نہیں نکالتے) سو آپ اُن کو ایک بڑی دردناک سزا کی خبر سنا دیجئے جو کہ اُس روز واقع ہوگی کہ اُن کو دوزخ کی آگ میں (اول) تپایا جاوے گا پھر اُن سے ان لوگوں کی پیشانیوں اور ان کی کروٹوں اور ان کی پشتوں کو داغ دیا جاوے گا (اور یہ جتلایا جاوے گا) یہ وہ ہے جس کو تم نے اپنے واسطے جمع کر کر کے رکھا تھا سو اب

بے جمع کرنے کا مزہ چکھو ف۔ اگر کسی کو شبہ ہو کہ جس کے پاس لاکھوں کروڑوں روپیہ ہو تو اُس سے داغ دینا دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو ایک دم سے سب کا داغ دیا جاوے گا یا آگے پیچھے دیا جاوے گا پہلی شق پر اُس کے جسم پر اتنی جگہ نہیں اور دوسری شق پر تھوڑے روپیہ والا اور زیادہ روپیہ والا عذاب میں برابر ہوا کیونکہ نئے روپیہ کا داغ اور پہلے روپیہ کا داغ برابر ہے جواب یہ ہے کہ پہلی شق پر ممکن ہے کہ اُس کا جسم وسیع کر دیا جاوے۔ اور دوسری شق پر ممکن ہے کہ ہر روپیہ کا داغ ایک بار ہو پس قلیل والے کا داغنا جلدی ختم ہو جاوے گا اور کثیر والے کو زیادہ دیر تک رہے گا۔ گو اثر میں دونوں جگہ امتداد ہے لیکن پھر بھی الم کے اشتداد میں تفاوت ہوا۔ واللہ اعلم ربط اوپر ذکر اہل کتاب سے پہلے مشرکین سے قتال کرنے کا بنا بر اُن کے کفر کے بعد نقض عہد کے بیان تھا آگے اُن کی اور بھی بعض کفریات و جہالات کا تاکید امر بالقتال کے لئے مع امر قتال کے بیان ہے اور قبل ذکر ان جہالات کے امر حق کی تعیین ہے تاکہ اُس کے خلاف کا جہل ہونا ظاہر ہو جاوے پس اس میں عود ہے مضمون سابق کی طرف۔

عود بذکر بعض جہالات کفریہ مشرکین۔ اس جہالت کا حاصل تبدیل احکام متعلق زمان تھا جس کی یہ صورتیں تھیں کہ چونکہ اشہر حرام بنا بر اعتقاد ملت ابراہیمیہ قتل و غارت کو وہ بھی بُرا سمجھتے تھے اور کبھی اپنی نفسانی اغراض سے اُن میں قتال کی ضرورت پڑتی یا لڑتے لڑتے شہر حرم آ جاتا تو کہتے کہ اب کے سال یہ مہینہ حرام نہیں ہوا دوسرا مہینہ حرام ہوگا۔ مثلاً محرم آ گیا تو کہتے کہ ابکے صفر حرام ہوگا اگر صفر میں بھی ضرورت ہوئی تو کہتے کہ ربیع الاول حرام ہوگا غرض سال بھر میں چار مہینے کا عدد تو پورا کر دیتے لیکن تخصیص کا لحاظ نہ کرتے کہ واقع میں شہر حرام کونسا تھا اور ہم نے کس کو قرار دے دیا۔ ۱۲ اور کبھی جب زیادہ ضرورت پڑتی مثلاً کسی سال میں برابر دس مہینہ تک لڑائی کی ضرورت ہوئی اور ٹالتے ٹالتے کہ اگلے مہینہ کو حرام سمجھ لیں گے، دس مہینے گزر گئے۔ آگے دو ہی مہینے رہ گئے تو ایسے موقع پر سال کے مہینے عدد میں بڑھا لیتے یعنی یوں کہتے کہ یہ سال چودہ مہینہ کا ہو گیا جس میں چار ماہ اشہر حرم رہیں اور اسی لئے اُن کا حج مختلف مہینوں میں واقع ہوتا۔ چنانچہ سنہ ۹ھ میں جب حضرت صدیق اکبرؓ نے حج کیا ہے جس میں اعلان برأت کیا گیا وہ مہینہ حساب صحیح سے تو ذی الحجہ تھا لیکن اُن کے حساب سے ذی قعدہ تھا اور یہ کہ وہ لوگ پھر حج کو کیوں جمع ہو گئے تھے تو وجہ اس کی یہ تھی کہ وہ لوگ ہر مہینے میں دو سال تک حج کیا کرتے تھے۔ مثلاً دو سال ذی الحجہ میں حج کیا پھر دو سال تک محرم میں کیا شاید اپنی اس کمی بیشی کی کسر نکالنے کو ایسا کرتے ہوں تو سنہ ۹ھ میں حج کرنے کے لئے اُن کے حساب سے ذی قعدہ کا نمبر تھا وہ تو اس لئے جمع ہو گئے اور واقع میں وہ ذی الحجہ تھا۔ اس لئے حضرت صدیقؓ حج کے لئے بھیجے گئے اور یہی وجہ ہے کہ اعلان برأت کا خاتمہ بعض روایات میں تو دسویں ربیع الثانی ہے اور بعض روایات میں دسویں ربیع الاول ٦١
آیا ہے یعنی اُن کے ربیع الاول کی دسویں تک جو کہ واقع میں ربیع الثانی تھا پھر اسی قاعدہ کے موافق اگلے سال اُن کے حساب سے ذی الحجہ میں کرنے کا نمبر تھا اور وہ واقع میں بھی اور اُن کے حساب سے بھی ذی الحجہ تھا گو برأت کی وجہ سے مشرکین کو آنا نصیب نہ ہوا۔ مگر آپ نے اسی توافق حسابی کو اپنے ان الفاظ سے ظاہر فرما دیا الا ان الزمان قد استدار کھیئتہ الخ آپ نے صحابہؓ سے شاید اسی واسطے یہ پوچھا ہو ای شھر ھذا اور انھوں نے جواب میں کہا اللہ و رسولہ اعلم۔ اور آپ نے فرمایا الیس ذا الحجۃ ۱۲ اور بعض روایات میں ہے کہ محرم کو صفر کر دیتے تھے اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ یوں کہہ دیتے ہوں گے کہ اب کے صفر پہلے آ گیا اس میں قتال درست ہے محرم پیچھے آوے گا اُس میں قتال نہ کریں گے اور دوسرے یہ کہ صفر سے مراد مثل صفر یعنی محرم محرم ہے اور صفر صفر لیکن محرم بوجہ حرام نہ ہونے کے مثل صفر کے ہو گیا اور صفر بوجہ حرام ہونے کے مثل محرم کے ہو گا جیسا صورت اولیٰ میں بیان ہوا یہ حاصل تھا اُن کی جہالت کا۔ پس آیات آئندہ میں اس جہالت کی نفی ہے۔ اور اسی لئے شروع میں مہینوں کا عدد بتلا دیا کہ نمبر ۲ کی نفی ہو اور آگے تاخیر حرمت یا تاخیر شہر حرام کی نفی فرمائی تاکہ نمبر ۱ و ۳ کی نفی ہو اور اسی لئے حدیث میں اشہر حرم کی تعیین میں بہت اہتمام فرمایا ثلث متوالیات ذو القعدہ ذو الحجہ و محرم اور رجب کی نسبت فرمایا رجب مضر الذی بین جمادی و شعبان کیونکہ ربیعہ رمضان کو شہر حرام سمجھتے اور اُس کو رجب کہا کرتے۔ اب آیت کی تفسیر لکھی جاتی ہے۔

إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا

یقیناً شمار مہینوں کا کتاب الٰہی میں اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں جس روز اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین پیدا کئے تھے ان میں چار خاص

أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ۚ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ ۚ فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنفُسَكُمْ ۚ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا

مہینے ادب کے ہیں یہی دین مستقیم ہے سو تم ان سب مہینوں کے بارے میں اپنا نقصان مت کرنا اور ان مشرکین سے سب سے لڑنا

يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ۝ إِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ ۖ يُضَلُّ بِهِ

جیسا کہ وہ تم سب سے لڑتے ہیں اور یہ جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ متقیوں کا ساتھی ہے یہ ہٹا دینا کفر میں اور ترقی ہے جس سے کفار گمراہ کئے جاتے ہیں کہ وہ اس

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّيُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا لِّيُوَاطِـُٔوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَيُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ ؕ زُيِّنَ لَهُمْ سُوْٓءُ

حرام مہینے کو کسی سال حلال کر لیتے ہیں اور کسی سال حرام سمجھتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ نے جو مہینے حرام کئے ہیں اُن کی گنتی پوری کر لیں پھر اللہ کے حرام کئے ہوئے مہینے

اَعْمَالِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

ع ۵

کو حلال کر لیتے ہیں ان کی بداعمالیاں ان کو مستحسن معلوم ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے کافروں کو ہدایت نہیں دیتا

تفسیر آیت: ان عدۃ سے الکفرین تک۔ یقیناً شمار مہینوں کا (جو کہ) کتاب الٰہی (یعنی احکام شرعیہ) میں اللہ کے نزدیک (معتبر) ہیں (بارہ مہینے (قمری) ہیں) اور کچھ آج نہیں بلکہ) جس روز اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین پیدا کئے تھے (اُسی روز سے اور) اُن میں سے چار خاص مہینے ادب کے ہیں (رجب ذی قعدہ ذی الحجہ محرم رجب یہی (امر مذکور) دین مستقیم ہے (یعنی ان مہینوں کا بارہ ہونا اور چار کا بالتخصیص اشہر حرم ہونا اور بخلاف عادت جاہلیت کے کبھی سال کے مہینوں کا عدد بڑھا دیتے اور کبھی اشہر حرم کی تخصیص چھوڑ دیتے کہ یہ بد دینی ہے) سو تم ان سب مہینوں کے بارے میں (دین کے خلاف کر کے جو کہ موجب گناہ ہے) اپنا نقصان مت کرنا (یعنی اُس عادت جاہلیت کے موافق مت کرنا) اور ان مشرکین سے (جب کہ یہ اپنی کفریات کو جن میں یہ خاص عادت بھی آگئی نہ چھوڑیں) سب سے لڑنا جیسا کہ وہ تم سب (مسلمانوں) سے لڑنے کو ہر وقت تیار رہا کرتے ہیں اور (اگر اُن کی جمعیت اور سامان سے اندیشہ ہو تو یہ جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ متقیوں کا ساتھی ہے (پس ایمان و تقویٰ کو اپنا شعار رکھو اور کسی سے مت ڈرو آگے اُن کی عادت جاہلیت کا بیان ہے کہ) یہ (مہینوں کا یا اُن کی حرمت کا آگے کو) ہٹا دینا کفر میں اور ترقی ہے جس سے (اور عوام) کفار گمراہ کئے جاتے ہیں (اس طور پر) کہ وہ اس حرام مہینہ کو کسی سال (نفسانی غرض سے) حلال کر لیتے ہیں اور کسی سال (جب کوئی غرض نہ ہو) حرام سمجھتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ نے جو مہینے حرام کئے ہیں (صرف) اُن کی گنتی (بلا لحاظ تخصیص و تعیین) پوری کر لیں پھر (جب تخصیص و تعیین نہ رہی تو) اللہ کے حرام کئے ہوئے مہینہ کو حلال کر لیتے ہیں ان کی بداعمالیاں ان کو مستحسن معلوم ہوتی ہیں اور (ان کے اصرار علی الکفر پر نظر کر کے اب سن رکھو کہ) اللہ تعالیٰ ایسے کافروں کو ہدایت (کی توفیق) نہیں دیتا (کیونکہ یہ خود راہ پر آنا نہیں چاہتے) **ف** لوند کا مہینہ تصحیح حساب ہونے کے لئے بارہ پر بڑھا لیا جاتا ہے وہ اس آیت کی مخالفت نہیں اسی طرح دوسرے حسابوں کی اس میں نفی نہیں ہے جیسا بعض اہل زمانہ کو غلط فہمی ۳۷
ہوئی ہے کیونکہ ان حسابوں سے احکام شرعیہ میں تو فرق و خلل نہیں پڑتا اور مقصود آیت میں اُس حساب کا ابطال ہے جس سے احکام شرعیہ میں اختلال یا غلطی ہونے لگے جیسے اہل جاہلیت کی عادت کا بیان کیا گیا البتہ چونکہ احکام شرعیہ کا مدار حساب قمری پر ہے اس لئے اُس کی حفاظت فرض علی الکفایہ ہے پس اگر ساری امت دوسری اصطلاح کو اپنا کر اپنا معمول بنا لیوے جس سے حساب قمری ضائع ہو جاوے سب گنہگار ہوں گے اور اگر وہ محفوظ رہے تو دوسرے حساب کا استعمال بھی مباح ہے لیکن خلاف سنت سلف ضرور ہے اور حساب قمری کا برتنا بوجہ اُس کے فرض کفایہ ہونے کے لابد افضل و احسن ہے اور یہ جو فرمایا کہ یحلونہ اور یحلوا ما حرم، گو دونوں کے معنونات کا حاصل ایک ہی ہے لیکن اختلاف عنوان سے اُن کی مذمت کی تاکید ہو گئی یعنی یہ عمل اُن کا کئی حیثیت سے مذموم ہے اول یہ کہ اس میں مہینوں کی تقدیم و تاخیر ہے جو بلا تخصیص اشہر حرم مطلقاً مذموم ہے اور پھر عدم التفات سے یہ کہ ایک ماہ کا ایک سال اور حکم اور اُسی کا دوسرے سال دوسرا حکم یہ بھی علامت ہے ہوائے نفسانی کی پھر تحلیل حرام سب سے بڑھ کر ہے خوب سمجھ لو اور اس کو ترقی فی الکفر اس لئے فرمایا کہ تحلیل حرام کفر ہے اور اس آیت کے نزول کے وقت اگر اشہر حرم کی حرمت یعنی حرمت قتال باقی تھی تب تو کوئی خلجان نہیں اور اگر منسوخ ہو چکی تھی تو اُن کے بیان کا اہتمام زیادت ضبط و تصحیح حساب و رفع خلط و خبط جاہلیت کے لئے ہے گو حرمت قتال نہ ہو البتہ حرمت بمعنی برکت و فضیلت اب بھی باقی ہے جیسے یوم جمعہ و ماہ رمضان ربط اوپر بعض غزوات کا مع اُن کے متعلقات کے ذکر ہوا تھا آگے غزوہ تبوک کا بیان ہے جس کی تمہید شروع رکوع بالا کے متصل آیت قاتلوا الذین یؤمنون الخ میں بھی آ چکی ہے۔

قصہ غزوہ تبوک: تبوک ایک مقام ہے ملک شام میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فتح مکہ و غزوہ حنین وغیرہا سے فارغ ہوئے، آپ کو خبر معلوم ہوئی کہ روم کا نصرانی بادشاہ مدینہ پر فوج بھیجنا چاہتا ہے اور وہ فوج تبوک میں جو کہ اُس کی عملداری کی حد میں ہے جمع کی جاوے گی۔ آپ نے خود ہی قصد سفر کا مقابلہ کے لئے فرمایا اور مسلمانوں میں اس کا اعلان عام کر دیا۔ چونکہ وہ زمانہ گرمی کی شدت کا تھا اور مسلمانوں کے پاس سامان بہت کم تھا اور سفر بھی دور دراز تھا اس لئے اس غزوہ میں جانا بڑی ہمت کا کام تھا اس لئے ان آیات میں اس کی بہت ترغیب دی گئی ہے اور چونکہ منافقین بوجہ عدم ایمان اور عدم اخلاص کے اس میں طرح طرح کے بہانے پیش لائے اور اُن کی طرح طرح کی خباثتیں ظاہر ہوئیں اس لئے ان آیات میں اُن پر بھی بہت تشنیع ہوئی ہے غرض آپ اُس مقام تبوک تک تشریف لے جا کر لشکر نصاریٰ کے منتظر رہے مگر وہ ایسے مرعوب ہوئے

کہ ان کا حوصلہ نہ پڑا اور آپ وہاں ایک مدت تک مقیم رہ کر خیر و عافیت کے ساتھ مدینہ منورہ تشریف لے آئے اور یہ واقعہ رجب ۹ھ میں ہوا ہے اس غزوہ کی ترغیب ارشاد فرمائی جاتی ہے اس طرح کہ اول کاہلی پر ملامت اور ترک غزوہ پر وعید اور ترہیب ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منصور من اللہ ہونے کا کسی کے غزوہ پر موقوف نہ ہونا مذکور ہے اور پھر غزوہ کا امر اور بیان فضیلت سے وعدہ و ترغیب ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ

اے ایمان والو تم لوگوں کو کیا ہوا کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں نکلو تو تم زمین کو لگے جاتے ہو کیا تم نے آخرت

اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ

کے عوض دنیاوی زندگی پر قناعت کر لی سو دنیوی زندگی کا تمتع تو کچھ بھی نہیں بہت قلیل ہے

اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْـًٔا ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي

اگر تم نہ نکلو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو سخت عذاب دے گا اور تمہارے بدلے دوسری قوم پیدا کر دے گا اور تم اللہ کو کچھ ضرر نہ پہنچا سکو گے اور اللہ کو ہر

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ

چیز پر پوری قدرت ہے اگر تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ آپ کی مدد اس وقت کر چکا ہے جبکہ آپ کو کافروں نے جلاوطن کر دیا تھا جبکہ دو آدمیوں

اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ

میں ایک آپ تھے جس وقت کہ دونوں غار میں تھے جبکہ آپ اپنے ہمراہی سے فرما رہے تھے کہ تم مغموم نہ ہو یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے سو اللہ تعالیٰ نے آپ پر اپنی تسلی نازل فرمائی اور

بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ۭ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

آپ کو ایسے لشکروں سے قوت دی جن کو تم لوگوں نے نہیں دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کی بات نیچی کر دی اور اللہ ہی کا بول بالا رہا اور اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والا ہے

۶۳ **ملامت بر کسل و ترہیب بر ترک غزوہ تبوک**: تفسیر یٰایہا الذین سے شیء قدیر تک اے ایمان والو تم لوگوں کو کیا ہوا کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں (یعنی جہاد کے لئے) نکلو تو تم زمین کو لگے جاتے ہو (یعنی اٹھتے اور چلتے نہیں) کیا تم نے آخرت کے عوض دنیوی زندگی پر قناعت کر لی سو دنیوی زندگی کا تمتع تو کچھ بھی نہیں بہت قلیل ہے اگر تم (اس جہاد کے لئے) نہ نکلو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو سخت سزا دے گا (یعنی تم کو ہلاک کر دے گا) اور تمہارے بدلے دوسری قوم پیدا کر دے گا (اور ان سے اپنا کام لے گا) اور تم اللہ (کے دین) کو کچھ ضرر نہ پہنچا سکو گے اور اللہ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے **ف** یہاں سے آخر سورت تک آیات میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس غزوہ کے متعلق لوگوں کی کئی حالتیں ہو گئی تھیں اول جو بلا تردد ساتھ ہو لئے دوم جو بعد تردد ساتھ ہو لئے الذین اتبعوہ فی ساعۃ العسرۃ من بعد ما کاد یزیغ قلوب فریق منہم میں دونوں قسمیں مذکور ہیں سوم جو عذر کی وجہ سے نہ جا سکے لیس علی الضعفاء الخ میں ان کا بیان ہے چہارم وہ مؤمنین جو باوجود معذور نہ ہونے کے کاہلی کے سبب نہ جا سکے آخرون اعترفوا اور آخرون مرجون اور علی الثلثۃ الذین میں ان کا بیان ہے پنجم اکثر منافقین جو باوجود معذور نہ ہونے کے نفاق کے سبب نہیں گئے آیات کثیرہ میں ان کا ذکر ہے ششم بعض منافقین جو بقصد تجسس و شرارت ساتھ لئے ہوئے تھے وفیکم سمعون اور ولئن سالتہم لیقولن اور وہموا بما لم ینالوا میں بعض تفاسیر پر ان کا ذکر ہے پس آیت مذکورہ میں ظاہراً قسم دوم مذکور ہے ربط اوپر کی آیت کی تمہید میں مذکور ہو چکا۔

عدم توقف منصوریت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بر ناصریت کسے بضمن قصہ ہجرت: تفسیر الا تنصروہ سے عزیز حکیم تک اگر تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد نہ کرو گے تو اللہ آپ کی مدد آپ کا حامی ہے اللہ تعالیٰ آپ کی مدد اس وقت کر چکا ہے جبکہ اس سے زیادہ مصیبت و پریشانی کا وقت تھا جبکہ آپ کو کافروں نے (تنگ کر کے مکہ سے) جلاوطن کر دیا تھا جبکہ دو آدمیوں میں ایک آپ تھے (اور دوسرے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے ہمراہ تھے) جس وقت کہ دونوں (صاحب) غار (ثور) میں (موجود) تھے جبکہ آپ اپنے ہمراہی سے فرما رہے تھے کہ تم (کچھ) غم نہ کرو یقیناً اللہ تعالیٰ (کی مدد) ہمارے ہمراہ ہے سو (وہ مدد یہ ہوئی کہ) اللہ تعالیٰ نے آپ (کے قلب) پر اپنی (طرف سے) تسلی نازل فرمائی اور آپ کو (ملائکہ کے) ایسے لشکروں سے قوت دی جن کو تم لوگوں نے نہیں دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کی بات (اور تدبیر) نیچی کر دی (کہ وہ ناکام رہے) اور اللہ ہی کا بول بالا رہا (کہ ان کی تدبیر اور حفاظت غالب رہی) اور اللہ زبردست حکمت والا ہے (اس لئے اسی کی بات اور حکمت

غالب رہی) ف اس میں قصہ ہجرت کی طرف اشارہ ہے یہ غار مکہ معظمہ سے قریب ہے اُس میں آپ اور حضرت صدیق رضؓ تین روز تک رہے کفار آپ کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے ایک نشان شناس کے بتلانے سے اُس غار تک پہنچے اُس وقت حضرت صدیق رضؓ کو آپ کی وجہ سے فکر ہوئی آپ نے اُن کی تسلی کی لا تحزن ان اللہ معنا چونکہ وہیں غار پر مکڑی نے جالا بنا رکھا تھا اس لئے کفار کو شبہ نہیں ہوا سب لوٹ گئے اور اُس نشان شناس کو بیوقوف بنایا پھر آپ وہاں سے نکل کر مدینہ طیبہ روانہ ہوئے اور صحیح وسالم وہاں پہنچ گئے یہ قوت قلب کی سکینۂ غیبی و نزول ملائکہ کا جوکہ سکینہ لے کر آتے ہیں اثر تھا اس کو اور کفار کے ناکام چلے جانے کو نصرۃ فرمایا ربط اوپر کی آیت سے پہلی آیت کی تمہید میں مذکور ہو چکا۔

انْفِرُوا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن

نکل پڑو تھوڑے سامان سے اور زیادہ سامان سے اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم یقین

كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوكَ وَلَٰكِن بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ۚ

رکھتے ہو اگر کچھ لگتے ہاتھ ملنے والا ہوتا اور سفر بھی معمولی سا ہوتا تو یہ لوگ ضرور آپ کے ساتھ ہو لیتے لیکن ان کو تو مسافت ہی دور دراز معلوم ہونے لگی

وَسَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ يُهْلِكُونَ أَنفُسَهُمْ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۝

اور ابھی خدا کی قسمیں کھا جاویں گے کہ اگر ہمارے بس کی بات ہوتی تو ہم ضرور تمہارے ساتھ چلتے یہ لوگ اپنے آپ کو تباہ کر رہے ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ یہ لوگ یقیناً جھوٹے ہیں

امر بغزوہ و ترغیب ۔ تفسیر انفروا سے تعلمون تک ۔ (جہاد کے لئے) نکل پڑو (خواہ) تھوڑے سامان سے (ہو) اور (خواہ) زیادہ سامان سے (ہو) اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم یقین رکھتے ہو (تو دیر مت کرو) ف آخرت کی بہتری یعنی ثواب و قرب تو یقینی ہے اور کبھی دنیا کی بہتری بھی ہوتی ہے یعنی فتح اور غنیمت اور عزت ربط اوپر اس غزوہ کے متعلق مومنین سے خطاب تھا آگے آخر سورت تک منافقین کے احوال اور اقوال مذکور ہیں جو باوجود مدعی ہونے کے نفاق کے سبب غزوہ میں شریک نہیں ہوئے اور درمیان میں کچھ اور مضامین بھی آ گئے ہیں۔ ۴۴

احوال و اقوال منافقین و متخلفین ۔ تفسیر ۔ لو کان سے لکذبون تک ۔ اگر کچھ لگتے ہاتھ ملنے والا ہوتا اور سفر بھی معمولی سا ہوتا تو یہ (منافق لوگ) ضرور آپ کے ساتھ ہو لیتے لیکن ان کو تو مسافت ہی دور دراز معلوم ہونے لگی (اس لئے یہاں ہی رہ گئے) اور ابھی (جب تم لوگ واپس آؤ گے تو) خدا کی قسمیں کھا جاویں گے کہ اگر ہمارے بس کی بات ہوتی تو ہم ضرور تمہارے ساتھ چلتے یہ لوگ (جھوٹ بول بول کر) اپنے آپ کو تباہ (یعنی مستحق عذاب) کر رہے ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ یہ لوگ یقیناً جھوٹے ہیں (بلا شبہ ان کو استطاعت تھی اور پھر بھی نہیں گئے) ربط اوپر جن منافقین کا ذکر ہے اُنھوں نے اپنی روانگی کے وقت جھوٹے جھوٹے عذر تراش کر سفر میں ہمراہ نہ جانے کی اجازت حاصل کر لی تھی آپ نے اُن کو اذن دے دیا تھا آگے اللہ تعالیٰ اس اذن کا نامناسب ہونا اور اُن کے اس استیذان کا مذموم و مبنی بر نفاق ہونا بیان فرماتے ہیں۔

عَفَا اللَّهُ عَنكَ لِمَ أَذِنتَ لَهُمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَتَعْلَمَ الْكَاذِبِينَ ۝ لَا يَسْتَـ

اللہ تعالیٰ نے آپ کو معاف کر دیا آپ نے اُن کو اجازت کیوں دے دی تھی جب تک کہ آپ کے سامنے سچے لوگ ظاہر نہ ہو جاتے اور جھوٹوں کو معلوم نہ کر لیتے جو لوگ

ذِنُكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَن يُجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ

اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں وہ اپنے مال اور جان سے جہاد کرنے کے بارہ میں آپ سے رخصت نہ مانگیں گے اور اللہ تعالیٰ ان

بِالْمُتَّقِينَ ۝ إِنَّمَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَارْتَابَتْ

متقیوں کو خوب جانتا ہے ۔ البتہ وہ لوگ آپ سے رخصت مانگتے ہیں جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے اور اُن کے

قُلُوبُهُمْ فَهُمْ فِي رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُونَ ۝

دل شک میں پڑے ہیں سو وہ اپنے شکوک میں پڑے ہوئے حیران ہیں

عدم اولویت اذن بایشان و مبنی بر نفاق بودن استیذان بایشان ۔ تفسیر ۔ عفا اللہ سے یترددون تک ۔ اللہ تعالیٰ

نے آپ کو معاف (تو) کر دیا (لیکن) آپ نے اُن کو (ایسی جلدی) اجازت کیوں دے دی تھی جب تک کہ آپ کے سامنے سچے لوگ ظاہر نہ ہو جاتے اور (جب تک کہ) جھوٹوں کو معلوم نہ کر لیتے (تا کہ وہ خوش تو نہ ہوتے کہ ہم نے آپ کو دھوکہ دے دیا اور) جو لوگ اللہ پر اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں وہ اپنے مال اور جان سے جہاد کرنے کے بارہ میں (اس میں شریک نہ ہونے کی کبھی) آپ سے رخصت نہ مانگیں گے (بلکہ وہ حکم کے ساتھ دوڑ پڑیں گے) اور اللہ تعالیٰ ان متقیوں کو خوب جانتا ہے (ان کو جزو ثواب دے گا) البتہ وہ لوگ (رہ جانے کی) آپ سے رخصت مانگتے ہیں جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے اور ان کے دل (اسلام سے) شک میں پڑے ہیں سو وہ اپنے شکوک میں پڑے ہوئے حیران ہیں (کبھی موافقت کا خیال ہوتا ہے کبھی مخالفت کا) ف معافی جیسے گناہ کی ہوتی ہے کبھی خلاف اولیٰ کی بھی ہوتی ہے اس سے شبہ گناہ کا نہ ہونا چاہئے اور لمر اذنت سے امر مضی پر عتاب مقصود بالذات نہیں بلکہ آئندہ کے لئے ممانعت اذن دینے سے اصل مقصود ہے پس اس سے بھی کوئی شبہ نہ کرنا چاہئے۔ اور غرض اس نصیحت سے یہ نہیں کہ آپ کی اجازت سے وہ رہ گئے ورنہ اُن کو جانا مصلحت تھا وجہ یہ کہ آگے اُن کے جانے کے مفاسد خود ہی مذکور ہوئے ہیں اور نیز اگر آپ اجازت نہ بھی دیتے تب بھی تو اُن کی نیت جانے کی نہ تھی بلکہ مطلب یہ ہے کہ رخصت ملنے سے جو اُن کو ایک گونہ بے فکری ہو گئی یہ نہ ہوتی اور یہ تب بھی نہ جاتے تو ذرا ان کی خباثت تو علانیہ کھل جاتی۔ اور الذین صدقوا کا یہ مطلب نہیں کہ ان میں سچے بھی تھے بلکہ مطلب یہ ہے کہ دوسرے مؤمنین صادقین معتذرین سے ان کی حالت متمیز ہو جاتی اور سورۂ نور کے اخیر میں جو مؤمنین کے لئے استیذان کو ثابت فرمایا ہے لمر یذھبوا حتی یستاذنوہ سو وہ استیذان بالعذر ہے اور یہاں نفی استیذان بلا عذر کی ہے پس کوئی تعارض نہیں ربط اوپر منافقین کا تخلف اور عذر کا ذب کرنا مذکور تھا آگے اس عذر کے کاذب ہونے کا قرینہ ولو ارادوا میں اور اُن کے تخلف سے غم نہ کرنے کے لئے اُس کی حکمت کہ یہ جاتے تو فساد ہی کرتے لوخرجوا میں اور اس حکم ترتب فساد کی تائید واقعات سابقہ سے لقد ابتغوا میں بیان فرماتے ہیں۔

وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ اقْعُدُوْا

اور اگر وہ لوگ چلنے کا ارادہ کرتے تو اس کا کچھ سامان تو درست کرتے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے جانے کو پسند نہیں کیا اس لئے ان کو توفیق نہیں دی اور یوں کہہ دیا گیا کہ اپاہج

۵ مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ۝ لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّلَاَاوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ

لوگوں کے ساتھ تم بھی یہاں ہی دھرے رہو اگر یہ لوگ تمہارے شامل ہو جاتے تو سوا اس کے کہ اور دونا فساد کرتے اور کیا ہوتا اور تمہارے درمیان فتنہ پردازی کی فکر میں دوڑے دوڑے پھرتے اور تم میں

وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ۚ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝ لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَقَلَّبُوْا

اُن کے کچھ جاسوس موجود ہیں اور ان ظالموں کو اللہ خوب سمجھے گا انھوں نے تو پہلے بھی فتنہ پردازی کی فکر کی تھی اور آپ کے لئے

لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ۝

کارروائیوں کی اُلٹ پھیر کرتے ہی رہے یہاں تک کہ سچا وعدہ آ گیا اور اللہ کا حکم غالب رہا اور اُن کو ناگوار ہی گزرتا رہا

قرینہ بطلان عذر و حکمت تخلف و تائید مفسد بودن منافقین۔ تفسیر ولو ارادوا سے کرھون تک۔ اور اگر وہ لوگ (غزوہ میں) چلنے کا ارادہ کرتے (جیسا کہ وہ اپنے عذر کے وقت ظاہر کرتے ہیں کہ چلنے کا ارادہ تو تھا لیکن کیا کیا جاوے فلاں ضرورت پیش آ گئی سو اگر ایسا ہوتا) تو اس (چلنے) کا کچھ سامان تو درست کرتے (جیسا کہ سفر کے لوازم عادیہ سے ہے) لیکن (انھوں نے تو شروع سے ارادہ ہی نہیں کیا اور اسی میں خیر ہوئی جیسا آگے آتا ہے لوخرجوا فیکم الخ اور اس کے خیر ہونے کی وجہ سے) اللہ تعالیٰ نے ان کے جانے کو پسند نہیں کیا اس لئے اُن کو توفیق نہیں دی اور (تکوینی) یوں کہہ دیا گیا کہ اپاہج لوگوں کے ساتھ تم بھی یہاں ہی دھرے رہو (اور ان کے جانے میں خیر نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ) اگر یہ لوگ تمہارے شامل ہو جاتے تو سوا اس کے کہ اور دونا فساد کرتے اور کیا ہوتا اور (وہ فساد یہ ہوتا کہ) تمہارے درمیان فتنہ پردازی کی فکر میں دوڑے دوڑے پھرتے (یعنی لگائی بجھائی کر کے آپس میں تفریق ڈلواتے اور جھوٹی خبریں اُڑا کر پریشان کرتے دشمن کا رعب تمہارے قلوب میں ڈالنے کی کوشش کرتے اس لئے ان کا نہ جانا ہی اچھا ہوا) اور (اب بھی) تم میں اُن کے کچھ جاسوس موجود ہیں (جن کو اس سے زیادہ فساد کی تدبیر میں مہارت نہیں) اور ان ظالموں کو اللہ خوب سمجھے گا (اور ان لوگوں کی مفسدہ سازی و فتنہ پردازی کچھ آج نئی نہیں) انھوں نے تو پہلے (جنگ اُحد وغیرہ میں) بھی فتنہ پردازی کی فکر کی تھی (کہ ساتھ ہو کر ہٹ گئے کہ مسلمان دل شکستہ ہو جاویں) اور (اس کے علاوہ بھی) آپ کی (ضرر رسانی کے لئے کارروائیوں کے لئے) اُلٹ پھیر کرتے ہی رہے

یہاں تک کہ سچا وعدہ آگیا اور (اُس کا آنا یہ ہے کہ) اللہ کا حکم غالب رہا اور اُن کو ناگوار ہی گزرتا رہا (اسی طرح آئندہ بھی ہوگا بالکل تسلی رکھئے کچھ فکر نہ کیجئے)
ف ان سماعین کو بعض مفسرین نے منافق کہا ہے مگر چونکہ یہ اہل الرائے نہ تھے اس لئے ان سے فساد کا خوف نہ تھا اس لئے ان کا جانا خلافِ حکمت نہ تھا بلکہ بعضی مصلحتیں تھیں کہ مسلمانوں کا استقلال اور غلبہ اور کفار کا ضعف اور عجز دیکھ کر اپنے رؤسا کو خبر دیں تو وہ اور زیادہ جلیں مریں اور اُن کے حوصلے ہمیشہ کو پست ہو جاویں واللہ اعلم اور احد میں ان منافقین کا عین وقت پر الگ ہو جانا پارۂ لن تنالوا کے ربع شروع رکوع واذ غدوت میں گزر چکا ہے۔ ربط اوپر منافقین کے احوال مشترکہ کا بیان تھا آگے کئی آیتوں میں جو لفظ منہم سے شروع ہوئی ہیں بعض کے احوال و اقوال مختصہ اور درمیان میں احوال مشترکہ بھی مذکور ہیں۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ۭ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ۭ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ؀

اور ان میں بعضا شخص وہ ہے جو کہتا ہے کہ مجھ کو اجازت دیدیجئے اور مجھ کو خرابی میں نہ ڈالئے خوب سمجھ لو یہ لوگ خرابی میں تو پڑ ہی چکے اور یقیناً دوزخ ان کافروں کو گھیرے گی

اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ يَّقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَآ اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ

اگر آپ کو کوئی اچھی حالت پیش آتی ہے تو وہ ان کے لئے موجب غم ہوتی ہے اور اگر آپ پر کوئی حادثہ آپڑتا ہے تو کہتے ہیں ہم نے تو پہلے سے اپنا احتیاط کا پہلو اختیار کر لیا تھا اور وہ خوش ہوتے

فَرِحُوْنَ ؀ قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَي اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ؀

ہوئے چلے جاتے ہیں آپ فرما دیجئے ہم پر کوئی حادثہ نہیں پڑ سکتا مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے مقدر فرمایا ہے وہ ہمارا مالک ہے اور اللہ کے تو سب مسلمانوں کو اپنے سب کام سپرد رکھنے چاہئیں

قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ۭ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ

آپ فرما دیجئے کہ تم تو ہمارے حق میں دو بہتریوں میں سے ایک بہتری ہی کے منتظر رہتے ہو اور ہم تمہارے حق میں اس کے منتظر رہا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ تم پر کوئی

۵۲ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ اَوْ بِاَيْدِيْنَا ڮ فَتَرَبَّصُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ؀

عذاب واقع کرے گا اپنی طرف سے یا ہمارے ہاتھوں سے سو تم انتظار کرو ہم تمہارے ساتھ انتظار میں ہیں

بعض اقوال خاصہ منافقین ۔ اس شخص کا نام جد بن قیس تھا اس نے یہ بہانا تراشا تھا کہ میں عورتوں پر مفتون ہو جاتا ہوں اور روم کی عورتیں حسین زیادہ ہیں جانے میں میرا دینی ضرر ہے اس لئے رخصت کا خواستگار ہوں کذا فی الدر المنثور آیت و منہم سے بالکفرین تک اور اُن (منافقین متخلفین) میں بعضا شخص وہ ہے جو (آپ سے) کہتا ہے کہ مجھ کو (غزوہ میں نہ جانے کی اور گھر رہنے کی) اجازت دے دیجئے اور مجھ کو خرابی میں نہ ڈالئے خوب سمجھ لو کہ یہ لوگ خرابی میں تو پڑ ہی چکے (کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی اور کفر سے بڑھ کر اور کونسی خرابی ہوگی) اور یقیناً (آخرت میں) دوزخ ان کافروں کو گھیرے گی ربط اوپر کی آیت کی تمہید میں بیان ہو چکا۔
بعض احوال مشترکہ منافقین ۔ تفسیر ان تصبک سے متربصون تک ۔ اگر آپ کو کوئی اچھی حالت پیش آتی ہے تو وہ اُن کے لئے موجب غم ہوتی ہے اور اگر آپ پر کوئی حادثہ آپڑتا ہے تو (خوش ہو کر) کہتے ہیں کہ ہم نے تو (اسی واسطے) پہلے سے اپنا احتیاط کا پہلو اختیار کر لیا تھا (کہ ان کے ساتھ لڑائی وغیرہ میں نہیں گئے تھے) اور (یہ کہہ کر) وہ خوش ہوتے ہوئے چلے جاتے ہیں آپ (جواب میں اُن سے دو باتیں) فرما دیجئے (ایک تو یہ کہ) ہم پر کوئی حادثہ نہیں پڑ سکتا۔ مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے مقدر فرمایا ہے وہ ہمارا مالک ہے (بس مالک حقیقی جو تجویز کرے مملوک کو اُس پر راضی ہونا واجب ہے) اور (ہماری کیا تخصیص ہے) اللہ کے تو سب مسلمانوں کو اپنے سب کام سپرد رکھنے چاہئیں (دوسری بات یہ) فرما دیجئے کہ (ہمارے لئے جیسے اچھی حالت بہتر ہے ویسے ہی حوادث بھی باعتبار انجام کے اُس میں رفع درجات و کفارۂ سیئات ہوتا ہے بہتر ہے بس) تم تو ہمارے حق میں دو بہتریوں میں سے ایک بہتری ہی کے منتظر رہتے ہو (یعنی تم جو ہماری حالت کے منتظر رہتے ہو کہ دیکھئے کیا ہو تو خواہ وہ حسنہ ہو یا مصیبت ہمارے لئے دونوں ہی میں بہتری ہے) اور ہم تمہارے حق میں اس کے منتظر رہا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ تم پر کوئی عذاب واقع کرے گا (خواہ) اپنی طرف سے (دنیا میں یا آخرت میں) یا ہمارے ہاتھوں سے (جب کہ تم اپنے کفر کو ظاہر کر دو تو مثل دوسرے کفار کے قتل کئے جاؤ) سو تم (اپنے طور پر) انتظار کرو (اور) ہم تمہارے ساتھ (اپنے طور پر) انتظار میں ہیں ف پہلے جواب کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مالک اور حاکم ہیں حاکم ہونے کی حیثیت سے اُن کو ہر تصرف کا اختیار ہے۔

اس لئے ہم راضی ہیں اور دوسرے جواب کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حکیم ہیں اُس میں حکمت یہ بھی ہمارے فائدہ کی رعایت کرتے ہیں اس لئے ہم ہر حال میں فائدہ میں ہیں بخلاف تمہارے کہ تمہاری خوشحالی کا انجام بھی وبال اور نکال ہے اگر دنیا میں نہیں تو آخرت میں ضرور ہے ربط اوپر جس کا قول آیا ہے ولتفتنی اُس نے یہ بھی کہا تھا کہ میں خود تو نہ جاؤں گا لیکن مال سے آپ کی اعانت کروں گا کذا فی الدر آگے اس اعانت مالی کا غیر مقبول ہونا بوجہ فقدان ایمان کے کہ شرط قبول ہے بیان فرماتے ہیں۔

قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ؕ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝ وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ

آپ فرما دیجئے کہ تم خوشی سے خرچ کرو یا ناخوشی سے تمہارے کسی طرح مقبول نہیں بلا شبہ تم عدول حکمی کرنے والے لوگ ہو اور اُن کے خیر خیرات قبول ہونے اور

تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّاۤ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى

کوئی چیز بجز اس کے مانع نہیں کہ انھوں نے اللہ کے ساتھ اور اُس کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور وہ لوگ نماز نہیں پڑھتے مگر ہارے جی سے

وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ۝ فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ

اور خرچ نہیں کرتے مگر ناگواری کے ساتھ سو ان کے اموال اور اولاد آپ کو تعجب میں نہ ڈالیں اللہ کو صرف یہ منظور ہے کہ ان

لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ

چیزوں کی وجہ سے دنیوی زندگی میں ان کو گرفتار عذاب رکھے اور ان کی جان کفر ہی کی حالت میں نکل جاوے

مقبول نبودن نفقات منافقین تفسیر قل انفقوا تا وھم کٰفرون۔ آپ ان منافقین سے فرما دیجئے کہ تم جہاد وغیرہ میں خواہ خوشی سے خرچ کرو یا ناخوشی سے خرچ کرو بہر حال تم سے کسی طرح خدا کے نزدیک مقبول نہیں ہوگا۔ بلا شبہ تم عدول حکمی کرنے والے لوگ ہو اور مراد اس سے کفر ہے جیسا آگے آتا ہے اور ان کی خیر خیرات قبول ہونے سے اور کوئی چیز بجز اس کے مانع نہیں کہ انھوں نے اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ۵۴
(اسی کو اوپر عدول حکمی کہا تھا اور کافر کا کوئی عمل مقبول نہیں) اور (اس کفر باطنی کی علامت ظاہر یہ ہے کہ) وہ لوگ نماز نہیں پڑھتے مگر ہارے جی سے اور (نیک کام میں) خرچ نہیں کرتے مگر ناگواری کے ساتھ (کیونکہ دل میں ایمان تو ہے نہیں جس سے امید ثواب ہو اور اس امید سے رغبت ہو محض بدنامی سے بچنے کے لئے ایسا کرتے ہیں) سو (جب یہ ایسے مردود ہیں تو) ان کے اموال اور اولاد آپ کو اس تعجب میں نہ ڈالیں کہ غیر مقبولین کو اتنے انعامات کس طرح عطا ہوئے سو یہ واقع میں نعمت نہیں بلکہ نقمت ہے کیونکہ اللہ کو صرف یہ منظور ہے کہ ان مذکورہ چیزوں کی وجہ سے دنیوی زندگی میں (بھی) ان کو گرفتار عذاب رکھے اور ان کی جان کفر ہی کی حالت میں نکل جاوے (جس سے آخرت میں بھی گرفتار عذاب رہیں پس جب اولاد و اموال کا یہ انجام ہو تو انعام کہاں ہوا پھر تعجب کیوں ہو) ف دنیا میں مال و اولاد کا عذاب ہونا سب اہل نیا کے لئے لازم ہے اول اُس کی تحصیل و تمنا میں کیسی کیسی کوفت جسمانی و روحانی اٹھانا پڑتی ہے پھر حصول کے بعد ذرا نقصان ہو گیا مرض ہو گیا بس ایک کوہ غم سر پر سوار ہے سب حالتیں طبیعت کے موافق بھی ہوں تو اس کا اندیشہ نہ کوئی امر ناگوار پیش نہ آجاوے پھر مفارقت کے وقت کس بلا کی حسرت اور صدمہ کہ خدا کی پناہ اور آخرت میں تو ظاہر ہے کہ کافر پر جتنی دنیوی نعمتیں ہوں گی اُس کا کم دونا بڑھتا ہے جس پر عذاب آخرت موعود ہے۔ ربط اوپر ان کے کافر ہونے کا ذکر تھا آگے اُن کے دعوے ایمان کی وجہ بیان فرماتے ہیں کہ تقیہ اور نفاق ہے۔

وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ؕ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ ۝ لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً

اور یہ لوگ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ تم میں کے ہیں حالانکہ وہ تم میں کے نہیں لیکن وہ ڈرپوک لوگ ہیں ان لوگوں کو اگر کوئی پناہ کی جگہ

اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ ۝ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِى الصَّدَقٰتِ ۚ

مل جاتی یا غار یا کوئی گھس بیٹھنے کی ذرا جگہ تو یہ ضرور منہ اٹھا کر ادھر چل دیتے اور ان میں بعض وہ لوگ ہیں جو صدقات کے بارے میں آپ پر طعن کرتے ہیں

فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَاۤ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَاۤ اٰتٰهُمُ

سو اگر ان صدقات میں سے ان کو مل جاتا ہے تو وہ راضی ہو جاتے ہیں اور اگر ان صدقات میں سے ان کو نہیں ملتا تو وہ ناراض ہو جاتے ہیں اور ان کے لئے بہتر ہوتا اگر وہ لوگ اس پر

اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗ اِنَّاۤ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ۝۵۹

راضی رہتے جو کچھ اُن کو اللہ نے اور اُس کے رسول نے دیا تھا اور یوں کہتے کہ ہم کو اللہ کافی ہے آئندہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہم کو اور دے گا اور اُس کے رسول دیں گے ہم اللہ ہی کی طرف راغب ہیں

مضطر بودن منافقین در اظہار ایمان۔ تفسیر ویحلفون سے یجمحون تک اور یہ (منافق) لوگ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ تم میں کے ہیں (یعنی مسلمان ہیں) حالانکہ (واقع میں) وہ تم میں کے نہیں لیکن (بات یہ ہے کہ) وہ ڈرپوک لوگ ہیں (اس وجہ سے ڈر کے مارے ہمارے کفر ظاہر ہونے پر ہمارے ساتھ دوسرے کفار کا سا برتاؤ نہ ہونے لگے اپنے کفر کو جھوٹی قسمیں کھا کر چھپاتے ہیں اور کہیں دوسری جگہ ٹھکانا نہیں جو آزادی سے جا رہیں ورنہ) ان لوگوں کو اگر کوئی پناہ کی جگہ مل جاتی یا (کہیں پہاڑ وغیرہ میں) غار (مل جاتے) یا کوئی گھس بیٹھنے کی ذرا جگہ (مل جاتی) تو یہ ضرور منہ اٹھا کر ادھر چل دیتے (اور اظہار ایمان نہ کرتے مگر اب کیا کریں بیچارے مجبور ہیں ناچار جھوٹی قسموں سے کارروائی کرتے ہیں) ربط اوپر تمہید آیت ومنھم من یقول ائذن لی میں گزر چکا۔

بعض اقوال خاصہ دیگر منافقین تفسیر ومنھم سے راغبون تک۔ اور ان میں بعض وہ لوگ ہیں جو صدقات (تقسیم کرنے) کے بارہ میں آپ پر طعن کرتے ہیں (کہ اس تقسیم میں نعوذ باللہ عدل کی رعایت نہیں کی گئی) سو اگر ان صدقات میں سے ان کو (ان کی خواہش کے موافق) مل جاتا ہے تو وہ (آپ سے) راضی ہو جاتے ہیں اور اگر ان صدقات میں سے ان کو (ان کی خواہش کے موافق) نہیں ملتا تو وہ (آپ سے) ناراض ہو جاتے ہیں (جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل منشاء ان کے اعتراض اور حرف گیری کا محض حرص دنیوی اور خود غرضی ہے پس ایسے اعتراض کا باطل ہونا ظاہر ہے) اور ان کے لئے بہتر ہوتا اگر وہ لوگ اس پر راضی رہتے جو کچھ ان کو اللہ نے (دلوایا تھا) اور اس کے رسول نے دیا تھا اور (اس کی نسبت یوں) کہتے کہ ہم کو اللہ کافی ہے (یعنی ہم کو جتنا بھی ملتا ہے مناسب تھا اسی میں خیر و برکت ہوگی اور پھر حاجت پیش آوے گی اور مصلحت ہوگی تو) آئندہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل (و کرم) سے ہم کو اور دے گا اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) (دیں گے ہم (دل سے) اللہ ہی کی طرف راغب ہیں (اور اسی سے ہم امیدیں رکھتے ہیں) **ف** اگر کسی کو شبہ ہو کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقات زکوٰۃ منافقین کو بھی ملا کرتا تھا جواب یہ ہے کہ اگر یہ صدقہ نفل تھا یا منافق عملی مراد ہو تب تو کوئی اشکال نہیں کیونکہ اول صورت میں اسلام شرط نہیں ثانی میں منتفی نہیں اور اگر صدقہ فرضی اور منافق اعتقادی ہو تو وجہ اس کی یہ ہو سکتی ہے

۱۸ کہ اس وقت تبع احکام میں منافقین کے ساتھ مسلمین کا سا برتاؤ کیا جاتا تھا اس میں بھی ایسا ہی کیا گیا ربط اوپر صدقات کے بارہ میں معترضین کے اعتراض کا جواب دیا تھا آگے اسی جواب کی تائید کے لئے صدقات کے مصارف و مستحقین کا بیان فرماتے ہیں جس سے مقصود یہ ہے کہ صدقات کا مناط اوصاف خاصہ ہیں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دینے یا نہ دینے اور کم دینے یا زیادہ دینے میں ان اوصاف کے وجود یا عدم اور قوت یا ضعف کا لحاظ رکھتے ہیں معترض کوتاہ نظری سے اعتراض کرتا ہے اور ہر چند کہ آگے بالاجماع صدقات فرض کا بیان ہے اور ارتباط جواب کا ظاہراً موقوف معلوم ہوتا ہے صدقات کے عام ہونے پر کیونکہ اوپر کی آیت میں صدقات کا فرض ہونا ثابت نہیں لیکن ارتباط کی وجہ توجیہ اس طرح ہو سکتی ہے کہ جیسا صدقات فرض اوصاف و مصالح خاصہ پر مبنی ہیں اسی طرح دوسرے صدقات میں بھی خاص خاص مصالح مرعی ہیں قاسم امین صلی اللہ علیہ وسلم ان کو پیش نظر رکھتے ہیں پس تخصیص صدقات فرض کی ذکر میں بطور تمثیل کے ہوئی خوب سمجھ لو۔

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِى الرِّقَابِ

صدقات تو صرف حق ہے غریبوں کا اور محتاجوں کا اور جو کارکن ان صدقات پر متعین ہیں اور جن کی دلجوئی کرنا ہے اور غلاموں کی گردن چھڑانے میں

وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ

اور قرض داروں کے قرضہ میں اور جہاد میں اور مسافروں میں یہ حکم اللہ کی طرف سے مقرر ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے بڑی حکمت والے ہیں

مستحقین صدقات۔ تفسیر انما الصدقات سے علیم حکیم تک: (فرض) صدقات تو صرف (ان لوگوں کا) حق ہے غریبوں کا اور محتاجوں کا اور جو کارکن ان صدقات (کی تحصیل وصول کرنے) پر متعین ہیں اور جن کی دلجوئی کرنا (منظور) ہے اور غلاموں کی گردن چھڑانے میں (صرف کیا جاوے) اور قرضداروں کے قرضہ (ادا کرنے) میں اور جہاد کرنے (والوں کے سامان) میں اور مسافروں (کی امداد) میں یہ حکم اللہ کی طرف سے مقرر ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے بڑی حکمت والے ہیں (مناسب نامناسب کو جانتے ہیں اور مناسب احکام مقرر کرتے ہیں) **ف** یہ کل آٹھ مصارف

ان کے متعلق یہ مسائل ہیں **مسئلہ** مولفۃ القلوب کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں زکوٰۃ دی جاتی تھی گو وہ مسلمان نہ ہوں
مگر ان کے مسلمان ہونے کی امید ہو یا محض ان کے شر و فتنہ سے بچنے کے لئے اور یا مسلمان ہوں مگر غریب نہ ہوں محض ان کو اسلام سے محبت پیدا کرنے
کے لئے صحابہ رضی اللہ عنہم کے وقت میں اجماع ہو گیا ان کے عدم استحقاق پر جو علامت ہے حکم سابق کے منسوخ ہو جانے کی البتہ اگر مسلمان اور غریب
ہو تو دوسرے اصناف میں داخل ہو جاوے گا۔ **مسئلہ** اسلام اور قدر نصاب فارغ عن الحوائج الاصلیۃ کا مالک و قابض نہ ہونا سب میں شرط
ہے بجز عاملین و محصلین زکوٰۃ کے جو سلطان اسلام کی طرف سے مقرر ہوں کہ ان کو باوجود غنی ہونے کے بھی اسی زکوٰۃ میں سے بطور اجرت کے دینا جائز
ہے باقی اصناف میں قید مذکور شرط ہے اور اس بنا پر صرف فقراء کہہ دینا کافی معلوم ہوتا تھا لیکن دوسرے عنوانات کے لانے سے یہ مقصود ہے کہ ان میں
علاوہ فقر و مسکنت کے دوسرے اسباب استحقاق و دستگیری کے بھی ہیں **مسئلہ** بنی ہاشم میں سے نہ ہونا تمام اصناف میں شرط ہے **مسئلہ** فقیر اور مسکین کی
تفسیر میں نحوی اختلاف ہے۔ ایک کے معنے ہیں جس کے پاس کچھ نہ ہو ایک کے معنے ہیں جس کے پاس نصاب سے کم ہو لیکن حکم زکوٰۃ میں کچھ اختلاف نہیں البتہ
حکم وصیت میں اختلاف ہے کہ اگر فقراء کے لئے وصیت کی تو کیسے لوگوں کو ملے گا **مسئلہ** گردن چھڑانے کا مطلب یہ ہے کہ کسی غلام کو اس کے آقا نے
کہہ دیا ہو کہ تو اتنا روپیہ دے دے تو آزاد ہے اس غلام کو زکوٰۃ دی جاوے تاکہ اپنے آقا کو دے کر آزاد ہو جاوے **مسئلہ** جس کے پاس دس ہزار
روپیہ موجود ہو اور گیارہ ہزار کا شخص قرض دار ہو اس کو زکوٰۃ دینا درست ہے **مسئلہ** مجاہد اپنے گھر مال و سامان رکھتا ہے مگر گھر سے جدا ہے اور
یہاں سامان نہیں اس کو زکوٰۃ دینا درست ہے یہی حکم ہے مطلق مسافر کا **مسئلہ** سب مصارف مذکورہ میں یہ شرط ہے کہ جن کو زکوٰۃ دی جاوے
ان کو مالک کر دیا جاوے بدون تملیک زکوٰۃ ادا نہ ہوگی **مسئلہ** یہ سب احکام صدقہ فرض کے ہیں نفل میں یہ قیدیں نہیں ہیں ربط اوپر
آیت ومنہم من یقول کی تمہید میں مذکور ہوا۔

وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ؕ قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ

اور ان میں سے بعضے ایسے ہیں کہ نبی کو ایذائیں پہنچاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ ہر بات کان دے کر سن لیتے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ وہ نبی کان دے کر تو وہی بات سنتے ہیں جو تمہارے حق میں خیر ہے کہ وہ اللہ پر

٦١ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ؕ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

ایمان لاتے ہیں اور مومنین کا یقین کرتے ہیں اور آپ ان لوگوں کے حال پر مہربانی فرماتے ہیں جو تم میں ایمان کا اظہار کرتے ہیں اور جو لوگ رسول اللہ کو ایذائیں پہنچاتے ہیں ان لوگوں کے لئے دردناک سزا ہوگی

بعض احوال و اقوال خاصہ دیگر منافقین ۔ اس کا قصہ نزول یہ ہے کہ بعض منافقین نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کوئی
نازیبا بات کہی کسی دوسرے منافق نے کہا کہ ایسا مت کرو کہیں آپ کو خبر ہو جاوے پھر ہماری خبر لیں وہ شخص بولا کہ نہیں کچھ فکر نہیں آپ ہر بات کان دے کر
سن لیتے ہیں اور ہر ایک کے دھوکہ میں آ جاتے ہیں کچھ تحقیق نہیں کرتے اگر ایسا ہوا ہم جا کر باتیں بنا دیں گے اور دھوکہ دے کر بری ہو جاویں گے رواہ فی اللباب
بروایۃ ابن ابی حاتم عن السدی آیت ومنہم سے الیم تک۔ اور ان (منافقین) میں بعضے ایسے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ایذائیں پہنچاتے
ہیں (یعنی آپ کی شان میں ایسی باتیں کہتے ہیں کہ سن کر آپ کو ایذا ہو) اور (جب کوئی روکتا ہے تو) کہتے ہیں کہ آپ ہر بات کان دے کر سن لیتے ہیں
(آپ کو جھوٹ بول کر دھوکہ دے دینا آسان ہے اس لئے کچھ فکر نہیں) آپ (جواب میں) فرما دیجئے کہ (تم کو خود دھوکہ ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا کسی بات کو سن لینا دو طور پر ہے ایک تصدیق کے طور پر کہ دل سے بھی اس کو صحیح سمجھیں دوسرا خوش خلقی و کریم النفسی کے طور پر کہ باوجود اس کو جانے
کے کہ یہ بات محض غلط ہے خلق و کرم جبلی سے اس کو ٹال دیں اور راوی پر دارو گیر یا اس کی صریح تکذیب نہ کریں سو) وہ نبی کان دے کر تو وہی بات سنتے
ہیں جو تمہارے حق میں خیر (ہی خیر) ہے (جس کا حاصل اور نتیجہ یہ ہے کہ) وہ اللہ (کی باتوں) پر (جو وحی سے معلوم کرکے اس پر) ایمان لاتے ہیں (جن کی
تصدیق کا خیر ہونا تمام عالم کے لئے ظاہر ہے کیونکہ تعلیم اور عدل اسی تصدیق پر موقوف ہے) اور مومنین (مخلصین کی باتوں) کا (جو بحیثیت ایمان و
اخلاص ہوں) یقین کرتے ہیں (اس کا خیر ہونا بھی ظاہر ہے کہ عدل عام موقوف ہے احوال کی صحیح اطلاع پر اور اس کا ذریعہ یہی مومنین مخلصین ہیں
غرض کان دے کر اور سچا سمجھ کر تو اللہ کی اور مخلصین کی باتیں سنتے ہیں) اور (باقی تمہاری شرارت آمیز باتیں جو سن لیتے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ)
آپ ان لوگوں کے حال پر مہربانی فرماتے ہیں جو تم میں ایمان کا اظہار کرتے ہیں (گو دل میں نہ ہو پس اس مہربانی اور خوش اخلاقی کی وجہ سے تمہاری باتیں
سن لیتے ہیں اور باوجود اس کی حقیقت سمجھ جانے کے درگزر اور خاموشی برتتے ہیں پس ان باتوں کا سننا دوسرے طور کا ہے تم نے اپنی حماقت سے اس کو بھی
اول طور پر محمول کر لیا خلاصہ یہ کہ تم یہ سمجھتے ہو کہ حقیقت کو حضرت نہیں سمجھتے اور واقع میں حقیقت کو تم ہی نہیں سمجھتے) اور جو لوگ رسول اللہ (صلی اللہ

علیہ وسلم کو ایذا ئیں پہنچاتے ہیں (خواہ اُن باتوں سے جن کے کہنے کے بعد ھواذن کہا تھا یا خود اسی ھواذن کے کہنے سے کیونکہ اس میں بھی تو کسر شان ہے آپ کی فطانت اور ذکاوت کی) تو ان لوگوں کے لئے دردناک سزا ہوگی ف اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ سے کبھی منافقین کی سخن سازی مخفی نہیں رہی بلکہ مطلب یہ ہے کہ آپ کے سکوت کی یہی وجہ یہ علت نہیں اور بعد نزول آیت لتعرفنہم فی لحن القول کے تو پھر اخفاء ہوا ہی نہیں اور مؤمنین میں جو حیثیت ایمان و اخلاص کی قید لگائی گئی وجہ اس کی یہ ہے کہ ہر مؤمن ہر بات میں تو واجب التصدیق نہیں ہوتا بلکہ جب قواعد شرعیہ حجت ہو اس کے ایمان و اخلاص سے ناشی سمجھی جاوے گی اس کی تصدیق واجب ہوگی اسی حیثیت میں صفات عدالت شہود کی بھی داخل ہیں۔ ربط اوپر منافقین کے بعض احوال و اقوال مختلفہ کا بیان تھا آگے بقیہ احوال مشترکہ کے بیان سے عود ہے سابق کی طرف جن میں سے ایک تو اغراض فاسدہ سے اُن کی جھوٹی قسمیں کھانا ہے۔

يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ لِيُرْضُوكُمْ وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَنْ يُرْضُوهُ إِنْ كَانُوا مُؤْمِنِينَ ۝ أَلَمْ يَعْلَمُوا

یہ لوگ تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں تاکہ تم کو راضی کرلیں حالانکہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ حق رکھتے ہیں کہ اگر یہ لوگ سچے مسلمان ہیں تو اس کو راضی کریں کیا اُن کو خبر نہیں

أَنَّهُ مَنْ يُحَادِدِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَأَنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا ۚ ذَٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيمُ

جو شخص اللہ کی اور اس کے رسول کی مخالفت کرے گا تو یہ بات ٹھیر چکی ہے کہ ایسے شخص کو دوزخ کی آگ اس طرح نصیب ہوگی کہ وہ اس میں ہمیشہ رہے گا یہ بڑی رسوائی ہے

حلف کاذب منافقین بغرض فاسد۔ تفسیر یحلفون سے العظیم تک۔ یہ لوگ تمہارے (مسلمانوں کے) سامنے (جھوٹی) قسمیں کھاتے ہیں (کہ ہم نے فلاں بات نہیں کی یا ہم نے جو فلاں عذر کیا وہ سچا ہے) تاکہ تم کو راضی کرلیں (جس سے جان و مال محفوظ رہے) حالانکہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ حق رکھتے ہیں کہ اگر یہ لوگ سچے مسلمان ہیں تو اس کو راضی کریں (جو کہ موقوف ہے اخلاص اور ایمان پر) کیا ان کو یہ خبر نہیں کہ جو شخص اللہ کی اور اس کے رسول کی مخالفت کرے گا (جیسا یہ لوگ کر رہے ہیں) تو یہ بات ٹھیر چکی ہے کہ ایسے شخص کو دوزخ کی آگ اس طور پر نصیب ہوگی کہ وہ اس میں ہمیشہ رہے گا اور یہ بڑی رسوائی کی بات ہے ف روایات میں مصرح ہے کہ وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جھوٹی قسمیں کھاتے تاکہ آپ اُن سے صاف رہیں اور یہاں آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مقصود مسلمانوں کو راضی کرنا تھا آپ کو راضی کرنا نہ تھا سو بات یہ ہے کہ آپ کی رضا ایک تو بحیثیت عدم تعرض کے ہے اور اس اعتبار سے آپ کی رضا مثل رضا دوسرے مؤمنین کے ہے اور دوسری رضا دل سے ہے اور اس اعتبار سے آپ کی رضا مثل اللہ تعالیٰ کے ہے پس اُن کا قصد ارضاء پہلی حیثیت سے تھا اور مطلوب دوسری حیثیت ہے جو کہ مفقود تھی خوب سمجھ لو۔ ربط اوپر بعض احوال مشترکہ کا بیان تھا ایک اُن میں سے اُن کا استہزاء اور پھر اس پر لغو تاویل کرنا ہے آگے اس کا بیان ہے جس کا قصہ یہ ہے کہ انہوں نے باہم بعضی ایسی باتیں کیں جس میں دین کے ساتھ استہزاء تھا پھر بدیں وجہ کہ اکثر ان کی مخفیات کی اطلاع آپ کو بذریعہ وحی ہو جاتی تھی ان کو خیال ہوا کہ کہیں یہ بھی ظاہر نہ ہو جاوے چنانچہ وہ ظاہر ہوگئی تو آپ نے بلا کر پوچھا اس وقت انہوں نے تاویل کی نخوض و نلعب

يَحْذَرُ الْمُنَافِقُونَ أَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُورَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِي قُلُوبِهِمْ ۚ قُلِ اسْتَهْزِئُوا إِنَّ اللَّهَ

منافق لوگ اس سے اندیشہ کرتے ہیں کہ مسلمانوں پر کوئی ایسی سورت نازل نہ ہو جائے جو ان کو ان منافقین کے مافی الضمیر پر اطلاع دے دے آپ فرما دیجئے کہ اچھا تم استہزاء کرتے رہو بیشک اللہ

مُخْرِجٌ مَا تَحْذَرُونَ ۝ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ ۚ قُلْ أَبِاللَّهِ

اس چیز کو ظاہر کر کے رہے گا جس سے تم اندیشہ کیا کرتے ہو اور اگر آپ اُن سے پوچھیں تو کہہ دیں گے کہ ہم تو محض مشغلہ اور خوش طبعی کر رہے تھے آپ کہہ دیجئے کیا اللہ

وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ۚ

کے ساتھ اور اس کی آیتوں کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ تم ہنسی کرتے تھے تم اب عذر مت کرو تم تو اپنے کو مؤمن کہہ کر کفر کرنے لگے

إِنْ نَعْفُ عَنْ طَائِفَةٍ مِنْكُمْ نُعَذِّبْ طَائِفَةً بِأَنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ ۝ ع

اگر ہم تم میں سے بعض کو چھوڑ بھی دیں تاہم بعض کو تو سزا دیں گے بسبب اس کے کہ وہ مجرم تھے

استہزاء و اعتذار باطل منافقین۔ تفسیر یحذر المنافقون سے کانوا مجرمین تک۔ منافق لوگ (طبعاً) اس سے اندیشہ کرتے

مسلمانوں پر بذریعہ وحی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم، کوئی ایسی صورت (مثلاً یا آیت) نازل نہ ہو جاوے جو ان کو ان منافقین کے ما فی الضمیر پر اطلاع
دے دے (یعنی انھوں نے جو استہزاء کی باتیں خفیہ کی ہیں کہ مسلمانوں کے اعتبار سے وہ مثل اسرار مکنون فی القلب کے ہے اُن کی خبر نہ ہو جاوے) آپ
فرما دیجئے کہ اچھا تم استہزاء کرتے رہو (اس میں اُن کے استہزاء پر مطلع ہو جانے کو جتلا دیا چنانچہ آگے خود ارشاد ہے کہ) بے شک اللہ تعالیٰ اُس چیز کو
ظاہر کر کے رہے گا جس کے (اظہار) سے تم اندیشہ کرتے تھے (چنانچہ استہزاء میں ظاہر کر دیا کہ تم استہزاء کر رہے تھے) اور (ظاہر ہو جانے کے بعد) اگر
آپ اُن سے (اس استہزاء کی وجہ) پوچھئے تو کہہ دیں گے کہ ہم تو محض مشغلہ اور خوش طبعی کر رہے تھے (اُس کلام کے حقیقی معنی مقصود نہ تھے محض جی
خوش کرنے کو جس سے سفر آسانی سے قطع ہو جو کہ غرض صحیح ہے ایسی باتیں صرف زبانی کر رہے تھے) آپ (اُن سے) کہہ دیجئے کہ کیا اللہ کے ساتھ اور
اُس کی آیتوں کے ساتھ اور اُس کے رسول کے ساتھ تم ہنسی کرتے تھے (یعنی خواہ غرض کچھ بھی ہو مگر عمل استہزاء تو دیکھو کیسی چیزیں ہیں جن کے ساتھ
استہزاء کسی غرض سے بھی درست نہیں) تم اب (یہ بیہودہ) عذر مت کرو (مطلب یہ کہ یہ عذر مقبول نہیں اور اس عذر سے استہزاء جائز نہیں ہو جاتا) تم
تو اپنے کو مومن کہہ کر کفر کرنے لگے (کیونکہ استہزاء بالدین مطلقاً کفر ہے گو دل میں تو پہلے بھی ایمان نہ تھا البتہ اگر کوئی دل سے توبہ کر لے اور مومن مخلص
بن جاوے تو البتہ کفر اور عذاب کفر سے چھوٹ جاوے لیکن سب کی بھی سب کو توفیق نہ ہوگی البتہ بعض سلمان ہو جاویں گے اور وہ معاف کر دیئے
جاویں گے پس حاصل یہ ٹھیرا کہ) اگر ہم تم میں سے بعض کو چھوڑ بھی دیں (بوجہ اس کے کہ وہ مسلمان ہو جاویں گے) تاہم بعض کو تو ضرور ہی سزا
دیں گے بسبب اس کے کہ وہ (علم ازلی میں) مجرم تھے (یعنی چونکہ وہ مسلمان نہ ہوں گے) ف مسئلہ دین کے ساتھ قصداً استہزاء خواہ بداعتقادی سے
ہو یا بدوں بداعتقادی کے ہو کفر ہے اور استہزاء باللہ وآیاتہ ورسولہ باہم متلازم ہیں اور ان نعف عن طائفۃ کے مصداق میں مخشی بن حمیر کا
ذکر روایات میں آیا ہے اور طائفہ کا اطلاق واحد پر بھی آتا ہے اس لئے کوئی اشکال نہیں ربط اوپر منافقین کے قبائح متعددہ مذکور ہوئے ہیں آگے ان کا باہم
و نیز دوسرے کفار منافقین کے ساتھ قبائح میں تشابہ اور متماثل ہونا اور اُن قبائح پر وعید اور اُمم سابقہ کے قصص کی طرف اشارہ کرنے سے اُس وعید کی تاکید فرماتے ہیں

اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ
منافق مرد اور منافق عورتیں سب ایک طرح کے ہیں کہ بری بات کی تعلیم دیتے ہیں اور اچھی بات سے منع کرتے ہیں ۱۰
وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ؕ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ؕ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ
اور اپنے ہاتھوں کو بند رکھتے ہیں انھوں نے خدا کا خیال نہ کیا پس خدا نے اُن کا خیال نہ کیا بلاشبہ یہ منافق بڑے ہی سرکش ہیں اللہ تعالیٰ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں
وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝ كَالَّذِيْنَ
اور کفر کرنے والوں سے دوزخ کی آگ کا عہد کر رکھا ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے وہ ان کے لئے کافی ہے اور اللہ تعالیٰ اُن کو اپنی رحمت سے دور کر دے گا اور اُن کو عذاب دائمی ہوگا تمہاری حالت ان
مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْۤا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ؕ فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ
لوگوں کی سی ہے جو تم سے پہلے ہو چکے ہیں جو شدت قوت میں اور کثرت اموال و اولاد میں تم سے بھی زیادہ تھے تو انھوں نے اپنے حصے سے خوب فائدہ حاصل کیا سو تم نے بھی
بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا ؕ اُولٰٓئِكَ
اپنے حصے سے خوب فائدہ حاصل کیا جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں نے اپنے حصے سے فائدہ حاصل کیا تھا اور تم بھی بری باتوں میں ایسے ہی گھسے جیسا وہ لوگ گھسے تھے
حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ اَلَمْ يَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِيْنَ
اور ان لوگوں کے اعمال دنیا و آخرت میں ضائع ہو گئے اور وہ لوگ بڑے نقصان میں ہیں کیا ان لوگوں کو اُن کی خبر نہیں پہنچی
مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۬ۙ وَقَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ وَاَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ ؕ اَتَتْهُمْ
جو ان سے پہلے ہوئے ہیں جیسے قوم نوح اور عاد اور ثمود اور قوم ابراہیم اور اہل مدین اور الٹی ہوئی بستیاں کہ ان کے
رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝
پاس اُن کے پیغمبر صاف نشانیاں لے کر آئے سو اللہ تعالیٰ نے تو اُن پر ظلم نہیں کیا لیکن وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

تشابہلی الذم مع وعید منافقین ۔ تفسیر المنفقون سے یظلمون تک ۔ منافق مرد اور منافق عورتیں سب ایک طرح کے ہیں کہ بری بات کی (یعنی کفر و مخالفت اسلام کی) تعلیم دیتے ہیں اور اچھی بات سے (یعنی ایمان اور اتباع نبوی سے) منع کرتے ہیں اور (خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے) اپنے ہاتھوں کو بند رکھتے ہیں انہوں نے خدا کا خیال نہ کیا (یعنی اطاعت نہ کی) پس خدا نے اُن کا خیال نہ کیا (یعنی اُن پر رحمت خاصہ نہ کی) بلاشبہ یہ منافق بڑے ہی سرکش ہیں اللہ تعالیٰ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور (علانیہ) کفر کرنے والوں سے دوزخ کی آگ کا عہد کر رکھا ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے وہ ان کے لئے (سزائے) کافی ہے اور اللہ تعالیٰ اُن کو اپنی رحمت سے دور کر دے گا اور اُن کو (حسب وعدہ مذکور) عذاب دائمی ہوگا (اے منافقو، تمہاری حالت (کفر اور استحقاق جزائے کفر میں) اُن لوگوں کی سی ہے جو تم سے پہلے (زمانہ میں) ہو چکے ہیں جو شدت قوت میں اور کثرت اموال و اولاد میں تم سے بھی زیادہ تھے تو اُنھوں نے اپنے (دنیوی) حصے سے خوب فائدہ حاصل کیا سو تم نے بھی اپنے (دنیوی) حصے سے خوب فائدہ حاصل کیا جیسا تم سے پہلے لوگوں نے اپنے (دنیوی) حصے سے فائدہ حاصل کیا تھا اور تم بھی بری باتوں میں ایسے ہی گھسے جیسا وہ لوگ (بری باتوں میں) گھسے تھے ان لوگوں کے اعمال (۔۔۔ دنیا اور آخرت (سب) میں ضائع گئے (کہ دنیا میں ان اعمال پر بشارت ثواب نہیں اور آخرت میں ثواب نہیں) اور (اس حبط فی الدنیا والاخرۃ کی وجہ سے) وہ لوگ بڑے نقصان میں ہیں (کہ دارین میں مسرت اور راحت سے محروم ہیں پس اسی طرح تم اُن کی طرح کفر کرتے ہو انہیں کی طرح خائب و خاسر ہوگے اور جیسا اُن کے اموال و اولاد اُن کے کام نہ آئے تم تو اُن چیزوں میں اُن سے کم ہو تمہارے بدرجۂ اولیٰ کام نہ آویں گے یہ تو ضرر آخرت کی وعید ہوئی آگے احتمال ضرر دنیا کے ذکر سے متنبہ فرماتے ہیں کہ) کیا اُن لوگوں کو اُن (کے عذاب و ہلاک) کی خبر نہیں پہنچی جو اُن سے پہلے ہوئے ہیں جیسے قوم نوح اور عاد اور ثمود اور قوم ابراہیم اور اہل مدین اور اُلٹی ہوئی بستیاں (یعنی قری قوم لوط) کہ اُن کے پاس [illegible] ان کے پیغمبر صاف نشانیاں (حق کی) لے کر آئے (لیکن نہ ماننے سے برباد ہوئے) سو (اس بربادی میں) اللہ تعالیٰ نے تو اُن پر ظلم نہیں کیا لیکن وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے (اسی طرح ان منافقین کو بھی ڈرنا چاہئے) ف اور قوموں کے قصص تو پارہ ولو اننا کے اخیر کے رکوعوں میں گزر چکے ہیں قوم ابراہیم علیہ السلام کا قصہ یہ ہے کہ نمرود کے دماغ میں مچھر گھس گیا تھا اور سر پر مار پڑنے سے کچھ سکون ہوتا تھا اور اُس نے ایک عالیشان عمارت بنائی تھی اُس کے گرنے سے اُس قوم کے بہت لوگ دب کر مر گئے ربط اوپر منافقین کے قبائح

۲۷ وفضائح مذکور تھے آگے زیادہ کشف مضمون کے لئے کہ الاشیاء تعرف باضدادھا اور تبشیر اضداد کے لئے مومنین کے بعض مدائح کا بیان ہے۔

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے رفیق | نیک باتوں کی تعلیم دیتے ہیں | اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں

وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ

اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں | اور اللہ اور اُس کے رسول کا کہنا مانتے ہیں | ان لوگوں پر ضرور اللہ رحمت نازل کرے گا

اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

بلاشبہ اللہ تعالیٰ قادر ہے حکمت والا ہے | اللہ تعالیٰ نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں سے ایسے باغوں کا وعدہ کر رکھا ہے جن کے نیچے سے نہریں چلتی ہوں گی

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۭ ذٰلِكَ هُوَ

جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور نفیس مکانوں کا جو کہ اُن ہمیشگی کے باغوں میں ہوں گے | اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی سب سے بڑی چیز ہے | یہ بڑی

الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ع ۱۵

کامیابی ہے | اے نبی کفار اور منافقین سے جہاد کیجئے | اور اُن پر سختی کیجئے | اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بری جگہ ہے

مدح وبشارت مؤمنین تفسیر ۔ والمومنون سے بئس المصیر تک اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے (دینی) رفیق ہیں نیک باتوں کی تعلیم دیتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اُس کے رسول کا کہنا مانتے ہیں ان لوگوں پر ضرور اللہ تعالیٰ رحمت کرے گا (جس کی تفصیل وعد اللہ میں عنقریب آتی ہے) بلاشبہ اللہ تعالیٰ قادر (مطلق) ہے (جزائے تام دے سکتا ہے) حکمت والا ہے (جزائے مناسب دیتا ہے اب اُس رحمت کا بیان ہوتا ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں سے ایسے باغوں میں



اسلامی معلومات کا دریا کوزے میں

مولویوں سے بے نیاز ہو جایئے۔ ضخیم مذہبی کتابوں کی ورق گردانی بیکار ہے۔ حضرت امام اعظمؒ کی بردست اور عظیم الشان فقہ تمام و کمال آپ کو

اسلامی تعلیم

میں ملیگی۔ اس ایک کتاب کے مطالعہ سے آپ خود فقیہہ بن سکتے ہیں۔ پیدائش سے لیکر موت تک انسانی زندگی کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں ہے جو اس کتاب میں موجود نہ ہو۔ یہ کتاب عقائد اسلامی کی سچی تصویر اور فقہ حنفیہ کا مکمل نصاب ہے۔ اگر اسے مذہب اسلام کی انسائیکلوپیڈیا کہا جائے تو بالکل بجا ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ کئے بغیر کوئی مسلمان حقیقی معنوں میں مسلمان نہیں بن سکتا۔ ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ یہ کتاب خود پڑھتے اپنی بیوی کو پڑھائے اور اپنے بچوں کو پڑھائے اس کے بغیر اسلامی زندگی نامکمل ہیگی۔ اسلامی تعلیم کے متعلق دعویٰ سے کہا جاسکتا ہے کہ مذہب اسلام کی اتنی مکمل انسائیکلوپیڈیا آج تک دنیا کی کسی زبان میں شائع نہیں ہوئی جس میں ان تمام مسائل کو ایک جگہ جمع کر دیا گیا ہے جو ایک مسلمان کو اپنی زندگی میں پیش آسکتے ہیں۔

اس کتاب کے مصنف حضرت العلامہ مولانا سید محمود صاحب مفتی اعلیٰ نے ڈیڑھ سو کے قریب حدیث، فقہ، علم الکلام اور فتاویٰ کی مستند کتابیں دیکھکر کئی سال کی محنت میں لکھا ہے۔ ہر اسلامی ضرورت کے سوال کا جواب اسلامی تعلیم میں موجود ہے۔ اعلیٰ درجہ کی لکھائی چھپائی سفید چکنا کاغذ

قیمت مجلد تین روپے (۳ عہ)

فہرست مضامین پڑھیئے اور اندازہ کیجئے کہ کس طرح کوزہ میں سمندر کو بند کیا گیا ہے۔

کتاب العقائد عقائد کی تعریف، عقائد کو کلام کیوں کہتے ہیں، کلام کی تاریخ [illegible] سائنس اور علم الکلام اسلامی عقائد ضرورت خدا کا وجود [illegible] خدا ایک ہے [illegible] صفات کیا ہیں [illegible]	[illegible] مسئلہ وحدت الوجود کی حقیقت خدا کی صفات کا عقیدہ رسول کی تعریف اور احکام عقائد رسولوں میں افضل کون ہے آنحضرتؐ کی افضلیت آنحضرتؐ کے باقی محاسن معراج کی تفصیل و ذکر [illegible] جسمانی معراج کا ثبوت آنحضرت کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا	آنحضرت کو خدا نے غیب کی باتیں بتائیں سب سے پہلے نبی کون تھے نبی اور رسول میں فرق اولیاء اللہ کی تعریف کرامت کا ثبوت [illegible] یہود و نصاریٰ [illegible] [illegible] قرآن کے کلام الٰہی ہونے کا ثبوت قرآن شریف کس طرح نازل ہوا	[illegible] قرآن کی سات قراءت [illegible] تحریف قرآن [illegible] قرآن میں ناسخ و منسوخ حروف مقطعات [illegible] [illegible] احکام قرآن، حدیث اجماع اور قیاس سے ثابت [illegible] [illegible]	صحابہ میں کون فقیہ تھے [illegible] فرشتے اور ان کی حقیقت شیطان کون تھا [illegible] [illegible] قضا و قدر [illegible] [illegible]	عذاب قبر، حشر، منکر نکیر علامات [illegible] [illegible] قیامت کی علامتیں اور ان کی تفصیل ظہور مہدی، خروج دجال حضرت عیسیٰ کا نزول [illegible] حضرت عیسیٰ کی وفات [illegible] حشر [illegible] حساب و کتاب [illegible] [illegible]	آنحضرتؐ کی شفاعت [illegible] جنت و دوزخ کا حال [illegible] امامت [illegible] خلفائے راشدین کی خلافت [illegible] [illegible] **کتاب الطہارت** فقہی اصطلاحات

مسئلہ وضو ... عسل سوال ... مکروہات ...

ستیمہ و مسائل مع تفصیل ... کے مسائل

كتاب الصلوٰة

كتاب الجنائز

كتاب الصوم

كتاب الزكوٰة

كتاب الحج

كتاب النكاح

كتاب الطلاق

كتاب الاشربة والاطعمة

كتاب اللباس

كتاب الحقوق

كتاب الفرائض

ملنے کا پتہ منیجر رسالہ پیشوا دہلی


پیشوا
ایک ماہوار مذہبی و اصلاحی رسالہ
ایڈیٹر :- سید عزیز حسن بقائی

اعجاز نما قرآن مجید مترجم مفسر

ترجمہ اعجاز نما قرآن مجید میں حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا ہے جو لفظی ہونے کے باوجود با محاورہ ہے اور زوائد و توسین کی تشریح سے بے نیاز ہے، تفسیر حاشیہ پر حضرت علامہ وجدی مصری کی ہے جو سب سے بڑی اور سب سے آسان پوری کی پوری دے دی گئی ہے جسے علامہ موصوف نے زمانۂ حال کے مسلمانوں کو قرآن مجید کا مفہوم سمجھانے کے لئے سالہا سال کی محنت کے بعد لکھا تھا۔ یہ تفسیر عربی میں تھی اس کا اردو ترجمہ حضرت علامہ آغا رفیق صاحب سے کرایا گیا ہے۔ حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند اور دیگر اکابر علماء اس ترجمہ کو پسند فرما چکے ہیں۔ مقدمہ۔ اعجاز نما قرآن مجید کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کے متعلق اتنے علمی تاریخی اور دینی مضامین کا ذخیرہ آپ کو کسی دوسرے مقدمۃ القرآن میں نہیں ملے گا۔ یہ مقدمہ پچاس سالہ مطالعۂ کلام اللہ اور صدہا کتب متعلق توضیح کلام اللہ پر محققانہ غور و فکر کا نتیجہ ہے۔ کتابت کے اعتبار سے بھی اعجاز نما قرآن مجید لاثانی و بے مثل ہے ہندوستان کے مشہور نساخ جناب حاجی عبد الغنی صاحب خوشنویس نزہت رقم دہلوی خلف الرشید حضرت مولانا حاجی ممتاز علی صاحب مہاجر مکی رح نے اعجاز نما قرآن مجید کو لکھا ہے اور اپنے کمال فن کا آخری نمونہ پیش کیا ہے جس کو پڑھنے کے بعد آپ کا جی خوش ہوگا۔ یہ واقعہ ہے اور اس میں مبالغہ ذرہ برابر نہیں کہ قرآن کا مجید کا ایسا ایڈیشن دنیائے اسلام نے آج تک شائع نہیں کیا۔ آخر میں یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ اعجاز نما قرآن مجید کی صحت اکیاون جید حافظوں اور عالموں نے کی ہے جن کی مہریں قرآن مجید پر ثبت ہیں۔ قیمت بلا جلد عہ۔ مجلد پارچہ سفید نا روے کا کاغذ عہ، مجلد چرمی کامل نقرئی کار عہ، اعلیٰ ایڈیشن مجلد چرمی نقرئی کار عہ۔ مجلد اعلیٰ سنہری کام عہ محصول ڈاک ۱۳ر

مختصر فہرست مضامین مقدمۃ القرآن اعجاز نما قرآن مجید مترجم مفسر

ملنے کا پتہ:- منیجر رسالہ پیشوا جامع مسجد دہلی

ٰ وہ باتیں جن میں ... ثابت ہو۔

اعجاز نما قرآن مجید پر علماء، مشائخ، لیڈر اور ایڈیٹران کرام کی رائیں

حضرت علامہ مفتی کفایت اللہ صدر جمعیۃ علماء ہند کی رائے

مکرمی السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔
میں لکھنؤ چلا گیا تھا اس وجہ سے آپ کا مرسلہ ترجمہ نہ دیکھ سکا۔ ابھی صرف ابتدائی دو صفحے دیکھ سکا ہوں مترجم نے صرف عربی تفسیر پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ خود بھی فوائد کا اضافہ کرتے ہیں۔ ان دو صفحوں میں اُن کے ترجمہ کا طرز اور اضافۂ فوائد کی نوعیت محل اعتراض نہیں ہے
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

مصورِ فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کی رائے

"اعجاز نما قرآن مجید" جناب سید عزیز حسن صاحب بقائی ایڈیٹر رسالہ پیشوا دہلی نے اعجاز نما قرآن مجید نہایت اعلیٰ اہتمام کے ساتھ شائع کیا ہے۔ جس کو میں نے غرۂ رمضان المبارک ۱۳۵۲ھ کی شام کو چاند دیکھنے کے بعد اول سے آخر تک سرسری نظر سے دیکھا اس قرآن مجید کے چار سو اٹھاسی صفحے (علاوہ مقدمۃ القرآن کے) ہیں کاغذ سفید اور نفیس ہے، خط بہت عمدہ ہے۔ صحت کا اہتمام بھی بہت زیادہ معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ ایکادون (۵۱) قاریوں اور حافظوں، بہ وسودوں کے نام آخر میں درج ہیں اور یہ لکھا گیا ہے کہ ان لوگوں نے اس قرآن مجید کی صحت میں حصہ لیا ہے۔ سرورق بہت خوبصورت ہے جس میں مذہبی تصور اور تخیل کی اعلیٰ شان پائی جاتی ہے۔ ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا ہے اور حضرت علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر بیان الفرقان کا مکمل اُردو ترجمہ حاشیہ پر ہے اور ایک سو اچالیس صفحات ہیں۔ علامہ آغا رفیق صاحب بلند شہری کا مقدمہ اُردو زبان میں ہے۔ جو اُردو زبان میں قرآن مجید کی نسبت ایک لاجواب چیز ہے، کیونکہ اس مقدمہ میں نہایت اہم عنوانات کے ماتحت قرآن مجید کے حقائق و معارف کو عام فہم انداز سے بیان کیا گیا ہے۔

میں نے حروف مقطعات قرآن کو تمام و کمال پڑھا اور چند اور مضامین بھی دیکھے اور پسند آئے۔

م قرآن مجید کی تمام سورتوں کے مسائل و احکام کو الگ الگ بہت مقبول طریقہ اور تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، جو ایک نئی اور مفید چیز ہے اور جس سے کم علم عورتوں اور مردوں اور بچوں کو بہت فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ اگر وہ اس پر توجہ کریں قرآن مجید کے مضامین کی فہرست بھی بہت اچھی ہے۔ اس معاملہ میں بہت لوگوں نے کوششیں کی ہیں، لیکن آغا صاحب کا طرز بہت زیادہ عام فہم اور مفید ہے کیونکہ اس سے قرآن مجید کی ان آیات کا نکالنا آسان ہو جائے گا جو کسی خاص مضمون کے لئے درکار ہوں۔ بہرحال یہ مقدمہ اُردو زبان میں مفید مجموعہ ہے جو تبلیغ، تفہیم مضامین قرآن مجید کے لئے یقیناً ایک بیش قیمت چیز مانا گیا ہے۔

حضرت علامہ فرید وجدی مصر کے مشہور عالم ہیں اور اُن کی تفسیر بیان الفرقان فہم قرآن کے لئے بہت مفید ہے، مگر آغا رفیق صاحب بلند شہری کا مقدمہ مجھ کو قرآن مجید کے حقائق و معارف کے بیان اور عام فہم بیان کے اعتبار سے علامہ فرید وجدی کی تفسیر سے زیادہ اہم معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ دونوں چیزیں پہلی مرتبہ اعجاز نما قرآن مجید میں شائع ہوئی ہیں۔

خدا کرے مسلمانانِ ہندوستان بقائی صاحب کی اس خدمت اسلام کی قدر کریں، اور آغا رفیق صاحب کی یہ خدمت دین اور محنت تبلیغ قرآن مجید کا حق ادا کر سکیں مصارف و محنت کے اعتبار سے ہدیہ بہت ہی کم ہے۔　　حسن نظامی۔

پنجاب کے مشہور قوم پرست اخبار زمزم لاہور کی رائے

"اعجاز نما قرآن مجید"

سید عزیز حسن صاحب بقائی مدیر پیشوا قرآن اور حدیث کی کل خدمت کے سلسلہ میں اس وقت تک بہت سا کام کر چکے ہیں۔ اس کی تازہ ترین کڑی قرآن مجید کا یہ ایڈیشن ہے جس کا متن صحیح، ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا اور حاشیہ پر علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر قرآن کا اُردو ترجمہ ہے جسے مولانا آغا رفیق بلند شہری نے اُردو میں منتقل کیا ہے۔ ترجمہ اور تفسیر دونوں اعتبار کے لحاظ سے بہت بلند ہیں اور اس قرآن مجید کا مطالعہ قرآنی بصیرت میں کافی اضافہ کا موجب ہو سکتا ہے۔ ترجمہ اور حاشیہ کے علاوہ جو چیز ہمیں سب سے زیادہ پسند آئی وہ ایک مبسوط مقدمۂ قرآن ہے جو ایک سو دس صفحے پر پھیلا ہوا ہے اور جس میں مولانا آغا رفیق بلند شہری نے خدا کی ہستی کے دلائل، قرآن مجید کے کلام الٰہی ہونے کا ثبوت، نبوت و وحی کی بحث، مضامین قرآن، تاریخ قرآن، خصوصیات قرآن، قرآن کی سورتوں کے فضائل، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی دلیلوں، اور قرآنی قصوں کو جمع کر دیا ہے۔ یہ مقدمہ فی نفسہٖ بہت مفید شے ہے۔ اس کے علاوہ مضامین قرآن کی مکمل فہرست ہے جس میں مضامین کے باب باندھ کر ان تمام آیات کے حوالے دے دئے گئے ہیں۔ جن میں وہ مضامین وارد ہوئے۔ یہ فہرست قرآن کی بصیرت حاصل کرنے کا بہت مفید ذریعہ ہے مثلاً "باب علم" ہے اس میں اُن تمام آیتوں کے حوالے ہیں جو علم کے لفظ اور مضمون سے متعلق ہیں۔ اسی طرح صفات و اسمائے الٰہی نبوت اور تعلیمات قرآن کے تمام اجزاء، تقطیع بڑی۔ ہدیہ بلا جلد عہ

(اخبار زمزم لاہور، ۲۰ نومبر ۱۹۳۳ء کالم ۱)

جناب مولانا ابو اللیث صاحب ندوی مدیر اخبار مدینہ لکھتے ہیں

"اعجاز نما قرآن مجید"

سید عزیز حسن بقائی مدیر رسالہ پیشوا ایک عرصہ سے اسلامی کتب اور اُن کے اُردو تراجم کی اشاعت کی مفید خدمت انجام دینے میں مصروف ہیں مذکورہ بالا قرآن مجید کی اشاعت ان کی اسی خدمت کے سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے، اس قرآن مجید کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ متن میں مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا محققانہ اور مستند ترجمہ اور حاشیہ پر نہایت مفید تفسیری حواشی درج کئے گئے ہیں، جن میں علامہ فرید وجدی مصری کی قرآنی تحقیقات بھی شامل ہیں۔ ابتدا میں جناب آغا رفیق صاحب بلند شہری کا ایک طویل مقدمہ بھی درج ہے جو قرآن اور مذہب اسلام کے متعلق بہترین معلومات کا حامل ہے ہم اُمید کرتے ہیں کہ یہ اعجاز نما قرآن مجید مسلمانوں میں مقبولیت حاصل کرے گا اور لوگ بقائی صاحب کی کوششوں کی پوری قدر کریں گے۔ ہدیہ عہ

(مدینہ بجنور ۱۳ جنوری ۱۹۳۴ء صفحہ ۸ کالم ۱)

مجاہد غیور حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی

جوائنٹ سکریٹری جمعیۃ علماء ہند و سکریٹری آل انڈیا تحفظ المسلمین دہلی تحریر فرماتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب سید عزیز حسن صاحب بقائی مدیر "پیشوا" نے اپنے مشہور "مکتبہ" سے اعجاز نما قرآن مجید طبع کرایا ہے جن سطور میں حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا ترجمہ ہے

اور حاشیہ پر مصر کے مشہور مصنف حضرت علامہ فرید وجدی کی تفسیر کا اُردو ترجمہ، یہ ترجمہ جناب مولانا آغا رفیق صاحب بلند شہری نے کیا ہے۔

ترجمہ کے لئے حضرت تھانوی صاحب کا اسمِ گرامی ہی کافی ضمانت ہے، اور تفسیر کے لئے علامہ فرید وجدی کی شہرت کفیل، اور اس کو عربی سے اُردو کے قالب میں ڈھالنے کے لئے ادیب شہیر آغا رفیق صاحب کا نامِ نامی ہر طرح قابلِ اطمینان ہے۔

میں نے جستہ جستہ اس تفسیر کو پڑھا۔ ترجمہ مستند اور قابلِ اعتبار ہے۔

سید صاحب نے اشاعت کے سلسلے قرآن مجید ہر غریب و امیر مسلمان تک پہنچانے کے لئے ارزانی کا کافی لحاظ رکھا ہے۔

میں ایسے مسلمانوں سے خصوصیت کے ساتھ اپیل کرتا ہوں "جو ایک طرف قرآن عزیز کے ساتھ ساتھ ترجمہ" اور پھر اس کی تفسیر چاہتے ہوں اور دوسری جانب زیادہ ہدیہ ادا کرنے سے بھی معذور ہوں" وہ ضرور بالضرور اس اعجاز نما قرآن شریف کو منگائیں۔

سید عزیز حسن صاحب بقائی اس توجہ اور محنت کے لئے قابلِ داد ہیں اللہ تعالیٰ اُن کی اس سعی کو کامیاب فرمائے۔

خادم ملت:۔ محمد حفظ الرحمٰن کان اللہ لہٗ از ندوۃ المصنفین دہلی

۱۹ - رمضان المبارک [illegible]

محقق دوراں حضرت علامہ سعید احمد صاحب فاضل دیوبند

منشی فاضل مولوی عالم۔ فاضل ایم اے۔ لیکچرار مشن کالج و ایڈیٹر رسالہ برہان دہلی تحریر فرماتے ہیں:۔

جناب محترم حافظ سید عزیز حسن صاحب بقائی ایڈیٹر پیشوا نے اسلامی و دینی کتابوں کو اُردو کا جامہ پہنا کر کم سے کم قیمت میں شائع کرنے کا جو کامیاب سلسلہ قائم کر رکھا ہے۔ اُس میں سب سے نمایاں اور حیرت انگیز تبلیغی کارنامہ اعجاز نما قرآن مجید کی اشاعت ہے۔ قرآن شریف کے متن میں صحت کا خاص اہتمام کیا گیا ہے اور اس پر طرفہ یہ کہ بین السطور میں حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا ترجمہ ہے جو اپنے مستند اور درست ہونے میں کسی دلیل کا محتاج نہیں، پھر اس پر ہی اکتفا نہیں کی گئی۔ حاشیہ پر دورِ حاضرہ کے مشہور مصری عالم حضرت علامہ فرید وجدی کی تفسیر بیان الفرقان کو اُردو میں ترجمہ کر کے چڑھایا گیا ہے ترجمہ کی درستی، سلاست اور روانی کے لئے جناب مترجم مولانا آغا رفیق صاحب بلند شہری کا نامِ نامی کافی ضمانت ہے، جو متعدد اور مفید مذہبی تاریخی کتابوں کے مترجم و مصنف کی حیثیت سے ارباب علم و ادب کے حلقہ میں محتاجِ تعارف نہیں ہیں۔ یہ دونوں تفسیریں بذاتِ خود نہایت مفید اور قرآنی مطالب و احکام کو آسان طریقہ سے سمجھانے میں مدد دینے والی ہیں۔ اس پر مستزاد یہ کیا گیا ہے کہ حضرت مترجم نے شروع میں ۲۱۴ صفحات کا مبسوط اور فہم قرآن کے لئے لاجواب مقدمہ لکھ کر اس اعجاز نما قرآن مجید کے ایڈیشن کی افادی حیثیت کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا ہے۔ یہ کہنا مبالغہ نہیں ہے کہ اس مقدمہ میں اُن تمام اصولی باتوں کا ذکر آگیا ہے جن کا جاننا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے اور جن کو پڑھ کر ایک مسلمان مسائل و اصولِ دین سے خاصی واقفیت حاصل کر سکتا ہے۔ مولانا آغا رفیق کا یہ کمال بہت زیادہ مستحقِ ستائش ہے کہ وہ دین کے پیچیدہ سے پیچیدہ مسئلہ کو بہت آسان طریقے سے سمجھا دیتے ہیں۔ مقدمہ کے اختتام پر قرآن مجید کے مضامین کی ایک مکمل فہرست مع سورتوں اور آیتوں کے حوالہ کے دی گئی ہے جو اربابِ تالیف و تصنیف اور حضرات علماء و طلبہ کے لئے بہت فائدہ مند ہے۔ اور پھر لطف یہ ہے کہ ان تمام خوبیوں کے بالمقابل بہت ہی کم یعنی صرف ۱۲ مجلد بارہ ۱۲ مجلد چرمی ۱۴ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محترم حافظ عزیز حسن صاحب کس قدر سرگرمی کے ساتھ اس قرآن شریف کو ایک بار ہر مسلمان تک پہنچا کر تبلیغ کا حق ادا کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں اور مولانا بلند شہری کو اجرِ جزیل عطا فرمائے اور اس طرح کے کارِ خیر کرنے کی بیش از بیش توفیق ارزانی کرے۔ آمین۔ میں تمام مسلمانوں سے عالم ہوں یا غیر عالم، غریب ہوں یا امیر پُرزور درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس ایڈیشن کا ایک ایک نسخہ ضرور رکھیں۔ اس کے ہوتے ہوئے وہ بہت سی دینی کتابوں سے بے نیاز ہو سکتے ہیں مجھ کو امید قوی ہے کہ مسلمان اس کام کی ہمت افزائی کر کے حافظ صاحب کو زیادہ سے زیادہ تبلیغی خدمات کرنے کا موقع دیں گے۔ والسلام

سعید احمد کان اللہ لہٗ ایڈیٹر برہان دہلی ۱۵/۴

مشہور قوم پرور روزانہ اخبار قومی گزٹ دہلی کی رائے

"اعجاز نما قرآن مجید مترجم مفسر"

عرصہ سے ایک ایسے قرآن مجید کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی جس کا ترجمہ سلیس ہو، تفسیر عام فہم ہو اور ہدیہ کم ہو اور تغیر انسانی آراء و افکار سے پاک ہو۔

خدا کا شکر ہے کہ اس ضرورت کو سب سے پہلے اور سب سے زیادہ مکمل طریقہ سے میرے دوست حافظ سید عزیز حسن بقائی ایڈیٹر "پیشوا" دہلی نے محسوس کیا اور اعجاز نما قرآن مجید مترجم مفسر صرفِ کثیر کے بعد شائع کر دیا۔ جو اس وقت میرے سامنے ہے۔ سب سے پہلے ٹائٹل کی خوشنمائی اور ڈیزائن کی دلربائی کو دیکھ کر میرا دل خوش ہوا اور اس کے بعد مقدمۃ القرآن (جو اپنی جگہ ایک مستقل کتاب ہے) پر نظر ڈالی فہم قرآن کے لئے اس سے زیادہ مکمل اور اس کے برابر طویل مقدمہ آج تک نہیں شائع ہوا۔ مقدمۃ القرآن کے سات باب ہیں۔ پہلے باب میں خدا کی ہستی کو بدلائل عام طریقہ سے ثابت کیا ہے اور نبوت کی ضرورت اور ختم نبوت پر مکمل بحث کی گئی ہے۔ دوسرے باب میں قرآن مجید کی خصوصیات پر طویل اور مکمل بحث ہے۔ تیسرے باب میں قرآن مجید کے مضامین پر سیر حاصل بحث کر کے اور احکام و مسائل قرآن بیان کر کے سمندر کو کوزے میں بند کیا ہے۔ چوتھے باب میں صحف الٰہیہ کی تاریخ اور اشخاص و اقوام اور آخر قرآن کی تاریخ بیان کی گئی ہے۔ پانچویں باب میں تلاوت قرآن، فضائل قرآن، اور قرآن حکیم کا اثر منکرین قرآن پر بتایا گیا ہے۔ چھٹے باب میں فضائل قرآن اور ترتیب قرآن پر بحث کی گئی ہے۔ ساتویں باب میں قرآن حکیم کے خواص و اعمال لکھے گئے ہیں اور اس کے بعد بتیس صفحہ کی طویل فہرست مضامین ہے جس پر ایک نظر ڈالتے ہی جس حکم قرآن کی ضرورت ہو ایک منٹ میں مل جاتا ہے۔ یہ طویل اور مفید اور ضروری

مقدمہ اور فہرست مضامین قرآن حکیم اپنی جگہ مکمل تاریخ قرآن ہے جو اس سے پہلے اُردو میں نہ چھپی تھی۔

ترجمہ حکیم الامۃ حضرت علامہ اشرف علی تھانوی کا ہے۔ جو فہم قرآن کے لئے مروجہ ترجموں میں سب سے بہتر تسلیم کیا گیا ہے۔

حاشیہ پر دنیائے اسلام کے مشہور عالم حضرت علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر بیان القرآن مکمل چڑھائی گئی ہے۔ علامہ فرید وجدی زمانۂ حال کے مشہور علماء میں سے ہیں جن کی رفعت وعظمت سے دنیائے اسلام بخوبی واقف ہے وہ ایک یگانۂ روزگار تصنیف دائرہ معارف (انسائیکلوپیڈیا) کی دس ضخیم جلدوں کے مصنف ہیں جو علوم وفنون کا ایک نادر مجموعہ ہے اور جس نے عربی زبان کو مغربی زبان کے پہلو بہ پہلو کھڑا کر دیا ہے۔

حضرت علامہ ممدوح کی یہ تفسیر قرآن مجید کی صحیح تعلیم کا مفہوم معلوم کرنے کے لئے کامل ہے۔ یہ تفسیر پڑھ کر ہر مسلمان قرآن مجید کے احکام کا ماہر بن سکتا ہے اور قرآن حکیم کو اس کی اصلی اسپرٹ میں سمجھ سکتا ہے۔ اس بے مثل قرآن شریف کی لکھائی چھپائی بہت اعلیٰ ہے اور تیرہ سو سال میں کلام اللہ کا یہ پہلا اڈیشن ہے۔ جو زمانہ کی ضروریات کے مطابق شائع کیا گیا ہے۔ ضخامت تقریباً ... صفحے ہے۔ ... یہ بہت ہی کم یعنی صرف عمر

آل انڈیا مسلم لیگ کا علمبردار اخبار الامان دہلی کی رائے

"اعجاز نما قرآن مجید مترجم مفسر"

جناب حافظ سید عزیز حسن صاحب بقائی مالک ومدیر رسالہ پیشوا دہلی قابل مبارکباد ہیں کہ ان کی دیرینہ آرزو پوری ہوئی اور انہوں نے مسلمانوں کے سامنے قرآن مجید کا ایک ایسا نسخہ زر کثیر صرف کرکے پیش کیا ہے جسے بجا طور پر اعجاز نما قرآن مجید "اعجاز نما نسخہ" کہا جا سکتا ہے۔ یہ قرآن مجید مترجم ہے اس اعجاز نما قرآن مجید کا ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا ہے جو لفظی ہونے کے باوجود با محاورہ اور زوائد و قوسین کی تشریح سے بے نیاز ہے۔ حاشیہ پر علامہ فرید وجدی کی سب سے بڑی اور سب سے آسان پوری کی پوری تفسیر دے دی گئی ہے۔ جسے علامہ موصوف نے زمانۂ حال کے مسلمانوں کو قرآن مجید کا صحیح مفہوم سمجھانے کے لئے سالہا سال کی محنت کے بعد لکھا۔ یہ تفسیر عربی میں تھی اور اس کا اردو ترجمہ حضرت علامہ آغا رفیق صاحب سے کرایا گیا ہے۔ اکابر علماء اس ترجمہ کو پسند فرما چکے ہیں۔ اعجاز نما قرآن مجید کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ اس کے مقدمہ میں علمی، تاریخی اور دینی مضامین کا ذخیرہ دیا گیا ہے جو کسی مقدمۃ القرآن میں نہیں ملے گا۔ یہ مقدمہ صد ہا کتب متعلق توضیح کلام اللہ پر محققانہ غور وفکر کا نتیجہ ہے۔ کتابت کے اعتبار سے بھی اعجاز نما قرآن مجید لاثانی اور بے مثل ہے، ہندوستان کے مشہور نساخ جناب حاجی عبد الغنی صاحب خوش نویس نزہت رقم دہلوی خلف الرشید حضرت مولانا حاجی ممتاز علی صاحب مہاجر مکی نے اس کی کتابت کی ہے اور اپنے کمال فن کا آخری نمونہ پیش کیا ہے۔ اعجاز نما قرآن مجید کی صحت دہ جید حافظوں اور عالموں نے کی ہے جن کی مہریں قرآن مجید پر ثبت ہیں۔

ہمیں اُمید ہے کہ ملک اس نادر نسخہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھے گا۔ اور ہر مسلمان اس سے مستفیض ہوگا۔

ایڈیٹر صاحب روزنامہ وحدت دہلی کی رائے

مکرم ومحترم حافظ صاحب قبلہ سلام مسنون!

میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ اپنے ارادۂ نیک میں کامیاب ہوئے اور بطریق احسن کامیاب ہوئے خداوند کریم اس کا اجر دین و دنیا میں آپ کو ضرور عنایت فرمائیں گے۔ آپ نے مرسلہ قرآن پاک کے نسخہ کو میں نے اپنی تلاوت کے لئے مخصوص کر لیا ہے۔

(مولوی) عبد الحمید (صاحب) شملوی ایڈیٹر روزنامہ وحدت دہلی

ایڈیٹر صاحب اخبار دین دنیا دہلی کی رائے

اعجاز نما قرآن مجید مترجم مع تفسیر

اعجاز نما مترجم قرآن مجید جس کو حافظ عزیز حسن صاحب بقائی مدیر رسالہ پیشوا نے شائع کیا ہے۔ ہماری رائے میں اپنی نوعیت کا اولین قسم ہندوستان میں پہلا قرآن مجید ہے جسے ہر لحاظ سے اور ہر اعتبار سے نہایت مکمل کہا جا سکتا ہے کیونکہ اس کلام مجید میں وہ خصوصیات جمع کر دی گئی ہیں جو آج تک کسی قیمتی سے قیمتی قرآن مجید میں نہیں پائی گئیں۔ اس کلام اللہ کی خصوصیات ملاحظہ ہوں:-

(۱) کسی کلام مجید کی سب سے بڑی خصوصیت جو شمار کی جا سکتی ہے وہ اس کا صحیح ہونا ہے۔ یہ خوبی اس کلام مجید میں موجود ہے کیونکہ تقریباً دس حافظوں نے جن کے نام کلام مجید کے خاتمہ اوراق میں درج ہیں اس کلام مجید کی صحت کی ہے

(۲) صحت کے بعد خوشنمائی اور اعلیٰ کتابت وطباعت پر نظر جاتی ہے وہ چیز بھی اس میں موجود ہے۔

(۳) صحت اور خوشنمائی کے بعد ایک کلام مجید کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کا ترجمہ عام فہم ہو کہ ہر معمولی اُردو داں سمجھ سکے۔ یہ خصوصیت بھی اس کلام مجید میں نمایاں ہے کیونکہ مولانا اشرف علی تھانوی کا ترجمہ جو سب سے زیادہ عام فہم ہے اس کلام مجید میں دیا گیا ہے۔

(۴) صحت خوشنمائی اور ترجمہ کے بعد تفسیر کی ضرورت ہوتی ہے چنانچہ یہ کلام اللہ حضرت علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر سے مزین ہے۔ جس کا اُردو ترجمہ مشہور اردو زبان کے ادیب علامہ آغا رفیق صاحب نے کیا ہے۔

(۵) ان خصوصیات کے بعد کسی چیز کی ضرورت نہیں رہتی۔ لیکن پھر بھی ایک ایسی چیز اس کلام مجید میں ہے جو کسی کلام میں نہیں پائی

گئی۔ یعنی کلام اللہ کے مضامین کی مکمل فہرست اور قرآن پاک پر ایک مکمل مقدمہ جس کے مطالعہ کے بعد انسان کو معلوم ہوتا ہے کہ قرآن پاک کیا ہے اور اس کا کیا مقصد ہے۔ یہ ایسی خصوصیات ہیں جو غالباً آج تک کسی کلام مجید میں نہیں پائی گئیں اور اس کے ساتھ ہی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ کلام مجید ضرورت سے زیادہ لانبا چوڑا بھی نہیں ہے بلکہ نہایت موزوں تقطیع پر ہے۔ یعنی لمبائی ۱۱۔ انچ ہے اور چوڑائی ۷۔ انچ۔

ہدیہ اس قدر کم رکھا گیا ہے کہ ہم حیران ہیں کہ اس ہدیہ میں اتنا اچھا کلام مجید کیونکر دیا جا سکتا۔

(دین دنیا ۶۔ نومبر ۱۹۳۳ء صفحہ ۲۲ کالم ۱)

ایڈیٹر صاحب اخبار حمایت الاسلام لاہور کی رائے

"اعجاز نما قرآن مجید مترجم مفسر"

پیشوا بک ڈپو دہلی مذہبی کتابوں کی اشاعت کے باعث مسلمانوں میں بہت زیادہ نیک نام ہے۔ اس نے اعجاز نما قرآن مجید کے نام سے اسی مہینہ ایک مترجم اور مفسر قرآن شریف شائع کیا ہے اور غالباً پیشوا بک ڈپو کا یہ اعجاز ہے کہ اس کی طرف سے اس قدر خوبیوں والا قرآن حکیم شائع کیا گیا۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی جیسے بزرگ محترم عالم دین اس کے مترجم ہیں ان کے ترجمہ کی خوبی کے متعلق کچھ کہنا آفتاب کو چراغ دکھانا ہے۔ حاشیہ پر مصر کے مشہور عالم حضرت علامہ فرید وجدی کی تفسیر بیان القرآن کا اردو ترجمہ دیا گیا ہے۔ یہ تفسیر حضرت علامہ نے موجودہ دور کے مسلمانوں کی ضروریات اور فہم و ادراک کو پیش نظر رکھ کر لکھی ہے اور عالم اسلام میں اسے بہت پسند کیا گیا ہے۔

یہ تفسیر گو پہلی تفسیروں کی طرح غیر ضروری تفصیلات کی حامل نہیں ہے لیکن قرآن کو سمجھنے کے لئے جن باتوں کی ضرورت ہے ان تمام پر حاوی ہے۔

اعجاز نما قرآن مجید میں ایک اور سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کے شروع میں مقدمۃ القرآن کے ماتحت ۱۱۲ صفحات میں قرآن حکیم سے متعلق تمام وہ معلومات درج کر دی گئی ہیں جن کا ایک مسلمان کے لئے جاننا نہایت ضروری ہے۔

ان تمام معلومات کا ماخذ اعجاز نما قرآن حکیم ہے اور اس طرح قرآن کو اچھی طرح سمجھانے کے لئے ناشر نے ہر امکانی کوشش کی ہے۔

جناب مولانا سید عزیز حسن بقائی مالک پیشوا بک ڈپو اس خدمت قرآن پر مبارکباد کے مستحق ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ مسلمان اس اعجاز نما قرآن مجید کی قدر کریں گے اور کوئی اسلامی گھرانہ بے شمار خوبیوں والے قرآن مجید سے خالی نہ رہیگا۔

معنوی محاسن کے علاوہ یہ قرآن حکیم بہت سے ظاہری محاسن کا بھی حامل ہے۔ سرورق نہایت خوبصورت رنگین ہے کاغذ سفید ولایتی کتابت و طباعت بہت عمدہ اور ضخامت ۸۸۴ علاوہ مقدمۃ القرآن صفحات ہے مگر ان تمام خوبیوں کے باوجود اس کی قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ) ناشر نے قیمت لاگت سے آدھی رکھی ہے۔ خود انھیں یہ تین روپے میں پڑتا ہے مگر انھوں نے غریب مسلمانوں کو اس دولت گرانبہا سے مالا مال کرنے کے لئے یہ نقصان اٹھایا ہے

(اخبار حمایت الاسلام لاہور ۳۔ نومبر صفحہ ۵ کالم ۲)

قرآن شریف منگانے اور مدارس میں تقسیم کرنے میں صرف ناظرین پیشوا کے لئے بڑی آسانی

ہوگئی اب آپ اس ہدیہ پر مترجم قرآن لے سکتے ہیں جو بڑے بڑے تاجروں کی

لاگت

سے بھی کم ہو۔ لیکن یہ رعایت صرف ناظرین پیشوا کے لئے ہے اور یہ ان کے احسان کا ادنیٰ کرشمہ ہے جو کہ پیشوا کی ہر اپیل کو گوش شنوا سے سنتے اور پیشوا کی بروقت امداد فرماتے ہیں خدا کے فضل سے آپ کی امداد اور میری محنت سے اب دوسرا قرآن شریف مترجم مفسر تیار ہو گیا ہے اور اس مرتبہ میں نے بشکرانۂ فضل ایزدی اور باستان و معاونین پیشوا نے یہ تہیہ کر لیا ہے کہ اگر حالات اجازت دیتے رہیں۔ تو یہ قرآن شریف بلا لاگت اسی ہدیہ پر ناظرین پیشوا کو دے دوں جو خالصتاً میرا خرچ ہوا ہے۔ حتیٰ کہ اشتہار اور اسٹاف کا بھی کوئی خرچ آپ سے نہ لوں مگر یہ سب کچھ پیشوا کے خریداروں کے ساتھ ہوگا جس کے لئے ان کا نمبر خریداری کا حوالہ ضروری ہے۔ یہ غریبوں کے لئے۔

آسان ترجمہ والا قرآن مجید

یہ ترجمہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب کا ہے حاشیہ پر ان ہی کی تفسیر موضح القرآن ہے۔ بڑی تقطیع ہے شروع میں بے شمار خوبیوں کا دیباچہ ہے جس میں سات باب ہیں۔ پہلے باب میں مذہب کی اور مذہبی کتابوں کی ضرورت ثابت کی گئی ہے اور دوسرے باب میں قرآن کے نزول اور حفاظت اور ترتیب پر بحث کی گئی ہے۔ تیسرے باب میں قرآن حکیم کی تلاوت کے احکام اور فضائل بتائے گئے ہیں۔ چوتھے باب میں اوقاف اور اشارات قرآنی کی تشریح ہے۔ پانچویں باب میں قرآن شریف کی ہر سورت کے مجرب اور وظائف لکھے گئے ہیں جن کی ہر مسلمان کو قدم قدم پر ضرورت رہتی ہے۔ چھٹے باب میں قرآن حکیم کی ہر سورت کا نقش اور کلام اللہ کے تعویذ لکھے گئے۔ ساتویں باب میں پورے کلام اللہ کی فہرست مضامین بطور ابواب کے لکھی گئی ہے۔ قلم جلی ہے۔ صحت اکیس علماء اور قاریوں نے کی ہے۔ سفید ناردے کا کاغذ ہے۔ ہدیہ بلا جلد ۸ ر مجلد نقرئی دس آنے (۱۰) حاشیہ و ارغوانی بلا جلد ۱۰ ر مجلد نقرئی کار بارہ آنے (۱۲) چند سطریں ذیل میں بطور نمونہ درج ہیں۔

الٓمّٓ ۚ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا کیا یہ سمجھے ہیں لوگ کہ چھوٹ جاویں گے اتنا کہہ کر کہ ہم یقین لائے اور ان کو جانچ یُفْتَنُوْنَ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ نہ لیں گے اور ہم نے جانچا ہے ان کو جو ان سے پہلے تھے سو البتہ معلوم کرے گا اللہ جو لوگ صَدَقُوْا وَلَیَعْلَمَنَّ الْکٰذِبِیْنَ ۝ اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ سچے ہیں اور البتہ معلوم کرے گا جھوٹے کیا یہ سمجھے ہیں جو لوگ کرتے ہیں برائیاں اَنْ یَّسْبِقُوْنَا ؕ سَآءَ مَا یَحْکُمُوْنَ ۝ مَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ کہ ہم سے آگے نکل جاویں بڑی بات چکاتے ہیں۔ جو کوئی توقع رکھتا ہے اللہ کی ملاقات کی سو اللہ کا وعدہ لَاٰتٍ ؕ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا یُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ؕ اِنَّ آتا ہے اور وہ ہے سنتا جانتا اور جو کوئی محنت اٹھائے سو اٹھاتا ہے اپنے ہی واسطے اللہ اللّٰهَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُکَفِّرَنَّ کو پروا نہیں جہان والوں کی اور جو لوگ یقین لائے اور کئے بھلے کام ہم اتار دیں گے	تفسیر موضح القرآن کامل ف۱ پہلی دو آیتیں کہیں ایمان والوں کو جو گرفتار تھے کافروں کی ایذا میں اور یہ آیت جو کافروں کو ستاتے تھے مسلمانوں کو ۱۲ منہ ف۳ یعنی ایمان کی برکت سے نیکیاں ملیں گی اور برائیاں معاف ہوں گی۔ ۱۲ منہ

بسم اللہ الرحمن الرحیمؐ

اسلامیہ دارالاشاعت دہلی کا
ایک ماہوار
مذہبی، اخلاقی، اصلاحی، ادبی
رسالہ
مقام اشاعت
اردو بازار جامع مسجد دہلی

پیشوا دہلی

جو ہر قمری مہینہ کی ۱۱ تاریخ کو
۱۴ سال سے تبلیغ واشاعت کے
لئے شائع ہوتا ہے
سالانہ قیمت
اعلیٰ اڈیشن دو روپے ۲؍
ارزاں اڈیشن ایک روپیہ ۱؍
ممالک غیر سے جس میں ہدیہ بھی شامل ہے
اعلیٰ اڈیشن ۵ شلنگ
ارزاں اڈیشن ۳ شلنگ

جلد (۱۶) | بابت ماہ جمادی الثانی ۱۳۵۸ھ | نمبر (۶)

شذرات

(عزیز حسن بقائی)

جدید مطبوعات میں کیا دیر ہے؟

پیشوا کے شعبہ تصنیفات وتالیفات اور تراجم نے اُردو علم و ادب اور قرآن حکیم اور احادیث نبوی اور تاریخ اسلام کی جو خدمت کی ہے، وہ قارئین کرام سے پوشیدہ نہیں۔

اس وقت تفسیر بیان القرآن مصنفہ حضرت علامہ تھانوی۔ ترمذی شریف کامل اور مشرح، نسائی اور ابن ماجہ اور مثنوی شریف کا انتخاب معہ سوانح عمری، عورتوں کی فقہ، اسلامی تعلیم کا دوسرا حصہ، اسلامی تاریخ کامل معہ تاریخ ہند کے کتابت شدہ مسودات تیار ہیں جن کی طباعت اگر شروع کی جائے تو پانچ ہزار روپے کی کاغذ کے لئے فوراً ضرورت ہے۔ ظاہر ہے کہ چیل کے گھونسلہ میں ماس کہاں؟ میری مالی حالت ایسی نہیں ہے کہ میں اتنا بڑا کام شروع کرسکوں۔ کساد بازاری نے سالہا سال سے تجارت کتب کو درہم برہم کر رکھا ہے۔ ایسی صورت میں کہ قدیم قرضہ ادا نہیں ہوتا۔ جدید قرضہ کس توقع پر لوں۔؟ اس لئے کلیجہ کو مسوس کر رہ جاتا ہوں۔ اور ان ضروری اور مفید کتابوں کی طباعت کی ہمت نہیں ہوتی ہے

سردست علامہ تھانوی کی تفسیر بیان القرآن کی طباعت فوراً شروع کرنی چاہتا ہوں جس کی ضخامت بڑے سائز پر تقریباً دو ہزار صفحات سے زائد ہے۔ یہ بے نظیر تفسیر اس وقت بازار میں بیس روپے میں فروخت ہو رہی ہے اور میں چونکہ اس ضخیم تفسیر کو تقریباً لاگت پر فروخت کرنا چاہتا ہوں اس لئے میں نے ۳ جلدوں کی قیمت چھ روپے مقرر کی ہے یعنی ہر جلد جو دس پاروں کی ہوگی۔ اس کا ہدیہ دو روپے ہوگا۔ یہ انتہائی رعایتی قیمت ہے لیکن اگر ایک ہزار خریدار قیمت پیشگی بھیجدیں تو ان کے ساتھ مزید ایک روپیہ کی رعایت ہوگی۔ اور محصول بھی دفتر کے ذمہ ہوگا جو کسی حالت میں ایک روپیہ سے کم نہ ہوگا یعنی ہر سہ جلدوں کی قیمت ان سے پانچ روپے لی جائے گی۔ اس طرح ان کو دنیا کا فائدہ بھی ہوگا۔ اور آخرت میں کلام اللہ کی اشاعت کا جو اجر ملے گا اس کا کیا ٹھکانہ ہے۔ یعنی پیشگی قیمت بھیجنے والوں کو تفسیر بیان القرآن کامل ساڑھے تین روپے میں پڑے گی۔

چھپائی کا کام اسی وقت شروع ہوگا جب ایک ہزار خریداروں کی قیمت وصول ہو جائے۔ لہٰذا سردست وہ تمام بھائی جو اس بے نظیر تفسیر کے خواہشمند ہوں، صرف خطوط لکھ دیں کہ ان کا نام خریداروں کی فہرست میں درج کرلیا جائے۔ وہ پانچ روپے پیشگی بھیجنے کے لئے تیار ہیں جس وقت ایک ہزار خریداروں کے نام رجسٹر میں درج ہو جائیں گے اسی وقت نام لکھوانے والوں سے رقم کا مطالبہ کیا جائے گا۔ سردست فوراً روپیہ بھیجنے کی ضرورت نہیں۔ صرف اطلاعی پوسٹ کارڈ لکھنا کافی ہے۔ تاکہ میں اندازہ کرسکوں کہ کتنے بھائی قرآن حکیم سمجھنے کے لئے چین ہیں

(سید عزیز حسن بقائی اڈیٹر پرنٹر پبلشر نے بمبئی جوبلی برقی پریس دہلی میں چھپوا کر دفتر رسالہ پیشوا جامع مسجد دہلی سے شائع کیا)

اسی طرح ترمذی شریف مع شمائل ترمذی مشرح تیار ہے۔ یہ صحاح ستہ کی تیسری اہم اور مفید کتاب ہے جس کی اہم احادیث کی شرح بھی کردی گئی ہے۔ ترمذی شریف کا سائز ۲۰x۲۶ ہے، قلم جلی ہے لکھائی اچھی ہے۔ چھپائی اعلیٰ ہوگی۔ ضخامت تقریباً ایک ہزار صفحات ہوگی، اس کی قیمت بعد تیاری چار روپے ہوگی۔ البتہ اگر ایک ہزار خریدار پیشگی قیمت فوراً بھیجدیں تو ان سے دو روپے مع محصول لئے جائیں گے۔ جس کے معنی یہ ہوئے کہ اصل کتاب سوا روپے میں پڑے گی، کیونکہ ۱۲ار تو محصول ہی میں خرچ ہو جائیں گے۔ کیا اس سے سستی ترمذی کسی اور جگہ سے مل سکتی ہے۔!

اگر ایک ہزار خریداروں کی قیمت پیشگی آگئی تو ترمذی شریف ایک مہینہ میں تیار ہو جائے گی۔ ایک ہزار خریداروں کی تعداد پوری ہوتے ہی بقیہ منی آرڈر واپس کر دئے جائیں گے اور پھر ترمذی شریف کسی حالت میں بھی چار روپے سے کم میں نہ ملے گی۔ لہٰذا مایوسی سے بچنے کے لئے فوراً منی آرڈر بھیجدیں۔ کیونکہ میں ترمذی شریف کی طباعت فوراً شروع کرنی چاہتا ہوں۔ اس لئے کاغذ کی خریداری کے لئے فوراً روپے کی ضرورت ہے۔

صحیح مسلم کامل کی قیمت میں رعایت

صحیح مسلم شریف کامل کی ضخامت آٹھ سو صفحے ہے۔ مجھے اس وقت جدید مطبوعات کے لئے روپے کی ضرورت ہے اس لئے مسلم شریف کامل کی ایک ہزار جلدیں بجائے دو روپے کے ڈیڑھ روپے میں دے جانے کا اعلان کرتا ہوں (یہ رعایت کتب فروشوں کے لئے نہیں ہے) لہٰذا جو بھائی احادیث نبوی کے اس عظیم الشان ذخیرہ کو خریدنا چاہیں وہ ۱۲/۸ کا منی آرڈر فوراً بھیجدیں۔ یہ صحیح مسلم کی رعایتی قیمت ۱۲/۸ مع محصول ڈاک یہ رعایت زیادہ عرصہ تک نہیں رہے گی۔ ایک ہزار جلدوں کے بعد پھر اصلی قیمت پر بھی ملنی مشکل ہے کیونکہ میرے پاس صحیح مسلم ایک ہزار سے زیادہ نہیں ہیں۔ لہٰذا جتنی جلدی ہوسکے صحیح مسلم کی ہر دو جلد کامل طلب کر لیجئے۔ ورنہ پھر دین کا یہ خزانہ کوڑیوں کے مول نہ ملے گا۔ یہ رعایت بلا جلد کے لئے ہے اگر مجلد طلب کرنی ہے تو ۴ر فی جلد پارچہ اور ۸ر فی جلد چرمی پشتہ کے زائد ہوں گے۔

بڑی مشکوٰۃ شریف کامل کی قیمت میں رعایت

مشکوٰۃ المصابیح کے جامع حضرت علامہ خطیب عمری ہیں جنہوں نے المصابیح کے ایک سو برس بعد حدیث کی گیارہ کتابوں کا خلاصہ مشکوٰۃ المصابیح کے نام سے تیار کیا اور المصابیح کی خامیوں کو پورا کردیا۔ یہی وجہ ہے کہ عالم اسلام میں المصابیح سے زیادہ مشکوٰۃ المصابیح مستند مانی گئی ہے اور مشکوٰۃ المصابیح میں المصابیح سے زیادہ احادیث بھی ہیں اسی لئے اس کو بڑی مشکوٰۃ کہا جاتا ہے اور اس بڑی مشکوٰۃ کا ترجمہ سوائے ادارہ پیشوا کے کسی نے آج تک شائع نہیں کیا۔ اگرچہ المصابیح کے نامکمل ترجمہ کو بڑی مشکوٰۃ کے نام سے دھوکہ دے کر فروخت کیا جا رہا ہے۔ مگر جس طرح پیتل سونا نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح المصابیح محض اشتہار سے مشکوٰۃ المصابیح نہیں بن سکتی۔ یہی مشکوٰۃ المصابیح (بلا جلد) تین روپے میں فروخت ہو رہی ہے اور اب اس کی دفتر پیشوا میں صرف دو سو جلدیں موجود ہیں۔ میں ان دو سو جلدوں کو اپنی اسی فہرست سے جس کا اظہار میں مندرجہ بالا سطور میں کر چکا ہوں ایک روپیہ فی جلد کی رعایت پر فروخت کرنا چاہتا ہوں۔ اس لئے جو بھائی احادیث نبوی کے اس سب سے بڑے اور مستند ذخیرہ (مشکوٰۃ) کا سلیس اور عام فہم ترجمہ ضروری تشریح کے ساتھ پڑھنا چاہیں، وہ ۱۲/۲ کا منی آرڈر فوراً بھیجدیں، دو روپے مشکوٰۃ شریف بلا جلد کی قیمت اور بارہ آنے محصول ڈاک کے۔ زیادہ انتظار کرنے والے گھاٹے میں رہیں گے۔ کیونکہ اسٹاک میں مشکوٰۃ شریف کامل کی صرف دو سو جلدیں باقی ہیں۔ دیر میں منی آرڈر بھیجنے والوں کے منی آرڈر بصد افسوس واپس کرنے پڑیں گے۔ کیونکہ اتنی بڑی رعایت کبھی نہیں دی گئی۔ اور نہ سر دست دو چار سال آئندہ توقع ہے۔ اس لئے کہ اس ایڈیشن کے ختم ہونے کے بعد نہ معلوم کب دوسرا ایڈیشن چھپے۔ لہٰذا جتنے جلدی ہوسکے منی آرڈر بھیج دیجئے۔ جو صاحب مجلد طلب کرنی چاہیں وہ ۴ر فی جلد پارچہ اور ۸ر فی جلد چرمی پشتہ کے حساب سے زیادہ بھیجیں۔ ہر کتاب کی رعایت صرف منی آرڈر کے ذریعہ قیمت بھیجنے والوں کے لئے ہے۔

نائکہ

یہ ایک دلچسپ، سبق آموز افسانہ ہوگا۔ جو پیشوا کی آئندہ اشاعت میں لکھا جائے گا۔ جس میں دہلی کی ایک خانگی نائکہ کے حالات اور اس کے شرمناک اور عبرت انگیز حالات ہوں گے، جو ہرن کے شکار کے لئے ہرنی چھوڑا کرتی ہے، اس افسانہ سے مسلمانوں کو معلوم ہوگا کہ ان کی معاشری زندگی کتنی پست ہوگئی ہے۔ اور نام نہاد شریف کس طرح دوسری لڑکیوں سے آنکھ مچولی کھلوایا کرتے ہیں۔

غلط بیانی

سکرٹری صاحب آریہ ستیہ گرہ کمیٹی دیوان ہال دہلی کی جانب سے ایک پوسٹر ۲۹ جون ۱۹۳۹ء کو دہلی میں مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے شائع کیا گیا ہے جس کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے۔

(۱) آریوں کا ستیہ گرہ حیدرآباد میں صرف آریوں اور ہندؤں کی مذہبی آزادی کے لئے ہے۔ اعلیٰ حضرت حضور نظام یا مسلمانوں سے اس کا کچھ تعلق نہیں۔

(۲) حیدرآباد میں ہندؤں کو مذہبی تقریر کرنے۔ ڈھول بجا

سرشتہ کی مرمت کرنے، اور نئے مندر بنانے، مذہبی تہوار منانے، اپنے اسکول قائم کرنے اور اکھاڑے کھولنے کی ممانعت ہے۔

(۳) کئی معزز مسلمان لیڈروں نے کھلے طور پر آریہ ستیہ گرہ کی حمایت کی ہے۔

(۴) کیا مسلمان اس کو گوارا کریں گے کہ اُن کو کسی ہندو ریاست میں مسجد کی تعمیر اور مرمت کی اجازت نہ ہو۔ وعظ اور متبرک تہواروں پر پابندی لگائی جائے؟

ان تمام اعتراضات کے جوابات نمبروار ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) یہ غلط ہے کہ آریہ ستیہ گرہ مذہبی آزادی کے لئے ہے کیونکہ آریہ سماج و دیشک سبھا اور ہندو مہاسبھا کے عہدیداروں اور نظام گورنمنٹ میں جو خط و کتابت ہوئی ہے وہ ۱۴ مطالبات (جو اب گھٹ کر صرف ۲ رہ گئے ہیں) غیر حیدرآبادی آریوں نے حیدرآبادی آریوں کی مرضی اور منظوری کے خلاف پیش کئے ہیں وہ اگرچہ لغو اور فرضی اور مہمل ہونے کے باوجود اگر کچھ ہیں تو ان کا مقصد حیدرآباد میں سیاسی غلبہ حاصل کرنا اور مسلمانوں کی ہندوستان میں سات سو سالہ حکومت کی آخری یادگار کو مٹانا ہے۔

اگر آریہ ستیہ گرہ اعلیٰ حضرت حضور نظام اور اسلام کے خلاف ایک شخصی یورش نہ ہوتی تو دہلی، یوپی، پنجاب، سی پی، بہار اور بمبئی وغیرہ میں ہندو مسلم فسادات، حیدرآباد دکن پر اسلام مردہ باد، نظام مردہ باد کے نعرے نہ لگائے جاتے، اور بیسیوں مسلمانوں کو ان آریہ جلوسوں کے اشتعال انگیز اور توہین آمیز نعروں کی وجہ سے جیل نہ جانا پڑتا۔ اور متعدد مسلمانوں کی قیمتی جانیں تلف نہ ہوتیں۔ (ملاحظہ ہو چیف کمشنر صاحب دہلی کا اعلان مورخہ ۲۴ جنوری اور وزیر اعظم حیدرآباد دکن کا خط بنام مسٹر ایس، ایم اینے ممبر اسمبلی۔ اور بمبئی اور مدراس کی کانگریسی حکومتوں کے کیونک اور پنجاب گورنمنٹ کے پلنسر پہ ڈیفنس ایکٹ کے نفاذ کی وجوہات)۔

اگر آریہ ستیہ گرہ اسلام کے خلاف ایک عام ہندو حملہ نہ ہوتا تو آریوں کو یہ تقریریں کرنے کی کیا ضرورت تھی، مشتے نمونہ از خروارے، ہندو! اُٹھو اور حیدرآباد کو جڑ پیڑ سے ہلا دو (نرنیدر پرشاد وارثی)

(۲) "حضرت محمدؐ ایسے بڑے سائنسداں تھے تو وہ عمر بھر اس جھوٹی بات کو بطور عقیدہ کیوں مانتے تھے کہ آسمان کس کے سہارے پر قائم ہے"۔ (چندر بھانو)

(۳) "پیغمبر اسلامؐ کے والد ایک ہندو قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے"۔ (سوامی وچار انند)

(۴) "کلمہ (مسلمانوں کا ضابطہ اعتقاد) جھوٹ ہے" (آپنڈت رام چندر رسنار دہلوی)

(۵) "آریوں کو چاہئے کہ ایک مسلمان کو بھی نہ چھوڑیں"۔ (ستیہ دیوجی)

(۶) "ہندوؤں کو چاہئے کہ اپنے دشمن مسلمانوں کو کچل دیں اور اُن کو کبھی معاف نہ کریں"۔ (نرنیدر پرشاد)

(۷) "آریوں کو چاہئے کہ پستولوں اور تلواروں سے مسلح ہو جائیں کہ ایک دن اس کی ضرورت ہوگی"۔ (بسمل)

(۸) "آریو! مسلمانوں سے مقابلہ کرنے کے مسلح ہو جاؤ جب سارودیشک سبھا مطالبہ کرے تو ستیہ گرہ کے لئے تیار رہو" (ایک آریہ سماجی مقرر)

تحریر و تقریر کی گل کاریوں کے بعد آریوں کے چمنستان نظم کے چند پھول ملاحظہ ہوں!۔

(۹) "ہم محمدؐ کے پیروؤں کو ایک لات مار کر ختم کردیں گے
آریاؤں کے گھنٹے صبح کے وقت بجتے ہیں
تو دشمن مسلمان ہیبت زدہ ہو جاتے ہیں
بہادر آریہ گاؤں میں گھومتے ہیں
تو مسلمان سور گلی کوچوں میں چھپ جاتے ہیں۔
اے مسلمانو مدینہ میں دھرا کیا ہے؟
اگر تم مدینہ کو خدا کا گھر سمجھتے ہو تو پھر
خدا بھی ایک بت ہے اور بے قیمت

نظم و نثر کے اس اشتعال انگیز اور توہین آمیز مختصر خلاصے کے بعد (جس پر آریہ سماج کے علاوہ کوئی شریف انسان فخر نہیں کرسکتا) کیا آریہ ستیہ گرہ کمیٹی کے سکریٹری صاحب میں یہ ہمت ہے کہ وہ اب بھی اس انتہائی فرقہ وارانہ تحریک کو جس نے تمام ہندوستان کا امن، ہندو مسلمانوں کا اتحاد، اور وطن کی آزادی کو ایسی تباہ کن ضرب لگائی ہے کہ اس نقصان کی تلافی ممکن ہی نہیں، غیر فرقہ وارانہ تحریک کہہ سکیں؟

ہندوؤں اور اُن کے مندروں کے متعلق حسب ذیل ناقابل انکار حقائق سے صحیح حالات کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

" ریاست حیدرآباد میں ۳۱۰۴۲ دیومندر ہیں جس میں سے ۱۱۳۵۵ مندروں کو حکومت نظام کی طرف سے مستقل اور دوامی امداد آج سے نہیں بلکہ موجودہ حکمراں کے بزرگوں کے وقت سے مقرر ہے۔ اس طرح جو امداد ان مندروں کو ملتی آرہی ہے اس کی تعداد ۱۱۲۰۰۰ ہے گویا یہ نقدی کی شکل میں نظام حکومت کے سررشتہ امور مذہبی کی وساطت سے دی جاتی ہے باقی دیگر ذرائع آمدنی اراضیات و معافیات الگ رہیں جن کی تعداد ۳ لاکھ روپیہ ہے، یہ عطیات مندروں کی دائمی نگہداشت کے لئے ہیں۔ بہت سے مندر ایسے ہیں جن کو جاگیرات ملی ہوئی ہیں۔ جن کی آمدنی ۱۲ لاکھ کے

قریب ہے شہروں میں جو مشہور و معروف منادر ہیں، ان کو الگ امداد ملتی ہے جن کے نام یہ ہیں۔ دیول سیتارام باغ جس کی آمدنی پچاس ہزار روپے سالانہ ہے۔ دیول کشن باغ کی سالانہ آمدنی پندرہ ہزار روپے۔ دیول بھام سنگھ و دیول کھیم داس کی آمدنی دس ہزار روپیہ سالانہ اسی طرح دیول گوکل ناتھ مندر شری پرشاد دیول تنگہ باغ ساہوکار دیول اور گوبی گوڑھ مندران کی کئی کئی ہزار روپے سالانہ آمدنی ہے۔ دیول سکھر واقع لاتور کی سالانہ آمدنی ساٹھ ہزار روپے ہے، ایمل داڑی دیومندر واقع کریم نگر کی سالانہ آمدنی پچاس ہزار روپے ہے دیول یکھا تھ واقع پٹن اس کی آمدنی چوبیس ہزار روپے سالانہ ہے یہیں تک نہیں بلکہ نظام حکومت کی فیاضی کی شعاعیں بیرون ریاست کے مندروں کے مذہبی و تعلیمی اداروں پر نہایت وسعت کے ساتھ پڑ رہی ہیں ان میں سب سے مشہور بہدار نیلم کا دیول ہے جس کو سالانہ تیس ہزار روپے کی امداد ملتی ہے۔ نیز مندروں کے پجاریوں کو مذہبی تعلیم دینے اور روزانہ ہندو دھرم کے ارکان کو عملی طور سے ادا کرنے کی تلقین پر خاص طور پر تنخواہ دار مقرر کیا ہے، نیز سیکڑوں بھاتندی پنڈت لوگوں کو مختلف مندروں میں بیٹھے بھجن کرنے کی تنخواہ حکومت نظام کے محکمۂ امور مذہبی کے توسط سے ملتی ہے۔ اور جن کو برٹش انڈیا میں جگت گرو کا خطاب دیتے ہیں وہ ریاست حیدرآباد سے مستقل وظیفہ پاتے ہیں اور نذرانے مقرر ہیں حیدرآباد میں ہندو آبادی ایک کروڑ بیس لاکھ سے زیادہ ہے جس کا تعلق زیادہ تر دیہات میں آباد کاشتکاری کا پیشہ ہے۔ نظام حیدرآباد نے اپنی دیہاتی زراعت کار ہندو رعایا کے تحفظ کے لئے فوراً فرمان جاری کر دئے کہ سودی قرضوں میں کسی زراعت کار کی زمین قرق نہ ہو سکے گی۔ نہ دیگر ذرائع قانونی سے برباد کی جا سکے گی۔ چنانچہ ایسی روک لگا دی ہے کہ وہاں کے سود خوروں کے مظالم روک دئے گئے ہیں۔ اعلیٰ حضرت اپنی ہندو رعایا کو مالی تباہی کے نرغہ سے بچانے میں اس قدر منہمک ہیں کہ حیدرآباد کے ایک مخصوص وسیع خشک علاقہ کو سیراب کرنے کے لئے نظام ساگر کا وسیع تالاب بارہ کروڑ روپیہ کی لاگت سے تیار کرایا ہے جس کا ثانی ہندوستان بھر میں کوئی نہیں ہے۔ اسی طرح آب رسانی کی دیگر سکیمیں ایک کروڑ کے مصارف سے صرف ہندوؤں کے لئے جاری کی گئی ہیں۔ نیز انجمن ہائے امداد باہمی کا دور سرگرمی سے محض دیہاتی زراعت پیشہ کے مفاد کو محفوظ کیا جا رہا ہے جس ۵۰ فی صدی ہندو ہیں پھر حالات کا موازنہ کر کے اور اپنے معتمد علیہ افسران سے تحقیق کرا کے مال گذاری کی معافی دی جاتی ہے۔

جس کی تعداد اوسط سالانہ پچاس لاکھ روپیہ ہوتی ہے۔ حال میں ۸۰ لاکھ روپیہ کا بقایا مالیانہ دیہات کی ہندو رعایا کو معاف کیا گیا ہے دیہات میں، انتظامی مشنری کے پرزے بڑے بڑے افسران سے لے کر پٹواری تک سب ہندو ہیں اور ریاست میں جس اوسط آبادی سے دیہات میں ہندو ہیں وہی زمیندار بکثرت مالکان آراضی ہیں یعنی زراعتی کاروبار میں ہندو رعایا ۸۰ فی صدی صنعت و حرفت میں ۹۲ فی صدی تجارت میں ۹۰ فی صدی آزاد پیشوں میں ۸۴ فی صدی کے مالک ہیں۔ البتہ ایسی لوٹ و کھسوٹ زمیندار و کاشتکار کی یہاں ریاست حیدرآباد میں نہیں ہے جیسے کہ برٹش انڈیا میں ہے۔"

جس طرح ہندوں کو نئے مندر بغیر حکومت کی اجازت کے بنانے کا حکم نہیں۔ اُسی طرح مسلمان بھی نہ کوئی جدید مسجد بلا اجازت تعمیر کر سکتے ہیں نہ عیسائی کوئی گرجا بنا سکتے ہیں نہ پارسی کوئی آتشکدہ تیار کر سکتے ہیں۔ جن حالات میں مسلمانوں کو مسجد کی تعمیر کی اجازت نہیں ملتی ان ہی حالات میں ہندوؤں، عیسائیوں، پارسیوں، سکھوں کو بھی اپنی اپنی عبادت گاہوں کی تعمیر و مرمت کی اجازت نہیں دی جاتی اور اس کا راز صرف یہ ہے کہ حکومت سرکار عالی صرف ان مقامات پر کسی جدید مندر، مسجد، گرجا، آتشکدہ، گوردوارہ بنانے کی اجازت نہیں دیتی، جہاں عبادت گاہ کی تعمیر سے فساد کا اندیشہ ہو۔ ورنہ عام طور سے تحقیقات کے بعد سب ہی کو اجازت مل جاتی ہے۔

یہی صورت اکھاڑوں، جلوسوں، اور مقرروں کے متعلق ہے کسی بیرونی مسلمان، عیسائی، سناتنی، پارسی، سکھ لیکچرار کو اجازت نہیں ہے کہ وہ بغیر اجازت لئے کوئی تقریر کر سکے کیونکہ غیر حیدرآبادیوں نے وہاں اشتعال انگیز تقریریں کر کے فساد کرا دئے، خصوصاً آریہ سماج کے بدلگام مقرروں کا طرز عمل بہت ہی مفسدانہ ہوتا ہے جس کی تائید مہاتما گاندھی نے بھی کی ہے اور ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ صرف آریوں ہی کو اس حکم کے خلاف شکایت کیوں ہے؟

ج (۳) کسی مسلمان نے آریوں کی مفسدہ پردازی کی حمایت نہیں کی بلکہ مہاتما گاندھی جی، پنڈت جواہر لال نہرو، ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور، مہاراجہ سرکشن پرشاد سابق وزیر اعظم وغیرہ ہندوؤں میں اگر ممتاز اور معزز ہیں تو وہ آریوں کے موجودہ ستیہ گرہ کے خلاف ہیں اور مسلمانوں میں مسلم جمعیۃ علماء ہند دہلی، جمعیۃ علماء کانپور، مجلس احرار، اتحاد ملت، مسلم کانفرنس سب ہی آریہ سماج کے مفسدانہ اور اشتعال انگیز طرز عمل پر ملامت کر چکی ہیں اور یہ سب جماعتیں اگر کسی مسئلہ میں متفق ہیں تو وہ صرف آریہ سماج کی حیدرآباد پر چڑھائی ہے۔

د (۴) مسلمان ہرگز اس کو گوارا نہیں کرتے کہ کسی قوم کے مذہبی معاملہ

میں مداخلت کی جائے کیونکہ شارع اسلام فخر کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہی حکم ہے اور اسی حکم پر حیدرآباد اور دوسری مسلمان ریاستوں میں عمل ہو رہا ہے۔ اگر کیا ہندو مسلمانوں کے اس مطالبہ کی تائید کریں گے کہ تمام ہندو ریاستوں میں مسلمانوں کو گائے کی قربانی کی اجازت دی جائے اور ان تمام مسجدوں کو واگذار کر دیا جائے جن پر ہندو راجاؤں نے قبضہ کر کے اصطبل بنا لیا ہے۔ اور بعض کو پاخانہ کے کام میں لایا جاتا ہے اور ہندو تہواروں پر ہندو ریاستوں میں مسلمانوں کو بکری کا گوشت بھی نہیں ملتا اور اسلام کی تبلیغ اور گائے کی قربانی کے جرم میں سات سال کی قید سخت اور جلا وطنی اور ضبطی جائیداد کی وحشیانہ سزائیں دی جاتی ہیں۔ جدید مساجد کی تعمیر و مرمت تو الگ رہی ہندو ریاستوں میں تو بعض مقامات پر مسلمان آزادی سے نماز پڑھ سکتے ہیں اور نہ اذان دے سکتے ہیں۔

مہا سبھائیوں اور آریوں کو اس پر بڑا ناز ہے کہ دس ہزار مہا سبھائی اس وقت تک حیدرآباد ایجی ٹیشن میں قید ہو چکے ہیں حالانکہ وہ اپنی آبادی ۲۲ کرور بتاتے ہیں۔ جن میں سے حالات سے باخبر ہو کر ۲ ہزار ہندو معافی مانگ چکے ہیں مگر شاید وہ اس کو بھولے ہوئے ہیں کہ دس کروڑ مسلمانوں نے ڈیڑھ لاکھ مسلمان کشمیر میں اس وقت قید کرائے تھے۔ جبکہ پنجاب گورنمنٹ نے ریاست کشمیر کی حمایت میں مسلمانوں کو کشمیر جانے سے روک دیا تھا۔ نیز وہ اس کو بھی بھولتے ہیں کہ لکھنؤ میں شیعہ سنی کے قضیہ میں شیعوں نے ۱۳ ہزار شیعہ قید کرائے جبکہ وہ مسلمانوں میں پانچ فیصدی ہیں حالانکہ ان کے راستہ میں کسی صوبہ کی گورنمنٹ حائل نہیں ہوئی۔

نیز ہندوستان کے تمام ہندوؤں کی جانب سے ۹۰ بااثر ہندوؤں نے وائسرائے سے ایک میموریل کے ذریعہ شاہی کمیشن سے ان جھوٹے الزامات کی تحقیقات کی درخواست کی گئی ہے جن کی اصلیت دستخط کنندگان کے نزدیک بھی مشتبہ ہے۔ ان دستخط کنندگان میں حیدرآباد کی پچاس فیصدی آبادی میں سے صرف ۳ ہندوؤں نے دستخط کئے ہیں جن میں ۲ آریہ سماج کے عہدہ دار ہیں اور ایک معمولی جاگیردار ہے۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حیدرآباد کے ہندوؤں کو بطور خود اعلیٰ حضرت کی حکومت کے خلاف کوئی شکایت نہیں ہے یہ تمام شور و شر باہر کے ہندوؤں کا ہے۔ اس میموریل پر سب سے کم دستخط بمبئی اور مدراس کے ہندوؤں کے ہیں اور سب سے زیادہ یو پی کے ہیں حالانکہ اصولاً مدراس اور بمبئی کے ہندوؤں کے دستخط زیادہ ہونے چاہئے تھے جو پڑوسی ہونے کی وجہ سے حالات سے زیادہ باخبر تھے۔ مگر تعجب ہے یو پی کے دو زیادہ ہندوؤں میں سب سے زیادہ دستخط کرنے والے کانگریس کے ممبر ہیں۔ جو اول نمبر کے مہا سبھائی ہونے کے باوجود کانگرس میں بنے ہوئے ہیں

اور ایسے ہی فتنہ پردازوں اور فرقہ پرستوں کی وجہ سے مسلمان کانگریس سے بھاگ رہے ہیں۔ اور ہندوستان کا سب سے بڑا اور سب سے ضروری اور سب سے اہم مسئلہ ہندو مسلم اتحاد کھٹائی میں پڑا ہوا ہے۔ اور اسی قسم کے فرقہ پرست کانگریسیوں نے اپنی ذلیل مہا سبھائی ذہنیت کی وجہ سے ملک میں فرقہ وارانہ فساد کی آگ لگا رکھی ہے۔ اور کانگریس منسٹریوں کو ناکام بنانے میں ان کی بدنیتی کو بڑا دخل ہے۔

میں یہ سمجھ نہیں سکتا کہ ہز ایکسلنسی وائسرائے ان معاہدات کی موجودگی میں جو حکومت آصفیہ اور حکومت ہند میں ہوئے ہیں۔ کیونکر مہا سبھائی شورش پسندوں کی حمایت میں سلطنت آصفیہ کے اندرونی معاملات میں دخل دے سکتے ہیں۔ نیز اگر آریوں کو حیدرآباد کی جیلوں کے متعلق شکایت ہے۔ تو وہاں جاتے ہی کیوں ہیں؟

ملک کو مشکور ہونا چاہئے مسٹر راج گوپال اچاریہ کا جنہوں نے آریوں کی مفسدانہ تحریک کا مدراس میں خاتمہ کر کے اپنے صوبہ کو فساد و بد امنی سے محفوظ رکھا۔ اگر یو پی اور بمبئی کی کانگریسی حکومتیں ان مفسدوں کی سرگرمیوں کو روکیں تو ہندوستان کے اسی فیصدی فسادات کا خاتمہ ہو جائے اگرچہ اعلان تو پنجاب گورنمنٹ نے بھی کیا ہے۔ مگر توقع نہیں کہ سر سکندر حیات خاں آریہ سماج سے ٹکر لے سکیں۔

اگر مولوی ظفر علی خان "پولیٹیکل گرگٹ" گمراہ کن اعلانات اور بیہودہ تقریریں نہ کر رہے ہوتے تو یہ تحریک روپیہ نہ ہونے اور کرایہ کے ٹٹو نہ ملنے کی وجہ سے اپنی موت آپ مر چکی ہوتی، جیسا کہ اب وہ ہچکیاں لے رہی ہے، جس کا ثبوت یہ ہے کہ وائسرائے سے مداخلت کی درخواست کی جا رہی ہے انگلستان ڈیپوٹیشن جا رہا ہے۔ اور ۱۲ مطالبات میں سے صرف ۲ رہ گئے ہیں جن کی کوئی اصلیت نہیں۔ کیا مہا سبھائیوں میں ہمت ہے کہ وہ ایسے کمیشن کا تقرر منظور کریں جو یہ [illegible]

کربلا کے بعد میں ۸ر کی رعایت

کتاب کربلا کے بعد کی قیمت دو روپے ہے اس کی قیمت میں بھی دو سو جلدوں کے لئے ۸ر فی جلد کی رعایت ہے۔ لہٰذا جو صاحب اس رعایت سے فائدہ اٹھانا چاہیں عیر کتاب کی قیمت کا اور محصول ڈاک سے ۲ر کل مجھ کا منی آرڈر بھیجدیں۔ وی پی کے ذریعہ جو پارسل طلب کیا جاتا ہے اس پر ہم زائد خرچ آتے ہیں۔ اس لئے کتابیں یا قرآن شریف طلب کرتے وقت ان کی قیمت مع محصول منی آرڈر کے ذریعہ بھیجئے۔

علامہ سندی کا نعرۂ حق

حضرت علامہ عبید اللہ سندی ۲۵ سال کی جلاوطنی کے بعد ہندوستان تشریف لائے۔ انھوں نے ان تمام انقلابات کا گہرا مطالعہ کیا، جو اس وقت دنیا کے مختلف حصوں میں برپا ہوتے اور ہو رہے ہیں حضرت علامہ محترم نے ان انقلابات کا مطالعہ ہی نہیں کیا ہے بلکہ انھوں نے

ان میں سے اکثر میں عملی حصہ بھی لیا ہے۔ اور اپنی خداداد بصیرت سے متعدد تحریکوں کی رہنمائی کتاب و سنت کی روشنی میں کی ہے۔ اس لئے خداوند قدوس نے ان کے مبارک دل و دماغ کو انقلابی پروگرام کے لئے کھول دیا ہے اور اس کی ایک جھلک بنگال کی علماء کانفرنس کے اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے دکھائی جس کا خلاصہ یہ ہے۔

(۱) ہندو اور مسلمان تہذیب یورپین اسکول سے نابلد ہے جس کا مدار سائنس اور فلسفہ پر ہے۔ لہٰذا ہندوستان میں یورپین نیشنلزم کو رواج دے کر اقتصادی ترقی کو آزادی کی بنیاد قرار دیں۔

(۲) ہمارے کاشتکار۔ اور مزدور کا معیار زندگی بھی یورپ سے کم نہ ہونا چاہئے۔

(۳) مسلمانوں کو اپنے وطن کا بنا ہوا کپڑا پہننا چاہئے۔

(۴) نیکر اور ہیٹ کا استعمال نماز کے وقت بھی موزوں ہے۔

(۵) جماعت علماء کا ایک حصہ مسلمانوں کے علوم کا محافظ ہو۔

(۶) دوسرا حصہ حکمت و فلسفہ کا محافظ ہو۔ اور اس کو کانگریس میں شریک ہونا چاہئے۔

اس خطبہ کو سننے کے بعد سب سے پہلے علماء سو نے ناک بھوں چڑھائی اور اس کے بعد مسلم لیگ اور خلافت کے کارکنوں اور غیر اسلام کے دشمنوں نے "اسلام کی لاج" رکھنے کے لئے "اسلام کی یہ سب سے بڑی خدمت" انجام دی کہ حضرت علامہ سندھی کے تبحر، تقدس، بزرگی اور مسافرت کا لحاظ کئے بغیر گندہ دشنامی شروع کر دی اور حق مہمان نوازی ادا کیا۔

حضرت علامہ حیران تھے کہ انھوں نے تو اسلام قبول کرتے وقت حضور سرور کائنات فخر موجودات کا یہ اُسوۂ مبارک دیکھا کہ بدترین دشمنوں کو فتح مکہ کے روز قابو پاکر لاتثریب علیکم الیوم کہہ کر معاف فرما دیا۔ حجرۂ مبارک میں پائخانہ پھیرنے والے کی غلاظت کو خود دھونا شروع کیا۔ اور مسافر کی اس شرارت کو معاف کر دیا۔ مگر کلکتہ میں اس حجازی نبیؐ کے ماننے والوں نے ایک بوڑھے خادم اسلام مسافر کے ساتھ وہی سلوک کیا، جو سرکار دو عالمؐ کے ساتھ مکہ کے کافر عناد سے وقت کیا کرتے تھے۔ وتلک الایام نداولہا بین الناس۔

اللہ اللہ جس اسلام کے متبعین کو ادفع باللتی ہی احسن کا حکم دیا گیا تھا اس کے ماننے والے صاحب بھائی ہندوؤں سے تو تعاون کر کے ہزار روپے سالانہ اسلام کے نام پر وصول کر سکتے ہیں۔ مگر علامہ سندھی کا نعرۂ حق ان کے لئے ناقابل برداشت ہوتا ہے۔

قارئین کرام اس سے ناواقف نہیں ہیں کہ پیشوا میں علماء سو کے خلاف انتہائی سختی سے لکھا گیا ہے۔ اور میں ان کو اسلام کے نام پر ایک سیاہ داغ، انسانیت کے لئے اس زمین پر سب سے بڑی لعنت اور مسلمانوں کی تباہی اور اسلامی سلطنتوں کی بربادی کا ذمہ دار سمجھتا ہوں۔ اور اس لئے باوجود خطرات کے میں نے ان بدمعاشوں کی مخالفت کی ہے اور آئندہ بھی اپنی زندگی کے آخری سانس تک مخالفت کروں گا۔ مگر علمائے حق کے پیروں کے نیچے کی خاک بھی میں اپنے سر پر رکھنا اپنی عزت سمجھتا ہوں۔ اور ان علمائے کرام میں سے حضرت علامہ سندھی کو حق گو اور سمجھدار علماء کی صف اول میں آج سے نہیں بلکہ اس وقت سے دیکھتا ہوں جبکہ حضرت موصوف نے نظارۃ المعارف قرآنیہ کے نام سے دہلی کی مسجد فتحپوری میں قرآن حکیم کا درس آج سے پچیس تیس سال پہلے دیا تھا اور مجھے دو چار مرتبہ کلام الٰہی کا درس حضرت علامہ کی زبان مبارک سے سننے کا اتفاق ہوا تھا میری رائے اُس وقت بھی یہی تھی کہ قرآن حکیم کو سمجھنے کا جو ملکہ حضرت علامہ کو حاصل ہے۔ وہ نہ اُس وقت کسی کو حاصل تھا، اور نہ آج کسی کو حاصل ہے۔

پس میں حضرت موصوف کی اسکیم کا خیر مقدم کرتا ہوں۔ اور خداوند قدوس سے دعا کرتا ہوں کہ حضرت محترم تا دیر زندہ رہیں۔ اور مسلمان ان کے حکیمانہ دماغ اور خداداد بصیرت اور انقلابی خیالات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں۔

آج مسجدوں کو چھت تک میسر نہیں

مسلمان قوم خواہ کتنی ہی کیوں نہ تباہ ہو گئی لیکن اس نے مسجدوں کو برباد اور ویران نہیں ہونے دیا لیکن آج یہ نوبت آگئی ہے کہ مسلمانوں کی مسجدیں تک بے سروسامانی کی حالت میں پڑی پڑی پیوند خاک ہو رہی ہیں۔

مسلمانوں کی مسجدوں کی حالت کس قدر دردناک ہے اس کا اندازہ قصبہ ریہڑ ضلع بجنور کی جامع مسجد کی سرگزشت سے ہو سکتا ہے، جو مجھے کشکول کے نام سے موصول ہوئی ہے۔

یہ مسجد زمین بوس ہو چکی تھی کہ ایک مخلص مسلمان نے اسے از سر نو تعمیر کرنے کا کام شروع کیا۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ مسجد آدھی تعمیر ہو گئی ہے آدھی باقی ہے۔ دیواریں اٹھ چکی ہیں۔ مگر چھت کے لئے کوئی انتظام نہیں اور اس پر مصیبت یہ ہے کہ بارشیں شروع ہو گئیں جس کی وجہ سے اندیشہ ہے کہ کہیں یہ مسجد پھر زمین بوس نہ ہو جائے۔

مسلمان قوم جو سینما اور لغویات میں ہر سال لاکھوں روپیہ صرف کرتی ہے کیا اب اس پر اس قدر ادبار آگیا ہے کہ وہ ایک مسجد کو بھی نہیں بچا سکتے۔ ان کے دل میں بارش میں بھیگنے والے نمازیوں کی مصیبت سے بھی درد نہیں پیدا ہوتا۔ میں ناظرین پیشوا اور تمام مسلمانوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اسلامی غیرت کا ثبوت دیتے ہوئے اس مسجد کو جو ادھوری پڑی ہوئی ہے مکمل کرائیں۔ اور اس کی تکمیل کے لئے دو چار دس پانچ

روپے جو کچھ بھی بھیج سکتے ہیں۔ منشی صدرالدین صاحب مہتمم تعمیر جامع مسجد قصبہ ریڑ خلیق منزل دہلی کے پتہ پر بھیج کر اس کار خیر میں شریک ہوں۔

"ریاست" کے ہاتھی اور آل انڈیا ریڈیو

ایک مرتبہ شہر میں چوہے کم ہوگئے تو خالہ بلی کو بھوک نے بہت ستانا شروع کیا۔ پہلے پہل تو اُسے ہر روز بڑی آسانی سے گھر بیٹھے اچھے سے اچھا لقمہ مل جاتا تھا پر اب سب چوہے بلوں میں گھس گئے تھے ایک دن جب خالہ بلی کو بھوک نے بہت ہی ستایا تو وہ خود چل کر ایک چوہے کے بل کے پاس پہنچی اور رائے بڑال کی ایک فلمی طرز میں یہ شعر گایا ؎

چوہے جی تم بڑے امراؤ ۔ ہم بات کریں تم باہر آؤ

چوہے جی نے یہ سن کر اندر ہی سے اُسی دُھن میں جواب دیا ؎

کھود کھاد کیا بل اندر ۔ تم بات کرو ہم سنیں گے اندر

اور خالہ بلی اپنا سا منہ لے کر چلی گئی۔

ریاست اخبار کے ایڈیٹر سردار دیوان سنگھ صاحب مفتوں جو ایک زمانہ میں بڑے موٹے موٹے چوہوں کا شکار کرتے تھے۔ بلوں کے پاس جا کر خالہ بلی کا شعر پڑھ رہے ہیں مگر کوئی بات نہیں بنتی۔ ایک زمانہ تھا کہ سردار صاحب بڑے اچھے شکاری تھے لیکن اب وہ بوڑھے ہوگئے ہیں اُن کو چاہئے تھا کہ پہلے شکاروں میں سے کچھ بچا کے۔ رکھ لیتے تاکہ اس زمانے میں کام آتا جب کہ اُن کے اعضاء بالکل جواب دے چکے ہیں۔

سردار جی خاصا لکھ لیتے تھے۔ مگر اب "ریاست" کے سرورق پر جو دو ہاتھی چھپے ہوئے ہیں، وہ بھی دبلے ہوگئے ہیں، اور اُن کی خبری قابلیت پر بیٹھ گئے ہیں۔ اب ریاست میں سردار دیوان سنگھ کم اور ہاتھی زیادہ نظر آتے ہیں۔ شاید اس لئے کہ سردار صاحب آج کل اُن کو پوری خوراک نہیں دے رہے۔

سردار صاحب کچھ عرصہ سے آل انڈیا ریڈیو کے متعلق اپنے ہاتھی مارکہ خیالات پیش کر رہے ہیں۔ ہر پرچے میں دو تین کالم ریڈیو کے پروگراموں اور ریڈیو کے کارکنوں کے خلاف لکھے جاتے ہیں۔ سردار صاحب کی ناقدانہ نگاہوں میں آل انڈیا ریڈیو کے پروگرام کی ہر چیز ناکارہ اور فضول ہے۔ ریڈیو پر کوئی بھی گائے، انھیں پسند نہیں آتا۔ اگر کوئی مبتدی گاتا ہے تو وہ یہ شکایت کرتے ہیں کہ آل انڈیا ریڈیو عوام کے روپے کو نااہل گویوں پر ضائع کر رہا ہے اور اگر کوئی ماہر موسیقار گاتا ہے تو سردار صاحب کو یہ شکایت پیدا ہوتی ہے کہ آل انڈیا ریڈیو خواہ مخواہ ان لوگوں کو کثیر رقمیں دے کر عوام کا روپیہ برباد کر رہا ہے۔

سردار دیوان سنگھ صاحب مفتوں کی یہ تنقیدیں پڑھ کر کسی کی سمجھ میں نہیں آسکتا کہ وہ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ ہم تو صرف یہی نتیجہ اخذ کر سکے ہیں کہ انھیں ریڈیو اور ریڈیو والوں سے کوئی ذاتی عناد ہے جسے وہ پردے میں رکھنا چاہتے ہیں۔ اب تو انھیں اپنا مدعا صاف صاف بیان کر دینا چاہئے تاکہ اُن سیدھے سادے لوگوں کے دل سے جو کبھی کبھی اُن کا اخبار پڑھتے ہیں، وہ بدگمانی دور ہو جائے جو اُن کے مضامین پڑھنے سے پیدا ہو سکتی ہے۔ (اور اگر اُنھوں نے نہ بیان کیا تو شاید یہ غیر خوش گوار فرض ہمیں انجام دینا پڑے)۔

سردار صاحب نے ریاست کے پچھلے پرچوں میں آل انڈیا ریڈیو کے کنٹرولر مسٹر فیلڈن کی نقل و حرکت پر اعتراضات کئے ہیں آپ اپنے اخبار میں پوچھتے ہیں کہ مسٹر فیلڈن ۱۹۳۸ء میں سات بار بمبئی کیوں گئے اور لکھنؤ صرف ایک بار کیوں گئے۔ یہ ایسا ہی سوال ہے کہ ہم سردار دیوان سنگھ صاحب مفتوں سے پوچھنا شروع کر دیں، سردار صاحب یہ تو بتایئے کہ ۱۹۳۸ء میں آپ کے پرچے کے اندر ہٹلر کا فوٹو ۲۵ مرتبہ کیوں چھپا۔ اور مس بوس نے آپ کا کیا بگاڑا تھا؟ کہ اُس کا فوٹو آپ نے صرف ایک مرتبہ ہی کیوں چھاپا۔

ہم مانتے ہیں کہ لکھنؤ ایک تاریخی مقام ہے اور وہاں کافی سیرگاہیں ہیں مگر بمبئی میں آل انڈیا ریڈیو کا نیا اسٹیشن بن رہا تھا۔ اس لئے اگر کنٹرولر صاحب کو اسٹیشن کی عمارت اور اُس کے دوسرے انتظامات کی دیکھ بھال کے لئے دو مرتبہ بمبئی آنا پڑا تو اُس میں اُن کا کیا قصور تھا۔ وہ سردار صاحب کو خوش کرنے کے لئے ایسا ضروری کام چھوڑ کر مدراس، کلکتہ یا لکھنؤ کیسے جا سکتے تھے؟ اور حقیقت یہ ہے کہ یہ باتیں سردار صاحب کی سمجھ سے کچھ اونچی بھی ہیں۔

ایک بار مسٹر فیلڈن کرسمس منانے کے لئے بمبئی آئے۔ اس پر البتہ سردار دیوان سنگھ صاحب مفتوں اعتراض کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ آپ کا کنٹرولر صاحب سے دوستانہ ہو۔ چونکہ مسٹر فیلڈن کے نام سرکاری احکام جاری نہیں کئے گئے کہ وہ کرسمس کے دن بمبئی میں نہ گزاریں۔ اس لئے اُنھوں نے سردار صاحب سے مشورہ کرنا ضروری نہ سمجھا۔

دو بار کنٹرولر صاحب کو اسٹیشن ڈائرکٹروں کی میٹنگ میں شریک ہونے کے لئے بمبئی آنا پڑا۔ اگر سردار صاحب اپنے ریاستی قلم کو جنبش دے کر یہ میٹنگ منٹگمری کے تپتے ہوئے میدان میں منتقل کرا دیتے تو یقیناً مسٹر فیلڈن کو وہیں جانا پڑتا۔

دو بار آپ کا گورنر کی آمد پر بمبئی آنا ہوا اس پر تو سردار صاحب کو کوئی اعتراض نہ ہونا چاہئے اس لئے کہ آپ جیسے کہنہ مشق صحافی کو گورنر کی اہمیت ضرور معلوم ہوگی۔ اب رہ گیا مسٹر فیلڈن کا مسٹر بخاری کو بار بار ٹیلیفون کرنا تو اس کے بارے میں ہم وثوق سے کیا کہہ سکتے ہیں کہ وہ کیوں ایسا کرتے تھے۔ البتہ مسٹر ایس اے بخاری اور مسٹر ملک ان کو یہ اطلاعات بہم پہنچا سکتے ہیں جو ان کے خاص دوست ہیں۔ سردار صاحب کو غالباً یہ سن کر خوشی ہوگی کہ حکومت ہند نے مسٹر فیلڈن کے پانچ سالہ تجربات سے فائدہ اُٹھا۔ ...

کسی رنگروٹ کو کنٹرولر مقرر نہیں کیا بلکہ آئندہ پانچ سال کے لئے بھی مسٹر فیلڈن ہی کی خدمات حاصل کیں۔ ہم حریت میں بہت جلد اس حقیقت کا انکشاف کریں گے کہ سردار صاحب نے ریڈیو کی مخالفت کیوں شروع کی اور وہ کس شرط پر اپنی مخالفت ختم کرسکتے ہیں اور اس میں مسٹر فیلڈن اور مسٹر بخاری کی کیا کمزوریاں ہیں، اور سردار صاحب کے وسائل معلومات کیا ہیں؟

مولانا کاظمی صاحب کا ایک اور مسودہ مرکزی اسمبلی میں

مولانا کاظمی صاحب سہارنپور ڈویژن سے احرار ٹکٹ پر مرکزی اسمبلی میں گئے ہیں۔ انھوں نے بہت تھوڑے عرصہ میں اپنی محنت اور مسلمانوں کی خدمت سے قوم پرور مسلمان ممبران میں ایک خاص اہمیت حاصل کرلی ہے آج تک انھوں نے ایک ووٹ بھی انگریز کی حمایت میں نہیں دیا اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ملک اور قوم کی ضروریات سے چشم پوشی کی ہو مرکزی اسمبلی میں ہمیشہ انھوں نے عوام کی خدمات کی ترجمانی کی ہے۔ اور اپنے حلقہ اور اپنے صوبہ کے علاوہ ہندوستان کے کسی حصہ کے مسلمان نے خواہ وہ کاظمی صاحب کا واقف کار ہو یا نہ ہو اگر یہ خواہش کی ہے کہ اس کی فریاد مرکزی اسمبلی میں پہنچائی جائے تو کاظمی صاحب نے ایک منٹ کا توقف کئے بغیر اس کی خدمت بڑی خوشی سے انجام دی ہے۔ اور یہ وہ اعزاز ہے کہ اس میں ان کا پوری اسمبلی میں کوئی حریف نہیں ہے۔

اسمبلی کا ممبر منتخب ہوتے ہی کاظمی صاحب نے خلع بل پیش کیا۔ جس سے مسلمان عورت کی انتہائی مظلومیت کا خاتمہ ہوا۔ اور یہ وہ اہم ترین کارنامہ ہے کہ گذشتہ پچاس سال میں کسی مسلمان ممبر کو اس کی توفیق نہ ہوئی تھی، حکومت نے کاظمی صاحب کے راستہ میں روڑے اٹکائے مسلم لیگ نے دور سے کھڑے رہ کر تماشا دیکھا۔ مگر ذہن کے پکے اور عزم و استقلال کے کوہ وقار اپنی جگہ سے نہ ہلے۔ اور حکومت ہند نے مسلم جج کی قید اڑا کر مجبوراً خلع ایکٹ نافذ کیا۔ جو اگرچہ ناقص ہے مگر نہ ہونے سے ہونا بہتر ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ گذشتہ چار ماہ میں صدہا مظلوم مسلمان عورتیں ظالم اور شرع اسلام کے باغی مسلمان مردوں کی گرفت سے رہائی حاصل کرنے میں کامیاب ہوئیں۔

خلع ایکٹ کی شرعی خامی کو دور کرنے کے لئے مسلمانوں کے اس مخلص رہنما نے شملہ کے اجلاس اسمبلی میں قاضی بل کا مسودہ پیش کیا ہے جو پیشوا کے آئندہ صفحات پر قارئین کرام ملاحظہ فرمائیں گے۔

میں اس بل کا پیشوا کے پچاس ہزار پڑھنے والوں کی طرف سے خیر مقدم کرتا ہوں اور مسلمان ممبران اسمبلی سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ جلد از جلد اس کو پاس کرانے میں متحدہ محاذ پیش کریں اور کاظمی صاحب کی طرح مفید اور اہم مسودات پیش کرکے مسلمانوں کی معاشری اور مذہبی ضروریات کی تکمیل کرائیں۔ کتنے اہم سماجی مسائل ہیں، جن کے لئے اگر مسلمان ممبران مسودات پیش کریں تو مسلمانوں کی کایا پلٹ ہو سکتی ہے۔

کاظمی صاحب کے رائے دہندگان اپنے اس مخلص نمائندے پر جتنا فخر کریں کم ہے۔ کہ جس نے اپنی محنت و تدبر سے مسلمان قوم کی وہ خدمت کی ہے کہ اسمبلی کا گذشتہ پچاس سالہ ریکارڈ خالی ہے۔ خدا کرے کہ کاظمی صاحب اس سے زیادہ مسلمانوں کی خدمت کریں اور مسلمانوں جیسی ناشکری اور بے پروائی قوم اس ناسور و محب وطن و عاشق اسلام کی خدمات کا اعتراف بھی ہمت افزائی کے لئے کرے۔ اگرچہ ان کو اس کی ضرورت نہیں ہے تاہم اسلام کی تعلیم یہی ہے۔

حدیث کی دو کتابیں

پیشوا میں صحاح ستہ کی دو کتابیں نسائی ابن ماجہ ترجمہ کر کے شائع کی جارہی ہیں جو بھائی پوری کتابیں خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتے اُن کو پیشوا کے یہ اوراق محفوظ رکھنے چاہئیں۔ تاکہ یہ دونوں کتابیں ان کے پاس بغیر کسی خرچ کے جمع ہو جائیں۔

اگلا پرچہ آل رسولؐ نمبر ہوگا

افسوس ہے کہ سخت گرمی، شدید کساد بازاری، طویل علالت کی وجہ اس مرتبہ آل رسولؐ نمبر مرتب نہ ہو سکا۔ تاہم رجب کا پرچہ آل رسولؐ نمبر ہوگا۔ جس میں حضرت سیدہ فاطمہؓ اور دوازدہ امام کے مکمل حالات ہوں گے عاشقان اہلبیت نبوی کو ابھی سے خبر کر دیجئے کہ اگر وہ اس دولت لازوال کو حاصل کرنا چاہیں، تو فوراً پیشوا کے خریدار ہو جائیں۔

اوقاف کی حفاظت کے لئے یہ بل ناکافی ہے

دہلی کے اسلامی اوقاف کی جو ناگفتہ بہ حالت ہے، اس پر میں ۱۹۲۸ء سے لکھ رہا ہوں اور ۱۹۳۲ء سے مساجد ہائے منتظمہ کمیٹی جامع و فتحپوری کے خلاف مسلمانان دہلی کا ہمنوا ہو کر انتظام کی اصلاح اور وقف کے روپے کے تحفظ کے لئے مصروف کار ہوں۔ مگر حکومت کے یہ ٹوڈی جن کا پیٹ جہنم سے زیادہ بڑا ہے، حکومت پرستی کی دھونس میں غبن اور خیانت جیسے شرمناک جرائم کے مرتکب ہوتے ہوئے بھی ان اوقاف کو اسی طرح چمٹے ہوئے ہیں جس طرح سڑی ہوئی لاش کو موٹے موٹے گدھ چمٹے رہتے ہیں۔ خیانت، غبن، بے ایمانی کے مکروہ الزامات کے بعد ان اداروں سے مستعفی نہ ہونا کیا معنی رکھتا ہے تیس سال تک حسابات نہ شائع کرنا۔ اور پبلک کو حساب اوڈٹ کرنے اور حساب سمجھنے کا موقع نہ دینا۔ ایمانداری کا کام نہیں ہے۔

بہرحال عرصہ کی چیخ پکار کے بعد کونسل آف اسٹیٹ میں جامع فتحپوری، کلاں مسجد کے متعلق ایک بل آیا ہے جس میں نامزد ممبران کی تجویز کی گئی ہے، ان ممبران کو عام مسلمانوں کو منتخب کرنے کا حق نہیں دیا گیا ہے اور یہ بل بھی سنہری مسجد، زینت المساجد، موتمر الاسلام وغیرہ اوقاف حاوی نہ ہوگا۔ اس لئے اوقاف کی حفاظت کے لئے یہ بل قطعی ناکافی ہے

سالکان طریقت

(تصوف اور تعلیم تصوف پر ایک لاجواب تالیف)

(سید عزیز حسن بقائی)

گذشتہ سے پیوستہ

(۱۱۱) ذکر و فکر سے کسی حال میں غافل نہ ہونا چاہئے

عبداللہ بن احنف رح کہتے ہیں کہ میں مصر سے رملہ کی طرف روانہ ہوا اور روز باری رح کی خدمت میں حاضری کی سعادت حاصل کرنے کا ارادہ کیا۔ عیسیٰ بن یونس مصری رح نے مجھ کو دیکھ کر فرمایا: "کیا میں تمہاری رہنمائی کر دوں؟" میں نے عرض کیا "ہاں"۔ انھوں نے فرمایا: "تم صور فان چلے جاؤ وہاں ایک سن رسیدہ بزرگ اور صاحب دل ایک نوجوان ہیں جو ہر وقت مراقبہ میں رہتے ہیں اگر تم نے ان کو ایک نظر دیکھ لیا تو پھر ساری عمر تم کو کسی اور کی خدمت کی ضرورت نہ ہوگی۔" عبداللہ بن احنف رح کا بیان ہے کہ میں صور فان پہنچ کر دونوں بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہوا اور حالت یہ تھی کہ بھوک سے میں بے تاب تھا اور نہ کوئی ایسا کپڑا میرے پاس تھا کہ مجھ کو آفتاب کی تپش سے بچا سکتا میں نے دیکھا کہ دونوں بزرگ قبلہ کی طرف منہ کئے مراقبہ میں مشغول ہیں۔ میں نے ان کو سلام کیا لیکن انھوں نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا۔ جب میں نے اُن کو خاموش پایا تو کہا "میں تم کو خدا کی قسم دے کر یہ خواہش کرتا ہوں کہ تم مجھ کو ہم کلامی کا شرف بخشو"۔ میرے الفاظ سن کر سن رسیدہ بزرگ نے سر اٹھایا اور کہا "ابن احنف! تم بڑے بیکار انسان ہو کہ تم نے ہمارے پاس آنے کا وقت نکال لیا۔" یہ کہہ کر سن رسیدہ بزرگ پھر مراقبہ میں چلے گئے اور میں اُن کے سامنے بیٹھ گیا۔ ظہر کی نماز پڑھی اور عصر کا وقت آجانے پر عصر کی نماز ادا کی۔ میری بھوک اور پیاس بالکل جاتی رہی تھی اور خورد و نوش کی خواہش گویا سرد پڑ گئی تھی۔ میں نے نوجوان صاحب دل سے عرض کیا "مجھ کو نفع پہنچانے کے لئے کچھ نصیحت فرمائیے"۔ نوجوان نے کہا "ہم لوگ مصائب و ابتلاء کے دور میں ہیں وعظ و نصیحت ہم سے ممکن نہیں ہے"۔ ابن احنف رح کہتے ہیں میں تین روز تک ان حضرات کے پاس رہا اور ان ایام میں نہ کچھ کھایا اور نہ پیا۔ تیسرے دن رات کے وقت میں نے اپنے دل میں کہا "ان حضرات سے کچھ باتیں دریافت کرنی چاہئیں تاکہ ممکن ہے مجھے بھی فائدہ اٹھا سکوں"۔ میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ نوجوان نے سر اٹھایا اور مجھ کو مخاطب کر کے فرمایا: "تم اُن لوگوں کی صحبت اختیار کرو جن کو دیکھنے سے خدا کی یاد کا جذبہ پیدا ہو اور زبان سے بے اختیار ذکر جاری ہو جائے اور جن کے اعمال و افعال وعظ و نصیحت کا کام دیں"۔ میں ان الفاظ پر دیر تک غور کرتا رہا اور چند لمحوں کے بعد نظر اٹھا کر دیکھا تو دونوں حضرات کو غائب پایا۔ یہ کیفیت دیکھ کر بے اختیار میری زبان پر ایک شعر جاری ہو گیا۔ جس کا مفہوم یہ تھا کہ "صبح ہونے سے پہلے انھوں نے سواریوں کو آراستہ کیا اور کوچ کر گئے۔ اور مجھ کو وادیوں یا پہاڑی نما ٹیلوں پر روتا چھوڑ گئے۔"

(۱۱۲) انسان کون لوگ ہیں ؟

ابو القاسم بغدادی رح کہتے ہیں کہ ایک روز میں نے خواب میں شیطان کو برہنہ حالت میں دیکھا (معاذ اللہ) میں نے اُس سے کہا "کیا تجھ کو انسانوں سے شرم نہیں آتی"۔ شیطان نے کہا "کیا یہ لوگ جو تمہارے پاس بیٹھے ہیں انسان ہیں؟" میں نے کہا "ہاں"۔ شیطان نے کہا "اگر یہ لوگ انسان ہوتے تو میں ان سے اس طرح نہ کھیلتا جس طرح بچے گیند سے کھیلتے ہیں یہ لوگ تو انسان نہیں انسان تو اور ہی ہوتے ہیں"۔ میں نے پوچھا "انسان کون لوگ ہیں"۔ شیطان نے کہا "شونیزیہ مسجد میں انسانوں کی ایک جماعت رہتی ہے جنھوں نے یاد الٰہی میں اپنے جسموں کو گھلا دیا ہے اور جن کے قلوب میں آتش محبت و غیرت بھڑک رہی ہے میں جب اُن کے قریب جانے اور اُن کو فریب دینے کا ارادہ کرتا ہوں خداوند تعالیٰ اُن کو آگاہ کر دیتا ہے اور میں اُن کے قریب سے اس طرح بھاگنے پر مجبور ہو جاتا ہوں گویا آگ کے شعلے مجھ پر حملہ آور ہیں اور مجھ کو پھونک دیں گے"۔ حضرت جنید بغدادی رح فرماتے ہیں کہ میں صبح کو سو کر اٹھا فرائض سے فراغت کی اور اس کے بعد شونیزیہ مسجد کی طرف روانہ ہوا مسجد میں پہنچ کر میں نے تین آدمیوں کو دیکھا جو اپنے سروں کو چادروں میں چھپائے ہوئے مراقبہ میں مشغول تھے۔ میری آہٹ پاکر اُن میں سے ایک نے اپنا سر باہر نکالا اور کہا "ابو القاسم! شیطان نے ہمارے معاملہ میں جو کچھ تم سے کہا ہے اُس سے تم فریب میں مبتلا نہ ہو جانا شیطان پر خدا کی لعنت ہو"۔ یہ کہہ کر اُس نے اپنا

ملفوظاتِ باقی

(سلسلۂ نقشبندیہ کے سالار حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے ملفوظات عالیہ اور سلسلۂ نقشبندیہ کی تعلیم)

(جامع سید عزیز حسن بقائی نبیرۂ حضرت خواجہ باقی باللہؒ)

گذشتہ سے پیوستہ

(۱۲۰) وَلایت اور وِلایت کا اجتماع ممکن ہے

حضرت خواجہ رہ نے وَلایت اور وِلایت کے فرق کو بیان فرما کر ارشاد فرمایا کہ "ممکن ہے دونوں ولایتیں ایک شخص میں پائی جائیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ کسی شخص کو ایک ہی ولایت حاصل ہو اور دوسری ولایت سے بہرہ ور نہ ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ ایک شخص میں ایک ولایت زیادہ پائی جائے اور دوسری کم یعنی ایک ولایت کا اثر زیادہ ہو اور دوسری کا کم" اس کے بعد حضرت خواجہ نے فرمایا کہ وَلایت (بالفتح یعنی وہ ولایت جس میں بندہ کو حق تعالےٰ سے قربت حاصل ہو) وِلایت (بالکسر یعنی وہ ولایت جس میں بندہ کو مخلوقات میں قبولیت حاصل ہو جائے) پر ہمیشہ غالب رہتی ہے"

(۱۲۱) وَلایت اور وِلایت کے انتقال کا مسئلہ

حضرت خواجہ رہ نے دوران گفتگو میں فرمایا کہ "جب کوئی پیشوا یا مرشد کامل اس جہان سے رخصت ہوتا ہے تو وِلایت (بکسر واؤ) کو اپنے مخلصوں میں سے کسی ایک کو حوالہ کر جاتا ہے اور وَلایت (بفتح واؤ) کو اپنے ساتھ لے جاتا ہے"

خاکسار عزیز حسن عرض کرتا ہے کہ "وَلایت (بفتح واؤ) چونکہ خداوند بزرگ و برتر سے قربت کا نام ہے اور یہ قربت مرشد کامل مخصوص ریاضتوں اور محنتوں سے حاصل کرتا ہے اس لئے وہ اس کی ذات سے مخصوص ہوتی ہے اور اس کا انتقال کسی طرح ممکن نہیں ہے البتہ وِلایت (بکسر واؤ) چونکہ مخلوق الٰہی میں مقبولیت کا نام ہے اس لئے مرشد کامل اپنے مخلص کو اپنی توجہات اور تعلیم سے اس قابل بنا سکتا ہے کہ وہ بھی عام قبولیت حاصل کرلے اور مرشد کی وفات کے بعد اس کا جانشین قرار پائے۔

(۱۲۲) وِلایت کو سلب کیا جاسکتا ہے

حضرت خواجہ رہ نے ایک موقع پر فرمایا کہ "وِلایت (بکسر واؤ) کو واپس بھی لیا جاسکتا ہے یعنی مرشد کو جو قبولیت مخلوق الٰہی میں حاصل ہوتی ہے خداوند تعالےٰ اس قبولیت کو سلب کرسکتا ہے، اور واپس لے سکتا ہے" اس سلسلہ میں خواجہ رہ نے یہ واقعہ بیان فرمایا کہ "شیخ ابن الفارض رہ لکھتے ہیں کہ ایک مرشد کامل تھا جو سبزی فروشی کا کام کرتا تھا جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے مجھ کو یہ وصیت کی کہ میرے جنازہ کو فلاں پہاڑ پر لے جاکر رکھ دینا اور انتظار کرنا ایک شخص مجھ پر نماز جنازہ پڑھنے آئے گا تم اس کی اقتدا کرنا، چنانچہ اُن کی وفات کے بعد میں نے ایسا ہی کیا چند لمحوں کے بعد میں نے دیکھا کہ ایک شخص پرندوں کی مانند اُڑتا ہوا پہاڑ پر آیا اور جنازہ کی نماز شروع کر دی میں نے اس کی اقتدا کی دیکھا کہ زمین سے آسمان تک سبز و سفید رنگ کے جانور (پرندے) صف باندھے ہوئے ہیں اور تسبیح پڑھ رہے ہیں نماز کے بعد میں نے دیکھا کہ ایک بڑا سبز پرندہ آیا اور جنازہ کو اُٹھا کر لے گیا اور لمحوں میں نظروں سے غائب ہوگیا میں حیران کھڑا اس منظر کو دیکھ رہا تھا کہ وہ شخص جس نے نماز جنازہ پڑھائی تھی میری طرف متوجہ ہوا، اور کہا کہ کیا تم نے یہ نہیں سنا کہ شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں کی شکل میں رہتی ہیں اور وہ لوگ جو محبت الٰہی کے مقتول ہیں سبز حجروں میں رہتے ہیں یہ بزرگ بھی جن کی نماز پڑھی گئی ہے انہیں لوگوں میں سے تھے لیکن مجھ سے کوئی قصور ہوگیا تھا کہ خدا نے مجھ کو اس مقام سے گرادیا اور مخلوق کی نظر میں قبولیت نہ رہی۔ شیخ ابن الفارض کہتے ہیں کہ میں نے غور سے اس شخص کی طرف دیکھا تو مجھ کو معلوم ہوا کہ یہ تو وہ شخص ہے جو شہر کے بازاروں میں پھرا کرتا تھا اور لوگ دھکے دے کر اس کو اپنی دوکانوں کے سامنے سے ہٹا دیا کرتے تھے"

(۱۲۳) انسان کے لئے بہترین سعادت کیا ہے؟

حضرت خواجہ رہ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ "کوئی سعادت دنیا میں اس سے بڑھ کر نہیں ہے کہ بندہ کو حق تعالیٰ سے اُنس و محبت حاصل ہوجائے اور جب یہ اُنس و محبت دائمی ہوجائے تو پھر استغفار کی ضرورت باقی نہیں رہتی"

عزیز حسن جامع ملفوظات عرض کرتا ہے کہ "دائمی اُنس و محبت کا مطلب یہ ہے کہ سالک خداوند بزرگ و برتر کی ذات کے سوا دل میں اور کسی کی گنجائش نہ پائے اور محبت الٰہی کے سوا روح میں اور کسی چیز کا اثر نہ دیکھے جب انسان اس درجہ پر پہنچ جاتا ہے اور ہر چیز میں وہ جلوۂ حق کو جلوہ گر دیکھتا ہو تو قرب الٰہی کے حصول کا اس کو انتظار نہیں کرنا پڑتا اور خداوند تعالیٰ اس کو

ادبِ نبوی صلعم

(حضور سرورِ کائنات کی اخلاقی سیاسی اور معاشی تعلیم پر ایک لاجواب تصنیف)

(از حضرت علامہ آغا رفیق صاحب بلند شہری)

گذشتہ سے پیوستہ

(بقیہ) آسانی پیدا کرنے بشارت دینے اور اتحاد قائم رکھنے کی ہدایات

اور مثلاً گنہگار شخص کو یہ کہہ کر اسلام سے نفرت نہ دلائی جائے کہ اسلام میں گناہ کا کفارہ نہیں ہے یا یہ کہ جو گناہ انسان کر چکا ہے اُس کا کفارہ نہیں ہو سکتا اور گنہگار کی توبہ قبول نہیں ہوتی یا یہ کہ گناہوں کی سزا ضرور دی جائے گی کسی حالت میں مجرم سزا سے نہیں بچ سکتا۔ کیونکہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ گنہگار اسلام کی پناہ حاصل کرنے سے گریز کرے گا۔ گناہ پر دلیر ہو جائے گا، اور نجات سے مایوس ہو کر اپنی زندگی کو جرائم میں بسر کر دے گا۔ اور مثلاً طالب اسلام یا طالب نجات عاقبت و آخرت کے معاملہ میں سستی و غفلت سے کام نہ لے اور بد اعمالی کے نتائج سے بے پرواہ نہ ہو اس لئے کہ آخرت کی طرف سے غفلت و سستی اُس کی روحانی طاقتوں اور اعمالِ صالحہ کی خواہشات کو فنا کر دے گی۔ اور عزم صادق اور جذبہ صحیح کو ضائع کر کے اس قدر پست ہمت بنا دے گی کہ اُس کے دینی و دنیوی تمام کاموں میں انتشار پیدا ہو جائے گا۔ اور اس انتشار سے جو ضرر اس کو پہنچے گا کسی تشریح کا محتاج نہیں ہے۔

حضور صلعم نے حضرات ابو موسیٰ اشعری اور معاذ بن جبل رض کو یمن روانہ کرتے وقت جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے یہ حکم بھی دیا تھا کہ لوگوں کو تمام دینی و دنیوی کاموں میں بھلائی کی بشارت دینا اور کوئی ایسی بات نہ کہنا جو ان کے دل میں نفرت کا جذبہ پیدا کر دے اس کی چند مثالیں اوپر بیان کی جا چکی ہیں اس کی ایک مثال یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اگر تم کسی ایسے شخص سے ملو جس نے حال میں شادی کی ہو تو تم اُس کو اس شادی پر مبارک باد دو اور خوش گوار زندگی بسر کرنے کی بشارت دو اور اولاد صالح پیدا ہونے کی دعا دو یہ نہ کہو کہ تمہاری بیوی تو بڑی بدتمیز، بے ادب، بدخلق اور بیہیا ہے، اور اُس کا خاندان بھی اچھا نہیں ہے یا یہ کہ تمہاری بیوی تو خانہ داری سے قطعاً ناواقف ہے یا یہ کہ تمہاری بیوی کی نسبت پہلے فلاں شخص سے ہوئی تھی اُس نے اُس کو بدتمیز و جاہل پا کر اس نسبت کو ترک کر دیا۔ آخری جملوں کا واضح مطلب یہ ہوگا کہ وہ شخص جس نے اس عورت سے شادی کی ہے انتہا درجہ کا احمق، کوتاہ نظر اور نادان ہے کہ اُس نے ایسی عورت سے شادی کر لی اور یہ کہ ایسی عورت سے موافقت و اُلفت دشوار ہے۔

حضور صلعم نے ابو موسیٰ اشعری اور معاذ بن جبل رض کو جو ہدایات فرمائی تھیں اُن میں تبشیر (بشارت دینا) کے مقابلہ میں تنفیر (نفرت دلانا) کا جملہ استعمال فرمایا ہے حالانکہ تبشیر کا مقابل انذار (ڈرانا) ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ انذار و افعال سے لوگوں کو ڈرانا اور باز رکھنا ممنوع نہیں ہے اور حضور صلعم کی شان ہی بشیر و نذیر ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے:۔

لینذر باسا شدیدا من لدنہ ویبشر المؤمنین الذین یعملون الصالحات ان لھم اجرا حسنا ماکثین فیہ ابدا۔	اللہ کی طرف سے جو عذاب کافروں پر ہونے والا ہے اُس سے یہ قرآن ڈراتا ہے اور مؤمنین کو جن کے عمل صالح ہیں عمدہ ثواب (یعنی جنت) کی بشارت دیتا ہے جن کو اس میں ہمیشہ رہنا ہے۔

پھر قرآن کی شان بھی یہی ہے کہ وہ نعمتوں اور پاداش جرائم کو ساتھ ساتھ بیان کرتا ہے اور جگہ جگہ یہ بتلایا گیا ہے کہ نعمتوں کی جگہ (جنت) پرہیزگاروں کے لئے ہے اور سزا کا مقام (دوزخ) مجرموں کے واسطے ہے ایسی حالت میں ظاہر ہے کہ حضور صلعم .. انذار (ڈرانا) سے منع نہیں فرما سکتے تھے۔

مختصر یہ کہ حضور صلعم نے ابو موسیٰ اشعری اور معاذ بن جبل رض کو انذار سے منع نہیں فرمایا۔ بلکہ تنفیر (نفرت دلانا) سے منع کیا واقعہ یہ ہے تبشیر اور انذار دونوں چیزیں اپنی اپنی جگہ خاص اہمیت رکھتی ہیں، ڈرانے کا فرض اُس وقت ادا کیا جاتا ہے جب کہ انسان اتنا بے پرواہ ہو کہ تخویف و انذار کے بغیر راہ راست اختیار کرنے پر آمادہ نہ ہو اور بشارت و خوشخبری اُس موقع پر دی جاتی ہے، جب کہ انسان میں عمل کا جذبہ نہ پایا جاتا ہو، مختصر یہ کہ یہ دونوں چیزیں محمود و پسندیدہ اور اپنے اپنے موقع پر ضروری ہیں۔

نفرت پیدا کرنے کی ایک مثال یہ ہو سکتی ہے کہ کسی مدرسہ کا مدرس طلبار کے سامنے اتنی لمبی تقریر کرے یا اتنے مشکل مسائل بتائے کہ طلبا، اُن کو محفوظ نہ رکھ سکیں اور اُن کے دل میں اُس علم یا فن سے نفرت پیدا ہو جائے، مدرس کو چاہئے کہ طلبا میں حصول تعلیم کے جذبہ کو بڑھانے اور علم و فن سے مانوس بنانے کے لئے مختصر و جامع الفاظ میں تقریر کرے، آسان طریقہ پر مسائل کو سمجھائے اور بتدریج اُن کی استعداد کو بڑھائے تاکہ وہ پھر مشکل مسائل کو بھی سمجھ لیں۔

۳۔ حضور صلعم نے ابو موسیٰ اشعری اور معاذ بن جبل رضہ کو تیسری ہدایت یہ کی تھی کہ اتحاد و اتفاق کو اپنا نصب العین بنانا اور اختلاف و مخالفت سے باز رہنا اس لئے کہ اتحاد و اتفاق کا دوسرا نام قوت و الفت ہے اور اختلاف و مخالفت کا دوسرا نام کمزوری و نفرت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب تک مسلمان اوامر و منہیات خداوندی پر قائم رہیں اور احکام الٰہی پر کاربند رہیں اُس وقت تک اتحاد و اتفاق کے رشتہ کو پیوستہ رکھا جائے۔ اور جب اس میں کوئی خرابی پیدا ہو جائے یا احکام الٰہی کی اطاعت میں غفلت و سستی نظر آئے، تو اس خوبی سے لوگوں کو سمجھایا جائے کہ اُن کے قلب میں نفرت پیدا نہ ہو اور حالات کی نوعیت انذار سے کام لینے کی حد تک پہنچ جائے تو انذار سے بھی کام لیا جائے۔

واقعہ یہ ہے کہ حضور صلعم نے جو ہدایات ابو موسیٰ اشعری اور معاذ بن جبل رضہ کو دی تھیں وہ اس قابل ہیں کہ ہر حاکم اُن کو اپنا نصب العین بنائے اور ہر وقت اُن سے کام لے تاکہ ملک کے انتظام میں کوئی خرابی پیدا نہ ہو اور راعی و رعایا دونوں خوش رہیں۔

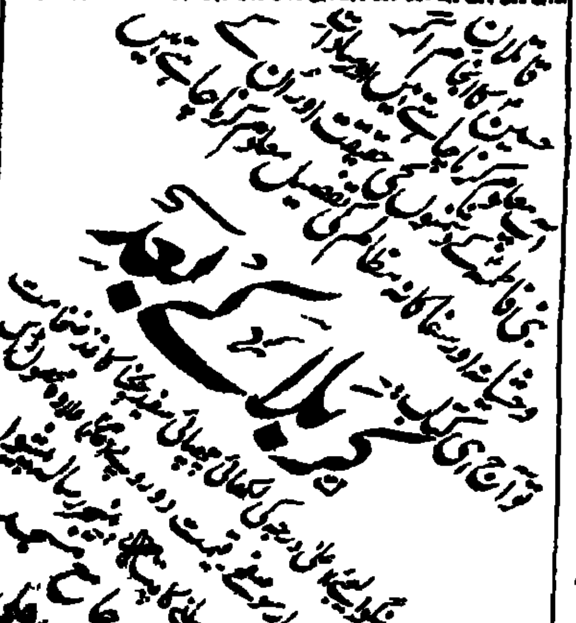
اوپر جو حدیث بیان کی گئی ہے وہ ایک بڑی حدیث کا ٹکڑا ہے ہم یہاں پوری حدیث عام نفع کی غرض سے درج کئے دیتے ہیں۔

حدثنا مسلم. حدثنا شعبہ. حدثنا سعید بن ابی بُردہ عن ابیہ قال بعث النبی ؐ جدہ ابا موسیٰ ومعاذ الی الیمن فقال" یسرا ولا تعسرا. وبشرا ولا تنفرا. وتطاوعا ولا تختلفا" فقال ابوموسیٰ "یا نبی اللہ؟ ان ارضنا بھا شراب من الشعیر المزر. وشراب من العسل البتع" فقال" کل مسکر حرام " فانطلقا فقال معاذ لابی موسیٰ" کیف تقرء القراٰن؟" قال" قائما و قاعدا و علی راحلتی. واتفوقہ تفوقاً" قال" اما انا فانام فاقوم وانام. فاحتسب نومتی کما احتسب قومتی " و ضرب فسطاطاً فجعلا یتزاوران- فزار معاذ ابا موسیٰ. فاذا رجل موثق فقال" ماھذا" فقال ابوموسیٰ" یھودی اسلم ثم ارتد " فقال معاذ لاضربن عنقہ۔

(بخاری)

ہم سے مسلم نے، مسلم سے شعبہ نے شعبہ سے ابو بردہ ۔۔۔۔ سے ابو بردہ سے اُن کے والد نے بیان کیا کہ میرے دادا ابو موسیٰ اور معاذ بن جبل کو حضور صلعم نے یمن روانہ کیا اور فرمایا " آسانی کرنا، مشکل میں نہ ڈالنا، خوش خبری دینا نفرت پیدا نہ کرنا اور دونوں متحد و متفق رہنا، اختلاف نہ کرنا" ابو موسیٰ نے عرض کیا" خدا کے نبی! یمن میں جو اور شہد کی شراب بھی ہوتی ہے" حضور نے فرمایا" ہر نشہ آور چیز حرام ہے" یہ ہدایات پاکر دونوں صاحب یمن پہنچ گئے ایک روز معاذ رضہ نے ابو موسیٰ سے پوچھا" تم قرآن کیونکر پڑھتے ہو" ابو موسیٰ نے کہا " کھڑے ہو کر، بیٹھ کر اور سواری پر اور ہر حال میں وقتاً فوقتاً" معاذ نے کہا " میں تو رات کو سوتا بھی ہوں اور عبادت بھی کرتا ہوں اور پھر عبادت کے بعد بھی سو جاتا ہوں اور جس بات کا متوقع عبادت میں ہوں سونے میں بھی اُسی کا متوقع ہوں یعنی عبادت اور سونا دونوں میں خدا کی خوشنودی کی توقع رکھتا ہوں"

دونوں حضرات نے دو خیموں میں رہائش اختیار کی اور ایک دوسرے سے ملاقات کرتے رہے ایک روز معاذ ابو موسیٰ کے خیمہ میں آئے تو ایک شخص کو رسیوں میں بندھا ہوا پاکر پوچھا " یہ کون ہے" ابو موسیٰ نے کہا " یہ ایک یہودی تھا مسلمان ہو کر پھر مرتد ہو گیا ہے" معاذ رضہ نے کہا " ہم اس کی گردن اڑا دیں گے۔ (باقی آئندہ)



اِسلامی فتوحات

(اسلام کے عہد اول کی فتوحات پر ایک محققانہ تصنیف)

(از حضرت علامہ آغا رفیق صاحب بلند شہری)

گذشتہ سے پیوستہ

بقیہ جنگ قادسیہ

رستم نے زہرہ بن حویہ کی تقریر سن کر پوچھا "اسلام کیا چیز ہے؟" زہرہ بن حویہ نے کہا "اسلام کا سب سے بڑا رکن جس کے بغیر اسلام درست نہیں ہوتا۔ اس امر کا اعتراف کرنا ہے کہ خدا ایک ہے اور اُس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور یہ کہ محمدؐ خدا کے رسول ہیں" رستم نے پوچھا "اس کے سوا اسلام کی اور باتیں بتاؤ"۔ زہرہ بن حویہ نے کہا "اسلام لوگوں کو لوگوں کی عبادت ۔ ۔ ۔ ۔ سے نکال کر خدا کی عبادت میں داخل کرتا ہے۔ تمام لوگ آدم و حوا کی اولاد ہیں اور سارے انسان ایک ہی ماں باپ یعنی آدم و حوا کے بیٹے اور آپس میں بھائی بھائی ہیں" رستم نے یہ سن کر کہا "یہ دین تو بہت اچھا ہے"

اس کے بعد رستم نے پوچھا "اگر میں اور میری قوم اس دین کو قبول کرلے تو تمہارا سلوک ہمارے ساتھ کیسا ہوگا۔ کیا تم ہم کو ہمارے حال پر چھوڑ کر اپنے ملک کو واپس چلے جاؤ گے" زہرہ بن حویہ نے کہا "ہاں خدا کی قسم! ہم واپس چلے جائیں گے"۔ رستم نے کہا "تم نے سچ کہا ہمارے ملک فارس کے باشندوں کی حالت تو یہ ہے کہ جب سے اردشیر بادشاہ ہوا ہے اُس وقت سے یہاں داشراف شہر نے چھوٹے طبقے کے لوگوں کو اپنی اعانت و مدد کے لئے طلب نہیں کیا، اور جن کاموں میں وہ مشغول ہیں اُن سے اس خیال سے اُن کو جدا نہیں کیا کہ کہیں وہ ہمسری کا دعویٰ نہ کرسکیں" زہرہ بن حویہ نے کہا "ہمارا برتاؤ تو تمام انسانوں کے ساتھ یکساں بھلائی کا ہے ہم تمام لوگوں کے معاملات میں خدا کے حکم کے موافق کام کرتے ہیں اور جو شخص خدا کی نافرمانی کرتا ہے اُس کے متعلق ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ وہ ہم کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتا" زہرہ بن حویہ اس گفتگو کے بعد واپس چلے گئے، اور رستم نے فارس کے لوگوں کو بلا کر وہ تمام گفتگو سنائی جو زہرہ بن حویہ سے اُس کی ہوئی تھی۔ باشندگان فارس نے اس گفتگو کو توجہ سے سنا اور پسند کیا۔

دوسرے دن رستم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ کے پاس پھر ایک قاصد بھیج کر یہ خواہش ظاہر کی کہ اپنے آدمیوں میں سے کوئی ایسا آدمی ہمارے پاس بھیجو جس سے ہم اطمینان کے ساتھ گفتگو کرسکیں۔ یہ پیام پہنچنے پر حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ نے چند آدمیوں کو رستم کے پاس بھیجنے کے لئے طلب فرمایا۔ ربعی بن عامر رضؓ نے حاضر ہو کر عرض کیا "میرے خیال میں چند آدمیوں کا روانہ کرنا اس لئے مناسب نہیں ہے کہ اختلاف خیالات کا ظہور اس صورت میں ممکن ہے۔ اگر آپ مناسب خیال فرمائیں تو صرف ایک آدمی کو روانہ فرمائیں" حضرت سعد رضؓ نے اس رائے کو پسند کیا اور ربعی بن عامر کو رستم کے پاس روانہ کردیا۔

ربعی بن عامر رضؓ اسلامی لشکرگاہ سے روانہ ہو کر جب دریائی پل پر پہنچے تو ایرانی محافظوں نے ان کو اپنے پاس ٹھہرا لیا، اور رستم کو اُن کے آنے کی اطلاع دے دی۔ رستم نے فوراً دربار آراستہ کیا قیمتی فرش، قالین اور زرکار مسندیں بچھائی گئیں۔ زرکار تکیے لگائے گئے۔ اور سونے کے تخت پر رستم خود بیٹھا اور ربعی بن عامر کو طلب کیا۔ ربعی اس شان سے گھوڑے پر سوار دربار میں داخل ہوئے کہ دھجی سے بندھی پہلو میں تلوار لٹک رہی تھی اور نیزہ ایک رسی سے لٹکا ہوا تھا۔ فرش کے قریب اُن کا گھوڑا پہنچا تو لوگوں نے اُن سے کہا "گھوڑے سے اُتر پڑو"۔ ربعی نے ان کی ہدایت کی پرواہ نہ کی اور دربار کے فرش پر گھوڑے کو لے گئے۔ پھر گھوڑے سے اُترے اور دو بھاری تکیوں کو نیزے سے پھاڑ کر اُن میں رسی ڈالی اور گھوڑے کو باندھ دیا۔ فارس کے لوگوں نے رواداری کے خیال سے اُن کی ان تمام باتوں کو گوارا کرلیا۔ اور خاموش رہے۔

یہاں سے ربعی آگے بڑھے تو محافظوں نے کہا "ہتھیار اُتار دو"۔ ربعی بن عامر نے کہا "میں تمہاری ہدایت سے یہاں ہتھیار اُتارنے نہیں آیا ہوں۔ تم نے مجھ کو بلایا ہے میں تمہارا مہمان ہوں"۔ فوراً لوگوں نے دوڑ کر رستم کو واقعہ سے آگاہ کیا۔ رستم نے کہا کہ

"ان کے ہتھیار نہ اُتارو یوں ہی آنے دو۔" چنانچہ ربعی نیزہ فرش پر گاڑتے آگے بڑھے اور آہستہ آہستہ قدم رکھتے چلے، اُن کی اس آہستہ خرامی اور پھر نیزہ نے تمام قیمتی اسباب اور فرش کو خراب کر دیا۔ اور جگہ جگہ نیزہ سے فرش پر سوراخ ہو گئے۔ رستم کے قریب پہنچ کر ربعی نے نیزہ سامنے گاڑ دیا اور خود زمین پر بیٹھ گئے۔ لوگوں نے کہا "تم زمین پر کیوں بیٹھ گئے۔" ربعی نے کہا "ہم زیب و زینت کو پسند نہیں کرتے، اور نہ پرتکلف فرش پر بیٹھنا ہم کو مرغوب ہے۔" رستم کے ترجمان نے ربعی سے پوچھا "تم یہاں کیوں آئے ہو۔" ربعی نے کہا "ہم خدا کے حکم سے یہاں آئے ہیں اور خدا نے اس لئے ہم کو یہاں بھیجا ہے کہ اُس کے بندوں میں سے جو لوگ دنیا کے مصائب و مصاعب سے نجات حاصل کرنا چاہیں ہم اُن کو دنیا کی تنگیوں سے نجات دلا دیں۔ اور مذاہب کے مظالم سے بچا کر اُن کو دین اسلام کے عدل میں شامل کر دیں۔ خدا نے اپنا دین مرحمت فرما کر ہم کو اس لئے بھیجا ہے کہ ہم اُس کے دین کو اُس کی مخلوق کے سامنے پیش کریں جو شخص اُس کو قبول کرے گا، ہم اُس کو اُس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اپنے ملک کو واپس چلے جائیں گے، اور جو شخص اُس کو قبول نہیں کرے گا ہم اُس کو قتل کر دیں گے اور یہ کام ہم اُس وقت تک کرتے رہیں گے جب تک کہ ہم شہید ہو کر جنت میں نہ پہنچ جائیں گے، اور یا اپنے دشمنوں پر فتح حاصل نہ کر لیں گے۔" رستم نے اس کے جواب میں کہا "تمہاری باتوں کو ہم نے سن لیا۔ کیا تم ہم کو اتنی مہلت دے سکتے ہو کہ اس معاملہ پر ہم غور کر لیں۔" ربعی نے کہا "ہاں: ہمارے رسول صلعم نے ہم کو یہ ہدایت کی ہے کہ ہم اپنے دشمن کو تین دن سے زیادہ کی مہلت نہ دیں۔ ہم تین دن کی مہلت تم کو دیتے ہیں ان ایام میں خوب غور و خوض کر لو اور مدت پوری ہو جانے پر تین باتوں میں سے ایک کو اختیار کر لو۔ یعنی یا تو اسلام قبول کر لو تاکہ ہم تم کو تمہارے حال پر چھوڑ کر تمہارے ملک سے واپس چلے جائیں۔ یا جزیہ منظور کرو تاکہ ہم اس کو قبول کر کے چلے جائیں اور ضرورت کے وقت تم کو مدد دیتے رہیں اور یہ دونوں باتیں منظور نہ ہوں تو پھر تیار ہو جنگ شروع کر دیں گے میں ان تمام باتوں کا تمام مسلمانوں کی طرف سے کفیل و ضامن ہوں۔"

رستم نے پوچھا:- کیا تم اپنی جماعت کے سردار ہو"

ربعی نے کہا "میں سردار تو نہیں ہوں۔ لیکن ہم تمام مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں جو بات ایک معمولی سا مسلمان بھی طے کرے گا تمام مسلمان قبول کر لیں گے۔"

ربعی کے واپس چلے جانے پر رستم نے افسران فوج کو طلب کیا اور اُن کو مخاطب کر کے کہا "تم نے اس شخص کی باتیں سنیں خدا کی قسم! میں نے ایسی عجیب و غریب باتیں آج تک نہیں سنیں۔ میرے خیال میں اُس نے جو کچھ کہا ہے ضرور قابل توجہ ہے۔" افسران فوج نے کہا "خدا کی پناہ! ہم اس کتے (معاذ اللہ) کے دین کو قبول کریں گے، آپ نے اس کے کپڑوں کو نہیں دیکھا۔" رستم نے کہا "بدبختو! کپڑوں کو نہ دیکھو۔ اُس کی رائے۔ اُس کی باتوں اور اُس کی سیرت کو دیکھو عرب لوگ لباس فاخرہ اور زیب و زینت کو پسند نہیں کرتے البتہ معاملات کو بہت درست رکھتے ہیں تم میں ایک شخص بھی ایسا نہیں ہے جس کو اُس کے مقابلے میں پیش کیا جاسکے۔"

تیسرے دن رستم نے پھر ایک قاصد روانہ کیا اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضہ سے کسی آدمی کو بھیجنے کی استدعا کی حضرت سعد بن ابی وقاص رضہ نے آج حضرت حذیفہ بن محصن رضہ کو روانہ فرمایا۔ جو تقریباً اُسی شان میں تھے جو شان ربعی کی تھی، وہ گھوڑے پر سوار رستم کے سامنے پہنچے لوگوں نے کہا "گھوڑے سے اُتر پڑو۔" حذیفہ نے کہا "میں گھوڑے سے نیچے نہیں اُتروں گا۔" رستم نے اُن سے پوچھا "جو شخص کل آیا تھا وہ آج کیوں نہیں آیا۔" حذیفہ رضہ نے کہا "ہمارا سردار سختی و نرمی دونوں میں عدل سے کام لیتا ہے، اور ہمارے درمیان پورا پورا انصاف کرتا ہے کل وہ آئے تھے آج میری باری ہے۔" رستم نے پوچھا "تم ہمارے ملک میں کیوں آئے ہو۔" حذیفہ نے وہی جواب دیا جو ربعی نے دیا تھا۔ رستم نے کہا "کیا ہم کو چند روز کی مہلت مل سکتی ہے۔" حذیفہ رضہ نے کہا "ہاں آج سے تین دن کی مہلت مل سکتی ہے۔"

حذیفہ رضہ کے واپس چلے جانے کے بعد رستم نے افسران فوج سے کہا "بدبختو! کیا تم اُن باتوں کو نہیں سن رہے ہو جن کو میں سن رہا ہوں پہلا شخص آیا تھا تو اُس نے ہمارے ملک کی حقارت کی اور جن باتوں کو ہم قابل عظمت خیال کرتے تھے اُن کی اُس نے توہین و تذلیل کی۔ دوسرا شخص آیا اُس نے ہمارے قیمتی فرش کو گھوڑوں کے قدموں سے روند ڈالا اور نیزہ سے زرنگار مسندوں کو پھاڑ ڈالا پھر یہ تیسرا شخص آیا جو گھوڑے پر سوار کھڑا رہا اور ہماری عظمت و شوکت کی اُس نے پروا بھی نہ کی۔ (باقی آئندہ)

شرح مثنوی مولانا روم ؒ

(از معاون ایڈیٹر)

(گذشتہ سے پیوستہ)

ریکے گفتہ کہ جوع و جود تو — شرک باشد از تو با معبود تو

ترجمہ:۔ ایک حکم میں یہ لکھا کہ بھوکا رہنا اور سخاوت خدا کے ساتھ تیرا شرک کرنا ہے۔

تشریح:۔ جو احکام یہودی وزیر نے مسیحیوں کے اندر تفرقہ پیدا کرنے اور فتنہ و فساد پھیلانے کے لئے احکام انجیل کے نام سے اپنے معتقدین کے نام بھیجے تھے اُن میں تیسرا حکم یہ تھا کہ بھوکا رہنا اور سخاوت خدا کے ساتھ شرک کرنا ہے جس کا مطلب واضح الفاظ میں یہ ہے کہ خدا تعالیٰ چونکہ اکل و شرب سے پاک ہے اور جود خدا کی ایک صفت ہے، اس لئے اکل و شرب سے باز رہنا اور جود اختیار کرنا گویا خدا کی ذات و صفات میں شرکت کرنا ہے اس لئے ان دونوں باتوں کو ترک کرکے توکل اختیار کرنا اور اپنے آپ کو خدا کی مرضی پر چھوڑ دینا چاہیے۔

جز توکل جز کہ تسلیم تمام — در غم و راحت ہمہ مکر است و دام

ترجمہ:۔ توکل و تسلیم کے سوا جو کہ رنج و راحت دونوں حالتوں میں ضروری ہے تمام باتیں مکر و فریب کی ہیں۔

تشریح:۔ یہ شعر اوپر کے شعر سے تعلق رکھتا ہے مطلب یہ ہے کہ بھوک اور جود کو ترک کرکے توکل اختیار کرنا چاہئے اس لئے کہ رنج و راحت دونوں صورتوں میں توکل اختیار کرنا خاصانِ خدا کا شیوہ ہے اور اس کے سوا جس قدر اور باتیں ہیں وہ سب مکر و فریب ہیں۔

در یکے گفتہ کہ واجب خدمت است — ورنہ اندیشہ توکل تہمت است

ترجمہ:۔ ایک حکم میں یہ لکھا کہ توکل کا خیال بیہودہ ہے۔ اصل چیز خدمت و طاعت ہے۔

تشریح:۔ مطلب یہ کہ خدا نے جو احکام نازل فرمائے ہیں اُن کو بجا نہ لانا اور توکل اختیار کرنا ایک لغو امر ہے اور مذہب پر تہمت یعنی خدا نے جن باتوں کا حکم دیا ہے اور جن باتوں سے منع فرمایا ہے اُن پر عمل نہ کرنا گویا اُن کو بیکار و فضول سمجھنا ہے اور خدا پر تہمت لگانا ہے اس لئے توکل قابل ترک چیز ہے اصل چیز یہ ہے کہ خدا نے جو احکام دئے ہیں اُن پر عمل کیا جائے اور خدمت و طاعت الٰہی کو ضروری خیال کیا جائے۔

در یکے گفتہ کہ امر و نہی ہاست — بہر کردن نیست شرح عجز ماست

تا کہ عجز خود بہ بینیم اندر آں — قدرت آں را بدانیم آں زماں

ترجمہ:۔ ایک حکم میں یہ لکھا کہ جس قدر امر و نہی کی باتیں نازل ہوئی ہیں وہ عمل کے لئے نہیں ہیں بلکہ اُن سے ہمارے عجز کا اظہار ہوتا ہے یعنی یہ امر و نہی اس لئے ہے کہ ہم کو اُن سے اپنا عجز معلوم ہو جائے اور عجز کے بعد ہم خدا کی قدرت کے قائل ہو جائیں یا خدا کی قدرت کا ہم کو یقین ہو جائے۔

تشریح:۔ اوپر جو حکم دیا تھا یہ حکم اُس کے خلاف ہے یعنی اوپر کے حکم میں بتایا گیا تھا کہ توکل بیکار و فضول چیز ہے اصل چیز خدمت و طاعت الٰہی ہے اس حکم میں یہ بتایا گیا ہے کہ امر و نہی قابل عمل چیزیں نہیں یعنی خدا نے قصداً ہمارے لئے ایسے احکام نازل کئے ہیں جن کو ہم ادا نہ کر سکیں اور ایسے احکام کے نازل کرنے کا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ ہم اُن کے مقابلہ میں اپنے عجز کو تسلیم کرلیں یا ہم کو اپنی درماندگی کا علم ہو جائے اور پھر اس عجز و درماندگی کے علم و یقین کے بعد ہم اس امر کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائیں کہ خدا کی قدرت زبردست ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

در یکے گفتہ کہ عجز خود مبین — کفر نعمت کردن است آں عجز ہیں

قدرت خود بیں کہ ایں قدرت ازوست — قدرت تو نعمت او دان کہ ہوست

ترجمہ:۔ ایک حکم میں یہ لکھا کہ اپنے عجز کو نگاہ میں نہ لاؤ کہ اس قسم کا خیال خدا کی نعمتوں کا کفر ہے بلکہ اپنی طاقت و قوت پر نظر رکھو اور یہ سمجھو کہ جو قوت ہم میں پائی جاتی ہے وہ خدا کی عطا کی ہوئی ہے۔

تشریح:۔ اوپر جو حکم دیا گیا تھا یہ حکم اُس کے خلاف ہے یعنی اوپر بتایا گیا تھا کہ امر و نہی کا نزول اس لئے ہوا ہے کہ انسان اُن پر عامل ہونے سے اپنے آپ کو عاجز پاکر خدا کی قدرت کا اعتراف کرلے اس حکم میں اس کے خلاف یہ بتایا گیا ہے کہ اپنے آپ کو عاجز و درماندہ خیال نہ کرو اس لئے کہ ایسا خیال کرنا خدا کی نعمت کا کفر کرنا ہے، خدا نے ہم کو قدرت عطا کی ہے اور یہ قدرت ایک نعمت ہے اس نعمت کی موجودگی میں اپنے آپ کو عاجز و درماندہ خیال کرنا کھلا ہوا کفران نعمت ہے انسان کو چاہئے کہ وہ اپنے آپ کو قادر سمجھے عاجز قرار نہ دے اور خدا نے قدرت کی نعمت سے جو اس کو نوازا ہے اس پر اس کا شکر ادا کرے۔ (باقی آئندہ)

شرح دیوان حافظ

(لالہ معاون ایڈیٹر)

(گذشتہ سے پیوستہ)

آں شب قدرے کہ گویند اہل خلوت امشب است
یا رب ایں تاثیر دولت از کدامیں کوکب است

ترجمہ :- جس رات کو اہل خلوت شب قدر کہتے ہیں آج ہی کی رات ہے اے پروردگار یہ تاثیر دولت کون سے ستارہ کے اثر سے ہے۔

تشریح :- شب قدر سے مراد عظمت کی وہ رات ہے جس میں عبادت کی سعادت حاصل کرکے انسان عزت وشرف پاتا ہے یا شب قدر سے رات کا وہ عمل خیر مراد ہے جس کو ادا کرکے خدا کی نگاہ میں قدر حاصل کی جائے۔ بعض اشخاص نے قدر کے معنے حکمت کے لئے ہیں اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ اس رات میں وہ اعمال وقوع میں آتے ہیں جو سراسر حکمت پر مبنی ہوتے ہیں۔ پورے شعر کا مطلب یہ ہے کہ جس رات کو قدر کی رات کہا جاتا ہے یا جس رات کی اہل خلوت قدر کرتے ہیں وہ آج ہی کی رات ہے یعنی شب وصال خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ اس رات میں یہ تاثیر کس ستارہ کے اثر سے پیدا ہوئی ہے یعنی دولت وصال کا حصول خدا ہی جانے کس ستارہ کے اثر کے ماتحت ہے۔

تا بگیسوئے تو دست ناسزایاں کم رسد
ہر دلے در حلقۂ در ذکر یارب یارب است

ترجمہ :- تیرے گیسو تک نااہل لوگوں کا ہاتھ کم پہنچے۔ اس لئے دل زلف یا درویشوں کے حلقہ میں اٹکا ہوا یارب یارب کہہ رہا ہے۔

تشریح :- ناسزایاں سے مراد نااہل اور نالائق لوگ ہیں جن سے ظاہر پرستوں کی طرف اشارہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ ظاہر پرست لوگ جو عشق سے آشنا نہیں ہوتے اُن کا ہاتھ تیرے گیسوؤں تک نہ پہنچے یا حلقۂ درویشاں میں باریاب ہونے کا موقع اُن کو نہ ملے یارب یارب سے مراد فریاد ہے۔ یعنی عاشق صادق کا دل جو محبوب کی زلف میں اٹکا ہوا ہے خدا سے یہ دعا کرتا ہے کہ نااہل لوگوں کی رسائی زلف محبوب تک نہ ہو حقیقی معنے یہ ہو سکتے ہیں کہ نااہل لوگ جو عشق حقیقی کی لذتوں سے [illegible] خدا کرے وہ محبوب حقیقی تک پہنچنے کی [illegible]

کوشش نہ کریں۔

تا بغلطے بر عارض زبن کافتاب گرم رو
در ہوائے آں عرق تا ہست ہر روزش تب است

ترجمہ :- محبوب کے عارض رخسار کے پسینہ کی چمک دمک کو دیکھ کر تیز رفتار آفتاب اُس پسینہ کی خواہش میں روزانہ تپ میں ہے۔

تشریح :- یعنی آفتاب یہ چاہتا ہے کہ عارض محبوب کے پسینہ میں جو چمک پائی جاتی ہے وہ مجھ کو حاصل ہو جائے اس خواہش اور آرزو میں وہ روزانہ جلتا رہتا ہے اور کسی طرح اس کی یہ آرزو پوری نہیں ہوتی۔

من نخواہم کرد ترک لعل یار و جام مے
زاہداں معذور داریدم کہ اینم مذہب است

ترجمہ :- میں لب محبوب اور جام شراب کو ہرگز ترک نہ کروں گا۔ زاہدو مجھ کو اس معاملہ میں معذور سمجھو اس لئے کہ میرا مذہب یہی ہے

تشریح :- سالک کہتا ہے کہ لب محبوب کی کیفیت کی مدہوشی اور شراب محبت کی بے ہوشی کے معاملہ میں مجھ کو معذور سمجھو، یہ چیزیں مجھ سے ترک نہیں ہوسکتیں کہ اب میرا دین وایمان یہی چیزیں ہیں اور ان کا مجھ سے چھوٹنا ناممکن ہے۔

آں کہ ناوک بر دلم از زیر چشمے می زند
قوت جان حافظش در خندۂ زیر لب است

ترجمہ :- جو شخص اپنی نیچی نگاہوں کے تیر میرے دل پر چلاتا ہے۔ حافظ کی زندگی یا جان حافظ کی غذا اس شخص کا زیر لب مسکرانا ہے۔

تشریح :- مطلب یہ ہے کہ حافظ یا سالک کے دل کو جس خدا نے اپنے مظاہر قدرت کے تیروں سے فگار کر لیا ہے۔ سالک یا حافظ کی غذائے روح۔ یا غذائے جان یا حقیقی زندگی اس کے زیر لب مسکرانے سے وابستہ ہے۔ زیر لب مسکرانے کا مطلب خوشنودی رضامندی کا اظہار ہے یعنی سالک کی زندگی یا غذائے روح [illegible] حقیقی کی رضا وخوشنودی سے وابستہ ہے۔ جب تک محبوب [illegible] کی توجہ رہے گی زندگی قدر کی چیز ہے [illegible]

... کی گیارہ کتابیں

[illegible] مسلم، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، نسائی [illegible]
[illegible] ان کتابوں کی قیمت کسی حالت میں بھی [illegible]
[illegible] الاسلام حضرت علامہ شیخ ولی الدین محمد عبداللہ خطیب [illegible]

مشکوٰۃ المصابیح

[illegible] حضرت علامہ ولی الدینؒ دوسری صدی کے نہایت [illegible]
[illegible] علمائے اسلام نے المصابیح سے زیادہ معتبر مشکوٰۃ المصابیح کو تسلیم کیا ہے [illegible]
[illegible] حضرت علامہ ولی الدین کی اسی معتبر اور مستند مشکوٰۃ المصابیح کا سلیس ترجمہ۔

مشکوٰۃ شریف کامل

[illegible]

[illegible]

آتا ترک

[illegible]

فردوس آسیہ

[illegible]

دینی تعلیم

[illegible]

تاریخ اسلام

[illegible]

احکام القرآن

(قرآن حکیم کے احکام فضیلت پر ایک اہم اور محققانہ تصنیف)

(از حضرت علامہ آغا رفیق صاحب بلند شہری)

(گذشتہ سے پیوستہ)

سورۂ آل عمران کے احکام و مسائل

بقیہ محکم و متشابہ آیات کے احکام

اوپر کے بیان سے یہ ظاہر ہوا کہ متشابہ یا تو وہ آیات ہیں جن کے معانی قطعاً فہم میں نہیں آتے مثل الم، حم، کہیعص وغیرہ کے اور ان آیات کو حروف مقطعات کہتے ہیں اور یا وہ آیات ہیں کہ وضع لغت سے اُن کے معانی معلوم ہو جاتے ہیں لیکن متکلم کی غرض اُن سے ظاہر نہیں ہوتی اس لئے کہ آیات کے ظاہری یا لغوی معانی محکم آیات کے مخالف ہوتے ہیں اور یہ آیات مثل وجہ اللہ وغیرہ کے ہیں اور ان آیات کو اصطلاح میں آیات صفات کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں اُنتیس سورتوں کے شروع میں حروف مقطعات ہیں اور آیات صفات کی تعداد بھی کافی ہے۔ چند آیات صفات یہ ہیں:-

۱۔ الرحمٰن علی العرش استوٰی	اُس کا نام رحمن ہے اور وہ عرش پر مستوی ہے
۲۔ ولتصنع علیٰ عینی	تاکہ تو اے موسیٰ ہماری نگرانی میں پالا جائے۔
۳۔ وکل شیء ھالک الا وجہہ	اُس کی ذات کے سوا ہر شئے ہلاک ہونے والی ہے
۴۔ ویداللہ فوق ایدیھم	اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر ہے۔
۵۔ والسمٰوٰت مطویات بیمینہ	اور آسمان اسکے یعنی اللہ کے ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہونگے
۶۔ یوم یکشف عن ساق	جس دن پردہ اُٹھے گا۔

یہ اور اسی قسم کی دوسری آیات متشابہات کہلاتی ہیں جن کا اصلی مطلب صرف خدا ہی کو معلوم ہے۔ امام فخرالدین رازی کہتے ہیں کہ جن آیات میں اعراض نفسانی کا ذکر پایا جاتا ہے مثلاً رحمت و غضب، حیا، مکر اور استہزار وغیرہ وہ تمام آیات متشابہات ہیں اور ان کا حکم آیات محکم کے موافق ہے۔

دوسری بات آیات محکم و متشابہات کے متعلق یہ ہے، کہ کیا خداوند تعالیٰ کی مراد کا علم خدا کے کسی اور کو ہوسکتا ہے یا نہیں امام شافعیؒ اور معتزلہ کا خیال یہ ہے کہ راسخون فی العلم خدا کی مراد کی تاویل کر سکتے ہیں اور اس خیال کی بنا پر آیات مذکورہ بالا میں وقف الا اللہ۔ والراسخون فی العلم کے درمیان وقف

درست نہ ہوگا بلکہ وما یعلم سے فی العلم تک پورا ایک جملہ ہوگا جس کا مطلب اس صورت میں یہ ہوگا کہ مبہم آیات کی تاویل اللہ اور پکے علم والوں کے سوا دوسرے کو معلوم نہیں اور بعد کا جملہ یعنی یقولون آمنا بہ خدا کے قول والراسخون کا حال ہوگا مطلب یہ ہے کہ خدا اور راسخون فی العلم کے سوا آیات مبہم کی تاویل کسی کو معلوم نہیں بحالیکہ راسخون فی العلم یہ کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے اور یہ سب کچھ ہمارے پروردگار کی طرف سے ہے۔

ابن ابی حاتم ضحاک سے روایت کرتے ہیں کہ پکے علم والے عالم مبہم آیات کی تاویل سے واقف ہیں اس لئے کہ اگر وہ تاویل سے واقف نہ ہوتے تو ناسخ و منسوخ اور حلال و حرام میں امتیاز نہیں کر سکتے تھے۔

صحابہ کرام کی بڑی جماعت۔ تابعین اور تبع تابعین کی اکثریت اور خصوصاً اہل سنت والجماعت اور حنفیہ کی رائے یہ ہے کہ آیات مذکورہ بالا میں الا اللہ پر وقف ضروری ہے تاکہ راسخون فی العلم علم الٰہی سے خارج ہو جائیں جیسا کہ آیات بالا کی صحیح قرات سے ظاہر ہوتا ہے اور پھر بیہقی کی یہ روایت اس کی تائید کرتی ہے۔

عن ابی ھریرۃ عن النبیؐ	ابوہریرہ کہتے ہیں حضورؐ نے فرمایا ہے
انہ قال کان الکتاب	پہلے کتاب ایک دروازے اور ایک
الاول ینزل من باب	حرف پر نازل ہوا کرتی تھی اور قرآن
واحد علیٰ حرف واحد	سات دروازوں سے اور سات حروف
وینزل القرآن من سبعۃ	پر نازل ہوا ہے یعنی قرآن میں زجر
ابواب علیٰ سبعۃ احرف	ہے۔ احکام ہیں۔ حلال ہے حرام ہے
زاجر وامر وحلال وحرام	محکم ہے متشابہ ہیں اور امثال ہیں تم
ومحکم ومتشابہ وامثال	حلال کو حلال سمجھو، حرام کو حرام جانو
فاحلوا حلالہ وحرموا	احکام پر عمل کرو۔ منہیات سے باز
حرامہ وافعلوا ما امرتم	رہو۔ امثال سے عبرت و نصیحت حاصل
بہ وانتھوا عما نھیتم عنہ	کرو۔ محکم پر عمل کرو اور متشابہات
واعتبروا بامثالہ واعملوا	پر ایمان و اعتقاد رکھو

بھکم وا منوا بمتشابہ وقولوا | ہم متشابہات پر ایمان لائے ہیں یہ
أمنا بہ کل من عند ربنا | سب کچھ ہمارے پروردگار کی طرف سے ہے۔

غرض اسی قسم کی بہت سی احادیث ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ راسخون فی العلم کو بھی متشابہات کی تاویل یا معانی کا علم نہیں ہے۔

توضیح میں بتایا گیا ہے کہ آیات محکمات و متشابہات کے بارہ میں ہمارے علماء (یعنی احناف) کا مذہب نظم قرآن کے مناسب و لائق ہے یعنی احناف یہ کہتے ہیں کہ آیات متشابہات کا اتباع گمراہوں کا حصہ ہے اور اقرار حقیقت مع ادراک کے ساتھ راسخون فی العلم کا حصہ اور اس بناء پر یہ کہنا زیادہ موزوں ہوگا کہ آیات بالا میں ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا گویا گمراہی سے پناہ یا کج روی سے محفوظ رکھنے کی دعا یا سوال ہوگا۔ یعنی اس آیت یا جملہ کا یہ مطلب ہوگا کہ اے ہمارے پروردگار! اتباع متشابہات سے جو انسان کو فتنہ میں مبتلا کر دیتا ہے ہم کو بچا اور گمراہی سے محفوظ رکھ۔

اس موقعہ پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب آیات متشابہات کا اتباع گمراہی ہے تو آیات متشابہات کو کیوں نازل کیا گیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آیات متشابہات کا نزول راسخون فی العلم کے لئے امتحان و ابتلاء اور اُن کو اُن کی ذاتی خواہشات و آرزوؤں سے روکنے کے لئے ہوا ہے جس طرح ایک جاہل انسان کو اُس کی خواہش کے خلاف تعلیم حاصل کرنے پر مجبور کر کے اُس کا امتحان لیا جاتا ہے۔ اسی طرح علماء کو ان آیات کے ذریعہ آزمایا جاتا ہے کہ آیات متشابہات کا علم حاصل کرنے سے باز رہیں اور اپنی خواہش کے خلاف حصول علم کی تمنا کو حد سے آگے نہ بڑھنے دیں۔

اوپر جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ متقدمین احناف کی رائے ہے متاخرین نے جب یہ حالت دیکھی کہ ملاحدہ اور کمزور عقائد کے لوگ آیات صفات الٰہی کے ظاہری معنے لیتے ہیں جن سے خدا کے لئے جہت، مکان اور جسم کا ہونا لازم آتا ہے اور اس سے عقائد میں فساد پھیل رہا ہے اور پھر اُنھوں نے یہ بھی دیکھا کہ ملاحدہ وغیرہ آدم علیہ السلام کو روح اللہ مانتے ہیں یا عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا قرار دیتے ہیں تو اُنھوں نے آیات متشابہات میں ایسی تاویلات کے جواز کا فتویٰ دے دیا جو آیات محکمات کے موافق اور عقائد اہل السنت والجماعت کے مطابق ہوں چنانچہ اُنھوں نے آیات ذیل میں مناسب تاویلات کیں اور موزوں معانی قرار دئے۔

۱۔ نفخت فیہ من روحی | پھر جب میں اُسے پورا بنا کر اپنی روح اس میں پھونک دوں

اس آیت میں آدم کے پتلے میں روح پھونکنے کا واقعہ بیان کیا گیا ہے چونکہ روح پھونکنے کی حقیقت کا علم خدا ہی کو ہے اس لئے علماء حق نے اس کی تاویل یوں کر لی ہے کہ خدا کی مراد غالباً اپنی روح سے اپنی مخلوق کی روح پھونکنا ہے۔

۲۔ اللہ نور السموٰت والارض | اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے

نور الٰہی کے آسمانوں اور زمین میں جلوہ گر ہونے کی حقیقت چونکہ کسی کو معلوم نہیں اس لئے علماء حق نے نور الٰہی کی تاویل اس طرح کی ہے کہ نور سے مراد منور ہے اور مطلب یہ ہے کہ اللہ ہی آسمانوں اور زمین کو روشن کرنے والا ہے۔

۳۔ ید اللہ فوق ایدیھم | اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر ہے

اس آیت میں بیعت رضوان کا ذکر ہے جو صلح حدیبیہ کے واقعہ پر حضور صلعم نے مجاہدین اسلام سے موت پر لی تھی۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے محمدؐ! جو لوگ تم سے بیعت کرتے ہیں اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر ہے اللہ کے ہاتھ کی حقیقت کا علم چونکہ خدا کے سوا کسی کو نہیں اس لئے علماء حق نے ہاتھ کی تاویل قدرت الٰہی سے کی ہے اس صورت میں اس جگہ مطلب یہ ہوگا کہ اللہ کی قدرت بیعت کرنے والوں کی قدرت طاقت سے زیادہ بلند ہے۔

اسی طرح تمام آیات متشابہات میں مناسب تاویلات کی گئی ہیں اور حروف مقطعات کی تاویل بھی اسی طرح کی گئی ہے مثلاً الم میں الف سے مراد اللہ لام سے مراد جبرئیل م اور میم سے مراد محمدؐ ہے اور مطلب یہ ہے کہ اللہ نے جبرئیلؑ کو قرآن دے کر محمدؐ کے پاس بھیجا ہے۔ یا الف سے مراد انا۔ لام سے مراد اللہ۔ اور میم سے مراد علم ہے مطلب یہ ہے کہ میں اللہ سب سے زیادہ جاننے والا ہوں۔ اور المص سے مراد انا اللہ افصل بین الحق والباطل یعنی میں اللہ ہوں اور حق و باطل کے درمیان بہترین فیصلہ کرنے والا ہوں غرض یہ کہ تمام حروف مقطعات کی اسی طرح تاویلات کی گئی ہیں اور قاضی بیضاوی نے اس موضوع پر تفصیل سے بحث کی ہے جس میں عجیب و غریب اسرار بیان کئے گئے ہیں۔

مختصر یہ کہ قرآن مجید میں جس قدر آیات متشابہات پائی جاتی ہیں خواہ وہ حروف مقطعات ہوں یا آیات صفات متاخرین حنفیہ نے اُن سب کی ظنی تاویلات کی ہیں اور اس اعتبار سے یہ تاویلات محض عقائد نہیں۔ (باقی آئندہ)

[illegible]

ترمذی شریف کامل اُردو

(مترجمہ حضرت مولانا سید نذیرالحق صاحب میرٹھی)

گذشتہ سے پیوستہ

باب۔ پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی

۵۵۔ حضرت ابو سعید خدری رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ! کیا ہم بیر بضاعہ (ایک کنوئیں کا نام) سے وضو کرسکتے ہیں؟ اس کنوئیں میں (لوگ) حیض کے کپڑے، کتوں کے گوشت، اور بدبودار چیزیں ڈال دیا کرتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (یہ) پانی پاک ہے اس کو کوئی چیز نجس نہیں کرتی۔ یہ حدیث حسن ہے۔ ابواسامہ نے اس حدیث کو جید بتایا ہے نیز یہ حدیث کئی طریقوں سے حضرت ابو سعید خدری رضؓ سے مروی ہے اور اس باب میں حضرت ابن عباس رضؓ اور حضرت عائشہ رضؓ سے بھی روایت ہے

۵۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا جا رہا تھا۔ کہ میدانوں اور جنگلوں میں (جو) پانی ہوتا ہے اور اس پر جو چوپائے اُترتے ہیں (اس پانی کا) کیا حکم ہے؟ رسول اللہؐ نے جواب دیا جب پانی دو قلہ ہو تو نجاست نہیں اُٹھائے گا۔ محمد بن اسحٰق (اس حدیث کے) راوی کہتے ہیں کہ قلہ مٹکے (یا گھڑے) کو کہتے ہیں۔ نیز قلہ اُس کو بھی کہتے ہیں جس سے (لوگ) سیراب ہوتے ہیں۔ امام ترمذی کہتے ہیں کہ امام شافعیؒ امام احمدؒ اور اسحٰقؒ کا یہی قول ہے کہ جب پانی دو مٹکے ہو تو وہ کسی نجاست سے ناپاک نہیں ہوتا۔ بشرطیکہ اس کی بو یا مزہ (یا رنگ) نہ بدلا ہو۔ ان لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ دو مٹکے سے مراد کم و بیش پانچ مشک ہیں۔

مترجم کہتا ہے۔ اس حدیث میں جو لفظ قلہ آیا ہے اس کے معنوں کی تعیین میں سخت اختلاف ہے۔ قلہ قد آدم کو بھی کہتے ہیں اور پہاڑ کی چوٹی کو بھی معلوم ہوا کہ متن حدیث میں اختلاف و اضطراب ہے، صرف یہی نہیں بلکہ اس کی سند میں بھی اضطراب ہے چنانچہ یہ حدیث معلول ہے جس کی تضعیف اکثر لوگوں نے کی ہے مثلاً اسمٰعیل قاضی، ابی بکر بن العربی، ابن عبد اللہ، ابن تیمیہ وغیرہ سو چونکہ یہ حدیث ائمہ حدیث کے نزدیک سند اور متن دونوں کی جہت سے مضطرب ہے اس لئے احناف اس پر عمل کرنے سے بچتے ہیں۔

باب۔ کھڑے پانی میں پیشاب کرنے کی ممانعت

۶۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلعم نے فرمایا "تم میں سے کوئی ایسا نہ کرے کہ ٹھیرے ہوئے پانی میں پیشاب کرے پھر اس سے وضو کرنے لگے" یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس باب میں حضرت جابر رضؓ سے روایت ہے (اس ممانعت کی وجہ ظاہر ہے کہ اس سے طبیعت میں تنفر اور کراہت پیدا ہوتی ہے، علاوہ ازیں یہ بھی بدتہذیبی کی بات ہے کہ جس پانی میں کھڑا ہو اسی میں پیشاب کردے اور پھر اسی سے وضو کرنے لگے۔ اسلام پاکیزگی کا ایک مکمل پروگرام ہے اور وہ مسلمانوں کو ذرا ذرا سی ناپاک چیزوں سے بچانا چاہتا ہے۔ مترجم)

باب۔ سمندر کا پانی پاک ہے

۶۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ پوچھتے ہوئے سنا کہ ہم سمندر پر (یعنی کشتیوں اور جہازوں پر) سوار ہوتے ہیں اور ہم اپنے ساتھ پانی تھوڑا سا لے جاتے ہیں، اگر ہم اس سے وضو کرلیں تو پیاسے رہ جائیں۔ تو کیا ہم سمندر (کے پانی) سے وضو کرسکتے ہیں؟ حضور نے فرمایا اُس کا پانی پاک ہے اور اُس کا مردہ حلال ہے (یعنی مچھلی بغیر ذبح کئے ہوئے کھانا حلال ہے) اس باب میں حضرت جابر رضؓ اور حضرت فراس رضؓ سے روایت ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر فقیہہ صحابہ کرام کا یہی قول ہے۔ انھیں میں سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ہیں لیکن بعض صحابہ رضؓ سمندر کے پانی سے وضو کرنے کو مکروہ سمجھتے ہیں۔

باب۔ پیشاب میں سختی

۶۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ حضور سرور کائنات صلعم دو قبروں پر (پاس سے) گزرے، فرمایا "دونوں پر عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑی بات سے عذاب نہیں ہو رہا ہے (یعنی کسی بڑے گناہ کی وجہ سے وہ عذاب میں مبتلا نہیں) دیکھو (ایک) پیشاب سے پردہ (حفاظت) نہیں کرتا تھا (یا لوگوں سے مخفی ہو کر پیشاب نہیں

کرتا تھا۔ عام گزرگاہوں میں بیٹھ جاتا تھا اور روزانہ فخر یاتا تھا) اور یہ (دوسرا) چلیاں کھاتا تھا۔ اس باب میں زید بن ثابت رضؓ ابی بکرہؓ ابی ہریرہؓ عبد الرحمٰن بن حسنہ سے روایت ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

باب - دودھ پیتے بچے کے پیشاب پر پانی چھڑکنا

۷۲۔ محصن کی بیٹی حضرت ام قیس رضؓ کہتی ہیں کہ میں (ایک دن) رسول اللہ کے پاس اپنے بیٹے کو لائی جو کھانا نہ کھاتا تھا۔ اس نے آپؐ پر پیشاب کر دیا۔ آپ نے پانی منگایا اور اس پر چھڑک دیا (یا بہا دیا) اس باب میں حضرت علی رضؓ حضرت عائشہ رضؓ، حضرت زینب رضؓ، حضرت لبابہ بنت حارث رضؓ جو فضل ابن عباسؓ کی ماں ہیں۔ حضرت ابوسمح رضؓ، حضرت عبد اللہ ابن عمر رضؓ، اور حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے۔ امام ترمذی کہتے ہیں کہ کئی اماموں کا قول یہ ہے کہ جب تک لڑکا طعام کھانا شروع نہ کرے اس وقت تک اس کے پیشاب پر پانی چھڑک دیا یا بہا دیا جائے اور لڑکی کا پیشاب دھو دیا جائے، اور جب کھانا کھانے لگے تو دونوں کا پیشاب دھویا جائے۔

(احناف کا مذہب یہ ہے کہ چونکہ حدیث میں "نضح" کا صیغہ آیا ہے جس کے معنے پانی چھڑکنے کے بھی ہیں اور بہانے کے بھی، اور دوسری حدیثوں میں بہانے کا ذکر ہے اس لئے لڑکے لڑکی دونوں کے پیشاب کو دھونا چاہئے)

باب - حلال جانوروں کا پیشاب

۷۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عرینہ کے کچھ آدمی مدینہ میں آئے، یہاں کی آب وہوا ان کے موافق نہ آئی، حضورؐ نے ان کو (مال غنیمت یا صدقہ کی) اونٹنیوں کے پاس بھیج دیا۔ اور فرمایا ان کا دودھ اور پیشاب پیو، ان لوگوں نے جناب رسالتمآب صلعم کے چرواہے کو قتل کر دیا، اونٹوں کو ہانک کے لے گئے اور اسلام سے پھر گئے (وہ صبح سویرے اونٹ ہانک لے گئے تھے۔ دن چڑھے گرفتار ہو کر) رسول اللہ کی خدمت میں حاضر کئے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو (یوں سزا دی) ایک طرف کا ہاتھ دوسری طرف کی ٹانگ کاٹ ڈالی (کٹوا دی) اور سلائیاں آنکھوں میں پھیر دیں اور ان کو پتھریلی زمین پر ڈال دیا حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں دیکھتا تھا کہ ان میں کا ایک ایک زمین کو اپنے منہ سے کھودتا تھا آخر سب مر گئے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے یہی حدیث اور کئی طریقوں سے حضرت انسؓ سے مروی ہے۔ ترمذی رحؒ کہتے ہیں کہ یہی اکثر اہل علم کا قول ہے کہ حلال جانوروں کے پیشاب میں کوئی حرج نہیں (یعنی حلال جانوروں کا پیشاب پاک

("حنفیوں کے نزدیک حلال جانوروں کا پیشاب بھی ناپاک ہے۔ رہی یہ حدیث اس کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ حضورؐ نے بطور دوا کے پیشاب پینے کا حکم فرمایا تھا۔" مترجم) (باقی آئندہ)

مذہبی معلومات

چند مذہبی فرقے

(از جناب مولوی ذکریا صاحب فیاضی ایم اے ایل ایل بی علیگ)

پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کی وفات یعنی ۶۳۲ء میں مسلمانوں میں جانشین اور خلیفہ کے انتخاب کے مسئلہ پر سخت اختلاف رونما ہو گیا تھا مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت نے نزاکت موقع اور اہمیت انتخاب کے پیش نظر بعجیل تمام ایک مجلس مشاورت منعقد کی اور حضرت ابو بکر رضٰ کو جو بہ لحاظ سن و تقوی بزرگ ترین صحابی تھے خلیفہ منتخب کر لیا۔ اس انتخاب میں عرب مہاجرین اور انصار کی ایک کثیر جماعت متفق تھی لیکن ایک گروہ ایسا بھی تھا جو اس انتخاب کو بہ نظر ناپسندیدگی دیکھتا تھا اور اس کو ناجائز محض اور خلاف وصیت پیغمبر سمجھتا تھا۔ یہ گروہ خلافت یا امامت کے عہدہ کو منصوص من اللہ یعنی خدا کی طرف سے سمجھتا تھا جس کا اہل ان کے نزدیک اس کا اہل حضرت علیؑ اور اُن کی اولاد کے سوا دوسرا شخص نہیں ہو سکتا تھا۔ اُس کا خیال تھا کہ پیغمبرؐ کے حقیقی جانشین حضرت علی رضٰ ہیں۔ لیکن اس طبقہ کی رائے کے خلاف حضرت علی رضٰ کے ہاتھ میں عنان حکومت بعد میں پہنچی۔ مگر اس کے باوجود یہ طبقہ برابر ان کو مسر حق اور امام المسلمین ماننا رہا۔ یہیں سے مسلمانوں کی جماعت میں اختلاف پیدا ہوا اور گو اس اختلاف کی خلیج ایک عرصہ تک محدود اور مسدود رہی۔ لیکن بتدریج اختلافات وسیع ہوتے گئے۔ حتی کہ ایک فریق اپنے تئیں شیعان علی اور محب اہل بیت کہلانے لگا۔ اور دوسرا اہل سنت والجماعت کے نام سے موسوم ہوا۔

سنیوں کے نقطۂ نظر سے خلافت کی ترتیب حسب ذیل طور پر عمل میں آئی اول حضرت ابو بکر صدیق رضٰ خلیفہ ہوئے جنہوں نے ۶۳۲ء سے ۶۳۴ء تک تقریباً ڈھائی سال تک فرائض خلافت انجام دئے دوسرے خلیفہ حضرت عمر فاروق رضٰ تھے جن کا دور خلافت ۶۳۴ء سے ۶۴۴ء تک یعنی دس سال رہا۔ ان کے زمانہ میں ایران فتح ہو کر حکومت اسلامیہ میں شامل ہو گیا اور سلطنت کی حدود بہت وسیع اور کشادہ ہو گئیں تیسرے خلیفہ حضرت عثمان تھے جو ۶۴۴ء سے ۶۵۶ء یعنی بارہ سال تک مسند خلافت پر متمکن رہے ان کی شہادت پر حضرت علی رضٰ خلیفہ منتخب ہوئے۔ ان کا زمانۂ خلافت ۶۵۶ء سے ۶۶۱ء تک یعنی تقریباً پانچ سال رہا۔ لیکن ابتدا ہی سے جنگ و جدال کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ جس کا انجام ان کی شہادت ہوئی۔ ان کے بعد ان کے بڑے صاحبزادے حضرت حسن رضٰ خلیفہ ہوئے لیکن اُنھوں نے خوں ریزی و جدال سے متاثر ہو کر حضرت معاویہ کے حق میں دست برداری دے دی اور اس طرح خلافت خاندان بنی اُمیہ میں منتقل ہو گئی۔ جنہوں نے اپنا پایۂ تخت مدینہ سے دور دمشق بنایا۔

بنی امیہ کی حکومت ۷۵۰ء تک قائم رہی۔ اموی خلفا عموماً اپنا زیادہ وقت انتظام امور سلطنت میں صرف کرتے تھے۔ اور اپنی حکومت کی بنیادوں کو مضبوط بنانے اور مخالفوں اور حریفوں کے زیر کرنے میں لگے رہتے تھے۔ ان کو مذہبی امور کی طرف زیادہ متوجہ ہونے کا موقع نہیں ملا۔ البتہ جمعہ کو خطبہ پڑھنا اور نماز پڑھانا ضروری سمجھتے تھے۔ ان کے زوال پر حکومت بنی عباس کے ہاتھوں میں پہنچ گئی جنہوں نے نوشیرواں کے مشہور شہر کو اپنا پایۂ تخت بنایا۔ ان کی حکومت ۵۰۰ برس یعنی ۱۲۵۸ء تک رہی۔ پہلا خلیفہ عبد العباس ابو جعفر منصور السفاح تھا۔ خلفائے عباسیہ کو زیادہ وقت حکومت کی تہذیب و اصلاح کی خاطر وقف کرنا پڑا۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ مذہبی امور اُن علمائے دین کے ہاتھوں انجام پانے لگے جو خاص طور پر ان کے جاننے والے تھے۔ تباہی بغداد کے بعد دو سال تک کوئی خلیفہ نہ ہوا۔ پھر بنی عباس کے ایک فرد احمد ابو القاسم نے قاہرہ میں خلافت قائم کی سولھویں صدی عیسوی یعنی ۱۵۱۷ء میں سلطان سلیم عثمانی فاتح قسطنطنیہ نے بنو عباس کے آخری خلیفہ سے اپنے حق میں سند خلافت حاصل کر لی۔ اور خود خلیفہ بن گیا اسی کی خلافت کا سلسلہ تھا جسے ۱۹۲۴ء میں مصطفیٰ کمال پاشا نے ختم کیا۔

حضرت عمر رضٰ نے مسند خلافت پر متمکن ہوتے ہی امور مذہبی کا انتظام اس طرح کیا کہ ہر شہر میں قاضی مقرر کئے جن کا لقب حاکم الشرع تھا اور جن کا تقرر و تنزل براہ راست خلیفہ کے ہاتھ میں ہوتا تھا۔ وہ عامل یا والی کے ماتحت نہ تھے۔ ان کا کام نماز پڑھانا اور عدل و انصاف کرنا تھا۔ ان کو خزانۂ عامرہ سے تنخواہ ملتی تھی۔ یہ سلسلہ برابر جاری رہا۔ حتےٰ کہ ہارون الرشید کے زمانہ میں حنفی فقہ باقاعدہ سلطنت کا قانون بن گیا، کیونکہ امام ابو یوسف قاضی القضاۃ تھے۔ سنی فقہ کی ابتدا خلیفہ منصور عباسی کے عہد میں ہوئی۔ اگرچہ اس کی ابتدا حضرت معاویہ ہی کے زمانہ میں پڑ چکی تھی یعنی اُن کے زمانہ ہی میں احادیث کی صحیح طور پر

ترتیب کی ضرورت کا احساس بڑھ گیا تھا اور اس طرح فقہ اسلامی کی بنیاد قائم ہو چکی تھی۔ خلیفہ عمر ثانی کے دور میں ابو ابن شہاب الزہری (متوفی ۱۲۴ھ) نے سب سے پہلے احادیث جمع کیں۔ اسی وقت عبدالملک ابن جریج نے بھی کچھ احادیث جمع کیں۔ ان کے بعد مالک ابن انس کی مؤطا بہ لحاظ مضامین پہلی کتاب وجود میں آئی۔ ابو داؤد کی کتاب السنن بھی بہت مشہور ہے

عباسی عہد میں قانون فقہ کی باقاعدہ تعلیم شروع ہو گئی کوفہ اور مدینہ کے سب عالم بغداد میں جمع ہوئے۔ انھوں نے قانون اسلامی کے اصول کو مدون و منضبط کیا۔ فقہ سنی کے ماخذ قرآن، احادیث، اجماع اور قیاس ٹھہرے۔ ان کی ترتیب و تشکیل کے ذمہ دار اول امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت (۸۰ھ تا ۱۵۰ھ) تھے۔ ان کے استاد حضرت امام جعفر صادق رح تھے۔ امام ابو حنیفہ کے دو شاگرد مشہور ہیں۔ (۱) امام ابو یوسف اور (۲) امام محمد ان کی فقہ حنفی کہلاتی ہے۔ اور اس فقہ کے ماننے والے حنفی ہیں جن کا زور شمالی ہندوستان افغانستان عرب، شام، ترکی اور مصر کے بعض حصوں میں ہے۔ دوسرے امام مالک ابن انس (۹۳ھ تا ۱۷۹ھ) تھے ان کی فقہ کی پیروی کرنے والے مالکی کہلائے، یہ بھی امام جعفر صادق رض کے شاگرد تھے ان کے پیرو زیادہ تر شمالی افریقہ، مراکش اور اسپین میں پائے جاتے ہیں۔ تیسرے امام عبداللہ محمد بن ادریس الشافعی (۱۵۰ھ تا ۲۰۴ھ) تھے۔ ان کی فقہ اور مقلد شافعی کہلاتے ہیں۔ جن کی زیادہ تعداد جنوبی ہند اور قاہرہ میں ہے۔ چوتھے امام احمد بن حنبل ہیں، جو ۱۶۴ھ سے ۲۴۱ھ تھے ان کی فقہ اور مقلد حنبلی کہلاتے ہیں، اور ان کا زور نجد میں ہے۔

سنیوں میں مذہبی امور میں استفسار و تصفیہ کے لئے قاضی و مفتی کے فتووں کو کافی سمجھا گیا ہے جو گزشتہ دور کے منفصل مقدمات سے نتائج اخذ کرتے اور حکم لگاتے ہیں۔ مذکورہ بالا اماموں کے علاوہ اور بھی ایسے صاحب علم حضرات گزرے ہیں۔ جنہوں نے حنفی فقہ و خیالات کی تدوین میں بہت حصہ لیا مثلاً ثوری (۹۵ھ تا ۱۶۱ھ) اور ابو عبداللہ ترمذی وغیرہ۔ دوسری صدی ہجری کے ابتدائی حصہ میں واصل ابن عطا کے فلسفہ کا بھی بہت زور رہا۔ یہ بھی امام جعفر صادق کے شاگرد تھے اور بعد میں حضرت حسن بصری رح کے مواعظ میں بھی شریک ہوئے اور عقلیات کے قائل ہو گئے۔ انھوں نے مذہب اعتزال جاری کیا اور ان کے پیرو معتزلہ کہلاتے ہیں۔ لیکن اب مذہبی فرقہ کی حیثیت سے ان کی کوئی آواز نہیں ہے۔

شیعہ میں حیثیت امامت ابتدا ہی سے سنیوں سے الگ ہو گئے لیکن سنیوں کی طرح ان کی جماعت میں بھی مختلف فرقے ہو گئے۔ جنھوں نے مختلف افراد کو اپنا امام مانا اور مختلف ممالک میں پھیل گئے۔ فرقہ شیعہ قرآن کی تفہیم اور تفسیر اور مذہبی بنیادی اصولوں کی نوعیت کے لحاظ سے بھی سنیوں سے اختلاف رکھتا ہے سوائے خاندان حضرت علی رض کے کسی اور کو مستحق امامت و خلافت نہیں سمجھتا۔ اس کے اماموں نے شام و معلوم شمالی افریقہ اور ایران میں حکومت کی۔ ایران میں ۹۰۷ھ میں صفوی خاندان کے برسر حکومت آجانے کے باعث شیعی مذہب پہلی مرتبہ حکومت کا مذہب قرار پا گیا۔ اسمٰعیل صفوی نے بالخصوص اپنے شیعی معتقدات کی ترویج و تبلیغ میں بہت شدت سے کام لیا اور غیر شیعہ مسلمانوں پر بے انتہا مظالم توڑے اور حد سے زیادہ زیادتیاں کیں حتی کہ ان کو حدود مملکت سے باہر نکل جانے پر مجبور کیا۔

اوپر لکھا جا چکا ہے کہ حضرت حسن رض نے حضرت معاویہ کے حق میں دستبرداری دے دی اور گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی لیکن شیعہ حضرات ان کے چھوٹے بھائی حضرت حسین رض کو اپنا امام مانتے رہے۔ حضرت حسین رض کی شہادت کربلا کے اندوہناک واقعہ میں ہوئی۔ ان کی اولاد میں حضرت زین العابدین رض سے سلسلۂ نسل جاری رہا۔ حضرت حسن رض کی اولاد عرب سے ترک سکونت کرکے افریقہ چلی گئی اور بربر اور مراکش کے علاقہ میں مقیم ہو گئی۔ اور ان کی نسل ایک شخص حضرت ادریس کے نام پر ادریسی کہلائی جس کا سلسلہ آج تک موجود ہے۔

حضرت زین العابدین رض کے دو صاحبزادے حضرت محمد باقر اور زید ہوئے۔ ایک گروہ حضرت زید کو اپنا امام ماننے لگا اور دوسرے نے محمد باقر کو امام ٹھہرایا۔ زید نے خلفائے بنی امیہ کے خلاف کوفہ میں بغاوت کی لیکن مارے گئے۔ بنی امیہ نے ان کی لاش کو جلا کر راکھ کو دریائے فرات میں بہا دیا۔ شیعوں میں پہلا اختلاف یہیں سے ہوا۔ امام زید کے پیرووں نے جو زیدی کہلائے پہلے تین خلفاء کو بھی جائز خلیفہ اور جانشین رسول تسلیم کیا اس لئے بعض اہل کوفہ نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا۔ کیونکہ وہ پہلے تین خلفاء یعنی ابو بکر رض عمر رض و عثمان رض کو صحیح وارث و جانشین نہیں مانتے تھے۔ یمن اور شمالی ایران میں زیدی فرقہ کے افراد اب تک موجود ہیں محمد باقر کے بیٹے جعفر صادق کے کئی اولادیں ہوئیں جن میں اسمٰعیل سب سے بڑے تھے اور موسیٰ کاظم رح چوتھے بیٹے تھے۔ امام جعفر صادق نے اپنی زندگی ہی میں اسمٰعیل رح کو وارث امامت بنا کر بصرہ بھیجد یا۔ کیونکہ انھیں اندیشہ تھا کہ کہیں اسمٰعیل رح بنی امیہ کے ہاتھوں قتل نہ ہو جائیں۔ بصرہ بھیجنے سے قبل امام جعفر صادق رح کا ایک جنازہ بھی مدینہ میں نکالا تاکہ حکومت کے افسروں کو ان کی وفات کا علم ہو جائے۔ اپنے باپ کی وفات کے بعد اسمٰعیل شام میں بنام سلیمہ مقیم ہو گئے۔ اور وہاں جلا وطن زندگی بسر کرنے لگے۔ اولاد میں

سال تک خفیہ خفیہ امامت کے فرائض انجام دیتے رہے لیکن کسی پر یہ راز افشا نہ ہونے دیا۔ ان کی عدم حاضری سے فائدہ اٹھا کر مدینہ میں بہت سے دعویدار امامت پیدا ہو گئے۔ ان میں سے ایک موسیٰ کاظم بھی تھے۔ اُن کی اولاد کا سلسلہ امامت حسب ذیل ہے۔

(۱) موسیٰ کاظم (۲) علی الرضا (۳) محمد تقی (۴) علی نقی الہادی (۵) علی حسن العسکری (۶) محمد ابوالقاسم المہدی۔

آخری امام مہدی تھے جو شیعوں کے عقیدہ کے مطابق ۲۶۰ھ اور ۲۷۵ھ کے درمیان کسی تاریخ میں روپوش ہو گئے۔ شیعوں کا عقیدہ ہے کہ وہ قیامت کے قریب ظہور پذیر ہوں گے۔ اس سلسلہ کے اماموں کو ماننے والے شیعہ جن میں بارہ امام شامل ہیں اثنا عشری شیعہ کہلاتے ہیں ان کی بھی دو شاخیں ہیں اخباری اور اصولی۔

حضرت اسمٰعیل کو امام ماننے والے اسمٰعیلی کہلاتے ہیں۔ اس سلسلہ کے ایک امام نے شام سے بغاوت کرکے قیروان میں اپنی حکومت قائم کی اور معزالدین باللہ کے عہد میں مصر کو دار الحکومت بنایا۔ اور ۳۶۲ھ میں شہر قاہرہ کی بنیاد ڈالی۔ اور جامعہ ازہر قائم کیا۔ یہ فاطمی خلیفہ کہلائے امام مستنصر تک اسمٰعیلی مقتدین میں کوئی اختلاف رونما نہیں ہوا۔ لیکن ان کی وفات پر ان کے تین بیٹے نزار۔ مستعلی۔ اور محمد۔ اور اس کے بعد ان کی اولاد خلیفہ ہوئی اور یہیں سے اختلاف پیدا ہوا۔ ایک گروہ نے مستعلی اور اُن کی اولاد کو امام مانا اور بوہرے کہلائے۔ دوسرے گروہ نے نزار کو امام مانا اور اسمٰعیلی امامی کہلائے۔ نزار کی اولاد آپس کے نزاع سے گھبرا کر الموت کے قلعہ میں متمکن ہو گئی اور مصر کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہدیا۔ ابوالقاسم الطیب مستعلوی بوہروں کے آخری امام ہیں جو اس فرقہ کے عقیدہ کے بموجب ۵۲۵ھ کے قریب غائب ہو گئے۔ ان کے بعد اماموں کا سلسلہ ختم ہو گیا لیکن مذہبی تبلیغ و اشاعت کا کام داعیا کرنے لگے جو اب تک جاری ہے۔ اس وقت بوہروں کے سب سے بڑے مذہبی رہنما حضرت ملا سیدنا سیف الدین ہیں جو بمبئی میں رہتے ہیں۔

طیب کے بعد مصر کی حکومت ۵۶۷ھ کے قریب صلاح الدین ایوبی کے ہاتھ میں آگئی جس نے اسی سال سنی فقہ کی ترویج و اشاعت کی غرض سے مدرسۂ شافعیہ اور مالکیہ جاری کئے۔ اسی طرح اسمٰعیلی شیعہ دو حصوں میں منقسم ہو گئے۔ (۱) مغربی اسماعیلی جو یمن شام اور ہندوستان میں پائے جاتے ہیں۔ اور داؤدی اور سلیمانی بوہرے کہلاتے ہیں۔

(۲) مشرقی اسمٰعیلی جو امام نزار کی اولاد کو امام مانتے ہیں۔ یہ فرقہ شام فارس وسطی ایشیا اور ہندوستان میں موجود ہے۔ ہندوستان میں اس فرقہ کے افراد خوجہ کہلاتے ہیں۔ جن کے پیر حال سر آغا خان ہیں۔

الموت میں اسمٰعیلیوں کی امامت کا سلسلہ ۴۸۳ھ سے شروع ہو کر ۶۵۴ھ تک جاری رہا۔ الموت کا مشہور قلعہ قزوین اور گیلان کے درمیان واقع ہے اسمٰعیلی تنظیم کے سات رکن تھے۔ (۱) شیخ (۲) داعی کبیر (۳) داعی (۴) رفیق (۵) فدائی (۶) لیسک (۷) عوام۔ اسی طرح روحانی عہدیداروں کے بھی طبقے تھے۔ (۱) امام (۲) حجت (۳) مکاسر (۴) داعی (۵) ماذون (۶) مکلب (۷) اور مومن۔

الموت میں اسمٰعیلی فرقہ کی زندگی میں حسن بن صباح کی جدوجہد اور جاں نثاری نے روح تازہ پیدا کر دی۔ اُس نے مذہب میں بے شمار اصلاحات اور حسب ذیل امور کو مذہب کی بنیاد ٹھیرایا۔

(۱) امامت کے درجہ کا امام کی نسل کے یکے بعد دیگرے وارث ہونے پر ایمان و یقین رکھنا۔

(۲) قرآن مذہبی کتاب ضرور ہے، مگر اس کے الفاظ مقصود بالذات نہیں ہیں ہر آیت میں ایک خاص معنی پوشیدہ ہوتے ہیں۔ جن کی طرف الفاظ محض رہنمائی کرتے ہیں۔ آیت کے اس خاص معنی کو صرف جانشین امام ہی بتا سکتا ہے۔

(۳) مقررہ عبادات اور اُن کے اوقات کی پابندی کو ترک کیا اور بتایا کہ اصلی اور سچی عبادت دل ہی میں ہونی چاہئے معبود حقیقی کی صرف دلی عبادت کرنی چاہئے۔

چھٹی صدی ہجری کے آخر میں چنگیز خان نے ایران پر حملہ کیا۔ اس کے جانشین ہلاکو خان کے عہد حکومت میں رکن الدین اسمٰعیلی امام تھے تاتاریوں کی فوج نے ۶۵۴ھ میں الموت کے قلعہ کو فتح کر لیا۔ اور اس امام کو پکڑ کر دریا میں بہا دیا۔ اس کے بعد امامت ایران کے دوسرے حصہ آذربائیجان میں منتقل ہو گئی اور امام رکن الدین کے بیٹے شمس الدین محمد امام ہوئے ان کی اولاد ۱۲۳۲ھ تک ایران میں حکومت کرتی رہی امام شمس الدین نے اپنے بڑے بیٹے پیر شمس الدین کو ہندوستان میں اسماعیلی مذہب کی تبلیغ کے لئے مامور کیا ایک دوسرے داعی پیر صدرالدین نے جو اسلام شاہ کے حکم سے ہندوستان آئے ہندو مذہب کی کتابوں اور شاستروں سے معلومات حاصل کیں اور انھیں اسلامی فلسفہ میں شامل کر لیا اور ہندوؤں کو مسلمان بنایا اور خوجہ لقب دیا۔ جو اب عام طور پر خوجہ کے نام سے مشہور ہیں۔ خوجہ دراصل خواجہ ہے۔ جس کے معنی تاجر معزز اور صاحب خانہ کے ہیں۔ خوجہ قوم میں زیادہ تر لوہانہ اور بھاٹیہ قوم کے افراد شامل ہیں۔ اسلام شاہ کے بھیجے ہوئے داعیوں نے پنجاب کشمیر گجرات کاٹھیاواڑ اور دکن میں اپنے عقائد کی تبلیغ کی۔ دکن میں پیر تاج الدین مشہور داعی ہوئے، امام ابوذر علی نے طہماسپ شاہ ایران کی بیٹی صاحبہ خاتون سے شادی کی۔ دربار سے امیرالامرا کا خطاب ملا اور اس

طرح اسماعیلیوں اور اثنا عشریوں میں دوبارہ اتحاد قائم ہوا۔ ایک دوسرے امام ابوالحسن علی نادر شاہ کے ہمراہ ہندوستان بھی آئے تھے ۱۱۶۰ھ میں کریم خاں زند ایران کا مالک بن بیٹھا۔ اُس نے بھی اسماعیلیوں سے دوستی کے سلسلہ کو برقرار رکھا اور اپنے تئیں وکیل امام ظاہر کیا۔ فتح علی شاہ قاچار نے خلیل اللہ علی (متوفی ۱۲۳۳ھ) کے بیٹے حسن علی کو آغا خان کا خطاب مرحمت کیا اس کے بعد مرکز امامت ہندوستان منتقل ہوگیا جو آج تک قائم ہے۔

حسن علی شاہ آغا خان اول کی شادی فتح علی شاہ قاچار کی بیٹی سے ہوئی وہ جنگ سندھ کے وقت ہندوستان آئے۔ جنگ افغانستان کے موقعہ پر انگریزوں کی مدد کے صلہ میں انھیں ہز ہائینس کا خطاب ملا اور تین ہزار روپیہ ماہوار کا وظیفہ مقرر ہوا۔ انھوں نے کراچی میں سکونت اختیار کرلی۔ یہ اسمٰعیلیوں کے چھیالیسویں امام تھے۔ ان کے بعد ان کے بیٹے علی شاہ آغا خان ثانی امام ہوئے اور ان کا انتقال ۱۸۸۵ء میں ہوا۔ اسمٰعیلیوں کے موجودہ امام جو اس سلسلہ کے لحاظ سے اڑتالیسویں امام ہیں سلطان محمد آغا خاں ثالث ہیں۔ یہ بمقام کراچی ۱۸۷۷ء میں پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ نواب عالیہ شمس الملک مرزا علی محمد خان نظام الدولہ بن عبد اللہ خان امین الدولہ ابن حاجی محمد حسن خاں اصفہانی وزیر اعظم فتح علی شاہ کی بیٹی تھیں اور ایران کے مشہور ادیب اور شاعر عبد الوہاب نشاط [illegible] اصفہانی سے تعلیم حاصل کی تھی آغا خان کے القاب و آداب بکثرت ہیں۔ ان کے پیرو ان کو امام زمان۔ حاضر امام۔ صاحب الامر۔ ہادی الہدی۔ دعی سلامت داتار حاضر جیجود دعی۔ امام العصر۔ امام مبین اور قائم المقام۔ کے القاب سے یاد کرتے ہیں۔

مذکورہ بالا تفصیلات سے واضح ہے کہ اسلام مذہبی اعتبار سے دو بڑے فرقوں یعنی شیعہ اور سنی میں منقسم ہے لیکن ان میں سے بھی ہر ایک کی شاخیں ہوگئیں اور جس طرح سنی چار فرقوں میں تقسیم ہوگئے اسی طرح شیعہ بھی چار حصوں میں بٹ گئے اور یہ سب فرقے آج تک موجود ہیں۔

ہندوستان میں سنیوں میں حنفی، شافعی اور شیعوں میں اسمٰعیلی، خوجے، بوہرے اور اثنا عشری موجود ہیں۔ اسماعیلیوں اور بوہروں کی مذہبی کتابیں ابھی تک پریس سے شائع نہیں ہوئی ہیں اس لئے اُن کے صحیح معتقدات کا علم حاصل کرنا دشوار ہے۔ وہ اپنے اپنے مذہبی پیشوا اور رہنما کے اقوال کو سند مانتے اور اُن کی پیروی کرتے ہیں۔ خوجوں کے مذہبی پیشوا آغا خاں کو حق کامل حاصل ہے کہ وہ جس شخص کو چاہیں اپنی جماعت میں داخل کریں یا خارج کردیں اور جو کچھ نذر و نیاز دی جاتی ہے وہ اُن کی ذاتی ملک بن جاتی ہے کسی وقف یا مفاد عامہ کے لئے نہیں ہوتی۔ لیکن داؤدی بوہروں میں ملا جی خیرات اور نذر و نیاز کے صرف نگران و محاسب ہیں مالک کامل نہیں۔

دنیا میں شیعہ فرقہ کی تعداد سنی فرقہ سے بہت کم ہے۔ اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمانان عالم میں شیعہ افراد کی کل تعداد چھ فی صدی سے زیادہ نہیں

علما اور سیاست

(از جناب مولانا سید علی صاحب ندوی استاذ العلوم ندوۃ العلماء)

اسلامی ممالک بالخصوص ٹرکی میں بیسویں صدی کی ابتداء سے جدید تعلیم یافتہ اور ترقی پسند گروہ میں مذہب و سیاست کی تفریق کا رجحان پیدا ہوا جس کا لازمی نتیجہ تھا کہ علمائے اسلام جو مذہب کے نمایندے تھے، سیاست ملک کے نظم و نسق اور قانون سازی سے علیحدہ کر دئے جائیں اور ان کا منصب خالص دینی رہنمائی اور مذہبی رسوم و فرائض کی ادائے گی قرار پائے۔ سنہ ۱۹۲۳ء میں یہ گروہ ٹرکی میں برسر اقتدار ہو گیا۔ اور مارچ سنہ ۱۹۲۴ء میں اس نے خلافت کے خاتمہ کے ساتھ سیاست اور مذہب کی تفریق مکمل کر دی۔ ہندوستان میں جدید تعلیم کے ساتھ یہ رجحان پہلے سے موجود تھا لیکن سنہ ۱۹۲۶ء سے مختلف اسباب کی بنا پر یہ خیال جدید طبقہ میں نہایت سرعت کے ساتھ قبول ہو رہا ہے۔ اگرچہ اس کے اسباب و محرکات ٹرکی سے بالکل مختلف ہیں مگر دینی اقتدار اور اسلامی زندگی کے حق میں نتیجہ یکساں ہے۔ یہ مسئلہ ہماری قومی زندگی کے لئے نہایت اہم ہے اور جذبات و اثرات سے ہٹ کر فریقین کے کامل غور و فکر کا محتاج ہے۔ میں اس مسئلہ کی تاریخ، مختلف ممالک میں اس کے اسباب و دواعی، اس کے سیاسی اور تاریخی ماحول اور اس کے نتائج پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں اور اسلام کا نقطۂ نظر واضح کرنا چاہتا ہوں اس لئے کہ کم از کم ہندوستان میں ابھی اسلامی نقطۂ نظر کی اہمیت باقی ہے اور اکثر جگہ یہی بحث و نظر کی بنیاد ہے۔

مذاہب و سیاست کی تاریخ میں سب سے پہلے مذہب و سیاست کی تفریق اور علماء و سیاست کی بحث مذہب عیسوی اور اس کے عاملین کی تاریخ میں ملتی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ یہی مسیحی ذہنیت اس وقت اسلامی ممالک میں کام کر رہی ہے اس لئے ہمیں سب سے پہلے اس کی تاریخ اور اس کے ماحول کا مطالعہ کرنا ہے۔

مسیحیت اور مذہب و سیاست کی تقسیم

مسیحی مذہب کی تعلیم خالص روحانی اور متصوفانہ تعلیم تھی جس کا سرمایہ پہلی صدی عیسوی سے اس وقت تک صرف حضرت مسیح کے آخری تین سال کے غیر مرتب واقعات، معجزات اور مواعظ و امثال ہیں، ان میں کوئی دستور حیات، ضابطۂ سیاست اور قانون و آئین نہیں تھا۔ یا تھا لیکن یہودیوں کے خوف سے ہمیشہ باغیانہ اور انقلابی لٹریچر کی طرح چھپایا گیا۔ یہاں تک کہ حقیقتاً گم ہو گیا۔ اور دنیا نے اس کے متعلق کبھی بھی کچھ نہ جانا، یا ان حوادث میں جو ابتدائی مسیحی صدیوں میں پیش آئے مسیحی تعلیم کے بہت بڑے سرمایہ کے ساتھ ضائع ہو گیا۔ بہرحال بات ایک ہے مسیحی علماء کے پاس ایسی کوئی چیز نہ تھی جس سے وہ زمین کے کسی حصہ میں حکومت کے لئے کوئی اس نوع کی زندگی گذاریں جس کو سیاسی یا حاکمانہ زندگی کہتے ہیں۔ مذہب کے ابتدائی پیرو علماء و مبلغین ناموافق حالات اور اپنے مذہب کے رو سے مجبور تھے کہ راہبانہ اور صوفیانہ زندگی گذاریں تیسری صدی تک ان کے تصور میں نہ تھا کہ ان کے مذہب کو کبھی مادی اقتدار حاصل ہوگا۔ نہ انھوں نے کبھی اس کی کوشش کی کہ قسطنطین اول نے سنہ ۳۱۲ء میں مذہب مسیحی قبول کیا اور مسیحی مذہب سرکاری مذہب بن گیا۔ حضرت مسیح صلح کل، سراپا آشتی، صوفیانہ اور خالص غیر سیاسی مذہب کی تعلیم تھی کہ شر کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ جو کوئی تیرے داہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے اور اگر کوئی تجھ پر نالش کر کے تیرا کرتا لینا چاہے تو چوغہ بھی لے لینے دے۔ اور جو کوئی تجھے ایک کوس بیگار میں لے جائے چاہے اس کے ساتھ دو کوس چلا جا۔ "اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور اپنے ستانے والوں کے لئے دعا مانگو" (انجیل متی) یہ اصول حریص فاتحوں کا ایک دن ساتھ نہیں دے سکتا تھا۔ مگر ہندوستان کے بدھ سلاطین کی طرح مسیحی سلاطین نے محض اپنی شاہانہ قوت سے اس آب و آتش کو جمع کر دیا۔ علماء و پیشوایان مذہب نے بادشاہ کو سیاسی و انتظامی امور میں آزاد و خود مختار رکھا۔ اس لئے کہ وہ جانتے تھے کہ وہ اس کی دنیاوی رہنمائی نہیں کر سکتے۔ لیکن علماء اپنے معاشی معاملات کی وجہ سے نیز اپنے جاہ و منصب کے لئے دربار کی سرپرستی سے اور دربار اپنی سیاسی مصالح و ضروریات کی وجہ سے باہم ایک دوسرے کی خدمات و امداد سے زیادہ دنوں تک بے نیاز نہیں رہ سکتے تھے۔ اس مشترک احتیاج کی وجہ سے سرحدیں برقرار نہیں رہ سکیں۔ اور رفتہ رفتہ علماء اور مشائخ نے وقت کی سیاست، قصر شاہی کے معاملات اور قوم کی ذہنیت اور نفسیات میں دخل پیدا کیا اس سلسلہ میں انھوں نے مذہب سے زیادہ اپنے مذہبی اقتدار اور اپنی ذاتی قابلیت سے فائدہ اٹھایا۔ کچھ ہی عرصہ بعد کلیسا کو وہ اقتدار حاصل ہو گیا کہ جس پر بڑی سے بڑی شہنشاہیت رشک کر سکتی تھی۔ ارباب کلیسا سلاطین کا عزل و نصب کرتے تھے، اور بساط سیاست پر شطرنج کھیلتے تھے۔ روم جو کلیسائے مسیحی دنیا کا روحانی قبلہ، ذہنی سرچشمہ اور قصر حکومت تھا، اس وقت حقیقتاً سیاست مذہب کے اقتدار میں آ گئی تھی لیکن یہ کشتی جس میں مختلف دو سمتوں میں بادبان لگے ہوئے تھے صرف اس وقت تک چل سکتی تھی، جب تک ایک رخ کی ہوا چلتی رہے۔ مذہب مسیحی اور سیاست مادی کے رخ بالکل مختلف اور ایک دوسرے کے مقابل تھے۔ شاید کشتی کچھ دن اور طوفان کا مقابلہ کرتی لیکن پیشوایان مذہب نے اپنا بادبان خود شکستہ کر دیا۔ انھوں نے اپنے اقتدار سے ناجائز فائدہ اٹھایا وہ یکایک فرض شناس انسان اور مذہب کے محافظ بننے کے بجائے مقدس دیوتا، اور بھی سود خوار اور عیاش فاتح بن گئے۔ انھوں نے قوم کی انفرادیت کو اپنی

شخصیت میں ختم کرنا چاہا۔ علم و اجتہاد کے چشمے خشک کر دیے۔ فکر و نظر کے راستوں پر پہرے بٹھا دیے۔ دین کو سراسر کاہنی اور علم کو تمام تر عیاری کا فن بنا دیا، اپنے اقتدار اور جاہ کے لئے ہزاروں فقہی مسائل اور بدعتیں بنا دیں، فضول مذہبی مناظروں کا بازار گرم کیا، ایک دوسرے کی تکفیر و تذلیل کی، دور از کار جزئیات و فروع پیدا کئے اور قوم کا وقت اور قوت ضائع کرنی اور اپنی تمام تر توجہ اور قابلیت مضحکہ خیز مسائل کی تحقیق و تدقیق پر صرف کرنی شروع کی، تحقیق اور علمی ترقی کا دروازہ بند کر دیا، اور ہر سنجیدہ معقول تحریک، ہر مفید تبدیلی اور ترقی کی بڑی سختی سے مخالفت کی۔ روشن خیال ترقی پسند اور علم دوست گروہ کو جو پیدا ہو رہا تھا اور جس کو پیدا ہونا تھا کچل دینے کی کوشش کی، ان کو قتل کیا اور جلایا، گرفتار کیا، اور جلاوطن کیا۔ ہر نئے انکشاف علمی کو کفر و بغاوت کا مترادف سمجھا۔ وہ خود ہو کر مذہب سائنس کا حریف بن بیٹھا اور بے ضرورت عقل و مذہب میں ہمیشہ کے لئے رقابت پیدا کر دی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عقلیت پسند طبقہ ان مکار و عیاش مذہبیوں کی وجہ سے مذہب ہی سے متنفر ہو گیا۔ یہ حالات سو پچاس برس نہیں صدیوں قائم رہے۔ پندرہویں صدی کی انتہا اور سولہویں صدی کی ابتدا یورپ میں اس عقلی جمود اور مذہبی بربریت کا تاریک عہد ہے۔

رہنمایانِ مذہب کے خلاف بغاوت

ان حالات کا قدرتی نتیجہ یہ تھا کہ اس کے خلاف ردعمل ہو۔ اور اس غلط قسم کی مذہبیت اور اس کے نمائندگان مذہب کے خلاف علم بغاوت بلند ہو۔ چنانچہ پندرہویں صدی میں یورپ میں دو شخص پیدا ہوئے، اٹلی میں میکاؤلی فرانسادی (۱۴۶۹ء تا ۱۵۲۷ء) اور جرمنی میں مارٹن لوتھر (۱۴۸۳ء تا ۱۵۴۶ء) دونوں کے مبادی و اساس میں فرق تھا مگر دونوں کی کامیابی کلیسائی اقتدار پر یکساں طور پر اثر انداز ہوتی تھی۔ میکاؤلی کی تحریک خالص سیاسی اور وطنی تحریک تھی، اس کی تبلیغ تھی کہ "مذہب کو سیاست کے ماتحت رکھنا چاہیے۔ کیونکہ مذہب انسان کا ذاتی معاملہ ہے اور سیاست کا تعلق حکومت سے ہے، جو ہر شے پر مقدم ہے۔ عیسائیت کا تعلق دوسری زندگی سے ہے، اُسے ہماری دنیاوی زندگی سے کوئی تعلق نہیں، نیکوکار انسانوں کا وجود کلیسا کے لئے مفید ہو سکتا ہے، لیکن حکومت کے لئے مفید نہیں کیونکہ وہ لوگ ضرورت کے وقت اخلاقی اصول کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔ انسان فطرتاً مجبور ہے، اس لئے ساری طاقت حکومت کے ہاتھ میں ہونی چاہیے۔ اخلاق کی دو قسمیں ہیں، پبلک اور پرائیویٹ، پرائیویٹ اخلاق سے حکومت کو کوئی تعلق نہیں۔"

لوتھر کی تحریک مذہبی اور اخلاقی تحریک تھی، اس نے اپنی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے جرمن قوم کی شرافت و عظمت سے اپیل کی، پوپ اور رومی کلیسا کے اقتدار کے خلاف جذبۂ قومیت کو بیدار کیا اور اس کا خاتمہ بھی (انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کے مقالہ نگار کے بیان کے مطابق) اسی بات پر ہوا کہ کلیساؤں کو حکومت کے ماتحت کر دیا جائے اور اس طرح لوتھر اور میکاؤلی دونوں کی کوششوں سے مذہب کو حکومت سے الگ کر کے اُسے حکومت کے زیر اثر کر دیا گیا۔

کلیساؤں کی ذہنی غلامی سے آزادی اور کلیسائی اقتدار کے خاتمہ کے ساتھ یورپ میں علمی تحقیقات و انکشافات و مادی ترقی کا وہ دور شروع ہوا جو اس وقت تک قائم ہے۔

انقلاب کے نتائج

لیکن اس عظیم الشان تبدیلی سے یورپ کو جو فوائد حاصل ہوئے ان کے ساتھ اس کو چند شدید نقصانات بھی پہنچے۔ اول تو یہ کہ مسیحی دنیا کی وہ وحدت فکر اور وحدت سیاسی ختم ہو گئی جو مرکز (رومی کلیسا) کی وحدت کی وجہ سے قائم تھی۔ یہ وحدت ایک ایسی وحدت تھی جس کی نظیر صرف خلافت اسلامی میں مل سکتی ہے۔ اس وحدت کی جگہ وطنیت اور قومیت نے لے لی جن سے بڑھ کر انسانیت کی اجتماعی صحت کے لئے آج تک کوئی زہر دریافت نہیں ہوا۔ لارڈ لوتھین نے مسلم یونیورسٹی کے کانووکیشن ایڈریس میں بالکل صحیح کہا تھا کہ:-

"جب لوتھر کی تحریک نے جس کو اصلاحِ مذہب کی تحریک کہا جاتا ہے یورپ کی تہذیبی (کلچرل) اور مذہبی وحدت کو فنا کیا تو یہ براعظم مختلف قومی ریاستوں میں بٹ گیا۔ جن کے آپس کے جھگڑے دنیا کے امن کے لئے مستقل خطرہ بن گئے ہیں۔"

دوسرا نقصان یہ پہنچا کہ یورپ کی سیاست "دیو بے زنجیر" بن گئی جس کے لئے اخلاق و شریعت کی کوئی روک نہیں رہی۔ میکاؤلی نے جو آج یورپ کا سیاسی پیغمبر اور اُس کی کتابیں صحف سماوی کا درجہ رکھتی ہیں پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ "اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے سب کچھ کیا جا سکتا ہے، اس میں اخلاق وغیرہ کا کوئی سوال نہیں، قومی اقتدار کا سوال ہو تو عدل و ظلم، رحم و بے رحمی، مدح و ذم سب باتوں کو بالائے طاق رکھ دینا چاہیئے۔ ایفائے عہد ضروری نہیں، حکمرانوں کو اپنے اندر لومڑی کی سی صفات پیدا کرنی چاہئیں۔"

بہرحال یہ دن تو کبھی نہ کبھی مذہب کے نقص کی وجہ سے پیش آنے والا تھا۔ حاملین مذہب کی نااہلیت نے اس کو اور قریب کر دیا۔ مسیحی مذہب کی ساخت ایسی تھی کہ وہ ایک دن کے لئے بھی دنیا کا ساتھ نہ دے سکتا تھا۔ لیکن افسوس ہے کہ لوگ یہ تو یاد رکھتے ہیں یورپ میں مذہب و سیاست کے مابین نباہ نہ ہو سکا مگر یہ بھول جاتے ہیں کہ کس مذہب و سیاست میں نباہ نہ ہو سکا۔ علامہ اقبالؒ نے خوب کہا ہے:-

کلیسا کی بنیاد رہبانیت تھی   سماتی کہاں اس فقیری میں میری
خصومت تھی سلطانی و راہبی میں   کہ وہ سربلندی ہے یہ سربزیری
سیاست نے مذہب سے پیچھا چھڑایا   چلی کچھ نہ پیرِ کلیسا کی پیری

ہوئی دین و ملت میں جس دم جدائی ہوس کی امیری ہوس کی وزیری
دوئی ملک و دین کے لئے نامرادی دوئی چشم تہذیب کی نابصیری
یہ اعجاز ہے ایک صحرا نشیں کا بشیری ہے آئینہ دار نذیری
اسی میں حفاظت ہے انسانیت کی کہ ہوں ایک جنیدی اور اردشیری

مذہب وسیاست اور اسلام

لیکن اسلام مسیحیت کی طرح چند عقائد اور مذہبی رسوم کا نام نہیں جو کسی تمدن میں کسی قانون و حکومت کے تحت کسی طرز زندگی کے ساتھ برتے جا سکتے ہیں۔ اسلام ایک مکمل مذہبی و اخلاقی سیاسی و شہری نظام ہے۔ اس کا دنیا میں ایک مخصوص معاشرتی اور اخلاقی پروگرام ہے۔ جس کے کسی ایک جزو پر عمل کر لینا اسلام پر عمل کر لینے کے ہم معنی نہیں۔ اس میں مذہب و سیاست کی کوئی تفریق نہیں۔ اس کا مذہب سیاست ہے اور اس کی سیاست مذہب ہے، وہ کسی سیاسی صحیفہ کے ساتھ ضمیمہ کے طور پر قبول نہیں کیا جا سکتا، نہ اس کو کسی دنیاوی ضمیمہ اور الحاق کی ضرورت ہے۔ اس لئے قدرتاً اس کا پروگرام جاری کرنے کے اہل وہی لوگ ہو سکتے ہیں جو اس کے ہر جزو کا ماننے اور سمجھنے اور اس سے ہمدردی رکھتے ہوں۔

عہد رسالت و خلافت راشدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی میں دینی و دنیوی تمام صفات موجود تھیں آپ مسجد نبوی کے امام مدینہ کی عدالت عالیہ کے قاضی القضاۃ، شہر کے حاکم و منتظم، قوم کے امیر و مشیر اور میدان جنگ کے سب سے بڑے قائد تھے، اس لئے آپ کی موجودگی میں ایک منٹ کے لئے بھی مذہب و سیاست کی تفریق کا تصور نہیں ہو سکتا اسلام کی خوش قسمتی تھی کہ آپ کے ابتدائی جانشین جن کو تاریخ اسلام خلفاء راشدین کہتی ہے آپ کے پرتو تھے، اور دین و دنیا کی صفات ان میں کامیاب ترین طور پر جمع تھیں۔ اسلام کے دینی و دنیوی پروگرام کے ہر جزو سے ان کو ہمدردی و دلچسپی تھی اور ان کو اس بارہ میں کامل اطمینان اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام کو صرف ترقی ہی نہیں ہوئی۔ بلکہ متوازن ترقی ہوئی۔ یعنی دین و روحانیت، خدا پرستی و اخلاق، حکومت و اقتدار اور ملک گیری و فتوحات کو یکساں ترقی ہوئی۔ سیاسی نظام کے ساتھ وہ دینی نظام اور دینی ماحول بھی پیدا ہوا جو صرف اسی قسم کی دیندار حکومت میں پیدا ہو سکتا ہے۔ یہ کامیابی اس پیشین گوئی کی تکمیل تھی جو قرآن نے بہت پہلے کی تھی۔

الذین ان مکنا ھم فی الارض — یہ مسلمان وہ ہیں جن کو اگر ہم زمین میں
اقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ و — اقتدار کریں گے تو یہ نماز و زکوٰۃ کا نظام
امروا بالمعروف ونھوا عن المنکر — قائم کریں گے، بھلائی کا حکم کریں گے برائی
(الحج) — سے روکیں گے۔

ان خلفائے راشدین کو اپنے زمانہ میں کوئی مشیر دینی یا شیخ الاسلام رکھنے کی ضرورت نہیں تھی۔ اس لئے کہ ان میں سے ہر ایک اپنے زمانہ کا بڑا عالم دین اور فقیہ تھا۔

اسلام کا عہد زوال لیکن یہ عہد سعادت زیادہ دنوں تک قائم نہیں رہا۔ ان خلفاء کے بعد اسلام کی مسند حکومت پر وہ لوگ آئے جن کی دینی تربیت و تعلیم نہیں ہوئی تھی اور جو دین و دنیا کے جامع نہیں تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام کو غیر متوازن ترقی ہوئی یعنی اس کی مملکت کے حدود وسیع ہو گئے۔ اس کی سلطنت کا رقبہ بڑھ گیا۔ اس کا بیت المال جو اب خزانہ شاہی تھا۔ پہلے سے زیادہ معمور ہو گیا۔ اس کی دارالسلطنت میں بڑی شاندار عمارتیں تعمیر ہو گئیں۔ پرشکوہ اور حسین مسجدیں، شاندار خانقاہیں اور وسیع مدارس بھی بن گئے، تمدن انتہائی ترقی کر گیا۔ فنون لطیفہ اور علوم کو بے حد فروغ ہوا۔ یہ کچھ ہوا مگر اسلام کا اخلاقی اور دینی معیار (آئیڈیل) ختم ہو گیا۔ جو آسمانی نظام حکومت و معیشت کی جگہ، جس کا قائم کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے مقاصد میں سے تھا، انسانی نظام۔ افلاطون و ارسطو کے نظریہ حکومت، بازنطینی رومی اور ایرانی نظام حکومت نے لے لی۔ مذہب و نمائندگان مذہب کے اقتدار کے ختم ہو جانے سے ایک معزول بادشاہ کی طرح عملی زندگی اور سوسائٹی پر مذہب کا کوئی اثر نہیں رہا۔ اور اس کو اپنی جگہ زندگی کی کشمکش سے ہٹ کر پرامن مسجدوں اور سنسان خانقاہوں میں ڈھونڈنی پڑی۔

اسلامی حکومت کے آخری عہد تک ہر سلطنت میں مشیر دینی، قاضی و مفتی اور شیخ الاسلام ہوتے تھے۔ مگر ان کی حیثیت سلطنت کے مؤذنین کی سی تھی اور زندگی کے دوسرے لوازم اور سلطنت کے دوسرے سامان آرائش کی طرح یہ عہدے بھی ضروری سمجھے جاتے تھے۔ ان وابستگان حکومت میں سے علمائے حق نے اپنا فریضہ ادا کیا اور سلطنت کو چند دینی مشورے بھی دیے تاریخ اسلام رجاء بن حیوۃ اور قاضی ابو یوسف کو نہیں بھول سکتی کہ اول الذکر نے سلیمان بن عبدالملک کو حضرت عمر بن عبدالعزیز کو خلیفہ بنانے کا مشورہ دیا۔ جس سے زیادہ مبارک مشورہ اسلام میں ایک بادشاہ کو نہیں دیا گیا اور قاضی ابو یوسفؒ نے ہارون الرشید کو اسلامی مالیات، خراج اور شرعی بندوبست کے ضروری مشورے دئے۔ لیکن ان سب کی حیثیت مشورے کی تھی حکم کی نہیں تھی اور دنیا کی اصلاح حکم سے ہوتی ہے مشورے سے نہیں ہوتی۔

دربار سے باہر علمائے ربانی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فرض انجام دیتے تھے اور ہمیشہ حکومت وقت کے غیر دینی رجحانات کا مقابلہ غیر معمولی استقلال اور ثابت قدمی سے کرتے تھے۔ لیکن یہ انفرادی کوششیں تھیں اور غیر دینی حکومت کے جو برے اثرات سوسائٹی پر پڑ رہے تھے ان کو روک نہیں سکتی تھیں۔

ترکی اور مذہب وسیاست کی تفریق

ہم اسلامی ممالک میں ترکی کو انتخاب کرتے ہیں اس لئے کہ وہ دنیا

اسلام میں مشرق ومغرب اور ان کے متقابل رجحانات کی کشمکش کی سب سے بڑی جولانگاہ ہے اور اسلامی ممالک اور سلطنتیں ٹرکی کی ذہنی قیادت قبول کر رہی ہیں۔ مصر، ہندوستان، افغانستان وایران کے نوجوان مسلمانوں میں تمام تر نوجوان ترکوں کے رجحانات کام کر رہے ہیں۔ ہم پہلے دکھائیں گے کہ سلطنت عثمانی میں علمائے اسلام کی پہلی حیثیت تھی اور کس طرح وہ حالات پیدا ہوئے جن سے مذہب وسیاست کی تفریق ہوئی۔

عثمانیوں کا سیاسی مزاج مختلف اسلامی وغیر اسلامی اجزاء سے مرکب تھا۔ ان کا نظام سلطنت دنیا کے مختلف ریاستی تجربات اور اصول حکومت پر مبنی تھا۔ جس میں اسلامی عدل ومساوات، اسلامی پرسنل لا (شریعت) کے ساتھ بعض قدیم قومی خصوصیات، بازنطینی تنظیم رومی، سیاست اور افلاطون کی ریاست کے نظریات شامل تھے۔

سلطنت کے بنیادی عناصر میں سے ایک طبقہ علمائے اسلام کا تھا جس کا افسر "شیخ الاسلام" کہلاتا تھا۔ خالدہ ادیب خانم اس طبقہ کا ان الفاظ میں ذکر کرتی ہیں۔

"یہ ایک بہت قوی اور باا ثر طبقہ تھا جس کی خاص عزت ہوتی تھی۔ اس کا اصلی فرض یہ تھا کہ ملت اسلامی کے مذہبی اور قانونی معاملات کی نگرانی کرے۔ مگر اس کے علاوہ سلطان کے استبداد کو حد اعتدال میں رکھنے کے لئے وہ ایک اخلاقی قوت کا بھی کام دیتا ہے۔ صرف یہی ایک ایسی جماعت تھی جو سلطان کو معزول کرنے کا اختیار رکھتی تھی۔ بغیر اس کی منظوری کے کوئی نیا قانون نہیں بنایا جا سکتا تھا۔ وہ تمام ملتوں کی طرف سے خواہ وہ مسلمان ہوں یا عیسائی سلطنت کے مقابلہ میں رعایا کے حقوق کی حمایت وحفاظت کرتا تھا۔ اس نے کئی موقعوں پر جبری تبدیلی مذہب کی مخالفت کی"

یہ نظام قرون متوسطہ کے مسیحی نظام حکومت سے اصولاً متحد ہونے کے باوجود اس سے برتر اور اس سے زیادہ مہذب تھا۔ اس میں سلطنت کے عناصر کے حدود واختیارات متعین تھے، اور کام کی تقسیم تھی، مذہب وسیاست کی تفریق سولھویں صدی کے بعد کے نظام حکومت سے کم لیکن اس کے پیشتر کے نظام سے زیادہ تھی۔

سترھویں صدی سے جب ترکی قوم کا زوال شروع ہوا تو علماء بھی اس عام قومی زوال سے محفوظ نہیں رہے۔ علماء کے زوال کی تاریخ کے دو باب بہت اہم ہیں۔ (۱) اخلاقی انحطاط (۲) علمی انحطاط۔

۱۔ اخلاقی انحطاط کی تفصیل یہ ہے کہ علماء بعد کی صدیوں میں اپنے قدیم اخلاقی معیار اور اصول پر قائم نہیں رہے اور انھوں نے بھی ارباب کلیسا کی طرح اپنے مذہبی اقتدار سے ذاتی فائدے حاصل کئے، خالدہ خانم کہتی ہیں۔

"سلطان کو معزول کرنے کا حق جو علماء کو حاصل تھا ایک مستقل اخلاقی قوت کی حیثیت سے ظلم واستبداد کو روکنے میں ایک حد تک مفید ثابت ہوا۔ مگر اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اسے فوج سے اتحاد کرنا پڑا۔ اور سیاسی امور میں دخل دینا پڑا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ علماء کی جماعت اب ایک غیر سیاسی اور مذہبی جماعت نہیں رہی، مذہب بھی بسا اوقات سیاست کا ایک مہرہ بن گیا"

۲۔ علمی انحطاط کی صورت یہ ہے کہ ٹرکی میں علماء کی ذمہ داریاں اور فرائض تمام اسلامی ممالک کے علماء سے بڑھ کر تھے۔

اس کے کئی اسباب تھے (۱) اول یہ کہ وہ یورپ میں رہتے تھے۔ جو علوم وفنون کے طلوع ہونے والے آفتاب کا مشرق تھا اور جہاں (اقبال زبان میں) "تاروں کی گردش تیز اور سرفتہ کے دل میں غوغائے رستخیز تھا"

(۲) ان کا مقابلہ ان اقوام سے تھا جنھوں نے اختراعات وانکشافات کی نئی دنیا میں دریافت کر لی تھی، جو قوائے طبیعہ کی تسخیر اور اسرار فطرت کی نقاب کشائی اور دنیا کی ہونے والی سیاسی واقتصادی وذہنی جنگ کے لئے نئے نئے اسلحہ دریافت کر رہی تھیں۔

(۳) یہ وہ زمانہ تھا جس کا ایک ایک منٹ ایک ایک سال کے برابر تھا جس میں قوموں کی قسمتیں لکھی جا رہی تھیں اور دنیا کا آئندہ نقشہ تیار کیا جا رہا تھا۔ ناممکن تھا کہ اس عام تلاطم کے زمانہ میں ٹرکی کے بحر خاموش میں تموج نہ پیدا ہوتا۔ اس حالت میں علماء کا صرف یہی فرض نہیں قرار دیا کہ وہ زمانہ کی نبض پر ہاتھ رکھیں اور اس کے سینہ کی دھڑکن کو دیکھیں۔ بلکہ یہ بھی فرض تھا کہ وہ زمانہ کی رہنمائی کریں نئے رجحانات اور تقاضوں کی نگرانی کریں۔ صحیح تقاضوں کو پورا کریں۔ اور غلط تقاضوں کی اصلاح کریں۔ نوجوانوں کی ایسی اسلامی تعلیم وتربیت کریں جو مغربی علوم وفنون کے بڑے اثرات اور "سیاسی ومعاشرتی الحاد" کا مقابلہ کر سکے، نیز اسلامی تمدن اسلامی نظام حکومت اور اسلامی ثقافت کی برتری ثابت کریں۔ اور ان کو اسلامی رنگ میں کم سے کم سے اتنا رنگ دیں کہ ان کے ہاتھوں سیاست وتمدن میں جو انقلاب ہو وہ سرا پا غیر اسلامی نہ ہو اپنے قدیم طریقۂ تعلیم اور نصاب تعلیم میں اصلاح وتغیر اور ترمیم واضافہ کریں۔ علوم جدیدہ کو دینی مدارس میں داخل کریں ان کو سمجھ چاہئے کہ انقلاب کو روکنے سے زیادہ انقلاب کے رخ کو صحیح راستہ کی طرف پھیر کر اسے مفید بنانا ضروری ہے۔

لیکن اسلام اور ٹرکی کی بدقسمتی تھی کہ علماء نے اپنے اس فریضہ کو

ادا کرنے میں کوتاہی کی۔ اس کی تفصیل خالدہ ادیب خانم کی زبان سے سنئے۔

"ملت اسلامی کی تعلیم انھیں علماء کے ہاتھ میں تھی، جب تک دنیا پر متکلمین کے فلسفہ کی حکومت رہی، یہ لوگ اپنا کام نہایت خوبی سے کرتے رہے۔ مدرسہ سلیمانیہ اور مدرسہ فاتح اس زمانہ میں تمام مروجہ علوم و فنون کے مرکز تھے۔ مگر جب مغرب نے پہلی زنجیروں کو توڑ کر نئے علم و حکمت کی بنیاد ڈالی جس نے دنیا کی زندگی میں ایک انقلاب پیدا کر دیا، تو علماء کی جماعت علمی کے فرائض انجام دینے کے قابل نہیں رہی یہ حضرات سمجھتے تھے کہ علم جس مقام پر تیرہویں صدی میں تھا وہیں اب تک ہے۔ آگے نہیں بڑھا۔ انیسویں صدی کے وسط تک یہ طرز خیال ان کے نظام تعلیم پر حاوی رہا۔ انھوں نے علوم جدیدہ کی تحصیل کی طرف کوئی توجہ نہیں کی بلکہ نئے خیالات کو اپنی قلمرو میں داخل ہی نہیں ہونے دیا۔ جب تک ملت اسلامی کی تعلیم کی باگ ان کے ہاتھ میں تھی کیا مجال کہ کوئی نئی چیز قریب آنے پائے، نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے علم پر جمود طاری ہو کر رہ گیا۔ ادھر دور انحطاط میں ان کی سیاسی مصروفیتیں اس قدر بڑھ گئی تھیں کہ مشاہدے اور تجربے کے جھمیلے میں پڑنے کی انھیں فرصت نہ تھی سہل نسخہ یہی تھا کہ ارسطو کے دقیانوسی فلسفہ پر قدم جمائے رہیں اور علم کی بنیاد صرف خشک استدلال پر رہنے دیں، چنانچہ اسلامی مدارس کا انیسویں صدی میں بھی وہی رنگ رہا جو تیرہویں صدی میں تھا۔"

"سنہ ۱۸۶۰ء سے حکومت نے ابتدائی تعلیم کے مدارس بھی قائم کئے جن میں جدید نصاب رائج تھا۔ مگر ان کی تعداد بہت کم تھی۔ اس لئے طلبہ کی کثیر تعداد بدستور مسجدوں کے مکاتب میں پڑھتی رہی۔ چنانچہ عوام کی تعلیم پر بھی جمود طاری رہا۔ اور آگے چل کر جو کچھ اصلاحات اور تبدیلیاں ہوئیں وہ بجائے اس کے کہ صحیح ارتقا اور نشو و نما کا نتیجہ ہوتیں، حکمراں طبقہ کی طرف سے زبردستی عاید کی گئیں۔ ان کو نافذ کرنے والی عموماً ایک چھوٹی سی جماعت ہوتی تھی جو علماء کو نہ صرف تعلیم سے بیدخل کرنا چاہتی تھی بلکہ ان کی اخلاقی اور روحانی حکومت کی بیخ کنی کے بھی درپے تھی۔"

نوجوانوں کی مذہب سے بیزاری اور بدگمانی کے وجوہ میں ایک بڑی وجہ ان سلاطین کا طرز عمل، جبر و تشدد، جمود اور توہم و بدگمانی بھی تھی، جو خلیفۃ المسلمین کہلاتے تھے، اور نائب رسولؐ اور حامئ اسلام سمجھے جاتے تھے، خصوصاً خلافت کے سب سے بڑے مدعی و مبلغ سلطان عبد الحمید خاں کے سلوک و رویہ نے نوجوان ترکوں کو اور زیادہ مشتعل اور زخم خوردہ بنا دیا۔ ٹرکی کے ان پچھلے سلاطین نے سلطنت عثمانیہ میں قرون متوسطہ کے باقتدار ارباب کلیسا کا پارٹ ادا کیا اور مذہب کی غلط نمائندگی کی۔

ان تمام اسباب کے ساتھ پھر بھی نوجوان ترک اپنے جلد بازانہ فیصلوں میں بری الذمہ اور معذور نہیں ہو سکتے۔ اس لئے کہ ان کے فرائض میں صرف سلطنت کا حفظ و بقا اور میدان جنگ کا فتح کرنا نہیں تھا۔ وہ صرف میدان جنگ کے سپاہی اور ماہر جنگجو نہیں تھے، بلکہ ان کو سنجیدہ مفکر بھی بننا چاہئے تھا۔ اس لئے کہ وہ ملک و تمدن کی جدید تعمیر کر رہے تھے، ان کو مذہب اور اہل مذہب میں امتیاز کرنا چاہئے تھا۔ انھوں نے جہاں سوستان (سوئٹزرلینڈ) کے قانون اور یورپ کے طرز حکومت کا مطالعہ کیا تھا۔ وہاں ان کا فرض تھا کہ قرآن و حدیث کا بھی مطالعہ کرتے۔ لیکن افسوس ہے کہ انقلاب ٹرکی کے آخری سال موت و حیات کی کشمکش۔ قومی مصائب اور میدان جنگ کی مصروفیت کے ایسے سال تھے کہ ان میں دماغی توازن قائم رکھنا مشکل تھا جن لوگوں کی تربیت ان غیر متوازن حالات میں ہوئی، ان کی تربیت نہایت ناہموار ہوئی۔ نوجوان ترک جن کے ہاتھوں جدید جمہوریت کی داغ بیل پڑ رہی تھی بہت معمولی صلاحیت، انتہا پسند، کم غور کرنے والے اور عجلت پسند تھے خالدہ ادیب خانم جو انجمن اتحاد و ترقی کی رکن رکین رہ چکی ہیں، اعتراف کرتی ہیں:

"اتحاد و ترقی کے نوجوان ترک چھوٹے درجے کے سرکاری ملازم یا فوجی افسر تھے، ابتداء میں ان میں ایک بھی شخص نہ تھا جو اعلیٰ علمی قابلیت رکھتا ہو۔ اور تحلیل و تنقید سے کام لے کر پرانے اور نئے زمانہ کے فرق کو سمجھ سکے۔ مگر یہ لوگ جمہوریت سے زیادہ قریب اور خالص دیسی پیداوار تھے۔ ان میں زیادہ تعداد مقدونیہ کے باشندوں کی تھی جو واقعیت پسندی اور بیرحمی میں مشہور ہیں اور اپنے مقصد کے حاصل کرنے کے لئے سب کچھ کر گزرتے ہیں، اس لئے گو وہ اعلیٰ مقصد رکھتے تھے مگر اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ہر طرح کے برے بھلے وسائل بے تکلف اختیار کر لیتے تھے۔"

بہرحال جو دن یورپ میں ضروری طور پر آیا ٹرکی میں غیر ضروری طریقہ پر آ گیا۔ سنہ ۱۹۲۳ء کے انتخابات میں علماء کا رہا سہا گروہ جو سنہ ۱۹۲۰ء میں منتخب ہو گیا تھا۔ اور جس نے تین سال قومی مجلس عالیہ میں قوم کے دوسرے نمائندوں کے ساتھ کام کیا تھا منتخب نہیں ہو سکا۔ ۲۹ر اکتوبر سنہ ۱۹۲۳ء کو مجلس نے جمہوری حکومت اور نظام کابینہ کا اعلان کیا اور مارچ سنہ ۱۹۲۴ء میں اس نے خلافت کا خاتمہ کر کے سیاست اور مذہب کی تفریق کو مکمل کر دیا۔ شیخ الاسلام کا عہدہ توڑ دیا گیا۔ اور امور مذہبی کا محکمہ وزیر اعظم کی ماتحتی میں

دے دیا گیا۔ وزارت اوقات بھی توڑ دی گئی۔ اور اس کا کام وزارت مالیات کے سپرد کر دیا گیا۔ جو مذہبی وزارت اوقات کے ماتحت تھے وہ بند کر دئے گئے۔ ۱۹۲۴ء سے انتہا پسند عنصر غالب ہو گیا اس نے اصلاحات کو سختی سے جاری کیا۔ ۱۹۲۶ء میں اسلامی قانون کے بجائے سوئٹزرلینڈ کا قانون نافذ کیا گیا۔ ۱۹۲۸ء میں عربی رسم الخط کے بجائے لاطینی رسم الخط اختیار کیا گیا۔ اس مذہب و ریاست کی تفریق کے متعلق یہ بے لاگ رائے بھی سن لینی چاہئے۔ جو خالدہ خانم نے نقل کی ہے۔

"اس قانون پر کھلا ہوا اعتراض یہ ہے کہ گو اس نے حکومت کو مذہب کے سیاسی اثر سے آزاد کر دیا مگر مذہب حکومت کے سیاسی اثرات کا پابند کر دیا گیا۔ جو لوگ ابتداءً میں مذہب و حکومت کی تفریق کے حامی تھے۔ انھیں یہ امید تھی کہ مذہب آزاد ہو جائے گا۔ اس میں خالص روحانیت کی شان پیدا ہو جائے گی اور وہ پہلے کی طرح لوگوں کی اخلاقی تعلیم و تہذیب کا کام انجام دے گا۔ مگر نئے قانون کی رو سے ترکی میں عیسائی اور یہودی تو اپنے مذہبی امور میں بالکل آزاد ہیں لیکن مسلمانوں کا مذہب حکومت کا دست نگر ہے۔"

اب ترکوں سے کون کہے کہ اے اسلام کے قابل صد فخر فرزندو! تم نے اپنے مذہب کو مسیحی مذہب پر قیاس کیا جو سیاست کے ساتھ نہیں چل سکتا تھا اور نہیں چل سکا۔ مگر تمہارا مذہب دنیا کی ہر عادل سیاست کے ساتھ چل سکتا ہے۔ تم نے اسلامی سیاست پر غور نہیں کیا جس کی مدد سے حضرت عمرؓ نے تمہاری سلطنت سے کہیں زیادہ بڑی سلطنت پر حکومت کی، تم کو تمہارے ملک کے غلط عالمان مذہب نے مشتعل کر دیا۔ مگر مدبر مشتعل نہیں ہوا کرتے۔

یہ اگر ترکوں سے نہیں کہا جا سکتا، تو ان کے ہندوستانی مقلدوں کو انھیں کے حکیم شاعر کے یہ شعر ضرور سنائے جا سکتے ہیں۔

دوئی ملک و دیں کے لئے نامرادی   دوئی چشم تہذیب کی نابصیری
یہ اعجاز ہے ایک صحرا نشیں کا   بشیری ہے آئینہ دار نذیری
اسی میں حفاظت ہے انسانیت کی
کہ ہو اک جنیدی اور اک اردشیری

ہندوستان

ہم کو اسلامی ممالک میں کسی ملک کے علماء کا سیاسی بیداری معاملہ فہمی اور قوت عمل کا اتنا شاندار ریکارڈ نہیں معلوم جتنا ہندوستان کے علماء کا، نہ صرف دوسرے اسلامی ممالک کے علماء کے مقابلہ میں بلکہ اپنے ملک کے دوسرے اسلامی طبقوں اور مسلمان سیاسی جماعتوں کے مقابلہ میں بھی، بہت سے لوگوں کے لئے یہ تاریخی حقیقت نیا انکشاف ثابت ہوگی۔

اس لئے ہم کو تفصیل کی اجازت دی جائے۔

ہم اس سلسلہ میں مولانا سید احمد شہید رح اور مولانا شاہ اسمٰعیل تحریک کا ذکر کرنا چاہتے ہیں جو ہندوستان میں سیاسی بیداری اور کی سب سے پہلی اور سب سے بڑی تحریک تھی۔ اور اس وقت تک ہند میں مسلمانوں میں اتنی وسیع دور رس، ہمہ گیر اور منظم تحریک پیدا نہیں یہ تحریک سراسر علماء اور مذہبی طبقہ کی تحریک تھی۔

مولانا سید احمد شہید رح اور مولانا شاہ اسمٰعیل شہید رح اور شاہ ولی کے خاندان اور سلسلہ کے علماء نے ہندوستان کے مذہبی طبقہ کی رفاقت و اعانت سے تیرہویں صدی ہجری اور انیسویں صدی عیسوی کے شروع ہندوستان میں جہاد و احیاء خلافت اسلامیہ کی تحریک شروع کی۔ ہندوستان کے شمال سے لے کر جنوب تک اور مشرق سے لے کر مغرب مسلمانوں میں عام مذہبی جوش، سرفروشی کا جذبہ اور سیاسی بیداری کر دی۔ اس تحریک سے ہندوستان کے لاکھوں مسلمان وابستہ تھے، برطانوی علاقہ میں اس کے مرکز تھے۔ سید صاحبؒ نے اپنا اصل مرکز کی شمالی سرحد کو بنایا تھا۔ جو ایک آزاد اور جنگجو علاقہ تھا۔ اور جہاں سلطنتوں اور آزاد قوموں کا قرب تھا۔ اس وقت تک آپ کا پنجاب کی سکھ حکومت کی طرف تھا۔ جس کے علاقہ میں مسلمان مذہبی اور شہری حقوق سے محروم تھے۔ لیکن آپ کا ارادہ تھا کہ قوت کے بعد رفتہ رفتہ ہندوستان ایک آزاد شرعی حکومت کی بنیاد اور غیر مسلم اقتدار کا مقابلہ کیا جائے۔ آپ کو ابتداء میں پوری کا ۱۲ جمادی الثانی ۱۲۴۲ھ کو سرحدی قبائل امراء و خوانین ہندوستانی اور علماء و مشائخ نے بالاتفاق آپ کے ہاتھ پر بیعت کر کے آپ امام و خلیفہ تسلیم کر لیا۔ بیت المال قائم ہو گیا۔ زکوٰۃ و عشر کا نظام و تعزیرات جاری ہو گئے۔ کچھ مدت اور متعدد جنگوں کے بعد پشاور اور نئی اسلامی حکومت میں داخل ہو گیا۔

لیکن مسلمانوں کی خیانت اور غداری اور ناسازگار حالات مسلمانوں کو شکست ہوئی اور ۲۴ ذی قعدہ ۱۲۴۶ھ مطابق سنہ سید صاحبؒ اور شاہ صاحبؒ بعض دوسرے رفقاء و مجاہد مقام بالاکوٹ (ہزارہ) میں شہید ہو گئے اور آپ کی باقی ماندہ سرحد میں ستھانہ اور ہندوستان میں پٹنہ کو اپنا مرکز بنایا۔

لیکن سید صاحبؒ اور شاہ صاحب رح کی شہادت سے نہیں بلکہ اندر ہی اندر اور پھیل گئی۔ ڈاکٹر اشا ور ڈاکٹر ہنٹر در میں لکھتا ہے۔

"شمالی ہند میں ایک وہابی جانباز سید احمد نے پنجاب کے مسلمانوں کو ابھار کر حقیقتاً ایک مذہبی سلطنت قائم کر لی

گھران کی ناگہانی موت (؟) سے شمالی ہند میں وہابی فتوحات کا امکان جاتا رہا۔ اس سلطنت کو سکھوں نے ۱۸۲۳ء میں برباد کر دیا۔ لیکن جب انگریزوں نے اس ملک کو فتح کیا، تب بھی وہابی عقائد کی سلگتی ہوئی چنگاریوں نے انھیں بہت کچھ پریشان کیا۔ یہ خیالات عرصہ تک باقی رہے، اور اسباب غدر میں معاون ہوئے اور انھیں عقائد نے افغانستان اور شمالی مغربی سرحد کے وحشی قبائل کو ہمیشہ کے لئے مذہبی تعصب میں رنگ دیا۔"

ہندوستان کے مرکز صادق پور پٹنہ نے ہندوستان کے مسلمانوں کی جو بے نظیر تنظیم اور جہاد کی وہ عظیم الشان تبلیغ و تربیت کی جس کی مثال مسلمانوں کے داخلۂ ہند سے لے کر اس وقت تک نہیں ملتی، اس تبلیغ و تنظیم کی وسعت اس اسلامی نظام کی برتری اور ان علماء کی سیاسی قابلیت اور انتظامی لیاقت کا تصور کرنے کے لئے اس تحریک کے سب سے بڑے دشمن ڈاکٹر سر ولیم ہنٹر کی کتاب "مسلمانانِ ہند" کے مندرجہ ذیل اقتباسات پڑھنے چاہئیں۔

"یہ لوگ مشنریوں کی طرح ان تھک کام کرتے تھے، وہ بے لوث و بے غرض لوگ تھے۔ جن کا طریقِ زندگی ہر شبہ سے بالاتر تھا۔ یہ لوگ روپیہ اور آدمی بچانے کی انتہائی قابلیت رکھتے تھے، ان کا کام محض تزکیۂ نفس اور اصلاح مذہب تھا۔ میرے لئے ناممکن ہے کہ میں عزت و عظمت کے بغیر ان کا ذکر کر دوں۔ ان میں سے اکثر نہایت مقدس و مستعد نوجوانوں کی طرح زندگی شروع کرتے تھے۔ اور ان میں سے بہت سے لوگ آخر تک مذہب کے لئے اپنی جانفشانی اور جوش قائم رکھتے تھے۔"

یہی مصنف مولانا یحییٰ علی صاحب عظیم آبادی امیر جماعت کے متعلق لکھتا ہے۔

"امیر جماعت یحییٰ علی کے مختلف فرائض تھے، وہ ہندوستان میں فرقے کے روحانی رہنما کی حیثیت سے تمام جماعتی مبلغین سے خط و کتابت رکھتے تھے۔ اور انھوں نے ایک اصطلاحی زبان میں چند مبہم عبارتیں تیار کی تھیں، جن کو وہ خود استعمال کرتے اور جن کے ذریعہ وہ اطمینان سے بڑی بڑی رقمیں سلطنت کے مرکز سے سرحد پار باغیوں کے کیمپ ستھانہ بھیجتے تھے۔ وہ مسجدوں میں وعظ و تقریر کرتے اور مذہبی دیوانوں کی فوج کو بندوقیں جانچ کر دیتے۔"

"لیکن اس سازش کا سب سے زیادہ نازک کام پٹنہ (یا ان لوگوں کی زبان میں "چھوٹی خانقاہ") سے سرحدی باغیوں کے مرکز (بڑی خانقاہ) کو زر نقود بھیجنا تھا جہاں کہ مبلغین کو راستہ میں صدہا جھٹکے اور پریشان کن سوالات کا جواب دینا پڑتا تھا۔ ان کو پنجاب، ورشمالی مغربی ہندوستان کے وسیع صوبوں میں سے ہو کر تقریباً دو ہزار میل کا سفر کرنا ہوتا تھا۔ جہاں ہر گاؤں میں ان کی جسمانی شکل اور زبان ان کو اجنبی ثابت کرتی تھی، لیکن اس خطرناک کام میں یحییٰ علی کی ذہانت اور انتظامی قابلیت کام کر رہی تھی۔ انھوں نے تمام راستہ پر اپنے وہابی پیرو مقرر کر دئے تھے۔ جو جماعت کے معتبر اشخاص کے ماتحت تھے، یحییٰ علی کی مردم شناسی اور حسن انتخاب قابل داد ہے کہ ان کے انتخاب کئے ہوئے آدمیوں میں سے کسی شخص کو بھی پکڑے جانے کے بعد خوف و خطرہ، شناخت ہو جانا یا انعام کا لالچ اپنے رہنماؤں اور پیشواؤں کے خلاف آمادہ نہ کر سکا۔"

(مسلمانانِ ہند از ڈاکٹر ہنٹر)

اس تنظیم کی وسعت کا اندازہ بنگال کے کمشنر پولیس کی اس شہادت سے ہو سکتا ہے۔

"اس جماعت کے ایک مبلغ کے پیرو اسی ہزار ہیں جن میں آپس میں مکمل مساوات ہے۔ جن میں سے ہر ایک دوسرے کے کام کو اپنا کام سمجھتا ہے۔ وہ مصیبت کے وقت کسی بھائی کی مدد میں اس کو کسی کام سے عذر نہیں ہوتا۔"

(خطوط ۔۔ امورخہ ۳، مئی ۱۸۶۴ء ونمبر ۵ ۱۸۶۴ء)

ہندوستان میں اس تحریک نے جو عام جذبۂ جہاد پیدا کر دیا تھا، اس کا اندازہ ڈاکٹر ہنٹر کی اس روایت سے ہو سکتا ہے۔

"صوبۂ متحدہ کے ایک انگریز کا رفانہ دار نیل کا بیان ہے کہ اس کے دین دار مسلمان ملازم اپنی تنخواہ یا مزدوری کا ایک جز ستھانہ کیمپ کے لئے علیحدہ کر کے رکھ دیتے تھے۔ جس طرح ہندو ملازم اپنے بزرگوں (پرکھوں) کی شرادھ کے لئے چھٹی مانگتے تھے۔ اسی طرح مسلمان ملازم یہ کہہ کر چند ماہ کی رخصت لے لیتے تھے کہ انھیں فریضۂ جہاد کے ادا کرنے کے لئے مجاہدین کے ساتھ شریک ہونا ہے۔"

(انڈین مسلمانز)

قدیم و جدید طبقہ

ابھی تک جو کچھ کہا گیا ہے وہ اس وقت کی باتیں ہیں جب ملک میں کام کرنے والوں کا ایک ہی طبقہ تھا اور وہ علماء اور مذہبی مسلمانوں کا طبقہ تھا۔ جدید تعلیم کی دعوت نہیں دی گئی تھی، اور اس کے نتائج ظاہر نہیں

ہوئے تھے۔ ۱۸۷۵ء میں علی گڑھ کا مدرسۃ العلوم قائم ہوا۔ جو بعد میں کالج پھر یونیورسٹی بنا۔ اس وقت سے ہندوستان میں قدیم و جدید تعلیم کا فرق نمایاں ہوا۔

علماء نے اس وقت تک حکومت سے مکمل ترک موالات کیا تھا۔ ۱۸۵۷ء کے ہنگامہ میں خود شریک ہوئے تھے۔ اور دست بدست جنگ کی تھی۔" بد نام اور شوریدہ سروں" کے علاوہ مولانا فضل حق صاحب خیرآبادی جو دہلی میں ریذیڈنٹ کے میر منشی تھے، اور حاجی امداد اللہ صاحب مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی، اور مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی نے اس جہاد میں عملی شرکت کی تھی۔ ہنگامہ کے فرو ہو جانے کے بعد مولانا فضل حق صاحب، اور مولوی عنایت احمد صاحب کاکوروی وغیرہ کو بغاوت اور شرکت ہنگامہ کے جرم میں حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا ہوئی، حضرت حاجی صاحب کو ہندوستان سے ہجرت کرنی پڑی اور دوسرے حضرات کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ ۱۸۶۳ء و ۱۸۶۵ء میں محمد جعفر صاحب تھانیسری، مولانا احمد اللہ صاحب عظیم آبادی، مولانا یحییٰ علی صاحب، مولانا عبدالرحیم صاحب وغیرہ پر حکومت ہند کے خلاف سازش کرنے اور مجاہدین سرحد کی خفیہ امداد کرنے کے جرم میں انبالہ کا مشہور مقدمۂ سازش چلایا گیا ان کی جائدادیں ضبط کرلی گئیں اور ان کو اول پھانسی پھر حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا دی گئی۔ صادق پور (پٹنہ) کے مقامات مسکونہ اور ملزمین کی عمارتیں جوش انتقام میں کھود کر پھینک دی گئیں۔ اور ان کی جگہ میونسپلٹی کی عمارتیں بنادی گئیں۔ ۱۸۵۷ء کے بعد ذرا ذرا سے شبہ پر علماء کو پھانسیاں دی گئیں۔

اس کے برخلاف علیگڑھ کے تعلیمی و سیاسی مرکز نے حکومت اور انگریزی قوم سے تعاون و موالات کی پرجوش دعوت دی۔ انگریزی تمدن و معاشرت، شعائر و نظام تعلیم کے قبول کرنے کی زبردست تبلیغ کی۔ حکومت نے اس کی پوری امداد و سرپرستی کی۔ الغرض ہندوستان میں مسلمانوں اور انگریزوں کے اتحاد و تعاون، اختلاط و اجتماع کی علیگڑھ میں پہلی مرتبہ داغ بیل پڑی۔ پھر جب ۱۸۸۳ء میں بظاہر کالج کی پرنسپلی اور درحقیقت مسلمانوں کی زمام قیادت "مسٹر تھیوڈر بیک" نے لی تو علی گڑھ کالج ہندوستان میں شملہ و دہلی کے ایوان حکومت کے بعد برطانوی سیاست کا سب سے بڑا مرکز اور انگریزوں کی کامیاب ریذیڈنسی تھی۔ جس میں مسلمان نوجوانوں کو ذہنی غلامی، خوف و بزدلی، خوشامد و چاپلوسی، پست ہمتی و ملازمت پرستی، نقالی و نمائش اور کھیل کود کی تعلیم دی جاتی تھی۔ اس میں کبھی فوج میں اضافہ کرنے کی تجویز پاس کی جاتی تھی، اور سرحد پر پیش قدمی اور حملہ کو جائز بنایا جاتا تھا اور کبھی ان نوجوان مسلمانوں کے ذریعہ جامع مسجد دہلی کی سیڑھیوں پر حکومت کے مفرد وفاداری پر مسلمانوں سے دستخط لئے جاتے تھے۔ اسی طرح شاطر پُرفن کا جادو صرف نوجوانوں پر ہی نہیں بلکہ اُس "پیر دانا" پر بھی چل گیا جس نے ۱۸۵۷ء کا ہنگامہ اور انگریزوں کے لرزہ خیز مظالم اپنی آنکھوں سے دیکھے تھے اور جس نے "اسباب بغاوت ہند" جیسی معرکۃ الآرا کتاب لکھی اور یہ جادو بھی ایسا چلا کہ اس نے مسلمانوں کی قسمت پورے طور پر انگریز کے ہاتھ میں دے دی (ملاحظہ ہو مسلمانوں کا روشن مستقبل)

مسٹر بیک کے بعد مسٹر ماریسن اور مسٹر آرچبولڈ مسلمانوں کی سیاست پر مسلط رہے، ان فرنگی شیشہ سازوں کے ہاتھوں سے قوم کا جو طبقہ تیار ہوا اس کی ذہنیت، عقیدہ اور ہمت کا اندازہ لگانا کوئی مشکل کام نہیں۔ اس ذہنی تقابل کا نمونہ دیکھنا ہو تو سرسید کی وہ مشہور تقریر جو انھوں نے کانگریس کے خلاف ۱۸۸۷ء میں لکھنؤ میں کی۔ علماء کے اس فتوے کے ساتھ پڑھنی چاہئے جو مولوی عبدالقادر صاحب لدھیانوی نے کانگریس میں شرکت کے جواز میں شائع کیا تھا اور جس پر تقریباً اس وقت کے تمام نامور و معتبر علماء کے دستخط تھے جن میں مولانا لطف اللہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ "ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا"

اس زمانہ میں بھی جس شخص نے علیگڑھ میں بیٹھ کر اس وفاداری کے خلاف آواز اٹھائی اور مسلمانوں کو آزاد سیاست کی طرف دعوت دی وہ طبقہ علماء کے ایک ممتاز فرد مولینا شبلی نعمانی کی ذات تھی جنہوں نے مسلم گزٹ کے پرمغز مدلل اور پرجوش مضامین سے مسلمانوں کے تعلیم یافتہ طبقہ میں سیاسی بیداری کی روح پھونک دی۔

اس کے بعد مسلمانوں کی عام سیاسی بیداری میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی، مولانا عبدالباری فرنگی محلی، مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا حسین احمد مدنی اور پھر طبقہ علماء اور مذہبی گروہ کے نئے معاونین، مولانا محمد علی، مولانا شوکت علی، مولانا ظفر علی خان، مولانا حسرت موہانی کا جو حصہ ہے وہ تمام جدید سیاسی اختلافات کے باوجود واجب التسلیم ہے۔

پھر ان کے علاوہ مسلمانوں کی سیاسی تنظیم میں جمعیۃ العلماء اور جمعیۃ احرار کے علماء کی خدمات بھی ناقابل فراموش ہیں۔ مسلمانوں کے سیاسی اقتدار کے قیام کے لئے مولانا عبید اللہ سندھی، مولانا منصور اور مولانا عبید اللہ صاحب نے جو کوششیں کی ہیں ان کی نظیر مسلمانوں میں نہیں مل سکتی بلکہ ہندوؤں میں بھی اپنی قوم کے لئے ملنی مشکل ہے۔

۱۹۱۱ء سے مسلمانوں کی سیاسی بیداری کے لئے جو کام کیا گیا اس میں علماء و غیر علماء دوش بدوش تھے اور بعد کی تمام اسلامی تحریکوں کا امتیاز یہ رہا کہ ان پر مذہبی رنگ غالب تھا۔

قبل اس کے کہ ہم اس باب کو ختم کریں۔ جدید تعلیمیافتہ طبقہ کے متعلق ہم کو ڈاکٹر ہنٹر کی یہ رائے بھی پڑھ لینی چاہئے:

"ایک باقاعدہ گورنمنٹ کے ساتھ ہمیشہ دنیادار لوگ ہوتے ہیں ہمارے انگریزی اسکولوں میں پڑھا ہوا کوئی نوجوان کوئی ہندو یا مسلمان ایسا نہیں جس نے اپنے بزرگوں کے مذہبی عقائد کو فضا سمجھا اور نہ سیکھا ہو، ان کے علاوہ تین طبقے طلب جاہ تو ضعیف الایمان لوگوں اور کچھ جائداد والوں کی امداد حاصل ہے جو آن بان کے ساتھ معبدوں میں جاتے ہیں اور معاملات کے متعلق بہت کم سوچتے ہیں" (مسلمانانِ ہند)

ہندوستان اور ٹرکی کے علمار

گزشتہ بیان سے واضح ہو گیا کہ ہندوستان میں علماء کا گروہ ملک اور ملت کا ترقی یافتہ، آزاد اور بیدار عنصر رہا ہے اور وہ سیاسی بیداری، ہندوستان کی جنگ آزادی اور مذہبی قربانی و سرفروشی میں ملک کی کسی سیاسی و غیر سیاسی جماعت سے ایک قدم پیچھے نہیں رہا ہے بلکہ ٹرکی کے برخلاف ہندوستان میں سیاسی بیداری کے دور کا آغاز مذہبی طبقہ اور علماء سے ہوا۔ پس مسلمانوں کے کسی طبقہ کو ٹرکی کے انقلابی طبقہ کا ہندوستان میں قائم مقام ہو سکتا ہے۔ اور مسلمانوں میں ایسا کوئی طبقہ اس وقت تک موجود نہیں، علماء سے وہ شکایت نہیں ہو سکتی جو انجمن اتحاد و ترقی کے نوجوانوں یا موجودہ جمہوریت ترکیہ کے بانیوں کو اپنے علماء سے تھی اور جس کی تفصیل پچھلے صفحوں میں "ٹرکی اور مذہب و سیاست کی تفریق" کے ضمنی عنوان کے تحت گزر چکی ہے۔ اگر یہاں کبھی مذہب و سیاست میں تفریق کی گئی تو اس کے اسباب و محرکات یقیناً وہ نہیں ہوں گے جو ٹرکی میں تھے۔

لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ جدید تعلیم یافتہ مسلمانوں میں علماء کے خلاف رجحان موجود ہے اور وہ تقریر و تحریر میں ظاہر ہوتا رہتا ہے۔ موجودہ اسلامی سیاست کے ایک شخص نے بارہا اپنے اس کارنامہ پر فخر کیا ہے کہ ان کی جماعت نے علماء کو سیاست سے نکال دیا ہے، حالانکہ ایسا واقعہ نہیں ہے، علماء سیاست میں موجود ہیں۔ لکھنؤ کے ایک روزنامہ نے اس موضوع پر مسلسل افتتاحیے لکھے ہیں کہ علماء کو سیاست سے خارج کر دینا چاہئے۔ مخالفت و وسائل کا تو کوئی حد و شمار ہی نہیں، علماء سے صاف صاف مطالبہ کیا جاتا ہے کہ وہ حسب معمول قدیم درس و تبلیغ کا کام سنبھالیں اور اس میدان کو اس میدان کے شہسواروں کے لئے چھوڑ دیں۔ ایک عالم نے خوب فرمایا کہ جب علماء سیاست میں شریک نہیں تھے تو ان پر اس تجرد نشینی اور دنیا سے بے خبری کا سب سے بڑا الزام تھا، اور ان کو سیاست میں شرکت کی دعوت دی جاتی تھی لیکن جب وہ اس میدان میں آئے، اور انہوں نے اپنے ایثار و قربانی سے اپنی جگہ پیدا کر لی تو ان سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ وہ واپس ہو جائیں اور ان ہی حجروں میں معتکف ہو جائیں۔

ہم کو علم ہے کہ اس جدید طبقہ میں بکثرت مخلص اور صاحب حمیت مسلمان ہیں اور ان میں سے بہت سے اسلامی حقائق کو شاید بہت سے علماء سے اچھا سمجھتے ہیں، ہم ان سے کہنا چاہتے ہیں کہ مذہب و سیاست کا یہ انفصال الحاد کا پیش خیمہ اور وہ تفریق کا فتنہ ہے جس نے یورپ کی جمہوریت کو چنگیزی بنا دیا۔

جلالِ پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو ۔۔۔ جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

علمار کی خدمت میں

اب ہم کو علماء کی خدمت میں یہ عرض کرنا ہے کہ آپ کے فرض اس عہد انقلاب میں اتنے بڑھ گئے ہیں جتنے شاید تاریخ اسلام کے کسی عہد میں نہ ہوں۔ شریعت، تہذیب اور عظمت اسلامی کی حفاظت اور وہ تمام فرائض جو کسی اسلامی سلطنت کے کسی زمانہ میں ہو سکتے تھے، اب خاصۃً آپ کے فرائض ہیں۔ آپ ان تمام غلطیوں اور کوتاہیوں سے بچئے جو قرونِ متوسطہ کے مذہبی طبقہ اور انیسویں صدی کے ترکی علماء سے ہوئیں اور جن کی تفصیل گزشتہ ابواب میں گزر چکی ہے۔ ورنہ نوجوانوں کے الحاد اور مسلمانوں کے سوءِ خاتمہ اور ساری قومی زندگی کی غیر مذہبیت کا گناہ آپ کے سر ہوگا جس کا کفارہ کوئی عبادت، کوئی علمی، تدریسی اور تصنیفی خدمت نہیں کر سکے گی۔ تاریخ اسلام آپ کا یہ گناہ کبھی معاف نہیں کرے گی۔ میں آپ کو "با زمانہ بساز" کی تعلیم نہیں دیتا۔ میں تو اس فلسفہ کا قائل ہوں۔

حدیث بے خبراں ہے تو با زمانہ بساز ۔۔۔ زمانہ با تو نہ سازد تو با زمانہ ستیز

لیکن اس "با زمانہ ستیز" کے لئے آپ کو نئے ہتھیاروں سے مسلح ہونا پڑے گا اور جدید فنون و طریقۂ جنگ سے آگاہی پیدا کرنی ہوگی۔ طریقہ و اسلحۂ جنگ کے اختلاف و تنوع سے آپ کے مقصد جنگ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ آپ کا مقصد ایک ہی ہونا چاہئے۔ اور اسلامی شریعت، اسلامی وقار، اسلامی تہذیب کی حفاظت اور اسلام کے نظام حکومت و معاشرت کو قائم کرنا ہے۔ آج الحاد فلسفہ و سائنس کی راہ سے نہیں آتا، اور اگر آتا بھی ہے تو بہت کم آتا ہے، آج الحاد سیاست کی راہ سے اور جدید سیاسی، اقتصادی اور تمدنی نظریوں اور تحریکوں کی راہ سے سرعت اور قوت کے ساتھ آ رہا ہے، اور اس لئے اس الحاد کو روکنے کا سب سے بہتر اور سب سے موثر طریقہ، سیاسی اقتدار کو حاصل کرنے کے سوا اور کچھ نہیں۔

آپ سیاست میں ضرور شریک ہوں لیکن اپنے ذاتی وقار کو قائم کرنے، یا بادشاہوں کی طرح اپنی پرستش کرانے کے لئے نہیں بلکہ انسانیت کا صحیح نمونہ پیش کرنے اور انسانیت کا مرتبہ بلند کرنے کے لئے۔ آپ اس ہنگامہ میں اپنا مقصد نہ بھولنے پائیں اور آپ کی حیثیت ایک منٹ کے لئے بھی کسی جماعت کے آلہ کار کی نہ ہو اور آپ کو کوئی سیاسی جماعت اپنے مقصد سے غافل نہ کر سکے یا اپنے مقصد کے لئے فریب دینے نہ پائے۔

اس وقت عالم انسانیت کا سب سے مقدس اور اولین فریضہ یہ ہے کہ اسلام کا نظام حکومت اور نظام حیات قائم کیا جائے، دنیا میں یہ مقصد صرف آپ کا ہو سکتا ہے۔ اور یہ کام صرف آپ سے انجام پا سکتا ہے اگر آپ نے اپنی سیاسی جد و جہد کا کوئی دوسرا مقصد قرار دے لیا تو پھر خدا یہ منصب آپ سے لے کر مسلمانوں کی کسی دوسری جماعت کے سپرد فرمائے گا اور اس کو اہلیت و توفیق عطا فرمائے گا۔ وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم

اِصلاحِ اعمال

"مسلمان خطرہ میں!"

(از جناب قاضی عبد الغفار صاحب بی اے علیگ مدیر اعلیٰ روزنامہ پیام)

مسلمانوں کے لیڈروں میں تعمیری قوت جس قدر کم ہوتی گئی اور زبان و قلم کی شدت جس قدر بڑھتی گئی انھوں نے خوف اور مایوسی کے ایک عاجزانہ فلسفہ کی تبلیغ شروع کر دی اور اب جس لیڈر کو دیکھئے وہ عام مسلمانوں سے کہہ رہا ہے کہ :-

بھائی مسلمانوں! تم تباہ ہو گئے، تم مٹ گئے، تمہاری قوت سلب ہو گئی، تم کو اغیار نے کچل ڈالا، تمہاری دولت لوٹ لی گئی، تمہاری عزت و آبرو برباد کر دی گئی، تمہاری تعداد اس ملک میں کم تھی اس لئے تم غلام بنائے گئے ......

یا اُن کو یہ کہہ کر خوف زدہ کر رہا ہے کہ :-

یاد رکھو مسلمانوں! تم اس ملک میں فنا ہو جاؤ گے، تمہارا نام و نشان باقی نہ رہے گا، تم مٹا دئے جاؤ گے دشمن بہت قوی ہے اور تم بہت کمزور ہو تمہارا ہلاک ہو جانا یقینی ہے ......"

ہلاکت اور خوف کا یہ فلسفہ گویا ہمارے لیڈروں کے لئے اب قوت عمل کا قائم مقام ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کو اُن کے دلوں میں اُن کی کمزوریوں کا احساس اور خوف پیدا کر کے آمادۂ عمل کیا جا سکتا ہے، جس طرف نظر کیجئے مسلمانوں کی بدحالی کا ایک ماتم برپا ہے، جدھر دیکھئے مسلمانوں کی ناچاری اور مجبوری اور پسپائی کی داستانیں بیان ہو رہی ہیں، اُن کی مظلومیت پر آنسو بہائے جا رہے ہیں، اُن کی زندگی کے خطرات گنائے جا رہے ہیں اُن کے شان دہدھی کے لئے صف ماتم بچھی ہوئی ہے اُن کو بار بار یاد دلایا جا رہا ہے کہ غیر مسلموں کے مقابلہ میں اُن کی تعداد بہت کم ہے اس لئے وہ غیروں کے محکوم ہو گئے ہیں، ان کی دولت پر غیروں نے قبضہ کر لیا ہے، اُن کی عزت پر غیروں نے حملے کئے۔ اُن میں حمیت اور غیرت باقی نہیں رہی، وہ بے شرم ہو گئے۔ اب وہ اس طرح مٹا دئے جائیں گے کہ اُن کا اس ملک میں نام و نشان بھی باقی نہ رہے گا۔ ......

اخباروں کے ذریعہ سے، تقریروں میں، مسجد و مکتب کے مواعظ میں، عام مسلمانوں کے گھروں میں، زعمائے کرام کے بالا خانوں پر، غرضیکہ ہر جگہ یہ تخویف جاری ہے اور خوش فہم زعماء سمجھتے یہ ہیں کہ مسلمانوں کو بیدار کرنے کی اس سے بہتر اور اس سے زیادہ آسان کوئی صورت نہیں کہ اُن کو اس قدر ڈراؤ اور اُن کی زندگی میں اس قدر خطرے پیدا کر دو کہ وہ بالآخر کھڑے ہو جائیں۔ لیکن اس طریقۂ کار کو اختیار کرنے والے زعماء اس بات کو سمجھنے کی اہلیت نہیں رکھتے کہ وہ اپنے اس طریقۂ کار سے عام مسلمانوں کی اخلاقی قوت کو کس قدر نقصان پہنچا رہے ہیں خوف اور اندیشہ سے زیادہ کوئی چیز نہیں جو جماعتوں اور افراد کے ذہنی قویٰ کو بے عمل اور کمزور بناتی ہو۔ یہ ذہنی پسپائی جو اس قسم کی خوف دلانے والی باتوں سے پیدا ہوتی ہے قوموں کی زندگی کا سب سے بڑا خطرہ ہے۔ اور یہ فلسفۂ حزن سب سے بدتر ذہنی غلامی ہے جس میں کوئی قوم مبتلا ہو سکتی ہے، ہندوستان کے مسلمانوں کی زندگی میں علم اور دلیل کی جگہ خوف اور ظن کو دے دی گئی ہے اور جو لوگ مسلمانوں کی قومی تعمیر کی اصلی خرابیوں کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے وہ محض سینہ کوبی کو بیداری کی علامت سمجھتے ہیں اور

وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

کے روح پرور فلسفہ کی معنویت سے بہت دور جا پڑے ہیں! اس قسم کے ماتمی حضرات کا وجود ہی درحقیقت مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کے لئے سب سے بڑا خطرہ ہے!

ہم کو یہ دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ ہندوستان کے مسلمان لیڈروں کا فلسفہ اب ایک مستقل سیاسی آلۂ کار بن گیا ہے اور ہر جگہ مسلمانوں کو خوف زدہ کرنے کی وہی تدابیر اختیار کی جاتی ہیں جو ذہنیت کو پست ارادوں کو سست اور خود اعتمادی کو کمزور کرتی ہیں، ہمارا ہرگز یہ منشاء نہیں ہے کہ مسلمان اپنی جماعتی اہمیت اور اپنے قومی وجود کی حفاظت سے غافل ہو جائیں یا ملک کی اجتماعی زندگی میں ایسے امور سے بے خبر ہیں، جو اُن کو نقصان پہنچانے والے ہوں۔ لیکن مشکلات کو حل کرنے کی تدابیر پر سنجیدگی سے غور کرنے کی بجائے ہر مسئلہ کو مسلمانوں کی زندگی کا ایک ماتم

بنا رہا عوام کی نفسیات کو پست اور پسپا کرنے والا ہوتا ہے اور اُن کی خود اعتمادی کو کمزور کرتا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ مسلمانوں کے بہت سے رہنما جو اُن کے قلوب میں خوف پیدا کر رہے ہیں نیک نیتی کے ساتھ اُن کی اصلاح اور بیداری کی کوشش کیا کرتے ہیں۔ لیکن وہ نہیں جانتے کہ اس قسم کا پروپیگنڈا عوام کی نفسیات میں اُن کی قوت ارادی کو کمزور کر دینے والا انتشار پیدا کرتا ہے عارضی جوش کبھی بھی تعمیری جد وجہد کا نعم البدل نہیں ہو سکتا اور اس زمانہ کی سیاست کا سب سے بڑا نقص یہی ہے کہ اُس کا تعمیری اور اصلاحی تخیل بہت کمزور ہے اور صرف عارضی جوش و خروش اُس کا سرمایہ ہے۔ مسلمانوں کی کسی انجمن اور کسی جماعت کے پروگرام پر نظر کیجئے اُس میں اصلاحی اور تعمیری تجاویز بہت کم نظر آئیں گی البتہ اضطراری اور وقتی جوش و خروش کی کمی نہ ہوگی، ان باتوں کا نتیجہ یہ ہے کہ عام مسلمانوں میں فکر و نظر کی قوت اور اچھے برے کی تمیز کم ہو جاتی ہے اور وہ بھیڑ بکریوں کی طرح سے محض دوسروں کے اشاروں پر چلنے لگتے ہیں۔ ایسی قوم جس کے افراد اپنے مسائل کو سمجھنے کی قابلیت نہ رکھتے ہوں اپنا کوئی مستقبل نہیں رکھتی۔ لیڈر آتے ہیں اور لیڈر جاتے ہیں لیکن اصل چیز قومیت کا احساس ہے جو ہمیشہ باقی رہ سکتا ہے۔ مگر ہمارا حال یہ ہے کہ ہر نئے لیڈر کی آواز پر قوم کا مطمح نظر بدل جاتا ہے اور ایک ہی ملک میں ایک ہی صوبہ میں بلکہ ایک ہی شہر میں جس لیڈر کی زبان میں زیادہ طاقت ہوتی ہے وہ اپنا لشکر علیحدہ قائم کر لیتا ہے۔ یعنی افراد کے جس بیدار و باخبر اجتماع کا نام قوم ہونا چاہئے اُس کا ابھی تک یہ حال ہے کہ ؎

چلتا ہوں تھوڑی دور ہر اک تیز رو کے ساتھ
پہچانتا نہیں ہوں ابھی راہبر کو میں

یہ ایک افسوسناک حقیقت ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو غیروں کی حکومت اور غیر مسلم اقوام کی بالادستی سے اتنا نقصان نہیں پہنچا جتنا کہ اس خوف و حزن کے فلسفہ سے پہنچا ہے جس کے ذریعہ سے اُن کی خود اعتمادی منہدم کی جا رہی ہے، زندگی کی نوید کے بجائے اُن کو موت کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں اور بقائے دوام کے متعلق اُن کو خدا کا وعدہ یاد دلانے کے بجائے ہلاکت کا پیغام سنایا جا رہا ہے! ——— تم مر جاؤ گے، تم مٹ جاؤ گے، تم تباہ ہو جاؤ گے۔ تمہارا نام و نشان باقی نہ رہے گا!! ایک تندرست آدمی کے سامنے بھی اگر ہر وقت یہی کہا جائے کہ تو بیمار ہے تو اغلب یہ ہے کہ بیماری کا خوف اُس کو کسی نہ کسی دن بیمار ڈال دے گا۔ فرد کی جو نفسیات ہوتی ہیں وہی ملت کی نفسیات بھی ہوتی ہیں اور آج ارادہ اور فہم کی جو کمی ہم مسلمانوں میں دیکھتے ہیں وہ ہمارے لیڈروں کی اسی تعلیم کا نتیجہ ہے۔ یہ پسپائی اور بے عملی کا درس ہے!

اسلام کے عہد اقبال کی تاریخ کا شروع سے آخر تک مطالعہ کیجئے، آپ کو قرون اولیٰ کے مسلمان کہیں بھی اپنی تعداد کی کمی سے خوف زدہ نظر نہ آئیں گے، لیکن آج ہندوستان میں خوف و حزن کے اس پروپیگنڈے کا احساس اقلیت اور اکثریت کا سوال بنا لیا گیا ہے۔ چونکہ مسلمانوں کی تعداد کم ہے اس لئے وہ خطرہ میں ہیں۔ گویا کہ کسی ملک میں کبھی کوئی مسلمان اقلیت سرفراز ہو ہی نہیں سکی۔ اور گویا کہ دنیا کی تاریخ میں کوئی ملک ایسا نہیں جہاں مسلمان ایک اقلیت کی حیثیت سے عزت کی زندگی بسر کر سکے ہوں! درحقیقت اقلیت و اکثریت کے اس خوف زدہ کرنے والے سوال میں ملت اسلامی کی قومی تاریخ اور قومی نفسیات کا ایک عبرت آموز انکار مضمر ہے جو آج ہماری قومی روایات کی بنیادوں کو منہدم کر رہا ہے۔ لیکن ہمارا لیڈر ایک ہی سانس میں اپنی قوم کو زندگی کا پیام بھی دے رہا ہے اور اُس کے ساتھ موت کی دھمکی بھی! اور سمجھتا یہ ہے کہ اُس نے ملت اسلامی کی بہت بڑی خدمت انجام دی ہے۔

ضروریات دین

قاضی ایکٹ کی ضرورت

(جناب مولانا قاضی محمد احمد صاحب کاظمی بی اے ایڈووکیٹ ملتان و ممبر اسمبلی)

مسودہ انفساخ نکاح مسلم میں ابتداءً راقم الحروف نے دفعہ نمبر ۹ اس مضمون کی رکھی تھی کہ مقدمات انفساخ نکاح کی سماعت مسلم حاکم کرے گا۔ اور اُس کے فیصلہ کی اپیل کی سماعت مسلم جج ہائی کورٹ کرے گا۔ دفعہ مذکور کی گورنمنٹ نے نہایت سختی سے مخالفت کی تھی۔ اُن کا سب سے بڑا اعتراض یہ تھا کہ موجودہ عدالتوں میں مذہبی بنا پر تفریق کرنے کے لئے وہ اس لئے تیار نہیں ہیں کہ اس اصول کے تسلیم کر لینے سے اُن کا تمام عدالتی نظام درہم برہم ہو جاویگا اس سلسلہ میں راقم الحروف نے اپنی تقریر میں اس امر کی وضاحت کر دی تھی کہ دراصل مسلم حاکم رکھنے سے بھی مسلمانوں کی اصل شرعی ضرورت پوری نہیں ہوتی۔ اُس مسودہ میں مسلم حاکم کی شرط محض اس غرض سے رکھی گئی تھی کہ مسلمانوں کی شرعی ضرورت کم از کم برائے نام پوری ہو جاوے اور گورنمنٹ پر کسی مزید خرچہ کا بار نہ پڑے لیکن مسلمانوں کی اصل ضرورت تو محض قاضیوں کے تقرر ہی سے پوری ہو سکتی ہے اور اُس کے لئے میں جداگانہ بل بعد میں پیش کروں گا۔ اور واقعہ یہ ہے کہ شرعاً جو شرائط قاضی کے تقرر کے لئے ضروری ہیں وہ موجودہ زمانہ کے حکام کے تقرر پر منطبق نہیں ہوتیں۔ مثلاً قاضی کے لئے ضروری ہے کہ وہ علاوہ علوم دینی کے ماہر ہونے کے نیک چلن بھی ہو، اور نجی معاملات میں بھی اگر وہ خیانت یا بدچلنی کا مرتکب ہو تو وہ اس عہدے کے قابل نہیں رہتا۔ لیکن نیک چلنی کی شرط موجودہ حکام کے لئے ضروری نہیں ہے، محض پبلک فرائض کی انجام دہی اُن کے لئے کافی ہے۔ مثلاً اگر کوئی حاکم شراب پیتا ہو تو اس کا فعل اُس کی علیحدگی کے لئے کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ برعکس اس کے اگر قاضی ایسے فعل کا مرتکب ہو تو وہ عہدۂ قضی کے فرائض کی انجام دہی کے لئے مقرر نہیں کیا جا سکتا۔ یہ اسلامی شریعت ہی ہے کہ جس نے عدل کرنے کی قابلیت کو تبحر علمی کے ساتھ نیک چلنی پر منحصر کیا ہے اس اصول کی خوبی اس قدر واضح ہے کہ اُس کے متعلق کسی مزید دلیل کی ضرورت نہیں۔ چونکہ مسلمانوں کی اصل ضرورت نہ موجودہ حکام سے پوری ہو سکتی ہے اور نہ گورنمنٹ ہی اس کے لئے تیار ہے۔ اس وجہ سے جداگانہ بل مرتب کیا گیا ہے۔

موجودہ حکومت سے یہ توقع نہیں ہے کہ وہ جداگانہ محکمہ قضا قائم کر کے اُس کے مصارف کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہو، یا اس سلسلہ میں مسلمانوں سے کوئی جداگانہ ٹیکس وصول کر کے ایسا محکمہ قائم کرے اس لئے کہ کسی ایسے ٹیکس کی نوعیت اور اُس کے طریق وصول کا تعین کرنا مشکل ہے اور اس مسودہ کے "وجوہ و مقاصد" پڑھنے سے بھی یہ معلوم ہوگا کہ پہلے زمانہ میں بھی قاضیوں کے اخراجات کی کفالت زیادہ تر نکاح پڑھانے کی فیس سے ہوتی تھی اس لئے موجودہ مسودہ میں بھی محض فیس پر اکتفا کی گئی ہے۔

اس مسودہ کی رو سے قاضیوں کے سپرد دو کام کئے گئے ہیں ایک نکاح پڑھانا اور اُس کا باقاعدہ ریکارڈ رکھنا اور دوسرے طلاق، خلع وغیرہ کے مقدمات فیصل کرنا۔ یہ ظاہر ہے کہ نکاح پڑھانے والے قاضیوں کی جس تعداد میں ضرورت ہے اُتنی تعداد کی مقدمات فیصل کرنے والے قاضیوں کے لئے ضرورت نہیں اس وجہ سے مقدمات فیصل کرنے والے قاضیوں کے لئے مستند عربی مدارس کی سند علمی کا حصول ضروری رکھا گیا ہے اور اس قانون کے آخر میں اُن مدارس کی تفصیل ہوگی جن کی سندات اس کے لئے ضروری قرار دی جاوے گی۔ علاوہ ازیں قاضی کے ساتھ ایک عالم دین اور ایک وکیل کو بھی فیصلہ مقدمات کرنے کے لئے قاضی کا شریک کیا گیا ہے تاکہ فیصلہ کی صحت پر پبلک کو پورا پورا اعتماد ہو جاوے۔

مسودہ بل جو ہمرشتہ درج کیا جاتا ہے وہ لفظ بلفظ اس مسودہ کا ترجمہ نہیں ہے جس کا نوٹس دیا گیا ہے بلکہ اس کو عام فہم بنانے کے لئے تمام اصول بل کے دفعات کی شکل میں رکھ دئے گئے ہیں مگر جو میں بھی دفعات کے بجز قریب قریب یہی ہیں۔ اظہار رائے عامہ کے بعد اصل بل میں ضروری ترمیم کی جا سکتی ہے۔ بل کا نوٹس ۱۳ جون [illegible] کو دے دیا گیا ہے اور اُمید ہے کہ ستمبر کے اسمبلی (شملہ) کے اجلاس میں اس کو پیش کرنے کی نوبت آجاوے گی۔

قاضی بل کے وجوہ اور مقاصد

قاضی ابتدائی زمانہ انگریزی میں | شرع اسلامی کی رو سے بعض مذہبی امور معاملات کے فیصلے کے لئے بعض وقت باضابطہ مقرر کردہ قاضی یا حکم کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً نکاح [illegible]

کی ڈگری قاضی ہی دے سکتا ہے اس کے علاوہ بعض مذہبی ارکان کی ادائیگی کے لئے بھی قاضی کی ضرورت ہوتی ہے۔

مثلاً جمعہ اور عیدین کی نمازوں کی امامت اور نکاحوں کے پڑھانے کے لئے بھی قاضی کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہندوستان میں مسلمانوں کے آباد ہو جانے کے بعد سے بادشاہِ وقت کی جانب سے قاضی شہروں، قصبوں اور مختلف پرگنوں میں شرع اسلامی کے مطابق فرائض کی انجام دہی کے لئے مقرر کئے جاتے تھے۔ سلطنت انگریزی نے بھی ابتدائی دور میں قاضیوں کے تقررات کو تسلیم کیا۔ اس سلسلہ میں ریگولیشن نمبر ۴۶ ۱۷۹۳ء سب سے پہلا قانون بنایا گیا۔ اس قانون کا مقصد عہدۂ قاضی اور قاضی القضاۃ کو تسلیم کرنا اور ان کے تقررات کا انتظام کرنا تھا۔ اس قانون کی دفعہ ابتدائی حسب ذیل ہے۔

"پٹنہ، ڈھاکہ، مرشد آباد اور بڑے بڑے قصبوں اور پرگنوں میں قاضی اس غرض سے مقرر کئے جاتے ہیں کہ وہ دستاویزات انتقال اور دوسری قانونی دستاویزات کو مرتب کریں۔ اور تصدیق کریں۔ نکاح پڑھائیں اور دوسرے مذہبی فرائض و رسوم کی ادائیگی مطابق شرع اسلامی کے کریں۔ جیسا کہ وہ اب تک برٹش گورنمنٹ کے تحت میں کرتے رہے ہیں۔ اور نیز حسب ریگولیشن ہائے ۱۸۱۰ و ۱۸۱۲ ۱۷۹۳ء کے ان کے سپرد یہ کام بھی ہے کہ وہ جائیداد مقروقہ کے نیلام کی نگرانی کریں اور خیراتی اور دوسری قسم کی پنشنیں اور الاؤنس لوگوں میں تقسیم کریں۔ فرائض مذکورہ بالا کی نوعیت کے اعتبار سے ضروری ہے کہ ان عہدوں پر ایسے لوگ مقرر کئے جائیں کہ جو اچھے چال چلن کے ہوں اور قانون کی مناسب واقفیت رکھتے ہوں اور ان فرائض کو محنت اور ایمانداری سے انجام دینے کے لئے ان کی ہمت افزائی کے واسطے ضرورت یہ ہے کہ وہ اپنے عہدوں سے اس وقت تک نہ ہٹائے جاسکیں جب تک کہ گورنر جنرل کو یہ اطمینان نہ ہو جاوے کہ وہ ناقابل ہیں یا کسی بدچلنی کے مرتکب ہوئے ہیں۔ اس لئے حسب ذیل قواعد نافذ کئے جاتے ہیں"۔

ہندو مسلم افسران قانونی

ایسٹ انڈیا کمپنی کا رقبہ بڑھانے کے ساتھ ساتھ ایسی نوعیت کی ریگولیشن اور قوانین دوسرے صوبوں میں بھی نافذ کئے گئے۔ لیکن اس زمانہ میں قاضیوں کے علاوہ ہندو اور مسلمان افسران قانونی عدالتوں میں اس غرض سے مقرر کئے جاتے تھے کہ وہ دہرم شاستر اور شرع اسلامی کے مقدمات کے تصفیہ میں ججوں کی امداد کریں۔ اس زمانہ میں جو جج مقرر کئے جاتے تھے اُن کو شرع اسلامی اور دہرم شاستر سے کوئی واقفیت نہ ہوتی تھی۔ اس کا سبب یہ تھا کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کا مقصد یہ تھا کہ وہ رفتہ رفتہ عدالتی کام ہندوستانیوں کے ہاتھوں سے نکال کر انگریز ججوں کے سپرد کر دے۔ اور ان ججوں کی امداد کے لئے یہ افسر مقرر کئے جاتے تھے۔ اس وجہ سے اس محکمہ کی حیثیت عارضی معلوم ہوتا ہے کہ ۱۸۶۴ء میں گورنمنٹ نے یہ سمجھا کہ ہندو اور مسلم قانونی افسران کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی ہے اس لئے کہ وہ رفتہ رفتہ انگریز ججوں کو دہرم شاستر اور شرع اسلامی کافی طور پر سکھلا چکے تھے۔ اور انگریزی میں ان قوانین کے متعلق کتابیں لکھی جاچکی تھیں۔ اور ان شعبہ جات کے متعلق قانونی نظایر کی بھی اتنی کافی تعداد ہوچکی تھی کہ وہ آئندہ کے لئے عدالتوں کی رہنمائی کے واسطے کافی تھی۔ چنانچہ اب اُن کی کوئی ضرورت باقی نہ رہی تھی۔ اور اس لئے اُن کو ایکٹ ۱۱ ۱۸۶۴ء کی رو سے علیحدہ کر دیا گیا لیکن ہندو اور مسلم افسران کی علیحدگی کے ساتھ ساتھ وہ ریگولیشن اور قوانین بھی منسوخ کر دئے گئے جو قاضیوں کے متعلق تھے حالانکہ محکمۂ قضا کی وجہ سے سلطنت پر کوئی زیادہ بار نہ تھا اور نہ قاضیوں کی حیثیت اور ضرورت ہندو مسلم قانونی افسران کی طرح عارضی تھی۔ آنریبل مسٹر ای اے ہابرٹش نے مسودہ قانون ایکٹ ۱۱ ۱۸۶۴ء کے پیش کرنے کی اجازت چاہنے کے سلسلہ میں جو تقریر کی اُس میں اولاً ہندو مسلم افسران قانونی کی علیحدگی کے وجوہات بیان کئے اور اس کے بعد قاضی القضات اور قاضی کے متعلق حسب ذیل الفاظ کہے :۔

قاضی القضات اور قاضی کی علیحدگی

"اس مسودۂ قانون کا یہ بھی مقصد ہے کہ گورنمنٹ اپنا تعلق قاضی القضات یعنی صوبہ کے بڑے قاضی، اور شہر قصبہ اور پرگنہ کے قاضیوں کے عہدوں سے منقطع کر لے۔ ان عہدوں کا نہ ہم پر مدار تھا اور نہ وہ برطانوی سلطنت کے کسی قانون کی پیداوار تھے۔ یہ سلطنت اسلامی اور مسلمان سوسائٹی کے قائم کردہ تھے۔ جب ہماری سلطنت شروع ہوئی تو ہم نے دیکھا کہ ہر شہر اور قصبہ اور پرگنہ میں قاضی موجود ہے، اور ہمارے شروع زمانہ کے قانون بنانے والوں نے صرف یہ کیا کہ ان قاضیوں کے فرائض کی تفصیل بیان کردی اور اس بات کا انتظام کردیا کہ ان عہدوں پر اچھے چال چلن کے اور تعلیم کے اعتبار سے قابل لوگ مقرر کئے جاویں"۔

اس کے بعد مسٹر ہابرٹش نے یہ بتلایا کہ رفتہ رفتہ کس طرح سے دستاویزات انتقال اور دیگر قانونی دستاویزات کی تیاری اور اُن کی تصدیق کا کام اور نوٹیری پبلک (Notary public) کا کام علیحدہ محکمہ جات قائم ہو جانے کی وجہ سے قاضیوں کے ہاتھ سے نکل گیا۔ اگرچہ اس زمانہ میں بھی قاضی دستاویزات کی تصدیق کرتے تھے۔ اور عدالتیں اُن کو مانتی بھی تھیں لیکن کام اُن کے ہاتھ سے بڑی حد تک نکل چکا تھا مسٹر ہابرٹش نے یہ بھی دکھلایا کہ جائیداد اور مال کی کچی قرقی اور نیلام کرنے کا کام بھی رفتہ رفتہ قاضیوں کے ہاتھ سے نکل گیا۔ خیراتی اور دوسری

...تھی کہ رشتوں کی تقسیم کا کام بھی ان سے لیا جا چکا ہے۔

قاضیوں کی تنخواہیں قاضیوں کی تنخواہوں کی وجہ سے سلطنت پر جو بار تھا اس کے متعلق مسٹر رابرٹس نے حسب ذیل الفاظ کہے۔

"ممکن ہے کہ کچھ قاضیوں کو چھوٹی چھوٹی تنخواہیں سلطنت سے ملتی ہوں اور مدراس اور بمبئی میں کچھ اوقاف بھی ایسے تھے جن سے اُن کو گزارہ ملتا تھا لیکن زیادہ تر قاضیوں کی ان خدمات کا معاوضہ جو وہ سلطنت کی کرتے تھے عید کے تہوار کے موقع پر خلعتوں یا نذرانہ یعنی روپیہ اور شال کی شکل میں دیا جاتا تھا۔ پبلک کی خدمات اور نکاحوں وغیرہ کے پڑھانے کا معاوضہ وہی لوگ ادا کرتے تھے جو ان سے کام لیتے تھے۔"

ایکٹ ۱۸۶۴ء کے اثرات آخر میں مسٹر رابرٹس نے مجوزہ قانون کے پاس ہونے کا اثر حسب ذیل الفاظ میں بیان کیا۔

"خواہ وہ قاضی جس کو اب تک گورنمنٹ مقرر کرتی رہی ہے یا وہ قاضی جنہوں نے اپنی قوم میں اپنے اثر سے اپنے آپ کو قاضی تسلیم کرالیا ہے وہ اپنے تمام ایسے فرائض کی انجام دہی میں جو شرع اسلامی کے مطابق تھے اور جن کو وہ اب تک انجام دیتے رہے تھے۔ آئندہ انجام دینے کے لئے بالکل آزاد ہوں گے۔ اس مسودہ قانون کا مقصد صرف اس قدر ہے کہ ان قوانین کو منسوخ کر دیا جاوے جو قاضیوں کے تقرر کے متعلق تھے اور اس بات کا اعلان کر دیا جاوے کہ آئندہ سے گورنمنٹ ان عہدوں پر کسی کا تقرر نہ کرے گی۔"

جس وقت یہ بل کونسل میں پیش کیا گیا تو کونسل کے واحد مسلمان ممبر نواب یوسف علی خاں والئ رام پور جو شاید اسی غرض کے لئے کونسل کے ممبر بنائے گئے تھے۔ اس لئے کہ اُنھوں نے اسی دن حلف لیا تھا اُنہوں نے قاضیوں کی علیحدگی کے بارے میں جو دفعات تھیں اُس کی مخالفت کی لیکن باوجود اس کے بل پاس ہو گیا۔ اس بل کے پاس ہونے سے جو نتائج پیدا ہوئے وہ ان توقعات کے بالکل خلاف تھے۔ جن کی طرف محرک نے بل پیش کرتے وقت اشارہ کیا تھا۔ محرک کو یہ توقع تھی کہ گورنمنٹ کے قاضیوں کے تقرر سے دست کشی کرنے کے باوجود قاضی مسلمانوں میں بدستور کام کرتے رہیں گے لیکن ایسا نہیں ہوا اس کی وجہ دو تھیں اولاً یہ کہ شرع اسلامی کی رو سے اس امر کی ضرورت ہے کہ قاضی بادشاہ وقت کا مقرر کردہ ہو۔ اور دوسرے یہ کہ ۱۸۶۴ء کے قانون کے پاس ہونے کے بعد بمبئی اور مدراس کی ہائی کورٹوں نے بھی یہ فیصلہ دیا کہ قاضی وہی ہو سکتا ہے جو سلطنت کا مقرر کردہ ہو۔

قاضی بل ۱۸۸۰ء غرضیکہ باضابطہ مقرر کردہ قاضی کے نہ رہنے کی وجہ سے مسلم قوم کو سخت مشکلات پیش آئیں جن کی بابت بار بار گورنمنٹ کو توجہ دلائی گئی۔ بالآخر سر سید احمد خاں مرحوم نے ۱۸۸۰ء میں لیجسلیٹو کونسل میں ایک مسودہ قانون پیش کیا جس کا نام قاضی ایکٹ تھا اور جو ایکٹ نمبر ۱۲ ۱۸۸۰ء کی حیثیت سے پاس ہوا۔ اس قانون کی رو سے لوکل گورنمنٹ کو یہ اختیار دیا گیا کہ کسی مقام کے مسلمانوں کی خواہش پر اس مقام یا رقبہ کے لئے قاضی کا تقرر کر دے لیکن اس قاضی کو کسی قسم کے اختیارات نہیں دئے گئے اور گورنمنٹ کے تقرر سے اگر قاضی کی کوئی حیثیت بھی قائم ہوتی تھی تو اُس کو قانون کی دفعہ ۴ نے بالکل ہی ختم کر دیا۔

دفعہ نمبر ۴ کا مضمون یہ ہے۔

"اس قانون کے کسی فقرے یا اس قانون کی رو سے کسی قاضی کا تقرر ہو جانے کی وجہ سے یہ نہ سمجھا جائے گا۔

(الف) کہ کسی قسم کے عدالتی یا انتظامی اختیارات کسی قاضی کو جس کو بر بنائے قانون ہذا مقرر کیا گیا ہے یا

(ب) یا قاضی یا نائب قاضی کی موجودگی کسی نکاح کے پڑھانے یا کسی دوسری رسم کی ادائیگی کے لئے ضروری ہے۔ یا

(ج) کوئی شخص قاضی کے فرائض کی انجام دہی سے ممنوع کیا گیا ہے۔"

بالفاظ دیگر قاضی کو باوجود مقرر کئے جانے کے کسی دوسرے شخص پر ترجیح نہ تھی اور نہ اُس کو کوئی اختیارات تھے۔ ایسے قاضی کے تقرر سے کوئی فائدہ نہ تھا کسی ایسے قاضی سے جس کے مقابلہ میں ہر وہ شخص جس کا جی چاہے کھڑا ہو کر کام کر سکتا ہو اس سے یہ کیسے توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ اپنے شہر یا پرگنہ کے تمام نکاحوں کا مکمل ریکارڈ رکھ سکے گا۔ ایسا قاضی نکاحوں کی منسوخی کے لئے بھی کچھ کارآمد نہیں ہو سکتا ہے، اس لئے کہ اُس کو کوئی عدالتی اختیارات حاصل نہ تھے۔ اس قانون کا نقص اس قدر صریح تھا کہ جب یہ بل کونسل میں منظوری کے واسطے پیش ہوا تو اُس زمانہ کے وائسرائے لارڈ رپن کو اس بل کی اس عجیب خصوصیت کو دیکھ کر تعجب ہوا اور اس دن کی روئیداد میں لارڈ رپن نے جو گفتگو کی اس کے متعلق حسب ذیل اندراج ہے۔

بل کے نقص پر وائسرائے کی رائے "بل کی دفعہ ۴ ضمن الف کا مقصد یہ ہے کہ اس قانون کی رو سے کسی قسم کا عدالتی یا کوئی دوسرا اختیار قاضی یا نائب قاضی مقرر کردہ کو نہ دیا جائے گا۔ ان کی رائے میں یہ ایک عجیب بات تھی کہ ایسا قانون بنایا جائے کہ ایسے شخص کو جسے قانونی طور پر مقرر کیا جاتا ہے کسی قسم کا اختیار نہ ہوگا۔"

وائسرائے صاحب کا یہ ریمارک نہایت باموقع تھا۔ اور [illegible] نے یہ ثابت کر دیا کہ میدان قانون سازی کا یہ نیا تجربہ بالکل ناکام رہا اس بل کی تائید میں جس کے متعلق اس وقت یہ خیال تھا کہ مسلم قوم کی مشکلات رفع کرنے میں ایک حد تک مددگار ہوگا بھی۔ آنریبل مسٹر گبس نے حسب ذیل [illegible]

"اس بل کے متعلق وہ کہہ سکتے ہیں کہ قاضیوں کے نہ ہونے کی تکلیف بمبئی کی طرف بہت ہے۔ پہلے زمانہ میں جب تک کہ ایکٹ [illegible] پاس نہیں ہوا تھا اس زمانہ میں تمام بڑے مقامات اور بمبئی میں گورنمنٹ کے مقرر کردہ قاضی ہوتے تھے اور وہ چھوٹے تنازعات کے طے کرنے میں بہت مفید ثابت ہوتے تھے اگر ایسے تنازعات وہ طے نہ کرتے تو وہ مجسٹریٹوں اور عدالتوں کے لئے باعث تکلیف ثابت ہوتے۔ انھوں نے یہ کہا کہ اُن کی یہ سمجھ میں کبھی نہیں آیا کہ قانون ۱۸۶۴ء کی رو سے ملک کے تمام قاضی معاف کردئے گئے۔ اس سے ایک نقصان یہ پہنچا کہ مسلمان قوم ایک قسم کے سردار سے محروم ہو گئی جن سے وہ اپنی چھوٹی مشکلات حل کرا سکتے تھے اور اس کمی کا بہت احساس ہے اور بعض دفعہ تو اس کمی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لوگ قانون اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں اور قانون شکنی کرتے ہیں اس لئے انھوں نے کہا کہ وہ خوش ہیں کہ قاضیوں کی تقرری کے لئے بل پیش کردیا گیا ہے"۔ لیکن اس قانون میں نقص ایسا تھا کہ اس سے مسلم قوم کو متوقع فائدہ نہ پہنچ سکا۔ اس کا کوئی نتیجہ نہ نکلا اور آج وہ ایک محض بے اثر قانون ہے۔

مسلمانوں کی موجودہ ضرورت اس طرح پر مسلمانوں کی ایک پرانی اور مسلّم ضرورت کو پورا کرنے کے لئے یہ مسودہ قانون پیش کیا جاتا لیکن اس بل کے حدود بہت مختصر ہیں اس لئے کہ اس کی رو سے جو اختیارات قاضی کو دئے گئے ہیں وہ اُن اختیارات سے بہت کم ہیں جو اُن کو شرع اسلامی کی رو سے ملتے ہیں اور یہ ہی نہیں بلکہ یہ اختیارات اُن اختیارات سے بھی کم ہیں جو ابتدائی زمانہ میں خود برطانوی گورنمنٹ کے قانون سے اُن کو دئے جاتے تھے۔ اس مسودہ قانون کی رو سے خاص طور پر دو ضرورتوں کو پورا کرنا مقصود ہے۔ ایک یہ کہ نکاحوں کا باقاعدہ اندراج کیا جاوے۔ اور اُس کا ریکارڈ قاضی رکھیں اور دوسرے یہ کہ طلاق و انفساخ نکاح وغیرہ کے مقدمات کے فیصلہ کے لئے ایک پنچایت مقرر کی جاوے۔ جس کے ممبر قاضی، عالم، اور ایک وکیل ہوں چونکہ شرع اسلامی اس معاملہ میں بہت سخت ہے کہ فیصلہ مسلم حاکم کا ہونا چاہئے۔ اس وجہ سے جج ضلع اور ہائیکورٹ میں اپیل کرنے کی صورت یہ رکھی گئی ہے کہ قاضی عدالت ہائے مذکورہ سے حسب ضرورت استصواب رائے کرکے معاملہ کو فیصل کرے۔ اس طریقہ سے برطانوی عدالتوں کے ضابطہ کارروائی میں کوئی بڑی تبدیلی نہ ہوگی، اور شرع اسلامی کی ضرورت پوری ہو جائے گی اور توقع یہ ہے کہ مسلم قوم کی ایک بڑی ضرورت اس بل کے پاس ہونے سے بہت کچھ پوری ہو جائے گی۔

مسودہ قاضی بل

دفعہ ۱۔ ہر ضلع میں لوکل گورنمنٹ نکاح خوانی و دیگر امور مذہبی کی ادائیگی کے لئے قاضی مقرر کرے گی اور مقدمات طلاق، نکاح، خلع وغیرہ کے تصفیہ کے لئے ایک یا ایک سے زیادہ پنچایت مقرر کرے گی۔ اور قاضیوں اور پنچایت کے ممبران کی نامزدگی اور ان کے کاموں کی نگرانی وغیرہ کے لئے ہر ضلع میں ایک کمیٹی مقرر کرے گی جو ضلع کمیٹی کے نام سے نامزد کی جاوے گی۔

دفعہ ۲۔ (الف) ضلع کمیٹی حسب ذیل اصحاب پر مشتمل ہوگی۔

۱۔ جج ضلع جو کمیٹی کا صدر ہوگا۔ ۱۔ کلکٹر ضلع جو اس کمیٹی کا کنوینر ہوگا

۱۔ مسلم وکیل جس کا انتخاب طبقہ وکلا سے مسلمان وکلائے ضلع کریں گے۔

۱۔ مسلم ممبر میونسپل بورڈ ضلع جس کا انتخاب مسلمان ممبران میونسپل بورڈ ہائے ضلع کریں گے۔

۱۔ مسلم ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ جس کا انتخاب مسلمان ممبران ڈسٹرکٹ بورڈ کریں گے۔

۲۔ علماء جن کو سند یافتہ علماء طبقۂ علماء میں سے منتخب کریں گے۔

ضلع کے جملہ ممبران اسمبلی، صوبہ۔ مرکزی۔

(ب)۔ ممبران کمیٹی کا انتخاب پانچ سال کے لئے ہوگا۔ اور اگر اس دوران میں کسی ممبر کی وفات، علیحدگی یا استعفاء کی وجہ سے جگہ خالی ہو جاوے تو جس جماعت کا منتخب کردہ وہ ممبر تھا وہ جماعت دوسرا ممبر بقیہ مدت کے لئے منتخب کرے گی۔

دفعہ ۳۔ ضلع کمیٹی کے فرائض حسب ذیل ہوں گے۔

(الف) ضلع میں قاضیوں کی حدود عمل اور اُن کی تعداد کے متعلق لوکل گورنمنٹ کو سفارش کرنا۔

(ب)۔ پنچایت یا پنچایت ہائے مقدمات نکاح وغیرہ کے حدود عمل اور اُن کی تعداد متعین کرکے لوکل گورنمنٹ کو سفارش کرنا۔

(ج)۔ حسب قواعد مندرجہ قانون ہذا مختلف مقامات ضلع کے لئے قاضیوں اور ممبران پنچایت کی نامزدگی کرکے اُن کی لوکل گورنمنٹ کو سفارش کرنا۔

(د)۔ قاضیوں اور پنچایت یا پنچایتوں کے کام کی نگرانی کرنا اور اطمینان کر لینے کے بعد اُن کے متعلق وقتاً فوقتاً گورنمنٹ کو رپورٹ کرنا۔

عہدہ قاضی

دفعہ ۴۔ عہدۂ قاضی پر مقرر کئے جانے کے لئے حسب ذیل صفات کی ضرورت ہوگی۔

۱۔ یہ کہ وہ دیانت دار اور پرہیزگار ہو۔ تعلیم یافتہ اور مسائل نکاح

سے بخوبی واقف ہو، اور جو قاضی بتصفیہ مقدمات نکاح وغیرہ مقرر کیا جاوے اُس کے لئے مزید شرط یہ ہوگی کہ وہ مستند مدارس اسلامیہ میں سے جن کی فہرست ربع ضمیمہ کی جاتی ہے کسی مدرسہ کا سند یافتہ ہو، نیز ہدایہ اور عالمگیری کی کتاب النکاح و طلاق وحیلۃ الناجزہ میں امتحان دے کر مخصوص سند مدارس مذکورہ میں سے کسی مدرسہ کی حاصل کر چکا ہو۔

بشرطیکہ۔ صفات مذکورہ بالا کے ساتھ اُس شخص کو ترجیح دی جائے گی۔ جو اُس شہر، قصبہ یا پرگنہ کے مسلمانوں پر جس میں کہ وہ قاضی مقرر کیا جاوے۔ خاندانی اعزاز کی وجہ سے خاص اثر رکھتا ہو۔

نیز بشرطیکہ۔ ہر وہ شخص بھی قابل ترجیح ہوگا جو صفات مذکورہ کا حامل ہونے کے ساتھ ایسے خاندان کا ہو جس میں عہدۂ قضا نسلاً بعد نسلاً چلا آرہا ہو۔

اختیارات وفرائض قاضی

دفعہ ۵۔ قاضی کو حسب ضرورت ایک یا ایک سے زیادہ نائبوں کے تقرر کا اختیار ہوگا۔ البتہ ضلع کمیٹی کی منظوری اس بارہ میں حاصل کرنا ہوگی۔ نائبوں کو مسایل نکاح سے بخوبی واقف ہونا اور نیک چلن ہونا ضروری ہوگا۔ قاضی کو اُن کی علیحدگی کا اختیار ہوگا۔

دفعہ ۶۔ (الف) قاضی خود اور اپنے نائبوں کے ذریعہ اپنے حدود عمل میں منعقدہ نکاحوں کا باضابطہ ریکارڈ رکھے گا۔ جس میں فریقین نکاح یا اُن کے ولی یا ولیوں کے (اگر کوئی ہو)، گواہان نکاح، وکیل نکاح (اگر کوئی ہو) و نکاح خوان کے نام پتہ و دستخط ثبت کئے جاویں گے۔ فریقین کی عمر۔ نکاح کا اول یا ثانی ہونا، تعداد دین مہر معجل وغیر معجل کا اندراج کیا جاوے گا۔

(ب) اُن قاضیوں کے جن کے سپرد۔ طلاق، خلع وغیرہ مقدمات کا تصفیہ کرنا ہو اُن کو ایسے مقدمات کا باضابطہ ریکارڈ رکھنا ہوگا۔

(ج) جو نکاح قاضی یا نائب قاضی خود نہ پڑھاوے اور بعد میں اُس کا اندراج کرایا جاوے تو تمام اندراجات متذکرہ ضمن (الف) کئے جاویں گے لیکن دستخط یا نشانات انگوٹھہ صرف فریقین نکاح یا اُن کے ولی یا ولیوں کے لئے لازمی ہوں گے۔ مگر اندراج کرنے سے قبل قاضی کو اطمینان کر لینا ہوگا کہ فی الواقعہ نکاح ہوا ہے یا اس میں شبہ ہے، اور اُس کی بابت اندراج رجسٹر میں کرنا ہوگا۔ اور اس غرض کے لئے قاضی ایسے گواہان کے دستخط بھی رجسٹر پر کرائے گا جو نکاح میں شریک تھے۔

فیس نکاح

دفعہ ۷۔ (الف) فیس ہر نکاح کی سوا روپیہ جو لڑکے والے کے ذمہ ہوگی البتہ نکاح پڑھوانے والے کو اختیار ہوگا کہ وہ اپنی رضامندی سے اس سے زیادہ فیس قاضی یا نائب قاضی کو دے۔

(ب) اگر باوجود بلانے کے کسی وجہ سے قاضی یا نائب قاضی نکاح میں شرکت کرنے سے معذور ہوں اور نکاح اُن کی عدم موجودگی میں کیا جاوے تو پندرہ روز کے اندر بلا فیس اس کا اندراج قاضی کے رجسٹر میں کرایا جا سکے گا۔ لیکن اگر اندراج پندرہ روز کے بعد کرایا جاوے گا تو فیس مبلغ عہ ادا کرنا ہوگی۔ لیکن یوم نکاح سے ۳۰ یوم گزر جانے کے بعد اندراج نکاح نہ کیا جاوے گا۔

(ج) اگر کوئی شخص بدون اطلاع قاضی یا نائب قاضی کسی اور شخص سے نکاح پڑھوا لے تو اُس کا اندراج پندرہ روز کے اندر مبلغ عہ فیس دے کر قاضی کے ہاں کرایا جا سکے گا۔ اور اگر پندرہ روز کے بعد کرایا جاوے گا تو فیس مبلغ ۵ روپے ہوگی۔ لیکن اندراج ۳۰ یوم کے بعد نہ کیا جاوے گا۔

(د) اس قانون کے نفاذ کے بعد اگر کسی عدالت میں کسی ایسے نکاح کی بابت شہادت دی جاوے یا اُس پر استدلال کیا جاوے جس کا اندراج قاضی کے رجسٹر میں نہیں کرایا گیا ہے تو قبل شہادت ہر دو فریق کو مبلغ [illegible] بطور تاوان ادا کرنا لازمی ہوگا۔

علیحدگی قاضی

دفعہ ۸ (الف) قاضی کا تقرر ضلع کمیٹی کی سفارش پر صوبہ کی گورنمنٹ حسب صوابدید خود کرے گی، قاضی اس عہدہ سے باستثنا اس صورت کے علیحدہ نہ کیا جاوے گا کہ وہ اپنے فرائض کی انجام دہی سے ناقابل یا اُس کے خلاف کوئی خیانت یا بدعملی اپنے عہدہ کے فرائض کی انجام دہی میں ثابت ہو، یا وہ نجی طور پر بدچلنی کا مرتکب ہوا ہو۔

(ب) ضلع کمیٹی کو جب کسی ایسے فعل کی اطلاع ملے۔ جس کا ذکر ضمن (الف) میں ہوا ہے تو وہ اس کی بابت اطمینان کر کے لوکل گورنمنٹ کو اطلاع دے گی۔ اور لوکل گورنمنٹ حسب صوابدید خود خواہ بعد تحقیقات یا بلا تحقیقات قاضی کو علیحدہ کرنے کی مجاز ہوگی۔

پنچایت

دفعہ ۹ (الف) پنچایت جو تصفیہ مقدمات۔ نکاح و طلاق و فسخ نکاح کے لئے مقرر کی جاوے گی۔ اُس کے ممبران حسب ذیل ہوں گے جن کی نامزدگی کرے گی اور لوکل گورنمنٹ نامزدگی مذکورہ پنچان کا [illegible] حسب صوابدید خود کرے گی۔

ایک قاضی منجملہ قاضیان ضلع کے۔

دو وکلا، طبقہ مسلم وکلا، ضلع میں سے۔

دو عالم سند یافتہ طبقۂ علماء میں سے۔

(ب) پنچایت بکل مقدمات نکاح و طلاق و خلع و فسخ نکاح [illegible]

خلافت کے بعد

آل رسول کی تباہی

[illegible]

اگر آپ:۔ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ خلافت [illegible] کے بعد [illegible] ہے۔

اگر آپ:۔ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ [illegible] تو کتاب کو ملاحظہ فرمائیے۔

[illegible] کے سیاسی [illegible] کتاب

پڑھ لیجئے۔

اگر آپ:۔ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ خلافت یعنی ناظرین نے حصول خلافت

کے لئے کیسی سر فروشانہ جد و جہد کی تو کتاب کو ملاحظہ کے بعد پڑھئے۔

اگر آپ:۔ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ بنو امیہ نے [illegible]

خلافت قائم کی تو کتاب کو ملاحظہ کے بعد پڑھئے۔

اگر آپ:۔ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ [illegible] خلافت کیونکر تباہ ہوئی اور

ان کے ساتھ کیا سلوک [illegible] تو کتاب کو ملاحظہ کے بعد پڑھئے۔

مسلمانوں کی ایک ہزار سالہ تاریخ کی روح

[illegible]

مختصر فہرست مضامین کربلا کے بعد یہ ہے

پہلا باب [illegible]

[illegible] تیسری فصل [illegible]

[illegible] سے انتظام — محمد بن اشعث کا قتل — [illegible] وغیرہ کا قتل — [illegible] کا قتل — [illegible] کا قتل — [illegible]

ولید کے عہد میں [illegible] کے ساتھ کیا ہوا — چھٹی فصل — سلیمان بن عبد الملک کا عہد — [illegible] — ساتویں فصل — عمر بن عبد العزیز کا عہد — [illegible] — آٹھویں فصل — [illegible] عبد الملک کا عہد — نویں فصل — [illegible]

گیارہویں فصل — یزید بن ولید کا عہد حکومت — بارہویں فصل — ابراہیم بن ولید کا عہد حکومت — تیرہویں فصل — مروان کا عہد حکومت — دوسرا باب — [illegible] کے [illegible] — [illegible] — [illegible]

[illegible] فصل — [illegible]

دیگر امتیاز سماعت میں ہوں اُن کی سماعت کرے گی۔ پنچایت کی کاروائی کا کورم تین کا ہوگا جو تین ممبران مقدمات کی سماعت شروع کریں گے۔ اُن کی موجودگی تا اختتام سماعت ہر حالت میں ضروری ہوگی۔

(ج) فیصلہ مقدمات کثرت رائے ممبران پنچایت ہوگا۔ اور اگر آراء کی تعداد برابر ہو تو قاضی کو ایک رائے مزید دینے کا اختیار ہوگا اور اس رائے سے مقدمہ فیصل ہوگا

(د) ممبران جن کی اکثریت ہوگی وہ فیصلہ قابل نفاذ تحریر کریں گے اور اُس پر اپنے دستخط کریں گے۔ لیکن آخری حکم پر صرف ایک ممبر کے دستخط ہوں گے۔

دفعہ ۱۰ (الف) ہر شخص جو انفساخ نکاح کا مدعی ہو وہ قاضی یا پنچایت کے مقرر کردہ شخص کے سامنے درخواست پیش کرے گا۔ اُس درخواست کی سماعت پنچایت بطور مقدمہ کرے گی۔

(ب) ہر درخواست کے ساتھ مبلغ عہ روپیہ نقد اخراجات پنچایت کے لئے داخل کرنا ہوگا۔

(ج) طلبی فریق ثانی و گواہاں وغیرہ معرفت عدالت دیوانی کئے جاویں گے اور اُس کے قواعد کے مطابق طلبانہ و خوراک دئے جاویں گے۔

دفعہ ۱۱۔ پنچایت کے ممبران آنریری طور پر کام کریں گے اور اُن کا تقرر پانچ سال کے لئے ہوگا۔ البتہ اختتام میعاد کے بعد وہ پھر بھی نامزد کئے جا سکتے ہیں۔

بشرطیکہ اگر دوران سماعت میں کسی مقدمہ میں پنچایت کے ممبران کی میعاد گزر جاوے تب بھی اُن کو مقدمہ کی سماعت کا حق تا اختتام مقدمہ ہوگا۔

دفعہ ۱۲۔ دین مہر یا دیگر معاملات کے متعلق پنچایت کو کسی فیصلے دینے کا حق نہ ہوگا۔

دفعہ ۱۳۔ پنچایت کے ممبران اپنے عہدہ سے استعفیٰ دے کر علیحدہ ہو سکتے ہیں اور کسی ممبر کی وفات یا علیحدگی سے جگہ خالی ہونے پر لوکل گورنمنٹ اُس کی جگہ اُسی طبقہ سے کسی دوسرے شخص کو نامزد کرے گی۔

بشرطیکہ۔ جب تک کہ ممبران پنچایت کی تعداد تین سے کم نہ ہو اُس کی کوئی کارروائی محض اس وجہ سے ناجائز نہ قرار دی جاوے گی کہ اُس وقت پنچوں کی تعداد پوری پانچ نہ تھی۔

دفعہ ۱۴۔ (الف) اگر پنچایت کے صادر کردہ فیصلہ سے کوئی فریق ناخوش ہو تو وہ قاضی کے ہاں مسل کو جج ضلع کے ہاں رائے کے حصول کی غرض سے بھیجنے کی درخواست پیش کرے گا۔

(ب) ایسی درخواست گزرنے پر قاضی کل مثل مع فیصلہ کے حصول رائے کی غرض سے ڈسٹرکٹ جج کے ہاں روانہ کر دے گا۔

(ج) مسل مذکور پہنچ ضلع بعد اطلاع و سماعت فریقین حسب ... مندرجہ ضابطہ دیوانی اپنی رائے تحریر کرکے قاضی کے پاس روانہ کرے گا اور قاضی کو لازم ہوگا کہ اُس فیصلہ کے مطابق فیصلہ صادر کرے۔

بشرطیکہ۔ جج ضلع کو اختیار ہوگا کہ وہ مثل کو واسطے رائے کسی اپنے ماتحت سول جج کے سپرد کرے جو ... اپیل ہائے دیوانی کی سماعت کے مجاز ہوں۔ عدالت مذکور کی رائے مثل رائے جج کے ہوگی۔

دفعہ ۱۵ (الف) اگر کوئی فریق عدالت جج کی رائے سے مطمئن نہ ہوگا تو اُس کو اختیار ہوگا کہ وہ قاضی کے ہاں درخواست پیش کرے کہ وہ عدالت ہائی کورٹ سے اس مسل کے متعلق استصواب رائے کرے۔

(ب) ایسی درخواست گزرنے پر قاضی فیصلہ خود اور جج کو مع مسل عدالت ہائی کورٹ کو برائے حصول رائے بھیجدے گا۔

(ج) عدالت ہائی کورٹ حسب صوابدید خود محض اُن معاملات کے متعلق رائے دے گی جن کی کہ وہ حسب دفعہ ۱۰۰ ضابطہ دیوانی اپیل دوئم میں سماعت کرنے کی مجاز ہے۔

(د) سماعت اپیل روبرو ہائی کورٹ مسل اپیل دوئم ہوگی اور ہائی کورٹ کے فیصلہ کے مطابق قاضی کو ڈگری دینا ہوگی۔

دفعہ ۱۶۔ جملہ کارروائی حسب ضابطہ دیوانی ہوگی اور پنچایت کارروائی سماعت مقدمہ کے لئے عدالت متصور ہوگی ——

ابن ماجہ شریف کامل اردو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(مترجمہ جناب مولانا رشید اختر صاحب ندوی)

باب اتباع سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جس چیز کا میں تمہیں حکم دوں وہی کرو۔ اور جس سے روکوں اس سے رک جاؤ۔

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ تم سے پہلے کے لوگ اپنے انبیاء سے کثرت سے سوال کرنے کے باعث ہلاک ہوئے پس جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو اس پر بقدر استطاعت عمل کرو اور جس سے روکوں اس سے رک جاؤ۔

(۳) حضرت ابوہریرہ رض روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے میری اطاعت کی اس نے گویا اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے گویا اللہ کی نافرمانی کی

(۴) حضرت ابوجعفر رض روایت فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رض کی عادت تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کوئی حدیث سنتے تو نہ کبھی اس سے تجاوز کرتے اور نہ ہی اس میں کمی بیشی خلاف ورزی سے بچتے،

(۵) حضرت ابو درداء روایت فرماتے ہیں کہ ہم ایک بار آپس میں بیٹھے غربت کا ذکر کر رہے تھے اور اس سے ڈر رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا تم غربت سے ڈر رہے ہو۔ خدا کی قسم تم عنقریب اتنے دولت مند ہو جاؤ گے کہ تمہیں دولت کی قطعاً خواہش نہیں رہے گی۔ اور اللہ شاہد ہے کہ میں تمہیں ایسی بہتر حالت میں چھوڑ جاؤں گا کہ اس کی رات اور دن روشن ہونے کی صورت میں برابر ہوں گے۔ حضرت ابودرداء فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں چھوڑا اس وقت ہماری حالت بہت بہتر تھی، ہماری رات اور دن یکساں روشن تھے

(۶) حضرت معاویہ بن قرہ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں ہمیشہ قیامت تک ایک ایسی قوی اور غالب جماعت موجود رہے گی جسے اس کے دشمن کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں گے

(۷) بکر بن زرعہ روایت فرماتے ہیں کہ ابو عنبہ خولانی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اللہ تعالیٰ اس دین پر ہمیشہ ایک ایسی جماعت رکھے گا جو اس کی فرمانبرداری کرے گی۔

(۸) عمرو بن شعیب اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اور انہوں نے کہا کہ ایک دفعہ حضرت معاویہ رض خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا۔ تمہارے علماء کہاں ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ قیامت تک میری امت میں ایک ایسی جماعت ہمیشہ موجود رہے گی جو لوگوں پر غالب ہوگی، مگر اسے لوگوں کی امداد یا ان کی طرف سے کوئی پرواہ نہ ہوگی۔

(۹) حضرت جابر بن عبداللہ رض روایت فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ حضور نے زمین پر ایک خط کھینچا پھر حضور نے اپنی دائیں اور بائیں طرف دو دو خط کھینچے، پھر آپ نے بیچ کے خط پر ہاتھ رکھ کر فرمایا۔ یہ اللہ کی راہ ہے اور آیت تلاوت فرمائی

ان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ (یہ میری سیدھی راہ ہے اسی پر چلو اور اس کے سوا دوسرے رستوں پر چلنا چھوڑ دو یہ رستے تمہیں اس کے رستہ سے دوسری سمت لے جائیں گے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی تعظیم اور اس سے منہ پھیرنے والے کی مذمت کا بیان

(۱۰) حضرت مقدام بن معدی کرب رض روایت فرماتے ہیں کہ تخت پر گاؤ تکیے سے ٹیک لگا کر بیٹھنے والے کسی شخص کے پاس جب میری حدیث بیان کی جائے گی تو وہ اس میں شک کرے گا اور کہے گا کہ ہمارے اور تمہارے پاس اللہ کی کتاب موجود ہے وہ جس کو حلال قرار دیتی ہے اسے ہم حلال سمجھتے ہیں اور جس کو وہ حرام کرتی ہے اسے ہم حرام سمجھتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بھی حرام وہی چیز ہے جو اللہ کے نزدیک حرام ہیں۔

(۱۱) ابورافع اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم تخت پر گاؤ تکیہ لگا کر بیٹھے ہوئے ایک شخص سے ملو گے جس کے پاس میرا حکم یا میری ممانعت بیان کی جائے تو وہ کہے گا کہ مجھے نہیں معلوم ہم نے جو کتاب اللہ میں پایا ہم

عمل کیا۔

(۱۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ہمارے اس دین میں کوئی بات اپنی طرف سے ایجاد کی وہ مردود ہے۔

(۱۳) حضرت سالم اپنے باپ حضرت ابن عمر رضؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی بندیوں (عورتوں) کو اللہ کی مساجد میں نماز پڑھنے سے نہ روکو۔ حضرت ابن عمر رضؓ کے بیٹے نے کہا ہم تو ضرور روکیں گے یہ سن کر حضرت ابن عمر رضؓ بہت غصے ہوئے اور فرمایا کہ میں نے تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کی اور تم کہتے ہو ہم ضرور روکیں گے۔

(۱۴) حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں حضرت زبیر رضؓ کے ساتھ ایک انصاری کھجوروں کو پانی دینے والے نالے کے بارے میں لڑے انصاری نے کہا کہ پانی کو چھوڑ دو کہ آگے کی طرف چلا جائے۔ حضرت زبیر رضؓ نے اس سے انکار کردیا۔ ان دونوں نے یہ جھگڑا حضورؐ کے سامنے فیصلے کے لئے پیش کیا حضورؐ نے حضرت زبیر رضؓ سے فرمایا اپنی کھجوروں کو پانی دے لینے کے بعد پانی کو نیچے ہمسایہ کی طرف بہا دیا کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فیصلہ پر انصاری ناراض ہوگئے اور کہا کہ یا رسول اللہؐ آپ نے یہ فیصلہ اس لئے دیا ہے کہ یہ آپ کے پھوپی زاد بھائی ہیں۔ یہ سنتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کا رنگ بدل گیا۔ اور آپ نے فرمایا اے زبیرؓ اپنے پیڑوں کو پانی دے لینے کے بعد پانی روک رکھو حتیٰ کہ پانی منڈیر کی طرف لوٹ جائے۔ حضرت زبیر رضؓ نے فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ یہ آیت اسی موقعہ پر نازل ہوئی۔ فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا في أنفسهم حرجا مما قضيت ويسلموا تسليما۔

(۱۵) حمید بن جبیر عبداللہ بن مغفل سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے ساتھ ان کے برادرزادے بیٹھے تھے اور انہوں نے ایک کنکر پھینکا عبداللہ بن مغفل نے انھیں روکا اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ممانعت فرمائی ہے کیونکہ نہ تو اس سے کوئی شکار مرا اور نہ کسی دشمن کو نقصان پہنچا البتہ کوئی دانت یا آنکھ ضرور زخمی ہوا عبداللہ بن مغفل کہتے ہیں کہ ان کے برادرزادہ نے پھر یہی حرکت کی اس پر عبداللہ بن مغفل نے کہا میں تمہارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے روکا ہے مگر تم رکتے نہیں اور پھر ویسا ہی کرتے ہو۔ اگر پھر تم نے کبھی ایسا کیا تو میں تم سے کبھی بات نہیں کروں گا

نسائی شریف کامل اُردو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (مترجمہ جناب مولانا رشید اختر صاحب ندوی)

کتاب الطہارت

سوکر اُٹھنے کے بعد ہاتھ دھونے ضروری ہیں

(۱) سوکر اُٹھنے کے بعد ہاتھ دھونا حضرت ابوہریرہ رضہ فرماتے ہیں کہ حضور سرور کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو کوئی بھی سوکر اُٹھے تو اسے وضو کے پانی میں اس وقت تک ہاتھ نہیں ڈالنے چاہئیں جب تک انہیں تین مرتبہ دھو نہ لے کیونکہ نہیں معلوم کہ سوتے وقت ہاتھ کہاں تھے

رات کے وقت مسواک

(۲) مسواک حضرت حذیفہ رضہ فرماتے ہیں کہ حضور جب رات کو اُٹھتے تو مسواک کرتے۔

مسواک کا مسنون طریقہ

(۳) حضرت ابوموسیٰ رضہ فرماتے ہیں کہ میں حضور کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا تو حضور مسواک کو زبان کے اوپر حلق میں رکھے "عاعا" کر رہے تھے۔

(۴) مسواک کی فضیلت حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہیں کہ حضور نے فرمایا مسواک منہ کو صاف کرتی ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں۔

(۵) حضرت انس رضہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں مسواک کرنے کی تاکید کروں۔

(۶) ہر نماز کے لئے مسواک حضرت ابوہریرہ رضہ فرماتے ہیں کہ سرور کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر میں مشکل نہ سمجھتا تو تم لوگوں کو ہر نماز سے پہلے مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

(۷) نماز کے علاوہ بھی مسواک کرنا جناب شریح رضہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضہ سے پوچھا کہ حضور جب گھر میں آتے تو پہلا کام کیا کرتے؟ حضرت عائشہ رضہ نے فرمایا۔ مسواک فرماتے

(۸) امور فطرت حضرت ابوہریرہ رضہ فرماتے ہیں کہ یہ پانچ باتیں انسان کی فطرت میں داخل ہیں، ختنہ، زیر ناف کے بال صاف کرنا، مونچھیں کتروانا۔ ناخن تراشنا، بغل کے بال دور کرنا۔ حضرت انس رضہ دوسری روایت میں فرماتے ہیں کہ حضور نے ان کاموں کے لئے چالیس دن آخری مدت مقرر دی۔

مونچھیں کتروانے کی تاکید

(۹) مونچھیں کترواؤ حضرت زید بن ارقم رضہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مونچھیں نہ کتروائے وہ ہم میں سے نہیں۔

(۱۰) مونچھیں کترواؤ ڈاڑھی رکھو حضرت ابن عمر رضہ فرماتے ہیں کہ حضور نے ارشاد فرمایا ڈاڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں کترواؤ۔

قضائے حاجت کے آداب

(۱۱) جنگل میں قضائے حاجت کے لئے جانا حضرت عبدالرحمٰن بن قراد رضہ فرماتے ہیں کہ میں حضور کی رفاقت میں قضائے حاجت کے لئے جنگل کی طرف گیا، حضور جب کبھی بھی قضائے حاجت کے ارادے سے باہر تشریف لے جاتے تو بہت دور نکل جاتے۔

(۱۲) کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا جواز حضرت حذیفہ رضہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضور کے ساتھ جا رہا تھا کہ حضور نے رستہ میں واقع ایک کوڑی پر کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔

قضائے حاجت کے وقت کی دعا

(۱۳) حضرت انس رضہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پاخانہ میں داخل ہونے لگتے تو یہ دعا پڑھتے۔ اللھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث

قضائے حاجت کے وقت قبلہ رو ہونے کی ممانعت

(۱۴) حضرت ابوایوب رضہ فرماتے ہیں کہ جب میں مصر میں تھا تو ان پاخانوں کی وجہ سے جو قبلہ رخ بنائے گئے تھے بڑا پریشان رہتا کیونکہ حضور کا ارشاد ہے کہ پیشاب پاخانہ کرتے وقت کوئی شخص قبلہ رو نہ ہو۔

قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف پیٹھ کرنے کی ممانعت

(۱۵) حضرت ابوایوب رضہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ پیشاب پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی طرف نہ تو منہ کرو اور نہ ہی پیٹھ البتہ جنوب شمال کی طرف منہ اور پیٹھ کی جا سکتی ہے۔

گھر میں قضائے حاجت

(۱۶) حضرت عبداللہ بن عمر رضہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے گھر کی چھت سے حضور سرور کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں دیکھا کہ بیت المقدس کی طرف منہ کرکے، دو اینٹوں پر بیٹھے قضائے حاجت فرما رہے ہیں

قضائے حاجت کے وقت شرمگاہ کو دائیں ہاتھ سے نہ چھوا جائے

(۱۷) حضرت ابوقتادہ رضہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

قضائے حاجت کے وقت اپنی شرم گاہ کو داہنے ہاتھ سے نہ چھوؤ۔

پیشاب بیٹھ کر کیا جائے؟

(۱۸) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اگر تم میں سے کوئی شخص یہ کہے کہ حضور کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے تو اسے سچ نہ سمجھنا کیونکہ حضور نے عمر بھر کبھی کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔

پیشاب کے قطروں سے پرہیز ضروری ہے

(۱۹) **پیشاب سے پرہیز کیا جائے** حضرت عبدالرحمٰن بن حسنہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ کے دست مبارک میں ڈھال کی طرح کی کوئی چیز تھی۔ حضور کو پیشاب کی حاجت ہوئی تو حضور نے اسے اپنے سامنے زمین پر رکھ لیا اور پیشاب کیا۔ کفار نے یہ دیکھ کر مذاق کے طور پر کہا اس شخص کو دیکھو عورتوں کی طرح پیشاب کر رہے ہیں۔ حضور نے یہ سن کر فرمایا۔ کیا تم کو نہیں معلوم کہ بنی اسرائیل کے ایک شخص کو کیوں عذاب دیا گیا؟ بنی اسرائیل کی عادت تھی کہ جب ان کے بدن کے کسی حصہ پر پیشاب کے چھینٹے پڑ جاتے تو وہ اس حصہ کو قینچی سے کاٹ دیتے۔ مگر ایک شخص نے (جس کی طرف حدیث کے شروع میں اشارہ کیا گیا ہے) انھیں اس چیز سے روکا اسی وجہ سے اسے قبر میں عذاب ہوا۔

(۲۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ حضور سرور کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے قریب سے گذرے اور فرمایا ان دونوں قبروں میں مدفون اشخاص کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑے گناہ کے سبب نہیں بلکہ بہت معمولی گناہوں کی وجہ سے ایک تو پیشاب کرتے وقت پیشاب کے چھینٹوں سے پرہیز نہیں کرتا تھا اور دوسرا لوگوں کی چغلی کھاتا تھا۔ یہ فرمایا اور کھجور کی ایک سبز شاخ منگوا کر اور اس کو بیچ سے چیر کر ایک حصہ ایک پر گاڑ دیا اور دوسرا دوسری پر۔

برتن میں پیشاب کی اجازت

(۲۱) **برتن میں پیشاب کرنا** حضرت امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور کے گھر میں ایک لکڑی کا پیالہ تھا اور حضور رات کے وقت اس میں پیشاب کیا کرتے۔ اور اسے چارپائی کے نیچے رکھ دیتے۔

بلوں میں پیشاب کرنے کی ممانعت

(۲۲) **بلوں میں پیشاب نہ کیا جائے** حضرت عبداللہ بن سرجس فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا۔ جانوروں کے بلوں پر پیشاب نہ کرو۔

ٹھہرے پانی میں پیشاب نہ کیا جائے

(۲۳) **ٹھہرے پانی میں پیشاب کرنے کی ممانعت** حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھہرے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔ (مسلم)

جواہرات سے تولنے کے قابل چند خاص مجربات

[illegible] نے اشتہارات میں عجیب و غریب [illegible] کے لئے [illegible] اشتہار [illegible] لوگ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] ہوگا۔

سیکسول طلا

SEXOL TILA

جن لوگوں نے [illegible] یا علاوہ کثرت فعل یا عیاشی اور کثرت جماع سے اپنی جوانی برباد کر لی [illegible] سستی، ماندگی، کمزوری، کجی [illegible] کی شکایت ہو گئی ہو۔ دنیا [illegible] سیکسول طلا سے بہتر طلا دنیا کے پردہ پر نہیں ملیگا۔ اس کے ایک ہفتہ کے استعمال سے رگوں پٹھوں میں [illegible] قیمت ایک ڈرام والی شیشی ایک روپیہ آٹھ آنے۔ علاوہ محصول۔ دو ڈرام والی شیشی عہ علاوہ محصولڈاک

سیکسول ٹانک پلز

[illegible] قیمت [illegible] علاوہ محصولڈاک

سیکسول سڈیٹیو پلز

یہ گولیاں [illegible] نایاب ہیں۔ [illegible] کی شکایت بالکل نہیں ہوتی۔ [illegible] اپنے احساسات کو چھپا نہیں سکتی [illegible] قیمت بارہ گولی والی شیشی ایک روپیہ بارہ آنے [illegible] چار آنے [illegible] علاوہ محصولڈاک۔

ملنے کا پتہ: وسیٹرن میڈیکل اسٹور انگریزی دوا فروشان اردو بازار جامع مسجد دہلی

اور جاننا چاہئے کہ ابراہیمؑ کا استغفار کرنا جس طرح پر واقعہ ہوا ہے اس طرح اوروں کو بھی جائز ہے پھر جو سورۂ ممتحنہ میں فرمایا گیا ہے الا قول ابراھیم یعنی اس قول میں آپ کا اقتدا نہ کرنا مطلب یہ ہے کہ اس قول کا جو مطلب تم سمجھ رہے ہو کہ اس کو اطلاق پر محمول کر رکھا ہے اس میں اقتدا مت کرنا خوب سمجھ لو۔ ربط۔ اوپر کی آیت میں مشرکین کے لئے استغفار کرنے کو ناجائز فرمایا تھا چونکہ ناجائز افعال کا خاصہ ہے کہ اُن کے کرنے سے قلب میں ایک ظلمت پیدا ہو جاتی ہے جس سے گمراہی کا مادہ قریبہ پیدا ہو جاتا ہے اور بار بار کرنے سے اُن میں اور قوت ہوتی ہے جیسا آیت بل ران علیٰ قلوبھم کی تفسیر میں ترمذی اور نسائی نے حضرت ابوہریرہ رض سے مرفوعاً یہ مضمون روایت کیا ہے اس پر نظر کر کے مؤمن خائف کو توہم ہو سکتا ہے کہ ہم کو اس استغفار ناجائز سے کہیں یہ ضرر مذکور پہنچا ہو اس کے متعلق آگے تسلی فرماتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ اثر کسی فعل پر اُس کے ممنوع ہونے کے بعد ہے نہ کہ قبل ممنوع ہونے کے کیونکہ عدم جواز بعد نہی کے حادث ہے اگر نہی کے قبل ہوتا اور نہی سے صرف اُس کا ظہور ہوتا تو اس احتمال کی گنجائش تھی کہ ضرر تو اس میں ہے ہی اس لئے ضرر ہوا ہوگا اور تسلی کے بعد اپنا صفات کمال کے ساتھ موصوف ہونا بیان فرماتے ہیں تاکہ نہی اور تسلیہ سب کی تاکید ہو جاوے۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا ۢ بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

اور اللہ ایسا نہیں کرتا کہ کسی قوم کو ہدایت کئے پیچھے گمراہ کر دے جب تک کہ ان چیزوں کو صاف صاف نہ بتلا دے جن سے وہ بچتے رہیں بے شک اللہ تعالیٰ

بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ

ہر چیز کو خوب جانتے ہیں بلاشبہ اللہ ہی کی سلطنت ہے آسمانوں اور زمین میں اور وہی جلاتا اور مارتا ہے اور تمہارا اللہ تعالیٰ

دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ ۝ لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِیِّ وَالْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ

کے سوا نہ کوئی یار ہے نہ مددگار اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کے حال پر توجہ فرمائی اور مہاجرین اور انصار کے حال پر

۱۷ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ فِیْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ یَزِیْغُ قُلُوْبُ فَرِیْقٍ مِّنْهُمْ

بھی جنہوں نے ایسی تنگی کے وقت میں پیغمبر کا ساتھ دیا بعد اس کے کہ ان میں سے ایک گروہ کے دلوں میں کچھ تزلزل ہو چلا تھا

ثُمَّ تَابَ عَلَیْهِمْ ؕ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝ وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِیْنَ خُلِّفُوْا ؕ

پھر اللہ نے اُن کے حال پر توجہ فرمائی بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان سب پر بہت ہی شفیق مہربان ہے اور ان تین شخصوں کے حال پر بھی جن کا معاملہ ملتوی چھوڑ دیا گیا تھا

حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَیْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَیْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْۤا

یہاں تک کہ جب زمین باوجود اپنی فراخی کے اُن پر تنگی کرنے لگی اور وہ خود اپنی جان سے تنگ آ گئے اور اُنھوں نے سمجھ لیا کہ خدا سے کہیں پناہ نہیں

اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَیْهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَیْهِمْ لِیَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ

مل سکتی بجز اس کے کہ اُسی کی طرف رجوع کیا جاوے پھر ان کے حال پر توجہ فرمائی تاکہ وہ آئندہ بھی رجوع رہا کریں بے شک اللہ تعالیٰ بہت

الرَّحِیْمُ ۝ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ۝

توجہ فرمانے والے بڑے رحیم ہیں اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو

تسلیۂ مؤمنین متعلق نہی مذکور و اوصاف باری تعالیٰ بتاکید تسلیہ و نہی۔ تفسیر۔ وما کان اللہ سے ولا نصیر تک اور اللہ ایسا نہیں کرتا کہ کسی قوم کو ہدایت کئے پیچھے گمراہ کر دے جب تک کہ اُن چیزوں کو صاف صاف نہ بتلا دے جن سے وہ بچتے رہیں (پس جب ہم نے تم مسلمانوں کو ہدایت کی اور اس کے قبل استغفار للمشرکین کی ممانعت بتلائی نہ تھی تو اُس کے کرنے سے تم کو یہ سزا نہیں دی جاوے گی کہ تم میں گمراہی کا مادہ پیدا کر دیا جاوے۔) بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں (سو وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ بدوں ہمارے بتلائے ہوئے ایسے احکام کو کوئی نہیں جان سکتا اس لئے اُن افعال سے مضرت بھی نہیں پہنچنے دیتے اور) بلاشبہ

اللہ ہی کی سلطنت ہے آسمانوں اور زمین میں وہی جلاتا اور مارتا ہے (یعنی ہر طرح کی حکومت اور قدرت اُسی کے لئے خاص ہے اس لئے جو چاہے
حکم دے سکتا ہے اور جس ضرر سے چاہے بچا سکتا ہے) اور تمہارا اللہ کے سوا نہ کوئی یار ہے نہ مددگار ہے (بلکہ وہی یار مددگار ہے اس لئے
قبل نہی تم کو ضرر سے بچاتا ہے اور اگر تم نے بعد نہی اطاعت نہ کی تو اور کوئی بچانے والا نہیں) **ف** اور جو ضلالہ قبل الہدایت ہوتی ہے
جیسے کفار مصرین میں ہوتی ہے وہ بھی بعد ایضاح حق ہی کے ہوتی ہے کما یدل علیہ قولہ تعالیٰ وماکنا معذبین حتی نبعث رسولا
پس یہ تخصیص باعتبار خصوص واقعہ کے ہے **ربط** اوپر آیات کثیرہ قصۂ تبوک کے متعلق تھیں آگے بھی اُسی قصہ کے متعلق شریک ہونے
والوں کی، اور شریک نہ ہونے والوں میں سے سچ بولنے والوں اور توبہ کرنے والوں کی مدح اور اُن کا مقبول و مرحوم ہونا بیان فرماتے
ہیں جن میں سے بعض کا ذکر اجمالاً اوپر آیت وآخرون مرجون میں گزر بھی چکا ہے اور یہ تین بزرگ تھے کعب بن مالک
مرارہ بن الربیع ہلال بن امیہ ان کا قصہ جس کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے بخاری کی حدیث میں آیا ہے کہ آپ نے ان سے
فرمایا کہ جاؤ اللہ کا جو حکم تمہارے بارہ میں ہوگا کیا جاوے گا اور آپ نے مسلمانوں کو ان کے ساتھ کلام کرنے سے منع فرمادیا اور
اُسی حالت میں ان پر پورے پچاس دن گزر گئے حتیٰ کہ غایت پریشانی سے تمام عالم ان کی نظروں میں تنگ و تاریک نظر آنے
لگا آخر یہ آیت نازل ہوئی جس میں قبول توبہ کی بشارت دی گئی مفصل قصہ حدیث میں ہے اور بڑی وقعت اور اثر کا قصہ ہے۔

مقبولیت مجاہدین و تائبین در تبوک۔ تفسیر لقد تاب اللہ سے ھو التواب الرحیم تک:۔ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر
(صلی اللہ علیہ وسلم) کے حال پر توجہ فرمائی (کہ آپ کو نبوت اور امامت جہاد اور تمام خوبیاں عطا فرمائیں) اور مہاجرین اور انصار
کے حال پر بھی (توجہ فرمائی کہ اُن کو ایسی مشقت کے جہاد میں مستقیم رکھا) جنہوں نے ایسی تنگی کے وقت میں پیغمبر کا ساتھ دیا بعد
اس کے کہ اُن میں سے ایک گروہ کے دل میں کچھ تزلزل ہو چلا تھا (اور جہاد میں جانے سے ہمت ہارنے کو تھے مگر) پھر اللہ نے اُن
(گروہ) کے حال پر توجہ فرمائی (کہ اُن کو سنبھال لیا اور آخر ساتھ ہو ہی لئے پس) بلاشبہ اللہ تعالیٰ سب پر بہت ہی شفیق مہربان
ہے (کہ اپنی مہربانی سے ہر ایک کے حال پر کس کس طرح توجہ فرمائی) اور اُن تین شخصوں کے حال پر بھی (توجہ فرمائی) جن کا معاملہ ملتوی
چھوڑ دیا گیا تھا یہاں تک کہ جب (اُن کی پریشانی کی یہ نوبت پہنچی کہ) زمین باوجود اپنی (اتنی بڑی) فراخی کے اُن پر تنگی کرنے ۵۸
لگی اور وہ خود اپنی جان سے تنگ آگئے اور اُنھوں نے سمجھ لیا کہ خدا (کی گرفت) سے کہیں پناہ نہیں مل سکتی بجز اس کے کہ اُسی کی طرف
رجوع کیا جاوے (اُس وقت وہ خاص توجہ کے قابل ہوئے) پھر اُن کے حال پر بھی (خاص) توجہ فرمائی تاکہ وہ آئندہ بھی (ایسے مواقع
مصیبت و معصیت میں اللہ کی طرف) رجوع رہا کریں بے شک اللہ تعالیٰ بہت توجہ فرمانے والے بڑے رحم کرنے والے ہیں **ف**
مسئلہ کسی شخص کو بوجہ ارتکاب امر خلاف یہ سزا دینا کہ اُس سے ترک سلام و کلام کردیں جائز ہے اور حدیثوں میں جو ممانعت
آئی ہے کہ تین روز سے زیادہ ترک کلام نہ کرے مراد اس سے وہ ہے جس کا سبب کوئی دنیوی رنج ہو واللہ اعلم **ربط** اوپر مجاہدین
اور تائبین کی مدح اور مقبولیت مذکور تھی چونکہ یہ مقبولیت بدولت تقویٰ و صدق و اخلاص کے ہے اس لئے آگے عام مؤمنین
کو اس کا امر فرماتے ہیں۔

امر بتقویٰ و صدق۔ تفسیر:۔ یاایھا الذین سے مع الصدقین تک:۔ اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور (عمل میں) سچوں
کے ساتھ رہو (یعنی جو نیت اور بات میں سچے ہیں اُن کی راہ چلو کہ تم بھی صدق اختیار کرو) **ربط** اوپر متخلفین پر ملامت اور مجاہدین
کی فضیلت الگ الگ مذکور تھی آگے دونوں کو مجتمعاً اس طرح فرماتے ہیں کہ دوسرے مضمون سے پہلے مضمون پر استدلال بھی ہو جاوے

مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ وَمَنْ حَوْلَهُم مِّنَ الْأَعْرَابِ أَن يَتَخَلَّفُوا عَن رَّسُولِ اللَّهِ
مدینہ کے رہنے والوں کو اور جو دیہاتی اُن کے گرد و پیش میں ہیں اُن کو یہ زیبا نہ تھا کہ رسول اللہ کا ساتھ نہ دیں اور نہ یہ کہ اپنی
وَلَا يَرْغَبُوا بِأَنفُسِهِمْ عَن نَّفْسِهِ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ لَا يُصِيبُهُمْ ظَمَأٌ وَلَا نَصَبٌ وَلَا
جان کو اُن کی جان سے عزیز سمجھیں یہ اس سبب سے ہے کہ اُن کو اللہ کی راہ میں جو پیاس لگی اور جو ماندگی پہنچی
مَخْمَصَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَطَئُونَ مَوْطِئًا يَغِيظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُونَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا
اور جو بھوک لگی اور جو چلنا چلے جو کفار کے لئے موجب غیظ ہوا ہو اور دشمنوں کی جو کچھ خبر لی

إِلَّا كُتِبَ لَهُم بِهِ عَمَلٌ صَالِحٌ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۝ وَلَا يُنفِقُونَ نَفَقَةً

ان سب پر ان کے نام ایک ایک نیک کام لکھا گیا یقیناً اللہ تعالیٰ مخلصین کا اجر ضائع نہیں کرتے اور جو کچھ چھوٹا بڑا انھوں

صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً وَلَا يَقْطَعُونَ وَادِيًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

نے خرچ کیا اور جتنے میدان ان کو طے کرنے پڑے یہ سب بھی ان کے نام لکھا گیا تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے کاموں کا اچھے سے اچھا بدلہ دے

ملامت متخلفین بضمن فضیلت مجاہدین۔ **تفسیر:**۔ ماکان سے یعملون تک :۔ مدینہ کے رہنے والوں کو اور جو دیہاتی اُن کے گرد و پیش میں (رہتے) ہیں اُن کو یہ زیبا نہ تھا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ساتھ نہ دیں اور نہ یہ (زیبا تھا) کہ اپنی جان کو اُن کی جان سے عزیز سمجھیں (کہ آپ تو تکلیفیں سہیں اور یہ آرام سے بیٹھے رہیں بلکہ آپ کے ہمراہ جانا ضروری تھا اور) یہ (ساتھ جانے کا ضروری ہونا) اس سبب سے ہے کہ (علاوہ ادائے حق محبت رسول کے ان مجاہدین کو بات بات پر ثواب حاصل ہوا ہے اگر یہ اخلاص کے ساتھ جاتے ان کو بھی ملتا چنانچہ) ان کو اللہ کی راہ (یعنی جہاد) میں جو پیاس لگی اور جو ماندگی پہنچی اور جو بھوک لگی اور جو چلنا چلے جو کفار کے لئے موجب غیظ ہوا اور دشمنوں کی جو کچھ خبر لی ان سب پر ان کے نام ایک ایک نیک کام لکھا گیا (باوجودیکہ بعض امور خالی اختیار یہ نہیں مگر یہ مقتضائے مقبولیت و محبوبیت ہے کہ امور اضطراریہ بھی مثل اعمال اختیاریہ کے موجب ثواب قرار دیئے گئے اور اس وعدہ میں احتمال تخلف کا نہیں کیونکہ) یقیناً اللہ تعالیٰ مخلصین کا اجر ضائع نہیں کرتے (پس جب وعدہ کرلیا تو ضائع نہ ہوگا) اور (نیز) جو کچھ چھوٹا یا بڑا اُنھوں نے خرچ کیا اور جتنے میدان ان کو طے کرنے پڑے یہ سب بھی اُن کے نام (نیکیوں میں) لکھا گیا تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے (ان سب) کاموں کا اچھے سے اچھا بدلہ دے (کیونکہ جب ثواب لکھا گیا تو بدلہ ملے گا۔
ربط اوپر جو متخلفین کے باب میں ملامت کے مضامین نازل ہوئے اس سے آئندہ کے لئے شبہ ہو سکتا تھا کہ ہمیشہ کے لئے سب کے ذمہ جہاد میں جانا ضروری ہوگا اس لئے آگے ہر شخص کے جانے کا فرض نہ ہونا بیان فرماتے ہیں اور تبوک میں جو سب حاضرین کے ذمہ فرض تھا اُس
٥٩ کی وجہ آیت و آخرون اعترفوا کی تفسیر میں گذر چکی ہے پس خلاصہ مجموع آیتین کا یہ ہوا کہ فی نفسہ تو جہاد فرض کفایہ ہے مگر امام کے حکم سے ہر مخاطب پر فرض عین ہو جاوے گا۔

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَافَّةً ۚ فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ

اور مسلمانوں کو یہ نہ چاہئے کہ سب کے سب نکل کھڑے ہوں سو ایسا کیوں نہ کیا جاوے کہ ان کی ہر ہر بڑی جماعت میں سے ایک چھوٹی جماعت جایا کرے تاکہ

لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ

باقی ماندہ لوگ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرتے رہیں اور تاکہ یہ لوگ اپنی قوم کو جب کہ وہ ان کے پاس آویں ڈراویں تاکہ وہ

ع ١٥ / ٤ يَحْذَرُونَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُم مِّنَ الْكُفَّارِ

احتیاط رکھیں اے ایمان والو اُن کفار سے لڑو جو تمہارے آس پاس ہیں اور اُن کو تمہارے اندر

الربع وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ۝

سختی پانا چاہئے اور یہ یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ متقی لوگوں کے ساتھ ہے

فرض کفایہ بودن نفیر برائے جہاد۔ **تفسیر:**۔ وماکان سے یحذرون تک :۔ اور (ہمیشہ کے لئے) مسلمانوں کو یہ (بھی) نہ چاہئے کہ (جہاد کے واسطے) سب کے سب (ہی) نکل کھڑے ہوں (کہ اس میں بھی بعض اوقات مسلمانوں کا ضرر ہے) سو ایسا کیوں نہ کیا جاوے کہ اُن کی ہر ہر بڑی جماعت میں سے ایک ایک چھوٹی جماعت (جہاد میں) جایا کرے (اور کچھ اپنے وطن میں رہ جایا کریں) تاکہ (یہ) باقی ماندہ لوگ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں آپ سے اور آپ کے بعد علمائے شہر سے) دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرتے رہیں اور تاکہ یہ لوگ اپنی (اس) قوم کو (جو کہ جہاد میں گئے ہیں) جب کہ وہ اُن کے پاس واپس

اُوہیں (دین کی باتیں سنا کر خدا کی نافرمانی سے) ڈراویں تاکہ وہ (ان سے دین کی باتیں سُن کر بُرے کاموں سے) احتیاط رکھیں۔
ف باقی ماندہ لوگوں کے رہ جانے میں جو مصلحتیں ہیں اُن میں سے ایک بڑی مصلحت کو کہ دینی مصلحت ہے ذکر فرمادیا اس کے علاوہ دنیا کی بھی مصلحتیں ہیں جو ظہور کی وجہ سے محتاج ذکر نہیں مثلاً سب کے چلے جانے میں دارالاسلام کا قبضہ سے نکل جانا غیر مستبعد ہے۔ اور تفقہ فی الدین کی تخصیص فرقہ باقی ماندہ کے ساتھ اس لئے ہے کہ غالباً تحصیل علم حضر اور شہر میں ہوتا ہے۔ ربط اوپر چند آیتوں میں جہاد کی ترغیب تھی آگے اُس کی ترتیب مع اُس کے بعض متعلقات کے مذکور ہے۔

ترتیب جہاد۔ تفسیر:۔ یایھا الذین سے مع المتقین تک اے ایمان والو اُن کفار سے لڑو جو تمہارے آس پاس رہتے ہیں اور اُن کو تمہارے اندر سختی پانا چاہئے (یعنی جہاد کے وقت بھی مضبوط رہنا چاہئے اور ویسے بھی غیر زمانہ صلح میں اُن سے ڈھیلا پن نہ برتنا چاہئے) اور یہ یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ (کی امداد) متقی لوگوں کے ساتھ ہے (پس اُن سے ڈرو دبو مت)۔ ف حاصل ترتیب کا ظاہر ہے کہ اول پاس والوں سے نبٹنا چاہئے پھر بقایا میں جو سب سے پاس کے ہوں اور علیٰ ہذا القیاس اور اس ترتیب کے عکس میں جو مفاسد ہیں ظاہر ہیں چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو باختیار خود غزوات فرمائے اور صحابہ رض نے بھی سب میں یہی ترتیب ملحوظ رہی۔ ربط اوپر آیات کثیرہ میں منافقین کے ذمائم مذکور ہوئے ہیں منجملہ اُن کے آیات منزلہ کے ساتھ تمسخر اور اُن سے تنفر ہے آگے اُس کا بیان ہے مع جواب وعتاب کے۔

وَإِذَا مَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُم مَّن يَقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَٰذِهِ إِيمَانًا ۚ

اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو منافقین کہتے ہیں کہ اس سورت نے تم میں سے کس کے ایمان میں ترقی دی

فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ۝ وَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم

سو جو لوگ ایمان دار ہیں اس سورت نے اُن کے ایمان میں ترقی دی ہے اور وہ خوش ہو رہے ہیں اور جن کے دلوں میں آزار ہے

مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَىٰ رِجْسِهِمْ وَمَاتُوا وَهُمْ كَافِرُونَ ۝ أَوَلَا يَرَوْنَ ۲۰

اس سورت نے اُن میں اُن کی گندگی کے ساتھ اور گندگی بڑھا دی اور وہ حالت کفر میں مرگئے اور کیا ان کو

أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِي كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُونَ ۝

نہیں دکھلائی دیتا کہ یہ لوگ ہر سال میں ایک بار دو بار کسی نہ کسی آفت میں پھنستے رہتے ہیں پھر بھی باز نہیں آتے اور نہ وہ کچھ سمجھتے ہیں

وَإِذَا مَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ هَلْ يَرَاكُم مِّنْ أَحَدٍ ثُمَّ

اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو ایک دوسرے کو دیکھنے لگتے ہیں کہ تم کو کوئی دیکھتا تو نہیں پھر

انصَرَفُوا ۚ صَرَفَ اللَّهُ قُلُوبَهُم بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ ۝

چل دیتے ہیں خدا تعالیٰ نے ان کا دل پھیر دیا ہے اس وجہ سے کہ وہ محض بے سمجھ لوگ ہیں

ذکر تمسخر منافقین بآیات منزلہ وتنفر شان انانہا مع جواب وعتاب:۔ تفسیر۔ واذا سے لا یفقھون تک۔ اور جب کوئی سورت (جدید) نازل کی جاتی ہے تو بعض منافقین (غرباء مسلمین سے بطور تمسخر) کہتے ہیں کہ (کہو) اس سورت نے تم میں سے کس کے ایمان میں ترقی دی (آگے حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ تم جواب چاہتے ہو) سو (سنو) جو لوگ ایمان دار ہیں اس سورت نے اُن کے (تو) ایمان میں ترقی دی ہے اور وہ (اس ترقی کے ادراک سے) خوش ہو رہے ہیں (مگر چونکہ وہ امر قلبی ہے اور تم کو نصیب نہیں اس لئے اُس کا ادراک بھی نصیب نہیں اور تمسخر کرتے ہو) اور جن کے دلوں میں (نفاق کا) آزار ہے اس سورت نے اُن میں اُن کی (پہلی) گندگی کے ساتھ اور (نئی) گندگی بڑھا دی (کیونکہ پہلے ایک حصہ قرآن کا انکار تھا اب اس جدید حصہ کا انکار مزید ہوا) اور وہ حالت کفر ہی میں مرگئے (یعنی جو اُن میں مرچکے ہیں وہ کافر مرے اور جو اسی اصرار پر رہیں گے وہ کافر مریں گے حاصل جواب

یہ ہوا کہ قرآن میں ایمان کو ترقی دینے کی بے شک خاصیت ہے لیکن محل میں قابلیت بھی تو ہو اور اگر پہلے سے خباثت مستحکم ہے تو اور بھی اُس کو استحکام ہو جاوے گا در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس) اور کیا ان کو نہیں دکھلائی دیتا کہ یہ لوگ ہر سال میں ایک بار دو بار کسی نہ کسی آفت میں پھنستے رہتے ہیں (مگر پھر بھی (اپنی حرکات شنیعہ سے) باز نہیں آتے اور نہ وہ کچھ سمجھتے ہیں (جس سے باز آنے کی آئندہ امید ہو یعنی ان حوادث سے اُن کو عبرت پکڑنا اور عبرت پکڑ کر اپنی اصلاح کر لینا چاہئے تھا یہ تو ان کے تمسخر کا بیان ہوا جو اپنی مجالس میں کرتے تھے آگے تنفر کا بیان ہے جو مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ان سے صادر ہوتا تھا چنانچہ ارشاد ہے) اور جب کوئی سورت (جدیدہ) نازل کی جاتی ہے تو ایک دوسرے کو دیکھنے لگتے ہیں (اور اشارہ سے باتیں کرتے ہیں) کہ تم کو کوئی (مسلمان) دیکھتا تو نہیں (کہ اُٹھتا ہوا دیکھ لے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جا لگائے) پھر (اشاروں ہی اشاروں میں باتیں کر کے وہاں سے اُٹھ کر) چل دیتے ہیں (یہ لوگ مجلس نبوی سے کیا پھرے) خدا تعالیٰ نے ان کا دل (ہی ایمان سے) پھیر دیا ہے اس وجہ سے کہ وہ محض بے سمجھ لوگ ہیں (کہ اپنے نفع سے بھاگتے ہیں)۔ **ف** مرۃ او مرتین سے مراد خاص عدد نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ کبھی ایک بار کبھی متعدد بار ایسا ہو جاتا ہے اور مراد ان آفات و حوادث سے یا تو عام ہے کہ عاقل اُن سے بھی متنبہ ہو کر اپنی اصلاح کرتا ہے یا خاص وہ واقعات مراد ہیں جو ان کے نفاق کی بناء پر پیش آتے تھے مثلاً ان کے دوست کفار مغلوب ہو گئے کبھی ان کے نفاق کی باتیں کھل گئیں اُس پریشانی اور بازپرس کے اندیشہ میں مبتلا رہے وعلیٰ ہذا سو ان سے عبرت حاصل کرنا خصوصیت کے ساتھ ضروری تھا۔ ربط چونکہ یہ سورت قرآن کی آخری سورتوں میں سے ہے اس لئے اس کے خاتمہ پر اقامت حجت اتمام دعوت کے لئے آپ کی رسالت اور بعض اوصاف کمال کی توضیح مناسب ہوئی اور نہ ماننے کی صورت میں اظہار توکل و توحید کہ وہ بھی اُصول مہمہ سے ہے آپ کی اظہار جلادت مستحسن ہوئی بالخصوص اس سورت کے ساتھ اس وجہ سے یہ مضمون زیادہ چسپاں ہے کہ اس میں تبریہ سے اتمام حجت کر دیا گیا پس ایک اتمام دوسرے اتمام کا موکد ہو جاوے گا۔

۱۲۸ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ

تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گزرتی ہے جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں ایمانداروں

ع رَّحِيْمٌ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝

کے ساتھ بڑے ہی شفیق مہربان ہیں پھر اگر روگردانی کریں تو آپ کہہ دیجئے کہ میرے لئے اللہ تعالیٰ کافی ہے اُس کے سوا کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں میں نے اسی پر بھروسہ کر لیا اور وہ بہت بڑے عرش کا مالک ہے

رسالت و کمالات رسالت مع اظہار جلادت۔ تفسیر۔ لقد جاءکم سے العظیم تک (اے لوگو) تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس (بشر) سے ہیں (کہ تم کو نفع حاصل کرنا آسان ہو) جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گزرتی ہے (چاہتے ہیں کہ تم کو کوئی ضرر نہ پہنچے) جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں (یہ حالت تو سب کے ساتھ ہے پھر بالخصوص) ایمان داروں کے ساتھ (تو) بڑے ہی شفیق (اور) مہربان ہیں (ایسے رسول سے مستفید نہ ہونا بڑی محرومی ہے) پھر اگر (اس پر بھی آپ کو رسول ماننے سے اور آپ کے اتباع کرنے سے) روگردانی کریں تو آپ کہہ دیجئے (میرا کیا نقصان ہے) میرے لئے (تو) اللہ تعالیٰ (حافظ و ناصر) کافی ہے اُس کے سوا کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں (پس معبودیت اُس کے ساتھ مختص ہے تو لامحالہ سارے کمالات علم و قدرت اُس میں بے مثل ہوں گے پھر مجھ کو کسی کی مخالفت سے کیا اندیشہ) میں نے اُسی پر بھروسہ کر لیا اور وہ بڑے بھاری عرش کا مالک ہے (تو اور چیزیں تو بالاولیٰ اُس کی مملوک ہوں گی پس اُس پر بھروسہ کرنے کے بعد مجھ کو کوئی اندیشہ نہیں البتہ تم اپنی فکر کر لو کہ حق کا انکار کر کے کہاں رہو گے۔

سورۃ یونس مکیۃ وھی مائۃ | بسم اللہ الرحمٰن الرحیم | وتسع اٰیات واحد عشر رکوعا

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝ اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ

یہ پُرحکمت کتاب کی آیتیں ہیں کیا ان لوگوں کو اس بات سے تعجب ہوا کہ ہم نے ان میں سے ایک شخص کے پاس وحی بھیجی

اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَھُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّھِمْ ؕ

سب آدمیوں کو ڈرائیے اور جو ایمان لے آئے اُن کو یہ خوشخبری سنائیے کہ اُن کے رب کے پاس اُن کو پورا مرتبہ ملے گا

قَالَ الْکٰفِرُوْنَ اِنَّ ھٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِیْنٌ ۝

کافر کہنے لگے کہ یہ شخص تو بلاشبہ صریح جادوگر ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ سورۃ یونس مکیۃ وھی مائۃ وتسع آیات (کذا فی البیضاوی) ربط اس تمام سورت کا حاصل چند مضامین ہیں اول اثبات توحید ثانی اثبات رسالت ثالث اثبات قرآن رابع اثبات معاد خامس تہدید بہ بعض قصص اور اول کے ضمن میں ابطال شرک اور ثانی کے ضمن میں اُس کے متعلق بعض شبہات کا جواب اور ثالث کے ضمن میں اُس کی تکذیب پر رد اور رابع کے ضمن میں جزا و سزا و فناء دنیا کا بیان ہے اور خامس کے ضمن میں بعض شبہات کا جواب اور آپ کی تسلی ہے اور یہ سب مضامین محاجہ ہیں کفار کے ساتھ اور پہلی سورت میں بھی ان سے محاجہ تھا گو وہاں باللسان تھا اور یہاں باللسان اور وہاں کفار کے مختلف فرقوں سے تھا اور یہاں صرف مشرکین سے چنانچہ آیات میں غور کرنے سے یہ سب امور ظاہر ہو سکتے ہیں اس تقریر سے دونوں سورتوں میں بھی اور اس سورت کے اجزا میں باہم گر بھی تناسب و ارتباط ظاہر ہو گیا۔

حقیقت قرآن و رسالت ۔ تفسیر:- الر سے مبین تک :- (الرا کا مطلب تو اللہ کو معلوم) یہ (جو آگے آتی ہیں) پر حکمت کتاب (یعنی قرآن) کی آیتیں ہیں (جو بوجہ حق ہونے کے قابل جاننے اور ماننے کے ہیں اور چونکہ جن پر اس کا نزول ہوا ہے اُن کی نبوت کا کفار انکار کرتے تھے اس لئے جواب فرماتے ہیں کہ) کیا ان (مکہ کے) لوگوں کو اس بات سے تعجب ہوا کہ ہم نے اُن میں سے ایک شخص کے پاس (جو کہ مثل اُن کی بشر ہے) وحی بھیجدی (جس کا خلاصہ یہ ہے) کہ (عام طور پر) سب آدمیوں کو (احکام خداوندی کے خلاف کرنے پر) ڈرائیے اور جو ایمان لے آئے اُن کو یہ خوشخبری سنائیے کہ اُن کے رب کے پاس (پہنچ کر) اُن کو پورا مرتبہ ملے گا
(یعنی اگر ایسا مضمون کسی بشر پر وحی کے ذریعہ سے نازل ہو جاوے تو کوئی تعجب کی وجہ نہیں مگر) کافر (اس قدر متعجب ہوئے کہ آپ کی ۶۲
نسبت) کہنے لگے کہ (نعوذ باللہ) یہ شخص تو بلاشبہ صریح جادوگر ہے (نبی نہیں ہے کیونکہ نبوت بشر کے لئے نہیں ہو سکتی۔) ف یہ ایک جہالت تھی مشرکین کی بلا دلیل نبوت اور بشریت کو منافی سمجھتے تھے اس آیت میں اُس کا جواب ہے ربط اوپر قرآن و رسالت کا ذکر تھا آگے توحید کا بیان ہے۔

اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ

بلاشبہ تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو چھ روز میں پیدا کیا پھر عرش پر قائم ہوا

یُدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ مَا مِنْ شَفِیْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِہٖ ؕ ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْہُ ؕ

وہ ہر کام کی تدبیر کرتا ہے کوئی سفارش کرنے والا نہیں بدوں اُس کی اجازت کے ایسا اللہ تمہارا رب ہے سو تم اُس کی عبادت کرو

اَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ ۝ اِلَیْہِ مَرْجِعُکُمْ جَمِیْعًا ؕ وَعْدَ اللّٰہِ حَقًّا ؕ اِنَّہٗ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ

کیا تم پھر بھی نہیں سمجھتے تم سب کو اللہ ہی کے پاس جانا ہے اللہ نے سچا وعدہ کر رکھا ہے بے شک وہی پہلی بار بھی پیدا کرتا ہے

ثُمَّ یُعِیْدُہٗ لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ ؕ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَھُمْ

پھر وہی دوبارہ پیدا کرے گا تاکہ ایسے لوگوں کو جو کہ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے انصاف کے ساتھ جزا دے اور جن لوگوں نے کفر کیا اُن کے واسطے

شَرَابٌ مِّنْ حَمِیْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِیْمٌۢ بِمَا کَانُوْا یَکْفُرُوْنَ ۝

کھولتا ہوا پانی پینے کو ملے گا اور دردناک عذاب ہوگا ان کے کفر کی وجہ سے

حقیقت توحید ۔ تفسیر:- ان ربکم سے تذکرون تک :- بلاشبہ تمہارا رب (حقیقی) اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو اور

زمین کو چھ روز کی مقدار میں پیدا کردیا (پس اعلیٰ درجہ کا قادر ہے) پھر عرش (یعنی تخت شاہی) پر قائم ہوا (یعنی زمین و آسمان میں احکام جاری کرنے لگا پس حاکم بھی ہے) وہ ہر کام کی (مناسب) تدبیر کرتا ہے (پس حکیم بھی ہے اُس کے سامنے) کوئی سفارش کرنے والا (سفارش) نہیں (کر سکتا) بدون اُس کی اجازت کے (پس عظیم بھی ہوا پس) ایسا اللہ تمہارا رب (حقیقی) ہے سو تم اُس کی عبادت کرو (اور شرک مت کرو) کیا تم (ان دلائل کے سننے کے بعد) پھر بھی نہیں سمجھتے ربط اوپر توحید کا ذکر تھا آگے معاد کا ذکر ہے **حقیقت معاد**۔ **تفسیر** الیہ مرجعکم سے یکفرون تک :۔ تم سب کو اللہ ہی کے پاس جانا ہے اللہ نے (اس کا) سچا وعدہ کر رکھا ہے بے شک وہی پہلی بار بھی پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ بھی (قیامت کو) پیدا کرے گا تاکہ ایسے لوگوں کو جو کہ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کئے انصاف کے ساتھ (پوری پوری) جزا دے (اس میں ذرا کمی نہ کرے بلکہ بہت کچھ زیادہ دے دے) اور جن لوگوں نے کفر کیا اُن کے واسطے (آخرت میں) کھولتا ہوا پانی پینے کو ملے گا اور دردناک عذاب ہوگا اُن کے کفر کی وجہ سے ربط اوپر توحید کا بیان ہوا ہے آگے پھر اسی کی طرف عود ہے۔

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّ قَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ

وہ اللہ ایسا ہے جس نے آفتاب کو چمکتا ہوا بنایا اور چاند کو نورانی بنایا اور اس کے لئے منزلیں مقرر کیں تاکہ تم برسوں کی گنتی اور حساب

وَالْحِسَابَ ؕ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّ فِیْ

معلوم کر لیا کرو اللہ تعالیٰ نے یہ چیزیں بے فائدہ نہیں پیدا کیں وہ یہ دلائل اُن لوگوں کو صاف صاف بتلا رہے ہیں جو دانش رکھتے ہیں بلاشبہ رات اور

اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَّقُوْنَ ۝

دن کے یکے بعد دیگرے آنے میں اور اللہ نے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں پیدا کیا ہے اُن سب میں اُن لوگوں کے واسطے دلائل ہیں جو ڈر مانتے ہیں

۱۲ عود بتوحید۔ **تفسیر** ھوالذی سے یتقون تک :۔ وہ اللہ ایسا ہے جس نے آفتاب کو چمکتا ہوا بنایا اور چاند کو (بھی) نورانی بنایا اور اُس (کی چال) کے لئے منزلیں مقرر کیں (کہ ہر ایک روز منزل قطع کرتا ہے) تاکہ (ان اجرام کے ذریعہ سے) تم برسوں کی گنتی اور حساب معلوم کر لیا کرو اللہ تعالیٰ نے یہ چیزیں بے فائدہ نہیں پیدا کیں وہ یہ دلائل اُن لوگوں کو صاف صاف بتلا رہے ہیں جو دانش رکھتے ہیں بلاشبہ رات اور دن کے یکے بعد دیگرے آنے میں اور اللہ نے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں پیدا کیا ہے اُن سب میں اُن لوگوں کے واسطے (توحید کے) دلائل ہیں جو (خدا کا) ڈر مانتے ہیں۔ ربط اوپر معاد کا مضمون تھا آگے پھر اُس کی طرف عود ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِیْنَ

جن لوگوں کو ہمارے پاس آنے کا کھٹکا نہیں ہے اور وہ دنیوی زندگی پر راضی ہو گئے ہیں اور اُس میں جی لگا بیٹھے ہیں اور جو

هُمْ عَنْ اٰیٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۝ۙ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ

لوگ ہماری آیتوں سے بالکل غافل ہیں ایسے لوگوں کا ٹھکانا اُن کے اعمال کی وجہ سے دوزخ ہے یقیناً جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یَهْدِیْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِیْمَانِهِمْ ۚ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ۝

ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کئے اُن کا رب ان کو بوجہ اُن کے مومن ہونے کے اُن کے مقصد تک پہنچا دے گا اُن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی چین کے باغوں میں

دَعْوٰىهُمْ فِیْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِیَّتُهُمْ فِیْهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ ع

اُن کے منہ سے یہ بات نکلے گی کہ سبحان اللہ اور اُن کا باہمی سلام یہ ہوگا السلام علیکم اور اُن کی اخیر بات یہ ہوگی الحمد للہ رب العالمین

عود بمعاد۔ تفسیر ان الذین سے رب العالمین تک ۔ جن لوگوں کو ہمارے پاس آنے کا کھٹکا نہیں ہے اور وہ دنیوی زندگی پر
راضی ہوگئے ہیں (آخرت کی طلب اصلا نہیں کرتے) اور اُس میں جی لگا بیٹھے ہیں (آئندہ کی کچھ خبر نہیں) اور جو لوگ ہماری آیتوں
سے (جو کہ بعث پر دلالت کرتی ہیں) بالکل غافل ہیں ایسے لوگوں کا ٹھکانا ان کے (ان) اعمال کی وجہ سے دوزخ ہے (اور) یقیناً
جو لوگ ایمان لائے اور اُنھوں نے نیک کام کئے اُن کا رب اُن کو بوجہ اُن کے مؤمن ہونے کے اُن کے مقصد (یعنی جنت) تک
پہنچا دے گا اُن کے (مسکن کے) نیچے نہریں جاری ہوں گی چین کے باغوں میں (اور جس وقت وہ جنت میں جاویں گے اور عجائبات
کا دفعۃً معائنہ کریں گے تو اُس وقت، اُن کے منہ سے یہ بات نکلے گی کہ سبحان اللہ اور (پھر جب ایک دوسرے کو دیکھیں گے تو
اُن کا باہمی سلام یہ ہوگا السلام علیکم اور (جب اطمینان سے وہاں جا بیٹھیں گے اور اپنے پرانے مصائب اور متاعب اور اس
وقت کے غیر مکدر دائمی عیش کا موازنہ کریں گے تو) اُن کی (اُس وقت کی ان باتوں میں) اخیر بات یہ ہوگی الحمد للہ رب العالمین۔
(جیسا دوسری آیت میں ہے الحمد للہ الذی اذہب عنا الحزن) ف آخر دعوٰہم کی اس تفسیر پر یہ شبہ نہیں رہا کہ کیا اس کے بعد وہ
کوئی بات نہ کریں گے ربط اوپر اولئک ماوٰہم النار میں کفار کا آخرت میں معذب ہونا بیان فرمایا ہے ایسے مضامین پر کفار تکذیب
کی غرض سے کہا کرتے کہ ہم تو عذاب کو حق جب سمجھیں کہ ہم پر یہاں دنیا ہی میں عذاب نازل ہو جاوے جیسا سورہ ص میں ہے
وقالوا ربنا عجل لنا قطنا قبل یوم الحساب اور اس کے بعد عذاب نازل نہ ہونے سے شبہہ عدم عذاب فی المعاد کا ہو سکتا تھا آگے
جواب ارشاد ہوتا ہے

وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ ۭ فَنَذَرُ الَّذِيْنَ
اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں پر جلدی سے نقصان واقع کر دیا کرتا جس طرح وہ فائدے کے لئے جلدی مچاتے ہیں تو اُن کا وعدہ کبھی کا پورا ہو چکا ہوتا سو ہم ان

۱۱ لَا يَرْجُوْنَ لِقَاۗءَنَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝
لوگوں کو جن کو ہمارے پاس آنے کا کھٹکا نہیں ہے ان کے حال پر چھوڑے رکھتے ہیں کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں

جواب شبہہ از عدم وقوع عذاب عاجل۔ تفسیر ولو یعجل سے یعمہون تک ۔ اور اگر اللہ تعالےٰ لوگوں پر
(اُن کے جلدی مچانے کے موافق) جلدی سے نقصان واقع کر دیا کرتا جس طرح وہ فائدے کے لئے جلدی مچاتے ہیں (اور اُس کے
موافق وہ فائدہ جلد واقع کر دیتا ہے اسی طرح اگر نقصان بھی واقع کر دیا کرتا) تو ان کا وعدہ (عذاب) کبھی کا پورا ہو چکا ہوتا
(لیکن ہماری حکمت جس کا بیان ابھی آتا ہے چونکہ اس کو مقتضی نہیں ہے) سو (اس لئے) ہم ان لوگوں کو جن کو ہمارے پاس آنے کا
کھٹکا نہیں ہے ان کے حال پر (بلا عذاب چندروز) چھوڑے رکھتے ہیں کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں (اور مستحق زیادہ عذاب کے
ہو جاویں اور وہ حکمت یہی ہے) ف اگر کسی کو شبہ ہو کہ آیت سے دو امر مفہوم ہوتے ہیں ایک یہ کہ شر لگنے سے بھی جلدی واقع
نہیں ہوتا دوسرا یہ کہ مانگنے سے خیر جلدی واقع ہوتی ہے حالانکہ اس کا عکس بھی بکثرت واقع ہوتا ہے اُس کا جواب یہ ہے کہ مقصود
آیت کا یہ ہے کہ بمقتضائے رحمت اصل خیر میں تعجیل وقوع ہے اور شر میں عدم تعجیل وقوع لیکن کسی عارض سے اگر عکس ہو جاوے
تو منافی مدلول آیت کے نہیں پس آیت میں تعجیل و عدم تعجیل باعتبار اقتضائے اصل کے ہے یا یوں کہا جاوے کہ جو شر و نقصان
واقع ہوتا ہے اُس میں باعتبار شخص خاص یا باعتبار عامہ مصالح کے کوئی خیر مضمر ہوتی ہے اور جس خیر میں توقف ہوتا ہے اسی
طرح اس میں کوئی شر مضمر ہوتا ہے پس اُس شر کا وقوع واقع میں خیر کا وقوع ہے اور اُس خیر کا عدم وقوع واقع میں شر کا عدم
وقوع ہے ربط اوپر توحید کا ذکر ہوا ہے آگے شرک کا باطل ہونا ایک خاص طور پر بیان فرماتے ہیں وہ یہ کہ مصیبت میں خود مشرکین ہی خدا کے
سوا سب کو چھوڑ بیٹھتے ہیں پس شرک واقع میں جس طرح باطل ہے اسی طرح اُس عقیدہ والوں کے طرز عمل سے بھی وہ امر ثابت ہوتا ہے۔

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَاۗىِٕمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ
اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہم کو پکارنے لگتا ہے لیٹے بھی بیٹھے بھی کھڑے بھی پھر جب ہم اُس کی وہ تکلیف اُس

ضُرِّهٖ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ۭ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

ہٹا دیتے ہیں تو پھر اپنی پہلی حالت پر آجاتا ہے کہ گویا جو تکلیف اس کو پہنچی تھی اس کے ہٹانے کے لئے کبھی ہم کو پکارا ہی نہ تھا ان حد سے نکلنے والوں کے اعمال ان کو اسی طرح مستحسن معلوم ہوتے ہیں

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا ۙ وَجَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَ

اور ہم نے تم سے پہلے بہت سے گروہوں کو ہلاک کر دیا ہے جبکہ انہوں نے ظلم کیا حالانکہ ان کے پاس ان کے پیغمبر بھی دلائل لے کر آئے اور

مَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰۗىِٕفَ فِي الْاَرْضِ

وہ ایسے کب تھے کہ ایمان لے آتے ہم مجرم لوگوں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں پھر ان کے بعد ہم نے دنیا میں بجائے ان کے تم کو

مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ۝

آباد کیا تاکہ ہم دیکھ لیں کہ تم کس طرح کام کرتے ہو

تزییف طریقہ مشرکین۔ تفسیر واذا مس سے یعملون تک:۔ اور جب انسان کو (یعنی ان میں سے بعض کو) کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہم کو پکارنے لگتا ہے لیٹے بھی بیٹھے بھی کھڑے بھی (اور اس وقت کوئی بت وغیرہ یاد نہیں، ہتا، فضل من تدعون الا ایاہ) پھر جب (اس کی دعا و التجا کے بعد) ہم اس کی وہ تکلیف اس سے ہٹا دیتے ہیں تو پھر اپنی پہلی حالت پر آجاتا ہے (اور ہم سے ایسا بے تعلق ہو جاتا ہے) کہ گویا جو تکلیف اس کو پہنچی تھی اس کے ہٹانے کے لئے کبھی ہم کو پکارا ہی نہ تھا (اور پھر وہی شرک کی باتیں کرنے لگتا ہے نسی ما کان یدعوا الیہ من قبل جعل للہ اندادا) ان حد سے نکلنے والوں کے اعمال (بد) ان کو اسی طرح مستحسن معلوم ہوتے ہیں (جس طرح ہم نے ابھی بیان کیا ہے) ف اس آیت کا مضمون قرآن مجید کی چند آیتوں میں مختلف الفاظ سے آیا ہے جن کا خلاصہ

۶۵ یہ ہے کہ حالت خیر میں یہ احکام ثابت فرمائے ہیں اعراض نسیان ترک دعاء فرح فخر ان سب کا صحت اجتماع ہے اور حالت شر میں یہ احکام ثابت فرمائے ہیں یاس کفران دعاء ان میں یاس و کفران کا صحت اجتماع تو ظاہر ہے۔ لیکن دعاء اور ان دونوں اس کا اجتماع ظاہراً مشکل ہے کیونکہ دعا امید ہی میں کی جاتی ہے سو یا تو یوں کہا جاوے کہ زبان سے دعا کرتا ہے مگر دل میں مایوسی ہوتی ہے اور یا یوں کہا جاوے کہ اول اول خوب دعا کرتا ہے پھر بعد چندے مایوس ہو کر چھوڑ دیتا ہے اور سورۂ حم فصلت کے آخر میں جو ارشاد ہوا ہے لایسئم الانسان من دعاء الخیر اس میں ظاہراً یہ اشکال ہوتا ہے کہ اگر یہ حالت خیر میں ہے تب تو اس میں اوپر ترک دعا ثابت ہو چکا ہے اور اگر حالت شر میں ہے تو لایسئم کا حکم مشکل ہے کیونکہ یاس میں نشاط فی الدعا یقیناً فوت ہو جاتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دونوں حالتوں میں مشترک ہے اور دعا سے مراد محض استدعا اور تمنا اور حرص ہے یہ امور ہر حالت میں ممتد رہتے ہیں خوب سمجھ لینا چاہئے اس تقریر سے تمام اشکالات رفع ہو گئے۔ ربط اوپر مضمون معاد میں کفار کا مستحق عذاب ہونا بیان فرمایا ہے آگے تاکید استحقاق کے لئے اجمالاً کفار سابقین کا انواع عذاب سے ہلاک ہونا بیان فرماتے ہیں تاکہ تنبیہ ہو جاوے کہ یہ بھی مستحق عذاب کے ہیں لیکن بعض حکمتوں سے دنیا میں عذاب ہائل رک رہا ہے وہاں چونکہ کوئی مانع نہ ہوگا اس لئے لامحالہ واقع ہو جاوے گا۔ اور اس اجمال کی تفصیل کے لئے آخر صورت میں بعض قصص امم سابقہ کے آتے ہیں۔

تہدید کفار بذکر اہلاک سابقین اجمالاً۔ تفسیر ولقد سے تعملون تک:۔ اور ہم نے تم سے پہلے بہت سے گروہوں کو (انواع عذاب سے) ہلاک کر دیا ہے، جبکہ انہوں نے ظلم (یعنی کفر و شرک) کیا حالانکہ ان کے پاس ان کے پیغمبر بھی دلائل لے کر آئے اور وہ (بوجہ غایت عناد کے) ایسے کب تھے کہ ایمان لے آتے ہم مجرم لوگوں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں (جیسا ہم نے ابھی بیان کیا ہے) پھر ان کے بعد ہم نے دنیا میں بجائے ان کے تم کو آباد کیا تاکہ (ظاہری طور پر بھی) ہم دیکھ لیں کہ تم کس طرح کام کرتے ہو (آیا ویسا ہی شرک و کفر کرتے ہو یا ایمان لاتے ہو) ف ظاہری طور پر اس لئے کہا کہ علم الٰہی قبل الوقوع بھی ہے۔ ربط اوپر توحید و معاد کے متعلق گفتگو تھی۔ آگے قرآن و رسالت کے صدق و حقیت کا بیان ہے جو شروع میں بھی آچکا ہے۔

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ

اور جب ان کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں جو بالکل صاف صاف ہیں تو یہ لوگ جن کو ہمارے پاس آنے کا کھٹکا نہیں ہے یوں کہتے ہیں کہ اس کے سوا کوئی دوسرا قرآن لائیے

هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ اِنْ اَتَّبِعُ

یا اس میں کچھ ترمیم کر دیجئے آپ یوں کہہ دیجئے کہ مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ میں اپنی طرف سے اس میں ترمیم کر دوں بس میں تو

اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ قُلْ لَّوْ

اسی کا اتباع کروں گا جو میرے پاس وحی کے ذریعہ سے پہنچا ہے اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو میں ایک بڑے بھاری دن کے عذاب کا اندیشہ رکھتا ہوں آپ یوں کہئے کہ

شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۡ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ

کہ اگر خدا تعالیٰ کو منظور ہوتا تو نہ تو میں تم کو یہ پڑھ کر سناتا اور نہ اللہ تعالیٰ تم کو اس کی اطلاع دیتا کیونکہ اس سے پہلے بھی تو ایک بڑے حصہ عمر تک تم میں رہ چکا ہوں

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝

پھر کیا تم اتنی عقل نہیں رکھتے سو اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا اس کی آیتوں کو جھوٹا بتلاوے یقیناً ایسے مجرموں کو اصلاً فلاح نہ ہوگی

حقیت قرآن و رسالت تفسیر واذا تتلٰی سے المجرمون تک:۔ اور جب اُن کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں جو بالکل صاف صاف ہیں تو یہ لوگ جن کو ہمارے پاس آنے کا کھٹکا نہیں ہے (آپ سے) یوں کہتے ہیں کہ (یا تو) اس کے سوا کوئی (پورا) دوسرا قرآن (ہی) لائیے (جس میں ہمارے مسلک کے خلاف مضامین نہ ہوں) یا (کم سے کم) اسی (قرآن) میں کچھ ترمیم کر دیجئے (کہ ہمارے مسلک کے خلاف مضامین اس میں سے حذف کر دیجئے اور اس منطوق سے یہی مفہوم ہوا کہ وہ لوگ قرآن کو کلام محمدی سمجھتے تھے اللہ تعالیٰ کی
۹۲ بناپر جواب تعلیم فرماتے ہیں کہ) آپ یوں کہہ دیجئے کہ (قطع نظر اس سے کہ ایسے مضامین کا حذف کرنا فی نفسہ کیسا ہے خود) مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ میں اپنی طرف سے اس میں ترمیم کر دوں (اور جب بعض کا حذف بھی ممکن نہیں تو کل کا حذف تو بدرجہ اولیٰ ناممکن ہے کیونکہ وہ میرا کلام تو ہے ہی نہیں بلکہ اللہ کا کلام ہے جو وحی کے ذریعہ سے آیا ہے، جب یہ ہے تو) بس میں تو اسی کا اتباع کروں گا جو میرے پاس وحی کے ذریعہ سے پہنچا ہے (اور بالفرض خدا نخواستہ) اگر میں (وحی کا اتباع نہ کروں بلکہ) اپنے رب کی نافرمانی کروں تو میں ایک بڑے بھاری دن کے عذاب کا اندیشہ رکھتا ہوں (جو اہل عصیان کے لئے مخصوص ہے اور وہ بوجہ عصیان کے تمہارے نصیب میں ہے سو میں تو عذاب یا اس کے سبب یعنی عصیان کی جرات نہیں رکھتا اور اگر ان کو اس کے وحی ہونے میں کلام ہے اور یہ آپ ہی کا کلام سمجھے جاتے ہیں تو) آپ یوں کہہ دیجئے کہ (یہ تو ظاہر ہے کہ یہ کلام معجز ہے کوئی بشر اس پر قادر نہیں ہو سکتا خواہ میں ہوں یا تم ہو سو) اگر خدا تعالیٰ کو منظور ہوتا (کہ میں یہ کلام معجز تم کو نہ سنا سکوں اور اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ سے تم کو اس کی اطلاع نہ دے) تو (مجھ۔۔ اس کو نازل نہ فرماتا سو) نہ تو میں تم کو یہ (کلام) پڑھ کر سناتا اور نہ اللہ تعالیٰ تم کو اس کی اطلاع دیتا (پس جب میں تم کو سنا رہا ہوں اور میرے ذریعہ سے تم کو اطلاع ہو رہی ہے اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو اس کلام معجز کا سنوانا اور اطلاع کرنا منظور ہوا اور سنانا اور اطلاع دینا بدوں وحی کے بوجہ اس کے معجز ہونے کے ممکن نہیں اس سے معلوم ہوا کہ وہ وحی منزل اور کلام الٰہی ہے) کیونکہ (آخر) اس (کلام کے ظاہر کرنے) سے پہلے بھی تو ایک بڑے حصے عمر تک تم میں رہ چکا ہوں (پھر اگر یہ میرا کلام ہے تو یا تو اتنی مدت تک ایک کلمہ بھی اس طرز کا نہ نکلا اور یا دفعۃً اتنی بڑی بات بنالی یہ تو بالکل عقل کے خلاف ہے) پھر کیا تم اتنی عقل نہیں رکھتے ہو (جب اس کا کلام الٰہی اور حق ہونا ثابت ہو گیا اور پھر بھی مجھ سے درخواست ترمیم کی کرتے ہو اور اس کو نہیں مانتے تو سمجھ لو کہ) اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے (جیسا میرے لئے تجویز کرتے ہو) یا اس کی آیتوں کو جھوٹا بتلاوے (جیسا اپنے لئے تجویز کر رکھا ہے) یقیناً ایسے مجرموں کو اصلاً فلاح نہ ہوگی (بلکہ معذب ابدی ہوں گے) ف اعجاز کے اثبات میں فقد لبثت فیکم سے استدلال علی سبیل التنزل ہے یعنی اصلی استدلال یہ ہے فاتوا بسورۃ من مثلہ اور اس میں کوئی بعید احتمال نکالتا کہ شاید عام اس پر قادر نہ ہوں آپ قادر ہوں اس احتمال پر یہ جواب دیا ہے کہ دفعۃً ایسے اعلیٰ طرز کا کلام طویل پیش کر دینا ممتنعات عادیہ سے ہے اور اعجاز میں مثل

عادی ہی پر مدار ہوتا ہے ربط اوپر طریقہ مشرکین کی تزییف تھی آگے بھی ابطال شرک کا بیان ہے۔

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا

اور یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ اُن کو ضرر پہنچا سکیں اور نہ اُن کو نفع پہنچا سکیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے

عِنْدَ اللَّهِ ۚ قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ

سفارشی ہیں آپ کہدیجئے کہ کیا تم خدا تعالیٰ کو ایسی چیز کی خبر دیتے ہو جو خدا تعالیٰ کو معلوم نہیں نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں وہ پاک اور برتر ہے

عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلَّا أُمَّةً وَاحِدَةً فَاخْتَلَفُوا ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ

اُن لوگوں کے شرک سے اور تمام آدمی ایک ہی طریقے کے تھے پھر انھوں نے اختلاف پیدا کر لیا اور اگر ایک بات نہ ہوتی جو

مِنْ رَبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيمَا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝

آپ کے رب کی طرف سے پہلے ٹھہر چکی ہے تو جس چیز میں یہ لوگ اختلاف کر رہے ہیں ان کا قطعی فیصلہ ہو چکا تھا

ابطالِ شرک ۔ تفسیر ویعبدون سے یختلفون تک:۔ اور یہ لوگ اللہ (کی توحید) کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو (عبادت نہ کرنے کی صورت میں) نہ اُن کو ضرر پہنچا سکیں اور نہ (عبادت کرنے کی صورت میں) ان کو نفع پہنچا سکیں اور (اپنی طرف سے بلا دلیل ایک نفع تراش کر) کہتے ہیں کہ یہ (معبود) اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں (اس لئے ہم ان کی عبادت کرتے) آپ کہدیجئے کہ کیا تم خدا تعالیٰ کو ایسی چیز کی خبر دیتے ہو جو خدا تعالیٰ کو معلوم نہیں نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں (یعنی خدا تعالیٰ کو ان چیزوں کے شفیع یا معبود بحق ہونے کے وقوع یا امکان باطل ہونے کے وقوع کا یا امکان کا علم نہیں اور خدا تعالیٰ کا علم تمام اشیاء کو محیط ہے پس جب ان کا علم نہیں تو معلوم ہوا کہ ان کا وقوع یا امکان باطل ہے پس عدم اور استحالہ حق ہے۔ اس سے عقیدہ شرک کا بطلان ۹۷
لازم آگیا پس) وہ پاک اور برتر ہے ان لوگوں کے شرک سے اور (یہ طریقہ شرکیہ عقلاً و شرعاً باطل ہونے کے علاوہ قدیم بھی تو نہیں کیونکہ پہلے) تمام آدمی ایک ہی طریقے کے تھے (یعنی سب موحد تھے کیونکہ آدم علیہ السلام موحد تھے بہت روز تک اُن کی اولاد اُن ہی کے طریقہ پر رہی پس سب موحد رہے) پھر (اپنی کجرائی سے) انھوں نے (یعنی بعض نے) اختلاف پیدا کر لیا (اور مشرک ہو گئے) پس طریقۂ شرکیہ محض مخترع ٹھہرا) اور (یہ مشرک ایسے مستحق عذاب ہیں کہ) اگر ایک بات نہ ہوتی جو آپ کے رب کی طرف سے پہلے ٹھہر چکی ہے (کہ پورا عذاب ان کو آخرت میں دوں گا) تو جس چیز میں یہ لوگ اختلاف کر رہے ہیں ان کا قطعی فیصلہ (دنیا ہی میں) ہو چکا ہوتا (یعنی وہی عذاب موعود واقع ہو جاتا جو کہ عملی فیصلہ ہے) ف عدم ضرر و عدم نفع اگر حقیقۃً لیا جاوے تو سب معبودات غیر اللہ احیاء و اموات کو شامل ہے اور اگر صورۃً لیا جاوے جب بھی اموات یعنی اصنام وغیرہ کو شامل ہے جن کو اہل مکہ معبود سمجھتے تھے اور اُن کا یہ کہنا کہ یہ ہمارے شفیع ہیں اور شفیع مستحق عبادت ہوتا ہے اس کے دو جواب ہیں ایک ابطال صغریٰ سے دوسرا ابطال کبریٰ سے اتنبئون اللہ میں دونوں کی طرف اشارہ ہے یعنی اولاً وہ شفیع نہیں پھر شفیع کے لئے معبود ہونا لازم نہیں غرض معبودیت غیر اللہ کا اعتقاد خواہ بالذات ہو یا بالعرض شرک ہے اور اُن کو جو سفارشی مانتے تھے دنیا میں تو تحقیقاً اور آخرت میں فرضاً کیونکہ وہ آخرت کے قائل نہ تھے جیسا اس آیت میں ولئن رجعت الی ربی الخ ربط اوپر بعض آیات میں رسالت کا مسئلہ آ چکا تھا آگے پھر اُسی کی طرف عود ہے۔

وَيَقُولُونَ لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِنْ رَبِّهِ ۖ فَقُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلَّهِ فَانْتَظِرُوا

اور یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ ان پر کوئی معجزہ کیوں نہیں نازل ہوا سو آپ فرما دیجئے کہ غیب کی خبر خدا کو ہے سو تم بھی منتظر رہو

إِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِينَ ۝ وَإِذَا أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِنْ بَعْدِ ضَرَّاءَ مَسَّتْهُمْ

میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں اور جب ہم لوگوں کو بعد اس کے کہ ان پر کوئی مصیبت پڑ چکی ہو کسی نعمت کا مزہ چکھا دیتے ہیں

إِذَا لَهُم مَّكْرٌ فِي آيَاتِنَا ۚ قُلِ اللَّهُ أَسْرَعُ مَكْرًا ۚ إِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُونَ مَا تَمْكُرُونَ

تو فوراً ہی ہماری آیتوں کے بارے میں شرارت کرنے لگتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ اس شرارت کی سزا بہت جلد دے گا بالیقین ہمارے فرشتے تمہاری سب شرارتوں کو لکھ رہے ہیں

عود بمسئلہ رسالت۔ تفسیر ویقولون سے المنتظرین تک:۔ اور یہ لوگ (بہ راہ عناد باوجود ظہور معجزات کثیرہ کے خصوص قرآن کے کہ اثبات نبوت کے لئے کافی دلیل ہے) یوں کہتے ہیں کہ ان پر (یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ہمارے فرمائشی معجزات میں سے) کوئی معجزہ کیوں نہیں نازل ہوا سو آپ فرما دیجئے کہ (چونکہ مقصود معجزہ سے دلالت علی النبوۃ ہوتی ہے اور یہ ہر معجزہ سے حاصل ہے اس لئے فرمائشوں کی ضرورت تو باقی رہی نہیں البتہ امکان وقوع و عدم وقوع دونوں کا ہے سو یہ ایک علم غیبی ہے کہ وقوع ہوگا یا عدم وقوع اور) غیب کی خبر صرف خدا کو ہے (مجھ کو نہیں) سو تم بھی منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں (کہ آیا وقوع ہوتا ہے یا عدم وقوع خلاصہ یہ کہ ان امور کو منصب رسالت یا اس کے لوازم سے کوئی تعلق نہیں میں نہیں جانتا نہ مجھ کو کوئی دخل اصل مقصود کے اثبات کے لئے البتہ ہر وقت آمادہ ہوں اور ثابت بھی کر چکا ہوں۔ ربط اوپر کفار کا قول نقل فرمایا ہے لولا انزل علیہ آیۃ آگے اس اعتراض کی علت کہ اعراض ہے اور اس کی علت کہ حصول مقاصد واغراض ہے مع وعید فرماتے ہیں اور علاوہ اس افادہ علت کے یہ مضمون آیت بالا فلما کشفنا عنہ ضرہ الخ کا تتمہ اور آیت آئندہ فلما انجاہم الخ کی تمہید بھی ہے۔

علت اعتراض واعراض کفار۔ تفسیر واذا سے تمکرون تک:۔ اور جب ہم لوگوں کو بعد اس کے کہ ان پر کوئی مصیبت پڑ چکی ہو کسی نعمت کا مزہ چکھا دیتے ہیں تو فوراً ہی ہماری آیتوں کے بارہ میں شرارت کرنے لگتے ہیں (یعنی ان سے اعراض کرتے ہیں اور ان کے ساتھ تکذیب واستہزاء سے پیش آتے ہیں اور براہ عناد واعتراض دوسرے معجزات کی فرمائشیں کرتے ہیں اور مصیبت گزشتہ سے عبرت نہیں پکڑتے پس علت اعتراض کی آیات منزلہ سے اعراض ہے اور اس کی علت تنعم ہے آگے وعید ہے کہ) آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ اس شرارت کی سزا بہت جلد دے گا۔ بالیقین ہمارے فرشتے تمہاری سب شرارتوں کو لکھ رہے ہیں (پس علاوہ علم کے دفتر میں بھی محفوظ ہونے کے) ربط اوپر توحید کا مضمون مکرر آچکا ہے پھر اس کی طرف مع وعید عود ہے جس میں تحقیق ۲۸
اور الزام دونوں سے کام لیا گیا ہے یسیرکم تحقیق ہے اور دعوا اللہ میں الزام ہے اور آگے اذا ہم یبغون الخ میں زجر و وعید ہے

هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا كُنتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِم

وہ ایسا ہے کہ تم کو خشکی اور دریا میں لئے لئے پھرتا ہے یہاں تک کہ جب تم کشتی میں ہوتے ہو اور وہ کشتیاں لوگوں کو

بِرِيحٍ طَيِّبَةٍ وَفَرِحُوا بِهَا جَاءَتْهَا رِيحٌ عَاصِفٌ وَجَاءَهُمُ الْمَوْجُ مِن كُلِّ

موافق ہوا کے ذریعہ سے لے کر چلتی ہیں اور وہ لوگ ان سے خوش ہوتے ہیں ان پر ایک جھونکا ہوا کا آتا ہے اور ہر طرف سے ان پر موجیں اٹھی چلی آتی ہیں اور وہ

مَكَانٍ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ أُحِيطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ لَئِنْ أَنجَيْتَنَا

سمجھتے ہیں کہ آ گھرے سب خالص اعتقاد کرکے اللہ ہی کو پکارنے لگتے ہیں اگر آپ ہم کو اس سے بچا لیں

مِنْ هَٰذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ ۝ فَلَمَّا أَنجَاهُمْ إِذَا هُمْ يَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ

تو ہم ضرور حق شناس بن جاویں پھر جب اللہ تعالیٰ ان کو بچا لیتا ہے تو فوراً ہی وہ زمین میں ناحق

بِغَيْرِ الْحَقِّ ۗ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلَىٰ أَنفُسِكُم ۖ مَّتَاعَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

سرکشی کرنے لگتے ہیں اے لوگو تمہاری یہ سرکشی تمہارے لئے وبال ہونے والی ہے دنیوی زندگی میں چند اٹھا رہے ہو

ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ

پھر ہمارے پاس تم کو آنا ہے پھر ہم سب تمہارا کیا ہوا تم کو جتلا دیں گے

توحید مع مزید وعید۔ تفسیر ھو الذی سے تعملون تک:۔ وہ اللہ ایسا ہے کہ تم کو

پھرتا ہے (یعنی جن آلات و اسباب سے تم چلتے پھرتے ہو وہ سب اللہ ہی کے دئے ہوئے ہیں) یہاں تک کہ (بعض اوقات) جب
تم کشتی میں (سوار) ہوتے ہو اور وہ کشتیاں لوگوں کو موافق ہوا کے ذریعہ سے لے کر چلتی ہیں اور وہ لوگ اُن (کی رفتار) سے
خوش ہوتے ہیں (اسی حالت میں دفعۃً) اُن پر ایک جھونکا (مخالف) ہوا کا آتا ہے اور ہر طرف سے اُن (لوگوں) پر موجیں
(بھی) چلی آتی ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ (برُے) آگھرے (اُس وقت) سب خالص اعتقاد کرکے اللہ ہی کو پکارنے لگتے ہیں
(کہ اے اللہ) اگر آپ ہم کو اس (مصیبت) سے بچالیں تو ہم ضرور حق شناس (یعنی موحد) بن جاویں (یعنی اس وقت جیسا اعتقاد
توحید کا ہوگیا ہے اس پر قائم رہیں) پھر جب اللہ تعالیٰ اُن کو (اُس ہلکہ سے) بچالیتا ہے تو فوراً ہی وہ (اطراف و اقطار) زمین میں
ناحق کی سرکشی کرنے لگتے ہیں (یعنے وہی شرک و معصیت) اے لوگو (سن لو) یہ تمہاری سرکشی تمہارے لئے وبال (جان) ہونے والی ہے
(بس) دنیوی زندگی میں (چندے اس سے) حظ اُٹھا رہے ہو پھر ہمارے پاس تم کو آنا ہے پھر ہم سب تمہارا کیا ہوا تم کو جتلا دیں
گے (اور اُس کی سزا دیں گے) ربط یا ایہا الناس انما بغیکم الخ میں فرمایا تھا کہ یہ تمہاری کارروائی کفر و معاصی سے دنیا میں چندروزہ
ہے پھر آخرت میں اس کی سزا بھگتنا ہے آگے دنیا کا فانی ہونا اور آخرت کی جزاء و سزا کا باقی ہونا مع تفصیل جزاء و سزا اور اس
کے مستحقین کے مذکور ہے پس یہ مضمون اپنے ماقبل سے بھی متصل ہوا اور معاد پر بھی مشتمل ہوا جو کہ مقاصد سورت ہذا سے ہے۔

اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ

دنیوی زندگی کی حالت تو ایسی ہے جیسے ہم نے آسمان سے پانی برسایا پھر اُس سے زمین کی نباتات جن کو آدمی اور چوپائے

مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ

کھاتے ہیں خوب گنجان ہو کر نکلے یہاں تک کہ جب وہ زمین اپنی رونق کا پورا حصہ لے چکی اور اس کی خوب زیبائش ہو گئی اور

اَهْلُهَاۤ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَاۤ ۙ اَتٰىهَاۤ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا ٦٩

اُس کے مالکوں نے سمجھ لیا کہ اب ہم اس پر بالکل قابض ہو چکے تو دن میں یا رات میں اس پر ہماری طرف سے کوئی حادثہ پڑا

كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۞ وَاللّٰهُ يَدْعُوْۤا

سو ہم نے اُس کو ایسا صاف کر دیا کہ گویا وہ کل موجود ہی نہ تھی ہم اسی طرح آیات کو صاف صاف بیان کرتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے جو سوچتے ہیں اور اللہ تعالیٰ

اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ؕ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۞ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا

دار البقا کی طرف تم کو بلاتا ہے اور جس کو چاہتا ہے راہ راست پر چلنے کی توفیق دے دیتا ہے جن لوگوں نے نیکی کی ہے اُن کے

الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ؕ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ

واسطے خوبی ہے اور مزید برآں بھی اور اُن کے چہروں پر نہ کدورت چھاوے گی اور نہ ذلت یہ لوگ جنت میں رہنے والے ہیں

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۞ وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍ ۭ بِمِثْلِهَا ۙ وَتَرْهَقُهُمْ

وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے اور جن لوگوں نے بدکام کئے اُن کی بدی کی سزا اُس کے برابر ملے گی اور اُن کو ذلت

ذِلَّةٌ ؕ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَاۤ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ

چھالے گی اُن کو اللہ سے کوئی نہ بچاسکے گا گویا اُن کے چہروں پر اندھیری رات کے پرت کے پرت لپیٹ دئے

مُظْلِمًا ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۞

گئے ہیں یہ لوگ دوزخ میں رہنے والے ہیں وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے

فنائے دنیا و بقائے جزا و سزائے عقبیٰ۔ تفسیر انما سے خلدون تک پس دنیوی زندگی کی حالت

تو ایسی ہے جیسے ہم نے آسمان سے پانی برسایا پھر اُس (پانی) سے زمین کے نباتات جن کو آدمی اور چوپائے کھاتے ہیں خوب گنجان ہو کر نکلے یہاں تک کہ جب وہ زمین اپنی رونق کا پورا حصہ لے چکی اور اُس کی خوب زیبائش ہو گئی (یعنی سبزہ سے خوشنما معلوم ہونے لگی) اور اُس (زمین) کے مالکوں نے سمجھ لیا کہ اب ہم اُس (کے نباتات) پر بالکل قابض ہو چکے تو (ایسی حالت میں) دن میں یا رات میں اُس (کے اُن نباتات) پر ہماری طرف سے کوئی حادثہ آپڑا (جیسے خشکی یا پالا یا اور کچھ) سو ہم نے اُس کو ایسا صاف کر دیا کہ گویا کل (یہاں) وہ موجود ہی نہ تھی (بس اسی نباتات کی مثل دنیوی زندگی ہے) ہم اسی طرح آیات کو صاف صاف بیان کرتے ہیں ایسے لوگوں کے (سمجھانے کے) لئے جو سوچتے ہیں (یہی دنیا تو دارالزوال ٹھہری) اور اللہ تعالیٰ دارالبقاء کی طرف تم کو بلاتا ہے اور جس کو چاہتا ہے راہ راست پر چلنے کی توفیق دے دیتا ہے (جس سے دارالبقاء تک رسائی ہو سکتی ہے آگے جزاء و سزا کا بیان ہے کہ) جن لوگوں نے نیکی کی ہے (یعنی ایمان لائے ہیں) اُن کے واسطے خوبی (یعنی جنت) ہے اور مزید برآں (خدا کا دیدار) بھی اور اُن کے چہروں پر نہ کدورت (غم کی) چھاوے گی اور نہ ذلت یہ لوگ جنت میں رہنے والے ہیں وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے اور جن لوگوں نے بد کام کئے (یعنی شرک و کفر کیا) اُن کی بدی کی سزا اُس کی برابر ملے گی (بدی سے زیادہ نہ ہوگی) اور اُن کو ذلت چھاوے گی اُن کو اللہ (کے عذاب) سے کوئی نہ بچا سکے گا (اُن کی کدورت چہرہ کی ایسی حالت ہوگی کہ) گویا اُن کے چہروں پر اندھیری رات کے پرت کے پرت (یعنے ٹکڑے) لپیٹ دئے گئے ہیں یہ لوگ دوزخ میں رہنے والے ہیں وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے ربط اوپر مشرکین کے حق میں فرمایا تھا مالہم من اللہ من عاصم چونکہ وہ لوگ اپنے معبودوں کو اپنا شفیع کہتے تھے اس لئے آگے اُن معبودین کا اُن عابدین سے قیامت میں بے تعلقی ظاہر کرنا جس کے لئے عدم نفع لازم ہے بیان فرماتے ہیں۔

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا مَكَانَكُمْ أَنْتُمْ وَشُرَكَاؤُكُمْ فَزَيَّلْنَا

اور وہ دن بھی قابل ذکر ہے جس روز ہم ان سب کو جمع کریں گے پھر مشرکین سے کہیں گے کہ تم اور تمہارے شریک اپنی جگہ ٹھہرو پھر ہم اُن کے آپس میں پھوٹ ڈالدیں

۲۰ بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَاؤُهُمْ مَا كُنْتُمْ إِيَّانَا تَعْبُدُونَ ۝ فَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنَنَا

گے اور اُن کے وہ شرکاء کہیں گے کہ تم ہماری عبادت نہیں کرتے تھے سو ہمارے تمہارے درمیان خدا کافی گواہ

وَبَيْنَكُمْ إِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغَافِلِينَ ۝ هُنَالِكَ تَبْلُو كُلُّ نَفْسٍ مَا أَسْلَفَتْ

ہے کہ ہم کو تمہارے عبادت کی خبر بھی نہ تھی اس مقام پر ہر شخص اپنے اگلے کئے ہوئے کاموں کا امتحان

وَرُدُّوا إِلَى اللَّهِ مَوْلَاهُمُ الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝ ع

کر لیگا اور یہ لوگ اللہ کی طرف جو اُن کا مالک حقیقی ہے لوٹائے جاویں گے اور جو کچھ معبود تراش رکھے تھے سب اُن سے غائب ہو جاوینگے

تبری معبودین از عابدین در قیامت۔ تفسیر ویوم نحشرہم سے یفترون تک :- اور وہ دن بھی قابل ذکر ہے جس دن ہم ان سب (خلائق) کو میدان قیامت میں) جمع کریں گے پھر (منجملہ اُن تمام خلائق کے) مشرکین سے کہیں گے کہ تم اور تمہارے (تجویز کئے ہوئے) شریک (جن کو تم عبادت میں خدا کا شریک ٹھیراتے تھے ذرا) اپنی جگہ ٹھہرو (تا کہ تم کو حقیقت تمہارے عقیدہ کی معلوم کرائی جاوے) پھر ہم ان (عابدین و معبودین) کے آپس میں پھوٹ ڈالدیں گے اور اُن کے وہ شرکاء (ان سے خطاب کر کے) کہیں گے کہ تم ہماری عبادت نہیں کرتے تھے (کیونکہ عبادت سے مقصود ہوتا ہے معبود کا راضی کرنا) سو ہمارے تمہارے درمیان خدا کافی گواہ ہے کہ ہم کو تمہاری عبادت کی خبر بھی نہ تھی (اور راضی ہونا تو درکنار البتہ شیاطین کی تعلیم تھی اور وہی راضی تھے پس اس اعتبار سے اُن کی پرستش کرتے تھے) اس مقام پر ہر شخص اپنے کئے ہوئے کاموں کا امتحان کرلے گا (کہ آیا واقع میں یہ اعمال نافع تھے یا غیر نافع چنانچہ ان مشرکین کو بھی حقیقت کھل جاوے گی کہ جن کی شفاعت کے بھروسے ہم اُن کو پوجتے تھے اُنہوں نے اور ہمارے خلاف شہادت دی نفع کی تو کیا اُمید رکھی جاوے) اور یہ لوگ اللہ (کے عذاب) کی طرف جو اُن کا مالک حقیقی ہے لوٹائے جاویں گے اور جو کچھ معبود تراش رکھے تھے سب اُن سے غائب (اور گم) ہو جاویں گے (کوئی بھی کام نہ آیا)

ف اگر کسی کو شبہ ہو کہ کیا بت بھی بولیں گے جواب یہ ہے کہ اس میں کوئی محال نہیں اور ان کا غافل ہونا ان کی عبادت سے ظاہر ہے اس واسطے کہ بتوں کو ایسا شعور ظاہر ہے کہ یہاں نہیں ہے اور اگر اور معبودین مثل ملائکہ وغیرہم کو بھی عام لیا جاوے تو بھی غافل ہونا صحیح ہے کیونکہ علم ملائکہ وغیرہم کا محیط نہیں ہے اور سب اپنے اپنے کام میں لگے ہیں اور ماکنتم ایانا تعبدون کی جو تقریر کی گئی سورۂ سبا کی آیت بل کانوا یعبدون الجن سے اس کی تائید ہوتی ہے اور تبلوا کل نفس کو جو ہنالک کے ساتھ مقید کیا یہ باعتبار تحقق زیادت علم کے ہے ورنہ مطلق علم تو مرنے کے ساتھ ہی اور قبر میں حاصل ہو جاتا ہے اور یہاں اللہ تعالیٰ کو کفار کا مولا فرمادینا باعتبار معنے مالکیت کے ہے اور لا مولیٰ لہم میں نفی کرنا باعتبار معنے محب و ناصر کے ہے ربط اوپر کی آیتوں میں اثبات توحید و ابطال شرک ہے آگے پھر یہی مضمون ہے۔

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ

آپ کہئے کہ وہ کون ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق پہنچاتا ہے یا وہ کون ہے جو کانوں اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے

وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ

اور وہ کون ہے جو جاندار کو بے جان سے نکالتا ہے اور بے جان کو جاندار سے نکالتا ہے اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے

فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ

سو وہ ضرور یہی کہیں گے کہ اللہ تو ان سے کہئے کہ پھر کیوں نہیں پرہیز کرتے سو یہ ہے اللہ جو تمہارا رب حقیقی ہے پھر حق کے بعد اور کیا

اِلَّا الضَّلٰلُ ۝ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝ كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ فَسَقُوْٓا اَنَّهُمْ

رہ گیا بجز گمراہی کے پھر کہاں پھرے جاتے ہو اسی طرح آپ کے رب کی یہ بات کہ یہ ایمان نہ لاویں گے تمام متمرد لوگوں کے حق میں ۶۱

لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ قُلِ اللّٰهُ

ثابت ہو چکی ہے آپ یوں کہئے کہ کیا تمہارے شرکاء میں کوئی ایسا ہے جو پہلی بار بھی پیدا کرے پھر دوبارہ بھی پیدا کرے آپ کہہ دیجئے کہ اللہ

يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْٓ

ہی پہلی بار بھی پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ بھی پیدا کرے گا سو پھر تم کہاں پھرے جاتے ہو آپ کہئے کہ کیا تمہارے شرکاء میں کوئی ایسا ہے کہ امر حق کا رستہ

اِلَى الْحَقِّ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ اَفَمَنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ

بتلاتا ہو آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ہی امر حق کا رستہ بتلاتا ہے تو پھر آیا جو شخص امر حق کا رستہ بتلاتا ہو وہ زیادہ اتباع کے لائق ہے

اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۝ وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ

یا وہ شخص جس کو بے بتلائے خود ہی رستہ نہ سوجھے تو تم کو کیا ہو گیا تم کیسی تجویزیں کرتے ہو اور ان میں سے اکثر لوگ صرف بے اصل

اِلَّا ظَنًّا اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝

خیالات پر چل رہے ہیں یقیناً بے اصل خیالات امر حق میں ذرا بھی مفید نہیں یہ جو کچھ کر رہے ہیں یقیناً اللہ کو سب خبر ہے

احقاق توحید و ابطال شرک۔ تفسیر۔ قل من یرزقکم سے بما یفعلون تک:۔ آپ (ان مشرکین سے) کہئے کر (بتلاؤ) وہ کون ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق پہنچاتا ہے (یعنے آسمان سے بارش کرتا ہے اور زمین سے نباتات پیدا کرتا ہے جس سے تمہارا رزق تیار ہوتا ہے) یا (یہ بتلاؤ کہ) وہ کون ہے جو (تمہارے) کانوں اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے (کہ پیدا بھی اسی

سے کیا سماعت بھی زندہ کرتا ہے اور اگر چاہتا ہے تو اُن کو معطل کر دیتا ہے) اور وہ کون ہے جو جاندار چیز (کو بے جان چیز سے) نکالتا ہے اور بے جان (چیز) کو جان دار (چیز) سے نکالتا ہے (جیسے نطفہ اور بیضہ کہ وہ جاندار سے نکلتا ہے اور اس سے جاندار پیدا ہوتا ہے) اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے (اُن سے یہ سوالات کیجئے) سو ضرور وہ (جواب میں) یہی کہیں گے کہ (ان سب افعال کا فاعل) اللہ (ہے) تو اُن سے کہئے کہ پھر (شرک سے) کیوں نہیں پرہیز کرتے سو (جس کے یہ افعال بیان مذکور ہوئے) یہ ہے اللہ جو تمہارا رب حقیقی ہے اور جب (امر حق ثابت ہوگیا) پھر (امر) حق کے بعد اور کیا رہ گیا بجز گمراہی کے (یعنی جو امر حق کی ضد ہوگی وہ گمراہی ہے اور توحید کا حق ہونا ثابت ہوگیا اور شرک یقیناً گمراہی ہے) پھر (حق کو چھوڑ کر) کہاں (باطل کی طرف) پھرے جاتے ہو (آگے تسلی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ ان لوگوں کی باطل پرستی پر مغموم ہوا کرتے تھے پس ارشاد ہے کہ جس طرح یہ لوگ ایمان نہیں لاتے) اسی طرح آپ کے رب کی یہ (ازلی) بات کہ یہ ایمان نہ لاویں گے تمام متمرد (سرکش) لوگوں کے حق میں ثابت ہو چکی ہے (پھر آپ کیوں مغموم ہوں اور) آپ (اُن سے) یوں (بھی) کہئے کہ کیا تمہارے (تجویز کئے ہوئے) شرکاء میں (عام اس سے کہ ذوی العقول ہوں جیسے شیاطین یا غیر ذوی العقول ہوں جیسے بت) کوئی ایسا ہے جو پہلی بار بھی مخلوق کو پیدا کرے پھر (قیامت میں) دوبارہ بھی پیدا کرے (اگر وہ اس وجہ سے کہ اس میں توہین ہے شرکاء کی جواب میں تامل کریں تو) آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ہی پہلی بار بھی پیدا کرتا ہے، پھر وہی دوبارہ بھی پیدا کرے گا سو (اس کی تحقیق کے بعد بھی) پھر تم کہاں (حق سے) پھرے جاتے ہو (اور) آپ (اُن سے) یوں بھی کہئے کہ کیا تمہارے (تجویز کئے ہوئے ذوی العقول) شرکاء (جیسے شیاطین) کوئی ایسا ہے کہ امر حق کا رستہ بتلاتا ہو آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ہی امر حق کا رستہ (بھی) بتلاتا ہے (چنانچہ اس نے عقل دی انبیاء بھیجے بخلاف شیاطین کے کہ اولاً وہ ان افعال پر قادر نہیں اور محض تعلیم جس کی قدرت اُن کو دی گئی ہے وہ اس کو اضلال و اغواء میں صرف کرتے ہیں) تو پھر (اُن سے کہئے کہ یہ بتلاؤ کہ) آیا جو شخص امر حق کا رستہ بتلاتا ہو وہ زیادہ اتباع کے لائق ہے یا وہ شخص جس کو بے بتلائے خود ہی رستہ نہ سوجھے (اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ سمجھانے پر بھی اُس پر نہ چلے جیسے شیاطین پھر جب یہ اتباع کے بھی قابل نہ ہوں تو عبادت کے قابل تو کب ہو سکتے ہیں) تو (اے مشرکین) تم کو کیا ہو گیا تم کیسی تجویزیں کرتے ہو (کہ توحید کو چھوڑ کر شرک کو اختیار کرتے ہو) اور (تماشا یہ ہے کہ اپنی اس تجویز اور عقیدہ پر یہ لوگ کوئی دلیل نہیں رکھتے بلکہ) ان میں سے اکثر لوگ صرف بے اصل خیالات پر چل رہے ہیں (اور) یقیناً بے اصل خیالات امر حق (کے اثبات) میں ذرا بھی مفید نہیں (خیر) یہ جو کچھ کر رہے ہیں یقیناً اللہ کو سب خبر ہے (وقت پر سزا دے دے گا)۔

ف یہ جو ارشاد ہوا قل هل من شركائكم من يبدؤا الخلق ثم يعيده حالانکہ مشرکین خود اعادہ کے قائل نہ تھے وجہ اس کی یہ ہے کہ اعادہ پر چونکہ دلائل قطعی قائم ہیں اس لئے اُس کو مثل امر مسلّم کے قرار دے کر یہ احتجاج کیا گیا۔ ربط اوپر بعض آیات میں حقیت قرآن کا بیان تھا آگے پھر وہی مضمون ہے۔

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ

اور یہ قرآن افترا کیا ہوا نہیں ہے کہ غیر اللہ سے صادر ہوا ہو بلکہ یہ (قرآن) ان کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے جو اس کے قبل ہو چکی ہیں اور احکام

يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۞ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ

ضروریہ کی تفصیل بیان کرنے والا ہے اس میں کوئی بات شک کی نہیں رب العالمین کی طرف سے ہے کیا یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ آپ نے اس

قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ

کو گھڑ لیا ہے آپ کہہ دیجئے کہ تو پھر تم اس کے مثل ایک ہی سورت لاؤ اور جن جن غیر اللہ کو بلا سکو اُن کو بلا لو اگر تم سچے ہو

بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ

بلکہ ایسی چیز کی تکذیب کرنے لگے جس کو اپنے احاطۂ علمی میں نہیں لائے اور ہنوز ان کو اس کا اخیر نتیجہ نہیں ملا جو لوگ ان سے پہلے ہوئے ہیں انہوں نے بھی

مسلم شریف اُردو کامل

[illegible]

... اس لئے صرف ابواب کی فہرست دی جاتی ہے۔

فہرست ابواب صحیح مسلم شریف مترجم جلد کامل - حصہ اول

عنوان حدیث	عنوان حدیث	عنوان حدیث	عنوان حدیث	عنوان حدیث	عنوان حدیث
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	حائضہ سے اختلاط کا بیان	تیمم کا بیان
[illegible]	[illegible]	[illegible]	وضو کے فضائل	حائضہ کے ساتھ ایک کپڑے میں لیٹنا	پیشاب کرتے وقت کسی کی بات ...
[illegible]	[illegible]	... کا بیان	[illegible]	حائضہ کو اپنے شوہر کا سر دھونا ...	سلام کا جواب نہیں
[illegible]	[illegible]	[illegible]	وضو کی فضیلت ...	...	حضور صلعم ہر حال میں ذکر کرتے۔
[illegible]	[illegible]	[illegible]	وضو کے بعد ...	دیکھ قرآن پڑھنا جائز ہے۔	بے وضو ذکر ...
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	مذی کا بیان	پاخانہ جانے کے وقت کی دعا
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	قلب کا بیان۔	[illegible]	ناپاکی کے مسائل	اذان کی ابتدا کا بیان
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	اذان کی کیفیت
[illegible]	[illegible]	[illegible]	مسواک کا بیان	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	خصائل فطرت کا بیان	غسل جنابت کا طریقہ	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	اذان کی فضیلت کا بیان

[illegible]

کتاب الصلوٰۃ

کتاب الصوم

کتاب الحج

کتاب الزکوٰۃ

کتاب النکاح

کتاب الذبائح

کتاب الحقوق

کتاب الطلاق

[illegible]


پیشوا
ماہوار مذہبی و اصلاحی رسالہ
ایڈیٹر :- سید عزیز حسن بقائی


عالیجناب مسیح الملک حکیم جمیل خان صاحب دام اقبالہ کا قابل قدر عطیہ
جمیلان
وہ نسخہ جس سے ۲ دو لاکھ مریضان جریان کو ابتک آرام و فائدہ ہو چکا ہے
جریان کا نتیجہ کیا ہے؟ دل، دماغ اور جگر کا کمزور ہو جانا۔ ہاضمہ کا بگاڑ۔ حافظہ کی خرابی۔ ہمت کی پستی۔ طبیعت کی سستی۔ اولاد سے محرومی۔ جوڑوں کا درد اور عام ناتوانی۔ پھر رفتہ رفتہ جنون یا کوئی سخت بیماری مثلاً دق و سل وغیرہ
اگر آپ کو جریان کی شکایت ہو تو فوراً توجہ کیجیے آج ہی سے اس بے بہا اور کامیاب دوا کا استعمال شروع کر دیجیے۔ جمیلان مرض جریان کی بہترین اور کامیاب ترین دوا ثابت ہو چکی ہے جس سے ابتک دو لاکھ بیماروں نے فائدہ اٹھایا ہے۔ جریان چاہے پرانا ہو چکا ہو یا نیا ہو ہر حالت میں اس سے فائدہ ہو جاتا ہے دل و دماغ کی کمزوری اور اعضا کا اضمحلال دور ہو کر تندرستی اصلی حالت پر آجاتی ہے قبض پیدا نہیں ہوتا بھوک خوب لگتی ہے۔ جریان کی دواؤں میں جمیلان سب سے بہتر ثابت ہو چکی ہے۔
دو قرص صبح دودھ کے ساتھ کھایا کریں۔ ترشی تیل گڑ اور ثقیل چیزوں سے پرہیز
قیمت شیشی ۳۲ قرص ایک روپیہ آٹھ آنے
حب جلال
اجمل
طبیہ کالج
ملنے کا پتہ۔ منیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی

اعجاز نما قرآن مجید مترجم مفسر

ترجمہ اعجاز نما قرآن مجید میں حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا ہے جو لفظی ہونے کے باوجود با محاورہ ہے اور زبان اردو کے تحسین کی تشریح سے مالا مال ہے۔ تفسیر حاشیہ پر حضرت علامہ وجدی مصری کی ہے جو سب سے بڑی اور سب سے آسان پوری کی پوری دے دی گئی ہے جسے علامہ موصوف نے زمانہ حال کے مسلمانوں کو قرآن مجید کا مفہوم سمجھانے کے لئے سالہا سال کی محنت کے بعد لکھا تھا۔ یہ تفسیر عربی میں تھی اس کا اردو ترجمہ حضرت علامہ آغا رفیق صاحب بلند شہری سے کرایا گیا ہے۔ حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند اور دیگر اکابر علماء اس ترجمہ کو پسند فرما چکے ہیں۔
مقدمہ۔ اعجاز نما قرآن مجید کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کے متعلق اتنے علمی تاریخی اور دینی مضامین کا ذخیرہ آپ کو کسی دوسرے مقدمۃ القرآن میں نہیں ملے گا۔ یہ مقدمہ پچاس سالہ مطالعۂ کلام اللہ اور مدۃ العمر کی تشریح توضیح کلام اللہ پر محققانہ غور و فکر کا نتیجہ ہے۔ کتابت کے اعتبار سے بھی اعجاز نما قرآن مجید لاثانی و بے مثل ہے ہندوستان کے مشہور نساخ جناب حاجی عبد الغنی صاحب خوشنویس نزہت رقم دہلوی خلف الرشید حضرت مولانا حاجی ممتاز علی صاحب مہاجر مکی رح نے اعجاز نما قرآن مجید کو لکھا ہے اور اپنے کمال فن کا آخری نمونہ پیش کیا ہے جس کو پڑھنے کے بعد آپ کا جی خوش ہوگا۔ یہ واقعہ ہے اور اس میں مبالغہ ذرہ برابر نہیں کہ قرآن مجید کا ایسا ایڈیشن دنیائے اسلام نے آج تک شائع نہیں کیا۔ آخر میں یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ اعجاز نما قرآن مجید کی صحت اکیاون جید حافظوں اور عالموں نے کی ہے جن کی مہریں قرآن مجید پر ثبت ہیں۔ قیمت بلا جلد [illegible]۔ مجلد پارچہ سفید نامدے کا کاغذ [illegible]، مجلد چرمی کامل نقرئی کار [illegible]، اعلیٰ ایڈیشن مجلد چرمی نقرئی کار [illegible]۔ مجلد اعلیٰ سنہری کام [illegible] محصول ڈاک ۱۳ار

مختصر فہرست مضامین مقدمۃ القرآن اعجاز نما قرآن مجید مترجم مفسر

اعجاز نما قرآن مجید پر علماء مشائخ لیڈر اور ایڈیٹران کرام کی رائیں

حضرت علامہ مفتی کفایت اللہ صدر جمعیۃ علماء ہند کی رائے

[illegible] السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

[illegible]

ابتدائی دو صفحے دیکھ سکا ہوں۔ مترجم [illegible] عربی تفسیر [illegible]

خود بھی [illegible] کا اضافہ کرتے ہیں۔ [illegible]

[illegible]

مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کی رائے

"اعجاز نما قرآن مجید" جناب سید عزیز حسن صاحب بقائی ایڈیٹر ہلال پیشوا دہلی نے اعجاز نما قرآن مجید نہایت اعلیٰ اہتمام کے ساتھ شائع کیا ہے۔ جس کو میں نے غرۂ رمضان المبارک ۱۳۵۸ھ کی شام کو چاند دیکھنے کے بعد اول سے آخر تک سرسری نظر سے دیکھا۔ اس قرآن مجید کے چار سو اٹھاسی صفحے ہیں (علاوہ مقدمۃ القرآن کے)۔ اس کا کاغذ سفید اور نفیس ہے، خط بہت عمدہ ہے۔ صحت کا اہتمام بھی بہت زیادہ معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ ایک درجن قاریوں اور حافظوں، مولویوں کے نام آخر میں درج ہیں اور یہ لکھا گیا ہے کہ ان لوگوں نے اس قرآن مجید کی صحت میں حصہ لیا ہے۔ سرورق بہت خوبصورت ہے جس میں مذہبی تصور اور تخیل کی اعلیٰ شان پائی جاتی ہے۔ ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا ہے اور حضرت علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر بیان الفرقان کا مکمل اردو ترجمہ حاشیہ پر ہے اور ایک سو چالیس صفحات ہیں۔ علامہ آغا رفیق صاحب بلند شہری کا مقدمہ اردو زبان میں ہے۔ جو اردو زبان میں قرآن مجید کی نسبت ایک لاجواب چیز ہے، کیونکہ اس مقدمہ میں نہایت اہم عنوانات کے تحت قرآن مجید کے حقائق و معارف کو عام فہم انداز سے بیان کیا گیا ہے۔

میں نے حروف مقطعات قرآن کو تمام و کمال پڑھا۔ اور چند اور مضامین بھی دیکھے اور پسند کئے۔

۴ قرآن مجید کی تمام سورتوں کے مسائل و احکام کو الگ الگ بہت مقبول طریقہ اور تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، جو ایک نئی اور مفید چیز ہے اور جس سے کم علم عورتوں اور مردوں اور بچوں کو بہت فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ اگر وہ اس پر توجہ کریں۔ قرآن مجید کے مضامین کی فہرست بھی بہت اچھی ہے۔ اس معاملہ میں بہت لوگوں نے کوششیں کی ہیں۔ لیکن آغا صاحب کا طرز بہت زیادہ عام فہم اور مفید ہے کیونکہ اس سے قرآن مجید کی ان آیات کا نکالنا آسان ہو جائے گا جو کسی خاص مضمون کے لئے درکار ہوں۔ بہرحال یہ مقدمہ اردو زبان میں مفید مجموعہ ہے جو تبلیغ، تفہیم مضامین قرآن مجید کے لئے یقیناً ایک بیش قیمت چیز مانا گیا ہے۔

حضرت علامہ فرید وجدی مصر کے مشہور عالم ہیں اور ان کی تفسیر بیان الفرقان فہم قرآن کے لئے بہت مفید ہے، مگر آغا رفیق صاحب بلند شہری کا مقدمہ مجھ کو قرآن مجید کے حقائق و معارف کے بیان اور عام فہم بیان کے اعتبار سے علامہ فرید وجدی کی تفسیر سے زیادہ اہم معلوم ہوا ہے۔ اور یہ دونوں چیزیں پہلی مرتبہ اعجاز نما قرآن مجید میں شائع ہوئی ہیں۔

مجھ کو امید ہے کہ مسلمانان ہندوستان بقائی صاحب کی اس خدمت کی قدر کریں گے اور آغا رفیق صاحب کی بے غرض دینی خدمت یعنی تبلیغ قرآن مجید کا حق ادا کریں ... [illegible] کے اعتبار سے ... بہت ہی کم ہے۔ حسن نظامی۔

جناب ... مشرقی ... حسرت ... اخبار زمزم لاہور کی رائے

[illegible]

سید عزیز حسن صاحب بقائی ایڈیٹر ... قرآن ... کے سلسلہ میں اس وقت تک بہت سا کام کر چکے ہیں۔ ... مجید کا یہ ایڈیشن ہے جس کا متن صحیح، ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی ... حاشیہ پر علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر قرآن ... بلند شہری نے اردو میں منتقل کیا ہے۔ ترجمہ اور تفسیر دونوں ... بلند ہیں اور اس قرآن مجید کا مطالعہ قرآنی بصیرت میں کافی ... ہے۔ ترجمہ اور حاشیہ کے علاوہ جو چیز ہمیں سب سے زیادہ پسند آئی وہ ... مقدمۂ قرآن ہے جو ایک سو دس صفحے پر پھیلا ہوا ہے اور جس میں ... بلند شہری نے خدا کی ہستی کے دلائل، قرآن مجید کے کلام الٰہی ہونے کا ثبوت، نبوت و وحی کی بحث، مضامین قرآن، تاریخ قرآن، خصوصیات قرآن، قرآن ... کے فضائل، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی دلیلیں ... کو جمع کر دیا ہے۔ یہ مقدمہ فی نفسہ بہت مفید شے ہے۔ اس کے علاوہ ... کی مکمل فہرست ہے جس میں مضامین کے باب باندھ کر ان تمام آیات کے ... دے دئے گئے ہیں۔ جن میں وہ مضامین وارد ہوئے۔ یہ فہرست قرآن ... حاصل کرنے کا بہت مفید ذریعہ ہے مثلاً "باب علم" ہے اس میں ان تمام آیات کے حوالے ہیں جو علم کے لفظ اور مضمون سے متعلق ہیں۔ اسی طرح ... نبوت اور تعلیمات قرآن کے تمام اجزاء، تقطیع بڑی۔ ہدیہ ... جلد ...

(اخبار زمزم لاہور، نومبر ...)

جناب مولانا ابو اللیث صاحب ندوی مدیر اخبار مدینہ لکھتے ہیں

"اعجاز نما قرآن مجید"

سید عزیز حسن بقائی مدیر رسالہ پیشوا ایک مدت سے اسلامی کتب اور ... اردو تراجم کی اشاعت کی مفید خدمت انجام دے رہے ہیں ... قرآن مجید کی اشاعت ان کی اسی خدمت کے سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے ... مجید کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ متن میں مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا ... اور مستند ترجمہ اور حاشیہ پر نہایت مفید تفسیری حواشی درج کئے گئے ہیں ... فرید وجدی مصری کی قرآنی تحقیقات بھی شامل ہے۔ ... بلند شہری کا ایک طویل مقدمہ بھی درج ہے جو قرآن اور مذہب اسلام ... معلومات کا حامل ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ یہ اعجاز نما قرآن مجید ... حاصل کرے گا اور لوگ بقائی صاحب کی کوششوں کی ... قدر کریں گے۔

(مدینہ بجنور ...)

مجاہد غیور حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب ...

جوائنٹ سکریٹری جمعیۃ علماء ہند ... تحریر فرماتے ہیں ...

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب سید عزیز حسن صاحب ...

[illegible]

... خصوصیت حضرت مولانا ... دہلوی کی ... اور
ترجمہ ... جناب مولانا آغا محمد رفیق صاحب بلند شہری نے کیا ہے۔

ترجمہ ... حضرت تھانوی صاحب ... کی ضمانت ہے،
... فرید وجدی کی شہرت ... کو عربی سے اردو کے قالب
میں ... جناب مترجم آغا رفیق صاحب کا ... قابل اطمینان ہے۔
میں نے جستہ جستہ اس تفسیر کو پڑھا، ترجمہ مستند اور قابل اعتبار ہے۔
... صاحب نے اشاعت کے سلسلے قرآن مجید ہر غریب و امیر مسلمان تک
پہنچانے کے لئے ارزانی کا کافی لحاظ رکھا ہے۔
میں اپنے مسلمانوں سے خصوصیت کے ساتھ اپیل کرتا ہوں "جو ایک طرف قرآن مجید کے ساتھ سادہ ترجمہ اور بھروسہ کی تفسیر چاہتے ہوں اور دوسری جانب زیادہ ... ہو اور کسی ... سے بھی معذور ہوں" وہ ضرور بالضرور اس اعجاز نما قرآن شریف کو منگائیں۔
سید عزیز حسن صاحب بقائی اس توجہ اور محنت کے لئے قابل داد ہیں
اللہ تعالیٰ اُن کی اس سعی کو کامیاب فرمائے۔

خادم ملت:- محمد حفظ الرحمٰن کان اللہ لہ ازندوۃ المصنفین دہلی
۱۹ - رمضان المبارک ...

محقق دوراں حضرت علامہ سعید احمد صاحب فاضل دیوبند

منشی فاضل مولوی عالم - فاضل ایم اے لیکچرر فرشن کالج و ایڈیٹر رسالہ برہان دہلی تحریر فرماتے ہیں:

جناب محترم حافظ سید عزیز حسن صاحب بقائی ایڈیٹر پیشوا نے اسلامی و دینی کتابوں کو اُردو کا جامہ پہنا کر کم سے کم قیمت میں شائع کرنے کا جو کامیاب سلسلہ قائم کر رکھا ہے۔ اس میں سب سے نمایاں اور حیرت انگیز تبلیغی کارنامہ اعجاز نما قرآن مجید کی اشاعت ہے قرآن شریف کے متن میں صحت کا خاص اہتمام کیا گیا ہے اور اس پر طرفہ یہ کہ بین السطور میں حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا ترجمہ ہے جو اپنے مستند اور درست ہونے میں کسی دلیل کا محتاج نہیں، پھر اس پر ... حاشیہ پر دور حاضرہ کے مشہور مصری عالم حضرت علامہ فرید وجدی کی تفسیر بیان القرآن کو اُردو میں ترجمہ کرکے چڑھایا گیا ہے ترجمہ کی ... سلاست اور روانی کے لئے جناب مترجم مولانا آغا رفیق صاحب بلند شہری کا نام ... ضمانت ہے جو متعدد اور مفید مذہبی تاریخی کتابوں کے مترجم و مصنف کی حیثیت سے ارباب علم و ادب کے حلقہ میں محتاج تعارف نہیں ہیں۔ ... تفسیر ... خود نہایت مفید اور قرآنی مطالب و احکام کو آسان طریقے سے سمجھا ... اس پر مستزاد یہ کیا گیا ہے کہ حضرت مترجم نے شروع میں ... کا جو ... فہم قرآن کے لئے ... باب مقدمہ لکھ کر اس اعجاز نما قرآن مجید کے ایڈیشن کی افادی حیثیت کو کہیں سے پہنچا دیا ہے۔ یہ کہنا مبالغہ نہیں ... میں ان تمام اصولی باتوں کا ذکر آگیا ہے جن کا جاننا ہر مسلمان کے ... ایک مسلمان مسائل و اصول دین سے ناواقفیت ...

فاضل ... مولانا آغا رفیق کا یہ کمال بہت زیادہ مستحق ستائش ہے کہ وہ پیچیدہ سے پیچیدہ مسئلہ کو بہت آسان طریقے سے سمجھا دیتے ہیں۔ مقدمہ کے اختتام پر قرآن مجید کے مضامین کی ایک مکمل فہرست مع سورتوں اور آیتوں کے حوالے کے دی گئی ہے جو ارباب تالیف و تصنیف اور حضرات علماء و طلبہ کے لئے بہت فائدہ مند ہے اور پھر لطف یہ ہے کہ یہ بیان تمام خوبیوں کے بالمقابل بہت ہی کم یعنی صرف ... مجلد پارچہ ... مجلد ... ہے۔ اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ محترم حافظ عزیز حسن صاحب کس قدر سرگرمی کے ساتھ اس قرآن شریف کو ایک بار ہر مسلمان تک پہنچا کر تبلیغ کا حق ادا کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں اور مولانا بلند شہری کو اجر جزیل عطا فرمائے اور اس طرح کے کار خیر کرنے کی بیش از بیش توفیق ارزانی کرے۔ آمین۔ میں تمام مسلمانوں سے عالم ہوں یا غیر عالم، غریب ہوں یا امیر پر زور درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس ایڈیشن کا ایک ایک نسخہ ضرور رکھیں۔ اس کے ہوتے ہوئے وہ بہت سی دینی کتابوں سے بے نیاز ہو سکتے ہیں مجھ کو امید قوی ہے کہ مسلمان اس کام کی بہت افزائی کرکے حافظ صاحب کو زیادہ سے زیادہ تبلیغی خدمات کرنے کا موقع دیں گے۔ والسلام

سعید احمد کان اللہ لہ ایڈیٹر برہان دہلی ۱۵

مشہور قوم پرور روزانہ اخبار قومی گزٹ دہلی کی رائے

"اعجاز نما قرآن مجید مترجم مفسر"

مدت سے ایک ایسے قرآن مجید کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی جس کا ترجمہ سلیس ہو اور تفسیر عام فہم ہو اور ہدیہ کم ہو اور تغیر انسانی ... نکارے سے پاک ہو۔
خدا کا شکر ہے کہ اس ضرورت کو سب سے پہلے اور سب سے زیادہ مکمل طریقہ سے میرے دوست حافظ سید عزیز حسن بقائی ایڈیٹر "پیشوا" دہلی نے محسوس کیا اور اعجاز نما قرآن مجید مترجم مفسر صرف ... شائع کر دیا۔ جو اس وقت میرے سامنے ہے۔ سب سے پہلے ٹائٹل کی خوشنمائی اور دیدہ زیبی کی دل فریبی کو دیکھ کر میرا دل خوش ہوا اور اس کے بعد مقدمۃ القرآن (جو اپنی جگہ ایک مستقل کتاب ہے) پر نظر ڈالی فہم قرآن کے لئے اس سے زیادہ مکمل اور اس کے برابر طویل مقدمہ آج تک نہیں شائع ہوا۔ مقدمۃ القرآن کے سات باب ہیں۔ پہلے باب میں خدا کی ہستی کو بدلائل عام طریقہ سے ثابت کیا ہے اور نبوت کی ضرورت اور ختم نبوت پر مکمل بحث کی گئی ہے۔ دوسرے باب میں قرآن مجید کی خصوصیات پر طویل اور مکمل بحث ہے۔ تیسرے باب میں قرآن مجید کے مضامین پر سیر حاصل بحث کرکے اور احکام و مسائل قرآن بیان کرکے سمندر کو کوزے میں بند کیا ہے۔ چوتھے باب میں صحف الٰہیہ کی تاریخ اور اشخاص و اقوام اور آخر قرآن کی تاریخ بیان کی گئی ہے۔ پانچویں باب میں تلاوت قرآن، فضائل قرآن، اور قرآن حکیم کا اثر منکرین قرآن پر بتایا گیا ہے۔ چھٹے باب میں فضائل قرآن اور ترتیب قرآن پر بحث کی گئی ہے ساتویں باب میں قرآن حکیم کے خواص و اعمال لکھے گئے ہیں اور اس کے بعد ... صفحہ کی طویل فہرست مضامین ہے جس پر ایک نظر ڈالتے ہی جس حکم قرآنی کی ضرورت ہو ایک منٹ میں مل جاتا ہے۔ یہ طویل اور مفید اور ...

[illegible] حضرت [illegible] میں قرآن حکیم اپنی جگہ مکمل نمونہ قرآن ہے جو
اس سے پہلے اردو میں ناپید تھی۔

ترجمہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کا ہے۔ جو فہم قرآن کے لئے مروجہ ترجموں میں سب سے بہتر تسلیم کیا گیا ہے۔

حاشیہ پر دنیائے اسلام کے مشہور عالم حضرت علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر صفوۃ العرفان مکمل چڑھائی گئی ہے۔ علامہ فرید وجدی زمانۂ حال کے مشہور علماء میں سے ہیں جن کی رفعت و عظمت سے دنیائے اسلام بخوبی واقف ہے وہ ایک یگانۂ روزگار تصنیف دائرۂ معارف (انسائیکلوپیڈیا) کی دس ضخیم جلدوں کے مصنف ہیں جو علوم و فنون کا ایک نادر مجموعہ ہے اور جس نے عربی زبان کو مغربی زبان کے پہلو بہ پہلو کھڑا کر دیا ہے۔

حضرت علامہ ممدوح کی یہ تفسیر قرآن مجید کی صحیح تعلیم کا مفہوم معلوم کرنے کے لئے کامل ہے۔ یہ تفسیر پڑھ کر ہر مسلمان قرآن مجید کے احکام کا ماہر بن سکتا ہے اور قرآن حکیم کو اس کی اصلی اسپرٹ میں سمجھ سکتا ہے۔ اس بے مثل قرآن شریف کی لکھائی چھپائی بہت اعلیٰ ہے اور تیرہ سو سال میں کلام اللہ کا یہ پہلا اڈیشن ہے۔ جو زمانہ کی ضروریات کے مطابق شائع کیا گیا ہے۔ ضخامت تقریباً ... صفحے ہے۔ ہدیہ بہت ہی کم یعنی صرف عہر

آل انڈیا مسلم لیگ کا علمبردار اخبار الامان دہلی کی رائے

"اعجاز نما قرآن مجید مترجم مفسر"

جناب حافظ سید عزیز حسن صاحب بقائی مالک و مدیر رسالہ پیشوا دہلی قابل مبارکباد ہیں کہ ان کی دیرینہ آرزو پوری ہوئی اور انہوں نے مسلمانوں کے سامنے قرآن مجید کا ایک ایسا نسخہ زر کثیر صرف کر کے پیش کیا ہے جسے بجا طور پر اعجاز نما قرآن مجید کا اعجاز نما نسخہ کہا جا سکتا ہے۔
یہ قرآن مجید مترجم ہے اس اعجاز نما قرآن مجید کا ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا ہے جو لفظی ہونے کے باوجود بامحاورہ اور زوائد و توسین کی تشریح سے بے نیاز ہے۔ حاشیہ پر علامہ فرید وجدی کی سب سے بڑی اور سب سے آسان پوری کی پوری تفسیر دے دی گئی ہے۔ جسے علامہ موصوف نے زمانۂ حال کے مسلمانوں کو قرآن مجید کا صحیح مفہوم سمجھانے کے لئے سالہا سال کی محنت کے بعد لکھا۔ یہ تفسیر عربی میں تھی اور اس کا اردو ترجمہ حضرت علامہ آغا رفیق صاحب سے کرایا گیا ہے۔ اکابر علماء اس ترجمہ کو پسند فرما چکے ہیں۔ اعجاز نما قرآن مجید کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ اس کے مقدمہ میں علمی، تاریخی اور دینی مضامین کا ذخیرہ دیا گیا ہے جو کسی مقدمۃ القرآن میں نہیں ملے گا۔ یہ مقدمہ صدہا کتب متعلق توضیح کلام اللہ پر مطالعہ و غور و فکر کا نتیجہ ہے۔ کتابت کے اعتبار سے [illegible] قرآن مجید لاثانی اور بے مثل ہے ہندوستان کے مشہور خطاط [illegible] صاحب خوشنویس نے [illegible] [illegible]

حضرت مولانا حاجی ممتاز علی صاحب [illegible] نے [illegible]
اور اپنے کمال فن کا آخری نمونہ پیش کیا ہے۔ [illegible]
جید حافظوں اور عالموں نے کی ہے ان کی مہریں قرآن مجید پر ثبت ہیں۔
ہمیں امید ہے کہ ملک اس نادر نسخہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھے گا اور
ہر مسلمان اس سے مستفیض ہوگا۔

ایڈیٹر صاحب روزنامہ وحدت دہلی کی رائے

مکرم و محترم حافظ صاحب قبلہ سلام مسنون!
میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ اپنے ارادۂ نیک میں کامیاب ہوئے اور بطریق احسن کامیاب ہوئے۔ خداوند کریم اس کا اجر دین و دنیا میں آپ کو ضرور عنایت فرمائیں گے۔ آپ کا شائع کردہ قرآن پاک میں نے اپنی تلاوت کے لئے مخصوص کر لیا ہے۔

(مولوی) عبدالمجید صاحب شملوی ایڈیٹر روزنامہ وحدت دہلی

ایڈیٹر صاحب اخبار دین و دنیا دہلی کی رائے

اعجاز نما قرآن مجید مترجم مع تفسیر

اعجاز نما مترجم قرآن مجید جس کو حافظ عزیز حسن صاحب بقائی مدیر رسالہ پیشوا نے شائع کیا ہے۔ ہماری رائے میں اپنی نوعیت کا اولین قرآن مجید ہندوستان میں پہلا قرآن مجید ہے جسے ہر لحاظ سے اور ہر اعتبار سے نہایت مکمل کہا جا سکتا ہے کیونکہ اس کلام مجید میں وہ خصوصیات جمع کر دی گئی ہیں جو آج تک کسی قیمتی سے قیمتی قرآن مجید میں نہیں پائی گئیں۔ اس کلام اللہ کی خصوصیات ملاحظہ ہوں۔

(۱) کسی کلام مجید کی سب سے بڑی خصوصیت جو شمار کی جا سکتی ہے وہ اس کا صحیح ہونا ہے۔ یہ خوبی اس کلام مجید میں موجود ہے کیونکہ تقریباً اکیاون حافظوں نے جن کے نام کلام مجید کے خاتمہ کے اوراق میں درج ہیں اس کلام مجید کی صحت کی ہے۔

(۲) صحت کے بعد خوشنمائی اور اعلیٰ کتابت و طباعت جو نظر میں آتی ہے وہ چیز بھی اس میں موجود ہے۔

(۳) صحت اور خوشنمائی کے بعد ایک کلام مجید کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کا ترجمہ عام فہم ہو کہ ہر معمولی اردو داں سمجھ سکے۔ یہ خصوصیت بھی اس کلام مجید میں نمایاں ہے کیونکہ مولانا اشرف علی تھانوی کا ترجمہ جو سب سے زیادہ عام فہم ہے اس کلام مجید میں دیا گیا ہے۔

(۴) صحت خوشنمائی اور ترجمہ کے بعد تفسیر کی ضرورت ہوتی ہے چنانچہ یہ کلام اللہ حضرت علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر سے مزین ہے جس کا اردو ترجمہ مشہور اردو داں [illegible]

(۵) ان خصوصیات کے بعد [illegible]
پھر بھی ایک [illegible]

[illegible] کے مطالب جن کی مکمل فہرست ہر قرآن پاک کے مکمل مطالب ہیں کے مطالعہ کے بعد انسان کو معلوم ہوتا ہے کہ قرآن پاک کیا ہے اور اس میں کیا بیان کیا جاتا ہے۔ یہ ایسی خصوصیات ہیں جو غالباً آج تک کسی کو معلوم بھی نہیں ہوئی تھیں اور اس کے ساتھ ہی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ کلام مجید ضرورت سے زیادہ لمبا چوڑا بھی نہیں ہے بلکہ نہایت موزوں شکل کا ہے۔ یعنی لمبائی ۱۱- انچ ہے اور چوڑائی ۷- انچ۔

یہ اس قدر کم رکھا گیا ہے کہ ہم حیران ہیں کہ اس مد میں اتنا اچھا کلام مجید کیونکر دیا جا سکتا۔

(دین دنیا ۷- نومبر ۱۹۳۵ء صفحہ ۲ کالم ۱)

ایڈیٹر صاحب اخبار حمایت الاسلام لاہور کی رائے

"اعجاز نما قرآن مجید مترجم مفسر"

پیشوا بک ڈپو دہلی مذہبی کتابوں کی اشاعت کے باعث مسلمانوں میں بہت زیادہ نیک نام ہے۔ اس نے اعجاز نما قرآن مجید کے نام سے ایک حسینہ ایک مترجم اور مفسر قرآن شریف شائع کیا ہے اور غالباً پیشوا بک ڈپو کا یہ اعجاز ہے کہ اس کی طرف سے اس قدر خوبیوں والا قرآن حکیم شائع کیا گیا۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی جیسے بزرگ محترم عالم دین اس کے مترجم ہیں ان کے ترجمہ کی خوبی کے متعلق کچھ کہنا آفتاب کو چراغ دکھانا ہے۔ حاشیہ پر مصر کے مشہور عالم حضرت علامہ فرید وجدی کی تفسیر بیان الفرقان کا اردو ترجمہ دیا گیا ہے۔ یہ تفسیر حضرت علامہ نے موجودہ دور کے مسلمانوں کی ضروریات اور فہم و ادراک کو پیش نظر رکھ کر لکھی ہے اور عالم اسلام میں اسے بہت پسند کیا گیا ہے۔

یہ تفسیر گو پہلی تفسیروں کی طرح غیر ضروری تفصیلات کی حامل نہیں ہے لیکن قرآن کو سمجھنے کے لئے جن باتوں کی ضرورت ہے ان تمام پر حاوی ہے۔

اعجاز نما قرآن مجید میں ایک اور سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کے شروع میں مقدمۃ القرآن کے ماتحت ۱۱۲ صفحات میں قرآن حکیم سے متعلق تمام وہ معلومات درج کر دی گئی ہیں جن کا ایک مسلمان کے لئے جاننا نہایت ضروری ہے۔

ان تمام معلومات کا ماخذ اعجاز نما قرآن حکیم ہے اور اس طرح قرآن کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے ناشر نے ہر امکانی کوشش کی ہے۔

جناب مولانا سید عزیز حسن بقائی مالک پیشوا بک ڈپو اس خدمت قرآن پر مبارکباد کے مستحق ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ مسلمان اس اعجاز نما قرآن مجید کی قدر کریں گے اور کوئی اسلامی گھر اتنی بے شمار خوبیوں والے قرآن مجید سے خالی نہ رہیگا۔

معنوی محاسن کے علاوہ یہ قرآن حکیم بہت سے ظاہری محاسن کا بھی حامل ہے۔ سرورق نہایت خوبصورت رنگین ہے کاغذ سفید ولایتی کتابت و طباعت بہت عمدہ اور ضخامت ۸۸۴ علاوہ مقدمۃ القرآن ۱۱۲ صفحات ہے مگر ان تمام خوبیوں کے باوجود اس کی قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ) ناشر نے قیمت لاگت سے آدھی رکھی ہے۔ خود انھیں یہ تین روپے میں پڑتا ہے مگر انھوں نے غریب مسلمانوں کو اس دولت گرانبہا سے مالامال کرنے کے لئے یہ نقصان اٹھایا ہے

(اخبار حمایت الاسلام لاہور ۳- نومبر صفحہ ۵ کالم ۲)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آل رسول نمبر

پیشوا دہلی

اسلامیہ دار الاشاعت دہلی کا
ایک ماہوار
مذہبی، اخلاقی، اصلاحی، ادبی
رسالہ
مقام اشاعت
اردو بازار جامع مسجد دہلی

جو ہر قمری مہینہ کی ۱۱ تاریخ کو ہر سال
سے تبلیغ و اشاعت کے لئے دہلی سے
شائع ہوتا ہے

قیمت سالانہ

اعلیٰ ایڈیشن	دو روپے
ادنیٰ ایڈیشن	ایک روپیہ
ممالک غیر سے جس میں محصول بھی شامل ہے	
اعلیٰ ایڈیشن	۵ شلنگ
ادنیٰ ایڈیشن	۳ شلنگ

جلد ۱۶ — ۱۱ - رجب ۱۳۵۸ھ — نمبر ۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَیُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا ۝

آلِ رسولؐ نمبر

(از جناب مولانا سید نذیر الحق صاحب قادری مفتی اعلیٰ کورٹ اجمیر)

خاتون جنت رضہ

باب اوّل

فصل پہلی ——— نام، کنیت اور القاب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاٰلِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

آپ کا نام نامی و اسم گرامی سیدہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کنیت ام الحسنینؓ ہے اور آپ کے القاب مبارک یہ ہیں:۔

(۱) **فاطمہ رضہ**۔ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی بیٹی فاطمہ کا نام فاطمہ اس لیے رکھا کہ باری تعالیٰ عز اسمہٗ نے اس کو اور اس کے دوستوں کو آتش دوزخ سے جدا کر دیا ہے۔

(۲) **الزہراء**۔ علماء فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضہ کا نام زہرا اس لئے رکھا گیا کہ آپ جب محراب عبادت میں کھڑی ہوتی تھیں تو آپ کا نور اہل آسمان کو روشنی بخشتا تھا جس طرح آسمان کے ستارے زمین والوں کو روشنی بخشتے ہیں، گویا آسمان رسالت کا یہ وہ روشن ستارہ تھا جس نے آسمان والوں کو روشنی بخشی۔ صرف یہی نہیں بلکہ زمین کے اس تابناک ستارہ نے آسمان کے تمام ستاروں کو ماند کر دیا۔

رسالہ خاتون جنت کے مؤلف لکھتے ہیں کہ "کمالِ حسن کی وجہ سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو اکثر زہرہ کے نام سے پکارتے تھے" پھر اس کے لغوی معنی کی تحقیق میں لکھتے ہیں:۔ زہرا "عورت ذات" کا لقب ہے جو زہرہ سے مشتق ہے جس کے معنے سفید، حسن اور روشن وغیرہ کے ہیں زہرہ کا اسم صفت زہرا ہے۔

(۳) **سیدۃ النساء۔ سیدۃ نساء العٰلمین**۔ یعنی تمام عالموں کی عورتوں کی سردار۔ حضرت عمران ابن حصین رضہ فرماتے ہیں کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سیدۃ النساء جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عیادت کے لئے تشریف لائے۔ آپ مریض تھیں۔ فرمایا۔ بیٹی۔ مزاج کیسا ہے؟ صاحبزادی نے جواب دیا۔ بابا جان درد کی شدت ہے اور درد کو فاقہ کی تکلیف نے اور بھی زیادہ بڑھا رکھا ہے اور گھر میں دانہ تک نہیں جو کھاؤں۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پیاری بیٹی! کیا تو یہ سن کر خوشنود نہ ہوگی کہ تو تمام خواتین عالم کی سردار ہے۔ علاوہ ازیں دیگر القاب یہ ہیں:۔

البتول۔ العذرا۔ (تابندہ و روشن) الحوراء الانسیہ

خلقت بنی آدم میں حور، المبارکہ (صفات علم و کمال اور اکرام و احترام میں صاحب برکت)، الطاہرہ (پاک و پاکیزہ) الراضیہ اور الصدیقہ وغیرہ وغیرہ۔

ان القاب مبارکہ کی کثرت آپ کے فضل و کمال کے وہ روشن ثبوت ہیں جن کی تابندگی و درخشانی سے انسانی نگاہیں خیرہ ہوئی جاتی ہیں

فصل دوسری ——— ایام حمل میں قدرتی آثار اور ولادت باسعادت

برآسمانِ رسالت ہالۂ نزولِ بیت ٭ بوستانِ نبوت گلِ زنو شگفت

ایام حمل میں ایک دن سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا سے ارشاد فرمایا۔ اے خدیجہ رضؓ! مجھے جبرئیل نے خبر دی ہے کہ تیرے شکم اطہر میں وہ طاہرۂ بایمن و بابرکت ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ میری نسل کو اسی سے ظاہر کرے گا۔ چنانچہ تمام کمالات روحانی آپ کی ذات مجمع الحسنات میں جناب رسالتمآب سے میراثاً ودیعت فرمائے گئے تھے۔ اور خاتم النبیین کی مبارک نسل کی بقاء و قیام کا انتظام مشیت الٰہی نے آپ ہی کی تنہا ذات والاصفات سے وابستہ فرمایا تھا۔ اور تقدیر ربانی، نبی کے ذریعہ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ کی نص قرآنی ثابت کرنے والی تھی۔

نزہۃ المجالس میں مرقوم ہے کہ جب زمانۂ ولادت سعیدہ قریب
10 پہنچا یہاں تک کہ وضع حمل کے آثار محسوس ہونے لگے تو آپ نے زنانِ قریش کو بلا بھیجا کہ وہ آکر وضع حمل کے کاموں میں شریک ومعین ہوں۔ اُن سنگدلوں نے صاف انکار کر دیا۔ اور کہا کہ اے خدیجہ رضؓ! تم نے ہم لوگوں کی مرضی کے خلاف یتیم ابو طالب کے ساتھ شادی کر لی اور درویشی کو تونگری پر ترجیح دی لہٰذا ہم تمہارے کاموں میں شرکت سے معذور ہیں۔

زنانِ قریش کے اس انکار سے آپ کو تردد ہوا مگر قدرت نے اس تردد کو فوراً دور کر دیا۔ آپ اسی اضطراب میں تھیں۔ ناگاہ کیا دیکھتی ہیں کہ چار گندم گوں اور دراز قامت عورتیں غیب سے نمودار ہوئیں۔ آپ انھیں دیکھ کر خائف ہوئیں۔ ان میں سے ایک نے کہا۔ خدیجہ رضؓ! ڈرو نہیں۔ حق سبحانہ و تعالیٰ نے ہمیں تمہاری خدمت کے لئے بھیجا ہے اور ہم سب تمہاری بہنیں ہیں۔ میں سارہؑ مادر اسحٰقؑ ہوں دوسری آسیہؑ بنت مزاحم ہیں۔ یہ تمہاری دختر نیک اختر کی بہشت بریں میں رفیق ہوں گی۔ تیسری مریم بنت عمرانؑ ہیں اور چوتھی ام کلثوم خواہر موسٰی علیہ السلام ہیں۔ ہمیں حق سبحانہ و تعالیٰ نے اس لئے بھیجا ہے کہ حالت ولادت میں تمہاری اعانت کریں۔

ولادت باسعادت کے وقت قدرت الٰہیہ کے آثار کا ویسا ہی ظہور ہوا جیسا تمام برگزیدگانِ الٰہی کی تقریب ولادت کے موقعہ پر عام مخلوق کی نگاہوں میں ان کے مدارج و مراتب بڑھانے کے۔ اور ان کے فضائل و مناقب اعلیٰ اور یکتا ثابت کرنے کے لئے عادت الٰہی قدیم سے جاری و ساری ہے۔ بہرحال قدرت کے اس اظہار کے ساتھ کاشانۂ رسالت میں سیدۃ النساء رضؓ اس وقت رونق افروز ہوئیں جبکہ وہ سالہا سال سے بے اولادی کے باعث بے چراغ ہو ذرا اندازہ لگائیے پرحسرت والدین سلام اللہ علیہما کو یہ نعمت الٰہی کیسی مغتنم اور مسرت افزا معلوم ہوئی ہوگی؟ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

مولد مطہر۔ آپ کے مولد مطہر (یعنی جائے پیدائش) کے متعلق ہے کہ شعب بنو ہاشم میں واقع ہے جہاں آج سوق اللیل کے محلے ہیں۔ اُم المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ کا مکان ایک تنگ گلی میں واقع ہے۔ رسول کریم صلعم شادی کے بعد اس مکان میں تشریف لائے تھے مولد بتولؑ عام سطح زمین سے کسی قدر نیچا ہے اور اس کی زیارت کے لئے چھ زینے نیچے اُتر کر داہنی جانب جاتے ہیں۔ یہ لکڑی کا ایک قبہ بنا ہوا ہے۔ جس کے اوپر آج کل ایک خوشنما زری ہوئی ہے اور سبز بانات کا خوبصورت غلاف چڑھا ہوا ہے اور سرہانے دیوار کی طرف چکی کے نیچے ایک پاٹ رکھا ہوا ہے جس کے لئے مشہور ہے کہ آپ ایام طفولیت میں اسی سے آٹا پیسا کرتی تھیں۔

امتحان گاہ صبر و رضا۔ جناب سیدہؑ کے اس مولد مطہر اور اس کے احول کا اندازہ لگائیے اور دیکھئے کہ قدرت نے مادر حسنینؑ کو کس احوال میں رکھا اور اس سے آپ کے قلب پر داغ پر کیسا ایمان افروز اثر پڑا۔ شعب ابی طالب کے واقعہ کے وقت جناب سیدہؑ دو برس کی تھیں اور یہ واقعہ اسلام کا ابتدائی امتحان گاہ صبر و رضا تھا۔ آپ مادر گرامی قدر اور پدر عالی قدر کی رفاقت میں اس امتحان گاہ موقعہ پر شریک رہ کر دنیا اور اہل دنیا کو اپنے صبر و رضا کے جوہر کا مشاہدہ فرما رہی تھیں۔

آپ کا سن شریف دو برس کا ہو چکا تھا اب خدا کے فضل سے وہ زمانہ آگیا تھا کہ آپ آغوش والدین سے کبھی کبھی اُتر کر اپنے قدوم لزوم سے فرش زمین کو پابوسی کا شرف و امتیاز عنایت فرمائیں اس تنگ درہ کی سنگلاخ زمین پر اپنے ثبات قدم کے نشان چھوڑ جائیں۔

فصل تیسری ——— بچپن

پروردۂ ہوائے گلستان آن کلیم ٭ تاب نسیم خلد نیارد دماغ او

قدرت نے روز اول ہی سے آپ کے نفس کو روحانی تزکیہ کے ان اعلیٰ جوہروں سے آراستہ و پیراستہ ہونے کے سامان فراہم

ہے جس میں انسانی تدبیر دستی کی گنجائش نہیں۔

جناب سیدۂ عالم نے قدرت کے نظام اور مشیت کے اہتمام میں ... والدین عالی مقدار کے دامان اشفاق میں پرورش پائی رہیں۔ ... والدین اپنے اس پارۂ جگر کی راحت رسانی، دلجوئی، خاطرداری اور ... پرورش کے ظاہری اسباب کے کیا طریقے اختیار کئے؟ اور اس کا ... اندازہ ناظرین ان حضرات کی علو شان کے مطابق خود ہی لگالیں مختصراً ... حساب یہ کہتا ہے کہ جناب سیدۂ عالم رض کے ذاتی محاسن و مراتب جو خدا ... وند کی طرف سے عنایت فرمائے گئے تھے وہ آپ کے مقدس والدین ... کے اشفاق و توجہ کے مبذول فرمائے جانے کے لئے کیا کم تھے، اس ... پر "نور علیٰ نور"۔ پارۂ قرۃ العین، اپنے دل و جان اور روح رواں ... ہونے کی خصوصیت نے ان کے اشفاق، توجہ اور دلداری کو اور ... زیادہ وسیع فرمادیا۔ اب ہر شخص بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ جناب سیدۂ ... شفیق والدین سے تمام سامانوں اور ارمانوں کے ساتھ پرورش پائی ... ہیں۔

رسالہ خاتون جنت کے مؤلف فرماتے ہیں:۔

"باپ کے عشق کا یہ عالم تھا۔ ماں بچپنے ہی سے داغ مفارقت دے چکی تھیں۔ اب فاطمہ رض کی تعلیم و تربیت سوائے معلم حقیقی کے اور کس کے سپرد تھی۔ فطرۃ صالحہ کو سبق زیر نظر تھا۔ کتاب اللہ کی روشنی نے دل و دماغ روشن کردئے تھے۔ ماسوی اللہ کے خس و خاشاک سے سینہ پاک و صاف تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوامی تھے لیکن اسرار علوم و فنون خزائن حقائق و معارف سے بہرہ ور تھے۔ پڑھنے پڑھانے والوں کی ظاہری آنکھوں میں نور ہوتا ہے۔ آپ کی باطنی آنکھیں روشن تھیں۔ آپ کے قلب پر تمام علوم و لطائف کا نقش تھا۔ اس روحانی علم و دانش کا عکس فاطمہ رض کی سیرۃ صالحہ پر پڑا اور اسی تربیت نے بے پڑھے لکھے کی بیٹی کو پڑھے لکھے جہاں کا قبلہ بنادیا۔"

... چونکہ آپ کا ذہن پاکیزہ، طبیعت ذکی، قلب پر نور اور فطرت صالح ... تھی۔ گوشت پوست میں خون رسالت دوڑ رہا تھا اس لئے آپ نے ... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں وہ سب کچھ حاصل کرلیا تھا جو دنیا ... کی کوئی ذکیہ، صالحہ اور مومنہ دنیا جہان کے علما و صلحار کی صحبت میں ... رہ کر قیامت تک بھی حاصل نہیں کرسکتی۔

بچپنا میں دنیائے دوں کی طرف سے سیر چشمی، ایک فطرت صالحہ

... اور نفس زکیہ کو تعلیم نبوی نے بچپن ہی ... زہد و تقویٰ ... کس ... منزل ...

پہنچایا؟ اس کا اندازہ اس واقعہ سے کیجئے! ایک بار کسی عزیز کی شادی تھی اس تقریب پر حضرت خدیجۃ الکبریٰ رض نے سب بچوں کے عمدہ کپڑے اور زیورات بنوائے تھے۔ حضرت بی بی فاطمہ رض کی عمر اس وقت پانچ سال کے قریب تھی۔ آپ نے زیور اور کپڑے پہن کر شادی میں جانے سے صاف انکار کردیا۔ حالانکہ تمام بچیاں بن سنور کر گئیں۔ ذرا غور کرو ننھی سی عمر جس میں زیور اور کپڑے پہننے کا شوق جوشزن ہوتا ہے اور یہ سادگی اور دنیائے دوں سے سیر چشمی بتلاؤ فانی دنیا کی زینت و متاع سے یہ استغنا اور سیر چشمی کس تعلیم و تربیت اور حقیقت شناسی کا نتیجہ تھا؟ کہ دنیا ہمیشہ تمہارے سامنے سر بسجود رہوگی۔ یہ تعلیم نبوی کا ایک ادنیٰ کرشمہ اور روحانی تائید و توفیق کا اولیں جلوہ تھا۔ پھر بھلا اس مقدس گود میں پرورش پانے والے بچے حسنین علیہم السلام کیوں نہ جنت کے سہاگ اور دنیائے اسلام کی آنکھ کا تارا بنتے؟

چار سال کی عمر تھی، ایک دن آپ نے اپنی والدہ ماجدہ سے سوال کیا اماں جان! خدائے حکیم و بصیر کی قدرتیں تو ہمیں ہر وقت نظر آتی رہتی ہیں مگر کیا خدا کا دیدار بھی کبھی نصیب ہونے کی توقع ہے؟ ام المومنین نے جواب دیا، جب ہم دنیا میں نیک کام کریں گے اور خدا کے بندوں سے اچھا سلوک اور عمدہ برتاؤ کریں گے، خدا کے رسولوں پر ایمان لائیں گے اور احکام خداوندی کی تعمیل و تکمیل میں ہمیشہ کوشاں و ساعی رہیں گے تو اللہ فردائے قیامت کو خوشنودی الٰہی کے مستحق ہوں اور یہی اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے۔ یہ دونوں واقعات آپ کی روحانی عظمت و تقدس معرفت ربانی کے اشتیاق اور باطنی محاسن و مقاصد پر پورا پورا اعتماد و افتخار ثابت کرتے ہیں اور یہی خاص کر ہمارے مدعا و مقصود رہیں۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رض کی وفات اور حضرت سیدہ رض کی پہلی مصیبت

انبیاء علیہم السلام کی ذوات عالیہ کی پاک زندگیاں اور ان کے گھرانوں کے نفوس مقدسہ دنیا والوں کے لئے نمونہ ہوتے ہیں، وہ دنیا میں رہتے ہوئے خدا کے ساتھ تعلق قائم کرکے دکھاتے ہیں اور انتہائی مصائب و آلام میں پڑ کر شاداں و فرحاں رہتے ہیں اور اپنے تحمل شدائد سے دنیا والوں کو سبق دیتے ہیں کہ دنیا دار المحن نہیں اگر انسان خدا کے ساتھ اپنا سچا اور مضبوط تعلق قائم کرلے تو دنیا کی مصیبتیں راحتوں میں تبدیل ہوجاتی ہیں، چنانچہ خاصان الٰہی کی خصوصیات میں یہ بات بھی داخل ہے کہ ابتلاء مصیبت ابتداء ہی سے ان کی مقدس حیات کا جزو لاینفک ہوا اسی بنا پر کہا گیا ہے ؎

"جن کے رتبے ہیں سوا اُن کو سوا مشکل ہے"

قدرت کے اس منشاء میں بظاہر یہ راز مضمر ہے کہ ان مصائب و شدائد کی ... برداشت ... حضرت ... تو آئندہ ...

ومناقب اور افزونی فضل ومراتب منحصر رکھی گئی ہے یعنی مصائب و شدائد تو برگزیدگان الٰہی کے ارتقاع درجات کا خاص ذریعہ اور سبب قرار پایا ہے۔ اس اساس کی بنا پر مشیت الٰہی نے حضرت سیدہ سلام اللہ علیہا کو بھی بچپن ہی سے امتحان مصیبت میں مبتلا کرکے دنیا والوں کو ان کا مخصوص ثبوت دکھا دیا۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا نے نبوت کے دسویں سال دار دنیا سے بیمار ہو کر جاودانی کی طرف انتقال فرمایا۔ کل من علیہا فان ویبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رض کی وفات جہاں ایک طرف مصائب فاطمہ کا دیباچہ تھی اور آپ کی داستان غم کا آغاز، وہاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صبر وسکوت اور تسلیم ورضا کا بھی مظہر تھی اور آپ کے بیت الحزن کا اول باب۔ ذرا نگاہ عبرت وا کرو اور دیکھو کہ پانچ برس کی عمر میں حضرت سیدہ فاطمہ رض کے سر سے شفیق ماں کا سایہ اٹھ گیا۔ آپ کی حفاظت ونگہداشت اور دلبستگی ودلجمعی کا یہی ایک سہارا تھا اسی کو قدرت نے لے لیا۔ اب اس بچی کو دنیا میں کون ہے؟ کون ہے جو بن ماں کی بچی کو اپنی گود سے لگائے، کوئی اتنا بھی تو نہیں کہ
۱۲ روتی اور بلکتی بچی کو تسلی وتشفی دے کر چپ کرادے۔ جناب سیدہ رض کے لئے اب اکیلے باپ کا سہارا رہ گیا ہے باپ بھی وہ باپ جو ہمہ دم مصروف اور مشغول تبلیغ رسالت کے جرم میں کفار مکہ کی خونخواریوں سے رات دن جس کی جان کے لالے پڑے ہوئے ہیں اور جس پر چاروں طرف سے مصائب وآلام کے پہاڑ ٹوٹے پڑتے ہیں، ظاہر ہے کہ ایسی حالت میں باپ کا سہارا کس حد تک ایک مصیبت زدہ والم رسیدہ بچی کے اطمینان ودلجمعی کا ذریعہ بن سکتا تھا۔

اب یہ بھی دیکھو کہ جناب خدیجۃ الکبریٰ رض کی وفات نے قلب محمد پر کیا اثر کیا۔ جناب خدیجہ رض کی ذاتی وجاہت جناب ختمی مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اطمینان ودلجمعی کا جس حد تک سہارا تھی وہ اسلامی سیر واخبار کی عبارتوں سے ظاہر وآشکار ہے، پھر ایسی معاون، شریک حال اور غمخوار ومونس بی بی کا ہمیشہ کے لئے داغ مفارقت دے جانا مصیبت عظمیٰ اور قیامت صغریٰ نہیں تو اور کیا تھی۔ اس مفارقت کا صدمہ جس قدر آپ کے نورانی قلب پر مستولی ہوا اس کا عام قلوب انسانی اندازہ نہیں کرسکتے۔ مگر آپ نے اس مفارقت کو خاموشی سے گوارا فرمالیا۔

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قیامت خیز سانحہ پر صبر تو کرلیا مگر مشکلات تبلیغ میں دشواریاں اور رکاوٹیں آپ کے تبلیغی

کاموں میں پیدا ہوئیں وہ اسی سے ظاہر ہے کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رض اور جناب ابی طالب کی وفات کے تھوڑے ہی عرصہ بعد ہجرت کا حکم آگیا۔ ان اللہ یامرک بالھجرۃ۔ اس حکم کے مطابق آپ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرۃ فرمائی۔ مسلمان مورخوں میں اس امر کے بارے میں اختلاف ہے کہ حضرت ابی طالب کی وفات جناب خدیجہ رض کی وفات سے قبل ہوئی یا بعد۔ قبل والی روایت کو لوگوں ترجیح دی جاتی ہے۔ مگر بعض نے بعد والی روایت کو ترجیح دی ہے۔ میرے ناقص خیال میں بھی یہی صحیح ہے۔ بہرحال جناب خدیجہ رض نے دسویں رمضان المبارک کو سال ہجرت سے غالباً تین برس قبل انتقال فرمایا اور آپ مقام حجون میں مدفون ہوئیں۔ علامہ شبلی نے اپنی شہرۂ آفاق سیرت میں لکھتے ہیں۔

"ابو طالب کی وفات کے چند روز بعد حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے بھی وفات پائی بعض روایتوں میں ہے کہ انھوں نے ابی طالب سے پہلے انتقال کیا۔ اب آپ کے مددگار اور غمگسار دونوں اٹھ گئے۔ صحابہ جو اپنی حالت میں مبتلا تھے یہی زمانہ ہے جو اسلام کا سخت ترین زمانہ ہے اور خود آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو عام الحزن رغم کا سال، فرمایا ہے۔ حضرت خدیجہ رض نے ۱۰ رمضان سنہ ۱۰ نبوی میں وفات پائی۔ آپ کی عمر ۶۵ برس کی تھی مقام حجون میں دفن کی گئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کی قبر میں اترے۔ اس وقت تک نماز جنازہ مشروع نہیں ہوئی تھی ابو طالب اور خدیجہ رض کے اٹھ جانے کے بعد قریش کو کس کا پاس تھا۔ اب وہ نہایت بے رحمی اور بے باکی سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ستاتے تھے۔"

دشمنوں کی شورش اور عام فتنہ انگیزی وایذارسانی کے عالم میں ایک مونس وغمخوار بی بی کی مفارقت کیسی سخت مصیبت تھی اور جناب خدیجہ کی ذات تبلیغ رسالت میں کس حد تک مفید اور نفع رساں تھی اسے زبان رسالت سے سنئے اصابہ فی معرفۃ الصحابہ میں حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"خدا کی قسم خداوند عالم میرے لئے اس سے اچھا بدل نہ دے سکا۔ وہ اس وقت مجھ پر ایمان لائیں جب تمام لوگوں نے مجھ پر ایمان لانے سے انکار کیا اور انھوں نے اس وقت میری تصدیق کی جب تمام لوگوں نے میری تکذیب کی۔ اور انھوں نے اس وقت اپنے مال سے میری اعانت

کی جس وقت سب لوگوں نے مجھے مالی امداد پہنچانے سے محروم رکھا اور اللہ تعالیٰ نے سوائے ان کے مجھ کو میری کسی بی بی کے ذریعہ نعمت ولاد عطا نہ فرمائی۔

اس کے بعد آگے بڑھنے سے قبل ایک دلخراش اور پُر اثر واقعہ مجبور کرتا ہے کہ اس کو ذکر کئے بغیر آگے نہ بڑھوں۔ انہی ایام کا واقعہ ہے کہ جناب سیدہ رضہ نے اپنے پدر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک دن انتہائی بے چینی کے عالم میں طفلانہ سادگی سے دریافت فرمایا کہ میری ماں کہاں ہیں؟ ارشاد فرمایا وہ بہشت کے ایک مکان میں ہیں پھر پوچھا ابا جان! وہ مکان کس چیز کا بنا ہوا ہے۔ فرمایا موتی اور یاقوت کا۔ اور درد والے ناظرین اپنے اپنے کلیجوں پر ہاتھ رکھ کر غور فرمائیں کہ درد رسیدہ اور غمدیدہ باپ کے مجروح قلب پر ننھی سی بچی کے ان الفاظ سے "میری ماں خدیجہ رض کہاں ہیں؟" کیسا نشتر لگا ہوگا اور یہ کس قیامت کا درد بھرا فقرہ ہے۔ اس کا اندازہ لگاؤ اور صبر و ثبات کا سبق حاصل کرو۔

پرورش و تربیت کا زمانہ

بچیاں امور خانہ داری کا سلیقہ، اخلاق و معاشرت کی خوبصورتی اور آداب مجلس اپنی ماؤں کی گودوں میں سیکھتی ہیں۔ لیکن جس بچی کو پورے پانچ برس بھی ماں کی گود میں کچھ سیکھنا اور ناز و نعم میں پرورش پانا نصیب نہ ہوا ہو اس کی سیرت کیسی بے ڈھنگی ہوگی؟ مگر نہیں ایسا نہیں ہوا کیونکہ عام بچیوں کا یہ حال ہے۔ مگر جو نفس عالی قدرت کی گود میں پھلے پھولے اس کی پاکیزگی اخلاق اور حسین و جمیل معاشرت کا کون اندازہ لگا سکتا ہے آؤ سیدہ رض کی اسی سیرۃ سے اپنے اخلاق و معاشرت کو منور کرو۔

حضرت زین العابدین رض سے مروی ہے کہ ام المومنین جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ جب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں ہجرت فرمائی اور مجھ سے عقد کیا تو جناب سیدہ کو میرے سپرد کیا کہ میں ان کی خدمت و تربیت کروں تو خدا کی قسم بجائے اس کے کہ میں ان کو آداب معاشرت سکھاؤں میں خود ان سے آداب سیکھتی تھی۔ وہ سب چیزوں کو مجھ سے بہتر جانتی تھیں۔

آپ کی وفات کے بعد کاشانۂ نبوت میں دو عورتوں کا موجود رہنا تاریخوں سے ثابت ہوتا ہے۔ ایک ام ایمن جو آپ کے گھر کی ایک قدیم خادمہ تھیں۔ اور ایک برکتہ نامی دوسری لونڈی جن کو جناب خدیجہ رض نے اپنے صاحبزادوں حضرت قاسم و طیب علیہما السلام کی خدمت کے لئے رکھا تھا۔ لیکن شمس العلماء علامہ شبلی نعمانی ام ایمن اور برکتہ کو ایک ہی عورت قرار دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں ام ایمن کا ہی نام برکتہ تھا۔ چنانچہ ام ایمن ہی نے غایت درجہ کی خیر خواہی دلسوزی اور وفاشعاری کے ساتھ جناب سیدہ رض کی خدمت و پرورش کے فرائض کو باحسن الوجوہ انجام دیا مگر ان کی یہ کارگزاری ماں کی محبت و اشفاق اور تعلیم و تربیت کے مقابلہ میں کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتی۔

ام ایمن نے کچھ اوپر تین برس جناب سیدہ رض کی خدمت و پرورش کو انجام دیا۔ اس کے بعد آپ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی پرورش میں آگئیں۔ ان کے الفاظ جناب سیدہ رض کے بارے میں آپ سُن ہی چکے ہیں

ام ایمن کے علاوہ جناب سیدہ رض کی دو ایک اور محترم خاتون حضرت فاطمہ بنت اسد زوجہ ابی طالب بھی قابل ذکر ہیں جنہوں نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت آمنہ خاتون کی وفات کے بعد اپنی گود میں پالا۔ ان کی مشایعت جنازہ کے وقت آپ اپنی زبان مبارک سے یہ پرحسرت الفاظ ادا فرما رہے تھے "یہ میری ماں کے بعد میری ماں تھیں"۔ انھوں نے بھی جناب سیدہ رض کی خدمت و پرورش میں خاطر خواہ حصہ لیا۔ ان کے بعد جناب ام الفضل حضرت عباس رض کی زوجہ محترمہ کا نمبر ہے۔ انھوں نے بھی حضرت سیدہ رض کے حسن رفاقت اور خدمت کو معیار سعادت سمجھا۔ ان کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ رض اور حضرت حفصہ رض نے بھی آپ کی خدمت و رفاقت کا حق ادا کیا۔ الغرض یہ مخدرات علیا ۱۳ آپ کی خدمت میں حاضر رہا کرتی تھیں۔ اور اس در یتیم کو گودوں میں لئے رہتی تھیں اور کسی وقت آپ کو ملول و محزون نہ ہونے دیتی تھیں۔

طفلانہ عادات و اطوار۔ حضرت خاتون جنت رض محلہ کی لڑکیوں سے زیادہ میل جول نہ رکھتی تھیں۔ ہمیشہ اپنے گھر میں ہی اپنی بڑی بہنوں سے کھیلتیں۔ آپ نے کبھی گھر سے باہر قدم نہیں نکالا۔ آپ کا زیادہ وقت تنہائی میں بسر ہوتا۔ بے ماں کی بچی گھنٹوں خاموش بیٹھی رہا کرتی۔ اسی خاموشی اور تنہائی نے آپ کو متین و سنجیدہ بنا دیا تھا۔ اس طویل خاموشی و تنہائی کا سلسلہ بالعموم اس وقت ٹوٹتا جبکہ ہمسایہ کی کوئی لڑکی آجاتی اور آپ کی طبیعت ذرا بہل جاتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو تبلیغ اسلام کے کام ہی سے فرصت نہ تھی۔ آپ کو تو صرف اسلام کا عشق تھا۔ اس عشق میں آپ نے سب کچھ بھلا رکھا تھا۔ پھر مخالفوں اور دشمنوں کی ایذا رسانیوں اور ستم آفرینیوں نے آپ کو اور بھی مشوش بنا رکھا تھا تاہم جگر کو تو جناب فاطمہ رض آپ کے جگر کا ٹکڑا، دل کا سرور اور آنکھوں کا نور تھیں۔ پھر آپ کو حضرت خاتون جنت رض سے بے حد محبت بھی تھی۔ اس فطری تقاضہ کو آپ کیسے دبا سکتے تھے۔ اس لئے جب کبھی فرصت ملتی آپ ان کے پاس آکر دلاسا دیتے، ان کی دل داری کرتے جب کبھی آپ تبلیغ کے لئے کہیں باہر تشریف لے جاتے تو حضرت فاطمہ رض

اصرار فرماتیں ابا جان! مجھے بھی اپنے ہمراہ لے چلو۔ کیونکہ گھر میں نہ کسی کا سہارا تھا اور نہ باہر جانے کا یارا۔ تنگ دستی کی حالت یہ تھی کہ گھر میں اگر چراغ تھا تو تیل میسر نہ تھا۔ اگر مشک تھے تو اُن میں پانی نہ تھا۔ کھانے کے لئے اگر ایک وقت روزی تھی تو دوسرے دن روزہ۔ باپ تھا تو دو دنیا کے صابروں کو سرتاج ورہنما اور بیٹی تھی تو وہ ہر طرح راضی برضا دونوں کے ہاتھ مال ودنیا سے خالی، مگر گھر صبر و توکل کی دولت سے مالا مال۔ استقلال ان کے در کا دربان تھا۔ صبر و رضا ان کی ادنیٰ لونڈی تھی، کیا مجال جو استقلال ہوتے ہوئے حسرت و یاس کبھی گھر میں آسکے جناب سیدہ رضی اللہ عنہا حضور صلعم کے ارشادات عالیہ پر بصدق دل عمل فرماتیں اور کبھی بے جا ضد یا ہٹ نہ فرماتیں۔

عالم طفلی میں رسول اللہؐ کی خدمت ورفاقت۔ حضرت خاتونِ جنت۔ مونہچپن ہی سے بے حد صابر، مستقل مزاج، قانع، متوکل، محتاط، متین، سنجیدہ، تنہائی پسند اور اطاعت شعار تھیں۔ اب سنئے کہ بچپن میں آپ نے اپنے ابا جان کی محبت اور خدمت ورفاقت کا حق کیونکر ادا کیا اور رسول اللہؐ کی ذراسی تکلیف آپ کو کس درجہ بے چین کردیتی تھی؟

آپ ایک دفعہ کسی راستے سے گزر رہے تھے۔ ایک شقی نے

۱۴ آپ کے فرق مبارک پر خاک ڈالدی۔ اسی حالت میں آپ گھر تشریف لائے۔ حضرت بی بی فاطمہ رضہ نے آپ کو اس حال میں دیکھا تو بے قرار ہوگئیں، فوراً پانی لے کر آئیں۔ آپ کا سر مبارک دھولی جاتیں اور روتی جاتی تھیں۔ آپ نے لختِ جگر کو یوں روتے ہوئے دیکھ کر فرمایا: جان پدر! روؤ نہیں۔ اللہ تعالیٰ تیرے باپ کو بچائے گا۔

ایک دفعہ آپؐ حرم میں نماز پڑھ رہے تھے۔ رؤسائے قریش بھی موجود تھے۔ ابوجہل نے کہا۔ کاش اس وقت کوئی جاتا اور اونٹ کی اوجھڑی نجاست سمیت اُٹھالاتا۔ تاکہ جب محمدؐ سجدہ میں جاتے تو میں اُسے اُن کی گردن پر رکھ دیتا۔ عقبہ نے کہا۔ یہ کونسی مشکل بات ہے میں اس خدمت کو ابھی انجام دیتا ہوں، چنانچہ وہ اوجھ لایا۔ ابوجہل نے وہ اوجھڑی آپ کی گردن پر رکھ دی رؤسائے قریش کو اس ایذا رسانی سے ایسی خوشی ہوئی کہ مارے ہنسی کے ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے۔ حضرت فاطمہ رضہ اس وقت چھ برس کی تھیں۔ آپ کو خبر لگی تو فوراً جوش محبت میں دوڑی ہوئی آئیں اور بابا جان کی گردن سے اوجھ اُٹھایا۔ رسول اللہؐ کی آزاردہی کے اس قسم کے واقعات کی خبر آپ کے کنبہ والوں کو کم وبیش سب کو متاثر ومغموم کرتی تھی۔ مگر حضورؐ کے صدمہ کا جیسا جانگزا اور روح فرسا اثر جناب سیدہ رضہ کے قلب مبارک پر مستولی ہوتا ہوگا اس کا اندازہ ہم اور آپ کیا کرسکتے ہیں؟

جب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے ہجرت فرماکر مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے تو سامانِ قیام وغیرہ سے اطمینان ہوجانے کے بعد آپ نے اپنے غلام خاص حضرت زید رضی اللہ عنہ کو دو اونٹ اور پانچسو درم دےکر مکہ معظمہ کی طرف روانہ فرمایا اور وہ اپنے ہمراہ حضرت سیدہؓ حضرت سودہ رضہ حضرت ام ایمن رضہ اور حضرت اسامہ رضہ وغیرہ کو لے آئے۔

فصل چوتھی ——————— مقدس شباب اور تزویج

سالے کہ نکوست از بہارش پیدا

ہجرت کا دوسرا سال اسلام اور فرزندانِ توحید کی کامیابیوں اور فائز المرامیوں کے اعتبار سے بڑا مبارک سال ہے۔ غزوۂ بدر میں کفارِ مکہ کو باوجود ان کی کثرت، سامانِ حرب کی فراوانی، دامارت اور شان وتمکنت اور علمبرداران کو باوجود قلت اور بے سروسامانی کے کفار کے مقابلہ میں جو شان دار اور کامل فتح نصیب ہوئی وہ اسلام کے تاریخی خزانہ میں ایسی آب وتاب سے لکھی گئی ہے جس سے فاتحین عالم کی نگاہیں اب تک خیرہ ہورہی ہیں۔

اس غزوۂ اولیٰ میں حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی راہ خدا میں جاں نثاریاں، سرفروشیاں اور شجاعانہ کارنامے دربار رسالت میں قابل تحسین قرار پاچکے تھے۔ اس کے تھوڑے ہی دنوں بعد جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر شناس نگاہ نے خلعت دامادی بھی عطا فرمادیا۔

جب جناب سیدہ رضہ ایام بلوغ کو پہنچیں تو آپ کے نفس ذکیہ کو بھی روحانی تقدس کے اُن اعلیٰ جوہروں سے آراستہ وپیراستہ ہونے کا موقعہ ملا۔ جوں جوں آپ ایام بلوغ کے قریب آتی گئیں آپ کے ظاہری وباطنی کمالات بھی بلند سے بلند تر ہوتے گئے۔

اکابر واشراف قریش اور صاحبانِ مال وثروت نے جناب فاطمہ رضہ کی خواستگاری کی درخواست کی۔ مگر جو شخص بھی دربار رسالت میں اپنی درخواست پیش کرتا۔ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف سے منہ پھیر لیتے اور ناپسندیدگی کا اظہار فرماتے تھے۔ جس جس نے بھی درخواست کی اس کے جواب میں آپ فرماتے کہ اس کا اختیار پروردگار عالم کو ہے۔

ایک دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد ابن معاذ رضہ مسجد نبویؐ میں بیٹھے ہوئے حضرت سیدہ رضہ کا ذکر فرمارہے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضہ نے فرمایا کہ اشراف قریش نے فاطمہ رضہ کی خواستگاری کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو صاف جواب دے دیا۔ مگر علیؓ ابن ابی طالب نے ابھی تک اس بارے میں نہیں کہا اور نہ اور کسی نے ان کی طرف کچھ عرض کیا۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس امر سے ان کی تنگدستی مانع ہے اور یہ بھی گمان ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضہ کو حضرت علی رضہ

ہی کے لئے تجویز کر رکھا ہے، پس آؤ ان کے پاس چلیں، اور اُن سے کہ وہ جناب سیدہ رضہ سے شادی کی درخواست کریں۔ اگر اس راہ میں تنگدستی مانع ہے تو ہم امداد کریں گے۔ یہ کہہ کر یہ مقدسین اُٹھے اور جناب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے پاس پہنچے۔ حضرت علی رضہ نے دریافت کیا آپ کس غرض سے تشریف لائے ہیں؟ حضرت ابوبکر صدیق رضہ نے جواب دیا۔ اے علی رضہ! اکابر قریش نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے جناب فاطمہ رضہ سے شادی کی درخواست کی مگر حضورؐ نے سب کو جواب دے دیا۔ ہم اس لئے آئے ہیں کہ آپ بھی اس امر کی درخواست کریں۔ حضرت علی رضہ نے فرمایا۔ میرے دل میں جو تمنا تھی۔ آپ نے اُس کو ظاہر کر دیا۔ میری دلی تمنا تو یہی ہے۔ لیکن تنگدستی اس کے اظہار سے مانع ہے۔ مگر ان دونوں حضرات نے حضرت علی رضہ کو اس امر پر راضی کر ہی لیا کہ آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت قدس میں حاضر ہو کر حضرت فاطمہ رضہ سے نکاح کی درخواست آنحضرت سے کریں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کاشانۂ نبوت کی طرف روانہ ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت خانۂ حضرت ام سلمہ رضہ میں رونق افروز تھے۔ آپ نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ ام سلمہ رضہ نے کہا کون ہے؟ آپ نے فرمایا۔ میں ہوں علیؓ۔ حضورؐ نے فرمایا۔ ام سلمہ رضہ! اُٹھو اور دروازہ کھول دو۔ یہ میرا بھائی اور ابن عم ہے اور یہ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔ حضرت ام سلمہ رضہ فرماتی ہیں کہ میں جلدی سے اُٹھی اور دروازہ کھول دیا۔ گھر میں داخل ہوتے ہی حضرت علی رضہ نے فرمایا:- السلام علیك یا رسول الله و رحمة الله و برکاته۔ اور حضرت علی رضہ نیچی نگاہ کر کے مؤدب بیٹھ گئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی کام کو آئے ہیں مگر اس کے اظہار سے شرم کرتے ہیں۔ اور حیا سے سر جھکائے ہوئے ہیں۔ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ معلوم ہوتا ہے کہ تم کسی کام کو آئے ہو۔ بلاتکلف اپنی حاجت بیان کرو۔ عرض کیا۔ میں اس وقت آپ کی خدمت میں یہ التجا لے کر آیا ہوں کہ آپ اپنی صاحبزادی فاطمۃ الزہرا رضہ کو میرے حبالۂ عقد میں دے دیں۔ حضورؐ کا چہرہ روشن کر شگفتہ ہوا اور تبسم ہو کر فرمایا۔ اے علی رضہ! تمہارے پاس کچھ ہے؟ کہ میں تم سے فاطمہ رضہ کا عقد کر دوں۔ آپ نے فرمایا۔ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ میرا کوئی حال آپ سے پوشیدہ نہیں۔ میرے پاس ایک تلوار، ایک زرہ اور ایک اونٹ ہے۔ اس کے سوا اور کوئی چیز نہیں۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ تلوار تو جہاد میں کام آنے والی ہے، اونٹ سے تم اپنے نخلستان کے لئے پانی سینچتے ہو اور اپنا اسباب وغیرہ لادتے ہو، رہ گئی زرہ سو میں اسی پر راضی ہوں اور تم سے فاطمہ رضہ کا عقد کرتا ہوں۔ اے ابوالحسنؓ! کیا میں تمہیں بشارت دوں؟ عرض کی ضرور۔ فرمایا۔ حق تعالیٰ نے آسمان پر تمہارا عقد فاطمہ رضہ سے کر دیا۔

اس کے بعد فرمایا۔ اے علی رضہ! تم جا کر عقد کی تیاری کرو میں بھی انتظام کرتا ہوں۔ روضۃ الاحباب اور نزہۃ المجالس میں حضرت انس ابن مالک رضہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ کی خدمت میں حاضر تھا ناگاہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کے آثار ظاہر ہوئے جب وہ حالت منجلی ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ۔ ان الله امرنی ان ازوج فاطمة من علی۔ یعنی تحقیق مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ حضرت علی رضہ سے فاطمہ رضہ کا نکاح کر دوں۔

نور الابصار امام شبلنجی مصری میں حضرت انس رضہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے مجھ سے فرمایا۔ اے انسؓ! تو جانتا ہے کہ میرے پاس حضرت جبرئیلؑ خدا کی طرف سے کیا حکم لائے ہیں۔ میں نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ ہی فرمائیں جبرئیل کیا حکم لائے ہیں؟ فرمایا۔ جبرئیلؑ نے مجھ سے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ بعد سلام کے فرماتے ہیں کہ فاطمہ رضہ کا نکاح علی رضہ سے کر دیجئے۔ پس تو جا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضہ کو بلا لا میں ان حضرات کو بلا لایا۔ جب یہ حضرات آگئے تو آنحضرت صلی اللہ 15
علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو محمود ہے اپنی نعمتوں کے سبب جو معبود ہے اپنی قدرتوں کے سبب اور اطاعت کیا گیا ہے اپنے غالب ہونے کے سبب اور لوگ اُسی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اس کے عذاب سے اس کا حکم جاری ہے زمین اور آسمان میں وہ ایسا ہی ہے کہ اس نے خلق کو اپنی قدرت سے پیدا کیا ہے اور اپنے احکام سے ان کو تمیز دی ہے۔ اور اپنے دین کے سبب ان کو عزت بخشی ہے اور محمدؐ کی وجہ سے انہیں بزرگی عطا فرمائی ہے۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے سسرالی رشتہ کو سبب تازہ امر واجب، حکم عادل اور خیر جامع گردانا ہے اور تمام خلق کے اوپر اس کو لازم کر دیا ہے اور فرمایا ہے قول تعالیٰ (ترجمہ آیت) "وہ اللہ ایسا ہے کہ اس نے پانی سے آدمی کو پیدا کیا۔ پس اس کے واسطے نسب اور سسرال رشتہ قرار دیا اور تیرا پروردگار ہر چیز پر قادر ہے"۔ اور خدا کا حکم اس کی قضا کی طرف جاری ہوتا ہے اور اس کی قضا اس کی قدر کی طرف جاری ہوتی ہے اور ہر قضا کے لئے ایک قدر ہے اور ہر قدر کے لئے ایک زمانہ معین ہے اور ہر معین زمانہ کے لئے ایک کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ جس چیز کو چاہتا ہے محو کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ثابت کرتا ہے اور اس کے پاس اصل کتاب ہے اما بعد۔ پس اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ رضہ کو علی رضہ سے

بیاہ دوں۔ اور میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے فاطمہ رضؓ کو علی رضؓ سے چار سو مثقال چاندی پر بیاہ دیا اگر علی رضؓ اس بات پر راضی ہوں بہ سنت قائم ہے اور فریضہ واجب۔ پس اللہ تعالیٰ ان دونوں کو محبت عطا کریں اور ان کو برکت دیں ان کی نسل کو پسندیدہ کریں۔ اور ان کی نسل کو رحمتوں کی کنجیاں بنائیں اور حکمت کی کان اور اُمت کی امان۔ میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے استغفار کرتا ہوں۔

اس کے بعد حضورؐ ختم ہوئے اور فرمایا اے علی رضؓ! اللہ تعالےٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھے فاطمہ رضؓ سے بیاہ دوں چار سو مثقال چاندی پر۔ حضرت علی رضؓ نے فرمایا یا رسول اللہؐ! میں راضی ہوا۔ اس کے بعد حضرت علی رضؓ سجدۂ شکر میں گر پڑے۔ جب سر سجدہ سے اٹھایا تو آنحضرت صلعم نے اُن سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم دونوں پر برکت بھیجے اور تم دونوں کی سعی و کوشش کو نیک کرے اور تم دونوں سے بکثرت پاکیزہ اولاد پیدا کرے۔

نکاح - حافظ جلال الدین محدث شیرازی -ؒ اپنی کتاب روضۃ الاحباب میں اس مبارک تقریب کی تفصیل یوں بیان کرتے ہیں:-

> ہجرت کے دوسرے سال ماہ رجب یا ماہ صفر میں حضرت علی رضؓ کا نکاح حضرت فاطمہ رضؓ سے ہوا اور شب زفاف
> اسی ماہ میں یا بقول بعض اس کے بعد ہوئی اور کہتے ہیں کہ 19
> اس وقت حضرت فاطمہ رضؓ کی عمر ۱۵ سال کی تھی۔

اس سے آگے فرماتے ہیں:-

> روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت فاطمہ رضؓ کی خواستگاری کی۔ حضورؐ نے فرمایا۔ مجھے نکاح فاطمہؓ کے بارے میں وحی کا انتظار ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے اس کو حضرت عمر رضؓ سے بیان کیا، اُنھوں نے کہا۔ اے ابوبکر رضؓ! آنحضرت نے تمہاری درخواست رد کردی وہ فاطمہ رضؓ کو تمہیں نہ دیں گے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد حضرت ابوبکر رضؓ نے حضرت عمر رضؓ سے کہا کہ تم بھی حضور سے یہ درخواست کرو، چنانچہ حضرت عمر رضؓ آں حضرت کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور درخواست کی۔ اُنھوں نے بھی وہی جواب سُنا جو حضرت ابوبکر رضؓ نے سنا تھا۔

استیذان حاصل کرنے کی اصل - نکاح کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ ولی اپنی دختر بالغہ سے نکاح کی اجازت حاصل کرے۔ اگر کنواری لڑکی سکوت کرے تو یہی اس کی اجازت سمجھی جائے گی۔ چنانچہ روضۃ الاحباب میں ہے:-

> آں حضرت صلعم نے حضرت فاطمہ رضؓ سے فرمایا کہ حضرت علی رضؓ تمہاری خواستگاری کرتے ہیں۔ حضرت فاطمہ رضؓ کچھ نہ بولیں خاموش رہیں۔ حضرت نے علی رضؓ سے ان کا نکاح کر دیا۔ اس جگہ سے فقہائے دین رحمہم اللہ نے کہا ہے کہ ولی کے لئے مستحب ہے کہ جب اپنی دختر کا کسی کے ساتھ نکاح کرے تو اُس سے اجازت حاصل کرلے اور کنواری کا خاموش رہنا ہی اس کی اجازت کے مانند ہے۔

جناب سیدہ رضؓ کے عقد نکاح کا خطبہ اور اُس کی تفصیلات بتلا رہی ہیں کہ جس اہتمام و احتشام کے ساتھ مشیت ایزدی سے اس کے احکام صادر ہوئے اُسی احتیاط و اکرام کے ساتھ دربار رسالت میں بھی اس مہتم بالشان فرمان کی تعمیل فرمائی گئی۔

نکاح کے بعد مجلس نکاح کے ختم ہو جانے کے بعد صحابہؓ نے ان الفاظ میں مبارکباد دی اور تہنیت ادا کی:- اللھم لك بالرفاء و البنین یعنی مزاوجت مقرون با تفاق و کثرت اولاد ہو۔ رسول اللہ نے فرمایا یوں نہ کہو بلکہ یوں کہو اللھم لکما علی الخیر والبرکۃ یعنی یہ تمتع دونوں کے لئے باخیر و برکت ہو روایات شیعہ سے مستفاد ہوتا ہے کہ جناب رسالتمآبؐ کا یہ ارشاد سُن کر جناب امیرؑ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ	اے میرے پروردگار! جو نعمت کہ تونے مجھے عنایت فرمائی اور میرے والدین کو ان کے عمل صالح بجالانے کے باعث عطا کی اور راضی ہوا۔ ان پر مجھ کو شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرما۔

آپ کی یہ دعا سُن کر جناب رسول خدا نے فرمایا:-

آمین یارب العٰلمین و یا خیر الناصرین

سیدہ رضؓ کا جہیز - تاریخوں میں لکھا ہے کہ جناب رسالتمآب ؐ نے حضرت علی رضؓ ابن ابی طالب رضؓ سے فرمایا کہ اپنی زرہ بیچ ڈالو۔ حضرت علی رضؓ کا بیان ہے کہ حسب الحکم نبویؐ میں نے اپنی زرہ بیچ ڈالی اور اُس کی قیمت کے روپے لاکر آپ کی خدمت میں پیش کئے۔ حضور رضؓ نے مجھ سے یہ بھی نہ پوچھا کہ کتنے روپے ہیں اور نہ میں نے ان کی تعداد کی نسبت آپ سے کچھ عرض کی۔ آپ نے ان میں سے ایک مٹھی روپے لے کر حضرت بلال رضی اللہ عنہٗ کو دئے اور فرمایا۔ بازار جاکر فاطمہ رضؓ کے لئے عطر و خوشبو لے آؤ۔ پھر ان درہموں میں سے دو مٹھیاں لے کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کو دیں اور فرمایا بازار جاکر کپڑا وغیرہ اثاث البیت لے آؤ اور صحابہؓ

ایک جماعت کو ان کے ساتھ کر دیا۔ ان حضرات نے بازار سے حسبِ ذیل اشیاء خرید لیں:

ایک پیراہن قیمتی سات درم۔ ایک مقنعہ قیمتی چار درم۔ ایک سیاہ رنگ کی خیبری چادر جو کرس نامی کپڑے کی بنی ہوئی تھی، [illegible] بافت کی تھی اور اس کے دونوں پاٹ خرمے کی چھال سے سلے ہوئے تھے۔ جامۂ مصری کی دو تکیں، ایک میں چھوہارے کے پتے بھرے ہوئے تھے اور دوسری میں [illegible] کے بال۔ چار طائف کے چمڑے کے تکیے جن میں گیاہ اذخر (گھاس) بھری تھی۔ ایک اونی پردہ۔ ایک چٹائی، ایک چکی، ایک تانبہ کا بادیہ، پانی پینے کے لئے چمڑے کا بنا ہوا ایک ظرف، ایک لکڑی کا کاسہ، ایک مشک، ایک لوٹا اور مٹی کے چند کوزے۔ یہ تھی شہنشاہ دو عالمؐ کی بیٹی کے جہیز کی کل کائنات۔

روایت ہے کہ جناب رسالتمآبؐ نے اس اسباب اور اثاثہ کو ملاحظہ فرمایا تو چشمہائے مبارک سے آنسو رواں ہو گئے اور آسمان کی طرف فرقِ مبارک اٹھا کر فرمایا۔ معبودا! [illegible] اس گروہ کو برکت دے جن کے [illegible] زیادہ تر مٹی کے برتن ہوں۔

مسلمانو! تم نے جناب سیدہ رضہ کے مختصر اور بالکل سادہ اسباب جہیز کی تفصیل معلوم کر لی۔ بتاؤ کیا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی چیز کی کمی تھی۔ دولت تو پوری دنیا اپنے تمام [illegible] کے ساتھ دست بستہ حاضر تھی، اور کائنات سماوی کے [illegible] آپ کے لئے کھلے ہوئے تھے۔ مگر رسول ثقلین اور اہلبیت کرام کو تو دنیا کے سامنے اپنی عبدیت اور سادگی کا ایک بے نظیر نمونہ چھوڑنا تھا۔ اس لئے اس سے زیادہ کی ضرورت بھی کیا تھی۔ اہل بیت کرام جیسے کریم النفس مستغنی المزاج، متوکل، قانع اور زاہد ترین بزرگوار اور ان کی خانہ داری کی روزمرہ کی ضرورتوں کے لئے اس سے زیادہ اسباب کی ضرورت ہی نہ تھی۔ وہ تو اس ساز و سامان کو بھی اپنی ضرورت سے زیادہ سمجھتے تھے۔

خاتونِ جنتؑ کا مہر۔ آپ کے مہر کے بارے میں اختلافات ہیں۔ کوئی چار سو درہم بتلاتا ہے کوئی اس سے کم، کوئی چالیس اوقیہ چاندی اور کوئی صرف تیس روپے بتلاتا ہے۔ ایک اوقیہ چاندی کا وزن کل ۱۲ رتی ہوتا ہے لیکن سب سے قوی اور صحیح یہ قول معلوم ہوتا ہے کہ چار سو اسی درہم تھا۔ اور ایک قول مشہور یہ ہے کہ پانچسو درہم تھا کہ اس زمانہ کے سکۂ رائج الوقت کے حساب سے تقریباً [illegible] ہوتے ہیں۔ یہ رقم موعودہ نہیں رکھی گئی بلکہ اسی وقت ادا کر دی گئی۔ مسلمانوں کو اس چیز سے سبق حاصل کرنا چاہئے یعنی حتی الامکان مہر کی فوری ادائیگی کر دینی چاہئے۔

رسمِ رخصتی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بیان فرماتے ہیں کہ نکاح کے ایک مہینہ بعد تک حضرت سیدہ رضہ کے رخصت فرمائے جانے کی نسبت میں نے جناب ختمی مرتبتؐ کی خدمت میں [illegible] عرض نہیں کی۔ [illegible] وقت صدقت کے موقعہ پر آپ کا جو ارشاد [illegible] میرے [illegible] کہ [illegible] تم سے [illegible] زوجہ ملی ہے جو بہترین زنانِ عالمیان ہے۔ میں [illegible] سرور و فرحاں ہوتا تھا۔

آپ فرماتے ہیں کہ ایک مہینہ گزر جانے کے بعد ایک دن عقیل اور جعفر، میرے دونوں بھائی میرے پاس آئے اور مجھ سے کہنے لگے کہ اب تک ہمیں [illegible] نے اتنا خوش نہیں کیا جس قدر تمہارے ساتھ فاطمہ کا نکاح ہونے سے مسرور و شاد ماں کیا ہے۔ آپ رسول اللہؐ سے ان کی رخصتی کی بابت درخواست کیوں نہیں کرتے تاکہ آپ کے گھر میں نورِ رسالتؐ کی ضیا باریاں ہوں۔ یہ سن کر میں نے اپنے بھائیوں کو جواب دیا کہ مجھے یہ درخواست کرتے ہوئے حیا آتی ہے [illegible] کسی ضرورت سے [illegible] ہی و اس آگئیں [illegible] بات یہ [illegible] سن کر [illegible] حضور [illegible] خود رسول سے گفتگو کروں گی۔ [illegible] عورتوں سے مشورہ کی [illegible] ہوتے ہیں۔

ام ایمن رضہ نے [illegible] چنانچہ [illegible] امہات المومنین کو [illegible] تمام ماجرا کہا اور ان سے مشورہ لیا۔ حضرت ام سلمہ رضہ نے ان کی رائے سے اتفاق کیا اور انہوں نے تمام ازواج مطہرات کو طلب کر کے مشورہ لیا تو ان کو بھی اپنی رائے سے متفق پایا۔ قرار یہ پایا کہ ہم سب کو مل کر اس درخواست کو پیش کرنا چاہئے۔ اور حضرت ام سلمہ رضہ سب کو لے کر رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ اس وقت ام المؤمنین حضرت عائشہ رضہ کے حجرہ میں تشریف فرما تھے۔ ازواج مطہرات نے عرض کیا ہم اس غرض سے حاضر ہوئی ہیں کہ اگر [illegible] خدیجۃ الکبریٰ رضہ زندہ ہوتیں تو حضرت فاطمہ رضہ کی رخصتی [illegible] اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتیں۔ حضرت ام سلمہ رضہ فرماتی ہیں کہ حضرت خدیجہ کا نام سنتے ہی حضورؐ آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا۔ اب خدیجہ رضہ کی [illegible] کہاں، اس نے میری اس وقت تصدیق کی جب سب میری تکذیب کرتے تھے۔ اس نے اشاعتِ دین اور قیامِ شرع متین میں اپنے مال و متاع سے میری خدمت کی۔ حضرت ام سلمہ رضہ فرماتی ہیں کہ یہ سن کر میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! ہم سب کی جانیں آپ پر نثار ہوں جو کچھ آپ حضرت خدیجہ رضہ کے فضائل بیان فرما رہے ہیں وہ سب درست ہیں۔ وہ تو پروردگارِ عالم کے جوارِ رحمت میں جگہ پاچکیں، ہم

آپ کے بھائی اور ابن عم کا پیام لائی ہیں کہ آپ حضرت فاطمہؓ کی رخصتی فرادیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا جاؤ علی رضؓ کو بلالاؤ۔ میں گئی اور حضرت علی رضؓ کو بلالائی۔

حضرت علی رضؓ فرماتے ہیں کہ میں آکر مؤدب آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ نے مجھے مخاطب فرماکر ارشاد فرمایا۔ تم چاہتے ہو کہ میں تمہاری زوجہ کو رخصت کردوں؟ میں نے سر جھکائے ہوئے عرض کی۔ جی ہاں آپ نے فرمایا۔ میں آج رات بالکل رات تک انشاء اللہ تعالیٰ فاطمہ رضؓ کو تمہارے سپرد کردوں گا۔ میں یہ سن کر بے انتہا خوش ہوا۔ اور باہر چلا آیا۔ میرے چلے آنے کے بعد حضورؐ نے ازواج مطہرات سے ارشاد فرمایا۔ فاطمہؓ کو آراستہ کرو اور اپنے حجروں میں سے ان کے لئے ایک حجرہ علیحدہ کردو۔ حضرت ام سلمہ رضؓ نے فرمایا۔ کونسا حجرہ؟ فرمایا تم اپنا حجرہ آراستہ کردو۔

اس کے بعد جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔ اور حضرت علی رضؓ سے فرمایا۔ علی رضؓ! تم اپنے اہل کے لئے کھانا تیار کرو۔ میں گوشت اور روٹی کا انتظام کرتا ہوں اور تم روغن و خرما لاؤ حضرت علی رضؓ فرماتے ہیں کہ میں حسب الحکم روغن و خرمے لے آیا۔ آنحضرتؐ نے اپنے دست مبارک سے کپڑے میں روغن ڈالا اور خرمے توڑ توڑ
۱۸ کر اس میں ملا دئے۔ اور میرے لئے ایک فربہ گوسفند اور بہت سی روٹیاں مہیا فرمائیں۔ جب سب کھانا تیار ہوگیا تو مجھ سے ارشاد فرمایا اے علی رضؓ! اب تم جس جس کو چاہو بلالاؤ۔ جب میں مسجد میں آیا تو تمام مسجد اصحاب رسول اللہؐ سے بھری ہوئی تھی۔ مجھے شرم آئی کہ ان میں سے بعض کو بلاؤں اور بعض کو چھوڑ دوں۔ میں ایک بلندی پر چڑھ گیا اور آواز دی کہ آپ تمام حضرات ولیمۂ فاطمہ رضؓ میں شامل ہونے کی تکلیف گوارا فرمائیں، تمام صحابہ رضؓ نے میری درخواست کو قبول کیا اور سب اٹھ کر میرے گھر کی طرف روانہ ہوئے

میں کثرت مردم اور قلت طعام کا خیال کرکے بہت متردد تھا کہ اتنے آدمیوں کو تھوڑا سا کھانا کیسے کفایت کرے گا۔ حضورؐ نے مجھے متردد دیکھ کر فرمایا اطمینان رکھو میں دعا کروں گا کہ حق تعالےٰ اس کھانے میں برکت دیں، حضرت علی رضؓ فرماتے ہیں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے کھانے میں ایسی برکت دی کہ سب صحابہؓ نے شکم سیر ہوکر کھالیا۔ اور وہ کم نہ ہوا۔ اس کے بعد آپ نے اس میں سے ایک ایک خوان بھر کر ہر ایک ازواج مطہرات کے گھر بھیجا اس کے بعد ایک خوان اور طلب فرمایا اور اسے پر کرکے ارشاد فرمایا اے علی رضؓ! یہ فاطمہ رضؓ کا حصہ ہے۔

جب آفتاب غروب ہوا تو آپ نے حضرت ام سلمہ رضؓ سے فرمایا کہ فاطمہ رضؓ کو میرے پاس لاؤ۔ وہ ان کو حضورؐ کے پاس لے آئیں۔ دامن مطہر زمین پر لٹکتا جاتا تھا۔ فرط حیا سے جبین منور سے عرق ٹپکتا تھا۔ شرم و حیا سے گردن جھکائے ہوئے حضورؐ کے سامنے آئیں۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے داہنے اور فاطمہ رضؓ کو بائیں ہاتھ سے پکڑ کر ہم دونوں کو اپنے سینۂ اقدس سے لگایا اور فاطمہ رضؓ کی پیشانی کو بوسہ دے کر میرے سپرد فرمایا۔ حضرت فاطمہ زہرا رضؓ سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ خدا تعالیٰ تمہیں دنیا و آخرت لغزش سے نگاہ رکھے۔ پھر مجھ سے مخاطب ہوکر فرمایا۔ اے علی رضؓ! خدائے قدوس تمہارے ساتھ دختر رسولؐ کی مواصلت کو بابرکت فرمائے۔ اے علی رضؓ! فاطمہ رضؓ نہایت نیک زوجہ ہے اور اے فاطمہ رضؓ! علی رضؓ نہایت نیک شوہر ہے۔ یہ فرماکر آپ اٹھ کھڑے ہوئے، اور ہم دونوں واسے حجرہ میں پہنچا گئے۔ جو ہمارے لئے خالی کرایا گیا تھا۔ ہم دونوں حجرہ کے اندر داخل ہوگئے تو آپ نے دروازہ کے دونوں بازو تھام کر ارشاد فرمایا۔ میں تم دونوں کو خدا کے حوالہ کرتا ہوں۔

قارئین پیشوا جناب فاطمہ رضؓ کی اس سادہ۔ پاکیزہ اور بابرکت رخصتی اور دعوت ولیمہ سے سبق حاصل کریں اور دیکھیں کہ دین دار متبع رسول والدین کا کیا فرض ہے؟ ان امور سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس تقریب کو قدرتی عظمت اور اہمیت کی پوری شان و اقتدار کے ساتھ آراستہ کرنا چاہتے تھے۔ جناب سیدہ رضؓ کی یہ خصوصیت آج اندر خواتین اسلام کے لئے بے انتہا بصیرتیں اور عبرتیں پوشیدہ رکھتی ہے

حجلۂ عروسی کے بعد۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جب میں سیدہ رضؓ کو اپنے گھر لایا تو ان کو اپنے مکان کے ایک گوشہ میں بٹھا کر میں دوسرے گوشہ میں علیحدہ جا بیٹھا۔ ہم دونوں اپنی اپنی جگہ فرط شرم و حیا سے سر جھکائے بیٹھے تھے۔ اسی اثنا میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے اور جناب سیدہ رضؓ سے فرمایا کہ تھوڑا سا پانی لاؤ آپ نے حکم کی تعمیل کی، اور ایک کاسہ میں پانی لے آئیں۔ آنحضرت صلعم نے اس پانی پر آیات ماثورہ دم کرکے جناب سیدہ رضؓ کے سر اور سینہ پر چھڑکا اور میرے سر و بازو پر چھڑکا اور ارشاد فرمایا۔ پروردگار عالم! یہ دونوں میرے حبیب ترین خلائق ہیں تو ان کو دوست رکھ اور ان کی نسل میں برکت دے اور میں ان کو اور ان کی ذریت کو شیطان رجیم سے تیری حفاظت و حراست میں دیتا ہوں۔

اس کے بعد آپ نے مجھ سے فرمایا۔ تھوڑی دیر کے لئے تم باہر جاؤ۔ میں فوراً باہر چلا آیا۔ میرے چلے آنے کے بعد آپ نے جناب سیدہ سے پوچھا تم نے اپنے شوہر کو کیسا پایا؟ آپ بے ساختہ رونے لگیں۔ آپ نے خیال کیا یہ علی رضؓ کی تنگدستی کو دیکھ کر روتی ہے۔ فرمایا تم ذرا بھی پریشان

...جو میرے سامنے کئی بار دولت دنیا پیش کی گئی۔ مگر میں نے ہمیشہ آخرت کو اس دنیا پر ترجیح دی۔ ہر شے کی جتنی نیز اور تجھے دیا گیا ہے اگر اتنا ہی تجھے بھی دیا گیا ہوتا تو دنیا کی قدر تیری نگاہ میں بھی یہی ہوتی۔ ناظرین حضور کے ان الفاظ کو خوب اچھی طرح ذہن نشین کرلیں، ان سے مجھے آگے چل کر باغ فدک کی بحث پیدا ... بنی ہے اور ایک شان دار استدلال کرنا ہے۔ اے فاطمہ! میں نے ... سے لے کر اس وقت تک تیری خدمت ... میں کوئی کمی نہیں اٹھا رکھی اور آج تجھ کو اس کے ساتھ بیاہا ہے جس کا درجہ سب سے مقدم ہے اور جو باعتبار علم و حلم سب سے افضل ہے۔ ناظرین ان الفاظ کو بھی ملحوظ رکھیں جس میں حضرت علی رضؓ کی بزرگی و فضیلت بیان کی ہے۔ اے فاطمہ رضؓ! پروردگار عالم نے دو آدمیوں کو منتخب کیا۔ ایک تیرا باپ بنایا اور دوسرے کو تیرا شوہر۔ تیرا شوہر سب بھر کے شوہروں میں نیک ترین شوہر ہے۔ کسی امر میں ان کی مخالفت نہ کرنا۔

. . . .

خواتین اسلام غور کریں اور اپنی بچیوں کو اسی طرح نصیحت و ہدایت اور شوہروں کی اطاعت کی تعلیم دینا سیکھیں۔ اگر وہ اپنی بچیوں کو ان تعلیم کے سانچوں میں ڈھال دیں تو ہمارے گھر جنت کا نمونہ بن جائیں اور ہماری زندگی جنتی زندگی بن جائے۔ آج ہمارے گھر روز روز کی خانہ جنگی اور تو تو میں میں سے کیوں جہنم کدہ بنے ہوئے ہیں؟ اس لئے کہ لڑکیوں کی اخلاقی و معاشرتی تعلیم و تربیت اسلامی اصولوں پر نہیں ہوتی۔ ان کی مائیں شروع سے ان کو یہ تعلیم دیتی ہیں کہ سسرال جاکر شوہر پر قابو حاصل کریں۔ اسے صرف اپنا بنا کر والدین، بہن بھائیوں اور دیگر اقرباء سے بیگانہ بنا دیں اور ساس نند کو جوتی کی نوک پر رکھ لیں۔ چنانچہ دیکھئے آج کی بیویاں شوہروں کے لئے کیونکر وبال جان بنی ہوئی ہیں۔ خواتین اسلام کو چاہئے کہ وہ حضور کے ان زریں الفاظ سے شوہروں کی عزت کرنا سیکھیں۔ اور خدا و رسول کے بعد ان کی اطاعت و فرمانبرداری کو لازم سمجھیں۔

حضرت علی رضؓ کو نصیحت۔ حضرت علی رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے حضرت فاطمہ رضؓ سے یہ فرما کر مجھے آواز دی۔ میں لبیک کہتا ہوا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ارشاد ہوا اے علی رضؓ! اپنی زوجہ سے ہمیشہ نرمی اور مہربانی سے پیش آنا کیونکہ فاطمہ رضؓ میرے جگر کا ٹکڑا ہے، جو اسے آزردہ بناتا ہے وہ مجھے آزار دیتا ہے، جو اسے آزردہ کرتا ہے وہ مجھے آزردہ کرتا ہے اور جو اسے شاد کرتا ہے وہ مجھے شاد کرتا ہے۔ اے علی! وہ تمہاری اہل اور ناموس ہے۔ میں تم دونوں کو خدا کے سپرد کرتا ہوں اور اس کو تم پر وکیل مقرر کرتا ہوں۔ اس کے بعد رسول اللہ اپنے دولت سرا کی طرف تشریف لے گئے۔

حضرت امام احمد بن حنبل اپنی مسند میں فرماتے ہیں۔

فقالت فاطمة یا ابی انك زوجتنی فقیر لا مال له فقال النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم یا فاطمة زوجتك من اقدمهم سلما واعظمهم حلما واکثرهم علما ان اللہ اطلع الی الارض اطلاعة فاختار منها اباك ثم اطلع الیها ثانیة فاختار بعلك	حضرت فاطمہ رضؓ نے عرض کیا۔ اے پدر بزرگوار! آپ نے مجھے ایسے غریب سے بیاہ دیا جس کے پاس کوئی مال و دولت نہیں۔ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا میں نے تم کو اس سے بیاہا ہے جو سلامت نفس میں سب لوگوں سے قدیم، حلم میں سب سے عظیم اور علم میں سب سے زیادہ ہے۔ خدا تعالیٰ نے دنیا کی طرف نگاہ کی اور اس میں سے تیرے باپ کو انتخاب کرلیا پھر ثانی نگاہ کی اور تیرے شوہر کو اختیار کرلیا۔

کتاب ذخائر العقبیٰ میں امام طبری فرماتے ہیں۔

عن ابن عباس کانت اللیلة التی زفت بها فاطمة الی علی رضی اللہ عنه کان النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم یمشی امامها وجبرئیل عن یمینها ومیکائیل عن یسارها وسبعون الف ملك خلفها وهم یسبحون اللہ تبارك وتعالی ویقدسونه حتی یطلع الفجر۔	حضرت عبداللہ ابن عباس رضؓ سے مروی ہے کہ جب وہ رات آئی کہ فاطمہ رضؓ حضرت علی رضؓ کے گھر بیاہی جائیں تو حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے آگے آگے چلے اور حضرت جبرئیل آپ کی داہنی طرف تھے اور میکائیل بائیں جانب اور ستر ہزار فرشتے ان کے پیچھے چلے۔ یہ سب کے سب خدا تعالیٰ کی رات بھر تسبیح و تقدیس فرماتے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ 19

اسی بنا پر فقہ و علماء نے لکھا ہے کہ رخصت عروس کے وقت نعرہ تکبیر بلند کرنے کو مسنون اور بعضوں نے مستحب قرار دیا ہے۔

حافظ جلال الدین زرندی اپنی کتاب نظم درر السمطین میں لکھتے ہیں۔

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی ... اس سے اپنا ... کی پھر اپنا روئے مبارک دھویا اور پھر اپنے پائے مبارک دھوئے پھر اس میں سے ایک چلو پانی لیا اور اس کو حضرت فاطمہ رضؓ کے سر و سینہ پر چھڑکا۔ فرمایا بقیہ پانی کو تم اپنے جسم پر تھوڑا تھوڑا چھڑک لو اور پھر دوسرا پانی منگایا۔ حضرت علی رضؓ کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا جیسا کہ حضرت فاطمہ رضؓ کے ساتھ کیا

مصائب و شدائد کی ساعتوں میں جو رنج و ملال مستولی ہوا۔ وہ تمام کتابوں میں مندرج ہے۔ ان دونوں مقدس نفوس کی قلبی کیفیت کو صاحب روضۃ الاحباب ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:۔

زبیر آمد و از مقالہ مادر خویش حضرت را واقف گردانید
وآں سرور دستوری داد تا آمد و برادر را چوں
بداں ہیئت دید استرجاع نمود و بجہت وے از حضرت
حق تعالیٰ آمرزش طلبید ولکن از گریہ خود را نتوانست
نگاہ داشت۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم از گریہ او
بگریہ در آمد و فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نیز می گریست
حضرت فرمود اے عمہ من لن اصاب بمثلک ابدا
ہرگز مصیبت زدہ مثل تو نخواہم شد و با صفیہ و فاطمہ زہرا
ارشاد نمود کہ بشارت باد شما را کہ جبرئیل آمدہ می گوید کہ
حمزہ ابن عبد المطلب در میان اہل ہفت آسمان اسد اللہ
و اسد رسولہ نوشتہ اند۔

حضرت شاہ عبد الحق صاحب محدث دہلوی اپنی کتاب جذب القلوب میں تحریر فرماتے ہیں:۔

جناب فاطمہ زہرا رضہ برابر حضرت حمزہ علیہ السلام کی قبر شریف
کی زیارت کو کوہ احد پر تشریف لے جایا کرتی تھیں اور قبر ۲۲
مبارک کی مرمت اپنے دست مبارک سے کرتی تھیں
اور علامت مزار قائم رکھنے کی غرض سے وہاں آپ نے
ایک پتھر بھی رکھ دیا تھا۔

(۲) جنگ احزاب میں رسول اللہ کی خدمت

جنگ احزاب ۵ھ میں واقع ہوئی۔ اس جنگ میں کفار عرب نے اسلام اور داعی اسلام کی مخالفت و دشمنی اور عداوت و بیخ کنی میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔ ان کی یہ آخری کوشش تھی جس میں انھوں نے اپنی عیاری، جوڑ بندی، بیرونی اور اندرونی سازشیں، شبخون، قتل و غارت الغرض اسلام کی بیخ کنی میں کوئی تدبیر و ترکیب اٹھا نہیں رکھی، کفار کی تعداد لاتعداد تھی، موسم سرد تھا۔ اور بے حد شدید، ملک میں ایسا قحط تھا کہ دانہ دانہ گویا موتیوں کے مول تھا۔ اس پر دشمنوں نے رسد رسانی کی تمام راہیں اور ذریعے بند کر رکھے تھے۔ ایسی حالت میں کہ حضرت سلمان فارسی رضہ کی صلاح کے مطابق مدینہ کے گرد خندق کھدوا کر مسلمان لشکر سمیت قلعہ بند ہو چکے تھے۔

قریش، یہود اور قبائل عرب کی جو بیس ہزار فوج تین حصوں میں تقسیم ہو کر مدینہ کی تین اطراف سے اس زور شور سے حملہ آور ہوئی تھی کہ تمام زمین ہل گئی تھی، اس معرکہ کی تصویر قرآن پاک نے ان الفاظ میں کھینچی ہے

اِذْ جَاءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا۔

جبکہ دشمن اوپر کی طرف اور نشیب کی طرف سے آپڑے اور جب آنکھیں ڈگمگئیں اور کلیجے منہ کو آگئے۔ اور تم خدا کی نسبت طرح طرح کے گمان کرنے لگے تب مسلمانوں کے امتحان کا وقت آگیا اور وہ زور زور سے لرزنے لگے۔

قریباً ایک ماہ تک محاصرہ قائم رہا۔ یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ پر تین تین فاقے گزر گئے۔ ایک دن صحابہ رضہ نے بیتاب ہو کر آنحضرت صلعم کے سامنے اپنے شکم کھول کر دکھائے جن پر پتھر بندھے تھے۔ حضورؐ نے بھی اپنا شکم مبارک کھول کر دکھایا جس پر بجائے ایک پتھر کے دو پتھر بندھے تھے۔

جب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی اس مصیبت و تکلیف کی خبر سیدہ رضہ کو ہوئی تو قلب مبارک بیتاب ہو گیا۔ آپ فوراً اٹھ کھڑی ہوئیں اس دن بچوں کے لئے جو کی روٹیاں پکی تھیں، ان میں جو ٹکڑے بچ رہے تھے اور وہی رکھے ہوئے تھے۔ ان ٹکڑوں کو آپ نے اپنی چادر میں باندھا اور لشکر کی طرف روانہ ہوئیں، اس وقت آپ کے قلب مبارک میں نہ محاصرے کے خونیں منظر کا خیال آیا اور نہ اپنی جان کی پرواہ کی بلا خوف و ہراس حضورؐ کی قلبی محبت کشاں کشاں کھینچے لئے جا رہی تھی، افتاں و خیزاں وہاں اس وقت پہنچیں جبکہ رسول اللہؐ اور حضرت علی رضہ ایک جا تشریف فرما تھے، پہنچتے ہی آنحضرت صلعم کی خدمت میں عرض کی کہ بچوں کے لئے دو روٹیاں پکائی تھیں ان میں سے چند ٹکڑے بچ رہ گئے تھے، آپ کی بھوک کا حال سن کر یہی ٹکڑے لے آئی ہوں انھیں کو تناول فرمائیے۔ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں لے لیا اور ارشاد فرمایا۔ اے فاطمہ رضہ! حقیقت میں یہ پہلا طعام ہے جو تین دن کے بعد تیرے باپ کے منہ میں گیا ہے۔

(۳) واقعہ مباہلہ

فتح مکہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کثرت کے ساتھ قبائل عرب کے وفود آئے اور گروہ در گروہ مسلمان ہونے لگے۔ یہاں تک کہ حضورؐ کی وفات سے قبل تقریباً پورا عرب مسلمان ہو گیا۔ اسی زمانہ یعنی سنہ ہجری کا واقعہ ہے کہ نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا۔ اور آپ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بحث کی، مگر چونکہ ان کی عقلیں تثلیث کے جال میں پھنسی ہوئی تھیں اس لئے ان کی گستاخانہ اور متعصبانہ کج بحثی کے دلائل نے اتنا طول کھینچا کہ مکالمہ اور مناظرہ کی حدود سے گزر کر مباہلہ کی نوبت پہنچی اور دوسرے دن صبح کو مباہلہ قرار پایا۔ صاحب روضۃ الاحباب فرماتے ہیں:۔

ایشاں با حضرت گفتند چہ می گوئی در شان حضرت عیسیٰؑ؟

فرمود امروز در جواب شما ہیچ نمی گویم، اقامت کنید دریں بلدہ تا جواب بشنوند ایں سوال را۔ روز دیگر حق سبحانہ وتعالیٰ ایں آیہ فرستاد:۔ إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُن فَيَكُونُ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ فَلَا تَكُن مِّنَ الْمُمْتَرِينَ ۝ فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِن بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنفُسَنَا وَأَنفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَل لَّعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ ۝ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایشان را طلبید و آیات مباہلہ بایشان برخواند، مضمون آیت اقرار نمودند اما بر اعتقاد خویش مصر بودند و صباح دیگر نزد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم رویدند و حال آنکہ حضرت از حجرہ بیروں آمدہ بودند حسین بن علی رض را در زیر بغل و دست حسن ابن علی رض بدست خویش گرفتہ و فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا و علی مرتضیٰ از عقب آنحضرت بودند و بایشان فرمودند چوں من دعا کنم شما آمین گوئید۔ گروہ نصاریٰ نجران چوں آں پنج تن را باں حال دیدند و فدیہ دعا و آمین ایشان را بشنیدند پرسیدند ابوالحارث را کہ دانشمند ایشان بود گفت اے یاراں بدرستیکہ روئے چندمی بینم کہ اگر خدا را خوانند کوہ را از مکان خود زائل گرداند زنہار کہ مباہلہ کنید کہ ہلاک خواہید شد و بر روئے زمین ہیچ نصرانی نخواہد ماند۔

(ترجمہ) وفد نجران نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ فرمایا۔ آج میں تمہارے جواب میں کچھ نہیں کہتا۔ اس شہر میں ٹھیرو تاکہ اس سوال کا جواب سن لو۔ دوسرے روز حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے یہ آیت نازل کی "تحقیق اللہ کے نزدیک عیسیٰ کی مثال آدم کی مثال ہے۔ اس کو مٹی سے پیدا کیا۔ پھر اس کو کہا ہو جا۔ سو وہ ہوگیا۔ حق ہے تیرے پروردگار کی طرف پس تو شک کرنے والوں میں سے نہ ہو۔ سو اگر کوئی تجھ سے اس بارہ میں علم آنے کے بعد جھگڑا کرے تو کہدے آؤ بلائیں اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو، اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو اپنے نفسوں کو اور تمہارے نفسوں کو پھر دعا میں مبالغہ کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجیں" آنحضرت صلعم نے اُن کو بلایا اور ان پر آیات مباہلہ تلاوت کیں۔ آیت کے مضمون کا اقرار کیا لیکن پھر بھی وہ اپنے اعتقاد پر مصر رہے اور دوسرے روز صبح کو آنحضرت صلعم کے پاس آئے اور حضور صلعم کا حال یہ تھا آپ حجرہ سے باہر آئے ہوئے تھے۔ حضرت امام حسین ابن علی رض کو بغل میں لئے ہوئے تھے اور حضرت امام حسن بن علی رض کا ہاتھ اپنے دست مبارک میں پکڑے ہوئے تھے اور فاطمہ زہرا رض و حضرت علی رض آپ کے پیچھے تھے اور آپ ان سے فرماتے تھے کہ جب میں دعا کروں تو تم آمین کہنا۔ گروہ نصاریٰ نے جب ان پنج تن پاک کو اس حال میں دیکھا اور ان کی دعا و آمین کو سنا تو اُنھوں نے اپنے عاقل سردار ابوالحارث سے پوچھا۔ اس نے کہا اے یارو! بالتحقیق میں جن جن چہروں کو دیکھ رہا ہوں اگر یہ خدا سے دعا کریں تو پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ہل جائے ان سے مباہلہ ہرگز نہ کرنا ورنہ ہلاک ہوجاؤگے اور روئے زمین پر ایک بھی نصرانی باقی نہ رہے گا۔

صاحب تفسیر خازن اس آیت مباہلہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

قيل اراد بابنائنا	کہا گیا ہے کہ اس میں ابناء سے مراد
الحسن والحسين وبالنساء	امام حسن و امام حسین رض ہیں
فاطمة وبالنفس نفسه	اور نساء سے مراد حضرت فاطمہ رض
صلى الله عليه وسلم	ہیں اور نفس سے مراد خود جناب
وعليا رضى الله عنه	رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم اور
(تفسیر خازن صد ۲۴۲)	حضرت علی رض ہیں۔

اس کے بعد واقعۂ مباہلہ کی وہی تفصیل مذکور ہے جو روضۃ الاحباب کے حوالہ سے مذکور ہوئی، تاریخ مباہلہ ۲۴ ذی الحجہ قرار پائی تھی۔

۲۴ علامہ ابن اثیر جزری رح لکھتے ہیں:۔

فلما رأوهم قالوا هذه	جب نصاریٰ نجران نے ان پنجتن
وجوه لو اقسمت على	پاک کو دیکھا تو کہنے لگے یہ تو وہ
الله ان يزيل الجبال	چہرے ہیں جو اگر خدا سے کہیں
لازالها ولم يباهلوه	کہ پہاڑوں کو اُن کی جگہ سے ہٹا دے
وصالحوه۔	تو خدا تعالیٰ ضرور ہٹا دے گا اور مباہلہ

سے انکار کرکے آں حضرت سے صلح کرلی۔

صاحب حبیب السیر نے اس موقعہ پر یہ اشعار لکھے ہیں:۔

چو چشم نصاریٰ دا اہل عناد ۔ بر آں پنج عالی گہر اوفتاد
چنیں گفت اسقف کایں پنج فرق ۔ کہ مانند آں نیست در غرب و شرق
چو خواہند از کردگار جہاں ۔ کہ ایں کوہ را برکنند از جہاں
شود آں دعا و زیشاں مستجاب ۔ ز نفرین ایشاں کنند اجتناب
شنیدم کہ در گرد آں پنج شمع ۔ کہ در سایہ پروردہ بودند جمع

صاحب تفسیر کشاف لکھتے ہیں کہ یہ آیت ایسی دلیل ہے کہ اس سے قوی تر کوئی دلیل فضیلت آل عبا پر نہیں۔ (تاریخ اسلام جلد ۲ صد ۱۹۲)

(۴) نزول آیۂ تطہیر

واقعۂ مباہلہ کے بعد آیۂ تطہیر نازل ہوئی جو حضرات اہلبیت اطہار کی فضیلت و قربت کی بے مثال حقیقت ثابت ہوئی ہے وہ آیۂ تطہیر یہ ہے:۔

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا ۝

اے پیغمبر کے گھر والو! اللہ چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی کو دور کرے اور تم کو پاک صاف بنا دے۔ (سورۂ احزاب پارہ ۲۲)

حضرت ابو سعید الخدری رضہ اور تابعین کی ایک جماعت کا قول ہے کہ اہل بیت سے خود آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت فاطمہ رضہ حضرت علیؑ حضرت امام حسن رضہ اور حضرت امام حسین رضہ مراد ہیں اور استدلال میں حدیث کساء حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کی ہے اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی:-

مسلم اور ترمذی میں آیت کی شانِ نزول کے متعلق ہے:-

عن ام سلمۃ قالت ان ھذہ الآیۃ انزلت فی بیتی انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا و انا جالسۃ عند الباب و فی البیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم و علی و فاطمۃ و حسن و حسین فجللھم بکساء و قال اللھم ھؤلاء اھل بیتی و حامتی عنھم الرجس و طھرھم تطھیرا قالت ام سلمۃ و انا معھم یا رسول اللہ قال انت علی الخیر۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضہ بیان فرماتی ہیں کہ یہ آیۂ تطہیر میرے گھر میں نازل ہوئی ...... میں دروازہ کے پاس بیٹھی تھی اور گھر کے اندر آں حضرت صلعم حضرت علیؑ جناب سیدہ رضہ اور حضرات حسنین رضی اللہ عنہما تشریف رکھتے تھے۔ پس آں حضرت صلعم نے ان حضرات پر اپنا کپڑا اڑھا دیا۔ اور فرمایا کہ خداوندا! یہ میرے اہل بیت ہیں، میرے دوستدار ان سے نجاست کو دور کر دے اور ان کو پاک کر دے جو پاک کرنے کا حق ہے۔ جناب ام سلمہ رضہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میں بھی انہی میں سے ہوں آپ نے ارشاد فرمایا تو خیر پر ہے۔

میں بھی انہی میں سے ہوں آپ نے ارشاد فرمایا تو خیر پر ہے۔

ابن جریر ابن حدیث نے اس روایت کو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی زبانی بھی نقل کیا ہے۔ جس کا اردو ترجمہ یہ ہے:-

حضرت عائشہ رضہ سے مروی ہے کہ ایک روز صبح کے وقت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سیاہ بالوں کی منقش کملی اوڑھے ہوئے باہر تشریف لائے۔ اسی اثنا میں حضرت امام حسین رضہ تشریف لائے، اور آپ نے اُن کو بھی کملی میں لے لیا۔ پھر جناب سیدہ رضہ تشریف لائیں آپ نے ان کو بھی اسی کملی میں لے لیا۔ پھر جناب علی مرتضیٰ بھی تشریف لائے آپ نے ان کو اسی گلیم میں لے لیا۔

پھر آپ نے یہی آیت پڑھی،

اس آیت اور ان روایاتِ معتبرہ سے حضرات اہل بیت کی بے مثال فضیلت قربت اور طہارت و پاکیزگی ثابت ہوتی ہے، مگر اس فرقہ بندی کا برا ہو جس نے اس آیت میں ایک امر واجب نزاع ایسا پیدا کر دیا ہے کہ فریقین افراط و تفریط میں مبتلا ہو گئے اور راہِ حق و صواب سے دور ہو گئے۔

ایک مختلف فیہ اور اہم مسئلہ

یہ امر تو فریقین میں متفق علیہ ہے کہ اس آیت زیر بحث سے اہل بیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال فضیلت و بزرگی و عظمت ثابت ہوتی ہے۔ لیکن اس بارے میں اختلاف ہے کہ اہل بیت سے یہاں کون مراد ہیں اور اہل بیت محمدؐ کون ہیں؟ شیعوں کا قول یہ ہے کہ آیت جناب سیدنا علی بن ابی طالب رضہ بضعۃ الرسول جناب بتولؑ حضرت سبط اکبر حسن مجتبیٰ رضہ اور حضرت سبط اصغر شہید کربلا امام حسین رضہ کی شان میں ہے اور یہی حضرات اہل بیت ہیں، ازواج مطہرات کو اس آیت سے کوئی تعلق نہیں۔ خدا نے اس آیت کے مطابق ان ہی چار شخصوں کو پاک فرمایا اور یہی معصوم ہیں اس دعوے پر شیعوں کے دلائل حسب ذیل ہیں:-

(۱) آیت میں لفظ "عنکم" اور "یطھرکم" ہیں جن میں مذکر کی ضمیریں استعمال کی گئی ہیں۔ چونکہ ان چار تن پاک میں تین مرد تھے اس لئے تغلیب مذکر کا صیغہ استعمال کرنا صحیح ہوا۔ بخلاف ازواج کے کہ ان کے لئے مذکر کا صیغہ استعمال کرنا صحیح نہیں ہو سکتا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ آیت ازواج کی شان میں نہیں ہے۔ اگر ان کی شان میں ہوتی تو ضمائر مؤنث کی ہوتیں۔

(۲) سنیوں کی سب سے بڑھ کر معتبر کتاب صحیح بخاری اور مسلم سے اس کی تائید ہوتی ہے (جیسا کہ ہم نے پیش کیا)

(۳) ترمذی اور دیگر محدثین نے روایت کی ہے کہ آیت تطہیر کے نازل ہونے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر روز حضرت فاطمہ رضہ کے گھر جاتے اور فرماتے:- السلام علیکم اھل البیت انما یرید اللہ؛ یعنی سلام ہو تم پر اے اہل بیت۔

(۴) بغوی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چہار تن پاک کو کملی میں لے لیا تو حضرت ام سلمہ رضہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں بھی آ جاؤں تو حضور رضہ نے فرمایا۔ انت علی مکانک یعنی تو اپنی جگہ رہ بلکہ ایک روایت میں یوں بھی ہے کہ حضرت ام سلمہ رضہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! کیا ہم آپ کے اہل بیت نہیں ہیں؟ فرمایا۔ انشاء اللہ تم بھی اہل بیت ہو

علاوہ ازیں حضرات شیعہ اور دلائل بھی پیش کیا کرتے ہیں، ان دلائل کے جواب میں حضرات اہل سنت کہتے ہیں کہ یہ سب دلائل ہم تسلیم کرتے ہیں، کوئی وجہ نہیں کہ ہم ان میں جرح و قدح کریں۔ کیونکہ یہ دلائل ہمارے مفہوم و مدعا کے خلاف نہیں۔ ہاں یہ ہمارا دعویٰ ہے کہ یہ آیت تطہیر ازواج کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ چہار تن پاک آیت کا محل نزول نہیں۔ البتہ

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے التجا کر کے ان کو اہل بیت میں داخل کرایا۔ آیت کا محل نزول ازواج مطہرات ہیں، اور یہ حضرات بھی اس میں داخل ہیں۔ چونکہ آیت ازواج کے بارے میں ہوئی تھی اور ان کے آیت کے مصداق ہونے میں کسی امر کا شبہ نہ تھا اور چاروں تن پاک مطابق محاورہ قرآن پاک عرف عام اور محاورہ عرب کے اہل بیت میں داخل نہ تھے۔ اس لئے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی وفور شفقت اور محبت اس امر کی متقاضی ہوئی کہ خدا تعالیٰ سے التجا کریں اور جناب علی رضہ، فاطمہ رضہ، حسن رضہ اور حسین رضہ کو اس زمرہ کی بزرگی میں داخل کرائیں اسی غرض سے آپ نے ان چاروں حضرات کو کملی میں لیا اور خدا سے التجا کی اللھم ھؤلاء اھل بیتی خداوندا یہ میرے اہل بیت ہیں ان کو بھی تطہیر کی بزرگی و شرافت میں داخل فرما۔ یہ مطلب ہے حدیث بخاری اور مسلم کا۔ آپ کی اس دعا پر اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی آیت تطہیر کے مصداق میں داخل فرما لیا۔ اس پر آپ نے چھ ماہ تک بطور بشارت حضرت فاطمہ رضہ کے گھر جا کر السلام علیکم اھل البیت کہا۔ یہ مطلب ہے حدیث ترمذی وغیرہ کا۔ رہا حضرت ام سلمہ رضہ کا یہ درخواست کرنا کہ میں بھی اہل بیت میں ہوں سو چونکہ آیت تطہیر میں ان کا داخل ہونا واضح اور آشکارا تھا اور نہ کسی نئے آپ حضرت صلعم کو دعا کرنے کی ضرورت تھی یہی وجہ ہے حضرت ام سلمہ رضہ کو آپ نے کملی میں نہ لیا اور فرمایا تو اپنی جگہ ہے۔ تجھے آنے کی ضرورت نہیں۔ اس سے حضور کا منشاء یہ تھا کہ تیرے بارے میں تو آیت نازل ہی ہوئی ہے۔ پھر تجھے کملی میں آنے کی اور تیرے حق میں دعا کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

بہرحال آیت تطہیر کی پوری بحث پیش کرنے سے ہمارا مقصود بدرجہ جناب فاطمہ رضہ کے تقرب نبی اور فضائل و مراتب کے فرق ماینتہا کو پورے طور سے ظاہر اور ثابت کرنا تھا سو وہ ظاہر و عیاں ہے۔

(۵) حجۃ الوداع اور جناب سیدہ رضہ کی شمولیت

ذیقعدہ سنہ ہجری رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حج بیت اللہ کے لئے مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کی طرف کوچ فرمایا۔ چونکہ آپ کا آخری حج تھا اس لئے اس کو حجۃ الوداع کہتے ہیں چنانچہ اس سے متعلق خود حضورؐ ہی پہلے سے فرما چکے تھے۔ خذوا عنی مناسککم فانی لا احج بعد عامی مناسکات حج مجھ سے سیکھ لو کیونکہ اس سال کے بعد پھر یہ حج نہ کروں گا۔ جس خصوصیت کے ساتھ حضورؐ نے بھی اس حج کا انتظام و اہتمام فرمایا اس کے لئے اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ اس سفر میں جناب رسالتمآب نے بخلاف دستور تمام ازواج و اقارب، ازواج مطہرات اور تمام اصحاب کو اپنے ہمراہ لیا۔ چنانچہ سیدہ رضہ بھی آپ کے ہمراہ ہوئیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ علاقہ یمن میں تبلیغ اسلام کی خدمات بطریق احسن انجام دے رہے تھے، آپ کی موعظت اور حسن خطابت سے تمام یمن کا مشہور قبیلہ بنی ہمدان ایمان و اسلام کی دولت سے بہرہ ور ہو چکا تھا۔ سفر سے کچھ روز پیشتر حضرت علی رضہ اس قبیلہ کے اسلام لانے کی نوید دربار رسالت میں پہنچا چکے تھے آپ اس خبر سے اس قدر مسرور ہوئے کہ جوش مسرت میں اپنی زبان حقیقت ترجمان سے تین بار فرمایا السلام علی ھمدان۔ حضور نے روانگی سے پیشتر حضرت علی رضہ کو بھی لکھ دیا تھا کہ یمن کے تمام معاملات ختم کر کے بہت جلد مکہ معظمہ میں پہنچو اور میرے ساتھ مناسکات حج بجا لاؤ۔

حضرت علی رضہ یمن سے تشریف لائے اور زیارت نبوی سے مشرف ہوئے تو ارشاد ہوا کہ ہدیہ کے اونٹ بھی لائے ہو؟ کہا نہیں فرمایا۔ ضرورت بھی نہ تھی۔ میں تمہارے ہدیہ کے اونٹ بھی اپنے ہمراہ لایا ہوں۔ جاؤ اور اونٹوں کی قربانی کرو۔ جب حضرت علی رضہ مناسکات ادا کر کے خیمہ مطہرات میں تشریف لے گئے۔ تو حضرت فاطمہ رضہ کو محل دیکھا۔ تعجب سے استفسار فرمایا تو آپ نے فرمایا میرے ساتھ قربانی کے اونٹ نہ تھے اس لئے میں پہلے ہی احرام سے باہر ہو گئی اور میں نے رسول اللہ سے اس کا فتویٰ لے لیا ہے۔ مجھ کو میرے والد نے اذن فرما دیا ہے۔

25 ## (۶) غدیر خم کے واقعات

جب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم فرائض حج ادا کر کے مدینہ منورہ کی طرف مراجعت فرما ہوئے۔ اور منزل غدیر خم پر پہنچے تو آیت یَا أَیُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَیْكَ الخ نازل ہوئی جس کا ترجمہ یہ ہے:۔ اے رسول! جو آپ کی طرف نازل کیا گیا ہے اس کو پہنچا دیجئے۔

علامہ شبلی اس موقعہ پر فرماتے ہیں:۔

راستہ میں ایک مقام خم پڑا جو جحفہ سے تین میل پر ہے یہاں ایک تالاب ہے اور تالاب کو عربی میں غدیر کہتے ہیں، اسی لئے اس کا نام غدیر خم آیا ہے آپ نے تمام صحابہ رضہ کو جمع کر کے ایک مختصر سا خطبہ دیا وہ یہ ہے:۔

اما بعد الا ایھا الناس فانما انا بشر یوشك ان یاتی رسول ربی فاجیب وانی تارك فیکم الثقلین اولھما کتاب اللہ فیہ الھدی والنور فخذوا لکتاب اللہ واستمسکوا بہ واھل بیتی واذکرکم اللہ فی اھل بیتی۔	حمد و ثنا کے بعد اے لوگو! میں بھی بشر ہوں ممکن ہے کہ خدا کا فرشتہ جلد آ جائے اور مجھے قبول کرنا پڑے۔ میں تمہارے درمیان دو بھاری چیزیں چھوڑتا ہوں ان میں اول خدا کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے۔ خدا کی کتاب کو مضبوطی سے پکڑو اور دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں میں اپنے اہل بیت کے بارے میں۔

تھیں خدا کو یاد دلاتا ہوں۔

صحیح مسلم، نسائی، مسند امام احمد بن حنبل، ترمذی، طبرانی اور حاکم وغیرہ میں کچھ اور فقرے بھی ہیں جن میں حضرت علی رض کی منقبت ہے۔ ان روایتوں میں ایک فقرہ ہے من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ بخاری میں ہے کہ اُس زمانہ میں حضرت علی رض یمن بھیجے گئے تھے۔ جہاں سے واپس آکر وہ حج میں شامل ہوئے تھے۔ انھوں نے یمن میں اپنے اختیارات ایسا معاملہ کیا تھا جس کو اُن کے بعض ہمراہیوں نے پسند نہیں کیا تھا۔ ان میں سے ایک صاحب نے آکر رسول اللہ سے شکایت کی۔ آپ نے فرمایا۔ علی رض کو اس سے زیادہ کا حق تھا۔

فصل دوسری ——— وفاتِ رسول اور اضطرابِ بتول رض

یہاں تک ہم نے جس قدر بھی واقعات لکھے ہیں ان سے بخوبی ثابت ہے کہ جانبین میں کیسے روحی تعلقات اور قلبی جذبات تھے ان تعلقات وجذبات کو سامنے رکھ کر اندازہ لگائیے کہ باپ کی دائمی مفارقت کا صدمہ قلب فاطمہ رض پر کیسا شاق گذرا ہوگا۔ اور اسی طرح اس ہمیشہ کے لئے چھوٹ جانے والے باپ کو اپنی پیاری اولاد کا کتنا قلق ہوگا۔ پھر اولاد بھی اکلوتی اولاد۔ جو آنکھوں کا نور۔ دل کا سرور۔ اور ساری زندگی کی دولت تھی ؎

سرِ انجام نالہ اگر تاب شنیدن داری ٭ شکوہ کم اگر طاقتِ دیدن داری

۲۶ صفر سنہ ۱۱ ہجری کے تیسرے ہفتہ سے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت علیل ہوئی چہارشنبہ کے دن آپ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں رونق افروز ہوئے اسی دن تیسرے پہر سے حرارت کے آثار نمایاں ہوئے اور شام ہوتے ہوتے شدید بخار ہوگیا۔ جناب سیدہ رض آپ کی علالت کی خبر سنتے ہی خدمت نبوی میں حاضر ہوگئیں۔ اور آپ کی خدمت وراحت رسانی میں سرگرم عمل ہوگئیں۔ آپ کا روزانہ معمول یہ تھا کہ اپنے پدر بزرگوار کی ضروری خدمتوں سے فارغ ہوکر اپنے گھر تشریف لے جاتیں اور اپنے ضروری کام انجام دے آتیں اور پھر خدمت نبوی میں حاضر ہوجاتیں مگر جب آپ کے مرض میں شدت ہوئی تو گھر کا ایک قلم موقوف کردیا۔ اور پھر اس وقت سے لے کر وفات کے وقت تک ہمہ وقت خدمت میں حاضر رہیں۔

آہ اس خیال سے جناب سیدہ رض کے دل پر کیا گزرتی ہوگی کہ شفیق و مہربان باپ کا سایہ سر سے اُٹھ رہا ہے جو تمام راحت وآرام، عظمت وعزت اور شرف ومفاخرت کا باعث تھا۔ ایسے قیامت خیز وقت میں جناب سیدہ رض کے دل میں بال بچوں اور گھر بار کا خیال کیسے پیدا ہوسکتا تھا۔ آپکو اسوقت سوائے اپنے پدر بزرگوار کے اور کسی کی خبر نہ تھی حسرت آمیز نگاہیں ہر وقت روئے مبارک پر لگی رہتی تھیں۔

اُدھر حضور صلعم کی کیفیت یہ تھی کہ جب شدت مرض سے افاقہ ہوتا تو

آپ لختِ جگر فاطمہ رض کی طرف حسرت سے دیکھ کر رہ جاتے کبھی پاس بلاکر پہلو میں بٹھاتے، اور کبھی پارۂ دل کو چھاتی سے لگاکر تسکین ودلجوئی فرماتے اور دنیا کے مصائب ونوائب پر صبر وخاموشی اختیار کرنے کی تاکید وہدایت فرماتے۔

پیارے نواسے بھی بیماری کی حالت میں رات دن نانا کا تعویذ بنے رہتے اور دیکھتے رہتے کہ نانا جان دنیا سے سدھار رہے ہیں۔ نہ معلوم ان کے دلوں میں رہ رہ کر کیا کیا خیال آتے ہوں گے قریب تھا کہ ماں باپ حضور کی تکلیف کے خیال سے اکثر بچوں کو جدا رکھنا چاہتے۔ مگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بچوں سے یہ بے رخی کب گوارا تھی، ان کو اپنے پاس بلاتے اور اپنے دوش، اپنے سینہ اور اپنی پشت مبارک پر اسی طرح بٹھالیا کرتے تھے جس طرح صحت کی حالت میں کیا کرتے تھے۔

سیرۃ النبی حصہ سوئم میں ہے۔

آنحضرت صلعم نے اپنے مرض الموت میں ایک دفعہ حضرت فاطمہ زہرا رض کو اپنے پاس بلایا اور ان کے کان میں کوئی بات کہی، کہ وہ رونے لگیں، تھوڑی دیر کے بعد ان سے ایک اور بات کہی تو وہ ہنسنے لگیں۔ حضرت عائشہ رض کہتی ہیں کہ مجھ کو یہ دیکھکر تعجب ہوا اور اُن سے اس کا سبب دریافت کیا۔ اُنھوں نے کہا میں رسول اللہ صلعم کا راز فاش نہیں کرسکتی جب آپ کی وفات ہوگئی تو حضرت عائشہ رض نے دوبارہ اُن سے دریافت کیا۔ حضرت فاطمہ رض نے کہا۔ ہاں اب میں بتاسکتی ہوں، حضور صلعم نے پہلے مجھ سے یہ فرمایا کہ میں اسی بیماری میں انتقال کروں گا۔ اور پھر فرمایا۔ اے فاطمہ رض! میرے اہل بیت میں سب سے پہلے تم آکر مجھ سے ملوگی۔ یہ دونوں باتیں صحیح ہوئیں۔ آپ نے اسی مرض میں وفات پائی اور آپ کی وفات کے تقریباً چھ ہی مہینہ کے بعد حضرت فاطمہ زہرا رض بھی اس دنیا سے چل بسیں۔

محدث شیرازی رح قریب وفات کے واقعات ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:۔

فاطمہ رض پیش برد وگفت یا ابتاہ ہیچ جواب نشنید۔ پس گفت جان من فدائے جان تو یا ابن نگاہے کن وسخنے بگو۔ اں سرور چشم بکشاد وگفت اے دختر من گریہ مکن کہ حملۂ عرش از بکائے تو می گریند واز دست مبارک اشک از چہرۂ فاطمہ رض پاک می کرد۔ و اُورا دلداری وبشارتہا می داد وگفت بار خدایا فاطمہ رض را در مفارقت من صبر دہ۔ و باز اوگفت جان روح مرا قبض کنند بگو انا للہ وانا

الیہ راجعون بدرستیکہ ہر انسانے را در ہر مصیبتے عوضے ہست۔ گفت یارسول اللہؐ! از تو کدام چیز عوض تواند بود۔ بعد ازاں چشم بر نہاد فاطمہ رضؓ گفت واکرب اباہ۔ حضرت فرمود ہیچ کرب واندوہ بعد از امروز برپدر تو نیست۔

(ترجمہ) حضرت فاطمہ رضؓ نے رسول اللہ کے سامنے آ کر کہا اے میرے باپ! کوئی جواب نہ سُنا۔ پھر کہا میری جان آپ کی جان پر فدا ہو۔ میری طرف نگاہ کیجئے اور کچھ کہئے حضورؐ نے آنکھیں کھولیں اور کہا میری بیٹی رو رہی ہے تمہارے رونے سے جملہ ملائکہ عرش روتے ہیں اور اپنے دست مبارک سے حضرت فاطمہ رضؓ کے آنسو پونچھے ان کی دلداری کی بشارتیں دیں اور فرمایا۔ خداوندا! فاطمہ رضؓ کو میری مفارقت پر صبر کرنے کی توفیق دے اور حضرت فاطمہ رضؓ سے فرمایا جب میری روح فرشتے قبض کریں تو تم انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا۔ ہر انسان کے لئے ہر مصیبت میں عوض ہوتا ہے حضرت فاطمہ رضؓ نے عرض کیا یارسول اللہؐ آپ کا عوض کیا چیز ہوگی؟

آگے چل کر یہی محدث فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا رضؓ سے ارشاد فرمایا ہے کہ حسن رضؓ اور حسین رضؓ کو میرے نزدیک لاؤ، دونوں صاحبزادے آئے اور آتے ہی داغ مفارقت دینے والے نانا جان کو سلام کیا اور جد بزرگوار کے نزدیک بیٹھ گئے اور جب حضور کا حال غیر دیکھا تو رونا شروع کر دیا اور اس طرح روئے کہ جو بھی اس وقت وہاں موجود تھا رونے لگا۔ حضرت امام حسن رضؓ نے اپنا منہ رسول اللہؐ کے روئے مبارک پر اور حضرت امام حسین رضؓ نے اپنا منہ حضورؐ کے سینہ پر رکھ دیا۔ حضورؐ نے آنکھیں کھولیں اور دونوں پر لطف وشفقت سے نظر کی ان کو بوسہ دیا۔ ان کی خوشبو سونگھی اور ان کی تعظیم واحترام اور محبت کی وصیت امت کو کی۔ اس کے بعد جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام رہگرائے اعلیٰ علیین ہوگئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

وفاتِ رسولؐ کا قلبِ بتولؓ پر کیا اثر ہوا؟ فریقین میں جو روحی تعلق تھا اس کو آپ اول سے مطالعہ کرتے چلے آئے ہیں۔ اس کے مطابق حقیقت تو یہ ہے کہ جناب ختمی مرتبتؐ نے وفات کیا پائی خاتونِ جنت رضؓ پر کوہ الم ٹوٹ پڑا۔ غریب بیٹی کو اجل نصیب ماں کے بعد شفیق باپ کا سہارا تھا وہ بھی نہ رہا، اب غم دیدہ ومصیبت رسیدہ بچی کے مجروح دل اور زخمی قلب پر تسکین کا پھاہا کون رکھے؟ قبرِ رسول کے بند ہوتے ہی فاطمہ رضؓ پر مصیبتوں کے دروازے کھل گئے، نگاہوں میں دنیا تاریک ہوگئی۔ رسول اللہؐ کے رشتۂ حیات کے ساتھ ہی بتول رضؓ کی راحت کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔ وفاتِ رسولؐ کے بعد آپ چھ ماہ زندہ رہیں مگر زندہ درگور۔ نگاہیں چاروں طرف شفیق باپ کو ڈھونڈتی تھیں مگر باپ کہاں؟ بالآخر آپ بھی اپنے باپ سے جا ملیں۔

وفات رسولؐ کے بعد سلسلۂ مصائب سیدہ فاطمہ رضؓ سب سے پہلا واقعہ فدک کا پیش آیا۔ جو سنیوں اور شیعوں کے مابین ایک معرکۃ الآرا واقعہ ہے۔ میں اس واقعہ کو نزاعی امور سے الگ ہو کر اس کی سادہ صورت میں پیش کرتا ہوں۔

معاملۂ فدک کے واقعات

محمد ابن سعد طبقات میں فرماتے ہیں:-

محمد بن عمرؓ نے ہشام ابن سعد سے اور اُس نے زید ابن مسلم اور انھوں نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضؓ کا بیان ہے کہ جس دن جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے انتقال فرمایا اسی دن لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ سے بیعت کر لی۔ اس کی صبح کو جناب سیدہ رضؓ حضرت علی مرتضیٰ رضؓ کے ہمراہ حضرت ابوبکر رضؓ کے پاس تشریف لائیں اور ارشاد فرمایا کہ میں اپنے پدر بزرگوار جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث چاہتی ہوں۔ حضرت ابوبکر رضؓ نے فرمایا کہ آپ اُسے بقاعدۂ میراث چاہتی ہیں یا بطریق اقرار وپیشا ق؟ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ فدک خیبر اور مدینہ کی املاک واہواب صدقات ہماری ارث میں اسی طرح داخل ہیں جس طرح تمہارے مرنے کے بعد تمہاری بیٹیوں کی ارث میں آ جائیں گی۔ حضرت ابوبکر رضؓ نے جواب دیا خدا کی قسم آپ کے پدر بزرگوار مجھ سے بدرجہا بہتر تھے اور اسی طرح آپ میری بیٹیوں سے بدرجہا بہتر ہیں۔ لیکن جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم فرما گئے ہیں کہ میرا کوئی وارث نہیں۔ میں جو کچھ چھوڑ جاؤں وہ سب صدقہ ہے۔ یعنی تمام امور امت کی مد۔ اب آپ کو معلوم ہوا کہ آپ کے والد بزرگوار ان اموال کو عطا فرما گئے ہیں۔ قسم خدا کی اگر ایسا نہ ہوتا تو میں آپ کے کہنے کو مان لیتا اور آپ کی تصدیق کرتا۔ آپ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ ام ایمن رضؓ کی معرفت آپ نے میرے پاس کہلا بھیجا تھا کہ آپ نے علاقۂ فدک مجھے عنایت فرمایا ہے، حضرت ابوبکر رضؓ نے جواب دیا کہ اگر میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کہتے ہوئے سنا ہوتا تو میں آپ سے کہتا کہ میں نے ایسا سنا ہے اور آپ کی تصدیق کرتا اور آپ کے قول کو قبول کر لیتا۔ آپ نے 26

دے کر عورتوں کے حقوق کو پامال کر دیا۔ اور مسلمانوں کی بیبیاں، بہو بیٹیاں لونڈیوں سے بدتر ہوئیں۔ ایسی ہوئیں تو ہوئیں، بیاں تک کہ ان عورتوں کی وجہ سے مسلمان سنی اور شیعہ دو فرقے ہو رہے ہیں۔

اس سے آگے سنی و شیعہ اختلاف پر کچھ سوالات و جوابات ہیں۔ ان میں سے ایک سوال کا جواب ہے:۔

اس بات میں کہ سنی ان جھگڑوں کو جزو دین قرار دیتے ہیں اور مجبور ہو کر ان کو واقعات سے انکار کرنا پڑتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان لوگوں میں کسی طرح کی رنجش، دل کشیدگی اور رکاوٹ تھی ہی نہیں۔ لیکن میرے نزدیک یہ انکار انکار بداہت ہے۔ میں کہتا ہوں تھی اور ضرور تھی اور ہونا چاہئے تھی اور آخرکار وہ ظاہر ہوئی پر ہوئی اور بری طرح پر ہوئی۔ لیکن اس کو دین سے سروکار نہیں۔

حضرت فاطمہ زہرا رضہ کے حالات وفات درد جگر خراش ہیں۔ مگر وائے بر حال ما کہ ہم ان فضول جھگڑوں، بکھیڑوں میں پڑ کر صدیوں سے اپنا وقت برباد کر رہے ہیں۔ صحیح بات حافظ صاحب کے قول کے مطابق یہی ہے کہ ان جھگڑوں کو دین سے سروکار نہیں۔ پھر اگر ان حضرات میں کسی طرح کی رنجش و کشیدگی ثابت

۴۰ ہو گئی تو کیا اور نہ ثابت ہوئی تو کیا، ہاں یہ ضرور ہے غلطی کو غلطی کہا جائے خواہ وہ کسی مقدس سے مقدس سے کیوں نہ سرزد ہوئی ہو۔ وہ معصوم تو نہ تھے کہ خواہ مخواہ ان کی ہر بات کو وحی الٰہی کا درجہ دے دیا جائے اور اپنے مفروضات کو داخل مذہب کر لیا جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ سنی اور شیعہ دونوں تھوڑی دور تو معقولیت اور حق و صداقت کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں اور جہاں پہنچ کر ان دونوں فرقوں کی حدود الگ الگ ہو جاتی ہیں اور ما بہ الامتیاز پیدا ہو جاتا ہے تو پھر حق و صداقت سے الگ ہو کر تعصب و ہٹ دھرمی اور شخصیت پرستی کی کیچڑ میں دھنس کر رہ جاتے ہیں۔ صدیوں سے یہی ہو رہا ہے، اور نہ معلوم کب تک ہوتا رہے گا۔ اب رہا حضرات صحابہ رضہ کا اور حضرات اہل بیت اطہار کے مکارم اخلاق اور محاسن معاشرت سے استفادہ کا معاملہ سو اس سے دونوں فرقے کوسوں دور اور نفور ہیں۔ سچ ہے ؎

"ایک لنگ بخشن ہے اور ایک لنگ چار یار"

فصل دوسری ——— جناب سیدہ رضہ کے مکارم اخلاق اور محاسن معاشرت

بہ بعث تو ز زمین تا بہ آسمان رفتم ٭ نگاہ کردم و دیدم ہنوز تحت ثری است

سیدۃ النساء العالمین حضرت فاطمۃ الزہرا رضہ کوئی معمولی عورت تو تھیں ہی نہیں کہ ان کے آداب و اخلاق اور محاسن معاشرت کو معمولی اور عامیانہ پیمانہ پر خیال کر لیا جائے، بلکہ آپ اس اعتبار سے کہ آپ دختر رسول تھیں اور آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت افاضہ اور اوصاف و کمالات نبوت سے سب سے زیادہ مستفید ہونے کا موقعہ ملا اپنے اندر ایک انوکھی شان رکھتی ہیں۔ آپ کی ذات فضائل و مناقب مخصوصہ کے اخلاقی و روحانی جوہروں سے پُر تھی اور کیوں نہ ہوتی آخر آپ صاحب خلق عظیم کی صاحبزادی تھیں اور آغاز ہی سے دامان نبوت کی پرورش یافتہ اور ناز پروردہ تھیں۔ پس آپ کی ذات تعلیمات رسالت پناہی کے جواہرات سے معمور اور ظاہری و باطنی سے بھرپور اور پسندیدگان ایزدی کے زمرہ میں شامل تھیں وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

آپ کی معاشرت کا تمام وکمال زمانہ ۔ جناب فاطمہ زہرا رضہ سنہ ۲ ہجری میں عصمت سرائے نبوت سے کاشانۂ علی مرتضیٰ رضہ میں جلوہ افروز ہوئیں اور آپ کا سال انتقال سنہ ۱۱ھ ہے۔ پس قریب قریب ساڑھے سات برس آپ کی معاشرت کا تمام و کمال زمانہ ہے۔ اس قلیل مدت معاشرت میں باوجود صدہا مصائب و آلام کے آپ کے کمال استغناء، احسان، خندہ پیشانی، اور خوش خلقی سے اپنی معاشرت، فی مابین حفظ مراتب، اداے حقوق اللہ و حقوق العباد، اور فرائض خانہ داری کی خدمات، انجام دیں اور دنیاوی امتحان و آزمائش کے تمام دشوار ترین منازل و مراحل طے کئے۔ اور دنیا والوں کو اپنے صبر و استقلال کا بے نظیر نمونہ دکھایا۔

جناب سیدہ رضہ کی وفات کے بعد کسی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا کہ آپ کے ساتھ حضرت فاطمہ رضہ کا حسن معاشرت کیسا رہا؟ آپ یہ سوال سن کر آبدیدہ ہو گئے، آہ سرد دل پر درد سے بھری اور فرمایا۔ وہ جنت کا ایک خوشبودار پھول تھیں جس کے مرجھا جانے پر بھی اس کی خوشبو سے میرا دماغ معطر ہے جب تک فاطمہ رضہ زندہ رہیں مجھے ان سے کوئی شکایت نہ ہوئی۔

آپ کا دستور تھا کہ پہلے اپنے مقدس شوہر اور بچوں کو کھانا کھلا لیتیں تو ان کے بعد خود تناول فرماتیں۔ اپنے شوہر کی اطاعت و دل داری میں ہر وقت کمربستہ رہتیں، حضرت علی رضہ جب بھی گھر میں آتے تو اطاعت شعار بیوی کو خندہ رو فرحاں پاتے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک بار دن بھر کے بعد ہم لوگوں کو شب کے وقت کھانا میسر آیا۔ مادر مہربان نے پہلے ہم لوگوں کو کھلایا سب کے بعد خود کھانے بیٹھیں۔ لقمہ توڑ کر تناول فرمانا چاہتی تھیں کہ دروازہ پر ایک سائل نے آواز دی، یا بنت رسول اللہ! میں ایک مرد مستحق ہوں محتاج ہوں۔ دو وقت کا بھوکا ہوں، خدا کے نام پر مجھے سیر کرا دیجئے۔ اس بھوکے کی آواز سے آپ بے تاب ہو گئیں۔ دست مبارک سے روٹی کا ٹکڑا رکھ دیا اور سالم روٹی مجھے دے کر فرمایا۔ جاؤ اس بھوکے کو دے آؤ۔ میں نے پوچھا۔ اماں جان! اس کی ترجیح استحقاق کا کیا سبب ہے! آپ خود بھی تو بھوکی ہیں۔ فرمایا۔ بیٹا! تمہاری ماں تو صرف ایک ہی وقت کی بھوکی ہے اور یہ سائل دو وقت

کا بھوکا ہے۔ یہ سن کر میں اٹھا اور آپ کے حکم کی تعمیل کی۔

انتہائی عسرت و گرسنگی میں ذکر معبود ۔ ہم لوگوں کا مذاق اور نقطۂ نگاہ یہ ہے کہ فقر و فاقہ میں عبادت کیسی۔ پیٹ بھرا ہو تو پھر عبادت کا لطف ہے اور اگر عسرت و گرسنگی میں عبادت کرتے بھی ہیں تو اس لئے کہ معبود حقیقی راضی ہو کر معیشت کی تنگی دور کر دے۔ لیکن آئیے کاشانۂ زہرا رض میں آ کر ذکر الٰہی کا منظر دیکھئے۔

ایک بار حضرت علی کرم اللہ وجہ گھر میں تشریف لائے جناب سیدہ رض سے دریافت کیا کھانے کو ہے؟ یہ سن کر آپ نے سر جھکا لیا اور منہ سے کچھ نہ کہا۔ مزاج دان شوہر سمجھ گئے کہ آج گھر میں اللہ کا نام ہے فوراً گھر سے باہر چلے آئے اور قوت لایموت بہم پہنچانے کا سامان کرنے لگے۔ جب دوبارہ گھر میں آئے تو دیکھا کہ سیدہ رض کو نہ فاقہ کا خیال ہے، نہ عسرت و گرسنگی کا ملال۔ محراب عبادت میں ذوق و انہماک کے ساتھ مصروف رکوع و سجود ہیں۔

اسی طرح ایک بار دوسرے موقعہ پر گھر میں آئے اور دریافت کیا کچھ کھانے کو ہے؟ صابرہ شاکرہ سیدانی نے جواب دیا۔ آج تین دن سے گھر میں ایک دانہ تک نہیں حضرت علی رض نے فرمایا۔ تعجب ہے تین دن سے گھر کا یہ حال ہے اور آپ نے آج تک مجھ سے اس کا ذکر تک نہیں کیا۔ سیدہ نے سر جھکا کر جواب دیا۔ میرے پدر بزرگوار نے مجھے رخصت کرتے وقت تاکید و ہدایت کر دی تھی کہ میں آپ سے کبھی کوئی چیز مانگ کر شرمندہ نہ کیا کروں۔ اس وجہ سے میں نے اخفا کی اور آپ کو تکلیف دینا نہ چاہا۔

یہ ہے حسنی صبر و شکر، شوہر کی دل نوازی و راحت رسانی۔ مسلمان عورتیں اس سے سبق لیں۔ اگر وہ ایسی ہی صابر و شاکر بن جائیں تو ہمارے گھر جنت کا نمونہ بن جائیں، مگر یہاں تو شوہروں کو دن و رات بیویوں کی فرمائشوں اور ناز برداریوں سے سر کھجانے کی مہلت نہیں ملتی۔ بیویاں چاہتی ہیں کہ میاں چاہے چوری کر کے لائے یا بھیک مانگ کر ہمارا سوٹ، اونچی ایڑی کی جوتی اور سونے کے کنٹے ضرور بنوا دے۔ یہی ہے وہ فیشن پرستیاں اور فضول خرچیاں جنہوں نے مسلمانوں کو قرض و سود کی زنجیروں میں جکڑ کر دنیا میں ذلیل و رسوا کیا ہے۔ کاش ہم سادگیٔ معاشرت کا سبق حاصل کریں۔

سیدہ نے بخار کی حالت میں چکی پیسی ۔ ایک بار جناب فاطمہ زہرا رض کی طبیعت ناساز ہو گئی۔ یعنی بخار ہو گیا۔ حضرت علی رض فرماتے ہیں کہ وہ رات سیدہ رض نے بڑی بے چینی اور اضطراب میں کاٹی۔ میں بھی ان کی بے چینی اور درد و کرب کی وجہ سے رات بھر پلک نہ جھپکا سکا صبح کے قریب ہم دونوں کی آنکھ لگ گئی کہ مسجد سے الصلوٰۃ خیر من النوم (نماز سونے سے بہتر ہے) کی آواز آئی۔ میں نے اٹھ کر دیکھا تو دیکھا کہ سیدہ رض مجھ سے بھی پہلے وضو کر رہی ہیں۔ میں نے دل میں خیال کیا۔ یہ رات بھر بخار سے تڑپتی رہی ہیں، اگر بجائے وضو کے تیمم کر لیتیں تو بہتر تھا۔ مگر میں نے زبان سے کچھ نہ کہا۔

سیدھا مسجد میں چلا آیا اور نماز میں مصروف ہو گیا۔ جب نماز پڑھ کر آیا تو دیکھا حسب معمول سیدہ رض چکی پیس رہی ہیں اور آثار مرض چہرے سے نمایاں ہیں۔ یہ ضعف و نقاہت اور حالت و مشقت دیکھ کر مجھے تاب نہ رہی میں نے نہایت نرمی سے کہا۔ سیدہ رض تمہیں اپنے آپ پر بھی رحم نہیں آتا۔ رات بھر تو تمہیں بخار رہا تمام شب تڑپ کر کاٹی۔ صبح کو اٹھیں تو ٹھنڈے پانی سے وضو کر لیا۔ اور پھر چکی پیسنے بیٹھ گئیں۔ آخر اتنی محنت کیوں اٹھا رہی ہو۔ اور مرض کو اپنے ہاتھوں بڑھا رہی ہو۔ جناب فاطمہ زہرا رض نے ادب و احترام کے ساتھ جواب دیا کہ اگر میں اپنے فرائض کی ادائیگی میں مر بھی جاؤں تو یقین کیجئے کہ میں انتہا سے زیادہ خوش ہوں گی اور مجھے مسرت ابدی ہو گی۔ میں نے وضو کیا خدا کی عبادت کے لئے اور چکی پیسی تمہاری اطاعت کے لئے، تم ہی بتاؤ۔ فاطمہ رض کے لئے ان دونوں فریضوں سے بڑھ کر اور کونسا فریضہ ہو سکتا ہے؟

دیکھا آپ نے حقوق اللہ کی تقدیم و ادائیگی اور شوہر کی اطاعت و فرمانبرداری اس کو کہتے ہیں بہنو اور بیٹیو! جناب سیدہ رض سے آداب خانہ داری اور شوہر کی اطاعت سیکھو اور دیکھو یہ سیدہ کون ہیں؟ یہ دختر رسول مختار ہیں۔ شوہر مومنوں کے سردار و سرتاج اور خود خیر النساء العالمین ہیں مگر محنت کشی سادگی۔ دنیا سے بے رغبتی اور نام و نمود سے نفرت کا یہ عالم کہ گھر میں خود جھاڑو دے رہی ہیں۔ ابھی چکی پیس کر اٹھی ہیں ہنوز کھانا پکانی ہے ۳۱
کھانا پکا کر بچوں کو نہلا دھلا کر ان کی پرورش کا حق ادا کریں گی۔ پھر گھر کا اور کام کاج کریں گی۔ پھر لطف و کمال یہ کہ خدا کی یاد۔ اس کی عبادت و طاعت اس کی حمد و ثنا سے بھی کسی وقت غافل نہیں۔

کیا یہ نہیں ہو سکتا تھا کہ آپ پدر عالی قدر سے ایک لونڈی گھر کا کام کاج کرنے کے لئے مانگ لیتیں لیکن اگر وہ ایسا کرتیں تو دنیا کی عورتوں کو امور خانہ داری میں محنت و جفاکشی اختیار کرنا کون سکھاتا۔ اس لئے جناب سیدہ رض خود ہی چکی پیستیں، خود ہی لڑکوں کو نہلاتیں۔ دھلاتیں کھلاتیں پلاتیں اور پھر گھر کا سب کام خود ہی کرتیں۔

اب ذرا مسلمان عورتیں اپنی حالت پر بھی غور کریں۔ کہ اگر ان کے میاں کی تنخواہ تیس روپے ماہوار بھی ہو گئی تو بس سمجھ لیا اب ہم گھر کا کام کاج کیوں کروں! اگر ایک دن بخار آ گیا تو چھ دن تک مزاج سیدھا نہیں ہوا۔ اگر شوہر سے خلاف مزاج کوئی حرکت ہو گئی تو بس سو سو طعنے دے کر اس کی تمام عمر کی دلداری و جگر سوزی کو خاک میں ملا دیا۔ ذرا گھر کا کام کرنا پڑے تو خدا کو بھول جاتی ہیں، اور اگر خدا کی یاد آ جائے تو شوہر کو بھلا دینا چاہتی ہیں۔ غرض جس پہلو سے بھی دیکھو ہماری ازدواجی زندگی میں کیڑے پڑے ہوئے ہیں، مگر حب اہل بیت کے دعوؤں کا یہ حال ہے کہ جہاں محرم آیا بیٹھ گئی پھر بچاری، شریعت کو کون پوچھتا ہے۔ سینہ کو بہاں زنیں اور یا حسین کا نعرہ

پس اس کے بعد وہ بچے محبت اہل بیت، عورتیں خواہ سنیوں کی ہوں یا شیعوں کی سب کی سب ادائے حقوق، فرائض خانہ داری اور پرورش اطفال سے غافل اور اسی مرد خواہ سنی ہوں یا شیعہ محاسن اخلاق اور آداب معاشرت سے سب کے سب عاری۔

واہ رے گندم نما جو فروشو! کیا کہنا ہے تمہاری محبت اہلبیت کا۔ تم نے تو سادات کی تعلیم و تلقین کا تختہ الٹ دیا۔ یقین کرو کہ تم اہل بیت کے دشمن ہو۔

امور خانہ داری کی تقسیم حضرت امام حسن رض فرماتے ہیں کہ ہمارے گھر کے کاموں کی انجام دہی کی صورت یہ تھی کہ باہر کے جتنے کام تھے ان کو ہمارے پدر بزرگوار انجام دیتے تھے۔ جیسے پانی، ایندھن اور بازار سے چیزیں لانا۔ اور گھر کے تمام اندرونی کام مثلاً گھر میں جھاڑو دینا، صفائی رکھنا کھانا پکانا، چکی پیسنا اور سینا پرونا وغیرہ وغیرہ، ہماری مادر گرامی قدر انجام دیتی تھیں۔ اور انہی کاموں میں ہماری ضرورتوں کی بجا آوری بھی انہی کے ذمہ تھی۔ آپ اپنی خانہ داری کے کاموں کی انجام دہی میں کبھی کسی قریبی یا ہمسایوں کو اپنی معاونت یا ہاتھ بٹانے کی تکلیف نہیں دیتی تھیں، کام کی کثرت سے نہ گھبراتی تھیں، سب کام خود ہی کرتی تھیں۔

حضرت سلمان فارسی رض کسی ضرورت سے خانۂ فاطمہ رض میں آئے دیکھا کہ جناب سیدہ رض جو سلے چکی پیس رہی تھیں چکی پیستے پیستے دونوں ۴.۱
ہاتھ زخمی ہو گئے ہیں حتیٰ کہ چکی کی کھونٹی خون آلود ہو رہی ہے، قریب ہی ایک گوشہ میں حضرت امام حسین رض بھوک کی شدت سے رو رہے ہیں۔ میں یہ حالت دیکھ کر بے قرار ہو گیا اور جناب سیدہ رض کی خدمت میں عرض کی کہ فضہ لونڈی کے ہوتے ہوئے آپ اتنی تکلیف کیوں برداشت کر رہی ہیں۔ یہ خدمت فضہ سے کیوں نہیں لیتیں۔ فرمایا۔ سلمان رض! فضہ کو دیتے وقت میرے پدر بزرگوار نے مجھے تاکید کر دی تھی کہ ایک دن گھر کا کام کاج میں کیا کروں اور ایک دن فضہ، سو آج میری باری کا دن ہے فضہ کی باری کل ہے اس لئے میں فضہ کو آج تکلیف کیوں دوں۔ حضرت سلمان رض فرماتے کہ میں یہ سن کر رونے لگا، اور میں نے عرض کی کہ میں بھی تو آپ کا آزاد کردہ غلام ہوں۔ مجھے حکم دیجئے کہ میں چکی پیس دوں۔ آپ نے میری درخواست قبول کر لی۔

عبادت اور خوف الٰہی

حضرت فاطمۃ الزہرا رض کی عبادت، ریاضت، تقویٰ طہارت اور خشوع و خضوع کی کیفیت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسرے درجہ پر تھی۔ آپ نے جناب سیدہ رض کے گھر کے کاموں کا نقشہ دیکھ لیا۔ آپ سمجھتے ہوں گے جس خاتون کے متعلق گھر کے اتنے کام ہوں وہ عبادت الٰہی کے لئے وقت کیونکر نکالتی ہوگی۔ جاری یہ حیرانی بالکل بجا ہے مگر برگزیدگان الٰہی کی بارگاہ میں اس حیرانی کو ذرا دخل نہیں کیونکہ وہ اپنے اپنے فرائض اپنے اپنے وقت پر ادا کرتے ہیں حقوق اللہ بھی وقت پر ادا کرتے ہیں اپنے نفس کا حق بھی پورا کرتے ہیں اور حقوق العباد کی بھی پوری پوری حفاظت و نگہداشت کرتے ہیں۔ کیا مجال جو کسی فرض کی ادائیگی ان کو دیگر فرائض کی بجا آوری سے غافل کر دے یہی حال سیدۂ عالم رض کا تھا۔ پھر ان کے تو جملہ افعال و اعمال عبادت تھے، چاہے وہ جس کام میں ہوں کیونکہ دل ہر وقت ذاکر و شاغل تھا۔ وہ ایک لحظہ بھی یاد الٰہی کی محویت سے خالی نہ رہتی تھیں۔

چنانچہ حضرت سلمان فارسی رض سے منقول ہے کہ ایک بار میں خانۂ زہرا رض میں آیا تو دیکھا کہ حضرات حسنین رض گوسفند کی کھال پر پڑے سو رہے ہیں اور حضرت فاطمہ رض ہاتھ سے پنکھا جھل رہی ہیں اور زبان سے قرآن پاک کی تلاوت فرما رہی ہیں، اسی طرح ایک بار حضرت علی کرم اللہ وجہہ گھر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ آپ روٹی پکاتی جاتی ہیں اور نہایت خوش الحانی سے قرآن شریف بھی پڑھتی جاتی ہیں۔

حضرت امام حسن بصری رح امیر المومنین حضرت علی رض کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ باوجودیکہ جناب سیدہ رض خدا کی عبادت میں مصروف رہتی تھیں۔ لیکن گھر کا کوئی کام اس وقت کا اس وقت پر یا آج کا کام کل پر نہیں ہونے پاتا تھا۔ ان کی کثرت عبادت کی وجہ سے مجھے امور خانہ داری میں کبھی کوئی شکایت پیدا نہیں ہوئی۔

حضرت امام حسن رض فرماتے ہیں کہ میں اپنی مادر گرامی قدر کو اکثر اوقات محراب عبادت میں گریہ و زاری کرتے۔ نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ خدا کی حمد و ثنا کرتے اور با لحاح و زاری طویل طویل دعائیں مانگتے دیکھتا تھا۔ مگر ان طویل دعاؤں میں سے کوئی دعا بھی اپنی ذات کے لئے نہ ہوتی تھی بلکہ سب مومنین اور مومنات کے لئے ہوتی تھیں۔

حضرت امام حسن رض فرماتے ہیں کہ آپ کو قرآن پاک کی تلاوت سے خاص شغف تھا عبادت بجا لانے کے وقت خوف الٰہی کی وجہ سے آپ کا نورانی چہرہ زعفرانی ہو جاتا تھا، تمام جسم تھر تھر کانپنے لگتا خضوع و خشوع کے باعث دیدۂ حق بیں سحاب دُربار ہو جایا کرتے تھے اور اشک مسلسل کے تار مصلے پر گرتے جاتے

شدت گریہ و زاری کا ایک واقعہ ۔ لکھا ہے کہ ایک مرتبہ عذاب دوزخ کی نسبت چند آیتیں نازل ہوئیں ان کو سن کر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم اتنا روئے کہ صحابہ رض آپ کی بیقراری اور شدت گریہ و زاری دیکھ کر رونے لگے۔ اور اس میں اضافہ ہی ہوتا گیا۔ مگر کسی کو شدت گریہ و بکا کا سبب بھی معلوم نہ ہو سکا۔ سب صحابہ رض نے مل کر تجویز کی کہ جناب سیدہ رض کو بلایا جائے کیونکہ معمول تھا کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم چاہے کیسے ہی ملول و محزون کیوں نہ ہوتے، اپنے پارۂ جگر کو دیکھتے

ہی مسرور و شاداں ہو جاتے۔ صحابہ رضی رسول اللہ کے مزاج داں تھے، انہی نے حضرت فاطمہ رضی کے بلانے کی تجویز ٹھیری۔ چنانچہ آپ کو رسول اللہ کی شدتِ گریہ و زاری کی خبر دی گئی۔ آپ اپنے پدر بزرگوار کی حالت سن کر بیقرار ہو گئیں، فوراً کمل اٹھا کر اوڑھا جس میں پندرہ پیوند لگے ہوئے تھے اور خدمتِ نبوی میں حاضر ہو گئیں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب سیدہ رضی کو دیکھا تو آپ کی طبیعت سکون پذیر ہو گئی اور لختِ جگر کو چھاتی سے لگا لیا اور آنے کا سبب دریافت کیا۔ آپ نے آنے کا سبب عرض کر دیا اور کہا میں یہاں آنے سے پہلے گھر میں چکی پیس رہی تھی اور قرآن کی تلاوت کرتی جاتی تھی، خدا کی قسم میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ آج پانچ برس سے میرے اور علی رضی کے پاس بکری کی ایک کھال کے سوا بچھانے کو کوئی دوسری چیز نہیں ہے۔ حضور نے ارشاد فرمایا۔ بیٹا! یقین کرو کہ تمہارے صبر و شکر کا بدلہ خدا کے خزانہ آخرت میں امانت ہے۔ اس کے بعد حضرت فاطمہ رضی نے شدتِ گریہ کا سبب دریافت کیا۔ اس پر آپ نے وہ آیتیں تلاوت کیں جو عقوبتِ دوزخ کی تفصیل میں نازل ہوئی تھیں۔ سیدہ رضی ان کو سنتے ہی بے قرار ہو کر زمین پر گر پڑیں۔ بار بار ان کی تلاوت فرماتی جاتیں تھیں اور روتی جاتی تھیں، بہت دیر کے بعد قرار و سکون آیا۔

رسول اللہؐ کے دل میں نورِ نظر کی محبت و اُلفت

یہ ایک فطرتی امر ہے کہ ہر باپ کو اپنی اولاد سے محبت ہوتی ہے کیونکہ یہ الفت قلبی قدرت ربانی کی طرف سے خاص طور پر ودیعت فرمائی گئی ہے۔ اس کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں لیکن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے لختِ جگر اور نورِ نظر سے محبت و اُلفت کچھ انوکھی شان کی تھی اور وہ امتِ محمدی میں ایک خاص درجہ رکھتی ہے اس لئے اس کو بیان کرنا نہایت ضروری ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو جو جدانی مسرت اور روحانی بشاشت حضرت فاطمہ رضی کو دیکھ کر ہوتی تھی۔ وہ دنیا کی کسی دوسری چیز سے محسوس نہ ہوتی تھی۔ جب آپؐ اپنی نورِ نظر کو دیکھ لیتے تھے تو تمام رنج و ملال دور ہو جاتے تھے۔

آپ جناب سیدہ رضی کا حد سے زیادہ اکرام و احترام فرماتے تھے چنانچہ آپؐ کی عادت تھی کہ حضرت فاطمہ زہرا رضی آپ کے پاس تشریف لاتی تھیں تو آپؐ ان کو دیکھتے ہی کھڑے ہو جاتے اور اُن کو اپنے پاس بٹھا لیتے، نہایت مسرت اور بشاشت کے ساتھ ان کے سر اور آنکھوں پر بوسہ دیتے۔ جب کسی غزوے یا سفر سے واپس آتے تو مسجد میں دو رکعت نماز پڑھ کر سب سے پہلے جناب سیدہ رضی کے دروازے پر آتے اور السلام علیکم یا اہل البیت فرما کر اندر تشریف لے

جاتے۔ اور نورِ نظر اور حسنین رضی کے دیدار فرحت آثار سے شاداں و مسرور ہو کر پھر ازواج مطہرات کے گھروں میں رونق افروز ہوتے۔

مسند امام حنبلؒ میں ہے:۔

عن ثوبان قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سافر آخر عهده اتيان فاطمه اول من يدخل له صلعم اذا اقدم فاطمه۔	ثوبان رضی سے منقول ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم جب کہیں باہر سفر میں جاتے تو سب سے آخر میں حضرت فاطمہ رضی سے ملتے اور جب سفر سے واپس آتے تو سب سے پہلے ملتے۔

صحیح ترمذی میں ہے:۔

عن عائشة قالت ما رايت احدا اشبه سمتا و دلا وهديا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم في قيامها و قعودها من فاطمة بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت كانت اذا دخلت على النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قام اليها واجلسها في مجلسه	حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے! میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا کہ وہ فاطمہ رضی بنت رسول اللہ صلعم کی نشست چال میں، انداز میں، سیرت میں، کھڑے ہونے میں اور بیٹھنے میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ مشابہ ہو، اور جس وقت فاطمہ رضی نبی صلعم کے پاس آتی تھیں تو آپ ان کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے ان کی پیشانی کو بوسہ دیتے تھے اور ان کو اپنی جگہ بٹھاتے تھے۔ ۳۴

اسی روایت کے آخر میں ہے!

وكان النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا دخل عليها قامت من مجلسها فقبلته واجلسته في مجلسها۔	جب نبی کریم صلعم حضرت فاطمہ رضی کے پاس جاتے تھے تو وہ بھی آپ کی تعظیم کے لئے اپنے مقام سے کھڑی ہو جاتی تھیں آپ کی پیشانی اقدس کو بوسہ دیتیں اور اپنے مقام پر بٹھاتی تھیں۔

حضرت شاہ عبد الحق صاحب محدث دہلوی "جذب القلوب" میں فرماتے ہیں:۔

حضرت فاطمہ زہرا رضی اور حضرت عائشہ رضی کے مکانوں کے درمیان ایک کھڑکی تھی حضرت رسالتمآب صلعم اکثر اس کھڑکی سے برآمد ہوا کرتے تھے اور ہر مرتبہ حضرت علی مرتضیٰؓ، حضرت فاطمہ رضی اور حضرات حسنین رضی کی خیر و عافیت دریافت فرمایا کرتے تھے۔ ایک بار اسی کھڑکی کی راہ سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی آئیں، ان کے اور جناب سیدہ رضی کے درمیان کچھ نزاع ہو گیا۔ سیدہ رضی نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایات کی تو آپؐ نے اس کھڑکی کو بند کرا دیا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت فاطمہ زہرا رضہ سے جو محبت والفت تھی وہ ان روایات سے بخوبی ظاہر و عیاں ہے۔ رہا یہ امر کہ خود سیدہ رضہ کو جناب رسالتمآب صلعم سے کس قدر اُنس تھا اس کا حال آپ شروع سے معلوم کرتے چلے آرہے ہیں۔ یہاں میں صرف ایک واقعہ پیش کرتا ہوں۔

تفسیر کشاف جلد اول میں ہے:۔

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے ایک مرتبہ فاقہ کے زمانہ میں کھانا نوش نہیں فرمایا تھا پس جناب فاطمہ رضہ نے آپ کے لئے دو روٹیاں اور تھوڑا سا گوشت بھیجا کہ باوجود اپنی بھوک کے یہ کھانا آپ کے لئے بھیجا تھا۔ آنحضرت خود اس کھانے کو لے کر حضرت فاطمہ زہرا رضہ کے پاس آئے اور فرمایا۔ بیٹی! تم اس کھانے کو خود میرے پاس لاؤ۔ حضرت فاطمہ رضہ نے اس برتن سے کپڑے کو اُٹھایا دیکھا کہ وہ روٹیوں اور گوشت سے بھرا ہوا ہے۔ آپ حیران رہ گئیں اور سمجھ گئیں کہ یہ حق تعالےٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ رسول اللہ نے حضرت فاطمہ رضہ سے پوچھا یہ تجھ کو کہاں سے ملا ہے؟ فرمایا۔ اللہ کی طرف سے۔ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے۔ ۳۴
بے حساب رزق دیتا ہے۔

حافظ جلال الدین محدث رح لکھتے ہیں کہ ایک بار جناب سیدہ رضہ مسجد میں تشریف لائیں اور اپنے پدر بزرگوار کی خدمت اقدس میں روٹی کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا پیش کیا۔ جناب سرور موجودات نے وہ روٹی کا ٹکڑا لے لیا اور ایک حسرت آلود نگاہ حضرت فاطمہ رضہ پر ڈال کر پوچھا۔ بیٹی! یہ کہاں سے ملا۔ سیدہ رضہ نے آبدیدہ ہو کر جواب دیا کہ تھوڑے سے جو مل گئے تھے۔ انھیں پیسا اور دو وقتوں کے فاقے کے بعد بچوں کے لئے روٹی پکائی۔ انھیں کھلانے چلی تھی کہ آپ کا خیال آ گیا۔ بے اختیار یہ ٹکڑا آپ کے لئے لے آئی۔ یہ سن کر رسول اللہ کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے فرمایا بیٹا! سچ مانو تو تمہارے چار وقتوں کے بعد روٹی کا یہ پہلا ٹکڑا ہے جو تیرے باپ کے منہ میں گیا ہے۔

ان واقعات سے اندازہ لگائیے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی نورنظر سے کتنی محبت تھی اور خود جناب فاطمہ رضہ کو آپ سے کتنی الفت تھی اور اُمت کا کیا فرض تھا اور اُمت نے بعد وفات رسول بیٹی اور ان کے بچوں کے ساتھ کیا سلوک کیا۔

افلاس میں کمال استغنا

یہ پہلے میں بتا چکا ہوں کہ جناب سیدہ رضہ نے تمام صوری، معنوی، اخلاقی، عقیدہ وتی محامد اور محاسن اپنے والد بزرگوار سے ورثہ میں پائے تھے اور کچھ حاصل کئے تھے ان میں سے آپ نے کمال استغنا کی صفت بھی اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی اور صبر و قناعت کی لازوال دولت و نعمت پر قبضہ کیا اور پھر اس طرح کہ اس صفت میں آپ کا کوئی دوسرا شریک و سہیم نہیں۔

استغنا کا کمال اور عسرت میں صبر و قناعت کا خیال، اس وقت ظاہر ہوتا ہے جبکہ انسان چاروں طرف سے افلاس و ناداری کے بھنور میں پھنس جاتا ہے۔ ناداری میں دل کی قوت اور استقلال کارِ ہے وارد جناب سیدہ رضہ نے اپنی کمال عسرت، ناداری اور حد درجہ کے افلاس کی حالت میں ایسی مستغنی المزاجی، سیر چشمی اور فیاضی کے ایسے عدیم المثال جوہر دکھلائے ہیں کہ یہی کہنا پڑتا ہے کہ یہ آپ ہی کا کام تھا۔

غربت و افلاس کی جو دولت آپ اپنے ہمراہ والد بزرگوار کے گھر سے جہیز میں لائی تھیں۔ خوش قسمتی سے اپنے شوہر عالی گوہر کے گھر آکر بھی وہی کچھ پایا، مال و زر کو نہ میکے میں دیکھا اور نہ سسرال میں حضرت فاطمہ رضہ کو مالی کمزوریاں دیکھ کر نہ باپ کے گھر کچھ ملال ہوا۔ اور نہ شوہر کے گھر آکر بلکہ ایک گونہ مسرت محسوس ہوئی اور وہ اس لئے کہ آپ کی مستغنی طبیعت نے کمال متانت اور استقامت سے سمجھ لیا تھا کہ میرے شوہر عالی گوہر سے جب میرے پدر بزرگوار زیادہ محتاج ہیں، زیادہ مفلوک الحال اور زیادہ نادار تو پھر میرے لئے شکوے گلے اور شکایت کے عوض اپنے استغنا، صبر و قناعت اور استقامت کے اظہار اور ان اوصاف پر قائم و برقرار رہ کر عنداللہ لاتعداد ماجور و مثاب ہونے کا پورا موقع حاصل ہو گیا ہے۔

یہی جذبات تھے جنہوں نے آپ کو حد درجہ کے افلاس و غربت کی حالتوں میں بھی اطمینان اور پوری تسکین دے رکھی تھی، جو سکینۂ الٰہی کے وقار تک پہنچی ہوئی تھی۔ اسی لئے آپ نے باوجود انتہائی غربت و افلاس میں گرفتار ہیں۔ مگر زبان پر خدا کی حمد و ثنا اور ذکر و شکر کے ترانے جاری رہے۔ کبھی شکوہ کیا نہ شکایت' ہر حال میں راضی برضاء الٰہی میں رہتی تھیں، اور خاموشی اور استقلال اور خندہ پیشانی سے ناداری و تنگدستی کی تمام مشکلوں کو برداشت کرتی تھیں، اس پر کمال یہ کہ خود تو غربت و افلاس کا یہ عالم تھا کہ فاقوں پر فاقے گزرتے تھے۔ مگر عام الطاف و ایثار اور فیاضی کا دریا پھر بھی جاری تھا۔ اگر اور کچھ میسر نہ آتا تو بچوں کے سامنے سے کھانا ہی اُٹھا کر سائل کو دے دیتیں۔

مؤلف رسالہ سیرۃ زہرا رضہ لکھتے ہیں:۔

ایثار کا مادہ خلاق عالم نے بچپن ہی سے آپ میں بھر دیا تھا دس سال کی عمر تھی کہ فاطمہ رضہ شاید آپ کی ذکاوت و فراست کا شہرہ سن کر ملنے آئیں وہ زیور، قیمتی ملبوسات اور مخمل کی جالیاں پہنے تھیں۔ شاہانہ ٹھاٹ باٹ، تکلفات، زیورات، جواہرات

میوے، کپڑے اور کھانے پینے کی چیزیں بافراط اپنے
ساتھ لائیں۔ بنت رسول نے نہایت گرمجوشی اور تپاک
سے ان کا خیر مقدم کیا اور جب وہ تحائف فاطمہ شامیہ
نے آپ کی نذر کیے تو حضرت زہرا رضہ نے ان سے اجازت
لے کر وہ سب کے سب اسلام کی خدمت کے لئے دے
دئے۔ کھانے پینے کی چیزیں اور کپڑے اُن مسلمانوں کی
نذر کر دئے جو اس وقت خدمت اسلام میں سرگرم
رہتے تھے۔ فاطمہ شامیہ حضرت زہرا کے اس ایثار اور
سیرچشمی پر عش عش کرنے لگیں۔ آپ کو اپنے سینہ سے
لگا لیا۔ پھر جب تک زندہ رہیں ہمیشہ جناب زہرا رضہ
کی تعریف میں رطب اللسان رہیں۔

یہی مؤلف ایک دوسرا واقعہ یوں رقم فرماتے ہیں:۔
مروی ہے کہ ایک روز جناب سیدہ حضرت فاطمہ زہرا رضہ
نماز پڑھ رہی تھیں۔ اور مصلے بچھائے ہوئے بیٹھی تھیں
افلاس اور بچوں کی بھوک کا خیال تھا۔ حضرت
فاطمہ رضہ انہی خیالات میں اُداس بیٹھی ہوئی تھیں کہ ناگاہ
جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کنیز سے اجازت
لے کر گھر میں داخل ہو گئے اور اپنی بیٹی کا یہ حال دیکھ کر
پوچھنے لگے۔ بیٹی کیا ہے؟ اُداس کیسے بیٹھی ہو؟ جناب
فاطمہ رضہ اپنے والد کو دیکھ کر چونک پڑیں۔ حالت کو
سنبھالا۔ کھڑے ہو کر آپ سے سلام کیا اور عرض کرنے
لگیں کہ حضرت یوں ہی اپنی غربت اور افلاس کا خیال
آ گیا تھا۔ آپ حضرت خاتون جنت رضہ کا ہاتھ پکڑ کر وہیں
بیٹھ گئے اور فرمایا۔ فاطمہ رضہ! ذرا اپنے مصلے کا ایک گوشہ
تو اُلٹ۔ کیا دیکھتی ہیں کہ اس کے نیچے ایک نہر چاندی
کی اور ایک سونے کی جاری ہے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا
کہ فاطمہ رضہ تمہیں قدرت ہے چاہو سونا لے لو، چاندی لے لو اب
تمہارے اختیار میں ہے۔ اچھے سے اچھا کھاؤ، اچھے سے اچھا
پہنو، محل بنواؤ، قلعے چنواؤ، غرضکہ جو چاہو کرو۔ مگر یہ
خوب سمجھ لو کہ یہ آرام دنیا میں صرف چند روز ہے، پھر عقبیٰ
میں کچھ بھی نہیں ہے۔ یا تو دنیا میں لے لو یا
عقبیٰ کے لئے رکھ چھوڑو۔ حضرت فاطمہ رضہ نے عرض
کیا: اباجان! میں اپنے خیالات سے تائب ہوتی ہوں اب
کبھی انشاءاللہ ایسا وسوسہ دل میں نہ لاؤں گی۔ مجھے
دنیا کی دولت کی ضرورت نہیں۔

جود و سخا

جناب سیدہ رضہ کے ایثار و بخشش کا دروازہ مستحقین اور سائلین
کے لئے ہمیشہ کھلا رہتا تھا کیوں نہ ہو آخر آپ فیاض ہاشم کی پوتی رسول کریم
کی صاحبزادی اور علی مرتضیٰ رضہ جیسے سخی ترین عالم بزرگ کی زوجۂ محترمہ
تھیں۔ پھر ایسی محترمہ کے جود و عطا اور لطف و سخا کا کیا کہنا۔ آپ کے ایثار
و بخشش کے جو واقعات گزشتہ عنوانات میں بیان ہو چکے ہیں اثبات
مدعا کے لئے وہی کافی ہیں۔ مگر مناسبت مقام کے اعتبار سے یہاں دو
ایک واقعے بیان کئے بغیر آگے بڑھنے کو جی نہیں چاہتا۔

سید ابن طاؤس بسند معتبر حضرت ابو سعید خدری رضہ سے روایت
کرتے ہیں کہ نجاشی بادشاہ حبشہ نے ایک چادر زرتار رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ہدیۃً بھیجی حضورؐ نے وہ چادر قبول فرما کر
ارشاد کیا کہ یہ چادر میں اُس شخص کو دوں گا جو خدا اور رسول کو دوست
رکھتا ہے اور خدا و رسول اس کو دوست رکھتے ہیں۔ یہ سن کر تمام صحابہؓ
نے اشتیاق حصول میں اپنی اپنی گردنیں اُٹھائیں اور دل میں کہا دیکھئے
یہ ہدیہ اس اعزاز و افتخار کے ساتھ کس کے حصہ میں آتا ہے۔ لوگ اسی
اشتیاق و خیال میں تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا
علی رضہ کہاں ہیں؟ آپ اس وقت اپنے گھر میں تشریف رکھتے تھے کسی
نے جاکر دربار رسالت کا واقعہ سنایا۔ آپ گھر سے باہر آنے لگے تو جناب ۳۵
سیدہ رضہ نے دریافت کیا، کہاں تشریف لے چلے؟ حضرت علی رضہ نے ماجرا
سنایا۔ حضرت فاطمہ رضہ نے فرمایا ایسی بیش قیمت چادر ہم لے کر اور رکھ کر
کیا کریں گے۔ بہتر ہے کہ جب خدا نے ہمیں ایسی بیش قیمت شے عطا فرمائی ہے
وہ ہم اسی خدا کی راہ میں، اس کے محتاج اور اپنے سے زیادہ حاجتمند لوگوں
پر ایثار کر دیں۔ سیدہ رضہ کا یہ ارشاد گرامی سن کر حضرت علی رضہ مسجد نبوی میں
تشریف لائے۔ رسول اللہؐ نے وہ چادر آپ کو دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تمام
لوگوں میں اس چادر کے مستحق تم ہی ہو۔ حضرت علی مرتضیٰ رضہ اس چادر کو لیکر
مدینہ کے ایک مشہور بازار سوق اللیل میں پہنچے اور اسی چادر کا تار تار کر کے اس کا
تمام سونا مہاجرین و انصار پر تقسیم کر دیا اور ایک تار بھی اپنے گھر نہ لائے۔ اور
جناب سیدہ رضہ سے ساری کارگزاری کہہ سنائی اور اس روز بھی آپ کے گھر
فاقہ ہو گیا۔

بچوں کے سامنے سے روٹیاں اُٹھا کر سائل کو دیدیں۔ علامہ
زمخشری اپنی تفسیر کشاف میں فرماتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضہ سے روایت
ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام حسین رضہ بیمار ہوئے تو جناب رسالتمآب صلی اللہ
علیہ وسلم، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ
عنہ ان کی عیادت کو تشریف لائے۔ صحابہ رضہ نے عرض کی: ابوالحسن! اگر
آپ اپنے نورچشموں کے لئے صحت کی نذر مانتے تو بہتر تھا۔ پس حضرت

علی کرم اللہ وجہ حضرت فاطمہ زہرا رضہ اور آپ کی خادمہ تینوں نے صاحبزادوں کی صحت و تندرستی پر تین تین روزے رکھنے کی نذر مانی۔ جب دونوں صاحبزادے صحتیاب ہو گئے تو سب نے مل کر روزے رکھے۔ ان کے پاس اس وقت کچھ بھی نہ تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ نے شمعون یہودی سے تین صاع گیہوں قرض لئے۔ جناب سیدہ رضہ نے ان کو پیسا اور پانچ روٹیاں پکائیں جوں ہی سب نے افطار کرنے کی نیت سے روٹیاں اٹھائیں ایک سائل نے دروازے پر آواز دی۔ السلام علیکم یا اہل بیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک مسلمان مسکین ہوں، مجھے کچھ کھانا کھلاؤ۔ خدا تمہیں جنت کی نعمتوں سے سیر کرے۔ سب نے اپنی اپنی روٹیاں لاکر اس مسکین کو دے دیں اور خود پانی سے روزے افطار کرکے سو رہے۔

دوسرے اور تیسرے روز بھی ایسا ہی ہوا کہ افطار کے وقت سائل آیا۔ روٹیاں اس کو دے دیں اور اپنے اپنے روزے پانی سے افطار کرکے سو رہے۔ چوتھے روز صبح کے وقت حضرت علی رضہ حسنین رضہ کو لے کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بھوک کی شدت سے پیٹھ سے پیٹ لگا ہوا تھا اور دونوں صاحبزادوں کے چہرے بھوک سے کملائے ہوئے تھے۔ حضور ؐ نے دریافت کیا علی رضہ! یہ بچوں کی کیا حالت ہے؟ مجھے ان کی حالت دیکھ کر رنج و الم ہوتا ہے، پھر آپ حضرت علیؓ کے گھر تشریف لے گئے، دیکھا کہ فاطمہ رضہ محو عبادت ہیں، آنکھوں میں ۲۷
ضعف سے حلقے پڑ گئے ہیں۔ مگر ذکر الٰہی میں مشغول ہیں۔ ابھی حضور ؐ یہ حالت دیکھ ہی رہے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لے آئے اور کہنے لگے یا محمدؐ! اللہ تعالےٰ آپ کو اور آپ کے اہل بیت کی نسبت تہنیت دیتے ہیں اور یہ آیۃ کریمہ تلاوت کی:-

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا | اور اُس کی محبت میں فقیروں یتیموں اور اسیروں کو کھانا کھلاتے ہیں۔

حضرت فاطمہ زہرا رضہ اگرچہ خود فاقہ سے رہتی تھیں مگر پڑوسیوں سے اس حالت میں بھی غافل نہ تھیں، آپ کا معمول تھا کہ ہمسایہ کے گھروں میں صبح و شام جاتیں اور دیکھ آیا کرتی تھیں کہ کوئی بھوکا تو نہیں۔ اگر معلوم ہوتا کہ کسی پڑوسی کے گھر کھانا نہیں پکا اور خود گھر میں کھانا ہوتا تو جاکر دے آتیں۔ اگر نہ ہوتا تو کلیجہ مسوس کر رہ جاتیں۔

شرم و حیا اور عصمت و عفت

حضرت فاطمۃ الزہرا رضہ کو خدا نے گروہ نسائی کے لئے ہمہ تن شرم و حیا اور عصمت و عفت کی قابل تعظیم تصویر اور ایک کامل نمونہ بنایا تھا تاکہ دنیا والے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ ناموس الٰہی کی یہ شان ہوتی ہے پھر ایسی ممدوحۂ عالم و عالمیان کی عصمت و عفت کا کیا کہنا۔ جو طبقۂ نسواں کے شرم و حیا کا پیکر بن کر آئیں

آپ فرمایا کرتی تھیں کہ کوئی عورت بلا شدید ضرورت دوسری عورت کو بھی ننگی نہ دیکھے۔ نہ دو عورتیں ننگے بدن ایک چادر میں لیٹیں۔ اور اگر کوئی عورت اتفاقاً یا ضرورتاً کسی عورت کو یہ حصہ بھی دیکھ لے تو اپنے شوہر سے اس کے اعضاء اور بدن کی بناوٹ کی تعریف نہ کرے۔ یہی شرم و حیا کا تقاضہ تھا کہ آپ نے وصیت کی تھی کہ میرا جنازہ رات کو اٹھایا جائے اور رات کے وقت بھی جنازہ پر پردہ بنا لیا جائے۔

ایک دفعہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہ سے دریافت فرمایا کہ عورتوں میں بہترین صفت کونسی ہے؟ آپ سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔ جب گھر تشریف لائے تو بہ ہیں تذکرہ حضرت خاتون جنت رضہ سے اس کا ذکر فرمایا۔ سیدہ رضہ نے جواب دیا کہ عورت کی سب سے اچھی صفت یہ ہے کہ نہ وہ کسی غیر مرد کو دیکھے اور نہ کوئی غیر مرد اسے دیکھنے پائے۔ اس کے بعد جب حضرت علی رضہ دوبارہ خدمت نبوی میں حاضر ہوئے تو جناب سیدہ رضہ کا یہی جواب آپ کے سامنے عرض کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ علی رضہ! میرے سوال کا یہی صحیح جواب ہے اور فاطمہ رضہ تمام دنیا کی عورتوں کی سردار ہے۔

آپ کی شرم و حیا کا ایک واقعہ مشکوٰۃ شریف میں ہے۔ ایک بار جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم ایک نابالغ غلام کے ساتھ جو آپ نے اپنی نور چشم حضرت فاطمہ رضہ کو ہبہ کر دیا تھا، جناب سیدہ رضہ کے گھر تشریف لائے آپ اس وقت اتنا چھوٹا کپڑا اوڑھے ہوئے تھیں کہ اگر اس سے سر ڈھکتیں تو پیر کھل جاتا اور اگر اس سے سر ڈھانکتیں تو پیر کھل جاتا۔ آپ اسی اضطراب کی حالت میں چاہتی یہ تھیں کہ تمام بدن ڈھک جائے حضور نے فرمایا۔ فاطمہؓ! ڈرو نہیں جس سے تم شرما رہی ہو وہ صرف تمہارا باپ ہے اور تمہارا نابالغ غلام۔

اللہ اللہ زمانہ کا کیسا انقلاب ہے کہ یہ شرم و حیا جو مسلمان عورت کا اصلی جوہر اور زیور ہے۔ اس سے آج مسلمان عورت عاری نظر آتی ہے۔ نہیں بلکہ اس سے نفرت کرتی ہے اور خود مسلمان مرد اس چیز کو عورتوں کی قید سمجھ رہے ہیں۔ ایسے زمانہ میں اس قسم کی روایتوں سے وہ کیا خاک استفادہ کر سکتے ہیں۔ آج تو ہر طرف آزادی نسواں کا وغو غا ہے اور شریعت کی عائد کردہ ایک ایک چیز کا مذاق اڑایا جا رہا ہے، ان دریں حالات کسے ضرورت ہے کہ وہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضہ کے ان اوصاف و محامد اور اخلاقی و روحانی زیوروں سے اپنی بیویوں اور بیٹیوں کو آراستہ و پیراستہ کرنے کی کوشش کرے۔

آپ کے خلق عظیم کی ایک بے نظیر مثال۔

شمعون یہودی مسلمان ہو گیا تھا اس وجہ سے اس کو تمام یہودیوں نے چھوڑ دیا تھا اور اس سے تمام تعلقات منقطع کر لئے تھے، نہ وہ کسی کے گھر جا سکتا تھا اور نہ کوئی اس کے گھر آتا تھا۔ اس وجہ سے اس کا تمام کاروبار بند ہو گیا تھا اور غریب

کی سلام لانے کے جرم میں یہودیوں کے ہاتھوں ایسی ایسی تکلیفیں اور مصیبتیں برداشت کرنی پڑیں کہ ان کو سن کر اس کے صبر و ثبات پر تعجب ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں اس کی بیوی کا رات کے وقت انتقال ہو گیا رات تاریک تھی اور زیادہ گزر چکی تھی، ہوا تیز چل رہی تھی اور سردی بھی خوب زوروں پر تھی۔ غریب شمعون اس ہولناک وقت میں ایک ایک کے گھر گیا۔ اور چاہا کہ کوئی اس مصیبت میں کام آئے مگر کوئی بھی گھر سے نہ نکلا۔ جناب سیدہ رض کو اس کی اس مصیبت و پریشانی کی خبر ملی تو آپ فوراً اسی تاریکی، سردی اور ہوا کی شدت میں شمعون کے گھر تشریف لے گئیں۔ آپ نے اپنے دست مبارک سے میت کو اٹھایا غسل دیا کفن پہنایا اور تجہیز و تکفین کے تمام سامانوں کو مرتب و مکمل فرمایا۔

سیدہ رض کے اس خلق و مروت سے مسلمان عورتوں کو سبق لینا چاہیئے اور اسی طرح مصیبت زدہ لوگوں کے کام آنا چاہیئے۔

اسی قسم کا ایک اور واقعہ آپ کے اخلاق و اشفاق کا ایک روشن دمکتا ہوا ثبوت ہے۔ لکھا ہے کہ آپ کے ہمسایہ میں ایک یہودی کا مکان تھا اس کی ایک لڑکی تھی، جو جناب سیدہ رض سے بہت زیادہ ملی جلی تھی۔ روزانہ پہروں آپ کے پاس بیٹھی رہتی اور آپ کے کلام صداقت التیام کو سنا کرتی۔ ایک دن آپ کی خدمت میں آئی تو کوئی چیز ڈھک کر لائی اور جناب سیدہ رض کے سامنے رکھ دی۔ آپ نے اسے کھول کر دیکھا تو ایک چھوٹے سے ظرف میں تھوڑا سا تازہ حلوا دیکھا۔ دل میں سوچا کہ یہ ایک غیر مسلم کا مال ہے اور اس کی پکائی ہوئی چیز۔ اس کا لینا اور اس کا کھانا دونوں ممنوع ہیں۔ مگر چونکہ میرے لئے یہ بڑی محبت و عقیدت سے لائی ہے، ہماری شرعی مجبوریوں اور پابندیوں سے ناواقف ہے اگر میں اسے نہ لوں گی تو اس کی دل شکنی ہوگی اور یہ بات خلق و مروت سے بعید ہے۔ آپ نے اپنی سہیلی سے فرمایا۔ میں نے تمہارے اس ہدیہ کو قبول کیا جاؤ اس کو گھر میں فلاں مقام پر رکھ آؤ۔ لڑکی نے فوراً حکم کی تعمیل کی جب وہ یہودی کی لڑکی چلی گئی تو آپ نے اپنی لونڈی فضہ سے سارا واقعہ دہرایا۔ فضہ نے کہا۔ بہتر یہ ہے کہ اس حلوے کو اصحاب صفہ کے پاس بھیجوا دیا جائے۔ آپ نے فرمایا: فضہ! کیا کہہ رہی ہو۔ میں خدا کی راہ میں اس شئے کو دیدوں جسے میں خود اپنے لئے استعمال میں لانا پسند نہیں کرتی (اور میرے ابا جان کا ارشاد یہ ہے کہ جو چیز اپنے لئے پسند نہیں کرتے وہ دوسروں کے لئے بھی پسند نہ کرو) بہتر ہے کہ اسے سوق بنی قینقاع میں جاکر کسی یہودی راہب کو دے آ کہ وہی اس کا مستحق ہے۔ فضہ نے حکم کی تعمیل کی۔

استجابت دعا

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تمہاری اکثر دعائیں اسلئے قبول نہیں ہوتیں کہ تمہارے پیٹوں میں حرام کے کھانے ہوتے ہیں اور تم اپنے آپ کو حرام و مشتبہ چیزوں سے نہیں بچاسکتے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی دعا قبول نہیں کرتے۔ لیکن جناب فاطمۃ الزہراء رض کی اتقا و پرہیزگاری کا حال تم نے معلوم کر لیا۔ اسی بنا پر درگاہ رب العزت میں آپ کو عظمت و اقتدار حاصل تھا اور آپ مستجاب الدعوات تھیں۔

حضرت ملا عبدالرحمن جامی رح شواہد النبوۃ میں ارقام فرماتے ہیں ایک دن جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے۔ چند زنان قریش حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ اے محمد صلعم! اگرچہ بروئے مذہب ہم تم سے بیگانہ ہو گئے ہیں لیکن چونکہ قرابت و نسب میں یگانہ ہیں اور آج ہمارے یہاں شادی کی تقریب ہے۔ ہماری تمنا ہے کہ آپ فاطمہ رض کو بھی اس میں شریک ہونے کی اجازت دیدیں۔ حضور نے تھوڑی دیر تامل فرما کر جواب دیا۔ بہتر ہے۔ تم جاؤ۔ میں فاطمہ رض کو تمہارے یہاں بھیجدوں گا۔

جب وہ چلی گئیں تو آنحضرت صلعم حضرت فاطمہ رض کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا جان پدر! مجھے حکم دیا گیا ہے کہ خلق خدا کے ساتھ خلق و مروت سے پیش آؤں، دشمنوں کے ظلم و ستم برداشت کروں۔ آج بعض زنان قریش میرے پاس آئی تھیں۔ ان کے ہاں شادی کی تقریب ہے انھوں نے تمہاری شمولیت کی درخواست کی۔ میں نے ان کی درخواست کو منظور کر لیا ہے، اب تم اس بارے میں کیا کہتی ہو؟ جناب سیدہ رض نے عرض کی۔ مجھے آپ کے حکم میں کیا عذر ہو سکتا ہے مگر مجھے تردد تو یہ ہے کہ وہاں کونسا لباس پہن کر جاؤں؟ ظاہر ہے کہ وہ پر تکلف لباسوں میں ملبوس ہونگی، اور مجھے لباس کہنہ میں دیکھ کر طنز کریں گی۔ وہاں زن عتبہ، دختر شیبہ اور خواہر ابو جہل بھی موجود ہوں گی۔ وہ تو ضرور استہزا کریں گی ہنوز یہ بات طے نہ ہونے پائی تھی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور حضور نبوی میں عرض کیا۔ اللہ تعالےٰ آپ کو بعد سلام کے فرماتے ہیں کہ آپ فاطمہ رض کو وہاں ضرور بھیجدیں۔ حضور صلعم نے حکم رب العزت کی تعمیل کی، اور جناب سیدہ رض اسی لباس سادہ و کہنہ میں روانہ ہو گئیں۔

وہاں زنان قریش آپس میں گفتگو کر رہی تھیں کہ دختر محمد صلعم خرقۂ کہنہ میں یہاں آتی ہوں گی اور ہمارے لباسہائے فاخرہ کو دیکھ کر حسرت و اندوہ سے اشک ریز ہوں گی ناگہاں صدائے غیب ان کے کانوں میں آئی کہ جناب فاطمہ رض تشریف لاتی ہیں۔ جس وقت آپ اس مجلس میں داخل ہوئیں تو مکان

در و دیوار آپ کے نور جمال سے روشن و منور ہوگئے تھے زنان
قریش نے دیکھا کہ فاطمہ رضا بہ تکلف و بے بہا لباس زیب
تن کئے ہوئے ہیں اور تاج مرصع سر پر چشم روزگار کو شرما
رہا ہے۔ یہ نمونہ قدرت دیکھ کر زنان قریش پر محویت
کا عالم طاری ہوگیا۔

اسی طرح صاحب رسالہ سیرۃ فاطمہ رضا نے ایک اور واقعہ لکھا ہے
جو انھیں کے الفاظ میں یہ ہے :- ایک دن کا ذکر ہے۔ عید مبارک کا
تہوار تھا۔ آپ نماز فجر سے فارغ ہو چکی تھیں چکی پیس رہی تھیں کسب
حلال اور صدق مقال آپ کو بچھا جھل رہے تھے۔ ریاضت و مشقت
آپ کی بلائیں لے رہی تھی، نفس کشی آپ کے قدم کو بوسہ دیتی تھی۔
آپ کے دونوں لعل پیارے اور نانا کے دلارے حسن رضا و حسین رضا باہر کھیل
رہے تھے۔ ان کو جب یہ معلوم ہوا کہ آج عید کا دن ہے تو بے تحاشا دوڑے
آئے اور ماں کر اماں جان سے لپٹ گئے اور کہنے لگے اماں جان کیا آپ
کو معلوم نہیں کہ آج عید کا دن ہے، آج وہ دن ہے کہ امیر و فقیر سب
کے سب عیش و مسرت منائیں گے۔ آج کا دن ہمارے نانا کی اُمت کی
خوشی کا دن ہے۔ آج عیدگاہ میں ہمارے نانا کے نام کا خطبہ پڑھا جائیگا
اور قریش کے بچے اچھے اچھے کپڑے پہنیں گے، خوشبو لگائیں گے اور
۳۲/ اپنے تکلفات پر اترائیں گے۔ یہ لوگ اونٹوں پر سوار ہوں گے اونٹوں
کو بھی سجائیں گے اور ان کو زیور پہنائیں گے۔ کیا ہم اسی حالت میں رہیں
گے، لاؤ ہمیں بھی اچھے اچھے کپڑے دو۔ تاکہ ہم عیدگاہ کو جائیں جناب
سیدہ رضا بچوں کی یہ باتیں سنتی تھیں اور بے قرار ہوتی تھیں کہ اب بچوں کو
کپڑے کہاں سے لاکر دوں اور کس طرح ان کا دل بہلاؤں گی۔ گو دل میں
پریشان تھیں لیکن زبان سے برابر تسلی دیتی تھیں، اور کہتی تھیں کہ اچھا
ذرا بیٹھو تاکہ آٹا پیس لوں۔ پھر تمہیں نئی پوشاک پہناتی ہوں، لیکن بچوں
کو یہ توقف بھی ناگوار تھا۔ وہ برابر ضد کرتے تھے، مجبوراً آپ چکی بند کر کے
بچوں سے کہا اچھا جاؤ اور خوب نہاؤ۔ دیکھو اب درزی آتا ہے اور تمہارے
کپڑے لاتا ہے بچے یہ سن کر خوش ہو گئے اور غسل میں مصروف بچے تو
نہانے میں مصروف ہو گئے اور جناب فاطمہ رضا نے مصلےٰ بچھایا اور گریہ و
زاری شروع کر دی، آپ روتی تھیں اور درگاہ رب العزت میں دعا
کرتی تھیں کہ بار الٰہا! میری عزت و شرم تیرے ہاتھ ہے اب تیرے سوا
اور کون ہے جو نبی کے نواسوں کو تسکین دے، اور میرے قول و قرار کو
پورا کرے۔ تیری ذات شہنشاہ ہے۔ تیرے دریائے فیض و کرم سے بیشما
تشنہ لبوں کی سیرابی ہوتی ہے۔ آج حسنین رضا مجھ سے نئے کپڑے مانگتے ہیں۔
اور میرا یہ حال ہے کہ پیوند لگے بھی میسر نہیں۔ ان معصوموں پر فضل کی
نگاہ کر اور غیب کے خزانے سے ان کو طلوب پارچات پہنچا دے کہ یہ تیرے
محبوب کے نواسے ہیں۔ تیری نظر کرم کے صدقے ان کا دل خوش ہو جائیگا
تو غنی ہے، مسبب الاسباب ہے، تو دینا چاہے تو اسباب کی کیا کمی ہے
یہ معصوم نبیؐ کے نواسے ہیں۔ علی رضا کی آنکھوں کے تارے اور میرے بھائے
ہیں ایسا نہ ہو کہ ان کا دل ٹوٹ جائے۔ اگر یہ اس یتیم الحالی میں عیدگاہ
گئے تو ان کی سبکی ہوگی۔ قریش کے بچے ان پر انگلیاں اٹھائیں گے اور ان
کو حقارت کی نظر سے دیکھیں گے۔ میں نے اپنے ذاتی عیش و راحت کے
لئے کبھی یہ سوال نہیں کیا۔ اب کرتی ہوں۔ صرف حسنین رضا کے لئے دروازہ
کھٹکھٹاتی ہوں۔ میرا سوال پورا کر سکتے ہیں کہ ابھی دعا پوری نہیں ہوئی تھی
کہ دروازے پر کسی نے دستک دی اور بلند آواز سے کہا۔ یہ کپڑے لے جاؤ
بچے جلدی جلدی دوڑے، جا کر دیکھا کہ ایک اعرابی جو صورت و شکل میں
درزی معلوم ہوتا تھا، ایک خوان لئے کھڑا ہے جو ڈھکا ہوا ہے۔ یہ خوان
لے کر جلدی سے واپس آئے۔ وہ سلام کر کے رخصت ہوا، سیدۃ النساء
سجدہ میں پڑی ہوئی تھیں، کہ جناب حسین علیہ السلام کہنے لگے کہ اماں اٹھو
درزی ہمارے کپڑے لے آیا۔ ہمیں جلدی سے پہنا دو۔ جناب خاتونؑ جنت خدا
کا شکر کرتی ہوئی اٹھیں اور بچوں کو کپڑے پہنا کر عیدگاہ کو رخصت کر دیا۔

فصل تیسری ——— جناب سیدہ رضا کے فضائل و مناقب

(۱) قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى	کہدے کہ میں اس پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا، مگر قرابتوں کی محبت و عقیدت،

(پارہ ۲۵)

اس آیتہ کریمہ کی تفسیر میں امام احمدؒ، ابن ابی حاتمؒ، طبرانیؒ، بغویؒ
باسناد مقاتل و کلبی اور حاکم، دیلمی اور طبری اپنی اپنی سنن و مسانید
میں فرماتے ہیں:-

عن ابن عباس قال لما نزلت هذه الاية قالوا يارسول الله صلى الله عليه واٰله وسلم من هؤلاء الذين امرنا الله تعالىٰ بمودتهم قال علي ابن ابي طالب وفاطمة وابناهما عليهم السلام۔	حضرت عبداللہ ابن عباس رضا سے مروی ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی تو لوگوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! جن لوگوں کی محبت کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم فرمایا ہے وہ کون ؟ ارشاد فرمایا کہ علی رضا فاطمہ رضا اور ان کے دو بیٹے۔

(۲) هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا۔
اس کی تفسیر میں محمد ابن سیرین رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت جناب
رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضا کی شان میں نازل ہوئی
ہے نسب کی وجہ سے حضرت علی رضا آنحضرت کے ابن عم ہیں اور جناب
سیدہ رضا کے شوہر ہونے کے سبب آپ سے ان [illegible] کا رشتہ ہے

(۳) امام دیلمی لکھتے ہیں :-

قال النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم انما سمیت ابنتی فاطمۃ لان اللہ فطمہا ومحبیہا عن النار۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنی لڑکی کا نام فاطمہ رض اس وجہ سے رکھا ہے کہ حق تعالیٰ نے اس کو اور اس کے دوستوں کو آتش دوزخ سے نجات دی ہے۔

(۴) بخاری و مسلم میں ہے :-

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یا فاطمۃ الا ترضین ان تکونی سیدۃ نساء العالمین او سیدۃ ہذہ الامۃ۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فاطمہ رض آیا تم راضی نہیں ہو کہ تم تمام دنیا کی عورتوں کی سردار ہو۔ یا تم اس امت کی عورتوں کی سردار ہو

صحیح بخاری میں ہی مرقوم ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رض سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ فاطمہ رض جنت کی عورتوں کی سوائے مریم ع کے سردار ہیں۔

(۵) صحیح بخاری، مسلم اور تفسیر کبیر میں ہے :-

مروی ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام دنیا کی عورتوں میں سے تجھ کو چار عورتیں کافی ہیں۔ مریم ع۔ آسیہ زن فرعون، خدیجہ رض اور فاطمہ رض یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ یہ چار عورتیں دنیا کی تمام عورتوں سے افضل ہیں۔

(۶) صحیح بخاری میں ہے :-

قال النبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم فاطمۃ بضعۃ منی فمن اغضبہا اغضبنی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاطمہ رض میرا ایک جزو بدن ہے پس جس شخص نے اس کو غضبناک کیا اس نے مجھے غضبناک کیا

(۷) مسند امام حنبل رح اور مستدرک امام حاکم میں ہے :- مسور ابن مخرمہ رض سے مرفوعاً مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ فاطمہ رض میرا جزو بدن ہے جو شخص کہ اس کو غضبناک کرتا ہے وہ مجھے غضبناک کرتا ہے۔ اور تحقیق تمام انساب قیامت کے روز منقطع ہو جائیں سوا میرے نسب اور دامادی کے۔

(۸) معجم طبرانی میں حضرت علی رض سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے حضرت فاطمہ رض سے فرمایا۔ فاطمہ رض! تحقیق اللہ تیرے غضب کے سبب غضب میں آتا ہے اور تیری رضامندی کے سبب راضی ہوتا ہے۔

(۹) معجم طبرانی ہی کی اسناد سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سب اولاد قرابت آبائی کی طرف منسوب ہوتی ہے سوائے اولاد فاطمہ رض کے کہ میں اُن کا ولی ہوں۔ اور قرابت آبائی ہوں، وہ میری طرف منسوب ہیں۔

(۱۰) مجاہد سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور فاطمہ رض کا ہاتھ تھامے ہوئے تھے۔ فرمایا جو شخص اس کو پہچانتا ہے وہ پہچانتا ہی ہے اور جو شخص کہ اس کو نہیں پہچانتا وہ پہچان لے کہ یہ فاطمہ رض محمد کی بیٹی ہے، اور یہ میرا جزو بدن ہے اور یہ میری روح ہے، جو میری پسلیوں میں رہتی ہے۔ جس نے اس کو اذیت دی تحقیق اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی تحقیق اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی۔

تلک عشرۃ کاملۃ

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد

حضرت فاطمۃ الزہرا رض کی چار اولادیں ہوئیں۔ دو صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں، صاحبزادوں میں حضرت امام حسن رض اور حضرت امام حسین رض، حضرت امام حسن رض سب سے بڑے تھے۔ اسی وجہ سے حضرت علی مرتضیٰ رض کی کنیت ابوالحسن مقرر ہوئی آپ کی ولادت ۳ھ ۱۵ رمضان المبارک کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔

ان کی ولادت کے چھ ماہ بعد ۳ شعبان ۴ھ حضرت امام حسین رض تولد ہوئے۔ ان کے بعد حضرت زینب رض ۵ھ ہجری میں متولد ہوئیں اور حضرت عبداللہ ابن جعفر طیار سے بیاہی گئیں۔ ان کے بعد حضرت 49
ام کلثوم رض غالباً ۷ھ ہجری میں پیدا ہوئیں۔

حضرت ام کلثوم رض کی نسبت حضرات اہل السنت کی تحقیق ہے کہ وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بیاہی گئی تھیں۔ اگرچہ شیعہ حضرات سختی کے ساتھ اس تاریخی حقیقت سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ محمد ابن جعفر رض سے بیاہی گئیں۔

آپ کا مدفن مبارک

آپ کے مقامات مدفن باختلاف روایات چار مقامات پر بتلائے جاتے ہیں، ایک پشت مزار جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم۔ دوسرا مسجد نبوی کے اندر۔ یہاں بلا اختلاف سنی و شیعہ سب زیارت کرتے اور اپنی اپنی محبت و عقیدت کا ثبوت دیتے ہیں۔ یہاں قبر کی جگہ بھی بنی ہوئی ہے۔ کتبہ بھی لگا ہوا ہے اور دروازہ بھی جدا ہے۔ تیسرا مقام درمیان منبر و روضہ شریف آنحضرت صلعم بتلایا جاتا ہے۔ یہاں صرف شیعہ زیارت کرتے ہیں، چوتھا مقام ایک روایت کے مطابق بیت الحزن ہے جو مقبرہ بقیع کی پشت پر بیس قدم کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں بعد وفات رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ زہرا رض آکر رویا کرتی تھیں۔ چونکہ آپ یہاں آکر رویا کرتی تھیں اس لئے اس کا نام بیت الحزن ہوا۔

لیکن جنت البقیع میں آپ کے مزار مطلع الانوار کے واقع ہونے پر فریقین میں اتفاق ہے اور اس کی تائید حضرت حسن مجتبےٰ رضہ کی اس وصیت سے ہوتی ہے کہ اگر مجھ روضہ رسول میں مدفون نہ ہونے دیا جاؤں تو پھر مجھ کو جنت البقیع میں میری ماں کے پہلو میں دفن کر دینا۔ اور یہی بات صحیح بھی معلوم ہوتی ہے ۔ واللہ اعلم بالصواب

سألتك یا ربی بخیر بریۃ ٭ محمد الذی نشفاعۃ صلۃ
بفاطمۃ الزھرآء البتول وعباس ٭ ابن عبد المطلب جلاء لکل ملمہ
قد قال خیر الخلق افضل مرسل ٭ علیکم بحبل اللہ وعترتی
بحتھم الطف لی من ھو ناشر ٭ وای وال وکل عصبی
والف صلوٰۃ والف تحیۃ ٭ الیٰ خیر مبعوث الیٰ خیر امۃ
واخیارھا اصحابہ الھم وموالیا ٭ علیھم سلام اللہ فی کل لحظۃ
واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ
والسلام علی سید المرسلین

تاج دار امن وصلح

سیدنا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ

صلوٰۃ وسلام

بروح پاک سبط سرورؐ، ابن حیدرؓ، راحت جان بتولؓ، سید شباب امیر المؤمنین، خلیفہ آخرین امام الہمام، سیدنا
حسن ابن علی رضی اللہ عنہ

السلام اے با وقار و باشکوہ ٭ السلام اے صلح ساز دو گروہ
السلام اے صاحب جود و سخا ٭ اے کہ گوئی سائلاں را مرحبا
السلام اے از تو تقوی را کمال ٭ السلام اے از تو عرفاں را جمال

باب اوّل

پہلی فصل ۔۔۔۔۔۔ تاریخ زندگی

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فرزند دلبند، پانچویں خلیفہ و امیر المؤمنین اور ائمہ سادات میں سے دوسرے امام ہیں۔ آپ ۱۵ شعبان یا رمضان المبارک ۳ھ کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔

(۱) ولادت کی بشارت

حضرت ام الفضل بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ حضورؐ کے بدن مبارک کا ایک ٹکڑا میرے گھر میں آیا ہے۔ فرمایا۔ بہت اچھا خواب ہے میری فاطمہ رضہ کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا۔

حضرت امام زین العابدین رضہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت امام حسن رضہ کی پیدائش کا وقت قریب آیا تو جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضہ اور حضرت اسماء بنت عمیس رضہ سے فرمایا کہ تم جاؤ اور فاطمہ رضہ پر آیۃ الکرسی اور معوذتین پڑھ کر دم کرو۔ جب بچہ پیدا ہو تو اس کے داہنے کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہنا چنانچہ حضرت امام حسن رضہ پیدا ہوئے تو انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی۔ آپ فی الفور تشریف لائے حضرت اسماء بنت عمیس رضہ سے فرمایا۔ بچہ کو میرے پاس لاؤ۔ وہ ایک زرد کپڑے میں لپیٹ کر آپ کے پاس لائیں۔ آپ نے فرمایا۔ میں نے تم کو بچوں کو زرد کپڑے میں لپیٹنے سے منع کیا ہے۔ پھر حضورؐ نے ان کے داہنے کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہی اور دعا کی:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُعِیْذُہٗ بِکَ وَوَلَدَہٗ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم — اے اللہ! میں اس کو (یعنی علیؓ کے بیٹے کو) شیطان ملعون سے تیری پناہ میں دیتا ہوں

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام حسن رضہ کا نام حرب رکھا تھا۔ ایک روز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور مجھ سے پوچھا کہ تم نے بیٹے کا کیا نام رکھا ہے؟ عرض کیا "حرب"۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں حرب ٹھیک نہیں۔ تم اس کا نام حسن رضہ رکھو، چنانچہ آپ کا نام حسن رضہ رکھا گیا۔

ایک روایت میں یوں بھی آیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے حضرت علی رضہ سے فرمایا چونکہ تمہاری نسبت میرے ساتھ ایسی ہی ہے جیسی کہ حضرت ہارون ع کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھی اس لئے تم اپنے بچوں کے نام حضرت ہارون ع کے بچوں کے نام پر رکھو۔ چنانچہ ان کے بچوں کے نام حضرت ہارون ع کے بچوں کے نام پر حسن رضہ اور حسین رضہ رکھے گئے۔ اور تیسرے بچے کا نام محسن رکھا گیا۔ حضرت ہارون ع کے بچوں کے نام شبر، شبیر اور مشبر تھے۔ حضورؐ نے ان کا عربی میں ترجمہ کر کے حسن رضہ حسین رضہ اور محسن رضہ رکھ لیا۔

علامہ جلال الدین سیوطی رح تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں کہ حسن رضہ اور حسین رضہ جنتی نام ہیں۔ ایام جاہلیت میں یہ نام کسی کے نہیں رکھے گئے۔ یہ دونوں نام خدا تعالیٰ نے مخلوق سے مخفی رکھے تھے۔ حضور رضہ نے ان ناموں کو بذریعہ وحی معلوم کیا۔

(۲) نسب، کنیت اور القاب

عرب میں خاندان قریش بہت زیادہ عزت و عظمت رکھتا تھا۔ اور تمام عرب اس کی فضیلت و بزرگی کے قائل ہیں۔ پھر قریش میں بھی خاندان بنو ہاشم خانۂ کعبہ کی تولیت کے سبب سب سے افضل و برتر ہے۔ حضرت امام حسن رضہ اسی خاندان بنو ہاشم سے تھے۔۔۔

پھر جس کا نانا، نبی المرسلین، امام القبلتین اور اعظم پیغمبران ہو ...

صاحب [illegible]

سیدہ نساء العلمین ہو۔ اس کے نسبی اعزاز و برتری کا کیا کہنا ہے۔ قطع نظر اسلامی و ایمانی شرف و اعزاز کے نسبی و خاندانی وجاہت کے اعتبار سے ماں اور باپ دونوں کا سلسلہ شرف و بزرگی کی بلندیوں پر چڑھتا جاتا ہے۔ آپ کے القاب بہت ہیں۔ مثلاً تقی، زکی، سید، سبط، ولی، نقی اور مجتبیٰ وغیرہ۔

(۳) عقیقہ اور ختنہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت امام حسن رضہ کا عقیقہ اور ختنہ دونوں چیزیں آپ کی پیدائش کے ساتویں روز ہوئیں عقیقہ کا انتظام یوں کیا کہ دو مینڈھے خود خرید کر عقیقہ کیا اور حضرت فاطمہ زہرا رضہ سے ارشاد فرمایا کہ بچہ کے سر کے بالوں کے برابر چاندی وزن کر کے خیرات کرو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ عقیقہ کا گوشت غرباء میں تقسیم کر دیا گیا۔ اور اسی میں سے ایک ران دایہ کو دی۔

ترمذی میں ہے کہ آپ کا عقیقہ ایک بکری سے ہوا۔ اور آپ کے سر کے بالوں کا وزن ایک درم یا اس سے کچھ کم ہوا۔ اور اتنی چاندی خیرات کر دی گئی۔

(۴) آپ کا حلیہ و شباہت رسول

متعدد روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نصف جسم میں کامل شباہت رکھتے تھے۔ حضرت علی رضہ فرمایا کرتے تھے۔ جو شخص اس کو دیکھنا چاہے جو گردن سے روئے مبارک تک رسول اللہ سے سب سے زیادہ مشابہ ہے۔ وہ حسن رضہ کو دیکھ لے۔ آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے۔ کہ حسن رضہ سینہ سے سر تک سب سے زیادہ آں حضرت کے مشابہ ہیں۔ حضرت انس بن مالک رضہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ امام حسن رضہ سے زیادہ کوئی شخص آں حضرت صلعم کا ہمشکل نہیں (کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۰۹ و ۱۰۷)

خود جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔ حسن رضہ میں میری ہیبت و وجاہت اور سرداری ہے اور حسین رضہ میں میری جرأت و سخاوت ہے (طبرانی)

بخاری شریف میں ہے کہ ایک روز حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ عصر کی نماز پڑھ رہے تھے۔ نماز سے فارغ ہو کر حضرت علی رضہ کے ہمراہ مسجد سے باہر نکلے تو حضرت امام حسن رضہ کو بچوں میں کھیلتے دیکھ کر ان کو گود میں اٹھا لیا۔ اور اپنے کاندھے پر بٹھا کر مسکراتے ہوئے خوش طبعی کے طور پر فرمایا۔ حسن رضہ بالکل حضور کے مشابہ ہیں علی رضہ تمہاری شباہت انہیں بالکل نہیں۔ حضرت علی رضہ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور مسکرانے لگے۔

حضرت امام حسن رضہ میں رسول اللہ کی شباہت کیوں تھی؟ اس لئے کہ رسول اللہ صلعم کو اپنی لخت جگر فاطمہ رضہ سے جو محبت تھی اور جو انس حضرت فاطمہ رضہ کو رسول اللہ سے تھا وہ آپ سیرۃ زہرہ رضہ میں معلوم کر چکے ہیں۔ یہ فریقین کی اسی محبت و یگانگت کا نتیجہ تھا۔

کتب سیر میں آپ کا حلیہ مبارک ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے رنگ سرخی مائل سفید جسم نرم و نازک، آنکھیں بڑی بڑی اور سیاہ، سینہ مبارک سے زیر ناف تک بالوں کا ایک سیاہ خط تھا۔ داڑھی گھنی اور پھیلی ہوئی۔ سر کے بال گھونگر والے۔ گردن نازک اور سڈول۔ سینہ فراخ اور کشادہ۔ قد میانہ، اعضاء متناسب تھے۔ اور بال سفید ہو جانے پر آپ کبھی کبھی وسمہ کا خضاب استعمال فرمایا کرتے تھے۔

جنت کی سرداری۔ شیعہ اور سنی محدثین نے باتفاق روایت کی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر فرمایا کرتے تھے۔

ان حسنا وحسینا سیدا شباب اهل الجنة۔ حسن اور حسین رضہ جوانان بہشت کے سردار ہیں۔ حضرت حذیفہ رضہ بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک دن میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت خوش و مطمئن پایا۔ میں نے عرض کی۔ کیا بات ہے۔ آج میں آپ کے چہرے پر علامات مسرت پاتا ہوں؟ فرمایا۔ میں کیوں خوش نہ ہوں کہ حضرت جبرئیل ؑ نے آکر مجھے بشارت دی ہے کہ حسن و حسین رضہ جوانان بہشت کے سردار ہیں اور ان کے پدر بزرگوار ان دونوں سے افضل ہیں۔ (کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۰۷ تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۳۲ اور اسد الغابہ جلد ۲ صفحہ ۱۱ وغیرہ)۔

اس کی تشریح میں شراح حدیث کہتے ہیں۔ ۴۱

واولادهما كذالك المسلمين ولا ينبغي لاحد في زماننا ان نقول لغير اولادهما ياسيد البلد فيه قذف لعمرة۔	یعنی ان دونوں اماموں کی اولاد مسلمانوں کی سردار ہے اور اس زمانہ میں ان کی اولاد کے سوا کسی غیر کو اپنے شہر کے سردار کہنا ناجائز ہے

نواب صدیق حسن خاں صاحب اپنی کتاب خفیۃ الاکوان صفحہ ۱۵۹ پر فرماتے ہیں۔

وگویم لقب سیادت برائے حسنین ؑ و ذریت ایشاں ماخوذ از احادیث مذکورہ و دیگر اخبار صحیحہ است۔

یعنی حضرت امام حسن رضہ اور امام حسین رضہ اور ان کی ذریت کے لئے لقب سید احادیث صحیحہ اور دیگر اخبار صحیحہ سے ماخوذ ہے۔

لقب سید اور احادیث صحیحہ۔ نواب صاحب نے جن احادیث و اخبار صحیحہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ان میں سے چند احادیث یہ ہیں۔

طبرانی کبیر میں حضرت انس سے لاتے ہیں کہ ان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یاانس ادع لی سید العرب یعنی علیا علیہ السلام	اے انس میرے پاس عرب کے سردار یعنی حضرت علی رضہ کو بلا لاؤ۔

شعبی کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضہ

کو سیدالمسلمین (حضرت فاطمہ رضؓ کو جنت کے عورتوں کی سردار کہا ہے
نواب صاحب فرماتے ہیں۔

واحادیث دیگر کہ در حث اہلبیت بر خشیت خدا و اتقا
وطاعت وقرب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسُود نر
قیامت بتقوی وا۔ وگشتہ منافی ایں روایات نیست
زیراکہ ایں خطاب برعایت مقام تخویف وحث بد
عمل ورحمہ برآنکہ ایشاں اول مردم در تقویٰ وطہارت
در خط باشند واقع شدہ۔

ترجمہ) اور دیگر احادیث جو اہلبیت کو خوف خدا، پرہیزگاری اور طاعت وقرب آں حضرت صلعم کی ترغیب میں وارد ہوئی ہیں۔ اور جن میں قیامت کے روز سے ڈرایا ہے، وہ ان روایات کے منافی نہیں کہ یہ خطاب برعایت مقام خوف اور عمل پر ابھارنے کے لئے ہے۔ کہ یہ وہ لوگ ہیں۔ جن کو درجہ اول پر صالح و متقی ہونا چاہیئے۔

(۵) حضرت امام حسن رضؓ سے حضورؐ کی محبت اور پرورش

بخاری شریف میں حضرت ابوبکر صدیق سے منقول ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی حالت میں دیکھا۔ کہ آپ ممبر پر وعظ فرما رہے تھے۔ اور حضرت حسن رضؓ آپ کے پہلو میں تشریف رکھتے تھے۔
۴۴ حضورؐ اثناء وعظ میں کبھی حاضرین کی طرف دیکھتے۔ اور کبھی حضرت حسنؓ کی جانب۔ ایک مرتبہ اسی حالت میں حضورؐ نے حاضرین کو مخاطب کرکے فرمایا۔

میرا یہ بچہ سید ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ
اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح
کرادے۔ (بخاری)

ترمذی میں حضرت براء بن عازب رضؓ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امام حسن رضؓ کو اپنے کاندھے پر بٹھائے ہوئے تھے۔ اس حال میں آپ نے فرمایا۔

اے اللہ! میں اس بچہ کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی اس
سے محبت رکھ۔ اور اس سے بھی محبت رکھ جو اس کو
محبوب رکھے۔ (ترمذی)

حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز حضرت امام حسن رضؓ کو کاندھے پر بٹھائے ہوئے۔ ایک گلی سے گذر رہے تھے۔ ایک شخص نے حضرت امام حسن رضؓ کو مخاطب کرکے فرمایا اے بچہ تو اچھی سواری پر سوار ہے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ اور سوار بھی تو بہت اچھا ہے۔ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں نے دیکھا کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے اور سجدہ میں تھے۔ کہ حضرت امام حسن رضؓ آئے۔ اور آپ کی گردن یا پشت مبارک پر سوار ہوگئے۔ آپ اس وقت تک سجدہ میں رہے، جب تک کہ امام امام خود ہی آپ کی گردن یا پشت سے نہ اتر گئے۔ نیز میں نے یہ بھی دیکھا۔ کہ آپ نماز پڑھ رہے ہیں اور رکوع میں ہیں۔ کہ حضرت امام حسنؓ آئے اور آپ کی ٹانگوں کے درمیان گھس گئے۔ آپ نے ٹانگوں کو کشادہ کردیا۔ اور امام حسن رضؓ ان کے درمیان سے نکل گئے۔

حضرت اسامہ بن زید رضؓ حضرت امام حسن رضؓ کو کھلایا کرتے تھے۔ کیونکہ آپ اکثر رسول اللہ صلعم کے پاس رہتے تھے۔ ان دونوں کی تربیت و پرورش ساتھ ساتھ ہوئی۔ حضرت اسامہ۔ حضرت امام حسن رضؓ سے کچھ بڑے تھے۔

حضرت اسامہ فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ مجھ کو اور حضرت امام حسن رضؓ کو اکثر اپنی گود میں بٹھاتے اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ اے اللہ! میں ان بچوں کو دوست رکھتا ہوں۔ تو بھی ان سے محبت کر۔

اسلام کی مساوات اور جناب رسالت مآبؐ کا عمل ملاحظہ فرمائیے کہ ایک زانو پر غلام ابن غلام ہے اور دوسرے زانو پر نواسہ اور قلب مبارک دونوں کی محبت و شفقت سے لبریز ہے اور دونوں کی تربیت و پرورش ایک نگاہ سے ہورہی ہے۔ یہی تو اسلام کی مساوات تھی جس نے اسلام کو دنیا کی آنکھ کا تارا۔ گری ہوئی اقوام کا سہارا اور حسد کا پیارا بنایا۔

ناظرین ذرا اندازہ لگائیں کہ جس بچہ کی تعلیم و تربیت اور حفاظت و نگہداشت میں تین بزرگ و برتر ہستیوں کو دخل ہو۔ ایک طرف تو نبوت و رسالت کی گود ہو۔ دوسری طرف آفتاب علم و عرفان سر پر سایہ فگن ہو اور تیسری طرف سیدۃ النساء العلمین کی لوریاں۔ وہ کس قدر بلند و برتر شخصیت کا مالک ہوگا

حضرت امام حسن رضؓ نے سات سال کی عمر تک حضورؐ کی آغوش شفقت میں تربیت پائی۔ آپ آٹھ سال کی عمر کو پہونچے تھے۔ کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا۔ اور آپ کو رسول اللہ کے ساتھ کسی غزوہ میں شریک ہونے کا موقعہ نہیں ملا۔

(۶) بچپن میں آپ کی ذہانت اور فطانت

آپ اکثر اوقات حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہتے۔ اور زبان رسالت سے اسرار و معارف نبوت غور و توجہ کے ساتھ سنا کرتے تھے۔ بارہا ایسا ہوا ہے کہ جو وحی آپ پر نازل ہوتی اور آپ صحابہ رضؓ کو سناتے تو حضرت امام حسن اُن کو یاد کرلیتے۔ اور اپنی مادر گرامی کی خدمت میں حاضر ہوکر ابتدا سے انتہا تک اس کو سنا دیتے

جب حضرت علی بیت الشرف میں داخل ہوتے اور سیدہ رضا کو اس روز کی وحی سے مطلع فرماتے۔ تو آپ فرماتیں آپ کے فرزند حسن رضا نے یہ مجھ سے پہلے ہی بیان کر دی ہے۔

ایک روز حضرت علی رضا نے چھپ کر اپنے فرزند دلبند کی یہ کیفیت دیکھنی چاہی۔ اتنے میں امام حسن رضا گھر میں داخل ہوئے اور اس روز کی وحی کو اپنی والدۂ ماجدہ سے بیان کرنا چاہا مگر زبان مبارک رک گئی اور ایک حرف تک بیان نہ کر سکے۔ جناب سیدہ اس پر بہت متعجب ہوئیں۔ آپ نے فرمایا۔ اماں جان! آپ متحیر نہ ہوں۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ میرے کوئی بزرگ میرا کلام سننا چاہتے ہیں۔ اور ان کے رعب و وقار نے میری زبان بند کر دی ہے۔ یہ سن کر حضرت علیؑ گوشہ سے نکل آئے۔ اور امام حسن کو پکڑ کر ان کا منہ چوم لیا۔

(بحار جلد ۱۰ صفحہ ۱۹۳)

یہ آپ کی ذہانت اور فطانت کا حال تھا۔ جس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت نے بچپن ہی سے قابلیت کے جوہروں کو کیونکر نمایاں کیا۔

نیز بچپن میں ہی آپ کو اصلاح خلق، تبلیغ اسلام اور امر بالمعروف کا شوق تھا۔ اور آپ لوگوں کو اچھے کاموں کی نصیحت و ہدایت کیا کرتے تھے۔ اور بری باتوں سے منع فرماتے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کا واقعہ ہے کہ آپ نے حضرت ابو بکر صدیق رضا کو منبر رسولؐ پر دیکھا۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ یہ میرے والد کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔ اس پر سے آپ اتر آئے۔ حضرت ابو بکر رضا نے فرمایا۔ تم سچ کہتے ہو۔ پھر آپ کو گود میں بٹھا کر رونے لگے۔ (صواعق محرقہ صفحہ ۱۰۵ و تاریخ الخلفاء صفحہ ۵۵ و ریاض نضرہ صفحہ ۱۳۸ وغیرہ)

فصل دوسری ——— عہد شباب

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ نے اپنی والدۂ ماجدہ۔ اور والد محترم کے کنار عاطفت میں تربیت حاصل کی۔ مدینہ کا ہر شخص آپ کی پاکیزہ شکل و صورت اور اخلاق حمیدہ کا گرویدہ تھا۔ آپ کو دیکھ کر آں حضرت صلعم کی یاد تازہ ہو جاتی تھی چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضا جب آپ کو دیکھتے۔ تو بے اختیار رونے لگتے۔ اور ان کو وہ واقعات یاد آجاتے۔ جو حضرت امام حسنؓ کی محبت و دلجوئی میں انہوں نے دیکھے تھے۔ تمام صحابہ رضا آپ کی محبت و دلجوئی کو اپنا فرض سمجھتے تھے۔ اور ان کو دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر لیا کرتے تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں آپ نے بعض جنگوں میں شرکت کی، اور شجاعت و جواں مردی کے ثبوت دئے حضرت عمر نے آپ کے مجاہدانہ کارناموں اور حضورؐ کی محبت و عقیدت کے پیش نظر ان کو اصحاب بدر میں شامل کر کے پانچ ہزار درہم سالانہ ان کا وظیفہ مقرر کر دیا تھا۔ جس کی وجہ سے آپ نے خلافت فاروقی میں نہایت ہی امن و سکون اور راحت و آرام سے زندگی بسر کی اور آپ فارغ البالی کے ساتھ خدمت خلق، اصلاح نفس اور اعمال خیر میں مشغول رہے۔ خدمت خلق اور اصلاح بین الناس کا جذبہ آپ کو اپنے نانا سے ورثہ میں ملا تھا۔ جس کی وجہ سے آپ مجالس و مجامع میں شامل ہو کر لوگوں کو پند و نصائح کرتے۔ اور ان کو طاعت الٰہی کی طرف بلاتے۔

حضرت عثمان بن عفان رضا کے عہد خلافت میں بھی آپ اسی طرح سکون و عافیت کی زندگی بسر کرتے رہے جب حضرت عثمانؓ کے آخری عہد میں بلوائیوں نے آپ کے گھر کا محاصرہ کیا۔ اور شرارت پسند عناصر نے غدر و بغاوت پھیلائی تو اس نازک و پُر آشوب دور میں حضرت عثمانؓ کی حمایت و حفاظت کا خوب حق ادا کیا۔ آپ حضرت عثمانؓ کے گھر پر پہرہ دیتے رہے۔ اور کسی بلوائی کو گھر میں داخل نہ ہونے دیا۔ جب حضرت عثمانؓ کو علم ہوا۔ کہ میرے دروازے پر حضرت امام حسن رضا پہرہ دے رہے ہیں تو آپ نے ان کو یہ تکلیف برداشت کرنے سے منع کیا۔ اور چاہا کہ واپس بھیجدیں ۳۴ لیکن چونکہ حضرت عثمانؓ کی زندگی خطرہ میں تھی اس لئے آپ نے اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس حکم کی تعمیل نہیں کی۔ اور بدستور پہرہ دیتے رہے۔ اور بلوائیوں کے مقابلہ میں ڈٹے رہے۔

آپ نے اس محاصرہ کے موقع پر جو فدا کارانہ خدمات انجام دیں وہ اپنی نوعیت میں نہایت شاندار ہیں اور اس بات کا زندہ ثبوت کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ان کی اولاد کا تعلق حضرات اصحاب ثلاثہ کے ساتھ نہایت مخلصانہ اور مومنانہ تھا۔ اور جو لوگ اس کے خلاف کہتے ہیں۔ وہ اپنی تیرہ دروں کا ثبوت دیتے ہیں۔

شادی۔ افسوس۔ کہ کسی تاریخ سے آپ کے عہد شباب کے مسلسل واقعات نہیں ملتے۔ جستہ جستہ واقعات صرف وہی ہیں جو اوپر مذکور ہوئے یہاں تک زمانہ نے آپ کے ساتھ بے اعتنائی برتی۔ کہ یہ بھی معلوم نہیں ہوتا۔ کہ آپ کی پہلی شادی کب ہوئی حالانکہ تمدن معاشرت کی جان یہی چیز ہے اور ہم کسی مقدس انسان کی زندگی سے اس شعبہ زندگی سے اخلاق و معاشرت کا بہترین سبق حاصل کر سکتے ہیں۔

ذرا تاریخ کی ستم ظریفی دیکھئے۔ کہ اس سے یہ تو معلوم نہیں ہوتا۔ کہ آپ نے پہلی شادی کب کی ہاں صحیح و معتبر روایات سے یہ ضرور معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ نے اپنی زندگی میں ۹۰ عورتوں سے

نکاح کیا۔ آپ کسی عورت سے نکاح کرتے اور چند روز اپنے حرم میں رکھ کر اس کو طلاق دے دیتے تھے، اور ان میں سے شاید ہی کوئی ایسی عورت ہوتی تھی جسے آپ کی محبت نہ ہوتی تھی، عموماً تمام عورتیں آپ کی والہ و شیدا ہوتی تھیں مگر پھر بھی آپ اُن کو طلاق دے دیتے تھے۔ دیکھا آپ نے حضرت امام حسن رضہ کی مقدس زندگی کو کیسا داغدار اور مکروہ بنا دیا ہے۔

عجیب دیانت دار مورخین تھے جنہوں نے آپ کے شباب اور شادی کی تمام تفصیلات تو پردۂ اخفا میں رکھ لیں اور دنیا کو یہ مژدہ سنا دیا کہ آپ نے نوے عورتوں سے شادی کی اور اُن کو طلاقیں دیدیں۔

اس پر ایک اور طرفہ دیکھئے۔ لکھا ہے کہ حضرت امام حسن رضہ کے شوق نکاح اور پھر طلاق کی زیادتی کو دیکھ کر اگرچہ حضرت علی رضہ نے اپنے دار الخلافہ کوفہ میں یہ اعلان کرا دیا تھا کہ باشندگان کوفہ میں سے کوئی شخص اپنی لڑکی کا نکاح حسن رضہ سے نہ کرے کیونکہ وہ نکاح کے بعد جلد طلاق دے دیتے ہیں۔ لیکن بایں ہمہ لوگ حضرت امام حسن رضہ کی خواہش کا احترام کرتے تھے اور اپنی لڑکیوں کا نکاح امام ممدوح کی خواہش پر کر دیتے تھے چنانچہ علامہ سیوطی رح کا بیان ہے کہ حضرت علی رضہ کے اعلان پر ایک ہمدانی شخص نے حضرت علی رضہ سے عرض کیا کہ:

"خدا کی قسم ہم اپنی لڑکیوں کا نکاح حضرت امام حسن رضہ سے ضرور کریں گے
۳۴۳ اور ان میں جو اُن کو پسند آئے وہ اُس کو رکھیں اور جو پسند نہ ہو اُس کو طلاق دے دیں۔ بہرحال بقول علامہ سیوطی رح آپ کے نکاحوں کی یقینی تعداد نوے ہے اور یہ ایک تاریخی حقیقت ہے۔ مگر کسی مورخ نے اس امر پر روشنی ڈالنے کی تکلیف گوارا نہ کی کہ آخر اس کثرت نکاح و طلاق کا راز کیا تھا۔

ذرا غور کیجئے ایک طرف تو ہمیں یہ بتلایا جاتا ہے کہ حضرت امام حسن رضہ کی پرورش و تربیت تین بزرگ و برتر ہستیوں کا ہاتھ ہے وہ جوانان بہشت کے سردار ہیں اور وہ زہد و اتقا کی انتہائی بلندیوں پر فائز تھے۔ آپ کے کچھ فضائل و مناقب آپ معلوم کر چکے ہیں اور دوسری طرف یہ بھی سنایا جاتا ہے کہ آپ نے نوے نکاح کئے اور اُن کو یکے بعد دیگرے طلاقیں دیں۔ بتلایئے ایسے امام کی وقعت و عظمت پر اس سے کیا اثر پڑتا ہے۔ ایسی حالت میں جبکہ قرآن پاک کا حکم ہے عَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ عورتوں سے حسن سلوک سے پیش آؤ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ عورتیں تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا۔ پھر حضور کا ارشاد ہے۔ خیرکم خیرکم لاهله۔ تم میں بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا ہو۔ اسی طرح بے شمار آیات و احادیث ہیں جن میں عورتوں سے حسن معاشرت اور ملاطفت و سلوک کا حکم دیا گیا ہے حد یہ کہ قرآن پاک کا حکم تو یہاں تک ہے۔ فَإِن كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا۔ یعنی اگر وہ تمہیں ناپسند بھی ہیں تب بھی صبر کرو اس لئے کہ بعید نہیں کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اس میں تمہارے لئے بہت بہتری کر دے، کیا نعوذ باللہ حضرت امام حسن رضہ کا فہم و عمل نکاح و طلاق کے بارے میں ان احکام و ہدایات کے خلاف تھا میں تو سمجھتا ہوں کہ اس قسم کا وہم و گمان کرنا بھی کفر ہے۔

اب دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں یا تو یہ کہ امام عالی مقام نعوذ باللہ حسن پرست تھے یا یہ کہ اتفاق سے آپ کو عورتیں ہی ایسی ملتی تھیں جن میں بعد میں کوئی شرعی نقص نکل آتا تھا اور آپ ان کو طلاق دے دیتے تھے۔ تیسری صورت تو کوئی ہو ہی نہیں سکتی، صورت اول کو تو کوئی مسلمان مان نہیں سکتا دوسری صورت کا تاریخی ثبوت نہیں معلوم نہیں مورخین اسلام نے اس معمہ کو حل کرنے کی کوشش کیوں نہیں کی اور اس کو یوں ہی معلق رکھنے کو مناسب سمجھا۔

چونکہ ہمارے مورخین نے اس اعتراض کو دور کرنے میں تاریخی مواد فراہم نہ کرکے ایک بھاری غلطی کی ہے۔ افسوس کہ میری کم علمی، بے مائگی اور عدم استطاعت کا تقاضہ ہے کہ اس مقام سے میں بھی آنکھیں بند کرکے آگے گزر جاؤں۔

حضرت علی رضہ کا عہد خلافت اور حضرت امام حسن رضہ کی خدمات

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے عہد خلافت میں آپ نے ہمیشہ اپنے مفید مشوروں سے اپنے والد ماجد کی مدد کی، اور اُن کے دست راست بنے رہے چنانچہ جنگ جمل و صفین میں آپ شریک رہے، حضرت علی رضہ کی خارجیوں سے جو جنگ ہوئی اس میں تو آپ نے اس حسن تدبیر کے ساتھ فوجوں کی رہنمائی کی کہ خارجیوں کے حوصلے پست کر دئے اور تقریباً ان کا استیصال ہی ہوگیا علاوہ ازیں خلافت کے دیگر کاموں میں بھی آپ اپنے والد کے بہترین مددگار و مشیر ثابت ہوئے۔

خلافت علی رضہ میں جو خدمات حضرت امام حسن رضہ نے انجام دیں ان کا تفصیلی تذکرہ تاریخوں میں مذکور نہیں کچھ واقعات ملتے ہیں وہی موقعہ پر لکھے جاتے ہیں۔ جن سے آپ امام ممدوح کے حسن تدبر اور ذہانت و ذکاوت کا اندازہ لگا سکے ہیں۔

(۱) امام حسن رضہ کا مشورہ اور حضرت علی رضہ کی پیش قدمی جنگ جمل کے موقعہ پر جب حضرت علی رضہ کو اس بات کا علم ہوا کہ حضرت عائشہ، حضرت طلحہ رضہ اور حضرت زبیر رضہ مکہ سے لشکر فراہم کرکے بصرہ پہنچ گئے اور شدت و اصرار کے ساتھ قاتلان عثمان رضہ سے قصاص لینے کا مطالبہ کر رہے ہیں تو حضرت علی رضہ بھی مدینہ سے لشکر لے کر بصرہ کی طرف ہو گئے اور مقام ربذہ میں پہنچ کر قیام کیا۔ یہاں اپنے لشکر کو آپ نے

جنگ کے متعلق ضروری احکام و ہدایات دیں۔ اس موقعہ پر حضرت امام حسن رضؓ آگئے اور اپنے والد ماجد سے عرض کی "میں نے آپ کو مدینہ سے باہر نہ نکلنے کا مشورہ دیا تھا مگر آپ نے اس مشورہ کو نہ مانا، اب میں پھر آپ کو یہی مشورہ دیتا ہوں کہ آپ مدینہ سے باہر نہ جائیں" حضرت علی رضؓ نے فرمایا۔ میں ہمیشہ تمہارے مشورے پر عمل کرتا ہوں بتاؤ وہ کونسی بات ہے جس میں میں نے تمہارے مشورے پر عمل نہیں کیا۔

حضرت امام حسن رضؓ نے فرمایا۔ دیکھئے میں نے حضرت عثمان رضؓ کے محاصرہ کے وقت آپ کو مشورہ دیا تھا کہ آپ مدینے سے باہر چلے جائیں۔ مگر آپ نے میرے اس مشورے کو قبول نہیں فرمایا۔ آپ مدینہ ہی میں رہے پھر حضرت عثمان رضؓ کے قتل کے بعد میں نے عرض کیا تھا کہ جب تک بلاد اسلامیہ کے وفود نہ آجائیں آپ اس وقت تک لوگوں سے اپنی خلافت کی بیعت نہ لیں لیکن آپ نے اس مشورہ پر بھی عمل نہیں کیا۔ آپ نے بلاد اسلامیہ کے وفود آنے سے پہلے ہی بیعت لے لی پھر جب حضرت عثمان رضؓ کے قاتلوں سے قصاص لینے کا طوفان اٹھا تو اس موقعے پر میں نے درخواست کی تھی کہ جب تک یہ فتنہ فرو نہ ہو جائے آپ خاموشی کے ساتھ گھر میں بیٹھے رہیں اور مدینہ سے باہر جانے کا نام نہ لیں لیکن آپ نے اس مشورے کو بھی قبول نہیں کیا۔

حضرت علی رضؓ نے ان باتوں کے جواب میں فرمایا۔ بے شک تم نے مجھے مدینہ سے باہر نہ نکلنے اور مخالفین سے نبرد آزما نہ ہونے کا مشورہ دیا تھا۔ مگر میں نے تمہارے مشورہ پر عمل کیوں نہیں کیا؟ جبکہ میں خود بھی یہی چاہتا تھا کہ ایسا ہی کروں۔ اس لئے کہ مجھے باہر نکلنے پر مجبور کر دیا گیا لوگوں نے مجھے اسی طرح گھیر لیا تھا جس طرح حضرت عثمان رضؓ کو گھیر لیا تھا اس لئے میں ان کی خواہش کا احترام کرنے پر مجبور ہو گیا اور مدینہ سے نکلنا پڑا۔ رہا بیعت کا معاملہ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ حالات کچھ اس قسم کے تھے کہ اگر میں بیعت نہ لیتا تو امر خلافت خطرہ میں پڑ جاتا۔ اس لئے کہ اس وقت لوگوں پر حرص و طمع غالب تھی اور بیعت کے لئے بلاد اسلامیہ کے وفود کا انتظار کرنا نہ صرف عبث بلکہ خطرناک تھا۔ بیکار اس لئے کہ ارباب حل و عقد اہل مدینہ ہیں۔ دیگر بلاد اسلامیہ کے انتخاب نہیں۔ چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب مدینہ والوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تو میں نے بھی اُن سے بیعت کر لی۔ پھر جب حضرت ابوبکر رضؓ کی وفات کے بعد مدینہ والوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ بنایا تو میں نے ان کی بھی اطاعت قبول کر لی۔ حضرت عمر رضؓ کے وفات پا جانے کے بعد انتخاب خلیفہ کا کام مجلس شوریٰ پر آرہا جس میں میں بھی شامل تھا اس مجلس نے حضرت عثمان رضؓ کی خلافت کا فیصلہ کیا تو میں نے ان کے ہاتھ پر بھی بیعت کر لی۔

حضرت علی رضؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضؓ کو شہید کر ڈالا گیا، اور لوگوں نے بجوبلی میرے ہاتھ پر بیعت کی تو میں نے ان کی بیعت کو قبول کر لیا۔ پس ایسی حالت میں جبکہ اہل مدینہ نے میری بیعت کر لی ہے۔ میرا فرض ہے کہ میں ان لوگوں سے لڑوں جو میری مخالفت کریں یہاں تک کہ احکم الحاکمین کا کوئی فیصلہ صادر ہو۔ پھر ایسی حالت میں کہ فتنہ کا بازار گرم ہے، میں تمہارا یہ مشورہ کیونکر قبول کر سکتا ہوں کہ مدینہ سے باہر نہ جاؤں۔ گھر میں بیٹھا رہوں اور اپنے فرائض نہ ادا کروں۔ اگر میں ہی اپنے فرائض ادا نہ کروں گا تو اور کون کرے گا۔ (ابن خلدون)

حضرت امام حسن رضؓ نے جس جذبۂ صلح پسندی و اخوت نوازی کی بنا پر اپنے والد محترم کو یہ مشورہ دیا تھا، وہ جذبہ بھی بے حد قابل احترام اور سبق آموز ہے۔

(۲) کوفہ میں حضرت امام حسن رضؓ کی اصلاحی تقریر۔ جنگ جمل کے موقعہ پر کوفہ کے حاکم حضرت ابوموسیٰ اشعری رضؓ تھے۔ جہاں حضرت علی رضؓ نے دوسرے صوبوں کے حاکموں کو لشکر کی فراہمی اور جنگ کی تیاری کا حکم دیا۔ وہاں آپ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضؓ کو بھی ایک خط لکھا اور محمد بن ابوبکر رضؓ اور محمد بن جعفر رضؓ کو روانہ کیا۔ ان حضرات نے حضرت علی رضؓ کا خط حضرت ابوموسیٰ اشعری رضؓ کو دیا۔ اس حکم کے مطابق حضرت ابوموسیٰ رضؓ لوگوں ۵ م کو جنگ کے لئے آمادہ کرنے تھے۔ لیکن ایک شخص نے بھی آمادگی ظاہر نہ کی۔ آخر آپ نے لوگوں کو جمع کیا۔ اور اس مجمع میں کہا "لڑائی کے لئے نکلنا دنیا کی راہ ہے اور نہ نکلنا آخرت کی راہ" ذرا اس ذمہ داری کو دیکھئے کہ لڑائی کے لئے نکلنا دنیا کی راہ ہے اور نہ نکلنا آخرت کی راہ۔ صاف لفظوں میں یوں ہی کیوں نہ کہہ دیا کہ لڑائی کے لئے نہ نکلو۔ کہ ایک مسلمان کے لئے جائے ادب ہے۔ حضرت ابوموسیٰ رضؓ کے یہ الفاظ سن کر لوگ خاموش ہو گئے اور جنگ میں شریک ہونے سے انکار کر دیا۔ محمد بن ابوبکر رضؓ اور محمد بن جعفر رضؓ کو اس پر بڑا غصہ آیا اور انھوں نے حضرت ابوموسیٰ رضؓ کو سخت الفاظ کہے۔ حضرت ابوموسیٰ رضؓ نے کہا۔ حضرت عثمان رضؓ کی بیعت کا قلادہ جس طرح میری گردن میں ہے۔ اسی طرح علی رضؓ کی گردن میں بھی ہے۔ اگر جنگ ضروری ہے تو پہلے قاتلان عثمان رضؓ سے لڑنا اور قصاص لینا چاہیئے۔" حضرت ابوموسیٰ کا یہ جواب سن کر محمد بن ابوبکر رضؓ اور محمد بن جعفر رضؓ واپس چلے آئے۔ اور مقام ذی قار میں پہنچ کر حضرت علی رضؓ کو صورت حال سے آگاہ کیا۔ یہ سن کر آپ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ اور مالک اشتر رضؓ کو کوفہ روانہ کیا، وہ بھی ناکام واپس آئے۔ تیسری مرتبہ حضرت علی رضؓ نے حضرت امام حسن رضؓ اور عمار بن یاسر رضؓ کو روانہ کیا۔ وہ کوفہ پہنچے تو ابوموسیٰ رضؓ مسجد میں آئے حضرت امام حسن رضؓ سے معانقہ کیا۔ اس کے بعد عمار بن یاسر رضؓ اور ابوموسیٰ رضؓ میں ایک بات پر

پر سخت لہجہ میں گفتگو ہوئی۔ جب حضرت امام حسن رضؓ نے معاملہ بڑھتے دیکھا تو رفع شر کے لئے کہا "ہمارا مقصود صرف اصلاح ہے اور اصلاح امت کے معاملہ میں میرے والد کسی سے ڈرنے والے نہیں۔" ابوموسیٰ رضؓ نے امام حسن رضؓ سے کہا "میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ آپ نے سچ فرمایا میں نے خود حضورؐ سے یہ سنا ہے کہ عنقریب فتنہ وقوع میں آنے والا ہے۔ اس فتنہ کے زمانے میں بیٹھا ہوا شخص کھڑے ہوئے آدمی سے اور کھڑا ہوا شخص پیدل چلنے والے سے اور پیدل چلنے والا سوار سے بہتر ہوگا۔ اور سارے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں ان کا خون و مال حرام ہے۔" اس کے بعد عمار بن یاسرؓ اور ابوموسیٰ اشعری رضؓ کے درمیان گفتگو ہوئی۔ عمار بن یاسرؓ نے مجمع کو مخاطب کرکے کہا "علی رضؓ نے تم لوگوں کو حق کی راہ دکھانے کے لئے طلب کیا ہے۔ ہمارے ساتھ چلو اور حق کی حمایت میں لڑو۔" اس موقعہ پر حضرت امام حسن رضؓ نے بھی مجمع کو مخاطب کیا اور فرمایا "تم لوگ ہمارے ساتھ چلو اور دیکھو اگر ہم اور تم مبتلا ہو گئے ہیں اس میں ہماری مدد کرو۔ امیرالمومنین نے فرمایا ہے کہ اگر ہم مظلوم ہیں تو ہماری مدد کرو اور ظالم ہیں تو ہم سے حق لے لو۔" حضرت امام حسن رضؓ کی اس معقول اور دل نشین تقریر کا لوگوں پر بے حد اثر ہوا یہاں تک کہ چند روز میں حضرت امام حسن رضؓ نو ہزار سپاہ لے کر کوفہ سے روانہ ہوئے۔

۴۶ (۳) امام حسن رضؓ کی فوجی مہارت اور تدبیر جنگ۔ جنگ صفین

جو حضرت علی رضؓ اور حضرت امیر معاویہ رضؓ کے درمیان ہوئی تھی۔ اس کا آغاز ماہ ذی الحجہ ۳۶ھ میں ہوا۔ محرم کا مہینہ شروع ہونے پر صلح کی گفتگو شروع ہو گئی۔ لیکن صلح نہ ہو سکی۔ محرم کے بعد پھر جنگ شروع ہو گئی۔ پانچ روز تک معرکۂ جدال و قتال جاری رہا۔ اور مسلمانوں کی تلوار بے دریغ مسلمانوں کی گردن پر چلتی رہی۔ غالباً آٹھویں روز حضرت عمار بن یاسرؓ اور حضرت عمرو بن العاص رضؓ کے درمیان تیز و تند گفتگو ہوئی اور جنگ مغلوبہ شروع ہو گئی۔ جنگ نے اس شدت کے وقعہ پر حضرت علیؓ کے مشہور شہسوار حضرت عمار بن یاسرؓ شہید ہو گئے۔ حضرت علیؓ کو ان کے شہید ہونے کا سخت صدمہ ہوا۔ اور خود آنحضرت صلعم کے خچر پر سوار ہو کر میدان جنگ کو روانہ ہوئے۔ حضرت امام حسن رضؓ نے یہ دیکھ کر اپنے ماتحت لشکر کو آگے بڑھایا اور شامی لشکر پر اس قدر سخت حملہ کیا کہ ان کے پاؤں اُکھڑ گئے۔ اور قریب تھا کہ شامی لشکر فرار ہو جائے لیکن حضرت عمرو بن العاص رضؓ کی تدبیر آڑے آئی۔ اُنھوں نے نیزوں پر قرآن مجید کو بلند کیا اور گویا یہ اعلان کیا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان قرآن کا فیصلہ ناطق اور کافی ہے۔ ان کی اس تدبیر سے جنگ رک گئی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی شہادت

جنگ صفین کے خاتمہ کے بعد حضرت علی رضؓ نے مستقل طور پر کوفہ کو اپنا دارالسلطنت بنا لیا تھا۔ انھیں ایام میں ۱۷ رمضان ۴۰ھ کو حضرت علی رضؓ نے حضرت امام حسن رضؓ کو بلایا اور کہا "بیٹا! رات میں نے رسول اللہ صلعم کو خواب میں دیکھا ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ مجھے گمراہ اور نزاع پسند لوگوں نے بڑی بڑی اذیتیں اور تکلیفیں دی ہیں۔ آپ کو معلوم ہی ہوں گی۔ حضورؐ نے فرمایا "تم اُن لوگوں کے لئے دعا کرو۔" میں نے حضورؐ کے ارشاد پر اُن لوگوں کے لئے یوں دعا کی "اے اللہ ان لوگوں میں سے بہتر چیز کو میرے لئے بدل دے اور ان کے لئے مجھ سے زیادہ سخت آدمی کو ان پر مقرر کر دے۔" یہ وقت صبح صادق کا تھا۔ یہ خواب بیان کرکے آپ نماز فجر کے لئے مسجد میں تشریف لے گئے مسجد میں ابھی آپ داخل ہی ہو رہے تھے کہ ابن ملجم نے آپ کے سر پر ایک زہر آلود خنجر مارا جو پیشانی اور بھیجہ کو کاٹتا ہوا دماغ تک پہنچ گیا اور آپ زمین پر گر پڑے۔ اتنے میں چاروں طرف سے لوگ جمع ہو گئے اور حضرت علی رضؓ کو اُٹھا کر لے گئے۔

اسی وقت موقعہ پر ابن ملجم کو بھی گرفتار کر لیا گیا اور حضرت علی رضؓ کو ہوش آنے پر ان کے سامنے اس کو پیش کیا گیا۔ حضرت علی رضؓ نے حضرت امام حسن رضؓ سے فرمایا۔ ابن ملجم کو تم اپنی نگرانی میں رکھو اور کسی قسم کی اذیت نہ دو۔ اگر میں مر جاؤں تو اسے تلوار کے ایک ہی وار سے اس کی گردن اڑا دینا اور اگر میں زندہ رہا تو اس کے معاملہ کا فیصلہ خود کروں گا۔

زخمی ہونے کے بعد حضرت علی رضؓ تین روز زندہ رہے اور جمعہ کے روز شہادت پائی۔ حضرت امام حسن رضؓ اور حسین رضؓ نے آپ کو غسل دیا اور حضرت امام حسن رضؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کو دفن کر دیا گیا۔

آپ کی وفات سے پہلے جندب بن عبداللہ رضؓ نے آپ سے دریافت کیا کہ اگر آپ ہم سے جدا ہو جائیں تو کیا ہم حضرت امام حسن رضؓ سے بیعت کرلیں؟ حضرت علی رضؓ نے فرمایا۔ نہ تو میں تمہیں اس بات کا حکم دیتا ہوں اور نہ اس سے منع کرتا ہوں تم خود عقلمند ہو۔ اس کے بعد آپ نے حضرات امام حسن رضؓ و امام حسین رضؓ کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا۔ میں تم کو خدا سے ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں۔ تم دنیا پر مبتلا نہ ہونا۔ اگرچہ وہ تم کو مبتلا کرنا چاہے۔ دنیا کی کسی چیز کے حاصل نہ ہونے پر افسوس نہ کرنا۔ ہمیشہ حق بات کہنا۔ یتیم پر رحم کرنا۔ بیکسوں کی مدد کرنا۔ ظالموں کے دشمن رہنا اور مظلوم کے معین و مددگار۔ کتاب اللہ پر عمل کرنا۔ خدا کے احکام پر عمل کرنے میں کسی ملامت گر کی ملامت کی پرواہ نہ کرنا۔ اس کے بعد آپ نے محمد بن حنفیہ رضؓ کو بلایا اور فرمایا۔ میں تم کو بھی انہی امور کی وصیت کرتا ہوں اور یہ حکم دیتا ہوں کہ تم اپنے دونوں بھائیوں کی تعظیم کرنا۔ کوئی بات ان کی رائے کے خلاف نہ کرنا۔ تم پر ان کا بڑا حق ہے۔ پھر امام حسن رضؓ و امام حسین رضؓ کو یہ وصیت کی کہ محمد بن حنفیہ رضؓ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا۔ اس کے بعد زندگی تک حضرت امام حسنؓ کو ضروری امور سمجھاتے رہے۔

حضرت علی رضؓ کی شہادت کے بعد حضرت امام حسن رضؓ نے ابن ملجم کو بلوایا اور ایک ہی وار سے اس کی زندگی ختم کردیا۔

دوسرا باب

فصل پہلی ——— خلافت و بیعت

حضرت علی رضؓ کی شہادت کے بعد وہ چالیس ہزار مسلمان جنہوں نے حضرت علی رضؓ سے حضرت معاویہ رضؓ سے جنگ کرنے پر آپ کی نصرت میں جانے کی بیعت کی تھی۔ انھوں نے حضرت امام حسن رضؓ کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ اس وقت آپ کی عمر ۳۷ سال کی تھی اور یہ بیعت ۴۰ھ میں ہوئی۔

تفویض امارت کے بعد حضرت امام حسن رضؓ اہل بیت اور جملہ متعلقین کو لے کر مدینہ منورہ میں چلے آئے اور یہیں سکونت اختیار کرلی اور بقیہ زندگی کے تمام ایام دیار حبیب میں ہی گزرے۔ آپ سے لوگوں نے بیعت خلافت کن شرائط پر کی؟ ان کے بارے میں مورخین کا اختلاف ہے۔ ایک معتبر روایت یہ ہے کہ قیس بن سعدؓ نے حضرت امام حسن رضؓ کو مخاطب کرکے کہا: "اپنا ہاتھ پھیلائیے اور کتاب اللہ، سنت رسول اللہؐ اور ملحدوں سے جنگ کرنے پر بیعت لیجئے۔" امام حسن رضؓ نے فرمایا۔ میں صرف کتاب اللہ اور سنت رسول اللہؐ پر بیعت لوں گا۔ اس میں تمام شرائط شامل ہیں۔ ان کے علاوہ کوئی اور شرط بڑھانے کی کیا ضرورت ہے۔ اس کے بعد لوگوں نے بیعت شروع کی۔ آپ بیعت لیتے جاتے اور کہتے جاتے تھے: "تم لوگ میری اطاعت کرنا اور میرے احکام سننا۔ میں جس سے صلح کروں، اس سے تم بھی صلح کرنا اور میں جس سے لڑوں، تم بھی اس سے لڑنا۔" حضرت امام حسن کے ان الفاظ کو سنا اور سرگوشیاں کرنے لگے اور کہنے لگے: "یہ کیسے امام ہیں جو لڑنا نہیں چاہتے اور صلح کا ذکر کرتے ہیں۔" ایک روایت میں اس سے آگے یوں ہے کہ لوگوں نے حضرت امام حسن رضؓ الفاظ سُن کر اپنے ہاتھ کھینچ لئے اور امام حسن رضؓ نے بھی اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ اس کے بعد لوگ حضرت امام حسین رضؓ کے پاس گئے اور اُن سے کہا: "آپ اپنا ہاتھ پھیلائیں، ہم آپ کے ہاتھ پر ان ہی شرائط پر بیعت کرتے ہیں جن شرائط پر آپ کے والد ماجد کے ہاتھ پر بیعت کی تھی یعنی اُن لوگوں سے جنگ کرنے پر جو شامیوں میں سے گمراہ اور ہمارے سد راہ ہیں۔" امام حسین رضؓ نے لوگوں کی اس خواہش کو سن کر فرمایا: "خدا کی پناہ جب تک حسن رضؓ زندہ ہیں بیعت نہیں لے سکتا۔" یہ سُن کر تمام لوگ پھر امام حسن رضؓ کے پاس گئے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔

شام پر فوج کشی

حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کو اپنے ایام خلافت میں خارجیوں اور شامیوں سے سخت مقابلہ کرنا پڑا جو خلافت کے لئے خطرات و مصائب کا باعث بنے ہوئے تھے، اور جنہوں نے مسلمانوں کو طرح طرح کی غلط فہمیوں میں مبتلا کردیا تھا۔ آپ نے خارجیوں کا استیصال تو اپنی زندگی میں ہی کردیا تھا، اس کے بعد آپ شام پر لشکرکشی کرنے کی تیاری کررہے تھے کہ پیغام شہادت آپہنچا اور یہ کام ناتمام رہ گیا۔ اب لوگوں نے جب حضرت امام حسن رضؓ کے ہاتھ پر بیعت کی تو آپ سے شام پر لشکرکشی کا تقاضہ کیا۔ چونکہ آپ کی طبیعت میں صلح پسندی اور اخوت پروری کا مادہ زیادہ تھا اس لئے آپ چند دنوں تک تو ٹالتے رہے لیکن جب آپ نے دیکھا کہ اب مزید التوا رفتنہ کا موجب ہو جائے گا، اور مسلمان مانتے ہی نہیں تو آپ لشکرکشی کے لئے تیار ہوگئے۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلا کام آپ نے یہ کیا کہ مقدمۃ الجیش کو حضرت قیس بن سعدؓ کی ماتحتی میں دے کر شام کی طرف روانہ کردیا اور اس کے بعد خود چالیس ہزار کا لشکر لے کر آگے بڑھے۔

ادھر حضرت امیر معاویہ رضؓ نے جب حضرت علی رضؓ کی شہادت کی خبر سنی تو انھوں نے اس موقعہ کو غنیمت جانتے ہوئے اہل شام سے فی الفور خلافت پر بیعت لے لی اس کے بعد جب یہ سنا کہ حضرت امام حسن رضؓ نے بھی اہل عراق سے بیعت خلافت لی ہے تو وہ لشکر لے کر کوفہ کی جانب روانہ ہوئے یہ واقعہ ۴۱ھ کا ہے اور حضرت امام حسن رضؓ کو فہ سے چل کر ساباط، مدائن میں فروکش ہوئے۔ ۴۷

ادھر حضرت امیر معاویہ رضؓ کے لشکر کی طرف سے ایک شخص کو مدائن بھیجا گیا اور اس کے ذریعہ یہ مشہور کرادیا گیا کہ حضرت امام حسن کے سپہ سالار قیس بن سعد رضؓ نے امیر معاویہ رضؓ سے صلح کرلی۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ یہ مشہور کرایا گیا کہ وہ مارے گئے۔ جن لوگوں نے حضرت امام حسن رضؓ سے بیعت لی تھی اور اسی لئے کی تھی کہ شامیوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگ کر اپنے دل کی بھڑاس نکالیں، قدرتی بات ہے کہ اس خبر سے ان کے حوصلوں پر اوس پڑ گئی اور لشکر میں ایک عام اضطراب پیدا ہوگیا۔ اور حضرت امام حسن رضؓ کی فوج میں بغاوت پھیل گئی۔

اس اضطراب و بغاوت نے لوٹ کھسوٹ اور قتل و غارت کی صورت اختیار کرلی، یہاں تک کہ حضرت امام حسن رضؓ کے خیمہ میں بھی گھس آئے اور کل اسباب لوٹ لیا۔ فرش مبارک پر سے ردا اتارلی اور نیچے سے مصلیٰ گھسیٹ لیا۔ بعض بدبخت ظالموں نے صرف اسی پر بس نہیں کی بلکہ آپ کی ران پر نیزہ بھی مارا۔ اتنے میں قبیلۂ ربیعہ و ہمدان کے لوگ آگئے اور ان او باشوں کی جماعت کو منتشر و پسپا کرکے آپ کو بچالیا۔ آپ کو لے کر مدائن میں پہنچے اور اس کے قصر ابیض میں اتار دیا۔ اور یہ سب کچھ نتیجہ تھا اُن لوگوں کی خود غرضی اور نفاق کا جنہوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور جو اسلامی مفاد کو

نظر انداز کرکے اپنے جذبات کی تسکین کا سامان کرنا چاہتے تھے۔

امیر معاویہ رضؓ سے صلح

حضرت امام حسن رضؓ بری طرح زخمی ہوئے تھے۔ سعد رضؓ نے آپ کا علاج کیا اور آپ کچھ مدت میں اچھے ہوگئے۔ لیکن ان حالات کو دیکھ کر آپ کو سخت صدمہ پہنچا تھا۔ اس لئے آپ نے ارادہ کرلیا کہ حضرت امیر معاویہ رضؓ سے صلح کرکے مسلمانوں کو اس نفاق وشقاق اور قتل وخون ریزی سے بچالیں۔ وہ نہایت فہیم وذکی تھے۔ آپ نے اچھی طرح تاڑ لیا تھا کہ اہل عراق نے خود غرضی کی بنا پر بیعت کی تھی اور ان کی بیعت عام بیعت نہیں جس کو قائم وبرقرار رکھنے کے لئے صبر، استقامت کا ثبوت دیں۔ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ میں ایسے خودغرض ونفاق انگیز لشکر کی مدد سے اپنی نیابت وحکومت برقرار نہیں رکھ سکتا۔ اندریں حالت بہتر یہی ہے کہ میں امیر معاویہ رضؓ سے صلح کرلوں اور ایسی خوں ریز خلافت کا قلادہ اپنی گردن سے اتار پھینکوں۔

حضرت امام حسن رضؓ نے اس بات کا قطعی فیصلہ کرکے حضرت امیر معاویہ رضؓ کو لکھ بھیجا۔ "میں خلافت وحکومت سے دست بردار ہوکر تم سے صلح کرنا چاہتا ہوں بشرطیکہ تم میری چند باتوں کو قبول کرلو۔" اس خط کے پہنچتے ہی معاویہ رضؓ نے ایک سادہ کاغذ پر اپنے دستخط اور حکومت کی مہر ثبت کرکے حضرت امام حسن رضؓ کے پاس بھیج دیا۔ اور لکھا کہ جو شرائط آپ چاہیں اس پر لکھ دیں۔ اس پر
۴۱ھ امام ہمام نے حسب ذیل شرائط اس پر رکھدیں۔

(۱) اہل عراق کو امن عام دیا جائے۔

(۲) پچھلی جنگوں کا کسی سے انتقام نہ لیا جائے۔ یعنی حضرت علی رضؓ کے ساتھ ہوکر جو لوگ حضرت امیر معاویہ رضؓ کے مقابلہ میں صف آرا ہوئے تھے اُن سے انتقام نہ لیا جائے۔

(۳) اہواز کا خراج مجھے ملتا رہے۔

(۴) دس لاکھ درم سالانہ میرے بھائی امام حسین رضؓ کو ملتا رہے۔

(۵) کوفہ کے بیت المال میں جس قدر زر نقد اس وقت موجود ہے مجھے دیا جائے (اس وقت کوفہ کے بیت المال میں پانچ لاکھ درم موجود تھے)

(۶) عطایا میں قبیلۂ بنو ہاشم کو دوسرے خاندانوں پر مقدم رکھا جائے۔

(۷) اب سے حضرت علی رضؓ پر سب وشتم نہ کیا جائے گا۔

(۸) حضرت امیر معاویہ رضؓ کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ وہ اپنا کوئی ولی عہد مقرر کریں۔ بلکہ شوریٰ کے بعد مسلمانوں کی متفقہ مرضی سے ان کا حاکم مقرر ہوگا۔ وغیرہ وغیرہ۔

حضرت امیر معاویہ رضؓ نے ان تمام شرطوں کو منظور کرلیا اور ۲۵ ربیع الاول ۴۱ھ کو کوفہ کے قریب مقام انبار میں اس عہد نامہ پر فریقین کے دستخط اور لوگوں کی گواہیاں ہوگئیں۔ اس کے بعد لوگوں سے حضرت امیر معاویہ رضؓ نے اپنی بیعت لی۔ اور اس سال کا نام سنۃ الجماعۃ رکھا گیا۔ اور

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد پورا ہوا کہ:۔ میرا یہ بیٹا (یعنی امام حسن رضؓ) سید ہے۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرائے گا۔" اس طرح خلافت راشدہ کی وہ تیس سالہ مدت پوری ہوگئی جو حضور ؐ نے مقرر کی تھی۔

اس صلح کی تکمیل کے بعد حضرت امام حسن رضؓ نے ممبر پر بیٹھ کر اول خدا تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور پھر مجمع کو مخاطب کرکے فرمایا۔ لوگو! ہمارے پیش رو حضرات کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے پہلے لوگوں کی ہدایت ورہنمائی کی اور ہمارے آخری لوگوں کے ذریعہ تمہاری جانوں کو بچایا، اس پر خدا کا شکر ہے میں نے بیعت کے وقت تم سے یہ عہد لیا تھا کہ جس سے میں لڑوں گا تم بھی اس سے لڑو گے اور جس سے میں صلح کروں گا تم بھی اس سے صلح کروگے، چنانچہ میں نے حضرت امیر معاویہ رضؓ سے صلح کرلی ہے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کرلی ہے تم بھی اُن کے ہاتھ پر بیعت کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

وَاِنْ اَدْرِیْ لَعَلَّہٗ فِتْنَۃٌ لَّکُمْ وَمَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ ۝	میں نہیں جانتا کہ یہ وعدہ شاید تمہاری آزمائش اور ایک وقت تک تمہارے لئے نافع ہو۔

حضرت امام حسن رضؓ کی اس تقریر کو سن کر تمام لوگوں نے حضرت امیر معاویہؓ سے بیعت کرلی اور نفاق وشقاق اور قتل وغارت کی وہ تمام تاریکیاں جو پھیلی ہوئی اور تباہکاریاں دور ہوگئیں جو حضرت عثمان رضؓ کے عہد خلافت میں نفاق انگیز خودغرض، طامع اور شرارت پسند لوگوں نے امت مسلمہ پر طاری کردی تھیں۔

مگر یاد رہے عہد عثمانی میں اور اس کے بعد مسلمانوں میں جو شدید اختلافات رونما ہوئے اور باہمی جدال وقتال پر منتج ہوئے۔ وہ تمام کے تمام نیک نیتی پر مبنی تھے اور یا غلط فہمی پر اس لئے وہ اختلاف رحمت تھا۔ لیکن جب یہی اختلاف بعد میں آنے والی نسلوں میں آیا تو اختلاف زحمت بن گیا۔ کیونکہ درحقیقت ناواقف اور خودغرض لوگوں کو شخصیت پرستی اور اختلاف انگیزی کا بہانہ مل گیا۔

صلح کے بعد

اس مبارک ومیمون سال کی اس صلح کے بعد عراق کا مشہور سردار سلمان بن صرد جو اس وقت کوفہ میں موجود نہ تھا جب کوفہ میں آیا اور صلح کی خبر سنی تو وہ حضرت امام حسن رضؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دوران گفتگو میں کہا کہ یہ صلح مسلمانوں کے لئے موجب ذلت وعار ہے اس لئے حضرت امام حسن رضؓ کو نقض بیعت اور جنگ کا مشورہ دیا لیکن آپ نے اس مشورہ کو قبول کرنے سے انکار کردیا۔ یہاں سے مایوس ہوکر سلمان بن صرد حضرت امام حسین رضؓ کی خدمت میں پہنچا اور آپ کو جنگ کرنے پر ابھارا مگر یہاں بھی ہار۔ حضرت امام حسین رضؓ نے فرمایا "جب تک امیر معاویہ رضؓ موجود ہیں اس وقت تک ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اپنے گھر کا ٹاٹ بن جائے، خدا کی قسم اس بیعت کو میں بھی اچھا نہیں سمجھتا لیکن معاویہ رضؓ کے انتقال کے بعد ہی اس مسئلہ پر غور۔

کیا جائے گا اس وقت ہم اور تم مل کر جو مناسب سمجھیں گے کریں گے۔ فی الحال تو ہمیں خاموش رہنا چاہئے۔"

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی حضرت امام حسن رض کے ترک خلافت کے مسئلہ پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "واقعہ یہ ہے کہ حضرت امام حسن رض نے خلافت کی حد سے نکل کر ملوکیت و حکومت کی حدود میں داخل ہوجانا پسند نہیں کیا۔

یہ صلح جس قدر محمود و مستحسن تھی اور اس نے حضرت امام حسن رض کی صلح پسندی، اخوت پروری اور حق نوازی میں جو چار چاند لگائے۔ ظاہر ہے۔ لیکن برا ہو اس نفاق پسندی اور خود غرضی کا کہ خلافت سے دست برداری کے بعد شیعین حضرت علی رض اور دوسرے مسلمانوں نے امام حسن رض کو مسلمانوں کے لئے موجب عار قرار دیا۔ چنانچہ ایک سلمان نے آپ کو مخاطب کرکے کہا۔ "السلام علیک یا مذل المؤمنین؟" (مسلمانوں کے ذلیل کرنے والے تم پر سلام ہو) آپ نے اس کے جواب میں فرمایا۔ "میں مسلمانوں کا ذلیل کرنے والا نہیں ہوں البتہ حکومت کے لئے میں مسلمانوں سے لڑنا پسند نہیں کرتا۔"

تفویض خلافت کے بعد حضرت امام حسن رض اہل بیت اور جملہ متعلقین کے ساتھ مدینہ منورہ میں چلے گئے۔ تاکہ بقیہ عمر نانا کے قدموں میں بسر کریں اور عبادت و طاعت الہی میں فنا ہوجائیں۔ چنانچہ اپنی زندگی کے آخری لمحہ تک آپ مدینہ میں اقامت پذیر رہے۔

آپ نے صرف چھ مہینے خلافت کی۔

تیسرا باب

صفات و مآثر

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:۔ خیر الناس من ینفع الناس۔ یعنی اچھا انسان وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے۔ یہ ارشاد عالی گویا قرآن پاک کی اس آیت کی تفسیر ہے کُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تم بہترین امت ہو جو لوگوں کی نفع رسانی کے لئے برپا کی گئی ہے۔ یعنی مسلمانوں کا فرض ہے کہ تمام انسانوں کی راحت رسانی اور خدمت کریں۔ خدمت خلق ان کا قومی شعار بننا چاہئے۔

انسان کی تمام خوبیوں اور کمالات کی دو قسمیں ہیں، لازمی و متعدی یعنی ایک تو انسان کی ذاتی خوبی ہوتی ہے۔ مثلاً وہ بڑا عابد و زاہد ہو اور دوسری یہ کہ وہ بڑا صلح پسند، ایثار پیشہ اور سخی ہو۔ پہلی خوبی کا نفع صرف انسان کی اپنی ذات تک محدود رہتا ہے اس لئے وہ اپنی ذات تک تو اچھا ہے لیکن جہاں تک دوسروں کی راحت رسانی کا تعلق ہے وہ کچھ بھی نہیں۔

بے فیض اگر یوسف ثانی ہے تو کیا ہے

پس دوسری خوبی جس کا تعلق دوسروں سے ہے یہی خوبی سب سے برتر ہے اور ایک بڑے سے بڑے عابد و زاہد پر خادم خلق اور ہمدرد انسان زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ اس چیز کو ذہن میں رکھ کر حضرت امام حسن رض کی صفات کا مطالعہ کیجئے۔

(۱) **صلح بین المسلمین** انسان فطرتاً خود غرض واقع ہوا ہے۔ اگر یہ خود غرضی جائز اور مناسب حد تک رہے تو کوئی بری چیز نہیں لیکن اگر یہ حد سے آگے بڑھ کر دوسروں کی حق تلفی اور ایذا رسانی تک پہنچ جائے تو یہ بدترین چیز ہے۔ انسان خود غرضی کے جال میں پھنس کر بڑے بڑے مظالم کرتا ہے اور اس ظلم کو مذہبی لباس پہناتا ہے، وہ چاہتا ہے کہ ساری دنیا کی حکومت، خود مختاری، طاقت اور عزت اسی کے قبضے میں آجائے اور اس میں اس کا مدمقابل کوئی نہ ہو، یہ ایک ایسی خوشنما چیز ہے کہ اس کے قبضہ میں آنے کے بعد اس کو کوئی انسان چھوڑنا نہیں چاہتا، خواہ مذہبی احکام کی خلاف ورزی کرنی پڑے اور خواہ دوسروں کا خون بہانا پڑے۔ وہ اپنی خود مختاری کے تحفظ کے لئے جان کی بازی تک لگا دیتا ہے مگر اس کو ترک کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا۔ اس کے خلاف اگر کوئی انسان قوم کے مصالح پر اپنی حکومت قربان کردے تو سمجھ لو کہ وہ انسان کس قدر مقدس اور برگزیدہ ہے اور اس کا اخلاق کتنا بلند ہے۔

ب غور کرو حضور م کی آنکھ بند ہوتے ہی اسلامی تاریخ نے پلٹا کھایا اور ایک سیلاب اپنی تمام ہلاکت آفرینیوں اور بربادیوں کے ساتھ آیا اور یہ ... لاکھوں مسلمانوں کا خون بہاکر اسلامی طاقت کو پاش پاش کیا وہ خلافت و امارت کا طوفان تھا۔ یہی وہ فتنہ تھا جس سے حضور نے مسلمانوں کو ڈرایا تھا اور اس سے علیحدہ رہنے کی سخت تاکید فرمائی تھی۔ مگر جب یہ طوفان آیا تو اس نے سب کو بری طرح گھیر لیا اور اس سے بچنے کی کوئی دست گیری کارگر نہ ہو سکی۔ ۴۹

اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں کی یہ سخت آزمائش تھی اور دوسری طرف دنیا والوں کو یہ بتلانا تھا کہ اسلام مسلمانوں کی حفاظت کا محتاج نہیں وہ اپنوں کی دشمنیوں کے مقابلہ میں بھی اسی طرح رہتا ہے جس طرح غیروں کی دشمنی میں۔ اللہ تعالیٰ اپنے دین کا محافظ ہے باوجود اس کے کہ یہ فتنہ مسلمانوں میں دو سال تک شدت کے ساتھ جاری رہا اگر مسلمانوں کے سوا کوئی اور قوم اس میں مبتلا ہوتی تو اس کا وجود کبھی کا صفحۂ ہستی سے مٹ گیا ہوتا۔ لیکن قدرت الٰہی نے اسلام اور مسلمانوں کو دونوں کو بچالیا اور امام حسن کی برگزیدہ ذات کے ذریعے اس فتنہ کا خاتمہ کرکے بتلادیا کہ سادات کرام کے نزدیک قومی و اسلامی مفاد کے مقابلہ میں خلافت و امارت کی پرکاہ کی برابر بھی قدر و قیمت نہیں۔ یہ وہ گھرانہ ہے جو خدمت اطاعت صلح اور ایثار کو اپنا جدی ورثہ سمجھتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ امام عالی مقام کے اس گراں قدر ایثار نے ملت مسلمہ کو موت کے گھاٹ اُتر جانے سے بچالیا۔ آپ کی یہ خدمت دنیائے اسلام کی عظیم سے بڑی خدمت تھی۔ آپ کی یہ قومی اور ملی ہمدردی ہی تو تھی جس نے از سر نو اسلام کے زریں باب کا پھر سے افتتاح کیا اور آنے والی نسلوں کو امت اسلامیہ کی حفاظت و بقا کا سبق دے دیا۔

دیکھا آپ نے حضرت امام حسن رضہ کا اسلامی دنیا میں کتنا بلند درجہ ہے آپ کی یہی ایک صفت تمام صفات کا مجموعہ اور تمام خوبیوں کا مرکزی نقطہ ہے اس صفت نے آپ کو عالم اسلام کی نگاہوں میں بے انتہا وقیع بنا دیا ہے یہ صفت ایثار۔ دنیا کی تمام صفات سے بہتر و برتر ہے۔ اس صلح پسندی و ایثار کی نظیر دنیا کی تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے۔ الغرض آپ کی یہ صفت ایک خاص امتیاز رکھتی ہے۔ اس لئے میں نے اس کو پہلے درجہ پر رکھا ہے اس کے بعد اگر آپ کی دوسری صفات نہ بھی لکھی جائیں تو بس یہ ایک صفت آپ کے اُسوۂ حسنہ کی تقدیس و احترام کے لئے کافی ہے۔ تاہم اپنے فرائض کو مدِ نظر رکھتے ہوئے دیگر صفات کا بیان بھی ضروری ہے۔

(۲) زہد و توکل اور عبادت و ریاضت۔ علامہ یافعیؒ وغیرہ لکھتے ہیں کہ آپ کے زہد کی حالت یہ تھی کہ تین دفعہ آپ نے اپنا کل مال راہ خدا میں تقسیم کر دیا اور دو دفعہ آدھا مال بخش دیا۔ یہاں تک کہ اپنے
۵، جوتے بھی آدھے اپنے لئے رکھ لئے اور آدھے دوسروں کو دیئے (مرآة الجنان)

ایک دفعہ آپ کو معلوم ہوا کہ جناب ابوذر غفاری رضہ جو صحابہ رضہ میں اپنے زہد و توکل کی وجہ سے ایک خاص امتیازی شان رکھتے ہیں، کہتے ہیں کہ "مجھے تونگری سے زیادہ ناداری اور صحت سے زیادہ بیماری محبوب ہے" تو آپ نے فرمایا۔ خدا ابوذرؓ پر رحم فرمائے۔ وہ تو یہ کہتے ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ جو شخص خدا تعالیٰ کے قضاء و قدر پر توکل کرے وہ ہمیشہ اسی چیز کو پسند کرے گا (مرآة الجنان جلد ۱ صـ۱۲۵)

آپ کی کثرت عبادت کا حال یہ تھا کہ آپ نے ۲۵ حج پا پیادہ کئے اور اس شان کے ساتھ کہ آپ کی سواری کی اونٹنیاں آپ کے ساتھ جاتیں مگر آپ ان پر سوار نہ ہوتے۔ فرماتے مجھے اپنے پروردگار سے شرم آتی ہے کہ اس کی ملاقات کو جاؤں اور اس کے گھر تک پا پیادہ نہ جاؤں (الاستیعاب جلد ۲ صـ۱)

(۳) مذہبی زندگی۔ ایک مشہور حدیث ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری خطبہ میں فرمایا۔ میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ کتاب اللہ یعنی قرآن اور سنت۔ ایک روایت میں بجائے سنت کے اہل بیت کا لفظ ہے۔ اگر اس لفظ کو معتبر مانا جائے تو میری ذاتی رائے اور خیال ہے کہ اس حدیث کا مفہوم و مفاد یہ ہے کہ مسلمانو! اگر اسلام کے علم کو دیکھنا ہے تو کتاب اللہ میں دیکھو اور اگر اس کی عملی کیفیت اور زندہ صورت کو دیکھنا ہو تو اُسوۂ حسنہ رسول اللہ اور اُسوۂ اہل بیت میں دیکھو۔ چنانچہ اہل بیت کرام بالعموم اور حضرت امام حسن رضہ بالخصوص قرآن کی زندہ تفسیر تھے۔ چنانچہ مذہب کے اصول و فروع کے بڑے پابند اور متبع شریعت تھے۔ اسلام کے فکری و عملی ارکان کے نہ صرف خود عامل و پابند تھے بلکہ دوسروں کو بھی عمل پیرا ہونے کی سخت تاکید فرمایا کرتے تھے۔ اکثر اوقات عبادت الٰہی میں مصروف رہتے، خانۂ کعبہ کی زیارت کا آپ کو بے انتہا شوق تھا جس کی کیفیت آپ معلوم کر چکے ہیں۔

(۴) بردباری و خلق۔ تفویض خلافت کے بعد وہ لوگ جو اس کے خلاف تھے اکثر اوقات حضرت امام حسن رضہ پر لعن و طعن کیا کرتے تھے اور بعض لوگ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو برا بھلا کہا کرتے تھے۔ آپ یہ سب کچھ سنتے اور صبر و سکون کے ساتھ خاموش ہو جاتے۔ ایک شامی شخص بیان کرتا ہے کہ میں مدینہ میں داخل ہوا تو میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ عربی گھوڑے پر سوار ہے۔ میں نے لوگوں سے پوچھا یہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے کہا۔ یہ حسنؓ بن علی رضہ ہیں یہ سُن کر میں جل گیا اور دل میں کہنے لگا کہ علی رضہ کا بیٹا اور اس کی یہ شان۔ میں نے آگے بڑھ کر گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور پوچھا۔ کیا تم علی رضہ کے بیٹے ہو؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ میں نے یہ سُن کر حضرت علی رضہ کو بُرا بھلا کہنا شروع کیا۔ آپ خاموشی سے سنتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ کی بردباری کو دیکھ کر میں شرمندہ ہو گیا اور آپ کی بردباری نے میرے دل میں گھر کر لیا۔ میں نے آپ سے معافی چاہی اور مجھے آپ سے حد سے زیادہ محبت ہو گئی۔

تفویض خلافت سے پہلے ہی آپ کے اخلاق نے لوگوں کے دل میں جگہ پیدا کر لی تھی تفویض خلافت کے بعد تو گویا آپ اسلامی دنیا کی آنکھ کا تارا بن گئے ہر شخص آپ سے محبت کرنے لگا اور آپ کے خلق نے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔

(۵) تواضع۔ حضرت امام حسن رضہ ایک مرتبہ چند نادار اور مفلوک الحال لڑکوں کے پاس سے گزرے۔ ان کے پاس روٹیوں کے ٹکڑے تھے اور وہ بیٹھے ہوئے کھا رہے تھے۔ لڑکوں نے آپ کو دیکھ کر کہا۔ بسم اللہ۔ آپ بھی کھائیے۔ آپ فوراً گھوڑے سے اُتر پڑے اور اُن سب کے ساتھ بیٹھ کر کھانے لگے۔ پھر اُن سب کو اپنے گھر لے گئے۔ اچھے اچھے کھانے کھلائے عمدہ عمدہ کپڑے پہنائے اور فرمایا حقیقی دریا دلی ان لڑکوں ہی کی ہے۔ کیونکہ ان سب نے جو مجھے اس کے سوا ان کے پاس کچھ تھا ہی نہیں اور میرے پاس تو اس سے زیادہ موجود ہے۔ میں نے ان کے ساتھ اگر کچھ سلوک کر دیا تو کیا ہے۔

(۶) آپ کی سخاوت۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ سے کچھ مانگا تو آپ نے اس کو پچاس ہزار درم اور پانچسو اشرفیاں بخش دیں اور فرمایا۔ مزدور لاؤ اور یہ سب اُٹھا لے جاؤ۔ جب وہ مزدور لایا تو آپ نے اُسے بھی

چندگنا دے دیا کہ اس فروتنی کی مزدوری بھی میری ہی طرف سے ہونی چاہیئے۔

اسی طرح ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ سے سوال کیا اور اپنے حال زار کی شکایت کی۔ آپ نے اپنے خزانچی کو بلایا اور اُس سے اپنا آمد و خرچ معلوم کرنے لگے۔ جب اُس سے حساب لے چکے تو اُس سے فرمایا۔ جو بقایا ہو وہ میرے پاس لاؤ۔ وہ جا کر پچاس ہزار درہم لے آیا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ تمہارے پاس میری پانچ سو اشرفیاں بھی تو تھیں۔ اس نے عرض کی ہاں وہ بھی موجود ہیں۔ آپ نے ان کو بھی منگا لیا اور کل درہم و اشرفیاں اُس سائل کو دے دیں اور اُس سے عذر خواہی کرنے لگے۔

ایک مرتبہ آپ نے ایک شخص کو خدا تعالیٰ سے دس ہزار درہم مانگتے ہوئے سنا، یہ سنتے ہی اپنے دولت خانہ پر تشریف لائے اور اس کے پاس دس ہزار درہم بھیج دئے۔

آپ کی اس دریا دلی اور سخاوت کو دیکھ کر لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ آپ خود فقر و فاقہ میں رہتے ہیں اور سائلوں کی جھولیاں بھر دیتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ؟ فرمایا میں خود خدا کی درگاہ کا سائل اور اُس سے مانگنے والا ہوں۔ مجھے شرم آتی ہے کہ خود خدا کا سائل ہو کر دوسرے سائل کو رد کردوں۔ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ یہ عادت جاری کر رکھی ہے کہ مجھے اپنی نعمتیں دیتا رہتا ہے۔ اور میں نے دوسروں کے ساتھ یہ عادت کرلی ہے کہ خدا کی نعمتوں کو اس کے بندوں تک پہنچاتا رہوں۔ اب میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں اپنی عادت چھوڑ دوں تو خدا بھی اپنی عادت موقوف نہ کردے۔

اس سلسلہ میں صاحب نور الابصار نے ایک عجیب واقعہ لکھا ہے۔ ایک مرتبہ ایک سائل نے آپ سے سوال کیا اتفاق سے اس وقت آپ کا ہاتھ خالی تھا اور گھر میں فاقہ تھا۔ سائل کا سوال بھی پورا نہ کر سکتے تھے اور نہ اس کو واپس ہی کر سکتے تھے۔ آپ نے اس سے فرمایا۔ میں تمہیں ایک ایسی تدبیر بتاتا ہوں جس سے تم کو کافی مال مل جائے۔ اس نے کہا ضرور بتائیے۔ آپ نے فرمایا خلیفہ کی بیٹی مرگئی ہے اس کو اس کا بڑا صدمہ ہے اور ابھی تک کسی نے اس کی مناسب تعزیت بھی نہیں کی ہے تم اس کے پاس جاؤ اور ان الفاظ میں اس کی تعزیت کرو:۔

الحمد للہ الذی سترھا بجلوسک علی قبرھا ولا ھتکھا بجلوسھا علی قبرک۔	خدا کا شکر ہے کہ اس نے آپ کو بیٹی کی قبر پر بٹھا کر اس کا پردہ رکھ لیا اور بیٹی صاحبزادی کو آپ کی قبر پر بٹھا کر اس کا پردہ کھلوایا

تعزیت کے یہ کلمات یاد کرکے وہ سائل خلیفہ کے پاس پہنچا اور اسی عنوان سے اس کی تعزیت کی۔ خلیفہ نے یہ حقیقت و معرفت آمیز کلمات تعزیت سنے تو اُس کا غم کسی قدر ہلکا ہوگیا اور خوش ہو کر اس کو بہت کچھ مال دے دیا۔

دیگر صفات۔ آپ کی عادت تھی کہ آپ کے ساتھ جو شخص بھلائی کرتا تو آپ اس کے عوض اُس سے زیادہ کرتے۔ ابوالحسن مدائنی لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت امام حسن رضؓ و امام حسین رضؓ اور حضرت عبد اللہ بن جعفر رضؓ تینوں حج کے لئے روانہ ہوئے۔ اتفاق سے رستہ میں ان کے کھانے پینے کی چیزیں ختم ہوگئیں۔ اور تینوں حضرات کو بھوک پیاس نے تنگ کرنا شروع کیا۔ اسی اثنا میں آپ کو ایک خیمہ نظر آیا۔ وہاں پہنچے تو ایک بوڑھی عورت کو بیٹھا پایا۔ پوچھا بہن! کوئی پینے کی چیز ہے؟ اس نے کہا ہاں یہ سنتے ہی تینوں حضرات اپنی اپنی سواریوں سے اُتر پڑے۔ مگر اس بڑھیا کے پاس ایک بکری کے سوا اور کوئی چیز نہ تھی۔ بڑھیا نے کہا آپ اس بکری کا دودھ دوہ لیں انھوں نے ایسا ہی کیا۔ جب اس طرح پیاس بجھ گئی تو بھوک نے ستانا شروع کیا۔ پوچھا کچھ کھانے کو بھی ہے؟ اس نے کہا بس یہی بکری ہے۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں میں آپ لوگوں کو قسم دیتی ہوں کہ آپ اس بکری کو ذبح کرلیں اور میں لکڑیوں کا سامان کرتی ہوں۔ آپ بلا تکلف اس کا گوشت بھون کر تناول فرماویں۔ اُنھوں نے ایسا ہی کیا اور کھا پی کر کچھ دیر آرام کیا۔ جب جانے لگے تو اس عورت سے کہا بہن! ہم قریش کے آدمی ہیں حج کو جارہے ہیں۔ جب ہم حج سے فارغ ہوکر مدینہ پہنچیں تو تم وہاں ہمارے پاس آنا تاکہ ہم بھی تمہاری کچھ خدمت کرسکیں اس کے بعد یہ حضرات روانہ ہوگئے۔ ان کے جانے کے بعد جب اُس عورت کا شوہر آیا تو اُس نے تمام واقعہ بیان کردیا۔ وہ بڑا غضبناک ہوا اور کہا۔ تو نے بکری ایسے لوگوں کے لئے کیوں ذبح کردی جن کو ہم پہچانتے تک نہیں۔ بس بات ۵۱
ختم ہوگئی۔

ایک مدت دراز کے بعد اُسی عورت اور اُس کے شوہر کو قحط کا سامنا ہوا۔ دونوں سخت مصیبت و پریشانی میں مبتلا ہوگئے۔ آخر مدینہ کا رُخ کیا اور وہاں بھیک مانگ کر اپنا گزارہ کرنے لگے۔ ایک روز وہ عورت کسی گلی میں سوال کرتی ہوئی گزر رہی تھی اور حضرت امام حسن رضؓ اپنے مکان کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے دیکھتے ہی اُسے پہچان لیا اور اور پکار کر اپنے پاس بلایا اور فرمایا محترمہ! تم مجھے پہچانتی ہو۔ اُس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا تم مجھے نہیں جانتیں مگر میں تمہیں جانتا ہوں۔ فلاں سنہ، فلاں مہینے، فلاں تاریخ ہم تین آدمی تمہارے خیمہ میں گئے تھے اور کچھ کھانے پینے کو مانگا تھا اور تم نے ہمیں اپنی بکری ذبح کرکے کھانے کے لئے کہا تھا اس نے کہا میں نے اب بھی آپ کو نہیں پہچانا۔ آپ نے فرمایا خیر اگر تم مجھے نہیں پہچانتیں تو میں تو تمہیں خوب پہچانتا ہوں پھر آپ نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ ایک ہزار بکریاں خرید کرو وہ بکریاں اور ایک ہزار اشرفیاں اس عورت کو لاکر دے دو۔ آپ کے حکم کی اس نے تعمیل کی وہ عورت بڑی خوش ہوئی، پھر اپنے غلام کے ہمراہ آپ نے اس کو حضرت امام حسین رضؓ کے پاس بھیجا آپ نے بھی اس کو پہچان لیا اور ایک ہزار بکریاں اور ایک ہزار اشرفیاں دیں۔ وہ اسی طرح حضرت عبد اللہ بن جعفر رضؓ نے بھی اس کی خدمت کی۔ حتیٰ کہ

دعائے رسول اللہؐ نے حضرت امام حسنؓ کو تلقین کی

ایک مرتبہ حضرت امام حسن رضؓ نے اپنا تمام مال راہ خدا میں دے ڈالا اور نقد نہ رہنے کے سبب آپ کو تکلیف پہنچنے لگی۔ اس مصیبت پر سبب یہ پیش آئی کہ جناب امیر معاویہ جو وظیفہ دیا کرتے تھے وہ بھی کسی وجہ سے وقت پر نہ پہنچ سکا اور آپ کو اس وجہ سے اور بھی تکالیف کا سامنا ہوا۔ آپ نے تنگدستی و احتیاج کی شدت سے تنگ آکر ارادہ کیا کہ جناب امیر معاویہ رضؓ کو خط لکھ کر اپنا وظیفہ منگالیں۔ چنانچہ قلم دوات طلب کی۔ مگر کچھ خیال آنے پر رُک گئے۔ رات کو خواب میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی آپ نے پوچھا حسن رضؓ کیا حال ہے؟ عرض کی خیریت سے ہوں مگر اب کی مرتبہ وظیفہ آنے میں دیر ہو گئی ہے، اس لئے پریشانی ہے۔ میں معاویہ رضؓ کو یاد دلانا چاہتا ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا کیا تم اپنی جیسی مخلوق کو خط لکھنا اور اپنی حاجت رکھنا چاہتے تھے؟ امام حسن رضؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! پھر میں کیا کروں؟ فرمایا یہ دعا پڑھا کرو:۔

اَللّٰهُمَّ اقْذِفْ فِیْ قَلْبِیْ رَجَاءَكَ وَاقْطَعْ رَجَائِیْ عَمَّنْ سِوَاكَ حَتّٰی لَا اَرْجُوْ اَحَدًا غَیْرَكَ اَللّٰهُمَّ مَا ضَعُفَتْ عَنْهُ قُوَّتِیْ وَقَصُرَ عَنْهُ عَمَلِیْ وَلَمْ یَنْتَهِ اِلَیْهِ رَغْبَتِیْ وَلَمْ تَبْلُغْهُ مَسْأَلَتِیْ وَلَمْ یَجْرِ عَلٰی لِسَانِیْ مِمَّا اَعْطَیْتَ اَحَدًا مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ مِنَ الْیَقِیْنِ فَخُصَّنِیْ بِهٖ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ۵۲

حضورؐ کے ارشاد کے مطابق حضرت امام حسن رضؓ نے اس دعا کو پڑھنا شروع کر دیا۔ ابھی پورا مہینہ بھی نہ گزرا تھا کہ امیر معاویہ رضؓ نے مجھے پندرہ لاکھ درہم بھیجدئے۔ اس کے بعد ایک رات پھر حضورؐ کی خواب میں زیارت ہوئی پوچھا حسنؓ! کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا خیریت ہے اور اس کے بعد درہم آنے کا واقعہ بیان کیا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ بیٹا! خدا پر بھروسہ رکھنے اور امید وار رہنے سے تمہارا مقصد پورا ہوا۔ تم خدا کے سوا کسی سے کوئی امید نہ رکھو اور اپنی حاجتوں کو اسی کی حضور میں پیش کیا کرو۔

آپ نے حضرت امام حسن رضؓ کے صفات و مآثر کا مطالعہ کر لیا اور دیکھ لیا کہ آپ کی ذات گرامی سے احکام شریعت، علام ہدایت، اور نظام امت کے لئے کیسے کیسے شاندار فقدار[illegible] ... آپ کے فضائل [illegible] میں بیان کر چکا ہوں۔

آپ کے معرفت وحکمت آمیز اقوال

کتب تاریخ [illegible] وغیرہ میں آپ کے [illegible] حقیقت [illegible] اور عبرت آموز ارشادات عالیہ بکثرت پائے جاتے ہیں۔ ان جواہر پاروں میں سے صرف چند خاص ارشادات بیان کئے جاتے ہیں۔

(۱) انسان کے ذخیرۂ سعادت و فضیلت میں عقل و ادب کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ درحقیقت مہذب انسان وہی ہے جو عاقل اور با ادب ہو۔ اگر انسان ان دو چیزوں کا مالک ہو تو کائنات ارضی و سماوی کی تسخیر کی کنجیاں اس کے قدموں میں ہوں۔ اور فرشتوں سے بھی بازی لیجائے اس کے متعلق آپ فرماتے ہیں:۔

لا ادب لمن لا عقل له ولا مودة لمن لا همة له ولا حياء لمن لا دين له وراس العقل معاشرة الناس بالجميل وبالعقل تدرك الداران جميعا ومن حرم العقل حرمهما جميعا	جسے عقل نہیں ملی اُسے ادب بھی نہیں ملا۔ جس کو ہمت حاصل نہیں ہوئی۔ عقل کا سر یہ ہے کہ لوگوں کے ساتھ میل جول اور بھلائی کی زندگی بسر کی جائے اور عقل ہی سے دونوں گھر یعنی دین و دنیا حاصل ہوتے ہیں اور جو شخص عقل سے محروم ہے وہ دونوں گھروں سے محروم ہے۔

(۲) تین برائیاں ایسی ہیں جو اقوام و افراد کو ہلاکت و بربادی کے گھاٹ تک پہنچاتی ہیں اور ہر طرح ذلیل و رسوا کرتی ہیں۔ تکبر، حرص اور حسد۔ ان کے متعلق آپ فرماتے ہیں:۔

هلاك الناس في ثلاث في الكبر والحرص والحسد فالكبر هلاك الدين وبه لعن ابليس والحرص عدو النفس والحسد رائد سوء ومنه قتل قابيل هابيل.	لوگ تین برائیوں سے برباد ہوتے ہیں وہ یہ ہیں تکبر، حرص اور حسد۔ حرص انسان کی جان کی دشمن ہے۔ یعنی جس انسان میں حرص بڑھ گئی وہ گویا آپ اپنا دشمن ہو گیا، اور حسد برائی کا پیغام لانے والا ہے اس کے سبب سے قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا۔

(۳) آپ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ لوگو! دنیا اور دنیا کے فریب سے ہوشیار رہو اور اس کی تائید میں یہ شعر پڑھا کرتے تھے:۔

يا اهل لذات الدنيا لا بقاء لكم	دنیاوی لذتوں کے خواہشمندو! تم ہمیشہ
والاغترار بظل زائل حمق	دنیا میں نہ رہو گے۔ دنیا کے ناپائیدار سایہ

میں زندگی بسر کرتے ہوئے غرور کرنا حماقت ہے۔

(۴) آپ ارشاد فرماتے ہیں، کسی سے ملنا جلنا صرف چار ضرورتوں سے رکھو اور ان ضرورتوں کی مجبوری کے سوا کسی سے کوئی غرض نہ رکھو۔ ایک تو اس شخص سے ملاقات جاری رکھو جس سے تم کو دنیاوی فائدہ پہنچتا ہے یا پہنچنے کی توقع و اُمید ہے۔ دوسرے اس شخص سے ملتے رہو جس کے ظلم و ستم کا تمہیں اندیشہ ہو اور تمہارے نہ ملنے سے ظلم و جور کا واقع ہونا یقینی ہو۔ تیسرے اس شخص کی صحبت میں اکثر شریک رہو جس کی صحبت سے

سے برکت حاصل ہو جیسے علماء و صلحاء، جو کہ اُن لوگوں سے ملتے رہو جن سے رشتہ کا خاص تعلق ہے۔

ایک آیت کی تفسیر۔ ایک شخص کا بیان ہے کہ میں نے مدینہ کی ایک مسجد میں ایک شخص کو دیکھا کہ ایک بڑے مجمع میں حضور کے ارشادات بیان کرتا ہے۔ میں نے قریب جا کر اس سے شاہد و مشہود کے معنے دریافت کئے۔ اس نے کہا شاہد سے مراد جمعہ کا دن ہے اور مشہود سے مقصود عرفہ کا دن ہے۔ پھر میں ایک نورانی چہرہ نوجوان کے پاس گیا جو لوگوں کے سامنے وعظ کہہ رہا تھا۔ میں نے اُس سے بھی ان الفاظ کے معنے دریافت کئے، اس نے کہا شاہد سے مراد محمد صلعم ہیں اور مشہود سے مقصود قیامت کا دن ہے۔ اس کے بعد اُس نوجوان نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ یعنی اے محمد! ہم نے تم کو شاہد بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ یعنی قیامت کا دن وہ ہے جس میں لوگوں کو جمع کیا جائے گا اور وہ دن حاضر کیا گیا ہے۔ قرآن مجید کی ان دونوں آیتوں کے ملانے سے یہ بات ثابت ہوئی کہ شاہد پیغمبر خدا صلعم ہیں اور مشہود قیامت کا دن ہے، اس کے بعد میں نے لوگوں سے ان دونوں حضرات کے نام دریافت کئے مجھے بتایا گیا۔ پہلے شخص حضرت عبداللہ بن عباس رضہ اور دوسرے حضرت امام حسن بن علی ہیں۔

آپ کی اولاد و ازواج

پہلے بتلایا جا چکا ہے کہ آپ نے اپنی عمر میں نوے عورتوں سے نکاح کیا جن میں سے مورخین نے چند ازواج کے نام تو بتلائے ہیں بقیہ کا کوئی ذکر نہیں۔ آپ کی اولاد کی تعداد کے بارے میں بھی سخت اختلاف ہے بعض نے اولاد ذکور کی تعداد چار بتلائی ہے، بعض نے گیارہ بعض نے بارہ اور بعض نے پندرہ۔ بعض نے لکھا ہے کہ آپ کی کوئی لڑکی نہ تھی۔ بعض نے ایک لڑکی بتائی ہے۔ بعض نے پانچ اور بعض نے سات اور بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ آپ کے آٹھ بیٹے اور ۸ بیٹیاں تھیں۔ جس کی تفصیل یہ ہے:-

(۱) زید بن حسن رضہ اور اُن کی دو بہنیں ام الحسن و ام الحسین رضہ، ایک زوجہ ام بشیر دختر ابو مسعود بن عقبہ سے تھیں۔

(۲) حسن مثنیٰ بن حسن رضہ دوسری زوجہ خولہ دختر منظور فزاریہ سے تھے۔

(۳) عمرو بن حسن رضہ، قاسم رضہ اور عبداللہ رضہ تیسری زوجہ سے تھے۔

(۴) عبدالرحمن بن حسن رضہ چوتھی زوجہ سے تھے۔ حسن اثرم۔ طلحہ اور ان کی بہن فاطمہ پانچویں زوجہ ام اسحاق بنت طلحہ سے تھیں۔

(۵) آپ کی دوسری صاحبزادیاں ام عبداللہ، فاطمہ، ام سلمہ اور رقیہ مختلف بیویوں سے تھیں۔

حضرت امام حسن رضہ کی اولاد کی تعداد کے بارے میں اگرچہ مورخین میں اختلاف ہے لیکن اس بات پر تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ آپ کے صرف دو صاحبزادوں سے سلسلۂ نسب جاری ہوا اور آج تک قائم ہے۔ وہ دونوں صاحبزادے حضرت زید بن حسن رضہ اور حضرت حسن مثنیٰ رضہ ہیں۔

حضرت زید بن حسن رضہ بڑے جلیل القدر اور صدقات رسول اللہ کے متولی تھے۔ آپ نے ۹۰ سال کی عمر پا کر انتقال کیا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضہ نے ایک مرتبہ اپنے ایک والی کو آپ کے بارے میں لکھا تھا:- ان زید بن الحسین شریف بنی هاشم و ذو سنهم یعنی زید بن حسن رضہ خاندان بنی ہاشم کے شریف اور محترم بزرگ ہیں۔ آپ نے ۱۲۰ھ میں انتقال کیا۔

حسن مثنیٰ رضہ: حضرت امام حسن رضہ کے دوسرے جلیل القدر فرزند جناب حسن مثنیٰ رضہ ہیں۔ آپ بڑے فاضل متقی، عابد اور صدقات حضرت علی رضہ کے متولی تھے۔ آپ کی شادی حضرت امام حسین رضہ کی بڑی صاحبزادی جناب فاطمہ رضہ سے ہوئی تھی۔ آپ بھی میدان کربلا میں آئے، جہاد میں حصہ لیا۔ خوب خوب داد شجاعت دی، بالآخر سخت زخمی ہوئے۔ کوفہ میں لا کر آپ کا علاج کرایا گیا اور تندرست ہو کر مدینہ میں واپس تشریف لے آئے اور یہیں آپ کا انتقال ہوا۔

تفویض امارت کے بعد حضرت امام حسن رضہ نو سال اور بقول بعض گیارہ ٥٣
سال زندہ رہے۔ اور ۴۹ھ یا ۵۱ھ میں آپ نے وفات پائی مشہور یہ ہے کہ آپ کی بیوی جعدہ نے حضرت امیر معاویہ رضہ کی تحریک سے یا یزید کی سازش سے آپ کو زہر دیا تھا اور اسی زہر کی وجہ سے آپ نے وفات پائی۔ آپ بقیع میں دفن کئے گئے اور آپ کے جنازہ کی نماز حضرت سعید بن العاص رضہ نے پڑھائی۔ (باقی آئندہ)

حقوق وفرائض اسلام

یہ ایک ایسی لاجواب کتاب ہے جس کی ہر مسلمان کو اپنی زندگی میں ضرورت رہتی ہے پیدائش سے لیکر وفات تک جتنے حقوق وفرائض ایک مسلمان کے ذمہ ہیں ان سب کا مفصل تذکرہ قرآن حکیم اور احادیث صحیحہ اور دلائل عقلیہ سے اس کتاب میں ہے بے مثل کتاب ہے، عربی وفارسی کی مستند کتابوں کے پچاس ہزار صفحات کا نچوڑ ہے عربی کے ساتھ ترجمہ اور تشریح بھی ہے اعلیٰ درجہ کی لکھائی چھپائی سفید چکنا کاغذ ضخامت سات سو صفحے قیمت مجلد دو روپے ۲؎ ۔

قرآن مجید کی مکمل ڈکشنری

"مصباح الفرقان" اردو میں سب سے پہلی کتاب ہے جس میں قرآن مجید کے تمام لفظوں کو بہت ہی سہل ترتیب کے ساتھ اس طرح جمع کیا ہے کہ پہلے خانہ میں لغات اور سہ میں معنی تیسرے میں لفظوں سے متعلق ضروری تشریح اسی کے ساتھ بعض دوسری اہم اور مفید تیں درج کی گئی ہیں مثلاً انبیاء کرام کے جہاں جہاں آئے ہیں ان کے حالات بیان کئے گئے ہیں۔۔ زبان میں اب تک ایسی کتاب شائع نہیں ہوئی یہ کتاب عام پڑھے لکھے مسلمانوں کے علاوہ طلباء اور انگریزی داں اصحاب کے لئے خاص طور مفید ہے قیمت اصلی ساڑھے چار روپے رعایتی صرف للعہ۔

فلسفہ تعلیم الاسلام

اسلام کے وہ معتقدات جن پر ایمان لائے بغیر کوئی عبادت و عمل قبول نہیں ہوتا، علوم عقلیہ، فلسفہ، منطق، سائنس، ہیئت الطب تشریح او۔ تاریخ وغیرہ سے۔ قرآن وحدیث فقہ، تفسیر، کلام و تصوف کی روشنی میں اس طرح ثابت کیا ہے کہ جس کے بعد شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہتی

اعلیٰ درجہ کی لکھائی چھپائی۔ سفید چکنا کاغذ، ضخامت۔ ۔ صفحے بڑا سائز

قیمت تین روپے ۳؎

علاوہ محصول ڈاک

قاعدہ یسرنا القرآن

قرآن شریف پڑھانے کا وہ مقبول عام اور بہترین قاعدہ جو ہر سال تین چار لاکھ ہدیہ ہوتا ہے جو مدارس اس کی خوبیوں سے واقف ہیں اسی کو منگاتے ہیں بہت ہی آسان قاعدہ ہے اس میں سب سے بڑھکر کتابت کی خوبی ہے یعنی نقطے زیر زبر پیش اور حروف مرکبات کے پہچان لینے کے بعد پھر قرآن شریف پڑھ لینے میں ذرا بھی دشواری نہیں ہوتی مصنف کا دعوی ہے کہ قاعدہ پڑھنے کے بعد صرف چھ مہینے میں بغیر استاد کی مدد کے بچہ پورا قرآن شریف پڑھ لیتا ہے فی جلد تین آنے (۳) ایک روپے کے ۷ عدد

کلید قرآن

جو بچے کئی برس کی محنت کے بعد کلام الٰہی نہ پڑھ سکیں اُن کو کلید قرآن پڑھائیے دو مہینہ میں قرآن مجید پڑھنا اور سمجھنا آجائے گا۔ جو بڑے بوڑھے اپنے بچپنے میں قرآن کی نعمت سے محروم رہے ان کو کلید قرآن پڑھائیے دو مہینہ میں کلام اللہ پر عبور ہو جائے گا۔ کلید قرآن دنیا میں سب سے پہلی کتاب ہے جس کے مصنف کا دعوی ہے کہ اس کے پڑھنے سے دو مہینہ میں قرآن پڑھنا آجاتا ہے قیمت ۲؎ محصول ڈاک ہر ایک روپیہ کی دس۔

زندگی کو جنت کی کھیتی بنالو

کھیتی خواہ دنیا کی ہو خواہ عقبیٰ کی وہ جنت کی کھیتی بن سکتی ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ تم اپنے آپ کو اس سانچہ میں ڈھال لو جس میں اللہ نے اپنا نائب بنانے کے لئے قرآن نازل فرمایا اور زندگی کا وہ سانچہ اس طرح تیار ہو سکتا ہے کہ تم معلومات قرآن کا مطالعہ کرو تم اس کتاب کے مطالعہ کے بعد سے کلام اللہ کی تلاوت کرو تاکہ تم کو معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا نائب مقرر کرتے ہوئے جنت کی دائمی خوشیوں کا حقدار ٹھہرتے ہوئے کیا کیا ہدایات جاری فرمائیں ضخامت ... قیمت رعایتی ۱۲؎ محصول ۴؎

قرآن ایک معجز نما کتاب ہے

حقائق ومعارف فصاحت وبلاغت قرآن پاک پر اردو میں پہلی اور سب سے آخری کتاب ہے جو علامہ ابوالبصیر صاحب آزاد عتیقی کے برسہا برس کے مطالعہ قرآن شریف اور تمام صحائف آسمانی کا نچوڑ ہے قرآن کے متعلق غیر مسلم رہنماؤں کے تبصرے سرداران کفار قریش کی رائیں منکرین کلام الٰہی کا اس کو سن کر مسلمان ہونا قرآن کے منزل من اللہ ہونے پر معرکۃ الآرا دلائل، شاعت قرآن حکیم کی پوری تاریخ ہے۔ کتاب تبلیغ اسلام کے لئے بہترین ہے اچھی لکھائی چھپائی سفید چکنا کاغذ اعلیٰ قیمت ۸؎ رعایتی قیمت ۶؎

تفسیر سورۂ یٰسین

یہ تفسیر اس زمانہ میں لکھی گئی ہے جو کہ بغاوت وطغیان کا زمانہ ہے اور قدم قدم پر مذہب کے لئے عقلی دلائل مانگے گئے ہیں۔ یہ تفسیر اس لحاظ سے بہت شاندار ہے کہ ہر بات کو معقول طریقہ پر لکھا گیا ہے۔ یہ تفسیر علامہ عبدہٗ مصری کی تفسیر المنار سے ماخوذ ہے اور ایسے عجیب وغریب پیرایہ میں مذہب کے اعمال کو ذہن نشین کیا گیا ہے کہ بالآخر ملحد بھی ایمان لے آتا ہے۔ صرف تفسیر کے لحاظ سے بھی یہ تفسیر بہت اہم اور مفصل ہے ایک ایک واقعہ کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے گویا بہت سی تفاسیر کا عطر اس کتاب میں ہے قیمت مجلد ...

قرآنی دعائیں

آپ کی دعا کیوں نہیں قبول ہوتی اس لئے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں اگر آپ اس سے واقف ہو جائیں تو آپ کی ہر دعا قبول ہوگی اگر آپ بے اولاد ہوں گے تو صاحب اولاد بن جائیں گے مفلس ہیں تو زردار ہوں گے بے یار ہیں تو مددگار ملیں گے، فراخی کشود میں تو صاحب وصال ہوں گے پریشان ہیں تو مطمئن ہو جائیں گے کیونکہ آپ کی ہر مراد کی کنجی قرآن میں ہے کیونکہ اس میں طریق دعا کے ساتھ قرآن پاک کی بہت سی مجرب دعائیں ہیں یہ بہت ہی مقبول و موثر کتاب ہے قیمت ۸؎ محصول ۴؎

معلم عربی

ہر مسلمان کی قدرتی خواہش ہوتی ہے کہ کم سے کم وہ اتنی عربی ضرور جان جائے جس سے وہ قرآن کو سمجھ کر پڑھ لے، اگر معارف نہ بھی معلوم ہوں تب بھی الفاظ کے معنی ضرور معلوم ہو جائیں عربی پڑھنے کا قدیم طریقہ بہت دیر طلب تھا۔ اس کی ابتدائی صرف ونحو ہی جی چھڑا دیتی ہے معلم عربی میں اس انداز سے عربی پڑھنے کا جدید طریقہ بتایا گیا ہے کہ تین مہینہ میں وہ خاصہ قرآن کا مفہوم سمجھنے لگے۔ اور اس کے بعد نمازیں کیسی پُر کیف ہوتی ہیں اس کا اندازہ آپ خود کیجئے۔ قیمت ۸؎ محصول ۴؎ کل (۱۲؎)

معلومات نماز

نئی تشریحات کے ساتھ بالکل نئے انداز میں نماز کو بہترین عبادت ثابت کیا ہے اور بتایا ہے کہ صحیح معنی میں نماز پڑھی جائے تو وہ انسان کو بہترین انسان بنا دیتی ہے۔ چند عنوانات یہ ہیں ۔ مذہب اسلامی، عبادت کی حکمت، احکام عبادت، عبادت کے منافع، مراتب عبادت، نجات آخرت، تارک نماز، نماز کے طبی فائدے، امتیازی عبادت، نفلی عبادت، نماز کے وقتوں کا قرآن شریف سے ثبوت، بے نمازیوں کی کہانیاں، نماز قرآن میں، اس کے بعد تمام نمازوں کا بیان اور نماز کی ہر دعا کا ترجمہ مع اصل عربی ضخامت ۱۴۰ صفحات قیمت صرف آٹھ آنے محصول ڈاک ۴؎

دینی ضروریات

دفتر پیشوا نے ایک فاضل دینیات سے اس کتاب کو مرتب کرایا ہے جس میں اصول دین کو نہایت سلیس اور عام فہم اردو میں ان مسائل کو لیا گیا ہے جن سے واقفیت حاصل کئے بغیر ایک مسلمان کا اسلام تمام نہیں ہو سکتا دینی ضروریات عورتوں اور بچوں کو پڑھانے، دینی ضروریات تو مسلمانوں میں تقسیم کرنی چاہئے، دینی ضروریات کو کم فرصت وکیل تجارت پیشہ مذہب سے ناواقف نوجوان اور صنعت پیشہ مسلمانوں کو ضرور پڑھنی چاہئے تاکہ بہت ہی کم وقت میں اصل اصول اسلام سے واقفیت ہو جائے بہت کم مجلد بہ ... ضخامت ... صفحے قیمت ...

شذرات

(عزیز حسن بقائی)

آل رسول نمبر

خدا کا شکر ہے کہ حسب وعدہ رجب کا پرچہ آل رسول نمبر شائع ہو رہا ہے جس میں حضرت سیدہ خاتون جنت اور حضرت امام حسن کے کل حالات زندگی درج ہیں۔ بقیہ کے حالات ضخامت کی کمی کی وجہ سے شائع نہیں ہو سکے جس وقت یہ نمبر کتابی صورت میں شائع ہوگا۔ اس وقت بقیہ بزرگان آل رسول کے حالات شامل کر دیئے جائیں گے۔

ترجمان القرآن کے خریدار

حضرت علامہ اشرف علی محدث تھانوی کی تفسیر بیان القرآن کامل جو فہم قرآن کے لئے ایک مثل تفسیر ہے اور کئی سال سے مسلسل پیشوا میں شائع ہو رہی ہے اس کی تیاری کے لئے ۲ ہزار خریداروں کی ضرورت ہے۔

پیشوا کی گذشتہ اشاعت میں اس کی رعایتی قیمت کا اعلان صرف ساڑھے تین روپے کا ہوا تھا۔ جس کو پڑھ کر صرف ایک سو خریداروں نے خطوط بھیجے ہیں۔ حالانکہ اس تفسیر کی قیمت بازار میں اس وقت بیس روپے ہے ضخامت تقریباً دو ہزار صفحات ہوگی۔ تیاری کے بعد میں بھی اس کی قیمت باوجود احسان فروشی کے چھ روپے رکھوں گا۔ مگر اس اعلان کو پڑھ کر صرف ایک خط لکھنے والوں سے ساڑھے تین روپے لئے جائیں گے۔ رقم کا مطالبہ ایک ہزار کی تعداد پوری ہونے پر کیا جائے گا۔ اس لئے جتنی جلدی ہو سکے ترجمان القرآن کی خریداری کے دفتر میں اپنا نام لکھوا دیجئے۔ ورنہ ان داموں میں یہ دولت دارین پھر کہاں ——؟

رعایتی اعلان

پیشوا کی مطبوعات میں حسب ذیل کتابوں پر رعایتی اعلان گذشتہ اشاعت میں کیا گیا تھا۔

(۱) مشکوٰۃ شریف
(۲) مسلم شریف
(۳) کربلا کے بعد

(۱) مشکوٰۃ شریف کی دو سو جلدیں باقی تھیں۔ اس مہینہ سو جلدیں فروخت ہو گئیں۔ اب صرف سو باقی ہیں۔ مشکوٰۃ شریف کی قیمت تین روپے ہے۔ مگر یہ سو جلدیں دو روپے میں فروخت کی جائیں گی۔ ان سو جلدوں کی فروخت کے بعد نہیں کہا جا سکتا کہ مشکوٰۃ کے دوسرے ایڈیشن کا نمبر کب آئے اس لئے حدیث شریف کی گیارہ کتابوں کے اس مستند ذخیرہ کو جتنی جلدی ممکن ہو سکے خرید لیجئے ورنہ مقررہ میعاد ختم ہونے کے بعد تین روپے میں بھی مشکوٰۃ شریف نہیں ملے گی۔ اس وقت خریدنے میں ایک روپے کا فائدہ ہے۔

(۲) مسلم شریف کی قیمت میں آٹھ آنے کی رعایت کا اعلان کیا گیا تھا۔ اس کی صرف دو سو جلدیں گذشتہ مہینہ فروخت ہوئیں۔ اسٹاک میں ابھی آٹھ سو جلدیں باقی ہیں۔ مگر جس کثرت سے فرمائشیں آ رہی ہیں اس سے یقین ہے کہ بہت جلد مسلم شریف کا بہت جلد مسلم شریف کا یہ ایڈیشن بھی ختم ہو جائے گا۔

مسلم شریف کا ایسا مستند اور اتنا عمدہ اور اتنا سستا ترجمہ آج تک کہیں شائع نہیں ہوا۔ مسلم کی ضخامت ... صفحے ہے اصل قیمت ۵ روپے رعایتی قیمت ... ہے۔ جلدی منگا لیجئے۔ ورنہ یہ بھی اگر ختم ہو گئی تو سر دست اس کے دوسرے ایڈیشن کے بھی جلدی چھپنے کی توقع نہیں۔

(۳) کربلا کے بعد کی قیمت میں بھی ... کی رعایت کی گئی ہے اس ... دو روپے ہے۔ اس کی مانگ بھی گذشتہ مہینہ کافی ہوئی ہے۔ ... اس کتاب کو بھی اپنے کتب خانہ کی زینت بنا لیجئے۔ ورنہ ختم ہونے کی صورت میں جلدی چھپنے کی توقع نہیں۔

یہ رعایتی اعلان صرف اس لئے کیا گیا تھا کہ جدید مطبوعات ... مجھے سودی قرض نہ لینا پڑے۔ مگر افسوس ہے کہ توقع کے مطابق ... میں کامیابی نہیں ہوئی۔ تاہم ناکامی بھی نہیں کہی جا سکتی۔ ... کی ضرورت ہے۔

خوب یاد رکھئے کہ اگر آپ نے تساہل سے کام لیا اور ... ہو گئیں تو اس کی ذمہ داری مجھ پر نہ ہوگی۔ ... اپنی ضرورت ... بھی کم برائے نام قیمت پر مذکورہ کتابیں فروخت کر کے آپ لوگوں ... اگر آپ اس رعایت سے محروم رہیں تو میرا کیا قصور ——؟

صیام رمضان سے پہلے

زکوٰۃ کے روپے سے احادیث شریف کے تراجم اور مترجم کلام اللہ لیں تاکہ آپ ان لوگوں کو مفت تقسیم کر سکیں جو مقدرت نہ ہونے کی وجہ سے اپنے دینی ذوق کو پورا نہیں کر سکتے۔ کلام اللہ اور اس کا ترجمہ اور احادیث رسول اللہ سے واقف ہونا ہر مسلمان کا فرض ہے ... کے بغیر اسلام کامل نہیں ہو سکتا۔ اور جس مسلمان کا اسلام کامل نہ ... ہے اللہ نہ وہ آریوں اور عیسائیوں ... ہے اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ... ہو جاتا ہے۔ پس اگر آپ چاہتے ...

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ

سو دیکھیے اُن ظالموں کا انجام کیسا ہوا اور ان میں سے بعضے ایسے ہیں جو اس پر ایمان لے آویں گے اور بعضے ایسے

ع ۱۰ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ ۝

ہیں کہ اس پر ایمان نہ لاویں گے اور آپ کا رب مفسدوں کو خوب جانتا ہے

حقیقت قرآن۔ تفسیر (وماکان سے بالمفسدین تک) اور یہ قرآن افترا کیا ہوا نہیں ہے کہ غیر اللہ سے ظاہر ہوا بلکہ یہ تو اُن کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے جو اس کے قبل (نازل) ہو چکی ہیں اور احکام ضروریہ (الہیہ) کی تفصیل بیان کرنے والا ہے (اور) اس میں کوئی بات شک (و شبہ) کی نہیں (اور وہ) رب العالمین کی طرف سے (نازل ہوا) ہے کیا (باوجود اس کے افترا نہ ہونے کے) یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) آپ نے اس کو افترا کر لیا ہے آپ (ان سے) کہدیجئے کہ (اچھا) تو پھر تم (بھی تو عرب ہو اور اعلیٰ درجے کے فصیح بلیغ ہو) اس کی مثل ایک ہی سورت (بنا) لاؤ اور (اکیلے نہیں) جن جن غیر اللہ کو بلا سکو ان کو (مدد کے لئے) بلا لو اگر تم سچے ہو (کہ نعوذ باللہ میں نے تصنیف کر لیا ہے تو تم بھی تصنیف کر لاؤ مگر مشکل تو یہ ہے کہ اس قسم کے دلائل سے وہ مستفید ہوتا ہے جو سمجھنا بھی چاہے سو انھوں نے تو کبھی سمجھنا ہی نہ چاہا) بلکہ ایسی چیز کی تکذیب کرنے لگے جس (کے صحیح سقیم ہونے) کو اپنے احاطۂ علمی میں نہ لائے (اور اس کی حالت سمجھنے کا ارادہ نہیں کیا تو ایسوں سے کیا سمجھنے کی امید ہو سکتی ہے) اور (ان کی اس بے فکری و بے پروائی کی وجہ یہ ہے کہ) ہنوز اُن کو اس (قرآن کی تکذیب) کا اخیر نتیجہ نہیں ملا (یعنی عذاب نہیں آیا ورنہ سارا نشہ ہرن ہو جاتا اور آنکھیں کھل جاتیں اور حق و باطل متمیز ہو جاتا لیکن آخر کبھی تو وہ نتیجہ پیش آنے والا ہے ہی گو اس وقت ایمان نافع نہ ہو جیسا کہ جو (کافر) لوگ ان سے پہلے ہوئے ہیں اسی طرح (جیسے بے تحقیق یہ جھٹلا رہے ہیں) انھوں نے بھی (امور حقہ کو) جھٹلایا تھا سو دیکھ لیجئے اُن ظالموں کا انجام کیسا (برا) ہوا اسی طرح ان کا ہوگا) اور (ہم جو ان کا انجام بد بتلا رہے ہیں سو سب مراد نہیں کیونکہ) ان میں سے بعضے ایسے ہیں جو اس (قرآن) پر ایمان

۴۹ لے آویں گے اور بعض ایسے ہیں کہ اس پر ایمان نہ لاویں گے اور آپ کا رب (ان) مفسدوں کو خوب جانتا ہے (جو ایمان نہ لاویں گے پس خاص اُن کو وقت موعود پر سزا دے گا) ربط اوپر افترا میں اُن لوگوں کی تکذیب کا مناظرانہ جواب مذکور تھا آگے اُن کے اصرار علی التکذیب کی حالت میں معرضانہ جواب متضمن تبری اور اُن کی ہدایت سے مایوس کرکے آپ کی تسلی فرماتے ہیں۔

وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ اَنْتُمْ بَرِيْٓـُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ

اور اگر آپ کو جھٹلاتے رہیں تو یہ کہدیجئے کہ میرا کیا ہوا مجھے ملے گا اور تمہارا کیا ہوا تم کو ملے گا تم میرے کئے ہوئے کے جوابدہ نہیں ہو اور میں تمہارے کئے ہوئے

مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ ؕ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوْا لَا

کا جوابدہ نہیں ہوں اور ان میں بعض ایسے ہیں جو آپ کی طرف کان لگا لگا کر بیٹھتے ہیں کیا آپ بہروں کو سناتے ہیں گو اُن کو سمجھ بھی

يَعْقِلُوْنَ ۝ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْظُرُ اِلَيْكَ ؕ اَفَاَنْتَ تَهْدِي الْعُمْيَ وَلَوْ كَانُوْا لَا يُبْصِرُوْنَ ۝

نہ ہو اور اُن میں بعض ایسے ہیں کہ آپ کو دیکھ رہے ہیں پھر کیا آپ اندھوں کو رستہ دکھلانا چاہتے ہیں گو اُن کو بصیرت بھی نہ ہو

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْـًٔا وَّلٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝

یہ یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں پر ظلم نہیں کرتا لیکن لوگ خود ہی اپنے آپ کو تباہ کرتے ہیں

تسلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تفسیر (وان کذبوک سے یظلمون تک) اور اگر (ان دلائل کے بعد بھی) آپ کو جھٹلاتے رہیں تو (بس اخیر بات) یہ کہدیجئے کہ (اچھا صاحب) میرا کیا ہوا مجھ کو ملے گا اور تمہارا کیا ہوا تم کو ملے گا تم (تو) میرے کئے ہوئے کے جوابدہ نہیں ہو اور میں تمہارے کئے ہوئے کا جوابدہ نہیں ہوں (جس طریقہ پر جا رہے ہو آپ معلوم ہو جاوے گا) اور (آپ ان کے [illegible] [illegible] کیونکہ) اُن میں (گو) بعض ایسے (بھی) ہیں جو (ظاہر میں) آپ کی طرف کان لگا لگا کر بیٹھتے ہیں (لیکن دل میں [illegible]

حق طلبی کا نہیں ہے پس اس اعتبار سے ان کا سننا نہ سننا برابر ہے پس ان کی حالت بہروں کی سی ہوئی تو) پھر کیا آپ بہروں کو سناکر اُن سے ماننے کا انتظار کر) تے ہیں گو اُن کو سمجھ بھی نہ ہو (ہاں اگر سمجھ ہوتی تو بہرے پن میں بھی کام چل جاتا) اور (اسی طرح) ان میں بعض ایسے ہیں کہ (ظاہرا) آپ کو (مع معجزات و کمالات) دیکھ رہے ہیں (لیکن طلب حق نہ ہونے سے اُن کی حالت مثل اندھوں کے ہے تو) پھر کیا آپ اندھوں کو رستہ دکھلانا چاہتے ہیں گو اُن کو بصیرت بھی نہ ہو (ہاں اگر بصیرت ہوتی تو اندھے پن میں بھی کام چل جاتا اور ان کی عقلیں جو اس طرح تباہ ہو گئیں تو) یہ یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں پر ظلم نہیں کرتا (کہ اُن کو قابلیت ہدایت کی نہ دے اور پھر مواخذہ فرماوے) لیکن لوگ خود ہی اپنے آپ کو تباہ کرتے ہیں (کہ قابلیت موہوبہ کو ضائع کر دیتے ہیں اور اُس سے کام نہیں لیتے) ربط اوپر آیت کذالک کذب الذین من قبلہم الخ۔ و آیت ربک اعلم الخ میں کفر و تکذیب پر عذاب کی وعید فرمائی ہے آگے اُس عذاب کے دنیا میں واقع نہ ہونے سے وہ کفار جو شبہات کرتے تھے اُن کا جواب بضمن تحقیق معاد کے بتلاتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ احیاناً دنیا میں گو واقع ہو جاوے لیکن اصلی وقت اُس کا یوم حشر ہے۔ اسی لئے دنیا میں اُس کے صرف بعض شعبے واقع ہوتے ہیں لقولہ تعالیٰ بعض الذی اور کامل طور پر اُسی وقت ہوگا لقولہ تعالیٰ ولو ان لکل نفس۔ پس دنیا میں واقع نہ ہونا نہ مضر ہے نہ میرے اختیار میں ہے لقولہ تعالیٰ قل لا املک اور نہ تمہارے لئے مصلحت ہے کیونکہ فوری وقوع میں مہلت ایمان کی بھی فوت ہو جاوے گی لقولہ تعالیٰ ماذا یستعجل الخ

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَأَنْ لَّمْ يَلْبَثُوٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُوْنَ بَيْنَهُمْ ؕ قَدْ

اور ان کو وہ دن یاد دلائیے جس میں اللہ تعالیٰ ان کو اس کیفیت سے جمع کرے گا کہ گویا وہ سارے دن کی ایک آدھ گھڑی رہے ہوں گے اور آپس میں ایک دوسرے کو پہچانیں گے

خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ۝ وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ

واقعی خسارہ میں پڑے وہ لوگ جنہوں نے اللہ کے پاس جانے کو جھٹلایا تھا اور وہ ہدایت پانے والے نہ تھے اور جس کا ان سے ہم وعدہ کر رہے ہیں اس میں سے

۵۰ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ ۝ وَلِكُلِّ

کچھ تھوڑا سا اگر ہم آپ کو دکھلادیں یا ہم آپ کو وفات دیدیں سو ہمارے پاس تو ان کو آنا ہی ہے پھر اللہ ان کے سب افعال کی اطلاع رکھتا ہی ہے اور ہر ہر امت

اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝

کے لئے ایک ایک حکم پہنچانے والا ہے سو جب اُن کا وہ رسول آچکتا ہے اُن کا فیصلہ انصاف کے ساتھ کیا جاتا ہے اور اُن پر ظلم نہیں کیا جاتا

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا

اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہوگا اگر تم سچے ہو آپ فرما دیجئے کہ میں اپنی ذات خاص کے لئے تو کسی نفع کا

وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ؕ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ

اور کسی ضرر کا اختیار رکھتا ہی نہیں مگر جتنا خدا کو منظور ہو ہر امت کے لئے ایک معین وقت ہے جب اُن کا وہ معین وقت آپہنچتا ہے تو ایک ساعت نہ پیچھے ہٹ

سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُهٗ بَيَاتًا اَوْ نَهَارًا مَّاذَا

سکتے ہیں اور نہ آگے سرک سکتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ یہ تو بتلاؤ کہ اگر تم پر خدا کا عذاب رات کو آپڑے یا دن کو تو عذاب میں کون

يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝ اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ اٰمَنْتُمْ بِهٖ ؕ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ۝

چیز ایسی ہے کہ مجرم لوگ اس کو جلدی مانگ رہے ہیں کیا پھر جب وہ آہی پڑے گا اُس کی تصدیق کرو گے ہاں اب مانا حالانکہ تم اس کی جلدی مچایا کرتے تھے

ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ ۚ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۝

پھر ظالموں سے کہا جاوے گا کہ ہمیشہ کا عذاب چکھو تم کو تو تمہارے ہی کئے کا بدلہ ملا ہے

ع ۵

وَيَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ ۭ قُلْ اِيْ وَرَبِّيْٓ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ۭ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّ

اور وہ آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا عذاب واقعی امر ہے آپ فرما دیجئے کہ ہاں قسم میرے رب کی کہ وہ واقعی امر ہے اور تم کسی طرح خدا کو عاجز نہیں کرسکتے اور اگر ہر مشرک

لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْاَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهٖ ۭ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ

شخص کے پاس اتنا ہو کہ ساری زمین میں بھر جاوے تب بھی اس کو دے کر اپنی جان چھڑانے لگے اور جب عذاب دیکھیں گے تو پشیمانی کو پوشیدہ رکھیں گے۔

وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اور ان کا فیصلہ انصاف کے ساتھ ہوگا اور ان پر ظلم نہ ہوگا یاد رکھو کہ جتنی چیزیں آسمانوں میں اور زمین میں ہیں سب اللہ ہی کی ملک ہیں

اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝

یاد رکھو کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے لیکن بہت سے آدمی یقین ہی نہیں کرتے وہی جان ڈالتا ہے وہی جان نکالتا ہے اور تم سب اسی کے پاس لائے جاؤ گے

تحقیق معاد و جواب شبہات کفار متعلق آن۔ تفسیر: یوم یحشرھم سے والیہ ترجعون تک:- اور ان کو وہ دن یاد دلائیے جس میں اللہ تعالیٰ ان کو اس کیفیت سے جمع کرے گا کہ (وہ ایسا سمجھیں گے کہ) گویا وہ (دنیا یا برزخ میں) سارے دن کی ایک آدھ گھڑی رہے ہوں گے (چونکہ وہ دن ہیبتناک ہوگا اور شدید بھی ہوگا اس لئے دنیا اور برزخ کی مدت اور تکلیف سب بھول کر ایسا سمجھیں گے کہ وہ زمانہ بہت جلد گزر گیا) اور آپس میں ایک دوسرے کو پہچانیں گے (بھی لیکن ایک دوسرے کی مدد نہ کرسکیں گے اس سے اور رنج و حسرت ہوگا کیونکہ شناساؤں سے توقع نفع کی ہوا کرتی ہے) واقعی (اس وقت سخت) خسارے میں پڑے وہ لوگ جنہوں نے اللہ کے پاس جانے کو جھٹلایا اور وہ (دنیا میں بھی) ہدایت پانے والے نہ تھے (اسی لئے آج خسارے میں پڑے یہ تو ان کے عذاب کا اصلی وقت تو یہ دن ہے ان کو یاد دلا دیجئے) اور (دنیا میں ان پر عذاب واقع ہونا سو اس کی نسبت یہ بات ہے کہ) جس (عذاب) کا ان سے ہم وعدہ کر رہے ہیں اس میں سے کچھ تھوڑا سا (عذاب) اگر ہم آپ کو دکھلا دیں (یعنی آپ کی حیات میں ان پر ۵۱
اس کا نزول ہوجاوے) یا (اس کے نزول کے قبل ہی) ہم آپ کو وفات دے دیں (پھر خواہ بعد میں نزول ہو یا نہ ہو، سو ان دونوں احتمال میں کوئی شق ضروری نہیں لیکن ہر حال اور ہر احتمال پر) ہمارے پاس تو ان کو آنا ہی ہے پھر (سب کو معلوم ہے کہ) اللہ ان کے سب افعال کی اطلاع رکھتا ہی ہے (پس ان کو سزا دے گا غرض کہ دنیا میں خواہ سزا ہو یا نہ ہو لیکن اصل موقع پر ضرور ہوگی) اور (یہ سزا جو ان کے لئے تجویز ہوئی ہے یہ اتمام حجت و ازالۂ عذر کے بعد ہوئی ہے اور ان کی کیا تخصیص ہے بلکہ ہمیشہ ہماری عادت رہی ہے کہ جن امتوں کو ہم نے مکلف بنانا چاہا ہے اُن میں سے) ہر ہر امت کے لئے ایک حکم پہنچانے والا (ہوا) ہے سو جب اُن کا وہ رسول (اُن کے پاس) آچکتا ہے (اور احکام پہنچا دیتا ہے) اس کے بعد اُن کا فیصلہ انصاف کے ساتھ کیا جاتا ہے (وہ فیصلہ یہی ہے کہ نہ ماننے والوں کو عذاب ابدی میں مبتلا کیا جاتا ہے) اور اُن پر (ذرا) ظلم نہیں کیا جاتا (کیونکہ اتمام حجت کے بعد سزا دینا خلاف انصاف نہیں ہے) اور یہ لوگ (عذاب کی وعید سن کر بقصد تکذیب یوں) کہتے ہیں کہ (اے نبی اور اے مسلمانو) یہ وعدہ (عذاب کا) کب واقع ہوگا اگر تم سچے ہو (تو واقع کیوں نہیں کرا دیتے آپ سب کی طرف سے جواب میں) فرما دیجئے کہ میں (خود) اپنی ذات خاص کے لئے تو کسی نفع (کے حاصل کرنے) کا اور کسی ضرر (کے دفع کرنے) کا اختیار رکھتا ہی نہیں مگر جتنا (اختیار) خدا کو منظور ہو (اتنا اختیار البتہ حاصل ہے پس جب خاص اپنے نفع و نقصان کا مالک نہیں تو دوسرے کے نفع و نقصان کا تو کیونکر مالک ہوں گا پس عذاب واقع کرنا میرے اختیار میں نہیں رہا یہ کہ کب واقع ہوگا سو بات یہ ہے کہ) ہر امت کے (عذاب کے) لئے (اللہ کے نزدیک) ایک معین وقت ہے (خواہ دنیا میں یا آخرت میں، سو) جب اُن کا وہ معین وقت آپہنچتا ہے تو (اس وقت سے) ایک ساعت نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور نہ آگے سرک سکتے ہیں (بلکہ فوراً عذاب واقع ہوجاتا ہے اسی طرح تمہارے عذاب کا بھی وقت معین ہے اُس وقت اُس کا وقوع ہوجاوے گا اور وہ جو فرمائش کرتے ہیں کہ جو کچھ ہونا ہے جلدی ہوجاوے جیسا کہ متی ھذا الوعد مفہوماً اور بناوٹ انا قطعاً منطوقاً اس استعجال پر دال ہے جس سے مقصود تکذیب ہے تو) آپ (اس کے متعلق ان سے) فرما دیجئے کہ یہ تو بتلاؤ کہ اگر تم پر خدا کا عذاب رات کو آپڑے یا دن کو (آپڑے، تو یہ بتلاؤ کہ عذاب میں کون چیز ایسی

ہے کہ مجرم لوگ اُس کو جلدی مانگ رہے ہیں (یعنی عذاب تو سخت چیز اور پناہ مانگنے کی چیز ہے نہ کہ جلدی مانگنے اور چونکہ استعجال سے مقصود اُن کا تکذیب ہے اس لئے فرماتے ہیں کہ) کیا اب تو تکذیب کر رہے ہو جو کہ وقت ہے تکذیب کے نافع ہونے کا، پھر جب وہ (اصل موعود) آ ہی پڑے گا (اُس وقت) اُس کی تصدیق کرو گے (جس وقت کہ تصدیق نافع نہ ہوگی اور اُس وقت کہا جاوے گا کہ) ہاں اب مانا حالانکہ (پہلے سے) تم (بقصد تکذیب) اس کی جلدی مچایا کرتے تھے پھر ظالموں (یعنی مشرکوں) سے کہا جاوے گا کہ ہمیشہ کا عذاب چکھو تم کو تو تمہارے ہی کئے کا بدلہ ملا ہے اور وہ (غایت تعجب و انکار سے) آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا عذاب واقعی امر ہے آپ فرما دیجئے کہ ہاں قسم میرے رب کی کہ وہ واقعی امر ہے اور تم کسی طرح خدا کو عاجز نہیں کر سکتے (کہ وہ عذاب دینا چاہے اور تم بچ جاؤ) اور (اُس عذاب کی یہ شدت ہوگی کہ) اگر ہر ہر مشرک شخص کے پاس اتنا (مال) ہو کہ ساری زمین میں بھر جاوے تب بھی اُس کو دے کر اپنی جان بچانے لگے (اگرچہ نہ خزانہ ہوگا اور نہ لیا جاوے گا لیکن شدت اس درجہ ہوگی کہ ہونے کی تقدیر پر سب دینے پر راضی ہو جاوے) اور جب عذاب دیکھیں گے تو (مزید فضیحت کے خوف سے) پشیمانی کو (اپنے دل ہی میں) پوشیدہ رکھیں گے (یعنی اُس کے آثار قولیہ وفعلیہ کو ظاہر نہ ہونے دیں گے تاکہ دیکھنے والے زیادہ نہ ہنسیں لیکن آخر میں یہ ضبط و تحمل بھی اُس شدت سے جاتا رہے گا) اور اُن کا فیصلہ انصاف کے ساتھ ہوگا اور ان پر ذرا ظلم نہ ہوگا یاد رکھو کہ جتنی چیزیں آسمانوں میں اور زمین میں ہیں سب اللہ ہی کی ملک ہیں (اُن میں جس طرح چاہے تصرف کرے اور اُن میں یہ مجرم بھی داخل ہیں اُن کا فیصلہ بھی بطریق مذکور کر سکتا ہے) یاد رکھو کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے (پس قیامت ضرور آوے گی) لیکن بہت سے آدمی یقین ہی نہیں کرتے وہی جان ڈالتا ہے وہی جان نکالتا ہے (پس دوبارہ پیدا کرنا اُس کو کیا مشکل ہے) اور تم سب اُسی کے پاس لائے جاؤ گے (اور حساب و کتاب ہوگا) ربط اوپر بعض آیات میں حقیقت قرآن کا اثبات تھا آگے مع بیان فضیلت کے پھر وہی مضمون ہے (نیز اس سے اُوپر ترہیب کے ساتھ دعوت تھی آگے ترغیب کے ساتھ دعوت ہے۔

۵۷ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُمْ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ ۝

اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو نصیحت ہے اور دلوں میں جو روگ ہیں اُن کے لئے شفا ہے اور رہنمائی کرنے والی ہے اور رحمت ہے ایمان والوں کے لئے

قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ ۝

آپ کہہ دیجئے کہ پس لوگوں کو خدا کے اس انعام اور رحمت پر خوش ہونا چاہئے وہ اس سے بدرجہا بہتر ہے جس کو جمع کر رہے ہیں

حقیقت و فضیلت قرآن و استمالت مخاطبین بدو۔ تفسیر یا ایہا الناس سے مما یجمعون تک: اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو (برے کاموں سے روکنے کے لئے) نصیحت ہے اور (اگر اس پر عمل کرکے برے کاموں سے بچیں تو) دلوں میں جو (برے کاموں سے روگ (ہو جاتے) ہیں اُن کے لئے شفا ہے اور (نیک کاموں کے کرنے کے لئے) رہنمائی کرنے والی ہے اور (اگر اُس پر عمل کرکے نیک کاموں کو اختیار کریں تو) رحمت (اور ذریعہ ثواب) ہے (اور یہ سب برکات) ایمان والوں کے لئے (ہیں کیونکہ عمل کرتے ہیں پس قرآن کے یہ برکات سنا کر) آپ (اُن سے) کہہ دیجئے کہ (جب قرآن ایسی چیز ہے) پس لوگوں کو خدا کے اس انعام اور رحمت پر خوش ہونا چاہئے (اور اُس کو دولت عظیمہ سمجھ کر لینا چاہئے) وہ اُس (دنیا) سے بدرجہا بہتر ہے جس کو جمع کر رہے ہیں (کیونکہ دنیا کا نفع قلیل اور فانی اور قرآن کا نفع کثیر اور باقی) ف موعظت اور شفاء اور ہدی اور رحمت کے مفہومات کا فرق ترجمہ ہی سے ظاہر ہے اور میرے نزدیک للمومنین سب کی قید ہے جیسا کہ دوسری آیتیں اس پر دال ہیں قال تعالیٰ قل ہو للذین آمنوا ہدی و شفاء و قال تعالیٰ وننزل من القرآن ما ہو شفاء و رحمۃ للمومنین و قال تعالیٰ ہذا بیان للناس و ہدی و موعظۃ للمتقین ربط اوپر چند آیات میں شرک کا ابطال کیا گیا ہے اُس شرک کی رسوم میں سے ایک تحریم حلال کی رسم تھی جس کی تفصیل پارۂ ہشتم کے ربع پر بیان ہوئی ہے آگے اس رسم کی تقبیح ہے۔

قُلْ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ لَكُمْ مِنْ رِزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِنْهُ حَرَامًا وَحَلَالًا قُلْ

آپ کہئے کہ یہ تو بتلاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے جو کچھ رزق بھیجا تھا پھر تم نے اُس کا کچھ حصہ حرام اور کچھ حلال قرار دے دیا آپ پوچھئے

آللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ۝ وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ

کہ کیاتم کو خدانے حکم دیا ہے یا اللہ پر افتراہی کرتے ہو اور جو لوگ اللہ پر جھوٹ افترا باندھتے ہیں اُن کا قیامت کی

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝

نسبت کیا گمان ہے واقعی لوگوں پر اللہ کا بڑا ہی فضل ہے لیکن اکثر آدمی بے قدر ہیں

تقبیح بعض رسوم شرک :۔ تفسیر قل ارءیتم سے لا یشکرون تک :۔ آپ (ان سے) کہئے کہ یہ تو بتلاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے (انتفاع کے) لئے جو کچھ رزق بھیجا تھا پھر تم نے (اپنی تجویز سے) اُس کا کچھ حصہ حرام اور کچھ حلال قرار دے لیا (جاننا کہ اُس کی تحریم کی کوئی دلیل نہیں تو) آپ (اُن سے) یہ پوچھئے کہ کیاتم کو خدا نے حکم دیا ہے یا (محض) اللہ پر (اپنی طرف سے) افتراہی کرتے ہو اور (چونکہ شق اول کا احتمال ہی نہیں بلکہ شق ثانی متعین ہے اس لئے اس پر وعید فرماتے ہیں کہ) جو لوگ اللہ پر جھوٹ افترا باندھتے ہیں اُن کا قیامت کی نسبت کیا گمان ہے (آیا یہ لوگ ڈرتے نہیں کیا یہ سمجھتے ہیں کہ قیامت نہیں آوے گی یا آوے گی مگر ہم سے باز پرس نہیں ہوگی) واقعی لوگوں پر اللہ کا بڑا ہی فضل ہے (کہ ساتھ کے ساتھ سزا نہیں دیتا بلکہ توبہ کے لئے مہلت دے رکھی ہے) لیکن اکثر آدمی بے قدر ہیں (ورنہ توبہ کرلیتے) ربط اوپر آیات کثیرہ میں کفار کا انکار اور تکذیب اور جحود اور عناد بحد مخالفت مذکور ہے چونکہ یہ امور طبعاً رنج دہ ہیں اس لئے آگے آپ کی تسلی کا مضمون ہے۔

وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ

اور آپ کسی حال میں ہوں اور منجملہ اُن احوال کے آپ کہیں سے قرآن پڑھتے ہوں اور تم جو کام بھی کرتے ہو ہم کو سب کی خبر رہتی ہے جب

٣ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي

تم اُس کام کو کرنا شروع کرتے ہو اور آپ کے رب سے کوئی چیز ذرہ برابر بھی غائب نہیں نہ زمین میں اور نہ

السَّمَآءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

آسمان میں اور نہ کوئی چیز اس سے چھوٹی ہے اور نہ کوئی چیز بڑی ہے مگر یہ سب کتاب مبین میں ہے یاد رکھو اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ

وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰى

وہ مغموم ہوتے ہیں وہ وہ ہیں جو ایمان لائے اور پرہیز رکھتے ہیں اُن کے لئے دنیوی

فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ

زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی خوشخبری ہے اللہ کی باتوں میں کچھ فرق ہوا نہیں کرتا یہ بڑی

هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ؕ هُوَ السَّمِيْعُ

کامیابی ہے اور آپ کو ان کی باتیں غم میں نہ ڈالیں تمام تر غلبہ خدا ہی کے لئے ہے وہ سنتا ہے

الْعَلِيْمُ ۝ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ ؕ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ

جانتا ہے یاد رکھو کہ جتنے کچھ آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں ہیں سب اللہ ہی کے ہیں اور جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر دوسرے

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ۝

شرکاء کی عبادت کررہے ہیں کس چیز کا اتباع کررہے ہیں محض بے سند خیال کا اتباع کررہے ہیں اور محض اٹکلیں لگا رہے ہیں

تسلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ببیان علم وقدرت وحفاظت الٰہیہ۔ تفسیر وماتکون سے لا یخرصون تک

اور آپ (خواہ) کسی حال میں ہوں اور منجملہ اُن احوال کے آپ کہیں سے قرآن پڑھتے ہوں اور (اسی طرح اور لوگ بھی جتنے ہو)
تم جو کام بھی کرتے ہو ہم کو سب کی خبر رہتی ہے جب تم اُس کام کو کرنا شروع کرتے ہو اور آپ کے رب (کے علم) سے کوئی چیز ذرہ
برابر بھی غائب نہیں نہ زمین میں اور نہ آسمان میں (بلکہ سب اُس کے علم میں حاضر ہیں) اور نہ کوئی چیز اس (مقدار مذکور) سے چھوٹی
ہے اور نہ کوئی چیز (اس سے) بڑی ہے مگر یہ سب (بوجہ احاطہ علم الٰہی کے) کتاب مبین (یعنی لوح محفوظ) میں (مرقوم) ہے (یہ تو علم
الٰہی کا بیان ہوا آگے مخلصین مطیعین کی محفوظیت کا بیان ہے کہ) یاد رکھو اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ (کسی واقعہ پڑنے والا) ہے
اور نہ وہ (کسی مطلوب کے فوت ہونے پر) مغموم ہوتے ہیں (یعنی اللہ تعالیٰ اُن کو خوفناک اور غمناک حوادث سے بچاتا ہے اور
وہ (اللہ کے دوست) وہ ہیں جو ایمان لائے اور (معاصی سے) پرہیز رکھتے ہیں (یعنی ایمان اور تقوے سے اللہ کا قرب نصیب ہوتا ہے
اور خوف اور حزن سے اُن کے محفوظ رہنے کی وجہ یہ ہے کہ) اُن کے لئے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی (منجانب اللہ خوف و
حزن سے بچنے کی) خوشخبری ہے اور اللہ کی باتوں میں (یعنی وعدوں میں) کچھ فرق ہوا نہیں کرتا (پس جب بشارت میں اُن سے
وعدہ ہو گیا اور وعدہ ہمیشہ صحیح ہوتا ہے اس لئے عدم خوف و عدم حزن لازم ہے اور) یہ (بشارت جو مذکور ہوئی) بڑی کامیابی
ہے اور جب (آپ نے مقبولین کا محفوظ ہونا سن لیا تو) آپ کو اُن کی باتیں غم میں نہ ڈالیں (یعنی اُن کے کفریات سے مغموم نہ ہوں
کیونکہ علم و حفاظت مذکورہ کے ساتھ تمام تر غلبہ (اور قدرت بھی) خدا ہی کے لئے (ثابت) ہے وہ اپنی قدرت سے حسب وعدہ
آپ کی حفاظت کرے گا، وہ (اُن کی باتیں) سنتا ہے (اور اُن کی حالت) جانتا ہے (وہ آپ کا بدلہ اُن سے خود لے گا) یاد رکھو کہ
جتنے کچھ آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں ہیں (یعنی فرشتے اور جن وانس) یہ سب اللہ ہی کے مملوک ہیں (پس اس کی حفاظت
یا ملاقات کو کوئی روک نہیں سکتا پس بہمہ وجوہ تسلی رکھنا چاہئے) اور (اگر کسی کو شبہ ہو کہ شاید شرکاء مزاحمت کر سکیں تو ان کی
حقیقت لو کہ) جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر دوسرے شرکاء کی حفاظت کر رہے ہیں (خدا جانے) کس چیز کا اتباع کر رہے ہیں (یعنی ان
کے پاس اس عقیدہ کی کیا دلیل ہے حقیقت تو یہ ہے کہ کچھ بھی دلیل نہیں) محض بے سند خیال کا اتباع کر رہے ہیں اور محض قیاسی باتیں
کر رہے ہیں (پس واقع میں اُن میں صفات الوہیت کے مثل علم و قدرت وغیرہ نہیں، پس پھر اُن میں احتمال مزاحمت کی کب گنجائش ہے ۵۴
ف خوف سے خوف حق اور غم سے غم آخرت مراد نہیں ہے بلکہ دنیوی خوف و غم کی نفی مراد ہے جس کا احتمال مخالف اعداء سے ہو سکتا
ہے وہ مومنین کو ملتبس کو نہیں ہوتا ہر وقت اُن کا یہ اعتقاد ہوتا ہے ہر واقعہ کی حکمت کا اعتقاد رکھتے ہیں اس میں حکمت سمجھتے ہیں
جس کی بشارت اُن کو قرآن و حدیث نے دی ہے اور یہ بشارت عام ہے بشر المؤمنین الخ، بشر الصابرین الخ، یبشرهم ربهم برحمة،
تتنزل علیہم الملئکۃ الخ اور رویائے صالحہ سب اس میں داخل ہے اور اس تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسا آپ کو اُن کے ایذاء ہونے کا
غم تھا ایسا ہی اُن کی مخالفت اور ضرر رسانی کے احتمال سے بھی تردد ہوا کرتا تھا واللہ اعلم ربط اوپر کی آیات سے جس طرح تسلیہ مقصود
ہے اسی طرح توحید بھی اُس کا مدلول ہے اور اس کے قبل اور آیات بھی توحید کے باب میں آچکی ہیں آگے بھی توحید کا مضمون ہے۔

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

وہ ایسا ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تاکہ تم اس میں آرام کرو اور دن بھی اس طور پر بنایا کہ دیکھنے بھالنے کا ذریعہ ہے اس میں دلائل ہیں اُن لوگوں

لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ۝ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ۭ هُوَ الْغَنِيُّ ۭ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ

کے لئے جو سنتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اولاد رکھتا ہے سبحان اللہ وہ تو کسی کا محتاج نہیں اُسی کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور

مَا فِي الْاَرْضِ ۭ اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍۢ بِهٰذَا ۭ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

جو کچھ زمین میں ہے تمہارے پاس اس پر کوئی دلیل نہیں کیا اللہ کے ذمہ ایسی بات لگاتے ہو جس کا تم علم نہیں رکھتے

قُلْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ۝ مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ

آپ کہہ دیجئے کہ جو لوگ اللہ پر افتراء کرتے ہیں وہ کامیاب نہ ہوں گے یہ دنیا میں تھوڑا سا عیش ہے پھر

إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيدَ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ۝

ہمارے ہی پاس ان کو آنا ہے پھر ہم ان کے کفر کے بدلے سزائے سخت چکھا دیں گے

توحید ۔ تفسیر ھو الذی سے یکفرون تک :۔ وہ (اللہ) ایسا ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تاکہ تم اُس میں آرام کرو اور دن بھی اس طور پر بنایا کہ (بوجہ روشن ہونے کے) دیکھنے بھالنے کا ذریعہ ہے اس (بنانے) میں دلائل (توحید) ہیں اُن لوگوں کے لئے جو (تدبر کے ساتھ ان مضامین کو) سنتے ہیں (مشرکین ان دلائل میں غور نہیں کرتے اور شرک کی باتیں کرتے ہیں چنانچہ) وہ کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ اولاد رکھتا ہے سبحان اللہ (کیسی سخت بات کی) وہ تو کسی کا محتاج نہیں (اور سب اُس کے محتاج ہیں) اُسی کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (پس سب مملوک ہوئے اور وہ مالک ہوا پس ثابت ہوا کہ کمالات میں اُس کا کوئی مشارک و مجانس نہیں پس اگر اولاد مجانس ہو تو مجانست باطل ہو چکی اور اگر غیر مجانس ہو تو ناجنس اولاد ہونا عیب ہے اور عیوب سے اللہ تعالیٰ پاک ہے جیسا سبحانہ میں اس طرف اشارہ بھی ہے پس اولاد کا ہونا مطلقاً باطل ہو گیا ہم نے جو نفی ولد کا دعویٰ کیا تھا اُس پر تو ہم نے دلیل قائم کر دی اب رہا تمہارا دعویٰ سو) تمہارے پاس (بجز بیہودہ دعوے کے) اس (دعوے) پر کوئی دلیل (بھی) نہیں (تو) کیا اللہ کے ذمہ ایسی بات لگاتے ہو جس کا تم (کسی دلیل سے) علم نہیں رکھتے آپ (ان کا مفتری ہونا ثابت کر کے اس افترا کی وعید سنانے کے لئے) کہہ دیجئے کہ جو لوگ اللہ پر جھوٹ افترا کرتے ہیں (جیسے مشرکین) وہ (کبھی) کامیاب نہ ہوں گے (اور اگر کسی کو شبہ ہو کہ ہم تو ایسوں کو خوب کامیاب اور مشغول تنعم پاتے ہیں جواب یہ ہے کہ) یہ دنیا میں (چند روزہ) تھوڑا سا عیش ہے (جو بہت جلد ختم ہوا جاتا ہے) پھر (مر کر) ہمارے ہی پاس اُن کو آنا ہے پھر (آخرت میں) ہم ان کو ان کے کفر کے بدلے سزائے سخت (کا مزہ) چکھا دیں گے ربط اوپر متعدد مضامین مذکور ہوئے آگے بعض قصص سے سب کی تائید فرماتے ہیں توحید کی اس طرح کہ انبیاء نے دعوت توحید کی فرمائی اور رسالت کی اس طرح کہ پہلے بھی رسول گزرے ہیں اور تہدید و وعید کی اس طرح کہ امم سابقہ پر عذاب نازل ہوئے اور آپ کی تسلی کی اس طرح کہ پہلے لوگ بھی تکذیب کرتے آئے ہیں اول نوح علیہ السلام کا قصہ بیان ہوتا ہے ۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ نُوحٍ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ إِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَقَامِي وَتَذْكِيرِي

اور آپ اُن کو نوح علیہ السلام کا قصہ پڑھ کر سنائیے جبکہ اُنھوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اے میری قوم اگر تم کو میرا رہنا اور احکام خداوندی کی نصیحت کرنا

بِآيَاتِ اللَّهِ فَعَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْتُ فَأَجْمِعُوا أَمْرَكُمْ وَشُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ

بھاری معلوم ہوتا ہے تو میرا تو خدا ہی پر بھروسہ ہے سو تم اپنی تدبیر مع اپنے شرکاء کے پختہ کر لو پھر تمہاری وہ تدبیر تمہاری

أَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوا إِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُونِ ۝ فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَأَلْتُكُمْ

گھٹن کا باعث نہ ہونا چاہئے پھر میرے ساتھ کر گزرو اور مجھ کو مہلت نہ دو پھر بھی اگر تم اعراض ہی کئے جاؤ تو میں نے تم سے کوئی

مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ ۖ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝ فَكَذَّبُوهُ

معاوضہ تو نہیں مانگا میرا معاوضہ تو صرف اللہ ہی کے ذمہ ہے اور مجھ کو حکم کیا گیا ہے کہ میں اطاعت کرنے والوں میں رہوں سو وہ لوگ اُن کو جھٹلاتے

فَنَجَّيْنَاهُ وَمَنْ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ وَجَعَلْنَاهُمْ خَلَائِفَ وَأَغْرَقْنَا الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۖ

رہے پس ہم نے اُن کو اور جو اُن کے ساتھ کشتی میں تھے اُن کو نجات دی اور اُن کو آباد کیا اور جنھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا اُن کو غرق کر دیا

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِينَ ۝

سو دیکھنا چاہئے کیسا انجام ہوا اُن لوگوں کا جو ڈرائے جا چکے تھے

قصہ نوح علیہ السلام با قوم او۔ تفسیر واتل علیھم سے عاقبۃ المنذرین تک :- اور آپ اُن کو نوح (علیہ السلام) کا
قصہ پڑھ کر سنایئے (جو کہ اُس وقت واقع ہوا تھا) جبکہ اُنھوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اے میری قوم اگر تم کو میرا رہنا (یعنی وعظ گوئی
کی حالت میں) اور احکام خداوندی کی نصیحت کرنا بھاری (اور ناگوار) معلوم ہوتا ہے تو (ہوا کرے میں کچھ پروا نہیں کرتا کیونکہ) میرا تو
خدا ہی پر بھروسہ ہے سو تم (میرے ضرر پہنچانے کے متعلق) اپنی تدبیر (جو کچھ کرسکو) مع اپنے شرکاء (یعنی بتوں) کے پختہ کرلو (یعنی تم
اور تمہارے معبود سب مل کر میری ضرر رسانی میں اپنا ارمان پورا کرلو) پھر وہ تمہاری تدبیر تمہاری گھٹن (اور دل تنگی) کا باعث نہ ہونا چاہئے
(یعنی اکثر خفیہ تدبیر سے طبیعت گھٹا کرتی ہے سو خفیہ تدبیر کی ضرورت نہیں جو کچھ کرو دل کھول کر علانیہ کرو میرا نہ لحاظ پاس کرو اور نہ
میرے چلے جانے نکل جانے کا اندیشہ کرو کیونکہ اتنے آدمیوں کے پہرہ میں سے ایک آدمی کا نکل جانا بھی مستبعد ہے پھر اخفا کی کیا
ضرورت ہے) پھر میرے ساتھ (جو کچھ کرنا ہے) کر گزرو اور مجھ کو (اصلاً) مہلت نہ دو (حاصل یہ کہ میں تمہاری ان باتوں سے نہ ڈرتا ہوں
اور نہ تبلیغ سے رُک سکتا ہوں یہاں تک تو نفی خوف کی فرمائی آگے نفی طمع کی فرماتے ہیں یعنی) پھر بھی اگر تم اعراض ہی کئے جاؤ تو (یہ
سمجھو کہ) میں نے تم سے (اس تبلیغ پر) کوئی معاوضہ تو نہیں مانگا (اور میں تم سے کیوں مانگتا کیونکہ) میرا معاوضہ تو صرف (حسب وعدہ
کرم) اللہ ہی کے ذمے ہے (غرض نہ تم سے ڈرتا ہوں نہ کچھ خواہش رکھتا ہوں) اور (چونکہ) مجھ کو حکم کیا گیا ہے کہ میں اطاعت کرنے
والوں میں رہوں (اس لئے تبلیغ میں حکم کی تعمیل کرتا ہوں اگر تم نہ مانو گے میرا کیا نقصان ہے) سو (باوجود اس موعظۃ بلیغہ کے بھی)
وہ لوگ اُن کو جھٹلاتے رہے پس (اس پر عذاب طوفان کا مسلط ہوا اور) ہم نے (اُس عذاب سے) اُن کو اور جو اُن کے ساتھ کشتی
میں تھے اُن کو نجات دی اور اُن کو (زمین پر) آباد کیا اور (باقی جو لوگ رہ گئے تھے) جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا اُن کو (اس
طوفان میں) غرق کردیا سو دیکھنا چاہئے کیسا (بُرا) انجام ہوا اُن لوگوں کا جو (عذاب الٰہی سے) ڈرائے جاچکے تھے (یعنی بے خبری میں
میں ہلاک نہیں کئے گئے پہلے کہدیا سمجھا دیا نہ مانا سزا پائی) ف بعضوں کو شبہ ہو جاتا ہے کہ جب معدودے چند بچ گئے تو عالم میں
وہی تھے۔ اور نوح علیہ السلام کی دعوت اُن سب کو عام تھی تو عموم بعثت خصائص محمدیہ سے نہ رہا جواب یہ ہے کہ خصوصیت کے
معنے یہ ہیں کہ جب اُمم مختلفہ موجود ہوں اُس وقت آپ کی بعثت سب کی طرف ہوگی اور دوسرے انبیاء کی خاص قوم کی طرف ہیں ۵۶
یہ خصوصیت اب بھی محفوظ ہے کیونکہ صورت مفروضہ میں مختلف اقوام ہی نہ رہی تھیں۔ ربط اوپر قوم نوح علیہ السلام کا قصہ تھا
آگے عاد و ثمود وغیرہم کا اجمالاً قصہ مذکور ہے۔

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهٖ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا

پھر نوح کے بعد ہم نے اور رسولوں کو اُن کی قوموں کی طرف بھیجا سو وہ اُن کے پاس معجزات لے کر آئے پھر جس چیز کو اُنھوں نے اول میں جھٹلا

كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِ

کہدیا یہ نہ ہوا کہ پھر اُس کو مان لیتے اللہ تعالیٰ اسی طرح کافروں کے دلوں پر مہر لگا دیتے ہیں پھر ان پیغمبروں کے بعد ہم نے

هِمْ مُّوْسٰى وَهٰرُوْنَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ بِاٰيٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا

موسےٰ اور ہارون کو فرعون اور اُس کے سرداروں کے پاس اپنے معجزات دے کر بھیجا سو اُنھوں نے تکبر کیا اور وہ لوگ جرائم

مُّجْرِمِيْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْۤا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ قَالَ

کے خوگر تھے پھر جب اُن کو ہمارے پاس سے صحیح دلیل پہنچی تو وہ لوگ کہنے لگے کہ یقیناً یہ صریح جادو ہے موسےٰ نے فرمایا

مُوْسٰۤى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ۝

کیا تم اس صحیح دلیل کی نسبت جبکہ وہ تمہارے پاس پہنچی ایسی بات کہتے ہو کیا یہ جادو ہے حالانکہ جادوگر کامیاب نہیں ہوا کرتے۔

قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِى الْاَرْضِ

وہ لوگ کہنے لگے کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہم کو اُس طریقے سے ہٹا دو جس پر ہم نے اپنے بزرگوں کو دیکھا ہے اور تم دونوں کو دنیا میں ریاست مل جاوے

وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِينَ ۝ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُونِي بِكُلِّ سَاحِرٍ عَلِيمٍ ۝ فَلَمَّا جَاءَ

اور ہم تم دونوں کو کبھی نہ مانیں گے ۔ اور فرعون نے کہا کہ میرے پاس تمام ماہر جادوگروں کو حاضر کرو ۔ سو جب وہ آئے

السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُوسَىٰ أَلْقُوا مَا أَنْتُمْ مُلْقُونَ ۝ فَلَمَّا أَلْقَوْا قَالَ مُوسَىٰ مَا جِئْتُمْ بِهِ

موسیٰ نے اُن سے فرمایا کہ ڈالو جو کچھ تم کو ڈالنا ہے ۔ سو جب اُنھوں نے ڈالا تو موسیٰ نے فرمایا کہ جو کچھ تم لائے ہو

السِّحْرُ ۖ إِنَّ اللَّهَ سَيُبْطِلُهُ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ ۝ وَيُحِقُّ

جادو یہ ہے ۔ یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو ابھی درہم برہم کئے دیتا ہے اللہ تعالیٰ ایسے فسادیوں کا کام بننے نہیں دیتا ۔ اور اللہ تعالیٰ

ع ۸ / ۱۴

اللَّهُ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ۝

دلیل صحیح کو اپنے وعدوں کے مطابق صحیح کر دیتا ہے گو مجرم لوگ کیسا ہی ناگوار سمجھیں

اجمالِ قصہ عاد و ثمود وغیرہم تفسیر ثم بعثنا سے قلوب المعتدین تک :- پھر نوح (علیہ السلام) کے بعد ہم نے اور رسولوں کو اُن کی قوموں کی طرف بھیجا سو وہ اُن کے پاس معجزات لے کر آئے (مگر) پھر (بھی اُن کی ضد اور ہٹ کی کیفیت یہ تھی کہ) جس چیز کو اُنھوں نے اول (وہلہ) میں (ایک بار) جھوٹا کہہ دیا یہ نہ ہوا کہ پھر اُس کو مان لیتے (اور جیسے یہ لوگ دل کے سخت تھے) اللہ تعالیٰ اسی طرح کافروں کے دلوں پر بند لگا دیتے ہیں ربط اوپر بعض قصص مذکور ہوئے آگے قصہ موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کے ساتھ مذکور ہوتا ہے ۔

قصہ موسیٰ علیہ السلام با فرعون ۔ تفسیر ثم بعثنا سے کرہ المجرمون تک :- پھر اُن (مذکور) پیغمبروں کے بعد ہم نے موسیٰ اور
۶۵ ہارون (علیہما السلام) کو فرعون اور اُس کے سرداروں کے پاس اپنے معجزات (عصا اور ید) دے کر بھیجا سو اُنھوں نے (دعوے کے ساتھ ہی اُن کی تصدیق کرنے سے) تکبر کر لیا (اور طلب حق کے لئے غور بھی تو نہ کیا) اور وہ لوگ جرائم کے خوگر تھے (اس لئے اطاعت نہ کی) پھر جب (بعد دعوے کے) اُن کو ہمارے پاس سے (نبوت موسویہ پر) صحیح دلیل پہنچی (مراد اس سے معجزہ ہے) تو وہ لوگ کہنے لگے کہ یقیناً یہ صریح جادو ہے موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا کیا تم اس صحیح دلیل کی نسبت جبکہ وہ تمہارے پاس پہنچی ایسی بات کہتے ہو (کہ یہ جادو ہے) کیا یہ جادو ہے حالانکہ جادوگر (جبکہ دعویٰ نبوت کا کریں تو اظہار خارق میں) کامیاب نہیں ہوا کرتے (اور میں کامیاب ہوا کہ اول دعویٰ کیا پھر خوارق ظاہر کردئے) وہ لوگ (اس تقریر کا تو کچھ جواب نہ دے سکے ویسے ہی براہ جہالت) کہنے لگے کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہم کو اُس طریقہ سے ہٹا دو جس پر ہم نے اپنے بزرگوں کو دیکھا ہے اور (اس لئے آئے ہو کہ) تم دونوں کو دنیا میں ریاست (اور سرداری) مل جاوے اور (تم خوب سمجھ لوکہ) ہم تم دونوں کو کبھی نہ مانیں گے اور فرعون نے (اپنے سرداروں سے) کہا کہ میرے پاس تمام ماہر جادوگروں کو (جو ہمارے قلمرو میں ہیں) حاضر کرو (چنانچہ جمع کئے گئے) سو جب وہ آئے (اور موسیٰ علیہ السلام سے مقابلہ ہوا تو) موسیٰ (علیہ السلام) نے اُن سے فرمایا کہ ڈالو جو کچھ تم کو (میدان میں) ڈالنا ہے سو جب اُنھوں نے (اپنا جادو کا سامان) ڈالا تو موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ جو کچھ تم (بنا کر) لائے ہو جادو یہ ہے (نہ وہ جس کو فرعون والے جادو کہتے ہیں) یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اس (جادو) کو ابھی درہم برہم کئے دیتا ہے (کیونکہ) اللہ تعالیٰ ایسے فسادیوں کا کام بننے نہیں دیتا (جو معجزہ کے ساتھ مقابلہ سے پیش آویں) اور اللہ تعالیٰ (جس طرح اہل باطل کے باطل کو بمقابلہ معجزات حقہ کے باطل کر دیتا ہے اسی طرح) دلیل صحیح (یعنی معجزہ) کو اپنے وعدوں کے موافق (کہ اثبات نبوت انبیاء کے متعلق ہیں) ثابت کر دیتا ہے گو مجرم (اور کافر) کیسا ہی ناگوار سمجھیں ربط اوپر سے موسیٰ علیہ السلام کا قصہ چلا آتا ہے آگے اُس کا تتمہ ہے

فَمَا آمَنَ لِمُوسَىٰ إِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِنْ قَوْمِهِ عَلَىٰ خَوْفٍ مِنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِمْ أَنْ يَفْتِنَهُمْ

پس موسیٰ علیہ السلام پر اُن کی قوم میں سے صرف قدرے قلیل آدمی ایمان لائے وہ بھی فرعون سے اور اپنے حکام سے ڈرتے ڈرتے کہ کہیں اُن کو تکلیف پہنچاوے

وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ۝ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِى الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا

اور اُن کو ایک وقت خاص تک عیش دیا اور اگر آپ کا رب چاہتا تو تمام روئے زمین کے لوگ سب کے سب ایمان لے آتے

اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ

سو کیا آپ لوگوں پر زبردستی کر سکتے ہیں جس میں وہ ایمان ہی لے آویں حالانکہ کسی شخص کا ایمان لانا بدوں خدا کے حکم

اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝

کے ممکن نہیں اور اللہ تعالیٰ بے عقل لوگوں پر گندگی واقع کر دیتا ہے

تسلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ببیان دوران ہدایت بر مشیت. تفسیر ان الذین سے لا یعقلون تک

یقیناً جن لوگوں کے حق میں آپ کے رب کی (یہ ازلی) بات (کہ یہ ایمان نہ لاویں گے) ثابت ہو چکی ہے وہ (کبھی) ایمان نہ لاویں گے گو اُن کے پاس تمام دلائل (ثبوت حق کے) پہنچ جاویں جب تک کہ عذاب دردناک کو نہ دیکھ لیں (مگر اُس وقت ایمان نافع نہیں ہوتا، چنانچہ) جتنی بستیوں پر عذاب آچکا ہے اُن میں سے) کوئی بستی ایمان نہ لائی کہ ایمان لانا اُس کو نافع ہوتا کیونکہ اُن کے ایمان کے ساتھ مشیت متعلق نہ ہوئی تھی) ہاں مگر یونس (علیہ السلام) کی قوم (کہ اُن کے ایمان کے ساتھ مشیت متعلق ہوئی تھی اس لئے وہ عذاب موعود کے آثار ابتدائیہ کو دیکھ کر ایمان لے آئے اور) جب وہ ایمان لے آئے تو ہم نے رسوائی کے عذاب کو دنیوی زندگی میں اُن پر سے ٹال دیا اور اُن کو ایک وقت خاص (یعنی وقت موت) تک (خیر و خوبی کے ساتھ) عیش دیا (پس اور قریوں کا ایمان نہ لانا اور قوم یونس علیہ السلام کا ایمان لانا دونوں مشیت سے ہوئے) اور (ان اقوام و قریٰ کی کیا تخصیص ہے) اگر آپ کا رب چاہتا تو تمام روئے زمین کے لوگ سب کے سب ایمان لے آتے (مگر بعض حکمتوں کی وجہ سے یہ نہ چاہا اس لئے سب ایمان نہیں لائے) سو

۹۹ (جب یہ بات ہے تو) کیا آپ لوگوں پر زبردستی کر سکتے ہیں جس میں وہ ایمان ہی لے آویں حالانکہ کسی شخص کا ایمان لانا بدوں خدا کے حکم (یعنی مشیت) کے ممکن نہیں اور اللہ تعالیٰ بے عقل لوگوں پر (کفر کی) گندگی واقع کر دیتا ہے (یعنی تعلق مشیت بسبب اُن کے جہل بسیط یا مرکب کے ہوتا ہے گو اس کا سلسلہ بھی مشیت و حکمت تک پہنچتا ہے) ف متعنٰہم کے ترجمہ میں جو خیر و خوبی کی قید لگائی دلیل اس کی اول سورہ ہود کی آیت ہے یمتعکم متاعاً حسناً الی اجل مسمّی اور حقیقت اُس کی یہ ہے جو حاصل ہے آتنا فی الدنیا حسنۃ کا اور وہ خصائص مؤمنین سے ہے پس یہ شبہ نہ رہا کہ تمتیع تو کفار کے لئے بھی عام ہے پھر اس کا ایمان پر مرتب ہونا کیا معنے اور خلاصہ قصہ قوم یونس علیہ السلام کا یہ ہے کہ ان کے ایمان نہ لانے پر حسب وحی الٰہی یونس علیہ السلام نے ان کو عذاب کی خبر دی اور خود چلے گئے جب وقت موعود پر عذاب کے آثار شروع ہوئے تو تمام قوم نے حق تعالیٰ کے رو برو گریہ و زاری شروع کی اور ایمان لے آئے وہ عذاب ٹل گیا اور ان آثار سے نزول عذاب ظناً یا بدوں معاینہ ملائکہ وانکشاف آخرت کے معلوم ہوا تھا اس لئے لم یک ینفعہم ایمانہم لما رأوا باسنا کے منافی نہیں اور یہ سہل ہے بعض نے اُس عموم سے اس واقعہ کو مخصوص و مستثنیٰ کہا ہے اور فی الحیوٰۃ الدنیا تخصیص کے لئے نہیں بلکہ بیان ہے واقعہ کا اور ایمان کا نافع آخرت ہونا یقینی ہے ربط اور مضمون تسلیہ سے پہلے ایمان نہ لانے والوں کا بیان تھا آگے باوجود عناد کے اُن کا محل تکلیف رہنا یعنی یاس کی وجہ سے اُن کا دائرۂ امر و نہی سے خارج نہ ہو جانا اور اس عناد پر اُن کا مستحق تعذیب ہونا مذکور ہے۔

قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا تُغْنِى الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ

آپ کہہ دیجئے کہ تم غور کرو کہ کیا کیا چیزیں ہیں آسمانوں میں اور زمین میں اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے اُن کو دلائل اور دھمکیاں کچھ فائدہ

لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝ فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ

نہیں پہنچاتے سو وہ لوگ صرف اُن لوگوں سے واقعات کا انتظار کر رہے ہیں جو ان لوگوں سے پہلے

قُلْ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ ۝ ثُمَّ نُنَجِّیْ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ

آپ فرما دیجئے کہ اچھا تو تم انتظار میں رہو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں ہوں پھر ہم اپنے پیغمبروں کو اور ایمان والوں کو

ع ۱۵ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا عَلَیْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝

بچا لیتے تھے ہم اسی طرح سب ایمان والوں کو نجات دیا کرتے ہیں یہ ہمارے ذمہ ہے

مکلف و معذب شدن معاندین۔ تفسیر: قل انظروا سے من المنتظرین تک :۔ آپ کہہ دیجئے کہ تم غور کرو اور دیکھو کہ کیا کیا چیزیں ہیں آسمانوں میں اور زمین میں (آسمانوں میں ستارے وغیرہ اور زمین میں بے انتہا مخلوق نظر آتی ہے یعنی ان میں غور کرنے سے توحید کی دلیل عقلی حاصل ہوگی یہ بیان ہوا اُن کے مکلف ہونے کا) اور جو لوگ (عناداً) ایمان نہیں لاتے اُن کو دلائل اور دھمکیاں کچھ فائدہ نہیں پہنچاتے (یہ بیان ہوا اُن کے عناد کا) سو (اُن کی اس حالت عناد سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ) وہ لوگ (بدلالت حال) صرف اُن لوگوں کے سے واقعات کا انتظار کر رہے ہیں جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں (یعنی باوجود دلائل اور وعیدوں کے جو ایمان نہیں لاتے تو ان کی حالت اُس شخص کے مشابہ ہے جو ایسے عذاب کا منتظر ہو جو کہ پہلی قوموں پر آیا تھا سو) آپ فرما دیجئے کہ اچھا تو تم (اُس کے انتظار میں رہو میں بھی تمہارے ساتھ (اُس کے) انتظار کرنے والوں میں ہوں (جن گزشتہ قوموں کا اوپر ذکر تھا ہم اُن پر تو عذاب واقع کرتے تھے) پھر ہم (اُس عذاب سے) اپنے پیغمبروں کو اور ایمان والوں کو بچا لیتے تھے (جس طرح اُن مؤمنین کو ہم نے نجات دی تھی) ہم اسی طرح سب ایمان والوں کو نجات دیا کرتے ہیں یہ (حسب وعدہ) ہمارے ذمہ ہے (پس اسی طرح اگر ان کفار پر کوئی افتاد پڑی تو مسلمان اُس سے محفوظ رہیں گے خواہ دنیا میں خواہ آخرت میں) ف اُخروی عذاب سے تو مؤمنین کا بچنا ظاہر ہے اور پہلے عذابوں میں دنیوی عذاب سے بھی بچنا ظاہر ہے اور اس امت کے کفار کے عذاب سے کہ قتل وغیرہ ہے مسلمانوں کا بچنا بایں معنے ہے کہ وہ واقعہ اُن پر من حیث العذاب

۱۷ نہیں آتا ربط۔ اوپر کفار کی تکذیب بالاسلام کا بیان تھا آگے دین اسلام کی حقیقت کا رکن اعظم کہ توحید ہے مذکور ہے تاکہ اُس حقیقت کا علم حاصل ہو سکے۔

قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْ دِیْنِیْ فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ

آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو اگر تم میرے دین کی طرف سے شک میں ہو تو میں اُن معبودوں کی عبادت نہیں کرتا جن کی تم خدا کو چھوڑ کر

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰىكُمْ ۚ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ

عبادت کرتے ہو لیکن ہاں اس معبود کی عبادت کرتا ہوں جو تمہاری جان قبض کرتا ہے اور مجھ کو یہ حکم ہوا ہے کہ میں ایمان لانے

مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا ۚ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝

والوں میں سے ہوں اور یہ کہ اپنے آپ کو اس دین کی طرف اس طرح متوجہ رکھنا کہ اور سب طریقوں سے علیحدہ ہو جاوے اور کبھی مشرک مت بننا

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُكَ وَلَا یَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا

اور خدا کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت مت کرنا جو تجھ کو نہ کوئی نفع پہنچا سکے اور نہ کوئی ضرر پہنچا سکے پھر اگر ایسا کیا تو تم اس حالت میں حق ضائع کرنے

مِّنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ یُّرِدْكَ

والوں میں سے ہو جاؤ گے اور اگر تم کو اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف پہنچا دے تو بجز اُس کے اور کوئی اُس کا دور کرنے والا نہیں ہے اور اگر وہ تم کو کوئی

بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ۚ یُصِیْبُ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝

راحت پہنچانا چاہے تو اُس کے فضل کا کوئی ہٹانے والا نہیں وہ اپنا فضل اپنے بندوں میں سے جس پر چاہیں مبذول فرماویں اور وہ بڑی مغفرت بڑی رحمت والے ہیں

تتمہ قصہ موسویہ تفسیر وجاوزنا سے للغفلون تک :- اور (جب ہم نے فرعون کو ہلاک کرنا چاہا تو موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل کو مصر سے باہر نکال لے جائیے چنانچہ وہ سب کو لے کر چلے اور رستہ میں دریا سے شور حائل ہوا اور موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے اُس میں رستہ ہو گیا اور) ہم نے بنی اسرائیل کو (اُس) دریا سے پار کر دیا پھر ان کے پیچھے پیچھے فرعون مع اپنے لشکر کے ظلم اور زیادتی کے ارادہ سے (دریا میں) چلا (کہ دریا سے نکل کر ان سے قتل و قتال کرے لیکن وہ دریا سے پار نہ ہو سکا) یہاں تک کہ جب ڈوبنے لگا (اور ملائکہ عذاب کے نظر آنے لگے) تو (سراسیمہ ہو کر) کہنے لگا میں ایمان لاتا ہوں کہ بجز اُس کے کہ جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں کوئی معبود نہیں اور میں مسلمانوں میں داخل ہوتا ہوں (سو مجھ کو اس غرق سے اور عذاب آخرت سے نجات دی جاوے اوراً من المسلمین میں موسیٰ علیہ السلام کی رسالت کی تصدیق بھی داخل ہو گئی فرشتہ کے ذریعے سے) جواب دیا گیا کہ اب ایمان لاتا ہے (جبکہ مجبور نہیں کیونکہ معاینہ آخرت کا شروع ہو گیا) اور (معاینہ آخرت کے) پہلے سے سرکشی کرتا رہا اور مفسدوں میں داخل رہا (اب نجات چاہتا ہے) سو (بجائے نجات مطلوبہ کے) آج ہم تیری لاش کو (پانی میں تہ نشین ہونے سے) نجات دیں گے تاکہ تو اُن کے لئے موجب عبرت ہو جو تیرے بعد (موجود) ہیں (کہ تیری بدحالی اور تباہی دیکھ کر مخالفت احکام الٰہیہ سے ڈریں) اور حقیقت یہ ہے کہ (پھر بھی) بہت سے آدمی ہماری (ایسی ایسی) عبرتوں سے غافل ہیں (اور مخالفت احکام سے ڈریں) ف اس لاش کے بچا لینے کو اور پانی پر تیر آنے کو نجات فرمانا بطور تہکم کے اور اُس کے مایوس کر دینے کے ہے کہ ایسی نجات ہو گی جو تیرے لئے زیادہ موجب رسوائی ہو جیسا معرکہ جنگ میں بعضوں کی لاش یا سر اس لئے محفوظ رکھا جاتا ہے کہ اس کی تشہیر کی جاوے گی اور عموم مفہوم آیت میں یہ بھی منقول ہے کہ بنی اسرائیل کو فرعون کے غرق ہونے میں اُس کی غایت عظمت اور ہیبت کی وجہ سے شبہ تھا اُن کو بھی یقین آ گیا اور چونکہ یہ ایمان عند آخرت کے وقت تھا مقبول نہیں ہوا جیسا کہ ارشاد ہے فلم یک ینفعھم ایمانھم لما راؤا باسنا اور باوجود تیقن عدم قبول کے حضرت جبریل علیہ السلام کا فرعون کے منہ میں کیچڑ ٹھونسنا اور یہ کہنا لئلا تدرکہ الرحمۃ جیسا بعض احادیث میں ہے اُس کی یہ توجیہ ہے کہ رحمت سے مراد رحمت دنیوی ہے اور حاصل یہ ہے کہ گو یہ تلفظ بوجہ عدم تحقق ایمان شرعی کے آخرت میں تو نافع نہیں لیکن شاید مثل حالت

٩٨ منافقین کے کہ اُن کا ایمان آخرت میں نافع نہیں ہوتا مگر دنیا میں حفظ النفس و اموال کے لئے کافی ہوتا ہے اسی طرح شاید یہاں الفاظ کی بدولت غرق سے بچ جاوے اور اس کا رہنا موجب فساد عالم ہو گا اس لئے منہ بند کرتے تھے کہ پھر یہ الفاظ نہ نکلیں اور ابن جریر وغیرہ سے جو صاحب روح نے اس روایت میں فیغفر لہ کی زیادت نقل کی ہے اس کو بھی مغفرت صوریہ دنیویہ پر محمول کریں گے یعنی جیسے اسلام حقیقی سے ذنوب سابقہ کی حقیقۃً مغفرت ہو جاتی ہے اسی طرح ایمان صوری سے صورت عفو ہو جاتا ہے کہ پہلے کفریات کا احکام دنیویہ میں انتقام نہیں لیا جاتا واللہ اعلم اور بعض اکابر سے جو فرعون کے ایمان کی صحت منقول ہے وہ کسی شخص نے اُن کی تصنیفات میں ملحق کر دیا ہے ربط اوپر قصہ موسویہ میں بنی اسرائیل پر انعام عظیم ہونا کہ اُن کو کیسے بڑے موذی سے نجات دی بیان فرمایا ہے آگے اپنی نعمت کی حکایت اور اُن کی معصیت کی شکایت ارشاد ہے۔

وَلَقَدْ بَوَّأْنَا بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ مُبَوَّأَ صِدْقٍ وَرَزَقْنٰهُم مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوا

اور ہم نے بنی اسرائیل کو بہت اچھا ٹھکانا رہنے کو دیا اور ہم نے اُن کو نفیس چیزیں کھانے کو دیں سو انھوں نے اختلاف نہیں کیا

حَتّٰى جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ

یہاں تک کہ اُن کے پاس علم پہنچ گیا یقینی بات ہے کہ آپ کا رب اُن کے درمیان قیامت کے دن اُن امور میں فیصلہ کرے گا جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے

حکایت نعمت و دود و شکایت معصیت بہود۔ تفسیر ولقد بوانا سے فیہ یختلفون تک :- اور ہم نے (فرعون کے غرق کے بعد) بنی اسرائیل کو بہت اچھا ٹھکانا رہنے کو دیا (کہ اُس وقت تو مصر کے مالک ہو گئے اور اُن کی اولاد ہی نسل کو بیت المقدس اور ملک شام عمالقہ پر فتح دے کر عطا فرمایا) اور ہم نے اُن کو نفیس چیزیں کھانے کو دیں (مصر میں بھی جنت و عیون تھے اور شام کی نسبت بارکنا فیھا آیا ہے) سو (چاہئے تھا کہ ہماری اطاعت میں زیادہ سرگرم رہتے لیکن اُنھوں نے اُس دین میں اختلاف کیا اور غضب یہ کہ) اُنھوں نے (جہل کی وجہ سے) اختلاف نہیں کیا یہاں تک کہ اُن کے پاس (احکام کا) علم پہنچ گیا (تھا اور پھر اختلاف

کیا آگے اس اختلاف پر وعید ہے کہ) یقینی بات ہے کہ آپ کا رب اُن (اختلاف کرنے والوں) کے درمیان قیامت کے دن اُن امور میں فیصلہ (عملی) کرے گا جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے ف اختلاف کے دو معنے ہو سکتے ہیں ایک باوجود تصدیق نبوت کے اختلاف علی الانبیاء کہ اُن کے احکام میں طرح طرح کے حیلے اور حجتیں نکالتے تھے جیسا قصہ بقرہ میں ہوا تھا اور دوسرا بعض انبیاء کی تصدیق نہ کرنا یعنی اختلاف مع الانبیاء جس میں یہود کا ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ ماننا بھی داخل ہے اور انعام علی السلف من وجہ انعام علی الخلف ہے اس لئے اس انعام کے محل یہ لوگ بھی ہو سکتے ہیں ربط اوپر یہود کے اختلاف فی الدین کا ذکر تھا چونکہ مشرکین جن سے اس سورت میں گفتگو ہے اس اختلاف میں اُن کے مشارک بلکہ اُن سے بھی بڑھے ہوئے تھے اس لئے قرآن کی حقانیت سے دین اسلام کی حقانیت کا ایک خاص عنوان سے اثبات فرماتے ہیں۔

فَاِنْ كُنْتَ فِیْ شَكٍّ مِّمَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ فَسْـَٔلِ الَّذِیْنَ یَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ

پھر اگر آپ اُس کی طرف سے شک میں ہوں جس کو ہم نے آپ کے پاس بھیجا ہے تو آپ اُن لوگوں سے پوچھ دیکھئے جو آپ سے پہلی کتابوں کو پڑھتے

مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ ۟

ہیں بے شک آپ کے پاس آپ کے رب کی طرف سے سچی کتاب آئی ہے آپ ہرگز شک کرنے والوں میں سے نہ ہوں

وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ فَتَكُوْنَ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ۟

اور نہ اُن لوگوں میں ہوں جنہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا کہیں آپ تباہ نہ ہو جائیں

حقیقت دین محمدی بطرز خاص۔ تفسیر فان کنت سے من الخسرین تک پھر (اثبات حقیقت دین محمدی کے واسطے
۱ ہم ایک ایسا کافی طریقہ بتلاتے ہیں کہ غیر صاحب وحی کے لئے تو کیسے کافی نہ ہوگا وہ ایسا ہے کہ آپ صاحب وحی ہیں مگر آپ سے
بھی اگر اُس کا خطاب بطور قضیہ شرطیہ کے کیا جاوے تو ممکن ہے اس طرح سے کہ) اگر (بالفرض) آپ اُس (کتاب) کی طرف سے شک
(وشبہ) میں ہوں جس کو ہم نے آپ کے پاس بھیجا ہے تو (اُس شک کے رفع کا ایک سہل طریقہ یہ بھی ہے کہ) آپ اُن لوگوں سے پوچھ
دیکھئے جو آپ سے پہلے کی کتابوں کو پڑھتے ہیں (مراد توریت و انجیل ہیں وہ من حیث القراء ۃ اُس کی پیشین گوئیوں کی بناء پر اُس
(قرآن) کے صدق کو بتلا دیں گے) بے شک آپ کے پاس آپ کے رب کی طرف سے سچی کتاب ہے آپ ہرگز شک کرنے والوں میں
سے نہ ہوں اور نہ (شک کرنے والوں سے بڑھ کر) اُن لوگوں میں ہوں جنہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا کہیں آپ (نعوذ باللہ) تباہ
نہ ہو جاویں ف ظاہر میں خطاب آپ کو ہے مگر مقصود خطاب دوسروں کو ہے ربط اوپر ایمان نہ لانے والوں کا ذکر تھا چونکہ آپ
کو طبعاً اس سے رنج پہنچتا تھا اس لئے آگے آپ کی تسلی کے لئے فرماتے ہیں کہ ان کا عدم ایمان مقدر ہو چکا ہے اس لئے اس کے
خلاف واقع نہ ہوگا۔

اِنَّ الَّذِیْنَ حَقَّتْ عَلَیْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۟ۙ وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰیَةٍ

یقیناً جن لوگوں کے حق میں آپ کے رب کی بات ثابت ہو چکی ہے وہ ایمان نہ لاویں گے گو ان کے پاس تمام دلائل پہنچ جاویں

حَتّٰی یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ ۟ فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْیَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَاۤ اِیْمَانُهَاۤ

جب تک کہ عذاب دردناک کو نہ دیکھ لیں چنانچہ کوئی بستی ایمان نہ لائی کہ ایمان لانا اُس کو نافع ہوتا

اِلَّا قَوْمَ یُوْنُسَ ۚ لَمَّاۤ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْیِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا

مگر یونس کی قوم .. جب وہ ایمان لے آئے تو ہم نے رسوائی کے عذاب کو دنیوی زندگی میں اُن پر سے ٹال دیا

وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِی الْاَرْضِ ۚ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِیْنَ ۝ وَقَالَ مُوْسٰی یٰقَوْمِ اِنْ

اور واقع میں فرعون اُس ملک میں زور رکھتا تھا اور یہ بھی بات تھی کہ وہ حد سے باہر ہو جاتا تھا اور موسیٰ نے فرمایا کہ اے میری قوم اگر تم اللہ

كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَیْهِ تَوَكَّلُوْۤا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِیْنَ ۝ فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ

پر ایمان رکھتے ہو تو اُسی پر توکل کرو اگر تم اطاعت کرنے والے ہو اُنھوں نے عرض کیا کہ ہم نے اللہ ہی پر توکل کیا

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ ۝

اے پروردگار ہم کو ان ظالم لوگوں کا تختۂ مشق نہ بنا اور ہم کو اپنی رحمت کا صدقہ ان کافر لوگوں سے نجات دے

وَاَوْحَیْنَاۤ اِلٰی مُوْسٰی وَاَخِیْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُیُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُیُوْتَكُمْ

اور ہم نے موسیٰ اور اُن کے بھائی کے پاس وحی بھیجی کہ تم دونوں ان لوگوں کے لئے مصر میں گھر برقرار رکھو اور تم سب اپنے اُنھیں گھروں کو

قِبْلَةً وَّاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝

نماز پڑھنے کی جگہ قرار دے لو اور نماز کے پابند رہو اور آپ مسلمانوں کو بشارت دیدیں

تتمہ قصۂ موسویہ۔ تفسیر: فما اٰمن سے وبشر المؤمنین تک۔ پس جب عصا کا معجزہ ظاہر ہوا تو) موسیٰ علیہ السلام پر (ابتداء شروع میں) اُن کی قوم میں سے صرف قدرے قلیل آدمی ایمان لائے وہ بھی فرعون سے اور اپنے حکام سے ڈرتے ڈرتے کہ کہیں (ظاہر ہونے پر) اُن کو تکلیف (نہ) پہنچاوے اور (واقع میں (ڈرنا اُن کا بیجا نہ تھا کیونکہ) فرعون اُس ملک میں زور (سلطنت) رکھتا تھا اور یہ بھی بات تھی کہ وہ حد (انصاف) سے باہر ہو جاتا تھا (اور ظلم کرنے لگتا تھا پھر جو شخص حکومت کے ساتھ ظلم کرتا ہو اُس سے تو ڈر لگتا ہی ہے) اور موسیٰ (علیہ السلام) نے (جب اُن کو خائف دیکھا تو اُن سے) فرمایا کہ اے میری قوم اگر تم (سچے دل سے) اللہ پر ایمان رکھتے ہو تو (سوچ بچار مت کرو بلکہ) اُسی پر توکل کرو اگر تم (اُس کی) اطاعت کرنے والے ہو اُنھوں نے (جواب میں) عرض کیا کہ ہم نے اللہ ہی پر توکل کیا (بعد اس کے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ) اے ہمارے پروردگار ہم کو ان ظالم لوگوں کا تختۂ مشق نہ بنا اور ہم کو اپنی رحمت کا صدقہ ان کافر لوگوں سے نجات دے (یعنی جب تک ہم پر ان کی حکومت مقدر ہے یہ ظلم نہ کرنے پاویں اور پھر ان کی حکومت ہی کے دائرہ سے نکال دیجئے) اور ہم نے (اس دعا کے قبول کرنے کا سامان کیا کہ) موسیٰ (علیہ السلام) اور اُن کے بھائی (ہارون علیہ السلام) کے پاس وحی بھیجی کہ تم دونوں اپنے ان لوگوں کے لئے (بدستور) مصر میں گھر برقرار رکھو (یعنی وہ ڈر کر گھر نہ چھوڑیں ہم اُن کے محافظ ہیں) اور (نماز کے اوقات میں) تم سب اپنے اُنھیں گھروں کو نماز پڑھنے کی جگہ قرار دے لو (مساجد کی حاضری خوف کی وجہ سے معاف ہے) اور (یہ ضروری ہے کہ) نماز کے پابند رہو تاکہ نماز کی برکت سے اللہ تعالیٰ جلدی اس مصیبت سے چھڑا دے) اور (اے موسیٰ) آپ مسلمانوں ۷۰

کو بشارت دے دیں (کہ اب جلدی یہ مصیبت ختم ہو جاوے گی)۔ ف اس تفسیر پر بعض کو یہ شبہ ہو جاتا ہے کہ بنی اسرائیل چونکہ فرعون کے ہاتھوں سب سے زیادہ مبتلائے مصائب تھے اسی لئے موسیٰ علیہ السلام سے کوئی مخالف نہ تھا پھر معدودے چند کی تخصیص ایمان میں کیا معنے اور اپنے سرداروں سے ڈرنے کی کیا وجہ پھر سیر سے معلوم ہوتا ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو مصر سے لے کر چلے ہیں تو لاکھوں تھے جواب یہ ہے کہ مخالف نہ ہونا ایمان لانے کو مستلزم نہیں دل سے یہ وہم ہوگا کہ ابھی مسلمان ہو کر کون پریشانی میں پڑے موقع پر مسلمان ہو جاویں گے اُن میں جو طالب صادق تھے اُن سے بے پروائی اور تاخیر نہ ہو سکی وہ قاعدہ کے موافق ایمان لے آئے گو اُس کا عام اعلان نہ کیا اور اپنے سرداروں سے مراد قبطی ہیں کہ وہی حکام تھے اور یہ قصہ ابتدا امر کا ہے پھر کچھ ہمت بڑھتی گئی اور مسلمان بڑھتے گئے جاننا چاہئے کہ توکل کے لئے یہ لازم ہے کہ خلق پر نظر نہ رہے۔ طمعاً یا خوفاً پس یہ منافی دعا کے نہیں اور یہ جو حکم ہوا تبوا اس کا مقصود ترجمہ سے ظاہر ہو چکا ہے۔ ربط اوپر کی طرح آگے بھی تتمہ ہے قصہ موسویہ کا۔

وَقَالَ مُوْسٰی رَبَّنَاۤ اِنَّكَ اٰتَیْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِیْنَةً وَّاَمْوَالًا فِی الْحَیٰوةِ الدُّ

اور موسیٰ نے عرض کیا کہ اے ہمارے رب آپ نے فرعون کو اور اُس کے سرداروں کو سامان تجمل اور طرح طرح کے مال دنیوی زندگی میں

رَبَّنَا لِيُضِلُّوا عَنْ سَبِيلِكَ ۖ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلَىٰ أَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلَىٰ

اے ہمارے رب اسی واسطے دیئے ہیں کہ وہ آپ کی راہ سے گمراہ کریں اے ہمارے رب ان کے اموال کو نیست و نابود کر دیجئے اور ان کے

قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ۝ قَالَ قَدْ أُجِيبَتْ

دلوں کو سخت کر دیجئے سو یہ ایمان نہ لانے پاویں یہاں تک کہ عذاب الیم دیکھ لیں حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تم دونوں

دَعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيمَا وَلَا تَتَّبِعَانِّ سَبِيلَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۝

کی دعا قبول کر لی گئی سو تم مستقیم رہو اور اُن لوگوں کی راہ نہ چلنا جن کو علم نہیں

تتمہ قصہ موسویہ تفسیر وقال موسیٰ سے لا یعلمون تک ۔ اور موسیٰ (علیہ السلام) نے (دعا میں) عرض کیا کہ اے ہمارے رب (ہم کو یہ بات معلوم ہو گئی کہ) آپ نے فرعون کو اور اُس کے سرداروں کو سامان تجمل اور طرح طرح کے مال دنیوی زندگی میں اے ہمارے رب اسی واسطے دیئے ہیں کہ وہ ہماری راہ سے (لوگوں کو) گمراہ کریں (پس جب ہدایت ان کے مقدر میں ہے نہیں اور جو حکمت تھی وہ حاصل ہو چکی تو اب ان کے اموال اور نفوس کو کیوں باقی رکھا جاوے پس) اے ہمارے رب ان کے مالوں کو نیست و نابود کر دیجئے اور (ان کے نفوس کی ہلاکت کا سامان کر دیجئے اس طرح کہ) ان کے دلوں کو (زیادہ) سخت کر دیجئے (جس سے ہلاکت کے مستحق ہو جاویں) سو یہ ایمان نہ لانے پاویں (بلکہ روز بروز ان کا انکار بڑھتا ہی رہے) یہاں تک کہ عذاب الیم (کے مستحق ہو کر اُس) کو دیکھ لیں (سو اُس وقت ایمان نافع نہیں ہوتا موسیٰ علیہ السلام نے یہ دعا کی اور ہارون علیہ السلام آمین کہتے رہے کذا فی الدر المنثور) حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تم دونوں کی دعا قبول کر لی گئی (کیونکہ آمین کہنا بھی دعا میں شریک ہونا ہے یعنی ہم ان کے اموال و نفوس کو اب ہلاک کرنے والے ہیں) سو تم (اپنے منصبی کام یعنی تبلیغ پر) مستقیم رہو (یعنی گو ہدایت ان کی تقدیر میں نہ ہو مگر تبلیغ میں تمہارا تو فائدہ ہے) اور اُن لوگوں کی راہ نہ چلنا جن کو (ہمارے وعدے کے سچے ہونے کا یا توقف میں حکمت ہونے کا یا تبلیغ کے ضروری ہونے کا) علم نہیں (یعنی ہمارے وعدہ کو سچا سمجھو اور اگر ہلاکت میں دیر ہو جاوے اُس میں حکمت سمجھو اور اپنے منصبی کام میں لگے رہو) ف یہاں یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ موسیٰ علیہ السلام آئے تو تھے ہدایت کے واسطے اور بد دعا کرنے لگے ہدایت نہ ہونے کی اصل یہ ہے کہ ہدایت کے لئے آنے کے معنی تو یہ ہیں کہ اُن کو راہ دین کی طرف بلاتے رہیں سو یہ تو بد دعا کے بھی کرتے رہے اس میں اور بد دعا میں منافات نہیں رہی بد دعا سو اصل مقصود گمراہی کی بد دعا کرنا نہیں ہے بلکہ بعد انکشاف یقینی مستند الی الوحی کے کہ اب یہ ایمان نہ لاویں گے ہلاکت کی بد دعا فرمائی جیسا نوح علیہ السلام نے کی تھی اور اشدد علیٰ قلوبہم مقصود بالذات نہیں بلکہ تمہید ہے دعائے ہلاکت کی اور مقصود بالعرض ہے اور یہ مقصود بالعرض میں عین موافقت تھی قضاء مکشوف کی اس لئے اس میں بھی اشکال نہیں رہا۔ ربط اوپر کی طرح آگے بھی تتمہ ہے قصہ موسویہ کا۔ ا ۷

وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُودُهُ بَغْيًا وَعَدْوًا ۖ حَتَّىٰ

اور بنی اسرائیل کو دریا سے پار کر دیا پھر ان کے پیچھے پیچھے فرعون مع اپنے لشکر کے ظلم اور زیادتی کے ارادہ سے چلا یہاں تک

إِذَا أَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ آمَنْتُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا الَّذِي آمَنَتْ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ

کہ جب ڈوبنے لگا تو کہنے لگا میں ایمان لاتا ہوں کہ بجز اُس کے کہ جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں کوئی معبود نہیں

۹ ع ۱۴ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝ آلْآنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ ۝

اور میں مسلمانوں میں داخل ہوتا ہوں جواب دیا گیا کہ اب ایمان لاتا ہے اور پہلے سے سرکشی کرتا رہا اور مفسدوں میں داخل رہا

فَالْيَوْمَ نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُونَ لِمَنْ خَلْفَكَ آيَةً ۚ وَإِنَّ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ عَنْ آيَاتِنَا لَغَافِلُونَ ۝

سو آج ہم تیری لاش کو نجات دیں گے تاکہ تو ان کے لئے موجب عبرت ہو جو تیرے بعد ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ بہت آدمی ہماری عبرتوں سے غافل ہیں

بیان توحید و حق اعظم اسلام۔ تفسیر قل یا یہا الناس سے دھو الغفور الرحیم تک :۔ آپ (ان سے) کہہ دیجئے کہ اے لوگو اگر تم میرے دین کی طرف سے شک (اور تردد) میں ہو تو (میں تم کو اس کی حقیقت بتلاتا ہوں وہ یہ ہے کہ) میں اُن معبودوں کی عبادت نہیں کرتا جن کی تم خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو لیکن ہاں اُس معبود کی عبادت کرتا ہوں جو تمہاری جان قبض کرتا ہے اور مجھ کو (منجانب اللہ) یہ حکم ہوا ہے کہ میں (ایسے معبود پر) ایمان لانے والوں میں سے ہوں اور (مجھ کو) یہ (حکم ہوا ہے) کہ اپنے آپ کو اس دین (مذکور توحید خالص) کی طرف اس طرح متوجہ رکھنا کہ اور سب طریقوں سے علیحدہ ہو جاؤ اور مجھ کو یہ حکم ہوا ہے کہ) کبھی مشرک مت بنا اور (یہ حکم ہوا ہے کہ) خدا (کی توحید) کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت مت کرنا کہ جو تجھ کو نہ (عبادت کرنے کی حالت میں) کوئی نفع پہنچا سکے اور نہ (ترک عبادت کی حالت میں) کوئی ضرر پہنچا سکے پھر اگر (بالفرض) ایسا کیا (یعنی غیر اللہ کی عبادت کی) تو تم اس حالت میں (اللہ کا حق ضائع کرنے والوں میں سے ہو جاؤ گے اور (مجھ سے یہ کہا گیا ہے کہ) اگر تم کو اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف پہنچاوے تو بجز اُس کے اور کوئی اُس کا دور کرنے والا نہیں ہے اور اگر وہ تم کو کوئی راحت پہنچانا چاہے تو اُس کے فضل کا کوئی ہٹانے والا نہیں (بلکہ) وہ اپنا فضل بندوں میں سے جس پر چاہیں مبذول فرمادیں اور وہ بڑی مغفرت بڑی رحمت والے ہیں (اور فضل نے تمام افراد مغفرت اور رحمت داخل ہیں اور وہ مغفرت اور رحمت عظیمہ کے ساتھ موصوف ہیں پس لا محالہ صاحب فضل بھی ہیں) ف خلاصہ یہ کہ میرا دین تو یہ ہے جس میں کسی کو شک ہونا نہ چاہئے اور کفار باوجودیکہ منکر تھے پھر شک کیوں فرمایا اس میں اشارہ اس طرف ہے کہ اس دین میں تو شک نہ ہونا چاہئے چہ جائے کہ انکار و تکذیب ربط اوپر دین اسلام کی حقیقت ظاہر کی گئی ہے آگے اس کا اظہار موجب اتمام حجت ہونا مذکور ہے۔

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ ۖ فَمَنِ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي

آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو تمہارے پاس حق تمہارے رب کی طرف سے پہنچ چکا ہے سو جو شخص راہ راست پر آجاوے گا سو وہ اپنے واسطے راہ

لِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۖ وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيلٍ ۝ وَاتَّبِعْ

راست پر آوے گا اور جو شخص بے راہ رہے گا تو اُس کا بے راہ ہونا اُسی پر پڑے گا اور میں تم پر مسلط نہیں کیا گیا اور آپ اس کا اتباع کرتے رہئے

مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ۝ ع

جو کچھ آپ کے پاس وحی بھیجی جاتی ہے اور صبر کیجئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فیصلہ کردیں گے اور وہ سب فیصلہ کرنے والوں میں اچھا ہے

سورة هود مكية وهي مائة وثلث وعشرون اية وعشر ركوعات

اقامت حجت بعد اتمام دعوت۔ تفسیر قل یا یہا الناس سے بوکیل تک :۔ آپ (یہ بھی) کہہ دیجئے کہ اے لوگو تمہارے پاس (دین) حق تمہارے رب کی طرف سے (بدلیل) پہنچ چکا ہے سو (اس کے پہنچ جانے کے بعد) جو شخص راہ راست پر آجاوے گا سو وہ اپنے (نفع کے) واسطے راہ راست پر آوے گا اور جو شخص (اب بھی) بیراہ رہے گا تو اُس کا بے راہ ہونا (یعنی اُس کا وبال بھی) اُسی پر پڑے گا اور میں تم پر (کچھ بطور ذمہ داری کے) مسلط نہیں کیا گیا (کہ تمہاری بے راہی کی بازپرس مجھ سے ہونے لگے تو میرا کیا نقصان ہے ربط اوپر اقامت حجت و اتمام دعوت کا مضمون تھا چونکہ اس کے بعد بھی بعضے منکر رہے جو آپ کو رنج دہ تھا اس لئے آگے تسلی پر سورت کو ختم فرماتے ہیں جیسے کئی آیت پہلے بھی مضمون تسلی کا آیا ہے۔

تسلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ تفسیر واتبع سے خیر الحکمین تک :۔ اور آپ اُس کا اتباع کرتے رہئے جو کچھ آپ کے پاس وحی بھیجی جاتی ہے (اُس میں سب اعمال کے ساتھ تبلیغ بھی آگئی) اور (ان کی کفر و ایذار پر) صبر کیجئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ (ان کا) فیصلہ کردیں گے (خواہ دنیا میں ہلاکت کے ساتھ خواہ آخرت میں عذاب کے ساتھ مطلب یہ کہ آپ اپنے ذاتی اور منصبی کام میں لگے رہئے ان کی فکر نہ کیجئے) اور وہ سب فیصلہ کرنے والوں میں اچھا (فیصلہ کرنے والا) ہے ف ایسی گفتگو اور اسی طرح اس کے قبل کی آیت والی گفتگو عادۃً مخاطبات و مناظرات کے بالکل اخیر میں ہوا کرتی ہے پس ان پر سورت کا ختم کرنا نہایت لطیف حسن ختام ہے۔

و قد تم بحمد اللہ تفسیر سورۂ یونس فی التاسع والعشرین من ربیع الثانی ۱۳۲۲ من الہجرہ صلی اللہ تعالیٰ علی صاحبہا بعدد کل ذرۃ الف مرۃ بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک ترجمہ والا معجز نما قرآن شریف چوتھائی ہدیہ میں

دنیا کی جنگ عظیم کو زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ [illegible] میں معجز نما ایک ترجمہ والا چھوٹی تقطیع کا قرآن شریف جب پہلی مرتبہ چھپا تھا [illegible] خدا کے فضل سے اب بھی ہزاروں بھائی زندہ موجود ہیں جو اس کے شاہد ہیں [illegible] کا ہدیہ کم ہو گیا۔ یہ قرآن شریف وہی ہے اور اسی سال [illegible] دیکھئے اور تعجب کیجئے۔ اب یہ قرآن شریف [illegible] میں کہاں دوستوں اور عزیزوں کو اور محلہ والوں کو بھی خبر کر دیجئے۔ یقین فرمائیے کہ یہ ہدیہ بار بار نہیں [illegible] میں یہ قرآن شریف [illegible]

ملا جو [illegible] احسان [illegible] تکلیف [illegible]

[illegible] کی تفسیر بڑی تقطیع والے قرآنوں سے بھی زیادہ ہے جو بیس عربی [illegible] ترجمہ با محاورہ سلیس حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا ہے۔ چھپائی بہت عمدہ اور اعلیٰ ہے۔ [illegible] کامل [illegible] ایک ہزار صفحے سے زیادہ ضخامت ہے۔ ابتداء میں ایک بسیط مقدمہ ہے جس کے پانچ حصے ہیں۔ حصہ اول حضرت آدم سے لے کر تمام پیغمبروں کی سوانح عمریاں

وما ابرئ ۱۳ | منزل ۳ | ۳۹۳ | یوسف ۱۲

فَلَمَّا دَخَلُوا عَلٰى يُوسُفَ اٰوٰى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَ

[illegible]

قَالَ ادْخُلُوا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۝ وَ

[illegible]

رَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَقَالَ

[illegible]

[illegible] دوران کی قوموں کا حال، اسلام سے قبل عرب کی تمام قدیم قوموں کی تاریخ ہے اور رسول کریم کی پیدائش سے [illegible] آپ کے خلفائے راشدین کے کامل حالات [illegible] فضائل قرآن [illegible]

ڈھائی روپے میں مولوی نور محمد صاحب والا دو ترجمہ کا قرآن مجید

منگا لیجئے یہ ہندوستان کا سب سے [illegible] ترجمہ کا قرآن [illegible] تفاسیر [illegible] اس قرآن شریف کے لئے [illegible] ہندوستان کے ہر [illegible] قرآن [illegible] ایک ہزار صفحات ہیں اور تقطیع اس رسالہ کے برابر ہے کاغذ [illegible]

دو ترجمے ہیں پہلا ترجمہ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا تحت اللفظ ہے اور دوسرا ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا ہے، ترجمہ با محاورہ ہے، حاشیہ پر تفسیر [illegible] ابتداء میں [illegible] ایک بسیط مقدمہ ہے جس میں قرآن کی بڑی معلومات ہے۔ [illegible] قرآن شریف [illegible]

ملا جو بات [illegible] احسان [illegible] اس کو [illegible] آپس کی [illegible] اب موقوف [illegible] رواج [illegible] تفسیر موضح القرآن یوسف علیٰ اپنے والدین اور بھائیوں سے ملاقات

وما ابرئ نفسی ۱۳ | منزل ۳ | ۳۵۰ | یوسف ۱۲

فَلَمَّا دَخَلُوا عَلٰى يُوسُفَ اٰوٰى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوا

[illegible] اور کہا کہ داخل ہو

مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۝ وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ

مصر میں اگر چاہا اللہ نے امن سے [illegible] اور چڑھایا ماں باپ اپنے کو اوپر تخت کے

[illegible]

ضعیف العمر اور کمزور نگاہ والوں کے لئے بہت جلی قلم

آسان دید قرآن شریف مترجم

مترجم تحت اللفظ حضرت شاہ رفیع الدین صاحب [illegible]

حاشیہ پر تفسیر موضح القرآن چھپائی خوب سیاہ چمک دار کاغذ [illegible]

سوڈن کو بہت موٹا وزن پانچ سیر کے قریب حاشیہ [illegible]

پڑھنے کا کام کرنے والے حیران ہیں کہ کسی حساب سے بھی اس قدر جلی قلم اتنی ضخامت کا قرآن شریف چار روپے میں نہیں چھپ سکتا [illegible] کتابت ہے۔ اعراب برجا اور حروف کشادہ ہیں قلم کا نمونہ سامنے موجود ہے ترجمہ نمونہ سے بھی زیادہ جلی ہے اور ٹھیک سطر کے نیچے جس سے [illegible] لفظ کے معنی ٹھیک طور سے معلوم ہو جاتے ہیں۔ قرآن شریف چونکہ بہت موٹے حروف کا ہے اس لئے اس میں بھی جو ایک فہرست [illegible] لگا ہوا ہے چار گز کے فاصلے سے پڑھ لیتا ہوں اور اچھی نگاہ والے تو وہ بھی دور رکھ کر پڑھ سکتے ہیں اور

ضعیف العمر بزرگ ہلکی روشنی اور چاندنی میں بے تکلف تلاوت کر لیتے ہیں

یہی وجہ ہے کہ اس قرآن شریف کا نام آسان دید قرآن شریف ہے۔ بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کی ابتدا میں ایک طویل مقدمہ بھی ہے اور جس قدر قرآن بڑا ہے اسی نسبت سے یہ مقدمہ بہت اہم معلومات سے پُر ہے مجلد چرمی پشتہ حاشیہ ساڑھے تین روپے محصول ڈاک ڈھائی روپے ریل کے ذریعہ منگائیں تو [illegible]

یہی قرآن شریف بلا ترجمہ روشن دید

کے نام سے [illegible] آسان دید سے بھی جلی ہے [illegible] خوب الگ الگ ہیں کاغذ [illegible]

نہیں اس لئے اس کا وزن چار سیر کے قریب ہے بہت صاف چھپائی ہے کاغذ سفید [illegible] کتابت۔ بلا ترجمہ قرآن شریف کا ہدیہ مجلد چرمی پشتہ صرف ڈھائی روپے عہ محصول ڈاک [illegible] تقطیع ۱۲×۱۱

بلند ترین آئیوری کاغذ والا خوب قلم مترجم

کی ایک سطر کا نمونہ ہے اور ترجمہ اس سے بھی جلی ہے کہ حروف بالکل الگ الگ ہیں ترجمہ تحت اللفظ ہے عام طور پر سستے قرآن شریف کا کاغذ معمولی ہوتا ہے اس لئے کہ دیسی کاغذ اس سے ڈھائی گنی قیمت کا ہوتا ہے یہ ولایتی کاغذ [illegible] کا ہے اور تقطیع فلسکیپ سائز [illegible] سے فلسکیپ سائز کا کاغذ ہر شخص کے کام میں آتا ہوگا۔ اور اچھا بڑا کاغذ سب کے ذہن میں ہوگا [illegible] فلسکیپ سائز [illegible] ویسا ہی اس قرآن شریف کا کاغذ ہے [illegible] اس کا ہدیہ بھی اسی نسبت سے [illegible] کی خصوصیت یہی ہے کہ وہ بہتر سے بہتر اور قیمتی قرآن شریف [illegible] سستے سے سستے [illegible] لئے اس قرآن شریف کا ہدیہ بھی [illegible] اس کی ضخامت ۰۳۰ صفحات [illegible] مقدمہ ہے [illegible] فلسکیپ سائز [illegible] ایک قرآن شریف میں لگا ہے اور اس کاغذ کی قیمت آپ لوگ جانتے ہیں کہ اچھا کاغذ [illegible] چالیس صفحات کا مقدمہ ہے جس میں مضامین قرآنی کی مکمل فہرست ہے۔ ترجمہ تحت اللفظ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا ہے اس ترجمہ کی خوبی یہ ہے کہ عربی لفظ کے الگ الگ معنی معلوم ہو جاتے ہیں اس سے عربی زبان [illegible] ہو جاتی ہے۔ ہدیہ:۔ مجلد چرمی پشتہ تین روپے محصول ڈاک [illegible] منگائیے۔ ریلوے کے ذریعہ جو قرآن مجید منگائیں اس کا روپیہ حساب [illegible]

ملنے کا پتہ:۔ منیجر رسالہ پیشوا۔ جامع مسجد دہلی

۸ روپے میں مجلد ٹوبلاک پرنٹ بے مثال کارڈ سائز حمائل

جیب سے پڑھئے اور دیکھئے ایک پارہ نہیں تیسوں پارے مجلد سنہری آٹھ آنے میں دیکھا

جناب عالی

ملنے کا پتہ: مہتمم پیشوا جامع مسجد دہلی سے منگائیے

ان بچوں کے لئے جن کا ذہن خراب ہو اور جو اردو خوان بھائی استاد کی مدد کے بغیر

صاف اور صحیح قرآن شریف پڑھنا چاہیں اور وہ بہنیں جو قرآن بھول چکی ہیں پھر یاد کرنا چاہیں

تلاوت آسان

قرآن شریف منگائیں جو اس کام کے لئے خاص طور پر چھپوا کر ...

الٓمّٓ ۚ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ

يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۙ

تفسیر موضح القرآن

[illegible] تفاسیر کے مصنف اعلیٰ حضرت مولانا شاہ عبد القادر محدث دہلوی کی اردو میں [illegible] ان کی تفسیر موضح القرآن کو مفسرین نے اپنی تفسیر کا ماخذ بنایا ہے۔ اب بھی وہ بعینہٖ اسی صورت میں ہے جیسی پہلے تھی اس کے قدردان اب بھی اسی کو ڈھونڈتے ہیں [illegible] سمجھتی ہے اور سب سے بڑی خوبی یہ ہے۔ اتنی سستی پورے قرآن شریف کی کوئی اردو تفسیر نہیں۔ [illegible] صفحے ہیں قیمت مجلد چار روپیہ آٹھ آنے محصول ڈاک عمر

تفسیر حسینی کامل

اعلیٰ درجہ کی لکھائی چھپائی۔ کاغذ گلیز سفید کلام اللہ کی پوری مدلل و مشرح تفسیر تفسیر ہے قرآن فہمی کے لئے اس سے بہتر اس سے بڑی تفسیر ملنی مشکل ہے۔

پیشوا سے دوگنا سائز ہے، جدید مفسرین اس کو سامنے رکھ کر ہی تفسیر لکھتے ہیں۔ یہ بہت بڑی ہوتی ہے۔ اگر قرآن شریف پڑھنے کا شوق ہے تو آج ہی یہ تفسیر منگائیے ضخامت پیشوا کے دوگنے سائز پر [illegible] قیمت سات روپے ([illegible]) علاوہ محصول ڈاک۔

انتخاب [illegible]

[illegible] کے متعلق [illegible] احادیث ہیں [illegible] والی احادیث ہیں۔ اخلاق و عادات [illegible] ہیں جو فکر دینی اور دنیوی معاملات میں [illegible] جتنی احادیث کی ضرورت رہتی ہے [illegible] ہیں جو موضوع وار [illegible] کی گئی ہیں [illegible] میں اپنی نوعیت کی یہ پہلی کتاب ہے [illegible] میں جن احادیث کی روزانہ ضرورت رہتی ہے [illegible] تقسیم مختلف عنوانات کے ساتھ درج کر دی گئی ہیں [illegible] کے [illegible] احادیث [illegible] قیمت عمر

[illegible]

[illegible] معاشرت [illegible] تہذیب اخلاق [illegible] کے خاص مسائل [illegible] ضخامت ۴۰۰ صفحات قیمت ڈیڑھ [illegible] مجلد چرمی پشتہ [illegible]

خلفائے راشدینؓ

حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنی رضؓ، حضرت علیؓ، حضرت امام حسن رضؓ کی پیدائش سے لے کر وفات تک کے مکمل حالات ان کے عہد خلافت اور اصلاحات اور ترقیات اور فتوحات کے مفصل حالات پچاس سالہ مطالعہ تاریخ کا محققانہ شاہکار۔ عمدہ لکھائی چھپائی ضخامت [illegible] صفحے۔ گلیز کاغذ۔ قیمت بلاجلد [illegible] مجلد پارچہ [illegible] قیمت مجلد چرمی پشتہ [illegible]، اعلیٰ ایڈیشن سفید چکنا کاغذ مجلد پارچہ [illegible]، مجلد چرمی پشتہ [illegible]

پھوہڑ دلہن

جس گھر میں آ جائے گی اس گھر کا اطمینان اور سکون لڑائی جھگڑوں کے قبرستان میں دفن ہو جاتا ہے۔ بیوی کی تربیت کے لئے دولہا اور ساس نندیں بے چین رہتی ہیں ان کو ایڈیٹر پیشوا کی لکھی ہوئی کتاب گھر والی کی تربیت پڑھائیے جس میں بتایا گیا ہے کہ پھوہڑ دلہن کس طرح سگھڑ بن سکتی ہے اور شریف بیویاں کیونکر اپنے گھر والوں کو جنت کا نمونہ بنا سکتی ہیں۔ سفید چکنا کاغذ لکھائی چھپائی اعلیٰ ضخامت [illegible] صفحات قیمت [illegible] آنے محصول [illegible]

مشکوٰۃ شریف کامل

حضرت علامہ شیخ ولی الدین بن محمد بن عبد اللہ خطیب عمری کی سب سے بہتر اور سب سے مستند مشکوٰۃ کا سلیس اور عام فہم [illegible] ترجمہ [illegible] شریف [illegible] بخاری، مسلم، [illegible] ترمذی [illegible] ابن ماجہ، نسائی، مسند امام مالک، مسند امام شافعی، مسند امام حنبل، سنن بیہقی، [illegible] کی تمام [illegible] احادیث [illegible] سے جمع کر دی گئی ہیں [illegible] مقامات کی تشریح بھی کی گئی ہے۔ [illegible] ایک ہزار صفحات سے زیادہ ضخیم۔ قیمت [illegible] مجلد پارچہ [illegible] مجلد چرمی پشتہ [illegible] محصول ڈاک۔ ایک روپیہ [illegible]

مسلم شریف کامل

اسلام کے عہد اولین کی [illegible] کی مستند تاریخ [illegible] حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کے ارشادات [illegible] اصول تمدن و معاشرت [illegible] مسلم [illegible] کتاب [illegible] لکھائی چھپائی [illegible] پشتہ [illegible] سفید چکنا کاغذ [illegible]

بخاری شریف کامل

[illegible] انگریزی کے [illegible] اسلام کے تمام احکام [illegible] بخاری شریف ہے جس [illegible] اسلام [illegible] رسول پاک کا [illegible] ضخامت تقریباً پانسو صفحے ہے [illegible] لکھائی چھپائی۔ کاغذ گلیز [illegible] جلد [illegible]

شریر لڑکی

ماں باپ کے لئے اس دنیا میں سب سے بڑا عذاب ہے۔ اگر اس عذاب سے نجات پانے کا ایک واحد ذریعہ ایڈیٹر صاحب رسالہ پیشوا کی ناولیس کتاب بچی کی اُستانی ہے جو شریر بچیوں کو پڑھنے لکھنے میں مصروف کر کے نیک اور سلیقہ مند بیویاں بننے کے قابل بنا دیتی ہے اس کے مطالعہ سے ہنرمندی اور تمیزداری اور سلیقہ شعاری آ جاتی ہے۔ بچی کی اُستانی اتنی دلچسپ کتاب ہے کہ اس کو شروع کر کے ختم کئے بغیر چین نہ آئے گا سفید چکنا کاغذ اور اچھی لکھائی چھپائی ضخامت [illegible] صفحے قیمت آٹھ آنے محصول [illegible]

تعلیم خانہ داری

کتنے گھر ہیں جو بیوی کی جہالت [illegible] عورت [illegible] چاہتی ہے [illegible] ترتیب [illegible] سلیقہ [illegible] یہ کتاب [illegible] معلوم نہیں [illegible] ایک [illegible] مثلاً [illegible] ایک دفعہ اپنی بیوی کے [illegible] منگوا دیجئے قیمت صرف [illegible] جلدی طلب فرمائیے [illegible]

[illegible]

[illegible]

جواہرات سے تولنے کے قابل چند خاص مجربات

[illegible] ہے کہ ہندی [illegible] عنوانات سے لمبے لمبے مگر جھوٹے اشتہار دے کر اشتہارات کو بدنام کر دیا ہے اور جو لوگ حقیقت میں پبلک کی [illegible] دل سے روشنی [illegible] سکتے ہیں وہ بھی بجھنے کے ساتھ گھن کی طرح پیس رہے ہیں لیکن پانچوں انگلیاں برابر نہیں اگر آپ آزمائش کرنے کی تیز ہو گئے ہیں اور [illegible] ہونے کے [illegible] اشتہار [illegible] ہے تو صرف پیرو سنگ کے آخری مرتبہ ذیل کی ادویات طلب کر لیجئے۔ ان میں ہر دوا کے اکسیر اور تیر بہدف ہونے کا دعویٰ ہے۔ اشتہارات [illegible] سنگے [illegible] میں جو اہرات سے زیادہ اہمیت رکھتی ہیں۔ ہر دوا اکسیر اور اعجاز نما اثر رکھتی ہے مبالغہ اور لفاظی سے کام نہیں لیا گیا بلکہ وہی لکھا گیا ہے جو ہزاروں [illegible] تجربہ اور مشاہدہ میں آ چکا ہے۔ منگائیے اور دائمی فائدہ اٹھائیے۔ خط و کتابت کے وقت اپنا نام و پتہ صاف تحریر کریں۔ ایک دوا کا بھی محصول [illegible] ہوگا اور تمام ادویات پر بھی [illegible] ہی ہوگا۔

سیکسول طلا

SEXOL TILA

۶۹

جن لوگوں نے اپنے ہاتھوں سے یا خلاف فطرت فعل یا عیاشی اور کثرت جماع سے اپنی جوانی برباد کر لی ہے جس سے سستی [illegible] کجی اور لاغری کی شکایت ہو گئی ہے دنیا کی مسرتوں سے بے بہرہ بیکار محض اور زندگی سے اوجاہ انسان ہیں ان کے لئے سیکسول طلا سے بہتر طلا دنیا کے پردہ پر نہیں ہے [illegible] اس کے ایک ہفتہ کے استعمال سے رگوں اور پٹھوں میں نئی زندگی اور عضو کی سختی اور ناقابل برداشت تیزی پیدا ہو جاتی ہے جس کے اظہار سے تہذیب مانع ہے۔ نہ ٹیڑھا کرتا ہے نہ سوزش ہوتی ہے نہ پان باندھنے کی ضرورت نہ پرہیز کی پابندی نہ عمر کی قید سب کے لئے اعجاز کا کام کرتا ہے۔ قیمت ایک ڈرام والی شیشی ایک روپیہ آٹھ آنے ڈیڑھ ڈرام والی شیشی دو روپے آٹھ آنے علاوہ محصول

سیکسول ٹانک پلز } اگر آپ کے قوی مضمحل ہو رہے ہیں اور تندرستی خراب ہو [illegible] مرض غذا ہضم نہیں ہوتی۔ یا پیرانہ سالی یا متواتر عیاشی کی وجہ سے [illegible] ایک آخری مرتبہ سیکسول ٹانک پلز ضرور استعمال کریں۔ تو بہرہ [illegible] اور [illegible] کو مضبوط اور مثانہ کو قوی کر کے مردہ جسم میں جوانی کی لہر [illegible] سالہ سال والے ۲۰ سالہ جوان اور جوان نوجوان [illegible] گولی والی شیشی دو روپے ۳۲ گولی والی شیشی تین روپے [illegible] محصول [illegible]

سیکسول ریٹینٹو پلز } یہ گولیاں امساک کے لئے نایاب ہیں۔ وقت پر پشیمانی سے بچا لیتی ہیں۔ سرعت کی شکایت بالکل نہیں ہوتی۔ معزز محبوبہ اپنے محسوسات کو چھپا نہیں سکتی اور بے خودی میں مجبور ہو کر وارفتہ ہو جاتی ہے اور ہمیشہ کے لئے غلام بے دام بن جاتی ہے۔ اس سے بہتر امساک کی گولیاں دستیاب نہیں ہو سکتیں۔ قیمت بارہ گولی والی شیشی ایک روپیہ بارہ آنے ۲۴ گولی والی شیشی تین روپے چار آنے۔ علاوہ محصول ڈاک۔

[illegible] میڈیکل اسٹور انگریزی دوا فروشان اردو بازار نمبر ۳ جامع مسجد دہلی

معجون مقوی رحم

یہ اکسیری دوا عورتوں کی عام صحت جسمانی کو ٹھیک کرنے کے علاوہ ان کی بہت سی شکایتوں کو کھو دیتی ہے۔ سیلان الرحم (لیکوریا) سیلان غدودی اور عام عورتوں کے اندرونی اعضاء تناسل کے ورموں کو حیرت انگیز طریقہ سے دور کر دیتی ہے۔ رحم اور اس کے متعلقہ اعضاء مثلاً خصیۃ الرحم اور نلوں کو قوت پہنچاتی ہے، ایام ماہواری کی خرابیاں اس کے استعمال سے کافور ہو جاتی ہیں، اگر خون زیادہ یا کم آتا ہو تو اس کو ٹھیک مقدار میں کر دیتی ہے اختناق الرحم (ہسٹریا) کی مریض عورتوں کو بھی اس سے بہت زیادہ فائدہ پہنچتا ہے، عورتوں کو اس عجیب دوا کے فائدوں سے محروم نہ رہنا چاہئے، پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ ہے، قیمت فی شیشی دو روپے آٹھ آنے (۲/۸)

ملنے کا پتہ: ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی (رجسٹرڈ)

۸۰

معجون شباب آور (رجسٹرڈ)

قوتِ مردمی اور دل و دماغ کی کمزوری کیلئے مشہور دوا ہے

زہریلی اور نشہ کی چیزوں سے بالکل پاک ہے، مشک، عنبر، مروارید وغیرہ سے بنائی جاتی ہے تمام ہندوستان میں اس کے بے نظیر فوائد کا اعتراف کیا گیا ہے۔ قیمت فی شیشی (۵) پانچ روپے۔ نمونہ کی شیشی ایک تولہ ایک روپیہ۔

تار کا پتہ ——— ہمدرد دہلی

مینجر ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی



کتاب الصلوٰۃ

کتاب الصوم

کتاب الزکوٰۃ

کتاب الحج

کتاب الذبائح

کتاب اللباس

کتاب الحقوق

کتاب المیراث

قیمت تین روپے

ملنے کا پتہ منیجر رسالہ پیشوا دہلی



پیشوا
ایک ماہوار مذہبی و اصلاحی رسالہ
ایڈیٹر :- سید عزیز حسن بقائی

قائم شدہ ۱۹۰۳ء







حضرت مسیح الملک حکیم اجمل خان صاحب مرحوم

ہندوستانی دواخانہ ... دہلی

عالیجناب مسیح الملک حکیم جمیل خان صاحب دام اقبالہٗ

عالیجناب مسیح الملک حکیم جمیل خان صاحب دام اقبالہٗ کا قابل قدر عطیہ

جمیلان

۵۵۹۶

وہ نسخہ جس سے ۲ لاکھ مریضانِ جریان کو ابتک آرام و فائدہ ہوچکا ہے

جریان کا نتیجہ کیا ہے؟ دل، دماغ اور جگر کا کمزور ہوجانا ہاضمہ کا بگاڑ۔ حافظہ کی خرابی۔ ہمت کی پستی۔ طبیعت کی سستی۔ اولاد سے محرومی۔ جوڑوں کا درد اور عام ناتوانی، پھر رفتہ رفتہ جنون یا کوئی سخت بیماری مثلاً دق وسل وغیرہ اگر آپ کو جریان کی شکایت ہو تو فوراً توجہ کیجئے آج ہی اس بیش بہا اور کامیاب دوا کا استعمال شروع کردیجئے۔ جمیلان مرضِ جریان کی بہترین اور کامیاب ترین دوا ثابت ہوچکی ہے جس سے ابتک دو لاکھ بیماروں نے فائدہ اٹھایا ہے۔ جریان چاہے پرانا ہوچکا ہو یا نیا ہو ہر حالت میں اس سے فائدہ ہوجاتا ہے دل و دماغ کی کمزوری اور اعضاء کا اضمحلال دور ہوکر تندرستی اصلی حالت پر آجاتی ہے قبض پیدا نہیں ہوتا بھوک خوب لگتی ہے۔ جریان کی دواؤں میں جمیلان سب سے بہتر ثابت ہوچکی ہے۔ دو ترس صبح دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔ ترشی۔ تیل۔ گڑ اور ثقیل چیزوں سے پرہیز

قیمت شیشی ۳۲ قرص چار روپے آٹھ آنے (طبیہ)

اجملان
قبض کی بے ضرر نادر دوا ہے معدہ کی خرابی طبیعت کی زیادتی اور پیٹ بڑھ جانے کی شکایت دور کرتی ہے۔
قیمت ۱۵ قرص ایک روپیہ آٹھ آنے

خبلجران
صاف خون کی بہترین دوا ہے خارش گرمی دانے پھنسی۔ آتشک سوزاک کھجلی برص اور جذام و خون کی خرابی سے پیدا ہونیوالی تمام بیماریوں کو دور کرتی ہے۔
قیمت شیشی ۱۲ قرص پندرہ آنے



ملنے کا پتہ۔ منیجر ہندوستانی دواخانہ ... دہلی

عورت کا سینہ

بچوں کو زیادہ دودھ پلانے سے یا کسی بیماری [illegible] اوقات عورت کا سینہ (یعنی پستان) [illegible] اور ڈھیلے [illegible] ہیں اور اس طرح عورت کی ظاہری جوانی ختم ہو جاتی ہے۔ عورت [illegible] حسن کیلئے اس کے سینہ کو بھی جوان ہونا ضروری ہے۔ اگر [illegible] ہوئے پستان پر مشہور دوا "[illegible]" کا استعمال کیا جائے تو [illegible] (یعنی پستان) پھر از سر نو گول اور سخت ہو جاتے ہیں۔ اور عورت [illegible] لڑکی معلوم ہونے لگتی ہے۔ اگر گود میں بچہ ہو اور [illegible] تب بھی کوئی ہرج نہیں۔ یہ دوا نقصان نہیں کرتی۔ [illegible] دوا "بریسٹمین" استعمال ہو سکتی ہے۔ پستان کو دوبارہ سخت [illegible] کرنے کیلئے یہ دوا سالہا سال سے مشہور ہے۔ ایک شیشی کی قیمت چار روپے چند رہ آنے (۴/۱۵) محصول ڈاک سات آنے [illegible]

لیڈی ڈاکٹر انچارج زنانہ دواخانہ پی۔ ایس [illegible] دہلی

اولاد مت ہونے دو

بعض اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ بچوں کی کثرت سے مرد پریشان ہو جاتا ہے [illegible] تندرستی زیادہ بچے پیدا کرنے سے خراب ہو جاتی ہے تو ایسی حالت میں عورت کو چاہئے کہ کچھ عرصہ کیلئے اولاد کا پیدا کرنا بند کر دے تاکہ اس کی تندرستی پھر ٹھیک ہو جائے۔ اس کی ترکیب یہ ہے کہ ایک شیشی دوا "روکِ حمل" منگا کر عورت اپنے پاس رکھے۔ اور خاص [illegible] دوا کی ایک خوراک کھا لے۔ حمل نہ ٹھہر سکے گا۔ چنانچہ جب تک یہ عمل رہے گا۔ عورت کو حمل نہیں ٹھہر سکتا۔ اور جب اس دوا کا استعمال ترک کر دے گی۔ حمل ٹھہر جانا ممکن ہے۔ اس دوا سے عورت کی صحت پر کوئی برا اثر نہیں پڑتا۔ ایک شیشی میں اسی مرتبہ استعمال کے لائق دوا ہوتی ہے۔ اس کی قیمت چار روپے آٹھ آنے اور محصول ڈاک گیارہ آنے لگتا ہے۔

لیڈی ڈاکٹر انچارج زنانہ دواخانہ پی۔ ایس ۲۴ دہلی

کو فوراً لکھ کر بذریعہ وی۔ پی منگا لیجئے۔

عورت کے حیض کی تکلیف اور درد

[illegible]

لیڈی ڈاکٹر انچارج زنانہ دواخانہ [illegible]

سفید پانی کی بیمار عورتیں

جو عورتیں سفید پانی کی بیماری میں مبتلا ہیں۔ یعنی وقت بے وقت زردی مائل یا سفید رطوبت ان کے خفیہ جسم سے نکلتی رہتی ہے۔ وہ اپنی ہری بھری جوانی کو خود خاک کر رہی ہیں۔ کیونکہ سفید پانی کی بیماری سے غفلت برتنا اور اس کا علاج نہ کرنا بے حد خطرناک ہوتا ہے۔ یہی سفید رطوبت در اصل جوانی اور شباب کا جوہر ہوتا ہے جو رفتہ رفتہ بدن سے خارج ہو جاتا ہے۔ اور عورت کو بیکار کر دیتا ہے۔ اس بیماری کے شروع میں عورت کے تمام بدن میں بے کلی اور پنڈلیوں کمر ناف کے نیچے کھنچاؤ اور درد ہوتا ہے۔ پھر سر چکرانے لگتا ہے۔ کام کی زیادتی یا چلنے پھرنے سے بے حد تکان اور کمزوری محسوس ہونے لگتی ہے۔ اس کے ابتدا جاری ایام میں کھلبلی پیدا ہو جاتی ہے جو بعض اوقات عورت کی صحت کا بالکل ہی خاتمہ کر ڈالتی ہے۔ پس ایسی حالت میں اس سفید بیماری (یعنی سیلان الرحم) سے غفلت ہرگز نہیں برتنا چاہیے۔

سفید پانی کو روکنے کی ترکیب

اگر کوئی عورت سیلان الرحم کی مریض ہے اور اس کے خفیہ جسم سے سفید پانی یا رطوبت نکلتی رہتی ہے تو اس کو روکنے اور اس کا علاج کرنے کی سب سے سستی ترکیب یہ ہے کہ وہ ایک شیشی دوا "روک" استعمال کرے۔ یہ دوا تقریباً بارہ سال سے تجربہ میں آ رہی ہے اور سیلان رحم کی بیماری کو تیسرے دن ختم کر دیتی ہے۔ ہزارہا عورتوں نے اس دوا کے ذریعہ اس بیماری سے نجات حاصل کی ہے۔ دوا شروع کرنے کے تیسرے دن ہی مریضہ بول اٹھتی ہے کہ دوا روک نے کتنی جلدی اسے صحت کا یقین دلایا۔ کیونکہ استعمال شروع کرنے کے تیسرے روز سفید رطوبت کا خارج ہونا بند ہو جاتا ہے۔ اور پھر پوری شیشی ختم ہونے تک مرض کی بنیاد ختم ہو جاتی ہے۔ پس جن عورتوں کو سفید پانی کی بیماری ہو انہیں چاہیے کہ اپنی جوانی کی حفاظت کریں اور **لیڈی ڈاکٹر انچارج زنانہ دواخانہ۔ پی۔ ایس ۔۔ دہلی** کے پتہ پر خط لکھ کر دوا روک کی ایک شیشی بذریعہ وی۔ پی پارسل منگا کر استعمال کریں۔ سفید رطوبت سے نجات مل جائے گی۔ ایک شیشی دوا روک کی قیمت صرف تین روپیہ ہے اور ۔۔۔ آنے محصول پارسل لگتا ہے۔

دو روپے میں فوٹو کیمرہ

حیرت کی کیا بات ہے۔ منگا کر دیکھیے۔ اگر یہ فوٹو کیمرہ کسی طرح کمزور ثابت ہو یا صاف فوٹو تیار نہ کرے تو آزادی سے واپس کر دیجیے۔ ۔۔۔ فوٹو کیمرہ کا کام دیکھ کر خوش ہو جائیں گے۔ عام طور پر بازار میں اس قسم کا کیمرہ آٹھ سات روپے کو ملتا ہے۔ ۔۔۔ جتنا ہمارے کیمرے سے اگر وہ دس سال استعمال ہو سکتا ہے تو ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ہمارا فوٹو کیمرہ بارہ سال کام دے گا۔ اور ۔۔۔ ہمارے فوٹو کیمرے کے ذریعے آپ گھر بیٹھے اپنے پیارے بچوں اور گھر کی مستورات کا فوٹو خود ہی تیار کر سکتے ہیں۔

بہت آسان ترکیب

اس فوٹو کیمرہ کے ذریعہ ایک معمولی سمجھ کا آدمی بھی نہایت آسانی کے ساتھ فوٹو بنا سکتا ہے کیونکہ اس کی ترکیب بہت ہی آسان ہے۔ چھپا ہوا فارم کیمرے کے ساتھ ملے گا جسے صرف ایک بار پڑھ کر آپ بڑی آسانی کے ساتھ فوٹو تیار کر لیں گے۔ کسی سے سیکھنے کی ضرورت نہیں۔

مفت

فوٹو کیمرہ کے ساتھ ۔۔۔ کے فلم اور پرنٹنگ کارڈ اور فوٹو دھونے کا مسالہ وغیرہ بھی کافی تعداد میں ہم مفت دیتے ہیں تاکہ کیمرہ ۔۔۔ ہی آپ یہ شاندار تجربہ کر سکیں۔ اس کے بعد جب کبھی آپ کو فلم یا پرنٹنگ کارڈ اور مسالے کی ضرورت ہو تو ہم سے ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ہی بہت ۔۔۔ سکتا ہے۔ پس اگر آپ کو مندرجہ بالا فوٹو کیمرہ ۔۔۔ کامیاب ۔۔۔ پی۔ ایس ۔۔۔ ۔۔۔ ایک عدد فوٹو کیمرہ مع مکمل مسالہ (یعنی فلم، پرنٹنگ کارڈ، فوٹو دھونے کا مسالہ وغیرہ) ۔۔۔ ۔۔۔ صرف ۔۔۔ ایک ۔۔۔ پر محصول ڈاک معاف۔

پیشاب کے بعد سفید قطرہ

[illegible]

علاج [illegible]

جنرل منیجر زنانہ دواخانہ [illegible]

[illegible]

سوزاک کا شرطیہ علاج

پرانا سوزاک ہو یا نیا۔ اور خواہ کتنی ہی تکلیف بڑھ گئی ہو اگر ایک شیشی کلوزول [illegible] اس بیماری کو دور نہ کرے تو ہر حال میں قیمت واپس۔ یہ وہ دوا ہے جو [illegible] سالہا سال سے مشہور عام ہے۔ "کلوزول" دوا نے سینکڑوں مریضان سوزاک کو تندرست کر دیا ہے۔ ہر ولایتی دوا کے مقابلہ پر "کلوزول" اول نمبر رہی ہے اور سو فی صدی سوزاک کے مریضوں کو مکمل تندرست کر کے دکھایا۔ خود سینکڑوں ڈاکٹر معترف ہیں کہ کلوزول سے بہتر سوزاک کا دوسرا کوئی علاج نہیں۔ ایک ہفتہ کے بعد مریض خود بخود اس دوا کا معتقد ہو جاتا ہے۔ کیونکہ کلوزول کی ایک ایک خوراک اپنا اثر ثابت کرتی چلی جاتی ہے۔ اور پوری شیشی استعمال کر چکنے کے بعد مریض مکمل تندرست ہو جاتا ہے۔ اگر اس دوا کی کسی بھائی کو ضرورت ہو تو جنرل منیجر زنانہ دواخانہ دہلی۔ ایس ۳۴ دہلی [illegible] ایک شیشی کلوزول کی [illegible]

دمہ کا بیمار زندگی سے بیزار

یہ بالکل سچ ہے کہ دمہ کا بیمار زندگی سے بیزار ہو جاتا ہے لیکن اب اس بیزاری کی ضرورت ہی نہیں۔ ہندوستان کے ایک مشہور یونانی طبیب نے اس مشکل کو حل کر دیا۔ اور اب ہزاروں بیزار ہونے والے مریض دمہ کے مرض سے بچائے گئے۔

اگر دمہ کا مریض دوا "سانسول" استعمال کرے تو چند روز میں اس تکلیف دہ مرض سے نجات مل جاتی ہے۔ اور اب تک تقریباً [illegible] دمہ کے مریضوں کو آرام ہو چکا ہے۔ اگر سردی کے موسم میں یا کسی [illegible] میں آپ کو دمہ کی تکلیف ہو جاتی ہو تو آپ ایک شیشی دوا "سانسول" استعمال کر لیجیے۔ پھر آپ خود ہی دیکھ لیں گے کہ [illegible] یہ تکلیف ہرگز نہیں ہو سکتی۔

جنرل منیجر زنانہ دواخانہ دہلی۔ ایس [illegible]

طلب کردہ "سانسول" [illegible] بھیجا جاتا ہے [illegible]

نہ مرے نہ مرنے دے

رسٹ واچ کا عجیب و نیا کرشمہ

ہندوستان میں پہلی بار یہ گھڑی آئی ہے۔ دس فٹ اونچائی سے پھینک دیجئے بند ہو جائے تو قیمت واپس پکی گارنٹی۔ وقت کی پابند بیچی پرزے مضبوط نیا ڈیزائن اور قریب تمام خوبیوں کے باوجود تمہاری تعجب خیز یعنی صرف ساٹھ گیا روپے۔ فیکٹری نے ہندوستانی پروپیگنڈہ کیلئے بارہ ہزار گھڑیاں ہندوستان کو دی ہیں اور ہدایت یہ کی ہے کہ ان کو نصف قیمت میں فروخت کیا جائے تاکہ عوام میں اس فیکٹری کے عجیب و غریب مال کا تجربہ ہو جائے۔ اور لوگ معلوم کر سکیں کہ کم قیمت میں بھی بعض کمپنیاں اعلیٰ درجہ کی گھڑیاں سپلائی کر سکتی ہیں۔ لہٰذا عام اعلان کیا جاتا ہے کہ جن حضرات کو اس مفید اور بے حد بیچی دستی گھڑی کی ضرورت ہو وہ ہم سے نصف قیمت یعنی صرف پانچ روپے بارہ آنے میں منگا سکتے ہیں۔ بارہ ہزار کی تعداد پوری ہو چکنے کے بعد اصل قیمت ہو جائے گی۔ آج ہی پتہ ذیل پر خط لکھ کر یہ ملٹری گھڑی بذریعہ وی۔ پی۔ پارسل طلب کر لیجئے۔ سات آنے محصول ڈاک علاوہ ہے۔

ملنے کا پتہ:۔ **بی کے برادرس اینڈ کو نمبر ۳۳ فولاد خاں اسٹریٹ دہلی**

بیک Back

جوانی اسی وقت واپس

(اگر تم چاہتے ہو کہ اسی وقت جب تم … سے فارغ ہو چکے ہو تو تمہاری قوت ایک منٹ میں واپس آ جائے تو پھر تم میں ویسی ہی انرجی پیدا ہو سکتی ہے جیسی کہ قوت خاص پہلے موجود تھی۔ اس بات کو ایک منٹ سے زیادہ نہیں لگتا اور تعجب ہونے لگتا ہے کہ دوا نے جس تیزی سے کام کیا ہے وہ تیزی صرف بجلی کی رفتار میں ہو سکتی ہے۔ خاص کام کے بعد تکان محسوس ہوئی ہو اور وہ قوت رجولیت مردہ ہو گئی ہے "بیک" دوا کی ایک فلیس منٹ میں طاقت کو فوری لوٹانے والی بڑی عجیب قوت ہے۔ جو ہستی لوگ اس دوا سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور خوش رہتے ہیں اور کبھی قوت کی کمی کی شکایت ان کو نہیں ہوتی ہے۔ نوجوانوں کو اپنی قوت بحال رکھنی ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ خاص کام کے بعد ویسی ہی رہے جیسی وقت خاص سے پہلے تھی تو "بیک" کی ایک شیشی منگا کر رکھیں۔ شیشی میں تیس خوراک دوا ہوتی ہے جو تیس مرتبہ کام آتی ہے۔ نہایت خوش کن، در نرخ دستوری دوا ہے۔ قیمت ایک شیشی تیس خوراک دوا کی تین روپے بارہ آنے محصول ڈاک ایک شیشی پر آٹھ آنے خرچ ہوتا ہے۔

(اس کی ایک خوراک تمام اعضا کو ایک منٹ میں بیدار کر دیتی ہے)

پتہ:۔ **اکسیری دواخانہ کلاں محل نمبر ۱۲ دہلی**

آپ کا دماغ کمزور ہے

یادداشت خراب ہو گئی ہے۔ سوچنے اور یاد رکھنے کی قوت فنا ہو گئی ہے تو "مائنڈولین" سے جو ایک بوٹی کا کیمیائی جوہر ہے فائدہ اٹھائیے۔ جو کچھ پڑھو وہ یاد رہے جس بات کو سوچو وہ ذہن سے نہ نکلے۔ مائنڈولین کیسی عجیب دوا ہے۔ اس کے متعلق بیرسٹروں، وکیلوں، طالب علموں کا فیصلہ ہے کہ قوت دماغی کو بڑھانے اور حافظہ کی قوت کو تیز کرنے میں اکسیری اثر رکھتی ہے۔ امتحان کے موقعوں پر طالب علموں کی دماغی قوت بڑھانے کے لئے اور دماغی کمزوری کو دور کرنے کے لئے ایسی دوا ہے جس کی مثال نہیں۔ چالیس دن میں اس کے استعمال سے ذہن و حافظہ کی قوت اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ بڑے سے بڑا کام جس کے سوچنے میں گھنٹوں لگ جاتے ہوں منٹوں میں ہو جاتا ہے۔ برہمی بوٹی دماغ اور حافظہ کی قوت کے لئے ایسی اکسیر ہے۔ جس کو ہزارہا سال قبل کے حکما اور وید اور موجودہ زمانہ کے ڈاکٹر صاحب بھی اکسیر کہتے ہیں۔ قیمت چالیس خوراک کی شیشی چار روپے بیس خوراک کی دو روپے۔ ڈاک خرچ آٹھ آنے علاوہ۔ پتہ:۔

سعید برادرس اینڈ کو کلاں محل نمبر ۱۲ دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ

پیشوا دہلی

فقرائے اسلام کا ...

اسلامیہ دار الاشاعت دہلی کا ایک ماہوار مذہبی، اخلاقی، اصلاحی، ادبی رسالہ

مقام اشاعت: اردو بازار جامع مسجد دہلی

جو ہر قمری مہینہ کی ۱۱ تاریخ ۱۴ سال سے تبلیغ و اشاعت کے لئے شائع ہوتا ہے۔

سالانہ قیمت

اعلیٰ ایڈیشن دو روپے ۸ آنے

ادنیٰ ایڈیشن ایک روپیہ ۸ آنے

ممالک غیر سے جو پاؤنڈ میں ہر ماہی شامل ہے

اعلیٰ ایڈیشن پانچ شلنگ

ادنیٰ ایڈیشن تین شلنگ

جلد ۱۶	بابت ماہ رمضان ۱۳۵۹ھ	نمبر ۹

تمہید

(از حضرت علامہ سید محمد ... ادارہ پیشوا)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَلِیِّ الْاَعْلٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی خُصُوْصًا عَلٰی سَیِّدِ الْوَرٰی صَاحِبِ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی وَعَلٰی اٰلِهٖ نُجُوْمِ الْهُدٰی وَصَحْبِهٖ الْبَرَرَةِ التُّقٰی۔ اَمَّا بعد

قلبِ مسلم پھر ہوئی مائل سوئے بزم حجاز — جستجوئے غزنوی میں پھر پریشاں ہے ایاز
چراغ اودہ کے لئے تاریخ ملت میں ہے جوش — پھر ہے کہنہ ہوئی ہے شیشہ و ساغر نواز
بڑھیاں معراج قومیت کی سیڑھی پہ چلیں — جلوہ گر بام حقیقت پہ ہے لیلائے ناز
نغمہ وہی ہے فضائیں ہیں تغیر آشنا — اب نئے نغمے چھیڑ رہا ہے نیا ساز

تمام کائنات میں تمام بنی نوع انسان ایک ہی غلط طریق کار پر چل رہے تھے، وہ یہ کہ انسانی زندگی کا مقصد دوسرے حیوانات کی طرح صرف خوردن و خفتن اور خواہشات نفسانی کی اندھا دھند پیروی ہے۔ یہ سمجھ رہے تھے تمام غلط کار انسان اور خلق، جن و سماکی ان مبادی ہدایت کو فراموش کر چکے تھے کہ "میری طرف سے تمہارے پاس ہدایت نامے اور رسول آئیں گے پس جس نے ان کی پیروی و تقلید کی وہ فوز و فلاح پائیں گے اور جس نے ان کی پیروی سے انکار کیا وہ ذلیل و رسوا ہوں گے" ان کی اس بے راہ روی کو دور کرنے کی غرض سے اللہ تعالیٰ نے نبیوں اور رسولوں کو مبعوث کیا تاکہ وہ انسانوں کو نیک کاموں کے نیک انجام کی بشارت دیں اور برے کاموں کے برے انجام اور خدا کے عذاب سے ڈرائیں۔ خدائے حکیم و بصیر نے انبیاء علیہم السلام کو ایسی لاجواب اور کتب

اور ایسا مطابق حالات ... کہ جن کے تمام ... کو شاکر ان کو باہم متحد کر دیتے اور تمام انسان طبیعت ... مستفاد ہو کر صحیح معنوں میں خلافت ارضی کے مستحق بن جائیں۔

مقدس و پاکیزہ وجود بعض اشخاص کے دل میں احساس ... کے ... ایک عظیم اور تربیت شخصیت ... کی اصلاح و تربیت کے لئے میدان عمل میں ... و قوم کو پستی سے اٹھا کر بام ترقی پہنچا ... ہے ... جب حق تعالیٰ نے ... ہدایت و سرفرازی بخشنے تو ان میں سے ایک فرد کو اس فرض کی تکمیل کے لئے منتخب کر لیا گیا۔ ایسے مقدس نفوس لوگوں کے سامنے پیکر عمل بن کر صحیح رہنمائی کرنے والے اشخاص ہر زمانہ میں گزرے ہیں جن کے قدوم میمنت لزوم کے باعث دنیا کا امن، شائستگی، تہذیب و تمدن اور عمرانیت و مدنیت کے آثار ابھی تک باقی ہیں۔

انبیاء علیہم السلام کی بعثت کی غرض انسان کو اس کا بھولا ہوا سبق یاد دلانا اور خالق و مخلوق کے درمیانی تعلقات کو مضبوط و استوار کرنا ہے وہ بنی آدم کو ایسا بہترین طریق عمل سکھلاتے ہیں جس پر چل کر وہ اس خلافت کبریٰ کا صحیح استحقاق پیدا کر سکے۔

ہمارے عقیدہ کے مطابق سید المرسلین، خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم قطعی طور پر نبوت کا

(سید عزیز حسن بقائی ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر نے ... برقی پریس دہلی میں چھپوا کر دفتر رسالہ پیشوا جامع مسجد دہلی سے شائع کیا)

... تمام باتیں پیدا ہو جاتی ہیں تو وہ "خیر امت" اور مومن کامل بن جاتی ہے ... در حقیقت ... کامل مومن ساری دنیا کے ولی، فقیر اور صوفی وغیرہ کہتے ... سب کے علو مرتبت ... شان ... ہے ...

حالانکہ فقط مومن جانبازی کی میراث ... مومن نہیں تو ما حسب بولاک ... اس بنا پر ہر ... عقیدہ ہونا چاہئے کہ ہمارے سید و مولا جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو جس طرح اور تمام علوم بارگاہ ایزدی سے عطا ہوئے تھے اسی طرح تصوف کا علم بھی آپ کو خدا کی طرف سے ... دیا گیا تھا۔ آپ نے اس علم کو سینہ بسینہ نہیں رکھا اور یہ بر حیثیت ہے بلکہ دیگر علوم ہدایت کی طرح اس کو عام کر دیا اور آپ کی وفات کے بعد خلفائے اربعہ کو تصوف کی میراث ملی۔

اسلام میں دین و دنیا کا صحیح مفہوم جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے مذہب کا عام تصور یہ تھا کہ وہ زندگی کے ... شعبوں میں سے ایک شعبہ ہے ... دنیوی زندگی کے ساتھ ایک ضمیمہ کی حیثیت رکھتا ہے ... زندگی کے بعد ... کا کام دے۔ یہی سمجھا جاتا تھا کہ مذہب کا تعلق کلیۃً ... اس رشتہ سے ہے جو ... اور اس کے معبود کے درمیان ہے۔ اب جس شخص کو نجات کا یہ بلند و بالا مقام حاصل کرنا ہو تو اس کے لئے ضروری

۱۲ ہے کہ دنیوی زندگی کے دوسرے شعبوں سے بے تعلق ہو کر صرف اسی ایک شعبہ کا ہو جائے اور دنیا سے بے تعلق ہو کر اپنے آپ کو محض خدا تعالیٰ کی محبت و طاعت کے لئے وقف کر دے۔ گویا اسلام سے پہلے دنیا میں دین و دنیا کے الگ الگ دو حلقے تھے۔ ایک دین داروں کا اور دوسرا دنیا داروں کا۔ لوگ سمجھتے تھے کہ انسان کا تعلق خود اپنے نفس سے اپنے ابنائے نوع سے اور اپنے گرد و پیش کی ساری دنیا سے الگ الگ چیز ہے اور اس کا اپنے معبود سے تعلق ایک دوسری چیز۔ ان دونوں کے درمیان کوئی ربط نہیں۔

مذہب کا یہی وہ جاہلی تصور تھا جس نے زہد و اتقا میں بہت مادی علائق سے نفرت، مسرت دنیوی سے کراہت، عالم اسباب سے بے تعلقی میں انفرادیت اور تنافر و تعصب کے عناصر داخل کئے اور یہی تصور انسانی ترقی کے راستہ میں ایک سنگ گراں بن گیا۔

لطف تو یہ ہے کہ نام نہاد زاہدوں و عابدوں نے باوجود دنیا سے نفرت کرنے اور ترک دنیا کی تعلیم دینے کے مذہب میں نفس پرستی کی ساری نجاستیں اور خباثتیں داخل کر دیں اور گندی سے گندی چیز کو مذہبی تقدس کا جامہ پہنا دیا تاکہ کوئی دوسرا ملامت نہ کر سکے۔

اسلام نے دنیا میں آتے ہی مذہب کے اس جاہلی تصور کو یہ کہ کر **لا رھبانیۃ فی الاسلام** مٹا دیا۔ گوشہ نشینی اور دنیا سے بے تعلقی کو منافیٔ اسلام ٹھہرایا اور ڈنکے کی چوٹ اعلان کیا کہ دینی زندگی اور دنیاوی زندگی دو جداجدا تصور نہیں بلکہ سچا خدا پرست وہ ہے جو دین و دنیا دونوں کا مالک ہو۔ یعنی دنیا کو احکام خداوندی کے ماتحت بسر کرے۔ اسلام پوری زندگی کا نام ہے۔ دین و دنیا کے درمیان کوئی حد فاصل نہیں چنانچہ خود روحانی دنیا کے پیشوائے اعظم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی وفات کے بعد خلفائے راشدین نے دینی اور دنیوی زندگی کے درمیان مضبوط اتحاد کا ایسا عملی نمونہ پیش کیا کہ اسے دیکھ کر کوئی نہیں بتا سکتا کہ ان حضرات کی زندگیوں کا کونسا حصہ دینی اور کونسا دنیوی ہے۔

اسلام نے بتلایا کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے جو یہاں بوئے گے وہ آخرت میں کاٹو گے۔ دنیا انسان ہی کے لئے بنائی گئی ہے۔ ایک وقت مقررہ تک اسی دنیا میں رہنا ہے اور اس کی چیزوں سے استفادہ کرنا ہے مگر ساتھ ہی آگاہ کیا کہ یہ دنیا اور اس کی تمام چیزیں آخرت کے مقابلہ میں لاشئے اور ہیچ ہیں۔ آخرت کو بہرحال مقدم اور سامنے رکھنا چاہئے اگر دنیا خدا کی یاد اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری سے غافل کر دے تو وہ مردار ہے اور اس کا طالب کرنے والا کتا۔

قرآن حکیم کے نزدیک یہ زندگی - حیات انسانی کا اولین گہوارہ ہے ... طفولیت ہے ... ابھی جوان ہونا ہے اس لئے قرآن کریم کے نزدیک یہ زندگی اصلی معنوں میں زندگی کہلانے کی مستحق نہیں زندگی تو اس کے بعد آنے والی ہے چنانچہ فرمایا:-

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ	یہ زندگی تو محض کھیل کود ہے (یعنی بچپن
اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ وَاِنَّ الدَّارَ	کا زمانہ ہے) زندگی تو درحقیقت اس
الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۝	کے بعد کی منزل ہے۔

زندگی ایک مسلسل شے کا نام ہے غیر منقطع جہاں کوئی شے رک جائے وہ اس کی موت ہے اس کے برخلاف یورپ کے حکما انسان کو سلسلۂ ارتقا کی آخری کڑی سمجھتے ہیں کہ اس کی موت کے ساتھ یہ سلسلۂ ارتقا بھی منقطع ہو جاتا ہے لیکن قرآن اس زندگی کو محض ابتدا قرار دیتا ہے اور کہتا ہے کہ منزل تو ابھی شروع ہوئی ہے یہ نہیں ہو سکتا کہ یہ سلسلہ یہیں ختم ہو جائے اس کا آگے بڑھنا ضروری ہے یہ سلسلہ جتنا آگے بڑھتا جائے گا انسان کی مادیت روحانیت اور تیرگی درخشندگی میں تبدیل ہوتی جائے گی۔ یعنی جن کے اس منزل میں اعمال صالحہ ہوں گے (ایسے کام جو اس میں یہ صلاحیت پیدا کر دیں کہ وہ اس سے اگلی زندگی اس سے نفیس و لطیف اور اس سے اعلیٰ و ارفع زندگی بسر کر سکے) وہ اوپر کی منزل میں چلے جائیں گے جسے جنت کہتے ہیں اور جن کے اعمال اصلح نہیں ہوں گے اگلی منزل میں نہیں پہنچ سکیں گے، وہیں روک دیئے جائیں گے اور یہی جہنمی زندگی ہے۔

یہ ہے اسلام میں دین و دنیا کا صحیح مفہوم اور باہمی اتحاد و ارتباط

اسی چیز کو عام فہم لفظوں میں یوں سمجھئے کہ دنیوی تعلقات کو خدا اور رسول کے احکام و ہدایات کے مطابق ٹھیک ٹھیک نباہنے کا نام دین ہے اور دنیاوی چیزوں کو اپنی خواہشات نفسانی کے مطابق استعمال کرنے کا اور ان سے بے تعلق ہو کر اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری کا نام دین ہے اور ان کی نافرمانی کا نام دنیا ہے جس کی برائی سے قرآن و حدیث اور بزرگان دین کی کتابیں بھری ہیں۔ پس اسلام دنیا اور اس دنیا میں بات [illegible] زندگی کی تمام ذمہ داریوں سے خود کو بے تعلق کر کے اور معاشرت و سیاست سے ہر قسم سے بے نیاز ہو کر صرف یاد خدا میں مشغول ہونا نہیں کہتا بلکہ اس کو اپنی ضد ٹھہراتا ہے۔

آپ کہیں گے کہ فقراء صوفیہ کی سوانح حیات میں جو عجیب گوشہ نشینیاں اور بے تعلقیاں نظر آتی ہیں ان کی کیا وجہ ہے تو بزرگان دین کے یہاں یہ ریاضت کسی دنیا سے نفرت اور تعلق کی وجہ سے نہ تھیں بلکہ مادیت و نفسانیت کو دبا کر روحانیت کو جلا دینے کے لئے اور آئندہ چل کر دنیا کی زندگی کو صحیح طور پر برتنے کے لئے تھیں۔ ان کی ریاضت و نفس کشی کے طریقے کتاب و سنت سے ماخوذ تھے، خود ایجاد کردہ یا دوسرے مذاہب کے سیکھے ہوئے نہ تھے۔ ان کے یہاں بہت سے اس ریاضت و نفس کشی کا وجود بھی نہیں جس پر ترک دنیا کا اطلاق ہو سکے۔ اگر اس کے خلاف آپ کو کسی بزرگ کی زندگی میں نظر آتا ہے تو یہ ان کی ایجاد و بدعت ہے۔ جبکہ اسلامی، ایرانی اور ہندوستانی تصوف گڈمڈ ہو گیا اور ایسے معجون مرکب صوفیا و فقراء پیدا ہونے لگے جنہوں نے تصوف کو دنیا کمانے کا ذریعہ بنا لیا۔ پس جس بزرگ کی زندگی میں آپ کو ایسی ریاضت و نفس کشی نظر آئے جس پر صحیح طور پر ترک دنیا کا اطلاق ہو سکے تو وہ سرے سے بزرگ ہی نہیں، ہاں اگر اس کا پابند شرع اور باکمال بزرگ ہونا ثابت ہو جائے تو کچھ کہا جائے گا کہ وہ مغلوب الحال بزرگ تھے جو عند الشرع معذور ہیں، مگر ان کی زندگی اسوہ نہیں بن سکتی اور یہ ظاہر ہے کہ مجذوب سے سالک کا درجہ زیادہ ہوتا ہے اور وہ نمونہ ہوتا ہے دوسروں کے لئے۔

موجودہ تصوف

کتاب و سنت، تصریحات صحابہ و تابعین اور بزرگان دین کی زندگیوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تصوف جن صفات کا نام ہے وہ مختصراً یہ ہیں۔ ایمان و عمل صالح کی حقیقی روح حاصل کر کے خواہشات نفسانی پر غلبہ پانا۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی پوری پوری ادائیگی کا فکر و اہتمام کرنا۔ اوامر الٰہیہ کی بجا آوری میں ہر وقت کمربستہ رہنا اور نواہی سے اپنے آپ کو بچانا۔ حق و انصاف کے اصول پر قائم رہنا۔ اکل حلال اور صدق مقال کو لازم پکڑنا۔ مصائب و آلام کے مواقع پر صبر و تمکین و وقار [illegible] دینی معاملات میں ثبات و استقامت دکھانا [illegible] خاص طور پر [illegible] اور حاجت روا سمجھنا، اس کے سوا [illegible] تمام [illegible] توکل و قناعت و رضا [illegible] سمجھنا اور [illegible] کا محتاج نہ [illegible] وغیرہ [illegible] مثال [illegible] تصریحات [illegible] کا مقصد اور ماحصل۔

مگر [illegible] کی تعلیم ہم کو دی گئی ہے جس کا مظاہرہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ، خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت غوث پاک، حضرت [illegible] وغیرہ اکابر سے [illegible] نے چھوڑا اس کی شکل آج بالکل مسخ ہو چکی ہے اور اسلامی تصوف کی جگہ [illegible] تصوف نے لے لی ہے جس کی ابتدا ساتویں صدی ہجری میں ہوئی۔ اس کے بعد تصوف ایک مستقل فن بن گیا۔ [illegible] اصطلاحیں وضع ہوئیں۔ ترک دنیا [illegible] معروف ہوئے۔ سب عبادات کے لئے محنت و مشقت کرنے کے [illegible] ریاضت و تنہائی کے گوشوں میں [illegible] رواج ہوا [illegible] حال و قال اور شریعت و طریقت کے الگ الگ [illegible] قائم ہوئے۔ ریاضت کے نام پر راہبوں اور جوگیوں کا [illegible] حلال و حرام [illegible]
۱۴ یہودیوں، عیسائیوں اور [illegible] سے عبادت کی آمیزش ہوئی [illegible] عناصر و اثرات نے اسلامی [illegible] کو مسخ کر [illegible] حتیٰ کہ ایران کے متصوفین "حلول" تک کے قائل ہو گئے۔

موجودہ تصوف سکھاتا ہے کہ انسان کی ہستی کی کوئی حقیقت نہیں، یہ دنیا بالکل بیکار چیز ہے اور اس سے تعلق رکھنا گناہ۔ اسی تصوف کے تذکرہ میں مولانا روم رح فرماتے ہیں ؎

گفت [illegible] زندگی [illegible] مردن است — [illegible] افسردن است
چشم بند [illegible] — [illegible] فکر [illegible]

[illegible] تصوف [illegible] حالات [illegible] بدبختی، کاہلی، احکام اسلامی سے بے پروائی، خوشامد، چاپلوسی، حرص و جاہ طلبی، خود فراموشی اور دنیا [illegible] کے زہریلے جراثیم پیدا ہوئے جس سے اسلامی زندگی مسموم ہو کر ایک عجیب زندگی بن گئی، گویا مسلمان دنیا سے گئے اور دنیا ان سے۔ وہ دنیا جس پر مسلمانوں کو قابض و متصرف ہونا تھا اس پر اغیار قابض ہو گئے ؎

ہم تو رخصت ہوئے اوروں نے سنبھالی دنیا

مسلمان کی شان تو یہ تھی کہ وہ دنیا میں خدا کی حکومت قائم کرے۔ تمام دنیا کی قوموں نے اعمال کا جائزہ لیتا ہے کہ کون ٹھیک کام کرتا ہے

ذوق کی تسکین کا سامان ہوگا اور اگر محققانہ انداز کو چھوڑ کر محض واعظانہ رنگ اختیار کروں تو ان کو اہل علم و نظر کی پذیرائی کا شرف حاصل نہ ہو سکے گا۔ اس لئے میں نے یہ رنگ اختیار کیا ہے کہ جہاں تک مسلمانوں کی جماعت کا تعلق ہے وہاں تک محققانہ طرز نگارش کو باقی رکھوں گا۔ جہاں تک اسلام سے عقائد حقہ کے تحفظ اور بزرگان دین کی محبت و عقیدت کے جذبات کی پرورش کی ضرورت ہے وہاں تک واعظانہ طرز اختیار کروں۔ تاکہ عوام کے جذبات کی تسکین کے سامان کو غلبہ رہے کیونکہ انہی کے عقائد کی تصحیح اور حقیقی محبت و عقیدت کی پرورش مقصود ہے۔

(۲) مسلمانوں کو صدیوں سے بزرگان دین کی کرامتیں سنائی جا رہی ہیں جن کو عوام بڑی توجہ کے ساتھ سنتے اور نیک نیتی سے گمراہ ہو جاتے ہیں، عقائد حقہ کی گرفت ڈھیلی پڑ جاتی ہے اور بے عملی و کاہلی کے جراثیم پرورش پانے لگتے ہیں۔ صدیوں سے یہی ہو رہا ہے کہ بزرگان دین کی کرامتوں کا شور و غوغا بلند کیا گیا اور ان کی پاک زندگیوں کے اخلاقی، روحانی، معاشرتی اور سیاسی پہلو اور عملی نمونے نگاہوں سے اوجھل ہوگئے اس لئے میں انہی چیزوں کو خاص طور پر مدنظر رکھوں گا۔

(۳) امت محمدی میں اہل بیت، خلفائے راشدین اور اکابر صحابہ
16 رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا بہترین مرتبہ ہے جن کا ہر فرد نور ایمان سے آراستہ، صدق و عرفان سے پیراستہ، زیور معرفت سے مزین اور انوار حقیقت سے پرنور ہے اس لئے اولیاء اللہ اور فقرائے اسلام کے ضمن میں میں نے بطور تبرک حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ کے گرامی قدر وجود کو ابتدا میں رکھا ہے کہ اولیاء اللہ کی محبت و عقیدت کا عنوان اہل بیت کرام کی عقیدتمندی و ارادت کیشی ہے۔

پہلا باب

فصل پہلی ——— ذکر حضرت امام جعفر صادقؓ

آپ کا نام نامی و اسم گرامی جعفر، کنیت ابو عبد اللہ اور مشہور ترین لقب صادق رضؓ ہے، آپ کی والدہ ماجدہ کا نام اُم فروہ بنت قاسم ابن ابی بکر ہے جن کا شمار مدینہ کے فقہائے سبعہ میں ہوتا ہے، اُم فروہ رضؓ کے حالات میں لکھا ہے کہ یہ خاتون بڑی پاک سیرت اور نیک بی بی تھیں، خود حضرت امام جعفر صادق رضؓ اپنی والدہ محترمہ کی نسبت فرماتے ہیں:۔

"میری ماں مومنہ، پرہیزگار اور نیکوکار تھیں اور خدا تعالیٰ نیکوکاروں کو دوست رکھتا ہے"

آپ احکام شرع میں کامل دستگاہ رکھتی تھیں۔

ولادت ۔جب پانی برسنے کو ہوتا ہے تو پہلے بادانی ہوائیں چلنے لگتی ہیں پھر پانی برستا ہے اور مردہ زمین سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے یہی حال مجددین و مصلحین کی آمد کا ہے، جب دنیا سے خدا پرستی، نیک نفسی، سلامت روی اور صلاحیت اُٹھ جاتی ہے، فتنہ و فساد کی آندھیاں چلنے لگتی ہیں اور ضلالت و معصیت کے طوفان آنے لگتے ہیں تو کوئی انقلاب انگیز مصلح ہستی ظہور پذیر ہوتی ہے، اسی دستور خداوندی کے مطابق جب کہ عبد الملک ابن مروان کی حکومت تھی، مروانی پورے عروج پر تھے، اور خدا پرستی نیک نفسی اور اتباع شریعت کے جذبات آہستہ آہستہ ٹھنڈے پڑتے جا رہے تھے حضرت امام جعفر صادق رضؓ سترہویں ربیع الاول ۸۳ھ بروز پنجشنبہ کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔

آپ کی پرورش اور تعلیم و تربیت چونکہ اہل بیت کے پاک گھرانے میں ہوئی اور آپ کے سر پر آپ کے والد حضرت امام محمد باقر رضؓ کا سایہ رہا اس لئے آپ نے دیگر اماموں جیسی بزرگی و عظمت حاصل کی اور آپ بہت بڑے عالم، حافظ، فقیہہ، اور صاحب ورع و زاہد ہوئے جن سے اسلامی دنیا نے بہت بڑا فیض پایا۔

آپ کی جلالت قدر۔ شمس العلماء علامہ شبلی اپنی مشہور کتاب سیرۃ النعمان میں لکھتے ہیں "حضرت امام ابوحنیفہ نے ایک مدت تک استفادہ کی غرض سے ان کی (یعنی حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) خدمت میں حاضر رہے اور فقہ و حدیث کے متعلق بہت سی نادر معلومات حاصل کیں۔ شیعہ و سنی دونوں نے مانا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحؒ کی معلومات کا بڑا ذخیرہ حضرت ممدوح کا فیض صحبت تھا۔ امام صاحب نے ان کے فرزند رشید حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی فیض صحبت سے بھی بہت کچھ فائدہ اُٹھایا جس کا ذکر عموماً تاریخوں میں پایا جاتا ہے۔ امام ابن تیمیہؒ نے اس سے انکار کیا ہے اور اس کی وجہ یہ خیال کی ہے کہ امام ابوحنیفہ رحؒ حضرت امام جعفر صادق رضؓ کے معاصر و ہمسر تھے اس لئے ان کی شاگردی کیونکر اختیار کرتے، لیکن یہ ابن تیمیہ رحؒ کی گستاخی و خیرہ چشمی ہے، امام ابوحنیفہ رحؒ لاکھ مجتہد اور فقیہہ ہوں لیکن فضل و کمال میں ان کو حضرت امام جعفر صادق رضؓ سے کیا نسبت؟ حدیث و فقہ، بلکہ تمام مذہبی علوم اہلبیت کے گھر سے نکلے وصاحب البیت ادری بما فیھا۔

علامہ ابن حجر مکی رحؒ لکھتے ہیں کہ اعیان ائمہ میں سے ایک جماعت مثل یحییٰ بن سعید رحؒ، ابن جریج رحؒ، امام مالک بن انس رضؓ، امام سفیان ثوری رحؒ، سفیان ابن عیینہ رحؒ، ایوب سختیانی رحؒ اور حضرت امام ابوحنیفہ رحؒ نے آپ سے حدیث کو اخذ کیا ہے۔

ابو حاتم رحؒ کا قول ہے کہ امام جعفر صادق رضؓ ایسے ثقہ ہیں کہ آپ جیسے شخصوں کی نسبت کچھ تحقیق و استفسار کی ضرورت نہیں۔

علماء سیر کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت امام جعفر صادق رضؓ نے جاہ اور طلب ریاست کے خیال کو اپنے دل و دماغ سے نکال کر ہمیشہ عبادت الٰہی اور

مشغول رہے۔ حافظ ابونعیم رہ حلیۃ الاولیاء میں عمر ابن مقدام رہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہا کرتے تھے کہ جب میں امام جعفر صادق رہ کو دیکھتا ہوں تو مجھے یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ انبیاء کرام کے جوہر ہیں۔

حضرت امام جعفر صادق رض اور منصور۔ ہم نے آپ کی زندگی کے مشہور واقعات میں سے صرف امام عالی مقام اور خلیفہ منصور کے تعلقات کو لیا ہے جو امام عالی مقام کے حالات کا مرکزی نقطہ ہے۔ اس سے آپ کے سامنے سیرت جعفریہ کا ایک اجمالی خاکہ آجائے گا اور آپ اندازہ لگا سکیں گے کہ قدرت نے آپ کو کن خوبیوں اور کمالات کا مالک بنایا تھا۔

جاننا چاہئے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی وفات کے بعد حضرت عبداللہ ابن عباس رض نے سکونت مدینہ ترک کر کے طائف میں اقامت اختیار کر لی تھی۔ اور اپنا ذریعۂ معاش کاشتکاری کو بنا لیا تھا۔ ان کا زمانہ خاموشی کے ساتھ گزرا۔ ان کے صاحبزادے حضرت علی ابن عبداللہ کا زمانہ بھی دیگر ہاشمیوں کی طرح خموشی ہی میں گزرا ان کے بڑے صاحبزادے محمد ابن علی رض نے سنہ ھ میں ملوک بنی اُمیہ سے انتزاعِ سلطنت کا خیال پیدا کیا۔ ان کو یہ خیال کیسے پیدا ہوا؟ اس کی تفصیل یہ ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رض کے زمانہ خلافت میں ایک مرتبہ مقام ابوا میں جو مدینہ منورہ سے قریب ہے، عبداللہ ابن الحسن المثنیٰ الملقب بہ عبداللہ محض، ان کے دونوں صاحبزادے، محمد اور ابراہیم محمد ابن علی ابن عباس رض، ان کے بھائی ابوجعفر منصور ابن محمد ابراہیم اور ان کے چچا صالح ابن علی رض اور محمد ابن عبداللہ ابن عمر ابن عثمان وغیرہ اکابر عائد بنی ہاشم جمع ہوئے۔ اس مجمع میں صالح نے اُٹھ کر حاضرین کو یوں مخاطب کیا

> یہ وہ زمانہ ہے کہ اہل زمانہ کی آنکھیں ہماری رفتار پر حسرت کی طرف لگی ہوئی ہیں اور اپنے اپنے مقام پر ہر شخص اس امر کا متمنی ہو رہا ہے کہ وہ ہمارے اقتدار کو تسلیم کرے۔
> ایسی حالت میں ہمارے لئے مناسب ہے کہ ہم اپنے موجودہ مجمع میں باتفاق خود ایک ایسے شخص کو منتخب کر لیں جو بذاتِ خاص اس صفت سے موصوف اور اس منصب کے لائق ہو۔ ہم سب مل کر اس کی بیعت کر لیں اور یہ عہد و میثاق مستحکم کر لیں کہ اس کی بیعت و اطاعت سے کسی وقت بھی انحراف نہ کریں گے۔

صالح کی یہ تقریر سن کر عبداللہ محض اُٹھے اور کہا۔ اے بنی ہاشم! تم جانتے ہو کہ میرا فرزند محمد الملقب بہ نفس ذکیہ اس اُمت کا مہدی ہے اور منصب امامت و امامت ہر طرح اس کے لئے شایان و سزاوار ہے پس آپ حضرات اسی سے بیعت کر لیں۔ یہ سن کر ابوجعفر منصور (عباسیوں کا دوسرا بادشاہ) اُٹھا اور کمال خلوص و عقیدت عبداللہ محض کی تائید و حمایت کرتے ہوئے کہنے لگا میں جانتا ہوں کہ اُمت اسلامیہ کے لوگ سوائے اس جوان یعنی محمد نفس ذکیہ کی امارت کے اور کسی کی امامت و امارت سے راضی نہیں، ابوجعفر کی تقریر نے یہ اثر کیا کہ تمام مجمع نے نفس ذکیہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس کے بعد اس مجمع میں حضرت امام جعفر صادق رض کو بلایا گیا۔ جب وہ تشریف لے آئے تو عبداللہ محض نے مجلس مشورت کی تمام روئداد ان سے بیان کی آپ نے تقریر سن کر جواب دیا کہ تمہارا بیٹا مہدی نہیں اور اگر تم لوگ وقت کے ظالموں سے تنگ آ کر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ارادے سے فی سبیل اللہ خروج بالسیف کرنا ہی چاہتے ہو تو رئیس قوم تو تم ہی ہو تمہیں چھوڑ کر تمہارے بیٹے سے بیعت کیسے ہو سکتی ہے۔

عبداللہ کو امام صاحب کا یہ جواب ناگوار گزرا اور کہا آپ اپنے ابن عم کے مقابلہ میں حسد کرتے ہیں انھوں نے کہا میں حسد کی وجہ سے ایسا نہیں کہتا بلکہ خلوص و محبت سے کہہ رہا ہوں، یہ فرما کر آپ نے محمد ابن علی ابن عبداللہ کے شانہ پر ہاتھ مارا اور ارشاد فرمایا کہ یہ خلیفہ ہوگا اور اسی کی اولاد میں خلافت پہنچے گی اور آپ کے یہ دونوں فرزند (محمد اور ابراہیم) اسی کے ہاتھ سے قتل ہوں گے، عبدالعزیز کا بیان ہے کہ تا وقتیکہ میں نے محمد اور ابراہیم کا قتل اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ لیا آپ کے کلام کا وثوق نہیں معلوم ہوا اور یہی سمجھتا رہا کہ آپ نے حسد سے ایسا فرمایا ہے۔ ۱۷

اس کے بعد لوگ منتشر ہو گئے مگر عبدالصمد اور ابوجعفر منصور امام صاحب کے ہمراہ آپ کے دولت کدہ پر آئے اور یہاں پہنچ کر کہا کہ آپ نے آل عباس کی خلافت کے بارے میں جو کچھ فرمایا ہے کیا وہ صحیح ہے؟۔ آپ نے فرمایا ہاں بالکل صحیح ہے۔ جیسا میں نے کہا انشاء اللہ ایسا ہی ظہور پذیر ہوگا۔ ابو منصور کا قول ہے کہ میں اس خوشخبری کی تصدیق سن کر آپ کے پاس سے رخصت ہوا اور اسی وقت سے اپنے تمام معاملات میں حزم و احتیاط اور دیکھ بھال شروع کر دی اور اسی وقت سے قول امام پر اعتماد کر کے اپنے آپ کو بلاد اسلامیہ کا خلیفہ و فرمانروا سمجھنے لگا۔

امام جعفر صادق کا قبول خلافت سے انکار۔ ہم پہلے لکھ آئے ہیں کہ امام موصوف گوشہ نشین عابد و زاہد تھے اور سیاست کے خارزار میں آنا نہیں چاہتے تھے اس کے ثبوت کے لئے یہ واقعہ کافی اہمیت رکھتا ہے امام یافعی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں:۔

> ابوسلمہ خلال جو اہل بیت علیہم السلام کے لئے لوگوں کو دعوت دیتا تھا اور ابومسلم جو ابوسلمہ کا تابع تھا دونوں نے تین آدمیوں کے نام خط لکھے۔ ایک امام جعفر صادق رض کے نام، دوسرا عبداللہ محض کے نام اور تیسرا عمر الاشرف کے نام۔ قاصد نے جناب امام جعفر رض سے ابتداء کی اور

سب سے پہلے رات کے وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کو خط دے کر جواب مانگا۔ آپ نے خادم کو حکم دیا کہ شمع دان سامنے لائے۔ جب شمع سامنے آئی تو آپ نے وہ خط اس میں جلا دیا اور قاصد سے فرمایا۔ جاؤ اس کا یہی جواب ہے۔ اس کے بعد قاصد عبداللہ محض کے پاس آیا اور خط دیا۔ انھوں نے خط پڑھا اور اپنے بیٹوں محمد نفس ذکیہ اور ابراہیم کے لئے خلافت کے خواہشمند ہوئے امام موصوف کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے اس امر میں مشورہ کیا۔ آپ نے فرمایا۔ اے چچا! اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں کسی مرد مسلمان کی نصیحت سے دریغ نہ کروں۔ پھر میں ایسی حالت میں آپ کی نصیحت سے کیسے باز رہ سکتا ہوں۔ پس آپ اس امر کی تمنا نہ کریں کیونکہ یہ امارت بنی عباس کے لئے مخصوص ہو چکی ہے چنانچہ ایسا ہی وقوع ہوا۔

آگے چل کر امام یافعی رح لکھتے ہیں:-

> ابو مسلم مروزی نے ایک مخصوص آدمی جناب امام جعفر صادق رض کی خدمت میں یہ پیغام دے کر روانہ کیا کہ اگر آپ خلافت قبول کر لیں تو میں آپ کی بیعت کرنے پر راضی ہوں آپ نے جواب دیا تم میرے شیعوں میں سے نہیں ہو اور نہ یہ زمانہ میری خلافت کا زمانہ ہے۔ ۱۸

اس جواب سے مایوس ہو کر ابو مسلم کوفہ پہنچا اور سفاح سے بیعت کر کے منصب امارت اس کے سپرد کر دیا۔

اس زمانہ کے مسلمان امام عالی مقام کی اس شان استغنا و توکل کو دیکھیں کہ جس خلافت و امامت کی ہوس نے مسلمانوں میں خونریزی کی اس کو امام صاحب نے کس شان استغنا سے ٹھکرا دیا۔ اللہ اکبر امام صاحب کی نظریں کتنی عمیق و جہاں بیں، طبیعت کتنی تیز، ہمت کتنی عالی، حوصلہ کتنا وسیع اور دست کرم کتنا کشادہ تھا۔ فقر و درویشی کی شان دیکھئے کہ دنیا کے امارت پسند، دولت و اقتدار اور ثروت ناپائدار کی ہزاروں دلربا اور دلکش تصویریں آپ کے سامنے ہیں، مگر آپ ان پر نگاہ نہیں ڈالتے یہی ہے ایک سچے درویش و فقیر کی شان و پہچان۔

آپ نے قبول خلافت سے کیوں انکار کیا

علم تاریخ سے صحیح مذاق رکھنے والے کیا ایسی مثال سادات کرام کے سوا پیش کر سکتے ہیں ہرگز نہیں۔ بھلا بتلائیے تو سہی کس نے اپنے زمانہ میں سازگار حالات کے ہوتے ہوئے امام جعفر صادق رض کی طرح ابو سلمہ اور ابو مسلم جیسے معزز و معتمد لوگوں کی درخواست کو یک قلم مسترد فرمایا اور ان کی التجا و استدعا پر کوئی اعتنا نہیں کی، شاید دولت دنیا کے متمنی اور ہوس و اقتدار کے بندے کہدیں کہ آپ کا انکار سراسر خلاف تدبیر تھا۔ آخر وجہ کیا تھی کہ آپ نے خلافت و امارت کو قبول نہیں کیا۔ ایسے لوگوں کو سمجھ لینا چاہئے کہ اصل تدبیر وہی ہے جو مدبر اللیل والنہار کے احکام کے مطابق ہو اور جو تدبیر اس حکم کے خلاف ہو وہ اصل تدبیر نہیں ہے بلکہ حرص و طمع نفسانی ہے، ساتھ ہی یہ بھی یاد رہے کہ ایسا انکار ایسا ایثار، ایسا استغنا اور ایسی احتیاط و بے نفسی سوائے خاصان خدا اور مقربان بارگاہ رب العلا کے اور کسی دوسرے سے ممکن نہیں۔

آپ کے انکار کی اصل وجہ یہ تھی کہ آپ اپنے موجودہ منصب رفیع مراتب جلیلہ اور متوکلانہ و زاہدانہ زندگی کے سامنے دنیاوی ثروت و اقتدار کو محض ہیچ اور بے بنیاد سمجھتے تھے، پھر امارت و سلطنت کے متعلق جو کچھ آئندہ ہونے والا تھا آپ کو اس کا پورا علم خدا کی طرف سے عنایت ہو چکا اور روز روشن کی طرح آپ کی آنکھوں کے سامنے تھا۔ اسی وجہ سے آپ نے ایک دن ابو جعفر منصور کے مقابلہ میں محمد نفس ذکیہ رض سے جو حصول خلافت کی کوششوں میں شروع ہی سے مصروف تھے، صاف صاف کہدیا تھا کہ یہ امر بنی ہاشم میں سے کسی کے لئے واقع نہ ہوگا۔ یہ خاص اولاد عباس رض کا حصہ ہے اس واقعہ سے ثابت ہو گیا کہ جو کچھ امر خلافت کے متعلق ہونے والا تھا وہ آپ کو پہلے سے معلوم ہو گیا تھا۔

یہ تو پہلے ہی بیان ہو چکا ہے کہ بنی عباس نے اپنی دعوت کا سلسلہ بنی حسن رض کے اتفاق سے شروع کیا اور مقام ابوا کے مجمع میں سب سے پہلے منصور ہی نے محمد نفس ذکیہ کو خلافت کے لئے خود منتخب کیا تھا لیکن جب اس نے حضرت امام جعفر صادق رض کی زبان سے بنی عباس رض کی خلافت کی پیشین گوئی سنی تو خود اپنی خلافت کے حصول کی کوششیں شروع کر دیں بالآخر ۱۳۲ھ ہجری میں بنو امیہ کا خاتمہ ہو گیا اور آل عباس تخت و تاج کے مالک ہوئے اس خاندان کا پہلا فرمانروا ابو العباس السفاح تھا اس نے چار برس کی حکومت کے بعد ۱۳۶ھ ہجری میں قضا کی اور اس کا بھائی منصور تخت نشین ہوا۔ منصور کا زمانہ شروع ہوا تو اس کو سب سے پہلے اپنی سلطنت کے استحکام کی فکر لاحق ہوئی اس راستہ میں تین کانٹے تھے ابو سلمہ، ابو مسلم، اور سادات چنانچہ سفاح نے ابو سلمہ کا خاتمہ تو اپنے ہی زمانہ میں کر دیا تھا۔ ابو مسلم کا کام تمام منصور نے کر دیا اور اب اس نے سادات کشی کو استحکام کا کامل ذریعہ قرار دے لیا۔ چنانچہ علامہ شبلی اپنی کتاب سیرت النعمان میں فرماتے ہیں:-

> "اور سب رعایتیں تو تھی ہیں، منصور نے یہ ستم کیا کہ سادات کی خانہ بربادی شروع کی۔ اس میں شبہ نہیں کہ سادات ایک مدت سے خلافت کا غیاں پکار رہے تھے اور ایک لحاظ سے ان کا حق بھی تھا۔ تاہم سفاح کی وفات تک ان کی

کوئی سازش ظاہر نہ ہوئی تھی، صرف بدگمانی پر منصور نے سادات و علویین کی بیخ کنی شروع کی۔ جو لوگ ان میں ممتاز تھے، ان کے ساتھ بے رحمیاں کیں۔ محمد بن ابراہیم کو حسن و جمال میں یگانۂ روزگار تھے اور اس وجہ سے دیباج کہلاتے تھے ان کو زندہ دیوار میں چنوا دیا۔ ان بے رحمیوں کی ایک بڑی داستان ہے جس کے بیان کرنے کو بڑا سخت دل چاہیئے آخر تنگ آکر ۱۴۵ھ میں انہی مظلوم سادات میں سے محمد نفس ذکیہ نے تھوڑے سے آدمیوں کے ساتھ مدینہ منورہ میں خروج کیا اور چند روز میں ایک بڑی جمعیت پیدا کر لی بڑے بڑے پیشوایان مذہب حتی کہ امام مالک رح نے فتویٰ دے دیا کہ منصور نے جبراً بیعت لی خلافت نفس زکیہ کا حق ہے۔ نفس زکیہ اگرچہ نہایت دلیر، قوی بازو اور فن جنگ سے خوب واقف تھے لیکن تقدیر سے کس کا زور چل سکتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ رمضان ۱۴۵ھ میں نہایت بہادری سے لڑ کر میدان جنگ میں مارے گئے

منصور پر امام جعفر صادق رضہ کی ہیبت طاری ہوگئی۔ انہی دنوں کا واقعہ ہے کہ خلیفہ منصور نے ایک رات اپنے وزیر سے کہا کہ جاؤ امام جعفر صادق رضہ کو پکڑ لاؤ۔ تاکہ میں انھیں قتل کر دوں۔ وزیر نے کہا کہ کیا وہ صادق رضہ جو گوشہ نشین عابد و زاہد ہے اور بادشاہ سے کسی قسم کا تعلق نہیں رکھتا۔ بادشاہ وزیر کی اس بات سے ناراض ہوا اور کہا۔ ہاں ہاں اسی صادق رضہ کو بلا لاؤ۔ وزیر نے ہر چند سمجھایا اور اس ظلم سے باز رکھنا چاہا۔ مگر بادشاہ کے سامنے کچھ پیش نہ گئی۔ مجبوراً گیا اور امام صاحب کو بلا لایا۔ بادشاہ نے اپنے غلاموں سے کہا کہ جب امام جعفر صادق رضہ تشریف لاویں اور میں اپنے سر سے ٹوپی اتاروں تو تم اُسی وقت اُنھیں قتل کر دینا۔ چنانچہ جب آپ تشریف لائے تو خلیفہ بے اختیار تعظیم کے لئے اُٹھ کھڑا ہوا اور گرمجوشی سے استقبال کیا اور اپنی جگہ اُن کو لا کر بٹھایا۔ غلاموں کو یہ دیکھ کر بڑا تعجب ہوا کہ امام صاحب کے آنے سے پہلے خلیفہ کا کیا حال تھا۔ اور اب کیا حال ہے۔ منصور نے آپ سے بصد ادب التماس کی کہ اگر میرے لائق کوئی خدمت ہو تو فرمائیے، آپ نے فرمایا کہ بس میری خدمت یہی ہے کہ اب آئندہ مجھے نہ بلانا تاکہ میں عبادت الٰہی میں مصروف رہوں چنانچہ خلیفہ نے بصد اعزاز و اکرام آپ کو رخصت کر دیا۔ اسی وقت خلیفہ پر لرزہ طاری ہوا اور تین دن تک بیہوش رہا۔ جب وہ ہوش میں آیا تو وزیر نے ماجرا دریافت کیا۔ بادشاہ نے کہا جب امام عالی مقام اندر تشریف لائے تو میں نے دیکھا کہ ایک اژدہائے عظیم آپ کے ہمراہ ہے اور گویا زبان حال سے کہہ رہا ہے کہ اگر تو نے امام صاحب کی ایذارسانی کا ذرا بھی ارادہ کیا تو تجھے نگل جاؤں گا۔ چنانچہ میں اسی خیال سے بیہوش ہو گیا۔

منصور کا یہ انتہائی ظلم اور پرلے درجہ کی سنگدلی تھی کہ وہ ایسے گوشہ نشین عابد کی ایذارسانی پر کمربستہ تھا۔ جبکہ آپ کو نہ خلافت کی خواہش و تمنا تھی اور نہ کسی مخالف حکومت سے سازش۔ حقیقت یہ ہے کہ ان معاملات میں حضرت امام عالی مقام کی بلند ہمتی، مستغنی المزاجی، بے نفسی، علیحدگی اور عیر سروکاری اپنی مثال اور اپنی نظیر آپ ہے۔ آپ کی یہی بے نفسی ہے جس کی وجہ سے ہم نے اس نمبر کا عنوان آپ کی گرامی قدر ہستی کو بنایا ہے۔

جب امام جعفر صادق رضہ منصور کی لگاتار اور بار بار کی ایذارسانیوں سے تنگ آ گئے تو اکثر آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر حکام جور مجھے منع نہ کریں اور مجھے اپنے حال پر چھوڑ دیں تو عبادت الٰہی اور مسلمانوں کی ارشاد و ہدایت کے کاموں میں دلجمعی کے ساتھ مصروف رہوں، مگر اس کے باوجود بھی امام صاحب منصور کی بد میں لگے ہوں اور ایذارسانیوں سے محفوظ نہ رہے اور آپ نے ثابت کر دیا کہ سچے درویش سخت ناسازگار حالات میں بھی عبادت الٰہی اور اصلاح خلق کے کاموں میں مصروف رہتے ہیں۔

فصل دوسری ــــــ محاسن اخلاق و مکارم عادات

سب سے پہلے ناظرین کو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ سادات کرام کا مقدس
۲۲ سلسلہ وہ سلسلہ ہے جس سے نہ صرف مسلمانوں نے بلکہ تمام عالم نے تہذیب شائستگی اور اخلاق و آداب سیکھے۔ یہ وہی بزرگوار ہیں جن کے اعلیٰ محاسن اخلاق تہذیب انسانی کی کان ہیں یہ وہی مبارک طبقہ ہے جس کے فیض تعلیم نے عرب کے وحشی لوگوں کو اخلاق کی تعلیم دی، معاشرت کے طریقے بتلائے، شائستگی کے آئین سکھلائے اور خاک نشینوں کو اوج عزت پر پہنچایا۔ جب ان ذوات مقدسہ کے فیض و برکت سے تمام قومیں مستفیض ہوں تو پھر ان کے اخلاق و شائستگی کا کیا کہنا ذیل میں بطور نمونہ نہایت اختصار کے ساتھ پیش کئے جاتے ہیں:۔

صلۂ رحم صلۂ رحم کی ادا کاری یعنی خویش و اقربا کے حقوق کی رعایت اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے میں آپ ایک ممتاز حیثیت رکھتے تھے، اس پر خود بھی عامل ہوتے اور دوسروں کو بھی اس کا حکم فرماتے چنانچہ منقول ہے کہ ایک مرتبہ عبداللہ محض رضہ آپ سے سخت کلامی و درشت روئی کے ساتھ پیش آئے آپ نے اس سختی و درشتی کو نہایت خندہ پیشانی اور تحمل کے ساتھ برداشت کر لیا شام کو جب ان سے ملاقات ہوئی تو آپ نے بکمال خندہ پیشانی سبقت کی اور استفسار فرمایا۔ کیف امسیت یا ابا محمد (اے ابو محمد! آپ نے آج شام کیسی پائی) جانتے بھی ہو کہ صلۂ رحم کا ادا کرنا باعث تخفیف عذاب ہے؟ عبداللہ محض نے کہا آپ تو ہمیشہ ایسی ہی باتیں کیا کرتے ہیں۔ جن کو ہم قبول نہیں کر سکتے

امام صاحب نے فرمایا۔ قبول نہ کرسکنے کی کیا وجہ یہ تو ارشاد باری ہے اور یہ سے اس بیان پر نص صریح شاہد ہے۔ اور اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَالَّذِينَ يَصِلُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُونَ سُوءَ الْحِسَابِ عبداللہ اس آیت کو سن کر قائل ہوگئے اور کہا اب آئندہ آپ مجھے قاطع رحم کبھی نہ پائیں گے۔

اس واقعہ سے مسلمانوں کی شان معلوم ہوتی ہے یعنی سچا مسلمان وہ ہے کہ جب اس کے سامنے قرآن کی کوئی آیت تلاوت کی جائے تو اس کے سنتے ہی اطاعت کی گردن جھکا دے اور نافرمانی پر اصرار و ہٹ نہ کرے۔

منقول ہے کہ جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو جملہ اعزہ و اقارب جمع تھے اور آپ ہر ایک کو اپنے ترکہ میں سے کچھ دینے کی وصیت فرما رہے تھے از انجملہ ستر دینار طلائی اپنے پسر عم (چچازاد بھائی) حسن افطس کو دئے جانے کی وصیت کی۔ آپ کے غلام سالم نے عرض کی کہ آپ اپنے اس چچازاد بھائی کو اتنی گرانقدر رقم دینے کی وصیت فرما رہے ہیں جو خنجر لے کر آپ پر بارادۂ قتل چڑھ آیا تھا۔ آپ یہ سن کر چیں بجبیں ہوئے اور فرمایا کیا تو یہ چاہتا ہے کہ میں صلۂ رحم ادا نہ کروں، اور ان
۴۰ لوگوں میں اپنے آپ کو شامل نہ کروں جن کی مدح اللہ تعالے اس آیت والذین یصلون الخ میں فرماتے ہیں (یعنی وہ لوگ جو حکم الٰہی صلۂ رحم ادا کرتے ہیں، اور اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اور حساب کی برائی سے اندیشناک ہیں) پھر فرمایا۔ سالم! سنو میں حسن کے لئے عطائے مال کی وصیت اس لئے کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ نے بہشت کو پیدا کیا اور اس کو انواع واقسام کی نعمتوں سے مزین فرمایا ہے اس سے عاق والدین (ماں باپ کو ستانے والے) اور قاطع رحم (اعزہ واقارب سے قطع تعلق کرنے والے) دور رہیں گے اور ان کو اس کی بو تک نہ پہنچے گی۔

ناظرین غور کریں اپنے ان رشتہ داروں سے جن سے سلوک پیش آتے ہیں، سب ہی اچھا سلوک کرتے ہیں مگر ایسے احسان فراموش، قرابت ناآشنا، ظالم اور خون کے پیاسے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا ہی برگزیدگان الٰہی کی صفت ہے جن کے قافلہ سالار حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ہیں بزرگ ہیں جن کے عقیدت مند ہونے کا فخر ہے۔ وہ ان اللہ کے نیک بندوں سے صلۂ رحم کرنا سیکھیں۔

بدی کا بدلہ نیکی یہ تو آپ نے سنا ہی ہے کہ نیکی کا بدلہ نیک اور بدی کا بدلہ بد۔ مگر یہ مومن کی شان سے گری ہوئی بات ہے اور یہ کوئی خوبی بھی نہیں کہ آپ ان کے ساتھ نیکی کریں جو آپ کے ساتھ نیکی سے پیش آئے۔ یہ بات تو عام شریف انسانوں میں پائی جاتی ہے۔ اصل خوبی اور کمال یہ ہے کہ آپ بدی کے مقابلہ میں نیکی کریں۔ یعنی اس کے ساتھ نیکی کریا جو آپ کے ساتھ بدی سے پیش آئے۔ امام موصوف کی پاک و مقدس زندگی میں اس کی ایک مثال تو آپ دیکھ چکے جو اپنی نوعیت میں عدیم سبق آموز ہے۔ اب ایک دوسری مثال سنئے جو اپنی نوعیت میں بے نظیر ہے۔

منقول ہے کہ ایک حاجی مدینہ میں وارد ہوا اور مسجد نبوی میں سو گیا۔ بیدار ہوا تو اُسے وہم ہوا کہ میری ہزار درہم کی تھیلی کسی نے اُٹھا لی ہے۔ ادھر ادھر نظر دوڑائی کوئی نظر نہ آیا۔ صرف حضرت امام جعفر صادق رضی مسجد کے ایک گوشہ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ حاجی آپ سے واقف نہ تھا گمان کیا کہ بس میری تھیلی انھیں نے لی ہے، آپ کے پیچھے پڑ گیا اور جو جی میں آیا کہا۔ ذرا حسن اخلاق تحمل اور بردباری دیکھئے کہ آپ سنتے رہے اور فرمایا اچھا یہ بتلاؤ کہ اُس میں تھا کیا؟ اس نے کہا ایک ہزار اشرفیاں۔ آپ نے کہا اچھا میرے ساتھ آؤ۔ اپنے دولت خانہ پر اُس کو لے گئے اور ایک ہزار اشرفیاں گن کر اس کے حوالہ کردیں۔ وہ یہ اشرفیاں لے کر اپنے مقام پر آیا تو اپنی تھیلی وہاں موجود پائی۔ سخت نادم و شرمندہ ہوا اور دوڑا ہوا آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور معذرت کرتے ہوئے وہ اشرفیاں واپس کرنا چاہیں۔ آپ نے فرمایا۔ میں جو کچھ دے چکا اب اسے واپس لینا ہماری شان کے مناسب نہیں۔ وہ حاجی آپ کی یہ عالی ظرفی، کریم النفسی اور بلند ہمتی دیکھ کر حیران ہوگیا۔ باہر نکل کر پوچھا تو معلوم ہوا کہ حضرت امام جعفر صادق رضی ہیں۔

مہمان نوازی - مہمان نوازی خاندان بنوہاشم کا طغرائے امتیاز ہے اور سادات کے مبارک ارث میں چلی آتی ہے۔ مگر آپ میں خاص طور پر یہ صفت موجود تھی، اکرام ضیف اور اطعام مہمان کا آپ بنفس نفیس اہتمام فرماتے تھے اور آپ کو اس کا بڑا شوق تھا۔ آپ کا خوان کرم کبھی مسافرین وصادرین سے خالی نہ رہتا تھا مختلف قوم و قبیلہ کے لوگ آپ کے فیض عام سے فیضیاب ہوتے تھے۔ آپ یہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ ایک لقمہ جو برادر مومن میرے ساتھ کھائے وہ میرے نزدیک ایک غلام کے آزاد کرنے سے افضل ہے۔

آپ اعلیٰ قسم کے کھانے مثل گوشت اور دیگر نعمات کے مہمانوں کو کھلاتے اور خود نان و سرکہ پر قناعت فرماتے تھے۔ آپ کے ایک ہمعصر بزرگ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھ کو امام جعفر صادق رضہ کے ہمراہ کھانا کھانے کا اتفاق ہوا۔ آپ کا قاعدہ تھا کہ مہمان کے انتظار میں آپ رات کا کھانا دیر سے کھاتے تھے۔ اس دن رات کو حسب دستور دسترخوان بچھایا گیا اور سرکہ روغن زیت اور گوشت حاضر کیا گیا آپ گوشت توڑ توڑ

کر تو میرے سامنے رکھتے جاتے اور خود سرکہ و روغن زیت سے روٹیاں تناول فرماتے اور ارشاد فرماتے جاتے کہ یہی انبیاء علیہم السلام کا طعام ہے

سخاوت ۔ آپ کا مال غربا، مساکین، یتامیٰ اور مسافروں کے کس طرح کام آتا تھا؟ ابو الہیاج بسطامی، جو فرماتے ہیں کہ امام جعفر صادق رضؓ لوگوں پر اس قدر انفاق فرماتے تھے کہ اپنے اہل و عیال کے خرچ کے لئے بھی کچھ نہیں رہنے دیتے تھے۔ آپ کی ملکیت میں خرموں کا ایک باغ تھا، اس میں نہایت خوش ذائقہ خرمے ہر سال کثرت سے پیدا ہوتے تھے آپ اس کے تمام میوے لوگوں کو کھلا دیتے۔ آپ کا دستور تھا کہ محلہ بنی ساعدہ میں رات کے وقت روٹیوں کا ایک تھیلہ لے کر جاتے اور جو فقراء وہاں سوتے ہوتے ان کے سرہانے ایک ایک دو دو روٹیاں رکھ آتے اور کبھی کبھی گوشت اور نقدی بھی دے دیتے تھے اور فقراء کو خبر بھی نہ ہوتی تھی کہ کون دے گیا۔

دیگر اوصاف ۔ توکل کا حال تو یہ تھا کہ ایک مرتبہ اپنے وکیل کو بلاکر پوچھا کہ مدینہ میں غلہ روز بروز گراں ہوتا جاتا ہے۔ ہمارے یہاں کس قدر غلہ ہے؟ اس نے عرض کیا کہ اللہ کے فضل سے ہمیں موجودہ گرانی و قحط سے کوئی خوف نہیں ہمارے پاس غلہ کا اتنا ذخیرہ ہے کہ عرصۂ دراز تک کافی ہوگا۔ آپ نے فرمایا۔ تمام غلہ فروخت کر ڈالو وکیل نے کہا اس وقت غلہ بیچنا کسی طرح مناسب نہیں بلکہ مصلحت وقت کے خلاف ہے۔ پھر ملنا دشوار ہوگا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ تمام باتیں غلط ہیں کیسی مصلحت اور کیسا فائدہ۔ جو حال اوروں کا ہوگا وہی ہمارا ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

آپ فقراء کے مقابلہ میں امراء کی کم عزت کیا کرتے تھے۔ ایک بار آپ کے داہنے بائیں دو فقیر بیٹھے تھے اتنے میں ایک مالدار فقیر آیا آپ نے اس کو اپنی جگہ دے دی۔ دولت بادۂ غرور اس بات سے بہیں بہ جبیں ہوا اور زبان شکایت دراز کی۔ آپ نے فرمایا۔ اے شخص! یہ لوگ (فقراء) بادشاہ علی الاطلاق (حق سبحانہ و تعالیٰ) کی درگاہ کے امراء اور سپہدارانِ لشکر میں ہیں۔ اگر رعایا ان کے سامنے مؤدب بیٹھے تو اس کے لئے یہی مناسب ہے۔

آپ کا لباس کبھی سادہ اور کبھی شاندار ہوتا تھا اور اکثر پیوند لگے کپڑے پہنے رہتے تھے۔ محنت اور جفاکشی بھی آپ کی عادت کریمانہ میں داخل تھی سخت سے سخت کام خود اپنے ہاتھ سے کرتے تھے۔ اپنے باغ میں بیلچہ ہاتھ میں لئے کام کرتے پھرا کرتے تھے مزدور کی اجرت دینے میں بہت جلدی کرتے تھے۔ اور کام لینے میں نرمی برتا کرتے تھے۔ ادائے شکر میں بہت جلدی کیا کرتے تھے تواضع اور انکسار کا حال یہ تھا کہ کسی بیمار کی عیادت کے لئے آپ تشریف لے جا رہے تھے، راستہ میں نعلین کا بند ٹوٹ گیا آپ نے نعلین کو ہاتھ میں اٹھالیا، اور روانہ ہوگئے۔ عفو جرائم اور عام فروگذاشت میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے، غلاموں کے ساتھ کمال ملاطفت فرماتے

مصیبت پر صبر فرماتے۔ احکام شریعت کی ترویج و اشاعت وامر بالمعروف ونہی عن المنکر میں ہر وقت مصروف رہتے اور اس پر کمال یہ کہ عبادت و ریاضت میں بھی کمی نہ آنے دیتے تھے۔

آپ کی وفات اور ازواج و اولاد ۔ کہا جاتا ہے کہ منصور نے اپنی حکومت کے دسویں سال والی مدینہ محمد ابن سلیمان کے ذریعہ زہر آلود انگور آپ کو کھلوا دئے تھے جو آپ کے تمام جسم میں سرایت کر گیا اور اسی حالت میں پندرھویں رجب یا شوال ۱۴۸ھ میں رات کے وقت آپ نے اس جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرمائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

منقول ہے کہ جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے جمیع اعزا و اقربا کو اپنے پاس جمع کرکے ہر قسم کے پند و نصائح فرمائے۔ منجملہ ان کے نماز کے لئے سخت تاکید فرمائی۔ فرمایا۔ تم میں سے جو نماز کو ہلکا اور خفیف جانے گا اس کو ہماری شفاعت نصیب نہ ہوگی، نیز صلۂ رحم اور دیگر خصائل حسنہ کی تاکید شدید فرمائی۔

آپ کی زوجہ محترمہ فاطمہ بنت حسین اصغر تھیں۔ سوائے ان خاتون محترم کے دوسری خاتون ثابت نہیں ہوتی۔ بعض مورخین نے آپ کی ازواج میں ایک بی بی کا اور نام لکھا ہے مگر ان کا ٹھیک حال معلوم نہیں ہوتا۔

آپ کے سات صاحبزادے اور سات صاحبزادیاں تھیں۔ صاحبزادوں کے نام یہ تھے۔ اول سمعیل المدعو بہ امین۔ دوئم عبد اللہ الملقب بہ ماموں ۲۱

سوئم ام فروہ۔ یہ تینوں بھائی بہن محترمہ فاطمہ کے بطن سے تھے چہارم حضرت امام موسیٰ کاظم رضؓ پنجم، اسحٰق ششم، محمد۔ ایک ماں جناب حمیدہ خاتون کے بطن سے تھے۔ ہفتم عباس ہشتم علی، نہم اسماء، دہم فاطمہ صغریٰ، یہ مختلف ماؤں سے تھے رحمہم اللہ علیہم اجمعین۔

فصل تیسری ——— خرقۂ فقیری و خلافت آنحضرت صلعم

جاننا چاہئے کہ اول خرقۂ فقیری و خلافت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج میں باری تعالیٰ عز اسمہٗ کی طرف سے عطا ہوا پس حضور خلیفۂ حق تعالیٰ ہیں اور اول جس نے راز فقیری و درویشی عشق خدا کو دنیا میں ظاہر کیا اور خلق خدا کو عطا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں آپ کے بعد آپ کے خلفاء قیامت تک ہوتے رہیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء بہت سے تھے بلکہ ہر صحابی بموجب حدیث صحیح اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم خلیفہ رسول اللہ ہیں۔ لیکن بحکم شریعت و بہ تربیت خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء یہ تھے۔ اول حضرت امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہٗ دوئم حضرت امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہٗ سوئم حضرت امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہٗ، چہارم حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہٗ، پانچویں خلیفہ حضرت امام حسنؓ تھے جنہوں

نے چھ مہینہ کی خلافت کے بعد مسلمانوں کی خانہ جنگی دور کرنے کے لئے خلافت سے دست برداری دے دی۔

حضرت شیخ فرید الدین عطارؒ تذکرۃ الاولیاء میں فرماتے ہیں۔ کہ ایک خرقہ خلافت باطنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدست امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ و حضرت علی کرم اللہ وجہٗ حضرت اویس قرنی رضؓ کو بھیجا تھا۔ لیکن مرارت منیائے میں حضرت سید محمد گیسو دراز لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت دو طرح پر ہے ایک خلافت صغریٰ کہ اس سے مراد خلافت ظاہری ہے۔ دوئم خلافت کبریٰ کہ اس سے مراد خلافت باطنی ہے پس خلافت صغریٰ بترتیب مذکور ہے اور خلافت کبریٰ مخصوص بحضرت علی کرم اللہ وجہ اور اس مقدمہ میں دلائل و احادیث بے شمار آئی ہیں لیکن فقیر کے دل میں اس روایت سے خلجان ہے اور مجھے اس کے ماننے میں تردد ہے اس لئے کہ اس کے معنے تو یہ ہوئے کہ خلافت کبریٰ میں خلفائے ثلثہ شریک نہیں اور ایک سچے مسلمان کے دل میں اس کا وہم بھی نہیں گزر سکتا۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ خلفائے ثلثہ خلافت کبریٰ میں بھی شریک ہیں، ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ آپ کا سلسلہ باطنی و طریقہ چنداں رواج پذیر نہیں ہوا۔ اور اس میں خلفائے ثلثہ کے مخالفین کو بھی دخل ہے تاہم اتنا تو مشہور
۱۹ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضؓ سے طریقۂ نقشبندیہ جاری ہوا۔

چنانچہ یہ طریقہ حضرت خواجہ نظام الدین اورنگ آبادیؒ سے اوپر یوں ہے۔ من خواجہ کلیم اللہ جہاں آبادی۔ من خواجہ میر محترم من خواجہ محمد ا کنکے، من خواجہ محمد ہاشم، من خواجہ کلاں، من خواجہ احمد ملکے المشہور بمجذوم اعظم، من خواجہ محمد قاضی، من خواجہ ناصر الدین عبداللہ احرار من خواجہ یعقوب چرخی۔ من خواجہ محمد پارسا، من خواجہ بہاء الدین نقشبندی، من خواجہ امیر کلال سوخاری، من خواجہ بابا سماسی، من خواجہ علی رامتنی، من خواجہ محمود انجیر فغنوی، من خواجہ عارف ریوگری، من خواجہ عبد الخالق غجدوانی، من خواجہ یوسف ہمدانی۔ من خواجہ ابو علی فارمدی، من خواجہ ابو القاسم کرکانی، من خواجہ ابو الحسن خرقانی، من خواجہ بایزید بسطامی، من امام جعفر صادق من محمد بن ابا بکر الصدیق، من سلمانی فارسی، من حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیق رضؓ، من حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

نیز ایک خرقۂ خلافت کبریٰ کا رسول اللہ سے حضرت اویس قرنیؓ کو بھی پہنچا جیسا کہ بیان ہو چکا پس خصوصیت خلافت کبریٰ بہ حضرت علی کرم اللہ وجہٗ نہ رہی۔ البتہ جتنا فیض باطنی حضرت علی کرم اللہ وجہٗ سے جاری ہوا۔ وہ دوسروں سے جاری نہیں ہوا کیونکہ چودہ خانوادے کہ مشہور ہیں وہ سب توسل آنجناب رکھتے ہیں۔

نسل و ذریت حضرت علی کرم اللہ وجہٗ۔ آپ کی اولاد کی تعداد کے بارے میں مختلف روایتیں ہیں۔ مگر صحیح روایت یہ معلوم ہوئی ہے کہ آپ کے بارہ پسر اور پندرہ دختران تھیں۔ پسران یہ ہیں۔

امام حسنؓ رضؓ۔ امام حسینؓ رضؓ۔ محسنؓ رضؓ۔ محمد حنفیہ۔ عباسؓ الاکبر۔ ابو بکر۔ عمرؓ اوسط۔ محمد اصغر۔ عثمانؓ اکبر عمر اصغر۔ جعفر اکبر۔ اور صالح۔ بعض مورخین نے ان کے علاوہ یہ نام اور لکھے ہیں۔ عبد اللہ عباسؓ اصغر عثمانؓ اصغر۔ جعفر۔ عونؓ۔ یحییٰ۔ پندرہ لڑکیوں کی تفصیل یہ ہے:۔

زینب کبریٰ۔ زینب صغریٰ۔ رقیہ۔ ام الحسن۔ رملہ۔ نفیسہ۔ رقیہ صغریٰ۔ ام ہانی۔ ام الکرام۔ میمونہ۔ امامہ۔ ام سلمہ، خدیجہ۔ فاطمہ۔ ام کلثوم، حضرت علی کرم اللہ وجہ کی نسل پانچ پسران سے چلی وہ یہ ہیں:۔

امام حسن رضؓ۔ امام حسین رضؓ۔ محمد حنفیہ رضؓ۔ عمر رضؓ۔ ابو الفضل عباس رضؓ۔

آپ کے چھ خلفاء تھے اول امام حسن رضؓ، دوئم امام حسین رضؓ سوئم خواجہ حسن بصری رضؓ چہارم خواجہ کمیل بن زیاد رضؓ پنجم خواجہ اویس قرنی رضؓ انھوں نے حضرت علیؓ سے جنگ صفین میں بیعت کی اور خرقۂ خلافت پایا ششم قاضی ابو المقدام سریح بن ابی بن زید النبانے۔ لیکن مر رۃ الابرار میں لکھا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ سے خرقۂ خلافت چار شخصوں کو پہنچا۔ امام حسن رضؓ امام حسین رضؓ، خواجہ حسن بصری رضؓ اور کمیل ابن زیاد رضؓ۔

سلسلۂ چشتیہ حضرت خواجہ حسن بصری رضؓ تک پہنچتا ہے، سلسلۂ قادریہ حسنین تک پہنچتا ہے سلسلہ کبرویہ کمیل بن زیاد رضؓ تک۔

سلسلۂ قادریہ۔ یہ ہے۔ من خواجہ نظام الدین اورنگ آبادی، من خواجہ کلیم اللہ جہاں آبادی، من خواجہ یحییٰ مدنی، من خواجہ حسن محمد، من خواجہ شیخ عنایت نوربخش قادری، من سید محمد علی نوربخش، من سید نوربخش۔ من خواجہ اسحٰق ختلانی، من سید علی ہمدانی، من سید شرف الدین محمود فرد قانی، من شیخ علاء الدولہ سمنانی، من نور الدین عبد الرحمن اسفرائنی من شیخ جمال الدین احمد جورقانی، من شیخ رضی الدین علی الالا۔ من شیخ مجی الدین بغدادی، من شیخ نجم الدین کبریٰ۔ من شیخ عمار یاسر۔ من شیخ نجیب عبد القادر سہروردی، من حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضؓ من شیخ ابو سعید علی المبارک مخزومی رضؓ، من خواجہ ابو الحسن علی الہنکاری رحؒ من شیخ ابو الفرح طرطوسیؒ، من شیخ عبد الواحد رضؓ بن عبد العزیز تمیمی، من شیخ ابو بکر شبلی رضؓ، من خواجہ جنید بغدادی رضؓ، من خواجہ سری سقطیؒ من خواجہ معروف کرخی۔ من امام علی موسیٰ رضا رضؓ، من امام موسیٰ کاظم رضؓ من امام جعفر صادق رضؓ من امام محمد باقر رضؓ، من امام زین العابدین رضؓ، من امام حسین شہید کربلا رضؓ۔ من حضرت علی مرتضیٰ رضؓ من حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ نیز ایک خرقہ حضرت امام حسین رضؓ کو حضرت امام حسن رضؓ سے بھی پہنچا۔

سلسلہ جدیہ قادریہ۔ جو امام حسن رضؓ تک پہنچتا ہے یہ ہے: حضرت شیخ عبدالقادر رضؓ، بن سید ابی صالح رضؓ بن سید ابی عبداللہ بن سید یحییٰ زاہد بن سید محمد سیف الدین بن سید داؤد، بن سید موسیٰ، بن سید موسیٰ بن سید عبداللہ، بن سید موسیٰ الجون، بن سید عبداللہ محض، بن حسن مثنیٰ بن امام حسن رضؓ بن حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

دوسرا باب

حضرت اویس قرنی رضؓ

آپ کی فضیلت و موعظت:۔ آپ تابعین میں ایک ممتاز درجہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ خود جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔ اویس القرنی خیر التابعین باحسان وعطف۔ یعنی حضرت اویس قرنی رضؓ احسان و عطف کی رو سے تابعین میں اچھے ہیں۔ کبھی کبھی حضور ارشاد فرمایا کرتے تھے:۔ "ان لاجد نفس الرحمان من قبل الیمن" میں یمن کی طرف سے نسیم رحمت آتی ہوئی پاتا ہوں۔

حضور فرماتے ہیں میری امت میں ایسا مرد ہے کہ جس کی سفارش سے اللہ تعالیٰ میری امت کے اس قدر گنہگاروں کو بخش دیگا جس قدر قبیلہ ربیعہ اور قبیلہ مضر کی بھیڑوں کے بال ہیں صحابہ رضؓ نے عرض کی یارسول اللہ! وہ شخص کون ہے؟ اور کہاں رہتا ہے؟ آپ نے فرمایا اس کا نام اویس رضؓ ہے۔ قرن علاقہ یمن کا رہنے والا ہے۔ میں نے اس کو باطنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ صحابہ رضؓ نے عرض کیا۔ اگر وہ آپ کا ایسا عاشق ہے تو حاضر خدمت کیوں نہیں ہوا۔ آپ نے فرمایا اس کے نہ آنے کی دو وجہ ہیں۔ غلبہ حال۔ اور تعظیم شریعت۔ اس کی والدہ مومنہ ضعیفہ ہے اور نابینا ہے، وہ شتربانی کرکے اُس کی خدمت بجالاتا ہے۔ صحابہ رضؓ نے عرض کیا۔ کیا ہم اس کی زیارت کرسکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں۔ البتہ عمر فاروق رضؓ اور علی کرم اللہ وجہہٗ اُس کو دیکھیں گے۔ اس کے بائیں ہاتھ اور پہلو پر درم کے برابر ایک سفید داغ ہے لیکن وہ برص کا داغ نہیں۔ جب تم اُس سے ملو تو میرا اسلام کہنا اور میری اُمت کے حق میں دعا کرنے کی التماس کرنا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:۔ "اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ستر ہزار فرشتے حضرت اویس قرنی رضؓ کی شکل کے پیدا کرکے ان کے درمیان حضرت اویس رضؓ کو بہشت میں داخل کریں گے تاکہ مخلوق آپ کو نہ دیکھ سکے ہاں اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں گے ان کی زیارت کرادیں گے کیونکہ آپ نے دنیا میں محض اس لئے چھپ کر عبادت کی کہ دنیا کا کوئی آدمی ان کو عابد نہ سمجھے۔ اس لئے قیامت کے دن بھی اللہ تعالیٰ ان کو مخلوق کی نظروں سے پوشیدہ رکھیں گے کیونکہ اولیائی تحت قبائی لا

یعرفھم غیری۔ میرے دوست میری قبا کے نیچے ہیں میرے سوا اُن کو کوئی نہیں پہچان سکتا۔

ناظرین خود اندازہ لگالیں کہ جس بزرگ مقدس ہستی کی تعریف جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ان شاندار الفاظ میں فرمائی۔ وہ کیوں نہ قبلۂ تابعین اور مقتدائے اربعین ہوگی۔ اور ہم جیسے قاصر الفہم و نااہل انسان اس کی کیا خاک تعریف کرسکتے ہیں اور اس کی عظمت و جلالت کا کیا اندازہ لگاسکتے ہیں۔

عبادت و ریاضت۔ حضرت ربیع رضؓ فرماتے ہیں کہ میں آپ کی ملاقات کے لئے حاضر خدمت ہوا۔ اس وقت میں پہنچا وہ فجر کی نماز کا وقت تھا آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے وظیفہ شروع کردیا۔ یہاں تک کہ ظہر کی نماز کا وقت آگیا۔ آپ نے نماز ظہر ادا کی اور پھر وظیفہ شروع کردیا۔ اسی طرح آپ نے تمام دن اور تمام رات ذکر الٰہی میں بسر کی۔ تین شبانہ روز میں آپ کا یہی حال دیکھتا رہا۔ اس دوران میں آپ نے نہ کچھ کھایا نہ پیا۔ اس رات کو تھوڑی دیر آرام فرمالیتے تھے۔ آرام لینے کے بعد پھر مناجات شروع کردیتے اور فرماتے "اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں" مجھے صرف آپ کی زیارت سے مشرف بھی ہونا تھا۔ چنانچہ میں یہ شرف حاصل کرکے چلا آیا۔

حضرت ربیع سے مروی ہے کہ جب شام ہوتی تو آپ فرمایا کرتے ۲۳
کہ یہ رات لیلۃ الرکوع ہے۔ یہ کہہ کر تمام رات رکوع میں ہی گزار دیتے۔ دوسری رات کو کہتے یہ رات لیلۃ السجود ہے اور تمام رات حالت سجود میں گزار دیتے تھے۔

حضرت عمار بن حنفی رضؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت اویس قرنی رضؓ سے پوچھا کہ آپ نے صبح کس طرح کی اور شام کیسی گزری؟ آپ نے جواب دیا۔ صبح میں نے اس حال میں کی کہ اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا رہا اور شام بھی اسی حال میں کی پس ایسے شخص کا کیا حال پوچھتا ہے جو صبح اس گمان میں کرتا ہے کہ شام نہ پائے گا اور جب شام آتی ہے تو سمجھتا ہے کہ صبح نہ آئیگی گویا آپ "کن فی الدنیا کانک غریب" کا عملی پیکر تھے۔

علم و عرفان۔ حضرت ہرم بن حیان لکھتے ہیں کہ مجھے حضرت اویس کی ایک حدیث پہنچی۔ میں آپ کی ملاقات کے لئے چل کھڑا ہوا اور کوفہ میں پہنچا۔ دوپہر کے وقت میں نے انھیں فرات کے کنارے وضو کرتے ہوئے پایا۔ جو وصف ان کے بیان کئے گئے تھے میں نے ان سے ان کو پہچان لیا۔ وہ ایک دبلے پتلے اور گندم گوں آدمی تھے، سر منڈا ہوا تھا۔ صورت ہیبتناک تھی اور پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے تھے میں نے اُن کو سلام مسنون کہا۔ آپ نے بطریق احسن جواب دیا اور میری طرف غور سے دیکھا میں نے اپنا ہاتھ جلدی سے مصافحہ کے لئے آگے بڑھایا۔ آپ نے

معافی کرنے سے انکار کر دیا۔ ہرم بن حیان کہتے ہیں کہ میں نے کہا۔ اے اویس رحمۃ! آپ پر اللہ تعالیٰ رحم کریں اور ہماری مغفرت فرمائیں آپ کا کیا حال ہے؟ وہ اس کا جواب دینے نہ پائے تھے کہ میں خود ان کی محبت الٰہی کی وجہ سے جو ان زدہ ہماری صورت دیکھ کر بے حد رو گیا اور مجھ پر ایک رقت طاری ہو گئی۔ آنسوؤں سے میرا گلا رک گیا۔ مجھے دیکھ کر وہ بھی رو دئے اور کہا۔ وانت حیاك الله یا ھرم بن حیان یا اخی

پھر کہا تمہیں میرا پتہ کس نے دیا؟ میں نے کہا اللہ نے۔ انھوں نے فرمایا۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَ رَبِّنَا اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ۔	نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ پاک ذات ہے ہمارا پروردگار بیشک ہمارے رب کا وعدہ پورا ہونے والا ہے۔

پھر ہم نے ان سے عرض کیا کہ آپ مجھ سے رسول اللہ کی کوئی حدیث بیان کریں۔ آپ نے فرمایا۔ میں نے رسول اللہ کو نہیں پایا اور نہ مجھے ان کی صحبت نصیب ہوئی۔ میرے ماں باپ رسول اللہ پر سے قربان ہوں۔ ہاں میں نے رسول اللہ کے صحابہ رضہ کو دیکھا ہے۔ مگر میں نہیں چاہتا کہ اس دروازے کو اپنے نفس پر کھولوں اور محدث بنوں۔ میں نے کہا۔ اچھا آپ قرآن پاک کی کچھ آیتیں ہی سنا دیں میں ان کو آپ کی زبان مبارک سے سننا چاہتا ہوں۔ نیز مجھے کچھ نصیحت و ہدایت بھی فرمائیے تاکہ میں اسے یاد رکھوں۔

۲۴ اس پر آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا۔ اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطٰن الرجیم۔ پھر یہ آیت پڑھی۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ وَمَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ	اور ہم نے زمین و آسمان اور ان کے درمیان کی تمام چیزوں کو بیکار نہیں بنایا اور ہم نے ان کو سچائی کے ساتھ بنایا ہے

پھر ایک ایسی چیخ ماری کہ بیہوش ہو گئے۔ ہوش میں آنے کے بعد فرمایا۔ اے ابن حیان تیرا باپ حیان مر گیا اور عنقریب تو بھی مرے گا۔ تیرا باپ آدم ع اور تیری ماں حوا ع کا بھی انتقال ہو گیا۔ نوح نبی اللہ، ابراہیم خلیل اللہ، داؤد خلیفۃ اللہ، موسیٰ نجی اللہ۔ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضہ ان سب نے وفات پائی اور میرے بھائی اور دوست عمر بن الخطاب نے بھی انتقال کیا اور ہم تم سب بھی مثل مردوں کے ہیں۔ میں نے کہا؛ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کریں۔ ابھی عمر رضہ کا انتقال نہیں ہوا فرمایا۔ مجھے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کی موت کی خبر دی ہے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا دعا کی اور کہا۔ میری وصیت کتاب اللہ ہے مرسلین، صالحین اور مومنین کے مرنے کی خبر بس موت کی یاد کو لازم پکڑو۔ خبردار جماعت سے الگ نہ ہونا۔ ورنہ تو اپنے دین سے الگ ہو جائے گا اور تجھے خبر بھی نہ ہوگی اور پھر تو دوزخ میں داخل ہوگا۔

سبحان اللہ آپ نے کتنی جامع نصیحت فرمائی جو تمام نصیحتوں اور ہدایتوں کی جان ہے۔ یعنی کتاب اللہ کا علم حاصل کر کے اپنی زندگی کو قرآنی احکام کے سانچوں میں ڈھالو۔ موت کو ہر وقت یاد رکھو کہ یہ بہترین واعظ و ناصح ہے اور دین و جماعت میں پھوٹ نہ ڈالو۔ مسلمانوں کی شیرازہ بندی اور اتحاد و اتفاق کو قائم رکھو، اور جماعت سے کسی حال میں بھی علیحدگی اختیار نہ کرو، کہ جو جماعت سے الگ ہوا وہ دوزخ میں گیا۔ دیکھئے کتنی جامع نصیحت اور زریں ہدایت ہے۔

خرقۂ خلافت۔ روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت قریب آیا تو صحابہ رضہ نے عرض کیا۔ آپ کا خرقہ کس کو دیا جائے۔ آپ نے فرمایا۔ اویس قرنی رضہ کو۔ چنانچہ جب عہد فاروقی میں حضرت عمر رضہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہ کوفہ میں تشریف لائے تو اہل نجد سے حضرت اویس رضہ کا پتہ دریافت کیا اور ملاقات کا تہیہ کر لیا اور پتہ کے مطابق ان کی جائے قیام پر پہنچے۔ دیکھا کہ جناب اویس رضہ نماز میں مشغول ہیں۔ آپ نے آنے والوں کی آہٹ محسوس کر کے نماز کو مختصر کر دیا اور سلام پھیر کر السلام علیکم کہا۔ فاروق اعظم رضہ نے سلام کا جواب دیا اور آپ سے نام پوچھا۔ آپ نے جواب دیا "عبد اللہ"۔ حضرت عمر رضہ نے فرمایا۔ ہم سب بھی اللہ ہی کے بندے ہیں اس میں آپ کی کوئی خصوصیت نہیں براہ کرم اپنا خاص نام فرمائیے۔ جواب دیا۔ میرا نام اویس رضہ ہے۔ حضرت عمر رضہ نے فرمایا۔ مجھے اپنا دایاں ہاتھ دکھائیے۔ آپ نے دکھایا تو حضور رسول اللہ کا بتلایا ہوا نشان پایا اور یقین ہو گیا کہ یہی اویس رضہ ہیں۔

حضرت عمر رضہ نے فرمایا کہ حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو یہ سلام مسنون بھیجا ہے اور اپنا خرقہ مرحمت فرمایا ہے اور وصیت فرمائی ہے کہ میری امت کے حق میں مغفرت کی دعا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا عمر رضہ! تم مجھ سے بہتر دعا کر سکتے ہو۔ جواب دیا میں تو کرتا ہی ہوں مگر آپ بھی دعا فرمائیں۔ فرمایا۔ اچھا رسول اللہ کا لباس مبارک لاؤ۔ جب وہ لایا گیا تو آپ ذرا فاصلہ پر جا کر سربسجود ہو گئے۔ اور حضور خداوندی میں عرض کیا خداوندا! میں تیرے پیارے حبیب کا خرقہ اس وقت تک نہ پہنوں گا جب تک تو ان کی ساری امت کو نہ بخش دے۔ آواز آئی میں نے چند گنہگاروں کو بخش دیا۔ آپ نے عرض کی۔ نہیں میں تمام امت کو بخشوانا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد آپ نے خرقہ پہن لیا۔

آپ نے رسول اللہ صلعم کی زیارت کیوں نہیں کی؟ اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضہ نے دریافت کیا کہ آپ نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیوں نہیں کی؟ حضرت اویس رضہ نے پوچھا پہلے یہ بتلاؤ کہ آپ نے تو رسول اللہ کی زیارت کی ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ اویس رضہ نے کہا، اگر یہ درست ہے تو بتلائیے حضور کے ابرو پیوستہ تھے یا نہیں؟ مگر، حضرت فاروق رضہ اس کا جواب نہ دے سکے۔ اس کے بعد حضرت اویس رضہ نے

سوال کیا آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست ہیں؟ اگر اس کا جواب اثبات میں ہے تو بتلاؤ کہ جنگ اُحد میں جب آپ کے دندان مبارک شہید ہوئے تھے تو وہ کون سے دانت تھے اور آپ نے رسول اللہ کی موافقت میں اپنے دانت کیوں نہ توڑ ڈالے اس کے بعد حضرت اویس نے اپنا منہ کھول کر دکھایا کہ دیکھو میرے تمام دانت ٹوٹے ہوئے ہیں چونکہ مجھے معلوم نہ تھا کہ کون سے دانت شہید ہوئے ہیں اس لئے میں نے اپنے سب دانتوں کو توڑ ڈالا۔ یہ سن کر حضرت عمر رضہ اور حضرت علیؓ پر رقت طاری ہوگئی اور کہا منصب ادب کچھ اور ہی چیز ہے۔

آپ کے اقوال

آپ کے اقوال۔ برابر عبادت بھی کرے اور اس کو اللہ پر بھروسہ نہ ہو، تب بھی اللہ تعالےٰ اُس کی عبادت قبول نہ کریں گے لوگوں نے پوچھا۔ اللہ پر بھروسہ کرنے کا طریقہ اور اُس کی پہچان کیا ہے فرمایا۔ جو چیز اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے مقرر کی ہے یعنی تو اہش، اُس سے فارغ اور بے خوف رہو۔ تاکہ عبادت میں کوئی خلل واقع نہ ہو۔ مطلب یہ ہے کہ جو چیز تم نے کسب وسعی سے حاصل کی ہے اس پر قانع رہو، خواہشات کو اِدھر اُدھر نہ بھٹکنے دو۔ ان پر قابو حاصل کرو۔

آپ کا قول ہے جو شخص اچھے کھانے اور اچھے لباس کا شوقین ہے۔ امراء کے پاس بیٹھنے کو دوست رکھتا ہے اُس سے دوزخ اتنی قریب ہوتی ہے جتنی رگ گردن۔

ایک مرتبہ لوگوں نے آپ سے دریافت کیا کہ نماز پڑھنے کا کیا طریقہ ہے؟ نماز اس خشوع وخضوع سے پڑھو کہ ایک سجدہ میں جمع ہو جائے یعنی نماز دلی شوق و رغبت سے خدا کو حاضر و ناظر جان کر پڑھو۔

آپ فرمایا کرتے تھے جس نے خدا کو پہچانا اس سے دنیا کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہی۔ تنہائی اچھی چیز ہے۔ غیر اللہ کا خیال ترک کر دینے کو وحدت کہتے ہیں۔ خلوت میں دوسرا خیال خلوت کو مٹا دیتا ہے جس مقام پر دو شخص ہوتے ہیں، شیطان وہاں نہیں جاتا۔ اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ ان کو بہکانے کی ضرورت نہیں یہ خود خدا کو بھولے ہوئے ہیں یہاں دوسرے سے مراد نفس ہے اور نفس کے شر سے بچنا ضروری ہے۔

فرمایا۔ میں نے بلندی و رفعت کو تواضع و فروتنی میں پایا سرداری و ریاست کو خلق کی نصیحت میں پایا۔ مروت و مردمی کو صدق و صفا میں پایا۔ فخر و بزرگی کو فقر و محتاجی میں پایا۔ سنت کو تقویٰ و پرہیزگاری میں پایا۔ شرف کو قناعت میں پایا۔ راحت زہد میں پائی۔ اور استغنا توکل میں پایا۔

آپ کی وفات

آپ کی وفات۔ عبداللہ بن سلمہ رضہ سے روایت ہے کہ ہم عہد فاروقی میں آذربائیجان کے غزوہ میں گئے تو حضرت اویس رضہ اس وقت ہمارے ہمراہ تھے جب اس غزوہ سے واپس ہوئے تو وہ بیمار ہو گئے اور راستہ میں وفات پائی۔ تو ہم نے ان کو وہیں دفن کر دیا۔ مگر یہ روایت غلط معلوم ہوتی ہے اس کے مقابلہ میں عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضہ کی روایت صحیح ہے اور اسی کو صاحب تذکرۃ الاولیاء نے بھی نقل کیا ہے۔ کہ آپ آخر عمر میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کے ساتھ جنگ صفین میں شریک ہوئے اور اسی میں شہادت پائی۔ تاریخ وفات میں بھی اختلاف ہے مگر صحیح قول یہ ہے کہ ماہ رجب کی تیسری تاریخ کو ۳۷ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جاننا چاہئے کہ اہل اللہ میں ایک گروہ اُویسی کہلاتا ہے جو حضرت اُویس رضہ کی طرف منسوب ہے، اس گروہ کے لوگوں کو مرشد کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ان کو براہ راست مشکوٰۃ نبوت سے نور باطن حاصل ہوتا ہے۔ واللہ اعلم یہ بات کہاں تک صحیح ہے۔

فصل دوسری ——— حضرت خواجہ حسن بصری رضہ

آپ کے والد محترم کا نام موسیٰ راعی جو زید بن ثابت انصاری رضہ کے غلام تھے۔ اور آپ کی والدہ محترمہ کا نام خیرۃ تھا، جو ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ کی خادمہ تھیں۔ آپ کا نام نامی واسم گرامی کشف المحجوب میں ابو علی الحسین بن بصری لکھا ہے اور آپ کی کنیت ابو محمد و ابو سعید ہے

روضۃ الاحباب میں ہے کہ آپ کے والد بزرگوار ہجرت کے دسویں سال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دست مبارک پر مسلمان ہوئے۔ ۲۵

ابتدائی حالات

ابتدائی حالات۔ حضرت خواجہ حسن بصری رضہ حضرت عمر فاروق رضہ کے زمانۂ مبارک میں بمقام مدینہ منورہ ۲۱ھ میں پیدا ہوئے لکھا ہے کہ پیدائش کے بعد آپ کو حضرت فاروق اعظم رضہ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ نے دیکھ کر فرمایا۔ یہ لڑکا نہایت حسین وجمیل ہے۔ اس کا نام حسن رکھو۔ چنانچہ اسی وقت سے آپ کا نام حسن مشہور ہو گیا۔ آپ نہایت خوش شکل، خوش رو اور من موہنی صورت رکھتے تھے۔ چونکہ بصرہ آپ کا وطن اصلی تھا، اس لئے آپ زیادہ تر حسن بصری رحہ کے نام سے شہرت پذیر ہوئے۔

تحفہ میں لکھا ہے کہ آپ کو بیعت و ارادت سرتاج اولیاء عالم حضرت امیرالمؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے حاصل تھی لیکن تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ بیعت آپ کی حضرت امام حسن علیہ السلام سے تھی اور آپ نے علوم باطنی بھی انھیں سے حاصل کئے تھے۔ صاحب تذکرۃ الواصلین نے یہ فیصلہ دے کر کیا ہے کہ جو لوگ اس بات کے مدعی ہیں کہ آپ کی بیعت حضرت امام حسن رضہ سے تھی، وہ بھی راستی پر ہیں کیونکہ ممکن ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بعد آپ نے حضرت امام حسن رضہ سے رجوع کیا ہو۔

آپ جب جوان ہوئے اور فکر معاش دامن گیر ہوا تو آپ نے جواہرات کی تجارت کو اپنا ذریعۂ معاش بنایا کہ اس زمانہ میں مسلمانوں میں تجارت ہی بہترین و بابرکت ذریعۂ معاش سمجھا جاتا تھا چنانچہ آپ نے

جواہرات کی خرید و فروخت کا کام اختیار کیا تھا اس لئے آپ حسن لولوی کے نام سے بھی مشہور ہوگئے۔ آپ نے اس تجارت سے بہت سا مال و زر حاصل کر لیا تھا۔ اور اگر سچ پوچھئے تو اپنے زمانہ کے بہت بڑے تاجر ہوتے لیکن بہت کے بعد عشق الٰہی کی آگ دنیا کی محبت پر غالب آتی اور غلبۂ حال سے مجبور ہو کر آپ نے اپنا مال و متاع راہ خدا میں صرف کر دیا۔ اور اصلاح نفس کے لئے دنیا داری کے جھمیلوں سے الگ ہو کر گوشۂ تنہائی اختیار کر لیا۔

چونکہ عشق الٰہی کی آگ سینہ میں شعلہ زن تھی اس لئے آپ نے سلوک و تصوف کے تمام درجے بہت جلد طے کر لئے اور مقتدائے خلق بن گئے۔

تبلیغ و ہدایت خلق

علوم شریعت کی باضابطہ تکمیل کے بعد علوم طریقت میں حصول کمال کی طرف متوجہ ہوئے پھر مجاہدات و ریاضات میں مشغول ہوئے، یہ سلسلہ جاری ہوا جنگلوں بیابانوں اور خلوتوں میں شبانہ روز عبادتوں میں مصروف رہتے۔ کثرت مجاہدات نے آپ کو دنیا سے بالکل بیزار و برداشتہ خاطر کر دیا تھا۔ طبیعت میں توحش و بیگانگی پیدا کر دی تھی لیکن قدرت کو چونکہ آپ سے بڑے بڑے کام لینے تھے اس لئے حکم قرآنی اور ارشاد رسول کے مطابق آپ نے تبلیغ و ہدایت خلق کا کام پورے جوش
۲۰ و انہماک سے شروع کر دیا۔

ایک مرتبہ آپ وعظ فرما رہے تھے۔ اتنے میں حجاج مشہور اموی سفاک و جابر حاکم، اپنے خدم و حشم اور جاہ و جلال کے ساتھ ننگی تلوار لئے ہوئے مجلس وعظ میں آ گیا۔ اور وعظ سننے لگا۔ آپ بدستور محویت کے ساتھ وعظ فرماتے رہے، پروا بھی نہ کی کہ کون آیا ہے، ایک شخص کے دل میں معاً خیال گزرا کہ حسن بصری پر بھی حجاج کا رعب غالب آتا ہے یا نہیں؟ مگر جس دل میں خوف خدا اعتماد ہو وہ دل حجاج سے کیونکر مرعوب ہوتا۔ آپ نے جوش و خروش سے سلسلۂ وعظ جاری رکھا۔ یہاں تک کہ وعظ ختم ہو گیا اس شخص نے دل میں کہا واقعی حسن حسن ہی ہے۔ اختتام وعظ پر حجاج بھی آپ کے پاس آیا اور آپ کے ہاتھ چوم کر کہا۔ اگر مردان خدا میں سے کسی کو دیکھنا چاہتے ہو تو حسن کو دیکھ لو۔

حضرت علی مرتضیٰؓ اور خواجہ حسن بصریؒ کا مکالمہ۔ ایک مرتبہ حضرت علی مرتضیٰ رضؓ بصرہ میں تشریف لائے اور تین دن قیام فرمایا۔ اسی اثنا میں حضرت علی رضؓ نے زر پرست اور جاہ طلب جاہل واعظوں سے مسلمانوں کو بچانے کے لئے حکم دیا کہ تمام واعظوں کو وعظ سے روک دیا جائے۔ آپ حضرت خواجہ حسن بصریؒ کے پاس بھی تشریف لائے، اس وقت آپ وعظ فرما رہے تھے حضرت علی رضؓ نے دریافت فرمایا حسن! تم عالم ہو یا متعلم؟ خواجہ نے عرض کیا حضرت! میں کچھ بھی نہیں، البتہ جو کلام حضور رسول مقبول صلعم سے مجھے پہنچا ہے میں اسے شرح و بسط کے ساتھ لوگوں کے سامنے بیان کر دیتا ہوں حضرت علی رضؓ یہ شائستہ اور معقول جواب پا کر مطمئن ہوگئے اور جائے قیام کی طرف روانہ ہوگئے خواجہ صاحب بھی آپ کے پیچھے روانہ ہوگئے اور فرمایا۔ امیرالمومنین مجھے تبرکاً طہارت کرنا بتا دیجئے آپ نے دو لنگڑہ پر بہنچ کر طشت منگایا اور خواجہ صاحب کو وضو کرنا سکھایا۔

منقول ہے کہ آپ کثرت ذوق و درد اور خوف خدا سے اس قدر رو یا کرتے تھے کہ کبھی آپ کی آنکھیں خشک نہ دیکھی گئیں۔ آخر عمر میں بصارت بھی کم ہو گئی تھی۔ اور ضعف و لاغری کی وجہ سے آپ کا جسم ہڈیوں کا ڈھیر معلوم ہوتا تھا۔ لوگوں نے پوچھا آپ اس قدر گریہ و زاری کیوں کرتے ہیں۔ فرمایا۔ میں گنہگار ہوں اپنے گناہوں کو یاد کر کے روتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ الٰہی حسن گنہگار ہے اس پر رحم فرما۔ اور خرقۂ درویشی جو تو نے اسے اپنے لطف و کرم سے عطا فرمایا ہے اس کی لاج رکھ لے۔

ایک دردناک نصیحت اور پر از حقائق وعظ۔ جنازہ میں شامل ہونا اور کندھا دینا آپ فرض اولیٰ سمجھتے تھے، اور حتی الامکان یہ ثواب ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ حسب عادت آپ ایک جنازہ میں شامل ہوئے جب لوگ میت کو دفن کر چکے تو آپ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا۔ اے دنیا پرستو! اے دنیوی جاہ و طلب کے متوالو! یہ قبر دنیا کا آخر اور آخرت کی پہلی منزل ہے۔ پھر اس دنیا کی ناپائدار زندگی پر کیا ناز و غرور جس کا انجام یہ ہے۔ اے دنیا کے کیڑو! اس عالم سے کیوں نہیں ڈرتے جس کا اول یہ ہے جب اول و آخر تمہارا ایک ہی ہے۔ (یعنی قبر و قبرستان) تو اے غافلو۔ اپنے اول و آخر کی فکر کرو اور ڈرو اس دن سے کہ جس دن تم کو سر پیر کا ہوش نہ رہے گا۔ یہ بیان آپ نے ایسے دردناک پیرایہ میں کیا کہ لوگ روتے روتے بیخود ہوگئے۔

ایک مرتبہ بصرہ میں خشک سالی کی وجہ سے شدت قحط سے لوگ الامان والحفیظ پکار اٹھے اور اہل بصرہ نماز استسقاء پڑھنے کے لئے ایک میدان میں جمع ہوئے۔ نماز کے بعد ایک منبر رکھا گیا تاکہ حضرت خواجہ اس پر وعظ فرمائیں لوگ بڑے اشتیاق میں تھے کہ آج خواجہ صاحب بڑے معارف و حقائق بیان فرمائیں گے لیکن لوگوں کی اس توقع کے خلاف آپ نے چند لفظوں میں وعظ ختم کر دیا۔ اس مختصر وعظ میں آپ نے فرمایا۔ اے تشنہ لبو! اے مستسقیو! اگر دنیا کی نعمتیں حاصل کرنا چاہتے ہو تو ایسے آدمی کو دور کرنے کے لئے کیوں فکر نہیں کرتے جو دنیا اور دنیا کی گوناگوں نعمتوں کو پرکاہ سے بھی کم و بے حقیقت سمجھتا ہے۔ اسلئے اگر تم چاہتے ہو کہ مینہ برسے اگر تم چاہتے ہو کہ غلہ سستا ہو اور تم پیٹ بھر کر کھاؤ تو حسن کو پکڑ کر مسکینے بصرہ سے باہر نکال دو شاید اس کی شامت اعمال کی وجہ سے تم پر یہ تنگی آئی ہے اسکو اپنے سے الگ کر دینے کا بعد تم پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوں گی شرمندہ ہو جاؤ گے۔ دیکھا آپ نے اللہ کے نیک بندے اپنے آپ کو کس قدر ذلیل اور

حقیر سمجھتے ہیں حالانکہ ہم جیسے گنہگاروں کو انھیں بزرگوں کے طفیل سے رزق ملتا ہے۔ اس قسم کے تواضع و انکسار کا ایک اور واقعہ سنئے۔

ایک شخص کی نسبت لوگوں نے آپ سے شکایت کی کہ وہ کم از کم بیس سال سے نماز جماعت میں شامل نہیں ہوا۔ بلکہ خیال ہے کہ شاید وہ نماز ہی نہیں پڑھتا۔ آپ اُس شخص کے پاس گئے اور بڑی نرمی اور شفقت سے پوچھا کہ بھئی تم نماز میں کیوں نہیں شامل ہوتے، اور لوگوں سے ملنا جلنا کیوں ترک کر دیا ہے؟ اس نے جواب دیا۔ مجھے گھر سے باہر نکلنے اور لوگوں سے ملنے کی فرصت ہی نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ آخر وہ ایسا کونسا کام ہے جو خدا کی عبادت اور خلق خدا کی خدمت سے تمہیں باز رکھتا ہے۔ اس نے کہا خدا تعالیٰ نے مجھے انسان بنایا ہے اور سانس کی نعمت عطا کی۔ لیکن میرا کوئی سانس اور میری انسانیت کا کوئی لمحہ معصیت و گناہ سے خالی نہیں۔ اس لئے اس نعمت کے شکر اور معصیت کے عذر میں رات دن گریہ و زاری کرتا رہتا ہوں۔ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ میری اس گریہ و زاری کو قبول فرمالیں۔ آپ نے فرمایا۔ اے شخص تو مجھ سے بہتر و افضل ہے کہ آپ چلے آیئے۔

صابر و زاہد کی تعریف۔ ایک اعرابی نے حضرت خواجہ حسن بصریؒ سے کہا کہ میں نے آپ سے بڑھ کر صابر و زاہد کسی کو نہیں پایا۔ آپ نے فرمایا اے اعرابی! میرا زہد بوجہ رغبت کے اور میرا صبر بوجہ بے صبری کے ہے اعرابی نے عرض کیا۔ حضرت میں نے اس کا مطلب نہیں سمجھا۔ فرمایا۔ میرا صبر آتش دوزخ کے خوف کی وجہ سے ہے جو عین بے صبری ہے اور میرا زہد بہ رغبت عاقبت کے ہے کہ وہاں کچھ حاصل ہو جائے۔ حالانکہ صبر و زہد وہ ہے جو صرف اللہ کی ذات کے لئے ہو اور جس میں اپنے نفع و نقصان کا کوئی خیال نہ ہو۔

حضرت سعید بن جبیرؓ نے ایک مرتبہ عرض کیا کہ مجھے کچھ ہدایت و نصیحت فرمایئے۔ آپ نے فرمایا۔ میں تمہیں تین چیزوں کی ممانعت کرتا ہوں۔ اول یہ کہ بادشاہوں سے خلا ملا نہ رکھنا کہ اس کا انجام تیرے حق میں برا ہے۔ بادشاہوں کی شفقت و عنایت پر زیادہ بھروسہ نہ کرنا کہ ان کو آنکھ بدلتے اور برافروختہ ہوتے کچھ دیر نہیں لگتی۔ دوسرے یہ کہ کسی نامحرم عورت سے خلوت میں نہ بیٹھنا خواہ وہ رابعہ وقت کیوں نہ ہو اور خواہ تو اُسے قرآن شریف کی تعلیم ہی کیوں نہ دیتا ہو۔ رہے مردانِ خدا کی شان تقویٰ جس پر فرشتے بھی ہزار جان سے قربان ہوتے ہیں۔ مگر آہ! آج یہ شان تقدس کہاں! آج کل کی پیری تو چل ہی عورتوں سے رہی ہے۔ بڑے بڑے پیر عورتوں کو خلوت میں سلوک کے منازل طے کراتے ہیں۔ اور بے پردہ خلا ملا رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے پیروں سے مسلمانوں کو محفوظ رکھیں۔ تیسرے یہ کہ فرامیر سے پرہیز کرنا خواہ تو مردانِ خدا ہی سے کیوں نہ ہو۔ کیونکہ میرے

دل قابو میں نہیں رہتا اور انسان بگڑ جاتا ہے۔

اس زمانے کے علماء، صوفیا اور عام مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ ان تینوں ہدایتوں پر عمل کریں۔ اگر وہ ایسا کریں تو ان کی اخلاقی و روحانی قوتیں از سر نو بیدار ہو سکتی ہیں۔ اور وہ اپنا کھویا ہوا عزّ و وقار حاصل کر سکتے ہیں۔

پانچ قسم کے لوگ۔ آپ نے ایک موقع پر فرمایا۔ دنیا پانچ قسم کے لوگوں سے آباد و درخشاں و روشن ہے۔ اول علماء حق کہ یہ لوگ انبیاء کے وارث ہیں، دوسرے زاہد کہ لوگوں کو خدا کی راہ بتاتے ہیں۔ تیسرے غازی کہ مردانِ دلیر و رضائے الٰہی کی برہنہ تلواریں ہیں۔ چوتھے تاجر کہ یہ خدا کے امین ہیں، پانچویں بادشاہ کہ یہ خلق کے چرواہے اور رکھوالے ہیں پھر ان کے متعلق فرمایا کہ جب علماء طمع نفسانی کے تابع ہو کر دنیا کا مال جمع کرنے لگیں تو لوگوں کو راہ شریعت کون بتلائے۔ جب زاہد خود راہ حقیقت و معرفت سے بھٹک جائیں تو ارشاد کی راہ کس سے پوچھی جائے۔ جب غازی میدان جنگ سے جی چرانے لگیں تو اسلام کے دشمنوں پر فتح کیسے حاصل ہو۔ جب سوداگر و تاجر خائن اور بد دیانت ہو جائیں تو امانت کہاں رہے اور جب بادشاہی خونخوار بھیڑیا ہو جائے تو خلق کی حفاظت کون کرے۔

اب آپ اس تشریح سے اندازہ لگالیں کہ علماء حق، غازیان اسلام فقرائے اسلام، امانت دار تجار منصف و عادل بادشاہ کا وجود اسلام کے استحکام و بقا کے لئے کتنا ضروری ہے اور ان کا اپنے اوصاف اور اپنے فرائض سے غافل ہو جانا ملت مسلمہ کے لئے کتنا تباہ کن ہے۔ ۲۷

آپ کے کلمات طیبات۔ یوں تو آپ کے ملفوظات اور کلمات طیبات بہت ہیں اور اس قابل ہیں کہ اس زمانہ کے مسلمانوں کو ان سے روشناس کرایا جائے۔ لیکن اس مختصر میں اتنی گنجائش کہاں؟ یہاں چند کلمات پیش کئے جاتے ہیں:۔

(۱) بھیڑ آدمی سے زیادہ آگاہی رکھتی ہے کیونکہ چرواہے کی آواز پر فوراً نقل و حرکت شروع کر دیتی ہے لیکن تعجب ہے کہ انسان خدا کے حکم کی شناخت نہیں کرتا۔

(۲) بروں کی صحبت سے بچو ورنہ اپنی تھوڑی نیکیاں بھی گنوا بیٹھو گے

(۳) جو بات حکمت نہیں وہ عین آفت، جو خاموشی غور و فکر کے ساتھ نہیں وہ شہوت و غفلت ہے، اور جو نظر عبرت کے ساتھ نہیں وہ لہو و ذلت ہے۔

(۴) جس نے قناعت کی وہ خلقت سے بے نیاز ہوا جس نے غفلت سے کنارہ کشی کی وہ سلامت رہا جس نے شہوت ترک کی وہ آزاد ہو گیا اور جس نے چند روزہ صبر اختیار کیا اس نے ہمیشہ کی سعادتمندی حاصل کی۔

(۵) جو نماز حضوری قلب سے نہیں وہ عذاب کا پیش خیمہ ہے۔

(۶) جو شخص دوسروں کی بات تیرے پاس لاتا ہے۔ تیرے پاس اس بات

کا کیا ثبوت ہے کہ وہ اسی طرح تیری بات دوسروں تک نہ پہنچاتا ہوگا۔ اس بد بختی میں آگیا اس سے بڑھ کر کوئی احمق نہیں۔

آپ کی وفات: آپ نے ۸۹ سال کی عمر پا کر رجب ۱۱۰ھ ہجری بروز جمعہ کو آپ ہشام بن عبد الملک بن مروان بنی امیہ کے دسویں خلیفہ کے عہد میں وفات پائی۔ آپ کا مزار شہر بصرہ سے تین کوس کے فاصلہ پر بصرہ شہر میں ہی واقع ہے۔ ایک بزرگ نے اسی رات آپ کو خواب میں دیکھا کہ آسمانوں کے دروازے کھلے ہیں اور منادی ہو رہی ہے کہ حسن بصری رح خدا کے پاس پہنچ گئے اور اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گئے۔

آپ نبوت کے پروردہ، مجمع علم و عمل، قبلۂ ورع و حلم اور صدر سنت کے صدر تھے۔ آپ نے ایک سو بیس صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھا تھا جن میں ستر اصحاب بدری بھی ہیں۔

فصل تیسری —— حضرت عبد الواحد بن زید رح

حضرت خواجہ حسن بصری رح کے چھ خلفاء تھے۔ اول خواجہ عبد الواحد بن زید رح، دوم ابن زید رح، سوم حبیب عجمی، چہارم عتبہ بن غلام رح، پنجم شیخ محمد واسع، ششم مالک بن دینار، اور حضرت رابعہ بصری رح کو ساتواں خلیفہ شمار کیا جاتا ہے۔ لیکن تحقیق یہ ہے کہ عورت قابل خلافت و امامت نہیں۔

۴۸ ہم نے ان چھ خلفاء میں حضرت عبد الواحد بن زید کو اس لئے مقدم کیا ہے کہ آپ نے ایک خرقۂ خلافت تو حضرت خواجہ حسن بصری رح سے پایا تھا اور ایک خرقہ بدست حضرت خواجہ کمیل ابن زیاد رض سے حاصل کیا۔ نیز آپ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رح کے شاگرد بھی ہیں۔

آپ نے ابتدائی عمر میں علوم شریعت کو حاصل کیا۔ اور بعد میں تحصیل علوم باطنی کی طرف توجہ کی اور پھر سلوک و تصوف میں بڑا مرتبہ حاصل کیا۔ آپ کے تین خلفاء تھے۔ اول خواجہ فضل عیاض رح دوم ابو الحسن بن زرین، سوم ابو یعقوب موسیٰ رح۔ آپ کی وفات ۱۷۷ھ میں ہوئی اور شہر بصرہ میں مدفون ہوئے۔

فصل چوتھی —— حضرت مالک بن دینار رح

آپ حضرت خواجہ حسن بصری رح کے رفیق خاص تھے۔ آپ کی پیدائش اس وقت ہوئی جبکہ آپ غلامی کی حالت میں تھے۔ اس بنا پر آپ غلام زادہ ہیں۔ مگر ایسے غلام زادہ جن کی ارادت و عقیدتمندی کو بڑے بڑے کاملین شرف و اعزاز سمجھتے تھے۔ دینار آپ کے والد کا نام تھا۔

آپ دمشق میں رہتے تھے۔ خوبصورتی اور مالداری میں شہرۂ آفاق تھے۔ آپ جامع دمشق میں جس کو حضرت امیر معاویہ رض نے تعمیر کرایا تھا۔ اس خیال سے ایک سال معتکف رہے کہ کسی طرح مسجد مذکور کی تولیت مل جائے۔ اس دوران میں آپ نے اپنا آپ کو ظاہری تقدس سے خوب آراستہ کیا اور خوب عبادت و ریاضت کرتے رہے۔

آپ ہر وقت نماز ہی میں مصروف رہتے تھے۔ لیکن اس کثرت عبادت سے آپ نے اپنے نفس کو دھوکہ نہیں دیا بلکہ دل میں اپنے آپ کو منافق سمجھتے تھے۔ ایک سال کے بعد ایک رات کا واقعہ ہے کہ آپ مسجد سے باہر نکل رہے تھے۔ آواز سنائی دی کہ کوئی کہہ رہا ہے۔ اے مالک! تو توبہ کیوں نہیں کرتا۔ اس نفاق کی حالت میں کب تک اپنی عبادت کو رائیگاں کرتا رہے گا۔ اس آواز نے آپ کے دل کی آنکھیں کھول دیں۔ سوئے ہوئے جذبات خلوص بیدار ہو گئے اور نہایت شرمندہ ہوئے۔ دوبارہ مسجد میں آئے، تولیت کی ہوس دل سے نکال دی، عبادت ریائی سے توبہ کی اور اب کی مرتبہ ایک سال اس ذوق و شوق اور خلوص کے ساتھ عبادت کی کہ عاشقان الٰہی کے زمرہ میں شامل ہو گئے۔

منقول ہے کہ جس رات آپ نے خلوص دل کے ساتھ عبادت الٰہی کا آغاز کیا اس کی صبح کو شہر کے لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسجد کی تولیت آپ کے سامنے پیش کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں ایک متولی کی ضرورت ہے اور آپ سے بڑھ کر ہمیں اس کا مستحق اور کوئی نظر نہیں آتا۔ مگر آپ نے بعد شکریہ ان کی اس درخواست کو رد کر دیا۔ رات کو دل میں کہا۔ خداوندا! میں نے ایک سال تک سخت عبادت و ریاضت کی لیکن مجھے کسی نے پوچھا تک نہیں مگر جب میں نے اپنے یقین اور نیت کو درست کر لیا تو تو نے اتنے آدمیوں کو بھیجدیا۔ اور آج میرے قدموں میں مسجد کی تولیت ڈالدی مگر خدا کی قسم اب میں مسجد سے باہر نہ نکلوں گا۔ یہ کہہ کر عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے۔

چیدہ چیدہ واقعات و حالات: آپ بیان فرماتے ہیں کہ میں مدت سے جہاد میں شریک ہونے کی تمنا رکھتا تھا مگر اس کا موقعہ نہ ملتا تھا۔ ایک مرتبہ جہاد کا موقعہ آیا تو میں بیمار ہو گیا۔ اور دل کی آرزو دل ہی میں رہ گئی۔ مجھے اسی غم میں نیند آ گئی۔ آواز سنائی دی کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے۔ یہ بیماری تیرے حق میں خدا کی رحمت و نعمت ہے کیونکہ اگر تو اس جہاد میں شریک ہوتا تو دشمنوں کے ہاتھوں گرفتار ہو جاتا اور وہ تجھے خنزیر کا گوشت کھلاتے۔ میں خواب سے بیدار ہوا اور شکر الٰہی بجا لایا۔

ایک دفعہ ایک دہریہ سے آپ کا مناظرہ ہو گیا۔ آپ ہستیٔ باری تعالیٰ کے دلائل بیان کر رہے تھے اور وہ ان کا انکار اور رد کر رہا تھا۔ اسی طرح بہت دیر ہو گئی وہ کسی طرح قائل نہ ہوا بالآخر فیصلہ اس امر پر ہوا کہ دونوں اپنے اپنے ہاتھ آگ میں ڈالیں۔ جس کا ہاتھ جل جائے وہ باطل پر سمجھا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ مگر قدرت خداوندی کہ دونوں میں سے کسی کا بھی ہاتھ نہ جلا۔ لوگوں نے کہا۔ اس فیصلہ کے مطابق تو دونوں حق پر ہیں۔ اس بات سے آپ دلگیر ہوئے گھر میں آئے اور سر بسجود ہو کر

جناب الٰہی میں یوں عرض کی کہ خداوندا! ستر سال کی عبادت و ریاضت کے بعد اس دہریہ کی برابر بھی نہ ہو سکا۔ غیب سے آواز آئی کہ تجھے اصل حقیقت کا پتہ نہیں جو چیز تجھے ستر سال کی عبادت سے حاصل ہوئی۔ اس کا علم تجھے نہیں۔ یہ محض تیرے ہاتھ کی برکت تھی کہ اس دہریہ کا ہاتھ نہیں جلا۔ اگر وہ تنہا ہاتھ ڈالتا تو فی الفور جل جاتا۔ آپ نے اس پر شکر خدا ادا کیا۔

نفس کشی۔ فرماتے ہیں میں چالیس سال تک بصرہ میں رہا لیکن کھجور نہ کھائی۔ جب میرا دل کھجور کھانے کو چاہتا تو اسے یہ کہہ کر بہلا لیتا کہ دیکھ کھجور نہ کھانے سے تیرا پیٹ کچھ کم نہیں ہوا۔ اور کھجوریں کھانے سے بصرہ والوں کا پیٹ کچھ بڑا نہیں ہوا۔ پس اس کا کھانا نہ کھانا دونوں برابر ہیں۔ ایک دن آپ نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے۔ کھجور کھاؤ اور اپنے نفس کو قید سے آزاد کر دو۔ بیدار ہونے کے بعد آپ نے اپنے نفس سے کہا کہ اگر کھجور کھانی ہے تو پہلے ایک ہفتہ تک روزہ رکھ اس کے بعد تجھے کھجور ملے گی چنانچہ ایسا ہی کیا۔ ایک ہفتہ کے بعد کھجور لے کر مسجد میں کھانے بیٹھے تھے کہ مسجد کے متولی نے آپ کو دیکھتے ہی کہا کہ یہودی کا مسجد میں کیا کام پکڑ کر لکڑی لے کر مارنے کو دوڑا۔ لیکن جب آپ کے نزدیک پہنچا تو آپ کو پہچان کر لکڑی پھینک دی۔ اور معذرت کرنے لگا اور کہا کہ ہمارے محلہ میں سوائے یہودیوں کے ان کو کوئی نہیں کھاتا۔ آپ نے اس کی زبان سے یہ بات سنی تو بدن میں آگ لگ گئی اور درگاہ الٰہی میں عرض کی کہ جب کھجور کھائے بغیر ہی میرا نام یہودی رکھ دیا گیا تو اگر کھا لیتا تو شاید کافر کے نام سے موسوم ہوتا۔ میں ایسی کھجور کھانے سے باز آیا۔ اور اب میں بخدا کھجور کبھی نہ کھاؤں گا۔

منقول ہے کہ جب آپ کبھی آیت "ایاک نعبد و ایاک نستعین" پڑھتے اور اس کے مفہوم اور مفاد پر غور کرتے تو زار زار روتے اور فرماتے۔ اگر یہ قرآن پاک کی آیت نہ ہوتی تو میں اسے ہرگز نہ پڑھتا۔ اور نہ ہی اس کا حکم دیتا۔ لوگوں کو یہ کہہ کر ان ناشائستہ الفاظ سے بڑا تعجب ہوا۔ اور اس کی وجہ دریافت کی تو فرمایا۔ ہم منہ سے تو اسی کی عبادت کرتے اور اسی سے مدد چاہتے ہیں۔ لیکن حال یہ ہے کہ ذرا ذرا سی باتوں میں دوسروں سے امید رکھتے اور غیر اللہ کا سہارا ڈھونڈتے ہیں یہ گندم نمائی اور جو فروشی نہیں تو اور کیا ہے؟ لوگ یہ معقول بات سن کر مطمئن ہو گئے۔

شب بیداری۔ آپ تمام رات ذکر الٰہی میں بسر کیا کرتے تھے۔ ایک دن آپ کی لڑکی نے کہا۔ ابا جان آخر آپ کے نفس کا بھی تو آپ پر کوئی حق ہے۔ آپ تھوڑی دیر آرام بھی کر لیا کریں تو اچھا ہو کہ اللہ کا حق بھی ادا ہو اور نفس کا حق بھی پورا ہو جائے۔ فرمایا۔ جان پدر، تیرا باپ پہلے اللہ کا حق ادا کرنا چاہتا ہے اور اس بات سے ڈرتا ہے کہ دولت دین اس کی طرف متوجہ ہو اور اس کو سرتا پا گرم ہوا پا کر منہ موڑ لے۔ بچی نے پوچھا۔ یہ کس طرح فرما رہے ہیں تشریح کر دیجئے۔ فرمایا کہ میں خدا کی نعمت کھاتا ہوں اور حکم شیطان کا مانتا ہوں۔ نیز فرمایا۔ اگر کوئی شخص مسجد کے دروازے پر آ واز دے کہ تم میں سے بدترین کون ہے تو سوائے میرے اور کوئی اپنے آپ کو پیش نہ کرے گا۔ جب عبداللہ بن مبارک رح نے آپ کی یہ بات سنی تو کہا کہ حضرت مالک بن دینار رح کی بزرگی اسی وجہ سے ہے کہ وہ سچ بولتا ہے۔

عجز و انکساری۔ ایک مرتبہ آپ کہیں جا رہے تھے کہ ایک عورت نے آپ کو ریاکار کہہ کر پکارا۔ بجائے اس کے کہ آپ اس گستاخی سے غضبناک ہوتے بڑے تحمل و بردباری کے ساتھ فرمایا میں سال ہوئے کسی نے مجھ کو میرے اصلی نام سے مخاطب نہ کیا تھا لیکن مجھے معلوم ہو گیا کہ میں کون ہوں۔

جعفر بن سلیمان رح کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضرت مالک بن دینار رح کے ہمراہ مکہ معظمہ گیا۔ جب حرم محترم نظر آیا اور انھوں نے لبیک اللھم لبیک کہا تو بیہوش ہو کر گر پڑے۔ جب ہوش میں آئے تو میں نے بیہوشی کی وجہ پوچھی تو فرمایا۔ مجھے ڈر لگا کہ میرے لبیک کا جواب لا لبیک نہ آئے۔ یعنی میں اس قابل کہاں کہ میرے لبیک کا جواب لبیک سے آئے۔

ایک مرتبہ بصرہ میں آگ لگ گئی آپ اپنا عصا اور جوتیاں لے کر کوٹھے پر چڑھ گئے اور دیکھنے لگے کہ لوگ کس طرح اضطراب و پریشانی میں مبتلا ہیں۔ دیکھا کہ کوئی اسباب نکال رہا ہے کوئی آگ میں جل رہا ہے کوئی ٢٩
چیخ رہا ہے اور کوئی بھاگ رہا ہے آپ نے اس منظر کو دیکھ کر فرمایا کہ یہی حال قیامت کے دن ہو گا۔

آخر میں کسی شخص نے آپ سے درخواست کی کہ مجھے نصیحت فرمایئے آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی کارسازی پر نظر رکھو تاکہ نجات پاؤ۔ چنانچہ جب وہ شخص مر گیا تو کسی بزرگ نے اسے خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ اس نے کہا میں در بارِ خداوندی میں آلودہ گناہ اور معصیت پہنچا۔ وہاں پہنچا مگر محض اس خالص اعتقاد کی بدولت جو میں اللہ تعالیٰ کی کارسازی پر رکھتا تھا اس نے میرے تمام گناہ بخش دیئے۔

آپ کے چند اقوال یہ ہیں۔ ١- اہل زمانہ کی دوستی بازار کے فالودہ کی طرح رنگ میں اچھی اور مزے میں بری ہے۔ اس دنیا سے پرہیز کرو جس نے لوگوں کے دلوں کو مسخر کر لیا ہے۔ سب سے افضل خلوص ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ لوہے کی جوتی اور عصا بناؤ اور تمام دنیا میں پھر کر عبرت حاصل کرو، ہماری نعمتوں اور قدرتوں کا نظارہ کرو یہاں تک کہ جوتی گھس جائے اور عصا ٹوٹ جائے یعنی جہاں تک ہو سکے تدبر و تفکر سے کام لو۔

فصل پانچویں ——— حضرت حبیب عجمی رح

آپ ابتدا میں بڑے تونگر تھے اور بصرہ میں تجارتی کاروبار کیا کرتے تھے سود بھی لیا کرتے تھے اور اسی سود پر بہت حد تک گزارہ تھا۔ آپ روزانہ اپنے

سے وصولی رقم کا تقاضہ کرنے کے لئے روزانہ جاتے۔ اگر وہ سود ادا نہ کرتے تو اُن سے آمد و رفت کا خرچ طلب کرتے اور اسی سے اپنا گزارہ کرتے۔ حسب معمول ایک دن آپ ایک مقروض کے یہاں تقاضہ کرنے گئے مگر وہ گھر پر موجود نہ تھا۔ اس کی بیوی نے جواب دیا کہ میرا شوہر گھر پر نہیں ہے اور نہ میرے پاس کچھ ہے کہ میں ہی قرض میں سے کچھ دے دوں۔ البتہ آج ہم نے ایک بکری ذبح کی تھی۔ اس کی گردن باقی ہے اگر تم چاہو تو وہی لے سکتے ہو۔ چنانچہ آپ نے بکری کی گردن لے لی اور اُسے لیکر گھر آ گئے۔

گھر آ کر بیوی سے کہا کہ آج سود کے بدلہ یہ بکری کی یہ گردن ملی ہے اسی کو پکا لو۔ آپ کی بیوی نے کہا صرف گردن پکا کر کیا بنے گا۔ لکڑی اور روٹی بھی نہیں ہے۔ یہ سن کر آپ نے کہا اچھا میں جاتا ہوں۔ اور سود کی صورت میں ہی لکڑی اور روٹی بھی لاتا ہوں۔ چنانچہ ایک مقروض سے روٹی اور ایک سے لکڑی لے آئے۔ اب بیوی نے بکری کی گردن پکائی اور جب چاہا کہ کھانا تناول کریں تو کسی سوالی نے دروازہ پہ سوال کیا۔ آپ نے جواب دیا چلے جاؤ۔ تمہیں اس گھر سے کچھ نہیں مل سکتا۔ سائل جواب صاف سن کر نا اُمید واپس چلا گیا۔ اس کے واپس چلے جانے کے بعد جب آپ کی بیوی نے سالن نکالنے کے لئے ہنڈی میں چمچہ ڈالا تو قدرت خداوندی سے وہ گوشت خون کی صورت میں تبدیل ہو گیا یہ اپنی اور تعجب سے اپنے شوہر کو مخاطب کر کے

۳۰ کہا کہ دیکھو تمہاری کنجوسی و ظلم نے کیا رنگ اختیار کیا ہے حضرت حبیب عجمیؒ نے اس ہنڈی پر نگاہ کی تو واقعی اس میں خون پایا۔ یہ دیکھتے ہی آپ کے دل پر ایک چوٹ لگی۔ اسی وقت سچے دل سے توبہ کی اور راہ اطاعت اختیار کر لی۔ دوسرے دن آپ اپنے مقروضوں کی تلاش میں نکلے کہ اپنا سود چھوڑ دیں۔ اور اصل رقم واپس لے لیں۔ اس روز جمعہ تھا راہ میں بچے کھیل رہے تھے۔ جب اُن بچوں کی نظر آپ پر پڑی تو اٹھ کر کہنے لگے الگ ہٹ جاؤ حبیب سود خوار آ رہا ہے۔ اس کے پاؤں کی گرد ہم پر نہ پڑ جائے اور ہم بھی کہیں اس کی بدبختی کا شکار نہ ہو جائیں۔ بچوں کی یہ بات آپ کے دل پر تیر و نشتر بن کر لگی۔ جس غرض کے لئے گھر سے نکلے تھے وہ تو بھول گئے اور سیدھے حضرت خواجہ حسن بصریؒ کی مجلس میں حاضر ہوئے۔ ان کے ہاتھ پر بیعت کی اور سچے دل سے اپنی سابقہ معصیت شعاری اور غفلت و کوتاہی سے توبہ کی اور اور خدا سے عہد کیا کہ آج سے عارفان الٰہی کی راہ اختیار کروں گا۔

تائب ہونے کے بعد علوم باطنی کی حوصلہ مندانہ تکمیل

تائب ہونے کے بعد آپ کی زندگی میں ایک عظیم تغیر رونما ہو گیا۔ گویا ایک نئی زندگی پائی۔ حضرت خواجہ حسن بصریؒ کی روحانیت نواز مجلس سے روانہ ہوئے اور گھر کی راہ لی۔ راستہ میں ایک شخص جال لئے ہوئے جا رہا تھا۔ جونہی اس نے آپ کو دیکھا تو بھاگ پڑا۔ آپ نے کہا بھائی تمہیں بھاگنے کی ضرورت نہیں بلکہ مجھے تجھ سے بھاگنا چاہیئے تھا کہ مجھ جیسے گنہگار کا تم پر سایہ نہ پڑ جائے۔ آگے بڑھے تو پھر وہی لڑکے ملے۔ اُنھوں نے آپ کو دیکھتے ہی کہا کہ راستہ سے ہٹ جاؤ حبیب تائب ہو کر آ رہا ہے۔ اگر ہم گنہگاروں کی گرد اس پر پڑ گئی تو وہ گنہگار ہو جائیں گے۔ یہ سن کر آپ نے اپنے دل میں کہا کہ خداوندا! محض ایک ہی دن میں میری توبہ کا اثر تو نے اپنے دوستوں کے دلوں تک پہنچا دیا۔ اور میری نیکی کو ان پر ظاہر کر دیا۔

گھر پہنچنے کے بعد آپ نے لوگوں کو جمع کیا اور کہا جس کسی کا مال میرے پاس ہے وہ لے جائے چنانچہ ان کا مال ان کے حوالہ کر دیا اور اپنا تمام مال بھی راہ خدا میں لٹا دیا۔ جب آپ کے پاس کچھ نہ رہا تو ایک شخص آیا۔ اور اس نے اپنا حق مانگا۔ اور تو آپ کے پاس کچھ نہ تھا اپنا پیراہن اتار کر اُسے دے دیا۔ اس کے جانے کے بعد ایک اور دعوے دار آ گیا اُس کو آپ نے اپنی بیوی کی چادر دے دی اب دونوں میاں بیوی نیم برہنہ ہو گئے مگر کسی ایسی دولت کے حاصل ہو جانے سے مسرور تھے جس کے سامنے ہفت اقلیم کی بادشاہی بھی ہیچ ہے۔ اور وہ توکل و استغنا کی دولت ہے۔ اس دولت کو حاصل کر کے دریائے فرات کے کنارے ایک عبادت گاہ بنائی اور عبادت الٰہی میں مصروف ہو گئے۔

اس کے بعد آپ نے یہ روش اختیار کی کہ سارا دن حضرت خواجہ حسن بصریؒ کی مجلس میں رہ کر علم دین سیکھتے۔ معارف و حقائق سنتے اور رات کو حضوری خداوندی میں حاضر رہ کر عبادت الٰہی بجا لاتے۔ عرصہ تک آپ کا یہی حال رہا۔ ایک دن آپ کی بیوی نے کہا گھر میں خرچ بالکل نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ میں کام پر جاتا ہوں اور محنت مزدوری کر کے کچھ لاتا ہوں۔ چنانچہ آپ گھر سے یہ کہہ کر نکلے اور کسی گوشہ میں بیٹھ کر عبادت الٰہی میں مصروف ہو گئے۔ سارا دن اسی طرح مصروف رہے شام کو گھر آ گئے۔ بیوی نے سوال کیا کیا مزدوری لی۔ فرمایا میں نے جس کے ہاں مزدوری کی ہے وہ بڑا کریم ہے۔ مجھے مزدوری مانگتے ہوئے شرم آئی اور میں نے اُسی پر چھوڑ دیا۔ وہ خود جب چاہے گا دے دے گا اسی طرح آپ نے نو دن گزار دیئے اور بیوی سے یہ کہتے رہے کہ وہ دسویں دن مزدوری دے گا۔ دسویں دن آپ آہستہ آہستہ گھر تشریف لا رہے تھے اور سوچ رہے تھے کہ آج بیوی کو کیا کہہ کر بہلاؤں گا۔ اُدھر کریم کارساز نے اپنے کسی موکل کی معرفت آپ کے گھر آٹا، گھی، تین ہزار درم اور دیگر ضروریات کی چیزیں بھجوا دیں اور کہا کہ یہ دس دن کی مزدوری ہے اپنے شوہر سے کہدینا کہ اگر زیادہ کام کرو گے تو زیادہ مزدوری ملے گی۔

اُدھر حضرت حبیبؒ گھر کے پاس پہنچے تو عمدہ عمدہ کھانوں کی خوشبو آئی حیران تھے کہ آج کیا معاملہ ہے اندر پہنچے تو دیکھا کہ قسم قسم کے کھانے تیار ہیں۔ بیوی نے کہا جس کا تم کام کرتے ہو وہ بڑا نیک دل ہے وہ خود یہ دس دن کی مزدوری دے گیا اور کہہ گیا ہے کہ اگر زیادہ کام کرو گے تو زیادہ مزدوری ملے گی۔ آپ نے یہ ماجرا سنا تو اللہ تعالیٰ کی کارسازی اور فضل و کرم کا شکریہ

بجا لاسئے

شانِ توکل۔ آپ کا دولت خانہ بصرہ میں تھا۔ جو لباس ہوتا تھا آپ ہمیشہ ایک پوستین پہنے رہتے تھے۔ ایک دن وہ پوستین چھوڑ کر کہیں چلے گئے۔ اتنے میں اُدھر سے حضرت خواجہ حسن بصری رح آ نکلے۔ آپ کی پوستین پہچان کر وہیں کھڑے ہو گئے۔ کہ مبادا کوئی شخص اُٹھا کر نہ لے جائے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت حبیب رح بھی آ گئے۔ خواجہ حسن بصری رح نے فرمایا تم یہاں پوستین کس کے بھروسہ پر چھوڑ گئے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ اس کے اعتماد پر جس نے آپ کو اس کی حفاظت کرنے کے لئے یہاں بھیجدیا۔

منقول ہے کہ ایک دن مغرب کی نماز کے وقت حضرت خواجہ حسن بصری آپ کے عبادت خانہ کے پاس سے گزرے نماز پڑھنے کے لئے ٹھیر گئے۔ حضرت حبیب رح نے نماز شروع کر دی۔ خواجہ صاحب نے آپ کی غلط قرارت سن کر اپنی نماز علیحدہ پڑھ لی۔ اسی رات کو جب اللہ تعالیٰ سے راز و نیاز ہوا تو خواجہ حسن بصری رح نے عرض کی۔ الٰہی! تیری رضا کس بات میں ہے؟ جواب ملا۔ حسن رح تم نے میری رضا کو پالیا۔ مگر اس کی قدر نہ جانی۔ عرض کیا۔ وہ کیسے ارشاد ہوا کہ حبیب عجمی رح کے پیچھے نماز پڑھ لینا میری رضا تھی۔ مگر تم نے قرارت کی غلطی کی وجہ سے ایسا نہ کیا تم نے الفاظ کی غلطی پر تو نظر کی مگر نیت کی درستی کو نہ دیکھا۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رح ایک جگہ بیٹھے ہوئے گفتگو کر رہے تھے۔ اس اثنا میں حضرت حبیب رح بھی اودھر آ نکلے امام احمد بن حنبل رح نے کہا کہ ان سے کوئی ادق مسئلہ پوچھنا چاہئے کیونکہ ان لوگوں کی باتیں عجیب اور پر از حقائق ہوتی ہیں علیک سلیک کے بعد حضرت حبیب رح بیٹھ گئے۔ امام احمد بن حنبل رح نے دریافت کیا آپ اُس شخص کے حق میں کیا کہتے ہیں جس کی پانچ نمازوں میں سے ایک نماز قضا ہو جائے۔ مگر اس بات کو بھول جائے کہ کون سے وقت کی نماز قضا ہوئی ہے۔ فرمایا جس شخص کو ایسی بھول ہو جائے اس کا دل غافل ہے اور ایسے غافل شخص کو تنبیہ کرنی چاہئے کہ وہ حضور قلب کی کوشش کرے اور ساتھ ہی اُسے پانچوں نمازیں ادا کرنی چاہئیں۔ اس جواب سے حضرت امام احمد بن حنبل رح حیران رہ گئے۔ امام شافعی رح نے کہا کہ میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ ان سے کچھ نہ پوچھنا۔ یہ نہایت معقول جواب دیں گے۔

لکھا ہے کہ آپ کے تقویٰ کا حال یہ تھا کہ ایک کنیز آپ کے پاس تین سال رہی لیکن آپ نے اس کا منہ تک نہیں دیکھا اور اس لئے آپ پہچان بھی نہیں سکتے تھے کہ یہ میری لونڈی ہے یا کسی اور کی۔

فصل چھٹی ــــــــ حضرت فضیل بن عیاض رض

آپ کا نام فضیل رح اور کنیت ابو علی و ابو الفیض ہے۔ آپ کے والد کا نام عیاض ہے۔ اس وجہ سے آپ فضیل بن عیاض رح کہلاتے ہیں آپ مشائخ کبار میں سے ہیں۔

آپ کے مولد و مسکن کے متعلق اختلاف ہے۔ کوئی کوفہ بتلاتا ہے کوئی خراسان اور کوئی سمرقند۔ بعض کہتے ہیں آپ بخاری الاصل تھے۔ ابتدائے عمر میں آپ کا پیشہ رہزنی تھا۔ آپ اپنے علاقہ کے مشہور ڈاکو اور چوروں کے سردار تھے۔ لطف یہ ہے کہ آپ اس وقت بھی فقیرانہ لباس میں رہتے تھے، نماز باجماعت کے خود بھی پابند تھے اور اپنے ساتھی ڈاکوؤں کو بھی نماز کی تاکید کرتے اور جس کی نسبت معلوم ہوتا ہے کہ وہ نماز نہیں پڑھتا اس کو اپنے گروہ سے نکال دیتے۔ دستور یہ تھا کہ فقیرانہ لباس پہنے جنگل میں ڈیرہ ڈالے پڑے رہتے تھے۔ آپ کے ماتحت ڈاکو قافلوں اور مسافروں کا مال لوٹ کر لاتے اور آپ کے سامنے ڈھیر کر دیتے۔ اس میں سے جو چیز آپ کو پسند ہوتی خود رکھ لیتے اور باقی سب میں تقسیم کر دیتے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ یعنی نماز تمام برائیوں اور بے حیائیوں سے روک دینے والی چیز ہے۔ اگر نماز واقعی نماز ہو، یعنی حضور قلب کے ساتھ پڑھی جائے اور تمام ظاہری و باطنی آداب ملحوظ رکھے گئے تو فی الحقیقت نماز انسان کو تقویٰ و پرہیزگاری کی انتہائی بلندیوں پر پہنچا دیتی ہے کیونکہ حضورؐ نے فرمایا ہے نماز مومن کی معراج ہے۔ اور اگر نماز رسمی ہو اور محض اس لئے پڑھی جائے کہ نماز اچھی چیز ہے اس سے گھر میں اور روزی روزگار میں خیر و برکت ہوتی ہے، البتہ منہ دھل جاتے ہیں۔ برکت ۲۱ اچھی رہتی ہے اور بڑا ثواب ملتا ہے تو پھر وہ معصیت و شقاوت میں اور زیادہ اضافہ کر دیتی ہے اور لوگ نمازیں پڑھ پڑھ کر قانون اسلامی کو توڑتے اور مسجدوں میں دنگے فساد کر کے عاقبت خراب کرتے ہیں چونکہ حضرت فضیل رح کی نماز واقعی نماز تھی اس لئے دیکھئے نماز نے کیونکر ان کو علم و عرفان کی بلندیوں پر پہنچایا۔

ڈاکہ زنی کی حالت میں اسلامی اخلاق کی جلوہ باریاں۔ ایک دن مال سے لدا ہوا ایک قافلہ اُدھر سے گزرا تو آپ کے ساتھی جو اسی تاک میں لگے ہوئے تھے۔ قافلہ پر آ پڑے اور لوٹ مار شروع کر دی قافلہ کے ایک شخص نے جب یہ صورت دیکھی تو وہ اپنا مال بچانے کے لئے قافلہ سے علیحدہ ہو گیا تاکہ ڈاکوؤں کی آنکھ بچا کر اپنی نقدی کسی جگہ دفن کر دے اُسے حضرت فضیل سے واقفیت نہ تھی کہ یہ ڈاکوؤں کے سردار ہیں، اچانک ان پر نظر پڑ گئی۔ آپ کو ایک زاہد مرتاض سمجھ کر اپنا تمام حال بیان کر دیا کہ میں ڈاکوؤں سے بچ کر اس لئے قافلہ سے علیحدہ ہوا ہوں اور آپ کے پاس اپنی نقدی بطور امانت کے رکھ دی۔ آپ کے فرمان کے مطابق وہ اپنا مال ایک جگہ رکھ کر قافلہ میں آ ملا۔ ڈاکو خوب لوٹ مار کر کے واپس چلے گئے اب یہ شخص بھی مطمئن ہو کر اپنی نقدی لینے کے لئے حضرت فضیل رح کے پاس پہنچا یہاں آ کر دیکھا کہ وہی ڈاکو آپ کے سامنے لوٹ کا مال آپس میں تقسیم کر رہے

ہیں۔ دل میں کہا افسوس میں نے ایک زاہد مرتاض کی صورت سے دھوکہ کھایا۔ اور اپنا مال ایک ڈاکو کے حوالہ کر دیا۔ آپ نے اس شخص کو دیکھا تو اشارہ سے اپنے پاس بلا لیا۔ اور کہا کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا میں اپنی امانت واپس لینے آیا ہوں۔ آپ نے کہا جاؤ جہاں رکھی تھی وہیں سے جا کر لے لو۔ چنانچہ اس نے اپنی نقدی لے لی اور قافلہ میں آگیا۔ آپ کے ساتھی ڈاکوؤں نے تعجب سے کہا۔ بھلا آپ نے اس کا مال کیوں واپس کر دیا۔ فرمایا۔ اس شخص نے مجھ پر نیک گمان اور بھروسہ کیا تھا اور میں بھی اللہ تعالیٰ پر نیک گمان رکھتا ہوں۔ اس لئے میں اس کا مال کیسے رکھ سکتا تھا۔

اس واقعہ کے کچھ دن بعد آپ نے ایک اور قافلہ لوٹا جب ڈاکو آپس میں مال تقسیم کر کے کھانا بیٹھے تو سب ٹوٹتے ہوئے ایک شخص نے ان سے پوچھا تمہارا کوئی سردار نہیں؟ انہوں نے کہا ہے تو سہی مگر اس وقت وہ دریا کے کنارے نماز پڑھ رہا ہے۔ اس شخص نے کہا مگر اب تو نماز کا کوئی وقت نہیں۔ جواب دیا کہ وہ نفل نماز پڑھ رہے ہیں۔ پوچھا وہ کھانے میں کیوں نہیں شریک ہوتے؟ جواب دیا کہ وہ ہمیشہ نفلی روزے رکھتے ہیں۔ اس نے حیرانی سے پوچھا کہ یہ نماز و روزہ اور ڈاکوؤں کی سرداری۔ عجب معاملہ ہے کہ ان دونوں متضاد چیزوں کا آپس میں کیا تعلق؟ کہا مجھے اپنے سردار کے پاس لے چلو چنانچہ وہ اس کو حضرت فضیل کے پاس لے گئے اس نے آپ کے سامنے بھی اپنے تعجب کا اظہار کیا۔ آپ نے فرمایا کیا تم قرآن ۳۲
کریم جانتے ہو اس نے کہا ہاں جانتا ہوں۔ فرمایا۔ کیا تم نے یہ آیت پڑھی ہے وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا (اور دوسرے لوگ اقرار کیا انھوں نے اپنے گناہوں کا اور ملایا عمل صالح کو) وہ شخص اس آیت کو سن کر حیران رہ گیا۔ دل میں کہا یہ تو کوئی بڑا عارف و عابد ڈاکو معلوم ہوتا ہے۔

لکھا ہے کہ آپ اس رہزنی کی حالت میں بھی بڑے صاحب مروت تھے۔ کمزوروں، ضعیفوں اور عورتوں پر ہمیشہ رحم کرتے اور حتی الامکان ان کی امداد و اعانت فرماتے اور یہ سب کچھ علم قرآن اور نماز کا اثر تھا۔ مگر اتنا قوی نہ تھا کہ اس معصیت سے روک سکتا۔ جب آہستہ آہستہ قرآنی علم و عمل سے ایمان پختہ ہو گیا تو یکلخت کایا پلٹ گئی۔

آپ کے تائب ہونے کا واقعہ۔ ایک رات کا واقعہ ہے کہ حسب دستور آپ کی جماعت ایک قافلہ لوٹنے کی تاک میں تھی جب وہ قافلہ آپ کے نزدیک سے گزرا تو اس میں ایک شخص قرآن حکیم کی تلاوت کرتا ہوا جا رہا تھا اس کی زبان پر یہ آیت تھی:۔

اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ الخ	کیا ابھی ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے قلوب اللہ کے ذکر سے لرز جائیں۔ یا اللہ کے ذکر سے

جھک پڑیں۔

یہ خدائی آواز کانوں سے گزر کر تیر و نشتر کی طرح دل میں جا کر پیوست ہو گئی اور ایسی چوٹ لگی کہ غافل دل کی آنکھ کھل گئی سوچنے لگے فضیلؒ تو کب تک یہ ڈاکہ زنی کرتا رہے گا کب تک اللہ کے بندوں کو یوں ہی ستاتا رہے گا کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تو اس گنہگارانہ زندگی سے توبہ کر کے اپنے محبوب حقیقی کا سچا وفادار بن جائے۔ اس خیال نے ارادہ کی صورت اختیار کر لی ارادہ عزم بن گیا اور فوراً سچے دل سے توبہ کی۔ اپنے خدا سے عہد وفاداری کیا۔ اسی وقت دوڑتے ہوئے قافلہ کے قریب پہنچے اور کہا میں تمہیں بشارت دیتا ہوں۔ بےخوف و خطر چلے جاؤ۔ آج سے فضیل ڈاکو نے توبہ کر لی ہے۔

اس کے بعد آپ ہر اس شخص کے پاس پہنچے جسے آپ سے کوئی تکلیف پہنچی تھی۔ اور اس سے معافی مانگی یا اس کی تلافی کی اور اس طرح آپ نے آنے والی نسلوں کو بتلا دیا کہ توبۃً نصوحاً اسے کہتے ہیں اور سچی توبہ ایسی ہوتی ہے۔

ایک یہودی کو آپ سے کوئی رنج پہنچا تھا اس نے باوجود اصرار کے آپ کو معافی نہ دی۔ اس کو ایک کڑی شرط سے مشروط کر دیا۔ کہا میں آپ کو اس وقت معاف کروں گا جب اس ریت کے ٹیلے کو یہاں سے اٹھا دیں آپ نے اس شرط کو فوراً منظور کر لیا اور اللہ کا نام لے کر ریت اٹھانے پر کمر ہمت باندھ لی۔ سارا دن ریت کو اٹھا کر دریا میں ڈالتے اور رات کو اللہ کی عبادت میں مصروف رہتے۔ دوسری یا تیسری رات کا واقعہ ہے کہ قدرت نے دستگیری کی اور ایک ایسی ہوا چلی جس نے ساری ریت کو اڑا کر دریا میں ڈال دیا اور میدان صاف ہو گیا۔ یہودی نے یہ دیکھ کر پھر پینترا بدلا اور ایک شرط اور لگا دی کہا جب تک آپ میرا مال نہ دیں گے میں آپ کو معاف نہ کروں گا۔ قدرت اندر ہی اندر اس یہودی کو بھی راہ ہدایت پر لا رہی تھی۔ خود ہی کہا کہ تم یہ شرط پوری کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ میرے سرہانے کے نیچے سے تھیلی اٹھا کر مجھے دیدو۔ بس تمہاری شرط پوری ہو جائے گی۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا اب یہودی نے کہا۔ یہ شرط بھی پوری ہو گئی۔ پہلے مجھے مسلمان کرو اس کے بعد میں تمہیں مسلمان کروں گا۔ آپ نے اسے مسلمان کر دیا۔ اور اس نے آپ کو معاف کر دیا۔ یہودی نے کہا لو اب حقیقت حال اور قدرت کی کارسازی سنو میں نے توریت میں پڑھا تھا کہ جو شخص سچی توبہ کرتا ہے وہ اگر مٹی پر بھی ہاتھ ڈالتا ہے تو وہ سونا بن جاتی ہے میں نے اس بات کا امتحان کرنے کے لئے اپنے سرہانے مٹی کی تھیلی بھر کر رکھی تھی کہ اگر تمہاری توبہ سچی ہے تو وہ زر میں تبدیل ہو جائیگی چنانچہ ایسا ہی ہوا اور مجھے معلوم ہو گیا کہ تمہارا مذہب سچا ہے اور تمہاری توبہ سچی ہے۔

خلیفہ ہارون رشید اور حضرت فضیل ؒ۔ ایک دن خلیفہ ہارون الرشید نے اپنے وزیر فضیل برمکی سے کہا کہ میری طبیعت اس شاہانہ جاہ و جلال اور دنیوی انہماک سے اکتا گئی ہے میں کچھ روحانی غذا اور آرام و سکون حاصل کرنا

اعجاز نما قرآن مجید مترجم مفسر

ترجمہ اعجاز نما قرآن مجید میں حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا ہے جو لفظی ہونے کے باوجود بامحاورہ ہے اور زواید و قوسین کی تشنگی سے بے نیاز ہے، تفسیر حاشیہ پر حضرت علامہ وجدی مصری کی ہے جو بڑی اور سب سے آسان پوری کی پوری دے دی گئی ہے جسے علامہ موصوف نے زمانہ حال کے مسلمانوں کو قرآن مجید کا مفہوم سمجھانے کے لئے سالہا سال کی محنت کے بعد لکھا تھا۔ یہ تفسیر عربی میں تھی اس کا اردو ترجمہ حضرت علامہ آغا رفیق صاحب سے کرایا گیا ہے۔ حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند اور دیگر اکابر علماء اس ترجمہ کو پسند فرما چکے ہیں۔

مقدمہ۔ اعجاز نما قرآن مجید کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کے متعلق اتنے علمی تاریخی اور دینی مضامین کا ذخیرہ آپ کو کسی دوسرے مقدمۃ القرآن میں نہیں ملے گا۔ یہ مقدمہ پچاس سالہ مطالعۂ کلام اللہ اور جدید انکشافات کی روشنی میں کلام اللہ پر محققانہ غور و فکر کا نتیجہ ہے۔ کتابت کے اعتبار سے بھی اعجاز نما قرآن مجید لاثانی و بے مثل ہے۔ ہندوستان کے مشہور استاد جناب حاجی عبد الغنی صاحب خوشنویس نزہت رقم دہلوی خلف الرشید حضرت مولانا حاجی ممتاز علی صاحب مہاجر مکی نے اعجاز نما قرآن مجید کو لکھا ہے اور اپنے کمال فن کا آخری نمونہ پیش کیا ہے جس کو دیکھنے کے بعد آپ کا جی خوش ہوگا۔ یہ واقعہ ہے اور اس میں مبالغہ ذرہ برابر نہیں کہ قرآن مجید کا ایسا ایڈیشن دنیائے اسلام نے آج تک شائع نہیں کیا۔ آخر میں یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ اعجاز نما قرآن مجید کی صحت اکیاون جید حافظوں اور عالموں سے کی گئی ہے جن کی مہریں قرآن مجید پر ثبت ہیں۔ قیمت بلا جلد عہ مجلد پارچہ سفید ناروے کا کاغذ للعہ مجلد چرمی کامل [illegible] اعلیٰ ایڈیشن [illegible] مجلد علی [illegible] محصول ڈاک [illegible]

مختصر فہرست مضامین مقدمۃ القرآن اعجاز نما قرآن مجید مترجم مفسر

ملنے کا پتہ:- منیجر رسالہ پیشوا جامع مسجد دہلی

۴۳

اعجاز نما قرآن مجید پر علماء مشائخ لیڈر اور ایڈیٹران کرام کی رائیں

حضرت علامہ مفتی کفایت اللہ صدر جمعیۃ علماء ہند کی رائے

مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔
میں لکھنؤ چلا گیا تھا اس وجہ سے آپ کا رسالہ ترجمہ نہ دیکھ سکا۔ ابھی صرف ابتدائی دو صفحے دیکھ سکا ہوں مترجم نے صرف لفظی ترجمہ پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ خود بھی فوائد کا اضافہ کرتے ہیں۔ ان دو صفحوں میں ان کے ترجمہ کا طرز اور اضافہ فوائد کی نوعیت محل اعتراض نہیں ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

مصورِ فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کی رائے

"اعجاز نما قرآن مجید" جناب سید عزیز حسن صاحب بقائی ایڈیٹر رسالہ پیشوا دہلی نے، اعجاز نما قرآن مجید نہایت اعلیٰ اہتمام کے ساتھ شائع کیا ہے۔ جس کو میں نے غرۂ رمضان المبارک ۱۳۵۵ھ کی شام کو چاند دیکھنے کے بعد اول سے آخر تک سرسری نظر سے دیکھا اس قرآن مجید کے چار سو اٹھاسی صفحے اور علاوہ مقدمۃ القرآن کے، جس کا عدد سفید اور نفیس ہے، لکھا بہت عمدہ ہے۔ صحت کا اہتمام بھی بہت زیادہ معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اکیاون (۵۱) قاریوں اور حافظوں، اور مولویوں کے نام آخر میں درج ہیں، اور یہ لکھا گیا ہے کہ ان لوگوں نے اس قرآن مجید کی صحت میں حصہ لیا ہے۔ سرورق بہت خوبصورت ہے جس میں مذہبی تصور اور تزئین کی اعلیٰ شان پائی جاتی ہے۔ ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا ہے اور حضرت علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر بیان الفرقان کا مکمل اُردو ترجمہ حاشیہ پر ہے اور ایک سو چالیس صفحات میں علامہ آغا رفیق صاحب بلند شہری کا مقدمہ اُردو زبان میں ہے۔ جو اُردو زبان میں قرآن مجید کی نسبت ایک لاجواب چیز ہے کیونکہ اس مقدمہ میں نہایت اہم عنوانات کے تحت قرآن مجید کے حقائق و معارف کو عام فہم انداز سے بیان کیا گیا ہے۔

میں نے حروف مقطعات قرآن کو تمام و کمال پڑھا اور چند اور مضامین بھی دیکھے اور پسند کئے

قرآن مجید کی تمام سورتوں کے مسائل و احکام کو الگ الگ بہت مقبول ۴۶
طریقہ اور تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ جو ایک نئی اور مفید چیز ہے اور جس سے کم علم عورتوں اور مردوں اور بچوں کو بہت فائدہ پہنچ سکتا ہے اگر وہ اس پر توجہ کریں قرآن مجید کے مضامین کی فہرست بھی بہت اچھی ہے۔ اس معاملہ میں بہت لوگوں نے کوششیں کی ہیں لیکن آغا صاحب کا طرز بہت زیادہ عام فہم اور مفید ہے کیونکہ اس سے قرآن مجید کی ان آیات کا نکالنا آسان ہو جائے گا جو کسی خاص مضمون کے لئے درکار ہوں۔ بہرحال یہ مقدمہ اُردو زبان میں مفید مجموعہ ہے۔ تبلیغ و تفہیم مضامین قرآن مجید کے لئے یقیناً ایک بیش قیمت چیز مانا گیا ہے۔

حضرت علامہ فرید وجدی مصر کے مشہور عالم ہیں اور ان کی تفسیر بیان الفرقان فہم قرآن کے لئے بہت مفید ہے مگر آغا رفیق صاحب بلند شہری کا مقدمہ مجھ کو قرآن مجید کے حقائق و معارف کے بیان اور عام فہم بیان کے اعتبار سے علامہ وجدی کی تفسیر سے زیادہ اہم معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ دونوں چیزیں پہلی مرتبہ مجموعہ کا قرآن مجید میں شائع ہوئی ہیں

مسلمانانِ ہندوستان بقائی صاحب کی اس خدمت اسلام کی قدر کریں اور آغا رفیق صاحب کی یہ خدمت دین اور محنت تبلیغ قرآن مجید کا حق ادا کرنے اور معارف و ثبوت کے اعتبار سے جو مدد ہے بہت ہی اہم ہے حسن نظامی۔

پنجاب کے مشہور قوم پرست اخبار زمزم لاہور کی رائے

"اعجاز نما قرآن مجید"

سید عزیز حسن صاحب بقائی مدیر پیشوا قرآن اور حدیث کی کلی خدمت کے سلسلہ میں اس وقت تک بہت سا کام کر چکے ہیں۔ اس کی تازہ ترین کڑی قرآن مجید کا یہ ایڈیشن ہے جس کا متن صحیح، ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا اور حاشیہ پر علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر قرآن کا اُردو ترجمہ ہے جسے مولانا آغا رفیق صاحب بلند شہری نے اُردو میں منتقل کیا ہے۔ ترجمہ اور تفسیر دونوں استناد کے لحاظ سے بہت بلند ہیں اور اس قرآن مجید کا مطالعہ قرآنی بصیرت میں کافی اضافہ کا موجب ہو سکتا ہے۔ ترجمہ اور حاشیہ کے علاوہ جو چیز ہمیں سب سے زیادہ پسند آئی وہ ایک مبسوط مقدمۂ قرآن ہے جو ایک سو دس صفحے پر پھیلا ہوا ہے اور جس میں مولانا آغا رفیق بلند شہری نے خدا کی ہستی کے دلائل، قرآن مجید کے کلام الٰہی ہونے کا ثبوت، نبوت و وحی کی بحث، مضامین قرآن، تاریخ قرآن، خصوصیات قرآن، قرآن کی سورتوں کے فضائل، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی دلیلوں اور قرآنی نصوص کو جمع کر دیا ہے۔ یہ مقدمہ فی نفسہ بہت مفید شے ہے۔ اس کے علاوہ مضامین قرآن کی مکمل فہرست ہے جس میں مضامین کے باب باندھ کر ان تمام آیات کے حوالے دے دئے گئے ہیں۔ جن میں وہ مضامین وارد ہوئے۔ یہ فہرست قرآن کی بصیرت حاصل کرنے کا بہت مفید ذریعہ ہے مثلاً "باب علم" ہے اس میں ان تمام آیتوں کے حوالے ہیں جو علم کے لفظ اور مضمون سے متعلق ہیں۔ اسی طرح صفات و اسمائے الٰہی بہت اور تعلیمات قرآن کے تمام اجزاء، تقطیع بڑی۔ ہدیہ بلا جلد عہ

(اخبار زمزم لاہور ۷ نومبر ۱۹۳۶ء صفحہ ۵ کالم ۱)

جناب مولانا ابواللیث صاحب ندوی مدیر اخبار مدینہ لکھتے ہیں

"اعجاز نما قرآن مجید"

سید عزیز حسن بقائی مدیر رسالہ پیشوا ایک عرصہ سے اسلامی کتب اور ان کے اُردو تراجم کی اشاعت کی مفید خدمت انجام دینے میں مصروف ہیں مذکورہ بالا قرآن مجید کی اشاعت ان کی اسی خدمت کے سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے۔ اس قرآن مجید کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ متن میں مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا محققانہ اور مستند ترجمہ اور حاشیہ پر نہایت مفید تفسیری حواشی درج کئے گئے ہیں۔ جن میں علامہ فرید وجدی مصری کی قرآنی تحقیقات بھی شامل ہے۔ ابتدا میں جناب آغا رفیق صاحب بلند شہری کا ایک طویل مقدمہ بھی درج ہے جو قرآن اور مذہب اسلام کے متعلق بہترین معلومات کا حامل ہے ہم اُمید کرتے ہیں کہ یہ اعجاز نما قرآن مجید مسلمانوں میں مقبولیت حاصل کرے گا اور لوگ بقائی صاحب کی کوششوں کی پوری قدر کریں گے۔ ہدیہ عہ

(مدینہ بجنور ۱۳ جنوری ۱۹۳۷ء صفحہ ۵ کالم ۱)

مجاہد غیور حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی

جوائنٹ سکریٹری جمعیۃ علماء ہند و سکریٹری آل انڈیا تحفظ مسلمین دہلی تحریر فرماتے ہیں:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب سید عزیز حسن صاحب بقائی "مدیر پیشوا" نے اپنے مشہور "مکتبہ" سے اعجاز نما قرآن مجید طبع کرایا ہے جس کی سطور میں حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا ترجمہ ہے

اور حاشیہ پر مصر کے مشہور مصنف حضرت علامہ فرید وجدی کی تفسیر کا اردو ترجمہ۔ یہ ترجمہ جناب مولانا آغا رفیق صاحب بلندشہری نے کیا ہے۔

ترجمہ کے لئے حضرت تھانوی صاحب کا اسم گرامی کافی ضمانت ہے، اور تفسیر کے لئے علامہ فرید وجدی کی شہرت کفیل، اور اس کو عربی سے اردو کے قالب میں لانے کے لئے ادیب شہیر آغا رفیق صاحب کا نام نامی ہر طرح قابل اطمینان ہے۔

میں نے جستہ جستہ اس تفسیر کو پڑھا ترجمہ مستند اور قابل اعتبار ہے سید صاحب نے اشاعت کے سلسلے قرآن مجید ہر غریب وامیر مسلمان تک پہنچانے کے لیے ارزانی کا کافی لحاظ رکھا ہے۔

میں اپنے مسلمانوں سے خصوصیت کے ساتھ اپیل کرتا ہوں "جو ایک طرف قرآن عزیز کے ساتھ ساتھ ترجمہ اور جو دوسری طرف تفسیر چاہتے ہوں اور دوسری جانب زیادہ ہدیہ ادا کرنے سے بھی معذور ہوں" وہ ضرور بالضرور اس اعجاز نما قرآن شریف کو منگائیں۔

سید عزیز حسن صاحب بقائی اس توجہ اور محنت کے لئے قابل داد ہیں اللہ تعالیٰ اُن کی اس سعی کو کامیاب فرمائے۔

خادم ملت :- محمد حفظ الرحمن کان اللہ لہ از ندوۃ المصنفین دہلی

۱۹ - رمضان المبارک ۱۳۵۵ھ

محقق دوراں حضرت علامہ سعید احمد صاحب فاضل دیوبند

منشی فاضل مولوی عالم فاضل ایم اے لیکچرار سینٹ کالج و ایڈیٹر رسالہ برہان دہلی تحریر فرماتے ہیں:

جناب محترم حافظ سید عزیز حسن صاحب بقائی ایڈیٹر پیشوا نے اسلامی و دینی کتابوں کو اُردو کا جامہ پہنا کر کم سے کم قیمت میں شائع کرنے کا جو مبارک سلسلہ قائم کر رکھا ہے۔ اُس میں سب سے نمایاں اور حیرت انگیز تبلیغی کارنامہ اعجاز نما قرآن مجید کی اشاعت ہے قرآن شریف کے متن میں صحت کا خاص اہتمام کیا گیا ہے اور اس پر طرفہ یہ کہ بین السطور میں حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا ترجمہ ہے جو اپنے مستند اور درست ہونے میں کسی دلیل کا محتاج نہیں، بلکہ اس پر بھی اکتفا نہیں کی گئی۔ حاشیہ پر دور حاضرہ کے مشہور مصری عالم حضرت علامہ فرید وجدی کی تفسیر بیان الفرقان کو اردو میں ترجمہ کرکے چڑھایا گیا ہے ترجمہ کی درستی، سلاست اور روانی کے لئے جناب مترجم مولانا آغا رفیق صاحب بلندشہری کا نام نامی کافی ضمانت ہے، جو متعدد اور مفید مذہبی تاریخی کتابوں کے مترجم و مصنف کی حیثیت سے ارباب علم و ادب کے حلقہ میں محتاج تعارف نہیں ہیں، بید دونوں تفسیریں بذات خود نہایت مفید اور قرآنی مطالب و احکام کو آسان طریقہ سے سمجھانے میں مدد دینے والی ہیں۔ اس پر مستزاد یہ کیا گیا ہے کہ حضرت مترجم نے شروع میں ۴۴ صفحات کا مبسوط اور فہم قرآن کے لئے لاجواب مقدمہ لکھ کر اس اعجاز نما قرآن مجید کے ایڈیشن کی افادی حیثیت کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا ہے۔ یہ کہنا مبالغہ نہیں ہے کہ اس مقدمہ میں اُن تمام اُصولی باتوں کا ذکر آگیا ہے جن کا جاننا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے، اور جن کو پڑھ کر ایک مسلمان مسائل و اُصول دین سے خاصی واقفیت حاصل کر سکتا ہے مولانا آغا رفیق کا یہ کمال بہت زیادہ مستحق ستائش ہے کہ وہ دین کے پیچیدہ سے پیچیدہ مسئلہ کو بہت آسان طریقے سے سمجھا دیتے ہیں۔ مقدمہ کے اختتام پر قرآن مجید کے مضامین کی ایک مکمل فہرست مع سورتوں اور آیتوں کے حوالے کے دی گئی ہے جو ارباب تالیف و تصنیف اور حضرات علماء و طلبہ کے لئے بہت فائدہ مند ہے اور پھر لطف یہ ہے کہ ان تمام خوبیوں کے بالمقابل بہت ہی کم یعنی صرف عمر مجلد پر مجلد چرمی ہے۔ اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ محترم حافظ عزیز حسن صاحب کس قدر سرگرمی کے ساتھ اس قرآن شریف کو ایک بار ہر مسلمان تک پہنچا کر تبلیغ کا حق ادا کرنا چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ انھیں اور مولانا بلندشہری کو اجر جزیل عطا فرمائے اور ان حضرات کے کار خیر کے لئے بیش از بیش توفیق ارزانی کرے۔ آمین۔ میں تمام مسلمانوں سے عالم ہوں یا غیر عالم، غریب ہوں یا امیر پر زور درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس ایڈیشن کا ایک ایک نسخہ ضرور رکھیں۔ اس کے ہوتے ہوئے وہ بہت سی دینی کتابوں سے بے نیاز ہو سکتے ہیں مجھ کو امید قوی ہے کہ مسلمان اس کام کی قدر افزائی کرکے حافظ صاحب کو زیادہ سے زیادہ تبلیغی خدمات کرنے کا موقع دیں گے۔ والسلام

سعید احمد کان اللہ لہ ایڈیٹر برہان دہلی ۱۵

مشہور قوم پرور روزانہ اخبار قومی گزٹ دہلی کی رائے

"اعجاز نما قرآن مجید مترجم مفسر"

مدت سے ایک ایسے قرآن مجید کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی جس کا ترجمہ سلیس ہو، تفسیر عام فہم ہو اور جو ہدیہ میں ارزاں، تغیر انسانی اور افکار سے پاک ہو۔ ۴۴۶

خدا کا شکر ہے کہ اس ضرورت کو سب سے پہلے اور سب سے زیادہ مکمل طریقہ سے میرے دوست حافظ سید عزیز حسن بقائی ایڈیٹر "پیشوا" دہلی نے محسوس کیا اور اعجاز نما قرآن مجید مترجم مفسر صرف لیے ہے جو شائع کردیا۔ جو اس وقت میرے سامنے ہے۔ سب سے پہلے تو اس کی خوشنمائی اور دیدہ زیبی کو دیکھ کر میرا دل خوش ہوا اور اس کے بعد مقدمۃ القرآن (جو اپنی جگہ ایک مستقل کتاب ہے) پر نظر ڈالی فہم قرآن کے لئے اس سے زیادہ مکمل اور اس کے برابر طویل مقدمہ آج تک نہیں شائع ہوا۔ مقدمۃ القرآن کے سات باب ہیں۔ پہلے باب میں خدا کی ہستی کو دلائل عام طریقہ سے ثابت کیا ہے اور نبوت کی ضرورت اور ختم نبوت پر مکمل بحث کی گئی ہے۔ دوسرے باب میں قرآن مجید کی خصوصیات پر طویل اور مکمل بحث ہے۔ تیسرے باب میں قرآن مجید کے مضامین پر سیر حاصل بحث کرکے اور احکام و مسائل قرآن بیان کرکے سمندر کو کوزے میں بند کیا ہے۔ چوتھے باب میں صحف الٰہیہ کی تاریخ اور اشخاص و اقوام اور آثار قرآن کی تاریخ بیان کی گئی ہے۔ پانچویں باب میں تلاوت قرآن، فضائل قرآن، اور قرآن حکیم کا اثر منکرین قرآن پر بتایا گیا ہے۔ چھٹے باب میں فضائل قرآن اور ترتیب قرآن پر بحث کی گئی ہے ساتویں باب میں قرآن حکیم کے خواص و اعمال لکھے گئے ہیں اور اس کے بعد تیس صفحہ کی طویل فہرست مضامین ہے جس پر ایک نظر ڈالتے ہی جس حکم قرآن کی ضرورت ہو ایک منٹ میں مل جاتا ہے۔ یہ طویل اور مفید اور ضروری

مقدمہ اور فہرست مضامین قرآن حکیم اپنی جگہ مکمل تاریخ قرآن ہے جو اس سے پہلے اردو میں نایید تھی۔

ترجمہ حکیم الامت حضرت علامہ اشرف علی تھانوی کا ہے۔ جو اردو قرآن کے لئے مروجہ ترجموں میں سب سے بہتر تسلیم کیا گیا ہے۔

حاشیہ پر دنیائے اسلام کے مشہور عالم حضرت علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر بیان القرآن مکمل چڑھائی گئی ہے۔ علامہ فرید وجدی زمانۂ حال کے مشہور علماء میں سے ہیں جن کی رفعت و عظمت سے دنیائے اسلام بخوبی واقف ہے وہ ایک یگانۂ روزگار تصنیف دائرۂ معارف (انسائیکلوپیڈیا) کی دس ضخیم جلدوں کے مصنف ہیں جو علوم و فنون کا ایک نادر مجموعہ ہے اور جس نے عربی زبان کو مغربی زبان کے پہلو بہ پہلو کھڑا کر دیا ہے۔

حضرت علامہ ممدوح کی یہ تفسیر قرآن مجید کی صحیح تعلیم کا مفہوم معلوم کرنے کے لئے کامل ہے۔ یہ تفسیر پڑھ کر ہر مسلمان قرآن مجید کے احکام کا ماہر بن سکتا ہے اور قرآن حکیم کو اس کی اصلی اسپرٹ میں سمجھ سکتا ہے اس بے مثل قرآن شریف کی لکھائی چھپائی بہت اعلیٰ ہے اور تیرہ سو سال میں کلام اللہ کا یہ پہلا ایڈیشن ہے۔ جو زمانہ کی ضروریات کے مطابق شائع کیا گیا ہے۔ ضخامت تقریباً ... صفحے ہے۔ ہدیہ بہت ہی کم یعنی صرف ...

آل انڈیا مسلم لیگ کا علمبردار اخبار الامان دہلی کی رائے

"اعجاز نما قرآن مجید مترجم مفسر"

جناب حافظ سید عزیز حسن صاحب بقائی مالک و مدیر رسالہ پیشوا دہلی قابل مبارک باد ہیں کہ ان کی دیرینہ آرزو پوری ہوئی اور انھوں نے مسلمانوں کے سامنے قرآن مجید کا ایک ایسا نسخہ زر کثیر صرف کر کے پیش کیا ہے جسے بجا طور پر اعجاز نما قرآن مجید کا اعجاز نما نسخہ کہا جا سکتا ہے۔

یہ قرآن مجید مترجم ہے اس اعجاز نما قرآن مجید کا ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا ہے جو لفظی ہونے کے باوجود بامحاورہ اور زوائد و قوسین کی تشریح سے بے نیاز ہے۔ حاشیہ پر علامہ فرید وجدی کی سب سے بڑی اور سب سے آسان پوری کی پوری تفسیر دے دی گئی ہے۔ جسے علامہ موصوف نے زمانۂ حال کے مسلمانوں کو قرآن مجید کا صحیح مفہوم سمجھانے کے لئے سالہا سال کی محنت کے بعد لکھا۔ یہ تفسیر عربی میں تھی اور اس کا اردو ترجمہ حضرت علامہ آغا رفیق صاحب سے کرایا گیا ہے۔ آکا برعلماء اس ترجمہ کو پسند فرما چکے ہیں۔ اعجاز نما قرآن مجید کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ اس کے مقدمہ میں علمی، تاریخی اور دینی مضامین کا ذخیرہ دیا گیا ہے جو کسی مقدمۃ القرآن میں نہیں ملے گا۔ یہ مقدمہ صد ہا کتب متعلق توضیح کلام اللہ پر محققانہ غور و فکر کا نتیجہ ہے۔ کتابت کے اعتبار سے بھی اعجاز نما قرآن مجید لاثانی اور بے مثل ہے۔ ہندوستان کے مشہور نساخ جناب حاجی عبدالغنی صاحب خوش نویس نزہت رقم خلف الرشید

حضرت مولانا حاجی ممتاز علی صاحب مہاجر مکی نے اس کی کتابت کی ہے اور اپنے کمال فن کا آخری نمونہ پیش کیا ہے۔ اعجاز نما قرآن مجید کی صحت اعلیٰ جید حافظوں اور عالموں نے کی ہے جن کی مہریں قرآن مجید پر ثبت ہیں۔

ہمیں امید ہے کہ ملک اس نادر نسخہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھے گا اور ہر مسلمان اس سے مستفیض ہوگا۔

ایڈیٹر صاحب روزنامہ وحدت دہلی کی رائے

مکرم و محترم حافظ صاحب قبلہ سلام مسنون!

میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں کہ آپ اپنے ارادۂ نیک میں کامیاب ہوئے اور بطریق احسن کامیاب ہوئے۔ خداوند کریم اس کا اجر دین و دنیا میں آپ کو ضرور عنایت فرمائیں گے۔ آپ کے مرسلہ قرآن پاک کے نسخہ کو میں نے اپنی تلاوت کے لئے مخصوص کر لیا ہے۔

(مولوی) عبدالحمید (صاحب) شملوی ایڈیٹر روزنامہ وحدت دہلی

ایڈیٹر صاحب اخبار دین دنیا دہلی کی رائے

اعجاز نما قرآن مجید مترجم مع تفسیر

اعجاز نما مترجم قرآن مجید جس کو حافظ عزیز حسن صاحب بقائی مدیر رسالہ پیشوا نے شائع کیا ہے۔ ہماری رائے میں اپنی نوعیت کا اور اپنی قسم کا ہندوستان میں پہلا قرآن مجید ہے جسے ہر لحاظ سے اور ہر اعتبار سے نہایت مکمل کہا جا سکتا ہے کیونکہ اس کلام مجید میں وہ خصوصیات جمع کر دی گئی ہیں جو آج تک کسی قیمتی سے قیمتی قرآن مجید میں نہیں پائی گئیں۔ اس کلام اللہ کی خصوصیات ملاحظہ ہوں:۔

(۱) کسی کلام مجید کی سب سے بڑی خصوصیت جو شمار کی جا سکتی ہے وہ اس کا صحیح ہونا ہے۔ یہ خوبی اس کلام مجید میں موجود ہے کیونکہ تقریباً اکیاون حافظوں نے جن کے نام کلام مجید کے خاتمہ اوراق میں درج ہیں اس کلام مجید کی صحت کی ہے

(۲) صحت کے بعد خوشنمائی اور اعلیٰ کتابت و طباعت پر نظر جاتی ہے وہ چیز بھی اس میں موجود ہے۔

(۳) صحت اور خوشنمائی کے بعد ایک کلام مجید کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کا ترجمہ عام فہم ہو کہ ہر معمولی اردو داں سمجھ سکے۔ یہ خصوصیت بھی اس کلام مجید میں نمایاں ہے کیونکہ مولانا اشرف علی تھانوی کا ترجمہ جو سب سے زیادہ عام فہم ہے اس کلام مجید میں دیا گیا ہے۔

(۴) صحت خوشنمائی اور ترجمہ کے بعد تفسیر کی ضرورت ہوتی ہے چنانچہ یہ کلام اللہ حضرت علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر سے مزین ہے۔ جس کا اردو ترجمہ مشہور اردو زبان کے ادیب علامہ آغا رفیق صاحب نے کیا ہے۔

(۵) ان خصوصیات کے بعد کسی چیز کی ضرورت نہیں رہتی۔ لیکن پھر بھی ایک ایسی چیز اس کلام مجید میں ہے جو کسی کلام میں نہیں پائی۔

گئی۔ یعنی کلام اللہ کے مضامین کی مکمل فہرست اور قرآن پاک پر ایک مکمل مقدمہ جس کے مطالعہ کے بعد انسان کو معلوم ہوتا ہے کہ قرآن پاک کیا ہے اور اس کا کیا اعجاز ہے۔ یہ ایسی خصوصیات ہیں جو غالباً آج تک کسی کلام اللہ میں نہیں پائی گئیں اور اس کے ساتھ ہی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ کلام مجید ضرورت سے زیادہ لانبا چوڑا بھی نہیں ہے بلکہ نہایت موزوں تقطیع پر ہے۔ یعنی لمبائی ۱۱-۱ انچ ہے اور چوڑائی ۷-۱ انچ۔

ہدیہ اس قدر کم رکھا گیا ہے کہ ہم حیران ہیں کہ اس ہدیہ میں اتنا اچھا کلام مجید کیونکر دیا جا سکتا۔

(دین دنیا ۶۔ نومبر ۱۹۳۳ء صفحہ ۲ کالم ۲)

ایڈیٹر صاحب اخبار حمایت الاسلام لاہور کی رائے

"اعجاز نما قرآن مجید مترجم تفسیر"

پیشوا ایک ذی پر دہلی مذہبی تنظیموں کی اشاعت نے باعث مسلمانوں میں بہت زیادہ نیک نام ہے۔ اس نے اعجاز نما قرآن مجید کے نام سے اسی مہینہ ایک مترجم اور مفسر قرآن شریف شائع کیا ہے اور غالباً پیشوا بک ڈپو کا یہ اعجاز ہے کہ اس کی طرف سے اس قدر خوبیوں والا قرآن حکیم شائع کیا گیا۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی جیسے بزرگ محترم عالم دین اس کے مترجم ہیں ان کے ترجمہ کی خوبی کے متعلق کچھ کہنا آفتاب کو چراغ دکھانا ہے۔ حاشیہ پر مصر کے مشہور عالم حضرت علامہ فرید وجدی کی تفسیر بیان القرقان کا اردو ترجمہ دیا گیا ہے۔ یہ تفسیر حضرت علامہ نے موجودہ دور کے مسلمانوں کی ضروریات اور فہم و ادراک کو پیش نظر رکھ کر لکھی ہے اور عالم اسلام میں اسے بہت پسند کیا گیا ہے۔

یہ تفسیر گو پہلی تفسیروں کی طرح غیر ضروری تفصیلات کی حامل نہیں ہے لیکن قرآن کو سمجھنے کے لئے جن باتوں کی ضرورت ہے ان تمام پر حاوی ہے۔

اعجاز نما قرآن مجید میں ایک اور سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کے شروع میں مقدمۃ القرآن کے ماتحت ۱۱۲ صفحات میں قرآن حکیم سے متعلق تمام وہ معلومات درج کر دی گئی ہیں جن کا ایک مسلمان کے لئے جاننا نہایت ضروری ہے۔

ان تمام معلومات کا ماخذ اعجاز نما قرآن حکیم ہے اور اس طرح قرآن کو اچھی طرح سمجھانے کے لئے ناشر نے ہر امکانی کوشش کی ہے۔

جناب مولانا سید محمد حسن بقائی مالک پیشوا بک ڈپو اس خدمت قرآن پر مبارکباد کے مستحق ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ مسلمان اس اعجاز نما قرآن مجید کی قدر کریں گے اور کوئی اسلامی گھر اتنی بے شمار خوبیوں والے قرآن مجید سے خالی نہ رہیگا۔

معنوی محاسن کے علاوہ یہ قرآن حکیم بہت سے ظاہری محاسن کا بھی حامل ہے۔ سرورق نہایت خوبصورت رنگین ہے کاغذ سفید ولایتی کتابت و طباعت بہت عمدہ اور ضخامت ۸۸۴ علاوہ مقدمۃ القرآن صفحات ہے مگر ان تمام خوبیوں کے باوجود اس کی قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے رعایتی ناشر نے قیمت لاگت سے آدھی رکھی ہے خود انھیں یہ تین روپے میں پڑتا ہے مگر انھوں نے غریب مسلمانوں کو اس دولت گرانبہا سے مالامال کرنے کے

۱۳۹

لئے یہ نقصان اٹھایا ہے

(اخبار حمایت الاسلام لاہور ۳۔ نومبر صفحہ ۵ کالم ۲)

سب سے بڑی تفسیر اور عام فہم ترجمہ اور سب سے بڑا دیباچہ فہم قرآن کے لئے

اعجاز نما قرآن مجید

مضامین ۔۔ صفحہ ۱۱۲

قیمت ۱۲/۸

میں ہے۔ چند سطریں نمونہ کی موجود ہیں اس سے ترجمہ کا اندازہ ہو جائے گا اور تفسیر کا بھی ایک صفحہ میں پندرہ سطریں ہیں

تفسیر بیان الفرقان کامل

الحرف ان امن سے صدقین تک یہ العشرون اور یہ ہی آیات کا سلسلہ ہوتا ہے۔ مشرکو! خدا کی صفات پر غور کرو اور پھر یہ بتاؤ کہ جن بتوں کو تم پوجتے ہو وہ برتر ہیں یا وہ بزرگ اور برتر ذات بہتر ہے جس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا اور ان میں عجیب و غریب اور حکمت کی چیزیں رکھیں اور تمہارے لئے پانی برسایا اور اس پانی سے خوبصورت باغ اگائے اور اے مشرکو! ان باغوں کے درختوں کو نہیں اگا سکتے

أَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً

یا وہ ذات جس نے آسمان اور زمین کو بنایا اور اس نے آسمان سے پانی برسایا

فَأَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا

پھر اس کے ذریعہ سے ہم نے رونق دار باغ اگائے تم سے تو ممکن نہ تھا کہ ان کے درختوں کو اگا سکو

ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ۝ أَمَّنْ جَعَلَ

کیا اللہ کے ساتھ کوئی معبود ہے بلکہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ خدا کی برابر ٹھہراتے ہیں یا وہ ذات جس نے

الْأَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ أَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ

زمین کو قرارگاہ بنایا اور اس کے درمیان نہریں بنائیں اور اس کے لئے پہاڑ بنائے

ملنے کا پتہ:- مینجر رسالہ پیشوا جامع مسجد دہلی

قرآن شریف منگانے اور مدارس میں تقسیم کرنے میں صرف ناظرین پیشوا کے لئے بڑی آسانی ہوگئی اب آپ اس ہدیہ پر مترجم قرآن لے سکتے ہیں جو بڑے بڑے تاجروں کی لاگت

سے بھی کم ہو۔ لیکن یہ رعایت صرف ناظرین پیشوا کے لئے ہے اور یہ ان کے احسان کا ادنیٰ کرشمہ ہے جو کہ پیشوا کی ہزار ہا کوششں سنا دانستہ سنتے و بلیسوا کی بروقت امداد فرماتے ہیں خدا کے فضل سے آپ کی امداد اور میری محنت سے اب دوسرا قرآن شریف مترجم مفسر تیار ہوگیا ہے اور اس مرتبہ میں نے بشکرانۂ فضل ایزدی اور باحسان و امداد مین پیشوا نے یہ تہیہ کرلیا ہے کہ اگر حالات اجازت دیتے رہیں۔ تو یہ قرآن شریف بالکل اسی ہدیہ پر ناظرین پیشوا کو دے دوں جو خالصاً میرا خرچ ہوا ہے۔ حتیٰ کہ اشتہار اور اسٹاف کا بھی کوئی خرچ آپ سے نہ لوں مگر یہ سب کچھ پیشوا کے خریداروں کے ساتھ ہوگا جس کے لئے ان کا نمبر خریداری کا حوالہ ضروری ہے۔ یہ غریبوں کے سے ۔

آسان ترجمہ والا قرآن مجید

ہے ترجمہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب کا ہے حاشیہ پر ان ہی کی تفسیر موضح القرآن ہے۔ بڑی تقطیع ہے شروع میں بے شمار خوبیوں کا دیباچہ ہے جس میں سات باب ہیں۔ پہلے باب میں مذہب کی اور مذہبی کتابوں کی ضرورت ثابت کی گئی ہے اور دوسرے باب میں قرآن کے نزول اور حفاظت اور ترتیب پر بحث کی گئی ہے۔ تیسرے باب میں قرآن حکیم کی تلاوت کے احکام اور فضائل بتائے گئے ہیں۔ چوتھے باب میں اوقاف اور اشارات قرآنی کی تشریح ہے پانچویں باب میں قرآن شریف کی ہر سورت کے مجرب اور وظائف لکھے گئے ہیں جن کی ہر مسلمان کو قدم قدم پر ضرورت رہتی ہے۔ چھٹے باب میں قرآن حکیم کی ہر سورت کا نقش اور کلام اللہ کے تعویذ لکھے گئے۔ ساتویں باب میں پورے کلام اللہ کی فہرست مضامین بطور ابواب کے لکھی گئی ہے۔ قلم جلی ہے صحت اکیس علماء اور قاریوں نے کی ہے سفید نادرے کا کاغذ ہے۔ ہدیہ بلا جلد ۸ مجلد نقرئی کا دس آنے (۱۰/) حاشیہ دار عوامی بلا جلد ۱۰ مجلد نقرئی کار بارہ آنے (۱۲/) چند سطریں ذیل میں بطور نمونہ درج ہیں۔

الٓمّٓ ۝ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَكُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا

کیا یہ سمجھے ہیں لوگ کہ چھوٹ جاویں گے اتنا کہہ کر ہم یقین لائے اور اُن کو جانچ

یُفْتَنُوْنَ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ

نہ لیں گے اور ہم نے جانچا ہے اُن کو جو ان سے پہلے تھے سو البتہ معلوم کرے گا اللہ جو لوگ

صَدَقُوْا وَلَیَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِیْنَ ۝ اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ

سچے ہیں اور البتہ معلوم کرے گا جھوٹے کیا یہ سمجھے ہیں جو لوگ کرتے ہیں برائیاں

اَنْ یَّسْبِقُوْنَا ؕ سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ ۝ مَنْ كَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ

کہ ہم سے آگے نکل جاویں بری بات چکاتے ہیں جو کوئی توقع رکھتا ہے اللہ کی ملاقات کی سو اللہ کا وعدہ

لَاٰتٍ ؕ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ وَمَنْ جٰهَدَ فَاِنَّمَا یُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ؕ اِنَّ

آتا ہے اور وہ سنتا جانتا ہے اور جو کوئی محنت اٹھائے سو اٹھاتا ہے اپنے ہی واسطے

اللّٰهَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ

کو پروا نہیں جہان والوں کی اور جو لوگ یقین لائے اور کیے بھلے کام ہم اتار دیں گے

تفسیر موضح القرآن کامل

ف۲ پہلی دو آیتیں کہیں ایمان والوں کو جو گرفتار تھے کافروں کی ایذاء میں اور یہ آیت جو کافروں کو ستاتے تھے مسلمانوں کو ۱۲ منہ

ف۳ یعنی ایمان کی برکت سے نیکیاں ملیں گی اور برائیاں معاف ہوں گی۔ ۱۲ منہ رحمہ

ملنے کا پتہ ۔ مینیجر رسالہ پیشوا متصل جامع مسجد دہلی

چاہتا ہوں جسے کسی صاحبِ دل مرد خدا کے پاس لے چلو کہ روحانی غذا اللہ والوں
کے یہاں ہی میسر آتی ہے۔ وزیر نے کہا بہت بہتر۔ وزیر خلیفہ کو ہمراہ لئے
ہوئے حضرت سفیان عیینہؒ کے پاس پہنچا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ اندر سے آواز آئی کون
ہے؟ جواب ملا کہ امیر المومنین۔ سفیان نے کہا تم نے مجھے پہلے سے اس کی
خبر کیوں نہ دی۔ تاکہ میں ان کی خدمت میں خود حاضر ہو جاتا۔ خلیفہ نے یہ الفاظ
سن کر وزیر سے کہا چلو، یہاں میرے دردِ دل کا علاج نہ ہوگا جس صاحب دل
مرد خدا کی مجھے تلاش ہے یہ ان میں سے نہیں اور اب خلیفہ اور وزیر دونوں
حضرت فضیل بن عیاضؒ کے دروازہ پر پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ اندر سے
آواز آئی کون ہے؟ جواب ملا کہ امیر المومنین۔ آپ نے کہا امیر المومنین کو مجھ
سے کیا کام اور مجھے ان سے کیا مطلب۔ میری توجہ میں خلل اندازی نہ کیجئے
اور واپس تشریف لے جائیے۔ وزیر نے کہا آپ کو معلوم ہے امیر المومنین
صاحب امر ہیں اور اولی الامر کی اطاعت واجب ہے۔ آپ نے کہا یہ ٹھیک
ہے مگر مجھے پہلے خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کا حق ادا کر لینے دو۔ اس
کے بعد صاحب امر کی اطاعت بھی کر لوں گا۔ اب مجھے تکلیف نہ دو۔ (دیکھی
آپ نے سچے فقر و تصوف کی شان کہ خلیفہ وقت دروازہ پر کھڑا ہے۔
اور اس قدر بیباکی، لاپرواہی اور حق بیانی سے کام لے کر اسے اندر آنے کی
اجازت نہیں دیتے۔ دوسری طرف زرا اس زمانہ کا فقر و تصوف بھی دیکھ
لیجئے کہ کس طرح اغیار کی حکومت سے گٹھ جوڑ کیا جا رہا ہے اور ان کی حکام
کی رضامندی پر ترجیح دی جا رہی ہے) وزیر نے کہا یہ سب کچھ ٹھیک ہے
مگر ہم روحانی غذا حاصل کرنے کے لئے آئے ہیں ہمیں محروم نہ کیجئے اور اندر
آنے کی اجازت دیجئے۔ آپ نے فرمایا میں تمہیں اجازت نہیں دے سکتا
اگر بے حکمت اندر آنا چاہتے ہو تو آ جاؤ۔ چنانچہ امیر المومنین اندر داخل ہوئے
لیکن آپ نے فوراً شمع گل کر دی تاکہ ان کا چہرہ نظر نہ آئے خلیفہ نے ٹٹولا
[illegible] شروع کیا اور ان کا ہاتھ آپ کے ہاتھ سے مس
ہو گیا۔ حضرت فضیلؒ نے فرمایا ہاتھ کیا نرم ہے بشرطیکہ دوزخ سے بچا رہے
یہ کہہ کر آپ نے نماز شروع کر دی جب سلام پھیرا تو امیر المومنین نے کہا
اب تو آپ کا ہاتھ پکڑ لیا مجھے کچھ نصیحت کیجئے۔ آپ نے فرمایا لو سنو۔ تمہارا
باپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا تھا۔ اس نے ایک مرتبہ درخواست
کی کہ مجھے کسی قوم پر حاکم بنا دیں۔ حضور نے فرمایا میں نے تمہیں تمہارے نفس
پر امیر مقرر کیا۔ کیونکہ دوسروں پر حکومت قیامت کے دن ندامت کا باعث
ہوگی اور سنو۔ جب حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو تخت پر بٹھایا گیا تو انہوں نے
چند اکابرین کو جمع کیا اور کہا کہ مجھے اس اہم بوجھ کے نیچے دبا دیا گیا ہے اب
میری رہائی کی کیا تدبیر ہے۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا۔ اگر تم
قیامت کے روز خلاصی حاصل کرنا چاہتے ہو تو ہر ضعیف العمر مسلمان کو اپنا باپ
سمجھو۔ جوانوں کو اپنا بھائی اور چھوٹوں کو اپنی اولاد تصور کرو، عورتوں کو ماں
بہن اور بیٹی سمجھو۔ اور ان سے اسی طرح سلوک کرو۔ اس کے بعد حضرت فضیلؒ
نے مزید فرمایا۔ تمام اسلامی علاقہ تمہارا گھر ہے [illegible]
[illegible] اولاد کے ساتھ [illegible]
[illegible]
کیا آپ [illegible] قیامت کے دن [illegible] کے لئے
اپنے رب کا [illegible] جائے گا
اگر [illegible] ایک بوڑھی عورت رات کو بھوکی سو جائے گی تو
[illegible]
[illegible]
سنے تو امیر المومنین [illegible] آپ نے فرمایا [illegible]
جس نے [illegible] بلکہ [illegible] اور تمہاری قوم [illegible]
[illegible] مجھے [illegible] تو مجھے [illegible]
کے نام سے [illegible]

اس کے بعد خلیفہ نے کہا کہ بہت کچھ روحانی غذا مل گئی۔ اب آپ سے
مجھے [illegible] بتلائیے کہ کیا آپ کی کوئی حاجت
ہے جسے میں پورا کر دوں۔ آپ نے فرمایا [illegible] کوئی حاجت [illegible]
[illegible] وہ فقط اس کی عبادت و اطاعت
ہے۔ [illegible] میرا [illegible]
مطلب آپ کے اور خدا کے متعلق [illegible]
فرمایا [illegible] قسمت کافی [illegible]
ایک ہزار درہم کی تھیلی نذر کی اور کہا [illegible] قبول
فرمائیں [illegible] میری تمام نصیحت بیکار گئی اور تم پر ذرا
بھی اثر نہ ہوا۔ میں تمہیں نجات کی طرف بلاتا ہوں [illegible]
چاہتے ہو یہ سب کچھ حقدار کو [illegible] اس کو [illegible] جس کو
دینا چاہئے۔ اس کے بعد خلیفہ [illegible]
واپس چلا آیا اور کہا واقعی یہ صاحب دل بزرگ ہیں۔

حضرت فضیلؒ کی پاک و مقدس زندگی کا یہ ایمان افروز اسلامیت
پرور اور سیاست آموز واقعہ ہے جس نے اسلامی حکومت کی روح کو دنیا کے
سامنے پیش کر دیا [illegible] دربار کے تکلفات کو عجیب دل پذیر انداز
میں [illegible] اور دنیا والوں کو بتلا دیا کہ فقر محمدی کے علمبردار وہ
لوگ ہیں جن کے قدموں میں بادشاہوں کے تخت و تاج یوں رلا کرتے ہیں۔
کاش [illegible] اس کی قدر کرے، فقر و تصوف کی حقیقت
کو سمجھے [illegible] اور اپنے فرائض حیات کو جان لے۔

حضرت فضیل [illegible] واقعہ کو ذکر کرنے کے
بعد جی نہیں چاہتا کہ کسی اور چیز کو سلاطین ہند کے سامنے پیش کر کے آپ کے

سوانح حیات کی قدر و قیمت کو گھٹایا جائے مگر چونکہ اس واقعہ سے صرف اسلامی کمزوریت پر روشنی پڑتی ہے۔ اور عوام کو کوئی خاص عبرت اسلامی معاشرت کے بارے میں حاصل نہیں ہوتی۔ اس لئے بادل ناخواستہ آپ کی زندگی کے چند واقعات اور پیش کئے جاتے ہیں۔

آپ کا جذبہ رضا بالقضا۔ حضرت بشر حافی رح فرماتے ہیں کہ میں نے آپ سے دریافت کیا . . . . . . زیادہ بہتر ہے یا رضا؟ فرمایا کہ رضا بہتر ہے۔ کیونکہ رضا کا طالب اپنے اصل مرتبہ سے زیادہ کا طالب نہیں ہوتا یہ جذبہ تو آپ میں کس حد تک تھا اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگائیے۔ لکھا ہے کہ تیس سال تک آپ کو کسی نے ہنستے نہیں دیکھا لیکن جس دن آپ کا فرزند دلبند فوت ہوا تو آپ ہنستے تھے۔ لوگوں کو تعجب ہوا اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس کی موت پر راضی تھے اور میں ان کی رضا پر راضی ہوں میں اپنے تبسم سے اس چیز کا ثبوت دے رہا ہوں۔

ایک مرتبہ آپ میدان عرفات میں کھڑے خلق خدا کا نظارہ کر رہے تھے۔ ایک شخص نے دریافت کیا۔ آپ لوگوں کے متعلق کیا دیکھ رہے ہیں آپ نے فرمایا کہ اگر فضیل ان میں موجود نہ ہوتا۔ تو یہ سب بخشے جاتے اس نے پوچھا یہ کس طرح۔ ہم ڈرنے والوں کو نہیں دیکھتے۔ آپ نے فرمایا۔ اگر تم ڈرنے والے ہوتے تو وہ تم سے پوشیدہ نہ ہوتے کیونکہ خائف کو خائف ہی پہچان سکتا ہے۔ اور غمگین کو غمگین پھر لوگوں نے آپ سے پوچھا ۴
کہ آدمی حق تعالیٰ کی محبت میں انتہا درجہ پر کس وقت پہنچتا ہے؟ فرمایا جب منع اور عطا اس کے لئے دونوں برابر ہو جائیں یعنی اگر اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں سے اُسے سرفراز کریں تب بھی اس کی محبت و اطاعت باقی رہے اور اگر نہ دیں تب بھی وہی حالت باقی رہے۔ اس کے لئے فقر و غنا کی دونوں حالتیں یکساں ہو جائیں۔ وہ ہر حال میں اپنے مولا کی رضا پر راضی رہے اور سر اطاعت حضور خداوندی میں جھکا رہے۔

اسی موقعہ پر ایک شخص نے پوچھا دین کی اصل کیا ہے۔ فرمایا عقل عقل کی اصل علم اور علم کی اصل صبر ہے۔ ان باتوں میں آپ نے تمام معارف و حقائق اور فرائض عبدیت کو بیان کر دیا۔

آپ کے اقوال۔ آپ کے اقوال حکمت و معرفت کی کان ہیں اور اس قابل ہیں کہ ہر مسلمان اُن کو آویزہ گوش بنائے ہم آپ کے دریائے علم و عرفان میں سے چند قطرے آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں جو اخلاقی اور روحانی تشنگی دور کرنے کے لئے کافی ہیں اور ان کے ذریعہ آپ دین و دنیا کی دولتیں حاصل کر سکتے ہیں۔

(۱) دنیوی امارت کا خواہشمند خوار ہوتا ہے۔

(۲) تابع بنو۔ متبوع نہ بنو۔ کیونکہ یہ پسندیدہ ہے۔

(۳) جو شخص خلوت و تنہائی سے دکھ اٹھاتا ہے وہ سلامتی سے بعید ہے۔

(۴) جو شخص خدا سے ڈرتا ہے اس کی زبان گونگی ہو جاتی ہے۔

(۵) جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو اپنا دوست بناتے ہیں تو اس کو بہت سی تکلیفوں میں مبتلا کر دیتے ہیں اور جسے دشمن بناتے ہیں اس پر دنیا کو فراخ کر دیتے ہیں۔

(۷) جو خدا سے ڈرتا ہے اُس سے تمام جہان ڈرتا ہے اور جو شخص خدا سے نہیں ڈرتا اُس سے کوئی چیز نہیں ڈرتی

(۸) انسان پر خوف خدا اس کے علم کے مطابق ہوتا ہے اور زہد اس کی رغبت کے موافق۔

(۹) نرم کپڑے اور لذیذ کھانے کی عادت نہ ڈالو کیونکہ اگر کل کو تم اس لذت اور عادت سے محروم کر دئے گئے تو کیا کرو گے؟

(۱۰) تین چیزوں کی تلاش نہ کرو کیونکہ وہ نہیں مل سکتیں ایسا عالم جس کا علم میزان میں پورا اترے۔ اگر تم ایسا عالم تلاش کرتے رہو گے تو بے علم رہ جاؤ گے۔ دوسرے ایسا عامل نہ ڈھونڈو جو مخلص ہو ورنہ بے عمل رہ جاؤ گے تیسرے بے عیب بھائی کو تلاش نہ کرو ورنہ بغیر بھائی کے رہ جاؤ گے۔

(۱۱) اللہ تعالیٰ ایسے آدمی پر لعنت بھیجتے ہیں جو زبان سے کسی کو دوست رکھتا ہو، مگر دل میں اُس کا دشمن ہو

(۱۲) دو خصلتیں انسان کے دل کو فاسد کر دیتی ہیں بہت کھانا اور بہت سونا۔

آپ کے خلفاء اور وفات۔ سیرۃ الاقطاب میں لکھا ہے کہ آپ کے پانچ خلفاء تھے۔ اول حضرت ابراہیم ادہم بلخی رح دوم شیخ محمد زین شیرازی رح سوم خواجہ بشر حافی رح۔ چہارم ابی رجاء عطاری رح پنجم عبداللہ سیاری رح۔

مناقب المحبوبین میں آپ کی وفات کی صورت یہ لکھی ہے کہ مکہ معظمہ میں آپ نے سورۃ القارعہ کو سن کر ایک نعرہ لگایا اور جاں بحق ہو گئے تاریخ وفات سوم ربیع الاول ۱۸۷ھ ہجری مرقوم ہے۔ آپ کی قبر مکہ معظمہ جنت المعلیٰ میں حضرت بی بی خدیجۃ الکبریٰ رض کی قبر کے نزدیک ہے آپ کے ہم عصر ابراہیم ادہم رح، بشر حافی رح، سفیان ثوری رح اور داؤد طائی رح تھے۔

تذکرۃ الاولیاء میں ہے کہ آپ کی وفات کے وقت آپ کی دو بیٹیاں زندہ تھیں۔ آپ نے اپنی بیوی کو وصیت فرمائی کہ میرے کفن و دفن سے فارغ ہونے کے بعد ان دونوں لڑکیوں کو کوہ بوقبیس پر لیجا، اور آسمان کی طرف منہ کر کے کہنا کہ خداوندا فضیل نے اپنی مقدور کے موافق ان پناہ گزینوں کو اپنے پاس رکھا لیکن اب جبکہ تو نے اس کو قبر میں قید کر دیا ہے تو وہ ان پناہ گزینوں کو واپس تیرے حوالہ کرتا ہے آپ کی زوجہ نے ایسا ہی کیا ابھی آپ مناجات کر ہی رہی تھیں کہ وہاں سے امیر یمن کا گزر ہوا جس نے تمام حال پوچھ کر لڑکیوں کو اپنی کفالت میں لے لیا اور اُن کی والدہ کی رضامندی سے ان کا نکاح اپنے بیٹوں سے کر دیا +

تیسرا باب

فصل پہلی ——— حضرت سلطان ابراہیم ادہم بلخیؒ

آپ کا نام ابراہیم، کنیت ابواسحٰق اور لقب امان الارض ہے۔ آپ بلخ کے بادشاہ تھے۔ اور آپ کے آباؤ اجداد بھی بادشاہان بلخ تھے۔ آپ کے والد کا نام ادہم بن سلیمان بن منصور ہے اور وہ شیخ فاروقی ہیں اور ان کا نسب حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک بدین ترتیب پہونچتا ہے

سلطان ابراہیم بن ادہم بن سلیمان بن ناصر بلخی، او بقول منصور بلخی بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہم

ترک سلطنت و حصول علم۔ منقول ہے کہ آپ نے حضرت خضر علیہ السلام کی ہدایت پر سلطنت کو ترک کر دیا۔ اس کے بعد آپ حضرت امام اعظمؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اور علم شریعت حاصل کیا۔ علوم شریعت کی تحصیل کے بعد حضرت فضیل بن عیاض کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے بیعت کرکے علم طریقت کی حوصلہ مندانہ تکمیل شروع کر دی نیز آپ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور ابو یوسف غسولی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں بھی رہے بالآخر حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔

مرآت المجوبین میں لکھا ہے کہ آپ کو تین بزرگوں سے فیض باطنی حاصل ہوا اول حضرت خضر علیہ السلام۔ دوم حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے اور سوم حضرت فضیل بن عیاض سے۔

کسب معاش اور نفس کشی۔ علوم شریعت و طریقت کی تکمیل کے بعد کہ راہ الٰہی میں پہلا قدم مسعود تھا، آپ نے عبادت و ریاضت کا سلسلہ جاری کیا تاکہ نفس سرکش کو رام کرکے نفس مطمئنہ بنائیں۔ اس لئے آپ نے صحرا نوردی کو اختیار کیا۔ اسی دوران میں آپ نواح نیشاپور میں پہونچے اور ایک مشہور اور بھیانک غار میں تقریباً نو سال تک عبادت و ریاضت کرتے رہے اور قوت لایموت کے لئے یہ انتظام کیا کہ جمعہ کو غار سے باہر نکلتے جنگل سے لکڑیاں اکٹھا کرتے سر پر اٹھا کر نیشاپور لاتے اور انہیں فروخت کرکے جو کچھ حاصل ہوتا۔ ان میں سے نصف راہ خدا میں خیرات کر دیتے اور باقی نصف کی روٹیاں خرید لیتے۔ پھر جمعہ کی نماز پڑھکر اپنے غار میں آجاتے۔ اور عبادت الٰہی میں مصروف ہو جاتے اور اگلے جمعہ تک وہی روٹیاں کھاتے رہتے۔

ایک دفعہ سخت سردی کے دوران میں آپ کے وضو کا پانی جم گیا۔ آپ نے اسی پانی کو توڑ کر اور کسی طرح پگھلا کر اسی سے وضو کر لیا۔ صبح کا وقت تھا۔ سردی کڑاکے کی پڑ رہی تھی آپ کو سردی نے ستانا شروع کیا اور دل نے چاہا کہ اگر اس وقت آگ ہوتی۔ تو اسی سے اپنا بدن گرم کر لیتا۔ مگر وہاں آگ کہاں تھی آپ نماز میں مشغول ہو گئے۔ حالت نماز میں ہی آپ کو ایسا محسوس ہوا کہ گویا کسی نے پوستین پہنا دیا ہے اور اس کی وجہ سے آپ گرم ہو گئے ہیں جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو دیکھا کہ ایک اژدھا ہے جس سے آپ کو گرم کر رکھا گیا تھا۔ آپ کے دل میں خوف پیدا ہوا۔ اور فرمایا الٰہی! تو نے صورت لطف میں اس کو بھیجا تھا مگر میں اس کو صورت قہر میں دیکھ رہا ہوں۔ اسی وقت اس اژدہے نے اپنا چہرہ زمین پر ملا گویا قدمبوسی کی اور غائب ہو گیا۔

کسر نفسی کا ایک عجیب واقعہ۔ اللہ تعالیٰ کی محبت و اطاعت کے راستہ میں سب سے زیادہ خلل انداز ہونے والا اور رکاوٹ ڈالنے والا نفس سرکش ہے اس لئے اسلامی تصوف میں اسی کو مطیع و منقاد بنانے پر تمام زور صرف کیا جاتا ہے اور اسے مہذب بنانے کے لئے سخت سے سخت طریقہ بزرگان دین نے ایجاد کئے ہیں تاکہ اس کی سرکشی و شرارت دور ہو جائے۔ اور ہر ایک طالب مولیٰ مطمئن ہو کر عبادات الٰہی بجا لائے۔ مگر یاد رہے کہ نفس کشی اور ترک دنیا میں بہت بڑا فرق ہے اس کو ملحوظ نہ رکھنے کی وجہ سے متاخرین نے اسلامی فقر و تصوف کو جوگیوں اور راہبوں کی شکست خوردہ ذہنیت کے تصورات سے مکدر و ملوث کر دیا۔ اور آج یہی معجون مرکب اسلامی تصوف سمجھا جا رہا ہے لیکن بزرگان دین جن کے سوانح حیات آپ کے سامنے ہیں ان کے یہاں نفس کشی کا وہ مفہوم نہ سمجھا جاتا تھا۔ جو آج سمجھا جا رہا ہے ان کی نفس کشی کی غرض محض یہ تھی کہ حقوق الٰہیہ اور حقوق العباد کی ادائگی ۴۳
کی راہ میں نفس شریر خلل انداز نہ ہو سکے۔ اس کی قوت کو سخت سخت ریاضات سے توڑ دیا جائے اور بس۔

آگے چل کر اور بھی فقرائے اسلام کے سوانح حیات بیان ہونگے اور ان میں نفس کشی کے واقعات بھی بیان ہوں گے۔ اس لئے ناظرین مذکورۂ بالا مفہوم کو ملحوظ رکھ کر ان کا مطالعہ کریں۔

نقل ہے کہ حضرت ابراہیم بن ادہمؒ چالیس سال تک پیہم گریہ و زاری اور صحرا نوردی کرتے رہے۔ اسی دوران میں آپ مکہ معظمہ کے قریب پہونچے اور آپ کی تشریف آوری کی خبر بزرگان حرم کو پہونچی تو وہ سب آپ کے استقبال کے لئے آئے جب اس بات کا آپ کو علم ہوا کہ بزرگان حرم میرے استقبال کیلئے آرہے ہیں۔ تو اس اندیشہ سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ نفس سرکش جو بڑی مشکل سے قابو میں آیا ہے بے قابو نہ ہو جائے اور وہ اپنے آپ کو بڑا سمجھنے لگے۔ آپ قافلہ سے علیحدہ ہو گئے تاکہ آپ کو کوئی پہچان نہ سکے بزرگان حرم کے مریدین آگے آگے تھے۔ راستے میں حضرت ابراہیم سے ملے اور پوچھا۔ کہ ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ کتنی دور ہیں، ان کے استقبال کے لئے بزرگ آرہے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ شاید آپ کے بزرگوں کو اس بات کا علم نہیں کہ اس کے جاننے والے بزرگ اسے زندیق سمجھتے ہیں۔ یہ سن کر ان لوگوں کو بڑا غصہ آیا۔ ان کو خوب پیٹا اور کہا تو ایک بڑی ہستی کو زندیق کہتا ہے

مذاق تو خود ہو گا۔ آپ نے فرمایا۔ میں بھی وہی کہتا ہوں۔ جب وہ آپ کے پاس سے گزر گئے۔ تو آپ نے اپنے نفس کو مخاطب کر کے کہا۔ بتلا اب بھی [illegible] خیال کرانے کی ہوس ہے۔ اپنی ہوس کی سزا پائی؟ خدا کا شکر ہے کہ مجھے تیرے مقصد میں کامیاب نہ ہونے دیا۔ اور تو مشائخین حرم کے ہتھوں کا لطف نہ اٹھا سکا۔ [illegible] آپ حرم میں پہونچے۔ اور وہیں مقیم ہو گئے [illegible] اپنا پیٹ [illegible] اپنے ساتھیوں کا پیٹ بھرتے اور عبادت الٰہی میں [illegible]۔

بچھڑے ہوئے بیٹے کی درویش باپ سے ملاقات کہتے ہیں کہ جب آپ نے بلخ کی بادشاہی ترک کی تو آپ کا بیٹا ابھی شیر خوار تھا۔ جب یہ بچہ جوان ہوا تو اس نے [illegible] کہا۔ میرا باپ کہاں ہے [illegible] ان کی بیقراری اور کیفیت و محبت کا کیا عالم ہو گا۔ بیٹا بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش میں آیا۔ تو باپ نے سب سے پہلے یہ پوچھا۔ کہ تم کس مذہب پر ہو؟ اس نے جواب دیا۔ اسلام پر۔ فرمایا۔ الحمد للہ۔ کہ بیٹے تم نے اسلام کو پایا۔ اور تم اسلام کی آغوش میں پل کر جوان ہوئے۔ پھر پوچھا۔ کہ تم نے قرآن مجید بھی ۴۴۴
پڑھا ہے کہ اسلام کا پہلا سبق حصول علم ہے؟ بچے نے جواب دیا۔ ہاں میں نے قرآن کریم بھی پڑھا ہے۔ جو تمام علوم شریعت و طریقت کا منبع و مخزن ہے۔ آپ نے فرمایا۔ الحمد للہ۔ اس کے بعد آپ نے اٹھ کر جانا چاہا لیکن بچے نے پکڑ لیا۔ کہتے ہیں کہ آپ نے آسمان کی طرف منہ کر کے فرمایا۔ الٰہی اغثنی۔ اسی وقت آپ کے بیٹے نے پہلو میں [illegible] جان دے دی۔

آپ فرماتے ہیں مجھے پندرہ سال تک سخت مصیبت و تکلیف و مشقت کی تب کہیں جا کر یہ آواز آئی [illegible] عبادت کیا کرتا تھا یہاں تک کہ ایک رات جبکہ بارش ہو رہی تھی مجھے یہ موقع میسر آ گیا۔ میں نے کعبہ کے پردے کو پکڑ کر اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کی۔ آواز آئی تمام مخلوق یہاں آ کر مجھ سے یہی چاہتی ہے۔ اگر میں سب کو بخش دوں تو میری غفاری، غفوری، رحمانیت، اور رحیمیت کدھر جائے گی۔ میں نے کہا۔ خداوندا! تو صرف میرے گناہ بخش دے۔ آواز آئی۔ ہم سے دوسری مخلوق کے متعلق بات کرو۔ اپنے متعلق کچھ نہ کہو۔ غیرت منع [illegible] دوسروں کو کرنا ہے۔

درویشی کی قدر و قیمت۔ [illegible] دولت فقر اور [illegible] درویشی علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل اور مجاہدہ و نفس کشی کے بغیر یونہی محض کپڑے رنگ لینے، تسبیح ہاتھ میں رکھنے اور دو چار نعرے لگانے سے ملتا ہے۔ یا وراثت میں باپ سے بیٹے کو مل جاتا ہے یا کوئی بزرگ ایک نظر میں رنگ دیتا ہے۔ ایسے لوگوں کو ان بزرگان دین کی سوانح حیات کو بغور دیکھنا چاہیے کہ ان اللہ والوں کو درویشی کتنی محنت و مشقت اور ایثار و قربانی کے بعد ملا کرتی تھی اور اب کتنی آسان ہے۔

حضرت ابراہیم ادہم نے ایک نام نہاد درویش کو دیکھا کہ مفلسی کی شکایت کر رہا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ معلوم ہوتا ہے۔ تو نے درویشی مفت میں حاصل کی ہے۔ درویش نے بڑی حیرانی سے پوچھا۔ کیا درویشی بھی خریدی جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں درویشی تو وہی ہے جو [illegible] کی حقیقی روح حاصل کرنے کے بعد مجاہدات و ریاضات سے خریدی جائے۔ مجھے دیکھو میں نے حکومت بلخ کے عوض درویشی خریدی ہے۔ اور پھر بھی سمجھتا ہوں کہ ارزاں خریدی ہے۔

درویشی کو سلطنت بلخ کے عوض خریدنے کے بعد آپ نے فقر و استغنا کی کتنی بڑی دولت حاصل کی؟ اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگائیے۔ ایک شخص آپ کے پاس ایک ہزار درہم لایا اور منت کی کہ اس کو قبول فرمائیں۔ آپ نے فرمایا۔ میں محتاجوں سے کچھ نہیں لیا کرتا۔ اس نے کہا حضرت میں محتاج نہیں بلکہ دولت مند ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ اگر تو دولت مند ہے تو یہ بتلا کہ کیا تو اس سے زیادہ دولت کا خواہشمند نہیں؟ اس نے کہا۔ ہاں۔ آپ نے فرمایا تو جیب کر کے روپیہ اٹھا لے کیونکہ تو محتاج نہیں۔ بلکہ محتاجوں کا سردار ہے۔

جب آپ پر کیفیت طاری ہوتی تو آپ فرمایا کرتے کہ بادشاہان دنیا کہاں ہیں وہ آئیں اور دیکھیں کہ میں نے کیا چیز حاصل کی ہے اگر وہ میری زندگی دیکھیں گے تو ان کو اپنی حکومت پر شرم آ جائے [illegible] حکمران وہی ہے جو اپنے نفس پر حکمران ہو۔ ورنہ اگر کوئی ہفت اقلیم کا بادشاہ ہو تو ایک درویش کے سامنے اس کی کیا حقیقت

آپ کے اخلاق و عادات۔ آپ کی گذر اوقات محنت و مزدوری پر تھی۔ روزانہ مزدوری کرتے اور ساری کمائی مریدوں، محتاجوں اور مسکینوں پر خرچ کر دیتے۔ تمام چیزیں نماز شام کے بعد خریدا کرتے تھے ایک دن ذرا دیر سے آپ اپنے مریدوں کے پاس پہونچے۔ وہ آپ کا انتظار کرتے کرتے بھوکے ہی سو گئے۔ آپ آئے تو مریدوں کو سوتا پایا۔ اس خیال سے کہ یہ بھوکے سو گئے ہیں۔ آپ نے کھانا پکانا شروع کر دیا۔ آگ خاطر خواہ نہ جلتی تھی اور کھانا تیار ہونے میں دیر ہو رہی تھی اتنے میں ایک مرید کی آنکھ کھل گئی۔ دیکھا کہ آپ چولہے کے سامنے بیٹھے ہیں اور کھانا

تیار کر رہے ہیں۔ جب مریدوں کو بھی اس بات کا علم ہوا۔ تو وہ آپ کے
اس خلق و مہربانی سے نفسی اور قربانی سے بہت متاثر ہوئے
حضرت [illegible] کا کہنا ہے کہ ایک زمانہ وہ تھا کہ پیر
مریدوں کی خدمت کیا کرتے تھے۔ اب یہ زمانہ ہے کہ پیروں [illegible]
بنے بیٹھے ہوئے ہیں اور مریدوں کا مال [illegible]
رہے ہیں۔

اگر کوئی شخص آپ کی صحبت میں رہنا چاہتا تو آپ اس کے
سامنے تین شرطیں پیش کرتے اول یہ کہ خدمت میں کروں گا نہ اپنے
ہاتھ نہ چھواؤں گا اور نہ سجدے کراؤں گا۔

دوم یہ کہ اذان میں ہی دوں گا۔ سوم جو کچھ [illegible]
اس کو نصف نصف تقسیم کر دیا کروں گا۔

مسلمانو! اور [illegible] حضور رسول کریم [illegible] فقیر یہ ادا کرتے ہیں۔

ایک شخص آپ کی خدمت میں مدت تک رہا۔ جب وہ رخصت ہونے لگا تو
اس نے کہا کہ آپ نے مجھ میں کوئی عیب و نقص دیکھا ہو تو اس سے آگاہ کریں
تاکہ میں اس کی اصلاح کروں۔ آپ نے فرمایا میں نے تجھے ہمیشہ دوستی
سے دیکھا ہے۔ اس لئے اپنا عیب کسی اور سے دریافت کیجیے۔

ایک مرتبہ لوگوں نے آپ سے پوچھا جب سے آپ نے راہ طریقت
اختیار کی ہے کبھی آپ کو خوشی و مسرت بھی حاصل ہوئی۔ فرمایا کئی
مرتبہ۔ ایک واقعہ سناتا ہوں۔ میں ایک دفعہ کشتی میں سوار تھا۔ میں پھٹے
پرانے لباس میں تھا۔ لمبے لمبے اور گرد و غبار آلود بال تھے۔ اور کشتی والے
مجھ سے ناواقف تھے۔ اس لئے وہ مجھے مخول میں اڑا رہے تھے۔ ایک مسخرہ
مجھے مارتا اور بال نوچتا اور چٹکیاں لیتا۔ میں دل ہی دل میں اپنے نفس
کی اس ذلت و خواری پر بڑا خوش ہو رہا تھا۔ اتنے میں دریا کے اندر ایک
زبردست لہر اٹھی اور کشتی کے غرق ہونے کا اندیشہ لاحق ہو گیا۔ ملاح نے کہا
کہ کوئی دریا میں پھینک دینا چاہئے تاکہ کشتی غرق نہ ہو جائے۔ انہوں نے مجھے
کان سے پکڑ کر دریا میں پھینک دینا چاہا۔ ابھی انہوں نے میرے کان کو
ہاتھ لگایا ہی تھا کہ لہریں بند ہو گئیں۔ اور کشتی محفوظ ہو گئی۔ اس وقت بھی
میں اپنے نفس کی اس ذلت و خواری سے بڑا خوش ہوا۔ ایک دفعہ خلیفہ
معتصم نے آپ سے پوچھا۔ کہ آپ کیا کام کرتے ہیں۔ فرمایا۔ دنیا طالبان
دنیا کے سپرد کر چکا ہوں اور عاقبت طالبان عاقبت کے سپرد کر دی ہے
اور میں نے اس دنیا میں اپنے لئے صرف اللہ کا ذکر اور اس کی عبادت اختیار
کر لی ہے اور عاقبت میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کو پسند کیا ہے چنانچہ آپ
نے بہت سے پاپیادہ حج کئے۔ اور پچاس سال حرم شریف کے جوار میں
رہے۔

ہماری دعائیں کیوں قبول نہیں ہوتیں۔ ایک مرتبہ آپ سے لوگوں
نے پوچھا کہ ہم دعائیں بہت مانگتے ہیں مگر وہ قبول نہیں ہوتیں۔ اس کی کیا
وجہ ہے؟ فرمایا تم خدائے تعالیٰ کو جانتے ہو مگر پھر بھی اس کی اطاعت نہیں
کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جانتے ہو۔ مگر ان کی پیروی
نہیں کرتے۔ قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہو۔ مگر اس کے احکام پر عمل
نہیں کرتے۔ خدا تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں اپنے استعمال میں لاتے ہو۔ مگر
شکر ادا نہیں کرتے۔ [illegible]
[illegible] جنت لینا
چاہتے ہو [illegible] اس بات کو بھی جانتے ہو
کہ دوزخ گنہگاروں اور نافرمانوں کے لئے ہے۔ مگر اس سے نہیں
ڈرتے۔ شیطان کو دشمن کہتے ہو مگر اس کی دشمنی سے نہیں بچتے۔ اس کی
تابعداری سے باز نہیں آتے۔ بلکہ اس کی تابعداری کرتے ہو۔ موت کو
برحق سمجھتے ہو۔ مگر اس کے لئے تیاری نہیں کرتے۔ خویش و اقارب کو اپنے
ہاتھوں زمین میں دفن کرتے ہو لیکن عبرت نہیں پکڑتے اور برائیوں کو
ترک نہیں کرتے۔ اس حالت میں تمہاری دعائیں کیونکر قبول ہو سکتی ہیں۔

اس زمانے کے مسلمان [illegible] کے بعد [illegible] خدا کی [illegible]
گلہ کرتے ہیں۔ سب تدبیریں [illegible] منہ موڑ کر دنیا کے تمام کام
[illegible] چلا بیٹھا ہے اور دعائیں مانگتے [illegible]
[illegible] ۴۵
قبول نہیں ہوتیں۔ وہ حضرت ابراہیم ادھم کے جواب کو اچھی طرح ذہن
نشین کر لیں اور سمجھ لیں کہ جب تک وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اس کے
احکام سے روگردانی [illegible] پر کمربستہ رہیں گے اس
وقت تک ان کی دعائیں قبول نہ ہوں گی۔

ایک سپاہی اور حضرت ابراہیم ادھم۔ ایک دفعہ آپ جنگل میں
جا رہے تھے راستے میں ایک سپاہی مل گیا جو حکومت کے نشہ میں چور
تھا۔ اس نے پوچھا کہ کون ہو۔ آپ نے کہا میں بندہ ہوں۔ اس نے پوچھا
آبادی کس طرف ہے۔ آپ نے کہا [illegible] آبادی میں لئے چلتا ہوں
آپ نے اسے قبرستان میں لے جا کر کھڑا کر دیا [illegible] سپاہی
کا پارہ [illegible]
[illegible] لوگوں نے
[illegible] کہ یہ ابراہیم ادھم ہیں
وہ یہ سنتے ہی آپ کے قدموں میں گر پڑا اور معذرت کرنے لگا آپ نے
فرمایا جہاں تک میرا اور تمہارا معاملہ ہے میں معاف کرتا ہوں اور تمہارے
حق میں دعا کرتا ہوں کیونکہ تیری [illegible] میرے لئے باعث ثواب ہوا ہے۔
پھر آپ نے اسے سمجھایا [illegible] آبادی
قبرستان ہے کیونکہ وہ ہر روز آباد ہوتا رہتا ہے۔ اور شہر برباد ہوتے

[illegible] آپ دریائے دجلہ کے کنارے بیٹھے ہوئے گدڑی سی رہے تھے۔ اتفاقاً حضرت بادشاہ بلخ یا اس کا وزیر شکار کھیلتا ہوا گزرا جس نے آپ کو پہچان کر کہا۔ کہ بلخ کی سلطنت چھوڑ کر تمہیں کیا ملا بجائے اس کے کہ آپ زبان سے اس کا کوئی جواب دیں سوئی جو آپ کے ہاتھ میں تھی دریا میں پھینک دی۔ اور مچھلیوں کو آواز دی کہ میری سوئی مجھے لا کر دو۔ اسی وقت ہزاروں مچھلیاں سطح دریا پر نمودار ہوگئیں۔ جن کے منہ میں سونے کی سوئیاں تھیں۔ وہ کنارے پر آئیں اور سب نے سوئیاں ڈال دیں آپ نے وزیر کو مخاطب کر کے کہا کہ یہ سب سے ادنیٰ چیز ہے۔ جو میں نے سلطنت چھوڑ کر حاصل کی ہے۔

پہلے اس ملک کے جسموں پر حکومت تھی اور اب فقیری و درویشی اختیار کرکے دیوانوں پر حکومت کر رہا ہوں۔ سچ تو یہ ہے کہ اللہ والوں کی حکومت زمین کی ہر چیز پر ہوتی ہے یہ پوری کائنات انکی ادنیٰ کنیز ہوتی ہے

آپ کی وفات

سفینۃ الاولیاء میں ہے کہ آپ کی وفات [illegible] جمادی الاولیٰ [illegible] کو ہوئی۔ شجرۃ الانوار میں [illegible] شوال [illegible] مذکور ہے۔ آپ کی قبر جبلہ شام میں ہے بعض کہتے ہیں بغداد میں ہے۔ صاحب مناقب المحبوبین نے قول اول کو صحیح بتایا ہے۔ حضرت شیخ فرید الدین عطار تذکرۃ الاولیاء میں لکھتے ہیں کہ [illegible] ایسے غائب ہوئے کہ کسی کو معلوم نہ ہو سکا کہ ۴۴
آپ کہاں [illegible] یہاں تک کہ لوگوں کو آپ کے مزار [illegible] کو بھی علم نہیں [illegible] میں لکھا ہے کہ جب آپ نے وفات پائی تو [illegible] زمین کی مالک [illegible] اسی واسطے آپ کا لقب سلطان الارض مشہور ہوا۔

آپ کے تین بیٹے تھے۔ اول [illegible] الدین جو کہ مکہ میں فوت ہوا دوم اسحاق جو جد فرشتہ شاہ کابلی ہے۔ سوم ناصح الدین ہے اقتباس الانوار میں ہے۔ کہ یہ بات ثابت شدہ ہے کہ اسحاق بن ابراہیم ادہم رح بلخی کی اولاد [illegible] رہی۔ آپ کے خلفاء بہت سے تھے لیکن مشہور خلفاء چھ تھے۔ اول خواجہ حذیفہ مرعشی رح کہ سلسلہ چشتیہ ان کے واسطے سے آنحضرت تک پہونچتا ہے دوم حضرت شقیق بلخی۔ سوم ابراہیم بن شیبہ ہروی رح۔ چہارم علی بن بکار بصری۔ پنجم خلف بن ایوب بلخی رح ششم یحییٰ آپ کا خادم سلسلہ سہروردیہ بواسطہ حضرت شقیق بلخی رح آپ تک پہونچتا ہے۔ بایں ترتیب۔

حضرت شقیق بلخی رح من شیخ سلطان ابراہیم ادہم رح بلخی من خواجہ فضیل بن عیاض رح من خواجہ عبدالواحد بن زید بن خواجہ حسن بصری من حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام من حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ والہ وسلم

فصل دوسری ——— حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ زمان اور زہد و عبادت میں یگانۂ روزگار تھے۔ شریعت و طریقت کے علاوہ ہر قسم کے علوم و فنون سے ماہر تھے جن کی متعدد تصانیف ہیں جو آج بھی اسلامی دنیا میں متعارف ہیں۔ آپ حاتم اصم رح کے استاد تھے اور بہت سے مشائخ کبار کے تربیت یافتہ تھے۔

آپکی توبہ کا قصہ ابتدا میں آپ عام دنیا داروں کی طرح زندگی بسر کرتے تھے اور گذر اوقات تجارت پر تھی۔ ایک مرتبہ آپ دوران تجارت میں ترکستان کے ایک بت خانے کو دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے۔ وہاں آپ نے ایک بت پرست کو دیکھا جو بت کی عبادت میں نہایت خشوع کے ساتھ مصروف ہے آپ نے اس سے کہا کہ تیرا خالق جو جسم و جسمانیات سے پاک نظروں سے اوجھل مگر دل میں مکین ہے اور جو زندہ اور قادر ہے۔ اس کے موجود ہوتے ہوئے تو خود تراشیدہ بت کی عبادت میں مصروف ہے جو تیرے کسی کام نہیں آسکتا اسے چھوڑ اور اپنے اصلی خالق و مالک کی طرف رجوع کر۔ بت پرست نے یہ سن کر کہا۔ اگر تیرا خدا ایسا ہی ہے جیسی کہ تو نے تعریف کی تو کیا وہ تمہارے شہر میں روزی نہیں دے سکتا۔ تو یہاں روزی کی تلاش میں کیوں پھر رہا ہے بس اس کلام سے آپ کے دل پر چوٹ لگی۔ اور آپ نے اسی وقت بلخ کا رخ کیا۔

اس سفر میں آپ کے ہمراہ ایک آتش پرست بھی تھا۔ اس نے پوچھا۔ آپ کیا کام کرتے ہیں آپ نے جواب دیا سوداگری۔ آتش پرست نے [illegible] ایسی روزی کے لئے کوشش کرنا جو تمہاری قسمت میں نہ ہو محض حماقت کرنا ہے۔ اور اگر ایسی روزی کے لئے جدوجہد کرتے ہو جو تمہاری قسمت میں لکھی ہے تو یہ اور بھی فضول بات ہے۔ ایسی جدوجہد [illegible] کی بہرحال تمہیں مل کر رہے گی خواہ جدوجہد کرو یا نہ کرو۔ آتش پرست کی اس بات سے بھی آپ کے دل پر چوٹ لگی اور دنیا کی محبت اب بالکل آپ کے دل سے نکل گئی۔ (تذکرۃ الاولیاء)

یہ ہیں وہ روائتیں جنہوں نے مسئلہ توکل اور مسئلہ تقدیر کی مٹی پلید کی ہے فقر و تصوف کو دنیا میں بدنام کیا ہے اور مسلمانوں کو عہدی و کاہل بنایا ہے۔ ذرا غور تو کیجئے۔ بھلا اسلام نے یہ کب کہا ہے کہ تم مذکورہ بالا آتش پرست کی ذہنیت کے مطابق روزی کے لئے جدوجہد نہ کرو۔ ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھے رہو۔ اسلام نے تو سارا زور دیا ہی اس بات پر ہے کہ مسلمان کو دنیا میں بھیجا ہی اس لئے گیا ہے۔ کہ وہ محنت و مشقت سے اپنی روزی آپ تلاش کرے عہدی بن کر گوشۂ عبادت میں نہ بیٹھا رہ۔ حضور فرماتے ہیں۔ کسب کرنے والا اللہ کا دوست ہے نیز تصوف کی بنیاد بھی اکل حلال اور صدق مقال پر ہے جب حقیقت

ہے کہ حضرت شفیق بلخی نے دل بر ایک بت پرست اور آتش پرست کی باتوں سے کیا چوٹ لگی۔ اور اگر لگی بھی تو یہ اسلام اور حضرت شفیق بلخی کی ہتک ہوئی یا توہین۔ کہ انہوں نے ایک بت پرست اور آتش پرست کے خلاف اسلام کلام سے متأثر ہوکر توبہ کی تعجب ہے کہ اگلے بزرگوں نے بغیر تحقیق کے ایسے بے سروپا اور لغو قصے اپنی کتابوں میں کیوں لکھ دیے۔ سچ یہ ہے کہ آپ کی توبہ کا یہ قصہ بالکل غلط اور ناقابل التفات ہے۔

اس کے علاوہ تذکرۃ الاولیاء میں آپ کی توبہ کا ایک اور واقعہ لکھا ہے جو بالکل صحیح اور قرین قیاس معلوم ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ بلخ میں شدید قحط نمودار ہوا یہاں تک کہ لوگ بھوک کی شدت سے الحفیظ و الامان پکار اُٹھے۔ اس قحط سالی کے زمانہ میں آپ نے ایک غلام کو دیکھا کہ خوش و خرم پھر رہا ہے اس کے چہرہ پر قحط سالی کا کوئی اثر نہیں آپ نے پوچھا بندۂ خدا بھلا یہ خوشی کا کونسا وقت ہے۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ خلق خدا بھوک کی مر رہی ہے غلام نے کہا مجھے اس بات کی کیا فکر ہے میرا آقا امیر آدمی ہے اس کے پاس ضرورت سے زیادہ غلہ موجود ہیں۔ اس کی اس بات سے آپ کے دل پر بڑا اثر ہوا اور کہا خدایا یہ غلام ایک معمولی آقا پر اس قدر ناز کر رہا ہے۔ حالانکہ تیری ہی ذات بابرکات اس قابل ہے کہ اس پر جس قدر فخر و ناز کیا جائے بجا ہے۔ اسیوقت اپنی سابقہ عاقلانہ زندگی سے توبہ کی تجزو ہمیں کا رشتہ مضبوطی سے تھام لیا اور درویشانہ زندگی اختیار کرلی اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں ایک غلام کا شاگرد ہوں۔

حالات و واقعات زندگی۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ سے کہا کہ لوگ آپ کو اس فقیرانہ زندگی میں دیکھ کر ملامت کرتے ہیں۔ آپ کیوں تکلیف اُٹھاتے ہیں میں چاہتا ہوں کہ آپ کو اتنا روپیہ دوں کہ آپ فارغ البالی سے زندگی بسر کرسکیں اور ان کا طعن سے نجات پائیں آپ نے فرمایا تمہاری اس ہمدردی و قربانی کا شکریہ۔ اگر تمہارے روپیہ میں پانچ عیب نہ ہوتے تو میں اُسے ضرور قبول کرلیتا۔ وہ یہ کہ مجھے دینے سے تیرا مال کم ہوجائے گا دوسرے ممکن ہے تیرا مال چور لے جائیں۔ تیسرے یہ کہ شاید تو بعد میں پشیمان ہو۔ چوتھے یہ کہ اگر تو مجھ میں کوئی عیب دیکھے گا تو اپنی دی ہوئی چیز واپس مانگ لے گا پانچواں یہ کہ مجھے ایک دن مرنا بھی ہے میں پھر بے سروسامان رہ جاؤنگا لیکن میرا خدا ایسا ہے جو ان تمام عیبوں سے پاک ہے لہٰذا میرے اور خدا کے معاملہ میں دخل نہ دے میں اسی حالت میں اچھا ہوں۔

ایک مرتبہ ایک بوڑھا شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا میں نے بہت سے گناہ کئے ہیں اب میں توبہ کرنا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا تو دیر سے آیا ہے اس نے کہا نہیں حضرت میں جلدی آیا ہوں کیونکہ جو شخص موت سے پہلے آجائے وہ بہت جلدی آیا سمجھو۔ آپ نے یہ معقول جواب سن کر فرمایا۔ اے مرد خدا تو نے بالکل درست کہا۔

حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ عرض کیا کہ آپ مجھے کوئی خاص نصیحت فرمائیں آپ نے فرمایا اپنی زبان کو قابو میں رکھ یہ نصیحت عام ہے اور نصیحت خاص یہ ہے کہ جب تک سمجھ نہ لو کوئی بات نہ کہو جب تک یقین نہ ہوجائے کہ اگر نہ کہوں گا تو پکڑا جاؤں گا

خلیفہ ہارون رشید کی وصیت۔ ایک مرتبہ آپ بغرض حج مکہ معظمہ تشریف لے جارہے تھے۔ راستہ میں بغداد پہنچے تو آپ کی خلیفہ ہارون رشید سے ملاقات ہوئی۔ ہارون رشید نے کہا مجھے نصیحت فرمایئے کہ جو دین میں فائدہ مند ہو۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تجھے صدیق کا جانشین کیا ہے۔ جو سے صدیق جیسا صدق چاہتا ہے۔ اور فاروق کی جگہ بخشی ہے تجھ سے حق و باطل کی تمیز چاہیگا۔ اور عثمان غنی کی جگہ پر بٹھایا ہے تجھ سے حیا و کرم کا مطالبہ کرے گا۔ حضرت علی کی جگہ دی ہے تجھ سے عدل و علم طلب کرے گا۔ سبحان اللہ کیسی مدلل و منصفانہ پر از سیاست و تمدن نواز نصیحت ہے۔ اور کتنی جامع و مانع ہے جس میں تمام حکومت کی پوری تعلیم آگئی۔ خلیفہ نے کہا کچھ اور فرمایئے۔ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے دوزخ بنا کر تجھے اس کا دربان مقرر کیا ہے۔ اللہ اللہ کس قدر بے خوفی و بے باکی ہے۔ یہی تو وہ چیزیں ہیں جس سے اللہ والوں کے قدموں میں بادشاہوں کے تاج و تخت قدم چوما کرتے تھے۔ اور مال شمشیر اور تازیانہ دے کر تجھے حکم دیا ہے کہ لوگوں کو دوزخ کی طرف نہ آنے دے یعنی جو حاجت مند تیرے پاس آئے۔ اسے مال دے جو احکام خداوندی کی خلاف ورزی کرے اس کو تازیانے سے سزا دے۔ اور جو کوئی کسی کو قتل کردے اس کا قصاص لے۔ اگر تو ایسا نہ کرے گا۔ تو دوزخیوں کا سردار تو ہی ہوگا۔ ان الفاظ میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی کتنی طاقت پنہاں ہے۔ ہارون رشید نے کہا کچھ اور فرمایئے آپ نے فرمایا۔ تو چشمہ ہے۔ اور تیری رعایا کے اعمال نہریں۔ اگر چشمہ صاف ہے تو نہروں کے میلا ہونے میں کوئی ہرج نہیں۔ لیکن اگر چشمہ ہی گدلا ہوگا تو نہریں بھی گدلی ہوں گی مطلب یہ کہ بادشاہ کے اعمال و افعال کا اثر رعایا پر پڑتا ہے۔ اگر بادشاہ رحم دل۔ منصف مزاج متقی اور پرہیزگار ہے تو رعایا بھی ان اوصاف سے متصف ہوگی اور اگر بادشاہ ظالم اور بدکار ہوگا تو رعایا بھی ایسی ہی ہوگی ہارون الرشید کے دل پر ان نصائح کا بیحد اثر ہوا۔ اور ان کو عزت و احترام کے ساتھ رخصت کیا ۴۴۲

صبر و شکر کی عارفانہ تعریف۔ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم ادہم نے آپ سے دریافت کیا کہ معاش کے بارے میں آپ کیا کرتے ہیں حضرت

والدہ محترمہ نے جواب دیا کہ اگر آزاد قرض مل جاتا ہے تو شکر کرتے ہیں اور اگر نہیں ملتا تو صبر کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ حالت تو ہمارے شہر کے کتوں کی سی ہے [illegible] انہوں نے تعجب سے پوچھا۔ تو آپ کیا کرتے ہیں؟ فرمایا اگر ملتا ہے تو خیرات کر دیتے ہیں اور اگر نہیں ملتا تو شکر کرتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت [illegible] نے آپ کی پیشانی چوم لی اور فرمایا آپ میرے استاد ہیں۔

ایک شخص آپ کے پاس آیا اور کہا کہ میں حج کو جا رہا ہوں آپ مجھے نصیحت فرمائیں۔ تیرے پاس توشہ کیا ہے؟ اس نے کہا۔ چار چیزیں ہیں۔ اول یہ کہ [illegible] یہ کہ میں اپنے نزدیک کسی چیز کو [illegible] نہیں [illegible] سمجھتا ہوں۔ خدا کا حکم جہاں بھی ہوگا پہنچ جائے گا اور یہ بھی [illegible] جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ہر حال میں دیکھتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تیرے پاس بہت اچھا توشہ ہے جس کے پاس یہ توشہ ہو [illegible]

انسان کو تین چیزیں ہلاکت میں ڈالتی ہیں۔ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ اطاعت کے دس حصے ہیں ۹ حصے دنیا سے بیزاری اور ایک حصہ خاموشی ہے۔ نیز فرمایا انسانوں کی ہلاکت تین باتوں سے ہے اول توبہ کی امید رکھنا [illegible] دوم زندگی کی امید پر توبہ کرنا۔ سوم بغیر توبہ کئے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید رکھنا۔ فرمایا۔ میں مہمان سے بڑھ کر اور کسی چیز کو زیادہ پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ اس کی روزی اور اجرت خدا کے ذمہ ہے۔ اور میرا درمیان میں کوئی تعلق نہیں فرماتے ہیں۔ اگر تم یہ دیکھنا چاہتے ہو کہ کوئی آدمی اچھا ہے یا برا۔ تو یہ دیکھو کہ وہ خدا کے [illegible] پر زیادہ مطمئن ہے یا لوگوں کے وعدہ پر۔ فرماتے ہیں میں نے سات سو علمائے کرام سے پانچ باتیں دریافت کیں۔ اول یہ کہ عقلمند کون ہے دوسرے یہ کہ امیر کون ہے سوم یہ کہ بخیل کون ہے۔ چوتھے یہ کہ زیرک کون ہے اور پانچویں یہ کہ درویش کون ہے۔ سب نے یک ہی جواب دیا۔ کہ عقلمند وہ ہے جو دنیا کو محبوب نہ رکھے زیرک وہ ہے جو دنیا کو اپنے آپ پر فریفتہ نہ کرے امیر وہ ہے جو خدا کی تقدیر پر راضی رہے۔ درویش وہ ہے جس کے دل میں دنیا کی زیادتی کی خواہش نہ ہو۔ اور بخیل وہ ہے جو زکوٰۃ نہ دے

فصل تیسری —— حضرت خواجہ بایزید بسطامی رح

حضرت خواجہ بایزید بسطامی رح کو اسلامی دنیا میں جو شہرت و عظمت حاصل ہے اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ اسلامی دنیا میں شاید ہی کوئی ایسا مسلمان ہو جس نے آپ کا نام نامی و اسم گرامی نہ سنا ہو۔ سچ پوچھئے تو آپ عاشقان الہی کے سلطان اور فقرائے اسلام کے سرتاج ہیں تذکرۃ الاولیاء میں ہے کہ آپ سے پہلے جتنے بھی اولیاء گزرے ہیں کسی کو بھی طریقت میں اتنا ملکہ نہیں تھا جتنا کہ آپ کو تھا حضرت جنید بغدادی آپ کے متعلق فرماتے ہیں کہ آپ کی ذات بابرکات ہم لوگوں میں ایسی ہے جیسے فرشتوں میں حضرت جبرئیل علیہ السلام۔ تمام سالکان توحید کی انتہا آپ کی ابتدا ہے۔ حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رح فرماتے ہیں کہ میں تمام کائنات کو آپ سے پر دیکھتا ہوں مگر آپ درمیان میں کہیں نہیں یعنے آپ میں جو کچھ ہے اللہ تعالیٰ کی محبت میں محو ہے۔

ابتدائی حالات۔ آپ کے دادا آتش پرست تھے اور آپ کے والد محترم بزرگان بسطام میں سے تھے۔ اور آپ ایسے صاحب کرامات بزرگ تھے کہ آپ کی کرامات کا ظہور اسی وقت سے شروع ہو گیا جب کہ آپ اپنی والدہ ماجدہ کے بطن اطہر میں تھے آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ میں جوں ہی اپنے منہ میں کوئی لقمہ ڈالتی تو آپ پیٹ میں تڑپنے لگتے اور جب تک اس لقمہ کو منہ سے نکال نہ ڈالتی آپ آرام نہ کرتے۔

آپ کی والدہ نے جب آپ کو مکتب میں پڑھنے کے لئے بھیجا تو آپ خوب دل لگا کر پڑھتے اس زمانہ میں بچوں کی تعلیم کی ابتدا قرآن حکیم سے ہوا کرتی تھی آپ نے بھی قرآن پڑھنا شروع کیا۔ ایک دن آپ سورۂ لقمان کی یہ آیت۔ اِنِ اشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْکَ۔ ترجمہ میرا شکر کرو اور اپنے ماں باپ کا شکر کرو۔ پڑھ رہے تھے۔ آپ نے استاد سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا جس کا مطلب سن کر آپ کے دل پر بڑا اثر ہوا۔ استاد سے اجازت طلب کی کہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں گھر جا کر اپنی والدہ کی کچھ خدمت بجا لاؤں جب آپ گھر آئے تو والدہ نے دریافت کیا کہ بیٹا وقت سے پہلے خلاف معمول کیسے آئے کیا کوئی شکایت لائے ہو عرض کیا نہیں۔ بلکہ قرآن کی یہ آیت ان اشکر لی ولوالدیک پڑھ کر میرے دل پر بہت اثر ہوا ہے اور میں اس کے متعلق یہ عرض کرنے آیا ہوں کہ میں دو ہستیوں کا ایک ہی وقت شکر ادا نہیں کر سکتا۔ یعنے یہ نہیں ہو سکتا کہ اللہ میاں کا بھی شکر ادا کروں اور آپ کا بھی۔ یا تو آپ مجھے خدا سے مانگ کر ہمیشہ کے لئے اپنی خدمت کرنے کا موقعہ دیں یا مجھے خدا کے حوالے کر دیں۔ تاکہ اسی کی خدمت و طاعت میں لگا رہوں۔

نیک نہاد و خدا پرست ماں نے کہا۔ بیٹا میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی خدمت کے لئے وقف کرتی ہوں اور اپنا حق بخشتی ہوں۔ جاؤ شوق سے اللہ کے بن جاؤ۔ اور شوق سے اس کی خدمت کرو۔ اب کیا تھا والدہ کی اجازت ملنے کی دیر تھی بسم اللہ کہہ کر خدا کی محبت و اطاعت کی راہ میں قدم زن ہو گئے۔ علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل کے بعد مجاہدات و ریاضات سے تصفیہ باطن میں منہمک ہو گئے۔ تیس سال تک جنگلوں کی خاک چھان کر نفس سرکش کو رام کیا۔ دل و دماغ کو مجلا و مصفا کیا۔ اور روحانی قوتوں کو چمکایا۔

(باقی آئندہ)

اعجاز نما قرآن مجید پر علمائے کرام کی چند اور رائیں

حضرت مولینا سید رئیس احمد صاحب جعفری ندوی مدیر اخبار خلافت بمبئی ارشاد فرماتے ہیں

جناب مولانا سید عزیز حسن صاحب بقائی ایڈیٹر پیشوا دہلی [illegible] مذہبی اور ادبی کتابیں نہایت سستے داموں پر شائع کرتے ہیں ان کی کتابیں اقتصادی اعتبار سے جتنی سستی ہوتی ہیں افادی اور معنوی حیثیت سے اتنی ہی گرانمایہ اور قابل قدر ہوتی ہیں۔

حال ہی موصوف نے "اعجاز نما قرآن مجید" شائع کرکے واقعہ یہ ہے کہ مسلمانوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔

اس کلام پاک کی کتابت جلی حروف میں کرائی گئی ہے [illegible] بہ آسانی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ [illegible] حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا [illegible] ترجمہ بھی بین السطور میں موجود ہے۔

[illegible] "ترجمان القرآن" کا مکمل اردو ترجمہ بھی حاشیہ پر درج کردیا ہے [illegible] کی افادیت اور بڑھ گئی ہے۔

مذکورۂ بالا خصوصیات کے علاوہ ایک اور سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ آغاز میں مقدمۃ القرآن کے عنوان سے ایک مفصل، بسیط [illegible] دیباچہ بھی درج کیا گیا ہے۔ جو علمی اور کلامی اعتبارات [illegible] ہے۔ ہماری رائے میں اس مقدمہ کو اگر خیالات [illegible] خالی الذہن ہوکر غیر جانبداری اور سنجیدگی کے ساتھ پڑھا جائے تو بہت سی غلط فہمیاں رفع ہوسکتی ہیں۔ قرآن اور دیباچہ قرآن سے متعلق کوئی [illegible] تشنہ بھی کو چھوڑا نہیں گیا ہے اور حتی الامکان مسئلہ کے ہر گوشہ پر نہایت کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے۔ مقدمہ حسب ذیل ابواب و فصول پر مشتمل ہے۔

(۱) قرآن مجید کلام الٰہی ہے!	(۶) اماکن قرآنی کی تاریخ
(۲) قرآن مجید کی خصوصیات	(۷) تلاوت قرآن
(۳) قرآن مجید کے مضامین	(۸) فضائل قرآن
(۴) امثال قرآن	(۹) خواص اعمال قرآنی
(۵) قرآنی تاریخ	

ان عنوانات ہی سے مقدمہ کی جامعیت کا اندازہ ہوسکتا ہے لوح کی طباعت خاص طور پر دیدہ زیب ہے اور نقش و نگار میں ایک بالکل نیا خیال پیش کیا ہے۔ ان تمام خصوصیات کے باوجود ہدیہ بہت کم یعنی صرف [illegible] مجلد کے شاید [illegible] ہوں۔ جلد بھی نہایت خوبصورت کپڑے کی ہے اور طلائی نقش و نگار ہیں۔ جو لوگ اس قرآن شریف کو اپنے مطالعہ میں رکھیں گے وہ یقیناً اس کی افادیت کے قائل ہوں گے۔ (خلافت اخبار ۲۶ ستمبر)

حضرت علامہ مفتی عتیق الرحمن صاحب فاضل دیوبند ناظم اعلیٰ ندوۃ المصنفین دہلی ارشاد فرماتے ہیں

جناب مکرم حافظ سید عزیز حسن صاحب بقائی [illegible] دہلی نے پچھلے دنوں کمنہ چھپوایا ہے اعجاز نما قرآن شریف [illegible] مسلمانوں کے [illegible] اور بیش قیمت کی [illegible] صرف انجام [illegible] صاحب [illegible] ہے کہ وہ قرآن و سنت کو زیادہ سے زیادہ عام فہم بنانے کی [illegible] پیش کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ کتب صحاح کے تراجم۔ آسان ترجمہ والا قرآن شریف اعجاز [illegible] وغیرہ حافظ صاحب کے اسی جذبہ [illegible] کا نتیجہ ہیں۔

اعجاز نما قرآن شریف [illegible] کہا جاسکتا ہے کہ [illegible] بہتر چیز پیش نہیں کی جاسکتی تھی جب تو حیرت ہوتی ہے کہ حافظ صاحب نے اتنا کم ہدیہ کس طرح [illegible] محمد اشرف علی صاحب کے [illegible] ترجمہ کے ساتھ علامہ فرید وجدی کی تفسیر کا ترجمہ اور پھر [illegible] صفحوں کا بسیط مقدمہ تفسیر [illegible] علمی [illegible] کہ ان کے مقدمہ میں [illegible] مشکل ہے [illegible] تیا [illegible] مسلمانوں سے [illegible] بہت زیادہ سے زیادہ [illegible] جتنی ہو سکے کرانا [illegible] کی خدمت [illegible] ہیں۔

باوجود [illegible]

قیمت میں کوئی اضافہ نہیں

[illegible] ایڈیشن کے تمام ہو نے اور [illegible] کے لئے کاغذ [illegible] ہوگی۔

[illegible] قرآن کے لئے [illegible]

(۱)

سب سے مفید دیباچہ

مطالب قرآن کے لئے سب سے بڑی فہرست مضامین

اعجاز نما کلام مجید ہے

جس کی صحت اکیاون حافظوں قاریوں اور مولویوں نے کی ہر قیمت باطلبہ مجلد پارچہ سنہری [illegible] مجلد چرمی لکڑی کا [illegible] اعلیٰ اڈیشن۔ سفید چکنا کاغذ مجلد تیسرا اعلیٰ سے محصولڈاک ۱۲ [illegible] ہر حالت میں بذمہ خریدار ہوگا۔ زیادہ تعداد ریل کے ذریعہ منگائیں۔ ریل پارسل بغیر پیشگی قیمت آئے نہیں بھیجا جاتا ہے۔ ریل کے ذریعہ مال منگانے والے قیمت کے علاوہ آٹھ آنے زیادہ بھیجیں جو کہ پیشوا کے دفتر سے ریلوے اسٹیشن تک روانگی کا خرچ ہے۔

ملنے کا پتہ: منیجر رسالہ پیشوا - اُردو بازار جامع مسجد دہلی

رسالہ پیشوا کی مفید اور سستی کتابیں جن کی فروخت سے پیشوا کا نقصان پورا ہوتا ہے

کلید قرآن

جو لوگ ساری عمر کی محنت کے بعد کلام الٰہی پڑھتے ہیں [illegible] ان کو کلید قرآن پڑھنے سے [illegible] قرآن [illegible] پڑھنا [illegible] سے [illegible] قرآن [illegible] ترجمہ [illegible] یہ قرآن پڑھنے [illegible] کلید قرآن [illegible] سب سے [illegible] کتاب ہے [illegible] دعویٰ ہے کہ اس کے پڑھنے سے [illegible] قرآن [illegible] قیمت [illegible] محصول ڈاک [illegible]

قرآن ایک معجزنما کتاب ہے

حقیقی [illegible] قرآن مجید [illegible] [illegible] قرآن [illegible] معجزہ [illegible] قرآن [illegible] قیمت [illegible] محصول ڈاک [illegible]

قرآنی دعائیں

آپ کی [illegible] قرآنی دعائیں [illegible] قرآن مجید [illegible] دعائیں [illegible] قیمت [illegible] محصول ڈاک [illegible]

ضروریات دین

[illegible] اسلام [illegible]

اورنگ زیب عالمگیر

ہندوستان میں اسلامی [illegible] حضرت [illegible] اورنگ زیب عالمگیر [illegible] اس کتاب میں [illegible] تمام [illegible] حضرت اورنگ زیب غازی کی [illegible] عکسی تصویر [illegible] قیمت [illegible] محصول [illegible]

زندگی کو جنت کی کھیتی بنالو

[illegible] دنیا [illegible] جنت کی کھیتی [illegible] قرآن [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] قیمت [illegible] محصول ڈاک [illegible]

معلومات نماز

[illegible] نماز [illegible] عبادت [illegible] قیمت [illegible] محصول [illegible]

اسلام کے زریں اصول

[illegible] اسلام [illegible] قیمت [illegible] محصول ڈاک [illegible]

۵۰

زبان کا چٹخارہ

اس وقت تک [illegible] نہیں ہو سکتا جب تک [illegible] اسلامی تہذیب [illegible] دہلی کے رنگ [illegible] "دہلی کا [illegible]" [illegible] ایڈیٹر پیشوا کی تصنیف ہے ضخامت تقریباً دو سو صفحے سے زیادہ ہے قیمت صرف ایک روپیہ [illegible] ایڈیشن فروخت ہو چکے ہیں [illegible]

درس معاشرت

[illegible] افسانہ [illegible] نہایت دلکش مجموعہ [illegible] اصلاح رسوم کی [illegible] کاغذ [illegible] لکھائی چھپائی [illegible] ضخامت [illegible] قیمت [illegible] ان خوبیوں کے [illegible] بہت جلد [illegible] بہت کم جلدیں باقی رہ گئی ہیں

محصول ڈاک چار آنے [illegible]

تقدیر کا راز

معلوم ہو سکتا ہے کہ [illegible] [illegible] قرآنی [illegible] قیمت [illegible] یعنی صرف چھ آنے [illegible]

علاوہ محصول ڈاک

شیر پکڑ کی

[illegible] ایڈیٹر صاحب پیشوا [illegible] کتاب [illegible] بچوں [illegible] قیمت [illegible]

ترمذی شریف کامل — مکررات کو حذف کر کے صحیح حدیث شریف ... ترمذی شریف کی تمام احادیث کا سلیس و عام فہم اردو ترجمہ ... چھپائی ... کاغذ قیمت ... مجلد ... اعلیٰ ابدی سفید ... ولایتی کاغذ مجلد ... پشتہ ...

مسلم شریف کامل — مسلم شریف کی تمام احادیث کا سلیس و عام فہم اردو ترجمہ ... لکھائی چھپائی ... کاغذ قیمت ... مجلد ... سفید چکنا کاغذ ... پشتہ ...

اردو مشکوٰۃ شریف کامل — ... مشکوٰۃ کا سلیس و عام فہم اردو ترجمہ ... ترمذی، ابن ماجہ، نسائی، مسند امام مالک، مسند امام احمد ... تمام احادیث ... مقامات کی تشریح ... اعلیٰ ... صفحات ... قیمت بلا جلد ... مجلد ...

انتخاب صحاح ستہ — حدیث کی ... بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، ابوداؤد، نسائی ... عام فہم اردو ترجمہ ... قیمت ... سفید چکنا کاغذ بلا جلد ... مجلد ... پشتہ ...

اسلامی تعلیم — ... حضرت امام ... حنفی فقہ ... ایک مسلمان کو ... اولیائے کرام ... علیٰ درجہ کا چکنا ... کاغذ ... مجلد ... پشتہ ...

خلفائے راشدین — ... حضرت مولا علی ... حضرت امام حسن ... کی پیدائش سے لے کر وفات تک ... خلافت ... ترقیات اور فتوحات کے مفصل حالات ... مطالعہ ... اعلیٰ ایڈیشن سفید چکنا کاغذ ... مجلد ... پشتہ ...

کربلا کے بعد — ... سفید چکنا ... اعلیٰ درجہ کا ... حضرت علی ... حضرت ... کا ذکر ہے ... 51 ... عباس ... حالات ... بنو فاطمہ ... بنو عباس ... حالات ... قوت ... حالات ...

ریگستان میں آل رسول کے خون کا چھڑکاؤ — ... حالات ... مثنوی کا ... قیمت ۲۵ ... علاوہ محصول ڈاک ... مطالعہ کی خاص چیز ہے۔

معلم عربی — ... قرآن کو سمجھ کر پڑھنے ... عربی ... ابتدائی صرف و نحو ... قرآن کا مفہوم ... قیمت ... محصول ڈاک ...

تفسیر سورۂ یٰسین — یہ تفسیر ... عقلی دلائل ... معقول طریق پر سمجھایا ہے ... تفسیر مفتی عبدہ مصری ... قرآن سے مستنبط ہے ... تفسیر کے لحاظ ... تفاسیر کا ... کتاب ... قیمت ... محصول ...

تعلیم خانہ داری — ... بیوی کی ... گھر ... سلیقے ... اپنے گھر کو ... خانہ داری ... مطالعہ ...

آفتاب رسالت

[illegible] صاحب [illegible]
[illegible]
[illegible] صفحات [illegible]
[illegible]
[illegible] حالات [illegible]
خصوصیت رسول [illegible] صفحات اس میں
پیدائش سے رسالت کے بعد تک کل حالات مع طلوعات
[illegible]
متفرقہ [illegible]
[illegible] قیمت [illegible]
[illegible] خلفائے راشدین [illegible]

تفسیر موضح القرآن

[illegible] شاہ عبد القادر صاحب دہلوی [illegible]
[illegible] تفسیر [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کرتے ہیں۔

قیمت مجلد تین روپے [illegible]
محصول ڈاک [illegible]

تفسیر حسینی کامل

اعلیٰ درجہ کی لکھائی چھپائی عمدہ کاغذ [illegible]
کلام اللہ کی [illegible] مستند تفسیر ہے
قرآن سمجھنے کے لئے اس سے بہتر اور اس سے
سستی تفسیر ملنی مشکل ہے۔
پیشوا سے [illegible] بہترین مفسرین
[illegible] کے سامنے [illegible] لکھتے ہیں۔ بہت
[illegible] اگر قرآن شریف پڑھنے کا شوق
[illegible] تفسیر [illegible]
[illegible] قیمت
[illegible] روپے [illegible]
علاوہ محصول ڈاک

فردوس آسیہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے
بہتر قرن [illegible] اسلام [illegible]
ترقی قرون اولیٰ [illegible]
قرون میں [illegible] کے ساتھ نہیں [illegible]
اگر آپ اسلام کی ابتدائی ترقی [illegible]
چاہتے ہیں تو تاریخ قرون اولیٰ [illegible]
ملاحظہ فرمائیے۔ [illegible]
[illegible] کی وفات [illegible]
[illegible] اسلامی [illegible]
اسلامی نظام حکومت [illegible]
حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین کی [illegible] قیمت [illegible]

تاریخ اسلام

بعثت رسول سے لیکر ترکوں کی جدید حکومت
تک کا اس میں سنہ ہجری سے ایک صدی [illegible]
[illegible] حالات درج
[illegible] صفحے [illegible] حضرت ابوبکر حضرت
عمر حضرت عثمان۔ حضرت حمزہ۔ حضرت علی
کی خلافتیں [illegible] اسلام [illegible]
[illegible]
[illegible] مفصل تذکرہ۔ [illegible]
خلفائے [illegible] کے حالات [illegible]
[illegible] اسلام [illegible]
[illegible]

دینی تعلیم

[illegible] اسلامی کی سب
بڑی مستند کتاب [illegible] امام ابو یوسف حنفیہ [illegible]
[illegible] کتاب [illegible]
[illegible]
اور جس میں [illegible] کتابیں [illegible]
[illegible] طہارت۔ نماز۔ روزہ۔ حج
[illegible] نکاح [illegible] حقوق آداب معاشرت [illegible]
[illegible] لباس [illegible]
[illegible] زراعت۔ تجارت۔ حکومت۔ صنعت
[illegible] ترجمہ
[illegible] قیمت مجلد [illegible] محصول [illegible]

قاعدہ یسرنا القرآن

قرآن شریف پڑھنے کو [illegible] اور بہترین
قاعدہ [illegible]
[illegible] واقف [illegible]
[illegible] آسان قاعدہ [illegible]
اس میں سب سے بڑی [illegible] خوبی [illegible]
[illegible] حروف مرکبات کے پہچان [illegible]
[illegible] قرآن شریف پڑھنے میں [illegible]
نہیں ہوتی۔ مصنف کا دعویٰ ہے کہ قاعدہ پڑھنے
کے بعد بچے [illegible] تعالیٰ مدد کے
[illegible] قرآن شریف پڑھ سکتا ہے۔ قیمت [illegible]
ایک روپیہ [illegible]

مایوسی کی گھٹاؤں میں نور کامرانی کی جھلک

[illegible]
آیۃ الکرسی کی مکمل تفسیر اور [illegible]
مجرب عملیات [illegible] اس [illegible]
آپ چند روز میں بغیر [illegible] محنت کے آیۃ
الکرسی کے عامل بن جائیں گے آیۃ الکرسی
کی [illegible] تمام دنیا [illegible]
ہے۔ اس کا کوئی عمل خطا نہیں کرتا۔
اس کے عامل کو [illegible] معلوم ہو جاتا
ہے۔ قیمت [illegible]
محصول [illegible]

سعیدی ڈکشنری

پچیس ہزار [illegible] (۲۵۰۰۰) [illegible] لغت
[illegible]
[illegible] عربی [illegible]
[illegible]
انگریزی [illegible]
[illegible] اصطلاحات [illegible] سیاسی اخباری
[illegible] علمی۔ مذہبی۔ متفرق اصطلاحات
مع ترتیب حروف تہجی درج ہیں۔
ضخامت ۱۲۵۰ صفحات۔ قیمت مجلد
صرف چار روپے
علاوہ محصول

میاں بیوی کے فرائض

اسلامی [illegible]
[illegible] میاں بیوی کے
فرائض بتائے گی۔ آپ کا گھر جنت کا نمونہ
بن سکتا ہے۔ اگر آپ اس کتاب کے عامل بن جائیں
ایک اچھی بیوی [illegible]
[illegible] احکام اسلام اور خدا کے بتلائے ہوئے
راستے پر چلے یہ اسلامی [illegible] ایک عمدہ [illegible]
جس سے آئندہ بہترین نسلیں پیدا ہوں گی۔
[illegible] اسلام [illegible]
[illegible] بتلائے گئے ہیں۔ [illegible]
[illegible] قیمت [illegible]

مصری افسانے

[illegible]
[illegible] افسانہ [illegible]
[illegible] حضرت مولانا سید سجاد [illegible]
[illegible] ترجمہ کیا ہے۔ جو لوگ اچھے [illegible]
[illegible] افسانے چاہتے ہیں
جن کو پڑھ کر کچھ فائدہ بھی ہو [illegible]
[illegible] ان کو بے تکلف [illegible]
تو یہ مصری افسانے مطالعہ کیجئے۔ [illegible]
افسانے [illegible]
قیمت صرف
آٹھ آنے

امام ابو حنیفہ

امام ابو حنیفہ کے حالات پڑھنے [illegible]
کے لئے [illegible]
آپ ان کے حالات سے بے خبر رہنا [illegible]
[illegible] سیرۃ النعمان علامہ شبلی مرحوم
کی تصنیف ہے۔ امام صاحب کے حالات
[illegible] کارناموں مناظروں اور فقہی
مسائل معلوم کرنے کے لئے سب سے بہتر کتاب ہے
ایسے ایسے نکات بیان ہوئے ہیں جن
[illegible] جاتے ہیں اور حقیقت
میں [illegible]
ضخامت [illegible] صفحات [illegible] قیمت [illegible]

شذرات

(از سید عزیز حسن بقائی)

کساد بازاری اور کاغذ کی گرانی

افسوس ہے کہ اس عالمگیر کساد بازاری کے زمانہ میں کاغذ کی گرانی کا مسئلہ اتنا اہم ہوگیا ہے کہ اس پر خاموش رہنا قطعی ناممکن ہے۔ کیونکہ یہ گرانی اخبارات و رسائل کے لئے موت اور زندگی کا سوال ہے۔

گذشتہ جنگ عظیم میں کاغذ چھ سال میں اتنا مہنگا نہیں ہوا تھا جتنا کہ اب چند مہینے میں مہنگا کر دیا گیا ہے اور اس گرانی کا اثر مزدوروں کی ایک بڑی جماعت پر بے روزگاری کی صورت میں پڑا تو کسی نہ کسی روز حکومت کے لئے پریشانی کا باعث ہو سکتی ہے۔

کاغذ کی گرانی گذشتہ جنگ عظیم میں بادل ناخواستہ صرف اس لئے برداشت کر لی گئی تھی کہ کاروبار چل رہے تھے۔ مگر آجکل یہ حالت نہیں ہے۔ کساد بازاری بڑھ رہی ہے اس لئے ضرورت ہے کہ حکومت پبلک کے مفاد کے لئے ہندوستانی کاغذ پر جو کہ ملک کے ایک معقول طبقہ کو جو مزدور ہے بے روزگاری سے بچانے کے لئے [illegible] کے ذخیرے پر فوراً قبضہ کرے پھر کاغذ کی قیمت پر کنٹرول کرنے کا اعلان کیا جائے [illegible] سکے۔ کاغذ کی ہر صوبہ میں سرکاری امداد سے نئے پیپر مل قائم کئے جائیں۔ تاکہ اس مصیبت کا دائمی علاج ہو سکے ورنہ آئندہ اس بڑھتی ہوئی بے روزگاری کا علاج مشکل ہو جائے گا۔

پیشوا کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ کاغذ کی گرانی کا مقابلہ ہندوستان کے وہ اہم اخبار [illegible] کر سکتے جو بڑے بڑے سرمایہ داروں کی سرپرستی میں چل رہے ہیں اسی طرح صوبے کے تمام اخبارات نے اپنی شکایتیں شائع کی ہیں۔ کاغذ کی گرانی کی حالت یہ ہے کہ جو ریم [illegible] کا تھا وہ اس وقت [illegible] ہے اور نہیں معلوم کہ ایک ہفتہ کے بعد کتنی قیمت بڑھ جائے۔ جو کاغذ اس پرچہ میں لگایا گیا ہے وہ پہلے [illegible] کا ملتا تھا اعلیٰ ایڈیشن کے لئے [illegible] خریدا جاتا تھا۔ مگر چونکہ کم مدت کا کافی ذخیرہ ہونے کے [illegible] زیادہ نفع کی توقع پر کاغذ فروخت نہیں کر رہا ہے اس لئے مجبوراً [illegible] کاغذ لگایا جا رہا ہے جس سے ناظرین کرام میری مالی مشکلات کا اندازہ کر سکتے ہیں۔

میں کاغذ کی اس ہوشربا گرانی کا مقابلہ کی ہمت کر رہا ہوں مگر میری قوت برداشت نے جواب دے دیا ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ ناظرین کرام مجھے مشورہ دیں کہ اس تباہ کن گرانی کا مقابلہ کیونکر کیا جائے؟

حسب ذیل تجاویز میں سے جن بھائی کو جو تجویز پسند ہو وہ لکھدیں تاکہ کثرت رائے پر فیصلہ کیا جا سکے۔

(۱) ضخامت گھٹا دی جائے۔

(۲) سالانہ قیمت عارضی طور سے بڑھا دی جائے۔

(۳) ہر خریدار کم سے کم ایک روپیہ کی کتابیں خریدنے کا عہد کرے

(۴) ہر خریدار کم سے کم ایک خریدار ہر مہینہ بڑھائے

(۵) ہر ایک طریقہ سے امداد حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔

میری ذاتی رائے یہ ہے کہ نہ ضخامت گھٹائی جائے نہ قیمت بڑھائی جائے اور [illegible] اور طریقہ سے کوئی امداد [illegible] کی جائے کیونکہ [illegible] مقصد فوت ہوتا ہے جو پیشوا کے اجرا کا ہے۔ [illegible] کتابیں خریدنے [illegible] کی اس معلومات حاصل کرنے کا ذریعہ بھی ہے [illegible] مسلمانوں میں پھیل گئی ہے اور ان کا کوئی [illegible] اس لئے اگر ان آخری تجاویز پر عمل ہو تو پیشوا اسلامی خدمت میں جاری رہ سکے گا اس سلسلہ میں بہتر یہ ہے کہ جو بھائی پسند نہیں کرتے کہ قیمت بڑھا کر کاغذ کی گرانی کے اس زمانہ کو ٹال دیا جائے ان سے درخواست ہے کہ وہ ایک ایک خریدار [illegible] اور جس حد تک ان کے حالات اجازت دیں کتابیں خرید کر اس مصیبت کے زمانہ کو ٹالنے میں میری اعانت کریں۔

ہز ایکسلنسی وائسرائے کا اعلان

جنگ کے مقاصد پر جس اعلان کا مطالبہ کانگریس نے کیا تھا وہ اعلان ۵۳
وائسرائے ہند نے دوسرے مشورہ کے بعد ہز ایکسلنسی وائسرائے نے کر دیا جس کا خلاصہ یہ ہے

"اس اعلان کا اعادہ کیا گیا ہے جو ہندوستان کو درجہ نوآبادیات دینے کے متعلق ۱۹۲۹ء میں [illegible] فیڈریشن اسکیم کے متعلق ہز ایکسلنسی نے فرمایا کہ [illegible] ملتوی کر دی گئی ہے اور اس کے نفاذ کے وقت ہندوستان کے نمائندوں سے مشورہ کیا جائے گا جنگ میں ہندوستان کے تعاون کے لئے ایک مشاورتی بورڈ [illegible] پارٹیوں اور والیان ریاست کے نمائندگان کا قائم کیا جائے گا جس کے صدر خود ہز ایکسلنسی وائسرائے ہند ہوں گے"

اقلیتوں کے مفاد کا ہندوستان کی آئینی ترقی میں خیال رکھا جائیگا؟

چونکہ ابھی تک [illegible] کانگریس، لیگ، جمعیۃ وغیرہ کے اراکین نے اپنی رائے ظاہر نہیں کی ہے۔ اس لئے میں اپنی رائے آئندہ اشاعت میں لکھوں گا

شیعہ سنی قضیہ

لکھنؤ میں عرصہ سے نام نہاد شیعوں اور سنیوں میں مدح صحابہ کے نام پر فساد ہوتا تھا۔ فریقین کے ملاؤں کی دوکانیں خوب چمک رہی تھیں بدنصیب

[illegible] [illegible] حکومت [illegible] عالمگیر [illegible] بعد کوششوں کی گئی جو صوبہ [illegible] مقرر کیا اور انہوں نے انتہائی کوشش کی [illegible] مولوی عبد [illegible] قرآن حکیم [illegible] خلاف [illegible] سے کام لیتے [illegible] سے کام

فخرائے اسلام نمبر

[illegible] رمضان کی [illegible] فخرائے اسلام نمبر کا نہایت ہی [illegible] [illegible] مضامین ہیں مگر پیشوا کی ضخامت محدود ہے۔ [illegible] کی گنجائش ضخامت بڑھانے کی اجازت نہیں دیتا۔ اس لئے سردست جو کچھ [illegible] [illegible] اشاعت میں [illegible] گے۔

[illegible] بزرگوں [illegible] کل کے موقع [illegible] درست [illegible] مسلمان [illegible] کے پیروؤں اور ان بزرگوں [illegible] پیروی کرنی چاہئے۔

[illegible]

[illegible] [illegible] متعدد [illegible] سے ملاقات کر چکے [illegible] ملاقات [illegible] اور [illegible]

[illegible] جنگ [illegible] مسائل پیدا کر دئے ہیں [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] سے پوری [illegible]

[illegible] کانگریس کے مطالبہ کے [illegible] اعلان حکومت کی جانب سے ہوگا۔

[illegible] ۱۵ [illegible] ہوگا

[illegible] ہوگا

[illegible] کانگریس کی [illegible] ہوں گی

[illegible] ترقی ہوئی جنگ کا [illegible]

[illegible]

"اگر حکومت [illegible] کانگریس [illegible] مسلمانوں [illegible] [illegible] توجہ کی جائے اور [illegible] کی [illegible] کر کے حکومت کی [illegible] وسیع پیمانہ پر ہر صوبہ [illegible] [illegible] کی ضروریات کے کارخانے ہوتے ہیں [illegible] ملک [illegible] بیروزگاری کم ہو [illegible] دوسری جانب ملک فارغ البال ہو۔ اور ملک کا روپیہ ملک ہی میں رہے [illegible] میں جس طرح اب تک [illegible] طریقے سے وقت اور روپیہ برباد کیا گیا [illegible] طرح اگر آئندہ بھی یہی حالت رہی تو ایک ہزار برس میں بھی ملک اس قابل نہ ہوگا کہ وہ اپنی مدافعت کر سکے اور [illegible] میں خوشحالی کا دور

بلند شہر فائرنگ

میں نے خاکسار تحریک کے متعلق اپنے خیالات آزادی سے ظاہر کر دیئے تھے اور اس کے ساتھ ہی میں نے اس برتاؤ کو بھی ناپسند کیا تھا۔ جو یوپی کے جیل خانوں میں خاکسار قیدیوں سے کیا جا رہا ہے

مگر نہایت افسوس سے یہ لکھا جاتا ہے کہ بلند شہر میں حد سے زیادہ [illegible] سے [illegible] اور [illegible] مسلمان [illegible] کی گولیوں سے شہید ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اگرچہ حکومت یوپی نے اس فائرنگ کی تحقیقات کے لئے کمیٹی [illegible] [illegible] افسوس ہے کہ یہ [illegible] سرکاری ہوگا [illegible] [illegible] اس ہولناک فائرنگ کی تحقیقات کرائی جاتی جس [illegible] اور لیگ کے [illegible] شریک ہوتے [illegible] موقع دیا جاتا کہ وہ آزادی سے اپنے طریقہ سے لوگوں کو جواب [illegible] پیش کرتے مگر افسوس ہے کہ ایسا نہیں ہوا۔ اور یہی میرے خیال میں بنیادی غلطی ہے

زکوٰۃ دینے والوں کو مشورہ

اس ماہ مبارک میں [illegible] زکوٰۃ ادا کرتے ہیں خدا تعالیٰ نے زکوٰۃ میں تبلیغ کا حصہ بھی مقرر کیا ہے۔ پس جو مسلمان بھائی زکوٰۃ نکالتے ہیں ان کو تبلیغ اسلام کا حصہ بھی ادا کرنا چاہئے اور اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ آپ کلام اللہ اور کلام رسول اللہ صلعم اپنے نادار مسلمان بھائیوں میں مفت تقسیم کرنے کے لئے کم قیمت پر پیشوا آفس دہلی سے منگائیں یا پیسے نادار مسلمانوں کے نام پیشوا مفت جاری کرائیں۔ تاکہ وہ سال بھر تک [illegible] سے واقف ہوتے رہیں۔

جو بھائی میرے مخلصانہ مشورہ کو قبول کرنے کے لئے تیار ہوں ان سے درخواست ہے کہ وہ مساجد میں رکھنے کے لئے آسان اور عام فہم ترجمہ کا نسخہ قرآن طلب فرمائیں۔ جس کا بلا جلد کا ہدیہ [illegible] ہے اور مجلد کا ہدیہ [illegible] محصول ہے۔ اسی طرح اعجاز نما کلام اللہ بھی فہم قرآن کے لئے بہترین ثابت ہوگا اعجاز نما کلام اللہ کا اشتہار صفحہ [illegible] پر ملاحظہ فرمائیں۔ نیز بخاری شریف مسلم شریف وغیرہ کتب حدیث [illegible] تقسیم کرنا بڑے ثواب کا کام ہے۔

میرے مشورہ پر عمل کرنے کا نتیجہ ہم خرما و ہم ثواب ہوگا۔ کلام اللہ اور کلام رسول اللہ کی اشاعت کا ثواب، زکوٰۃ کے ذریعہ تبلیغ اسلام کا ثواب۔ اور پھر پیشوا کی مالی اعانت جدا گانہ رہی کیونکہ پیشوا کے کتب خانہ سے کتابیں خریدنا بھی مدد پیشوا کرنا ہے اگر آپ کتابیں اور کلام اللہ پیشوا کے دفتر سے طلب فرمائیں گے۔ تو جو جزوی نفع فروخت کتب سے مجھے ہوگا۔ وہ [illegible] بجنسہ آپ کو واپس کر دوں گا تاکہ پیشوا کا نقصان پورا ہو۔

امید ہے کہ وہ خریداران پیشوا جو میری رائے کی قدر کرتے ہیں وہ میرے مشورہ پر عمل کریں گے

[illegible] مسلمانوں [illegible] یہ مجلس [illegible] حکومت [illegible] [illegible] لیگ کے ممبر اور [illegible] ہیں۔

پیشوا کا آئندہ پرچہ طارق نمبر ہوگا

شوال کا پیشوا فاتحِ اسپین مجاہدِ اعظم حضرت طارق جو لے قابلِ فخر کارناموں سے لبریز ہوگا۔ اور اگر اس مہینہ کتابیں اور کلام [illegible] طارق نمبر کی ضخامت تقریباً ایک سو صفحہ ہوگی۔ [illegible] کوشش کی جائے گی کہ کمل حالات حضرت طارق رحمۃ اللہ علیہ کے شائع کئے جائیں۔ [illegible]

کراچی کی مسجد

سندھ میں غیر مسلم لیگی حکومت ہے۔ وہاں عرصہ سے منزل گاہ [illegible] ایک مسجد پر حکومت کا قبضہ ہے۔ [illegible] ہوئے سالوں سے پہلے سندھ میں خالص مسلم لیگی حکومت قائم ہوئی [illegible] منزل گاہ کی آزادی کا مطالبہ کیا۔ مگر اس کے بعد خان بہادر اللہ بخش نے غیر مسلم لیگی، غیر کانگریسی، غیر [illegible] حکومت قائم کی۔ [illegible] گاہ کا مسئلہ طے نہ ہوا۔ اس عرصہ میں مسلم لیگ والوں نے [illegible] کو ناکامی ہوئی۔ اب ایک عرصہ کے بعد منزل گاہ کے نام پر عوام کو برانگیختہ کر کے ایجی ٹیشن شروع کیا گیا ہے۔ [illegible] یہ ہوا ہے کہ [illegible] مسلمان جیل خانہ جا چکے ہیں مگر [illegible] کا ابھی تک فیصلہ نہیں ہوا۔ [illegible] ہیں۔

مجھے جیل جانے والے مسلمانوں کے جذبات سے ہمدردی ہے اور میری خواہش ہے کہ منزل گاہ جلد از جلد آزاد ہو۔ اور مسجد کی واگذاری کے لئے ہر مسلمان کو ایثار و قربانی کی راہ اختیار کرنی چاہیئے اور حکومت سندھ کا مسجد کو واگذار نہ کرنا ایک قابلِ نفرین فعل ہے۔ چاہے وہ حکومت انگریزی ہو یا سر ہدایت اللہ کی یا خان بہادر اللہ بخش کی۔ منزل گاہ کی آزادی کے نام پر مسلمانوں کو قید کرنا حکومت سندھ کا ایک ناقابلِ برداشت فعل ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی مسلم لیگی لیڈروں کا مسجد کی حرمت کے لئے [illegible] کچھ مستحسن فعل نہیں کہا جا سکتا۔

اگر حکومت سندھ کے ہوش و حواس درست ہوں تو اس کو کان کھول کر سن لینا چاہیئے کہ وہ مذہب کے نام پر مسلمانوں کو مشتعل نہ ہونے دے۔ ورنہ اس کی اینٹ سے اینٹ بج رہے گی۔ لہٰذا جتنے جلدی ممکن ہو سکے منزل گاہ کو واگذار کرنا چاہیئے اور جتنے مسلمان اس وقت تک گرفتار کئے گئے ہیں ان کو بلا شرط رہا کرنا چاہیئے۔

جامعہ دینیہ

اس جامعہ کے قیام کا مقصد یہ ہے کہ علوم دینی کو مادری زبان کے ذریعہ سب سے آسان طریق پر کم وقت میں زیادہ لوگوں میں پھیلایا جائے اور [illegible] کے دام تزویر سے مسلمانوں کو بچایا جائے۔ اس کا نصاب تعلیم یہ تجویز ہوا —

پہلا درجہ مولوی ہے جس کا نصاب یہ ہے

ترجمہ شرح مشکوٰۃ شریف۔ از مولانا آغا رفیق بلند شہری

ترجمہ [illegible] مولوی محمد حسن [illegible]

ترجمہ [illegible] مولوی [illegible] حقانی دہلوی

[illegible]

[illegible] مولانا عنایت اللہ [illegible]

رجال مشکوٰۃ [illegible] انتظام اللہ شہابی اکبرآبادی۔

اصول حدیث و تفسیر [illegible] مولوی محمد [illegible] اکبرآبادی۔

اصول فقہ [illegible] اکبرآبادی

[illegible] انتظام اللہ شہابی اکبرآبادی

تاریخ القرآن حضرت [illegible] شاہ [illegible]

[illegible] طارق [illegible] کرائی گئی ہے [illegible] کتب [illegible]

مولانا عنایت اللہ [illegible] صاحب [illegible]

مولوی [illegible] مدرس مدرسہ نظامیہ

مولانا [illegible]

مولوی میرک شاہ کشمیری [illegible] مولوی [illegible]

مولوی حفظ الرحمٰن صاحب دیوبندی۔ مولانا محمد طیب مہتمم مدرسہ عالیہ دیوبند [illegible]

[illegible] آبادی۔ مولوی حکیم [illegible] مولانا [illegible]

[illegible] مولوی محمد طاہر فاروقی آلہ آبادی [illegible]

[illegible] مولوی [illegible] اکبرآبادی ناظم مدرسہ عالیہ جامع مسجد آگرہ مولوی محمد [illegible] اکبرآبادی۔ مولوی عبدالستار خان [illegible] وغیرہ جامعہ [illegible] قدر [illegible] کی تکمیل [illegible] جامعہ دینیہ کی جانب سے [illegible] انتظام اللہ صاحب شہابی کے مکان پر واقع چوک [illegible] درسگاہ [illegible] گئی۔ مولوی محمد وصی صاحب روزانہ بعد نماز مغرب درس دیتے ہیں طلباء کی تعداد [illegible] ہو کر مشکوٰۃ شریف اور احسن المسائل کا درس سنتے ہیں بعد نماز [illegible] دیگر [illegible] مولوی محمد وصی صاحب بخاری کا درس روزانہ دیتے ہیں [illegible] میں [illegible] طلباء حدیث شریک ہوتے ہیں۔

اس جامعہ کے متعلق تفصیل معلوم کرنا ہو تو جناب مولانا مفتی انتظام اللہ صاحب شہابی دارالمعارف قرآنیہ چھیا نولہ آگرہ سے معلوم کر لیں [illegible] جامعہ [illegible] اور قائم کئے جائیں گے۔ ابھی علماء کا مشورہ ہو رہا ہے

[illegible] شخص اپنے مکان پر نصاب تعلیم کا مطالعہ کر کے امتحان دے کر جامعہ دینیہ آگرہ سے مولوی کی سند حاصل کر سکتا ہے

میں اپنے محترم دوست مولانا انتظام اللہ صاحب کو حدیث و قرآن کی اس ہمہ خدمت پر ان کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتا ہوں اور ان کے [illegible] پر بلا کسی چندہ کے دہلی میں بھی اس جامعہ دینیہ کی شاخ مولانا آغا رفیق صاحب بلند شہری

کی صدارت میں قائم کیا جا رہا ہے۔ اور جب تک کوئی صاحب اس کام کو نہیں سنبھالتے اس وقت تک ہم نے اس کا اہتمام منظور کیا ہے۔

دہلی میں اس ادارہ دینیہ کی صدر مدرسی بغیر کسی تنخواہ کے حضرت مولانا آغا رفیق صاحب نے منظور فرمائی ہے اور جس وقت پچیس مسلمان مدرسہ میں شریک ہونے پر آمادہ ہو جائیں گے اس ادارہ کا افتتاح کر دیا جائے گا۔ کوئی چندہ وصول کرنا مد نظر ہونا نہیں رکھا جائے گا۔ درس میں شریک ہونے والے حضرات جلد از جلد درخواستیں بھیج سکتے ہیں۔ خواہش مند طلبہ کا انتظام بہ درست ادارہ دینیہ دہلی نہیں کر سکتا۔ کسی قسم کی فیس نہیں لی جائے گی۔ پڑھانے کے لئے جامع مسجد دہلی میں انتظام کیا جائے گا۔

خاکسار تحریک اور حکومت یو پی

یو پی میں خاکسار تحریک اور حکومت میں ٹکر ہو رہی ہے۔ اور اس تصادم کی بنیاد لکھنؤ کے قضیہ میں فریقین کے چند رہنماؤں کے قتل کا اعلان ہے۔ پھر جبکہ یو پی گورنمنٹ کے حکم سے مولانا آزاد تصفیہ کر رہے تھے تو اس وقت شیعوں کی حمایت میں خاکساروں کا لکھنؤ سے جھگڑا اور اس کے بعد مسٹر مشرقی کی گرفتاری۔ گرفتاری کے بعد معافی پر رہائی اور پھر مجنون کی سی حرکتیں۔ کہ یل کی زنجیر کھینچ لی اور گرفتار کرا لیا۔ تو صوبہ سے منتشر ہو کر نقض عہد کر کے دوبارہ اصلاح کے نام پر فساد کے لئے یو پی میں داخلہ۔ پھر گرفتاری ہے۔ اس پوری تاریخ میں کہیں بھی مسلمانوں کا مفاد، اسلامی حقوق، اور شعائر اللہ کا تحفظ نہیں۔ صرف ایک ۵٦

ذاتی شہرت۔ اور مفسدانہ ذہنیت اور طفلانہ سوجھ ہے۔ جس کی وجہ سے مسٹر مشرقی نے یو پی کے امن کو تباہ کرنے کے لئے حکومت یو پی کے خلاف مورچہ لگا دیا۔ پورے دو مہینہ میں ایک ہزار والنٹیر بھی ان کے سوال کردہ۔ لاکھ خاکساروں میں سے اب تک جیل نہیں گئے۔ جس سے خاکسار تحریک پر کافی روشنی پڑتی ہے۔

اس سلسلہ میں یہ دلچسپی سے سنا جائے گا کہ یو پی کے ایک نامور علامہ سر سلیمان جج فیڈرل کورٹ کے خلاف کام لینے کیلئے مسٹر مشرقی نے آگے پیچھے پھر رہے ہیں۔ اور خاکساریت کے جراثیم مسلم یونیورسٹی میں پھیلانا چاہتے ہیں۔ دوسری جانب مسلم لیگ جس نے علامہ اشرف علی تھانوی کے فتوے پر الیکشن لڑے تھے۔ خاکساروں کے متعلق مضحکہ انگیز طریقہ سے حضرت علامہ تھانوی کے فتوے کو ٹھکرا کر ایک برباد شدہ سالک کو قائم کرنا چاہتی ہے۔ حالانکہ یو پی میں متعدد مواقع ایسے آئے تھے کہ یو پی مسلم لیگ کو مسلمانوں کے مفاد اور شعائر اللہ کی توہین پر حکومت یو پی سے ٹکرانا چاہئے تھا۔ مگر اس وقت نہ خاکساروں کی حمیت اخوت جوش میں آئی اور نہ لیگ کی رگ اسلامیت پھڑکی۔ پھر آپ ہی فرمائیے کہ خاکساروں کی اس شورش کو جو نہ کسی مذہبی بنیاد پر ہے اور نہ اخلاقی اور نہ سیاسی اور نہ معاشر اگر کہا جائے تو کیا!

پھر خاکساروں نے جو متشددانہ رویہ اختیار کیا ہے، اور جس طرح امن اور نظم کو دھمکیاں دی ہیں۔ اس پر تو کوئی مسلمان بھی ان کو مبارکباد نہیں دے سکتا

اس کے ساتھ ہی ہم حکومت یو پی سے بھی یہ کہہ دینا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ وہ بلند شہر فائرنگ کی تحقیقات غیر سرکاری ممبران کے ایک کمیشن کے ذریعہ کرائے۔ اور یو پی کی جیلوں میں خاکسار قیدیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے نیز اس کے ساتھ ہی اس وقت تک ایک مجھوتہ کے ماتحت گرفتاریاں بند کر دی جائیں جب تک مسٹر محمد علی جناح کا فذات پڑھ کر اور مسٹر مشرقی سے گفتگو کر کے کسی نتیجہ پر نہیں پہونچتے۔

لیگ اور کانگریس کے صدور

ہز ایکسلنسی وائسرائے سے ملاقات کے بعد مسٹر جناح نے ایک بیان شائع کیا تھا۔ جس میں کانگریسی حکومتوں کے مظالم اور ہندو غلبہ کے خلاف آواز بلند کی گئی تھی۔ جس پر ڈاکٹر راجندر پرشاد صدر کانگریس نے ایک تار کے ذریعہ مسٹر جناح کے اس بیان کو تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہوئے کانگریسی حکومتوں کے بیان کردہ مظالم کی تحقیقات سر ماریس گوائر چیف جسٹس فیڈرل کورٹ کے سپرد کرنے کی خواہش کی جس پر مسٹر جناح نے کہا کہ چونکہ وہ اس معاملہ کو وائسرائے سے پیش کر چکے ہیں۔ اس لئے مجبوری ہے

اس خط و کتابت پر مہاسبھائیوں کا ہم کسار نے ہیچ دیکھ کر ملہے نیز گندی قوم پرستی کی لاج رکھنے کے لئے مسٹر جناح پر برس پڑا۔ حالانکہ مہاسبھا کو اپنے ایک بیان میں کانگریسی اخبارات سے یہ اپیل کر چکے ہیں کہ وہ مسٹر جناح کو طعن کرتے ہوئے تمیز داری کا ثبوت دیا کریں۔

میرٹھ کے فساد کا ذمہ دار کون ہے

یو پی اسمبلی کے لئے میرٹھ ڈویژن کا انتخاب ہونے والا تھا مسٹر ساورکر ہندو مہاسبھا کے نامزد کے حق میں پراپیگنڈا کرنے کے لئے میرٹھ تشریف لائے ہوئے۔ ایک نہایت اشتعال انگیز اور فرقہ وارانہ تقریر کی جلوس میں اشتعال انگیز نعرے لگائے گئے۔ مسجد کے آگے نماز کے وقت باجہ بجایا گیا۔ اور نتیجہ کے پر فساد ہو گیا۔ حکومت یو پی نے اس فساد کی تحقیقات کیلئے ایک سرکاری کمیشن مقرر کر دیا ہے۔ جو بہت جلد میرٹھ میں اپنا کام شروع کر دے گا۔

ملک کو اندوہ فرقہ وارانہ فسادات سے بچانے کے لئے یہ ضروری ہے۔ اگر بعد تحقیقاتی کمیشن اس نتیجہ پر پہونچے کہ اگر فساد مسٹر ساورکر کی تقریر سے مشتعل ہو کر ہوا ہے۔ تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ ان پر اور ان جیسے تمام فرقہ پرستوں پر ان کی اشتعال انگیز تقریروں کی بنیاد پر مقدمہ نہ چلایا جائے۔

رعایتی اعلان ختم

افسوس ہے کہ بڑی مشکوٰۃ شریف کامل ختم ہو گئی اس لئے رعایتی قیمت پر نہیں دی جا سکے گی۔ صرف دس جلدیں باقی ہیں۔ جو اس رسالہ کے شائع ہونے تک ختم ہو جائیں گی۔

دو ترجمۃ الاثر اعجاز نما قرآن مجید مترجم معہ پوری تفسیر

اس کے ساتھ ہی ساتھ پڑھنے سے شروع ہو گئے

[illegible]

ترجمہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی ... دوسرا ترجمہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی ... [illegible]

قرآن مجید کے پورے صفحے ... [illegible]

يُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ

دیں زکوٰۃ کو اور یہ ہے دین لوگوں قائم رہنے والوں کا

زکوٰۃ دیا کریں اور یہی طریقہ ہے ان مضامین مذکورہ کا دین بتلایا ہوا

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ

تحقیق جو لوگ کافر ہوئے اہل کتاب سے

بے شک جو لوگ اہل کتاب اور مشرکین میں سے کافر ہوئے

ف یعنی یہ چیزیں ... موضح القرآن ... ابو ہریرہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... [illegible]

مولانا اشرف علی صاحب کے ترجمہ کا پونیہ قرآن مجید

اس قرآن مجید کی ... [illegible]

[illegible] ... حاشیہ پر شاہ عبد القادر صاحب کی تفسیر موضح القرآن ... [illegible] ... قرآن شریف کا ... [illegible]

هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

یہ بار خاص تمہاری طرف سے ہوئی بے شک اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر پوری

موضح القرآن

ف یعنی تم ہر کی ... [illegible]

دہلی کے نامور ادیب و عالم مولوی نذیر احمد کا ترجمہ والا مشہور قرآن مجید

جس کا ہدیہ کم سے کم بھی ہوا ہے تو پانچ روپے حد ہے کہ یہی دفتر رسالہ پیشوا سے نصف ہدیہ یعنی ڈھائی روپے میں ملتا ہے

[illegible] ... مولوی نذیر احمد صاحب کے ترجمہ والا قرآن مجید ... [illegible]

بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا

غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا

[illegible]

ایک ترجمہ والا معجز نما قرآن شریف چوتھائی ہدیہ میں

ابھی جنگ عظیم کو زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ [illegible] میں معجز نما ایک ترجمہ والا چوتھی تقطیع کا قرآن شریف جب پہلی مرتبہ چھپا تھا تو [illegible] اس کا [illegible] خدا کے فضل سے اب بھی ہزاروں بھائی زندہ موجود ہیں جو اس کے شاہد ہیں [illegible] یہ قرآن شریف دہلی سے اور [illegible] سال تک چھپ کر آیا [illegible] دیکھئے اور تعجب کیجئے۔ اب یہ قرآن شریف دفتر رسالہ پیشوا دہلی سے [illegible] ملتا ہے [illegible] چوتھائی [illegible] میں کہاں دوستوں اور [illegible] کو اور محلہ والوں کو بھی خبر دیجئے [illegible]

بس یہ قرآن شریف [illegible]
اس کی تفسیر تری تقطیع والے قرآنوں سے بھی زیادہ ہے جو مسلمانوں [illegible] ترجمہ [illegible] حضرت مولانا اشرف علی صاحب حضرت تھانوی کا ہے [illegible] ایک [illegible] زیادہ [illegible] ابتدا میں ایک بسیط مقدمہ ہے جس کے پانچ حصے ہیں (۱) حضرت آدم سے لے کر تمام پیغمبروں کی سوانح عمریاں

وما ابرئی ۱۳ | منزل ۳ | ۳۹۳ | یوسف ۱۲

فَلَمَّا دَخَلُوا عَلٰى يُوسُفَ اٰوٰى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَ

[illegible]

قَالَ ادْخُلُوا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۝ وَ

[illegible]

رَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَقَالَ

[illegible]

ف جو بات کے احسان تھے سو ذکر کے اور [illegible] تکلیف تھی اس کو شیطان کی طرف [illegible] بھائیوں کو [illegible] آپس کی [illegible] اور وقوف [illegible] موضح القرآن ف ۲ یوسف کو [illegible] کی عمر میں [illegible] اور چالیس برس

اور ان کی امتوں کا حال، اسلام سے قبل [illegible] کی تمام قوموں کی تاریخ ہے اور رسول اللہ کی پیدائش سے لے کر وفات تک کی مفصل سوانح عمری اور ان [illegible] کی تفصیل [illegible]
آپ کے خلاف [illegible] خلفاء راشدین کے کامل حالات ہیں حصہ دوم میں فضائل قرآن اور حصہ سوم میں [illegible]

59

ڈھائی روپے میں مولوی نور محمد صاحب والا دو ترجمہ کا قرآن مجید

منگا لیجئے یہ ہندوستان کا سب سے پہلا اور سب سے بہتر دو ترجمہ کا قرآن مجید اور اس کی تفسیر [illegible] تفاسیر کا عطر ہے [illegible] قرآن شریف کے [illegible] بے تحاشہ [illegible] ہندوستان کے ہر گھر میں [illegible] اس قرآن [illegible] صفحات ہیں [illegible] اس رسالہ سے بڑا ہے [illegible]

دو ترجمے ہیں پہلا ترجمہ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، دوسرا ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا ہے ترجمہ بامحاورہ ہے، حاشیہ پر تفسیر [illegible]
ابتدا میں [illegible] کا ایک بسیط مقدمہ ہے جس میں قرآن کی بڑی معلومات ہے [illegible] قرآن شریف کا اعلیٰ ایڈیشن [illegible] بطور نمونہ ذیل [illegible]

ف [illegible] احسان تھے سو ذکر کئے اور [illegible] تھی [illegible] کی طرف منسوب [illegible] کو سجدہ کیا [illegible] یوسف ع کی اپنے والدین اور بھائیوں سے ملاقات

ف ۲ یوسف کو [illegible] کی عمر میں [illegible]

وما ابرئ نفسی ۱۳ | منزل ۳ | ۳۵۰ | یوسف ۱۲

فَلَمَّا دَخَلُوا عَلٰى يُوسُفَ اٰوٰى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوا

[illegible]

مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۝ وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ

[illegible]

ضعیف العمر اور کمزور نگاہ والوں کے لئے بہت جلی خوب قلم

آسان دید قرآن شریف مترجم مفسر

مترجمہ تحت اللفظ حضرت شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی

حاشیہ پر تفسیر موضح القرآن چھپائی خوب سیاہ چمک دار کاغذ سفید ولایتی

[illegible]

ضعیف العمر بزرگ بھی روشنی اور چاندنی میں بے تکلف تلاوت کر لیتے ہیں

[illegible]

یہی قرآن شریف بلا ترجمہ روشن دید

[illegible]

پیپر آئیوری کاغذ والا خوب قلم مترجم

[illegible]

مجلد چرمی پشتہ تین روپے محصول ڈاک علاوہ

[illegible]

ملنے کا پتہ:- منیجر رسالہ پیشوا - جامع مسجد دہلی

[redacted]

[redacted]

اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ

اہل ایمان تھے اُن کو اپنی عنایت سے بچالیا اور اُس دن کی بڑی رسوائی سے بچا لیا بے شک آپ کا رب ہی قوت والا

الْعَزِيْزُ ۝ وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ كَاَنْ لَّمْ

غلبہ والا ہے اور اُن ظالموں کو ایک نعرہ نے آدبایا جس سے وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے جیسے ان گھروں

ع ۶

يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَاۡ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ۝

میں کبھی بسے ہی نہ تھے خوب سن لو ثمود نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا خوب سن لو رحمت سے ثمود کی دوری ہوئی

قصہ ثمود و قوم صالح علیہ السلام تفسیر :۔ والیٰ ثمود سے بُعداً لثمود تک ؛۔ اور ہم نے (قوم) ثمود کے پاس اُن کے بھائی صالح (علیہ السلام) کو پیغمبر بنا کر بھیجا اُنھوں نے (اپنی قوم سے) فرمایا اے میری قوم تم (صرف) اللہ کی عبادت کرو اُس کے سوا کوئی تمہارا معبود ہونے کے قابل نہیں (اُس کا تم پر یہ انعام ہے کہ) اُس نے تم کو زمین (کے مادہ) سے پیدا کیا اور تم کو اُس (زمین) میں آباد کیا (یعنی ایجاد و ابقاء دونوں نعمتیں عطا فرمائیں جن میں سب نعمتیں آگئیں جب وہ ایسا منعم ہے) تو تم اپنے گناہ (شرک و کفر وغیرہ) اُس سے معاف کراؤ (یعنی ایمان لاؤ اور) پھر (ایمان لا کر) اُس کی طرف (عبادت سے) متوجہ رہو (یعنی عمل صالح کرو) بے شک میرا رب (اُس شخص سے) قریب ہے (جو اُس کی طرف متوجہ ہو اور اُس شخص کی عرض) قبول کرنے والا ہے (جو اُس سے گناہ معاف کراتا ہے) وہ لوگ کہنے لگے اے صالح تم تو اس کے قبل ہم میں ہونہار (معلوم ہوتے) تھے (یعنی ہم کو تم سے اُمید تھی کہ اپنی لیاقت و وجاہت سے فخر قوم اور ہمارے لئے مایۂ ناز اور ہمارے سرپرست ہوگے افسوس اس وقت جو باتیں کرتے ہو اُس سے تو ساری اُمیدیں خاک میں ملتی نظر آتی ہیں) کیا تم ہم کو اُن چیزوں کی عبادت سے منع کرتے ہو جن کی عبادت ہمارے بڑے کرتے آئے ہیں (یعنی تم اس سے منع مت کرو) اور جس دین کی طرف تم ہم کو بلا رہے ہو (یعنی توحید) واقعی ہم تو اُس کی طرف سے بڑے (بھاری) شبہ میں ہیں جنے ہم کو تردد میں ڈال رکھا ہے (کہ مسئلہ توحید ہمارے خیال ہی میں نہیں آتا) آپ نے (جواب میں) فرمایا اے میری قوم (تم جو کہتے ہو کہ تم توحید کی دعوت اور بت پرستی سے مانعت مت کرو تو) بھلا یہ تو بتلاؤ کہ اگر میں اپنے رب کی جانب سے دلیل پر (قائم) ہوں (جس سے توحید ثابت ہے) اور اُس نے مجھ کو اپنی طرف سے رحمت (یعنی نبوت) عطا فرمائی ہو (جس سے اُس توحید کا میں مامور ہوں) سو (اس حالت میں) اگر میں خدا کا کہنا نہ مانوں (اور دعوت توحید کو ترک کر دوں جیسا تم کہتے ہو، تو ذرا یہ تو بتلاؤ کہ) پھر مجھ کو خدا (کے عذاب) سے کون بچالے گا تو تم تو (ایسا برا مشورہ دے کر) سراسر میرا نقصان ہی کر رہے ہو (یعنی اگر خدانخواستہ قبول کر لوں تو بجز نقصان کے اور کیا ہاتھ آوے اور چونکہ اُنھوں نے معجزہ کی بھی ثبوت رسالت کے لئے درخواست کی تھی اس لئے آپ نے فرمایا) اور اے میری قوم (تم جو معجزہ چاہتے تھے سو) یہ اونٹنی ہے اللہ کی جو تمہارے لئے دلیل (بنا کر ظاہر کی گئی) ہے (اور اسی لئے اللہ کی اونٹنی کہلائی کہ اللہ کی دلیل ہے) سو علاوہ اس کے یہ بوجہ معجزہ ہونے کے میری رسالت پر دلیل ہے خود اس کے بھی کچھ حقوق ہیں منجملہ اُن کے یہ ہے کہ اس کو چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں (گھاس چارہ) کھاتی پھرا کرے (اسی طرح اپنی باری کے دن پانی پیتی رہے جیسا دوسری آیت میں ہے) اور اُس کو برائی (اور تکلیف دہی) کے ساتھ (ہاتھ بھی) مت لگانا کبھی تم کو فوری عذاب آ پکڑے (یعنی دیر نہ لگے) سو اُنھوں نے (باوجود اس تمام اتمام حجت کے) اُس (اونٹنی) کو مار ڈالا تو صالح (علیہ السلام) نے فرمایا (خیر) تم اپنے گھروں میں تین دن اور بسر کر لو (تین دن کے بعد عذاب آتا ہے اور) یہ ایسا وعدہ ہے جس میں ذرا جھوٹ نہیں (کیونکہ منجانب اللہ ہے) سو (تین دن گزرنے کے بعد) جب ہمارا حکم (عذاب کے لئے) آ پہنچا ہم نے صالح (علیہ السلام) کو اور جو اُن کے ہمراہ اہل ایمان تھے اُن کو اپنی عنایت سے (اس عذاب سے) بچالیا اور (اُن کو کیسی چیز سے بچالیا) اُس دن کی بڑی رسوائی سے بچالیا (کیونکہ قہر الٰہی میں مبتلا ہونے سے بڑھ کر کیا رسوائی ہوگی) بے شک آپ کا رب ہی قوت والا غلبہ والا ہے (جس کو چاہے سزا دیدے جس کو چاہے بچالے) اور اُن ظالموں کو ایک نعرہ نے آدبایا (کہ وہ آواز تھی جبرئیل علیہ السلام کی) جس سے وہ گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے (اور اُن کی یہ حالت ہوگئی) جیسے ان گھروں میں کبھی بسے ہی نہ تھے خوب سن لو (قوم) ثمود نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا خوب سن لو (اس کفر کا یہ خمیازہ ہوا کہ) رحمت سے

۶۵

ثمود کو دوری ہوئی ف یہ قصہ پارہ ہشتم کے آخر میں آیا ہے اور وہاں رجفہ یعنی زلزلہ کا عذاب مذکور ہے وجہ تطبیق اسی جگہ ذکر
کردی گئی ہے دیکھ لیجئے اور ظاہر حال ثمود سے انکار توحید کا معلوم ہوتا ہے پھر جو اس کو شک سے تعبیر کیا تو مراد اس سے مطلق عدم
جزم ہے گو جزم جانب مخالف کے ساتھ ہو ربط اوپر قوم ثمود کا قصہ ذکر ہوا ہے اور اکثر مقامات پر بعد اس قصہ کے قوم لوط علیہ السلام
کا قصہ مذکور ہوا ہے یہ قرینہ ہے کہ یہاں بھی زیادہ مقصود اسی کا بیان کرنا ہے چنانچہ فما خطبکم کے سوال وجواب سے صاف معلوم ہوتا
ہے کہ مقصود اعظم ان ملائکہ کا تعذیب قوم لوط تھی اور بیچ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ بعض وجوہ خاص سے آگیا ہے ایک
تو دونوں میں خاص تعلق ہے کہ دونوں قصوں میں ملائکہ کی جماعت متحد تھی پھر دونوں پیغمبر رشتہ دار بھی ہیں اور مسکن بھی دونوں کا قریب
تھا اور اُن کے باب میں ابراہیم السلام نے کلام بھی کیا تھا اور غالباً مستقل صاحب شریعت حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی تھے اور لوط
علیہ السلام اُن کی طرف سے بطور نیابت تھے دوسرے دونوں قصوں کے متصل آنے سے اشارہ ہو گیا کہ قہر اور رحمت دونوں کا مدار
طاعت ومعصیت ہے دیکھو وہی ملائکہ مطیعین کے لئے مبشر تھے اور وہی ملائکہ عاصین کے لئے منذر اور عذاب کے لانے والے تھے تیسرے
ایک قصہ دوسرے کا متمم ہے اور اسی وجہ سے کہ قصہ قوم لوط کا بیان کرنا ہے جیسے سب قصوں میں ارسلنا آیا ہے ایسا ہی اس قصہ میں
بھی اس مادہ کا استعمال کیا گیا ہے بخلاف قصہ ابراہیم علیہ السلام کے کہ اس میں لفظ جاء لایا گیا ہے دنیز تغیر اسلوب میں یہ اشارہ ہے کہ
اس قصہ میں مثل اور قصوں کے عذاب کا مضمون نہیں ہے ۔

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ

اور ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے　ابراہیم کے پاس بشارت لے کر آئے اور اُنھوں نے سلام کیا ابراہیم نے بھی سلام کیا پھر دیر نہیں لگائی کہ ایک

بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ۝ فَلَمَّا رَاٰۤ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ

بھنا ہوا بچھڑا لائے　سو جب ابراہیم نے دیکھا کہ اُن کے ہاتھ اُس کھانے تک نہیں بڑھتے تو اُن سے متوحش ہوئے اور اُن سے دل میں خوف زدہ ہوئے

قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ۝ وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا

وہ فرشتے کہنے لگے ڈرو مت ہم　قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں　اور ابراہیم کی بی بی کھڑی تھیں　پس ہنسیں سو ہم نے اُن کو بشارت دی

بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ۝ قَالَتْ يٰوَيْلَتٰۤى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِىْ شَيْخًا ؕ اِنَّ هٰذَا

اسحٰق کی اور اسحٰق سے پیچھے یعقوب کی　کہنے لگیں کہ ہائے خاک پڑے　اب میں بچہ جنوں گی بڑھیا ہو کر اور یہ میرے میاں ہیں بالکل بوڑھے واقعی یہ

لَشَىْءٌ عَجِيْبٌ ۝ قَالُوْۤا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ

بھی عجیب بات ہے　فرشتوں نے کہا کہ کیا تم خدا کے کاموں میں تعجب کرتی ہو اس خاندان کے لوگو تم پر تو اللہ کی رحمت اور اُس کی برکتیں ہیں

اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا

بیشک وہ تعریف کے لائق بڑی شان والا ہے　پھر جب ابراہیم کا وہ خوف زائل ہو گیا　اور اُن کو خوشی کی خبر ملی　تو ہم سے لوط

فِىْ قَوْمِ لُوْطٍ ۝ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ۝ يٰۤاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ

کی قوم کے بارہ میں جدال کرنا شروع کیا　واقعی ابراہیم بڑے حلیم الطبع رحیم المزاج رقیق القلب تھے　اے ابراہیم　اس　بات کو

هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ۝

جانے دو　تمہارے رب کا حکم آچکا ہے اور اُن پر ایسا عذاب آنے والا ہے جو کسی طرح ہٹنے والا نہیں

قصہ ابراہیم علیہ السلام واضیاف او۔ تفسیر۔ ولقد جاءت سے غیر مردود تک ۔ اور ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے

بشکل بشر) ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس (اُن کے فرزند اسحٰق علیہ السلام کی) بشارت لے کر آئے (گو مقصود اعظم اُن کے آنے کا اہلاک قوم لوط تھا لقولہ تعالیٰ فما خطبکم الخ) اور (وہ آنے کے وقت) اُنھوں نے سلام کیا ابراہیم (علیہ السلام) نے بھی سلام کیا (اور پہچانا نہیں کہ یہ فرشتے ہیں لقولہ تعالیٰ قال سلٰم قوم منکرون معمولی مہمان سمجھے) پھر دیر نہیں لگائی کہ ایک تلا ہوا (فربہ لقولہ تعالیٰ سمین) بچھڑا لائے (اور اُن کے سامنے رکھ دیا۔ تو فرشتے تھے کیوں کھانے لگے) سو جب ابراہیم (علیہ السلام) نے دیکھا کہ اُن کے ہاتھ اُس کھانے تک نہیں بڑھتے تو اُن سے متوحش ہوئے اور اُن سے دل میں خوف زدہ ہوئے (کہ یہ مہمان تو نہیں ہیں کوئی مخالف نہ ہوں کہ بارادۂ فاسد آئے ہوں اور میں گھر میں ہوں احباب واصحاب پاس نہیں یہاں تک کہ بے تکلفی سے اُس کو زبان سے بھی ظاہر کر دیا لقولہ تعالیٰ قال انا منکم وجلون) وہ فرشتے کہنے لگے ڈرو مت (ہم آدمی نہیں ہیں فرشتے ہیں آپ کے پاس بشارت لے کر آئے ہیں کہ آپ کے ایک فرزند پیدا ہوگا اسحٰق اور اُس کے پیچھے ایک فرزند پیدا ہوگا یعقوب اور بشارت اس لئے کہا کہ اول تو اولاد خوشی کی چیز ہے پھر ابراہیم علیہ السلام بوڑھے بہت ہوگئے تھے بی بی بھی بہت بوڑھی تھیں اُمید اولاد کی نہ رہی تھی لقولہ تعالیٰ لا توجل انا نبشرک بغلام علیم وقولہ تعالیٰ لا تخف وبشروہ بغلام علیم آپ نے نور نبوت سے توجہ کر کے پہچان لیا کہ واقعی فرشتے ہیں لیکن فراست نبوت سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اس کے سوا اور بھی کسی بڑے کام کے لئے آئے ہیں اس لئے اس کے تعیین سے سوال کیا لقولہ تعالیٰ قال فما خطبکم الخ اُس وقت اُنھوں نے کہا کہ) ہم قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں (کہ اُن کو بوجہ ان کے کفر میں ہلاک کریں ان میں تو یہ گفتگو ہو رہی تھی) اور ابراہیم (علیہ السلام) کی بی بی (حضرت سارہ کہیں) کھڑی (سن رہی) تھیں (اولاد کی خبر سن کر جس کی اُن کو بعد اس کے کہ اسمٰعیل علیہ السلام بطن ہاجرہ سے متولد ہوئے تمنا بھی تھی خوشی سے) ہنسیں (اور بولتی پکارتی آئیں اور تعجب سے ماتھے پر ہاتھ مارا لقولہ تعالیٰ فاقبلت امراتہ فی صرۃ فصکت وجہہا) سو ہم نے (یعنی ہمارے فرشتوں نے) اُن کو (مکرر بشارت دی) اسحٰق (کے پیدا ہونے) کی اور اسحٰق سے پیچھے یعقوب کی (جو کہ اسحٰق کے فرزند ہوں گے جس سے معلوم ہوا کہ تمہارے فرزند ہوگا اور زندہ رہے گا یہاں تک کہ وہ بھی صاحب اولاد ہوگا اس وقت) کہنے لگیں کہ ہائے خاک پڑے اب میں بچہ جنوں گی بڑھیا ہو کر اور یہ میرے میاں (بیٹھے) ہیں بالکل بوڑھے واقعی یہ بھی عجیب بات ہے فرشتوں نے کہا کہ کیا (خاندان نبوت میں رہ کر اور ہمیشہ خوارق و معاملات عجیبہ دیکھ کر) تم خدا کے کاموں میں تعجب کرتی ہو اور (خصوصاً) اس خاندان کے لوگو تم پر تو اللہ کی (خاص) رحمت اور اُس کی (انواع قسم کی) برکتیں (نازل ہوتی رہتی) ہیں بے شک وہ (اللہ تعالیٰ) تعریف کے لائق (اور) بڑی شان والا ہے (وہ بڑے سے بڑا کام کر سکتا ہے پس بجائے تعجب کے اُس ۴۷
کی تعریف اور شکر میں مشغول ہو) پھر جب ابراہیم (علیہ السلام) کا وہ خوف زائل ہوگیا (جب فرشتوں نے لا تخف کہا اور اُن کا فرشتہ ہونا معلوم ہوگیا) اور اُن کو خوشی کی خبر ملی (کہ اولاد پیدا ہوگی) تو (ادھر سے بے فکر ہو کر دوسری طرف متوجہ ہوئے کہ قوم لوط ہلاک کی جاوے گی اور) ہم سے لوط (علیہ السلام) کی قوم کے بارہ میں (سفارش جو باعتبار مبالغہ و اصرار کے صورۃً جدال تھا) کرنا شروع کیا (جس کی تفصیل دوسری آیت میں ہے کہ وہاں تو لوط علیہ السلام بھی موجود ہیں اس لئے عذاب نہ بھیجا جاوے کہ اُن کو گزند پہنچے گا مطلب یہ ہوگا کہ اس بہانہ سے قوم بچ جاوے جیسا فی قوم لوط سے ظاہراً معلوم ہوتا ہے اور شاید ابراہیم علیہ السلام کو اُن کے مومن ہونے کی اُمید ہو) واقعی ابراہیم بڑے حلیم الطبع رحیم المزاج رقیق القلب تھے اس لئے سفارش میں مبالغہ کیا ارشاد ہوا کہ) اے ابراہیم (گو بہانہ لوط علیہ السلام کا ہے مگر اصلی مطلب معلوم ہوگیا کہ قوم کی سفارش ہے سو) اس بات کو جانے دو (یہ ایمان نہ لاویں گے اسی لئے) تمہارے رب کا حکم (اس کے متعلق) آچکا ہے اور (اس کے سبب سے) اُن پر ضرور ایسا عذاب آنے والا ہے جو کسی طرح ہٹنے والا نہیں (اس لئے اس باب میں کہنا سننا بیکار ہے رہا لوط علیہ السلام کا وہاں ہونا سو اُن کو اور سارے اہل ایمان کو وہاں سے علیحدہ کر دیا جائے گا اُس کے بعد عذاب آوے گا تاکہ اُن کو گزند نہ پہنچے چنانچہ اس پر بات ختم ہوگئی) ف فرشتوں کے بشکل آدمی کے آنے سے آپ نے نہ پہچانا اسی واسطے کھانا لائے اُن کے نہ کھانے سے جو خوف ہوا وہ اسباب ظاہری کے اعتبار سے طبعی تھا گو اتنے مجمع کے مقابلہ کے لئے آپ کے خادم موجود تھے لیکن خاص گھر میں تو کوئی نہ تھا پھر اُن کو فرشتہ یقین کر لینا صرف اُن کے دعوے پر نہ تھا بلکہ قوت مدرکہ قدسیہ کے ذریعہ سے متوجہ ہو کر یقین لیا جس سے اولاً توجہ نہ فرمائی تھی جیسا بعض اوقات محسوسات میں بھی یہ قصہ پیش آتا ہے اور آپ کا یہ پوچھنا فما خطبکم الخ بوجہ کثرت ملائکہ کے نہ تھا جیسا کہ مشہور ہے کیونکہ بشارت کے لئے متعدد ملائکہ کا آنا کچھ امر غریب نہیں چنانچہ حضرت یحییٰ وحضرت عیسیٰ علیہما السلام کی بشارت میں لفظ ملائکہ آیا ہے بلکہ فراست نبوت سے سمجھے کہ اُن کو اور کوئی امر مہم بھی درپیش ہے

اور ظاہر حضرت سارہ پہلے اُس جگہ نہ تھیں شاید پردہ میں ہوں پھر جب معلوم ہو گیا کہ فرشتے ہیں ان سے کیا پردہ سامنے چلی آئیں جیسا فا قبلت سے معلوم ہوتا ہے اور ہنسنا عورتوں کا امر طبعی ہے بعض خوشی کی بات پر کہ مردوں کو ہنسی نہیں آتی عورتوں کو آجاتی ہے اور یہ گفتگو مجادلہ کی گو فرشتوں سے ہوئی تھی مگر مقصود عرض کرنا تھا حق تعالیٰ سے اسلئے یجادلنا فرمایا۔

وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِیٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا یَوْمٌ عَصِیبٌ ۝

اور جب ہمارے وہ فرشتے لوط کے پاس آئے تو لوط ان کی وجہ سے مغموم ہوئے اور ان کے سبب تنگ دل ہوئے اور کہنے لگے کہ آج کا دن بہت بھاری ہے

وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ یُهْرَعُوْنَ اِلَیْهِ ؕ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ ؕ قَالَ یٰقَوْمِ

اور ان کی قوم اُن کے پاس دوڑی ہوئی آئی　اور پہلے سے　نامعقول حرکتیں کیا ہی کرتے تھے　لوط فرمانے لگے اے

هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِیْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِیْ ضَیْفِیْ ؕ اَلَیْسَ

میری قوم یہ میری بیٹیاں موجود ہیں وہ تمہارے لئے خاصی ہیں سو اللہ سے ڈرو　اور میرے مہمانوں میں مجھ کو فضیحت مت کرو　کیا تم میں

مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِیْدٌ ۝ قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِیْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ

کوئی بھی　بھلا مانس نہیں　وہ لوگ کہنے لگے کہ آپ کو معلوم ہے کہ ہم کو آپ کی ان بیٹیوں کی کوئی ضرورت نہیں　اور آپ کو تو معلوم ہے

مَا نُرِیْدُ ۝ قَالَ لَوْ اَنَّ لِیْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِیْٓ اِلٰی رُكْنٍ شَدِیْدٍ ۝ قَالُوْا یٰلُوْطُ اِنَّا

جو ہمارا مطلب ہے　لوط کہنے لگے کیا خوب ہوتا اگر میرا تم پر کچھ زور چلتا یا کسی مضبوط پایہ کی　پناہ پکڑتا　فرشتے کہنے لگے کہ اے لوط ہم تو آپ

۷۸ رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ یَّصِلُوْٓا اِلَیْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّیْلِ وَلَا یَلْتَفِتْ مِنْكُمْ

کے رب کے بھیجے ہوئے ہیں آپ تک ہرگز ان کی رسائی نہیں ہوگی　سو آپ رات کے کسی حصہ میں اپنے گھر والوں کو لے کر چلے جایئے اور تم میں سے کوئی

اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ؕ اِنَّهٗ مُصِیْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ ؕ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ؕ اَلَیْسَ الصُّبْحُ

پھر کر بھی نہ دیکھے ہاں مگر آپ کی بیوی نہ جاوے گی اُس پر بھی وہی آفت آنے والی ہے　جو اور لوگوں پر آوے گی ان کے وعدہ کا وقت صبح کا وقت ہے

بِقَرِیْبٍ ۝ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِیَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَیْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّیْلٍ مَّنْضُوْدٍ ۝

کیا صبح کا وقت قریب نہیں　سو جب ہمارا حکم آپہنچا تو ہم نے اُس زمین کا اوپر کا تختہ تو نیچے کر دیا اور اُس سرزمین پر کھنگر کے پتھر برسانا شروع کئے جو لگاتار گر رہے تھے۔

مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ؕ وَمَا هِیَ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ بِبَعِیْدٍ ۝

جن پر آپ کے رب کے پاس خاص نشان بھی تھا اور یہ بستیاں ان ظالموں سے کچھ دور نہیں ہیں

قصہ حضرت لوط علیہ السلام وقوم او کہ بمنزلہ تتمہ قصہ سابقہ است۔ تفسیر:۔ ولما جاءت سے ببعید تک اور (ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے فارغ ہو کر) جب ہمارے وہ فرشتے لوط (علیہ السلام) کے پاس آئے تو لوط (علیہ السلام) ان کے (آنے کی) وجہ سے (اس لئے) مغموم ہوئے (کہ وہ بہت حسین نوجوانوں کی شکل میں آئے تھے اور لوط علیہ السلام نے اُن کو آدمی سمجھا اور اپنی قوم کی نامعقول حرکت کا خیال آیا) اور (اس وجہ سے) ان کے (آنے کے) سبب تنگ دل ہوئے اور (غایت تنگدلی سے) کہنے لگے کہ آج کا دن بہت بھاری ہے (کہ ان کی تو ایسی صورتیں اور قوم کی یہ حرکتیں اور میں تن تنہا دیکھئے کیا ہوتا ہے) اور (ان کی قوم (نے جو یہ خبر سنی تو) ان کے (یعنی لوط علیہ السلام کے) پاس دوڑے ہوئے آئے اور پہلے سے نامعقول حرکتیں کیا ہی کرتے تھے (اسی خیال سے اب بھی آئے) لوط (علیہ السلام بڑے گھبرائے اور براہ تملق) فرمانے لگے کہ اے میری قوم یہ میری (بہو) بیٹیاں (جو تمہارے گھروں میں ہیں) موجود ہیں وہ تمہارے (نفس کی کامرانی کے) حلال ہونے کے لئے خاصی

ہیں سو (امردوں پر نگاہ کرنے کے باب میں) اللہ سے ڈرو اور میرے مہمانوں میں مجھ کو فضیحت مت کرو (یعنی ان مہمانوں کو کچھ کہنا مجھ کو شرمندہ
و رسوا کرنا ہے اگر ان کی رعایت نہیں کرتے کہ مسافر ہیں تو میرا تو خیال کرو کہ تم میں رہتا سہتا ہوں افسوس اور تعجب ہے) کیا تم میں کوئی
بھی (معقول آدمی اور) بھلا مانس نہیں (کہ اس بات کو سمجھے اور اوروں کو سمجھا دے) وہ لوگ کہنے لگے کہ آپ کو معلوم ہے کہ ہم کو آپ کی
ان (بہو) بیٹیوں کی کوئی ضرورت نہیں (کیونکہ عورتوں سے ہم کو رغبت ہی نہیں) اور آپ کو تو معلوم ہے (یہاں آنے سے) جو ہمارا مطلب
ہے لوط (علیہ السلام نہایت عاجز اور رنجیدہ ہو کر) فرمانے لگے کیا خوب ہوتا اگر میرا تم پر کچھ زور چلتا (کہ خود تمہارے شر کو دفع کرتا) یا کسی مضبوط
پایہ کی پناہ پکڑتا (مراد یہ کہ میرا کوئی کنبہ قبیلہ ہوتا کہ میری مدد کرتے لوط علیہ السلام کا جو اس قدر اضطراب دیکھا تو) فرشتے کہنے لگے کہ اے لوط
(ہم آدمی نہیں جو آپ اس قدر گھبراتے ہیں) ہم تو آپ کے رب کے بھیجے ہوئے (فرشتے) ہیں (تو ہمارا تو کیا کرسکتے ہیں اور آپ اپنے
لئے بھی اندیشہ نہ کریں) آپ تک (بھی) ہرگز ان کی رسائی نہیں ہوگی (کہ آپ کو کچھ تکلیف پہنچا سکیں اور ہم ان پر عذاب نازل کرنے
آئے ہیں) سو آپ رات کے کسی حصہ میں اپنے گھر والوں کو لے کر (یہاں سے باہر) چلے جائیے اور تم میں سے کوئی پیچھا پھر کر بھی نہ دیکھے
(یعنی سب جلدی چلے جائیں) ہاں مگر آپ کی بیوی (بوجہ مسلمان نہ ہونے کے) نہ جاوے گی (اس پر بھی وہی آفت آنے والی ہے
جو اور لوگوں پر آوے گی (اور ہم رات کے وقت نکل جانے کو اس لئے کہتے ہیں کہ) ان کے (عذاب کے) وعدہ کا وقت صبح کا وقت
ہے (لوط علیہ السلام بہت دق ہو گئے تھے فرمانے لگے کہ جو کچھ ہو ابھی ہو جاوے فرشتوں نے کہا کہ) کیا صبح کا وقت قریب نہیں (غرض
لوط علیہ السلام شبا شب دور نکل گئے اور صبح ہوئی اور عذاب کا سامان شروع ہوا) سو جب ہمارا حکم (عذاب کے لئے) آ پہنچا تو ہم نے اس
زمین (کو الٹ کر اس) کا اوپر کا تختہ تو نیچے کر دیا (اور نیچے کا تختہ اوپر کر دیا) اور اس سرزمین پر کھنگر کے پتھر (مراد جھانوہ جو پک کر مثل پتھر کے
ہو جاتا ہے) برسانا شروع کئے جو لگاتار گر رہے تھے جن پر آپ کے رب کے پاس (یعنی عالم غیب میں) خاص نشان بھی تھا (جس سے اور
پتھروں سے وہ پتھر ممتاز تھے) اور (اہل مکہ کو چاہئے کہ اس قصہ سے عبرت پکڑیں کیونکہ) یہ بستیاں (قوم لوط کی) ان ظالموں سے کچھ دور
نہیں ہیں (ہمیشہ شام کو آتے جاتے ان کی بربادی کے آثار دیکھتے ہیں پس ان کو اللہ و رسول کی مخالفت سے ڈرنا چاہئے) ف بناتی سے
مجازاً امت کی عورتیں مراد ہیں کیونکہ نبی امت کے لئے بجائے باپ کے ہوتا ہے اور حقیقی معنے اس لئے مراد نہیں ہو سکتے کہ آپ کی دو یا ۷۹
تین بیٹیاں تھیں سو کس کس سے ان کا نکاح کر دیتے وہ تو سارے اسی مرض میں مبتلا تھے اور کنکریوں کو جو ممتاز کہا سو در منثور میں روایات
ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان پر کچھ خاص رنگ اور ہیئت کے نقوش بنے تھے جو دنیا کے احجار میں نہیں دیکھے جاتے اور یہاں دو عذابوں
کا ذکر ہے تختہ الٹ جانا اور پتھر برسنا سو بعض نے تو کہا ہے اور ظاہر تو یہی ہے کہ اول زمین اوپر اٹھا کر لوٹ دی گئی جب وہ نیچے کو گرے
تو اوپر سے ان پر پتھراؤ کیا لیکن اگر اس قدر اقتضاء طبعی زمین کا باقی رہے کہ زیادت ثقل سے حرکت الی المرکز سریع ہونا چاہئے تو اس
پتھراؤ کے لئے اس کا التزام کر لیا جاوے گا کہ زمین تھوڑی دیر روک لی گئی ورنہ پتھراؤ کی کوئی صورت نہ ہوگی اور اگر اقتضاء طبعی کو باقی نہ سمجھا
جاوے تو اس کی کوئی ضرورت نہیں اور بعض نے کہا ہے کہ جو بستی میں تھے وہ الٹ دیئے گئے اور جو باہر گئے ہوئے تھے ان پر پتھر برسے اور
لوط علیہ السلام کا یہ فرمانا آوی الی رکن شدید یہ اقتضائے طبعی تھا کہ اس درجہ میں اسباب ظاہری سے تمسک کیا جاتا ہے حدیث ترمذی
میں آیا ہے کہ ان کے بعد سب انبیاء جتھے والے ہوئے تاکہ پریشانی نہ ہونے پاوے اور بعضے ضروری مضامین متعلق اس قصے کے آخر پارہ
ہشتم میں لکھے جا چکے ہیں دیکھ لئے جاویں اور ایک آیت میں فاخذتھم الصیحۃ آیا ہے سو ممکن ہے کہ اول صیحہ ہوا ہو پھر انقلاب جیسا کہ
اس آیت میں فلما پر حرف فا آنے سے معلوم ہوتا ہے ربط ظاہر ہے۔

وَإِلٰى مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ إِلٰهٍ غَيْرُهٗ

اور ہم نے مدین کی طرف ان کے بھائی شعیبؑ کو بھیجا — انہوں نے فرمایا اے میری قوم تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں

وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ إِنِّيٓ أَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّإِنِّيٓ أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ

اور تم ناپ اور تول میں کمی مت کیا کرو — میں تم کو فراغت کی حالت میں دیکھتا ہوں اور مجھ کو تم پر اندیشہ ہے ایسے دن کے عذاب کا

مُّحِيطٍ وَيٰقَوْمِ أَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ

(انواع مصائب کا) جامع ہوگا اور اے میری قوم تم ناپ تول پوری پوری کیا کرو اور لوگوں کا ان کی چیزوں میں نقصان مت کیا کرو

وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ۝ بَقِيَّتُ اللَّهِ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۚ

اور زمین میں فساد کرتے ہوئے حد سے مت نکلو ۔ اللہ کا دیا ہو جو کچھ بچ جاوے وہ تمہارے لئے بدرجہا بہتر ہے اگر تم کو یقین آوے

وَمَا أَنَا عَلَيْكُم بِحَفِيظٍ ۝ قَالُوا يَا شُعَيْبُ أَصَلَاتُكَ تَأْمُرُكَ أَن نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ

اور میں تمہارا پہرہ دینے والا تو ہوں نہیں ۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ اے شعیب کیا تمہارا تقدس تم کو تعلیم کر رہا ہے کہ ہم ان چیزوں کو چھوڑ دیں جن کی پرستش

آبَاؤُنَا أَوْ أَن نَّفْعَلَ فِي أَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ ۖ إِنَّكَ لَأَنتَ الْحَلِيمُ الرَّشِيدُ ۝ قَالَ

ہمارے بڑے کرتے آئے ہیں یا اس بات کو چھوڑ دیں کہ ہم اپنے مال میں جو چاہیں تصرف کریں واقعی آپ ہیں بڑے عقلمند دین پر چلنے والے ۔ شعیب نے فرمایا

يَا قَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِن كُنتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّي وَرَزَقَنِي مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ۚ وَمَا

کہ اے میری قوم بھلا یہ تو بتلاؤ کہ اگر میں اپنے رب کی جانب سے دلیل پر ہوں اور اس نے مجھ کو اپنی طرف سے ایک دولت دی ہو ۔ تو پھر کیسے

أُرِيدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ إِلَىٰ مَا أَنْهَاكُمْ عَنْهُ ۚ إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ۚ

تبلیغ نہ کروں اور میں یہ نہیں چاہتا ہوں کہ تمہارے برخلاف ان کاموں کو کروں جن سے تم کو منع کرتا ہوں میں تو اصلاح چاہتا ہوں جہاں تک میرے امکان میں ہے

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ۝ وَيَا قَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِي

اور مجھ کو جو کچھ توفیق ہو جاتی ہے صرف اللہ ہی کی مدد سے ہے اسی پر میں بھروسہ رکھتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں اور اے میری قوم میری ضد تمہارے لئے اس کا باعث نہ

أَن يُصِيبَكُم مِّثْلُ مَا أَصَابَ قَوْمَ نُوحٍ أَوْ قَوْمَ هُودٍ أَوْ قَوْمَ صَالِحٍ ۚ وَمَا قَوْمُ لُوطٍ

ہو جاوے کہ تم پر بھی اسی طرح کی مصیبتیں آ پڑیں جیسے قوم نوح یا قوم ہود یا قوم صالح پر پڑی تھیں اور قوم لوط تو تم سے

مِّنكُم بِبَعِيدٍ ۝ وَاسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ ۚ إِنَّ رَبِّي رَحِيمٌ وَدُودٌ ۝ قَالُوا يَا شُعَيْبُ

دور نہیں ہوئی ۔ اور تم اپنے رب سے اپنے گناہ معاف کراؤ پھر اس کی طرف متوجہ ہو ۔ بلاشک میرا رب بڑا مہربان بڑی محبت والا ہے ۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ اے شعیب

مَا نَفْقَهُ كَثِيرًا مِّمَّا تَقُولُ وَإِنَّا لَنَرَاكَ فِينَا ضَعِيفًا ۖ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنَاكَ ۖ وَمَا

بہت سی باتیں تمہاری کہی ہوئی ہماری سمجھ میں نہیں آتیں اور ہم تم کو اپنے میں کمزور دیکھ رہے ہیں اور اگر تمہارے خاندان کا پاس نہ ہوتا تو ہم تم کو سنگسار کر چکے ہوتے اور

أَنتَ عَلَيْنَا بِعَزِيزٍ ۝ قَالَ يَا قَوْمِ أَرَهْطِي أَعَزُّ عَلَيْكُم مِّنَ اللَّهِ وَاتَّخَذْتُمُوهُ وَرَاءَكُمْ

ہماری نظر میں تمہاری تو کچھ توقیر ہی نہیں ۔ شعیب نے فرمایا کہ اے میری قوم کیا میرا خاندان تمہارے نزدیک اللہ سے بھی زیادہ باتوقیر ہے اور اس کو تم نے پس پشت

ظِهْرِيًّا ۖ إِنَّ رَبِّي بِمَا تَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ۝ وَيَا قَوْمِ اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ ۖ سَوْفَ

ڈال دیا ۔ یقیناً میرا رب تمہارے سب اعمال کو احاطہ کئے ہوئے ہے ۔ اور اے میری قوم تم اپنی حالت پر عمل کرتے رہو میں بھی عمل کر رہا ہوں اب جلدی

تَعْلَمُونَ مَن يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ۖ وَارْتَقِبُوا إِنِّي مَعَكُمْ رَقِيبٌ ۝

تم کو معلوم ہوا جاتا ہے کہ وہ کون شخص ہے جس پر ایسا عذاب آیا چاہتا ہے جو اس کو رسوا کر دے گا اور وہ کون شخص ہے جو جھوٹا تھا اور تم بھی منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں

وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَأَخَذَتِ الَّذِينَ

اور جب ہمارا حکم آ پہنچا ہم نے شعیب کو اور جو ان کے ہمراہ میں اہل ایمان تھے ان کو اپنی عنایت سے بچا لیا ۔ اور ان ظالموں کو ایک سخت آواز

ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جَاثِمِينَ ۝ كَأَن لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا ۗ أَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ

نے آ پکڑا ۔ سو اپنے گھروں کے اندر اوندھے گرے رہ گئے ۔ جیسے کبھی ان گھروں میں بسے ہی نہ تھے ۔ خوب سن لو مدین کو رحمت

كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ

دور ہو گئی جیسا ثمود رحمت سے دور ہوئے تھے

قصۂ شعیب علیہ السلام با اہل مدین۔ تفسیر:۔ والیٰ مدین سے ثمود تک:۔ اور ہم نے مدین (والوں) کی طرف اُن کے بھائی
شعیب (علیہ السلام) کو (پیغمبر بنا کر) بھیجا انھوں نے (اہل مدین سے) فرمایا کہ اے میری قوم تم (صرف) اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے سوا
کوئی تمہارا معبود (بننے کے قابل) نہیں (یہ حکم تو دیانات کے متعلق اُن کے مناسب حال تھا) اور (دوسرا حکم معاملات کے متعلق اُن کے
مناسب فرمایا کہ) تم ناپ اور تول میں کمی مت کیا کرو (کیونکہ) میں تم کو فراغت کی حالت میں دیکھتا ہوں (پھر تم کو ناپ تول میں کمی
کرنے کی کیا ضرورت ہے گو حقیقۃً تو کسی کو بھی ضرورت نہیں ہوتی) اور (علاوہ اس کے کہ ناپ تول میں کمی نہ کرنا نعم الٰہیہ کا مقتضا ہے
خوف ضرر بھی اس کو مقتضی ہے کیونکہ اس میں) مجھ کو تم پر اندیشہ ہے ایسے دن کے عذاب کا جو انواع مصائب کا جامع ہوگا اور (ہر چند کہ
کمی نہ کرنا مستلزم ہے پورا کرنے کو مگر تاکید کے لئے اس کی نہی کے بعد اس امر کی بھی تشریح فرمائی کہ) اے میری قوم تم ناپ اور تول پوری پوری
کیا کرو اور لوگوں کا اُن کی چیزوں میں نقصان مت کیا کرو (جیسا تمہاری عادت ہے) اور (شرک اور نقص حقوق کر کے) زمین میں فساد کرتے
ہوئے حد (توحید و عدل) سے مت نکلو (لوگوں کے حقوق ادا کرنے کے بعد) اللہ کا دیا ہوا جو کچھ (حلال مال) بچ جائے وہ تمہارے لئے
(اس حرام کمائی سے) بدرجہا بہتر ہے (کیونکہ حرام میں گو وہ کثیر ہو برکت نہیں اور انجام اُس کا جہنم اور حلال میں گو وہ قلیل ہو برکت ہوتی
ہے اور انجام اُس کا رضائے حق) اگر تم کو یقین آوے (تو مان لو اور اگر یقین نہ آوے تو تم جانو) میں تمہارا پہرہ دینے والا تو ہوں نہیں
(کہ تم سے جبراً یہ افعال چھوڑا دوں جیسا کرو گے بھگتو گے) وہ لوگ (یہ تمام مواعظ و نصائح سن کر) کہنے لگے کہ اے شعیب کیا تمہارا
(مصنوعی اور وہمی) تقدس تم کو (ایسی ایسی باتوں کی) تعلیم کر رہا ہے کہ تم ہم سے کہتے ہو کہ ہم ان چیزوں کی پرستش کو چھوڑ دیں جن کی پرستش ہمارے بڑے
کرتے آئے ہیں یا اس بات کو چھوڑ دیں کہ ہم اپنے مال میں جو چاہیں تصرف کریں واقعی آپ ہیں بڑے عقلمند دین پر چلنے والے (یعنی جن باتوں
۸۱ سے ہم کو منع کرتے ہو دونوں میں کوئی برائی نہیں کیونکہ ایک کی دلیل تو نقلی ہے کہ ہمارے بڑوں سے بت پرستی ہوتی آئی ہے دوسرے
کی دلیل عقلی ہے کہ اپنا مال ہے اس میں ہر طرح کا اختیار ہے پس ہم کو منع نہ کرنا چاہئے اور حلیم رشید تمسخر سے کہا جیسا بددینوں کی عادت ہوتی ہے
دینداروں کے ساتھ اور نقلی و عقلی دلیل کا فساد ظاہر ہی ہے) شعیب (علیہ السلام) نے فرمایا کہ اے میری قوم (تم جو مجھ سے چاہتے ہو کہ میں تم
کو توحید و عدل کی نصیحت نہ کروں تو) بھلا یہ تو بتلاؤ کہ اگر میں اپنے رب کی جانب سے دلیل پر قائم ہوں (جس سے توحید و عدل ثابت
ہے) اور اس نے مجھ کو اپنی طرف سے ایک عمدہ دولت (یعنی نبوت) دی ہو (جس سے مجھ پر تبلیغ ان احکام کی واجب ہے یعنی توحید
و عدل کا حق ہونا بھی ثابت اور اُن کی تبلیغ بھی واجب) تو پھر کیسے تبلیغ نہ کروں اور میں (جس طرح ان باتوں کی تم کو تعلیم کرتا ہوں
خود بھی تو اس پر عمل کرتا ہوں) یہ نہیں چاہتا ہوں کہ تمہارے برخلاف ان کاموں کو کروں جن سے تم کو منع کرتا ہوں (برخلاف سے یہی
مراد ہے کہ تم کو اور راہ بتلاؤں خود اور راہ چلوں مطلب یہ ہے کہ میری نصیحت محض خیر خواہی و دلسوزی سے ہے جس کا قرینہ یہ ہے
کہ میں وہی باتیں بتلاتا ہوں جو اپنے نفس کے لئے بھی پسند کرتا ہوں غرض) میں تو اصلاح چاہتا ہوں جہاں تک میرے امکان میں ہے
اور مجھ کو جو کچھ (عمل و اصلاح کی) توفیق ہو جاتی ہے صرف اللہ ہی کی مدد سے ہے (ورنہ کیا میں اور کیا میرا ارادہ) اُسی پر میں بھروسہ
رکھتا ہوں اور اُسی کی طرف (تمام امور میں) رجوع کرتا ہوں (خلاصہ یہ ہے کہ توحید و عدل کے وجوب پر دلائل بھی قائم اور باوجود
اس کی تبلیغ اور ناصح ایسا دلسوز اور مصلح پھر بھی نہیں مانتے بلکہ الٹے مجھ سے تمسخر کرتے ہو کہیں کہنا جھوٹ دل اور چونکہ اس تقریر میں
دلسوزی اور اصلاح کی اپنی طرف نسبت کی ہے اس لئے ماتوفیقی الخ فرمایا یہاں تک قوم کے قول کا جواب ہوگیا آگے ترہیب
و ترغیب فرماتے ہیں) اور اے میری قوم میری ضد (اور عداوت) تمہارے لئے اس کا باعث نہ ہو جاوے کہ تم پر بھی اسی طرح کی مصیبتیں
آپڑیں جیسے قوم نوح یا قوم ہود یا قوم صالح پر پڑی تھیں اور (اگر ان قوموں کا قصہ پرانا ہو چکا ہے اور اس لئے اس سے متاثر نہیں
ہوتے تو) قوم لوط تو (ابھی) تم سے (بہت) دور (زمانہ میں) نہیں ہوئی (یعنی اُن قوموں کی نسبت ان کا زمانہ نزدیک ہے یہ تو ترہیب
کا مضمون ہوگیا آگے ترغیب ہے) اور تم اپنے رب سے اپنے گناہ (یعنی شرک و ظلم) معاف کراؤ (یعنی ایمان لاؤ کیونکہ ایمان سے سب
گناہ معاف ہو جاتے ہیں گو حقوق ادا کرنے پڑیں) پھر (طاعت عبادت کے ساتھ) اُسی کی طرف متوجہ رہو بلاشک میرا رب بڑا مہربان

بڑی محبت والا ہے (وہ گناہ کو معاف کر دیتا ہے اور طاعت کو قبول کرتا ہے) وہ لوگ (یہ لاجواب واعظ پر سن کر جواب معقول سے عاجز ہو کر برلو جہالت) کہنے لگے کہ اے شعیب بہت سی باتیں تمہاری کہی ہوئی ہماری سمجھ میں نہیں آتیں (یہ بات یا تو اس وجہ سے کہی ہو کہ اچھی طرح توجہ سے آپ کی باتیں نہ سنی ہوں یا تحقیراً کہا ہو کہ نعوذ باللہ یہ ہذیان ہے سمجھنے کے قابل نہیں چنانچہ بدرجۂ عقل سے یہ سب امور واقع ہوتے ہیں) اور ہم تم کو اپنے (مجمع) میں کمزور دیکھ رہے ہیں اور اگر تمہارے خاندان کا (کہ ہمارے ہم مذہب ہیں ہم کو) پاس نہ ہوتا تو ہم تم کو (کبھی کا) سنگسار کر چکے ہوتے اور ہماری نظر میں تمہاری تو کچھ توقیر ہی نہیں (لیکن جس کا لحاظ ہوتا ہے اس کے سبب اُس کے رشتہ دار کی بھی رعایت ہوتی ہے مطلب اُن کا یہ تھا کہ تم ہم کو یہ مضامین مت سناؤ ورنہ تمہاری جان کا خطرہ ہے پہلے تمسخر کے طور پر تبلیغ سے روکا تھا اصلاً تمک تامرک ارکع اور اب دھمکی دے کر روکا) شعیب (علیہ السلام) نے (جواب میں) فرمایا کہ اے میری قوم (افسوس اور تعجب ہے کہ میری جو نسبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے کہ میں اُس کا نبی ہوں وہ تو میرے ہلاک سے مانع نہ ہوئی اور جو میری نسبت خاندان کے ساتھ ہے کہ اُن کا رشتہ دار ہوں وہ اُس سے مانع ہوئی تو اس سے تو یہ لازم آتا ہے کہ تم خاندان کا لحاظ اللہ سے بھی زیادہ کرتے ہو تو) کیا میرا خاندان تمہارے نزدیک (نعوذ باللہ) اللہ سے بھی زیادہ با توقیر ہے (کہ خاندان کا تو پاس کیا) اور اُس کو (یعنی اللہ تعالیٰ کو) تم نے پس پشت ڈال دیا (یعنی اُس کا پاس نہ کیا سو اس کا خمیازہ عنقریب بھگتو گے کیونکہ) یقیناً میرا رب تمہارے سب اعمال کو (اپنے علم میں) احاطہ کئے ہوئے ہے اور اے میری قوم (اگر تم کو عذاب کا بھی یقین نہیں آتا تو آخری بات یہ ہے کہ تم جانو بہتر ہے) تم اپنی حالت پر عمل کرتے رہو میں بھی (اپنے طور پر) عمل کر رہا ہوں (سو) اب جلدی تم کو معلوم ہوا جاتا ہے کہ وہ کون شخص ہے جس پر ایسا عذاب آیا چاہتا ہے جو اس کو رسوا کر دے گا اور وہ کون شخص ہے جو جھوٹا تھا (یعنی تم مجھ کو دعویٰ نبوت میں جھوٹا کہتے ہو اور سچا سمجھتے ہو تو اب معلوم ہو جاوے گا کہ جرم کذب کا مرتکب اور سزائے ذلت کا مستوجب کون تھا تم یا میں) اور تم بھی منتظر رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں (کہ دیکھیں عذاب کا وقوع ہوتا ہے جیسا میں کہتا ہوں یا عدم وقوع جیسا تمہارا زعم ہے غرض ایک زمانہ کے بعد عذاب کا سامان شروع ہوا) اور جب ہمارا حکم (عذاب کے لئے) آپہنچا (تو) ہم نے (اُس عذاب سے) شعیب (علیہ السلام) کو اور جو اُن کے ہمراہ میں اہل ایمان تھے اُن کو اپنی عنایت (خاص) سے بچا لیا اور اُن ظالموں کو ایک سخت آواز نے (کہ نعرۂ جبرئیل تھا) آپکڑا سو اپنے گھروں کے ۹۴
اندر اوندھے گرے رہ گئے (اور مر گئے) جیسے کبھی ان گھروں میں بسے ہی نہ تھے خوب سن لو (اور عبرت پکڑو) مدین کو رحمت سے دوری ہوئی جیسا ثمود رحمت سے دور ہوئے تھے ف شروع پارۂ نہم میں ان کا عذاب رجفہ سے مذکور ہے اور دونوں کا اجتماع ممکن ہے جیسا ابھی قوم ثمود کے باب میں بعینہ ایسا ہی مضمون واقع ہوا کہ یہاں صیحہ کا ذکر ہے اور وہاں رجفہ کا پس صیحہ اور رجفہ کے اجتماع میں دونوں قومیں مجتمع ہیں اور یہی وجہ تشبیہ کی مفسرین نے بیان کی ہے کما بعدت میں واللہ اعلم ربط ظاہر ہے

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۙ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاتَّبَعُوْۤا اَمْرَ

اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنے معجزات اور دلیل روشن دے کر فرعون اور اُس کے سرداروں پاس بھیجا سو وہ لوگ فرعون

فِرْعَوْنَ ۚ وَمَاۤ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ۞ يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ؕ وَبِئْسَ الْوِرْدُ

کی رائے پر چلتے رہے اور فرعون کی رائے کچھ صحیح نہ تھی وہ قیامت کے دن اپنی قوم سے آگے آگے ہوگا پھر اُن کو دوزخ میں جا اُتارے گا اور وہ بہت ہی بُری جگہ

الْمَوْرُوْدُ ۞ وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ۞

ہے اُترنے کی جس میں یہ لوگ اُتارے جاویں گے اور اس دنیا میں بھی لعنت اُن کے ساتھ ساتھ رہی اور قیامت کے دن بھی بُرا انعام ہے جو اُن کو دیا گیا

قصہ موسیٰ علیہ السلام با فرعون۔ تفسیر۔ ولقد ارسلنا سے المرفود تک :- اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو (بھی) اپنے معجزات اور دلیل روشن دے کر فرعون اور اُس کے سرداروں کے پاس بھیجا سو نہ فرعون نے مانا اور نہ اُس کے سرداروں نے مانا بلکہ فرعون بھی اپنے کفر پر رہا اور) وہ لوگ (بھی) فرعون (ہی) کی رائے پر چلتے رہے اور فرعون کی رائے کچھ صحیح نہ تھی وہ (فرعون) قیامت کے دن اپنی قوم سے آگے آگے ہوگا پھر اُن (سب) کو دوزخ میں جا اُتارے گا اور وہ (دوزخ) بہت ہی بُری جگہ ہے اُترنے کی جس میں یہ لوگ اُتارے جاویں گے



اسلامی معلومات کا دریا کوزے میں

مولویوں سے بے نیاز ہو جائیے ضخیم مذہبی کتابوں کی ورق گردانی بیکار ہے حضرت امام اعظمؒ کی زبردست اور عظیم الشان فقہ تمام و کمال آپ کو

اسلامی تعلیم

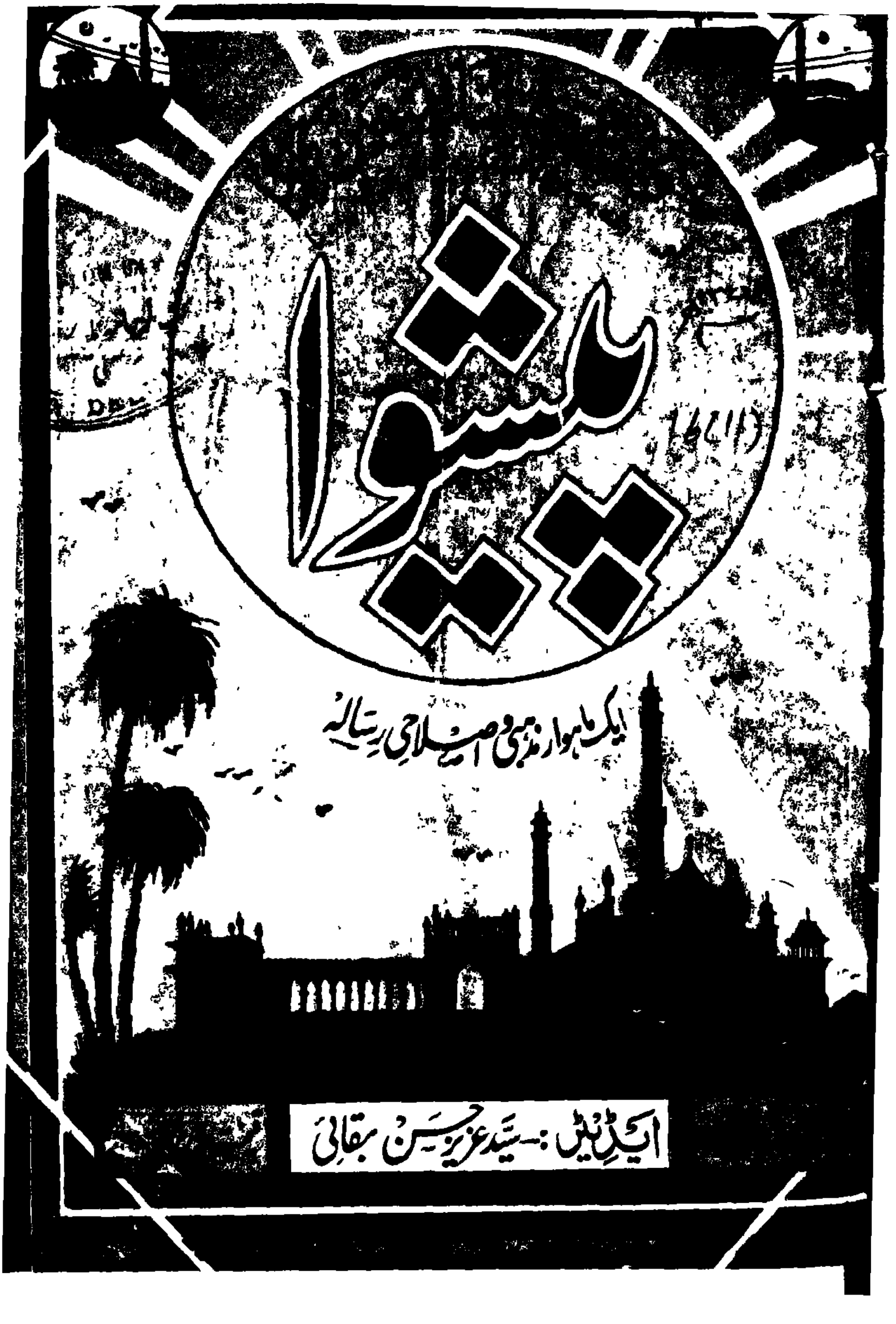
میں ملیگی۔ اس ایک کتاب کے مطالعہ سے آپ خود مفتی بن سکتے ہیں پیدائش سے لیکر موت تک انسانی زندگی کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں ہے جو اس کتاب میں موجود نہ ہو۔ کتاب عقائد اسلامی کی صحیح تصویر، فقہ حنفیہ کا مکمل نصاب ہے اگر اسے مذہب اسلام کی انسائیکلوپیڈیا کہا جائے تو بالکل بجا ہے اس کتاب کا مطالعہ کے بغیر کوئی مسلمان حقیقی معنوں میں مسلمان نہیں بن سکتا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ یہ کتاب خود پڑھے اپنی بیوی کو پڑھائے اور اپنے بچوں کو پڑھائے اس کے بغیر اسلامی زندگی نامکمل رہیگی۔ اسلامی تعلیم کے متعلق دعوی سے کہا جا سکتا ہے کہ مذہب اسلام کی اتنی مکمل انسائیکلوپیڈیا آج تک کسی زبان میں شائع نہیں ہوئی جس میں ان تمام مسائل کو یکجا جمع کر دیا گیا ہے جو ایک مسلمان کو اپنی زندگی میں پیش آ سکتے ہیں۔

اس کتاب کے مصنف حضرت العلامہ مولانا سید محمود صاحب مفتی اعلیٰ نے ڈیڑھ سو کے قریب حدیث، فقہ، علم الکلام و فتاوے کی مستند کتابیں دیکھ کر کئی سال کی محنت میں لکھا ہے ہر اسلامی ضرورت کے سوال کا جواب اسلامی تعلیم میں موجود ہے

اعلیٰ درجہ کی لکھائی چھپائی سفید چکنا کاغذ

قیمت تین روپے (۳ روپے)

فہرست مضامین پڑھیئے اور اندازہ کیجئے کہ کس طرح کوزہ میں سمندر کو بند کیا گیا ہے۔


پیشوا
ایک ماہوار مذہبی و اصلاحی رسالہ
ایڈیٹر :- سید عزیز حسن بقائی

سفید پانی کی بیمار عورتیں

جو عورتیں سفید پانی کی بیماری میں مبتلا ہیں۔ یعنی وقت بے وقت زردی مائل یا سفید رطوبت ان کے خفیہ جسم سے نکلتی رہتی ہے وہ اپنی بہتری جوانی کو چند دن میں خاک کر دیتی ہیں۔ کیونکہ سفید پانی کی بیماری سے غفلت برتنا اور اس کا علاج نہ کرنا بے حد خطرناک ہے۔ یہ سفید رطوبت عورت اصل جوانی اور شباب کا جوہر ہوتا ہے جو رفتہ رفتہ بدن سے خارج ہو جاتا ہے اور عورت کو بیکار کر دیتا ہے۔ اس بیماری کے شروع میں عورت کے تمام بدن میں بے کلی اور پنڈلیوں۔ کمر ناف کے نیچے میٹھا میٹھا درد ہوتا ہے۔ پھر سر چکرانے لگتا ہے کام کرنے یا دوڑنے یا چلنے پھرنے سے بے حد تکان اور کمزوری محسوس ہونے لگتی ہے۔ اس کے بعد ماہواری ایام میں کچھ ایسی گڑبڑ پڑتی ہے جو بعض اوقات عورت کی صحت کا بالکل ہی خاتمہ کر ڈالتی ہے۔ پس ایسی حالت میں اس سفید بیماری (یعنی سیلان الرحم) سے عورت کو غفلت ہرگز نہ کرنا چاہیے۔

سفید پانی کو روکنے کی ترکیب

اگر کوئی عورت سیلان الرحم کی مریض ہے اور اس کے خفیہ جسم سے سفید پانی یا رطوبت نکلتی رہتی ہے تو اس کو روکنے اور اس کا علاج کرنے کی سب سے آسان اور سب سے سستی ترکیب یہ ہے کہ وہ ایک شیشی **"دوا روک"** استعمال کرے۔ یہ دوا تقریباً بارہ سال سے تجربہ میں آ رہی ہے اور سیلان الرحم کی بیماری کو تیسرے دن ختم کر دیتی ہے۔ ہزارہا عورتوں نے اس دوا کے ذریعہ اس بیماری سے نجات حاصل کی ہے۔ دوا شروع کرنے کے تیسرے دن ہی مریضہ بول اٹھتی ہے کہ دوا روک نے کتنی جلدی مجھے صحت کا تحفہ دلا دیا کیونکہ استعمال شروع کرنے کے تیسرے روز سفید رطوبت کا اخراج ہونا بند ہو جاتا ہے اور پھر پوری شیشی ختم ہونے تک مرض کی بنیاد ختم ہو جاتی ہے۔ پس جن عورتوں کو سفید پانی کی بیماری ہو انہیں چاہیے کہ اپنی جوانی کی حفاظت کریں ——— اور **لیڈی ڈاکٹر انچارج زنانہ دواخانہ بی۔ ایس ۲۳ دہلی** کے پتہ پر خط لکھ کر دوا روک کی ایک شیشی بذریعہ وی پی پارسل منگا کر استعمال کریں۔ سفید رطوبت سے نجات مل جائے گی۔ ایک شیشی دوا روک کی قیمت صرف تین روپے ہے اور سات آنے محصول پارسل لگتا ہے

جس عورت کو ماہواری ایام میں درد ہوتا ہے

ہر عورت کو ماہواری ایام کا باقاعدہ آنا بہت ضروری ہے۔ اگر کسی باعث ایام کم آتے ہوں یا درد اور سخت تکلیف سے آتے ہوں یا بند ہو گئے ہوں۔ یا مہینہ میں دو بار یک یک کر آتے ہوں یا ایام ماہواری کی اور کوئی خرابی ہو دورے وغیرہ پڑتے ہوں تو یقین کیجیے کہ ماہواری ایام کو درست اور باقاعدہ اور ہر ماہ مقررہ پر لانے کے لئے سب سے بہتر علاج یہ ہے کہ ایک شیشی دوا **"کورس"** استعمال کرا دی جائے۔ دوا کورس کا حیرت انگیز اثر دیکھ کر ہر شخص خوش ہو جاتا ہے [illegible] یہ ہے کہ یہ ماہواری ایام کو باقاعدہ کر دیتی ہے۔ اور پھر بغیر تکلیف کے ہر ماہ ایام ماہواری آتے ہیں۔ اور پھر ایام [illegible] کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ بڑی معرکہ کی دوا ہے اور سالہا سال سے ہندوستان میں شہرت حاصل کر رہی ہے۔

قیمت دو روپے آٹھ آنے ہے اور ساڑھے آٹھ آنے محصول پارسل پڑتے ہیں ——— آج ہی

لیڈی ڈاکٹر انچارج زنانہ دواخانہ بی۔ ایس ۲۳ دہلی کو خط لکھ کر بذریعہ وی پی پارسل منگا لیجیے

جو عورتیں اولاد سے محروم ہیں

اُن کے ہاں بھی اولاد ہو سکتی ہے

نئے زمانہ کی سائنس نے جہاں اور بہت سے کرشمے دکھائے ہیں وہاں یہ بات معلوم کر کے ہماری ہندوستانی بہنوں کو بیحد خوشی ہوگی کہ اب نئے زمانہ کی اس سائنس کی بدولت بے اولادی کے صدمے عورتوں کو برداشت کرنے نہیں پڑیں گے۔ یعنی اگر کسی بہن کی شادی کو عرصہ گزر گیا ہو اور کسی سبب سے اولاد نہ ہوتی ہو تو اب اولاد ہو سکے گی (خواہ کسی کی خرابی ہو یا میاں بیوی دونوں تندرست ہوں) مطلب یہ کہ اولاد نہ ہونے کا خواہ کوئی سبب ہو اب یہ تکلیف نہیں رہے گی بلکہ ہر عورت کے ہاں جب وہ چاہے اولاد ہو سکے گی۔

سائنس کے اصولوں پر تیار کی ہوئی دوا "محافظ اولاد" کا گزشتہ بارہ سال سے نہایت کامیاب تجربہ ہو رہا ہے بعض عورتوں کی شادیوں کو پچیس اور تیس سال گزر چکے تھے مگر اس عجیب و غریب دوا یعنی محافظ اولاد نے ان مایوس عورتوں کو بھی صاحب اولاد بنا دیا۔ اس حیرت انگیز اور قابل فخر دوا کی ایجاد کا سہرا دہلی کے مشہور و معروف زنانہ دواخانہ کے سر ہے۔ اور امید ہے کہ عنقریب کسی بین الاقوامی مقابلہ میں اس دوا کو رکھ کر ساری دنیا کو ثابت کیا جائے گا کہ قیام حمل کے واسطے محافظ اولاد کتنی حیرت خیز چیز ہے۔

دوا "محافظ اولاد" مسلسل سات رات تک عورت استعمال کرتی ہے۔ اور ان سات دن تک اُسے مرد سے ہر قسم کا خاص پرہیز کرانا پڑتا ہے ٹھیک آٹھویں رات میاں بیوی ایک جگہ سوتے ہیں۔ اور اسی شب خدا تعالےٰ کی قدرت سے مہربانی ہو جاتی ہے یعنی اُسی رات حمل قائم ہو جاتا ہے اور ٹھیک نو مہینہ بعد ایک جیتا جاگتا بچہ مایوس ماں کی گود میں دیکھا جا سکتا ہے۔

یہ وہ شاندار تجربہ ہے جو سالہا سال سے ہندوستانی اطبا اور ڈاکٹروں کو حیران کر رہا ہے اور ہر شخص "محافظ اولاد" دوا کے اس حیرت انگیز اثر کو دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے۔ زنانہ دواخانہ دہلی کے ریکارڈ میں اس عجیب و غریب دوا کے متعلق لاتعداد سارٹیفکٹ موجود ہیں۔ لہذا اعلان کیا جاتا ہے کہ ناظرین میں سے اگر کوئی بہن اولاد سے محروم ہوں تو انہیں چاہیے کہ وہ **لیڈی ڈاکٹر انچارج زنانہ دواخانہ پی۔ ایس ۔۔۔ دہلی** کے پتہ پر ایک کارڈ لکھ کر دوا "محافظ اولاد" کی ایک شیشی بذریعہ وی پی پارسل منگائیں۔ ایک شیشی میں ایک عورت کے لئے پوری سات خوراک دوا ہوتی ہے۔ ایک شیشی کی قیمت دو روپے آٹھ آنے (دیڑھ روپیہ) اور پارسل پر سات آنے خرچ ہوں گے۔

عورت کا سینہ

اکثر دیکھا گیا ہے کہ بعض نوجوان عورتوں کا سینہ یعنی دلپستان بچوں کو زیادہ دودھ پلانے کے سبب نیچے کو ڈھلک جاتے ہیں۔ اور ان میں نرمی پیدا ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے عورت کا چہرہ تو کسی قدر جوان معلوم ہوتا ہے۔ لیکن سینہ یعنی پستان ضعیف اور ڈھیلے ہو جاتے ہیں۔ اس خطرناک حالت سے بھی خود غرض مرد عورت سے متنفر ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ صرف عورت کی جوانی اور حسن سے محبت کرتا ہے۔ اور جب عورت کا سینہ ڈھیلا اور نرم ہو جاتا ہے تو وہ بدصورت نظر آتی ہے۔ اس سے نفرت کرنے لگتا ہے۔ لہذا عورتوں کو چاہیے کہ وہ یہ خرابی فوراً دور کر دیں اور اپنے سینہ کو خراب نہ ہونے دیں۔ اس کی بہت آسان ترکیب یہ ہے کہ **لیڈی ڈاکٹر انچارج زنانہ دواخانہ پی۔ ایس ۔۔۔ دہلی** کے پتہ پر خط لکھ کر ایک شیشی دوا "برسٹیمین" منگائیں اور اسے بتائی ہوئی ترکیب کے مطابق استعمال کریں ڈھیلا ہوا اور نرم سینہ پھر ٹھیک ہو جائے گا۔ پچاس گول اور سخت ہو جاتے ہیں۔ یہ بہت بھی یہ دوا بڑے نیچے کو گرے ہوئے پستان کو سخت اور دوبارہ گول کرنے کے لئے یہ دوا فوراً استعمال کرنی چاہیے۔ ایک شیشی کی قیمت چار روپے پندرہ آنے ہے۔ اور اس پر سات آنے محصول ڈاک لگتا ہے۔ بذریعہ وی۔ پی منگا لیجئے۔ اس دوا کے استعمال سے بچہ کے دودھ پر کوئی برا اثر نہیں پڑتا۔ سینہ اگر کوئی بچہ گود میں ہے۔ تو وہ بلا تکلف دودھ پیتا رہے گا۔

لذت حاصل کرو۔ لطف کی گھڑیاں بڑھاؤ

ہم نے نئی شادی کی تمنا رکھنے والوں کے لئے ایک عجیب و غریب بکس تیار کیا ہے جس میں شادی کی بہار کی چار چیزیں ہیں جب کبھی استعمال کیجئے وہی سماں بندھ جانے گا صرف پرانے شادی شدہ حضرات طلب فرمائیں۔ کیونکہ یہ بکس عیش پرستوں کے لئے نہیں ہے۔ صرف خوشی اور مسرت کی گھڑیوں کو بڑھانے کے لئے اور جائز استعمال کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ اس بکس میں چار چیزیں ہیں۔

لذتین | وقت سے پہلے ذرا سی دوا لگائی جاتی ہے جس سے لذت پیدا ہوتی ہے۔ یہ دوا لذت کی بادشاہ ہے۔ فریق ثانی وارفتہ ہو جاتا ہے تعریف مطابق اخلاق ہے خود ہی سمجھ جائیے کیا چیز ہے۔

کیف پرور گولیاں | اساک کی لاجواب گولیاں۔ وقت سے پہلے ایک گولی کھائی جاتی ہے۔ اور حسب خواہ اساک ہوتا ہے۔ اس گولی میں کمال یہ ہے کہ بغیر ارادہ کام سے فارغ نہیں ہونے دیتی۔ اساک کا مکمل لطف ان گولیوں میں موجود ہے۔

پرکیف | دوشیزگی کی مکمل کیفیت اس دوا سے پیدا ہو جاتی ہے ذرا سی دوا رکھی جاتی ہے کہ پانچ منٹ میں دوشیزہ بنا دیتی ہے۔ اندرونی کیفیت میں بالکل نیا تغیر ہو جاتا ہے۔ خدا کی قدرت ہے۔ دوا میں عجیب تاثیر دکھائی ہے۔

سہاگ | یہ خاص قسم کی خوشبو ہے۔ وقت خاص پر ذرا سی طرفین کو بےخود بنا دیتی ہے جسم کے نازک ترین حصے پر لگا کر اس کی مست مہک مسرت میں ایک نیا سماں پیدا کر دیتی ہے۔

ان چار دواؤں کا مکمل بکس پانچ روپے میں ملتا ہے۔ جو محبوب کو مسخر اور اساک و لطف کا سماں باندھنے کے لئے ایجاد ہوا ہے۔ علیحدہ علیحدہ دواؤں کی قیمت دس روپے ہوتی ہے۔ ایک جانی بکس کی قیمت پانچ روپے دو، ہے ڈاک خرچ آٹھ آنے علاوہ ہے

پتہ۔ **سعید برادرس اینڈ کو کلاں محل نمبر ۱۲ دھلی**

ایک خوراک میں جادو

ایسے وہ لوگ ہوتے ہیں جن کو سرعت کی شکایت ہوتی ہے اور وہ وقت سے پہلے غائب ہو جاتے ہیں اور شرمندگی و ندامت اٹھانی پڑتی ہے **خوشوقتی** (رجسٹرڈ) ایسے ہی لوگوں کے لئے ایجاد ہوئی ہے۔ ایک گولی ایک گھنٹہ پہلے کھائی جائے تو اساک کی فراوانی کا کچھ اور ہی لطف پیدا کر دیتی ہے اور یہ دعویٰ ہے کہ بغیر ترشی کھائے فراغت ہی نہیں ملتی۔ مدت دراز سے اساک کے خواہشمند اپنی خوشی کو ان گولیوں کے استعمال سے پورا کر رہے ہیں۔ لطف یہ ہے کہ ان گولیوں میں نشہ آور اجزا قطعی نہیں ہیں ثابت کرنے والوں کو ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ آج یہ گولیاں روسا و عظام کی مسرت کے لئے ایک راز بنی ہوئی ہیں۔ ایک درجن خوشوقتی گولیوں کی شیشی کی قیمت دو روپے ہے۔ ڈاک خرچ آٹھ آنے علاوہ۔

پتہ۔ **سعید برادرس اینڈ کو۔ کلاں محل ۱۲ دھلی**

ایک قطرہ کا کرشمہ

امریکن ڈاکٹر رالبسن بہت بڑی شخصیت کا انسان جس نے دنیا کو یہ بتا دیا ہے کہ دوا کے ایک قطرہ سے سستی اور کمزوری کا خاکی انسان دو منٹ میں طاقتور ہو جاتا ہے۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ اگر اس ایجاد **رجوینٹنگ آئیل** "کا ایک قطرہ لگا دیا جاتا ہے۔ تو مردہ رگوں میں جان پڑ جاتی ہے۔ اور طاقت کی وجہ سے ایک طوفان بپا ہو جاتا ہے —— ایک قطرہ لگاتے ہی جذب ہو جاتا ہے۔ ہاں پاکیزہ باندھنے کی بالکل ضرورت نہیں رہتی۔ صرف وقت ضرورت پر ہی بلاتکلف کام دیتا ہے۔ استعمال کے بعد زیادہ انتظار کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ فوراً ہی اثر پیدا کر دیتا ہے۔ ایک شیشی کی قیمت دو روپے سات آنے (دو ہیں) ڈاک خرچ آٹھ آنے علاوہ۔ منگانے کا پتہ۔

سعید برادرس اینڈ کو کلاں محل ۱۲ دھلی

مست خوشبو
محبت کا زندہ جادو

بیسویں صدی میں جہاں سائنس اپنے کمالات پیش کر رہی ہے وہاں روحانی عالم نے بھی کرشمات عجیب کئے۔ بیسویں صدی میں ایک اسراری روغن بنایا ہے اس خوشبو کا کمال یہ ہے کہ جس مست خرام محبوبہ کو چاہو اپنا بنا سکتے ہو اس خوشبو کے چند قطرے ملا کر اس کے پاس سے گزر جاؤ وہ خود تمہاری تلاش میں بے چین نظر آئے گا محبوب کو مست و بے خود کرنے اور اس کو تڑپانے کے لئے اس طلسمی خوشبو کا کمال ضرور دیکھئے آپ خود حیران ہوں گے کہ اس میں کیسا طلسمی اثر ہے کہ جس کو چاہو خود بخود کھنچا چلا جائے یہ خوشبو جاپانیوں کی محنت اور روحانی کشش کے ذریعہ تیار ہوتی ہے اور عاشقوں کے لئے ان کی مراد پوری کرنے کا ذریعہ بن رہی ہے۔ سنگدل سے سنگدل عورت کو جو اس خوشبو کو سونگھے اپنا بنایا جا سکتا ہے۔ اس خوشبو کو تسخیر کا طلسم محبت کا جادو کہا جاتا ہے قیمت فی شیشی دو روپے محصول ڈاک خرچ آٹھ آنے علاوہ ہے۔ پتہ:

جرمنی ٹریڈ ایجنسی دریا گنج نمبر ۲۹ دہلی

شاندار اسلامی برقعے

ناظرین ہم نے یہ نفیس برقعے ریشمی جارجٹ کے تیار کئے ہیں جو خوبصورتی اور بناوٹ کے لحاظ سے اپنی مثال آپ ہیں سر کی ٹوپی خاص کاریگری سے تیار کی گئی ہے یعنی اس میں بہت باریک چنٹ کاری کی گئی ہے اور ماتھے پر پیچھے کے گھیر پر دونوں طرف ایک ایک بڑا پھول پانچ رنگ کا بنایا گیا ہے جو ہر جگہ ایک گلدستہ معلوم دیتا ہے۔ ریشمی کپڑا اور اس پر پھولوں کی سجاوٹ اور برقعہ کی مخصوص کٹ عورتوں کیلئے عجیب ہی شان بن گئی ہے جس [illegible] سائز کا مطلوب ہو آرڈر میں ضرور لکھ دیں سائز میں سر کی گولائی اور سر سے پیر تک انچوں کی لمبائی کا آنا ضروری ہے۔ قیمت فی برقعہ بجائے گیارہ روپے کے صرف پانچ روپے ڈاک خرچ گیارہ آنے علاوہ۔ برقعوں کو الٹی سلائی کپڑے کا مکمل گھیر اور مکمل [illegible] ساتھ بہت دیدہ زیب اور نظر فریب قیمت دس روپے ڈاک خرچ گیارہ آنے علاوہ۔ ملنے کا پتہ:

جرمنی ٹریڈ ایجنسی دریا گنج ۲۹ دہلی

امریکن خوفناک پستول چھ فیر والا

زبردست آواز - ۱۲½ اونس وزن - چھ انچ لمبی نال

ہر شخص بلا لائسنس اپنے پاس رکھ سکتا ہے

امریکہ والے ایجادوں کے پتلے ہیں آئے دن نئی سوجھتی ہے۔ چنانچہ شروع ۱۹۳۹ء میں اس نے اس پستول کی ایجاد کی اور عام پبلک نے اس کو پاس کر دیا کہ واقعی ہر شخص کے پاس رہنے والی چیز ہے۔ خیال یہ تھا کہ ہندوستان میں اس پستول پر لائسنس لگا دیا جائے گا۔ مگر ابھی تک یہ لائسنس کی قید سے آزاد ہے بالکل اصلی پستول کی شکل و صورت ہے ساڑھے بارہ اونس وزن ہے۔ چھ انچ لمبی نال ہے کیپ یعنی کارتوس رکھنے کے چھ خانے اور چرخی لگی ہوتی ہے ڈبل ایکشن سسٹم ہے۔ یعنی کھٹکا دبانے سے چرخی خود بخود گھومتی ہے اور ایک ایک کارتوس یکے بعد دیگرے گھوڑے کے سامنے آتا جاتا ہے اور چھوٹتا جاتا ہے بڑی زبردست آواز سے کان گونج جاتے ہیں۔ اس کی آواز اور صورت دیکھ کر دشمن ٹھہر نہیں سکتا۔ سفر میں، سیر و شکار میں، گھروں میں وقت پر کام آنے والی چیز ہے۔ ایک پستول کے ساتھ پچیس کارتوس مفت دئے جاتے ہیں۔ قیمت ایک پستول کی چار روپے آٹھ آنے ہے۔ محصول ڈاک کا خرچ گیارہ آنے علاوہ ہے۔ پیکنگ کا خرچ نہیں لگایا جاتا فری ہے۔ علیحدہ کارتوس ایک روپے کے ایک سو ملیں گے۔

پتہ: ایجنٹ بی کے برادرس اینڈ کو فولاد خاں اسٹریٹ ۳۲ دہلی

نامردی دور کرنے کا آلہ

یہ وہی ولایتی آلہ ہے جس سے انسان ایک منٹ میں خواہ کیسا ہی نامرد ہو فوراً طاقتور بن جاتا ہے اور وہ ضبط نہیں کر سکتا سائینس داں نے اس آلہ کو ایجاد کر کے دواؤں کو دور پھینکا دیا۔ چند منٹ کے عمل سے حیران ہونا پڑتا ہے کہ جو بالکل ہی مایوس تھا تھے وہ خوشی خوشی عیش کی گھڑیوں کو پورے امساک کے ساتھ گزارنے لگتے ہیں۔ پہلے اس آلہ کی قیمت بہت زیادہ تھی۔ اب بارہ روپے ہو گئی ہے جلد منگا لیجئے۔ محصولڈاک ایک آلہ پر علاوہ ایک روپیہ خرچ ہوتا ہے ایک آلہ برسوں کام دیتا ہے۔ خود استعمال کیجئے اپنے دوستوں کو استعمال کرائیے۔ خراب نہیں ہوتا۔

پتہ۔ جرمنی ٹریڈ ایجنسی دریا گنج ۲۹ دھلی

یہ گھڑی کبھی بند نہ ہوگی

یہ گھڑی یورپ کے ایک ایسے کارخانہ کی ایجاد ہے جس میں ... جو بڑا ایڑی چوٹی کا زور لگا کر جو چاہے اس گھڑی ... ہدایت کے مطابق جو کبھی خراب نہ ہوں اور مشینری ایسی لگائی جائے ... چنانچہ ایسی گھڑی تیار ہو گئی اور دنیا کو حیران کر دیا جو ایک مرتبہ یہ گھڑی ... وہ عمر بھر کے لئے کسی دوسری گھڑی سے بے نیاز ہو جاتا ہے ... عمر کے لئے بلا کھٹکے استعمال کرتا ہے۔ تعجب تو یہ ہے کہ اس ایجاد کے بعد ... گھڑی کی قیمت کچھ بھی نہیں ہے یعنی صرف چھ روپے تین آنے ہے دیکھنے سے خود ہی اس کے ڈائل پر چول لائف گارنٹی اسی لئے لکھ دیا ہے کہ وہ خود ذمہ دار ہے) ایک گھڑی سے کر تین گھڑیوں تک کا محصول ڈاک کا خرچ آٹھ آنے ہے۔ واگر اس ہفتہ کے اندر نہ منگائی تو ہم ذمہ دار نہ ہونگے کہ آپ کے آرڈر کی تعمیل ہو سکے۔ مندرجہ ذیل پتے سے طلب کیجئے۔

پی کے برادرس اینڈ کو فولاد خاں اسٹریٹ ۲۴ دہلی

طلا مقوی

درازی کے لئے آپ کو کسی سچی دوا کی تلاش ہے تو۔۔۔ **طلا مقوی** منگا کر استعمال کیجئے ایک ہفتہ میں فرق ظاہر ہوگا اور پندرہ روز میں طاقت فربہی درازی خاطر خواہ پیدا ہو جائیگی سچی دوا ہے۔ اس سے مستقل فائدہ ہوگی۔ بشرطیکہ طلا مقوی کی ایک شیشی استعمال کر لی جائے جو اپنے حیرت انگیز فوائد کی بدولت کافی مقبول ہو رہا ہے اور جس کی خوبیاں استعمال کرنے والوں پر اپنا سکہ جاری ہیں۔ قیمت فی شیشی تین روپے (۳) محصولڈاک آٹھ آنے (۸)

برص غائب

جن لوگوں کے جسم پر برص کے داغ ہوں اور وہ علاج کرتے کرتے تھک چکے ہوں اور کسی دوا سے فائدہ نہ ہوتا ہو ان کیلئے برص کے داغوں کو دور کرنے کی صرف ایک ہی دوا **"برصلین"** نئی ایجاد ہوئی ہے جس کے لگانے سے ہی صرف پانچ دن میں برص کے داغ دور ہو جاتے ہیں۔ اس دوا کے معجزنما اثرات کے سینکڑوں سرٹیفکٹ موجود ہیں کہ یہ دوا برص کے لئے اکسیر کا حکم ... قیمت فی شیشی پانچ روپے ڈاک خرچ علاوہ

ان دونوں دواؤں کے ملنے کا پتہ: **سعید برادرس اینڈ کو کلاں محل ۱۲ دہلی**

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
پیشوا کے مشاہیر نمبروں کا گیارھواں سلسلہ

اسلامیہ دار الاشاعت دہلی کا
ایک ماہوار
مذہبی، اخلاقی، اصلاحی، ادبی
رسالہ

پیشوا دہلی
طارق نمبر

جو ہر قمری مہینہ کی ۱۱ تاریخ کو رنگ محل سے تبلیغ واشاعت کے لئے دہلی سے شائع ہوتا ہے

قیمت سالانہ
اعلیٰ ایڈیشن — دو روپے
ارزاں ایڈیشن — ایک روپیہ
ممالک غیر سے جس میں برہما بھی شامل ہو
اعلیٰ ایڈیشن — ۵ شلنگ
ارزاں ایڈیشن — ۳ شلنگ

مقام اشاعت
اُردو بازار جامع مسجد دہلی

جلد ۱۶ | ذی قعدہ سنہ ۱۳۵۸ھ | نمبر ۱۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

(از جناب مولانا رشید اختر صاحب ندوی)

ہم حضرت طارقؓ کی سیرت لکھتے وقت دوسرے سوانح نگار حضرات کی طرح کسی دور از کار موضوع کی بحث میں نہیں پڑنا چاہتے، البتہ ایک چیز پر اظہار خیال کے لئے ہم بھی مجبور ہیں۔ اور وہ یہ کہ حضرت طارقؓ نے اسپین کی فتوحات کے سلسلے میں جو شاندار اور بے نظیر اسلامی خدمات انجام دیں اس سے دنیا کا کوئی صحیح الدماغ انسان انکار نہیں کرسکتا۔ مگر طارق اعظمؒ کی عظمت کا اعتراف کرنے والوں میں بہت کم لوگ ایسے ہوں گے جنہوں نے یہ دیکھنے کی کوشش کی ہو کہ طارقؓ کو عظمت وسربلندی عطا کرنے والا کون ہے!

طارقؒ کی عظمت کا باعث کوئی شخصیت نہیں بلکہ اسلام کی وہ تعلیم ہے جو اس نے مسلمانوں کو غلاموں کے ساتھ بہتر سلوک کرنے کے سلسلہ میں دی۔

اسلام سے پہلے غلاموں کی کیا حیثیت تھی؟ ان کے ساتھ شرفائے عرب کیا، دنیا بھر کے خودساختہ باعزت لوگ جس قسم کی بربریت سے پیش آتے تھے اسے سنکر انسانیت پر لرزہ طاری ہوجاتا ہے۔ اور شرف انسانی خجالت سے گردن جھکا لیتا ہے۔

ایسی عالم یاس میں اسلام آیا۔ اس نے جہاں انسانیت کے دوسرے مظلوم طبقوں پر نظر کرم کی اسی طرح اس انتہائی مظلوم جماعت کو بھی اپنے دامن کرم میں پناہ دی۔ جسے دنیا عبد کا خطاب عطا فرما کر انسانیت کے معیار سے گرا چکی تھی۔ اور جو انسانیت کے مجد وشرف سے محروم کردیا گیا تھا، اور جس کو حریت ومساوات کی ہوا بھی نہیں لگنے دی جاتی تھی۔

اسلام نے کہا۔ کلکم ابناء ابن آدم و آدم من تراب۔

"تم سب آدم کی اولاد ہو، اور جانتے ہو آدم مٹی سے بنائے گئے تھے" حضور سید کون ومکان، صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان چند الفاظ میں، انسانیت کو جس بلند سندی سے درس دیا گیا، وہ "اختصار کی دنیا میں" (SHORT SHEAKING) قیامت تک زریں حروف سے لکھا رہے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر اس اختصار کی تشریح بھی فرمائی اور اس وقت جب حضورؐ کے سامنے انسانی سروں کا ایک وسیع دریا موجیں مار رہا تھا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔

"یاد رکھو شرافت اور بزرگی کا باعث نسب نہیں، عمل صالح ہے۔ تم میں سے خدا کے حضور وہی باعزت ہے جس کے دامن میں بہتر اعمال ہیں۔ اب وہ دن گئے جب نسب پر فخر کیا جاتا تھا" (صحیح بخاری باب حجۃ الوداع)

یہاں مقصود یہ موضوع نہیں ہے ورنہ ہم بتاتے کہ اسلام کی اس تعلیم نے حضرت فاروقؓ جیسے باعظمت قریشی سے بلال حبشیؓ (غلام ابن غلام)

(یہ سرورق حسن اتفاقی ایڈیٹر و پرنٹر پبلشر نے ہنٹی جوب پرنٹنگ پریس دہلی میں چھپوا کر دفتر رسالہ پیشوا جامع مسجد سے شائع کیا)

شہرت کا باعث بننے کے علاوہ ملک اور قوم کے لئے بھی مفید ثابت ہو۔

اسے اتفاق کی بات کہئے کہ ان ہی دنوں حسان بن نعمان والی افریقہ اپنی بعض بدعنوانیوں کے باعث معزول کر دیئے گئے اور انھیں حکم ہوا کہ دمشق حاضر ہوں۔ وہ اپنے ساتھ، اپنے گناہوں کے کفارہ کے طور پر خلیفہ کے لئے بہت سی خوبصورت لونڈیاں اور زر و جواہر کے ڈھیر کے ڈھیر لے گئے۔ اور یہ سب چیزیں خلیفہ کے حضور میں پیش کر دیں۔ عبدالملک نے یہ تحفے قبول کر لئے اور انھیں ان کے عہدے پر بحال کر دیا گیا۔ یہ دمشق سے واپسی پر مصر ٹھیرے۔ عبدالعزیز نے گورنر جنرل کی حیثیت سے انھیں اپنے محل میں طلب کیا۔ اور ان سے ولایت افریقہ کی سند مانگی۔ حسان نے سند پیش کرنے سے معذوری ظاہر کی۔ اس چیز کو بہانہ بنا کر عبدالعزیز نے حسان کو ولایت افریقہ سے معزول کر دیا۔

یہاں یہ بات سمجھ لینی چاہیئے کہ عبدالعزیز گورنر جنرل مصر و مضافات کی حیثیت سے افریقہ کے بھی حاکم اعلیٰ تھے۔ اور افریقہ کا والی مقرر کرنے کا انھیں اختیار تھا۔ خلیفہ نے ان کا یہ اختیار جان بوجھ کر چھینا یا حالات اور تحائف نے اُسے ایسا کرنے پر مجبور کیا۔ بہر حال عبدالعزیز اپنے اختیارات میں ایک تو اس ناجائز مداخلت کو برداشت نہ کر سکے۔ دوسرے وہ حسان سے خوش نہ تھے۔ اور اس کی جگہ اپنے دوست موسیٰ بن نصیر کو افریقہ کا والی بنانا چاہتے تھے۔ وہ خلیفہ کے بھائی اور اس کے بعد ہونے والے خلیفہ تھے۔ اس لئے انھیں خلیفہ کی ناراضگی کی قطعاً کوئی پروا نہ تھی۔ انھوں نے حسان کو اپنے حکم سے معزول کر دیا اور اپنے اس حکم کے لئے دربارِ خلافت کی منظوری ضروری نہ سمجھی۔ حسان کی معزولی کے بعد انھوں نے موسیٰ کو افریقہ کا والی مقرر کر دیا۔ اور خلیفہ نے ان کے اس حکم میں کوئی مداخلت نہیں کی۔

موسیٰ کے ساتھ طارق کی افریقہ کو روانگی

حضرت موسیٰ افریقہ کی ولایت کا پروانہ لے کر اپنے معنوی فرزند حضرت طارق کے ساتھ افریقہ روانہ ہوئے۔

افریقہ میں ابھی اسلامی علم پورے طور پر لہرانے نہ پایا تھا کہ حسان دمشق طلب کر لئے گئے۔ حسان کی فوج اس وقت ایک وسیع ریگستان میں پڑی اپنے پرانے سپہ سالار کا انتظار کر رہی تھی کہ حضرت موسیٰ طارق اور چند مصاحبین کے ساتھ اس سے آملے۔ فوج نئے سپہ سالار کو دیکھ کر کچھ خوش نہ ہوئی۔ حضرت موسیٰ سپاہیوں اور ماتحت افسروں کے چہروں سے حقیقت حال معلوم کر گئے۔ انھوں نے تالیفِ قلوب کی خاطر پوری فوج کو اس کی بقیہ تنخواہ سے سہ گنا روپیہ اسی وقت عطا فرما دیا۔ اور ساتھ ہی اُنھوں نے ایک سحر طراز خطیب کی طرح ایک نہایت موثر تقریر کی۔

اپنی اس تقریر میں موسیٰ نے کہا۔

"تم مجھے اپنا حاکم نہیں اپنا ایک غمخوار اور برابر کا ساتھی سمجھو اور میری مدد کرو۔ مجھے میری غلطیوں سے آگاہ کرو، میں بھی تو آخر انسان ہوں۔ تم مجھے میری غلطیوں پر سزا بھی دے سکتے ہو۔"

طارق ایک خطیب اور معاملہ فہم کی حیثیت سے

موسیٰ کی اس تقریر کے بعد حضرت طارقؒ نے بھی نہایت ہی جوشیلے انداز میں ایک تقریر کی، اور سپاہیوں پر اچھی طرح واضح کر دیا کہ وہ دربارِ خلافت سے اس لئے نہیں آئے ہیں کہ ان پر حکومت کریں۔ بلکہ اس لئے آئے ہیں کہ ان کی امداد کریں۔

طارق کی تقریر اور ان کے سپاہیانہ جوش بھرے انداز نے فوج کے دلوں میں اطاعت اور فرمانبرداری کی ایک ایسی لہر دوڑا دی جس سے بغاوت و سرکشی کے تمام خیالات دفعتاً دب گئے۔ اسے حسن اتفاق کہئے کہ جہاں اس وقت اسلامی فوج ڈیرے ڈالے پڑی تھی وہاں بہت دنوں سے بارش نہیں ہوئی تھی۔ اور دور دور تک کہیں پانی نظر نہیں آتا تھا۔ حضرت موسیٰ اور طارق نے بارگاہِ قدسی میں بارش کے لئے نہایت خضوع و خشوع سے دعا کی۔ ابھی وہ دعا ختم نہیں کرنے پائے تھے کہ آسمان پر بادل چھا گئے اور موسلا دھار بارش ہونے لگی۔

یہ پاکباز استاد اور شاگرد کے کردار کی صلاحیت کا وہ جوہر ہے جو آج سے پہلے دیکھنے والوں سے پوشیدہ تھا۔ سپاہیوں نے یہ کرامت دیکھی تو اُن کے سامنے سر فرطِ عقیدت سے جھک گئے۔

موسیٰ اور طارق کی پہلی کامیابی

یہاں یہ بحث خارج از موضوع نہیں ہوگی کہ افریقہ میں موسیٰ اور طارق کی آمد سے پہلے بربریوں اور مسلمانوں میں کئی معرکے ہو چکے تھے۔ اور حسان پہلے مسلمان سپہ سالار کی بعض کمزوریوں کے باعث بربریوں کے مزاج بہت بگڑ گئے تھے۔ انھیں بعض مقامات پر قابلِ قدر فتوحات حاصل ہو چکی تھیں۔ اپنی ان ہی کامیابیوں کی بنا پر وہ کھلے میدان میں مسلمانوں سے ایک فیصلہ کن جنگ کرنا چاہتے تھے۔ بربریوں کا خیال تھا کہ وہ مسلمانوں کو شکست دے دیں گے۔ لیکن ان کی بدقسمتی سے اب انھیں موسیٰ اور طارق ایسے جانباز اور سیاست داں سپہ سالاروں سے لڑنا پڑا۔ اور پہلے ہی معرکہ میں وہ ہمت ہار گئے، اور ہزاروں لاشیں میدانِ جنگ میں چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ افریقہ میں حضرت موسیٰ اور طارق

کی یہ پہلی کامیابی تھی، اور یہی اُن کی اگلی فتوحات کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ بربریوں کے مزاج درست ہو گئے۔ وہ دشمنوں کے ساتھ ملنے کی بجائے حضرت موسیٰ اور طارق کی فوج میں شوق سے شامل ہو گئے۔ جس کا بہت اچھا اثر ہوا۔ کیونکہ بربری سپاہی بہت ہی جوش سے حملہ کرتے تھے۔

بربریوں کا جنگ سے مقصد زیادہ تر لوٹ مار اور قتل و غارت تھا، موسیٰ اور طارق کی موجودگی میں قتل و غارت کے مواقع جاتے رہے، صرف لوٹ مار کا مال اُنھیں مل سکتا تھا۔ اور یہ اسی صورت میں کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر لڑتے۔

حضرت موسیٰؒ نے طارقؒ کے مشورہ سے ان بربریوں کی اصلاح کا ایک ایسا قدم اُٹھایا جس سے ان کے دلوں کی دنیا یکسر بدل گئی حضرت موسیٰ نے متعدد سحر طراز خطیب اس مقصد کے لئے متعین فرمائے کہ وہ بربریوں کو اسلام کی تسکین بخش روحانی تعلیم دیں۔

یہ نسخہ ہزاروں بار آزمایا جا چکا تھا، موسیٰ اور طارق نے اسے ایک بار اور آزمایا تو اُنھیں پوری کامیابی ہو گئی۔ اور بربری صحیح معنوں میں اسلامی تعلیم میں رنگے گئے۔ اور پھر وہ نہایت اطاعت گزار اور پُرجوش و دیندار سپاہی ثابت ہوئے۔

افریقہ میں طارقؒ کے کارنامے ناظرین کو شاید اس عنوان پر کچھ تعجب ہو۔ کیونکہ وہ طارق کو فاتح اسپین کی حیثیت ہی سے جانتے ہیں۔ لیکن افریقہ میں اسلامی فتوحات کی روئداد بتی ہے کہ اس جوانمرد فاتح نے افریقہ میں بھی کچھ کم شاندار کارنامے انجام نہیں دئے جن کو اکثر مورخوں نے نظر انداز کر دیا ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مورخین نے افریقہ کی فتوحات کا ذکر کرتے وقت موسیٰ کو طارق سے زیادہ اہمیت دی ہے۔ اور اسی لئے انھوں نے بہت تھوڑے مقامات پر طارق کا ذکر کیا۔ اس کی وجہ غالبًا یہ ہے کہ موسیٰ سپہ سالار افواج تھے۔ اور ہمیشہ فتوحات کی تفصیل میں سپہ سالار ہی کے ذکر کو کافی سمجھا جاتا ہے۔ مگر ہماری نظر سپہ سالار کے ساتھ ساتھ رہنے والے اس نوجوان پر بھی پڑتی ہے جو مصر سے سپہ سالار کے ساتھ آیا۔ اور ہر موقعہ پر اپنی حیرت انگیز صلاحیت کا عملی ثبوت پیش کیا۔ گو وہ سالار نہ تھا لیکن سپہ سالار کا ایسا مشیر تھا جس پر سپہ سالار کو بیٹوں سے زیادہ اعتماد تھا۔ یہی وجہ ہے کہ موسیٰ نے اپنے دو بیٹوں کو تو افریقہ کے جنوب اور مغرب کے علاقوں پر فوج کشی کا حکم دیا مگر یہ گوارا نہیں کیا کہ طارق اُن کی نظروں سے اوجھل ہوں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ طارق چھوٹے چھوٹے دستوں کے ساتھ آس پاس کے مقامات پر حملہ آور ہوئے، لیکن زیادہ دور نہیں گئے کہ موسیٰ طارق ایسے ہوشمند مشیر کو دُور بھیج کر ایک ایسا خلا نہیں پیدا کرنا چاہتے تھے جسے کوئی دوسری شخصیت پُر نہ کر سکے۔

البتہ جب افریقہ کے چند قبائل نے مرکزی مسلمان فوج کی کثیر تعداد کو دُور پاکر بغاوت کر دی تو موسیٰ طارق کو ساتھ لے کر اس بغاوت کو فرو کرنے نکلے۔

یہ قبائل تنجیر کے مقام پر جمع تھے۔ موسیٰ اور طارق بھی وہیں اُترے اور ایک معمولی سے معرکے کے بعد تنجیر فتح کر لیا گیا۔ چونکہ یہاں ابھی ابھی بغاوت ہوئی تھی اس لئے موسیٰ نے ضروری سمجھا کہ طارق کو تنجیر کا گورنر مقرر کر کے بغاوت کے آئندہ امکانات کو بالکل ختم کر دے۔

طارق تنجیر کے گورنر کی حیثیت سے فوجی معرکہ آرائیوں سے قطع نظر غالبًا طارق کے لئے یہ پہلا موقع تھا کہ انھیں ایک اتنی بڑی اور اہم خدمت پر مامور کیا گیا۔ تنجیر کے آس پاس جتنے بربری قبائل آباد تھے وہ اپنی وحشت بربریت اور فضول رسوم و رواج کی بنا پر تمام افریقہ کے بربروں سے ممتاز تھے۔ مگر اسے اسلام کا اور پھر طارق کے حسن انتظام کا اعجاز سمجھو کہ تھوڑی مدت میں یہ وحشی انسانیت کے رنگ میں ایسے رنگے گئے کہ عیسائی مورخوں اور پادریوں کو یہ تسلیم کرنا پڑا کہ اسلام اور اس کا نظام وحشیوں کو انسان بنانے میں اپنی مثال نہیں رکھتا۔ ۱۳

یہ ہمارا بیان نہیں ہے یہ اس عیسائی مورخ کا بیان ہے جس نے تنجیر کے بربروں کی وحشت کی داستانیں سنکر اُن کے اسلام قبول کرنے کے بعد کے کارنامے بھی سُنے ہیں۔

تنجیر کی فتح گویا بیزنطین سلطنت کا خاتمہ تھا اور ایک قدیم سلطنت کی بنیادوں پر جب کوئی نیا نظام استوار ہوتا ہے تو اس میں کتنی دقتیں پیش آتی ہیں؟ قومی تعمیر کے اصول و ضوابط پر نگاہ رکھنے والے ان دقتوں سے اچھی طرح آگاہ ہیں۔

حضرت طارقؒ کو ان سب دقتوں کا مقابلہ کرنا پڑا۔ مگر اُن کے پائے استقلال میں کہیں لغزش نہ آئی، انھوں نے ایک بہترین مدبر اور سیاست داں کی طرح نہ صرف پورے علاقہ میں امن و امان قائم کیا، بلکہ آس پاس کے جنگجو قبائل کو بھی بڑی ہی جلدی اپنے حسن اخلاق سے رام کر لیا۔ اب تنجیر کے آتشکدوں، بت خانوں اور کلیساؤں کے علاوہ پانچ وقت موذن کی ندائے اللہ اکبر بلند ہوتی، اور طارق یہ ندا سنکر اس خدائے حی و قیوم کے حضور میں انتہائے عبودیت سے جھک جاتے جس نے انھیں اس خدمت کا اہل بنایا

باب ۲
اسپین پر حملے کے لئے مسلمانوں کا شوق

افریقہ فتح ہو چکا تھا۔ اسلامی علم اس کے ہر چہار طرف لہرا لہرا کر دشمنوں کی آنکھوں کو خیرہ کر رہا تھا۔

موسیٰ اور طارق کے سامنے اب کوئی نئی مہم نہ تھی۔ وہ افریقہ کے اس آخری کنارے پر پہنچ چکے تھے۔ جو افریقہ اور اسپین کے مابین ایک ایسی حدِ فاصل تھی جو بظاہر توڑی نہ جا سکتی تھی۔

موسیٰ اور طارق دونوں کی شوق بھری نگاہیں بار بار اس چھوٹی سی آبنا پر اُٹھیں جو افریقہ کی سرحد سے صرف آٹھ میل دور تھی۔ لیکن ہمیشہ اس کے غیر معمولی استحکام کی وجہ سے ناکام واپس لوٹیں۔

اس چھوٹی سی آبنا کا محافظ ایک چھوٹا سا قلعہ تھا۔ لیکن چونکہ اسپین میں داخلے کی صرف یہی ایک راہ تھی۔ اس لئے اسے اس درجہ مضبوط اور محفوظ بنایا گیا تھا کہ غیر ملکی فاتح اس پر کسی اندرونی مدد کے بغیر قابض نہیں ہو سکتے تھے۔

اس قلعے کا گورنر نسلاً بعد نسل اسپین کے شاہانِ وزیگاتھ کا باج گزار چلا آتا تھا۔ اس لئے جب تک اُسے اپنے ساتھ نہ ملایا جاتا کسی فاتح کے لئے یہ انتہائی ناممکن تھا کہ وہ اسپین کے ساحل پر قدم رکھ سکے۔ لیکن اسے
۴۱ اپنے ساتھ کس طرح ملایا جائے۔ اور اگر ملانے کی کوشش بھی کی جائے تو آیا اس میں کامیابی ہوگی؟ اس سوال کا عملی جواب کاؤنٹ جولین کی وہ لڑائیاں دے چکی تھیں جو اس کے اور مسلمانوں کے مابین ابھی ابھی ہوئی تھیں۔

باب ۳
اسپین کی حکومت اور گاتھ قوم

ابتدا مسلمان جب افریقہ کو فتح کر رہے تھے اس وقت اسپین میں گاتھ قوم حکمران تھی۔ یہ قوم چوتھی صدی عیسوی میں اُبھری اور پانچویں صدی میں اس کا نام دنیا کے بچے بچے کی زبان پر تھا۔ یہ قوم زیادہ تر اپنی بے پناہ قتل و غارت اور سفاکی کی وجہ سے شہرت کے آسمان پر چمکی۔ یہ جدھر بھی جاتی کمزور قومیں اس کے سامنے سے بھی گھبرا اُٹھتیں۔ شروع میں اس نے مغربی روم کو روندا پھر دولتِ بیزنطین کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔

اس کے افراد نے ابھی حکمرانی کا سبق نہیں پڑھا تھا اور نہ ہی اُنھیں متمدن قوموں کے افراد کی طرح رہنے سہنے کے طریق ہی معلوم تھے یہ جنگلوں یا تیز رفتار دریاؤں کے کناروں پر، پتھروں۔ لکڑی اور پھونس کے مکان بنا کر رہتے۔ انھیں دلدلوں سے گویا ایک قسم کا اُنس تھا۔ اکثر اُن کے گھر ایسی ہی جگہ بنے ہوتے جس کے چاروں طرف دلدل ہی دلدل ہو۔

دلدلوں اور جنگلوں میں رہنے والی قوم کے افراد کے جس قسم کے اخلاق و اطوار ہو سکتے ہیں وہی اس قوم کے لوگوں کے بھی تھے۔ وہ وہمی، بُت پرست۔ شراب خور اور بات بات پر لڑنے کے عادی تھے۔

عروج اور اسپین پر قبضہ مگر جب کسی قوم کی تقدیر بدلتی ہے تو اس کے عادات و اطوار بھی خود بخود بدل جاتے ہیں۔ پانچویں صدی عیسوی کے ابتدا میں، اسپین کی حکمراں قوم کے قوائے عمل ڈھیلے پڑ گئے، اور ہمسایہ میں رہنے والی قوموں نے اس کی کمزوری سے فائدہ اُٹھانے کی ٹھان لی ان قوموں میں گاتھ قوم بھی تھی۔ یہ بھی ایک کمزور قوم کی لاش کو اپنے قوی پاؤں سے روندنے کے لئے جنگلوں سے نکل کر اسپین کی طرف بڑھی اور اُسے اس قوم کی خوش قسمتی کہیے کہ اسپینیوں کی لاشوں کو روندنے کی سعادت اسے ہی نصیب ہوئی۔ اور یہی مردہ قوم کی وارث بھی قرار پائی۔

نظامِ سلطنت گاتھوں نے گو سیاسی مصالح کی بنا پر مذہب تبدیل کر لیا اور عیسائیت کا جامہ پہن لیا۔ لیکن اس کے قومی عادات ابھی نہیں بدلے تھے۔ اُنھوں نے ملک کے نظم و نسق۔ کارکنوں کے انتخاب۔ مجرموں کی گوشمالی۔ اور مشاغلِ تفریح میں اپنی قدیم روایات ہی کی پابندی کو ضروری جانا۔ یہ رومی کلیسا کو مذہبی مرکز تو مانتے تھے۔ لیکن اُن کا کلیسا رومی کلیسا کے احکام ماننے سے مستثنیٰ تھا۔ گاتھ بادشاہ خود اسپین کے کلیسا کے لئے مذہبی احکام صادر کرتا۔ اس نے برائے نام ایک مسیحی کونسل بنا رکھی تھی۔ لیکن وہ جب چاہتا اس کونسل کو تبدیل کر دیتا۔ پادری اس کے دست نگر تھے۔ اس کی رضا جوئی اُن کا ایمان تھا۔ اس لئے کسی کو اس کی خلاف ورزی کا خیال تک نہ گزرتا۔

کلیسا کی آزادی مگر رفتہ رفتہ اسپین کے پادریوں نے خود کو بادشاہ کے تسلط سے آزاد کرنا شروع کر دیا۔ انھوں نے مذہب کی آڑ لے کر بادشاہ کو بھی اپنی گرفت میں لے لیا۔ کوئی بادشاہ اس وقت تک تخت نشین نہیں ہو سکتا تھا جب تک کلیسا کا صدر بادشاہ کو "تدہین" کی رسم سے تقدیس نہ عطا نہ کرتا۔

جمہوری انتخاب یا حکومت کا زوال اس سے تھوڑی دیر بعد پادریوں نے کچھ ایسے قوانین بھی بنائے جن کی بنا پر بادشاہ کا انتخاب جمہور کے ہاتھ میں آ گیا۔ اسی غرض کے لئے طلیطلہ میں ایک غیر معمولی مذہبی کونسل منعقد ہوئی۔ اس کونسل میں بادشاہ کے طریقۂ انتخاب کو ایک قانون کی صورت دے دی گئی۔ یہ کونسلیں بعد میں مجالسِ واضع قانون کی حیثیت حاصل کر گئیں۔

بدکاری کا رواج | پادریوں کو بادشاہوں اور حکومت کے نظام میں غیر معمولی دخل حاصل ہوگیا۔ اور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ پادری۔ دولت کے حصول اور عیش و شہوت رانی کی طرف مائل ہوتے گئے۔ وہ مذہب کی آڑ میں غیر معمولی طریقہ سے حرام کاری اور فواحش کے مرتکب ہوتے۔ اُن کے اس احبیانہ طرزِ عمل نے عوام کو کھلم کھلا بدکاری اور فواحش کی جرأت دلائی۔ اور ملک کے ہر چہار طرف بدکاری کا سکہ چلنے لگا۔

پادریوں کے لئے تعدد ازدواج کی اجازت | پادریوں کی خوش قسمتی یا طرزِ عمل کی وجہ سے شاہ و تیلشہ نے طلیطلہ کی اٹھارھویں کونسل میں پادریوں کے لئے تعدد ازدواج کا قانون منظور کرایا۔ یہ بادشاہ خود بھی بڑا عیاش اور رند مشرب تھا۔ اس نے ازراہِ کرم شراب رندی کے چند چھینٹے پادریوں کے مقدس چہروں پر بھی دے دئے۔ اور اس رعایت کی آڑ میں وہ زیادہ بدکاری کرنے لگے۔ جس کا اثر عوام پر بھی پڑا۔

رعایا پادریوں کے اس طرزِ عمل سے بے حد نالاں تھی۔ لیکن کر ہی کیا سکتی تھی۔ پادریوں نے نظام سلطنت کا انداز ہی کچھ اس طرح بدل ڈالا تھا کہ رعایا کیا امراء و سلاطین کو بھی زبان ہلانے کی جرأت نہیں ہو سکتی تھی۔ اب قانون بادشاہ کا نہ تھا۔ قانون تھا ان پادریوں کا جو کلیساؤں میں رہتے تھے۔ اور ان کلیسا کے رہنے والوں کا کام تھا شراب پینا، اور زنا کرنا۔ ان کے محلوں میں انواع و اقسام کی شراب کے مٹکے ہر وقت بھرے رہتے تھے۔ بادشاہ ... کے بغیر ہر وقت مئے ہوش ربا کا دور چلتا۔ پری چہرہ عورتیں ساقی ... فرائض انجام دیتیں اور مقدس پادری اس رنگین فضا میں کچھ ایسے مست و بے خود تھے کہ انھیں رعایا کی خوشنودی اور اصلاح کی مطلق پروا نہ تھی۔ اس مستی میں بھی اس عیار گروہ نے امراء کو اپنے تسلط میں کچھ ایسی عیاری سے رکھا کہ یہ خود سر نہ ہو سکے۔

رعایا پر ظلم و ستم | اوّل تو امراء اور سلاطین کو کچھ آزادی کی ضرورت بھی نہ تھی۔ غریب رعایا ان کے ظلم و ستم اور حکومت جابرانہ کا تختہ مشق بننے کے لئے بہت کافی تھی۔ وہ جس کو چاہتے قتل کرتے، جس کو چاہتے زندہ رکھتے، انھیں کوئی پوچھنے والا نہ تھا، غریب رعایا خود تو محنت کرتی اور فاقوں مرتی۔ اور ویرانوں اور کھنڈروں میں رہ کر محلوں میں رہنے والوں کے لئے عیش و عشرت کے سامان مہیا کرتی۔ اس کا کوئی پرسانِ حال نہ تھا۔ امراء و سلاطین کو اس کا خیال اسی وقت ہوتا جب فصلوں کے کاٹنے کے دن آتے یا شاہی عمارات بنتیں۔ رعایا کا اگر کوئی فرد بھولے سے بھی کوئی جرم کرتا تو اسے خطرناک سزا دی جاتی۔ بعض دفعہ ہاتھ پاؤں کاٹ دئے جاتے۔ آنکھیں نکال دی جاتیں۔ اور بعض دفعہ جلاوطن کر دیا جاتا۔ اور اگزا بادشاہ کے دور میں تو غریب رعایا کی یہ حالت ہوئی کہ اس کے افراد کو معمولی سے معمولی جرم پر جلاوطن کر دیا جاتا۔ اور جائداد ضبط کر لی جاتی۔ اور آخر میں تو یہ حالت ہوئی کہ بادشاہ بغیر کسی جرم کے رعایا سے بڑے سے بڑے جرمانے وصول کرنے لگا۔ ٹیکس بہت بڑھا دیئے گئے۔ اور مالدار تاجروں کو بلا وجہ مجرم گردان کر اُن پر جعلی مقدمات دائر کئے جانے لگے۔

کلیسا کی طرف سے بادشاہ کے قتل کی سازش | بادشاہ کی حرص طلب زر اس طرح بھی نہ پوری ہوئی تو اس نے کلیسا کے خزانے پر بھی ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا۔ پادری یہ تو برداشت کر سکتے تھے کہ رعایا خوب لوٹی جائے۔ لیکن یہ اُن کی برداشت سے بھی باہر تھا کہ بادشاہ اُن کی دولت بھی چھیننے لگے۔ اس لئے اسقفِ اعظم کے مشورہ سے بادشاہ اور اس کے خاندان کے قتل کی سازش ہوئی۔ اس سازش میں بہت سے امراء اور کارکنانِ سلطنت بھی شریک کئے گئے۔ مگر ابھی سازش مکمل نہ ہوئی تھی کہ بادشاہ کو اس قاتلانہ سازش کی خبر ہو گئی۔ اور بادشاہ نے انتہائی جرأت سے کام لے کر اسقفِ اعظم، مقتدر پادریوں اور سازشی امراء کو گرفتار کر کے جلاوطن کر دیا۔

15 **ایک اور سازش** | یہ سازش ابھی ختم نہیں ہونے پائی تھی کہ ایک اور اس سے بھی زیادہ خطرناک سازش نے جنم لیا۔ اور یہ سازش ان یہودیوں کی طرف سے کی گئی تھی۔ جو مدت سے بادشاہانِ گاتھ کے مظالم کو انتہائی بے صبری کے ساتھ سہہ رہے تھے۔ اور چونکہ ان کا پیمانۂ صبر لبریز ہو گیا تھا، اس لئے وہ بادشاہ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس وقت بوڑھا بادشاہ دم توڑ رہا تھا۔ اس لئے اس سازش کو فوری طور پر دبایا نہ جا سکا۔

نیا بادشاہ | وٹیزا کی تخت نشینی سے شروع میں حالات کچھ بدل گئے اس نے جرمانے، جلاوطنی اور استحصال بالجبر کے ظالمانہ قوانین موقوف کر دئے۔ لیکن رفتہ رفتہ اس پر بھی عیاشی کا جنون سوار ہوا۔ اور غریب رعایا کی حالت پہلے سے بھی زیادہ خراب ہو گئی۔

بادشاہ نے ایک اور سیاسی غلطی یہ کی کہ یہودیوں کو بہت سے حقوق دے دئے۔ اور اُن کو سلطنت کے بڑے بڑے عہدوں پر مقرر کر دیا۔ عیسائی رعایا اس سے اور بھی بددل ہو گئی۔ اور بادشاہ کے خلاف علانیہ سازشیں کی جانے لگیں۔

ان ہی دنوں پادریوں نے نئے بادشاہ کی سیاسی روش سے

تنگ آکر پاپائے روم سے امداد کی درخواست کی۔ پاپائے روم نے اسپین میں قدم جمانے کے لئے اس موقعہ کو غنیمت سمجھا اور بادشاہ اسپین کو ایک سفیر بھیج کر یہ دھمکی دی کہ اگر تم نے یہودیوں کو اس طرح سر پر چڑھائے رکھا اور قانون کلیسا کی پیروی نہ کی تو تمہیں تخت سے اُتار دیا جائے گا۔

بادشاہ نے یہ پیغام سنا تو حقارت سے جواب دیا "تم اپنی خیر مناؤ۔ اگر تم نے اس قسم کی روش رکھی تو میں تمہارے مزاج درست کردوں گا"

مگر وہ غریب اس کے مزاج کیا درست کرتا۔ رعایا سے پادریوں اور اس کے پروردہ یہودیوں نے مل کر اسی کے مزاج درست کردئے اور ایک دن سب نے جمع ہو کر اس کی معزولی اور نئے بادشاہ کے تقرر کا فیصلہ کردیا۔ تخت سے معزولی اس کے لئے قتل کا حکم تھی۔ نیا بادشاہ اسے سیاسی مصالح کی بنا پر زندہ نہیں رکھ سکتا تھا۔

باب ۳

راڈرک کا عہد حکومت اور طارق کے اسپین پر حملے کی تحریک

راڈرک تخت پر بیٹھا تو بادشاہی نے اس کے مزاج پر بھی اثر ڈالا وہ یوں تو فطرتاً بڑا بہادر، سیاست داں اور مدبر تھا۔ لیکن شاہی محلات اور گرد و نواح کے اثرات نے اس کے عادات و اطوار کو ایک نئی شکل

11 دیدی۔ وہ رعایا اور امراء کی بہو بیٹیوں پر بڑی آزادی سے دست ہوس دراز کرنے لگا۔

اس کی یہ خرنفسی شاید اس کے لئے کچھ دنوں تک اور بُرے نتائج نہ پیدا کرتی اگر وہ اپنے محل کی ایک مہمان خاتون کی عصمت پر ہاتھ نہ ڈالتا۔ یہ خاتون کاؤنٹ جولین حاکم سبتہ کی بیٹی تھی اور دربار کی پرانی رسم کے مطابق شاہی محل میں رہ کر آداب معاشرت کا ڈھنگ سیکھ رہی تھی۔ یہ خاتون انتہا درجہ کی خوبصورت اور طرحدار اور عصمت مآب تھی۔ راڈرک نے بادشاہی کے گھمنڈ میں اس کو اپنی حرص و ہوس کا زبردستی شکار بنا لیا۔ جب یہ خبر عام ہوگئی اور اس خاتون نے خفیہ طور پر اپنی بوجوہ حالت سے اپنے باپ کو مطلع کردیا۔ تو رعایا اور امراء میں نفرت اور حقارت کا ایک سیلاب بادشاہ کے خلاف آیا۔ جو راڈرک کے ساتھ ہی اندلس کی حکومت کو بھی بہا کرلے گیا۔

کاؤنٹ جولین کی انتقامی کارروائی

کاؤنٹ جولین کو اپنی بیٹی کی اس بے حرمتی کی اطلاع ہوئی تو وہ غیرت خاندانی سے تڑپ اٹھا اور سخت سردی اور بارش کا لحاظ کئے بغیر راتوں رات دار السلطنت کی طرف بھاگ نکلا۔

کاؤنٹ جولین دار السلطنت تو پہنچ گیا۔ لیکن وہ سوچ رہا تھا کہ بیٹی کو بادشاہ کے چنگل سے چھڑانے کی کیا تدبیر کرے۔ اور یہ تدبیر بھی اسکی سمجھ میں آگئی۔ دربار میں طلبی ہوتے ہی اس نے بادشاہ کو اطلاع دی کہ اس کی بیوی مر رہی ہے اور بیٹی کو آخری بار دیکھنے کی خواہشمند ہے۔ بہانہ ایسا تھا کہ بادشاہ انکار نہ کرسکا۔ اور لڑکی کو اس کے ساتھ بھیج دیا۔ کاؤنٹ جولین اس وقت تو بظاہر خوشی خوشی دربار سے رخصت ہوا۔ لیکن گھر پہونچتے ہی بادشاہ سے خطرناک انتقام لینے کی تدابیر سوچنے لگا۔ چنانچہ اس نے بڑے غور و فکر کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ راڈرک کی حکومت کا تختہ مسلمانوں سے مل کر الٹا جائے۔

موسیٰ بن نصیر کی خدمت میں

کاؤنٹ جولین کی بیٹی نے راڈرک کی ہوسناکی کی داستانیں سنا کر اسے اس درجہ مشتعل کردیا کہ وہ اسی ہفتہ افریقہ پہونچا۔ اور قیروان میں حضرت موسیٰ بن نصیر والی افریقہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت موسیٰ کو اس محترم مہمان کی حاضری کی کوئی غرض معلوم نہ تھی۔ لیکن اُن کی دوربین آنکھیں بھانپ گئیں کہ کاؤنٹ جولین کو کوئی انتہائی مجبوری اُن کے ہاں کھینچ لائی ہے۔ ورنہ اس کی اُمید کیسے کیجا سکتی تھی۔

کاؤنٹ جولین نے موسیٰ کو بڑی ہی فصاحت و بلاغت اور جوش سے اسپین پر حملہ کی دعوت دی اور ساتھ ہی انہیں بتایا کہ اگر وہ اسپین پر حملہ آور ہوئے تو انہیں بے انتہا مال و دولت کے علاوہ ایسی سرزمین ملے گی جو سونا اُگلتی ہے۔

کاؤنٹ کی بات تو معقول تھی لیکن موسیٰ اس سد سکندری سے بھی واقف تھے جو سبتہ کے مضبوط قلعہ کی شکل میں اسپین اور اُن کے مابین حائل تھی۔ انھوں نے کاؤنٹ جولین سے بھی یہی کہا "تم کہتے تو صحیح ہو لیکن اس سلسلہ میں تم ہماری کیا مدد کروگے"؟

وہ بولا میں ہر ممکن مدد کے لئے حاضر ہوں۔ میری تو دلی خواہش ہے کہ اسپین کے موجودہ ظالم حکمراں سے کسی نہ کسی طرح اسپین کو نجات دلاؤں۔ جب کاؤنٹ جولین کو امداد پر اس طرح آمادہ پایا تو حضرت موسیٰ نے دربارِ خلافت سے حملہ کی منظوری کی درخواست کی۔

دربار خلافت سے اسپین پر حملہ کی منظوری

اس وقت عبدالملک مرچکے تھے اور اُن کی جگہ ولید تخت خلافت پر بیٹھے تھے۔ ان کی رگوں میں تازہ خون تھا۔ اور وہ ہر ایسی مہم کی خوشی سے اجازت دیدیا کرتے جس سے ان کی قلمرو میں اضافہ ہو۔ موسیٰ کی درخواست پہنچی تو انھوں نے فوراً اسکی اجازت دیدی۔

کاؤنٹ جولین کی آزمائش دربار خلافت سے حملہ کی منظوری آگئی تو حضرت موسیٰ نے کاؤنٹ جولین کی صداقت اور استقلال کا امتحان لینا چاہا۔ امتحان کی شرط یہ مقرر ہوئی کہ کاؤنٹ جولین اپنی فوج لے کر بادشاہ اسپین کے علاقہ پر حملہ آور ہو۔ کاؤنٹ نے اس تجویز کو بڑی خوشی سے منظور کر لیا۔ اور اپنی فوج لے کر سمندر پر جو اسپین کے حدود میں تھا حملہ آور ہوا۔ اور قتل و غارت سے فارغ ہو کر موسیٰ کے پاس واپس آیا۔

کاؤنٹ جولین کا امتحان ہو چکا تھا۔ اب وہ مسلمانوں سے کسی طرح غداری نہیں کر سکتا تھا۔ شاہ اسپین کے شہر پر حملہ آور ہونے کے معنی یہ تھے کہ کاؤنٹ نے ان تمام تعلقات دوستی و وفاداری کو توڑ دیا ہے جو اس کے خاندان اور شاہان گاتھ کے ابین مدت سے چلے آتے تھے۔ حضرت موسیٰ نے یہ کیفیت دیکھی تو انھوں نے بلا کسی مزید تامل کے جولین سے ایک ایسا عہد کر لیا جس سے مقصود زیادہ تر یہ تھا کہ مسلمان اسپین فتح کر لیں تو کاؤنٹ جولین کو شریفانہ طور پر ہر طرح نوازیں گے۔

معزول شاہ کی اولاد کی شرکت کاؤنٹ جولین نے ابتداہی سے ایک سے سابق شاہ اسپین کی اولاد کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا تھا۔ یہ سب غاصب اور ظالم حاکم اسپین سے انتقام لینے کے لئے بہت زیادہ مضطرب تھے۔ کاؤنٹ جولین نے معاہدے کے بعد قلعہ سبتہ (سیوٹا) کی کنجی موسیٰ کے حضور میں پیش کر دی اور خلیفہ ولید بن عبدالملک کی وفاداری کا حلف اُٹھایا۔

حملہ کی تیاری کاؤنٹ جولین اور شاہ سابق کی اولاد کی شرکت گو بالآخر فتح کے لئے ایک مستحکم غیبی امداد تھی۔ موسےٰ مدتوں سے اسی فکر میں تھے کہ کسی نہ کسی طرح اسپین پر حملہ کریں۔ ان کی یہ دلی آرزو پوری ہوئی اور انھوں نے بنہایت احتیاط اور راز داری سے کام لے کر طارق اپنے ایک آزاد غلام کو ساحل اسپین کے کمزوری حالات کے مشاہدہ کے لئے بھیجا۔ مقصد یہ تھا کہ فوج یلغار سے پہلے مقابل قوت کے استحکامات سے واقف ہو جائے۔ طارق کچھ دنوں بعد واپس لوٹے اور دشمنوں کی کمزوری کے واقعات بیان کر دئے۔

طارق سپہ سالار بنا دئے گئے اب مزید تاخیر کو غیر ضروری سمجھ کر موسیٰ نے اس عظیم الشان اور پہلی مہموں سے بالکل جداگانہ مہم پر ایک ایسے عظیم الشان اور آزمودہ سپہ سالار کا تقرر ضروری دیکھا جس کے بازو آج تک کبھی نہ تھکے تھے جس نے بڑے سے بڑے خطرے کی بھی کبھی پروا نہ کی تھی۔

یہ آزمودہ کار اور حیرت انگیز سپہ سالار پیشوا کے اس نمبر کے ہیرو طارق اعظم کے سوا اور کون ہو سکتا تھا؟

طارق کی فوجی عظمت موسیٰ اس حقیقت سے اچھی طرح آگاہ تھے کہ اس مہم پر طارق کے سوا کسی اور سپہ سالار کو بھیجنا گویا مسلمانوں کی جانوں سے کھیلنا تھا۔ اگر طارق نہ ہوتے تو خود موسیٰ اس مہم پر جاتے، لیکن طارق کے ہوتے ہوئے انھیں کسی چیز کی فکر نہ تھی۔ وہ جانتے تھے کہ طارق کے قویٰ ان سے زیادہ مضبوط ہیں۔ اُن کا خون ان سے زیادہ گرم اور عزم اُن سے زیادہ بلند ہے۔

ایک عجیب و غریب فوج طارق پر موسیٰ کے اعتماد کا اندازہ اس واقعہ سے بھی کیا جا سکتا ہے کہ انھیں اتنی بڑی مہم کے لئے صرف سات ہزار سپاہ دی گئی، اور یہ سپاہ بھی صرف عرب مسلمانوں پر مشتمل نہ تھی کہ اس کی قلت کا لحاظ نہ کیا جاتا۔ اس میں زیادہ تر نو مسلم بربری تھے۔ اور بربری بھی وہ جنھیں خود طارق اور موسیٰ نے اسلام کی حلاوت سے آشنا کیا تھا، اس میں کچھ شامی، کچھ عرب، کچھ یہودی اور کچھ گاتھ بھی تھے۔ یہ بچہ رنگی فوج محض اُس کے اعتماد پر اسپین جیسے بڑے ملک کو فتح کرنے نکلی تھی اُسے موسیٰ بھی جانتے تھے اور ہم آپ بھی جانتے ہیں۔ اور بعد کے واقعات نے ثابت کر دیا کہ موسیٰ کا یہ اعتماد کس درجہ صحیح ثابت ہوا۔

فوج کی ترتیب طارق نے اس مختلف الوزن فوج کو جس خوبی اور جنگی مہارت سے ترتیب دیا اسے جنگی کارناموں کو دوہرانے والے 17
سیرت نگار کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔

آپ نے فوج کو پانچ دستوں میں تقسیم کیا۔ یہودی دستہ، شامی دستہ، عرب دستہ، کاؤنٹ جولین کی سپاہ۔ اور ایشیائی دستہ، ان دستوں پرانے محبوب اور آزمودہ کار سپاہیوں کو سردار بنایا گیا اور وہی ان کے ذمہ دار تھے۔

جہازوں کی فراہمی کاؤنٹ جولین نے جہازوں کی فراہمی کا کام اپنے ذمہ لیا تھا۔ اس کے سوا یہ کام کوئی اور کر بھی نہیں سکتا تھا۔ کچھ تجارتی جہاز سبتہ سے قریب کاؤنٹ کی نگرانی میں کھڑے تھے۔ کاؤنٹ نے ان سب پر قبضہ کر لیا۔ ان جہازوں میں طارق کی مختصر فوج اسپین کو فتح کرنے نکلی۔ کیلپے پر جو اب جبل الطارق یا جبرالٹر کہلاتا ہے یہ فوج ساحل اسپین پر اتری۔

تاریخ حرب کا ایک حیرت انگیز واقعہ پیچھے وسیع سمندر تھا۔ ایسا سمندر جس کی تہ آج تک کوئی نہ معلوم کر سکا۔ اس سمندر اور اس کی طغیانیوں اور ہیبت ناکیوں سے اس وقت کی دنیا لرزہ براندام تھی، سامنے ایک بالکل نیا ملک۔ اس کی سالہا سال کی حکومت، اس کا سازو سامان اور ہر قسم کے جنگی آلات سے مسلح فوج تھی۔ لیکن عرب کے اس جوان ہمت اور

بلند عزم سپہ سالار کے لئے، جسے دنیا طارق اعظم کے نام سے یاد کرتی ہے پہاڑی مشکلات اور دشمن کی کثرت کوئی اہمیت نہ رکھتی تھیں۔ وہ افریقہ سے اسپین کی فتح کے ارادہ سے نکلا تھا۔ اس کا یہ ارادہ قوی تھا، اس کے دل میں عزم اور بازوؤں میں طاقت تھی۔ وہ دوسروں کی طرح نہ تھا کہ جنگ سے پیٹھ دکھا کر ناکام گھر لوٹے۔ اس کے ہاں ناکامی اور نامرادی بالکل بے معنی الفاظ تھے۔ وہ لڑنے آیا تھا اس لئے لڑے گا۔ اور چونکہ وہ لڑے گا۔ اس لئے اس کے ساتھ جو سپاہی قسمت آزمائی کرنے آئے ہیں انھیں بھی لڑنا ہوگا۔ وہ اپنے گھروں کو چھوڑ کر آئے ہیں وہاں اب میدان جنگ سے پیٹھ موڑ کر اور ناکام نہیں لوٹ سکتے۔ اور نہ ہی یہ آہنی عزم کا سپہ سالار انھیں اس بزدلی اور رجعت کی اجازت دے سکتا ہے۔

یہ تھے وہ ارادے اس حیرت انگیز مرد مجاہد کے جو جبل الطارق پر اترا جس کے ارادے جبل الطارق سے زیادہ مضبوط تھے۔ اور ایسے ارادوں کے مالک کے لئے یہ کوئی تعجب انگیز بات نہ تھی۔ کہ اس نے پسپائی کے تمام امکانات کو ختم کرنے کے لئے ان جہازوں ہی کو نذر آتش کر دیا جو اسے اور اس کی فوج کو لاد کر یہاں لائے تھے۔

یہ منظر بھی کتنا عجیب ہوگا، جب ایک بالکل نئے ملک میں اترنے والی فوج کی واپسی کے ذرائع ہی ختم کئے جا رہے تھے۔

18 نہیں کہا جا سکتا کہ سب جہازوں میں آگ لگائی جا رہی ہوگی اور اس آگ کے شعلے جہازوں کے ساز و سامان کو جلانے کے ساتھ ساتھ ان تعلقات دنیاوی کو بھی جلا رہے تھے جو اس فوج کے افراد کو اپنے خاندان، اپنے ملک اور اپنی قوم سے تھے تو وہ کیا سوچ رہے ہوں گے؟

وہ کتنے بہادر افراد ہوں گے جنھوں نے اپنے نوجوان سپہ سالار کے حکم سے سب سے پہلے جہازوں میں آگ لگائی ہوگی۔ اور پھر ساتھ ہی وہ فوجی بھی کتنے دل گردے کے مالک ہوں گے جنھوں نے اس ارادہ پر سر تسلیم خم کیا۔ اور جنھوں نے جہازوں کو جلتے دیکھا، مگر پیشانیوں پر افسوس و حسرت کے چند قطروں کو بھی نہ ظاہر ہونے دیا۔

تاریخ حرب کا یہ واقعہ آج اپنی نوعیت کے اعتبار سے جتنا عجیب معلوم ہوتا ہے اتنا ہی عجیب ان لوگوں کے لئے بھی تھا جو اس وقت کی دنیا میں آباد تھے۔ جب انھوں نے اس واقعہ کی خبر سنی ہوگی تو اس فوج کے عزم اس کی ہمت اس کے استقلال اور اس کے حوصلوں کے متعلق اسے کیا کیا خیال آئے ہوں گے۔ اسے مؤرخ سے نہیں کسی ایسے سیاست داں سے پوچھو جس کی زندگی میں کبھی اس قسم کے واقعات ہوئے ہوں۔

حضرت طارق کا یہ فعل ایک بہت بڑی جرأت اور حوصلہ کا فعل تھا وہاں مقابل کی فوج کو مرعوب اور اپنوں کو قوی کرنے کے لئے یہ ایک بہت بڑی سیاسی تدبیر بھی تھی۔ آپ نے یہ جتا دیا کہ اب اس ملک سے بھاگنے کا کوئی ذریعہ نہیں۔ میدان جنگ میں ڈٹ جائیں گے۔ اور مقابل یہ سمجھیں گے کہ اس جماعت سے لڑنا جس نے پہلی دفعہ ان جہازوں کو بھی نذر آتش کرا دیا ہے جو انھیں یہاں لائے تھے سہل کام نہیں۔

ذرا غور تو کرو اگر طارق کے اسپین پر حملہ آور ہونے کا قصہ بالکل تاریخ کے صفحات سے مٹ بھی جائے تو کیا جہازوں کو جلا دینے کا واقعہ اس سپہ سالار کی عظمت اور حوصلوں کی پوری داستان کے لئے کافی نہیں جو ایک ناپیداکنار سمندر کو اپنے پیچھے اور ایک بڑی مستحکم قوت کو مدمقابل دیکھ رہا تھا؟ وہ جبل الطارق کے بالمقابل گوشت و پوست کا ایک دوسرا جبل الطارق بنا ہوا تھا۔

دنیا میں بڑے سے بڑے بلند عزم فاتح۔ دوسروں کے ملک فتح کرنے نکلے، ان کے ساتھ بڑی بڑی فوجیں تھیں۔ سامان جنگ تھے لیکن اس جوانمرد طارق کے ساتھ کیا تھا؟ صرف سات ہزار سپاہ اور وہ بھی بے سر و سامان۔ اس سپاہ کے بل بوتے پر جو شخص ایک بالکل نئے میدان جنگ کو فتح کرنے نکلا ہو اور وہ یہ حرکت کرے۔ سیاست اور احتیاط کی نظریں، اس کی روشن بینیاں بزرگ اندازے اُٹھ سکتی ہیں۔ سیرت نگار کا کام یہ بتانا نہیں۔ وہ تو بتاتا ہے کہ تاریخ میں آج تک کبھی کوئی ایسا واقعہ نہیں ہوا اور نہ ہی دنیا آج تک کسی ایسے سپہ سالار سے واقف ہے جس نے اتنا حوصلہ دکھایا جتنا طارق اعظم نے گلستان اندلس کو فتح کرنے کے لئے دکھایا۔

یہ واقعہ اقبالؒ کی نظر میں

یہاں بے جا نہ ہوگا کہ اگر میرے قلم اس واقعہ کو دنیائے اسلام کے اس فلسفی کی نگاہ سے بھی پیش کرے جو اس گئے گزرے دور میں اسلامیان عالم کے غور و فکر کو حجازی نے عطا کرنے آیا تھا۔ مگر آہ، کہ بدنصیب قوم نے اس کی قدر و منزلت پہلے نہ پہچانی۔

ہماری مراد حضرت علامہ اقبالؒ سے ہے۔ اقبال تمام عمر کی اسلامی سطوت و شوکت پر جس درد اور خلوص سے روتا رہا اس سے مسلمان ناواقف نہیں

طارق چو بر کنارۂ اندلس سفینہ سوخت
گفتند کارِ تو بہ نگاہِ خرد خطا ست
دوریم از سوادِ وطن باز چوں رسیم؟
ترکِ سبب ز روئے شریعت کجا رواست
خندید و دستِ خویش بہ شمشیر برد و گفت
ہر ملک ملکِ ماست کہ ملکِ خدائے ماست

طارق نے ساحلِ اندلس پر جہازوں کو نذرِ آتش کر دیا۔ کسی نے کہا، سیاست کی نگاہ سے تمہارا یہ فعل جائز نہیں۔ وطن سے اس طرح دور ہوں اور واپسی کا کوئی ذریعہ ہو، سیاست اور دوراندیشی اسے جائز نہیں سمجھتی اور پھر شریعت میں بھی تو ترکِ سبب روا نہیں۔

طارق اس اعتراض پر مسکرائے اور تلوار پر ہاتھ رکھ دیا، گویا یہ اس چیز کا اعلان تھا کہ ہم لڑنے آئے ہیں۔ اگر ہمارے بازو میں قوت ہوگی، تو ہم ایسے ہزاروں جہاز تیار کر لیں گے اور اگر یہ بازو ہی نہ اٹھ سکے تو یہ جہاز کیا کام آسکتے؟ اور پھر وطن سے دوری کیا چیز ہے۔ ہر وہ زمین جس پر میرے خدا کی بادشاہی ہے میرا وطن ہے۔ میں اندلس کو اپنا وطن بنانے آیا ہوں۔ مجھے واپسی کے لئے جہازوں کی کیا ضرورت ہے۔ تلوار اور خدا کی مدد بس کافی ہے۔

یہی ہوا۔ طارق جب وطن کو واپس لوٹے تو نہ صرف ان کے ساتھ [illegible] فوج تھی، بلکہ اسپین کی ساری دولت سینکڑوں جہازوں پر لدی ان کے پیچھے پیچھے آرہی تھی۔ اور یہ انعام تھا ان کی ثابت قدمی اور شمشیر زنی کا۔ ان واقعات کو ایک دوسرے حساس شاعر (مولوی حامد حسن) نے اس طرح نظم کیا ہے۔

نذرِ آتش کی طارق نے جو اندلس میں جہاز
لوگ کہنے لگے گھبرا کے یہ کیا تم نے کیا!
ترکِ اسباب جہالت ہے خدا کے نزدیک
ہے وطن دور تو کس طرح پہونچنا ہوگا
ہاتھ تلوار پر رکھ کر یہ دیا ہنس کے جواب
ملک ہے یہ بھی ہمارا ہی کہ ہے ملکِ خدا

یہی وہ قوتِ ایمانی تھی مسلمانوں کی
تھی جسے دیکھ کے انگشت بدنداں دنیا
یہی وہ شانِ عمل تھی یہی وہ جوشِ عمل
نظر آتے تھے یکساں جنہیں دشت و دریا
وہ کبھی ایک سبب کے بھی پابند نہ تھے
تھی توکل کی صفت پیشِ نظر ان کا
جانتے تھے کہ اگر ترک ہوا ایک سبب
اور ہو جائیں گے اسباب بہت سے پیدا
وہ نہ تھے صرف کتاب کے پابند مگر ہو ہر وطن
ساری دنیا کو سمجھتے تھے رہے گھر اپنا
وہ عمل کرتے تھے دعوے سے نہ تھا کام انہیں
ان کے کہنے کو کیا کرتا تھا ثابت کرنا
[illegible] ہو یورپ ہو کہ ہو ملکِ عجم
ان کے احسان سے گراں بار ہے ساری دنیا

پہلا مقابلہ | طارق کے اس حملہ کی خبر شاہِ اسپین کو پہلے ہی پہونچ چکی تھی۔ حملہ آوروں کے مقابلہ کے لئے اس نے تھیوڈمیر کو جو اس وقت اسپین کی بحری اور بری افواج کا سپہ سالار تھا، حکم دے رکھا تھا۔

مسلمان ابھی پوری طرح ساحل پر اترنے بھی نہ پائے تھے کہ تھیوڈمیر کی بجائے ۹
فوج نے ان پر حملہ کر دیا۔ تھیوڈمیر کی سپاہ سواروں، پیدلوں اور تیر انداز سپاہیوں پر مشتمل تھی۔ اغلباً کبھی ایسے حیرت انگیز بہادر اور ایسے جری اور بہادر سپاہیوں سے سابقہ نہ پڑا تھا۔ وہ سمجھے تھے کہ ان ہی کی طرح کے چند ہزار آدمی لوٹ مار کی غرض سے ادھر آتے ہیں۔ ان میں لڑنے کا کیا حوصلہ ہوگا۔ سپاہیوں کی نظر اس تھوڑے سامانِ جنگ پر تھی جسے یہ ننھی فوج اپنے ساتھ لائی تھی۔ ان کی آنکھوں نے ان بہادروں کے دلوں کے اندر اتر کر ان کے حوصلے اور عزم کی کیفیت نہ دیکھی تھی۔ اس لئے وہ اس غلط فہمی میں مبتلا تھے۔

تھیوڈمیر کی فوج بڑی تیزی سے حملہ آور تو ہوئی لیکن مسلمانوں کی فوج نے بہت جلد اس کے مزاج درست کر دئے۔ تھیوڈمیر نے انہیں مقابلہ کے لئے ہر طرح سے اکسایا، بادشاہ کے عتاب سے مرعوب کیا۔ اس جنگ کے نتائج بتلائے لیکن جب دل ہی ہمت ہار چکے ہوں اور آنکھیں ہر لمحہ میدانِ جنگ میں لڑنے والی لاشوں کا ہولناک منظر دیکھ رہی ہوں تو بزدل سپاہی سپہ سالار یا بادشاہ کے خوف سے میدانِ جنگ میں زیادہ دیر تک کھڑے نہیں رہ سکتے۔

پہلی فتح اسپانوی سپاہی پہلے تو ایک ایک کرکے بھاگے، اور جب طارق کی فوج نے اُن کی کمزوری سے فائدہ اُٹھا کر دفعتاً سخت حملہ کر دیا، تو پوری فوج بے شمار لاشیں میدانِ جنگ میں چھوڑ کر بھاگ نکلی۔

یہ اسپین میں حضرت طارق رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی فتح تھی اور اس فتح کے معنیٰ یہ تھے کہ اب انھیں اسپین میں داخلے کا راستہ مل گیا ہے، تھیوڈر کو اپنی مختصر سپاہ کے ساتھ بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ لیکن وہ حملہ آوروں سے اس درجہ مرعوب تھا کہ اس نے بادشاہ کو جو خط لکھا اس میں اس نے اس شکست کی اتنی ڈراونی تصویر کھینچی کہ بادشاہ کا دل بھی لرز اُٹھا۔ اس نے لکھا کہ ”حملہ آوروں کے نام و نشان سے تو میں آگاہ نہیں، نہ ہی مجھے یہ معلوم ہے کہ یہ لوگ کہاں سے آئے ہیں۔ لیکن میں اتنا جانتا ہوں کہ وہ بلا کے تیغ زن اور انتہا درجہ کے جنگجو ہیں۔ اور یہ ایسی موت کو دعوت دینے والی فوج ہے جس سے اسپین کے سپاہیوں کو لڑنے کا کبھی اتفاق نہیں ہوا تھا۔

بادشاہِ اسپین کی پریشانی اس اطلاع سے بادشاہ کو جتنی پریشانی ہوئی اس کا اندازہ یوں کیا جا سکتا ہے کہ اس نے خبر پاتے ہی پمپلونہ کا محاصرہ فوراً اٹھا لیا، اور اُلٹے پاؤں قرطبہ پہنچا۔ ملک کے ہر چہار طرف اپنے مخصوص آدمی اس غرض سے روانہ کئے کہ وہ لڑنے کے لئے فوج جمع کریں۔

ملک میں اس عجیب و غریب خبر سے ایک طوفان بچ گیا۔ بعض ۳۰
مظلوموں نے اس خبر کو خوشی سے بھی سنا۔ مگر اکثریت ان لوگوں کی تھی، جو جنگ کے ہولناک نتائج سے لرزہ براندام تھے۔ ان ہی لوگوں کو مدافعتِ وطن کے لئے انعام و اکرام کا لالچ دے کر جمع کیا گیا تھا۔

نئی فوج جو نئی فوج بادشاہ کے علم کے نیچے جمع ہوئی، اس کی تعداد تک ایک لاکھ تھی۔ لیکن اکثر سپاہی ناتجربہ کار اور مسلمانوں کے لڑنے کے ڈھنگ سے قطعاً ناواقف تھے۔ ان میں کچھ غلام تھے۔ کچھ نکمے اور بزدل جاگیردار، غرض کوئی بھی ایسا نہ تھا جو جنگ کے مصائب برداشت کرنے کی اہلیت رکھتا ہو۔ جاگیردار تو فوج میں اس لئے شریک ہوئے تھے کہ شاید انھیں جنگ کی وجہ سے کچھ سیاسی اقتدار حاصل ہو جائے، اور بھوکے پیسے کے لالچ سے، تعداد میں اضافہ کرنے آئے تھے۔ جنگ جیتنا اُن کا مقصد نہ تھا۔ قدیم بادشاہ کے خاندان کے بہت سے افراد بھی، اس فوج کے سردار بنائے گئے تھے اور کہا یہ گیا تھا کہ ہم وطن کی عزت پر کٹ مرنا چاہتے ہیں۔ مگر یہ تو ایک بہانہ تھا، مقصد تو بادشاہ سے انتقام لینا تھا۔ ورنہ اگر یہ جذبہ ہوتی تو وہ اس سے پہلے کیوں نہ بادشاہ کے کسی کام آتے،

اور یہ ہو بھی کیسے سکتا تھا جب بادشاہ نے اُن سے حکومت جیسی عزیز دولت چھین لی تھی۔

کارتھیجا پر قبضہ یہاں ابھی جنگ کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ وہاں حضرت طارق رحمۃ اللہ علیہ اپنے چند جانباز ساتھیوں کو لے کر کارتھیجا جیسے اہم مقام پر قبضہ کر چکے تھے۔ یہ مقام ساحل سے تھوڑے ہی فاصلے پر تھا۔ اور آگے بڑھنے کے لئے، اُسے فتح کرنا ضروری تھا تاکہ اسلامی فوج کے لئے ایک ایسی محفوظ جگہ حاصل کر لی جائے، جہاں رسد وغیرہ جمع رکھی جا سکے۔ کارتھیجا کو فتح کرنے کے بعد حضرت طارق رحمۃ اللہ علیہ نے چند تجربہ کار عرب سپاہیوں کو آس پاس سے رسد جمع کرنے پر مامور کیا۔ عرب اسپینیوں کے لئے بالکل نئی مخلوق تھے۔ اور پھر اس فوج کے افراد تھے جو سمندر کو بلا کسی رکاوٹ عبور کر کے ان کے ملک میں آ دھمکی تھی۔ اس لئے کہیں کسی نے ان سے جھوٹے منہ بھی اُلجھنے کی کوشش نہیں کی اور عرب سواروں نے تھوڑے ہی دنوں میں حیرت انگیز طریقے سے بہت کافی رسد جمع کر لی۔

مزید فوج حضرت طارقؒ نے دشمن کی فوج میں کچھ جاسوس چھوڑ رکھے تھے۔ وہ روزانہ دشمن کی فوجی تیاریوں کی خبریں دیتے رہتے تھے۔ ان خبروں سے حضرت طارقؒ نے کچھ ایسا اندازہ لگایا کہ شاید ان کی موجودہ فوج دشمن سے لڑنے کے لئے کافی نہ ہو۔ انھوں نے یہ سوچ کر حضرت موسیٰؒ کو ایک مفصل خط لکھ کر فوجی امداد طلب کی۔ حضرت موسیٰ نے فوراً پانچ ہزار بربری سوار اور بھیج دیئے۔

بڑا مقابلہ اب حضرت طارقؒ کے ساتھ بارہ ہزار فوج تھی۔ یہ بارہ ہزار فوج ایک لاکھ شاہی فوجی فوج کے مقابلہ میں اب بھی بہت کم تھی۔ لیکن جو لوگ موت سے کھیلنے آئے ہوں وہ کثرت سے نہیں ڈرا کرتے۔ وہ اپنی ذات پر اور خدا پر اعتماد کرنے کے ساتھ ساتھ قسمت آزمائی کے بھی خوگر ہوتے ہیں۔ طارق کے ساتھیوں میں زیادہ تعداد ان لوگوں کی تھی جو تھوڑے دن ہوئے مسلمان ہوئے تھے۔ اسلام نے اُن کے رگ و پے میں عمل کی ایک برقی رو دوڑا دی تھی۔ وہ اسپین میں فتح کرنے نہیں خدا کے نام پر کٹ مرنے آئے تھے، اور جو قوم مرنے کے لئے سچے دل سے تیار ہو جاتی ہے اس کو دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت بھی نہیں فنا کر سکتی۔ طارق اسپین میں اس لئے آئے تھے کہ خدا اور محمد عربی کا نام بلند ہو۔ وہ اس لئے آئے تھے کہ اسپین میں رہنے والے مظلوموں کو ظالم حکومت سے نجات دیں۔ وہ یہاں اس لئے آئے تھے کہ [illegible]

سے اپنی رعایا کی بہو بیٹیوں کی حفاظت کریں۔ وہ یہاں اس لئے آئے تھے کہ اسپین میں اس خدا کی عبادت ہو جو حق و قیوم ہے۔ وہ سید کون و مکان کا نسخۂ کیمیا ہاتھ میں لے کر ہسپانیہ کے بیماروں کے علاج کے لئے آئے تھے، جس جماعت کے سامنے اتنے اہم مقاصد ہوں وہ کثرت سے کیسے گھبرا سکتی ہے۔ اس کے سامنے اپنے آقا کی مثال تھی۔ ان کے آقا نے بھی تو تین سو تیرہ کی قلیل تعداد سے ہزاروں دشمنوں کو بدر میں ناک چنے چبوائے تھے،

مسلمان فوج کی حملہ کے لئے بیتابی | پوری مسلمان فوج حملہ کے لئے بہت بیتاب تھی۔ اور چاہتی تھی کہ جلد از جلد دشمنوں سے دو دو ہاتھ کرلے۔

تقریباً عصر کے وقت دشمن کی فوج سد جنڈا جھیل کے کنارے سد و نہ کے کھلے میدان میں اتری۔ یہ رات مسلمان فوج نے جس بیتابی سے کاٹی اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اس اسلامی فوج کا کوئی فرد رات بھر نہیں سویا۔ ہر طرف تلواریں تیز کی جارہی تھیں۔ نیزوں کی انیاں رگڑی جارہی تھیں۔ ترکشوں میں تیر بھرے جارہے تھے، اور کمانیں چست کی جارہی تھیں۔

ادھر افق پر سپیدۂ صبح نمودار ہوا، ادھر مسلمانوں کی فوج میں اللہ اکبر کی صدا گونجی۔ خدا جانے موذن کی آواز میں آج کس درجہ کا درد اور جوش تھا کہ مسلمان برق کی طرح اپنے اپنے خیموں سے نکل کر نماز گاہ کی طرف بھاگے۔ حضرت طارقؒ پہلے ہی سے وہاں موجود تھے، انہوں نے اطمینان کے ساتھ فوجی قاعدے سے فوج کو نماز پڑھائی۔ اور جب فوج نماز پڑھ چکی تو سپہ سالار دفعتاً خدا کے حضور سجدہ میں گر پڑے اور اس خضوع و خشوع سے باآواز بلند فتح و نصرت کی دعا مانگی کہ فوجیوں کے دل ہل گئے۔

حضرت طارقؒ کی جوش بھری تقریر | سجدہ سے سر اٹھا کر حضرت طارق اپنے گھوڑے کو ایک ایسے بلند مقام پر لے گئے جہاں سے انکی آواز تمام سپاہ تک پہونچ سکتی تھی، وہاں کھڑے ہو کر انہوں نے اس عجمی ملک میں پہلی دفعہ فصیح و بلیغ عربی میں تقریر کی۔

آپ نے فرمایا!

ایھا الناس! این المفر! البحر من ورائکم والعدو امامکم ولیس لکم واللہ الا الصدق والصبر! واعلموا انکم فی ھذہ الجزیرۃ اضیع من الایتام فی مادبۃ اللئام استقبلکم عدوکم بجیشہ واسلحتہ واقواتہ موفورۃ و انتم لا وزر لکم الا سیوفکم ولا اقوات الا ما تستخلصونہ من ایدی عدوکم۔ وان امتدت بکم الایام علی افتقارکم ولا تنجزوا لکم امراً ذھب ریحکم وتعوضت القلوب من رعبھا عنکم الجراۃ علیکم فادفعوا عن انفسکم خذلان ھذہ العاقبۃ من امرکم لمناجزۃ ھذا الطاغیۃ فقد القت الیکم مدینۃ الحصینۃ وان انتھاز الفرصۃ فیہ لممکن ان سمحتم لانفسکم بالموت وانی لم احذرکم امراً انا عنہ بنجوۃ ولا حملتکم علی خطۃ ارخص متاع فیھا النفوس ابدا بنفسی! واعلموا انکم ان صبرتم علی الاشق قلیلاً استمتعتم بالارفہ الالذ طویلاً۔ فلا ترغبوا بانفسکم عن نفسی فما حظکم فیہ باوفر من حظی وقد بلغکم ما انشاءت ھذہ الجزیرۃ من خیرات العمیم وقد انتخبکم الولید بن عبد الملک امیر المومنین من الابطال عرباناً ورضیکم لملوک ھذہ الجزیرۃ اصھاراً واختاناً ثقۃ منہ بارتیاحکم للطعان واستماحکم بمجالدۃ الابطال والفرسان لیکون حظہ منکم ثواب اللہ علی اعلاء کلمتہ واظھار دینہ بھذہ الجزیرۃ ولیکون مغنمھا خالصۃ لکم من دونہ ومن دون المومنین سواکم واللہ تعالیٰ ولی انجاذکم علی ما یکون لکم ۲۱
ذکراً فی الدارین! واعلموا انی اول مجیب الی ما دعوتکم الیہ وانی عند ملتقی الجمعین حامل بنفسی علی طاغیۃ القوم لذریق فقاتلہ ان شاء اللہ تعالیٰ فاحملوا معی فان ھلکت وقبل وصولی الیہ فاخلفونی فی عزیمتی ھذہ واحملوا بانفسکم واکتفوا الھم من فتح ھذہ الجزیرۃ بقتلہ۔

حضرت طارق کی یہ تقریر مکمل نہیں ہے۔ اس کے بعض اجزا بہت تلاش سے متعدد کتابوں میں ملے ہیں۔ پوری تقریر کسی تاریخ کی کتاب میں محفوظ نہیں۔ حضرت طارق نے قرآن حکیم کی وہ آیات بھی تلاوت فرمائی تھیں جو جہاد فی سبیل اللہ کا مقصد واضح کرتی ہیں۔ اور ساتھ ہی وہ آیات بھی پڑھیں جن میں شہدا کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

اوپر ہم نے جو تقریر درج کی ہے، چونکہ یہ پوری تقریر نہیں ہے اس لئے اس کے لفظی ترجمہ سے شائد قارئین کرام زیادہ لطف اندوز نہ ہو سکیں۔ اس لئے ہم اس کے مفہوم پر اکتفا کریں گے۔

سب سے پہلے آپ نے فرمایا۔

"اے مجاہدینِ اسلام! اگر تم میدانِ جنگ سے بھاگنا چاہو بھی تو اب نہیں بھاگ سکتے۔ پیچھے وسیع سمندر ہے جہاز نہیں ہیں کہ تم بھاگ کر جان بچا سکو۔ سامنے دشمن ہیں۔ تمہارے لئے صبر اور بہادری پر اعتماد رکھنے کے اور کوئی چارہ نہیں۔ تمہارے لئے اس جزیرہ میں کہیں پناہ کی جگہ نہیں۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ دشمن اپنی پوری فوج اور پورے سازوسامان کے ساتھ تمہارے مقابلے کو سامنے کے میدان میں موجود ہے۔ تمہارے پاس صرف تلواریں ہیں، تمہارے پاس کوئی سامانِ جنگ نہیں۔ اور نہ ہی کوئی مال و دولت ہے۔ تمہارا مال اور سامانِ جنگ تو وہی ہے جو تمہارے دشمنوں کے پاس ہے۔ تم ہمت کرو تو یہ سب سازوسامان تمہارا ہو سکتا ہے۔ اس سے پہلے تم بڑے بڑے معرکے سر کر چکے ہو۔ تم نے بڑی بڑی فوجوں کو ہزیمتیں دی ہیں، یہ چیزیں تمہارے لئے نئی نہیں جرأت آموز ہیں۔

برادرانِ ملت! تمہارا فرض ہے کہ تم دشمن سے اس جرأت اور حوصلے کے ساتھ لڑو کہ دشمن ناکام و خاسر ہو۔ تم کفار سے لڑ رہے ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم دل چھوڑ دو اور تمہاری بلند پیشانیاں اس دنیا میں کبھی ناکامی کا داغ لئے رہیں اور عاقبت میں بھی عذاب پائیں۔ ۲

تمہیں یہ خیال نہ ہونا چاہیئے کہ میں صرف تمہیں ہی جنگ پر اُکسا رہا ہوں اور خود پیچھے ہٹ جاؤں گا۔ نہیں میں تم سب سے آگے ہوں گا۔ اور تمہاری ہی طرح لڑوں گا۔ یاد رکھو اگر تم نے جنگ کی اس تھوڑی سی مصیبت کو برداشت کر لیا تو تمہیں اس کا بہت بڑا صلہ ملے گا۔ تمہیں اسپین کی زرخیزیوں، مال و دولت اور ہزارہا قسم کی نعمتوں کا علم ہے۔ تمہارے فتحیاب ہونے پر یہ سب تمہارے لئے ہوں گی۔ تمہیں امیرالمومنین نے اسپین کی فتح کے لئے چنا ہے۔ انھوں نے تم پر یہ کتنا بڑا اعتماد کیا۔ کیا تم اس اعتماد کو کھو دوگے؟ ایسا نہیں ہو سکتا! امیرالمومنین اس جنگ کے صلہ میں تم سے کچھ نہیں چاہتے۔ ان کا مقصد خدا اور اس کے رسولؐ کے دینِ حق کی اشاعت ہے۔ اس جنگ میں جو غنائم ہاتھ آئیں گے وہ سب تمہارے لئے مخصوص ہوں گے۔ ان میں امیرالمومنین اور نہ ہی دوسرے مسلمانوں کا کوئی حصہ ہوگا۔ اور تم جانتے ہو کہ اگر تم فتحیاب ہوئے تو اس دنیا میں بھی سرخرو ہوگے اور عاقبت میں بھی۔

یہ کتنا بڑا صلہ ہے!

مجاہدو! میں جنگ کی آواز پر سب سے پہلے لبیک کہوں گا۔ اور میں لڑائی میں ہر وقت تمہارے پاس حاضر رہوں گا۔ میں دشمن کے سرِ لشکر پر حملہ آور ہوں گا تم بھی میرے پیچھے دشمن پر ٹوٹ پڑو۔ اگر میں دشمن تک پہنچنے سے پہلے ہی شہید ہو جاؤں تو تمہیں میرے ہی عزم اور حوصلے سے کام لے کر یہ اہم خدمت انجام دینی ہوگی۔ یاد رکھو اس ملک کی فتح سرِ لشکر کے قتل پر موقوف ہے۔"

حضرت طارقؒ نے چند اور باتیں بھی کہیں۔ اُنھوں نے فوج کو ایک وقت حملے کے فوائد سمجھائے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی بتایا کہ فوج کا جو حصہ کمزور ہو، قوی بازو اس کا خیال رکھے۔ حضرت طارقؒ تقریر فرما چکے تو فوج کا جائزہ لیا۔

ایک انگریز مورخ نے فوج کی اس وقت کی حالت کا نقشہ کیا اچھے انداز میں کھینچا ہے۔

وہ لکھتا ہے:۔

"عرب حملے کے لئے بے تاب تھے۔ اُن کے سروں پر سفید عمامے عجیب بہار دے رہے تھے۔ وہ زرہ بکتر پہنے، نیزے ہاتھ میں لئے اور کمروں سے تلواریں حمائل کئے کھڑے تھے۔ اُن کے کندھوں پر کمانیں تھیں بغلوں میں تیروں کے ترکش تھے۔ وہ سیدھی صفیں بنائے سپہ سالار کے حکم پر کان لگائے کھڑے تھے۔"

دشمن کی فوج ادھر دشمن کی فوج کی بھی تصویر دیکھ لیجئے۔ ایک لاکھ کا جمِ غفیر، انبوہ در انبوہ اور صف در صف، دریائے واڈلیٹ کو اپنے پیچھے رکھے۔ اس لئے جمع ہوا تھا کہ ان چند ہزار مسلمانوں کو اُن کی اس گستاخی کی سزا دے کہ وہ اس کے ملک میں کیوں گھسے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ مسلمانوں کو جکڑنے کے لئے کئی ہزار باربرداری کے جانوروں پر رسّے ہی رسّے لائے گئے تھے۔ ان ہسپانیوں کا خیال تھا کہ ایک ایک رسّے میں وہ ایک ایک مسلمان کو باندھ کر لائیں گے۔ اور یادگار کے طور پر

محفوظ رکھیں گے۔ خیال تو بڑا اچھا تھا۔ عربوں اور بربریوں کی صورتیں ہی کچھ ایسی دلچسپ تھیں کہ وہ ہسپانیوں کے لئے بڑی ہی دلچسپی کا سامان ہوتیں۔

بادشاہ امرا اور رؤسا کے جھرمٹ میں ہاتھی دانت کے ایک نہایت ہی خوبصورت اور شاندار رتھ میں سوار تھے۔ رتھ کے پاؤں پر چاندی کا نہایت ہی عجیب کام بنا تھا۔ رتھ کے چاروں طرف ریشمی پردے لٹک رہے تھے۔ اوپر سونے کا چتر تھا جس کے نیچے وہ بڑی شان سے جواہرات سے لدا ہوا اور روپہلی لباس میں ملبوس تھا۔ آس پاس، آگے پیچھے امرا اور رؤسا حسب مراتب شاندار گھوڑوں پر سوار تھے۔ ان کے گھوڑوں کے سموں پر سونے اور چاندی کے نعل لگے تھے۔ ہر امیر کے ساتھ اس کی اپنی ایک مخصوص فوج تھی اور اس کی قیادت اسی کے ذمہ تھی۔

اس فوج کی شان و شوکت دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ ایک لاکھ انسانوں کی بھیڑ میدانِ جنگ میں نہیں کسی برات میں جا رہی ہے۔ جنگ میں جانے والے ریشمی عباؤں اور زریں ملبوسات میں ہمیں لپٹے ہوتے اور سر سے لے کر پیر تک آہن میں نظر آتے ہیں۔ ان کے بازوؤں پر کمانیں اور کمروں سے تلواریں بندھی ہوتی ہیں۔ لیکن اسپین کی سپاہ اس سے محروم تھی۔

دشمن کی پہلی سیاسی غلطی | یہ ساری شان و شوکت دریائے واڈلیٹ سے اس پار تھی۔ نہ ہی راڈرک اور نہ ہی اس کی فوج کا کوئی سردار یہ سمجھ سکا کہ دریا کے اس پار دشمن سے لڑنے کے معنی یہ ہیں کہ اگر شکست ہوئی تو فوج کے لئے پسپائی کا کوئی موقع نہ ہوگا۔ غالباً راڈرک اور اس کے ساتھی سوار سمجھے تھے کہ مسلمانوں کی فوج سمندر کو پیچھے چھوڑ کر آئی ہے۔ اور اس نے جہاز تک جلا دیئے ہیں۔ ان کی ہوشیاری سے یہ بعید ہے کہ وہ دریا کو عبور کر کے اُسے اپنے پیچھے نہ چھوڑیں۔ لیکن یہ لوگ عربوں اور اپنی فطرت کے اس فرق کو بھول گئے کہ عرب لڑنے آئے ہیں۔ اور یہ گویا بارات کے استقبال کو بڑھ رہے ہیں۔

جنگ | دشمن کی فوج ابھی مقابلے کے لئے تیار نہیں ہونے پائی تھی۔ راڈرک اور اس کے ساتھی امرا بڑی شان و شوکت کے ساتھ صفوں کے آگے چکر لگا رہے تھے، کہ اتنے میں مسلمانوں کی فوج سے اللہ اکبر کی اس زور سے صدائیں بلند ہوئیں کہ دشت و جبل لرز اُٹھے۔

راڈرک اور اس کی فوج، ان تلخ صداؤں کی کیفیت پر غور ہی کر رہی تھی کہ مسلمان فوج برق کی طرح اُن پر لپکی اور آن کی آن میں کشتوں کے پشتے لگا دیئے۔ پہلے ہی حملے میں راڈرک اور اس کی فوج کے حواس گم ہو گئے۔ اور بہت سے امرا جو لڑنے نہیں شان و شوکت کا مظاہرہ کرنے آئے تھے سر پر پاؤں رکھ کر بھاگے۔ جو باقی بچے وہ لڑتے رہے یہ لڑائی کتنے دنوں تک ہوئی۔ اس کا تعین بہت مشکل ہے۔ تاریخ میں اس کی تفصیل نہیں ملتی۔ البتہ اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان آگے بڑھ رہے تھے اور دشمن کی فوجیں پیچھے کو بھاگ رہی تھیں۔ کہاں بھاگ رہی تھیں یہ بھاگنے والوں کو بھی معلوم نہ تھا۔ دریائے واڈلیٹ ان سب کا استقبال کر رہا تھا۔ بعض بزدل تلوار کے مقابلہ میں دریا کی آغوش کو ترجیح دے کر خود ہی اس میں کود رہے تھے اور جو کودنا نہیں چاہتے تھے انھیں مسلمانوں کی تلواریں کاٹ کاٹ کر زمین پر ڈھیر کر رہی تھیں۔

میدانِ جنگ کا نقشہ بھی عجیب ہولناک تھا۔ جدھر نگاہ اُٹھتی خون کی ندیاں بہہ رہی تھیں۔ ہر طرف کٹے ہوئے اعضا اور بے سر لاشوں کے ڈھیر لگے تھے۔ مسلمان کئی دن تک اس جم غفیر کو کاٹ کاٹ کر زمین پر ڈھیر کرتے رہے۔ ان کے ہاتھ شل ہو چکے تھے۔ میدانِ جنگ میں اتنی جگہ نہ تھی کہ وہاں اور لاشیں سما سکتیں۔ اور نہ ہی مسلمانوں کے ہاتھوں میں اتنی سکت تھی کہ وہ ان بزدلوں کو کاٹ کاٹ کر زمین پر ڈھیر کریں، انھوں نے تنگ آ کر بزدلوں کو دریا میں ڈھکیلنا شروع کر دیا تھا۔

لڑائی کے ان دنوں میں اتنا خون بہا کہ مسلمان سواروں کے گھوڑوں کی پنڈلیاں ہر وقت خون میں رہنے کی وجہ سے اس درجہ سرخ ہو گئی تھیں کہ عرصہ تک ان کی اصلی رنگت نہ ظاہر ہونے پائی۔ ۲۳

مقتولین | مقتولین کی صحیح تعداد تو معلوم نہیں ہو سکی۔ مگر جنگ کا انداز اور مقتولین کی تعداد کہتی ہے کہ صرف چند سو اشخاص جان بچا کر بھاگ سکے کچھ قید ہوئے اور ایک لاکھ میں سے جو باقی بچے وہ سب مارے گئے۔ قیدیوں کی تعداد بھی کم نہیں تھی۔ قیدیوں میں زیادہ تر وہ لوگ تھے، جو خوشی سے لڑنے نہیں آئے تھے اور جنھوں نے حملہ کے شروع ہی میں ہتھیار ڈال دیئے تھے۔ یا وہ غلام تھے، جو امرا کے ساتھ، ان کی شان و شوکت کو دوبالا کرنے کے لئے رنگ برنگ کے پنکھے لگائے بہار دے رہے تھے۔ قیدیوں کو ان ہی رسّوں سے باندھا گیا جنھیں خوش فہم ہسپانوی اپنے ساتھ اس لئے لائے تھے کہ اُن سے مسلمانوں کو باندھیں گے۔

بادشاہ کا قتل | اگو تاریخ میں یہ صراحت موجود نہیں کہ راڈرک اس جنگ میں مارا گیا۔ لیکن قیاس کہتا ہے کہ جب راڈرک کا گھوڑا مع پورے ساز و سامان کے مسلمانوں کے ہاتھ لگا اور ساتھ ہی اس کا ایک زرنگار جوتا بھی دریا کے کنارے پڑا پایا گیا، تو یا وہ ڈوب مرا یا مسلمانوں کے کسی سپاہی نے اُسے کوئی شوقین مزاج بانکا سردار سمجھ کر

قتل کر دیا اور اس کے کپڑے اتار لئے۔

بہر صورت اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اسپین میں اس دن کے بعد راڈرک کی صورت کسی نے نہیں دیکھی۔ گو راہبوں اور پادریوں نے راڈرک کی حیات کے متعلق بہت سے افسانے تراشے، اور جا بجا وہ ان افسانوں کو سنا سنا کر آنجہانی کی حیات کا یقین دلانے کی بے سود کوشش کرتے رہے۔ لیکن اسپین کی تاریخ میں اس کا نام پھر کہیں نظر نہیں آتا۔ اور آتا کیونکر جب کہ وہ مسلمانوں کی تلوار کا شکار بن چکا ہو۔

مالِ غنیمت | اس جنگ میں مسلمانوں کو اتنا مالِ غنیمت ملا کہ آج تک اس کی قیمت کا اندازہ کسی سے نہیں ہو سکا۔ انواع و اقسام کے سینکڑوں سونے اور چاندی کے برتن، اعلیٰ درجہ کے ملبوسات، بڑے بڑے دسترخوان، بیش قیمت قالین، بستر، پلنگ، دریاں، خیمے، لاکھوں اشرفیاں، سونے چاندی کے ذخیرے، اور ہزاروں ایسے گھوڑے جن کے سموں پر سونے اور چاندی کے نعل لگے تھے۔ اس کے علاوہ بہت سے جواہرات اور قیمتی موتی بھی مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ ہسپانوی سردار اپنے گھروں کے تمام قیمتی سامان اور جواہرات محض اس لئے اپنے ساتھ لائے تھے کہ اپنے ہم چشموں میں عزت اور عظمت کی نگاہ سے دیکھے جائیں۔ بزدلوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ جنگ میں ایسی چیزیں کوئی کام نہیں دیتیں۔

۴۲ جنگ تو صرف اسلحہ سے لڑی جاتی ہے۔ جواہرات اور سونے چاندی کے برتن لڑائی میں نہیں، البتہ فاتح جماعت کے کام آتے ہیں، اور یہی ہوا۔ اس تمام قیمتی سامان پر فاتح قوم نے قبضہ کیا اور اس سے انھیں غیر معمولی تقویت حاصل ہوئی۔

گھوڑوں سے ان کے پیادوں کو سواریاں ملیں۔ زر و جواہر پا کر ان کے حوصلے بڑھے۔ اور انواع و اقسام کے کھانے اور لباس پہن کر انھیں اپنی قدر و قیمت کا اندازہ ہوا۔

مالِ غنیمت کی تقسیم | لڑائی ختم ہونے پر مالِ غنیمت کی تقسیم ہوئی۔ خمس خلیفہ کے لئے علیحدہ کر لیا گیا۔ باقی مال اسی وقت غازیوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ حضرت طارقؓ نے اس مالِ غنیمت سے اتنا ہی حصہ لیا جو ایک معمولی سوار کو ملا تھا۔ یہ اس شخص کی عظمت اور بے نفسی کی کتنی بڑی شہادت تھی۔

یورپ اس وقت تک اس شخص کو لٹیروں کا سردار کہتا ہے، کیا کوئی لٹیرا ایسا ہو سکتا ہے کہ بیش قیمت زر و جواہر کے ڈھیروں کو سامنے رکھ کر پہلے اپنی فوج میں تقسیم کر دے اور پھر ایک معمولی سپاہی کے برابر حصہ ملے!

مالِ غنیمت کی تقسیم کے بعد حضرت طارق بارگاہِ قدسی میں سجدہ کے بل گر پڑے اور وہ بڑی مدت تک رو رو کر اس بارگاہِ قدسی کا شکر ادا کرتے رہے جس نے انھیں اس فخر سے نوازا۔

یورپین مورخین کی کور چشمی | یورپین مورخین نے اس فتح کو ایک اتفاقی فتح قرار دیا ہے۔ ان کے خیال میں ہسپانیوں کی اسپین میں خانگی دشمنیاں، وزرا کے خاندان کی انتقامی خواہش، اور پادریوں کی ریشہ دوانیاں ہیں۔ گو ہمیں ان اسباب سے انکار کی ضرورت نہیں۔ لیکن اس حقیقت کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ ۱۲ ہزار مسلمان جس بے جگری سے لڑے اس کی برداشت کی تاب ایک لاکھ ہسپانوی فوج میں نہیں تھی۔ اگرچہ ایک لاکھ ہسپانوی سپاہ سے زیادہ تر افراد عیش و تنعم میں پلے تھے، وہ لڑنا جانتے تھے لیکن آپس میں، دشمن اور پھر مسلمانوں جیسے باہمت دشمن سے لڑنے کا ان میں حوصلہ نہیں تھا۔

عیسائی مورخین کا یہ خیال صحیح نہیں کہ وہ مسلمانوں سے لڑنے نہیں آئے تھے۔ وہ مسلمانوں سے لڑنے کے ارادے سے اور پورے ساز و سامان سے آئے تھے۔ انھیں جو یہ خبر پہنچی تھی کہ مسلمانوں کی تعداد صرف بارہ ہزار ہے تو ان کے نزدیک یہ تعداد ایک لاکھ فوج کے مقابلہ میں بہت ہی حقیر تھی۔ اسی لئے تو وہ بارہ ہزار رسے اپنے ساتھ لائے تھے کہ مسلمانوں کو ان سے باندھیں گے۔

اب یہ مسلمانوں کی جرأت و ہمت اور جوانمردی کا کھیل تھا کہ وہ جیت گئے۔ اس میں پادریوں، نمک حرام سرداروں اور باہمی خانہ جنگی کو کچھ زیادہ دخیل نہیں سمجھا جا سکتا۔

یورپین مورخین کی یہ تنقید بھی کسی طرح صحیح نہیں کہ مسلمانوں نے اس جنگ میں کچھ زیادہ بہادری نہیں دکھائی۔ بہادری دکھانے کا انھیں موقع نہیں ملا۔ یورپین مورخین کو یہ کہتے ہوئے بھی کچھ شرم نہیں آئی کہ طارق رحمۃ اللہ علیہ کی سپہ سالاری کو اس فتح کا باعث نہیں قرار دیا جا سکتا! یورپین مورخین کے یہ اقوال اس وقت صحیح ہوتے، جب طارق رحمۃ اللہ علیہ فوج کی قیادت اس طریقہ پر نہ کرتے جس سے دشمن کو ہزیمت ہوتی۔ ہم تو سمجھتے ہیں کہ اس فتح کا اہم باعث حضرت طارق کا وہ حیرت انگیز کارنامہ ہے، جو انھوں نے جبل الطارق پر اترتے ہی انجام دیا۔ انھوں نے جہاز جلا کر مسلمانوں میں یہ احساس پیدا کر دیا تھا کہ وہ صرف لڑنے نہیں مرنے مارنے آئے ہیں۔ حضرت طارق اگر مسلمانوں میں اور پھر ان لوگوں میں جنھیں ان کے ضبط اور

[redacted]

نظم سلطنت، آئین حرب کا پابند بنایا۔ زیادہ تر وہ بربری تھے جنہیں کسی نظام کے ماتحت لڑنے کی بہت کم عادت تھی۔ ۱۲ ہزار کی فوج ایک لاکھ کے قریب کو یوں ہی شکست دے دے قیاس اور پھر آئین حرب اس کی صحت تسلیم نہیں کرسکتا۔

یہ فتح مسلمانوں کی جرأت اور حوصلے کے ساتھ ساتھ طارق اعظم کی سیاست اور حربی قابلیت کی ایک ایسی غیر فانی شہادت ہے جس سے انکار آسمان پر تھوکنے کا مترادف ہے۔

اس فتح کے اثرات | اس فتح کے اثرات کا اندازہ ایک تو اسی چیز سے ہوسکتا ہے کہ مسلمانوں کو نہ صرف مال و دولت کے ان گنت خزانے ہاتھ آئے، قیمتی ساز و سامان ملے۔ پیادوں کو سواریاں ملیں۔ دوسرے سارا ملک اُن کی ہیبت سے لرز اُٹھا۔ ہر جگہ، ہر گلی کوچے اور ہر گھر میں اُن کی بہادری اور اُن کی جنگی قابلیتوں کی داستانیں شہرت پانے لگیں۔ مائیں بچوں کو ڈراتیں۔ وہ دیکھو عرب آگئے۔ بچے سہم جاتے، اور بچے کیوں نہ سہمتے۔ جبکہ اُن کے بڑے، ان عربوں کی صورتیں دیکھ کر لرز اُٹھتے تھے۔

بڑی فوج کٹ چکی تھی، بادشاہ مارا گیا تھا۔ تخت خالی ہو چکا تھا۔ اتنی بڑی فوج کا قتل، بادشاہ کی غیر موجودگی اور تخت کا خالی ہونا ایسی چیزیں نہ تھیں جو ملک کے نظام کو درہم برہم نہ کر دیتیں۔ ہر طرف لوٹ مچ گئی۔ غنڈوں نے چند دن کی عیاشی پر لوٹ مار کا کچھ ایسا سلسلہ شروع کر دیا کہ جیسے وہی اس ملک کے بادشاہ ہیں۔ عوام کے لئے یہ نئی مصیبت کچھ کم نہ تھی۔ وہ پہلے ہی بادشاہ اور اس کے امرا کے ظلم و ستم سے جان توڑ رہے تھے۔ رہی سہی کسر ان غنڈوں نے نکال دی۔

اس فتح کا ایک اہم اثر جسے کسی طرح بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا یہ ظاہر ہوا کہ اسپین کے تمام شہروں نے حیرت انگیز سرعت کے ساتھ اپنی مدافعت کے انتظامات کرنے شروع کر دئے۔ ہسپانوی اب خطرے کی اہمیت سے واقف ہو چکے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ اگر ذرا بھی تساہل سے کام لیا گیا تو اُن کی اور اُن کے مال و آبرو کی خیر نہیں۔

کچھ بھاگے ہوئے سپاہی بھی اس "کارِ خیر" میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے تھے۔ وہ مسلمانوں کی تلواریں دیکھ چکے تھے۔ وہ دوسروں کے سامنے یہ ہولناک تصویریں پیش کر کے ان کو اپنی حفاظت پر اکسا رہے تھے۔ غرض اس فتح نے جہاں ملک کے نظام میں ایک حیرت انگیز تبدیلی پیدا کر دی، وہاں زندہ رہنے کا ایک محکم جذبہ بھی ہسپانی عیسائیوں میں پیدا کر دیا۔

اس فتح کے اثرات میں سے۔ ایک یہ اثر بھی قابل ذکر ہے کہ جب اس فتح کی خبر افریقہ پہنچی تو وہاں سے بہت سے جوانمرد مسلمان قسمت آزمائی کو چلے۔ ان قسمت آزماؤں کی تعداد ہزاروں سے کم نہ تھی۔ یہ سب حضرت طارق کے گرد و پیش جمع ہو رہے تھے۔ حضرت طارقؒ خوش تھے کہ انکو لڑنے کے لئے چند ہزار سپاہی اور مل گئے اور پہلی جنگ میں جو تین ہزار سپاہی عیسائیوں کے ہاتھوں شہید ہوئے تھے اُن کی جگہ پر ہو گئی۔

دوسرا حملہ اور فتح | حضرت طارقؒ نے ان نئے قسمت آزماؤں سے ایک نئی فوج ترتیب دی اور انہیں ساتھ لے کر شدونہ کی طرف بڑھے۔ شدونہ دریائے وادی لکہ سے تھوڑے ہی فاصلے پر تھا۔ اس شہر کی اہمیت بھی وہی تھی جو آج کل کے سرحدی مقامات کو حاصل ہے۔ شدونہ میں کچھ بھاگے ہوئے سپاہی بھی مقیم تھے۔ اُنھوں نے شہر والوں کو لڑائی کے لئے اُکسا رکھا تھا۔ اس لئے لڑائی ہوئی۔ لیکن زیادہ دیر تک نہیں۔ شہریوں کے مزاج بہت جلد درست ہو گئے اور اُنھوں نے شہر کے دروازے مسلمانوں پر کھول دیئے۔ ۲۵

قرمونہ پر حملہ | شدونہ سے اگلا شہر قرمونہ تھا۔ یہ شہر اپنی مضبوطی اور فلک بوس دیواروں کے باعث دور دور مشہور تھا۔ صدیوں سے اس کی حفاظت پر وہاں کی حکومت متوجہ رہی تھی۔ شدونہ کی فتح نے حضرت طارق رحمۃ اللہ علیہ کو قرمونہ پر حملہ کرنے کی ہمت دلائی۔

حضرت طارقؒ کو قرمونہ کے قریب پہونچ کر اس شہر کی انتہائی مضبوطی اور محاصرہ کے ذریعے ناقابل تسخیر ہونے کی صحیح کیفیت معلوم ہوئی۔ بہت ممکن ہے کہ اگر کچھ زیادہ محاصرہ رہتا تو اور رسد کے ذرائع پر کڑی نگرانی کی جاتی تو شاید شہر جلد فتح ہو جاتا۔ مگر ایک ایسے فاتح کے لئے جو پورے ملک پر بادل کی طرح آناً فاناً چھا جانا چاہتا تھا۔ محاصرہ کی طوالت کسی طرح گوارہ نہیں ہوسکتی تھی۔

ایک حربی تدبیر | اس لئے بلند نظر اور سیاست داں طارقؒ نے چند لمحے سر جھکا کر جو تدابیر جنگ سوچیں تو اُن کے ذہن رسا نے اس پیچیدگی کا ایک ایسا حل سوچ ہی لیا جس سے لاٹھی نہ ٹوٹے اور سانپ بھی مر جائے کی مثال صادق آتی تھی۔ اُنھوں نے کاؤنٹ جولین کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ رات کے اس حصہ میں جب ساری دنیا سیاہی کی چادر میں لپٹی پڑی ہو۔ اپنے چند سپاہیوں کو ہسپانیوں کا لباس پہنا کر شہر کے دروازوں پر اس طرح لے جائیں کہ ان کے چہروں سے انتہائی بیچارگی

اور اضطراب ظاہر ہوتا ہے۔ کاؤنٹ جولین نے ایسا ہی کیا۔ اپنے ساتھیوں کو ہسپانیوں کا سا لباس پہنایا۔ ان کے کپڑوں پر گرد ڈالی۔ کہیں کہیں سے انہیں پھاڑ بھی دیا۔ کہیں کہیں خون کے دھبے بھی لگا دیئے۔ بعض نیزوں کی انیاں توڑ ڈالیں۔ تلواروں پر مصنوعی خون لگایا۔ بعضوں کی سپائیں گروا دیں کہ معلوم ہو کہ لڑتے لڑتے میدانِ جنگ میں رہ گئی ہیں۔ بعض ننگے پاؤں بھی تھے۔ بعضوں کے پاؤں میں صرف ایک جوتا ہی تھا اور وہ بھی اکثر جگہ سے کٹا ہوا۔ سروں کے بال پریشان کر لئے گئے تھے۔ ان میں زمین سے مٹھیاں بھر بھر کر گرد ڈال لی گئی تھی کہ صورت سے فرار و بے چارگی کی صحیح صورت معلوم ہوں۔

کاؤنٹ جولین اور اس کے ساتھی اسی بیچارگی کے عالم میں لرزتے کانپتے اور شور مچاتے شہر پناہ کے دروازوں پر پہونچے اور رو رو کر اپنی مصیبت کی داستان سنائی۔ ہسپانیوں نے اُن کی حالتِ زار کے یہ من گھڑت افسانے سنے تو شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے اور انہیں اندر بلا لیا۔

تھوڑی دیر تک تو یہ لوگ محصورین میں ملے جلے ان کو اپنی مصیبت کی کہانیاں سناتے رہے۔ اور جب محصورین میں سے اکثر نیند کے خراٹے لینے لگے تو انہوں نے اِدھر اُدھر بڑی احتیاط سے اور ہشیاری سے
۳۶ دیکھ کر تلواریں سونت لیں، اور آن کی آن میں شہر پناہ کے دروازوں پر جا پہونچے۔ محافظین کو قتل کر دیا اور دروازے کھول دئے۔

باہر حضرت طارقؒ اور ان کے ساتھی اسی موقعہ کے انتظار میں کھڑے تھے۔ دروازے کھلتے ہی باز کی سی تیزی سے اندر پہونچے، اور جو لڑا اُسے وہیں ڈھیر کر کے شہر پر قابض ہو گئے۔

حضرت طارق رحمۃ اللہ علیہ کی اس فتح کو یورپین مورخین خواہ کتنی ہی رنگ آمیزی کے افسوسناک ظاہر کرنے کی کوشش کریں۔ مگر اس حقیقت سے وہ بھی انکار نہیں کر سکتے کہ شہر پر قبضہ پانے کی اس کے سوا اور کوئی صورت نہ تھی۔ جنگ میں ایسی تدبیریں جو امن کے وقت انسانیت کے چہرے کا سیاہ داغ نظر آتی ہیں۔ مہارتِ فن کا نام پاتی ہیں۔ خود یورپ نے ایسی ایسی سینکڑوں جنگیں لڑی ہیں۔ جن میں انھوں نے اس سے بھی زیادہ چالاکی دکھائی ہے۔ جب یورپ جنگ میں ایسی چالاکیوں کو جائز سمجھتا ہے تو دوسروں کے لئے یہ کس طرح ناجائز کہی جا سکتی ہیں؟

اور ہم تو سمجھتے ہیں کہ یہ فتح حضرت طارقؒ کی ہوشمندی اور مہارتِ فن کی ایک ایسی داستان ہے جسے سیاست کی دنیا کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔

جنگ میں جب دوسروں کے خون سے ہولی کھیلنا جائز ہی نہیں بلکہ مردانگی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ جب دوسروں کے ملک پر قبضہ کرنے کو فتح کا نام دیا جاتا ہے۔ جب دوسروں کے املاک پر مالِ غنیمت سمجھ کر قبضہ کرنا جائز ہے تو انھیں چالاکی سے مطیع کرنا کیسے ناجائز ہو سکتا ہے!

مالِ غنیمت اس فتح میں بھی مسلمانوں کو بہت سا مالِ غنیمت ملا۔ بہت سے خوبصورت لونڈی غلام۔ کھانے پینے کی چیزیں اور مال و جواہر ہاتھ لگے۔ گویا قدرت نے کمزوروں کی محنت سے قوی جماعت کے لئے خوانِ نعمت چن دیا تھا۔ قوی اپنے بازو کی قوت کے بھروسے پر اس خوانِ نعمت تک پہونچے تھے۔ وہ اس سے لطف اندوز نہ ہوتے۔ انسان کی حربی تاریخ ایسے کسی واقعہ کی مثال نہیں پیش کر سکتی۔

ایک اور زبردست معرکہ قرمونہ پر قبضہ کے وقت حضرت طارقؒ کے مخبروں نے ان تک یہ خبر پہونچائی کہ یہاں سے تھوڑی دور کے فاصلہ پر دشمن ایسیجا (اے سی جا) میں مسلمانوں سے ایک فیصلہ کن لڑائی لڑنے کا سامان کر رہے ہیں۔

جس طرح شیر کو اپنے شکار کے بچ نکلنے کی کوششوں کا ذکر سن کر خوشی ہوتی ہے اسی طرح حضرت طارق رحمۃ اللہ علیہ کو یہ خبر سنکر خوشی ہوئی۔

ایسیجا، قرمونہ سے زیادہ مستحکم تو نہیں البتہ سپاہیوں کا مرکز ضرور تھا۔ یہاں میدانِ واڈلیٹ سے بھاگے ہوئے بہت سے امرا اور جاگیردار جمع تھے۔ یہ لوگ فتح کی خاطر اپنی جانوں کی حفاظت کے لئے اسی جرأت اور ہمت سے لڑنے پر آمادہ تھے جس ہمت اور غیر معمولی جرأت کا مظاہرہ بلّی کتے کے منہ کے قریب ہوتے وقت کرتی ہے۔ یہ لوگ جانتے تھے کہ موت اب قریب ہے۔ جرأت سے لڑیں گے تو شاید موت کے فرشتوں کو دور ہٹانے میں کامیاب ہو جائیں اور اگر مر گئے تو کم از کم دنیا یہ تو جان ہی لے گی کہ ایسیجا میں پناہ لینے والے ہسپانیوں نے قسمت پلٹنے کے لئے جان کی بازی لگا دی تھی۔

ان ہی قوی ارادوں کے ساتھ ایسیجا کے پناہ گزین طارقؒ کی آمد کا انتظار کر رہے تھے۔ طارق کی آمد آمد کا شور اٹھا تو یہ غصہ اور مایوسی کے ملے جلے احساسات کے ساتھ شہر کے دروازے کھول کر فاتحین کے مقابلے کو نکلے۔

گھمسان کا رن پڑا۔ ہسپانیوں نے آج حیرت انگیز جرأت اور

جوانمردی کے جوہر دکھائے۔ آج معلوم ہوتا تھا کہ مایوسی نے ان میں لڑنے کے ولولے پیدا کر دیئے ہیں۔ آج ان میں زندگی سے ہاتھ دھونے کی خواہش مصروفِ کار تھی۔ اور یہ اکثر ہوا ہے، جب انسان جینے سے مایوس ہو جاتا ہے اور آس کے بندھن ٹوٹ جاتے ہیں، اور موت کے سوا اور کوئی صورت نظر نہیں آتی تو وہ آہنی سے آہنی دیواروں میں شگاف کرلے، دریاؤں کو عبور کرنے اور آسمان سے باتیں کرنے والے پہاڑوں کی چوٹیوں پر بلا سوچے سمجھے چڑھ جاتا ہے۔

مسلمانوں کو آج پہلی دفعہ لڑنے کا لطف آیا۔ جب مقابلے میں کوئی لڑنے والا ہو تو سپاہی کو بھی اپنے ہنر دکھانے میں لطف آتا ہے۔ عربوں اور بربریوں نے بھی آج جی کھول کر اپنی مہارتِ فن کا مظاہرہ کیا اور وہ وہ ہاتھ چلائے کہ اس اس طرح پینترے بدل بدل کر حملے کئے کہ ہسپانیوں کے خون سے زمین لالہ گوں ہوگئی۔ ہر جگہ دونوں طرف کے بہادر ایک دوسرے کے واروں سے زخمی ہو کر زمین پر کھیت رہے۔ ہسپانیوں کی تعداد گو آج بھی پچاس ہزار سے کچھ کم نہ تھی۔ لیکن یہ دکھاوے کی بھرتی نہ تھی۔ ان میں جان پر کھیل جانے والوں کی بھی بڑی تعداد تھی۔ یہ لوگ آج خوب ہی خوب جان کی بازی لگا رہے تھے۔ مقابلہ بڑا سخت تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے دونوں طرف کے ہزاروں سپاہی کٹ کٹ کر گر گئے۔

حضرت طارقؒ کی ہمت و جرأت کا مظاہرہ

لڑائی کو طول پکڑتا دیکھ کر، حضرت طارق رحمۃ اللہ علیہ نے دفعتاً ایک ایسا سخت حملہ کیا کہ دشمن ہزار کوشش کے باوجود رک نہ سکے۔ اب کیا تھا قدم اکھڑ چکے تھے مسلمانوں نے آگے بڑھ بڑھ کر ہسپانوی عیسائیوں کو تلوار کی دھار پر رکھ لیا۔ اور وہ وہ ہاتھ مارے کہ دشمن کی بڑی تعداد لقمۂ اجل ہوگئی۔ کچھ جو باقی بچے وہ شہر کی طرف نہیں، جدھر موقعہ ملا ادھر ہی بھاگ نکلے۔

فتح

مسلمانوں نے کچھ دیر تک ان کا تعاقب کیا۔ اور جب میدان بالکل صاف ہوگیا تو کامیابی کی خوشی میں جھومتے اللہ اکبر کے نعرے لگاتے شہر میں داخل ہو گئے۔ شہر میں ملک کے دور دور سے راہب اور راہبات جمع تھیں۔ راہبات نے اس غلط فہمی کی وجہ سے کہ وحشی مسلمان فتح کے بعد ان کے حسن سے لطف اندوز ہوں گے" اپنے ہاتھوں اپنے جسموں اور چہروں پر ایسے زخم لگا لئے جن کے باعث ان کی خوبصورتی میں فرق آگیا۔

مسلمان شہر میں داخل ہوئے۔ یہ طرفہ تماشہ دیکھا تو انہیں بڑی حیرت ہوئی۔ راہبوں کی مکاری اور عیاری سے تو وہ خوب آگاہ تھے۔ آج ان پر راہبہ عورتوں کے بھی ہنر آشکارا ہوئے تو وہ سکتے میں آگئے۔ داخلے کے وقت یہ عورتیں، جان کی بازی کھیل جانے پر پوری طرح آمادہ تھیں۔ بربری سپاہیوں اور کاؤنٹ جولین کے ساتھیوں پر ان مسلح اور مذہبی مجنون راہبات نے حملہ کیا۔ مسلمان مدافعت پر مجبور تھے۔ بہت سی راہبات کٹ کر مر گئیں جو باقی بچیں ان کو فاتح قوم نے اسیر کیا، اور اسلام کے قانونِ حرب کے ماتحت ان سے سلوک کیا گیا۔

یورپین مورخین کی ہرزہ سرائی

یورپین مورخین نے اس موقعہ پر بہت سی فضول اور بے معنی باتیں لکھی ہیں۔ انھوں نے بڑے جوش اور حمیتِ قومی کے تقاضے سے یہ جھوٹ لکھنے سے بھی دریغ نہیں کیا کہ مسلمان فوج نے سینکڑوں راہبات کی عصمت دری کی اور عصمت دری کے بعد انھیں قتل کر دیا۔

ہماری نظر میں ہسپانوی عورتوں اور پھر راہبات کے قتل کی داستان کسی رنگین اور بے معنی افسانہ سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتی۔ ہسپانیوں کا جو اخلاقی معیار اور قومی کردار صدیوں سے قائم ہو چکا تھا۔ اس میں اتنی صلاحیت ہی نہیں تھی کہ وہ عورتوں میں محض عصمت دری کے خوف سے جان سے کھیلنے کے جذبات پیدا ہونے دیں۔ یہ بالکل غلط ہے کہ ہسپانوی عورتیں محض عصمت کی حفاظت کے لئے لڑیں۔ اور مسلمانوں 27
نے ان کی عصمت دری کے بعد انھیں قتل کر دیا۔ مسلمانوں کی پچھلی تاریخ تاریکی میں نہیں، آفتاب کی سی روشنی کے ساتھ دنیا کے سامنے موجود ہے۔ کیا کوئی مورخ یہ دعویٰ کر سکتا کہ مسلمانوں نے کسی موقعہ پر دشمن کی عورتوں کے ساتھ اس قسم کا سلوک روا رکھا! جب مسلمان قوم کی پچھلی تاریخ ایسی کوئی مثال نہیں پیش کر سکتی تو ایسیجا کی جنگ میں ان سے متعلق اس قسم کی توقع کیسے کی جا سکتی ہے؟

البتہ یہ صحیح ہے کہ مسلمانوں کے قانونِ حربی کی رو سے متحارب قوم کی عورتیں، لونڈیوں کی صف میں شامل ہو جاتی ہیں اور لونڈیوں کے متعلق قرآنِ حکیم نے جو حکم دیا ہے، وہ ساری دنیا کے سامنے ہے۔ لونڈیاں تقسیم کے بعد سپاہیوں کا جائز حق ہوتی ہیں۔ وہ ان سے اسی طرح وظیفۂ زوجیت انجام دے سکتے ہیں جس طرح منکوحہ بیبیوں سے۔ منکوحہ بیویاں اور ان کے مابین ایک رتی سا فرق ہے اور یہ فرق بھی اتنا لطیف ہے کہ اسے کچھ زیادہ اہمیت نہیں دی جا سکتی۔

ہم اس چیز سے انکار نہیں کر سکتے کہ مسلمانوں نے ہسپانوی عورتوں

کو اپنے حرم میں داخل نہیں کیا۔ کیا اور عزدر کیا لیکن مالِ غنیمت کی تقسیم کے بعد۔ اور اسلام کے جنگی قانون کے مطابق۔

طارقؒ ایسا مذہبی اور سخت تم کا سپہ سالار اپنے سپاہیوں کو کبھی غیر آئینی اور غیر مذہبی اور اخلاق سوز حرکات کی اجازت نہیں دے سکتا، اور یہ ہم خود لکھ آئے ہیں کہ کاؤنٹ جولین کی سپاہ سے ہسپانوی عورتوں کی جنگ ہوئی، اور اس جنگ میں کچھ عورتیں بھی ماری گئیں۔ لیکن اس چیز کا ثبوت کہیں نہیں ملتا کہ مسلمانوں نے عین جنگ کے دوران میں ہسپانوی عورتوں کی عصمت دری کی۔ اور پھر اُنھیں قتل کر ڈالا۔ یہ مسلمان فوج پر ایک ایسا صریح بہتان ہے جس کے ثبوت میں کوئی تاریخی شہادت پیش نہیں کی جا سکتی۔

مالِ غنیمت | حسبِ سابق اس فتح پر بھی بہت سا مالِ غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ مال و دولت۔ قیدی، لونڈیاں۔ زر و جواہر، غرض کسی چیز کی کمی نہ تھی۔ بلکہ پہلی فتح کو چھوڑ کر اس فتح میں دوسری تمام فتوحات کے مقابلہ میں زیادہ مالِ غنیمت ملا۔

موسیٰؒ کو فتوحات کی اطلاع | ان پے در پے فتوحات سے مسلمانوں کے حوصلے بہت بڑھ گئے تھے اور حضرت طارق رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ جتنی جلدی ممکن ہو سکے طلیطلہ پر حملہ کر دیں۔ تاکہ وہاں کی فوجوں کو منتظر اور رسد جمع کرنے کا موقعہ ہاتھ نہ آسکے۔ ۲۸

انھوں نے حضرت موسیٰ کو جو نامۂ فتح لکھا اس میں اپنی فتوحات کی تفصیل بیان کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی لکھ دیا گیا کہ آگے بڑھنے کی شاید ضرورت ہے اس لئے میں آگے بڑھ رہا ہوں۔

حضرت موسیٰ کو حضرت طارق کا یہ نامۂ فتح ملا تو اُنھیں بڑی مسرت ہوئی۔ ان کے دل میں دفعتاً یہ خواہش پیدا ہوئی کہ وہ بھی اپنے جوانمرد شاگرد کے ساتھ اس مہم میں شریک ہوں، اور دونوں مل کر اسپین کے باقی مقامات پر حملہ کریں۔ اس لئے اُنھوں نے طارق کو لکھا کہ "ان کے آنے تک آگے نہ بڑھیں"۔

اس کے سوا اُن کا کوئی مقصد نہیں تھا۔ یورپین مورخین نے اس واقعہ کو بھی بہت غلط رنگ دیا ہے۔ اُنھوں نے موسیٰ کے کردار کو داغدار ظاہر کرنے کے لئے اُن پر یہ الزام عاید کیا ہے کہ "انھیں اپنے شاگرد کی فتوحات سے حسد اور رقابت تھی، اور وہ یہ سنکر آگ بگولا ہو گئے کہ اُن کے شاگرد شہرت اور ناموری کے میدان میں اُن سے بڑھتے جا رہے ہیں"۔

جو لوگ حضرت طارقؒ اور حضرت موسیٰؒ کے تعلقات سے آگاہ ہیں وہ جانتے ہیں کہ اگر کوئی فرض شناس باپ اپنے بیٹے کی کامیابی اور ناموری کے قصے سنتا ہے تو کتنا خوش ہوتا ہے۔ طارق موسیٰ کے فرزند معنوی تھے، اُنھوں نے اس نوجوان کو بچپن سے اپنے بیٹوں سے زیادہ محبت اور شفقت سے پالا تھا، انھوں نے خود ہی اسے اسپین میں سپہ سالار بنا کر بھیجا اور خود ہی اس دولہا کو فتح و کامرانی کی دیوی بیاہ لانے کی ہمت دلائی۔ ان حالات میں وہ طارق کی فتح مندیوں کی داستانوں سے حسد و رقابت کی آگ میں کیسے جل سکتے تھے؟

طارق کی پیش قدمی | موسیٰ کی ممانعت کے باوجود طارق آگے بڑھنے سے باز نہ رہ سکے۔ اس وقت کے حالات کا اقتضا ہی یہ تھا کہ فاتح مزید توقف سے کام نہ لے۔ اگر وہ موسیٰ کے حکم کو پیشِ نظر رکھ کر تھوڑی مدت کے لئے رک جاتے تو دشمنوں کو اپنی حفاظت کا موقعہ مل جاتا اور اس کے معنیٰ یہ تھے کہ پچھلی فتوحات کے نتائج کو اپنے ہاتھوں خراب ہونے دیا جاتا۔ طارق نے ایک ہوشمند فاتح کی طرح اپنے سرپرست کی وقتی مخالفت کو برداشت کیا لیکن وہ اس قومی نقصان کو گوارہ نہ کر سکے۔ جو پیش قدمی سے باز رہنے کی صورت میں ہوتا۔

حسنِ انتظام | جو علاقے اس وقت تک فتح ہو چکے تھے حضرت طارقؒ نے ان میں اعلان کرا دیا کہ جو کوئی ہم سے نہیں لڑے گا ہم اُس سے نہیں لڑیں گے۔ جنگ کے بعد جو حالت ہر ملک کی ہوتی ہے وہی حالت اِن مفتوحہ علاقوں کی بھی تھی۔ حضرت طارق کو ان کے انتظام میں بڑی ہی توجہ سے کام لینا پڑا۔ اُنھوں نے جابجا نقیب اور ایلچی دوڑائے اور خوف زدہ رعایا کو یقین دلایا کہ اُنھیں اب کوئی تکلیف نہیں ہونے دی جائے گی۔ وہ اپنے اپنے کاروبار کو پہلے ہی کی طرح جاری رکھیں۔ جن لوگوں کو حضرت طارق نے ان علاقوں کے انتظام پر مامور کیا، ان کو بھی یہی بات اچھی طرح سمجھا دی گئی کہ یہ علاقے اب اپنے ہیں۔ رعایا کو اب کسی طرح تنگ نہ کیا جائے۔ ہتھیار بند سپاہیوں سے تو وہ لڑ سکتے ہیں لیکن نہتوں سے اُلجھنے کی اُنھیں قطعاً اجازت نہیں اور جس نے اس حکم کی خلاف ورزی کی اسے شدید سزا دی جائے گی۔ اُن کو یہ بھی سمجھا دیا گیا کہ رعایا کے مذہبی جذبات اور عقائد کا پورا لحاظ رکھیں، ان کو اپنے اپنے طریقوں سے عبادت کی پوری آزادی دیں۔

قرطبہ پر حملہ یہ انتظام فرمانے کے بعد حضرت طارق رحمۃ اللہ علیہ قرطبہ کے ارادہ سے پہلے کے مقابلے میں ایک بڑی فوج ساتھ لے کر آگے بڑھے۔

یہ شہر اندلس کے ان اہم مقامات میں سے تھا جنھیں بجا طور پر فوجی صنعتی اور تجارتی مرکز کہا جاسکتا ہے۔ ہسپانیوں نے اس علاقہ کی حفاظت پر بہت توجہ کی تھی۔ چاروں طرف فصیل میں بہت گہرا پانی بھرا تھا۔ فصیل کے چاروں طرف ماہر جنگ سپاہی متعین کئے گئے تھے کہ حملہ آوروں پر پتھروں اور زہریلے تیروں کی بارش کریں۔

کئی دن تک محاصرہ جاری رہا۔ جب فتح کی کوئی صورت ذہن میں نہ آئی تو حضرت طارق قرطبہ کو محاصرہ کی حالت میں چھوڑ کر طلیطلہ پر حملے کے ارادہ سے آگے بڑھنے لگے کہ زیادہ وقت ضائع نہ ہو وہ محاصرہ اٹھانا نہیں چاہتے تھے اس لئے انھوں نے اپنے ایک معتمد رفیق کار مغیث رومی کو محاصرہ پر چھوڑا اور خود آگے بڑھ گئے۔

فصیل تک رسائی مغیث رومی طارق کی طرح ہوشمند اور پیچیدہ گتھیوں کو سلجھانے کے عادی تھے۔ انھوں نے تھوڑے ہی دنوں میں یہ معلوم کرلیا کہ قلعہ کی فصیل کا ایک حصہ بہت ہی کمزور ہے۔ یہاں سے وہ آسانی کے ساتھ فوج کو اندر لے جاسکتے ہیں۔ اسے اتفاق کہئے کہ ایک رات سخت طوفان آیا۔ ہر طرف آندھی، بارش اور ژالہ باری نے ایک قیامت برپا کردی! یہ موقعہ ایسا تھا کہ مغیث اُسے ضائع نہیں کرسکتے تھے۔ وہ ایک گڈرے کی رہنمائی سے، دریا کے اس حصہ کو عبور کرکے جہاں سے فصیل کمزور تھی فصیل کے قریب جا پہونچے۔ باہر ایک انجیر کا درخت فصیل کے ساتھ ساتھ بہت اونچا چلا گیا تھا۔ مغیث نے ایک جانباز سپاہی کو درخت پر چڑھایا اور وہ درخت کی شاخوں کو پکڑ کر فصیل پر جا پہونچا۔ وہاں سے اُس نے اپنا عمامہ نیچے کی طرف لٹکا کر چند اور سپاہی بھی اوپر چڑھا لئے۔ اور بہت سے مورچوں پر قبضہ کرلیا۔ مورچوں کے محافظ طوفان سے بچنے کے لئے محفوظ مقامات میں چھپے بیٹھے تھے۔ ان جانباز سپاہیوں کا کون مقابلہ کرتا۔ مسلمان سپاہی، مورچوں پر قبضہ کرنے کے بعد طوفان کی پناہ لے کر بازاروں میں سے ہوتے ہوئے شہر پناہ کے دروازے پر پہونچ گئے۔ طوفان کے باعث اُن کے چلنے پھرنے کی آہٹ کسی کو سنائی نہ دی۔ اور نہ ہی کوئی یہ جان سکا کہ مسلمان اُن کے شہر میں گھوم رہے ہیں۔ محاصرین کو مسلمانوں کی شہر میں موجودگی کا علم تو اس وقت ہوا جب دروازے کھلنے پر ساری فوج اللہ اکبر کے نعرے بلند کرتی شہر میں گھس آئی۔ رات بھر دونوں فوجوں میں مقابلہ ہوتا رہا ہسپانوی جان توڑ کر لڑے۔ موت دونوں طرح سے اُن کے سامنے تھی۔ لڑتے تو بھی اور نہ لڑتے تو بھی۔ انھوں نے لڑ کر مرنے کو بے لڑے مرنے پر ترجیح دی۔

فتح مگر آخر کب تک، جب صبح ہوئی اور افقِ عالم پر سپیدۂ صبح نمودار ہوا تو بچے کچھے ہسپانیوں نے یہ دیکھا کہ اُن کی ساری فوج کٹ کر موت کی آغوش میں سو رہی ہے۔ گورنر شہر، چار سو رفقائے مخصوص اور بال بچوں کے ساتھ سینٹ جارج کے گرجے میں جا چھپا تھا۔ باقی تمام شہر لڑنے والے مردوں سے خالی ہوچکا تھا عورتیں ہی عورتیں ہر طرف نظر آتی تھیں۔ وہ بے چارہ اور ظالموں کے ڈر سے لرز اور کانپ رہی تھیں، بچے چیخ رہے تھے مگر نئے حاکموں نے اُن کے ساتھ کوئی تعرض نہیں کیا اور شہر پر قبضہ کرنے میں مشغول رہے۔

گورنر شہر جس گرجا میں چھپا تھا وہ شہر کے مغربی حصے میں واقع تھا۔ اس گرجے کی حیثیت ایک محفوظ قلعہ کی سی تھی۔ چاروں طرف ایک خندق اس کا محاصرہ کئے ہوئے تھی۔ اور خندق کو اس وقت تک عبور نہیں کیا جاسکتا۔ جب تک پانی کی آمد کو نہ روکا جائے۔ پانی قریب کے ایک پہاڑی چشمے سے اس میں خود بخود بڑھتا جا رہا تھا، جب تک اس پانی پر بند نہ لگایا جائے گرجا تک رسائی ناممکن تھی، مسلمانوں کے پاس ایسے آلات بھی نہ تھے کہ وہ گرجے کی عمارت کو کمزور کرسکیں۔ ۲۹

کئی دن تک محاصرہ جاری رہا مغیث یہ سوچنے میں مصروف تھے کہ کسی نہ کسی طرح پانی کے منبع کا پتہ چلے تو وہ اس پر کوئی بند لگا کر آخر انھوں نے بڑی جستجو کے بعد منبع کا پتہ لگا ہی لیا۔ اور وہ نل بند کردئے جن کے ذریعے پانی فصیل میں پہنچایا جاتا تھا۔ نل بند ہوجانے کی وجہ سے محاصرین پیاس کی وجہ سے مرنے لگے تو انھوں نے مجبوراً خود کو دشمن کے حوالے کردیا۔

اس طرح قرطبہ کا وہ قدیم اور مشہور شہر مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ جس کی شہرت اور ناموری کو اپنے زمانۂ حکومت میں مسلمانوں نے دنیا کے گوشہ گوشہ میں پہنچا دیا

غرناطہ اور چند دوسری فتوحات استیجا سے روانگی کے وقت حضرت طارق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک دوست زید ابن کسادر کو جنوبی علاقہ کی فتح پر بھیج دیا تھا۔ اس علاقہ میں عیسائیوں نے سوائے

غرناطہ کے اور لیں جم کر مقابلہ نہیں کیا ۔ جو ... اور ... اس لیے
تو بغیر کسی مقابلہ کے مسلمانوں کے ہاتھ آ گئے ۔ البتہ غرناطہ میں ...
مقابلہ ہوا ۔ غرناطہ والے ، لڑنے کے تو ... سکتے تھے ۔ انہوں نے
... ان تک شہر میں محصور ہو کر مسلمانوں سے ... ۔ اور جب
جنگ کا کھیل آسان نہ جھاتو شہر مسلمانوں کے حوالے کر دیا ۔
غرناطہ میں زیادہ تر یہودیوں کی آبادی تھی ۔ یہود ... سابق
بادشاہوں کے مظالم سے بہت تنگ آ چکے تھے ۔ وہ اب ... قوم
کی حکومت میں رہنے کے لئے تیار نہ تھے ۔ جو صدیوں سے ان پر ...
ستم کرتی چلی آئی ہو ۔ عرب آئے تو انہوں نے ان کا خیر مقدم کیا
اُن سے ... اپنی مظلومی کی داستانیں بیان کیں اور وفاداری کے ...
لمبے چوڑے وعدے کئے ۔ مسلمانوں کو کسی ایسی جماعت کی ضرورت تھی
جو غرناطہ اور اس کے گرد و نواح کے نظام کو خراب نہ ہونے دے ۔
یہودیوں کی وفاداری اور اطاعت کے جذبات کی انہوں نے
قدر کی اور ایک گورنر اور چند عرب سپاہی ضروری انتظام کے
لئے وہاں چھوڑ کر آگے بڑھے ۔

جین کی فتح | طلیطلہ کو جاتے ہوئے جین رستہ میں پڑتا تھا ۔ یہ
کوئی مشہور فوجی مرکز نہ تھا ۔ زندنے لگے ہاتھوں اس کی فتح پر بھی توجہ
۳۰ کی اور معمولی ۔ ... مقابلے کے بعد اُسے بھی فتح کر لیا ۔
ان چند فتوحات میں مسلمانوں کو غیر معمولی مال و دولت
اور ساز و سامان ہاتھ آیا ۔ غلاموں اور لونڈیوں کی تعداد کا تو
کوئی اندازہ ہی نہیں ۔ ہر سپاہی کے حصے میں پچاس سے زیادہ
خوبصورت لونڈیاں اور غلام آئے ۔
سپاہیوں کی مسرت کا اس سے بہتر موقعہ اور کیا ہو سکتا
ہے ۔ وہ فتح اور مالِ غنیمت کی خوشی میں جھومتے ہوئے طلیطلہ پہنچکر
اپنے سپہ سالار سے مل گئے ۔
یہ چند فتوحات آٹھ مہینوں میں حاصل ہوئیں ۔ اور اتنی
مدت کے بعد کہیں جا کر مسلمانوں کو طلیطلہ کی دیواروں تک پہنچنے
کا موقعہ نصیب ہوا ۔

طلیطلہ ہسپانیہ کا دار الخلافہ | یہ شہر صدیوں سے گاتھ حکومت کا
دار الخلافہ چلا آتا تھا ! عام سطح زمین سے یہ بہت بلند تھا ۔ آخر بادشاہ
اور امراء کے رہنے کا مقام تھا ۔ اسے دوسرے شہروں سے بلند ہونا
ہی چاہیئے تھا ! عام انسانوں میں اور بادشاہ و امراء میں بھاری

دنیا نے جو فرق رکھا ہے اس کا ... بھی تقاضا ہی تھا کہ طلیطلہ ... اونچی ہو ! اس شہر کے چاروں طرف ... طرح بل کھا کر ایک گہری جھیل میں گرتا تھا ! یہ جھیل ... چٹان کو کھود کر برسوں میں بنائی گئی تھی :
شہر کی دیواریں اتنی مضبوط اور اونچی تھیں ...
سے قبضہ نہیں کیا جا سکتا تھا ۔ آسانی سے لیا ...
فوج بھی لڑنے والی ہوتی تو محاصرین کے لئے ...
ہو جاتی ۔ دیواروں کے چوڑے اور ... پتھروں کو ...
ہوتا تھا جیسے بڑی بڑی چٹانیں کھڑی کر دی گئی ہیں ...
ایک تو بہت بڑا تھا دوسرے اس طرف کی دیو...
تھی ... اس پر سیڑھی لگا کر بھی چڑھنے کا کوئی امکان ...
رستہ میں لوہے کی بڑی مضبوط اور ناقابلِ عبور ...
کا رستہ روکے ہوئے تھی ۔
یہ تمام حفاظتی تدابیر گاتھ کے آخری بادشاہ ...
تھیں ۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ اگر کسی وقت اس کی ...
طاقت چڑھ دوڑے تو وہ شہر کے اندر بیٹھے بیٹھے دشمن ...
کر سکیں ۔ اسے کاش اسے معلوم ہوتا کہ جب ... ہمت ...
جب قوموں میں لڑنے کی طاقت نہیں رہتی اس وقت ...
پتھر کی دیواریں کیا لوہے کی دیواریں بھی رکاوٹ نہیں ...

کمزور فوج | اس وقت جو فوج اس شہر کی حفاظت پر ...
ان میں کوئی بھی ایسا نہ تھا جو وطن کی حفاظت پر اپنی ...
کر سکے ۔ کوئی بھی ایسا نہ تھا جس کے دل میں دشمن سے لڑنے کی ہمت
اور جرأت ہو ۔ کوئی بھی ایسا نہ تھا جو وطن کی خاطر جان کی بازی لگا
جائے ۔ جو تھے وہ اپنی خاطر تو لڑ سکتے تھے ۔ لیکن ان میں اتنا حوصلہ
نہ تھا کہ وطن کی خاطر لڑیں ۔
ایسی فوج ، لوہے کی دیواروں کے اندر بھی بٹھا دی جائے تو
کیا فائدہ ؟ طلیطلہ کی بلند دیواریں دشمن کو اندر آنے سے روک سکتی
تھیں مگر طلیطلہ والوں کے چہروں پر مسلمانوں کی آمد کی خبر سنکر جو
ہوائیاں اُڑ رہی تھیں اُن کا علاج کون کرتا ؟

مسلمانوں کی آمد آمد | ابھی مسلمان شہر پناہ سے کئی میل دور تھے
کہ اُن کی آمد آمد کی خبر سنکر شہر والوں کے حواس اُڑ گئے ۔ اکثر شہری
گھر بار چھوڑ کر جلیقیہ یا استوریہ کو بھاگ گئے ۔ پادریوں نے گرجوں کا

سنے تہ خانوں میں چھپا دیے۔ اسقف اعظم، جو اسپین میں آج تک مسیح کی نیابت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ حملہ آوروں کے خوف سے سر پر پاؤں رکھ کر جو اسپین سے بھاگے تو روم میں جا کر دم لیا؛ وہاں بھی انہیں راتیں ڈر کے مارے نیند نہ آئی۔ کچھ اللہ کے بندے جنہیں مسیح پر حد سے زیادہ اعتماد تھا۔ گرجوں میں مراقبہ کر رہے تھے کہ آئی بلا ٹل جائے، ان تک دعاؤں سے اگر جنگ کی بلا ٹلی ہوتی تو آج بھی ٹل جاتی۔ [illegible] طاقت کا ساتھ دینے میں مشہور ہے۔ وہ مظلوموں کا ساتھ ابھی تک [illegible] ہے جب اُن پر انتہائی ظلم ہو رہا ہو۔ اور اُن میں [illegible] ار کی [illegible] حیثیت ہو۔

ان پادریوں کے کرتوتوں کا عالم تو یہ تھا کہ [illegible] دل کی تعداد میں مریم کی کنواریاں ان جوانمردوں کے فیض سے ہر سال حاملہ ہو جاتیں [illegible] کی امداد اتنا کر چند ہزار [illegible] باعصمت خواتین کی عصمت دری کرے، گرجوں میں بیٹھ کر یا مسجدوں میں سجدہ ریز ہو کر چند منٹ کی عبادت نہ قسمت کو بدل سکتی ہے اور نہ ہی نظام کائنات پر اس کا کچھ اثر ہو سکتا ہے۔ یہ دنیا عمل کی دنیا ہے۔ یہاں جس کے بازو میں قوت ہوگی وہی فتحمند ہوگا۔ جس کے بازو کمزور ہوں گے اس کے گلے پر چھری پھرے گی۔ اس کا خون بہایا جائے گا۔ اگر وہ بچ نکلا تو اس کے گلے میں غلامی کا طوق ابدی اور ازلی طور پر، اس ذلت کی یادگار رہے گا۔

ہسپانوی راہب ہوں یا مسلمان، قدرت کسی کا لحاظ نہیں کرتی۔ جو کوئی بھی قدرت کے اٹل قوانین کی خلاف ورزی کرے گا قدرت اسے سزا دے گی۔ نہ مسیح اُسے بچا سکتے ہیں اور نہ ہی سرور کون و مکاں۔

یہ دنیا عمل پر قائم ہے اور عمل پر قائم رہے گی۔ چند راہبوں کی خاطر قوی قوم کو پسپا نہیں کیا جا سکتا۔

عرب آئے اور اس شان سے آئے کہ طلیطلہ کی چٹانوں جیسی مضبوط دیواریں بھی ہل گئیں۔ اللہ اکبر کا ایک شور تھا جو ساری فضا میں عجیب تلاطم پیدا کئے ہوئے تھا۔ ہر طرف زندگی سانس لیتی دکھائی دے رہی تھی۔ ہوا۔ درخت حتیٰ کہ دریا کا پانی آج جوبن پر تھا۔ مجاہدوں کی آواز، ان کے ہتھیاروں کی جھنکار۔ ان سب کو مست بنا رہی تھی جب کائنات کی ان بظاہر بے جان چیزوں نے مجاہدوں کا اس طرح خیر مقدم کیا، تو کس کی مجال تھی جو اُن کے رستہ میں حائل ہوتا۔ چند دہقانی غفلت کے پردے آنکھوں پر ڈالے اُن سے دوبدو ہوئے، ان کا انجام وہی ہوا جو ایسے اندھوں کا ہو سکتا تھا۔ شہر پناہ کے چاروں طرف مجاہدین کے گھوڑے اس فلک بوس دیواروں والی عمارت کو پھاند جانے پر تیار نظر آتے تھے۔ گھوڑوں کی رفتار میں آج بلا کی شوخی تھی، وہ کسی طاحداحیس کی طرح آج اس کائنات کو اپنے جادو کے انداز سے مسخر کرنے پر تلے کھڑے تھے۔ کون تھا جو ان کے منہ آتا؟ اور کس ماں کے جائے میں دم تھا۔ حملہ تھا جو آگے بڑھ کر اُن کا لگام تھامتا۔

بغیر لڑے فتح | اور میدان جنگ میں مجاہد دشمنوں سے دو دو ہاتھ کرنے پر [illegible] تھے۔ [illegible] خوف کے مارے لرز رہے تھے۔ مقابلہ ہوتا تو کس سے؟ طلیطلہ کی دیواریں تو لڑنے کے لئے تیار نہ تھیں۔ لڑنے کے لئے تو گوشت و پوست کے پتلوں کی ضرورت تھی، اور گوشت و پوست کے پتلے سوچ رہے تھے کہ کسی طرح بن پڑے صلح ہو جائے اور ایسا ہی ہوا۔ اسپین کا دار الخلافہ اور ہسپانوی دنیا کا [illegible] شہر بغیر لڑے مجاہدوں کی تحویل میں دیدیا گیا۔

[illegible] نامہ چند شرائط طے ہوئیں جن میں سب سے اہم شرط یہ تھی کہ شہر والوں میں سے جو کوئی بھی شہر چھوڑنا چاہے چھوڑ سکتا ہے۔ مگر اُسے مال و متاع ساتھ لیجانے کی اجازت نہ ہوگی، اور جو شہر میں رہنا چاہیں گے انہیں برائے نام جزیہ دینا ہوگا۔ بعض نے جزیہ کو ترجیح دی اور وطن کو چھوڑنا پسند نہ کیا۔ بعض نے جزیہ پر وطن چھوڑنے کو بہتر جانا۔

۳۱

مذہبی آزادی | مسلمانوں کی طرف سے اعلان کر دیا گیا کہ جو کوئی اپنے مذہب پر رہے گا اُسے پوری مذہبی آزادی حاصل ہوگی گرجوں اور معبدوں میں عبادت سے نہیں روکا جائے گا۔ مفتوحین کو اس بات کی بھی پوری آزادی دی گئی کہ وہ اپنے ملکی قوانین اور رسوم و رواج پر اس وقت تک عمل کر سکتے ہیں جب تک وہ اسلامی قوانین سے نہ ٹکرائیں۔

اس بات کا بھی اعلان کر دیا گیا کہ جو عیسائی یا یہودی اسلام قبول کرے گا، اس کے رستہ میں رکاوٹ ڈالنے کا کسی کو بھی حق نہ ہوگا، اور نہ ہی اس کے رشتہ دار اس سے مقاطعہ کریں گے۔

یہ شرائط اور نظام حکومت ایسا تھا کہ ہر شہری نے اسے قبول کر لیا اور کرتے کیوں نہ، جب پہلے دور میں اُن پر ہزاروں ستم کے ظلم روا رکھے جاتے تھے۔ ان کی عزتیں خطرے میں تھیں۔ ان کی بیویوں، ان کی بہو بیٹیوں کے ساتھ امراء اور پادری علانیہ زنا کرتے تو وہ کمزوری کے باعث انہیں روک نہ سکتے تھے۔ عربوں میں یہ عادت بد

نہ تھی وہ ہر ایک کی عزت کا پاس کرنے والے تھے۔ وہ معزز تو کیا حقیر سے حقیر کو عزت کا تاج پہنانے میں بھی عار نہ سمجھتے تھے۔ کیونکہ وہ اسلام کے پیرو تھے، اور اسلام ایسی شیطانی حرکات کی اجازت نہیں دیتا چنانچہ طلیطلہ والوں نے عربوں کی آمد کو خدا کی بہت بڑی نعمت سمجھا۔

مالِ غنیمت طلیطلہ کے اس معرکے میں مسلمانوں کو بیشمار مالِ غنیمت ملا۔ گو بھاگنے والے بہت سی قیمتی چیزیں اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ لیکن پھر بھی بہت سا مال پیچھے چھوڑ گئے تھے۔ مالِ غنیمت کی کثرت کا اندازہ اس چیز سے ہو سکتا ہے کہ سپاہیوں کی حالت یہ تھی کہ اگر ایک چیز کو قیمتی سمجھ کر اُسے اُٹھانے کو بڑھتے تو اس سے زیادہ قیمتی چیز پر نظر جا پڑتی پہلی کو چھوڑ دیتے اور دوسری کی طرف لپکتے۔ کچھ سپاہیوں کو قربانگاہ پر چڑھانے والا غلاف نظر پڑا۔ وہ اسے اُٹھانے کے لئے بڑھے تو وہ اتنا بوجھل نکلا کہ اُسے اُٹھا نہ سکے۔ اس میں کہیں کہیں زمرد اور نیلم جڑے تھے۔ انھوں نے زمرد اور نیلم والے حصے کو تو کاٹ لیا باقی غلاف وہیں چھوڑ دیا۔ حالانکہ وہ بہت ہی قیمتی غلاف تھا۔

بہت سے سونے اور چاندی کے تاج بھی جن پر جواہرات اور موتی جڑے ہوئے تھے مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ جس محل میں حضرت طارق اُترے تھے وہ بیش قیمت خزانوں اور انواع و اقسام کے
۱۳۲۱ سامان سے بھرا پڑا تھا۔ خزانوں میں جواہرات سونے اور چاندی کے سکے اور اسی قسم کی بہت سی چیزیں تھیں۔

ایک عجیب قسم کی میز طلیطلہ کی فتح کے بعد حضرت طارقؒ بھاگنے والوں کا تعاقب کر رہے تھے کہ ان کے ہاتھ چند ایسے بھاگنے والے آ گئے جن کے پاس ایک عجیب قسم کی میز یا رحل تھی! اس میز پر انجیل رکھی جاتی تھی۔ یہ طلیطلہ کے سب سے بڑے گرجا میں رکھی رہتی اور بہت ہی خاص موقعوں پر اسقفِ اعظم اس پر انجیل رکھ کر تلاوت کیا کرتا۔

اس میز کے متعلق یہ عام داستان مشہور تھی کہ اسے حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے لئے بنوایا تھا۔ اور جب یروشلم میں لوٹ مچی تو ایک شخص سیزر کے ہاتھ لگی۔ دوسری روایت جو زیادہ قرینِ قیاس معلوم ہوتی ہے یہ ہے کہ گاتھ بادشاہوں نے اسے بنوایا اور عقیدت کے طور پر گرجا میں رکھا۔

یہ میز خالص سونے سے بنائی گئی تھی، اس کے حاشیے نیلم، یاقوت، موتی اور زمرد کے بنے تھے جو نیا بادشاہ بھی تخت پر بیٹھتا اس میز کی تزئین پر توجہ کرتا! اور اپنی طرف سے بہت سے بیش قیمت موتی اس میں جڑوا تا۔ اس میز کے چار پائے تھے، یہ چاروں زمرد اور نیلم کے جوڑ جوڑ کر بنائے گئے۔ بناتے وقت اس قدر احتیاط سے کام لیا گیا تھا کہ ایسا معلوم ہوتا کہ پورا پایہ ایک ہی نیلم سے بنا ہے بعض لوگوں نے اس میز کی قیمت پانچ لاکھ پونڈ تجویز کی ہے۔ لیکن حقیقت میں نہیں کہا جا سکتا کہ اس کی قیمت کیا تھی۔

حضرت طارق رحمۃ اللہ علیہ کو مال و دولت کی اتنی ہوس نہ تھی کہ وہ اس میز کو چھپا لیتے یا اپنی ذات کے لئے مخصوص کر رکھتے۔ اُنھوں نے اسے بادشاہوں کے قابل چیز سمجھ کر خلیفہ کے لئے مخصوص کر دیا۔ وہ دولت سے زیادہ عزتِ نفس کا لحاظ رکھتے تھے۔ ان کے نزدیک خدا اور اس کے رسولؐ کے دین کی اشاعت اور رعایا کے آرام و آسائش کا انتظام سب سے بڑی دولت تھی۔ اور اُنھوں نے طلیطلہ کی فتح کے بعد ہمیشہ اسی اصول کو ملحوظ رکھا۔

شہر کے تمام مقامات کا بذاتِ خود معائنہ کیا۔ رعایا کی شکایات سنیں! ان کے دل سے فتحمند قوم کا خوف دور کیا اور عام منادی کرا دی کہ آج کے بعد کسی شخص کو چھیڑا نہیں جائے گا اور نہ ہی کسی پر ظلم ہوگا۔ شہر کے مختلف حصوں میں شکایات کے دفتر قائم کر دیے اور رعایا کو عام منادی کے ذریعہ ان دفتروں کے قیام اور اپنی شکایات درج کرانے کی اطلاع کرا دی۔

موسیٰؒ کی آمد شہر کا اچھی طرح انتظام کرنے کے بعد حضرت طارق آگے بڑھے اور بعض چھوٹے چھوٹے شہروں کو فتح کر لیا۔ اتنے میں خبر گرم ہوئی کہ حضرت موسیٰ افریقہ سے چل کر ساحلِ اسپین پر اُتر آئے ہیں اور اسپین کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ حضرت موسیٰ نے وہ راستہ اختیار کیا جہاں تک خیال میں طارق نہیں گئے تھے۔ پہلے وہ قرمانہ کی طرف گئے۔ قرمانہ پر حضرت طارق ایک بار حملہ کر چکے تھے اور شہریوں نے اطاعت بھی قبول کر لی تھی۔ لیکن حضرت طارقؒ کو طلیطلہ میں مصروفِ جنگ پا کر بد عہد قرمانی اطاعت سے پھر گئے تھے۔ موسیٰؒ ان پر قدرت کا آہنی کوڑا بن کر برسے اور انھیں اُن کی دغابازی کی خوب سزا دی۔

اشبیلیہ پر حملہ قرمانہ کی فتح کے بعد حضرت موسیٰ اشبیلیہ کی طرف بڑھے۔ اشبیلیہ بہت محفوظ مقام تھا۔ حضرت موسیٰ ایک مہینہ تک اس کا محاصرہ کئے پڑے رہے۔ اس ایک مہینہ میں اُنھوں نے شہر کو آنے والے تمام خفیہ اور ظاہر راستوں کی ایسی پاسبانی کی کہ کھانے پینے کی کوئی چیز اندر نہ جا سکی۔ اس سلسلہ میں شہر والوں اور اُن کے مابین کئی لڑائیاں

ہوئیں۔ ان لڑائیوں میں ان کے کافی آدمی مارے گئے۔ ہسپانیوں کا بھی بہت نقصان ہوا۔ مگر آخرکار شہر فتح ہو گیا اور موسیٰ اس کا ضروری انتظام کرنے کے بعد آگے کی طرف بڑھے۔

میریڈا پر حملہ سامنے میریڈا ہسپانیہ کا مشہور اور تاریخی شہر واقع تھا، یہ شہر رومیوں کے دور سے ہی اپنی ثروت اور دولت کی وجہ سے بہت اہم سمجھا جاتا تھا! یہ شہر بے انتہا مضبوط اور بہت شاندار شہر تھا! اسکی عمارات بہت اونچی اور بت خانے دولت کے بھرپور خزانے تھے! آٹھویں صدی تک اس میں وہ عمارات موجود تھیں جنھیں اُن کے بانیوں نے بہت اہتمام اور محنت سے بنایا تھا۔ رومی سلطنت کے دور میں، اس شہر کو اتنا مالدار بنا دیا گیا تھا کہ دنیا کا اور کوئی شہر دولت و ثروت کے اعتبار سے اس سے مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ جہاں دولت و ثروت آتی ہے وہاں لازمی طور پر عظیم الشان عمارتیں سبز پارک اور خوشنما تفریح گاہیں بن جاتی ہیں۔ اس شہر میں عظیم الشان عمارتوں کی اس درجہ بہتات تھی کہ روم کے بہت سے شہر اس کے مقابلہ میں ہیچ تھے۔ دریائے وادیانہ پر شہر والوں نے بہت عجیب و غریب پل بنا رکھے تھے۔ شہر کا انتظام اس درجہ بہتر تھا کہ باہر کے حملہ آور آسانی سے فتح نہیں پا سکتے تھے۔ حضرت موسیٰ نے اس شہر کی دولت و ثروت اور خوبصورتی کی داستانیں سنیں تو اُنھوں نے اس شہر کے چاروں طرف گھیرا ڈال لیا۔

محصورین نے ایک نئی قوم کو شہر پناہ سے قریب پایا تو انھیں دوسرے ہسپانیوں کی طرح صلح کی نہیں البتہ لڑنے کی خواہش ہوئی۔ اور وہ بار بار، شہر کے دروازے کھول کر حملہ آوروں پر بڑی جرأت اور جسارت کے ساتھ ٹوٹ پڑتے۔ ہر مقابلہ بڑا سخت ہوتا۔ دونوں طرف کے آدمی مارے جاتے۔ بہت دنوں تک یہی ہوتا رہا۔ صبح ہوتی محصورین کی ایک معقول تعداد لڑنے کو باہر نکلتی۔ اور شام ہوتے ہوئے شہر کے دروازے بند کر کے قلعہ میں محصور ہو جاتی۔ شہر پناہ میں کوئی کمزور جگہ ایسی نہ تھی جسے نقصان پہنچا کر موسیٰ کی فوج اندر پہنچ سکتی! موسیٰ نے بھاری پتھر پھینکنے کے لئے کچھ آلات بھی بنا لئے تھے۔ ان آلات سے وہ دیواروں میں سوراخ کرتے تو محصورین بڑی جرأت سے کام لے کر، ان شگافوں کے سامنے ناقابلِ فتح دیوار بن کر کھڑے ہو جاتے، اور اندر آنے والوں کا بڑی بے جگری سے مقابلہ کرتے۔ لیکن موسیٰ بھی کوئی عام سپہ سالار نہ تھے۔ انھوں نے چند دنوں کے اندر معزور محصورین کی ایسی گوشمالی کی کہ آخر وہ صلح پر آمادہ ہو گئے۔

فسخ صلح کے لئے جو ایلچی بھیجے گئے وہ حد سے زیادہ گستاخ تھے، موسیٰ نے ان کی بھی خوب مزاج پرسی کی۔ اور آخر انھیں اپنے کئے پر نادم ہونا پڑا۔ بڑی شیکوں کے بعد صلح نامہ کا مسودہ مرتب ہوا، اور اس پر دونوں طرفوں نے دستخط ثبت ہو گئے۔

مالِ غنیمت معاہدہ کی سب سے بڑی شرط یہ تھی کہ یہ شہر مسلمانوں کا مفتوحہ شہر سمجھا جائے گا۔ اس لئے معاہدہ کے فوراً بعد ہی شہر کی کنجیاں فوراً مسلمانوں کے حوالے کر دی گئیں، مسلمانوں کو اس شہر سے بہت سی دولت ہاتھ آئی۔

اس حملہ کے اثرات ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اس فتح کی خبر سنکر دوسرے شہروں پر اچھا اثر پڑتا۔ لیکن ہوا یہ کہ اشبیلیہ، غرناطہ، مالقہ اور جیّن کے باشندوں نے بغاوت کر دی۔ ان کے دماغوں میں یہ فتور پیدا ہوا کہ وہ بھی میریڈا کے باشندوں کی طرح دادِ شجاعت دیں۔

مگر وہ بے وقوف نہیں جانتے تھے کہ بہادری تقلید سے نہیں، دلوں کی مضبوطی سے پیدا ہوتی ہے، اور اُن میں سے کسی کے دل اتنے مضبوط نہ تھے کہ وہ موسیٰ جیسے سپہ سالار کی فوج کا مقابلہ کر سکتے۔

چنانچہ یہی ہوا موسیٰ نے اپنے بیٹے عبدالعزیز کو اُن کی سرکوبی کو روانہ کیا، پہلے وہ اشبیلیہ گئے۔ اشبیلیہ کے یہودیوں نے زیادہ بیوفائی دکھائی تھی، اس لئے انھوں نے یہودیوں ہی کو سب سے زیادہ سزا دی؛ یہودیوں کے ساتھ ساتھ جو عیسائی بھی دغا میں شریک تھے ان کو بھی سخت سزائیں دی گئیں۔

یہ بغاوت تو صرف نام کی بغاوت تھی، عبدالعزیز کے پہونچتے ہی دماغ راستی پر آ گئے۔ لیکن اب یہ نہیں ہو سکتا تھا کہ ان دغابازوں کی ایک بار اور آزمائش کی جاتی۔ عبدالعزیز نے یہی مناسب سمجھا کہ اشبیلیہ میں ایک مضبوط دستہ متعین کر دیا جائے۔ اس دستہ کو جاگیریں دی گئیں اور اُنھیں وہیں بسا دیا گیا۔

اشبیلیہ کے بعد عبدالعزیز دوسرے باغی شہروں کی طرف بڑھے وہاں بھی بغاوت بڑی آسانی سے فرو ہو گئی! یہاں بھی بہت سے عربوں کو بسا دیا گیا تاکہ دغابازوں کو پھر بغاوت کا موقعہ نہ ملے۔

عبدالعزیز نے، اس سلسلہ میں ایک نیا شہر بھی فتح کیا، یہ مرسیہ تھا! اور اپنی اہمیت کے اعتبار سے یہ بھی بہت مشہور تھا۔ یہاں عبدالعزیز کو

مقابل فوج سے بہت تھوڑا لڑنا پڑا اور مرسیہ کے باشندوں نے اطاعت قبول کر لی۔

اریولہ کی فتح | عبدالعزیز نے مرسیہ کے بعد اریولہ پر حملہ کیا، اریولہ اسپین کا بہت پرانا شہر تھا۔ اس کی آبادی اس وقت بہت تھی گو اب بہت کم ہے۔ زیادہ تر عیسائی آباد تھے۔ عیسائیوں نے حملہ کی خبر پاکر صلح کی درخواست کی، چنانچہ بہت معمولی شرطوں پر اُن سے صلح کر لی گئی۔

طارقؒ اور موسیٰؒ کا ملاپ | ہم یہاں موضوع کے تقاضے سے ایک ناگوار بحث چھیڑنے پر مجبور ہیں۔ ہم نہیں چاہتے تھے کہ طارق اور موسیٰ کو جنھیں ہم ابتدائی صفحات میں باپ بیٹے کی صورت میں پیش کر چکے ہیں۔ ایک دوسرے کا مدمقابل ظاہر کریں۔

گو واقدی اور طبری کے بیان کے مطابق، یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ موسیٰ نے طارقؒ پر کوئی سختی کی۔ مگر اس بات کو وہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ موسیٰ طارقؒ سے ناراض تھے۔ طبری نے اس واقعہ کی تفصیل نہیں لکھی۔ صرف یہ لکھنے پر اکتفا کیا ہے کہ سنہ ۹۲ھ میں موسیٰ افریقہ سے اندلس کے لئے روانہ ہوئے اور اس روانگی کا باعث طارق سے ناراضگی تھی! موسیٰ جبل الطارق پر اُترے۔

طارق اپنے سرپرست اور مربی کے آنے کی خبر سنکر استقبال
۴۳ کو بڑھے، اور اس شان اور محبت سے استقبال کیا کہ موسیٰ کی ناراضگی
دور ہوگئی۔ موسیٰ نے اُنھیں طلیطلہ بھیج دیا۔ جہاں کا وہ محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ طبری کے اس بیان سے اس واقعہ کی پوری تفصیل نہیں معلوم ہوتی! ایک انگریز مورخ الیسر فی سکاٹ نے ہسٹری آف دی مورشس امپائر ان یورپ میں اس واقعہ کی تفصیل دی ہے، پہلے یہ تفصیل سن لیجئے، اس کے بعد ہماری تنقید پڑھیئے۔

سکاٹ کی غلط بیانی | سکاٹ لکھتے ہیں۔

> دونوں سپہ سالار یا سرپرست و متبنٰی ٹلدویرا کے مقام پر ایک دوسرے سے ملے۔ طارق پورے ساز و سامان، مالِ غنیمت اور فوج کو ساتھ لئے ہوئے اپنے مربی کے استقبال کو آئے۔ حاسد موسیٰ کا غصہ ان تحائف کو دیکھکر ٹھنڈا نہ ہوا، بلکہ انکے سینے غصے کی آگ اور بھڑک اٹھی انہوں نے سوچا یہ دولت میری بجائے اس "چھوکرے" کے ہاتھ کیوں لگی اُنھوں نے طارق کو سخت الفاظ میں بُرا بھلا کہا ایسا کہتے وقت وہ بھول گئے کہ اس "چھوکرے" نے قوم کی کتنی شاندار خدمت انجام دی ہے۔ موسیٰ نے طارق کو تمام فوج کی موجودگی میں زد و کوب کیا اور ان کو مجرم ثابت کرنے کی پوری کوشش کی۔
>
> یہاں سے وہ طارق کو طلیطلہ لے گئے۔ اور انھیں حکم دیا کہ تمام مالِ غنیمت ان کے حضور میں پیش کریں اس مالِ غنیمت میں وہ میز بھی تھی جس کا حال ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔ طارق اپنے آقا کی "دنائت اور رذالت و بے انصافی" کو اچھی طرح جانتے تھے۔ اُن کو معلوم تھا کہ موسیٰ اس میز کو غصب کرنے کے بعد اُسے اپنا کارنامہ ظاہر کریں گے۔ اس لئے وہ بھی اپنی بربری چالاکی پر اُتر آئے۔ انھوں نے اس کا ایک مرصع پایہ چھپا لیا اور باقی میز موسیٰ کے حوالے کردی موسیٰ کو جب یہ اچھی طرح یقین ہوگیا کہ میز اسی غیر مکمل حالت میں ملی تو اُنھوں نے یہ گمشدہ پایہ سونے کا بنواکر میز کو مکمل کر دیا۔ اُنھوں نے تمام مالِ غنیمت تلاش کر ڈالا مگر ویسے قیمتی موتی نہ مل سکے جو میز کے دوسرے پایوں میں جڑے تھے۔
>
> میز کے حصول کے بعد اُنھوں نے طارق کو سپہ سالاری سے معزول کرکے قید کر دیا۔ یہ بربری (یعنی طارق) اس قید کے معنی اچھی طرح جانتے تھے انھیں معلوم تھا کہ اُنھیں قتل کر دیا جائے گا۔ اُنھوں نے پریشانی ظاہر نہ ہونے دی اور اپنے دوستوں کی معرفت اس ایلچی کو رشوت دی جس کو موسیٰ نے دمشق بھیجا تھا۔ وہاں سے ایک خاص آدمی یہ حکم لے کر پہونچا کہ طارق کو رہا کرکے اس کے عہدے پر بحال کر دیا جائے۔
>
> موسیٰ نے بادلِ ناخواستہ اس حکم کی تعمیل کی اور ایک عارضی اور ظاہری صفائی ان دونوں کے مابین ہوگئی! مگر دونوں کے دلوں میں نفرت کی وہ آگ سلگتی رہی۔ جو کسی طرح بجھائے نہ بجھتی تھی ایک طرف ناقابلِ معافی ظلم و ستم تھا اور دوسری طرف کبھی نہ ٹلنے والی دشمنی تھی۔ غرض دونوں نے جمع ہوکر شہرت اور ناموری کے طمع سے اراغون پر حملہ کیا۔"

یہ ہے طارق اور موسیٰ ایسے دو بے نفس اور عظیم الشان سپہ سالاروں کی باہمی ناراضگی سے متعلق وہ بیان جسے ایک انگریز نے اپنے خیال سے دیانت اور راستی کے ثبوت میں لکھا۔ اس شخص نے اپنے بیان سے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ اسے طارق سے اس کی مظلومیت کی بنا پر ہمدردی ہے۔ اور موسیٰ سے اُن کے ظلم کی بنا پر کد! مگر وہ یہ ساری من گھڑت داستان لکھتے وقت بھول گیا ہے کہ موسیٰ کو طارق سے وہی تعلق تھا جو باپ اور بیٹوں میں ہوتا ہے۔

موسیٰ نے طارق کو بچپن سے پالا۔ بعض خطرناک مقامات پر اپنے بیٹوں کو تو بھیجنا گوارا کیا۔ لیکن طارق کو محض اس لئے نہ بھیجا کہ وہ انھیں انتہا سے زیادہ عزیز تھے۔ ہمیں اس چیز سے انکار نہیں کہ موسیٰ طارق سے ناراض ہوئے۔ مگر دنیا جانتی ہے کہ انتہائی محبت میں بدگمانی بہت جلد جگہ پکڑتی ہے۔ موسیٰ کے دل میں طارق کی اس حرکت سے ضرور بدگمانی پیدا ہوئی کہ اُنھوں نے ان کے حکم کی خلاف ورزی کی، وہ اگر طارق کے حقیقی باپ بھی ہوتے اس وقت بھی یہی صورت ہوتی۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ موسیٰ اس بات پر طارق کی تذلیل پر اُتر آتے۔

اوپر ہم نے جو عبارت نقل کی ہے اس کا لفظ لفظ اور سطر سطر اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ انگریز مورخ کو موسیٰ کی بلند پیشانی پر ایک بدنما داغ لگانا مقصود تھا۔ اس نے ان دونوں باپ بیٹوں سے اسپین کی فتح کا انتقام لیا۔ اس نے باپ کی سیرت کو داغدار ظاہر کرنے کے لئے طارق کو پٹوایا۔ جیل میں ڈلوایا اور میز کا ذکر نہ گھڑا۔

حالانکہ یہ مصنف طلیطلہ کی فتح کے وقت خود اس چیز کو بیان کر چکا ہے کہ طارق نے میز خلیفۂ وقت کے لئے مخصوص اور محفوظ کر رکھی تھی۔ ہم نہیں سمجھ سکے کہ ایسی حالت میں موسیٰ طارق کے ساتھ اس قسم کی سختی کیسے کر سکتے تھے۔ یہ چیز بھی غلط ہے کہ موسیٰ مال و دولت کے حصول کے اس درجہ حریص تھے کہ اُنھوں نے طارق کو قتل کر دینا چاہا۔ موسیٰ کے کیرکٹر پر یہ کتنا بڑا الزام ہے کہ اُنھوں نے اپنے پروردہ کے ساتھ یہ زیادتی کی۔

اسپین کی تاریخ پڑھنے والے لازمی طور پر طارق سے زیادہ ہمدردی رکھتے ہوں گے۔ یہ اس چابک دست انگریز کو اچھی طرح معلوم تھا اس لئے اس نے ان کے دلوں میں موسیٰ کی طرف سے نفرت بٹھانے کا یہ اچھوتا طریقہ اختیار کیا کہ طارق کو مظلوم ثابت کریں اور موسیٰ کو ظالم۔ حالانکہ یہ حقیقت ہے کہ اس دشمن اسلام مورخ کو نہ موسیٰ سے ہمدردی تھی اور نہ ہی طارق سے۔ یہ دونوں کا قومی دشمن تھا اور اس نے اس عجیب طریقہ سے اپنی دشمنی کو چھپانے کی کوشش کی۔

اس بیان میں آپ دیکھ چکے ہوں گے کہ موسیٰ کے متعلق اس نے دنی، رذیل۔ طامع۔ حریص۔ ظالم اور اسی قسم کے اور بہت سے مذموم الفاظ استعمال کئے ہیں۔ کیوں اور کس لئے؟ محض اس لئے کہ اس نے اور اس کے پروردہ نے ہسپانیہ کی عیسائی سلطنت کا ٹھاٹ اُلٹ دیا۔

جن لوگوں نے اس مورخ کے پیچیدہ انداز بیان پر غور کیا ہے اُنھوں نے یقیناً یہ محسوس کیا ہوگا کہ اس نے مسلمانوں کے قومی کیرکٹر کو کئی مقامات پر داغدار ثابت کرنے کی کوشش کی، خاص طور پر اس مورخ نے ایسیجا کی فتح کے وقت مسلمانوں کے ساتھ یہ کتنی بڑی بے انصافی کی ہے کہ اُنھوں نے راہبہ عورتوں سے بدفعلی کی اور پھر اُنھیں قتل کر دیا! حالانکہ اس مصنف کو اچھی طرح معلوم تھا کہ مسلمانوں نے عورتوں کے ساتھ کبھی بھی اس قسم کا سلوک روا نہیں رکھا۔

ہمیں سکاٹ سے گلہ نہیں۔ سکاٹ دوسرے انگریز مورخوں سے ہزار درجہ بہتر ہے۔ لیکن اس چیز کو کیا کیا جائے کہ وہ بھی ۳۵
آخر انگریز ہے۔ اور انگریزوں کا قومی کیرکٹر یہ رہا ہے کہ مسلمانوں کی تاریخ میں ایسے واقعات داخل کر دیں جن سے ان کا قومی کیرکٹر داغدار نظر آئے۔

ہم نے سکاٹ واقدی اور طبری کا بیان، پورے غور سے پڑھا ہے، اور ہمیں یہ حقیقت اچھی طرح معلوم ہو گئی ہے کہ سکاٹ نے یا تو یہ ساری داستان خود وضع کی یا ہسپانیہ کے دوسرے انگریز مورخوں سے لی ہے۔ طبری کا بیان بالکل صاف ہے؛ گو مفصل نہیں لیکن اس سے یہ ضرور ظاہر ہوتا ہے کہ موسیٰ ۹۲ھ میں اس وقت اندلس آئے جب طارق ہسپانیہ کی حکومت کا تختہ الٹ چکے تھے۔

اُنھوں نے طارق کو سپہ سالاری سے معزول ضرور کیا، مگر اس لئے نہیں کہ وہ حاسد تھے، بلکہ اس لئے کہ وہ فوجی نظم کو باپ بیٹے کے تعلقات سے زیادہ وسیع سمجھتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ اگر طارق کو حکم عدولی کی سزا نہ دی گئی تو فوج میں یہ ایک بہت بری مثال ہو گی۔ اور آئندہ سپاہیوں کو حکم عدولی کی جرأت ہو جائیگی۔

لیکن جوں ہی طارق نے پوری تفصیل عرض کر دی تو موسیٰ کا دل ان کی طرف سے بالکل صاف ہو گیا۔ اور پھر کبھی کوئی کدورت نہیں پیدا ہوئی۔

یہ بات بالکل غلط ہے کہ موسیٰ نے خلیفہ کے حکم سے طارق کو سپہ سالاری پر بادلِ ناخواستہ دوبارہ مامور کیا۔ دونوں باپ بیٹوں کے مابین طبعی طور پر ایک حجاب پیدا ہو گیا تھا۔ وہ حجاب اُٹھ گیا تو ساری نفرت دور ہو گئی۔

اراغون پر حملہ طارق اور موسیٰ میں صلح ہو گئی تو ان دونوں نے مل کر اراغون پر حملہ کیا۔ اراغون اسپین کے شمال مغرب میں ایک صوبہ ہے۔ اس کا رقبہ ۱۱۰۰۰ مربع میل ہے۔ اس کے وسط میں دریائے ایبرو اس بہتا ہے، صوبہ کے قدرتی طور پر دو حصے ہیں۔ ایک سبز ہے دوسرا مرتفع۔ درمیانی حصہ ناقابلِ زراعت اور بے آب و گیاہ ہے۔ پہلے یہ صوبہ رومیوں کے قبضہ میں رہا۔ رومیوں کی تباہی پر مغربی گاتھ اس پر قابض ہو گئے۔

اسپین کی حکومت پر اب موسیٰ اور طارق قابض ہو گئے تھے۔ تمام مشہور علاقے ان کے زیرِ علم آ چکے تھے۔ اسلئے اراغون کی فتح کو ضروری جانا۔

عام رعایا سے بہتر سلوک پہلے طارق تنہا تھے۔ اب موسیٰ کی شرکت سے ان کی قوت دوبالا ہو گئی۔ انھوں نے اس صوبہ کو دو حصوں میں تقسیم کر کے اس کے اہم مقامات پر قبضہ کرنا شروع کر دیا۔ جو فوج ان دونوں کے ساتھ تھی۔ انھیں بہت معمولی سا سامان ساتھ رکھنے کو دیا گیا۔ ہر سپاہی کو سمجھایا گیا کہ وہ جہاں کہیں جائیں۔ غیر مسلم علاقہ کا پورا احترام رکھیں۔ کسی نہتے پر تلوار نہ اُٹھائیں۔ کسی عورت کو بے عزت نہ کریں۔ لوگوں کا سامان نہ لوٹیں۔ البتہ جنگ کے وقت مفتوحہ شہر اس سلوک کے مستحق نہیں سمجھے گئے۔ فوج میں یہ اذن کر دیا گیا تھا کہ جو کوئی رعایا کے کسی فرد کو بلا وجہ ستائے گا اسے سخت سزا دی جائے گی۔

فوج کو یہ بھی سمجھا دیا گیا کہ رعایا کے مذہبی احساسات کا پورا احترام کرے۔ کسی جائداد کو نقصان نہ پہنچایا جائے۔ کھیت ویران نہ کئے جائیں۔ باغات پر تباہی نہ نازل کی جائے۔

دونوں بلند عزم سپہ سالار اس نظام کے ماتحت اراغون پر حملہ آور ہوئے۔ بہت تھوڑی جگہ مقابلہ ہوا۔ جہاں ہوا وہاں بھی سختی نہیں کی گئی۔ یہاں تک کہ یہ دونوں صوبہ کے مرکزی شہر سرقسطہ پر پہونچ گئے۔ سرقسطہ والوں نے ابتدا میں تھوڑی سی جنگ کی۔ لیکن بعد میں ہمت ہار گئے۔ طارق شہر پر قبضہ کرنے کے لئے شہر میں داخل ہوئے۔ فوج کو داخلے کے وقت ایک بار پھر تاکید کر دی گئی کہ کسی کا مال نہ لوٹا جائے۔ اور نہ بلا وجہ کسی کو قتل کیا جائے۔ شہر پر قبضہ کرنے کے بعد اس میں ایسا نظامِ حکومت قائم کیا گیا جس کی نظیر پہلے اس صوبہ میں کہیں نظر نہیں آتی۔

مذہبی اور شخصی آزادی ہر شخص کو اپنے مذہب پر قائم رہنے اور اپنے اعتقادات کے مطابق اپنے قومی مسلک پر کاربند ہونے کی پوری آزادی دی گئی۔

کسی کا مال نہیں لوٹا گیا۔ جاگیریں نہیں ضبط کی گئیں۔ البتہ مصارفِ جنگ کے طور پر تھوڑی سی رقم ضرور وصول کی گئی۔

قسطلونہ اور بلنسیہ پر قبضہ سرقسطہ سے فارغ ہو کر دونوں بہادر سپہ سالار قسطلونہ اور بلنسیہ کی طرف بڑھے۔ یہ دونوں شہر بھی بڑی آسانی سے فتح ہو گئے۔ وہاں بھی سرقسطہ کا سا نظامِ حکومت قائم کیا گیا۔ اور رعایا کے کسی فرد و بشر کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں دی گئی۔

جیلیقہ اور الیسٹریاس پر حملہ صوبہ اراغون کی فتح کے بعد یہ دونوں جوانمرد فاتح اسپین کے مغربی حصہ کی طرف بڑھے۔ یہاں پادریوں کی حکومت قائم تھی۔ پادریوں میں لڑنے کی جسارت کہاں سے ہوتی! انھوں نے دونوں مقامات پر بڑی ہی بزدلی کا مظاہرہ کیا اور حملہ آوروں کے سامنے، ایسے جھک گئے جیسے وہ دل سے یہی چاہتے تھے۔

ان دونوں شہروں اور ان کے مضافات کو اسلامی قلمرو میں شامل کرنے کے بعد دونوں سپہ سالاروں نے اپنا رُخ بدلا۔ طارق استورگا کو روانہ ہوئے اور موسیٰ لیوگو کو۔

بارگاہِ خلافت سے نامہ و پیام طارق اور موسیٰ کی حیثیت اب دو جدا سپہ سالاروں کی تھی۔ بارگاہِ خلافت میں دونوں کی طرف سے فتوحات کی تفصیلات برابر پہنچتی رہتی تھیں۔

موسیٰ نے بارگاہِ خلافت کو جو اطلاعات دیں ان سے خلیفہ نے یہ نتیجہ نکالا کہ موسیٰ اور اس کے رفقا اس نئے ملک سے واپس لوٹنا نہیں چاہتے۔

موسیٰ نے اندلس کو ایک حسین ترین ملک ایک زرخیز ترین علاقہ اور دلچسپ مقام ظاہر کرنے میں انتہائی فصاحت و بلاغت سے کام لیا۔ موسیٰ نے اسپین کو مصر، چین، ہندوستان، شام، افریقہ، غرض ہر ایک ملک سے بہتر ثابت کرنے کی کوشش تو اس غرض سے کی تھی کہ خلیفہ انھیں مستقل طور پر وہیں رہنے دیں اور یہ وہاں سے سارے یورپ کو روند ڈالیں اور ایک ایسی حکومت کی بنیاد رکھیں جس کی وسعت کا مقابلہ کوئی سلطنت نہ کر سکے۔

اور یہ حقیقت بھی تھی، اگر موسیٰ کو آگے بڑھنے کی اجازت دیدی جاتی

تو وہ دنیا کی تاریخ بدل ڈالتے، وہ عظیم الشان فاتح تھے، اُنھوں نے پچاس سال تک مختلف لڑائیاں لڑیں۔ اُنھوں نے افریقہ، کوہستان اطلس اور ہسپانیہ کو روند ڈالا تھا مگر کہیں بھی شکست نہ کھائی تھی۔ ان کا دعویٰ تھا کہ دنیا کی کوئی حکومت اُنھیں شکست نہیں دے سکتی۔ وہ فرانس، جرمنی اور روما کے تخت اُلٹنے پر پوری طرح آمادہ تھے۔ مگر کون جانتا تھا کہ تقدیر الٰہی اُن کے ساتھ ایک عجیب و غریب کھیل کھیلنے والی تھی۔

دربار خلافت سے طلبی طارق اسٹور گامیں تھے۔ اور موسیٰ نیوگوین، کہ ان دونوں کے نام دربار خلافت سے طلبی آئی۔ دونوں کو فوراً دمشق حاضر ہونے کا حکم دیا گیا۔

قیاس کہتا ہے کہ ان دونوں کے متعلق، دربار خلافت کے حاشیہ نشینوں نے خلیفہ سے کچھ اس قسم کی باتیں کیں جن سے خلیفہ کے دل میں یہ وہم پیدا ہو گیا کہ کہیں یہ دونوں اس نئے علاقے پر قابض نہ ہو جائیں۔

اسپین کے حالات کے مطابق یہ وہم کچھ زیادہ بعید از قیاس نہ تھا! اسپین دارالخلافہ سے بہت دور تھا! اس تک پہنچنے کے لئے بہت مدت درکار تھی! پھر راستے میں افریقہ کا صحرا واقع تھا۔ اور یہ سارا صحرا موسیٰ اور طارق کا روندا ہوا تھا۔ اگر موسیٰ اور طارق اسپین میں کوئی نئی اور خود مختار حکومت قائم کرنا چاہتے تو افریقہ بھی خوشی سے اس میں شامل ہو جاتا۔ افریقہ کے تمام جنگجو اور لڑنے والے گروہ طارق اور موسیٰ کے ساتھ اسپین کی جنگ میں شریک تھے۔ انھیں دربار خلافت سے زیادہ اپنے ان دو بہادر سپہ سالاروں کا دہ پاس تھا، خاص طور پر طارق تو اپنی فوج میں انتہا سے زیادہ ہردلعزیز تھے۔ فوج اُن کے معمولی سے معمولی اشارے پر کٹ مرنے کو تیار رہتی تھی۔

سارے ملک کا نظام حکومت موسیٰ اور طارق کو دربار خلافت میں حاضری کا حکم ملا تو! ان دونوں نے واپسی کی تیاری سے پہلے ملک کے نظام سلطنت پر از سر نو توجہ کی!

مفتوحہ علاقوں کو از سر نو منظم کیا گیا۔ یا ہر صوبہ اور صوبہ کے ہر ضلع کے حدود گو پہلے ہی سے رکھے گئے۔ لیکن ان کے داخلی اور خارجی انتظامات کو بالکل بدل دیا گیا! ہر ضلع کا ایک افسر اعلیٰ مقرر کیا گیا۔ یہ افسر اعلیٰ عربوں یا معتمد بربریوں میں سے چنا گیا۔ اس کے ساتھ کام کرنے کے لئے چند معتمد رفقا کی ایک جماعت بھی مقرر کی گئی

فوجی اور سول کی تقسیم عمل میں لائی گئی۔ لیکن اعلیٰ حاکم فوج اور سول دونوں محکموں کا انچارج قرار دیا گیا۔ صوبہ کے بعض اہم ضلعوں میں اول تو عرب اور بربری بسا دیئے گئے، ان کو ضرورت کے مطابق جاگیریں دی گئیں۔ زراعت اور کھیتی باڑی کے لئے حکومت کے خزانے سے امداد دی گئی، دوسرے، ان میں چھوٹے چھوٹے فوجی مرکز قائم کر دیئے گئے تاکہ بغاوت کا اندیشہ باقی نہ رہے۔

ضلعوں کی تقسیم کی طرح صوبوں کی تقسیم میں بھی یہی نظام ملحوظ رکھا گیا۔ فوج میں سے ایسے آدمی چن لئے گئے جو صوبوں کی حکومتوں کے اہل تھے۔ ہر صوبہ کے گورنر کو علیحدہ علیحدہ اختیارات دیئے گئے، مگر مرکز کی اطاعت ان سب پر ضروری قرار دی گئی۔

صوبوں کے انتظامات داخلی اور فوجی ضروریات کے مطابق دو علیحدہ علیحدہ محکمے قائم کئے گئے۔ اور ان محکموں کا حاکم اعلیٰ کے فرائض ہر صوبے کے گورنر کو سونپ دیئے گئے۔

عبدالعزیز بن موسیٰ سے بہتر چونکہ وائسرائے کے فرائض انجام دینے کا اہل اور کوئی شخص نہ تھا، اس لئے ان کو دونوں سپہ سالاروں نے متفقہ طور پر وائسرائے مقرر کر دیا، ان کی امداد کے لئے ایک کونسل بنا دی گئی۔ یہ کونسل مشوروں کا حق رکھتی تھی۔ لیکن وائسرائے کا حکم ناطق قرار دیا گیا۔

۴۷

مذہبی رواداری اسپین کے مفتوحہ علاقوں کی عیسائی، یہودی اور دوسرے مذاہب کی رعایا کے لئے ایک مذہبی دستور العمل ترتیب دیا گیا، اس دستور العمل کی رُو سے رعایا کے ہر فرد کو اس بات کی پوری آزادی دی گئی کہ وہ جس طرح چاہے اپنے مذہب کی پیروی کرے۔ گرجوں کی تعمیر، ان کی حفاظت۔ مذہبی تقاریب اور شادی بیاہ کے معاملات میں ہر مذہب والے کو مختار تصور کر لیا گیا۔ کسی حاکم کو اس بات کی اجازت نہ دی گئی کہ وہ رعایا کے مذہبی معاملات میں دخل دے، البتہ ایسی باتیں جن سے سیاسی خلفشار اور اسلامی قانون کی تذلیل کا پہلو نکلتا تھا! ممنوع قرار دی گئیں۔ جو حاکم صوبوں یا ضلعوں کے انتظامات کے لئے چنے گئے اُنھیں بتا دیا گیا کہ جنگ اب ختم ہو چکی ہے اس لئے کہیں بھی رعایا کے ساتھ جنگ کے زمانہ کا سلوک نہ کیا جائے اور ان کے تمام حقوق کی پوری حفاظت کی جائے۔

سیاسی تفوق جو لوگ پہلے محترم تھے اور اُنھوں نے بعد میں بھی مسلمانوں کے ساتھ رہ کر اپنی شرافت اور نجابت کا ثبوت دیا، انکے

سیاسی تفوق کو برقرار رکھا گیا۔ ان کو حکومت میں پہلے ہی کی طرح اعزاز بخشا گیا۔ جن شہروں نے جنگ پر صلح کو ترجیح دی تھی ان کے حقوق کا پورا خیال کیا گیا۔ اور گورنروں اور والسرائے کو ہدایت کر دی گئی کہ سیاسی معاہدوں میں کسی قسم کی بد دیانتی نہ کریں۔

یہودیوں کے ساتھ بہتر سلوک اسپین کے یہودی صدیوں سے مظلومیت کی افسوسناک زندگی گزار رہے تھے۔ شاہان گاتھ نے باستثنائے چند ہمیشہ ان کے ساتھ انتہائی انسانیت سوز سلوک روا رکھا۔ اُن کی مذہبی آزادی چھین لی تھی۔ ان کے املاک اور جائدادیں ضبط کر لی تھیں اور ان میں سے بیشتر افراد کو جلاوطن کر دیا تھا۔ وٹیزا کے دور میں اُن کے ساتھ کچھ انسانیت کا سلوک کیا گیا۔ لیکن صرف چند دن! ہسپانوی امرا اور پادریوں حتیٰ کہ پاپائے روم نے اس رویہ کی سخت مخالفت کی اور غریب وٹیزا اسی جرم میں قتل کر دئے گئے، وٹیزا کے بعد راڈرک تخت حکومت پر بیٹھا اس شخص نے یہودیوں کے خلاف انتہائی بربریت اور سفاکی کا برتاؤ کیا۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہودیوں میں بھی صدیوں سے غلام اور ذلیل رہنے کی وجہ سے بہت سی ذلتیں پیدا ہو گئی تھیں۔ لیکن یہ ساری پستی نتیجہ تھا ان مظالم کا جو اس غریب قوم پر صدیوں تک ہوئے۔ اسپین میں مسلمان آئے۔ اُنھوں نے اس جماعت کی ذلت کو بُری طرح محسوس کیا۔ اور نہ صرف انھیں اونچا اٹھایا بلکہ عیسائیوں کے مساوی سیاسی اور سماجی درجہ عطا کیا۔ ۳۰۱

یہودیوں کے ساتھ طارق اور موسیٰ نے جو مہربانیاں کیں اُنہی کا نتیجہ ہے کہ آج یہ قوم دنیا کی سب سے زیادہ دولت مند قوم سمجھی جاتی ہے۔ ورنہ اس سے پہلے اُنکے اکثر افراد فاقوں مرتے، غلیظ اور گندی گلیوں میں رہ کر وبائی امراض کے شکار ہوتے،

غلاموں کی سربلندی مسلمانوں سے پہلے اسپین میں غلاموں کی حالت یہودیوں سے بھی بدتر تھی۔ ان کا کام کیا تھا! پادریوں کی ہوس رانی کے سامان بہم پہونچانا، امرا اور بادشاہوں کی خدمت اور صلہ تھا! معمولی سے معمولی قصور پر قتل ہو جانا، درندوں کا شکار بننا۔ ان کو کھانے کے لئے وہ غذا دی جاتی جسے کتے تک قبول نہ کرتے۔ اکثر ایسا ہوا کہ بادشاہ اور امرا غلاموں اور درندوں کے مقابلے دیکھتے۔ شہر کے باہر شیر چیتے اور ہاتھی پنجروں سے نکال کر غلاموں پر چھوڑے جاتے۔ بھوکے درندے ان غریبوں کو دیکھتے ہی دیکھتے چیر پھاڑ دیتے اور بادشاہ اور دوسرے امرا قہقہے بلند کرتے۔

غلاموں کی حالت کا اندازہ اس چیز سے بھی ہو سکتا ہے کہ جب کبھی کوئی بادشاہ یا امیر شکار کو جاتا! اور شکار نہ ملتا تو ان غلاموں کا شکار کیا جاتا! جس جماعت کے ساتھ اتنا ظلم کیا جا رہا ہو وہ ظالم کی اطاعت کا پھندا اپنے گلے میں کیسے ڈال سکتی ہے! غلام بھی بظاہر طوعاً و کرہاً غلامی کی زندگی گزار رہے تھے۔ لیکن بباطن، وہ امراء اور بادشاہوں کے خلاف ہونے والی ہر سازش میں جان و دل سے شریک ہوتے۔

وٹیزا کے قتل کی جو سازش کی گئی اس میں غلاموں کا زیادہ دخل تھا۔ مسلمان جب اسپین میں داخل ہوئے تو جس جماعت نے ان کا خیر مقدم کیا وہ یہی غلام تھے۔ اور سچ بات تو یہ ہے کہ مسلمانوں نے آتے ہی اس جماعت کی افسوسناک حالت میں حیرت انگیز انقلاب پیدا کر دیا۔ انھیں فوج میں نہ صرف ملازمتیں دی گئیں بلکہ ذمہ دار کام بھی سونپے گئے۔

خود طارق اور موسیٰ غلامی کی زندگی گزار چکے تھے، ان دونوں کو غلاموں سے جو ہمدردی ہو سکتی تھی شاید کسی دوسرے کو نہ ہوتی! وہ جانتے تھے کہ غلامی میں انسانی جوہر کس بُری طرح زنگ آلود ہو جاتے ہیں جب بھوکے کو پیٹ بھر کھانا ملنے لگے، جب ذلیل کو پستی سے نکال کر بلندی پر پہنچا دیا جائے تو اس کا دماغ خود بخود کام کرنے لگتا ہے۔ یہی کیفیت اسپین کے غلاموں کی ہوئی۔ وہ بھوکے تھے، مسلمانوں نے انھیں روٹی دی! وہ ننگے تھے مسلمانوں نے ان کے تن ڈھکے۔ وہ ذلیل تھے مسلمانوں نے انھیں اوپر اُٹھایا تو اُن کے دماغ بھی سوچنے سمجھنے اور آگے بڑھنے کے قابل ہو گئے۔

اسپین کی بعد کی تاریخ بتاتی ہے کہ جن باعظمت شخصیتوں نے چار دانگ عالم میں اسپین کا نام روشن کیا اُن میں بہت سے اُن غلاموں کی اولاد تھی جنہیں اسلام نے سربلندی عطا کی۔

سیاسی پالیسی اسپین کی فتح کے بعد طارق اور موسیٰ نے سب سے زیادہ جس چیز پر توجہ دی اور جسے اُن کے جانشینوں نے بھی ہمیشہ ملحوظ رکھا! وہ ایک خاص قسم کی سیاسی پالیسی تھی۔ آج خواہ اس پالیسی کو مذہبی تعصب کا نام دے لیا جائے۔ لیکن اس وقت یہ پالیسی مسلمانوں اور خود ہسپانیہ کے باشندوں کے لئے بہت ہی مفید ثابت ہوئی۔

مسلمانوں کا اس پالیسی سے مقصد یہ تھا کہ عوام پر، گرجوں کے

کینوں کا اثر زیادہ نہ بڑھنے دیا جائے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ پادریوں کے ہاتھ میں عوام کو جکڑنے کا یہ ایک ایسا دام تھا اگر اسے پھیلنے دیا جاتا تو اس کے معنی یہ تھے کہ مسلمان چند سال بعد یہاں سے بوریہ بستر باندھنے کے لئے تیار رہیں۔

یہ پادریوں کے اثر اور رسوخ ہی کا کرشمہ تھا کہ گاتھ سلطنت زوال پذیر ہوئی۔ گاتھ بادشاہوں کے آخری دور میں اگر پادریوں کو سیاسیات میں دخل دینے سے روکا جاتا تو نہیں یقین ہے کہ یہ حکومت کبھی تباہ نہ ہوتی: اگر تباہ ہوتی تو بھی صدیوں بعد۔ گاتھ تو ان کے ہم مذہب اور ہم وطن تھے۔ مسلمانوں کے ساتھ ان کا کسی چیز میں بھی اشتراک نہ تھا۔ مذہب ان کا الگ، وطن ان کا اور۔ ایسی حالت میں مسلمان پادریوں کے اثر کو پھیلنے دیتے تو کیسے؟ اور اگر پھیلنے دیتے تو یہ ان کی بہت بڑی ناقابل معافی سیاسی غلطی ہوتی۔

پادریوں سے خود اسپین کی رعایا سخت نالاں تھی۔ وہ صدیوں یہاں بادشاہوں کی آڑ میں ظلم و ستم کرتے چلے آئے تھے۔ ان کے ہاتھوں رعایا کی عزت، اور آبرو تک محفوظ نہ تھی۔ مسلمانوں نے اس جماعت کو حتی الوسع عوام سے علیحدہ رکھنے کی پالیسی اختیار کر کے عوام کو ایک بہت بڑی بلا سے نجات دلا دی۔ اب راہبوں کا کام یہ تھا کہ گرجوں کے حجروں میں بیٹھ کر مسیح سے دل لگائیں۔ انھیں اس چیز کی اجازت نہ تھی کہ وہ عوام کی عام دلچسپیوں میں مداخلت کریں۔

فتوحات کے وقت ملک کی عام حالت

جب کسی ملک میں کوئی نئی قوم آتی ہے۔ پہلا نظام حکومت بدلتا ہے اور اس کی جگہ فاتح حکومت تسلط حاصل کرتی ہے تو اس کا لازمی نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ ملک کی معاشی، اقتصادی اور اجتماعی حالت بالکل بدل جاتی ہے۔ گویا ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے پرانی کھیتی کی جڑیں اکھاڑنے کے لئے زمین پر ہل چلا دیا گیا ہو۔ اور یہ صحیح بات بھی ہے کہ پرانے نظام کی جگہ جب نئے نظام کی عمارت کھڑی کی جاتی ہے تو عمارت کا دوام اس بات کا مقتضی ہوتا ہے کہ پرانی عمارت کے کھنڈرات تک بھی صاف کردیئے جائیں۔

اسپین میں مسلمان آئے۔ طارق اور موسیٰ نے ایک نئی حکومت کی بنا ڈالی تو ان کے لئے یہ لازمی امر تھا کہ پہلی حکومت کی عمارت کو بالکل اکھاڑ پھینکتے، انھوں نے ایسا ہی کیا۔ ایسی حالت میں ملک کی عام اقتصادی، اجتماعی اور معاشی حالت کا تبدیل ہونا یقینی تھا!

لیکن یہ انقلاب بہت تھوڑے دنوں کے لئے ہوا۔ مسلمانوں نے قدم جماتے ہی ملک کی عام حالت کو پہلے سے بہتر بنانے کی انتہائی کوشش کی۔ خود موسیٰ اور طارق نے ملک کے تمام مفتوحہ علاقوں میں عام منادی کرادی کہ آج کے دن کے بعد، رعایا کے جان و مال کی حفاظت اور اقتصادی حالت کی بہتری کا فرض حاکم قوم پر عاید ہوتا ہے۔ فوج کا کوئی سپاہی کوئی افسر اور کوئی اعلیٰ حاکم اس بات کا مجاز نہیں کہ رعایا کے کسی فرد کو کوئی نقصان پہنچائے، جو ایسا کرے گا اُسے عبرتناک سزا دی جائے گی۔ اس اعلان کا لازمی طور پر یہی نتیجہ ہوا کہ دفعتاً ملک کی حالت بہتر ہوگئی! اور بعد میں چل کر تو ایسی بہتر ہوئی کہ اسپین کے عوام دولت و ثروت کے اعتبار سے دنیا بھر سے بازی لے گئے۔

عوام کو کسی خاص حکومت سے بہت کم تعلق ہوتا ہے۔ ان کو اگر پیٹ بھر کر روٹی ملتی رہے۔ تن ڈھکنے کو کپڑا میسر آتا رہے۔ اور چھوٹی موٹی ضروریات بآسانی پوری ہوتی رہیں تو یہی اُن کے لئے بہت بڑی نعمت ہوتی ہے۔ مسلمانوں نے اس کا انتظام کر دیا اور پہلے سے بہت بہتر کیا۔ پہلے انھیں بیگار میں پکڑا جاتا: ان پر بھاری جرمانے عاید کئے جاتے انہیں معمولی سے معمولی جرم پر جلا وطن کر دیا جاتا۔ مویشی چھین لئے جاتے اور پھر انھیں بھوکا اور ننگا رکھا جاتا۔ مسلمانوں نے اُن کے سروں سے یہ سب بلائیں دور کردیں۔ اُنھوں نے اسپین کے جسم کا وہ فاسد حصہ ہی کاٹ ڈالا جو ان تمام امراض کا باعث تھا۔ عوام ان سے خوش ہوتے تو کیوں نہ؟ ۲۹

فتوحات کے خارجی اثرات

اب جب طارق اور موسیٰ دونوں اسپین سے واپس جا رہے ہیں تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اُن کی ان فتوحات کے خارجی اثرات کے متعلق بھی چند باتیں عرض کردی جائیں۔

شروع میں جب طارق جبل الطارق کے راستے اسپین میں داخل ہوئے تو اسپین کی ہمسایہ حکومتوں نے اس خبر سے خوشی محسوس کی۔ ان کا خیال تھا کہ یہ فاتح اسپین فتح کریں گے۔ پرانی حکومت کا خاتمہ ہوجائیگا اور عام فاتحوں کی طرح یہاں کا مال و دولت لوٹ کر واپس ہوجائینگے، لیکن جب اسپین کے طول و عرض میں مسلمان آندھی کی طرح پھیل گئے، اور ان کی قوت میں دن بدن ترقی ہی ہوتی گئی تو فرانس اور دوسری ہمسایہ حکومتوں حتیٰ کہ رومی حکومت پر بھی لرزہ طاری ہوگیا، اور انہیں اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ بلا ان کی طرف بھی نہ بڑھ جائے اور حقیقت تو یہ ہے کہ اگر موسیٰ اور طارق کو دربار خلافت سے واپسی کا حکم نہ آتا تو خدا جانے

وہ یورپ کی حالت میں کس قسم کی تبدیلی کا باعث ہوتے۔ موسیٰ اور طارق کے ظاہرا رادسے تو یہی تھے کہ وہ اسپین فتح کرنے کے بعد فرانس، روم، اور یورپ کے دوسرے حصوں کی طرف بڑھیں۔ انھیں وہاں کون روک سکتا! یہ اس وقت نہیں کہا جا سکتا۔ فرانس کی حالت یہ تھی کہ اسپین تو دریا نے وادلیٹ کے معرکے کے بعد کافی دنوں تک لڑتا رہا۔ مگر فرانس ایسی ایک ہی جنگ میں ختم ہو جاتا۔ روم شاید دو ایک لڑائیاں اور لڑتا، لیکن آخر میں ہمت ہار دیتا!

افسوس خلیفہ کے وہم نے یہ موقعہ ہی نہ آنے دیا، ورنہ دنیا کی تاریخ کسی اور ڈھنگ پر لکھی جاتی۔

واپسی کا منظر خدا کی شان دیکھیے کہ طارق اور موسیٰ دو سپہ سالاروں میں سے اول الذکر کس حالت میں اندلس کے ساحل پر اترا۔ اس کے ساتھ صرف سات ہزار آدمی تھے۔ اور وہ بھی بے سروسامان۔ اول تو جہاز جبراً چھینے گئے اور پھر انھیں نذرِ آتش کر دیا گیا۔ اس بے سروسامانی کی حالت میں وہ اسپین میں داخل ہوتا ہے اس کا دوسرا ساتھی! دس ہزار سپاہ کے ساتھ کسی قدر بہتر حالت میں آتا ہے۔ مگر یہ بھی کوئی ایسی اچھی حالت نہ تھی۔ مگر جب دونوں واپس جاتے ہیں تو کس شان کے ساتھ، اس کا بھی نظارہ دیکھیے۔

۴۰ موسیٰ اور طارق نے واپسی سے پہلے تمام اضلاع کے سرداروں کو حکم بھیج دیا تھا کہ جب اُن کا قافلہ اُن کے علاقوں سے گزرے تو زائد فوج انکے ساتھ ہو جائے۔

طارق اور موسیٰ دونوں سب سے آگے شاندار گھوڑوں پر سوار تھے۔ پیچھے افریقہ کے بربری سردارانِ فوج تھے قطار اندر قطار اونٹوں پر مالِ غنیمت لدا ہوا تھا۔ اس مالِ غنیمت میں مختلف قسم کے ہتھیار، زرہ بکتر، ملبوسات، زیورات اور دوسری قیمتی چیزیں شامل تھیں۔ اونٹوں کی قطاروں کے پیچھے سینکڑوں خوبصورت عورتیں، جو مختلف فتوحات میں ہاتھ آئیں۔ سونے کے خوبصورت ہار پہنے سواریوں پر آ رہی تھیں۔ اُن کے پیچھے گاتھ خاندان کے چار سو وہ مغرور افراد تھے جنھیں اسپین میں طوفانِ بدتمیزی اُٹھا رکھا تھا اُن کے پیچھے تیس بیل گاڑیوں پر جواہرات، موتی۔ قالین اور اسی قسم کا دوسرا مالِ غنیمت تھا! اس کے پیچھے محافظ فوج، سردارانِ عرب اپنے اپنے رتبہ کے مطابق آ رہے تھے۔ ان سب سے پیچھے ایک لاکھ وہ فوج تھی جو افریقہ اور ہسپانیہ کے غلاموں سے ترتیب دی گئی تھی۔

اور یہ سب فاتح کے انجام کو دیکھنے کے لئے دمشق جا رہے تھے۔

اس شان و شوکت کے ساتھ موسیٰ اور طارق قیروان (افریقہ) کے دار الخلافہ پہنچے۔ موسیٰ نے افریقہ کو تین حصوں میں تقسیم کیا اور اپنے تینوں بیٹوں! عبد اللہ، عبد الملک اور عبد الاعلیٰ کو وہاں حاکم کر کے خود دمشق کی طرف بڑھے۔

رستہ میں جہاں کہیں سے بھی یہ عظیم الشان اور عدیم النظیر قافلہ گزرا۔ سردارانِ علاقہ موسیٰ اور طارق کے استقبال کو پہنچے اسی شان سے یہ قافلہ قاہرہ پہنچا۔ قاہرہ پہنچ کر اس کی شان اور بھی دوبالا ہو گئی اور مصر کے بہت سے لوگ اُن کے ساتھ ہو گئے۔

موسیٰ اور طارق ابھی شام کے حدود میں داخل ہی ہوئے تھے کہ انکو سلیمان بن عبد الملک ولی عہد سلطنت کا ایک نامہ ملا۔ اس نامہ پر سنے انھیں پیغام دیا کہ ولید سخت بیمار ہیں اس لئے وہ اس وقت تک آگے نہ بڑھیں جب تک خلیفہ کا انتقال نہ ہو جائے۔ سلیمان چاہتے تھے کہ یہ عظیم الشان قافلہ ان کی حکومت میں دمشق پہنچے۔ اس سے ایک تو یہ کارنامہ ان کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا اور دوسرے مالِ غنیمت بھی ان کے ہاتھ آتا۔

مگر موسیٰ نے اُن کے اس پیغام پر کوئی توجہ نہ کی۔ اور آگے بڑھتے گئے۔ جمعہ کے دن یہ قافلہ دمشق پہنچا۔ خلیفہ نمازِ جمعہ ادا کر رہے تھے! نمازِ جمعہ سے فراغت کے بعد دمشق کی جامع مسجد میں خلیفہ نے موسیٰ اور طارق کو شرفِ ملاقات بخشا۔ دونوں کو سینے سے لگایا اور بیش بہا انعامات سے سرفراز کیا۔

دمشق کی حکومت میں انقلاب موسیٰ اور طارق کو دمشق پہنچے ہم تھوڑے ہی دن ہوئے تھے کہ ان کے مربی اور قدر دان ولید اس دنیا سے سدھار گئے۔

ولید ۸۶ھ میں اپنے باپ عبد الملک کی وفات کے بعد تختِ خلافت پر بیٹھے۔ ولید کے متعلق لوگوں کا خیال ہے کہ وہ حضرت معاویہ کے بعد بنو امیہ کے بہترین تاجدار ہیں۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ اس تاجدار نے اپنے زمانۂ حکومت میں بہت سے نیک کام کئے۔ ہمیں اس سے غرض نہیں اور نہ ہی یہ ہمارا منصب ہے کہ ہم بنو امیہ کی خلافت کے جواز اور عدمِ جواز پر بحث کریں۔ ہم صرف ولید کے عہدِ حکومت کی چند اچھی باتیں گنوانا چاہتے ہیں۔ اس نے بہت سی مسجدیں بنوائیں۔ جن میں اہم یہ ہیں جامع دمشق، مسجد مدینہ منورہ،

یہ سپہ سالار ہو جانے کے باوجود اس کی یہی عادت تھی کہ زمیں، اندھوں اپاہجوں کے وظیفے مقرر کر رکھے تھے اور انھیں سرکاری خرچ سے ایک ایک خادم مہیا کر دیا تھا۔ ولید کے زمانہ حکومت میں مسلمانوں کی سلطنت میں حیرت انگیز اضافے ہوئے۔ قتیبہ بن مسلم باہلی نے کاشغر فتح کیا۔ محمد بن قاسم نے ہندوستان اور طارق اور موسیٰ نے اسپین۔

ولید کی یہ عام عادت تھی کہ چھوٹے چھوٹے دوکانداروں کے پاس حلیہ بدل کر جاتا اور اُن سے بیسیوں گنا زیادہ قیمت پر سامان خریدتا۔

ولید کو قرآن کی تلاوت سے ایک گونہ عشق تھا؛ جو سائل بھی اس سے امداد طلب کرنے آتا اس سے یہی پوچھتا تم قرآن اچھی طرح پڑھنا جانتے ہو، اگر وہ کہتا کہ ہاں جانتا ہوں تو اس کو منہ مانگی مراد دیتا اور اگر وہ کہتا کہ نہیں جانتا یا امتحان پر اسے سچا نہ پاتا تو اُسے معمولی سی سزا دینے کے بعد اپنے خرچ سے قرآن پڑھواتا۔

موسیٰ اور طارق کا انجام

الغرض یہی وہ ولید تھے جن کے بھروسے پر موسیٰ اور طارق بڑی شان و شوکت کے ساتھ دمشق آئے اب یہی ولید اُن کے آنے سے چند دن بعد انتقال کر گئے اور ان کی جگہ سلیمان بن عبد الملک تخت حکومت پر بیٹھا۔

سلیمان اپنی بہت سی باتوں میں اپنے مرحوم بھائی سے بہت مختلف تھا۔ اس میں کوئی بھی اچھی بات نہ تھی۔ اس کے بھائی نے اچھے اچھے آدمیوں کو گرانقدر انعامات دے کر بڑی بڑی خدمات پر مامور کیا اور اس نے تمام اچھے اچھے آدمیوں کو محض اپنے ذاتی انتقام کی وجہ سے نامرادی اور بے کسی کے گہرے غار میں دھکیل دیا!

موسیٰ اس کے حکم کی خلاف ورزی کر ہی چکے تھے۔ اب جو تخت حکومت پر بیٹھا تو اس نے سب سے پہلے موسیٰ سے اس حکم عدولی کا انتقام لیا۔ اُن کو دھوپ میں ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا گیا، ان کی پیٹھ پر کوڑے برسائے۔ انھیں بر سر دربار ذلیل کیا گیا، دو لاکھ دینار اُن پر جرمانہ کئے گئے، ان کی جائداد ضبط کر لی گئی! اور ایسا کرتے وقت اس بات کا ذرا خیال نہ کیا گیا کہ موسیٰ نے اسکے خاندان کی بے انتہا خدمات انجام دیں۔ موسیٰ نے افریقہ اور اسپین جیسے عجیب و غریب ملکوں کو اس کے قدموں پر جھکا دیا۔

موسیٰ کو سزا دیتے وقت سلیمان کو یہ بھی خیال نہ رہا کہ اس کی عمر اسّی سال سے تجاوز کر چکی ہے اور اس بڑھاپے کے زمانے میں وہ شاندار خدمات انجام دیتا رہا ہے۔

جب موسیٰ کو اپنی شاندار خدمات کا یہ صلہ ملا تو طارق کو کیا توقع ہو سکتی تھی۔ گو طارق پر زیادہ سختی نہیں کی گئی۔ لیکن انھیں انعام سے نوازا بھی نہیں گیا۔ انھیں کوئی بڑی خدمت بھی نہیں دی گئی۔ البتہ انھیں اجازت دے دی گئی کہ وہ جہاں چاہیں رہ سکتے ہیں۔

طارق کی بقیہ زندگی

انتہائی دُکھ ہوتا ہے کہ طارق ایسے زبردست سپہ سالار کی آخری زندگی کے حالات بہت کم کسی تاریخ میں نظر آتے ہیں۔ ہمارے قدیم مورخین کا خدا بھلا کرے۔ بادشاہوں کے فضول قصے تو لکھتے رہے لیکن جن بزرگ شخصیتوں نے تاریخ میں انقلابات پیدا کر دیے انھیں یہ قطعاً نظر انداز کر گئے۔

حضرت طارق کے متعلق ہمیں بہت جد و جہد اور محنت کے بعد صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ وہ سلیمان کے دربار سے ناکام ہو کر اسپین واپس چلے گئے۔ اُن کے پاس تھوڑی بہت جو دولت تھی اس کے سہارے زندگی کے آخری دن گزارتے رہے۔ ان کا انتقال کہاں ہوا اس سے بھی تاریخ بالکل ناواقف ہے۔ اور کوئی نہیں جانتا کہ مرنے کے بعد اس بزرگ و گرامی وجود کو چھپانے کی سعادت زمین کے کس خطہ کو حاصل ہوئی۔

البتہ اسپین کی تاریخ میں یہ الفاظ کہیں کہیں دکھائی دیتے ہیں کہ طارق کی اولاد بہت دنوں تک اسپین میں انتہائی عزت اور احترام کی نظر سے دیکھی جاتی رہی۔

ہمارا قیاس کہتا ہے کہ طارق اسپین ہی میں فوت ہوئے اور اپنے فاتح کی مقدس لاش کو چھپانے کی سعادت اسی خطہ کو حاصل ہوئی۔

حضرت طارقؒ کی عظمت

دمشق کی نامراد حکومت نے اس بلند رتبہ سپہ سالار کے ساتھ جو سلوک کیا وہ آپ دیکھ چکے، اب یہ بھی سن لیجئے کہ یہ بلند پایہ شخص کس حیثیت کا انسان تھا۔

حضرت طارق غلامی کی گمنامی اور غلیظ چادر میں لپٹے موسیٰ کے پاس پہنچے۔ یہ چادر چند ہی دنوں میں اُتار پھینکی اور اپنے قوائے عمل اور دماغی صلاحیت سے بہت جلد ترقی کی اور ایسی ترقی کی کہ دنیا میں بہت کم ایسی مثالیں ملتی ہیں۔

وہ مصر میں رہے تو مصر کے لئے باعث فخر تھے، افریقہ گئے تو افریقہ کی عظمت کا باعث بنے۔ بربریوں کے مزاج کو انھوں نے چند سالوں میں ایسا بدلا کہ یہ انسانیت کے معیار پر پورے اُترتے دکھائی دینے

پھر ان ہی بربریوں کو ساتھ لے کر ہسپانیہ پہنچے۔ ہسپانیہ میں اُنھوں نے جس عظمت کا مظاہرہ کیا اُسے آپ پچھلے صفحات میں دیکھ چکے ہیں۔

افسوس ہے حضرت طارق کو اسپین میں کچھ زیادہ دنوں ٹھیرنے کا موقعہ نہیں ملا۔ اگر موسیٰ اپنے بیٹے عبدالعزیز کی بجائے طارق کو اسپین چھوڑ جاتے تو شاید اسپین کی تاریخ آج کچھ اور ہوتی۔

ذاتی کردار وہ بہترین سپہ سالار تھے، سپاہیوں کی نبض پر ہمیشہ ان کا ہاتھ رہتا۔ ان میں ذرہ برابر غرور نہ تھا۔ وہ تھے تو بربری لیکن اخلاقِ حسنہ کے ایسے حسین و جمیل پیکر تھے کہ قریش میں اُن کی مثال بہت کم ملتی ہے۔

وہ ہر ایک سے نہایت خندہ پیشانی سے پیش آتے۔ ایسا بارہا ہوا کہ اُن کی فوج کا کوئی معمولی سپاہی بیمار پڑا تو وہ دونوں اس کی عیادت کو جاتے۔ اُس کی ضروریات خود اپنے ہاتھوں سے پوری کرتے رہے، وہ عہدے کے اعتبار سے سپہ سالار تھے لیکن کام کے اعتبار سے سپاہی۔ وہ ہر مشکل اور جان جوکھوں کے کام پر خود جاتے۔ جس فصیل پر کوئی سپاہی نہ چڑھ سکتا اس پر خود چڑھتے۔ جس کام کو کوئی نہ کر سکتا اُسے خود کرتے۔ سپاہیوں کی تنخواہیں عین وقت پر دیتے۔ اُن کی حوصلہ افزائی کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ مالِ غنیمت میں جو حصہ دوسروں کو ملتا وہی خود بھی لیتے۔ ۴۲

انھیں دوسرے سپہ سالاروں کی طرح عورتوں سے زیادہ لگاؤ نہ تھا! اور نہ ہی مال و دولت کی ہوس تھی۔ اُنھوں نے افریقہ اور اسپین کی پوری فتوحات میں اپنے لئے بہت کم دولت جمع کی۔ جو ملا اُسے خمس نکال کر فوج میں تقسیم کر دیا۔

وہ انتہائی جری اور بہادر تھے۔ ان کی بہادری اور جرأت کا جو عجیب و غریب کارنامہ ہم شروع میں عرض کر چکے ہیں اس پر غور فرمائیے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ وہ کس حوصلہ اور عزم کے بزرگ تھے۔ جہازوں کو جلا دینے کا واقعہ تاریخ میں اپنی مثال آپ ہے، کیا کبھی ایسا ہوا کہ فوج کسی دوسرے ملک میں داخل ہوتے وقت ان جہازوں کو آگ لگا دے جس میں وہ سوار ہو کر آئی۔ مگر طارق نے (اللہ کی ہزاروں رحمتیں اس پر نازل ہوں) ایسا ہی کیا محض اس لئے کہ انکی فوج دشمن سے لڑتے وقت واپس ہونے کے تمام امکانات کو دل سے نکال دے!

یہ کتنی بڑی جرأت تھی!

وادیٔ وادالرجیث، طلیطلہ اور اشبیلیہ کی فتح اور باقی تمام وہ فتوحات جو انھوں نے ہسپانیہ میں انجام دیں۔ وہ محض صدقہ تھیں اُن کی ذاتی جرأت اور بہادری کا۔ اور ہم تو سمجھتے ہیں کہ اگر طارق کی جگہ موسیٰ ہی ہوتے تو وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے تھے۔ موسیٰ اسپین آتے وقت اپنے ساتھ دس ہزار آدمی لائے تھے۔ اور سات ہزار آدمی ان کے بیٹے بعد میں لائے۔ لیکن پھر بھی وہ بڑی مشکلوں سے چند شہروں کو فتح کر سکے اور اس وقت فتح کر سکے جب طارق تمام بڑی فوجوں کو تباہ کر چکے تھے اور اُن کی ہیبت ہسپانیہ کے تمام باشندوں کے دلوں میں بیٹھ چکی تھی۔ ہسپانیہ کی فتح کا سہرا طارق کی حسین پیشانی کے سوا اور کسی پیشانی پر سجتا دکھائی نہیں دیتا۔

طارق انتہا درجہ کے عابد اور پرہیزگار تھے۔ وہ سارے دن گھوڑے کی پیٹھ پر سوار رہتے۔ اور رات رب کے حضور عجز و بندگی کے اظہار میں گزارتے۔

وہ راتوں کو بہت کم سویا کرتے۔ سپاہی کو یوں ہی سونے کی کہاں فرصت ملتی ہے۔ پھر وہ تو عابد تھے۔ اور عابد بھی ایسے کہ رات رات بھر عبادت میں گزار دیتے۔ وہ جتنے دن افریقہ اور ہسپانیہ میں رہے اُن کے ہاتھوں کسی سپاہی کو کوئی تکلیف نہیں پہونچی۔ ادنیٰ سے ادنیٰ سپاہی سے لے کر بڑے سے بڑے افسر تک اُن کا نہ صرف احترام کرتے بلکہ اُن کے اشاروں پر ساری دنیا کے مصائب جھیلنے کے لئے ہر وقت آمادہ رہتے۔

بربری کسی سپہ سالار کی بہت کم اطاعت کرنے کے عادی تھے۔ مگر اُنھوں نے طارق جیسے محبوب سپہ سالار کی کبھی حکم عدولی نہیں کی، اور حکم عدولی تو بڑی چیز ہے وہ یہ خیال تک بھی دل میں نہیں لائے۔

یہی وجہ تھی کہ جب موسیٰ اُن سے ناراض ہو گئے اور اس ناراضگی کی بنا پر انھیں سپہ سالاری سے معزول کر دیا تو ساری فوج افسوس و حسرت کی تصویر بن گئی۔ فوج کی یہ حالت دیکھی اور طارق کی صفائی سنی تو موسیٰ نے انھیں فوراً بحال کر دیا۔ طارق کی بحالی کے وقت ان کی فوج میں بڑے ہی عظیم الشان جشن ہوئے۔ ہر طرف خوشی و مسرت کی لہر دوڑ گئی اور اس دن چھاؤنی میں ایسا نظر آیا جیسے سپاہیوں کو ہفت اقلیم کی دولت مل گئی ہے۔ (باقی)

(چونکہ یہ سلسلہ بہت طویل ہے اور مسلمانوں کی سلطنت کے خاتمہ تک کے حالات لکھے گئے ہیں جن کی گنجائش سردست نہیں ہے اس لئے چاہا تو بقیہ سلسلہ کتابی صورت میں)

شذرات

از عزیز حسن بقائی

کربلا کا منظر سکھر میں

بالآخرہ وہی ہوا جس کا کھٹکا تھا، اور ۱۹ نومبر کو سندھ (سکھر) میں مسلمانوں کو اقتدار اور تعصب کی چکی کے دونوں پاٹوں میں پیس دیا گیا۔ اور ایک ایسا خونی ڈرامہ کھیلا گیا کہ اس کی نظیر نہیں ملتی۔ اس تحمل، وفاداری، سفاکی، بے رحمی، بے انصافی اور بربریت کی ذمہ داری سندھ کے مسلمان وزرا پر بھی نہیں کئے جا سکتے۔ جنہوں نے ہندوؤں کو خوش کرنے کے لئے اور محض اپنی وزارت قائم رکھنے کے لئے مسلمانوں کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ اس سانحہ کے بیسیوں مختصر حالات اخبارات میں شائع ہوئے ہیں۔ اور جن کی تردید حکومت سندھ نے نہیں کی ہے۔

(۱) اکبر اعظم کے ایک درباری محمد معصوم شاہ نے دریائے سندھ کے کنارے خداوند قدوس کی عبادت کے لئے ایک مسجد بنائی جس کا نام منزل گاہ مشہور ہو گیا۔ دریائے سندھ کے ایک ناپاک بیلا میں جو مسلمانوں کی غداری اور ہندوؤں کی عیاری سے اب ساده بیلہ بن گیا ہے۔ ایک جدید مندر تھا جس کی وجہ سے نازک اندام اور شریر ہندو، مسلم اکثریت کے صوبہ میں ایک قدیم مسجد کا وجود برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ اور یہی مندر مسلمانوں کے قتل عام کا باعث ہے

(۲) منزل گاہ عہد اکبری سے آج تک مسجد ہے۔ آثار قدیمہ کے محکمہ کی رپورٹ ہے کہ مسجد ہے۔ چیف منسٹر سندھ کا تحریری اعتراف ہے کہ مسجد ہے۔ سندھ کی تاریخ قدیم کہتی ہے کہ مسجد ہے۔ سندھ کا ہندو تسلیم کرتا ہے کہ مسجد ہے۔ مگر چونکہ مسجد میں اذان ہو گی اور سندھ کی اقلیت (ہندو) اکثریت کو عبادت کی آزادی دینے کے لئے تیار نہیں، اس لئے ہندوؤں کی خوشنودی کے واسطے سندھ کی نیم مسلم لیگی، نیم کانگریسی، نیم مہاسبھائی حکومت کی جو محض سندھی ہندوؤں کے رحم پر قائم ہے۔ مسلمانوں سے کشمکش شروع ہو گئی۔ اور سندھ کے غیور مسلمانوں میں واگذاری مسجد کی تحریک مسلم لیگی رہنماؤں کے زیر قیادت شروع ہوئی اور حکومت کو ۳۰ اکتوبر تک کی مہلت دے کر پر امن ستیہ گرہ کا اعلان کر دیا گیا۔ ۳۰ اکتوبر تک حکومت نے کوئی سمجھوتہ کیا اور نہ مسجد واگذار کی۔ یکم نومبر کو مسلمانوں نے پر امن سول نافرمانی کی، اور پہلا جتھہ میرے دوست حضرت پیر غلام مجدد صاحب نقشبندیؒ (حضرت پیر صاحبؒ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے سندھ میں ایک زبردست ستون تھے۔ اُن سے مجھے ۱۹۱۹ء میں کراچی کی اس کانفرنس میں نیاز حاصل ہوا تھا جس کی صدارت حضرت مولانا محمد علیؒ حضرت مولانا شوکت علیؒ حضرت مولانا نثار احمد کانپوریؒ حضرت مولانا غلام مجدد سرہندیؒ حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنیؒ نے کی تھی۔ اور ان حضرات پر فوج میں بغاوت پھیلانے کا مقدمہ حکومت نے چلایا تھا جس میں ان سب کو دو دو سال کی قید سخت کی سزا ہوئی تھی اُس وقت سے پیر صاحب سے میرے تعلقات تھے) کی رہنمائی میں پہلا جتھہ مسجد میں داخل ہوا۔ اور ۵ ہزار مسلمان قید ہو گئے۔ جب جیل خانوں میں جگہ نہ رہی تو حکومت نے گرفتاریاں ترک کر دیں اور اس طرح مسجد پر مسلمانوں کا قبضہ عملاً تسلیم کر لیا گیا۔

۱۴ نومبر کو ڈاکٹر موبجے سکھر میں ایک انتہائی اشتعال انگیز تقریر کرتے ہیں اور اس کا نتیجہ وہ ہولناک فساد ہے جو ۱۹ نومبر کو سکھر میں ہوا۔ اور اس کی ابتدا اس طرح بیان کی جاتی ہے کہ مسجد منزل گاہ میں مسلح پولیس داخل ہوتی ہے جس میں کچھ غیر مسلم بھی تھے اور کئی ہزار کے نہتے اسلامی اجتماع پر بغیر انتباہ شدید قسم کا لاٹھی چارج ہوتا ہے۔ مگر مسلمان اپنے محترم رہنما حضرت پیر غلام مجدد صاحبؒ کے حکم کی تعمیل میں (جو شدید طور پر زخمی ہو چکے تھے) کسی سرکاری ملازم پر ہاتھ نہیں اُٹھاتے۔ مگر اس عدم تشدد کے باوجود مسجد سے باہر
۱۳ نکلنے کے لئے تیار نہ تھے۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے بعد بیہوش کر دینے والی گیس مسجد میں پھینکی گئی اور پولیس اور فوج کو گولی چلانے کا حکم دیتے ہیں۔ آزادانہ طریقے سے مشینوں کا استعمال ہوتا ہے جس سے اس وقت ایک مسلمان خاتون اور مسلمان مرد جو اطمینان سے کلام اللہ کی تلاوت کر رہے تھے شہید ہو جاتے ہیں۔ اور بہت سے زخمی خاک و خون میں تڑپنے لگتے ہیں۔ بقیۃ السیف مسلمان اپنے گھروں کو روانہ ہوتے ہیں۔ اس وقت گنڈے اور مفسد ہندو ان ستم رسیدہ زخمیوں پر پتھروں، سوڈے کی بوتلوں اور تیزاب کی پچکاریوں اور لاٹھیوں سے حملہ کرتے ہیں۔ اور اس طرح زخمی اور نہتے مسلمانوں کی لاشیں تڑپتی ہیں جن کے لئے کوئی طبی امداد کا انتظام نہیں ہوتا۔ حکومت اور ہندوؤں کے مظالم کی چکی میں پسنے کا انجام یہ ہوتا ہے کہ پورے سندھ میں ایک ہولناک ہندو مسلم فساد ہو جاتا ہے جو کئی ہفتہ تک جاری رہتا ہے۔ یہ ان بیانات کا خلاصہ ہے جو سندھ کے اخبارات اور مسلمان لیڈروں نے شائع کئے اور انکی تائید یا تردید حکومت سندھ نے نہیں کی لہٰذا حکومت سندھ کو چاہئے کہ وہ فوراً ایک مصدقہ بیان شائع کرے۔

حضرت پیر صاحبؒ (خدا اُن کی قبر کو نور سے بھر دے) کے ساتھ مجلس واگذاری مسجد کے سکرٹری بھی زخموں کی تاب نہ لا کر شہید ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور اس کے علاوہ ہزاروں مسلمان زخمی اور خانہ ویران ہوئے۔ کئی لاکھ روپے کا مالی نقصان ہوا اور سینکڑوں

مسلمانوں کی وفات کی اطلاعات ہیں جن میں سے اکثر کا [illegible] امداد پر بنا
چلانا حکومت کا فرض ہے۔

اس ہولناک فساد کو ہوئے ایک مہینہ ہو چکا۔ مگر ابھی تک مسلم لیگ نے کچھ کیا اور نہ خاکساروں نے۔ جن کو یوپی کے مسلمانوں کی ہمدردی کا ہیضہ توڑ بے زور شور سے ہوا تھا۔ اگر وہ بے غرض ہوتا تو بجید قابل احترام تھا۔ مگر سندھی مسلمانوں کی تباہی پر نہ مسلم لیگ آنسو گراتی ہے نہ احرار۔ نہ پرانی جمیعۃ العلماء کچھ کرتی ہے اور نہ نئی جمیعۃ علماء سامنے آتی ہے۔ حالانکہ سندھ کے مسلمان اس عالم یاس میں مسلمانوں کی واحد نمائندگی کی سند انگریز سے لینے والی مسلم لیگ کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ مگر مسلم لیگ پر موت نما خاموشی طاری ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ مسلم لیگ کے قائد اعظم کو اس حادثہ ہائلہ کا علم ہی نہیں۔ جو ان کا کوئی بیان آج ۲۲ دسمبر تک شائع نہیں ہوا۔ حالانکہ اب تک یہ کام ہونے ضروری تھے۔

(۱) زخمیوں اور تباہ شدہ مسلمانوں کے لیے ریلیف کیٹیاں۔

(۲) حادثہ کی تحقیقات کے لئے ایک تحقیقاتی کمیشن۔

(۳) منزل گاہ کو پُر امن طریقہ سے حاصل کرنے کے لئے دس لاکھ مسلمان رضاکاروں کی بھرتی کا اعلان۔

(۴) ایک لاکھ رضاکاروں کے پہلے دستہ کی مسٹر جناح کی سرکردگی میں روانگی کا اعلان (جس میں ہر صوبہ کی اسمبلی کے تمام مسلمان ممبر شریک ہوں)

(۵) سندھ ریلیف کیٹی کے لئے پانچ لاکھ روپے کی اپیل۔

(۶) گرفتاران بلا کی قانونی امداد کے لئے موثر کیٹی کا قیام۔

اگر مسٹر جناح حقیقتاً مسلمانوں کے لئے کام کرنا چاہتے ہیں تو انکے لئے یہ بہترین وقت ہے کہ وہ مندرجہ بالا پروگرام کو قبول کریں اور منزل گاہ کے قضیہ کو آل انڈیا مسئلہ بنا کر ایک لاکھ رضاکاروں کے ساتھ خود جیل خانہ جانے کا اعلان کریں۔

مجھے امید ہے کہ ان کے اعلان کے بعد اُن کے جھنڈے کے نیچے ہر طبقہ کے مسلمان جمع ہو جائیں گے۔ اور حکومت سندھ میں ہمت نہ ہوگی کہ وہ ایک دن کی بھی مسلمانوں کے مطالبات قبول کرنے میں دیر لگائے۔

شکریہ

میں اُن تمام بھائیوں کا شکر گزار ہوں جنہوں نے میری سالگرہ پر مجھے مبارکبادی کے خطوط لکھے۔ اور بعض نے جوبلی منانے کا مشورہ دیا۔ اور بعض نے اپنی محبت کے تقاضے سے تحائف بھی بھیجے اور اکثر نے میری حقیر خدمات کو سراہا بھی۔

جوبلیاں بڑے آدمیوں کی منائی جاتی ہیں اور چونکہ میں غریب ہوں۔ اور میں نے کوئی اہم خدمت بھی ملک اور قوم کی انجام نہیں دی ہے۔ اس لئے اس مشورہ پر عمل کرنا میرے لئے ممکن نہیں۔

تاہم چاہتا ہوں کہ احباب کرام میرے لئے دعا کریں کہ خداوند قدوس مجھے اپنے دین اور اپنے بندوں کی خدمت کی توفیق دے اور میرا خاتمہ بخیر ہو۔ آمین۔

اگلا پرچہ صلاح الدین نمبر ہوگا

خدا کا شکر ہے کہ حضرت غازی محمد طارقؒ کی سیرت "طارق نمبر" کے نام سے شائع ہو رہی ہے۔ اور مورخ اسلام حضرت مولانا سید رشید اختر صاحب ندوی نے بہت محنت اور خوش اسلوبی سے اس اہم نمبر کو مرتب کیا ہے۔ اس کے بعد اختر صاحب نے غازی صلاح الدین ایوبیؒ کے مجاہدانہ کارنامے مرتب کئے ہیں۔ جو پیشوا کے آئندہ نمبر میں شائع ہونگے۔ جس کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ غازی اعظم نے کس طرح عیسائی اکثریت کا مقابلہ اپنے مٹھی بھر سپاہیوں سے کیا اور ظلم کے مقابلہ میں عدل، مساوات، رحمدلی، انصاف پروری کا ایسا عظیم الشان نمونہ پیش کیا کہ اسکی نظیر متمدن یورپ آج بھی پیش کرنے سے عاجز ہے۔

امید ہے کہ وہ خوف زدہ مسلمان جن پر ہندو اکثریت کی ہیبت طاری ہے، اپنے اسلاف کے کارناموں کو پڑھکر اکثریت کا خوف دل سے نکال دینگے۔

ایک ایڈیٹر اور مجسٹریٹ کی تلاش

میرے ایک سابق دوست احسان شناس کا شوق ہے کہ دہلی سے ایک اخبار نکلوانا چاہتے ہیں جس میں مجھے اور حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کو۔ اور لالہ کرم چند صاحب مدیر پارس لاہور کو فحش گالیاں دی جائیں۔ جھوٹے الزام لگائے جائیں۔ مضامین لکھیں تو وہ اور قانون کی ذمہ داری اُس صدقے کے بکرے پر ہو جو ڈکلریشن دے۔

اس قسم کے ایک ہفتہ وار اخبار کے لئے یوپی کے ایک پٹھان کو اُنہوں نے یکم دسمبر کو تیس روپے ماہوار پر ملازم رکھنا بھی چاہا۔ مگر چونکہ پٹھان اس نیک کام کے لئے راضی نہ ہوا اس لئے یہ گندہ اخبار جاری نہ ہو سکا۔ انکو توقع ہے کہ آئندہ مہینہ کوئی صدقہ کا بکرا مل ہی جائے گا۔

اس کے ساتھ اُن کو ایک ایسے مجسٹریٹ کی بھی تلاش ہے جو انکی منشا کے مطابق اپنے دائر کردہ یا اُن کے اشارے سے دائر ہونے والے جعلی مقدمات میں مجھے سزا دے سکے۔

میں برٹش انصاف اور پبلک مفاد کے لئے چیف کمشنر صاحب دہلی کو اس سازش کے انکشاف اور پبلک سیفٹی کی حفاظت کے لئے توجہ دلاتا ہوں۔

حضرت علامہ جمال الدین افغانیؒ

۹ دسمبر کو حضرت علامہ جمال الدین صاحب افغانیؒ کی یاد میں سردار [illegible] قونصل جنرل افغانستان نے ایک شاندار ایٹ ہوم نئی دہلی کے امپیریل ہوٹل میں دیا جس میں ہر طبقہ اور ہر خیال کے ہندو مسلمان سکھ عیسائی

اور یورپین مشاہیر نے شرکت کی ... اسلامیہ ... صاحب ...
... جلسہ ... حضرت علامہ ... کے کارنامں پر
ایک اہم مقالہ ... پڑھا ... کیا۔
... کو تمام دنیا میں ... یا دمیں جلسے ہوئے ہونگے
... مقالات پڑھے گئے ہوں گے۔ خصوصاً یہ تقریب افغانستان میں بہت
... سے منائی گئی ہوگی۔
کاش مسلمان اس مبلغ اتحاد افغانی رہنما کے پروگرام کو قبول کرکے
اپنے گمشدہ شرف و عظمت کو واپس لاتے۔

مسلم لیگ کا یوم آزادی

۲۲ دسمبر کو صدر مسلم لیگ نے مسلمانوں سے یوم رستگاری منانے
کی اپیل کی ہے۔ یعنی چونکہ آٹھ صوبوں میں کانگریس کی حکومت اب نہیں
رہی۔ اس لئے یوم رستگاری منایا جائے۔
میں نے کانگریسی صوبوں میں مسلمانوں کی شکایات پر ہمیشہ لکھا ہے۔
(اور اس کی سزا بھی بھگتی ہے) مگر اس وقت جبکہ پنڈت جواہر لال اور
مسٹر جناح کے درمیان ہندو مسلم سمجھوتہ کی گفتگو شروع ہونے والی ہے۔
مسٹر جناح کا یہ بیان از روئے اخلاق اور انصاف بے موقع ... اس
اتحاد شکن بیان کی ذمہ داری مسٹر جناح جیسے سمجھدار رہنما کو نہیں
لینی چاہیے تھی۔
... کا شکر ہے کہ مسلمانوں کے سمجھدار طبقہ نے مسٹر جناح کے اس
غلط مشورہ کو قبول کرنے سے انکار کردیا ہے جس سے انصاف پسند
اور اتحاد دوست حلقوں میں مسلمانوں کی پوزیشن نازک ہوگئی تھی۔

... اخبارات کے فائل درکار ہیں

... اخبارات کے فائل درکار ہیں جن صاحب کے پاس ہوں وہ
قیمت سے مطلع فرمائیں
(۱) حریت دور اول دور ثانی (۲) کرزن گزٹ (۳) ہمدرد (۴) الجمعیۃ۔
خط و کتابت کا پتہ۔ منیجر رسالہ پیشوا اردو بازار جامع مسجد دہلی

ہوش ربا گرانی

جنگ شروع ہوئے چوتھا مہینہ ہے۔ کساد بازاری کا وہی عالم ہے۔
اعلان جنگ کے وقت ... خیال یہ تھا کہ جنگ شروع ہوتے
ہی روپیہ دیہات میں پہنچے گا۔ اور دیہات سے شہروں میں منتقل ہوگا۔
... کا فائدہ ہوگا۔ مگر افسوس ہے کہ کساد بازاری
بڑھ رہی ہے۔ اور اس پر ستم یہ ہے کہ اشیائے خورد و نوش اور
... ضروریات زندگی کے نرخ روز بروز بڑھ رہے ہیں اور وہ حکومت
جس نے اعلان جنگ کے ساتھ ہی نفع بازی کو روکنے کے ... اعلانات
کئے تھے خاموش ہے۔ غریب اور متوسط طبقہ ... کا
شکار ہو رہا ہے۔ مگر حکومت تک ... کا مصداق بنکر
چند سرمایہ داروں کو ... ظلم کی لاٹھی ... غریب رعایا کو ... سے نہیں
روکتی۔

... کانگریس ...

... اور کہہ رہے ہیں کہ اگر اس وقت کانگریسی حکومتیں ہوتیں تو غریبوں
کی پکار سنتیں۔ مگر مسلم لیگ کی حکومتیں (بنگال، پنجاب و آسام) برسر اقتدار
ہونے کے باوجود غریبوں کی امداد کرنے کے لئے تیار نہیں۔ پھر ان
... کا تو کچھ ذکر ہی نہیں۔ جن میں کوئی ذمہ دار حکومت قائم نہیں۔
... جیسا کہ دہلی، اجمیر ہے۔
دہلی میں ہر صبح جب کہ سورج اپنی پہلی کرن اس ملک کے باشندوں
پر ڈالتا ہے تو گذری ہوئی شب کا نرخ دس فیصدی سے زیادہ ہوتا ہے۔
جنگ سے پہلے جو نرخ تھے ان میں سے بعض اشیاء کا نرخ سو فیصدی
بڑھ گیا ہے۔ اگرچہ شروع میں ڈیفنس آف انڈیا ایکٹ کے ماتحت کچھ
بھنگ فروشوں اور ... والوں کی گرفتاریاں ہوئیں، مگر اس گرانی
گراں فروشی کے زمانہ میں چیف کمشنر صاحب اعلان فرماتے ہیں کہ
"دہلی ایک بہت چھوٹا صوبہ ... کے قریب یوپی اور
پنجاب ہیں، جب تک مذکورہ حکومتیں ...
کوئی کارروائی نہیں کرتیں اس وقت تک دہلی کی ...
مجبور ہے۔ کیونکہ اگر دہلی میں کوئی پابندی عاید کی گئی تو
بیوپاری اپنا مال ان دونوں صوبوں میں لیجاکر مہنگا
فروخت کرسکتے ہیں اور اس طرح دہلی میں سامان کم
ہونے کا خطرہ ہے۔"
(روزنامہ وطن ۷ دسمبر ... صفحہ ... کالم ...)
جو خطرہ آنریبل چیف کمشنر صاحب نے ظاہر کیا ہے میں اس کی تردید
نہیں کرنا چاہتا۔ مگر کیا ڈیفنس آف انڈیا ایکٹ کے ماتحت ... شاہی
اختیارات سے وہ اس مال کو باہر جانے سے نہیں روک سکتے؟ اور ایسی
حالت میں کہ غریبوں کی بے روزگاری نے فاقہ کشی تک نوبت پہنچادی ہو
... چند افراد کے ناجائز نفع کو روکنے کے لئے کوئی موثر قدم نہیں اٹھاتی
اور خصوصاً ایسی حالت میں کہ ... ان ... کافی تعداد
میں موجود ہے، اور اس کو اس توقع پر روکا جارہا ہے کہ آئندہ زیادہ
نفع کمایا جائے، حکومت کو زیادہ سختی سے کام لینے کی ضرورت ہے۔
اگر یہ ممکن نہ ہو تو پھر اس کے سوا چارہ نہیں کہ حکومت ریلیف فنڈ سے
سستی دوکانیں کھولے اور غرباء کو امراء کے خود ساختہ قحط اور ...
... سے بچائے۔
... دہلی ... کراچی ...

دس سال میں ہزاروں بوڑھے نوجوان بن گئے

ہمارا دواخانہ دس سال سے نہایت کامیابی کے ساتھ پبلک کی جو خدمت کر رہا ہے وہ پوشیدہ نہیں ہے اگر آپ بُری عادات میں مبتلا ہو کر یا کثرت جماع سے نا اہل اور قبل از وقت بوڑھے ہو گئے ہیں اور اپنے جوہر حیات کو برباد کر کے وقت پر شرمندگی اُٹھاتے ہیں تو

سیکسول ٹانک پلز استعمال کر کے قدرت کا کرشمہ دیکھئے جو یقیناً جادو اثر ثابت ہوں گی (انشاء اللہ) اس کے چند روز کے استعمال سے نئی زندگی اور جوانی پیدا ہوگی۔ اور آپ تعجب کریں گے کہ کیا تھے اور کیا بن گئے۔ زیادہ اشتہاری مبالغہ آمیز الفاظ دس سال کی کامیاب خدمت کے بعد تحریر کرنے فضول ہیں۔ یقین کیجئے کہ سیکسول ٹانک پلز سے بہتر دوبارہ جوان بنانے والی اور کوئی دوا آپ کو دستیاب نہیں ہو سکتی۔ قیمت سولہ گولی والی شیشی دو روپے۔ بتیس گولی والی شیشی تین روپے بارہ آنے (ریکارڈ) پونے چار روپے علاوہ محصول ڈاک۔ اگر خلاف فطرت فعل یا جوانی کی بُری حرکتوں کی وجہ سے عضو مخصوص بیکار ہو چکا ہے۔ کجی، سستی، لاغری اور نامردی کا شکار ہو کر دنیا کی مسرتوں سے بے بہرہ اور زندگی سے لاچار ہو گئے ہیں تو سیکسول ٹانک پلز کے ساتھ

سیکسول طلاء استعمال کیجئے۔ جو عضو مخصوص کی تمام خرابیوں کو دور کر کے مردہ رگوں میں جوانی کی قوت اس قدر پیدا کرتا ہے کہ برداشت کرنا دشوار ہو جاتا ہے۔ اس کی پوری تعریف کرنے میں تہذیب مانع ہے۔ منگا کر مشاہدہ کیجئے۔ بد دستوں سے تعریف کرنے پر آپ مجبور ہوں گے۔ قیمت چھوٹی شیشی ایک روپیہ آٹھ آنے۔ بڑی شیشی دو روپے آٹھ آنے ہے۔ محصول ڈاک علاوہ۔ سیکسول ٹانک پلز کی ۳۲ گولی والی شیشی اور سیکسول طلاء کی بڑی شیشی مکمل کورس ہے۔ جس کے استعمال کے بعد آپکو تمام عمر کسی دوائی کی ضرورت نہ ہوگی۔

امساک کیلئے سیکسول ریٹینو پلز کو کافی شہرت حاصل ہو چکی ہے۔ جو خفیہ جذبات کو برانگیختہ کرنے کے دعوے کے ساتھ عیش کی گھڑیاں طویل کرتی ہیں۔ قیمت ایک درجن ایک روپیہ بارہ آنے۔ دو درجن کی شیشی تین روپے چار آنے علاوہ محصول ڈاک۔ سیکسول ریٹینو پلز کے ساتھ اگر

آلہ تسخیر زن استعمال کیا جائے تو سونے پر سہاگہ کا کام دے گا۔ مغرور سے مغرور محبوبہ اگر آپ کا دم نہ بھرنے لگے تو استعمال کے بعد بھی قیمت واپس۔ آسانی سے استعمال ہوتا ہے۔ بالکل بے ضرر ہے۔ منگا کر لطف اُٹھائیے قیمت دو روپے آٹھ آنے۔

مانع حمل ہر سال بچہ پیدا ہونے کی مشکلات سے بچنے کیلئے نہ جرمنی کا تیار کردہ ربڑ کا خاص آلہ ہے۔ ضرورت کے وقت استعمال کرنے سے حمل قرار نہیں پاتا۔ ترکیب استعمال نہایت آسان۔ سو فی صدی کامیاب۔ عرصہ دراز تک کام دیتا ہے۔ قیمت اعلیٰ قسم دو روپے۔ علاوہ محصول ڈاک۔

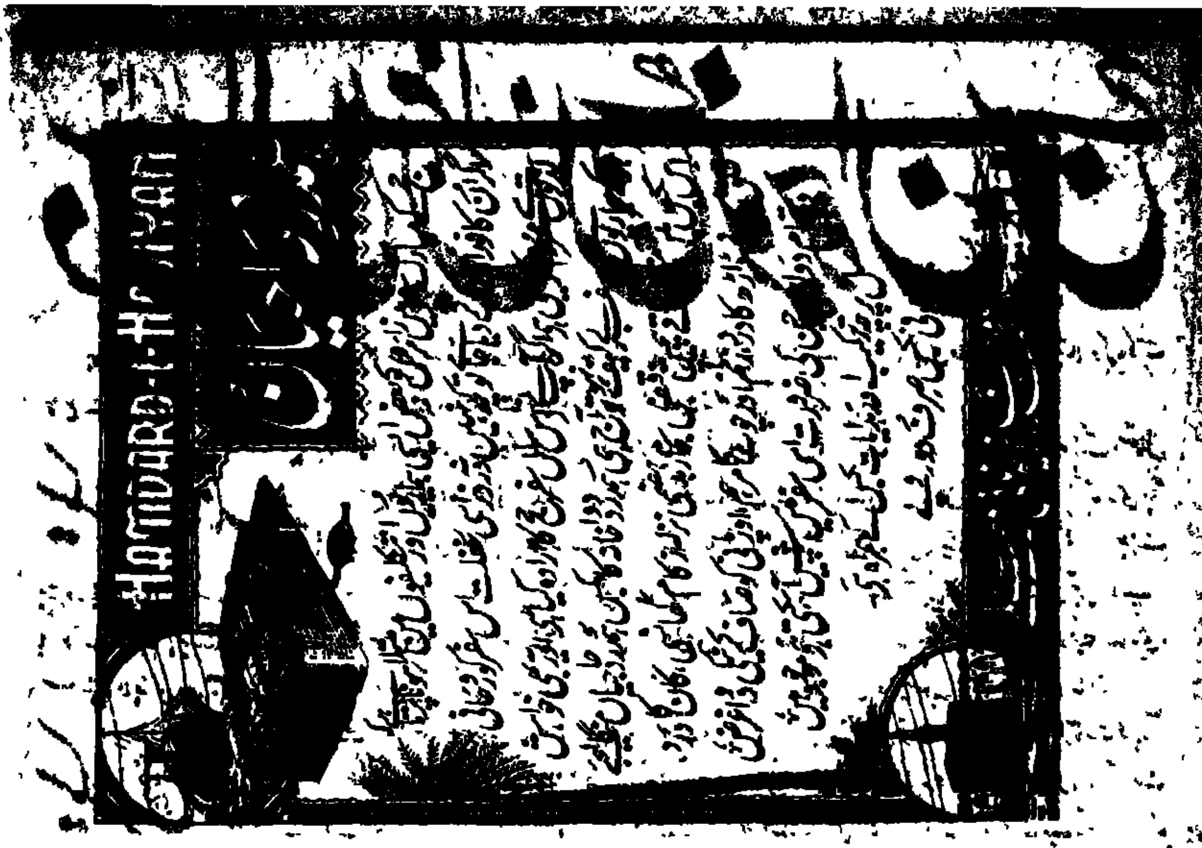
ورجینول نئی شادی کا لطف اُٹھانے کے لئے ضرورت کے وقت ذرا سی دوا استعمال کی جاتی ہے۔ جس سے ہر رات شب زفاف معلوم ہوتی ہے۔ عورتیں ناراض خاوند کو اپنا بنا لیتی ہیں۔ غلط ثابت ہونے پر قیمت واپس۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ آٹھ آنے ہے علاوہ محصول ڈاک

نوٹ بیرون ہندوستان سے فرمائش کے ہمراہ پوسٹل آرڈر بھیجنا ضروری ہے۔ محصول ڈاک ایک دوا کے لئے بھی آٹھ آنے ہے، اور تمام ادویات پر بھی آٹھ آنے ہی ہوگا۔

تمام دوائیں منگانے کا پتہ

ویسٹرن میڈیکل اسٹور انگریزی دوا فروشان اردو بازار جامع مسجد دہلی

ٹیلیفون [illegible]



معجون شباب آور (رجسٹرڈ)

قوت مردمی اور دل و دماغ کی کمزوری کیلئے مشہور نسخہ

زہریلی اور نشہ کی چیزوں سے بالکل پاک ہے مشک، عنبر، مروارید وغیرہ سے بنایا جاتا ہے

تمام ہندوستان میں اس کے بے نظیر فوائد کا اعتراف کیا گیا ہے

قیمت فی شیشی فی تولہ پانچ روپے ــــــــــ نمونہ کی شیشی ایک تولہ ایک روپیہ

[illegible] منیجر [illegible] دواخانہ یونانی [illegible]

اعجاز نما قرآن مجید مترجم مفسر

ترجمہ اعجاز نما قرآن مجید میں حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا ہے جو لفظی ہونے کے باوجود با محاورہ ہے اور زوائد و توسین کی تشریح سے بے نیاز ہے۔ تفسیر حاشیہ پر حضرت علامہ وحیدی مصری کی ہے جس سے بڑی اور سب سے آسان پوری کی پوری دے دی گئی ہے جسے علامہ موصوف نے بنا کر حال سے مسلمانوں کو قرآن مجید کا مفہوم سمجھانے کے لئے سالہا سال کی محنت کے بعد لکھا تھا۔ یہ تفسیر عربی میں تھی اس کا اردو ترجمہ حضرت علامہ آغا رفیق صاحب سے کرایا گیا ہے۔ حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند اور دیگر اکابر علماء اس ترجمہ کو پسند فرما چکے ہیں۔ مقدمہ۔ اعجاز نما قرآن مجید کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کے متعلق اتنے علمی تاریخی اور دینی مضامین کا ذخیرہ آپ کو کسی دوسرے مقدمۃ القرآن میں نہیں ملے گا۔ یہ مقدمہ پچاس سالہ مطالعۂ کلام اللہ اور وحدانیت تعلق توضیح کلام اللہ پر محققانہ غور و فکر کا نتیجہ ہے۔ کتابت کے اعتبار سے بھی اعجاز نما قرآن مجید لاثانی و بے مثل ہے ہندوستان کے مشہور نساخ جناب حاجی عبد الغنی صاحب خوشنویس نزہت رقم دہلوی خلف الرشید حضرت مولانا حاجی ممتاز علی صاحب مہاجر مکی رح نے اعجاز نما قرآن مجید کو لکھا ہے اور اپنے کمال فن کا آخری نمونہ پیش کیا ہے جس کو پڑھنے کے بعد آپ کا جی خوش ہوگا۔ یہ واقعہ ہے اور اس میں مبالغہ ذرہ برابر نہیں کہ قرآن مجید کا ایسا ایڈیشن دنیائے اسلام نے آج تک شائع نہیں کیا۔ آخر میں یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ اعجاز نما قرآن مجید کی صحت اکیاون جید حافظوں اور عالموں نے لی ہے جن کی مہریں قرآن مجید پر ثبت ہیں۔ قیمت بلا جلد للعہ مجلد پارچہ سفید مع مقدمہ کا قدر للعہ، مجلد چرمی کامل نقرئی کار ہے۔ اعلیٰ ایڈیشن مجلد چرمی نقرئی کار ہے۔ مجلد اعلیٰ سنہری کام ہے محصول ڈاک ۱۳ر

مختصر فہرست مضامین مقدمۃ القرآن اعجاز نما قرآن مجید مترجم مفسر

اعجاز نما قرآن مجید پر علماء، مشائخ، لیڈرز اور ایڈیٹران کرام کی رائیں

حضرت علامہ مفتی کفایت اللہ صدر جمعیۃ علماء ہند کی رائے
مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔
[illegible] اس وجہ سے کہ رسالہ ترجمہ دیکھا [illegible]

ابتدائی دو صفحے دیکھ سکا ہوں۔ مترجم نے صرف عربی تفسیر پر اکتفا نہیں کیا بلکہ خود بھی کافی اضافہ کرتے ہیں۔ ان [illegible] کے ترجمہ [illegible] زندگی کو [illegible] نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ [illegible]

مصورِ فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کی رائے

"اعجاز نما قرآن مجید" جناب سید عزیز حسن صاحب بقائی ایڈیٹر رسالہ پیشوا دہلی نے اعجاز نما قرآن مجید نہایت اعلیٰ اہتمام کے ساتھ شائع کیا ہے۔ جس کو میں نے غرۂ رمضان المبارک ۱۳۵۰ھ کی شام کو چاند دیکھنے کے بعد اول سے آخر تک سرسری نظر سے دیکھا اس قرآن مجید کے چار سو اٹھاسی صفحے (علاوہ مقدمۃ القرآن کے) ہیں کاغذ سفید اور نفیس ہے، خط بہت عمدہ ہے۔ صحت کا اہتمام بھی بہت زیادہ معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اکیاون (۵۱) قاریوں اور حافظوں، مولویوں کے نام آخر میں درج ہیں اور یہ لکھا گیا ہے کہ ان لوگوں نے اس قرآن مجید کی صحت میں مدد دی ہے۔ سرورق بہت خوبصورت ہے جس میں مذہبی تصور اور تخیل کی اعلیٰ شان پائی جاتی ہے۔ ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا ہے اور حضرت علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر بیان الفرقان کا مکمل اردو ترجمہ حاشیہ پر ہے اور ایک سو چالیس صفحات ہیں۔ علامہ آغا رفیق صاحب بلند شہری کا مقدمہ اردو زبان میں ہے۔ جو اردو زبان میں قرآن مجید کی نسبت ایک لاجواب چیز ہے۔ کیونکہ اس مقدمہ میں نہایت اہم عنوانات کے تحت قرآن مجید کے حقائق و معارف کو عام فہم انداز سے بیان کیا گیا ہے۔

میں نے حروف مقطعات قرآن کو تمام و کمال پڑھا۔ اور چند اور مضامین بھی دیکھے اور پسند کئے۔

قرآن مجید کی تمام سورتوں کے مسائل و احکام کو الگ الگ بہت مقبول طریقہ اور تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، جو ایک نئی اور مفید چیز ہے اور جس سے کم علم عورتوں اور مردوں اور بچوں کو بہت فائدہ پہنچ سکتا ہے اگر وہ اس پر توجہ کریں قرآن مجید کے مضامین کی فہرست بھی بہت اچھی ہے۔ اس معاملہ میں بہت لوگوں نے کوششیں کی ہیں لیکن آغا صاحب کا طرز بہت زیادہ عام فہم اور مفید ہے کیونکہ اس سے قرآن مجید کی ان آیات کا نکالنا آسان ہو جائے گا جو کسی خاص مضمون کے لئے درکار ہوں۔ بہرحال یہ مقدمہ اردو زبان میں مفید مجموعہ ہے جو تبلیغ تفہیم مضامین قرآن مجید کے لئے یقیناً ایک بیش قیمت چیز مانا گیا ہے۔

حضرت علامہ فرید وجدی مصر کے مشہور عالم ہیں اور ان کی تفسیر بیان الفرقان فہم قرآن کے لئے بہت مفید ہے۔ مگر آغا رفیق صاحب بلند شہری کا مقدمہ مجھ کو قرآن مجید کے حقائق و معارف کے بیان اور عام فہم بیان کے اعتبار سے علامہ فرید وجدی کی تفسیر سے زیادہ اہم معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ دونوں چیزیں پہلی مرتبہ اعجاز نما قرآن مجید میں شائع ہوئی ہیں۔

خدا کرے مسلمانانِ ہندوستان بقائی صاحب کی اس خدمت اسلام کی قدر کریں اور آغا رفیق صاحب کی یہ خدمت دین اور محنت تبلیغ قرآن مجید کا حق ادا کر سکیں مصارف و محنت کے اعتبار سے ہدیہ بہت ہی کم ہے۔ حسن نظامی۔

پنجاب کے مشہور قوم پرست اخبار زمزم لاہور کی رائے

"اعجاز نما قرآن مجید"

سید عزیز حسن صاحب بقائی مدیر پیشوا قرآن اور حدیث کی خدمت کے سلسلہ میں اس وقت تک بہت سا کام کر چکے ہیں۔ اس کی تازہ ترین کڑی قرآن مجید کا جدید ایڈیشن ہے۔ جس کا متن صحیح، ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا اور حاشیہ پر علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر قرآن کا اردو ترجمہ ہے جسے مولانا آغا رفیق بلند شہری نے اردو میں منتقل کیا ہے۔ ترجمہ اور تفسیر دونوں مستند ہیں کے لحاظ سے بہت بلند ہیں اور اس قرآن مجید کا مطالعہ قرآنی بصیرت میں کافی اضافہ کا موجب ہو سکتا ہے۔ ترجمہ اور حاشیہ کے علاوہ جو چیز ہمیں سب سے زیادہ پسند آئی وہ ایک مبسوط مقدمۂ قرآن ہے جو ایک سو دس صفحے پر پھیلا ہوا ہے اور جس میں مولانا آغا رفیق بلند شہری نے خدا کی ہستی کے دلائل، قرآن مجید کے کلام الٰہی ہونے کا ثبوت، نبوت و وحی کی بحث، مضامین قرآن، تاریخ قرآن، خصوصیات قرآن، قرآن کی سورتوں کے فضائل، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی دلیلوں اور قرآنی قصوں کو جمع کر دیا ہے۔ یہ مقدمہ فی نفسہٖ بہت مفید شے ہے۔ اس کے علاوہ مضامین قرآن کی مکمل فہرست ہے جس میں مضامین کے باب باندھ کر ان تمام آیات کے حوالے دے دئے گئے ہیں۔ جن میں وہ مضامین وارد ہوئے۔ یہ فہرست قرآن کی بصیرت حاصل کرنے کا بہت مفید ذریعہ ہے مثلاً "باب علم" ہے اس میں ان تمام آیتوں کے حوالے ہیں جو علم کے لفظ اور مضمون سے متعلق ہیں۔ اسی طرح صفات و اسمائے الٰہی نبوت اور تعلیمات قرآن کے تمام اجزاء، تقطیع بڑی۔ ہدیہ مجلد عمر

(اخبار زمزم لاہور، نومبر ۱۹۳۱ء صفحہ کالم ۱)

جناب مولانا ابواللیث صاحب ندوی مدیر اخبار مدینہ لکھتے ہیں

"اعجاز نما قرآن مجید"

سید عزیز حسن بقائی مدیر رسالہ پیشوا ایک عرصہ سے اسلامی کتب اور رسائل کے اردو تراجم کی اشاعت کی مفید خدمت انجام دینے میں مصروف ہیں مذکورہ بالا قرآن مجید کی اشاعت ان کی اسی خدمت کے سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے، اس قرآن مجید کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ متن میں مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا محققانہ اور مستند ترجمہ اور حاشیہ پر نہایت مفید تفسیری حواشی درج کئے گئے ہیں۔ جن میں علامہ فرید وجدی مصری کی قرآنی تحقیقات بھی شامل ہیں علاوہ بریں جناب آغا رفیق صاحب بلند شہری کا ایک طویل مقدمہ بھی درج ہے جو قرآن اور مذہب اسلام کے متعلق ضروری معلومات کا حامل ہے ہم امید کرتے ہیں کہ یہ اعجاز نما قرآن مجید مسلمانوں میں مقبولیت حاصل کرے گا اور لوگ بقائی صاحب کی کوششوں کی پوری قدر کریں گے۔ ( )

(مدینہ بجنور ۱۳ جنوری ۱۹۳۲ء صفحہ ۵ کالم ۱)

مجاہد غیور حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی

جوائنٹ سکریٹری جمعیۃ علماء ہند و سکریٹری آل انڈیا تحفظ فلسطین دہلی تحریر فرماتے ہیں:-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب سید عزیز حسن صاحب بقائی مدیر پیشوا نے مشہور مکتبہ سے اعجاز نما قرآن مجید طبع کرایا ہے جس کے سلسلہ میں حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا ترجمہ

اور حاشیہ پر مصر کے مشہور مصنف حضرت علامہ فرید وجدی کی تفسیر کا اردو ترجمہ، یہ ترجمہ جناب مولانا آغا رفیق صاحب بلند شہری نے کیا ہے۔

ترجمہ کے لئے حضرت تھانوی صاحب کا اسم گرامی کافی ضمانت ہے، اور تفسیر کے لئے علامہ فرید وجدی کی شہرت کفیل اور اُس کو عربی سے اُردو کے قالب میں ڈھالنے کے لئے ادیب شہیر آغا رفیق صاحب کا نام نامی ہر طرح قابل اطمینان ہے۔

میں نے جستہ جستہ اس تفسیر کو پڑھا۔ ترجمہ مستند اور قابل اعتبار ہے۔

سید صاحب نے اشاعت کے سلسلے قرآن مجید ہر غریب و امیر مسلمان تک پہنچانے کے لئے ارزانی کا کافی لحاظ رکھا ہے۔

میں ایسے مسلمانوں سے خصوصیت کے ساتھ اپیل کرتا ہوں "جو ایک طرف قرآن عزیز کے ساتھ ساتھ ترجمہ اور مختصر سی تفسیر چاہتے ہوں اور دوسری جانب زیادہ ہدیہ ادا کرنے سے بھی معذور ہوں" وہ ضرور بالضرور اس اعجاز نما قرآن شریف کو منگائیں۔

سید عزیز حسن صاحب بقائی اس توجہ اور محنت کے لئے قابل داد ہیں اللہ تعالیٰ اُن کی اس سعی کو کامیاب فرمائے۔

خادم ملت:- محمد حفظ الرحمٰن کان اللہ لہٗ از ندوۃ المصنفین دہلی

۱۱- رمضان المبارک ۱۳۶۸ھ

محقق دوراں حضرت علامہ سعید احمد صاحب فاضل دیوبند

منشی فاضل مولوی عالم فاضل ایم اے لیکچرار مشن کالج و ایڈیٹر رسالہ برہان دہلی تحریر فرماتے ہیں:

جناب محترم حافظ سید عزیز حسن صاحب بقائی ایڈیٹر پیشوا نے اسلامی و دینی کتابوں کو اُردو کا جامہ پہنا کر کم سے کم قیمت میں شائع کرنے کا جو کامیاب سلسلہ قائم کر رکھا ہے۔ اُس میں سب سے نمایاں اور حیرت انگیز تبلیغی کارنامہ اعجاز نما قرآن مجید کی اشاعت ہے قرآن شریف کے متن میں صحت کا خاص اہتمام کیا گیا ہے اور اس پر طرفہ یہ کہ بین السطور میں حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا ترجمہ ہے جو اپنے مستند اور درست ہونے میں کسی دلیل کا محتاج نہیں، پھر اس پر ہی اکتفا نہیں کی گئی۔ حاشیہ پر دور حاضرہ کے مشہور مصری عالم حضرت علامہ فرید وجدی کی تفسیر بیان الفرقان کو اُردو میں ترجمہ کر کے چڑھایا گیا ہے ترجمہ کی درستی، سلاست اور روانی کے لئے جناب مترجم مولانا آغا رفیق صاحب بلند شہری کا نام نامی کافی ضمانت ہے، جو متعدد اور مفید مذہبی تاریخی کتابوں کے مترجم و مصنف کی حیثیت سے ارباب علم و ادب کے حلقہ میں محتاج تعارف نہیں ہیں۔ یہ دونوں تفسیریں بجائے خود نہایت مفید اور قرآنی مطالب و احکام آسان طریقہ سے سمجھانے میں مدد دینے والی ہیں۔ اس پر مستزاد یہ کیا گیا ہے کہ حضرت مترجم نے شروع میں ۱۴۴ صفحات کا مبسوط اور فہم قرآن کے لئے لاجواب مقدمہ لکھ کر اس اعجاز نما قرآن مجید کے ایڈیشن کی افادی حیثیت کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا ہے۔ یہ کہنا مبالغہ نہیں ہے کہ اس مقدمہ میں اُن تمام اصولی باتوں کا ذکر آ گیا ہے جن کا جاننا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے اور جن کو پڑھ کر ایک مسلمان مسائل و اُصول دین سے خاصی واقفیت حاصل کر سکتا ہے۔ مولانا آغا رفیق کا یہ کمال بہت زیادہ مستحق ستائش ہے کہ وہ دین کے پیچیدہ سے پیچیدہ مسئلہ کو بہت آسان طریقے سے سمجھا دیتے ہیں۔ مقدمہ کے اختتام پر قرآن مجید کے مضامین کی ایک مکمل فہرست مع سورتوں اور آیتوں کے حوالے کے دی گئی ہے جو ارباب تالیف و تصنیف اور حضرت علماء و طلبہ کے لئے بہت فائدہ والی ہے اور مزید لطف یہ ہے کہ یہ بیان تمام خوبیوں کے بالمقابل بہت ہی کم یعنی صرف ۔۔ مجلد بارہ ۔۔ مجلد تیرہ تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محترم حافظ عزیز حسن صاحب کس قدر سرگرمی سے ساتھ اس قرآن شریف کو ایک بار ہر مسلمان تک پہنچا کر تبلیغ کا حق ادا کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اور مولانا بلند شہری کو اجر جزیل عطا فرمائے اور اس طرح کے کار خیر کرنے کی بیش از بیش توفیق ارزانی کرے۔ آمین۔ میں تمام مسلمانوں سے عالم ہوں یا غیر عالم، غریب ہوں یا امیر پر زور درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس ایڈیشن کا ایک ایک نسخہ ضرور رکھیں۔ اس کے ہوتے ہوئے وہ بہت سی دینی کتابوں سے بے نیاز ہو سکتے ہیں مجھ کو امید قوی ہے کہ مسلمان اس کام کی ہمت افزائی کر کے حافظ صاحب کو زیادہ سے زیادہ تبلیغی خدمات کرنے کا موقع دیں گے۔ والسلام

سعید احمد کان اللہ لہٗ ایڈیٹر برہان دہلی ۱۳۶۸ھ

مشہور قوم پرور روزانہ اخبار قومی گزٹ دہلی کی رائے

"اعجاز نما قرآن مجید مترجم مفسر"

۵۲۲. عرصہ سے ایک ایسے قرآن مجید کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی جس کا ترجمہ سلیس ہو، تفسیر عام فہم ہو اور ہدیہ کم ہو اور تفسیر انسانی آراء و افکار سے پاک ہو۔

خدا کا شکر ہے کہ اس ضرورت کو سب سے پہلے اور سب سے زیادہ مکمل طریقہ سے میرے دوست حافظ سید عزیز حسن بقائی ایڈیٹر "پیشوا" دہلی نے محسوس کیا اور اعجاز نما قرآن مجید مترجم مفسر صرف کبیر کے بعد شائع کر دیا۔ جو اس وقت میرے سامنے ہے۔ سب سے پہلے اشیل کی خوشنمائی اور ڈیزائن کی دلفریبی کو دیکھ کر میرا دل خوش ہوا اور اس کے بعد مقدمۃ القرآن (جو اپنی جگہ ایک مستقل کتاب ہے) پر نظر ڈالی فہم قرآن کے لئے اس سے زیادہ مکمل اور اس کے برابر طویل مقدمہ آج تک نہیں شائع ہوا۔ مقدمۃ القرآن کے سات باب ہیں۔ پہلے باب میں خدا کی ہستی کو بدلائل عام طریقہ سے ثابت کیا ہے اور نبوت کی ضرورت اور ختم نبوت پر مکمل بحث کی گئی ہے۔ دوسرے باب میں قرآن مجید کی خصوصیات پر طویل اور مکمل بحث ہے۔ تیسرے باب میں قرآن مجید کے مضامین پر سیر حاصل بحث کر کے اور احکام و مسائل قرآن بیان کر کے سمندر کو کوزے میں بند کیا ہے۔ چوتھے باب میں صحف الٰہیہ کی تاریخ اور اشخاص و اقوام اور آخر قرآن کی تاریخ بیان کی گئی ہے۔ پانچویں باب میں تلاوت قرآن، فضائل قرآن، اور قرآن حکیم کا اثر منکرین قرآن پر بتایا گیا ہے۔ چھٹے باب میں فضائل قرآن اور ترتیب قرآن پر بحث کی گئی ہے۔ ساتویں باب میں قرآن حکیم کے خواص و اعمال لکھے گئے ہیں اور اس کے بعد بتیس صفحہ کی طویل فہرست مضامین ہے جس پر ایک نظر ڈالتے ہی جس حکم قرآن کی ضرورت ہو ایک منٹ میں مل جاتا ہے۔ یہ طویل اور مفید اور ضروری

مقدمہ اور فہرست مضامین قرآن حکیم اپنی جگہ مکمل تاریخ قرآن ہے جو اس سے پہلے اُردو میں ناپید تھی۔

ترجمہ حکیم الامت حضرت علامہ اشرف علی تھانوی کا ہے۔ جو فہم قرآن کے لئے مروجہ ترجموں میں سب سے بہتر تسلیم کیا گیا ہے۔

حاشیہ پر دنیائے اسلام کے مشہور عالم حضرت علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر بیان القرآن مکمل چڑھائی گئی ہے۔ علامہ فرید وجدی زمانۂ حال کے مشہور علماء میں سے ہیں جن کی رفعت و عظمت سے دنیائے اسلام بخوبی واقف ہے وہ ایک یگانۂ روزگار تصنیف دائرۃ المعارف (انسائیکلوپیڈیا) کی دس ضخیم جلدوں کے مصنف ہیں جو علوم و فنون کا ایک نادر مجموعہ ہے اور جس نے عربی زبان کو مغربی زبان کے پہلو بہ پہلو کھڑا کر دیا ہے۔

حضرت علامہ ممدوح کی یہ تفسیر قرآن مجید کی صحیح تعلیم کا مفہوم معلوم کرنے کے لئے کامل ہے۔ یہ تفسیر پڑھ کر ہر مسلمان قرآن مجید کے احکام کا اثر جان سکتا ہے اور قرآن حکیم کو اس کی اصلی اسپرٹ میں سمجھ سکتا ہے۔ اس بے مثل قرآن شریف کی لکھائی چھپائی بہت اعلیٰ ہے الغرض تیرہ سو سال میں کلام اللہ کا یہ پہلا اڈیشن ہے۔ جو زمانہ کی ضروریات کے مطابق شائع کیا گیا ہے۔ ضخامت تقریباً ... صفحے ہے۔ اور یہ بہت ہی کم قیمت صرف عمر

آل انڈیا مسلم لیگ کا علمبردار اخبار الامان دہلی کی رائے

"اعجاز نما قرآن مجید مترجم مفسر"

جناب حافظ سید عزیز حسن صاحب بقائی مالک و مدیر رسالہ پیشوا دہلی قابل مبارکباد ہیں کہ ان کی دیرینہ آرزو پوری ہوئی اور انہوں نے مسلمانوں کے سامنے قرآن مجید کا ایک ایسا نسخہ زر کثیر صرف کر کے پیش کیا ہے جسے بجا طور پر اعجاز نما قرآن مجید کا اعجاز نما نسخہ کہا جا سکتا ہے۔ یہ قرآن مجید مترجم ہے اس اعجاز نما قرآن مجید کا ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا ہے جو لفظی ہونے کے باوجود بامحاورہ اور زوائد و قوسین کی تشریح سے بے نیاز ہے۔ حاشیہ پر علامہ فرید وجدی کی سب سے بڑی اور سب سے آسان پوری کی پوری تفسیر دے دی گئی ہے۔ جسے علامہ موصوف نے زمانۂ حال کے مسلمانوں کو قرآن مجید کا صحیح مفہوم سمجھانے کے لئے سالہا سال کی محنت کے بعد لکھا۔ یہ تفسیر عربی میں تھی اور اس کا اردو ترجمہ حضرت علامہ آغا رفیق صاحب سے کرایا گیا ہے۔ ... اظہار اس ترجمہ کو پسند فرما چکے ہیں۔ اعجاز نما قرآن مجید کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ اس کے مقدمہ میں علمی، تاریخی اور دینی مضامین کا ذخیرہ دیا گیا ہے جو کسی مقدمۃ القرآن میں نہیں ملے گا۔ یہ مقدمہ صدہا کتب متعلق توضیح کلام اللہ پر محققانہ غور و فکر کا نتیجہ ہے۔ کتابت کے اعتبار سے بھی اعجاز نما قرآن مجید لاثانی اور بے مثل ہے۔ ہندوستان کے مشہور ناسخ جناب حاجی عبدالغنی صاحب خوش نویس نزہت رقم مولوی خلف الرشید

حضرت مولانا حاجی ممتاز علی صاحب مہاجر مکی ہیں نے اس کی کتابت کی اور اپنے کمال فن کا آخری نمونہ پیش کیا ہے۔ اعجاز نما قرآن مجید کی صحت چند حافظوں اور عالموں نے کی ہے جن کی مہریں قرآن مجید پر ثبت ہیں ہمیں اُمید ہے کہ ملک اس نادر نسخہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھے گا ہر مسلمان اس سے مستفیض ہوگا۔

ایڈیٹر صاحب روزنامہ وحدت دہلی کی رائے

مکرم و محترم حافظ صاحب قبلہ سلام مسنون!

میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ اپنے ارادۂ نیک میں کامیاب ہوئے اور بطریق احسن کامیاب ہوئے۔ خداوند کریم اس کا اجر دین و دنیا میں آپ کو ضرور عنایت فرمائیں گے۔ آپ کے سلسلہ قرآن پاک کے نسخہ کو میں نے اپنی تلاوت کے لئے مخصوص کر لیا ہے۔

(مولوی) عبدالمجید (صاحب) شملوی ایڈیٹر روزنامہ وحدت دہلی

ایڈیٹر صاحب اخبار دین دنیا دہلی کی رائے

اعجاز نما قرآن مجید مترجم مع تفسیر

اعجاز نما مترجم قرآن مجید جس کو حافظ عزیز حسن صاحب بقائی مدیر رسالہ پیشوا نے شائع کیا ہے۔ ہماری رائے میں اپنی نوعیت کا اعلیٰ قسم ہندوستان میں پہلا قرآن مجید ہے جسے ہر لحاظ سے اور ہر اعتبار سے نہایت مکمل کہا جا سکتا ہے کیونکہ اس کلام مجید میں وہ خصوصیات جمع کر دی گئی ہیں جو آج تک کسی قیمتی سے قیمتی قرآن مجید میں نہیں پائی گئیں۔ اس کلام اللہ کی خصوصیات ملاحظہ ہوں:۔

(۱) کسی کلام مجید کی سب سے بڑی خصوصیت جو شمار کی جا سکتی ہے وہ اس کا صحیح ہونا ہے۔ یہ خوبی اس کلام مجید میں موجود ہے کیونکہ تقریباً گیارہ حافظوں نے جن کے نام کلام مجید کے خاتمہ اوراق میں درج ہیں اس کلام مجید کی صحت کی ہے

(۲) صحت کے بعد خوشنمائی اور اعلیٰ کتابت و طباعت پر نظر جاتی ہے وہ چیز بھی اس میں موجود ہے۔

(۳) صحت اور خوشنمائی کے بعد ایک کلام مجید کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کا ترجمہ عام فہم ہو کہ ہر معمولی اردو داں سمجھ سکے۔ یہ خصوصیت بھی اس کلام مجید میں نمایاں ہے کیونکہ مولانا اشرف علی تھانوی کا ترجمہ جو سب سے زیادہ عام فہم ہے اس کلام مجید میں دیا گیا ہے۔

(۴) صحت خوشنمائی اور ترجمہ کے بعد تفسیر کی ضرورت ہوتی ہے چنانچہ یہ کلام اللہ حضرت علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر سے مزین ہے۔ جس کا اُردو ترجمہ مشہور اردو زبان کے ادیب علامہ آغا رفیق صاحب نے کیا ہے۔

(۵) ان خصوصیات کے بعد کسی چیز کی ضرورت نہیں رہتی۔ لیکن پھر بھی ایک ایسی چیز اس کلام مجید میں ہے جو کسی کلام میں نہیں پائی۔

تھی۔ یعنی [illegible] کے مضامین کی مکمل فہرست اور قرآن پاک پر ایک مکمل مقدمہ جس کے مطالعہ کے بعد انسان کو معلوم ہوتا ہے کہ قرآن پاک کیا ہے اور اس کو کیا سمجھا جانا ہے۔ یہ ایسی خصوصیات ہیں جو غالباً آج تک کسی کلام مجید میں نہیں پائی گئیں اور اس کے ساتھ ہی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ کلام مجید ضرورت سے زیادہ لانبا چوڑا بھی نہیں ہے بلکہ نہایت موزوں تقطیع پر ہے۔ یعنی لمبائی ۱۱ - ۱ انچ ہے اور چوڑائی ۷ - ۱ انچ۔

یہ اس قدر رکم رکھا گیا ہے کہ ہم حیران ہیں کہ اس ہدیہ میں اتنا اچھا کلام مجید نیو کر دیا جا سکتا۔

(دین و دنیا ۲۰ - نومبر ۱۹۳۶ء صفحہ ۲۰ کالم ۱)

ایڈیٹر صاحب اخبار حمایت الاسلام لاہور کی رائے

"اعجاز نما قرآن مجید مترجم مفسر"

پیشوا بک ڈپو دہلی مذہبی کتابوں کی اشاعت کے باعث مسلمانوں میں بہت زیادہ نیک نام ہے۔ اس نے اعجاز نما قرآن مجید کے نام سے ابھی حال میں ایک مترجم اور مفسر قرآن شریف شائع کیا ہے اور غالباً پیشوا بک ڈپو کا یہ اعجاز ہے کہ اس کی طرف سے اس قدر خوبیوں والا قرآن حکیم شائع کیا گیا۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی جیسے بزرگ محترم عالم دین اس کے مترجم ہیں ان کے ترجمہ کی خوبی کے متعلق کچھ کہنا آفتاب کو چراغ دکھانا ہے۔ حاشیہ پر مصر کے مشہور عالم حضرت علامہ فرید وجدی کی تفسیر بیان الفرقان کا اردو ترجمہ دیا گیا ہے۔ یہ تفسیر حضرت علامہ نے موجودہ دور کے مسلمانوں کی ضروریات اور فہم و ادراک کو پیش نظر رکھ کر لکھی ہے اور عالم اسلام میں اسے بہت پسند کیا گیا ہے۔

یہ تفسیر گو پہلی تفسیروں کی طرح غیر ضروری تفصیلات کی حامل نہیں ہے لیکن قرآن کو سمجھنے کے لئے جن باتوں کی ضرورت ہے ان تمام پر حاوی ہے۔

اعجاز نما قرآن مجید میں ایک اور سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کے شروع میں مقدمۃ القرآن کے ماتحت ۱۴۴ صفحات میں قرآن حکیم سے متعلق تمام وہ معلومات درج کر دی گئی ہیں جن کا ایک مسلمان کے لئے جاننا نہایت ضروری ہے۔

ان تمام معلومات کا ماخذ اعجاز نما قرآن حکیم ہے اور اس طرح قرآن کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے ناشر نے ہر امکانی کوشش کی ہے۔

جناب مولانا سید نذیر حسن تھانوی مالک پیشوا بک ڈپو اس خدمت قرآن پر مبارکباد کے مستحق ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ مسلمان اس اعجاز نما قرآن مجید کی قدر کریں گے اور کوئی اسلامی گھر اتنی بے شمار خوبیوں والے قرآن مجید سے خالی نہ رہیگا۔

معنوی محاسن کے علاوہ یہ قرآن حکیم بہت سے ظاہری محاسن کا بھی حامل ہے۔ سرورق نہایت خوبصورت رنگین ہے کاغذ سفید ولایتی کتابت و طباعت بہت عمدہ اور ضخامت ۴۸۰ (علاوہ مقدمۃ القرآن) صفحات ہے مگر ان تمام خوبیوں کے باوجود اس کی قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ) ناشر نے قیمت لاگت سے آدھی رکھی ہے۔ خود انہیں یہ تین روپے میں پڑتا ہے مگر انہوں نے غریب مسلمانوں کو اس دولت گرانبہا سے مالا مال کرنے کے لئے یہ نقصان اُٹھایا ہے

(اخبار حمایت الاسلام لاہور ۳ - نومبر صفحہ ۵ کالم ۲)

قرآن شریف منگانے اور مدارس میں تقسیم کرنے میں صرف ناظرین پیشوا کے لئے بڑی آسانی

ہوگئی اب آپ اس ہدیہ پر مترجم قرآن لے سکتے ہیں جو بڑے بڑے تاجروں کی

لاگت

سے بھی کم ہو۔ لیکن یہ رعایت صرف ناظرین پیشوا کے لئے ہے اور یہ ان کے احسان کا ادنیٰ کرشمہ ہے جو کہ پیشوا کی ہر اپیل کو گوش شنوا سے سنتے اور پیشوا کی بروقت امداد فرماتے ہیں خدا کے فضل سے آپ کی امداد اور میری محنت سے اب دوسرا قرآن شریف مترجم مفسر تیار ہو گیا ہے اور اس مرتبہ میں نے بفضلہٖ فضل ایزدی اور با متنان و معاونین پیشوا نے یہ تہیہ کرلیا ہے کہ اگر حالات اجازت دیتے رہیں۔ تو یہ قرآن شریف بالکل اسی ہدیہ پر ناظرین پیشوا کو دے دوں جو خالصتاً میرا خرچ ہوا ہے۔ حتیٰ کہ اشتہار اور اسٹامپ کا بھی کوئی خرچ آپ سے نہ لوں مگر یہ سب کچھ پیشوا کے خریداروں کے ساتھ ہوگا جس کے لئے ان کا نمبر خریداری کا حوالہ ضروری ہے۔ یہ غریبوں کے لئے۔

آسان ترجمہ والا قرآن مجید

ہے ترجمہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب کا ہے حاشیہ پر ان ہی کی تفسیر موضح القرآن ہے۔ بڑی تقطیع ہے شروع میں بے شمار خوبیوں کا دیباچہ ہے جس میں سات باب ہیں۔ پہلے باب میں مذہب کی اور مذہبی کتابوں کی ضرورت ثابت کی گئی ہے اور دوسرے باب میں قرآن کے نزول اور حفاظت اور ترتیب پر بحث کی گئی ہے۔ تیسرے باب میں قرآن حکیم کی تلاوت کے احکام اور فضائل بتائے گئے ہیں۔ چوتھے باب میں اوقاف اور اشارات قرآنی کی تشریح ہے۔ پانچویں باب میں قرآن شریف کی ہر سورت کے مجرب اور وظائف لکھے گئے ہیں جن کی ہر مسلمان کو قدم قدم پر ضرورت رہتی ہے۔ چھٹے باب میں قرآن حکیم کی ہر سورت کا نقش اور کلام اللہ کے تعویذ لکھے گئے۔ ساتویں باب میں بحساب کلام اللہ کی فہرست مضامین بطور ابواب کے لکھی گئی ہے۔ قلم جلی ہے۔ صحت اکیس علماء اور قاریوں نے کی ہے سفید نادرے کا کاغذ ہے۔ ہدیہ بلا جلد ۸ روپیہ جلد نقری کا دس آنے (۱۰) مطلا شدہ اور عنوانی بلا جلد ۱۰ روپیہ جلد نقری کا بارہ آنے (۱۲) چند سطریں ذیل میں بطور نمونہ درج ہیں۔

الٓمّٓ ۚ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا کیا یہ سمجھے ہیں لوگ کہ چھوٹ جاویں گے اتنا کہہ کر کہ ہم یقین لائے اور ان کو جانچ يُفْتَنُوْنَ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ نہ لیں گے اور ہم نے جانچا ہے ان کو جو ان سے پہلے تھے سو البتہ معلوم کرے گا اللہ جو لوگ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ۝ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ سچے ہیں اور البتہ معلوم کرے گا جھوٹے کیا یہ سمجھے ہیں جو لوگ کرتے ہیں برائیاں اَنْ يَّسْبِقُوْنَا ۭ سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝ مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاۗءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ کہ ہم سے آگے نکل جاویں بڑی بات چکاتے ہیں جو کوئی توقع رکھتا ہے اللہ کی ملاقات کی سو اللہ کا وعدہ لَاٰتٍ ۭ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ۭ اِنَّ آتا ہے اور وہ سنتا جانتا ہے اور جو کوئی محنت اٹھائے سو اٹھاتا ہے اپنے ہی واسطے اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ کو اللہ کو پروا نہیں جہان والوں کی اور جو لوگ یقین لائے اور کئے بھلے کام	تفسیر موضح القرآن کامل ف۱ پہلی دو آیتیں کہیں ایمان والوں کو جو گرفتار تھے کافروں کی ایذا میں اور یہ آیت جو کافروں کو ستاتے تھے مسلمانوں کو ۱۲ منہ ف۲ یعنی ایمان کی برکت سے نیکیاں ملیں گی اور برائیاں معاف ہوں گی۔ ۱۲ منہ

ملنے کا پتہ:۔ منیجر رسالہ پیشوا جامع مسجد دہلی

غضب یہ ہوا کہ اس کو کوئی بھیڑیا کھا جاوے اور تم (اپنے مشاغل میں) اس سے بے خبر رہو (کیونکہ اس جنگل میں بھیڑیئے بہت ہیں) وہ بولے کہ اگر اس کو بھیڑیا کھا جاوے اور ہم ایک جماعت کی جماعت (موجود) ہوں تو ہم بالکل ہی گئے گزرے ہوئے (کیونکہ جماعت کی قوت بھی دبا دبانا ہے اور کئی آدمیوں میں نگرانی بھی سہل ہے غرض کہہ سنکر یعقوب علیہ السلام سے ان کو لے کر چلے) سو جب ان کو (اپنے ساتھ جنگل کو) لے گئے اور (حسب قرار داد سابق) سب نے پختہ عزم کر لیا کہ ان کو کسی اندھیرے کنوئیں میں ڈالدیں (تو جو کچھ تجویز کیا تھا عملدرآمد کیا) اور (اس وقت ان کی تسلی کے لئے) ہم نے ان کے پاس وحی بھیجی کہ (تم مغموم مت ہو ہم تم کو یہاں سے خلاصی دیکر بڑے رتبہ پر پہنچاویں گے اور ایک دن وہ ہوگا کہ) تم ان لوگوں کو یہ بات جتلاؤ گے اور وہ تم کو (بوجہ اس کے کہ ایک حالت رفیعہ میں ہوں گے) پہچانیں گے بھی (چنانچہ یہ وعدہ واقع ہوا ہے قال علمتم ما فعلتم بیوسف الخ غرض یوسف علیہ السلام کا تو یہ قصہ ہوا) اور (ادھر وہ لوگ اپنے باپ کے پاس عشاء کے وقت روتے ہوئے پہنچے (اور جب انہوں نے رونے کا سبب پوچھا تو) کہنے لگے کہ ابا ہم سب تو آپس میں دوڑنے میں (کہ دیکھیں کون آگے نکلے اس میں) لگ گئے اور یوسف کو ہم نے (ایسی جگہ جہاں بھیڑیا آنے کا گمان نہ تھا) اپنی چیز بست کے پاس چھوڑ دیا بس (اتفاقاً) ایک بھیڑیا (آیا اور) ان کو کھا گیا اور آپ تو ہمارا کاہے کو یقین کرنے لگے گو ہم کیسے ہی سچے (کیوں نہ) ہوں اور (جب یعقوب علیہ السلام کے پاس آنے چلے تھے تو) یوسف کی قمیص پر جھوٹ موٹ کا خون بھی لگا لائے تھے (اس طرح سے کوئی ہرن یا بکری ذبح کی اور اس کے خون میں قمیص آلودہ کر لیا وہ قمیص اپنے قول کی سند میں پیش کیا) یعقوب (علیہ السلام) نے (دیکھا تو کرتہ کہیں سے پھٹا نہیں جا بجا نہیں تو) فرمایا کہ (یوسف کو بھیڑیئے نے ہرگز نہیں کھایا) بلکہ تم نے اپنے دل سے ایک بات بنالی ہے سو (خیر) صبر ہی کروں گا جس میں شکایت کا نام نہ ہوگا اور جو باتیں تم بناتے ہو ان میں اللہ ہی مدد کرے (کہ اس وقت مجھ کو ان کی سہار ہو اور آئندہ تمہارا جھوٹ آشکار ہو غرض یعقوب علیہ السلام رو پیٹ کر بیٹھ رہے) اور (یوسف علیہ السلام کا یہ قصہ ہوا کہ اتفاق سے ادھر) ایک قافلہ آ نکلا (جو مصر کو جاتا تھا) اور انہوں نے اپنا آدمی پانی لانے کے واسطے (یہاں کنوئے پر) بھیجا اور اس نے اپنا ڈول ڈالا (یوسف علیہ السلام نے اس کو پکڑ لیا جب ڈول باہر آیا تو یوسف علیہ السلام کو دیکھا خوش ہو کر) کہنے لگا کہ ارے بڑی خوشی کی بات ہے یہ تو بڑا اچھا لڑکا نکل آیا (غرض قافلہ والوں کو خبر

14 ہوئی وہ بھی بڑے خوش ہوئے) الخ

وَقَالَ الَّذِی اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖۤ اَكْرِمِیْ مَثْوٰىهُ عَسٰۤى اَنْ یَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَ

اور جس شخص نے مصر میں انکو خریدا تھا اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ اسکو خاطر سے رکھنا کیا عجب ہے کہ ہمارے کام آوے یا ہم اس کو بیٹا

وَلَدًا ؕ وَ كَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ٘ وَ لِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ ؕ وَ اللّٰهُ

بنالیں اور ہم نے اسی طرح یوسف کو اس سرزمین میں خوب قوت دی اور تاکہ ہم ان کو خوابوں کی تعبیر دینا بتلا دیں اور اللہ تعالیٰ

غَالِبٌ عَلٰۤى اَمْرِهٖ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝

اپنے کام پر غالب ہے لیکن اکثر آدمی جانتے نہیں

تفسیر۔ (وقال سے یعلمون تک) ان کو مال (تجارت) قرار دے کر (اس خیال سے) چھپا لیا (کہ کوئی اگر دعویدار نہ ہو پھر اسکو مصر میں لیجا کر کسی بڑے آدمی کے ہاتھ خوب قیمت کو بیچ کمائیں گے) اور اللہ کو ان سب کی کارگزاریاں معلوم تھیں (کہ بھائی ان کو بے وطن اور قافلہ والے ذریعہ ثمن بنا رہے تھے اور اللہ ان کو شاہ زمن بنا رہا تھا اور وہ بھائی بھی اس پاس خبر کے لئے لگے تھے اور وقتاً فوقتاً کنوئیں میں دیکھ آتے تھے کھانا پانی بھی پہنچا دیتے تھے چاہتے تھے کہ یوسف کنوئیں میں ہلاک بھی نہ ہوں کوئی ان کو نکال لے لیکن کہیں دوسری جگہ لے جاوے اور یعقوب علیہ السلام تک خبر نہ پہنچے غرض اس روز جو کنوئیں میں نہ پایا اور قافلہ کو اترتا ہوا دیکھا تو تجسس کرتے کرتے یوسف علیہ السلام تک جا پہنچے اور قافلہ والوں سے کہا کہ ہمارا غلام ہے بھاگ گیا تھا اب ہم اس کو رکھنا نہیں چاہتے) اور (یہ کہہ کر) ان کو بہت ہی کم قیمت پر قافلہ والوں کے ہاتھ بیچ ڈالا یعنی گنتی کے چند درہم کے عوض اور (وجہ اس کی یہ تھی کہ) وہ لوگ کچھ ان کے قدر دان تو تھے ہی نہیں (کہ انکو متاع نفیس کی طرح کچھ ذریعہ تحصیل مال کثیر کا بناتے کیونکہ بیع مقصود نہ تھی بلکہ مقصود بلا کی طرح ان کا یہاں سے ٹالنا تھا یوسف علیہ السلام ڈر کے مارے خاموش رہے کہ مار نہ ڈالیں اور اس کو غنیمت سمجھا) ف اس مقام میں کئی مضمون قابل تحقیق ہیں اول حضرت یوسف علیہ السلام

کے ساتھ سب سے زیادہ محبت ہونے کی مختلف وجوہ بیان کی گئی ہیں اقرب یہ ہے کہ فراست نبوت سے یعقوب علیہ السلام اُن کو بچپن ہی سے منتخب
سمجھتے اور خواب سننے کے بعد یہ امر اور زیادہ موکد ہوگیا تھا جیسا کہ اُن کے ارشاد وکذلک یجتبیک الخ سے یہ امر مترشح ہوتا ہے۔ دوم دوسرے
بھائی یوں سمجھتے تھے کہ یوسف علیہ السلام کی نسبت ایسا خیال یعقوب علیہ السلام کا اجتہاد ہے اور اجتہاد میں غلطی ہونا منافی نبوت نہیں
پس ضلال سے مراد خطائی الاجتہاد ہے ورنہ اعتقاد ضلال نبی کی نسبت کفر ہے اور یہ سب بھائی مومن یقیناً تھے گو نبوت ثابت نہیں
سوم یوسف علیہ السلام کے ساتھ جو معاملہ ہوا اُس میں تاویل دشوار ہے اس لئے ظاہر زہ وہ گناہ تھا لیکن آخر قصہ میں استغفار اور معذرت
اُن کی منصوص ہے۔ در تو بہ یقیناً مطہر ہے چہارم ظاہر لعب کو یعقوب علیہ السلام نے جائز رکھا باوجودیکہ امر عبث کی تجویز شان انبیاء علیہم السلام
کے خلاف ہے سو اصل یہ ہے کہ یہ لعب اس لئے عبث نہیں کہ مراد اس سے سابقت و تیراندازی وغیرہ ہے جو کہ امور مفیدہ میں سے
ہے جواب مشہور تو یہ ہے اور احقر کہتا ہے کہ منجملہ فوائد مقصودہ کے تجدید نشاط بھی ہے جو کہ بچوں کے لئے ضروری اور مشاغل ضروریہ میں
جی لگنے کا موقوف علیہ ہے اور ضروری کا مقدمہ بھی ضروری ہوتا ہے خوب سمجھ لو پنجم اجبیت میں بنیامین بھی شریک تھے تو اُن کی نسبت
کوئی تدبیر اُنھوں نے نہیں سوچی جواب اس کا اثنائے تقریر ترجمہ میں مذکور ہے کہ اُن کے نزدیک اجبیت بالذات یوسف علیہ السلام
کی تھی اور بنیامین کی بالعرض تاکہ بنیامین کی راحت سے یوسف علیہ السلام کو بھی راحت ہو جب یوسف نہ رہیں گے یہ معاملہ بنیامین
کے ساتھ نہ رہے گا ششم حضرت یعقوب علیہ السلام کا بل سولت لکم فرمانا بنا بر قول مشہور اُس قمیص کے سلم دیکھنے سے تھا لیکن اگر
وہ روایت ثابت نہ ہو تو ذوق اجتہاد و شہادت قلب سے ہوگا جو کہ انبیاء علیہم السلام میں اکثر تو مطابق واقع کے ہوتا ہے اور کبھی
وہ گمان واقع کے خلاف بھی ہو جاتا ہے جیسا کہ بنیامین کے ماخوذ ہونے کے قصہ میں بھی بعینہ یعقوب علیہ السلام کا یہی قول آیا ہے حالانکہ
اُس میں ظاہراً تسویل نہ تھی ہفتم جب یعقوب علیہ السلام کو یقیناً یا ظناً یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا بیان غلط ہونا معلوم تھا تو یوسف
کو تلاش کیوں نہیں کیا ایسے صبر میں تو دوسرے کی جان کا تلف ہو جانا مظنون ہے غالب یہ ہے کہ یعقوب علیہ السلام کو وحی سے اجمالاً معلوم
ہوگیا ہوگا کہ وہ تلف نہ ہونگے لیکن میری قسمت میں مفارقت طویلہ مقدر ہے میری تلاش سے نہ ملیں گے اب کوئی اشکال نہ رہا۔ ہشتم اہل سیر
٥٨ کا اتفاق ہے کہ اس وقت یوسف علیہ السلام صغیر السن تھے پس چالیس برس کے بعد وحی نازل ہونا یہ اکثری ہے کلی نہیں۔

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَرَاوَدَتْهُ الَّتِىْ هُوَ

اور جب وہ اپنی جوانی کو پہنچے ہم نے انکو حکمت اور علم عطا فرمایا اور ہم نیک لوگوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں اور جس عورت کے گھر میں یوسف رہتے

فِىْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ

تھے وہ ان سے اپنا مطلب حاصل کرنیکو ان کو پھسلانے لگی اور سارے دروازے بند کر دیئے اور کہنے لگی کہ آجاؤ تم ہی سے کہتی ہوں یوسف نے کہا اللہ بچائے وہ

رَبِّىْۤ اَحْسَنَ مَثْوَاىَ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَاۤ

میرا مربی ہے کہ مجھکو کیسی اچھی طرح رکھا ایسے حق فراموشوں کو فلاح نہیں ہوا کرتی اور اس عورت کے دل میں تو ان کا خیال جم ہی رہا تھا اور ان کو بھی

اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ؕ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْۤءَ وَالْفَحْشَآءَ ؕ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا

اس عورت کا کچھ کچھ خیال ہو چلا تھا اگر اپنے رب کی دلیل کو اُنھوں نے نہ دیکھا ہوتا تو زیادہ خیال ہو جانا عجب نہ تھا یونہی اسی طرح انکو علم دیا تاکہ ہم ان سے صغیرہ اور کبیرہ

الْمُخْلَصِيْنَ ۝ وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ؕ

گناہ کو دور رکھیں وہ ہمارے برگزیدہ بندوں میں کے تھے۔ اور دونوں آگے پیچھے دروازے کی طرف کو دوڑے اور اس عورت نے انکا کرتہ پیچھے سے پھاڑ ڈالا اور دونوں نے اس عورت

قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْۤءًا اِلَّاۤ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

کے شوہر کو دروازے کے پاس پایا عورت بولی کہ جو شخص تیری بی بی کے ساتھ بدکاری کا ارادہ کرے اسکی سزا بجز اس کے اور کیا ہے کہ وہ جیلخانہ بھیجا جاوے یا اور کوئی دردناک

قَالَ هِىَ رَاوَدَتْنِىْ عَنْ نَّفْسِىْ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ

سزا ہو یوسف نے کہا یہی مجھ سے اپنا مطلب نکالنے کو مجھ کو پھسلاتی تھی اور اس عورت کے خاندان میں ایک گواہ نے شہادت دی کہ ان کا

قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ○ وَاِنْ كَانَ قَمِيصُهُ

کرتہ اگر آگے سے پھٹا ہے تو عورت سچی اور یہ جھوٹے اور اگر وہ کرتہ

قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○ فَلَمَّا رَاٰ قَمِيصَهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ

پیچھے سے پھٹا ہے تو عورت جھوٹی اور یہ سچے سو جب ان کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا دیکھا

قَالَ اِنَّهُ مِنْ كَيْدِكُنَّ ۭ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ○ يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا

کہنے لگا کہ یہ تم عورتوں کی چالاکی ہے بیشک تمہاری چالاکیاں بھی غضب ہی کی ہوتی ہیں اے یوسف اس بات کو جانے دو

ع ۹ ۱۳ سکتہ وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ښ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ ○

اور اے عورت تو اپنے قصور کی معافی مانگ بیشک سر تا سر تو ہی قصور وار ہے

تفسیر۔ (وقال الذی سے من الخٰطئین تک) الغرض قافلہ والوں نے یوسف علیہ السلام کو بھائیوں سے خرید کر مصر میں لا کر عزیز مصر کے ہاتھ فروخت کیا) اور جس شخص نے مصر میں اُن کو خریدا تھا (یعنی عزیز) اُس نے (اُن کو اپنے گھر لا کر اپنی بیوی کے سپرد کیا اور اُس) اپنی بیوی سے کہا کہ اس کو خاطر سے رکھنا کیا عجب ہے کہ (بڑا ہو کر) ہمارے کام آوے (جیسا پرورده لوگ اپنے کام آیا کرتے ہیں) یا ہم اس کو بیٹا بنا لیں (مشہور یہ ہے کہ یہ اس لئے کہا کہ ان کے اولاد نہ تھی) اور ہم نے (جس طرح یوسف علیہ السلام کو اپنی خاص عنایت سے اس چاہ تاریک سے نجات دی) اسی طرح یوسف (علیہ السلام) کو اس سرزمین (مصر) میں خوب قوت دی (مراد اس سے سلطنت ہے) اور (جس طرح نجات سلطنت دینے کی غرض سے تھی اسی طرح اس غرض سے بھی نجات دی تھی) تاکہ ہم اُن کو خوابوں کی تعبیر دینا بتلا دیں (مطلب یہ کہ نجات دینے سے مقصود یہ تھا کہ دولت ظاہری و باطنی سے مالا مال کریں) اور اللہ تعالیٰ اپنے (چاہے ہوئے) کام پر غالب (اور قادر) ہے (جو چاہے کر دے)
۲۱ لیکن اکثر آدمی (اس بات کو) جانتے نہیں (کیونکہ اہل ایمان و یقین تو کم ہی ہیں یہ قصہ کے درمیان میں بطور جملہ معترضہ کے آگیا تاکہ وشر ار کے ساتھ اول ہی سے سامعین کو معلوم ہو جاوے کہ گو یہ اس وقت ظاہراً ایسی ناگوار حالت میں ہیں مگر ہم نے ان کو اصل میں سلطنت رفیعہ و علوم بدیعہ کے لئے بچایا ہے اور یہ حالتیں عارضی اور مقاصد اصلیہ کا مقدمہ ہیں کیونکہ ترقی سلطنت کا زینہ عزیز کے گھر کا آنا ہی ہوا اور اسی طرح علوم و واردات قلبیہ کے لئے مکارہ و مشاق سبب ہو جاتے ہیں پس اس اعتبار سے علوم کے فیضان میں بھی اس کو دخل ہوا اور مشترک طور پر امراء کے گھر پرورش پانا سلیقہ و تجربہ بڑھاتا ہے جس کی ضرورت سلطنت اور علوم دونوں میں ہے خصوص علم تعبیر میں اور اس جملہ معترضہ کا کچھ تتمہ آگے ہے یعنی) اور جب وہ اپنی جوانی (یعنی سن بلوغ یا کمال شباب) کو پہنچے ہم نے ان کو حکمت اور علم عطا فرمایا اور ہم نیک لوگوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں (جس طرح یوسف علیہ السلام کو اُن کے عمل بالشریعت کی بدولت اُن کے علم و حکمت میں روزانہ ترقی فرماتے رہے اس تتمہ جملہ معترضہ میں پہلے سے یہ بتلاتا ہے کہ جو کچھ آگے قصہ میں بعضے امور کی تہمت آپ کی نسبت آوے گی وہ سب غلط ہوگا کیونکہ وہ صاحب حکمت تھے جس کا حاصل ہے علم نافع یعنی علم مع العمل اور اُن امور کا صدور حکمت کے خلاف ہے پس صدور غلط ہے اب آگے قصہ آتا ہے کہ وہاں ناز و نعم سے رہا کئے) اور (اس اثنا میں یہ ابتلا پیش آیا کہ) جس عورت کے گھر میں یوسف (علیہ السلام) رہتے تھے وہ (ان پر مفتون ہو گئی اور) ان سے اپنا مطلب حاصل کرنے کو اُن کو پھسلانے لگی اور (گھر کے) سارے دروازے بند کر دئے اور (ان سے) کہنے لگی کہ آجاؤ تم ہی سے کہتی ہوں یوسف (علیہ السلام) نے کہا (کہ اول تو یہ خود بڑا بھاری گناہ ہے) اللہ بچائے (دوسرے) وہ (یعنی تیرا شوہر) میرا مربی (اور محسن) ہے کہ مجھ کو کیسی اچھی طرح رکھا (تو کیا میں اس کے ناموس میں خلل اندازی کروں) ایسے حق فراموشوں کو فلاح نہیں ہوا کرتی (بلکہ اکثر تو دنیا ہی میں خوار اور پریشان ہوتے ہیں ورنہ آخرت تو وقت موعود ہی ہے) اور اس عورت کے دل میں ان کا خیال (عزم کے درجہ میں) جم ہی رہا تھا اور اُن کو بھی اُس عورت کا کچھ کچھ خیال (امر طبعی کے درجہ میں) ہو چلا تھا (جو کہ اختیار سے باہر ہے جیسا گرمی کے روزہ میں پانی کی طرف میلان طبعی ہوتا ہے گو روزہ توڑنے کا وسوسہ تک بھی نہیں آتا الخ) اگر اپنے رب کی دلیل کو (یعنی اس فعل کے گناہ ہونے کی دلیل کو حکم شرعی ہے) اُنھوں نے نہ دیکھا ہوتا (یعنی اُن کو علم شریعت جو مقرون قوت عملیہ کے ساتھ ہے نہ ہوتا) تو زیادہ خیال ہو جانا تعجب نہ تھا (کیونکہ دواعی اور اسباب ایسے ہی قوی تھے مگر) چونکہ

اسی طرح اُن کو علم دیا تاکہ ہم اُن سے صغیرہ اور کبیرہ گناہ کو دور رکھیں (یعنی ارادہ سے بھی بچایا اور فعل سے بھی بچایا) کیونکہ (وہ ہمارے
برگزیدہ بندوں میں سے تھے (اور برگزیدہ بھی اعلیٰ درجہ کے بوجہ نبی ہونے کے جن کے لئے عصمت لازم ہے مگر اس عورت نے پھر بھی
اصرار کیا تو اُس وقت یوسف علیہ السلام وہاں سے جان بچا کر بھاگے اور وہ ان کو پکڑنے کے لئے ان کے پیچھے چلی) اور دونوں آگے
پیچھے دروازے کی طرف کو دوڑے اور (دوڑنے میں اُن کو جو پکڑنا چاہا تو) اُس عورت نے اُن کا کرتہ پیچھے سے پھاڑ ڈالا (یعنی کرتہ
پکڑ کر کھینچا اور یہ آگے کو دوڑے تو کرتہ پھٹ گیا مگر یوسف علیہ السلام دروازے سے باہر نکل گئے) اور (عورت بھی ساتھ تھی تو) دونوں
نے (اتفاقاً) اس عورت کے شوہر کو دروازہ کے پاس (کھڑا) پایا عورت (خاوند کو دیکھ کر سٹ پٹائی اور (بات بنا کر) بولی کہ
جو شخص تیری بی بی کے ساتھ بدکاری کا ارادہ کرے اُس کی سزا بجز اس کے اور کیا (ہو سکتی) ہے کہ وہ جیلخانہ بھیجا جاوے یا اور کوئی دردناک
سزا ہو (جیسے ضرب جسمانی) یوسف (علیہ السلام) نے کہا (کہ یہ جو میری طرف تعریض کرتی ہے بالکل جھوٹی ہے بلکہ معاملہ برعکس ہے)
یہی مجھ سے اپنا مطلب نکالنے کو مجھکو پھسلاتی تھی اور (اُس موقع پر) اُس عورت کے خاندان میں سے ایک گواہ نے (جو کہ شیرخوار
بچہ تھا اور یوسف علیہ السلام کے معجزہ سے بول پڑا آپ کی برأت و نزاہت پر) شہادت دی (اور ہر چند کہ صرف اس کا غیر معتاد
طور پر بول پڑنا ہی صدق یوسف علیہ السلام کے لئے کافی شہادت تھی مگر بولنے کے ساتھ اُس کا عاقل ہونا یہ دوسرا معجزہ آپ کا
تھا چنانچہ اُس نے ایک معقول علامت بتلا کر عاقلانہ فیصلہ بھی کیا اور کہا) کہ ان کا کرتہ (دیکھو کہاں سے پھٹا ہے) اگر آگے سے پھٹا
ہے تو (تنزلاً و تبرعاً تسلیم کر لیا کہ) عورت سچی اور یہ جھوٹے (گو یہ علامت عادۃً یقینی نہیں کیونکہ اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ دونوں آمنے سامنے
ہوں اور عورت اُن کا دامن پکڑ کر کھینچتی ہو اور یہ اُس کو چھڑاتے ہوں اس لئے دامن پھٹ گیا ہو مگر خیر ہم اس احتمال سے قطع نظر کئے
لیتے ہیں) اور اگر وہ کرتہ پیچھے سے پھٹا ہے تو (عادۃً یقینی ہے کہ) عورت جھوٹی اور یہ سچے (اس فیصلہ میں ظاہر ہے کہ عورت کے لئے
بڑی وسعت کی گئی ہے کہ اس کے صدق کی دلیل میں تو جانب مخالف کا احتمال ہوتے ہوئے بھی اُس کو دلیل قرار دے لیا اور ان کے
صدق کی دلیل کو جب دلیل قرار دیا کہ احتمال جانب مخالف کا عادۃً بالکل قطع ہو جائے غرض اس فیصلہ کے موافق وہ کرتہ دیکھا تو پیچھے سے
پھٹا ہوا نکلا) سو جب (عزیز نے) اُن کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا دیکھا (عورت سے) کہنے لگا کہ (تو نے جو کہا تھا ما جزاء من اراد باھلک الخ ۴
یہ تم عورتوں کی چالاکی ہے بیشک تمہاری چالاکیاں بھی غضب ہی کی ہوتی ہیں (پھر یوسف علیہ السلام کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا) اے یوسف
اس بات کو جانے دو (یعنی اس کا چرچا یا خیال مت کرو) اور (عورت سے کہا کہ) اے عورت (تو یوسف سے) اپنے قصور کی معافی
مانگ بیشک سراسر تو ہی قصوروار ہے ف۔ چند فائدے ضرور یہ۔ اوّل یوسف علیہ السلام نے جو قبح کی علت میں یہ فرمایا انہ ربی
حالانکہ زنا مطلقاً قبیح ہے وجہ اُس کی دو ہیں اوّل یہ کہ اس صورت میں زیادہ قبیح ہے جیسا حدیث میں پڑوسن سے اس فعل کے ارتکاب
میں زیادہ وعید آئی ہے دوسرے یہ کہ مخاطب زلیخا تھی وہ قبح شرعی کو تو سمجھتی نہ تھی اور قبح عقلی دقیق کو بھی نہ سمجھتی اس لئے ایک قبح عقلی
جو بالکل ظاہر ہے اُس کو بیان کر دیا کہ اس پر حجت ہو دوم ھم بھا الخ میں بعض محققین نے یہ بھی توجیہ فرمائی ہے کہ یہ مقید ہے لولا الخ
کے ساتھ جس میں حاصل معنے یہ ہوگا کہ وہ بھی خیال کرتے اگر برہان رب کو نہ دیکھتے مگر اب خیال بھی نہیں ہوا یہ بھی نہایت لطیف تفسیر ہے
مگر احقر نے تفسیر متن کو اس لئے اختیار کیا کہ اُس میں یوسف علیہ السلام کا کمال زیادہ ہے کہ باوجود رغبت کے جس کا منشا قوت طبیعت و
صحت بدن و تعدیل مزاج و سلامت قویٰ ہے رُک گئے اس میں صبر و مجاہدہ اشد ہے اور جو اس میں اشکال تھا وہ اس طرح رفع
ہو گیا کہ زلیخا کا ہم اور قسم کا ہے اور ان کا ھم اور طرح کا جیسا ترجمہ سے ظاہر ہے اور اسی وجہ سے ھما یا ھم کلوا حد باجزنہیں
فرمایا اور اوّل کو لام اور قد کے ساتھ مؤکد کیا دوسرے کو نہیں کیا جو کہ مؤید تغایر ہے اور اس کا ھم کہنا مشاکلۃ ہے ورنہ پھر عزم
ہم سے پہلے ہے خوب سمجھ لو سوم غلقت الابواب سے دروازوں کا تعدد معلوم ہوتا ہے اور استبقا الباب سے اس دروازہ کا لفظ
اور الفیا سیدھا لدی الباب سے دروازہ کا انفتاح معلوم ہوتا ہے سو غالب یہ ہے کہ یہ ابواب متعدد ایسے تھے جیسے امراء کے
مکانات میں ایک ایک درجہ میں کئی کئی دروازے مختلف اطراف میں ہوا کرتے ہیں ان کا آگے پیچھے علی الترتیب ہونا ضروری نہیں جیسا
کہ مشہور ہے پھر حضرت یوسف علیہ السلام ان دروازوں میں سے کسی ایک دروازے کی طرف دوڑے ہوں گے اور اس کو جلدی سے
کھول کر باہر آگئے ہوں گے جیسا معمولی طور پر صرف کنڈی لگا کر دروازہ بند کر لیا جاتا ہے اور کنڈی کے کھلنے سے کھل جاتا ہے باقی کیفیت
کھلنے کے لئے دلیل کی حاجت ہے واللہ اعلم۔ چہارم اس شاہد کا طفل شیرخوار ہونا حدیث مرفوع میں وارد ہے۔ و نیز رکوع کا تتمہ

میں وما و االآیات سے بھی ظاہرا اس کی تائید ہوتی ہے واللہ اعلم تیجم اگر یوسف علیہ السلام اس وقت نبی نہ ہوں تو اس خارق کو اصطلاح میں بجائے معجزہ کے ارہاص کہیں گے تتمہ اس شاہد نے جو فیصلہ بتلایا یہ کوئی حجت شرعی نہیں حجۃ کا فیہ تو صرف اس کا نطق ہے لیکن حاضرین کے مذاق کے موافق اس کا بیان کر دینا حجت اصلیہ کے لئے زیادہ موید ہو گیا پس اس سے ایسے امور ظنیہ کا حجت ہونا ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ قیافہ شناس نے حضرت اسامہؓ کو حضرت زیدؓ کا بیٹا بتلایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے خوش ہوئے۔

وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِينَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيزِ تُرَاوِدُ فَتٰهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ج قَدْ

اور چند عورتوں نے جو کہ شہر میں رہتی تھیں یہ بات کہی کہ عزیز کی بی بی اپنے غلام کو اس سے اپنا مطلب حاصل کرنے کے واسطے

شَغَفَهَا حُبًّا ط اِنَّا لَنَرٰىهَا فِي ضَلٰلٍ مُّبِينٍ ۝ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ

پھسلاتی ہے اس غلام کا عشق اسکے دل میں جگہ کر گیا ہے ہم تو اسکو صریح غلطی میں دیکھتے ہیں سو جب اس عورت نے ان عورتوں کی بدگوئی سنی تو کسی کے ہاتھ

وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّينًا وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ج

ان کو بلا بھیجا اور ان کے واسطے مسند تکیہ لگایا اور ہر ایک کو ان میں سے ایک ایک چاقو دیدیا اور کہا کہ ذرا ان کے سامنے تو آجاؤ

فَلَمَّا رَاَيْنَهٗٓ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ز وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ط اِنْ هٰذَآ

سو عورتوں نے جو ان کو دیکھا تو حیران رہ گئیں اور اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور کہنے لگیں حاش للہ یہ شخص آدمی ہرگز نہیں یہ تو کوئی

اِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ ۝ قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِي لُمْتُنَّنِي فِيهِ ط وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ

بزرگ فرشتہ ہے وہ عورت بولی تو وہ شخص یہی ہے جس کے بارے میں تم مجھکو برا بھلا کہتی تھیں اور واقعی میں نے اس سے اپنا

فَاسْتَعْصَمَ ط وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَآ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُونًا مِّنَ الصّٰغِرِينَ ۝ ٦١

مطلب حاصل کرنے کی خواہش کی تھی مگر یہ پاک صاف رہا اور اگر آئندہ کو میرا کہنا نہ کریگا تو بیشک جیلخانہ بھیجا جاویگا اور بے عزت بھی ہوگا

قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُونَنِيٓ اِلَيْهِ ج وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّي كَيْدَهُنَّ

یوسف نے دعا کی کہ اے میرے رب جس کام کی طرف یہ عورتیں مجھکو بلا رہی ہیں اس سے تو جیلخانہ میں جانا ہی مجھکو زیادہ پسند ہے اور اگر آپ انکے داؤ پیچ کو مجھ سے

اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِينَ ۝ فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ط

دفع نہ کرینگے تو انکی طرف مائل ہو جاؤنگا اور نادانی کا کام کر بیٹھونگا سو انکی دعا ان کے رب نے قبول کی اور ان عورتوں کے داؤ پیچ کو ان سے دور رکھا

اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝

بیشک وہ بڑا سننے والا اور خوب جاننے والا ہے

تفسیر۔ (وقال سے سمیع العلیم تک) کہ معترضین اس کے قول کو حجت سمجھتے تھے اور حجت شرعیہ پہلے سے قائم تھی یعنی الولد للفراش اس سے انکی تائید بھی ہو گئی اور اس کو شاہد کہنا باعتبار نطق کے تو ظاہر ہے کہ اسمیں احتمال صدق زلیخا سے تعرض ہی نہیں لیکن اس فیصلہ کے اعتبار سے اس کا شاہد کہنا باوجودیکہ اس فیصلہ میں دونوں متنازعین کا صدق محتمل ہے بدیں وجہ ہے کہ آخر میں اس فیصلہ کا نفع حضرت یوسف علیہ السلام ہی کے حق میں ہوا پس گویا مقصود ان کی ہی شہادت دینا ہے تتمہ اس عورت کا نام بعض نے راعیل کہا ہے اور مشہور زلیخا ہے بفتح زاء و کسر لام یا بضم زاء و فتح لام اور بعض نے کہا ہے کہ ایک نام ہے ایک لقب خواہ وہ یا یہ اور اس کا شوہر عزیز کے لقب سے مشہور تھا جیسا آگے آتا ہے امرأۃ العزیز اور یہ سلطنت مصر کے مدار المہام کا لقب ہوتا تھا اور نام اس شخص کا قطفیر ہے واللہ اعلم

ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِينٍ ۝

پھر مختلف نشانیاں دیکھنے کے بعد ان لوگوں کو یہی مصلحت معلوم ہوا کہ ان کو ایک وقت تک قید میں رکھیں

تفسیر۔ (ثم بدالہم سے حتیٰ حین تک) اور چند عورتوں نے جو کہ شہر میں رہتی تھیں (یعنی شہر کی چند عورتوں نے) یہ بات کہی کہ عزیز کی بی بی اپنے غلام کو اس سے اپنا (ناجائز) مطلب حاصل کرنے کے واسطے پھسلاتی ہے (کیسی پست طبیعت ہے کہ غلام پر گرتی ہے) اُس غلام کا عشق اُس کے دل میں جگہ کر گیا ہے ہم تو اُس کو صریح غلطی میں دیکھتے ہیں سو جب اُس عورت نے اُن عورتوں کی یہ بدگوئی (کی خبر) سنی تو کسی کے ہاتھ اُن کو بلا بھیجا (کہ تمہاری دعوت ہے) اور اُن کے واسطے مسند تکیہ لگایا اور (جب وہ آئیں اور اُن کے روبرو مختلف کھانے اور میوے حاضر کئے جن میں بعضی چیزیں چاقو سے تراش کر کھانے کی تھیں اور اس واسطے) ہر ایک کو اُن میں سے ایک ایک چاقو (بھی) دیدیا (جس کے لئے ظاہر میں تو ان چیزوں کا بہانہ تھا اور اصلی غرض وہ تھی جو آگے آتی ہے کہ جو اس باختہ ہو کر ان چاقوؤں سے اپنے ہاتھوں کو زخمی کریں گی اور (یہ سب سامان درست کرکے یوسف علیہ السلام سے جو کہ کسی دوسرے مکان میں تھے) کہا کہ ذرا ان کے سامنے تو آجاؤ (چنانچہ یوسف علیہ السلام یہ سمجھ کر کہ کوئی صحیح غرض ہوگی باہر آگئے) سو عورتوں نے جو اُن کو دیکھا تو (اُن کے جمال سے) حیران رہ گئیں اور (اُس حیرت میں) اپنے ہاتھ کاٹ لئے (یعنی جس وقت یہ باہر آئے وہ عورتیں کوئی چیز مثل ترنج وغیرہ تراش رہی تھیں اُن کو دیکھ ایسی بدحواسی چھائی کہ اُس بے خبری میں وہ چاقو ہاتھ پر چل گیا جیسا اکثر دوسری طرف خیال بٹ جانے سے ایسا اتفاق ہو جاتا ہے) اور کہنے لگیں حاش للّٰہ یہ شخص آدمی ہرگز نہیں یہ تو کوئی بزرگ فرشتہ ہے (مطلب یہ کہ ایسا حسن و جمال آدمی میں کب ہوتا ہے فرشتے البتہ ایسے نورانی ہوتے ہیں) وہ عورت بولی تو (دیکھ لو) وہ شخص یہی ہے جس کے بارے میں تم مجھکو بُرا بھلا کہتی تھیں (کہ اپنے غلام کو چاہتی ہے) اور واقعی میں نے اس سے اپنا مطلب حاصل کرنے کی خواہش کی تھی مگر یہ پاک صاف رہا اور (پھر یوسف علیہ السلام کے دھمکانے اور سنانے کو کہا کہ) اگر آئندہ کو میرا کہنا نہ کرے گا (جیسا کہ اب تک نہیں کیا) تو بیشک جیلخانہ بھیجا جاوے گا اور بے عزت بھی ہوگا (وہ سب عورتیں بھی یوسف علیہ السلام سے کہنے لگیں کہ تم کو اپنی محسنہ سے ایسی بے اعتنائی مناسب نہیں جو یہ کہے تم کو ماننا چاہئے) یوسف (علیہ السلام) نے (جو یہ باتیں سنیں اور دیکھا کہ یہ عورت تو بیڈھب پیچھے پڑی ہے اور سب اسی کی ہاں میں ہاں ملاتی ہیں تو حق تعالیٰ سے دعا کی کہ اے میرے رب جس (واہیات) کام کی طرف یہ عورتیں مجھکو بلا رہی ہیں اس سے تو جیلخانہ میں جانا ہی مجھ کو زیادہ پسند ہے اور اگر آپ اِن کے داؤ پیچ کو مجھ سے دفع نہ کریں گے تو اُن کی (اصلاح کی) طرف مائل ہو جاؤں گا اور نادانی کا کام کر بیٹھوں گا سو ع ۱۴
اُن کی دعا اُن کے رب نے قبول کی اور اُن عورتوں کے داؤ پیچ کو اُن سے دور رکھا بیشک وہ (دعاؤں کا) بڑا سننے والا (اور اُن کے احوال کا) خوب جاننے والا ہے پھر (یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی کی) مختلف نشانیاں دیکھنے کے بعد (جن سے خود تو اُس کا پورا یقین ہو گیا مگر عوام میں سے چرچا قطع ہونے کی غرض سے) اُن لوگوں کو (یعنی عزیز اور اُس کے متعلقین کو) یہی مصلحت معلوم ہوا کہ ان کو ایک وقت (خاص) تک قید میں رکھیں

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيَانِ ۭ قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّىْٓ اَرٰىنِيْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَقَالَ

اور یوسف کیساتھ اور بھی دو غلام جیلخانہ میں داخل ہوئے ایکمیں سے ایک نے کہا کہ میں اپنے کو خواب میں دیکھتا ہوں کہ شراب نچوڑ رہا ہوں اور دوسرے

الْاٰخَرُ اِنِّىْٓ اَرٰىنِيْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِيْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ۭ نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ ۚ

نے کہا کہ میں اپنے کو اس طرح دیکھتا ہوں کہ اپنے سر پر روٹیاں لئے جاتا ہوں اُسمیں سے پرندے کھاتے ہیں ہم کو اس خواب کی تعبیر بتایئے

اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ

آپ ہمکو نیک آدمی معلوم ہوتے ہیں یوسف نے فرمایا کہ جو کھانا تمہارے پاس آتا ہے جو کہ تمکو کھانے کیلئے ملتا ہے میں اُس کے آنے سے

اَنْ يَّاْتِيَكُمَا ۭ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ ۭ اِنِّىْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ

پہلے اسکی حقیقت تمکو بتلا دیا کرتا ہوں یہ بتلا دینا اُس علم کی بدولت ہے جو مجھکو میرے رب نے تعلیم فرمایا ہے میں نے ان لوگوں کا مذہب چھوڑ رکھا ہے جو اللّٰہ پر ایمان

بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَاۗءِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ

نہیں لاتے اور وہ لوگ آخرت کے بھی منکر ہیں اور میں نے اپنے ان باپ دادوں کا مذہب اختیار کر رکھا ہے ابراہیم کا اور اسحٰق کا اور یعقوب کا

مَا كَانَ لَنَا أَنْ نُشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ

ہم کو کسی طرح زیبا نہیں کہ اللہ کے ساتھ کسی شے کو شریک قرار دیں یہ ہم پر اور لوگوں پر خداتعالیٰ کا ایک فضل ہے

وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ۝ يَا صَاحِبَيِ السِّجْنِ أَأَرْبَابٌ مُتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ

لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے ۔ اے قید خانہ کے رفیقو ۔ متفرق معبود اچھے

أَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا أَسْمَاءً سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ

یا ایک معبود برحق جو سب سے زبردست ہے وہ اچھا ۔ تم لوگ تو خدا کو چھوڑ کر صرف چند بے حقیقت ناموں کی عبادت کرتے ہو جن کو

وَآبَاؤُكُمْ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ ۚ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ ۚ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا

تم نے اور تمہارے باپ دادا نے ٹھہرا لیا ہے خداتعالیٰ نے تو ان کی کوئی دلیل بھیجی نہیں ۔ حکم خدا ہی کا ہے ۔ اس نے یہ حکم دیا ہے کہ بجز اس کے

إِلَّا إِيَّاهُ ۚ ذٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝ يَا صَاحِبَيِ

اور کسی کی عبادت مت کرو ۔ یہی سیدھا طریقہ ہے ۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ۔ اے قید خانہ کے

السِّجْنِ أَمَّا أَحَدُكُمَا فَيَسْقِي رَبَّهُ خَمْرًا ۖ وَأَمَّا الْآخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَأْكُلُ الطَّيْرُ

رفیقو ۔ تم میں ایک تو اپنے آقا کو شراب پلایا کرے گا ۔ اور دوسرا سولی دیا جاوے گا اور اس کے سر کو پرندے

مِنْ رَأْسِهِ ۚ قُضِيَ الْأَمْرُ الَّذِي فِيهِ تَسْتَفْتِيَانِ ۝ وَقَالَ لِلَّذِي ظَنَّ أَنَّهُ

۴۳ کھا دیں گے ۔ جس بارہ میں تم پوچھتے تھے وہ اسی طرح مقدر ہو چکا ۔ اور جس شخص پر رہائی کا گمان تھا

نَاجٍ مِنْهُمَا اذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ ۖ

اس سے یوسف نے فرمایا کہ اپنے آقا کے سامنے میرا بھی تذکرہ کرنا

فَأَنْسَاهُ الشَّيْطَانُ ذِكْرَ رَبِّهِ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِينَ ۝

پھر اس کو اپنے آقا سے تذکرہ کرنا شیطان نے بھلا دیا تو قید خانہ میں اور بھی چند سال اُن کا رہنا ہوا

تفسیر ۔ (فَأَنْسَاهُ سے سِنِينَ تک) اور یوسف (علیہ السلام) کے ساتھ (یعنی اُسی زمانہ میں) اور بھی دو غلام (بادشاہ کے) جیلخانہ میں داخل ہوئے (جن میں ایک ساقی تھا دوسرا خباز اور اُن کے قید ہونے کا سبب یہ ہوا تھا کہ اُن کی نسبت شبہ ہوا تھا کہ اُنھوں نے کھانے میں اور شراب میں زہر ملا کر بادشاہ کو دیا ہے سو مقدمہ زیر تحقیق تھا اور یہ دونوں حبس میں بھیجدیئے گئے تھے اُنھوں نے جو حضرت یوسف علیہ السلام میں بزرگی کے آثار پائے تو) اُن میں سے ایک نے (حضرت یوسف علیہ السلام سے) کہا کہ میں اپنے کو خواب میں (کیا) دیکھتا ہوں کہ (جیسے) شراب (بنانے کے لئے انگور کا شیرہ) نچوڑ رہا ہوں (اور بادشاہ کو وہ شراب پلا رہا ہوں) اور دوسرے نے کہا کہ میں اپنے کو اس طرح دیکھتا ہوں کہ (جیسے) اپنے سر پر روٹیاں لئے جاتا ہوں (اور) اُسیں سے پرندے (نوچ نوچ کر) کھاتے ہیں ہم کو اس خواب کی (جو کہ ہم دونوں نے دیکھا ہے) تعبیر بتلائیے آپ ہم کو نیک آدمی معلوم ہوتے ہیں (حضرت) یوسف (علیہ السلام) نے (چاہا کہ جب یہ میرے معتقد ہیں تو ان کو دعوت ایمان اول کرنا چاہئے اس لئے اول اپنا نبی ہونا ایک معجزہ سے ثابت کرنے کے لئے) فرمایا کہ (دیکھو) جو کھانا تمہارے پاس آتا ہے جو کہ تم کو کھانے کے لئے (جیلخانہ میں) ملتا ہے میں اس کے آنے سے پہلے اس کی حقیقت تم کو بتلا دیا کرتا ہوں (کہ فلانی چیز آوے گی اور ایسی ایسی ہوگی اور) یہ بتلا دینا اس علم کی بدولت ہے جو مجھکو میرے رب نے تعلیم فرمایا ہے (یعنی مجھکو وحی سے معلوم ہو جاتا ہے پس یہ معجزہ ہوا جو کہ دلیل نبوت ہے اور شاید تخصیص اس معجزہ کی اس مناسبت سے فرمائی ہو کہ جس واقعہ میں اُنھوں نے آپ سے رجوع کیا وہ واقعہ بھی طعام کا ہے تو یہ معجزہ اس وقت ان کے حال کے

مناسب زیادہ ہوا واللہ اعلم اب اثبات نبوت کے بعد آگے اثبات توحید ہے یعنی جب میرا کمال اور نبوت دلیل سے ثابت ہے تو جس طریق کو میں اختیار کروں اور اس کو صحیح بتلاؤں وہ حق ہوگا سو وہ طریق یہ ہے کہ) میں نے تو ان لوگوں کا مذہب (پہلے ہی) چھوڑ رکھا ہے جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور وہ لوگ آخرت کے بھی منکر ہیں اور میں نے اپنے اور اسحٰق کا اور یعقوب کا (علیہم السلام اور اس مذہب کا رکن اعظم یہ ہے کہ) ہم کو کسی طرح زیبا نہیں کہ اللہ کے ساتھ کسی شے کو شریک (عبادت) قرار دیں (یعنی توحید اس مذہب کا رکن اعظم ہے اور) یہ (عقیدۂ توحید) ہم پر اور (دوسرے) لوگوں پر (بھی) خدا تعالیٰ کا ایک فضل ہے (کہ اس کی بدولت دنیا و آخرت کی فلاح ہے) لیکن اکثر لوگ (اس نعمت کا) شکر (ادا) نہیں کرتے (یعنی توحید کی قدر اور اس کو اختیار نہیں کرتے) اے قید خانہ کے رفیقو (ذرا سوچ کر بتلاؤ کہ عبادت کے واسطے) متفرق معبود اچھے یا ایک معبود برحق جو سب سے زبردست ہے وہ اچھا (جواب اس کا ظاہر ہے) تم لوگ تو خدا کو چھوڑ کر صرف چند بے حقیقت ناموں کی عبادت کرتے ہو (یعنی وہ مسمیات بمنزلہ اسمائے محض کے ہیں) جن کو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے (آپ ہی) ٹھہرالیا ہے خدا تعالیٰ نے تو ان (کے معبود ہونے) کی کوئی دلیل (عقلی یا نقلی) بھیجی نہیں (اور) حکم (دینے کا اختیار صرف) خدا ہی کا ہے (اور) اس نے یہ حکم دیا ہے کہ بجز اس کے اور کسی کی عبادت مت کرو (پس اسی حکم پر عمل کرنا چاہئے) یہی (توحید اور عبادت میں حق تعالیٰ کی تخصیص) سیدھا طریقہ ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (اور اس طریقہ کو اختیار نہیں کرتے ایمان کے ارکان کی تبلیغ کرکے اب ان کے خواب کی تعبیر بتلاتے ہیں کہ) اے قید خانہ کے رفیقو تم میں ایک تو (جرم سے بری ہوکر) اپنے آقا کو (بدستور) شراب پلایا کرے گا اور دوسرا (مجرم قرار پاکر سولی دیا جاوے گا اور اس کے سر کو پرندے (نوچ نوچ) کھاویں گے جس بارے میں تم پوچھتے تھے وہ اسی طرح مقدر ہو چکا (اور یوں ہی ہوگا چنانچہ بعد تنقیح مقدمہ ایک بری ثابت ہوا دوسرا مجرم دونوں جیلخانہ سے بلائے گئے ایک رہائی کے لئے دوسرا سزا کے لئے) اور (جب وہ لوگ جیلخانہ سے جانے لگے تو) جس شخص پر رہائی کا گمان تھا اس سے یوسف (علیہ السلام) نے فرمایا کہ اپنے آقا کے سامنے میرا بھی تذکرہ کرنا (کہ ایک شخص بیقصور قید ہے اس نے وعدہ کرلیا) پھر اس کو اپنے آقا سے (یوسف علیہ السلام کا) تذکرہ کرنا شیطان نے بھلادیا تو (اس وجہ سے) قید خانہ میں اور بھی چند سال ان کا رہنا ہوا

۶۴
وَقَالَ الْمَلِكُ إِنِّي أَرَىٰ سَبْعَ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَسَبْعَ سُنبُلَاتٍ

اور بادشاہ نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ سات گائیں فربہ ہیں جن کو سات لاغر گائیں کھاگئیں اور سات بالیں سبز ہیں اور ان کے علاوہ سات

خُضْرٍ وَأُخَرَ يَابِسَاتٍ ۖ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي رُؤْيَايَ إِن كُنتُمْ لِلرُّؤْيَا تَعْبُرُونَ ۝

اور ہیں جو خشک ہیں اے دربار والو اگر تم تعبیر دے سکتے ہو تو میرے اس خواب کے بارے میں مجھ کو جواب دو

قَالُوا أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ ۖ وَمَا نَحْنُ بِتَأْوِيلِ الْأَحْلَامِ بِعَالِمِينَ ۝ وَقَالَ الَّذِي نَجَا

وہ لوگ کہنے لگے کہ یوں ہی پریشان خیالات ہیں اور ہم لوگ خوابوں کی تعبیر کا علم بھی نہیں رکھتے اور ان دو قیدیوں میں سے

مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ أُمَّةٍ أَنَا أُنَبِّئُكُم بِتَأْوِيلِهِ فَأَرْسِلُونِ ۝ يُوسُفُ أَيُّهَا الصِّدِّيقُ

جو رہا ہوگیا تھا اس نے کہا اور مدت کے بعد اس کو خیال آیا میں اس کی تعبیر کی خبر لائے دیتا ہوں آپ لوگ مجھ کو ذرا جانے کی اجازت دیجئے اے یوسف اے صدق مجسم

أَفْتِنَا فِي سَبْعِ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَسَبْعِ سُنبُلَاتٍ خُضْرٍ وَأُخَرَ

آپ ہم لوگوں کو اس کا جواب دیجئے کہ سات گائیں موٹی ہیں ان کو سات دبلی گائیں کھاگئیں اور سات بالیں ہری ہیں اور اس کے علاوہ خشک بھی

يَابِسَاتٍ لَّعَلِّي أَرْجِعُ إِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُونَ ۝ قَالَ تَزْرَعُونَ سَبْعَ سِنِينَ

ہیں تاکہ میں ان لوگوں کے پاس لوٹ کر جاؤں تاکہ ان کو بھی معلوم ہوجاوے آپ نے فرمایا کہ تم سات سال متواتر غلہ بونا

دَأَبًا فَمَا حَصَدتُّمْ فَذَرُوهُ فِي سُنبُلِهِ إِلَّا قَلِيلًا مِّمَّا تَأْكُلُونَ ۝ ثُمَّ يَأْتِي

پھر جو فصل کاٹو اس کو بالوں میں رہنے دینا ہاں مگر تھوڑا سا جو تمہارے کھانے میں آوے پھر اس کے بعد سات



اسلامی معلومات کا دریا کوزے میں

مولویوں سے بے نیاز ہو جایئے ضخیم مذہبی کتابوں کی ورق گردانی بیکار ہے حضرت امام اعظم کی زبردست اور عظیم الشان فقہ تمام و کمال آپ کو

اسلامی تعلیم

میں ملیگی اس ایک کتاب کے مطالعہ سے آپ خود فقیہ بن سکتے ہیں پیدائش سے لیکر موت تک انسانی زندگی کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں ہے جو اس کتاب میں موجود نہ ہو۔ کتاب عقائد اسلامی کی سچی تصویر اور فقہ حنفیہ کا مکمل نصاب ہے اگر اسے مذہب اسلام کی انسائیکلوپیڈیا کہا جائے تو بالکل بجا ہے اس کتاب کا مطالعہ کئے بغیر کوئی مسلمان حقیقی معنوں میں مسلمان نہیں بن سکتا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ یہ کتاب خود پڑھے اپنی بیوی کو پڑھائے اور اپنے بچوں کو پڑھائے اس کے بغیر اسلامی زندگی نامکمل رہیگی اسلامی تعلیم کے متعلق دعوے سے کہا جا سکتا ہے کہ مذہب اسلام کی اتنی مکمل انسائیکلوپیڈیا آج تک دنیا کی کسی زبان میں شائع نہیں ہوئی جس میں ان تمام مسائل کو ایک جگہ جمع کر دیا گیا ہے جو ایک مسلمان کو اپنی زندگی میں پیش آ سکتے ہیں۔

اس کتاب کے مصنف حضرت العلامہ مولانا سید محمود صاحب مفتی علی نے ڈیڑھ سو کے قریب حدیث، فقہ، علم الکلام اور فتاویٰ کی مستند کتابیں دیکھکر کئی سال کی محنت میں لکھا ہے ہر اسلامی ضرورت کے سوال کا جواب اسلامی تعلیم میں موجود ہے

اعلیٰ درجہ کی لکھائی چھپائی سفید چکنا کاغذ

قیمت تین روپے (سے)

فہرست مضامین پڑھیے اور اندازہ کیجئے کہ کس طرح کوزے میں سمندر کو بند کیا گیا ہے۔

کتاب العقائد

باب طہارت و حیض و نفاس مع تفصیل
سنت، فرض، غسل، وضو کے احکام
نجاست کے بیان
وضو کو توڑنے والی چیزیں
تیمم کے مسائل
غسل کا طریقہ
حیض و نفاس کی تعریف
[illegible]

کتاب الصلوٰۃ

نماز کے اوقات، اذان و اقامت کے مسائل
جماعت کے احکام
نماز کے واجبات، سنتیں اور مستحبات
سجدہ سہو کے مسائل
[illegible]

کتاب الجنائز

[illegible]

کتاب الصوم

روزہ کی فرضیت اور اس کے مسائل
[illegible]

کتاب الزکوٰۃ

[illegible]

کتاب الحج

[illegible]

کتاب النکاح

[illegible]

کتاب الطلاق

[illegible]

کتاب الذبائح

[illegible]

کتاب الاشربۃ والاطعمۃ

[illegible]

کتاب اللباس

[illegible]

کتاب الحقوق

[illegible]

کتاب المیراث

[illegible]


پیشوا
ایک ماہوار مذہبی و اصلاحی رسالہ
ایڈیٹر :- سید عزیز حسن بقائی

معلم عربی

ہر مسلمان کی تمنا یہ ہوتی ہے کہ وہ اتنی عربی جان جائے جس سے قرآن کو سمجھ کر پڑھ سکے اگر عربی کی درسی کتب سے معلوم ہوا تب بھی الفاظ کے معنی معلوم ہو جائیں عربی پڑھنے کا شوق بہت ہے مگر طلب تھا اس کے ابتدائی صرف و نحو کی پیچیدگیاں ہیں معلم عربی میں صرف و نحو کے طویل سلسلہ سے چھڑا کر عربی پڑھنے کا طریقہ ایجاد کیا ہے کہ ہر شخص اگر روزانہ صرف ایک سبق روزانہ پڑھے تو تین مہینہ میں وہ خود قرآن کا مفہوم سمجھ سکتا ہے قیمت مع محصول ۱۲

فن خطابت

اگر خدانخواستہ آپ تقریر کی جادو بیانی سے محروم ہیں اگر آپ کی گفتگو دوسروں کو مسحور کرنے کی قوت نہیں رکھتی اگر آپ کی گفتگو میں شیرینی نہیں ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ میں جادو کا اثر ہو تو آپ کتاب فن خطابت کا مطالعہ کیجئے اور اس کی ہدایتوں پر عمل کیجئے اور پھر دیکھئے کہ آپ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ طلسم بن جائیں گے آپ کی گفتگو میں انتہا درجہ کی شیرینی پیدا ہو جائیگی اور مجلس کے لوگ آپ کو اپنی آنکھوں پر بٹھائیں گے اور ہر ایک مجمع میں آپ تقریر کر سکیں گے قیمت صرف ۱۲

اسکول ماسٹر

جو انگریزی اخبارات پڑھ سکتے ہیں جو اخبار انگریزی میں بکثرت ہیں جو انگریزی میں گفتگو کر سکتے ہیں اور تجارت پیشہ انگریزی خط و کتابت نہیں کر سکتے ان کو یہ کتاب منگانی چاہئے تاکہ وہ گھر بیٹھے بغیر استاد اور مدرسہ کے اپنے مطلب کی انگریزی سیکھ لیں جو عقلمند ہیں اب تو قدم قدم پر انگریزی کی ضرورت ہے اور مدرسوں میں داخل ہو کر پڑھنا بہت طول عمل ہے پھر آپ کیوں نہیں یہ کتاب منگا لیتے جو اپنے انداز تعلیم میں یگانہ اور بالکل نئی طرز کی ہے تین حصہ میں ہے تینوں یکجا قیمت ۱۲

تفسیر سورہ یٰسین

یہ تفسیر بہت دنوں سے طبع ہو کر مقبولیت حاصل کر چکی ہے اور مقدم قدم پر مذہب کے معنی ... گئے ہیں یہ تفسیر اس لحاظ سے بہت شاندار ہے کہ ہر بات کو مستند طریقہ پر سمجھایا ہے یہ تفسیر علامہ مصری کی تفسیر المنار سے ماخوذ ہے اور عجیب و غریب پیرایہ میں مختلف اعمال کو ذہن نشین کیا گیا ہے یہ تفسیر بہت اچھی ہے اور ایک ایک واقعہ کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے گویا بہت سی تفاسیر کا عطر ہے۔ جس کی قیمت ہم نے صرف ۸ مقرر کی ہے اور محصول ۴ الگ ہے۔

تفسیر موضح القرآن

اردو تفاسیر کی دنیا میں حضرت مولانا شاہ عبدالقادر محدث دہلوی کی اور نیز ان کا شاندار کارنامہ اور بہترین تفسیر جس کو ہر مفسر نے اپنی شمع راہ بنایا ہے اب تک ویسی ہی مقبول ہے جیسی پہلے تھی۔ اس کے قدر دان اب بھی اس کثرت سے موجود ہیں کہ کبھی بھی یہ اور سب سے زیادہ چھپتی ہے اتنی سستی پورا قرآن شریف کی اور کوئی تفسیر نہیں ہے بشمول حواشی کے پوری رنگین تقطیع کے سینکڑوں صفحات ہیں۔ جس کی قیمت مجلد تین روپیہ آٹھ آنے ہے اور محصول ڈاک ایک روپیہ ہے۔

عالمگیر غازی

ہندوستان کا وہ دلیر شہنشاہ کہ ہندوستان میں اسلامی حکومت کا سکہ جمایا اور صحابہ کرام کی سی زندگی بسر کرنے والے تاجدار شہنشاہ حضرت اورنگ زیب عالمگیر غازی نور اللہ مرقدہٗ کی مفصل باتصویر سوانح عمری دعا عالمگیر کے نام سے شائع ہوئی ہے اس کتاب میں اور دلیر صفت تاجدار کی مفصل سوانح حیات بیان کرنے کے علاوہ متعصب اور تنگ خیال مصنفین کے تمام غلط اتہامات کی پرزور تردید ہے اس خیال سے کہ عوام کو حضرت عالمگیر غازی کی سیرت سے واقفیت ہو جائے۔ اس باتصویر سوانح عمری کی قیمت صرف ۱۲

فردوس آسیہ

رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ سب سے بہتر قرن حضور ہی کا ہے اسلام نے جو کمال ترقی زریں دور میں کی ... دوسرے قرنوں میں اس شدومد کے ساتھ نہیں ہوئی اگر آپ تاریخ اسلام کی ابتدائی ترقیوں سے واقف ہونا چاہتے ہیں تو تاریخ قرون اولیٰ فردوس آسیہ پڑھئے۔ اس میں تاریخ پیدائش رسول سے لے کر وفات رسول، پھر خلفائے راشدین کے حالات مع ترقی اسلام، غزوات، اسلامی دنیائیں اسلامی نظام حکومت سب بالتفصیل درج ہے آخر میں حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ کی مبسوط سوانح عمری ہے قیمت ۱۲ محصول ۱۰

دینی معلومات کامل

یہ تین سو چالیس صفحہ کی کتاب ہے اور فقہ مسائل کی جامع بڑی مستند کتاب ہے امام ابو یوسف تلمیذ امام ابو حنیفہ کی مشہور کتاب کنز الدقائق کا آسان سلیس اردو ترجمہ ہے یہ کتاب فقہ اسلامی ہے اور جس قدر حنفی مسائل ہیں سب اسی سے ماخوذ ہیں اس میں طہارت نماز روزہ حج زکوٰۃ نکاح طلاق حقوق ... ذبیحہ و شرعی لباس شکار و ... جلادی ... زراعت تجارت حکومت صنعت غرضیکہ کوئی شعبہ حیات ایسا نہیں ہے جس کے متعلق شرعی احکام اس کتاب میں نہ ہوں قیمت ۱۲ محصول ۱۰

بہشتی زیور کامل

بالا ... فقہ حنفی کا ... اس میں ... مسائل ... اور مشہور ... مسائل ... زبانی ... مسائل ... معاملات ... ماسوا ... شادی ... ان کی ... علاوہ ... دنیا ... خاص ... ایک جگہ مجلد میں ... جمع ...

شرح رباعیات عمر خیام

مشرق کے سب سے بڑے ادیب و فلسفی اور نامور شاعر حکیم عمر خیام کی بیشتر رباعیات یورپ اور امریکہ میں مختلف طریقوں اور رنگ برنگ کی ایجادوں کے ساتھ شائع ہوئی ہیں مولانا عمر حکیم کے سب سے مفصل سوانح ابھی تک گوشہ گمنامی میں پڑے ہوئے تھے آپ بڑی تلاش و جستجو سے عمر خیام کے حالات فراہم کئے ہیں۔ اور ہر رباعی کے تحت میں عمر خیام کی ساری رباعیوں کی شرح نہایت دلچسپ انداز میں کی ہے شہنشاہ ... عمر خیام کا ... رباعیات ... کو ... ہوگا

مسلمان میاں بیوی کے حقوق

اسلامی میاں بیوی کیسے ہوتے ہیں اور کیونکر ہو سکتے ہیں یہ بتانے کو کتاب میاں بیوی کے حقوق سے معلوم ہوگا اپنا گھر جنت کا نمونہ بن سکتا ہے اگر آپ اس کتاب کے عامل بن جائیں ایک اچھی بیوی اور اچھا خاوند جب بن سکتے ہیں جب اسلامی احکام اور خدا کے بتائے ہوئے سیدھے راستہ پر چلیں یہ اسلامی جوڑا ایک عمدہ جوڑا ہوگا جس سے آئندہ نسلیں بہتر ہونگی دنیا میں اسلام کا بول بالا ہوگا اس میں دونوں کے فرائض شرعی بتائے گئے ہیں اس سے ان پر عمل ...

کتاب التعویذات

یا علاج روحانی از عمدۃ المفسرین زبدۃ المحققین نواب محمد صدیق حسن خان کی تصنیف کے ... صفحہ کی کتاب ہے اس میں ہر مرض کا روحانی علاج ہے اس کے علاوہ قرآن کی تمام سورتوں کے فضائل اور تعویذ ہیں اس لئے ایک ایسی دینی یادگار ہے کہ فہرست ایسی نہیں ہوگی جس کا عمل یا وظیفہ یا تعویذ اس کتاب میں نہ ہو ... قابلیت اور تجربہ ... کے صحیح اور مجرب ہونے ... ہے ... دنیا ...

تسخیر القلوب

کیا کوئی دل ہے جسپر آپ قابو پانا چاہتے ہیں وہ دل کسی کا ہو معرکہ محبت کا ہو، معاملہ کا ہو، کسی عالم کا ہو یا دوست کا ہو، آشنا کا ہو یا چھوٹے کا ہو، بڑے کا ہو بزرگ کا ہو یا بیوی سے کہتے ہیں کہ آپ اسپر قابو حاصل کر سکیں گے اگر آپ تسخیر القلوب منگا کر پڑھیں اس میں لکھا ہے اگلے عامل ہو جانیکے تو اپنے کام کو سہل کرنا مشکل ہو سکتا ہے تو آپ ضرور پا سکتے ہیں مقدمات کا اپنے حسب منشا فیصلہ کرانا اس کتاب کے عامل کیلئے معمولی بات ہے عجیب کتاب ہے قیمت ۶ر

سائیں انکھیاں پھیریاں سو بیری ملک جہاں

اگر بابا گیہوں کے اس دور کی سچی تصویر دیکھنا ہو تو کتاب آہ مظلوم پڑھئے۔ بدنصیب بیواؤں کی المناک زندگی کا ایک خونچکاں منظر ہے آج جب ہوش کے سر سے اس کے تاجدار کا سایہ اٹھ گیا اس کیلئے سوت کو شادی کرکے کہیں ٹھکانا نہیں مظلوم بیوہ کی داستان غم سنکر کلیجہ منہ کو آئیگا۔ مصنفہ حضرت علامہ راشد الخیری دہلوی مرحوم قیمت صرف ۸ر علاوہ محصول ڈاک

تقدیر کا راز

معلوم ہوسکتا ہے اگر تم بزرگان اسلام کے بتلائے اور آزمائے ہوئے طریقہ سے ہر کام کرنے سے پہلے روحانی فالنامہ میں فال دیکھ لیا کرو جس میں علم قیافہ، استخارہ قرآنی فالنامہ، پیغمبر کا فالنامہ، دیوان حافظ کا فالنامہ، مثنوی شریف کا فالنامہ، اسماء الٰہی کا فالنامہ، اسم نبی کریم کا فالنامہ، امام غزالی کا فالنامہ، عرائس کا فالنامہ نیز منوں کا فالنامہ، اعضاء کے پھڑکنے سے فالیں، روحانی عملیات درج ہیں قیمت بہت ہی کم یعنی صرف ۶ر

شریر لڑکی

ماں باپ کیلئے دنیا میں سب سے بڑا صدمہ [illegible] سے کہ شریر نکلے اسے سدھارنا اولاد [illegible] صاحب پیشوا کی علمی کتاب بچوں کی [illegible] ہے شریر بچوں کو پڑھنے لکھنے میں مصروف کرکے نیک اور سلیقہ مند بنا دینے کے قابل [illegible] ہے بہتر ترین اور تیز دوائی سلیقہ شعاری [illegible] آتی دلچسپ کتاب ہے کہ کتاب کو ایک دفعہ شروع کرکے ختم کئے بغیر چین نہ آئیگا۔ سفید چکنا کاغذ، اچھی لکھائی چھپائی ضخامت ۸ صفحے قیمت ۸ر محصول ۱ر

پھوہڑ دلہن

جس گھر میں آجائے اس گھر کا اطمینان اور سکون اور آئی جھگڑوں کے قبرستان میں دفن ہو جاتا ہے بیوی کی تربیت کیلئے رو لب اور لباس کنٹنیں [illegible] ہیں ان کو ایڈیٹر صاحب پیشوا کی لکھی ہوئی کتاب گھروالی کی تربیت پڑھائیں یہ سارا بتایا گیا ہے کہ پھوہڑ دلہن کیونکر سگھڑ ہو سکتی ہے اور شریف بیویاں کیونکر اپنے گھر کو جنت بنا سکتی ہیں۔ انداز بیان اتنا دلچسپ کہ کتاب ختم کرنے سے پہلے آپکے ہاتھ سے نہیں چھوٹے گی سفید چکنا کاغذ عمدہ چھپائی ضخامت ۸ صفحے قیمت ۸ محصول ۱ر

امام ابوحنیفہؒ

کے حالات پڑھنے ہر حنفی مسلمان کیلئے ضروری ہیں بکر جن کی نسبت سے وہ فخر کرتے ہیں انکے حالات بے نظیر رہنا بہت ہی نامعقول ہے سیرۃ النعمان علامہ شبلی مرحوم کی تصنیف ہے امام صاحب کے حالات اور علمی کارناموں، مناظروں اور فقہی مسائل کے معلوم کرنے کیلئے سب سے بہتر کتاب ہے فقہ کی تدوین کے سلسلے میں ایسے ایسے علمی نکات بیان ہوئے ہیں جس سے آدمی ششدر رہ جاتے ہیں اور حقیقت میں امام موصوف کا یہ ہی امتیاز فن ہے ضخامت ۴۰۰ صفحہ قیمت عہ رعایتی ۸ر

محرم نامہ

ابن رسول اللہ سیدی و مولائی حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کا لکھا ہوا شہادت نامہ حسینؓ جس میں حال رسول کے چہیتے نواسے حضرت امام حسین علیہ السلام تک تمام حالات بشرح و بسط درج ہیں یہی وہ کتاب ہے جس میں تعصب کو ذرا دخل نہیں اور شیعہ سنی ہر دو فرقوں میں مقبول ہے یہی وہ کتاب ہے جو پچھلے چند سال میں بارہ ہزار سے زیادہ چھپی اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوئی حضرت خواجہ صاحب کی تصانیف میں اس کتاب کا بڑا درجہ ہے زبان اتنی صاف ہے کہ ہندوستان کے ہر طبقہ میں سمجھی جا سکتی ہے قیمت عہ محصول ۱ر

مسدس حالی

عالم اسلام میں جتنی تہلکہ ڈالنے والی کتابیں چھپی ہیں ان کے متعلق سرسید مرحوم نے کہا تھا کہ خدا کے سامنے حضرت یہی کتاب پیش کرکے عرض کروں گا یہ مسدس اسلام کی جو تفصیلی تاریخ ہے اور مدوجزر اسلام ہے لاکھوں سے زیادہ چھپی اور فروخت ہوئی نیا اشتہار ایڈیشن اعلیٰ کاغذ اور چھوٹی تقطیع کا چھپا ہوا ہے میں چھاپ دیا ہے جس میں گویا شعر مسدس ہے کلام خواجہ الطاف حسین حالی کی مختصری سوانح کو یہ مسدس یاد کرنا چاہئے تاکہ ان کی ابتدا سے جو ان [illegible] پیدا ہوتا ہے ضخامت ۲۰۰ صفحات قیمت اصلی ۱۲ر رعایتی ۶ر محصول ۱ر

آفتاب رسالت

مورخ اعظم آغا رفیق صاحب بلند شہری نے سرکار دو جہاں رسول خدا کے بہت مبسوط [illegible] حالات لکھے ہیں پہلا حصہ ۲۰۰ صفحات اس میں نمایاں حصہ تاریخ عرب اور بعثت رسول سے پہلے کے حالات ہیں اور کچھ ولادت طفولیت رسول۔ حصہ دوم ۲۲۴ صفحات میں [illegible] شادی غزوات اور سیاسی تدبرات اور فتح مکہ [illegible] تک حصہ سوم [illegible] قیمت ہر دو حصہ [illegible]

فردوس آسیہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب سے بہتر قرن حضورؐ ہی کا ہے اسلام نے جو منازل ترقی قرون اولیٰ میں طے کئے وہ دوسرے قرون میں اس شدومد کے ساتھ نہیں ہوئے اگر آپ اسلام کی ابتدائی ترقیوں سے واقف ہونا چاہتے ہیں تو تاریخ قرون اولیٰ فردوس آسیہ ملاحظہ فرمایئے اس تاریخ میں پیدائش، حالات آپ کے بعد آنحضرتؐ کی وفات پھر خلفائے راشدین کے حالات مع ترقی اسلام فتوحات اسلامی، اسلامی نظام حکومت سب [illegible]

موضح القرآن

اردو تفاسیر کے سرتاج اعلیٰ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر محدث دہلوی کی عزیز ی کا شاندار کارنامہ اور ایسی تفسیر جسکو ہر دور میں مفسرین نے اپنی شمع راہ بنایا ہے اب بھی ویسی ہی مقبول ہے جیسی پہلے تھی، اس کے قدردان اب بھی اسی کو ڈھونڈتے ہیں۔ لاکھوں چھپی ہے اور سب ہدیہ ہو جاتی ہے اتنی سستی پورے قرآن شریف کی کوئی تفسیر نہیں۔ پیشوا سے پوری لاگت کی تقطیع کے ۱۲۰۰ صفحے ہیں قیمت مجلد ۵ر محصول ڈاک ۸

تفسیر حسینی

اعلیٰ درجہ کی لکھائی چھپائی، کاغذ [illegible] پورے کلام اللہ کی پوری مدلل و مشرح تفسیر ہے۔ قرآن فہمی کے لئے اس سے بہتر اور اس سے سستی تفسیر ملنی مشکل ہے پیشوا سے دونوں ساتھ سے جدید مفسرین اس کو سامنے رکھ کر تفسیر لکھتے ہیں۔ بہت بہت [illegible] اگر قرآن شریف پڑھنے کا شوق ہے تو آج ہی یہ تفسیر منگا لیجئے۔ قیمت سات روپے علاوہ محصول ڈاک

شرح اسماء اللہ الحسنیٰ

یہ کتاب حضرت علامہ قاضی محمد سلیمان صاحب مرحوم کی آخری کتاب ہے۔ اس کتاب میں آپ نے اللہ تعالےٰ کے ننانوے ناموں کی تشریح و تفصیل علمی، لغوی، اور تاریخی حیثیت میں اس خوبی سے بیان کی ہے کہ گویا ان کا بیان کرنا آپ ہی پر ختم ہو گیا ہے۔ اسمائے الٰہی کی تاثیر اور قدرت اپنے خاص طور پر صوفیانہ رنگ میں تاثر قولوں میں اور بیان کیا جاتا ہے کہ اس کتاب کے اکثر مضامین قاضی صاحب کو عالم رؤیا میں حضرت مجدد الف ثانی نے [illegible] قیمت [illegible]

مصری افسانے

مصر کے بین الاقوامی شہرت کے مالک حضرت علامہ منفلوطی کے شاہکار افسانوں کا عربی سے اردو میں حضرت مولانا سید سجاد صاحب میرٹھی نے ترجمہ کیا ہے۔ جو لوگ اچھے مذہبی، معاشرتی، اصلاحی افسانے چاہتے ہیں جن کو پڑھ کر کچھ فائدہ بھی ہو اور آپ اپنے گھر والوں میں ان کو بے تکلف رکھ سکیں تو یہ مصری افسانے مطالعہ کیجئے۔ کئی افسانے فوٹو بلاک کی تصاویر سے مزین ہیں۔
قیمت ۸/

زندگی کو جنت کی کھیتی بنالو

کھیتی خواہ دنیا کی ہو خواہ عقبیٰ کی ہو جنت کی کھیتی بھی کھیتی ہے مگر شرط یہ ہے کہ تم اپنے اعمال کو ویسا ہی بناؤ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی پر قرآن نازل فرمایا اور زندگی کا دستور بنایا اس طرح تیار ہو سکتا ہے کہ تم معلومات قرآن کا مطالعہ کرو تم اس کتاب کے مطالعہ کے بعد کلام اللہ کی تلاوت کرو تاکہ تم کو معلوم ہو کہ اللہ تعالےٰ نے اپنا نائب مقرر کرتے ہوئے جنت کی دوامی خوشیوں کا حقدار بنتے ہوئے کیا کیا ہدایات فرمائی ہیں۔ اچھی لکھائی چھپائی ضخامت ۔۔۔ صفحے قیمت ۱۲/

تذکرہ اولیائے ہند

ہندوستان میں جن۔۔۔ اولیائے کرام مدفون ہیں جن کا حال اس کتاب میں ہے یہ کتاب تیموریہ خاندان کے چشم و چراغ کی لکھی ہوئی کتاب ہے اور اس میں حالات تذکرہ کے ساتھ اقوال اولیاء اللہ کا ذخیرہ بھی شامل ہے جو شیدائیوں کو کہیں بھی نہ ملے گا کتاب اپنی جگہ [illegible] اس کو پہلے بھی چھاپا اور اس کے ذریعہ ملا مال ہو گیا مگر یہ کتاب پبلک کے مطالعہ سے گزری تو [illegible]

وعظ کی سب سے بڑی کتاب

تنبیہ الغافلین اردو واعظوں کیلئے نہایت کارآمد وعظ و نصیحت کی دوسری سب کتابوں سے بے نیاز کرنے والی ہے اس کا ایک ایک بیان ایسا بیش بہا اور مدلل ہے جس کو کافی عرصہ تک بیان کیا جا سکتا ہے باب با فصل اور عنوان سے شروع کیا ہے کہ اول مناسب نصوص قرآنیہ سے استدلال کر کے احادیث صحیحہ مدلل کتب بیان کئے ہیں پھر صحابہ کرام اور اکابر [illegible] کے متعلق واقعات اور [illegible] بیان کئے ہیں ۔۔۔ صفحات کی [illegible] کاغذ قیمت [illegible]

دلائل الخیرات

دلائل الخیرات حل مشکلات کے لئے بڑی اکسیر چیز ہے لیکن شرط یہ ہے کہ اس کے مندرجہ شرائط کے ساتھ ہی پڑھی جائے اس کے بیان کرنے کیلئے تو دفتر کے دفتر درکار ہیں جو شخص دلائل الخیرات کا عامل ہے اس کی کوئی ضرورت بھی تشنہ نہیں رہتی۔ ایسے عامل رسول کریم کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں پھر بھی ایسی ہی نعمت کیا کم ہے وظائف اور دعا کے سلسلہ میں بے نظیر کتاب ہے۔ اعلیٰ درجہ کے کاغذ پر بلاکوں سے چھپی ہے قیمت مجلد مع دستی ایڈیشن ۱۰/ علاوہ محصول ڈاک

آمنہ کا لال

اردو زبان کا سب سے بہتر مولود شریف حضرت علامہ راشد الخیری کی تازہ تصنیف جس کا کئی سال سے انتظار تھا۔ خصوصی طور پر لکھی عورتوں کی محفل میلاد میں یہ کتاب پڑھی جاتی ہے اور ۱۰۵ پڑھی غیر مسلم سہیلیوں کو بہت ذوق سے یہ کتاب سناتی ہیں۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ مرد بہت شوق سے یہ کتاب پڑھتے ہیں کیونکہ اس میں ایک واقعہ بھی ایسا نہیں جو خلاف عقل کہا جائے بشر کے ساتھ تعلیم بھی آمنہ کے لال میں ہیں یہی کتاب کا نمایاں کا بہترین تجربہ ہے اور واقعات کا انتخاب بہت صحت کے ساتھ ہوا ہے قیمت ۸/ محصول ۲/

جواہر خمسہ کامل

عملیات مجربہ کی مخصوص کتاب ہے جو عاملوں کیلئے نہایت بیش بہا ہے اس کے چار حصے ہیں اور ایک ہی جگہ میں جملہ عملیات قرآنی بسم اللہ اور سورۂ یٰسین کے مجرب عمل اور نقوش ہیں حصہ دوم میں اسمائے باری تعالےٰ ختم خواجگان اور قرآن شریف کی چھوٹی سورتوں کے اعمال و خواص حصہ سوم میں موکلات کے تابع ہونے کے اعمال وارد ہیں حصہ چہارم ان کاموں کیلئے مخصوص ہے جس میں تمام [illegible] کے خواص ہیں پانچویں حصہ میں [illegible] اور آخر میں متفرق نقوش ہیں بڑی محنت سے [illegible] قیمت [illegible] محصول [illegible]

عکسی قرآن مجید کلاں

بڑا سائز ہے ضخامت [illegible] اعلیٰ درجہ کی صحت اور کتابت۔ بہترین ولایتی کاغذ اعلیٰ ترین چھپائی۔ دس ہزار روپے خرچ کر کے اس کے فوٹو بلاک بنوائے گئے تھے پانچ سال کی محنت اور ہزارہا روپے صرف کرنے کے بعد یہ اعلیٰ درجہ کا قرآن تیار ہوا ہے جس کو دیکھ کر یورپ والے بھی [illegible] کی اعلیٰ ترین مطبوعات شرماتی ہیں۔
قیمت مجلد [illegible] اعلیٰ [illegible]
[illegible] کامل [illegible]

اعمال قرآنی

آیات قرآنی سے تعویذات لاثانی از علامہ حضرت اشرف علی صاحب حضرت مولانا کے تجربہ عملی اور واقفیت اسرار روحانی کا کون قائل نہیں ہے چند قرآنی ترتیب کے مضمون اعمال کو ایک جا کیا ہے اور دینی و دنیوی ضرورتیں ہیں ایک بھی ایسی چیز نہیں چھوڑی ہے جس کا علاج اس کتاب میں نہ ہو امراض کی شفا ہے بلیات کا دفع ہے مقدمات کی جیت ہے کشائش رزق ہے حب کے وظیفے ہیں تسخیر کے نقش ہیں۔ ۱۲۰ صفحوں کی مجلد کتاب کا کاغذ اعلیٰ ہے اصلی قیمت ۱۲/ اب [illegible] محصول ڈاک [illegible] کل ۱۲/

میلاد اکبر

"حضرت اکبر میرٹھی کا وہ مقبول عام میلاد نامہ" جو عاشقان رسول کے حرز جاں بنا ہوا ہے یہ ایسے والہانہ انداز میں لکھا گیا ہے کہ پڑھنے والا وجد میں آ جاتا ہے جس سے مکتب جدید ایڈیشن میں بہت ہی دلکش اور پر تاثیر نظموں کا اضافہ کیا گیا ہے اور مصنف نے یہ اہتمام کیا ہے کہ قیام میلاد کے سلسلہ میں علماء مصر و ہند کے فتاوے بھی شامل کر دیئے ہیں اس کی ضخامت ۱۴۴ صفحے ہیں گویا ایک دفتر محبت رسول کا سمیٹ دیا ہے اس کی قیمت [illegible] تھی اب ۱۰/ ہے محصول [illegible]

مناجات مقبول

ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب دعاؤں کی مقبول کتاب ہے اول سات دن کی اردو نظم میں بہت موثر مناجاتیں ہیں دعا مانگنے کے طریقے اور آداب اور قبولیت دعا کی کاپیاں پھر قرآن شریف سے سات دن کی اولیاء کرام کی مجربہ دعائیں جن کو حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے [illegible] پھر شفا و منزل پھر دعائے [illegible] شجرہ نظم مع ترجمہ درود شریف [illegible] [illegible] بیان کی گئی ہیں۔ [illegible] قیمت [illegible]

محبت کے پیغام

اگر آپ کو کسی سے محبت ہے اور اس سے آپ اپنے عاشقانہ جذبات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں اور مہذب عاشقانہ جذبات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں اور ایسے خطوط کا لکھنے کا ملکہ پیدا کرنا چاہتے ہیں جسے دیکھ کر پڑھنے والا تڑپ جائے تو ہماری نئی کتاب محبت کے پیغام منگایئے اس میں عاشق مزاج بیوی کے وہ خطوط شوہر کے ہیں جن کے ہر لفظ سے بے تابی اور بے چینی ٹپکتی ہے اور تمام خطوط نہایت مہذب اور [illegible] ہیں مسودہ حسین و جمیل خوشخط ہیں قیمت صرف ۸؍

شب عروسی کے افسانے

وہ لذیذ کتاب ہے جو شب عروسی کے تمام لذائذ کو یکجا کرنے میں کامیاب ہوئی ہے اس کا دوسرا نام عروس نو ہے کتاب کے نام ہی سے ظاہر ہے کہ عروس نو کس طرح کی ہے۔ یہ کتاب حسین لذت اور معصوم جذبات کی آئینہ دار ہے شب عروسی کے متعدد افسانے ہیں اپنے ہی طرز پر اس زندگی کی سب بہاریات کے مزے لوٹے گئے ہیں فقط باتیں یا حکایتیں نہیں بلکہ ہر حکایت ایک نئی چیز ہے جو بہت سے آنے والے خطروں سے محفوظ رکھتی ہے ہر افسانہ سچا ہے قیمت ایک روپیہ (عہ)

سہاگن کا سہاگ

سات سہیلیوں کا جھرمٹ، سات مست شباب لذیذ راتوں کی لذیذ داستانیں، ان میں کچھ ہے جو ..... کی لذت میں ہو سکتا ہے سہیلیوں کی پُر لطف نوک جھونک محلات لکھنؤ کی خاص زبان سے شب عروسی کی داستانیں ازدواجی زندگی کے اہم ترین پوشیدہ راز غرض کتاب سہاگن کا سہاگ دنیائے خفیات میں اپنی طرز کی انوکھی کتاب ہے جس کو شادی کے جلسہ میں سات دلہنوں نے بیان کیا ہے بڑی نایاب اور پُر کیف کتاب ہے بہت کم جلدیں رہ گئی ہیں قیمت عہ

پریتم کنٹرولی بالتصویر

عورت کی شباب کی [illegible] [illegible] [illegible] خالی ہوتی ہے [illegible] اس کے حسن [illegible] خزانہ کو محفوظ رکھنے کا راز [illegible] سے صرف ملاحت کے باغ جمال پر خزاں چھا جاتی ہے بلکہ [illegible] لینے کیلئے اس کی پرورش [illegible] درج ہوتی ہے [illegible] [illegible] دولت سے محروم ہو جاتا ہے [illegible] [illegible] حیرت انگیز علمی کتاب ہے جس کو پڑھنے کے بعد تمہارے سامنے عورت کی زندگی کی حقیقت [illegible] جاتی ہے اور یقین [illegible] [illegible] تمہارے لئے اختیاری ہوگی قیمت عہ

دوشیزہ کی ڈائری بالتصویر

ایک دوشیزہ لڑکی کے دل میں کس قسم کے پوشیدہ خیالات پیدا ہوتے ہیں شادی سے پیشتر کیا کیا کرنا چاہتی ہے شادی کے بعد اس کیلئے کن باتوں کا علم ضروری ہے حسن و شباب کی حفاظت کس طرح کی جاتی ہے اور دوشیزہ کی پُر کیف زندگی سے عیش و عشرت کی بہار کس طرح لوٹی جاتی ہے تمام باتوں کا جواب آپکو دوشیزہ کی ڈائری میں ملیگا ایک مست شباب دوشیزہ کی زبان سے ان تمام پوشیدہ جذبات کی [illegible] تصویر کھینچی گئی ہے نیز مبارک کی چار درجن حسین و جمیل تصویروں سے کتاب کی زینت میں اضافہ کر دیا ہے قیمت عہ

دوشیزہ سے لطف بالتصویر

حاصل کرنے کیلئے دوشیزہ کو مطالعہ میں رکھئے یہ وہ نایاب کتاب ہے جس میں شب عروسی سے لیکر آخر تک کی تمام کیفیات عورت کے جذبات درج ہیں یہ کتاب صدہا مشرقی و مغربی کتابوں کا عطر ہے ایک کتاب ہے جس میں ڈیڑھ سو کے قریب ولایتی اور سادہ تصاویر ہیں تمام دنیا کی عورتوں کے لاجواب فوٹو ہیں اور عورتوں کے تمام جسمانی حصوں کی مفید اور کارآمد تصاویر ہیں اردو میں آجتک ایسی مکمل کتاب شائع نہیں ہوئی اس کتاب کے مطالعہ کے بعد آپ کو وہ تجربات ہو جائیں گے جو سالہا سال تک [illegible] نہیں ہیں قیمت ہے

حقوق و فرائض اسلام

یہ ایک ایسی لاجواب کتاب ہے جس کی ہر مسلمان کو اپنی زندگی میں ضرورت رہتی ہے پیدائش سے لیکر وفات تک جتنے حقوق و فرائض ایک مسلمان کے ذمہ ہیں اُن سب کا مفصل تذکرہ قرآن حکیم اور احادیث صحیحہ اور دلائل عقلیہ سے اس کتاب میں ہے بے مثل کتاب ہے عربی و فارسی کی مستند کتابوں کے پچاس ہزار صفحات کا نچوڑ ہے عربی کے ساتھ ترجمہ اور تشریح بھی ہے اعلیٰ درجہ کی لکھائی چھپائی سفید چکنا کاغذ۔ ضخامت سات سو صفحات قیمت مجلد دو روپے

قاعدہ لیسرنا القرآن

قرآن شریف پڑھانے کا یہ سہل طریقہ اور بہترین قاعدہ جو ہر سال تین چھ ماہ [illegible] [illegible] مدارس اسکی خوبیوں سے واقف ہیں اسی کو منگاتے ہیں بہت ہی سادہ قاعدہ ہے اس میں سب سے بڑھکر کتابت کی خوبی ہے یعنی نقطے زیر زبر پیش اور جزم وغیرہ کا [illegible] کے پہچان لینے کے بعد پھر قرآن شریف پڑھ لینے میں ذرا بھی دشواری نہیں ہوتی مصنف کا دعویٰ ہے کہ قاعدہ پڑھنے کے بعد صرف چھ مہینے میں بغیر استاد کی مدد کے بچہ پورا قرآن شریف پڑھ لیتا ہے [illegible] [illegible]

قرآن ایک معجزنما کتاب ہے

حقائق و معارف فصاحت و بلاغت قرآن پاک جیسا دنیا میں پہلی اور سب سے آخری کتاب ہے جو علامہ ابو النصیر صاحب کے زاد عمیق کے دس سالہ مطالعہ قرآن شریف اور تمام صحائف آسمانی کا نچوڑ ہے قرآن کے متعلق غیر مسلم رہنماؤں کے تبصرے سرداران کفار قریش کی رائیں منکرین کلام الٰہی کا اسکو سنکر مسلمان ہونا قرآن کے منزل من اللہ ہونے پر [illegible] [illegible] [illegible] قرآن حکیم کی ابدی تاریخ ہے کتاب تبلیغ اسلام کیلئے [illegible] [illegible] [illegible]

اسکول ماسٹر

جو انگریزی اخبارات پڑھنے سے عاری ہیں جو طلبا انگریزی میں بہت کمزور ہیں جو بغیر استاد کے انگریزی میں گفتگو کرنا چاہتے ہیں اور جو باقاعدہ انگریزی خط و کتابت نہیں کر سکتے انکو یہ کتاب ضرور منگانی چاہیئے اگر وہ سوسائٹی میں ممتاز درجہ حاصل کرنا چاہتے ہیں بلند اور کاروبار میں ہوشمند بننا چاہتے ہیں۔ آج قدم قدم پر انگریزی کی ضرورت ہے اور دفاتر میں داخل ہو کر پڑھنا بہت طویل ہے پھر آپ کیوں نہیں یہ کتاب منگا لیتے جو اپنے اندر تعلیم انگریزی کا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] قیمت ۱۲؍

خلفائے راشدینؓ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ، حضرت امام حسنؓ کی پیدائش سے لیکر وفات تک کے مکمل حالات انکے عہد خلافت اور اصلاحات اور ترقیات اور فتوحات کے مفصل حالات پچاس سالہ مسلمانوں کی تاریخ کا محققانہ شاہکار اچھی لکھائی چھپائی۔ ضخامت .... صفحے گلیز کاغذ قیمت بلا جلد عہ مجلد پارچہ عہ قیمت مجلد چرمی پشت ۴ اعلیٰ ایڈیشن سفید چکنا کاغذ مجلد پارچہ عہ مجلد چرمی پشت عہ

سیدہ فاطمہؓ زہرا

پیارے نبی کی پیاری بیٹی حضرت فاطمہ زہرا کے حالات جو [illegible] [illegible] [illegible] نے لکھے ہیں حضرت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] جس میں ماں باپ کی محبت شوہر کی اطاعت بچوں کی خدمت حسن معاشرت اور خانگی زندگی سب کا مؤثر حال ہے۔ اس کتاب کی خوبی کا اندازہ کرو کہ سرتاج دو عالم کی بیٹی کی زندگی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیشوائے مشاہیر نمبروں کا بارھواں سلسلہ

صلاح الدین نمبر
پیشوا دہلی

اسلامیہ دارالاشاعت دہلی کا

ایک ماہوار

مذہبی، اخلاقی، اصلاحی، ادبی

رسالہ

مقام اشاعت۔

اردو بازار جامع مسجد دہلی

جو ہر قمری مہینہ کی ۱۰ تاریخ کو محض اسلام

کی تبلیغ و اشاعت کے لئے

دہلی سے شائع ہوتا ہے

قیمت سالانہ

اعلیٰ ایڈیشن	دو روپے
ارزاں ایڈیشن	ایک روپیہ

ممالک غیر سے جن میں برما بھی شامل ہے

اعلیٰ ایڈیشن	۵ شلنگ
ارزاں ایڈیشن	۳ شلنگ

جلد ۱۶ | محرم الحرام ۱۳۵۹ سنہ مطابق فروری ۱۹۴۰ سنہ عیسوی | نمبر ۱۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

(مورخ اعظم حضرت مولانا رشید اختر ندوی)

کتنی ہی صدیاں گزریں کتنے ہی انقلابات آئے اور ختم ہوگئے۔ قومیں بنیں، قوموں کا طرز حیات بدلا۔ قوموں کی تاریخ بدلی۔ لیکن ایوب خاندان کے ایک فرد نے اس صفحۂ عالم پر اپنی عظمت و جلالت اور شان و شوکت کے جو نقوش ثبت کئے تھے ان کو دنیا ابھی تک فراموش نہیں کرسکی۔

مسلمان قوم کے آج کے حالات سے ان پریشانیوں اور مصائب کا کوئی موازنہ نہیں کیا جاسکتا، جب کہ پورا یورپ اپنے تمام آلات شیطانی اور پورے ساز و سامان کے ساتھ ساری عیسائی دنیا کی حمایت و اعانت کے بھروسے پر حضور محمد سرور کون و مکاں صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے پر تلا ہوا تھا۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس وقت بھی مسلمانوں کی حالت بہت نازک ہے۔ لیکن یہ نتیجہ ہے ان کی اپنی غفلتوں اور غلطیوں کا۔ آج وہ خود جینے پر کچھ زیادہ آمادہ نہیں ہیں۔ مگر جس دور کا ہم ذکر کر رہے ہیں اس وقت مسلمان زندہ رہنا چاہتے تھے، اور زندہ رہنے کے لئے وہ ہاتھ پاؤں ہلا رہے تھے، البتہ ان کے دشمن انہیں ہمیشہ کے لئے خاموش کرنے پر پورے طور سے آمادہ تھے، ایسے خطرناک اور نازک حالات میں، ایوب خاندان کے اس فرد نے، مسلمانوں کی حیات ملی کے بقا کے لئے کمر ہمت باندھی اور اس جرأت اور حوصلہ کے ساتھ دشمنوں کا مقابلہ کیا کہ وہ اپنے تمام فاسد خیالات بھول گئے۔

صلاح الدین کی زندگی، ایک فرد کی زندگی نہیں ایک قوم کی زندگی ہے۔ وہ اپنے لئے ایک دن بھی نہیں جیا، وہ جتنے دن زندہ رہا قوم کے لئے اور جب مرا تو قوم کے لئے۔ اس نے صحابہؓ کی طرح دنیا کو مسلمانوں کا وہی بنیادی سبق یاد دلایا۔

ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین

"میری عبادت، میری قربانی، میری زیست اور میری مرگ، یہ سب رب کیلئے ہیں"

اور سچ پوچھو تو صلاح الدین کے حالات کی اجمالی تعریف اس آیۃ کریمہ سے بہتر اور کوئی نہیں ہوسکتی۔

مسلمان اس دنیا میں اس لئے نہیں آتا کہ وہ دوسروں کی طرح بے مقصد جئے، وہ زندہ رہتا ہے۔ زندہ رہنے کے وسائل اختیار کرتا ہے تو اسلام کی سربلندی کی خاطر، اور اگر مرتا ہے تو اس کے سامنے یہی مقصد ہوتا ہے۔

یہ بھی کوئی جینا ہے جس طرح مسلمانان ہند اس دور میں جی رہے ہیں، اس سے تو مرنا بہتر ہے۔ جسے جس کی زندگی کو زندگی نہیں سمجھتے ہے

تو شعور کی موت کہا جاتا ہے، اور جو قوم شعور سے محروم ہو کر زندہ رہتی ہے اُس پر ساری کائنات لعنت بھیجتی ہے۔

اسلام صاف طور پر ایسی زندگی کو موت کہتا ہے۔ اور مسلمانوں کو باعزت زندہ رہنے اور باعزت مرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ اور حضورؐ کی زندگی اسی تعلیم کی عملی تصویر ہے۔

حضور سرور کونینؐ نے یتیمی اور بیکسی کی گود میں جنم لیا۔ لیکن جوں ہی شعور کی آنکھیں کھلیں، نہ صرف خود باعزت طریقے سے زندہ رہے، بلکہ ایک اُس قوم کو جو مُردوں سے بھی بد تر تھی، باعزت زندہ رہنے کا گُر سکھا دیا۔ یہ قوم دنیا میں جس شان و شوکت سے زندہ رہی یہ اسی کا طفیل ہے کہ ہم آج اسلام کے دامن سے وابستہ نظر آتے ہیں ورنہ خدا جانے مٹنے والی قوموں کے ساتھ ہم کب کے مٹ گئے ہوتے۔

حضور سرور کائنات نے مسلمانوں کے لئے زندگی کا ایک رستہ مقرر فرما گئے اس پر جو بھی چلے گا سرفراز ہوگا۔ صلاح الدین ایوبی بھی اسی پر چلے اور خوب کامیاب رہے۔

صلاح الدین کی زندگی کے حالات پیش کرنے سے ہمارا مقصد یہی ہے کہ مسلمانانِ ہند دیکھیں کہ صلاح الدین نے حضورؐ کے بتائے ہوئے رستہ پر چل کر زندگی کی کتنی نعمتیں انعام میں پائیں، اور اگر ہم بھی یہی طریق اختیار کریں تو قدرت ہم پر اپنی بخششوں اور عنایتوں کے دروازے اب بھی کھول سکتی ہے۔

جس طرح دوسری بڑی مسلمان شخصیتوں کے ساتھ یورپ والوں نے انصاف نہیں کیا اسی طرح صلاح الدین کے ساتھ بھی کچھ دیانت نہیں برتی گئی۔ یہی صلاح الدین اگر کسی یورپین قوم کے فرد ہوتے یا ان کی پیشانی پر عیسائیت کی مہر لگی ہوتی (العیاذ باللہ) تو یورپ انکی پرستش کرتا اور ان کی داستانِ حیات، اتنی عام ہو جاتی کہ مائیں بچوں کو لوری دیتے وقت بھی اسے ہی دوہرایا کرتیں۔ لیکن صلاح الدین چونکہ مسلمان قوم میں پیدا ہوئے اور اس قوم کی سربلندی کے لئے جئے اور اسی کے لئے مرے۔ اس لئے یورپ نے انکی عظمت و جلالت کے آفتاب کو مٹانے کی پوری کوشش کی ہے۔ ہم آئندہ صفحات میں انشاء اللہ ان غلط داستانوں کی بھی پوری طرح تردید کر دیں گے، جو انھیں بدنام کرنے کیلئے وضع کی گئیں اور ساتھ ہی اس بزرگ شخصیت کے وہ صحیح حالات بھی سنائیں گے جن پر ان کی عظمت کی فلک بوس عمارت کھڑی ہے۔

ضرورت ہے کہ مسلمان یہ حالات صرف پڑھیں اور سنیں ہی نہیں بلکہ کوشش کریں کہ خود بھی اسی طرح کی زندگی گزاریں، اگر ایک مسلمان بھی یہ سبق سیکھ جائے تو لکھنے والے کا مقصد پورا ہو جائے گا۔

ماخذ } اس کتاب کو لکھتے وقت ہم نے حسب ذیل کتابوں سے مدد لی ہے۔ ابن خلدون۔ ابن خلکان۔ کامل ابن اثیر۔ بہاء الدین۔ مجاہد۔ haneBook - crusades ' تاریخ اسلام مصنفہ رائٹ آنریبل جسٹس امیر علی۔ دائرۃ المعارف (مصر) تاریخ دروسیہ (مصر) انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجاہدِ اعظم صلاح الدین ایوبیؒ

نام۔ صلاح الدین یوسف

خطاب۔ الملک الناصر۔ فاتح بیت المقدس۔

سلسلۂ نسب۔ صلاح الدین یوسف، بن نجم الدین ایوب بن شادی بن مروان، بن علی، بن عنترہ، بن حسن بن علی بن احمد بن علی بن عبدالعزیز بن ہدبتہ بن الحصین بن الحارث بن سنان بن عمر بن مرہ بن عوف حمیری۔

یہ سلسلۂ نسب اسی وقت صحیح کہا جا سکتا ہے جب صلاح الدین کو عربی النسل مان لیا جائے دوسری صورت میں کامل ابن اثیر یا ابن خلکان[۱] کی روایات کے مطابق اگر صلاح الدین کو کرد تسلیم کر دیا جائے تو یہ سلسلۂ نسب صحیح نہیں ہوگا۔ چونکہ علمائے تاریخ نے اس کے کردی النسل ہونے پر زیادہ زور نہیں دیا اور نہ ہی کوئی سلسلۂ نسب ترتیب دیا ہے۔ اس لئے ہم مجبور ہیں کہ صلاح الدین کو عربی النسل ہی قرار دیں۔ اور سچ پوچھو تو صرف نسب ہی فخر کی چیز نہیں۔ فخر کی چیز تو اعمالِ صالح ہیں۔ صلاح الدین اگر عربی النسل ہے تو بھی ہمارا سرتاج اور اگر کردی النسل ہے تو بھی ہمارے لئے باعث فخر۔

صلاح الدین کا خاندان صلاح الدین کے آباؤ اجداد کے متعلق صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ یہ لوگ شمالی آرمینیہ کے ایک مشہور شہر دوین میں رہا کرتے۔ عرب مورخین کا بیان ہے کہ یہ خاندان دوین کے ممتاز اور بارسوخ خاندانوں میں سے تھا۔ بہرصورت، زمانہ کے تغیرات کے باعث صلاح الدین کا دادا "شادی" دوین چھوڑ کر بغداد میں پناہ گزین ہوا، بغداد میں ایک ہم وطن اور عزیز دوست بہروز، سلجوقی شہزادوں کا اتالیق تھا، بہروز نے شادی اور اس کے خاندان کو نہ صرف اپنے گھر میں پناہ دی، بلکہ اس کے بڑے بیٹے ایوب کو تکریت کی صوبہ داری بھی دلوا دی۔ اور یہ سارا خاندان تکریت روانہ ہوا۔

ایوب تکریت میں تکریت، موصل اور بغداد کے مابین دجلہ کے کنارے کا ایک مشہور قلعہ تھا۔ ایوب اور اس کے خاندان کی یہ بہت بڑی خوش قسمتی تھی، کہ اس اہم قلعہ کی قلعہ داری کے فرائض اسے سونپے گئے۔ ایوب کے ساتھ اس کا دوسرا بھائی اسد الدین شیرکوہ بھی آیا، ان دونوں بھائیوں نے مل کر اس شہر پر کچھ اس دانشمندی اور محبت سے حکومت کی کہ رعایا ان سے بہت خوش رہنے لگی اور وہ ہر طبقہ میں ہر دلعزیز ہو گئے۔

حاکم موصل کی امداد اسے اتفاق کی بات کہئے کہ اسی زمانہ میں موصل کے حاکم زنگی کو میدانِ جنگ میں شکست ہوئی وہ تکریت کے رستے سے موصل پہنچنا چاہتا تھا۔ پیچھے دشمن تھا اور سامنے دریا۔ ایوب نے موصل کے اس تاجدار کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا، اور دریا عبور کرنے کے لئے کچھ کشتیاں فوراً مہیا کر دیں۔ زنگی اور اس کی فوج دریا سے پار ہو گئی اور اپنے ساتھ ایوب کی محبت بھی لیتی گئی

ایوب اگر اس وقت زنگی کی امداد نہ کرتا، تو زنگی یقیناً دشمنوں کے ہاتھ آ جاتا۔ ایوب نے زنگی کی زندگی بچانے کے لئے اپنی حکومت کی حکمت عملی کی خلاف ورزی کی۔ بہروز اس کے دوست نے بغداد میں بیٹھے بیٹھے اسے ڈانٹا اور وجہ دریافت کی کہ اس نے اتنے بڑے دشمن کو آسانی سے کیوں ہاتھ سے جانے دیا۔ ایوب نے نیکی کی تھی، وہ اس نیکی پر پچھتایا نہیں، اس نے بہروز کو لکھا کہ میں نے زنگی کو دشمنوں کے حوالے کر دینا بزدلی سمجھتا تھا۔ "وہ میرے پاس امداد کے لئے آیا تھا، ایک مسلمان، مصیبت کے وقت دوسرے مسلمان کے کام آئے یہ بہت بڑی عادت ہے۔ میں اس پر افسوس اور ندامت کا اظہار کرنے کے لئے تیار نہیں۔"

دربارِ بغداد اور ایوب میں اختلاف ایوب کا یہ جواب بغداد کی شان و شوکت کے شایاں نہ تھا۔ اس کا نام منظور نظر حکام کی فہرست سے کاٹ دیا گیا۔ بہروز اس کے خاندان کا مربی ضرور تھا۔ مگر گستاخی بہرصورت گستاخی تھی، اور ایوب کو اس کی سزا نہ دیا جانا یہ دربارِ بغداد کو منظور نہ تھا۔

تکریت سے فرار ان ہی دنوں تکریت میں ایک قتل ہوا، ایوب کے بھائی شیرکوہ نے ایک مظلوم عورت کی عصمت محفوظ کرنے کے لئے ایک بدمعاش پر ہاتھ اٹھایا، پرچہ نویسوں نے واقعہ کا طومار بنا کر دربار کو لکھا۔ دربار کسی ایسے ہی موقعہ کی تلاش میں تھا، وہاں سے حکم آیا کہ ایوب اس قتل کا خون بہا ادا کرے ورنہ اُسے قلعہ داری کے منصب سے معزول کر دیا جائے گا۔

خون بہا کی مقدار اتنی زیادہ تھی کہ ایوب اسے ادا نہ کر سکا۔ آخر معزولی اور گرفتاری کا حکم پہنچا۔ دونوں بھائی خاندان سمیت تکریت سے نکل کر بھاگ گئے۔

صلاح الدین کی ولادت خدا کی قدرت دیکھئے، ہندوستان میں مغلوں کی قسمت بدل دینے والے اکبرِ اعظم کی طرح ایوب کے گھر صلاح الدین نے بھی اسی

[۱] کامل ابن اثیر

وقت جز لیا، جب اسکا باپ جان بچانے کے لئے بھاگ رہا تھا، نوجواں بچے کو جس مصیبت کے ساتھ بھاگنے والوں نے اپنے ساتھ لیا اسے کچھ وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جنہیں ایسی مصیبتوں سے دوچار ہونا پڑا ہو۔

موصل میں } تکریت سے موصل دور نہ تھا: ایوب اور شیرکوہ اپنے خاندان کو لئے۔ جلدی ہی موصل پہنچ گئے اور زنگی کو اپنے حالات سنائے، ایوب زنگی کی زندگی بچا چکا تھا۔ اس نے زنگی کے ساتھ اس وقت احسان کیا تھا جب کہ زنگی اور ایوب کے مابین کسی قسم کا کوئی تعلق نہ تھا، زنگی مصیبت کے وقت ایوب کی مدد نہ کرتا یہ احسان فراموشی ہوتی اس نے سارے خاندان کی خوب آؤ بھگت کی۔ اور ایوب اور شیرکوہ کو اپنے دربار میں اہم جگہ دی۔

بعلبک کی قلعہ داری } تھوڑے دنوں بعد ایوب بعلبک کا قلعہ دار مقرر کر دیا گیا اور اس کا خاندان وہیں جا بسا۔

مکتب میں داخلہ } صلاح الدین فرار کی حالت میں پیدا ہوا۔ مگر حکومت کی گود میں پرورش پائی۔ پانچ سال کی عمر میں مکتب بٹھا دیا گیا۔

بعلبک سے دمشق میں } صلاح الدین ابھی ۹ سال ہی کا تھا کہ اس کے باپ کے سرپرست عماد الدین زنگی قتل کر دیے گئے۔ عماد الدین زنگی کا قتل گویا اس بات کا اعلان تھا کہ بعلبک اب پھر دمشق کے قبضہ میں چلا جائے گا۔ زنگی کے دونوں بیٹے وراثت کے جھگڑوں میں پڑے تھے انھیں اتنی فرصت نہ تھی کہ بعلبک کو دمشق سے محفوظ رکھ سکیں اس لئے جوں ہی دمشقی فوجیں بعلبک کے محاصرہ کو بڑھیں نجم الدین ایوب نے ان سے مصالحت کر لی۔ بعلبک پر دمشق کا قبضہ تسلیم کر لیا گیا، اور اس کے صلہ میں ایوب کو دمشق میں رہنے کے لئے ایک عمدہ مکان اور دس گاؤں بطور جاگیر دیے گئے۔

ایوب اس معاہدے کے بعد دمشق آ گیا۔ اور صلاح الدین دمشق کے علمی ماحول میں تعلیم و تربیت پانے لگا۔

ایوب کا اقتدار } ایوب سمجھدار اور معاملہ فہم انسان تھا۔ دمشق پہونچ کر اس نے بہت جلد دربار میں رسائی حاصل کر لی اور چند سال کے اندر دمشق کی فوج کا سپہ سالار بنا دیا گیا۔ اسے دربار دمشق میں اتنا رسوخ حاصل ہوا کہ وہ جسے چاہتا دمشق کا تخت دے سکتا تھا۔

اسد الدین شیرکوہ } ایوب کو ادھر دربار دمشق میں یہ سیاسی تفوق حاصل ہوا ادھر اس کا چھوٹا بھائی اسد الدین شیرکوہ نور الدین زنگی کی ملازمت میں داخل ہو گیا۔ شیرکوہ صحیح معنوں میں شیر تھا، اس نے نور الدین کے ساتھ مل کر دشمنوں سے جس جرأت اور بہادری سے مقابلہ کیا اس سے نور الدین اور تمام دوسرے درباریوں پر یہ اچھی طرح واضح ہو گیا کہ اسد الدین صرف نام کا نہیں بلکہ کام کا بھی شیر ہے۔

نور الدین نے مزاج شناسی کا جوہر پایا تھا، اسد الدین شیرکوہ کے کارنامے دیکھے تو اسے فوج کا مختار کل بنا دیا۔ قدرت جس خاندان کو بڑھانا چاہتی ہے اس کے لئے حالات کو ساز گار بنا دیتی ہے۔

شادی کے بیٹوں کے متعلق کسے معلوم تھا کہ وہ اتنا سیاسی تفوق حاصل کر لیں گے۔ بھروزیہ کیا جانتا تھا کہ جن دو مجرموں کو وہ خون بہا ادا نہ کرنے کے جرم میں تکریت سے جلا وطن کر رہا ہے وہ دمشق اور شام کی دو بڑی سلطنتوں کے مضبوط ستون ہوں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ تکریت سے جلا وطنی ہی اس خاندان کے عروج کا باعث ہوئی؛ حالات کچھ اور بھی ایسے پیدا ہوتے گئے جنہوں نے ان دونوں بھائیوں کو آگے بڑھایا۔ تکریت کی قلعہ داری کے دوران میں اگر عماد الدین زنگی شکست کھا کر دجلہ کے کنارے پر پار ہونے کے لئے نہ آتا تو یہ دونوں جلا وطن خدا جانے کہاں جاتے۔

نور الدین دمشق میں } بہرصورت دونوں بھائیوں نے اس طرح عروج حاصل کیا، تو انھیں سیاسی جوڑ توڑ کا سلیقہ آ گیا۔

دمشق اور اسکی حکومت ایوب کے اقتدار سے منحرف نہیں ہو سکتی تھی۔ ادھر شیرکوہ نور الدین کا محبوب تھا۔ دونوں بھائیوں میں خط و کتابت ہوئی اور صلاح ٹھہری کہ نور الدین زنگی کا خاندان چونکہ ان دونوں کا محسن اور مربی ہے۔ کیا اچھا ہو کہ دمشق پر بھی اسے ہی مسلط کر دیا جائے۔ صلاح کی دیر تھی کہ نور الدین شیرکوہ کو ساتھ لیکر دمشق کے دروازہ پر پہونچ گیا۔ اہالیان دمشق سے مطالبہ کیا گیا کہ جنگ کریں یا صلح۔ ایوب سا ہوشمند سپہ سالار اور حاجب اعظم جنگ کیسے کر سکتا تھا۔ اسی کے بلائے ہوئے تو یہ مہمان عزیز یہاں تک آئے تھے۔ اس نے نمائش کے لئے چند دن کی مہلت مانگی۔ عمائد سلطنت اور معزز شہریوں کو جمع کر کے صلح کے فوائد سمجھائے۔ جب سپہ سالار ہی جنگ کرنے پر آمادہ نہ ہو تو امن پسند شہری اور عیاش درباری کیسے جنگ کر سکتے ہیں۔ صلح کے حق میں ہر طرف سے آوازیں اٹھی اور ساتویں دن نور الدین اور شیرکوہ پر شہر کے دروازے کھول دیے گئے۔

نور الدین اور شیرکوہ بازو میں بازو ڈالے بڑی شان و شوکت کے ساتھ شہر میں داخل ہوئے۔

ایوب کا اعزاز } بے لڑے فتح کی خوشی میں جو دربار شاہی منعقد ہوا اس میں ایوب کو جو جگہ نصیب ہوئی وہ نور الدین زنگی کی بائیں نشست تھی۔ گویا یہ اس چیز کا اعلان تھا کہ نور الدین زنگی کی حکومت میں ایوب شاہ کے بعد دوسرے درجہ پر ہے۔ اسی دربار میں ایوب کو دمشق کا گورنر نامزد کیا گیا، اور شیرکوہ کو صوبہ دمشق کا وائسرائے قرار دیا گیا۔

صلاح الدین کی تربیت اور دربار دمشق } دمشق پر نور الدین ۹ ۵ ۴ھ

میں قابض ہوا۔ اس تاریخ سے لیکر ایوب کا ہونہار بیٹا یوسف یا صلاح الدین گویا دربارِ دمشق یا نورالدین کی سرپرستی میں رہا۔

گو تفصیل سے معلوم نہیں ہو سکا کہ دربارِ دمشق میں ۔ وکرلو رزسکے اس ہونہار فرزند کی تربیت کے کیا ذرائع اختیار کئے گئے۔ لیکن قیاس کہتا ہے اور یہی بہترین سند ہے کہ صلاح الدین کی تعلیم و تربیت کے لئے اس دور کے بہترین علماء اور فضلا کی خدمات حاصل کی گئیں۔ خود نورالدین زنگی نے اس نوجوان کی فطرت میں پاکبازی، تقویٰ و طہارت اور جرأت و حوصلہ کا تخم بویا۔ اسے سمجھا دیا گیا کہ دنیائے اسلام اس وقت ایک تیرہ و تار دور سے گزر رہی ہے، اور عیسائیت اسلام کا چراغ حیات گل کرنے کے لئے اوچھے ہتھیاروں پر اُتر آئی ہے۔

صلاح الدین کی عمر اس وقت زیادہ سے زیادہ ۱۴ سال کی ہوگی اس ۱۴ سال کے بچے کے عادات و اطوار، خیالات و رجحانات اسکی یہ کہہ رہے تھے کہ وہ بڑا ہو کر ملت کے لئے ایک باعث فخر فرد ہوگا۔

نوجوانی } صلاح الدین کی اس چند سالہ زندگی کا اس دور کے امراء کے بچوں کی زندگیوں پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ یہ لڑکے بچپن میں پڑھتے، جوانی میں مردانہ کھیل کھیلتے۔ وحشی جانوروں کا شکار کرتے، مگر صلاح الدین کی زندگی ان کے نظریۂ حیات سے کسی قدر مختلف نظر آتی ہے۔ اس کا بچپن قرآن کی تعلیم میں گزرا، شباب، حدیث، فقہ، تفسیر اور دوسرے علوم مذہبی کی تکمیل کی نذر رہا جس کا لازمی نتیجہ یہی ہو سکتا تھا کہ مذہب اور اس کی روایات نے صلاح الدین کو پاکیزگیٔ اخلاق، جرأت اور شرافت کی راہ پر ڈال دیا۔ وہ امیر نوجوانوں کی طرح اسراف، شکار، یا دوسری امیرانہ تفریحوں میں نہ اُلجھا اور نیکی اور سعادت کے حصول میں مصروف نظر آیا۔ وہ ان لوگوں میں تھا جن کے کندھوں پر آگے چل کر ملت اور بڑائی کی چادر ڈالی جاتی ہے۔ اس کو نوجوانی میں یہ احساس تھا کہ آگے چل کر وہ دنیا میں ایک حیرت انگیز شخصیت بننے کی کوشش کرنے والا ہے۔ اسے فضول باتوں میں اپنی جوانی ضائع کرنے کی مہلت کہاں؟

صلاح الدین نے ادب، فلسفہ کی تعلیم پر کم توجہ کی، اسے شاعری سے تو محبت تھی۔ لیکن شاعری اور مجاہدانہ زندگی میں مشرق اور مغرب کا بُعد ہوتا ہے وہ شاعر نواز ضرور تھا مگر شعر کی دھن میں اس نے اپنی زندگی ضائع کرنے کی کوشش نہیں کی۔

وہ اپنے باپ کی طرح زیادہ وقت قرآن حکیم پر غور کرنے میں صرف کرتا۔ وہ سچا مسلمان تھا اس نے کوشش کی کہ وہ اپنے آپ کو سچے مسلمان کی طرح دنیا کے سامنے پیش کرے۔

اس دور کی تعلیم چونکہ مذہب اور اس کے متعلقات تک محدود تھی، اس لئے سلطان کی تعلیم کا دائرہ زیادہ وسیع نہ ہو سکا۔

صلاح الدین اور دربارِ دمشق } صلاح الدین کے دربارِ دمشق کے اس وقت کیا تعلقات تھے۔ آیا وہ جوانی میں دربار میں حاضر ہوا کرتے یا نہیں، اس سوال کا جواب غالباً یہ واقعہ دے سکتا ہے کہ اسامہ ابن منقذ نے جب ۵۷۰ھ سے ۵۷۹ھ تک کے دمشق کے دربار کے حالات لکھے تو اس نے صلاح الدین کا نام نہیں ذکر کیا۔ اگر صلاح الدین دربار میں آیا کرتا تو یقیناً اسامہ اس کو جانتے لیکن اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا کہ صلاح الدین کو نورالدین زنگی کی شفقت اور قربت حاصل نہ تھی۔

صلاح الدین کے دربار میں نہ آنے کی وجوہ زیادہ تر یہی ہو سکتی ہیں کہ وہ دربار کی رسمی زندگی سے زیادہ علماء کی صحبت اور ان کے فیض کو غنیمت سمجھتا تھا، اور یقیناً علماء کی صحبت نے اس نوجوان کے کردار اور اخلاق پر غیر معمولی اثر کیا، وہ جوان تھا، دمشق کے سب سے بڑے افسر کا بیٹا اور نائب السلطنت کا بھتیجا تھا۔ اگر وہ چاہتا تو دربار میں رسائی حاصل کر سکتا تھا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا، اس نے سوچا کہ سلطنت سے دلچسپی تو بعد میں بھی لی جا سکتی ہے لیکن علماء کی صحبت اور علم کی دولت فراغت کے دور ہی سے حاصل ہو سکتی ہے۔

تاریخ سے یہ بھی پتہ نہیں چلتا کہ صلاح الدین پچیس سال کی عمر تک آیا لڑائیوں میں شریک ہوا یا نہیں۔ اس کے جوان ہونے تک دو تین جنگیں لڑی جا چکی تھیں۔ بچپن میں تو وہ جنگ میں شریک ہی نہیں ہو سکتا تھا۔ نوجوانی علم کے حصول میں گئی، شیرکوہ اسے اپنے ساتھ مہمات پر لیجانا شاید ضروری نہیں سمجھتے تھے۔ ان کے نزدیک بھتیجے کی تربیت اور تعلیم، میدانِ جنگ سے زیادہ مفید اور کار آمد ہوگی۔

اس لئے ہم بلا شک و شبہ یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ صلاح الدین کی عملی زندگی یعنی حربی کارگزاریوں کی ابتدا اس وقت ہوتی ہے جب شیرکوہ مصر پر حملہ آور ہوئے۔

باب ۲

صلاح الدین کی سیاسی یا حربی زندگی کا آغاز

مصر پر حملہ } مصر نے بہت سے دور دیکھے مگر فاطمیوں کا دور بہت سے اعتبارات سے دوسرے ادوار سے ممتاز ہے۔ فاطمی عبیدیوں کی طرح آل نبیؐ کی حیثیت سے تختِ خلافت پر جلوہ گر ہوئے۔ جس طرح بنو امیہ کے مظالم سے انتقام لینے کے جذبہ نے بنو عباس کو خلافت کے منصب پر بٹھایا اسی طرح فاطمیوں کو بنو عباس کی زیادتیوں کے انتقام نے مصر کی گدی دلوائی۔ مگر جس طرح بنو عباس خلافت کا منصب پانے کے بعد خلافت کے فرائض کو بھول گئے، یہی حال فاطمیوں کا ہوا۔

انھوں نے مصر میں کافی مدت بڑی شان و شوکت کی حکومت کی، بڑی عزت اور سرخروئی کے ساتھ رہے۔ لیکن آخر میں تو خلفا کی حالت شطرنج سے بہتر نہ تھی۔ وزرا، ان کے عزل و نصب کے مختار تھے، وہ جب چاہتے، پرانے خلیفہ کو بوسیدہ لباس کی طرح اتار پھینکتے، اور نئے خلیفہ کو خلافت کی گدی پر نہایت بیش قیمت کپڑوں میں لپٹا کر بٹھا دیتے۔

بہت ممکن تھا کہ ان کھلونوں کو کوئی جب یہ طاقت آج سے پہلے ہی توڑ کر پھینک دیتی۔ مگر حالات ہمیشہ ایسے بنتے گئے کہ یہ کھلونے تاج و تخت کی ذمہ داریوں کے نااہل ہونے کے باوجود زندہ رہے۔

اب جو نورالدین جیسا طاقتور بادشاہ دمشق کی حکومت پر قابض ہوا تو ان کھلونوں کی زندگی بھی خطرے میں پڑ گئی، کیونکہ اگر نورالدین مصر پر فوج کشی نہ کرتا تو اندیشہ تھا کہ عیسائی حکومتیں موقعہ پا کر مصر پر حملہ کر دیں۔ لیکن مصیبت یہ تھی کہ دمشق اور شام دونوں کے تاجدار مصر میں مداخلت چاہتے تھے۔ اور کسی کی یہ خواہش نہ تھی کہ رقیب اس پر قابض ہو جائے۔

مصر کی وزارت کا اختلاف } اسے اتفاق کہئے کہ مصر کے دو وزیروں میں اختلاف پیدا ہوا۔ ضرغام اور شاور، مصر کے بہت ہی صاحب اقتدار حاکم تھے۔ شاور مصر کے بالائی حصہ کا گورنر تھا، اور ضرغام سپہ سالار اور حاجب۔ پہلے شاور اپنی پیہم کوششوں سے وزیر بنا، اور مصر کی حکومت پر سات مہینے قابض رہنے نہیں پایا تھا کہ ضرغام کی قوت بڑھ گئی اور اس نے اسے نہ صرف وزارت سے بے دخل کر دیا بلکہ مصر سے نکال بھی دیا۔

نورالدین سے امداد طلبی } شاور شکست کھا کر دمشق پہنچا اور نورالدین سے درخواست کی کہ وہ اس کی امداد کرے۔ شاور نے نورالدین سے عہد کیا کہ اگر اسے مصر کی وزارت دلوا دی گئی تو وہ اس مہم کے تمام اخراجات اور مصر کے دخل کا تہائی حصہ ہر سال شکرانے کے طور پر ادا کرتا رہے گا۔ یہی شرائط شاہ بیت المقدس کی خدمت میں بھی پیش کی گئیں مگر اس نے قبول نہیں کیں، نورالدین ایسے موقعہ کی تلاش میں تھا، اس لئے فوراً ان شرائط کی منظوری دے دی۔

ادھر مصر کے حالات میں بھی ایک عجیب تبدیلی ہوئی۔ ضرغام موجودہ وزیر مصر، شاہ یروشلم کو معاہدہ کی بنا پر سالانہ نذرانہ نہ دے سکا، وہ مصر پر چڑھ دوڑا۔ ضرغام نے مقابلہ میں شکست کھائی اور نیل کے بند کھول کر تمام میدان جنگ اور دوسرے علاقوں میں پانی ہی پانی پھیلا دیا۔ حملہ آور شاہ فلسطین اس مصیبت سے بہت گھبرایا اور فلسطین واپس ہو گیا۔

ضرغام اپنے حامی کو اس طرح ہاتھ سے کھو چکا تھا، اور اب اس کی حمایت حاصل کرنے کے لئے کچھ مہلت درکار تھی۔ نورالدین زنگی اسے مہلت نہیں دینا چاہتا تھا۔ اس نے اس نے شیرکوہ کی سرکردگی میں شاور کے ساتھ مصر کو ایک فوج بھیجی۔

صلاح الدین میدان حرب میں } شیرکوہ بوڑھے ہو چکے تھے انھوں نے پہلی دفعہ اپنے جوان اور ہونہار بھتیجے کے قوی بازوؤں پر اعتماد کر کے اسے اپنے ساتھ لے لیا۔ اس نئی فوج میں صلاح الدین فوج کا سپہ سالار بنایا گیا، خود شیرکوہ نے اس کی نگرانی کے سوا اور کوئی خدمت اپنے ذمہ نہیں لی۔

صلاح الدین اور شیرکوہ اپریل ۱۱۶۴ء میں مصر کے قریب پہنچے ضرغام مصری فوج کو ساتھ لئے بلبیون پر ان سے لڑا مگر بری طرح ناکام ہو کر مصر میں محصور ہو گیا۔

دونوں فوجوں میں چھوٹے چھوٹے کھلے مقابلے بھی ہوئے شیرکوہ اور صلاح الدین کی فوج فسطاط پر مقیم تھی اور شہر کی پوری طرح ناکہ بندی کئے ہوئے تھی۔

مصری بزدل اور کم حوصلہ تھے، چند ہی دن میں ان کے حوصلے پست ہو گئے اور خفیہ طور پر شیرکوہ اور شاور سے مصالحت کی گفتگو کرنے لگے۔ خلفا میں جان نہ تھی، وہ نہ ضرغام سے خوش تھے اور نہ ہی شاور سے انھیں تو اپنی عیاشی سے مطلب تھا۔ ضرغام لڑنا چاہتا تھا، مگر اس کی سپاہ بھی ساتھ چھوڑتی چلی جا رہی تھی۔ اس نے دارالخلافہ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ دن بھر وہ کسے خلیفہ کی "مقدس پیشانی" دیکھنے کی آرزو دل میں لئے فصیل کے قریب کھڑا رہا۔

فوج اس کس مپرسی کے عالم میں اس کا ساتھ چھوڑ چکی تھی وہ تنہا شام تک یہیں کھڑا رہا اور جب امید کی کوئی کرن بھی نہ دکھائی دی تو وہ اپنے فوجیوں اور دوستوں کے مکانوں پر پہونچ کر طالب امداد ہوا، مگر اس کی کسی نے امداد نہ کی۔

ادھر شہر کے دروازے شاور پر کھول دئے گئے اور آن کی آن میں شیرکوہ اور صلاح الدین کی فوج شہر میں داخل ہو گئی۔ ضرغام بری طرح قتل ہوا اور شاور کو وزارت کے منصب پر بحال کر دیا گیا۔

شاور کی بدعہدی } شاور نے کمال ہنرمندی سے کام لیکر شیرکوہ اور اس کی فوج کو شہر سے کافی دور ٹھہرایا۔ اور جب شہر کی چاردیواری میں محصور ہو گیا تو مہم کے اخراجات اور زر شکرانہ ادا کرنے سے انکار کر دیا۔

صلاح الدین اور شیرکوہ ایسے آدمی نہ تھے کہ زر شکرانہ اور مصارف جنگ لئے بغیر واپس لوٹتے۔ صلاح الدین نے بڑھ کر بلبیس اور شرقی صوبہ پر حملہ کر دیا۔

شاور نے یروشلم کے بادشاہ سے، جو پہلے اس کا دشمن تھا امداد طلب کی۔ شاہ یروشلم مصر پر عیسائیت کا مقدس سایہ ڈالنے کے لئے بہت بے چین تھا، اس نے ایک فوج امداد کو بھیجدی بلبیس پر صلاح الدین

اور شیرکوہ کی فوج سے اس عیسائی فوج کا تصادم ہوا۔ مگر تین ماہ کے محاصرہ کے بعد دونوں فوجیں مصالحت پر مجبور ہوئیں۔ عیسائی اس لئے کہ نور الدین زنگی نے فلسطین پر حملہ کر دیا تھا۔ اور وہ اپنے وطن کی مدافعت کے لئے واپس لوٹنا چاہتے تھے۔ شیرکوہ بھی تین مہینے کی بیکار جنگ و دو سے تنگ آ گیا تھا اس لئے اس نے مصالحت کو غنیمت سمجھا اور دمشق واپس ہو گیا۔

اس جنگ کا اثر صلاح الدین کی زندگی پر صلاح الدین اس جنگ سے پہلے میدانِ جنگ میں نہیں اترا تھا۔ اور اس کی حربی استعداد معلوم نہیں ہو سکی تھی۔ مصر پر حملہ کے سلسلہ میں اس نے جو جرأت اور حوصلہ دکھایا اس سے وہ فوج میں بہت ہر دلعزیز ہو گیا۔ شیرکوہ کو ایسا معلوم ہوا جیسے اسے ترقی کا ایک مضبوط سہارا مل گیا ہے۔ اور اس نے صلاح الدین کی بہت حوصلہ افزائی کی۔ نور الدین زنگی تک بھی صلاح الدین کی حوصلہ مندیوں کی داستان پہنچائی گئی اور اس نے اس نوجوان کو بہت نوازا۔

مصر پر دوبارہ حملہ مصر پر پہلے حملہ میں گو ایک گونہ کامیابی ہوئی تھی۔ لیکن شاور کی بیوفائی نے شیرکوہ اور نور الدین کے لئے مصر کے معاملات میں پہلے سے زیادہ مداخلت ضروری کر دی۔

نور الدین زنگی ابھی ابھی سالم و غانم فلسطین کی مہم سے لوٹا تھا۔ شیرکوہ نے اسے مصر پر دوبارہ حملہ کرنے کی ترغیب دی تو وہ کچھ آمادہ ہو گیا۔

ابھی شیرکوہ کو مصر پر چڑھائی کا حکم نہیں ملا تھا کہ مصر کے دمشقی پرچہ نویسوں نے نور الدین کو اطلاع دی کہ شاور اور عیسائیوں میں عہد و پیمان ہو گئے ہیں اور عیسائی فوج عنقریب مصر پہنچنے والی ہے۔

یہ اطلاع پاتے ہی نور الدین نے شیرکوہ اور صلاح الدین کو مصر پر حملہ آور ہونے کا حکم دے دیا۔ شیرکوہ دو ہزار منتخب فوج اور صلاح الدین کے ساتھ مصر کی طرف بڑھا۔ اُدھر سے عیسائی بھی چلے۔ دونوں فوجیں نیل کے ساحل پر ایک دوسرے کے مقابلہ میں اتریں۔

شاور اور عیسائیوں کا معاہدہ شیرکوہ اور اپنے عیسائی حلیفوں کی فوجیں آمنے سامنے دیکھ کر شاور بہت گھبرایا۔ اس نے انتہائی رازداری سے کام لے کر آمارلک شاہ فلسطین سے معاہدہ کی گفت و شنید شروع کر دی شاہ فلسطین شاور کے کردار اور دوغلے پن سے واقف تھا۔ اس لئے اس نے ضروری جانا کہ فاطمی خلیفہ بھی اس معاہدہ پر دستخط کریں۔

معاہدہ کی شرائط یہ قرار پائیں کہ مصری شاہ فلسطین کو دو لاکھ دینار پیشت دیں گے اور اس کے علاوہ بھی کچھ رقم طرفین کے دشمن کی واپسی پر شاہ فلسطین کی نذر کی جائے گی۔

اب سوال یہ تھا کہ خلیفہ کے پاس اس معاہدہ کی تصدیق کے لئے کون لوگ جائیں۔ ہیوغ قیصریہ اور جیوفری فلچر اس کام کے لئے منتخب کئے گئے۔ شاور ان دونوں کو لیکر خلیفہ کے محل کی طرف چلا۔ خلیفہ کا محل گیا تھا، ایک عجوبہ روزگار چیز تھی۔ قدم قدم پر عیسائی سفیروں کی آنکھیں بیش قیمت سامان اور عجیب و غریب صنعت اور طرز عمارت کو دیکھ کر کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ وہ بہت سے پرپیچ رستوں اور شاہ نشینوں سے گزر کر خلیفہ کے دیوان خاص تک پہنچے۔ خلیفہ نے بڑی شان و شوکت کے ساتھ [illegible] ردوقدح کے بعد معاہدہ پر دستخط کر دئے۔

صلح نامہ مکمل ہوا [illegible] پر دستخط ہو گئے تو شاہ فلسطین نے اپنی فوج کو اس ساحل پر اُتارنا چاہا جس پر شیرکوہ اور صلاح الدین کی فوج ڈیرہ ڈالے پڑی تھی۔

شیرکوہ اور صلاح الدین نے مزاحمت کی تو وہ رک گیا۔ لیکن رات کے وقت خفیہ طور پر اپنی فوج کو پار اُتارنے میں کامیاب ہو گیا۔

دونوں فوجیں البابین پر آمنے سامنے ہوئیں۔ شیرکوہ کے بعض ساتھیوں کا خیال تھا کہ دشمن کی تعداد چونکہ زیادہ ہے اس لئے فوری مقابلہ مناسب نہیں۔ لیکن صلاح الدین آگے بڑھا اور انتہائی غصہ میں بولا۔

"گھر سے جنگ کرنے آئے ہو یا مصالحت کرنے۔ اگر مصالحت پسند ہے تو گھروں کو چل دو۔ ہم خود مقابلہ کریں گے"۔

الغرض صلاح الدین کے اشتعال سے مسلمان فوج حملہ کے لئے تیار ہو گئی۔ صلاح الدین اپنے مخصوص دستہ کے ساتھ وسط میں ٹھیرا اور شیرکوہ نے دایاں بازو سنبھالا۔

صلاح الدین کی حیرت انگیز جرأت اور بہادری صلاح الدین چونکہ وسط میں تھا اور حملے کا زور ہمیشہ وسط پر ہوتا ہے اس لئے اسی کا دستہ سب سے پہلے دشمن سے ٹکرایا۔ صلاح الدین نے اپنے سپاہیوں کو حکم دے رکھا تھا کہ اگر دشمن دبانا چاہے تو وہ بکھر کر پیچھے ہٹ کر دشمن پر دفعتاً سخت حملہ کر دیں۔ یہی ہوا۔ دشمن نے جوں ہی حملہ کیا۔ صلاح الدین کے سپاہی پیچھے ہٹ گئے۔ اور پھر صلاح الدین کی قیادت میں اس زور سے حملہ کیا کہ دشمن کو دور تک پیچھے ہٹاتے لے گئے۔

عیسائی جو دوبارہ آگے کی طرف بڑھے تو انھوں نے دیکھا کہ شاور کی فوج شیرکوہ کے دستہ سے گھبرا کر بھاگ چکی ہے۔ اس لئے وہ حوصلہ ہار گئے اور سیکڑوں لاشوں اور سامانِ حرب کو میدان جنگ میں چھوڑ کر بھاگ نکلے۔

اسکندریہ پر قبضہ صلاح الدین اور شیرکوہ دشمن کا تعاقب کرنا نہیں چاہتے تھے۔ اس لئے وہ اسیرانِ جنگ اور مالِ غنیمت لیکر اسکندریہ کی طرف بڑھے اور اس پر بلا مزاحمت قبضہ کر لیا۔ صلاح الدین کو اسکندریہ کا گورنر بنا دیا گیا۔ آدھی فوج اسکندریہ کی محافظت کے لئے اس کے ساتھ

رہی تھی اور باقی فوج کو لیکر شیرکوہ مصر کے بالائی حصہ کی طرف بڑھا۔

باب

صلاح الدین کا پہلا خود مختار کارنامہ

اسکندریہ کا محاصرہ شیرکوہ اور آدھی فوج کو اسکندریہ سے دور پا کر عیسائیوں اور مصریوں کے حوصلے بڑھ گئے اور انہوں نے دفعتاً اسکندریہ کا محاصرہ کر لیا۔ شیرکوہ کی غیر موجودگی میں صلاح الدین کا یہ پہلا فوجی معرکہ تھا پورے شہر کی حفاظت کی ذمہ داری اس کے کندھوں پر تھی۔ دشمن نے بڑی شدت سے محاصرہ کیا تھا، باہر سے کھانے پینے کی کوئی چیز اندر نہیں آسکتی تھی۔ اس کے علاوہ دشمن کی منجنیقیں شہر پر آگ برسا رہی تھیں۔ شہر کے کمزور باشندوں کے حوصلے پست ہو چکے تھے۔ مگر اس شیردل صلاح الدین کے عزم اور ہمت میں کوئی کمزوری پیدا نہیں ہوئی جو صرف ایک ہزار سپاہیوں کے ساتھ دشمنوں کے حملوں کو ناکام بنا رہا تھا۔

غور فرمایئے جب خود شہر والے ہتھیار ڈالنے پر آمادہ ہوں تو صلاح الدین اور اس کی فوج کا جو یہاں کی رہنے والی نہ تھی، شہر کی حفاظت پر ڈٹے رہنا کتنی بڑی بہادری اور فرض شناسی ہے۔

صلاح الدین نے اپنی یہ حالت شیرکوہ کو لکھ دی تھی۔ لیکن پھر بھی اس کے آنے میں پچھتر دن لگ گئے اور صلاح الدین کی فوج نے یہ تمام مدت فاقہ کشی کی حالت میں گزار دی۔ مگر دشمن کے ہر حملہ کو ناکام بناتی رہی۔

شیرکوہ کی آمد آخر شیرکوہ آ ہی پہنچا۔ شیرکوہ کی آمد پر عیسائیوں نے مصالحت کی گفتگو چھیڑی۔ شیرکوہ کو اس بات پر آمادہ کر لیا گیا کہ مصر مصریوں کے حوالے کر دیا جائے۔ اور عیسائی اور دمشقی فوج اپنے اپنے علاقہ کو واپس چلی جائے۔

صلاح الدین کی بہادری کا اعتراف دشمن کی طرف سے معاہدہ ہو گیا تو عیسائی فوج نے صلاح الدین کی اس جرأت و بہادری کے اعتراف میں جو اس نے محاصرہ کے دوران میں دکھائی۔ صلاح الدین اور اس کے ساتھیوں کو ایک شاندار دعوت دی، اور صلاح الدین کی تعریف میں لمبی چوڑی تقریریں کیں۔ بعض انگریز مورخین کے بیان کے مطابق اس موقع پر صلاح الدین کو "نائٹ ہڈ" "سر" کا خطاب بھی دیا گیا۔ گویا یہ اس چیز کا عملی اعتراف تھا کہ عیسائی صلاح الدین کی بہادری سے بےحد متاثر ہیں۔ ساتھ ہی عیسائیوں کی طرف سے صلح کے لئے پچاس ہزار دینار بطور نذرانہ پیش دیئے گئے۔

شاور اور عیسائیوں میں معاہدہ شیرکوہ کی واپسی کے بعد عیسائیوں اور مصریوں میں شاور کی بزدلی سے ایک معاہدہ ہوا جس کی اہم شرط یہ تھی کہ عیسائی فوج کا ایک حصہ مصر میں بطور محافظ رہے گا۔ شاور نے اسے منظور کر لیا۔

مصر پر عیسائیوں کا حملہ یہ فوج محافظ جو قاہرہ میں پڑی تھی شاہ یروشلم کو ہمیشہ اس بات پر اکساتی رہی کہ وہ مصر پر حملہ کر کے اسے اپنی قلمرو میں داخل کر لے۔ آخر وہ اس اصرار سے مجبور ہو کر غصہ میں بھرا ہوا بےشمار فوج کو ساتھ لیکر مصر کی طرف چلا۔ ۱۱ نومبر ۱۱۶۸ء کو وہ بلبیس پہنچا، شہر کا محاصرہ کیا، اور بڑی سختی سے اسے فتح کر لیا۔ شہر میں داخل ہوتے وقت اس نے شہر پر اس قدر ظلم کئے اور اتنا خون بہایا کہ عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو بھی معاف نہ کیا۔

عیسائی درندوں نے شہر اور اس کے مضافات کو خوب لوٹا، بہت عورتوں کی عصمت دری کی اور پھر انہیں قتل کر دیا۔ عیسائی درندے ابھی حرام کاری میں مصروف تھے کہ مصری اور غدار شاور سنبھل گئے۔ انہوں نے اپنی حفاظت پر توجہ کی اور فسطاط جیسے عظیم الشان اور پرانے شہر کو اپنے ہاتھوں نذر آتش کر دیا، تاکہ دشمن اس کی بہار نہ لوٹ سکے۔ یہ شہر پچاس دن تک جلتا رہا۔ شہری ضروری سامان لے کر قاہرہ میں جا بسے۔ قاہرہ کی حفاظت کا مکمل سامان کر لیا گیا۔ تو کہیں شاہ یروشلم قاہرہ کی طرف بڑھا۔ فسطاط سے جو دھواں اب تک اٹھ رہا تھا اس کی وجہ سے وہ شہر سے قریب ڈیرے نہ ڈال سکا۔ ہشیار شاور نے ادھر شاہ یروشلم سے مصالحت کی گفتگو چھیڑی اور ادھر نورالدین کی خدمت میں خلیفہ عاضد الدین اللہ کے دستخطوں کے ساتھ امدادی خط لکھے۔

شیرکوہ اور صلاح الدین مصر میں نورالدین کو جوں ہی یہ دردناک خط ملے، اس نے شیرکوہ اور صلاح الدین کو ایک منتخب فوج اور بےشمار دولت دے کر مصر روانہ کیا۔ خود نورالدین کافی دور تک فوج کا دل بڑھانے کے لئے ساتھ آیا۔

۱۱ دسمبر ۱۱۶۸ء کو شیرکوہ اور صلاح الدین کی فوج بجلی کی طرح مصر پہنچی۔ شاہ یروشلم کو اس فوج کی آمد کی امید نہ تھی۔ وہ دولت کے حصول کی خاطر مصر آیا تھا۔ مقابلہ کرنے کی اس میں نہ ہمت تھی اور نہ ہی جرأت، وہ شیرکوہ اور صلاح الدین کی آمد کی خبر سنتے ہی پچھلے پاؤں فلسطین کو بھاگا۔

مصر میں شاندار داخلہ عیسائی فوج بلا مقابلہ بھاگ نکلی تو شیرکوہ اور صلاح الدین کے استقبال کے لئے خود خلیفہ نے بڑی شاندار تیاریاں کیں۔ شیرکوہ اور صلاح الدین نے مصر کو ایک بہت بڑے خطرے سے بچایا تھا۔ احسان شناس خلیفہ نے فرض جانا کہ اپنے محسن کا خود استقبال کرے شیرکوہ اور صلاح الدین جس شان سے مصر میں داخل ہوئے۔ خلیفہ نے شیرکوہ اور صلاح الدین کو خلعت ہائے فاخرہ سے نوازا اور بہت دیر تک مصر کے داخلی اور خارجی امور پر باتیں کیں۔

شاور کا انجام شاور کو شیرکوہ اور صلاح الدین کی یہ خاطر تواضع پسند نہ تھی اس نے شیرکوہ، صلاح الدین اور دوسرے دمشقی امرا کو قتل کرنے کیلئے

ایک ہولناک سازش کی دعوت کے بہانے وہ ان سب کو قتل کرنا چاہتا تھا لیکن عین وقت پر شاور کے بیٹے نے یہ راز افشا کر دیا جس سے اس کو پتہ چل گیا کہ اسلامی کیمپ میں وہ داخل ہو رہا تھا۔ صلاح الدین اور اس کے آدمی اسے پکڑ لائے۔ اس نے اپنے جرم کا اعتراف کر لیا اور خلیفہ کے حکم سے اس کی زندگی کا کام تمام کر دیا گیا جس نے سر کو کئی برس تک اپنا ہمیشہ کے لئے داغ دار رکھا اور آلام میں مبتلا کر رکھا تھا۔

شیرکوہ وزیر مختار کی حیثیت سے یہ وزارت کی گدی خالی تھی خلیفہ نے شیرکوہ کو الملک المنصور کا خطاب دے کر یہ منصب عطا کیا۔

شیرکوہ کی وفات شیرکوہ ساری عمر جنگ اور سربلندی کی خاطر لڑتا رہا۔ لیکن عمر ہی نے بھی کہ زیادہ دن نہ رہ سکتا وزارت کا منصب غالباً اس کے دل کی آرزو تھی۔ اس کی آرزو پوری ہو چکی تھی تقدیر کو صلاح الدین کے لئے میدان صاف کرنا تھا۔ اچانک رات کے وقت زیادہ کھانا کھانے کی وجہ سے شیرکوہ بیمار پڑا اور انتقال کر گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

باب ۴

وزارت

شیرکوہ کے بعد خلافت کا منصب کسے عطا ہو۔ یہ سوال بہت ٹیڑھا تھا۔ شیرکوہ کے بہت سے ساتھی سردار اس منصب کے خواہشمند تھے لیکن خلیفہ العاضد لدین اللہ سمجھتا تھا کہ شیرکوہ کا بہترین وارث اس کے بھتیجے صلاح الدین سے زیادہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اس نے آخر تین دن کے غور و فکر کے بعد صلاح الدین کو یہ منصب عطا کیا۔ اور ساتھ ہی الملک الناصر کے خطاب سے بھی نوازا۔

صلاح الدین کی زندگی میں انقلاب صلاح الدین دمشق سے مصر آنے پر رضامند نہ تھا۔ وہ لڑائی اور اس کی دلچسپیوں کو سلطنت کی باگ ڈور سے بہتر سمجھتا تھا۔ اس کے نزدیک قرآن و حدیث کی تلاوت اور ان میں غور و فکر یا میدان جنگ میں تڑپتی سوئی لاشوں اور کٹے ہوئے اعضاء کا تماشہ دیکھنے سے ہزار درجہ بہتر تھا۔ ایک سپاہی کی دلچسپی کا سامان توپ اور جنگ ہی ہوا کرتا ہے۔ صلاح الدین سپاہی تو ضرور تھا لیکن دوسروں سے بہت ہی مختلف۔

مصر کی وزارت، اور سچ پوچھو تو مصر کی مطلق العنان حکومت کی ترقی صلاح الدین کو کب تھی۔ اس کے خواب و خیال میں بھی یہ چیز نہ تھی کہ اسے دمشق سے اس لئے لیا جا رہا ہے کہ اسے تخت حکومت پر بٹھایا جائے۔

وزارت کا منصب پاتے ہی صلاح الدین کو بڑا تعجب ہوا اور اس کے رقیبوں کے دلوں میں حسد کی جو آگ بھڑکی وہ بھی بجا تھی۔ صلاح الدین نو عمر تھا! اس کے رقیبوں کے بال میدان جنگ میں سفید ہوئے تھے۔ ان کی موجودگی میں اس نو عمر کو وزارت کے لئے منتخب کیا گیا خلیفہ کو اس انتخاب کا حق تو تھا۔ مگر رقیب اسے جائز اور صحیح انتخاب نہیں سمجھتے تھے۔

زنگی فوج کے تجربہ کار سردار اس انتخاب پر اتنے ناراض ہوئے کہ بہت سے مصر چھوڑ کر دمشق چلے گئے۔

خیر جو کچھ بھی ہو۔ اس وقت ان لوگوں کو اس انتخاب کا جواز معلوم ہوا ہو یا نہیں مگر بعد کے واقعات نے ان کی نگاہوں سے پردہ اٹھا دیا۔

وزارت، صلاح الدین کی زندگی کا انقلابی واقعہ ہے۔ پہلے وہ صاف کی سمت کو دنیا جہان کی دلچسپیوں کا باعث سمجھتا تھا۔ اب جو حکومت کی گدی پر بیٹھا تو دل کی آرزوؤں نے ایک نیا رخ بدلا اس نے سب سے پہلے وزارت کی اندرونی خرابیوں کو دور کیا جس سے لیکر تمام ملک اور رعایا کی ہر بات کے آخری حصے تک وہ معمولی افسروں کی طرح دارالوزارت میں بیٹھا اصلاحات کی اسکیم بنایا کرتا۔ اس نے فوج کے نظام کو بدلا وزارت کے اخراجات اور اوقات بدلے۔ الغرض ہر اس چیز کو بدل ڈالا جس سے اسلامی شوکت کا خیال ہو۔

اختیار و دماغ کی آنکھیں کھول دیا کرتے ہیں اور اس وقت دماغ کے بہت سے نامعلوم گوشے خود کام کرنے لگتے ہیں۔ صلاح الدین نے کم نامی سے شہرت پائی محکومی سے حکومت کا اعزاز پایا۔ یہ اقتدار، یہ اختیار کسی بہتر اور عظیم مصرف میں استعمال ہو۔ وہ اس پر ہر لمحہ غور کرتا۔ اس کے ساتھ ہی خود بخود ایک بات اس کے ذہن میں آئی۔ اس نے سوچا کیا فیصلہ کرنا ہے وہ اپنے اختیار اور قوت کو اسلام کی سربلندی اور ملت کی بہبودی کے لئے وقف کر دے۔

یہ دور ملت کے لئے بڑا ہی پریشان کن تھا۔ حکومت اور خلافت علی الاعلان کا منصب ان کے افراد کی نااہلی کے باعث اس سے چھنا جا رہا تھا۔ جہاں کہیں اسلامی حکومت قائم تھی وہ تباہ ہو رہی تھی۔ کہ ہر جگہ شخصی اغراض اور ذاتی فائدے کے خیال نے فوقیت حاصل کر لی تھی۔ مسلمان مسلمان کا گلا کاٹ رہا تھا۔ حکومت کی ندی اور وسائل سے مسلمانوں کو اونچا اٹھانے کا کام نہیں لیا جاتا تھا۔ انہیں ذلیل و رسوا کرنے کی کوشش کی جا رہی تھی۔

خود فاطمی حکومت کی یہی حالت تھی۔ فاطمیوں نے صدیوں یہی کوشش کی کہ اپنی توانائی اور مضبوطی کے لئے مصریوں کے دلوں میں سنیوں کے خلاف انتہائی بغض 14 بھر دیں تاکہ کبھی کوئی سنی حکومت یہاں قائم نہ ہو سکے۔ مگر وہ بھول گئے تھے کہ حکومت کی مضبوطی کا باعث کسی فرد یا جماعت کا بغض نہیں۔ دل کے مضبوط ارادے اور بازو کی قوت ہے۔

فاطمی مصریوں کے دلوں میں سنیوں کی طرف سے بغض پیدا کرنے میں تو وہ کامیاب ہو گئے لیکن اپنے وارثوں کے کردار کو قائم نہ رکھ سکے۔ مصر برسوں سے وزیروں کے اقتدار اور ہوس حکمرانی کا شکار ہو رہا تھا۔ مصری بھی ہر اس شخص کو ساتھ دینے کے عادی ہو چکے تھے۔ جو وزارت کی گدی پر بیٹھا ہو۔ اور جس کا ہاتھ تلوار کے دستہ پر ہو۔

یہ صورت حال صلاح الدین کے بلند ارادوں کی تکمیل کے راستہ میں ایک بہت بڑی رکاوٹ تھی۔ وہ خود پکا سنی تھا اور ایک بہت بڑے سنی بادشاہ کا سپہ سالار رہا۔ مصر کے خلیفہ پکے شیعہ تھے۔ اور ان کی نیابت اور شیعہ جماعت پر حکومت گویا دو کشتیوں میں پیر رکھنے کے مترادف تھی۔ مگر اسے صلاح الدین کی ہوشمندی کہئے کہ اس نے دونوں بادشاہوں سے خوشگوار تعلق قائم رکھا۔ نورالدین نے نہ صرف اسے اس منصب وزارت پر مبارکباد دی بلکہ مصر کے لئے شاہی افواج کا سپہ سالار مقرر کر دیا۔ جب کبھی وہ اسے خط لکھتا تو سپہ سالار افواج شاہی کے خطاب سے اسے مخاطب کرتا۔ دوسری طرف اس نے خلیفہ کے مزاج میں بھی انتہائی دخل حاصل کر لیا۔ تمام اختیارات حکومت پہلے ہی اس کے ہاتھ میں تھے۔ جو باقی تھے وہ بھی خلیفہ نے خود بخود اس کو سونپ دئے۔

مصری شیعوں کے دلوں میں سنیوں کی محبت پیدا کرنے کے لئے اس نے جمعہ کے خطبہ

میں نور الدین زنگی اور خلیفہ دونوں کے لئے ایک ساتھ دعا کرنی شروع کر دی! گویا اپنے عمل سے مصریوں کے ذہن نشین کرنا چاہا کہ شیعیت اور سنیت دونوں ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں۔ البتہ خود غرضی کے تقاضے نے ان کے رستے اور پھیلاؤ میں بہت بُعد پیدا کر دیا ہے۔ یہ دوری درخت کی کمزوری کا باعث ہے۔ اسے بہت جلد مٹا دینا چاہیے۔

عزیزوں اور رشتہ داروں کا اجتماع عجیب اتفاق ہے کہ صدیوں پہلے ایک بے نوا اور بے وطن یوسف غلامی کے لباس میں عزیز مصر کے محل میں داخل ہوا اور صدارت و حکومت کی کرسی پائی۔ صلاح الدین کا اصلی نام بھی یوسف تھا، وہ بے سر و سامانی کر مصر میں آیا۔ اور وزارت کی کرسی پائی۔ ٹھیک اس یوسف کی طرح اس یوسف نے بھی اپنے بوڑھے باپ اور عزیزوں کو مصر آنے کی دعوت دی۔ جب سب جمع ہو گئے تو صلاح الدین نے باپ سے انتہائی عجز کے ساتھ درخواست کی کہ تخت وزارت پر قدم رنجہ فرمائیے۔ پدری محبت جواب میں بول اٹھی

"بیٹا! خدا تمہیں یہ اعزاز نہ بخشتا اگر تم اس کے اہل نہ ہوتے تھا۔ یہ تخت سے میں فائدہ اٹھاؤں۔ باپ کے لئے یہ جائز کہاں"

بوڑھے ایوب مجتبی الممالک اور بھائی۔ دو۔ بڑے ممتاز عہدوں پر سرفراز کئے گئے گویا یہ ایک مضبوط دیوار تھی جو نوجوان صلاح الدین نے اپنے اور فسادی درباریوں کے درمیان کھڑی کر دی۔

صلاح الدین کی حکمت عملی مصر کے درباری۔ وزارت کراتی جاتی دولت جینے کے عادی ہو چکے تھے، ان کا خیال تھا کہ صلاح الدین بھی چند دن وزیر رہے گا اس لئے انھوں نے اس سے تعلق ہونا کچھ زیادہ اہم نہیں سمجھا، خود صلاح الدین بھی ان لوگوں کو حکومت کے کاروبار سے دور رکھنا چاہتا تھا، یہ لوگ وزارت سے اس طرح مایوس ہوئے تو انھوں نے خلیفہ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ صلاح الدین جانتا تھا کہ اگر عوام اور فوج اس کے قابو میں رہے تو کسی کی کیا مجال کہ اُسے یہاں سے ہٹا سکے۔ اس لئے اس نے عوام اور فوج کو اپنی عنایتوں سے کچھ ایسا نوازا کہ اس کا دربار حاجتمندوں اور امداد خواہوں کا ملجا و ماویٰ بن گیا۔ دُور دُور سے حاجتمند اس کے دربار میں آتے اور کوئی بھی خالی ہاتھ نہ جاتا۔ فوج پر اس کی عنایات کی بھی یہی حالت تھی۔ معمولی سے معمولی سپاہی سے لیکر بڑے سے بڑے افسر تک اس کے اشاروں پر رقص کرنا عین سعادت سمجھتا۔

دربار خلافت کے سازشی خلیفہ پہلے ہی برائے نام تھا اب اور بھی کمزور ہوتا گیا، مایوس اور حاسد درباریوں نے صلاح الدین کی طرف سے اس کے کان بھر دئے تھے۔ آخر صلاح الدین کی زندگی ختم کرنے کے لئے ایک سازش کی گئی۔ حاجب دربار خلیفہ اس سازش کا نگران بنا۔ عیسائیوں کے نام ایک رقعہ لکھا گیا کہ وہ مصر پر حملہ آور ہوں، اور صلاح الدین اور اس کی فوج کے ہاتھ سے عنان حکومت چھین لیں۔ ادھر مصری اندرونی طور پر صلاح الدین کا خاتمہ کرنے کی کوشش کریں گے۔ مگر خوش قسمتی سے نامہ بر پکڑا گیا۔ ایک سپاہی نے اسے رات کے وقت چھپتے چھپاتے گلیوں سے نکلتے دیکھا تو اس کو شبہ ہوا اور پکڑ کر قیدخانے میں ڈال دیا۔ تلاشی لینے پر یہ خط برآمد ہوا۔ صلاح الدین کو اطلاع ہوئی، نامہ بر اور کاتب اسی وقت قتل کر دئے گئے اور حاجب کو نظر بند کر دیا گیا۔ اور آخر میں تحقیقات پر جرم ثابت ہوا تو قتل ہوا۔

بغاوت حاجب کا تعلق جس سوڈانی قبیلہ سے تھا اس کے پچاس ہزار سے زیادہ افراد مصر میں آباد تھے۔ کچھ اپنے مقتول ساتھی کے انتقام کے جذبے اور کچھ خلیفہ اور اس کے درباریوں کے اشتعال سے پچاس ہزار افراد تلواریں کھینچ کر صلاح الدین کے محل پر چڑھ دوڑے۔

نئے وزیر کے لئے یہ بڑی تعجب انگیز اور سخت گھڑی تھی! ممکن تھا کہ صلاح الدین ہمت ہار جاتا۔ اور اس کی قسمت کا پانسہ پلٹ جاتا مگر صلاح الدین دبنے والا آدمی نہ تھا، اس نے کمال ہشیاری سے سوڈانیوں کا مقابلہ کیا۔

جنگ جاری تھی۔ خون کی ندیاں بہہ رہی تھیں کہ صلاح الدین کے اشارہ سے کچھ سپاہیوں نے سوڈانی محلے میں آگ لگا دی۔ آگ کے شعلے رفتہ رفتہ آسمان سے باتیں کرنے لگے۔ سوڈانیوں کو گھر بار کی فکر ہوئی تو انتقام کا نشہ ہرن ہونے لگا دلوں میں گھبراہٹ اور اعصاب میں کمزوری پیدا ہو گئی۔ وہ بُری طرح بچے کی طرف بھاگے کہ آگ سے گھروں اور بیوی بچوں کو بچائیں۔ مگر صلاح الدین کی فوج موت کی طرح ان کے ساتھ لگی تھی۔ سوڈانی بُری طرح قتل کئے گئے، آخر امان مانگی تو کہیں جان بچی۔ سوڈانی اب مصر میں نہیں رکھے جا سکتے تھے۔ انھیں تیرہ کی طرف جلا وطن کر دیا گیا۔ مگر ان کے سینوں کی آگ جو ایک دفعہ سلگ چکی تھی آسانی سے بجھائی نہ جا سکی۔

دوسرے سال انھوں نے پھر سر اُٹھایا۔ صلاح الدین نے اپنے بھائی توران شاہ کو ان کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ اس وقت تو یہ آگ دبا دی گئی لیکن دو سال بعد یہ فتنہ پھر مشتعل ہو گیا۔ صلاح الدین نے اپنے دوسرے بھائی سیف الدین العادل کو ان کی مزاج پرسی پر مامور کیا۔ اس دفعہ لڑائی پہلے سے بھی زیادہ سخت ہوئی آخر کار دب گئے۔ دو سال بعد انھوں نے پھر سر اُٹھایا اب کی بار انھیں ایسا دبایا گیا کہ وہ پھر نہ اُبھر سکے۔ اور یہ فتنہ جو شاید وزارت کے لئے ہلاک ہوتا بالآخر ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا گیا۔

چھ سال متواتر اس بغاوت کو فرو کرنے میں صرف ہوئے۔ اور صلاح الدین کسی بڑے کام کا آغاز نہ کر سکا۔

عیسائیوں کا حملہ یہ قدرتی بات ہے کہ ہر نئی طاقت کو اپنے قرار و قیام کے لئے بڑی جد و جہد کرنی پڑتی ہے۔ فتنہ پر فتنہ اور آزمائش پر آزمائش سے گزرنا ہوتا ہے پھر کہیں جا کر کامیابی کا روئے تاباں دکھائی دیتا ہے۔ صلاح الدین ایک فتنہ سے نمٹ چکا تھا کہ دوسرے فتنے نے سر اُٹھایا۔ یروشلم کے عیسائی مصر کے لئے بہت جد و جہد کر چکے تھے۔ وہ کئی بار مصر پر حملہ آور ہوئے، سیاست اور قوت دونوں کو آزمایا۔ مگر کامیابی نصیب نہ ہوئی۔ اور پھر مصر کی موجودہ حالت تو اور بھی قابل رشک ہو گئی تھی۔ نور الدین کے سپہ سالار کا مصر پر تسلط گویا اس بات کا اعلان تھا کہ مصر اب کبھی بھی عیسائیت کو پناہ نہیں دے سکے گا۔ دمیاط اور اسکندریہ جیسی اہم بندرگاہیں دشمنوں کے قبضہ میں رہیں۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ مسلمان بحری قوت پر چھائے رہیں اور یورپ اور صلیبیوں کے مابین رسل و رسائل اور تعلقات منقطع کر دئے جائیں۔

ابھی حکومت کی ابتدا ہے۔ اگر ایسے وقت پوری کوشش کے ساتھ مصر پر قبضہ کر لیا جائے تو آئندہ کے خطرات سے محفوظ رہا جا سکتا ہے۔ یہ خیال یروشلم کے بادشاہ

نومبر کو طرف لے آنے کا محرک ہوا۔ اس نے یونانیوں کی امداد بھی حاصل کر لی۔ اور [illegible] بہت بڑی فوج لیکر مصر کی طرف بڑھا۔ یونانی ۲۰۰ [illegible] بیڑے سے [illegible] ساحل دمیاط کی طرف چلے۔ اتفاق کی بات ہے کہ یونانی بیڑہ [illegible] ساحل [illegible] پہنچا تھا کہ طوفان آ گیا اور صلاح الدین اپنی مدافعت [illegible] میں کامیاب ہو گیا۔

نورالدین زنگی سے اختلاف صلاح الدین نے یورپ کی [illegible] دست اور عزائم کو شکست دی۔ نورالدین نے کچھ فوج [illegible] فلسطین پر یلغار ہوا۔ تاکہ یروشلم کے بادشاہ کی توجہ بٹ سکے۔

دمیاط کا محاصرہ عیسائی فوجوں نے [illegible] ۵۶۵ھ میں دمیاط کا محاصرہ کیا۔ [illegible] نے اپنی فوج شہر اور [illegible] دریائی علاقہ میں اتاری۔ اور رومانی جہازوں کا [illegible] کرنے لگا۔ قلعہ پر آگ برسانے والے [illegible] ہر طرف [illegible] منجنیقیں لگا دی گئیں اور شہر پناہ کو کمزور کرنے کے لئے ہر طرف سے آگ برسائی جانے لگی۔ تین دن کے بعد یونانی بیڑہ بھی آ پہنچا۔ لیکن [illegible] صلاح الدین کی فوجیں آہستہ آہستہ محاصرین سے [illegible] کے لئے بڑھ گئیں۔ لڑائی چھڑ گئی۔ لیکن عیسائیوں [illegible] نے میدان میں جم کر لڑنے پر صلح کو ترجیح دی۔ ان کی طرف سے صلح کی درخواست کی گئی جسے منظور کر لیا گیا۔ [illegible] بہت کچھ کھو کر [illegible] صلاح الدین کی فوج اور دریا [illegible] کے حوالے کر کے فلسطین کو واپس ہو گئے۔

باب ۵

ایک نئی زندگی اور نئے ارادے

فلسطینیوں کی اس شکست اور ناکام واپسی نے صلاح الدین کے دل میں اعتماد کی آگ بھڑکا دی۔ وہ اس چیز پر غور کرنے لگا کہ یہ [illegible] جو روز روز [illegible] حکومت پر بڑھ دوڑتے ہیں، ان کی مزاج بری کے لئے خود وہ کیوں نہ میدان عمل میں اترے۔ یہ صحیح ہے کہ ان کے پاس دولت ہے لیکن قوت اور بلند عزم سے وہ بھی تو خالی نہیں۔

یہ خیال، ارادہ بن کر صلاح الدین کے دل میں پرورش پانے لگا۔ اس نے اپنی تمام قوتیں اور ذرائع نئی فوج جمع کرنے پر صرف کر دئے۔ اور آخر ایک سال کے بعد وہ اسلامی حکومت کے قیام اور خلافت علی الارض کے پاکیزہ جذبے کے ساتھ عیسائی قلمرو کی طرف بڑھا۔ رستہ میں چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ہوئیں۔ غزا کے قریب پہونچ کر ایک بڑی لڑائی ہوئی۔ آنسل ڈی پاس اور اس کی فوج بڑی جرأت کے ساتھ، صلاح الدین کا رستہ روک کر کھڑی تھی۔ کہ اتنے میں شاہ یروشلم بھی اپنے ممتاز سپہ سالاروں کے ساتھ آ گیا۔ دونوں متحدہ فوجوں کا جم کر مقابلہ کیا جاتا تو شاید شہر کے فتح کرنے میں دیر لگتی۔ اس لئے رات نے جب کائنات عالم پر چھاپا مارا تو صلاح الدین اپنی منتخب فوج کے ساتھ چپکے سے شہر کی طرف بڑھا اور دفعتہً شہر پر قابض ہو گیا۔ قلعہ پر البتہ قبضہ نہ کیا جا سکا، محافظ قلعہ نے بڑی جرأت کا ثبوت دیا۔ قلعہ فتح ہوتے نہ دیکھ کر صلاح الدین بہت سے مال غنیمت کے ساتھ اس خیال سے مصر کو پلٹا کہ بحری قوت کو درست کرنے کے بعد ایلہ پر حملہ آور ہو۔

ایلہ پر حملہ مصر پہنچ کر صلاح الدین نے بحری قوت بڑھانے پر بہت توجہ کی اور ابھی ایک سال [illegible] تھا کہ وہ بحری اور بری دونوں راستے سے ایلہ کی [illegible] ایلہ [illegible] مشرق حاجیوں کو مکہ معظمہ تک [illegible] اس کی اہمیت کا اندازہ بھی تھا کہ اس [illegible] جائے۔

[illegible] ایک طرف سے [illegible]

ایلہ کی فتح [illegible] دوسری بڑی کامیابی تھی [illegible] ان مصریوں کو جو شیعہ اور [illegible] ان کامیابیوں کو دیکھ کر [illegible] کچھ فائدہ مند [illegible] صلاح الدین [illegible] جس سے مال و دولت [illegible] بہت بھی دی ہے۔

صلاح الدین کی [illegible] کامیابیوں سے اس کی فوج اور مصریوں پر حقیقت [illegible] اس کا وہ [illegible] خیال کے عام ہونے کا نتیجہ یہ ہوا کہ مصری اور فوج دونوں [illegible] دل و جان سے چاہنے لگیں۔ وہ ایک ایسا محافظ ستون دکھائی دیتا جس کی شوکت ان کی تقویت اور عظمت کے مرادف ہے۔

۱۹ **مذہبی حکمت عملی** عوام کی ہر دلعزیزی حاصل کرنے کے بعد ان کے فرقہ وارانہ خیالات دور کرنے کے لئے صلاح الدین نے ایک اور قابل ذکر کوشش کی۔ اس نے سکولوں اور کالجوں میں شیعہ اور سنی فقہ کو یکساں درجہ دیا۔ شیعہ علماء سنی فقہ [illegible] شیعہ فقہ [illegible] پھیلانے کی سخت مخالفت کر دی گئی۔ کسی کو اجازت نہ تھی کہ وہ کسی مسئلہ کو مناظرانہ حیثیت دے۔

شیعیت کا [illegible] ہونے کی وجہ سے یوں بھی کم [illegible] علماء کی تعداد چونکہ سنیوں کی زیادہ تھی اس لئے عموماً لوگ شیعیت سے بیزار ہوتے جاتے تھے۔ اس لئے سنیوں کی نفرت اب باقی نہیں رہی تھی۔

خلافت کی تبدیلی اس مذہبی حکمت عملی کا اثر یہ ہوا کہ شیعہ اور سنی ایک ہی مسجد میں نماز پڑھنے لگے۔ صلاح الدین شیعہ نہ تھا اور نہ ہی اسے شیعیت سے محبت تھی، خلیفہ مصر کی حیثیت اب ایک جاگیردار سے زیادہ نہ تھی۔ پھر اس کا دربار سازشوں کا مرکز تھا۔ صلاح الدین اسے خلیفہ رکھنا نہیں چاہتا تھا۔

اتفاق کی بات ہے کہ خلیفہ سخت بیمار ہوا۔ یہ بیماری لاعلاج ہو چکی تھی۔ خلیفہ کے جینے کی کوئی امید نہ تھی کہ جمعہ کے دن (محرم ۵۶۷ھ) ایک موصلی خطیب نے خطبہ جمعہ پڑھا۔ اور رواج کے موافق خلیفہ مصر کے لئے دعا کرنے کی بجائے خلیفہ بغداد کے لئے دعا کی۔

گویا یہ اس بات کا اعلان تھا کہ خلافت کا رخ تبدیل کر دیا گیا۔ جمعہ کی نماز میں شیعہ اور سنی سب شریک تھے کسی نے بھی احتجاج کی آواز بلند نہیں کی۔

خلیفہ اس خبر کو سننے کے لئے اب زندہ ہی نہیں رہا تھا! اس لئے اس تبدیلی کے رستہ میں اس کی طرف سے بھی کوئی رکاوٹ نہ ڈالی گئی۔

یوں اس فاطمی حکومت کا خاتمہ ہوا، جو تین صدیوں تک مصر میں قائم رہی۔ العاضد، آخری خلیفہ کے فرزندوں اور بیوں اور بیگمات کے ساتھ وہی پہلے سا شاہانہ سلوک کیا گیا، ان کی جاگیر اور اخراجات میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں کی گئی۔ البتہ، آئندہ خلافت کے امکانات ختم کر دئے۔ خلیفہ کے محلات جن پر اس وقت تک، اس کا قبضہ تھا، صلاح الدین کے حصہ میں آئے، اور صلاح الدین قاہرہ پہنچے۔

اس وقت کا قاہرہ ۔ جن لوگوں نے اس دور میں قاہرہ دیکھا ہے وہ صلاح الدین کے دارالخلافہ کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ اب وہاں کیا ہے۔ تین پرانے دروازے۔ نیز بوسیدہ مسجدیں۔ پرانی دیواروں کے کچھ حصے مگر اس وقت جبکہ صلاح الدین اپنے محل سے قاہرہ کی طرف بڑھا۔ اُس وقت وہاں عجیب رونق تھی۔

قاہرہ کی بنیاد ۹۶۹ء میں رکھی گئی۔ پہلے خلیفہ کے رہنے کے لیے ایک شاندار محل بنایا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کے غلاموں، ملازمین اور فوج کے لئے شاندار مکانات بنے، چاروں طرف اونچی اور مضبوط دیوار بنائی گئی اہم عمارتیں حسب ذیل تھیں۔

مشرقی محل عظیم، اس میں صرف خلیفہ اور اس کے حرم رہتے تھے۔ دوسری طرف محل تشاما تھا۔ ان دونوں محلوں کے مابین ایک وسیع میدان تھا جسے ۲۰ بین القصرین کہتے تھے،

محل عظیم کے متعلق مورخین نے بہت کچھ لکھا ہے۔ ان کا بیان ہے کہ اس میں چار ہزار شاندار محراب تھے۔ ایک سنہری دروازہ تھا، یہ سنہری ہال کی طرف کھلتا تھا۔ سنہری ہال میں خلیفہ اپنے سونے کے تخت پر جلوہ فرما ہوتا۔ اس کے علاوہ ایک بہت بڑا ایوان تھا۔ وہاں، جمعہ، اور عیدین کو دربار عام ہوتا۔

محل میں بے شمار قیمتی ساز و سامان اور جواہرات تھے وہ ہیرے ان میں بہت ہی قیمتی تھے۔ ابن الدین کا بیان ہے، کہ اس نے خود یہ ہیرے دیکھے

صلاح الدین کی سادگی اور بے نفسی ۔ صلاح الدین نے قاہرہ میں جو دولت پائی، اس نے چونکہ اسے عوام کا مال سمجھا اس لئے اس میں سے ایک حبہ بھی اپنے لئے نہیں رکھا۔ کچھ دولت تو اس نے اپنی فوج پر تقسیم کر دی اور چند قیمتی جواہرات نورالدین کی خدمت میں بھجوا دئیے۔

محل میں ایک بہت بڑی لائبریری بھی تھی۔ جس میں ایک لاکھ بیس ہزار کتابیں تھیں، صلاح الدین نے یہ ساری لائبریری۔ مشہور قاضی الفاضل کو عطا کر دی! خزانہ بیت المال میں داخل کر دیا گیا۔

قاہرہ کی عظمت، اور محلات کی شان و شوکت، السلطان جیسے سادہ مزاج کے لئے اپنے اندر کوئی دلچسپی نہیں رکھتی تھی! سونے اور چاندی کی چھتیں اس کے لئے بے حیثیت تھیں اس نے کچھ مکانات اپنے فوجی سرداروں کو دے دیئے اور نشاما محل پر اپنے بھائی العادل کو ٹھیرا دیا۔ اور خود وزیر خانہ ہی میں مقیم رہا۔

حضرت امام شافعی کے مزار پر ۔ صلاح الدین جس وقت حضرت امام شافعی کے مزار کو بڑھا اس وقت اسے مین دارالخلافہ فسطاط کے کھنڈر یہیں سامنے ہی تو تھے۔ یہیں، ابن طولون کا دارالخلافہ بھی تو تھا۔ گو اب تین صدیاں گزر گئیں۔ لیکن اس کے کھنڈرات اب بھی موجود تھے۔ یہیں تو بہ سمت مغربی حصہ میں العسکر کے آثار بھی دکھائی دیتے تھے العسکر وہی مقام ہے جہاں عباسی عہد حکومت میں گورنر ٹھیرا اور ان کے ملازمین رہا کرتے تھے تھوڑی دور آگے اسی طرف الفسطاط بھی تو آباد تھا جسے چند سال ہوئے شاور نے آگ لگا دی تھی۔ کسی زمانہ میں فسطاط، دولت و ثروت اور تجارت کا بہت بڑا مرکز تھا۔ چھ چھ منزلہ مکان ہر چہار طرف کھڑے بہار دیتے، شہر کے مختلف حصوں میں وسیع اور کشادہ باغیچے تھے۔ اب وہاں مسجد عمرو رضہ کے سوا کچھ بھی نہیں۔

مصر کی تاریخ بڑی ہی عبرت ناک اور حیرت انگیز ہے۔ اس شہر نے بہت انقلاب دیکھے۔ خاص طور پر مسلمانوں کے دور میں، اس نے بہت پلٹے کھائے سب سے پہلے الفسطاط آباد ہوا مشہور صحابی حضرت عمرو بن العاص رضہ فاتح مصر نے اسے ۶۴۱ء میں آباد کیا۔ اس کے بعد ۷۵۰ء میں العسکر آباد ہوا۔ پھر القطعہ کی بنیاد رکھی گئی۔ القطعہ کی بنیاد احمد بن طولون نے ۸۷۰ء پر رکھی پھر قاہرہ سیاسی گورنر نے ۹۶۹ء میں آباد کیا۔

صلاح الدین نے بھی حسب روایات سابق ایک عمارت کی بنیاد رکھی یہ عمارت کوئی شاندار نہ تھا بلکہ ان تمام سابقہ عمارتوں کو یکجا کر دینے اور ان کے چاروں طرف ایک ایسی ناقابل فتح، شہر پناہ بنا دینے کی اسکیم تھی۔ جو بیرونی حملوں کو روک سکے! لیکن افسوس یہ اسکیم صلاح الدین کی حیات میں پوری نہ ہوسکی۔

باب ۶

صلاح الدین اور نورالدین کے واقعات

صلاح الدین احسان ناشناس نہیں تھا، اس نے مصر کے تخت حکومت پر قبضہ کر لینے کے بعد بھی نورالدین کو اپنا مربی مانا! اسے فاطمی خلفا کے محل کے بیش قیمت موتی بھجوائے ہر جمعہ میں بادشاہ کی حیثیت سے اس کا نام خطبہ میں پڑھا جاتا۔ اور اس کے ترقی و اقبال کی دعائیں مانگی جاتیں۔ اس کے علاوہ صلاح الدین نے جو نئے سکے بنوائے ان پر نورالدین کا نام لکھا گیا۔

سیاسی حکمت عملی اور اندرونی آزادی۔ ان تمام باتوں کے باوجود صلاح الدین حکومت کے تمام معاملات میں مختار مطلق تھا۔ جو چاہتا کرتا، نورالدین نے کبھی مصر کے داخلی امور میں مداخلت نہیں کی۔ اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ نورالدین صلاح الدین پر پورا پورا اعتماد رکھتا تھا اور۔۔ صلاح الدین نے مصر میں جو عظمت و شوکت حاصل کی وہ اسی کی قوت بازو کا نتیجہ تھا!

شوبک پر حملہ ۔ ان ہی دنوں، صلاح الدین شوبک کی طرف بڑھا شوبک شام کا مشہور شہر تھا۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے۔ کہ مصر اور شام کے کاروان اسی رستے ہو کر گزرتے اور تمام

تجارت انہی کے ذریعہ سے ہوتی۔ مصر کے حاکم کے لیے اس اہم مقام پر قبضہ کرنا بہت ضروری تھا۔ اس لئے صلاح الدین ۱۱۷۱ء میں شوبک پر حملہ آور ہوا۔ اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ قلعہ کا محاصرہ اس شدت سے کیا گیا کہ عیسائی صلح کی گفت و شنید پر مجبور ہو گئے۔ اسی دوران میں خبر ملی کہ بالائی مصر میں سوڈانیوں نے بغاوت کر دی۔ صلاح الدین یہ خبر سنتے ہی مصر لوٹ آیا۔ ادھر نورالدین بھی شوبک کی طرف بڑھ رہا تھا۔ صلاح الدین کی واپسی کی اطلاع ملی تو اس نے اس سے جواب طلب کیا

نورالدین کے دل میں بدگمانی۔ صلاح الدین نے صورت حال لکھ بھیجی چونکہ مصر کے بعض بدخواہوں نے کچھ خرافات بھی نورالدین تک پہنچا دی تھیں۔ اس لئے اس کے دل میں صلاح الدین کی طرف سے بدگمانی پیدا ہو گئی اور مصر پر حملہ کا ارادہ کیا گیا۔ اسی اثنا میں یہ بھی کہا گیا کہ نورالدین صلاح الدین سے بہت ناراض ہے اور مصر پر فوج لا رہا ہے۔ جب یہ خبریں مصر میں عام ہوئیں تو صلاح الدین نے اپنے خاندان کے برگزیدہ اور صحابہ رائے حضرات کو جمع کیا۔ ایوب اور چند دوسرے لوگ بھی موجود تھے۔ صلاح الدین نے سب سے مشورہ لیا۔ آخر ایوب نے یہ رائے دی کہ نورالدین کی بدگمانی دور کر دی جائے اور اسے لکھا جائے کہ اگر وہ اس سے مصر کی حکومت چھیننا چاہتا ہے تو وہ اس کے لئے بدل و جان تیار ہے۔

یہ خط نورالدین کو لکھ دیا گیا۔ ادھر سے تسلی بخش جواب آیا جس میں لکھا تھا کہ ہمیں تم پر پورا اعتماد ہے۔

کرک پر حملہ۔ اس واقعہ کے تھوڑے دن بعد نورالدین کے اشارے سے صلاح الدین کرک کی طرف بڑھا۔ کرک اس زمانہ کا بہت مضبوط اور مشہور قلعہ تھا۔ اور شام اور مصر کی تجارت کا ایک اہم رستہ تھا۔ یہ شہر بہت پرانا ہے لیکن رومی عہد حکومت میں رومی طرز عمارت پر اسے دوبارہ بنایا گیا۔ کنگ فلک کے ساقی پیالہ نے اس کی بنیاد رکھی۔ کرک ایک بہت بڑی پہاڑی پر جو سمندر کی سطح سے تین ہزار فٹ بلند تھی اس کی تعمیر ہوئی اس کے دونوں طرف بہت ہی سرسبز و شاداب علاقہ تھا اور یہاں کے باشندے بہت زیادہ دولت مند تھے۔

صلاح الدین نے ابھی شہر پر حملہ نہیں کیا تھا کہ خبر گرم ہوئی کہ نورالدین خود بھی کرک کی طرف آ رہا ہے۔ صلاح الدین نورالدین سے اس موقعہ پر ضرور ملتا اور اس کے ساتھ مل کر کرک پر حملہ کرتا لیکن مصر سے خبر آئی کہ اس کا باپ ایوب بستر مرگ پر پڑا جان توڑ رہا ہے صلاح الدین نے ایک خط کے ذریعہ نورالدین سے نہ ملنے کی معذرت چاہی اور خود جلدی جلدی مصر کو لوٹا۔ لیکن "مصر تک ابھی پہونچنے نہیں پایا تھا کہ ایوب انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ایوب بڑی خوبیوں کے آدمی تھے۔ بڑے بہادر معاملہ فہم اور مدبر تھے ان کے انتقال سے صلاح الدین کو اور ساتھ ہی نورالدین کو بھی بہت افسوس ہوا

سوڈان پر حملہ۔ صلاح الدین نے افریقی ساحل کے چند مقامات مثلاً برقہ، طرابلس، کابس، فتح کر لئے تھے۔ اب اس نے سوڈان کی فتح کے لئے ایک اور فوج بھیجی۔ توران شاہ اس مہم پر روانہ ہوا۔ اور بہت تھوڑے دنوں میں حبشیوں کو مطیع و منقاد کر لینے کے بعد بہت سا مال

غنیمت اور حبشی غلاموں کو لئے ہوئے مصر واپس آیا۔

یمن پر حملہ۔ تھوڑے دنوں بعد صلاح الدین نے اپنے دربار کے مشورہ سے، حجاز کی ترتیب پر توران شاہ کو یمن بھیجا۔ وہاں پہنچ کر توران شاہ نے ایک یمنی سردار سے مل کر زبید، جعید، عدن اور صنعا پر قبضہ کر لیا۔ اور وہاں بھی ایوبی حکومت کی بنیاد رکھ دی!

مصر میں ایک اور سازش۔ ان ہی دنوں مصر میں ایک اور خوفناک سازش کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ مصر کے بعض کٹر شیعہ امرا در پردہ سازش کر رہے تھے کہ سسلی اور یروشلم کے عیسائی بادشاہوں کو مصر پر حملہ کرنے کی ترغیب دیں۔ نامہ و پیام جاری تھا اور تمام معاملات طے ہو چکے تھے یروشلم اور صقلیہ کی فوجیں اپنے اپنے مقام سے روانہ ہونے کو تیار تھیں کہ یہ سازش پکڑی گئی۔ زین الدین علی بھی بظاہر اس سازش میں شامل تھا مگر اندرونی طور پر وہ صلاح الدین کا خیرخواہ تھا اور اس سازش کی روزانہ کارروائی صلاح الدین سے گوش گزار کرتا رہتا مگر چونکہ ثبوت کوئی نہ تھا اس لئے سازشیوں کو سزا نہ دی جا سکی! ثبوت بھی تھوڑے دنوں بعد مل گیا ایک عیسائی قاصد مصر میں داخل ہوا۔ اس کے متعلق شبہ ہوا کہ وہ مصری سازشیوں کا قاصد ہے۔ اس کی تلاشی لی گئی۔ تو بادشاہ صقلیہ اور یروشلم کی چٹھیاں برآمد ہوئیں۔ جن میں پوری سازش اور سازش کنندوں کی تفصیل لکھی تھی۔ سازشی وہ رہا پکڑ لئے گئے بعض کو قتل اور بعض کو جلاوطن کر دیا گیا۔

سازش کے ماتحت حملہ۔ سازشی تو ختم کر دئے گئے لیکن سازش ایک حد تک کامیاب ہوئی صقلیہ کی بحری فوج ۲۸۲ جہازوں کے ساتھ اسکندریہ کے قریب آ پہونچی۔ البتہ یروشلم والے نہیں آئے کیونکہ ان کو سازشیوں کی گرفتاریوں کا علم ہو گیا تھا۔

اسکندریہ والوں کی بہادری۔ صقلیہ کی بحری فوج نے اسکندریہ کا محاصرہ کر لیا اور آگ اور پتھر برسانے والے آلات جنگ سے شہر پناہ کو کمزور کرنا شروع کر دیا۔ پہلے دن بڑی سخت لڑائی ہوئی صبح سے لے کر سہ پہر تک۔ دونوں طرف کے بہادر ایک دوسرے کے خون سے ہاتھ رنگتے رہے شام کو صقلیہ والے مایوس ہو کر واپس ہو گئے۔ دوسرے دن جوں ہی سورج طلوع ہوا۔ پھر میدان جنگ میں دونوں فوجیں موجود نظر آئیں۔ اس دن بھی شہر کی محافظ فوج نے دشمن کو بہت نقصان پہنچایا حتیٰ کہ شام ہو گئی۔ تیسرے دن پھر جنگ شروع ہوئی۔ یہ دن البتہ پہلے دنوں سے سخت تھا۔ صقلیہ والے شہر پناہ تک پہونچ گئے تھے۔ لیکن محافظ فوج بھی بری طرح کاٹ کر ڈال رہی تھی۔ محافظ فوج کا بھی اس جنگ میں بہت نقصان ہوا اور ممکن تھا کہ بعد کے حملہ اس کو اور زیادہ نقصان پہنچاتے مگر صلاح الدین کے نامہ بر نے محافظ فوج میں جان ڈال دی۔ صلاح الدین نے لکھا۔ میں بجلی کی طرح آ رہا ہوں۔ جب صلاح الدین مدد کو آ رہا ہو۔ تو محافظ فوج کی خوشی کا کیا اندازہ ہو سکتا تھا۔ شام ہوتے ہی دونوں فوجیں ایک دوسرے سے علیحدہ ہوئیں۔ صقلیہ والوں پر صلاح الدین کی آمد کی خبر سے مایوسی چھا گئی۔ مگر محافظ فوج کے دل بڑھ گئے اور جوں ہی

رات کی سیاہی میں بھیلی محافظ فوج شہر کے دروازے کھول کر باہر نکلی اور صقلیہ والوں پر ٹوٹ پڑی۔ صبح تک قتل و خونریزی کا بازار گرم رہا جس وقت سورج نکلا تو انہوں نے دیکھا کہ ہزاروں بہادر مجاہد مسلمان موجود ہیں۔ اور صقلیہ والوں کی ہزاروں لاشیں میدان جنگ میں پڑی ہیں۔ ان لوگوں کی عقل و خرد کا ماتم کر رہی تھیں جو اس مرحلہ پر حملے کے موجب ہوئے تھے کچھ صقلیہ والے بھاگنے پر کامیاب ہو گئے۔ اور باقی سمندر میں ڈوب کر مر گئے۔ اس جنگ میں مسلمانوں کے ہاتھ بے شمار مال غنیمت آیا۔ اور ساتھ ہی صلیبی قسمت آزماؤں کے مصر پر حملہ کرنے کے حوصلے بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے پست ہو گئے۔

باب ۴

سلطان صلاح الدین خود مختار بادشاہ کی حیثیت سے

نورالدین زنگی کی وفات۔ نورالدین زنگی کی وفات کی خبر دنیائے اسلام نے بڑے رنج اور افسوس کے ساتھ سنی۔ وہ بہادر بادشاہ چھپن سال زندہ رہا لیکن دنیا بھر کو اپنا مشتاق اور گرویدہ بنا گیا۔ ملک شاہ سلجوقی کے بعد دنیائے اسلام میں ایسا نامور اور بہادر بادشاہ کوئی بھی نہیں پیدا ہوا۔ اس کی رعایا اسے نیکی، شرافت اور پاکبازی کا پیکر سمجھتی تھی۔ لوگ اُسے ثانی عمر رحمہ بن عبدالعزیز کہا کرتے اور حقیقت تو یہ ہے کہ وہ ایسا ہی تھا۔ اس کے ان دشمنوں نے بھی کہ جن سے وہ عمر بھر لڑتا
۴۴ رہا اس کی موت پر انتہائی افسوس کیا ہر ایک کی زبان پر اس کی تعریف تھی۔ سب یہی کہہ رہے تھے۔ کہ وہ بلند عزم دانا اور مذہبی تاجدار تھا!

وہ انتہا درجہ کا عادل منصف اور فرض شناس تھا۔ وہ رعایا کے معمولی سے معمولی استغاثہ پر قاضی کی عدالت میں معمولی ملزم کی طرح حاضر ہوتا! اس کا ایسے موقعہ پر حکم تھا۔ کہ اس کے ساتھ کوئی رعایت نہ کی جائے اور نہ ہی اس کی عظمت و جلالت کے مطابق اس کی پیشوائی ہو۔

وہ نہایت سادہ زندگی بسر کرتا۔ بیت المال سے اپنے ذاتی اخراجات کے لئے ایک پائی تک لینا اس کی غیرت کو گوارہ نہ تھا۔ اس کی چند موافق دوکانیں تھیں۔ جن سے معمولی آمدنی ہوتی۔ اسی پر اس کی گزر تھی۔ اس کی بیوی اگر قلت مال کی شکایت کرتی تو وہ اکثر یہی جواب دیتا، کیا کروں میری آمدنی ہی اتنی ہے بیت المال میرا نہیں مسلمانوں کا ہے میں اس میں خیانت نہیں کر سکتا! بیت المال کی حفاظت کے لئے اس نے مضبوط قلعے بنوائے۔ رعایا کی فلاح و بہبود کے لئے۔ اسکول، کالج، ہسپتال سڑکیں، پارک، سرائیں اور مساجد تعمیر کرائیں۔ وہ بہت بڑا علم دوست فرض شناس اور علم نواز مجاہد اور پاکباز مسلمان تھا۔

اس کے دور میں اس کی رعایا بڑی خوش حال تھی، کہیں کسی پر ظلم نہیں کیا گیا۔ کسی سے جبراً مال نہیں چھینا گیا اور نہ ہی کسی کے حقوق غصب کئے گئے۔

وہ اچھا منتظم ہونے کے ساتھ ساتھ بہت بڑا سپاہی بھی تھا۔ وہ گھوڑے کی پشت پر بیٹھا ہوا، بہت بڑا سوار معلوم ہوتا تھا۔ وہ ہر لڑائی کے موقع پر سب سے اگلی صف میں ہوتا۔ فوج کے نظم و نسق پر اس نے غیر معمولی مہارت کا ثبوت دیا۔ لڑنے والے آدمیوں کے رجسٹر تیار کرائے اور متعدد مفید اصلاحیں کیں۔

اس نے اپنی خداداد لیاقت سے کام لے کر اپنے باپ کی قلمرو میں حیرت انگیز اضافہ کیا اس کے بڑے بھائی نے گو۔ موصل کی ریاست کو بڑی مدت تک اس سے چھین لیا تھا۔ لیکن اس نے شام و دمشق کے بہت سے علاقوں کو اپنے حدودِ سلطنت میں شامل کر لیا۔

سب سے بڑی بات اس نے یہ کی کہ عیسائیوں کو غیر معمولی شکستیں دیں۔ وہ جس بری طرح مسلمانوں کے املاک پر دستِ تغلب دراز کرتے تھے اس سے انھیں روکا۔ اور ایک آہنی دیوار کی صورت میں ان کے اور مسلمانوں کے مابین حائل ہو گیا۔

صلاح الدین کی خود مختاری۔ نورالدین کی وفات سے گو، ایک اچھا بادشاہ مسلمانوں کے ہاتھوں سے چھین لیا لیکن ایک بڑے اور عظیم الشان شخص کے لئے میدان صاف ہو گیا۔

نورالدین کی وفات کے بعد اس کا نو عمر لڑکا اسماعیل الصالح برائے نام تخت پر بٹھایا گیا۔ یہ نو عمر سلطان حکومت کے کاروبار کو کیسے سنبھال سکتا تھا! اور اس کے نگراں، اتنے ہوشمند اور بے غرض نہ تھے۔ کہ مرکز کے استحکام کی کوشش کرتے وہ سب اغراض کے بندے تھے اور حصول جاہ و اختیار کے لئے ایک دوسرے سے لڑ رہے تھے اور صلاح الدین کی ترقی سے حسد کرتے تھے۔

صلاح الدین کو اس صورت حال کے متعلق خبریں مل رہی تھیں لیکن وہ اپنے مخدوم زادہ کے تخت پر دست درازی کرے یہ اس کی غیرت کو گوارہ نہ تھا۔ مگر حکومت کی حالت سخت خراب ہو رہی تھی۔ موصل آزاد ہو چکا تھا اور تمام سلطنت مختلف امرا میں بٹ گئی تھی۔ عزاز اور حلب کے حاکم خود مختار بن گئے تھے اور اگر دمشق کے حالات کو بہتر بنانے پر توجہ نہ کی جاتی تو اس کے معنی یہ تھے کہ شام کی حکومت کو تباہی کے گہرے غار میں دھکیل دیا جائے اور مسلمانان شام کو خود غرض امرا کے مظالم کا آزادانہ شکار بننے دیا جائے اور اس طرح صلیبی سورماؤں کے لئے میدان خالی چھوڑ دیا جائے۔

دمشق پر توجہ۔ صلاح الدین نے اس صورت حال اور دمشق کے بعض سمجھ دار امرا کے کہنے سننے پر دمشق پر توجہ کی۔ الصالح کے پاس ایک سفیر بھیج کر اسے یقین دلایا۔ کہ مصر بے وفائی نہیں کرے گا اور اس عہد کا عملی ثبوت یہ دیا کہ الصالح کا نام سکوں پر کندہ کرایا۔

صلاح الدین نے دمشق اور شام کے امرا کو بھی ایک سخت خط لکھا۔ اس نے لکھا!

اگر نورالدین کو تم میں سے کسی پر مجھ سے زیادہ اعتماد ہوتا تو وہ مجھ سے مصر کی حکومت چھین کر تم کو دے دیتا یا اس کی وصیت کر جاتا! میں چونکہ اس کی موت کے وقت وہاں موجود نہ تھا اس لئے وہ مجھے اپنے بیٹے کا نگراں نہ

نہ بنا سکا۔ موت نے اسے یہ مہلت ہی نہ دی تم میری
مخالفت کے باعث شاہزادے کو تنگ کر رہے ہو میں
دمشق آنوں گا تم سب کی اچھی مزاج پرسی کروں گا۔
تم بھی کیا یاد کرو گے؟"

"الکامل ابن اثیر
صفحہ ۲۰۶ و ۲۰۸"

اس خط کا اثر۔ اس خط کا خود غرض امراء پر بہت برا اثر پڑا۔ اور یہ اپنی رنگین زندگی گذارنے کے واسطے کمینگی پر اتر آئے۔ انہوں نے صلاح الدین اور سیف الدین شاہ موصل کے ڈر سے عیسائیوں سے خط و کتابت شروع کردی اور ان سے مسلمانوں کے خلاف امداد مانگی۔

ان ہی دنوں حلب کا حاکم الصالح کو دمشق سے اپنے ساتھ لے گیا اور یہ سمجھے کہ نابالغ بادشاہ کی سرپرستی کی آڑ لے کر رعایا پر ظلم کیا جائے دمشق کے امراء کی خود غرضیوں کا علاج بھی یہی تھا۔ جو لوگ ان امراء کے ستائے ہوئے تھے انہوں نے اس زیادتی کی شکایت کی مگر اس نے اس پر کوئی توجہ نہ کی ناچار وہ صلاح الدین کی طرف جسے وہ اپنا دشمن سمجھتے تھے متوجہ ہوئے اور اس سے امداد کی درخواست کی۔

صلاح الدین دمشق میں الصالح کی حفاظت اور دمشق کی حکومت [illegible] کا تقاضا یہ تھا کہ صلاح الدین فوراً دمشق پہونچے۔ اس نے وقت ضائع کئے بغیر سات سو بہادر سردار اور منتخب سپاہی اپنے ساتھ لئے اور دمشق کی طرف بڑھا!

دمشق میں صلاح الدین کب پہونچا۔ مورخین نے اس میں اختلاف کیا ہے۔ ابن اثیر کا بیان ہے کہ صلاح الدین ربیع الاول ۵۷۰ھ کو دمشق میں داخل ہوا۔ لیکن صلاح الدین کے درباری علامہ بہاء الدین کا بیان ہے کہ داخلے کی تاریخ ۵۷۰ھ ربیع الثانی تھی۔ اور یہی تاریخ غالباً زیادہ صحیح ہے۔

دمشق کے شہریوں نے اپنے عزیز مہمان کا جس مسرت کے ساتھ استقبال کیا اس کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ سلطان کی آمد کی خبر سن کر سارا شہر ہر نیادہ کے باہر استقبال کے لئے موجود تھا۔ اور ہر ایک کی خواہش یہی تھی کہ سلطان اس کا مہمان ہو۔ مگر سلطان برسوں کے بعد اپنے آبائی مسکن آیا تو اپنے پرانے مکان ہی میں ٹھیرا۔

دوسرے دن اس نے شاہی قلعہ دار کو اپنی آمد کی اطلاع دی اور کہلا بھیجا کہ ہم غصب حقوق کے لئے نہیں آئے۔ الصالح کی امداد کے لئے آئے ہیں قلعہ کی کنجیاں اس کے حوالے کردی گئیں اور وہ بڑی شان و شوکت کے ساتھ نور الدین مرحوم کی قیام گاہ میں داخل ہوا۔

دوسرے باغی شہروں پر قبضہ۔ دمشق کے انتظامات کے بعد اس نے اپنے بھائی سیف الدین کی نگرانی میں چھوڑا۔ اور خود دوسرے باغی شہروں کی طرف بڑھا۔ موسم سرما کی وجہ سے تمام پہاڑی علاقوں میں برف باری ہو رہی تھی اور راستے دشوار گزار ہوگئے تھے۔ مگر صلاح الدین کے عزم محکم نے کسی چیز کی پروا نہیں کی اور وہ بڑی تیزی کے ساتھ حمص کی طرف بڑھا۔ حمص پر قبضہ کرنے کے بعد حماۃ پہونچا۔ اور ان دو ممتاز شہروں کو جو

[illegible] الدین کی وفات کے بعد دمشقی حکومت سے باغی ہوگئے تھے پھر مطیع و منقاد بنا لیا۔ یہ دونوں شہر [illegible] مشہور اور زرخیز تھا اس کے بعد

حلب پر چڑھائی۔ حمص اور حماۃ پر قبضہ کرنے کے بعد سلطان حلب کی طرف آیا۔ اسی شہر کی مضبوط اور [illegible] دیواروں کے اندر دمشق کا نوعمر تاجدار الصالح موجود تھا۔

[illegible] کے [illegible] درباریوں نے سلطان کے آتے ہی شہر کے دروازے بند کروادئیے [illegible]۔ صلاح الدین نے شہر والوں کی کوئی دوسری صورت نہ دیکھ کر [illegible] محاصرہ کر لیا [illegible] شہر کے عمائد اور خود الصالح کو کہلا بھیجا کہ میں [illegible] نہیں [illegible] اس شہر پر غاصبانہ قبضہ کروں۔ میرا قصد [illegible] تمہارا [illegible] ان سے نجات دلا دوں! مگر [illegible] پیغام کا کوئی [illegible] نہیں ہوا

البتہ درباریوں کے اثر سے صورت حال اور بھی مخدوش ہوگئی۔ [illegible] کو یقین ہوگیا کہ صلاح الدین اس کا دشمن ہے اور اس سے اس کا ملک چھین لینا چاہتا ہے۔ الصالح اس خیال سے [illegible] ہوا۔ عوام کے ایک اجلاس پر ہوگیا۔ اور [illegible] سب [illegible] ایک تقریر کی کہ سارا مجمع [illegible] پر [illegible] آنسو [illegible]

[illegible] کے [illegible] الفاظ تھے۔

"قد [illegible] عليكم وحجة مالكم
وسيرتم [illegible] يتيم كبر وشا جاء ۲۳
بن الظالم [illegible] صلاح الدين [illegible]
بلادي [illegible] الله تعالى و [illegible] الخلق"

"تمہیں [illegible] طرح یاد [illegible] سے تم پر کیا احسانات کئے ہیں وہ تم کو کتنا چاہتا تھا یہ [illegible] معلوم ہے۔ [illegible] ساری زندگی تم میں ہی گذری۔ میں اب [illegible] تم [illegible] ہو۔ ظالم صلاح الدین اس [illegible] مجھ سے میرے ملک چھین رہے۔ ایسا کرتے وقت [illegible] ظالم کو نہ اللہ سے ڈر لگتا ہے اور نہ ہی مخلوق کے طعنوں ہی کا کچھ خوف ہے۔"

گو وہ [illegible] خوش [illegible] تھا لیکن صلاح الدین کے متعلق اسے جو خوف دلایا گیا اس کے مطابق اس سے یہی توقع ہوسکتی تھی۔ اس کی عمر ہی کیا تھی گیارہ برس کا بچہ! اگر دوسروں کے فریب [illegible] میں نہ آجائے تو اور کیا ہو؟ اس پر جو جادو کیا گیا تھا۔ وہ ایسا نہ تھا جسے صلاح الدین کے وعدے اتار دیتے

صلاح الدین کے قتل کی سازش۔ دشمنوں نے اسی پر اکتفا نہیں کیا۔ صلاح الدین کے قتل کی بھی سازش کی انہوں نے شیخ سنان۔ شام کے اسمٰعیلیہ [illegible] کے سردار کو اس بات پر آمادہ کرلیا کہ اس کے "فدائی" سلطان صلاح الدین [illegible] کردیں۔

شیخ سنان کے فدائی۔ صلاح الدین کے دور میں بری طرح پھیل گئے تھے ان [illegible] موت کے آغوش میں سو چکے تھے۔ [illegible] بہت کوشش کی مگر وہ کامیاب نہ [illegible] کے لئے فدائی اس کے بستر پر زہر سے بجھا ہوا خنجر [illegible] آئے اور اسے بتا دیا کہ وہ اسے قتل بھی کرسکتے تھے لیکن

تنبیہ کو کافی سمجھا گیا۔

صلاح الدین کے خلاف انہوں نے مصر میں بھی بہت طوفان مچا رکھا تھا، چونکہ خلفائے بنو فاطمہ کے حامی تھے۔ انہوں نے مصر میں سلطان کے خلاف ایک دفعہ پہلے بھی سازش کی تھی مگر ناکام رہے تھے۔

اب جو گورنر حلب نے شیخ سنان سے صلاح الدین کے قتل کی درخواست کی تو اس نے اپنے چند فدائیوں کو اس کام پر متعین کر دیا۔

یہ فدائی پوری تیاری کے ساتھ صلاح الدین کے کیمپ تک پہونچ گئے، امیر خمار تکین نے انھیں پہچان لیا۔ اور ان کو آگے بڑھنے سے روکا۔ اتنے میں دوسرے لوگ بیچ میں آگئے اور فدائیوں کو کاٹ کر زمین پر ڈھیر کر دیا گیا۔

صلاح الدین اس واقعہ کے بعد زیادہ کڑی نگرانی میں رہنے لگا۔ پہرہ پہلے کی نسبت بہت زیادہ سخت متعین کر دیا گیا۔ تاکہ فدائی اس پر ہاتھ نہ اٹھا سکیں۔

حاکم موصل سے لڑائی۔ ادھر یہ کیفیت تھی دوسری طرف حاکم موصل صلاح الدین کے بڑھتے ہوئے اثر و رسوخ کو دیکھ کر جل گیا اور عزالدین کے ماتحت ایک فوج، صلاح الدین سے لڑنے کے لئے بھیجی۔ عزالدین اور صلاح الدین میں قرون حماۃ میں سخت مقابلہ ہوا اور اول الذکر بہت زیادہ نقصان اٹھا کر پسپا ہو گیا۔

اس لڑائی سے فارغ ہوتے ہی صلاح الدین نے حلب کے محاصرہ میں پہلے سے زیادہ سختی کی۔

۴۴ عیسائیوں سے ساز باز۔ گورنر حلب نے اب ہر طرف سے مایوس ہو کر صلاح الدین سے چھٹکارا پانے کے لئے طرابلس کی عیسائی حکومت سے امداد مانگی۔ اس وقت ریمانڈ نامی ایک سردار لاطینی حکومت کے وزیر شاہ جبار بالڈون چہارم کا اتالیق تھا۔ یہ شخص نورالدین مرحوم کے زمانہ میں، حلب میں نظر بند کیا جا چکا تھا۔ اور ہر وقت مسلمانوں سے انتقام لینے کی فکر میں رہتا تھا گورنر حلب کی درخواست آئی تو اس نے بلا سوچے سمجھے ایک بہت بڑی فوج، حمص کی طرف بھیج دی تاکہ حمص پر جسے سلطان صلاح الدین فتح کر چکا تھا دوبارہ قبضہ کر لے اور اس طرح حلب کا محاصرہ اٹھا لیا جائے۔

عیسائیوں کا فرار۔ ابھی عیسائی حمص پہونچنے نہیں پائے تھے کہ سلطان بھی حلب سے حمص پہونچ گیا۔ عیسائی مقابلہ کے بغیر بھاگ نکلے اور حمص کو سلطان کے لئے چھوڑ گئے۔ سلطان نے پہلے حملہ کے وقت حمص کے قلعہ پر قبضہ نہیں کیا تھا اب اس نے قلعہ پر بھی قبضہ کر لیا۔

بعلبک پر قبضہ۔ حمص پر قبضہ کرنے کے بعد سلطان بعلبک کی طرف بڑھا اور اس پر تھوڑی سی لڑائی کے بعد قبضہ کر لیا۔

ان فتوحات کے نتائج۔ سلطان یہاں اسی لئے نہیں آیا تھا کہ الصالح یا نورالدین زنگی مرحوم اپنے پرانے مخدوم کے علاقہ پر قبضہ کرے لیکن حلب کے بدنہاد گورنر اور الصالح کے وزرا نے اس کے ارادہ کو بدل دیا۔ وہ دمشق آیا تھا کہ الصالح کو ظالموں سے نجات دلائے لیکن جب الصالح اپنی ناسمجھی کے باعث دشمنوں ہی کو اپنا دوست سمجھے، اور حقیقی دوست سے دشمنوں کا سا سلوک کرے تو صلاح الدین کو اس کے سوا کیا چارہ تھا کہ الصالح کے مشورہ کے بغیر حلب کے سوا باقی شہروں سے غاصب امرا کو نکال دے، چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا بعلبک اس سلسلہ کی آخری کڑی تھی۔

شاہ موصل اور الصالح کی متحدہ فوج صلاح الدین کے مقابلہ میں۔

یہ صورت حال کسی ناصبہ امیر کے لئے بھی باعث تسکین نہ تھی شاہ موصل جو نورالدین کی وفات اور الصالح کی نوعمری سے فائدہ اٹھانا چاہتا تھا وہ اپنی قلمرو میں بے حد حیرت انگیز اضافہ کے خواب دیکھ رہا تھا۔ کہ صلاح الدین اس پر مسلط ہو گیا۔ صلاح الدین کا رستہ کس طرح روکا جائے اس بات پر وہ پورا غور کر رہا تھا اتنے میں حلب کے گورنر نے اس سے صلاح الدین کے خلاف امداد مانگی وہ اپنی فوج لے کر حلب پہونچا اور الصالح، اور حلب کے گورنر کی فوج کے ساتھ مل کر صلاح الدین کے مقابلہ کے لئے حمص کی طرف بڑھا۔ صلاح الدین ان دونوں کا دشمن تھا اور اس کی کامیابی کا نتیجہ دونوں کے لئے ہلاکت ہوتا اس لئے دونوں پوری سرگرمی کے ساتھ صلاح الدین کی بڑھتی ہوئی طاقت روکنے کے لئے آمادہ ہو گئے۔ ۱۳

اپریل ۱۱۷۵ء حماۃ پر دونوں فوجیں ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئیں۔

صلاح الدین کی ہوشمندی اور بہادری نے مصر کی تھکی ہوئی فوج میں ایک نئی زندگی پیدا کر دی تھی اس لئے۔ اس نے بہت تھوڑی دیر میں دشمن کو بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ دونوں فوجیں بھاگتی ہوئی حلب پہونچیں، پیچھے پیچھے صلاح الدین تھا۔

الصالح کا معاہدہ۔ شکست خوردہ فوج کے مزاج میں اب رعونت باقی نہیں رہی تھی اس لئے اس نے مصالحت کی کوشش کی۔

مصالحت کے شرائط یہ قرار پائیں کہ اب تک جن علاقوں پر جس کا قبضہ ہے اس پر اسی کا قبضہ رہے اور آئندہ دونوں میں سے کوئی بھی ایک دوسرے کے علاقوں پر حملہ آور نہ ہو۔

صلاح الدین نے یہ شرطیں منظور کر لیں۔ اس معاہدہ کی رو سے صلاح الدین کی قلمرو میں، دمشق، حمص، حماۃ، بعلبک، کفر طاب، بارین اور سارہ جیسے اور بڑے اہم علاقے شامل ہو گئے۔

خودمختاری کا اعلان ان معرکوں میں صلاح الدین کو جو تجربہ ہوا، اس سے اس نے یہی نتیجہ نکالا کہ الصالح اور اس کے حواری اس قابل نہیں ہیں کہ ان پر اعتماد کیا جائے۔ الصالح اگر صلاح الدین کے مشورے پر عمل کرتا تو صلاح الدین کبھی الصالح سے منحرف نہ ہوتا اور نہ ہی اس کے علاقوں پر قبضہ کرتا۔ اگر صلاح الدین قبضہ نہ کرتا تو دوسرے خودسر امرا ان کو دبا لیتے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلتا کہ وہ حکومت جسے نورالدین نے بڑی محنت سے قائم کیا تھا، وہ خود سرداروں کی خودغرضیوں کے باعث ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی، مرکز کمزور ہو جاتا اور اسلام عیسائیت کے مقابلہ میں شکست کھا جاتا۔

الصالح نے صلاح الدین سے خود ہی بگاڑ لی تھی اس لئے صلاح الدین نے اس کا نام سکوں سے خارج کر دیا۔ اور خطبہ میں اس کی بجائے اپنا نام پڑھنے کا حکم دیا۔ اسی سال اس نے اپنے نام کے سکے بھی بنوائے۔ ان سکوں پر یہ الفاظ کندہ تھے۔

"الملک الناصر یوسف ابن ایوب"

اس تبدیلی کے باوجود صلاح الدین نے الصالح کو یقین دلایا کہ وہ اس نے ساتھ غداری نہیں کرے گا۔ لیکن الصالح کو اس کی کسی بات پر اعتبار نہ آیا وہ صلاح الدین جیسے قوی آدمی کی نگرانی میں رہنے کے بجائے کمزور آدمیوں کے ساتھ رہنے کو بہتر سمجھتا تھا۔ اور یہ سمجھتا تھا کہ وہ اس سے دبتے ہیں اور سے دبانے ہی لیکن صلاح الدین جیسے قوی آدمی سے اسے یقیناً دبنا پڑتا۔ پھر وہ بچہ تھا اسے خوشامدی اور [illegible] لوگوں کی صحبت صلاح الدین جیسے مذہبی آدمی کی رفاقت سے بہتر معلوم ہوتی تھی۔

اس حالت میں صلاح الدین نے الصالح کو اپنا بادشاہ تسلیم کیا اور خود مختاری کا اعلان [illegible] یہ ممکن نہ تھا وہ حالات کو اور زیادہ خراب [illegible] اس نے خود [illegible] کا اعلان کر دیا [illegible] [illegible] خلیفہ بغداد کی طرف سے [illegible] خطاب اور خلعت و فرمان [illegible] نوازا گیا۔

اس تبدیلی کے اثرات

سلطان کے [illegible] دشمنوں [illegible] اثر پڑا [illegible] کو کمزور کرنے کی تدابیر سوچنے لگے۔

مقابلہ

سیف الدین حاکم موصل اپنی جگہ پر اور الصالح اپنے حال پر [illegible] سرگرمی سے فوجیں جمع کرنے لگا اور بالآخر سیف الدین [illegible] الصالح بھی اس قدر [illegible] کر جرأت [illegible] بڑھا سلطان [illegible] حملہ کیلئے [illegible] رہ نہ تھا۔ کہ یہ متحدہ فوجیں تل سلطان پہونچ گئیں [illegible] زوردار لڑائی ہوئی۔ پہلے موصل کی فوجیں صلاح الدین کے [illegible] سکیں۔ لیکن صلاح الدین نے اپنے مخصوص دستے کے [illegible] اس [illegible] موصل اور حلب بری طرح بھاگ گئے اور بے شمار سامان [illegible] [illegible] اور قیدی پیچھے چھوڑ گئے۔

صلاح الدین کی رحمدلی اور شرافت

جو قیدی اس جنگ میں [illegible] صلاح الدین نے سب کو بلا کر آزاد کر دیا زخمیوں کی مرہم پٹی کی اور سفر خرچ دے کر ان کے گھروں تک پہونچایا۔ البتہ مال غنیمت اس نے اپنی فوج میں تقسیم کر دیا۔ اور اپنے لئے ایک چیز بھی نہ رکھی۔

صلاح الدین کے اس طریق عمل سے اس کی ہوشمندی اور تدبر کا اظہار ہوتا ہے اس نے دشمن کی فوج کے ساتھ محبت اور شرافت کا سلوک کیا اور [illegible] کو مال و دولت سے نوازا اور دونوں کے دلوں میں اس [illegible] انتہائی عقیدت پیدا نہ ہوتی یہ ناممکن تھا!

دشمن کی سپاہ کے جو مجروح قیدی واپس گئے۔ وہ اپنے ساتھ صلاح الدین کی محبت لیتے گئے اور جہاں کہیں پہونچے صلاح الدین کی شرافت عظمت کے گیت گاتے۔

جو معاہدہ صلاح الدین اور سیف الدین اور الصالح کے مابین ہوا تھا، اس جنگ نے اس کی دھجیاں فضائے آسمانی میں اڑادیں۔ بد عہدی اور بیوفائی کی ابتدا صلاح الدین کی طرف سے نہیں الصالح اور سیف الدین کی طرف سے ہوئی اور یہ ناممکن تھا کہ صلاح الدین ان بد عہدوں کو سزا دینے کے لئے آگے نہ بڑھتا۔

دشمنوں کی مزاج پرسی ۔ دشمنوں کی مزاج پرسی کے لئے صلاح الدین کا [illegible] علاقوں پر قبضہ کرلینا ضروری ہو گیا اور وہ چند دن آرام کرنے کے بعد آگے بڑھا، سب سے پہلے بعلبک پر اور پھر [illegible] پر حملہ کیا۔ دونوں جگہ چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ہوئیں [illegible] دشمن [illegible] [illegible] کے بعد سلطان عزاز جیسے مشہور و مضبوط قلعہ پر حملہ آور ہوا۔ [illegible] دن تک متواتر محاصرہ رہا۔ لڑائیاں بھی ہوئیں جن میں دونوں [illegible] کا نقصان ہوا

صلاح الدین پر قاتلانہ حملہ

[illegible] کے دوران میں سلطان پر قاتلانہ حملہ کیا گیا۔ سلطان [illegible] میں بیٹھا تھا کہ ایک دیوانہ فدائی نے اس پر چھری سے [illegible] چھری سلطان کے سر پر پڑی لیکن چونکہ وہ پگڑی کے نیچے خود پہنے ہوئے تھے [illegible] سلطان الدین نے بڑھ کر قاتل کا ہاتھ [illegible] گردن پر کیا لیکن زرہ بکتر کی کڑیاں [illegible] ایک لمحہ میں ہو گیا، [illegible] سپاہی شور [illegible] قاتل کو [illegible] قتل کر دیا گیا۔ لیکن اس کی جگہ [illegible] تو تیسرا [illegible] لیکن تیسرا بھی ناکام رہا [illegible] اپنے خیمہ میں آیا۔ اس سارے واقعہ کی تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ [illegible] محافظ فوج میں شامل تھے۔ سلطان نے تمام [illegible] کی دیکھ بھال کی تاکہ کوئی اور فدائی اس کے قریب [illegible] نہ ہو [illegible] لیکن اسے کامیابی نہ ہوئی۔

[illegible] زندہ ہے سلطان کی زندگی خطرہ میں [illegible] سلطان [illegible] قلعہ فتح کرنے کا ارادہ [illegible] نہ تھا [illegible] اس نے محاصرہ ۲۵

[illegible]

حلب کا محاصرہ ۔ [illegible] سلطان حلب کی طرف آیا، اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ کئی دن تک محاصرہ جاری رہا، الصالح کی فوج اور سلطان کی فوج میں کئی بڑی [illegible] نہیں معلوم [illegible] کی فوج ابھی [illegible] لیکن بالآخر محاصرہ کی شدت نے محصورین کے ہوش اڑا دئے اور وہ مصالحت پر مجبور ہو گئے۔

سلطان کا مقصد لڑائی نہیں تھا اور اب بھی الصالح اور اس کے حلیفوں کی طرف سے لڑائی چھیڑی گئی تھی۔ اس لئے [illegible] مصالحت پر آمادگی ظاہر کی اور اس بات پر صلح ہو گئی کہ آئندہ دونوں فریق ایک دوسرے کا احترام کریں گے اور کبھی لڑائی کا [illegible] معاہدے پر الصالح، سیف الدین حاکم موصل۔ اور سلطان کے دستخط ہو گئے۔

سلطان کی فیاضی کا ایک حیرت انگیز واقعہ

عزاز جس کے فتح کرنے میں سلطان نے ۳۸ دن صرف کئے بہت سی فوج کام آئی۔ خود اس کی جان پر حملہ ہوا۔ اسے صلاح الدین سے مانگا گیا۔ مانگنے والی ایک کمسن لڑکی تھی یہ لڑکی سلطان کے مخدوم نور الدین مرحوم کی صاحبزادی تھی، سلطان اپنے خیمہ میں بیٹھا تھا۔ کہ یہ [illegible] آئی۔ سلطان اس کے استقبال کو اٹھا، اسے محبت سے اندر لایا اور پوچھا۔ کیوں کیسے تکلیف فرمائی؟

لڑکی [illegible] بولی۔ "[illegible] عزاز" میں عزاز مانگنے آئی ہوں، سلطان انتہائی فیاضی سے بولے، "تو عزیزہ! یہ تمہارا ہے میں نے تمہیں دے دیا عزاز کے

ساتھ سلطان نے اس کو بھی کوشش کر کے شکست دی [illegible] ساتھ اپنے سرداروں کی [illegible] میں اسے حلب تک پہونچا دیا۔

اسی ایک واقعہ سے [illegible] ہوتا ہے کہ سلطان کے جنگی لشکر کیسا نہیں تھی [illegible] سرداروں کا ایک [illegible] سرداروں [illegible] جو خود بڑے [illegible] والوں نے [illegible] کیوں [illegible]۔

شاہ یروشلم سے مصالحت — [illegible] سلطان اور صلاح الدین کے درمیان تک کوئی [illegible] سلطان [illegible] جنگ [illegible] اور [illegible] ان ہی دنوں سلطان کے [illegible] شاہ یروشلم [illegible] یروشلم کے دربار [illegible] سلطان [illegible] وہ دوست ہے جس سے [illegible] سلطان [illegible] دلوا دیا تھا۔ اسی وقت [illegible] سے سلطان کے [illegible] فاطمہ [illegible] کی، اور [illegible] اور شاہ یروشلم میں ایک دوستانہ معاہدہ [illegible] معاہدوں کا [illegible] اسلامی علاقہ [illegible] رنگ کے بعد [illegible] معذرت کردی۔

۴۶ **شیخ سنان کی سرکوبی** — [illegible] اپنے ایک بہت بڑے اور خالص [illegible] سنان [illegible] کرنا ضروری معلوم ہوا۔ شیخ سنان کے فدائی [illegible] کر چکے تھے اور یہ سب شیخ سنان کا فساد تھا اس لئے اس کی سرکوبی کے سلطان انصاریہ سلسلہ کوہ کی طرف بڑھا [illegible] قلعے تھے۔ مصیات [illegible] شیطان [illegible] سلطان [illegible] سے پہلے اس کی فتح [illegible] محاصرہ کر لیا گیا۔ اور [illegible] شدت سے کیا گیا کہ شیخ کے حواس ٹھکانے نہ رہے۔ اس نے سلطان کے چچا [illegible] مصالحت کی درخواست کی اور اقرار کیا کہ آئندہ اس کا کوئی آدمی صلاح الدین کے خیمہ تک پہونچنے کا نام نہیں لے گا۔

لین پول کی بدگمانی — لین پول مشہور مستشرق نے شیخ [illegible] کی مصالحت پر بہت سے شبہات وارد کئے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ شیخ سنان جیسے [illegible] کا کیا اعتبار۔ سلطان اگر اسے [illegible] تو مصالحت [illegible] منظور کرتا۔ چونکہ وہ اسے کچھ نقصان نہیں پہونچا [illegible] کے لئے مصالحت کے شرائط منظور کر لئے [illegible] داستان بھی لکھی ہے۔ جو سننے سے تعلق رکھتی ہے۔

سلطان نے مصیات کا محاصرہ کیا ہی تھا کہ اس کی طرف سے ایک سفیر شیخ سنان کی طرف بھیجا گیا، شیخ سنان اپنے قلعہ میں موجود نہ تھا۔ سفیر اس کے جائے قیام پر پہونچا اور اسے اطاعت کا پیغام پہونچایا۔ اس نے جواب دیا کہ میں بذات خود سلطان سے ملنے آؤں گا۔

ادھر محاصرہ جاری تھا۔ سلطان کے خیمہ کی چاروں طرف سے پوری حفاظت ہو رہی تھی کہ شیخ سنان اپنی جگہ سے صرف ایک ساتھی لے کر چلا اور سامنے کی پہاڑی پر آ کر ٹھہر گیا۔ سلطان نے اس کی گرفتاری کو فوج بھیجی مگر فوج اسے گرفتار نہ کر سکی ہو۔ [illegible] گرفتار کرنے کے لئے بڑھا اس کا جسم خوف کی وجہ سے لرزنے لگا۔ اور [illegible] صورت حال [illegible] اس رات سلطان اپنے خیمہ [illegible] تھا کہ [illegible] دیکھا کہ [illegible] خیمہ کے تمام چراغ گل ہو گئے ہیں اور [illegible] کسی شخص کے چلنے کی سرسراہٹ ہو رہی ہے [illegible] ادھر ادھر [illegible] تو [illegible] اپنے بستر کے قریب [illegible] ایک کاغذ [illegible] تھا۔ اس پر لکھا تھا:

[illegible] بادشاہ سلامت [illegible] ذرا ہوشیار [illegible]

[illegible] بہادر [illegible] کو [illegible] تحقیقات کے [illegible] آدمی [illegible] قلعہ [illegible] کے [illegible] ہو جانے نظر آئے لیکن کوئی آدمی نہ پکڑا جا سکا۔

سلطان اس صورت حال پر انتہائی حیران تھا۔ اس نے اپنے سرداروں سے درخواست کی [illegible] شیخ سنان تک [illegible] جواب آیا کہ یہاں سے تشریف لے جائیں [illegible] کا وعدہ دے دیں گے۔

سلطان نے یہ جواب سنتے ہی محاصرہ اٹھا لیا اور واپس ہو گیا [illegible] شیخ سنان کی طرف سے جان بخشی کا پروانہ آ گیا اور سلطان واپس ہوا۔

یہ داستان بیان کرنے کے بعد مسٹر لین پول ہی نے اس پر بہت سے اعتراضات [illegible] کا خیال ہے کہ شیخ سنان نے صلاح الدین کے محافظوں [illegible] اس کے خیمہ تک پہونچ گیا۔ صورت کچھ بھی ہو سلطان نے اس خوفناک اور حیرت انگیز [illegible] سے مصالحت کر لی۔

یہ داستان جو اوپر بیان ہوئی ہے [illegible] اس حد تک صحیح ہو کہ شیخ سنان کا کوئی فدائی سلطان کے خیمہ تک [illegible] پہلے پہنچتے رہے۔ مگر داستان کا یہ حصہ کسی طرح صحیح نہیں کہ سلطان نے اسی وجہ سے محاصرہ اٹھا لیا اور ڈر کر بھاگ نکلا۔

صلاح الدین جیسے بہادر اور جری سلطان سے اس قسم کی بزدلی کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ دوسرے [illegible] الدین اور بہاؤ الدین جیسے مشہور مورخوں نے اس داستان کو اپنی کتابوں میں کہیں جگہ نہیں دی۔ اگر اس میں کچھ بھی اصلیت ہوتی تو یہ مشہور مورخ جو لین پول کے مقابلہ میں سلطان سے زیادہ قریب اور [illegible] تھے اس کا تذکرہ کرتے۔

ہم نہیں کہہ سکتے کہ اصل واقعہ کیا تھا لیکن قیاس اور حالات کا اندازہ یہ ہے کہ شیخ سنان کا کوئی آدمی محافظ فوج میں ملا تھا۔ اگر ملا نہیں تھا تو وہ فوج کی نگاہوں سے چھپتا ہوا خیمہ تک پہونچا۔ وہ کس طرح پہونچا اس کے متعلق کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ اور شور ہونے پر، لوگوں میں مل گیا۔

یہ بھی ہو سکتا ہے جیسے بعد کے حالات کہتے ہیں کہ سلطان [illegible]

کے حالات کی بنا پر واپس ہونے پر مجبور ہوگیا تھا اس لئے اس نے مصالحت منظور [illegible]

مصر کو واپسی۔ شیخ سنان کی سرکوبی سے مقصود صرف یہ تھا کہ [illegible] سلطان کی جان پر حملہ نہ کریں جب شیخ نے [illegible] سے تنگ آکر یہ [illegible] عہد کر لیا تو سلطان کا مقصد پورا ہوگیا اور وہ دمشق ہوتا ہوا مصر کی طرف بڑھا۔ دمشق پر [illegible] شامی فوج دمشق میں چھوڑ دی اور اپنے بھائی توران شاہ کو شام کا [illegible] مطلق بنا کر مصر پہونچ گیا۔

[illegible] خیر مقدم۔ فاتح سلطان دو سال کے بعد [illegible] مصر [illegible] اس کا شاندار خیر مقدم کیا۔ اس کے اعزاز میں امراء نے دعوتیں کیں [illegible] خیرات تقسیم کی اور ہر جگہ خوب جوش اور مسرت [illegible]

قاہرہ کی شہر پناہ کی بنیاد۔ [illegible] ہر جانب کی [illegible] سے خارجی اور داخلی انتظامات سلطان کی توجہ کے محتاج تھے۔ سلطان نے ان پر توجہ کی اور جب تمام انتظامات ہوگئے تو اس نے قاہرہ کی [illegible] کی مرمت کرائی۔ اور اپنی تجویز کے مطابق [illegible] کے چاروں طرف ایک مضبوط اور ناقابل فتح شہر پناہ کی بنیاد رکھی۔ [illegible] قلعہ کی تعمیر [illegible] شروع کر دیا۔ سلطان اس شاندار عمارت کو اپنی زندگی میں [illegible] کا بہت کچھ حصہ بنوا گیا۔

[illegible] پر جو اب بھی مصر کے آثار قدیمہ [illegible] موجود ہے یہ عبارت لکھی گئی۔

یہ عمارت سلطان صلاح الدین یوسف [illegible]
کے حکم سے، ورانتکلف العادل سیف الدین ابوبکر [illegible]
اور [illegible] بن عبداللہ کے انتظام اور نگرانی میں [illegible]

دوسری عمارات۔ شہر پناہ کے علاوہ سلطان [illegible] ایک [illegible] کا مشہور [illegible] بنوایا۔ شوار [illegible] کا ایک مدرسہ [illegible] اسی قسم کے دوسرے کام کئے۔

باب ۹

عیسائیوں کے خلاف جہاد

فلسطین پر حملہ۔ سلطان ایک سال تک مصر میں مقیم رہا اور شہر کے ضروری انتظامات اور کاموں سے فارغ ہوکر نومبر ۱۱۷۷ء میں فلسطین کی طرف بڑھا۔

ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ یروشلم کی عیسائی فوجوں نے معاہدہ کی خلاف ورزی کی اور اسلامی قلمرو پر حملہ آور ہوئیں۔ سلطان اسی وقت ان کو اس بدعہدی کی سزا دیتا، لیکن چونکہ مصر کے انتظامات اور [illegible] زیادہ ضروری تھا۔ اس لئے پہلے اس نے [illegible] توجہ کی جب تمام انتظامات ہو چکے تو یروشلم کے عیسائیوں کا خیال آیا۔

اسے اتفاق کہئے کہ ان ہی دنوں یروشلم نے عیسائی ایک بہت بڑی فوج لے کر حسب [illegible] حملہ آور ہوئے [illegible] فلسطین خالی تھا۔ سلطان نے اس موقعہ کو [illegible] سے جانے نہ دیا۔ اور وہ فلسطین کی طرف بڑی شان و شوکت سے [illegible] ہر قلعہ اور شہر پر قبضہ کرتا ہوا بڑھا۔

چونکہ عیسائیوں نے [illegible] کی تھی [illegible] سلطان کی [illegible] ہم کرنے تھے

پہلی شکست۔ [illegible] ایک [illegible] کے ساتھ جو بہت کم افراد پر مشتمل تھا۔ [illegible] یروشلم بذات خود ایک بہت بڑی فوج لے کر [illegible] پڑا۔ چونکہ حملہ اتفاقی تھا اور سلطان کے ساتھ بہت کم [illegible] شاہ [illegible] کسی طرح فوج کے پاؤں اکھڑ گئے [illegible] فوج منتشر ہوکر [illegible] ہوگئی۔ سلطان نے دشمن کی [illegible] کے لئے یکن فوج کے ایسے [illegible] گیا اور سلطان اپنے [illegible] حالت [illegible] اور [illegible] مصر پہونچا۔ مصر سے گیا تھا [illegible] کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی۔

سلطان نے [illegible] خود [illegible] ہے۔ اس نے اپنے [illegible] شاہ کو [illegible] لکھا اس [illegible]

"[illegible] موت کے [illegible] خدا کو شاید
[illegible] کوئی بہتر کام [illegible] امید ہے،،

[illegible] سلطان نے جو [illegible] اس کا بہت افسوس ہوا [illegible] ۔ سلطان [illegible] عظمت اور بلند مرتبہ [illegible] شکست [illegible] اپنی قلمرو کے تمام گورنروں اور بڑے حکام [illegible] کے ساتھ سپاہ بھرتی [illegible] اسے اطلاع 26
[illegible] کے ساتھ مصر سے حماۃ [illegible] کے میدان [illegible] شکست [illegible] تمام لیا اور بہت [illegible] سلطان نے [illegible]

[illegible] اس نے سلطان [illegible] شام کے [illegible] کرکے رعایا کی شکایات [illegible]

[illegible] شکست [illegible] یروشلم کو دمشق کی [illegible] یعقوب یا قصر [illegible] تعمیر کیا [illegible] کی تعمیر سے مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں [illegible] اور مسلمانوں کے جانے کا راستہ بند کر دیا جائے اور اسلامی [illegible] قلمرو کی [illegible] سلطان نے کوشش کی کہ شاہ یروشلم اس قلعہ کو [illegible] مسلمانوں کو بنیاس یا دریا تک پہونچنے میں [illegible] شاہ یروشلم [illegible] کامیابی کی وجہ سے بہت اونچے ہو چکے تھے اس نے سلطان کی درخواست کو حقارت سے ٹھکرا دیا۔ سلطان نے کچھ نقد فدیہ [illegible] یروشلم راضی کرانا چاہا۔ لیکن وہ کسی طرح نہ مانا تو سلطان نے شمشیر [illegible] فیصلہ کرے۔

فرخ شاہ کی کامیابی۔ [illegible] فرخ شاہ اپنے بھتیجے کو منتخب سواروں کی ایک [illegible] عیسائیوں پر حملہ کرنے کے لئے مامور کیا۔ فرخ شاہ اور [illegible]

کے مابین، بلفورٹ کے قریب ایک سخت اور ہولناک جنگ ہوئی۔ بالڈون گرفتار ہوتے ہوتے بچا، اس کے ایک بہادر ساتھی اور مشہور سپہ سالار ہمفری آف ٹارون نے اپنی جان دے کر بالڈون کی جان بچائی، جو وار بالڈون پر کیا گیا تھا ہمفری نے اسے اپنے جسم پر لیا اور بالڈون اور حملہ آور کے مابین حائل ہو کر خود ہلاک ہو گیا۔ یہ انتقام لیا تھا اس حملہ کا جو بالڈون نے پچھلے سال صلاح الدین کی ذات پر کیا تھا، شاہ یروشلم بری طرح بھاگا، اس کے ساتھ اس کی فوج بھی بھاگی۔ اور میدان صاف کر گئی۔

چیناس پر حملہ۔ اس واقعہ کے بعد سلطان حلب کا محاصرہ چھوڑ کر خود چیناس کی طرف بڑھا تاکہ شاہ یروشلم کے نو تعمیر قلعہ کو مسمار کر دے۔ رستہ میں بہت سے عیسائی قریے اور شہر پڑے ان سب پر قبضہ کرتے ہوئے وہ چیناس کے وسیع اور سرسبز میدان میں پہونچ گیا۔

دوسری طرف سے شاہ یروشلم جو دو شکستیں کھانے کے بعد انتقام لینے کی تیاریاں کر رہا تھا صلاح الدین کی آمد کی خبر سن کر بیت المقدس سے چلا۔ صاف اور ترائی سے ہوتا ہوا وہ معماندہ کے قریب ایک اونچے پہاڑ پر پہونچا جہاں سے سلطان کے لشکر کا منظر صاف دکھائی دے رہی تھی اترا

سخت مقابلہ۔ دوسرے دن کھلے میدان میں سلطان اور شاہ یروشلم کے مابین سخت مقابلہ ہوا، شروع میں شاہ یروشلم کی فوج سلطان کی فوج کے ایک بازو کو پیچھے کی طرف ہٹانے میں کامیاب ہو گئی سلطان کی حکمت عملی یہ تھی کہ اس نے فوج کو حکم دے رکھا تھا کہ دشمن جوں ہی دبائیں وہ پیچھے ہٹتی جائے لیکن تھوڑی دیر کے بعد پوری قوت کے ساتھ آگے کی طرف بڑھے جیسا کہ ہوا، عیسائیوں کو یہ خیال تھا کہ مسلمان بھاگ رہے ہیں لیکن مسلمان بھاگ نہیں رہے تھے بلکہ تدبیر جنگ کے ماتحت پیچھے ہٹ رہے تھے، تھوڑی دیر کے بعد دفعتاً مسلمان فوج نے آگے کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔

ادھر سے سلطان بلند آواز سے پکار پکار کر کہہ رہا تھا۔

"مسلمان کے لئے میدان جنگ دینوی اور اخروی سعادت کے حصول کا بہترین مقام ہے۔"

آگے بڑھو، دشمن کو بتا دو کہ مسلمان عزت کی زندگی پر موت کو ترجیح دیتا ہے

ان کو سکھا دو کہ مسلمان کے بازو جب اٹھتے ہیں تو پھر جھکتے نہیں ہیں۔

ان کے ذہن نشین کر دو کہ مسلمان لڑائی سے پیٹھ پھیرنے کو بہت بڑی ذلت سمجھتا ہے۔ وہ سینہ پر زخم کھاتا ہے اس کی پیٹھ کبھی زخم نہیں کھایا کرتی۔

یہ تقریر کیا تھی ایک ایسی روحانی قوت تھی جس نے مسلمانوں کے دلوں میں جرات اور بہادری کے دریا موجزن کر دیئے۔ مسلمانوں کی تلواریں بجلی کی طرح ہر طرف کوند رہی تھیں۔ ان کے بازو بڑی قوت کے ساتھ دشمنوں پر وار کر رہے تھے۔

سلطان اور اس کا مخصوص دستہ حملہ میں سب سے پیش پیش تھا، وہ جدھر بڑھتا صفوں کی صفیں الٹ دیتا اور انسانی اعضا ہر طرف خون کا مینہ برساتے ہوئے اڑتے دکھائی دیتے۔

عیسائی فوج جو نوجوانوں اور کمزوروں کے خون سے ہاتھ رنگنے آئی تھی اس سخت حملہ کی تاب نہ لا سکی، اس کے قدم ڈگمگا گئے۔ صفیں بگڑ گئیں، اور بے ترتیب بھاگ پڑ گئی۔ پہلے شاہ یروشلم بھاگا پھر اس کا محافظ دستہ فرار ہوا، پھر عام سپاہیوں نے، جو پیدل تھے اور جن کے گھوڑے تھے وہ بھاگنے میں کبھی کبھی موت سے پیچھا چھڑا لیتے ہیں، سلطان اور اس کی فوج نے دشمنوں کا بری طرح قتل عام کیا جنہوں نے ہتھیار ڈال دیئے انھیں گرفتار کر لیا گیا، جو شکست میں آ کر لڑتے رہے ہلاک ہوتے گئے۔

سلطان کی فتح۔ خود عیسائی مورخین کا بیان ہے کہ اس جنگ میں عیسائیوں کو بے انتہا نقصان ہوا، لاکھوں دینار، قیمتی قیمتی گھوڑے، اسلحہ اور کھانے پینے کے سامان کے علاوہ سونے اور چاندی کے برتن بے شمار، اور غلام سلطان کے ہاتھ آئے۔ قیدیوں میں بڑے بڑے رتبہ اور نامی گرامی شاہسوار اور سردار بھی بہت تھے۔ ان کا ماعلی کے علاوہ بہت سے گورنر بھی تھے۔ خصوصیت سے طرابلس کے گورنر ... رملہ کے گورنر بیلین، رملہ کے گورنر بالڈون ... کے نام بہت سی تاریخوں میں ذکر ہیں۔

رملہ کے گورنر نے ایک لاکھ پچاس دینار زر فدیہ اور ایک ہزار مسلمان قیدی بھی بجائے چھوڑنے کے عوض قید سے نجات پائی!

باقی قیدی کی زندگی کو زر فدیہ پر ترجیح دی اور جیلخانوں میں ... کر دیئے گئے۔

اس فتح کے اثرات۔ یہ فتح عیسائیوں پر سب سے بڑی فتح تھی۔ اس نے عیسائیوں کی قوت اور حوصلے بہت پست کر دیئے۔ شاہ بالڈون کا غرور اب ٹوٹ چکا تھا۔ اور وہ فلسطین میں بیٹھا اس شکست کے اسباب پر غور کر رہا تھا۔

سلطان ... ہوئے ...

قصر یعقوب کا محاصرہ۔ ... یہ بڑی قلعہ بہت ... کے لئے۔ سلطان شاہ یروشلم ... بنا دینے پر آمادہ تھا۔ مگر اس مغرور بادشاہ نے اس درخواست کو ٹھکرا دیا۔ سلطان نے بڑی شدت سے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ ایک طرف سے منجنیقیں، قلعہ پر آگ برسا رہی تھیں دوسری طرف سے سلطان کے بہادر سپاہی، شہر پناہ کے قریب ہوتے جا رہے تھے۔ گو قلعہ کی محافظ فوج ان پر تیروں اور آگ کی بارش کر رہی تھی لیکن یہ سپاہی جو موت سے کھیلنے کے لئے پیدا ہوئے تھے تیروں اور آگ سے بے پرواہ ہو کر شہر پناہ کے قریب ہو پہنچ گئے شہر پناہ کو منہدم کرنے کے لئے ایک سرنگ کھود دی گئی اس سرنگ میں ایندھن ڈال کر آگ لگا دی گئی۔

خیال یہ تھا کہ سرنگ میں آگ لگنے سے شہر پناہ حرارت کے باعث پھٹ جائیگی اور مسلمان اندر داخل ہو سکیں گے۔ مگر شام ہو گئی اور دیوار نہ پھٹی۔ یہ دیوار ۹ فٹ چوڑی تھی اور بہت وزنی پتھروں سے بنائی گئی تھی۔ یہ صورت دیکھ کر سلطان نے فوج میں منادی کرا دی۔ کہ جو کوئی بھی پانی کا ایک مشکیزہ لا کر اس سرنگ میں ڈالے گا۔ اسے ایک دینار انعام میں دیا جائے گا۔ دیکھتے دیکھتے۔ سرنگ نے ایک نہر کی صورت اختیار کر لی اور جیسی ہی پانی ہٹایا گیا اور ... نکلی سرنگ کھودنے والے پھر بلا لئے گئے اور سرنگ کو زیادہ گہرا اور دور تک کھدوا دیا گیا۔ اور اس میں ایندھن بھر کر آگ لگا دی گئی آگ جلتی رہی۔ اور بالآخر جمعرات

[illegible] اگست [illegible] کو شہر پناہ ایک زور کے دھماکے کے ساتھ [illegible] یہ منظر عجیب تھا کہ شاید زمین و آسمان دونوں پھٹ گئے ہیں۔

دیوار کا پھٹنا تھا کہ سلطان کی فوج سیلاب کی طرح اندر کی [illegible] جانے کے ارادے سے جو بھی سامنے آیا اسے کاٹ کر ڈال دیا۔ [illegible] [illegible] ہوشیار رکھ دیئے۔ ان کو بڑی فیاضی کے ساتھ امان دی گئی [illegible] اسلام ہی کی تعلیم دیتا ہے۔

[illegible] میں سات سو قیدی اور بہت سا مال غنیمت [illegible] قلعہ [illegible] مال باہر نکال لیا گیا اور پھر بالکل خالی ہونے پر آگ لگا دی گئی

[illegible] کا نظارہ۔ ادھر سلطان کا کیمپ تھا [illegible] وہ سارے قیدی [illegible] جو دنیا کے چلے شاہ یروشلم کے بھروسے پر قلعہ کی حفاظت پر [illegible] [illegible] کی نظروں کے سامنے جل رہا تھا۔ شعلے آسمان سے [illegible] [illegible] قلعہ نہیں تھا بلکہ یروشلم کے قصر [illegible] [illegible] [illegible] عملی طور پر بتا دیا گیا کہ سلطان کے [illegible] شاہ [illegible] کو ختم [illegible] [illegible] ہیں۔ [illegible] کے باتیں کرتے ہوئے شعلے [illegible] [illegible] یروشلم کے [illegible] کی شکست کا اعلان عام کر رہے تھے اور [illegible] [illegible] تھے کہ شاہ یروشلم کا اگر یہ قلعہ ہی رہا تو اسے [illegible] [illegible] ساری طرح جلنا ہوگا۔

[illegible] کئی دنوں تک روشن رہی [illegible] اور اس وقت بجھی جب قلعہ [illegible] [illegible] تبدیل ہوگیا۔

[illegible] بعد شاہ یروشلم بھی اپنے غرور کی [illegible] ہوئی [illegible] [illegible] اس کی آنکھوں نے اپنے غرور کا یہ انجام دیکھا تو وہ حسرت و افسوس [illegible] [illegible] کی طرح [illegible] اور [illegible] جیسے آیا تھا ویسے ہی یروشلم [illegible] [illegible] معلوم [illegible] اپنے غرور کے اس ہولناک انجام سے عبرت [illegible] [illegible] [illegible] معلوم ہوا کہ اس کا مقابلہ کسی نام کے سلطان سے [illegible] مجاہد اور ناقابل تسخیر تاجدار سے ہے۔

بحری قوت بڑھانے پر توجہ۔ عیسائیوں کو ایک افسوسناک شکست [illegible] بعد سلطان [illegible] آرام سے بیٹھا، تو اسے اپنی بحری قوت بڑھانے کا خیال ہوا۔ بحری قوت بڑھانے کے لئے ضروری تھا کہ پہلے [illegible] اس کے [illegible] سکھائے جاتے، اسی لئے سلطان نے اپنے جہازوں کو، ممتاز امراء [illegible] کر عیسائیوں کے ساحلوں کی طرف بھیجا، یہ بحری حملے بہت [illegible] انہیں مسلمانوں کو بہت سے مال غنیمت کے علاوہ ایک ہزار [illegible] [illegible] ہاتھ لگے۔

[illegible] ایک ترغیب تھی فوج کو بحری لڑائیوں میں حصہ لینے کے [illegible] [illegible] بہت کامیاب رہا۔ اس کی فوج کے اکثر سپاہی بحری حملوں [illegible] کرنے کے لئے مضطرب نظر آنے لگے۔ اور حالات یہاں تک پہونچے کہ سلطان کو بہت سے اور جہاز بنوانے پڑے

عیسائیوں پر بحری اور بری حملہ۔ جہاز بن گئے تو سلطان، کچھ [illegible] رستے اور کچھ کو خشکی کے رستے [illegible] کی طرف بڑھا [illegible] [illegible] ایک بار افسوسناک شکست کھا چکا تھا اب اسے سلطان کی فوج پھر

[illegible] [illegible] کے لئے [illegible] اٹھا۔ [illegible] چند زبان آور سفیر [illegible] [illegible] تحائف دے کر سلطان کی خدمت میں بھیجا۔

دو [illegible] کیلئے معاہدہ۔ [illegible] دو سال کے لئے صلح کی درخواست کی۔ سلطان [illegible] [illegible] کا مقابلہ اس سے ایک [illegible] [illegible] [illegible] کی۔ درخواست منظور کرلی۔ عیسائیوں [illegible] [illegible] [illegible] بہت جلد اس عہد کو [illegible]

عیسائیوں کی بدعہدی۔ سلطان نے دشمن سے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] عیسائی [illegible] [illegible] [illegible] کے توسط اس [illegible] کا آغاز [illegible] [illegible] [illegible] گیا۔ **ایک [illegible]** [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کی [illegible] ایک [illegible] [illegible] بری حرکت [illegible] [illegible] [illegible] کرنے کو تیار رکھا۔ اس لئے [illegible] بہت سخت [illegible] کا بت کرکے [illegible] [illegible]

۲۵ [illegible] الدین اپنی فوج [illegible] سلطان صلاح الدین کی خدمت میں [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] سلطان [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] بڑی سرعت سے [illegible] ارسلان کی فوج کی [illegible] [illegible] سلطان کی قوت [illegible] [illegible] سلطان کی خدمت میں [illegible] صلح کی درخواست [illegible] کی [illegible] [illegible] چھوڑ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] بادشاہ کو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کھائے گا۔

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سلطان سے کوش گزار [illegible] [illegible] الدین [illegible] [illegible] لئے سلطان نے اسے مصالحت [illegible] [illegible] قاصد کو [illegible] ایک پاک دامن شہزادی کی زندگی کو [illegible] دیا۔

[illegible] سلطان کو [illegible] [illegible] جب نورالدین اور [illegible] سلطان [illegible] [illegible] [illegible] کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا۔

دول اسلامی میں معاہدہ۔ اس صلح سے سلطان صلاح الدین کی ہمسایہ اسلامی حکومتوں کو یہ اچھی طرح معلوم ہوگیا کہ سلطان سے لڑنا اور [illegible]

رکھنا اپنے پیر میں کلہاڑی مارنے کے مترادف ہے۔ اور سب نے سلطان سے دوستی اور موافقت کی درخواستیں کیں۔

سلطان خود بھی چاہتا تھا جس کا مقصد اصلی یہی تھا کہ ایک متحدہ محاذ کے قیام کے بعد عیسائیوں سے جنگ کی جائے۔ مقصد کے حصول کا وقت اب آگیا تھا۔ اس نے تمام مسلمان حکمرانوں کو یکجا ہونے کی دعوت دی!

۔ اکتوبر ۵۷۱ھ کو ... کے کنارے پر ایک زبردست کانفرنس ہوئی۔ اس کانفرنس میں موصل، جزیرہ، اربیل، کیفا، ماردین [illegible] آرمینیہ اور عراق کے مسلمان بادشاہ اور حاکم شریک ہوئے۔

سلطان نے اتحاد و اتفاق کے فوائد پر ایک زبردست تقریر کی، اور سب کو ایک سلک مودت و رفاقت میں پرونے کی تجویز پیش کی۔

سب نے اس تجویز کا خیر مقدم کیا اور ایک معاہدہ مرتب کیا گیا۔ اس معاہدہ کی اہم دفعات یہ تھیں۔

(۱) ایک دوسرے کی حدود سلطنت کا احترام۔

(۲) اگر کسی فریق پر کوئی دوسری طاقت حملہ کرے تو ... اس کی امداد۔

(۳) عیسائیوں کے خلاف [illegible]

مصر کو واپسی ۔ [illegible]

اس نے شام کا نائب السلطنت بنا [illegible]

ہمسایہ قوموں میں تبدیلیاں ۔ [illegible]

میں بہت سی تبدیلیاں ہوئیں۔ یورپ میں سب سے پہلے ... اس کا ... ۵۷۰ مرا اور اس کی جگہ قلب [illegible]

اس کے تخت پر الیکیوس ثانی بیٹھا [illegible]

مشرق میں خلیفہ ... مستضی ... [illegible]

ہوئے موصل کے بادشاہ [illegible]

ان کے بھائی عزالدین نے [illegible]

اسی سال حلب کا ... نور الدین کی وفات کے بعد چند سال بے کار زندہ رہنے کے بعد چل بسا۔ مرتے وقت وہ اپنے چچیرے بھائی حاکم موصل کو یہ وصیت کر گیا کہ حلب اور اس کے نواح پر قابض ہو جائیے۔ تاکہ صلاح الدین اس کی جلدی بادشاہت پر قبضہ نہ کر سکے۔

حاکم موصل الصالح کی موت اور وصیت کی خبر سنتے ہی حلب پہنچا۔ حلب کے امراء اور شہریوں نے اس کا خیر مقدم کیا۔ ... امراء نے گو اسے صلاح الدین کے خلاف بہت اکسانے کی کوشش کی لیکن اس نے کسی کی نہ سنی اور پچھلے معاہدہ کا پورا احترام ملحوظ رکھا!

حلب اور موصل دو صوبوں کی حکومت ملنے کے بعد اس کے لئے بہت سی دشواریاں پیش آگئیں اس لئے اس نے ان دونوں صوبوں کو اپنے بھائی عمادالدین کو دیکر اس کے ... کی حکومت لے لی اور خود حلب ... سے سنجر چلا گیا!

سلطان نے اس تبدیلی پر مطلق توجہ نہیں کی اور نہ ہی معاہدہ کو توڑنے کا خیال اس کے دل میں آیا۔

عیسائیوں سے چپقلش ۔ ان ہی دنوں انگلینڈ، جو حلب میں قید رہ

چکا تھا، شوق پر اتر آیا، اس نے ساحل شام کے بہت سے قلعوں پر قبضہ کر دیا۔ نیز مسلمانوں کے تجارتی قافلہ کو بری طرح لوٹا اور معاہدہ کی خلاف ورزی کی سلطان نے اس کی اس حرکت کے بدلہ میں عیسائی زائرین کا ایک جہاز پکڑ لیا۔ رگنالڈ اس جہاز کو چھڑانے کے ارادہ سے زنگی علاقہ کی طرف بڑھا یہاں پہنچ کر اسے معلوم ہوا کہ زنگی امرا سلطان کے مقابلہ میں عیسائیوں سے معاہدہ کرنے پر آمادہ ہیں۔ سلطان کو بھی ان کے اس ارادہ کی خبر ہو چکی مگر سلطان نے محض ... کی بنا پر معاہدہ توڑنے کو شرافت کے خلاف سمجھا۔

مصر سے روانگی ۔ عیسائیوں کا مقابلہ چونکہ ضروری تھا۔ اس لئے سلطان ... ۵۷۸ھ کو مصر سے چلا۔ فوج کے تمام افسر اور ممتاز شہری سلطان کو دور تک رخصت کرنے گئے۔ یہ لوگ سلطان کے عہد میں بہت راحت اور مسرت کی زندگی گزار رہے تھے۔ اتفاق کی بات ہے کہ اس وقت کسی شاعر مزاج سردار نے ایک شعر پڑھا

تمتع من شمیم عرار نجد

فما بعد العشیة من عرار

نجد سے آنے والی دل فریب اور سکون بخش شمیم کے جھونکے تم آج کی رات نجد کی پر لطف زندگی کا مزہ دیکھ لو۔ ان سے حظ اور لطف اندوز ہونے کی کوشش کرو کیونکہ آج کی شام کے بعد تم نجد کی طرف سے آنے والی دل فریب شمیم سے کبھی لطف اندوز نہ ہو سکو گے!

یہ شعر خوانی کا موقع نہ تھا۔ سردار نے ایک دل ہلا دینے والا مایوس کن شعر پڑھا اور اس وقت پڑھا جب سلطان مصر سے روانہ ہو رہا تھا۔

اس وقت تو کسی کو یہ معلوم نہ ہو سکا کہ سلطان واقعی پھر مصر نہ آسکے گا۔ مگر بعد کے حالات نے ثابت کر دیا کہ یہ شعر آنے والے واقعات کی تمہید تھا۔

سلطان پر بھی اس شعر کا بہت اثر ہوا۔ اور وہ آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے مصریوں سے رخصت ہوا۔

دمشق کو ۔ سلطان کو معلوم ہوا تھا کہ عیسائی سرحد پر جمع ہیں۔ اس لئے اس نے سینا اور ایلہ کا رستہ اختیار کیا۔ اور وہاں سے یہ سلسلہ کو دیکھتا ہوا دمشق کی طرف بڑھا۔ اس پورے سفر میں کہیں بھی عیسائی فوج اس سے نہیں ٹکرائی۔

دمشق پہونچ کر سلطان کو معلوم ہوا کہ سلطان کا بھتیجہ فرخ شاہ عیسائیوں کی سرحد پر ایک کامیاب حملہ کر چکا ہے اور کئی مشہور مقامات اور قریوں کو تباہ و برباد کرنے کے بعد بیس ہزار جانور اور ایک ہزار قیدی لے کر دمشق واپس آچکا ہے۔ سلطان اس خبر سے بہت خوش ہوا۔ شہزادے کو بہت پیار کیا اور انعام بھی دیا۔

فرخ کا دوبارہ حملہ ۔ سلطان نے اس تجربہ سے فائدہ اٹھایا اور فرخ کو مزید فوج دے کر فلسطین کی طرف روانہ کیا۔ فرخ شاہ راس العین سے ہو کر طبریہ کی طرف سے جردان پہونچا۔ اتنے میں عیسائی طبریہ کی حفاظت کے خیال سے کوہ تجم پر پہونچے۔

سلطان اس وقت طبریہ کے قریب تھا۔ اس نے عیسائیوں کے آنے کی خبر سن کر تقی الدین اور فرخ شاہ کو ان سے لڑنے کے لئے روانہ کیا۔ دونوں فوجوں میں بڑی سخت اور ہولناک لڑائی ہوئی۔

عیسائی مورخین کے بیان کے مطابق عیسائیوں کو مسلمانوں سے کم نقصان پہونچا۔ لیکن مسلمان مورخین کہتے ہیں کہ عیسائیوں کا بہت نقصان ہوا۔ اور ...

پسپا ہوئے

بیروت کا محاصرہ - بہرصورت سلطان [illegible] سے تھوڑے دن بعد [illegible] بیروت کی طرف آیا۔ سلطان کا خیال تھا کہ اس کے [illegible] کی مدد سے [illegible] اس کا بھائی العادل الارباب بیروت کو فتح کرے۔

اور سلطان بیروت پہنچا دوسری طرف سے العادل بھی آگیا۔ العادل نے جہازوں سے بیروت پر توپ آگ برسائی [illegible] سے سلطان نے [illegible] والوں میں چونکہ مقابلہ کی ہمت نہیں تھی اس لئے خاموشی سے شہر [illegible] کے پاس کھانے پینے کو بہت تھا اس لئے وہ بغیر [illegible] پرواہ کئے شہر کے دروازے بند کرکے اندر بیٹھ رہے۔ کئی دن تک محاصرہ رہا مگر کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ سلطان کا خیال تھا کہ وہ دفعتاً بیروت پر حملہ کرے۔ یہ خیال پورا نہ ہوا تو ناچار لشکر واپس [illegible]
کہا جاتا ہے کہ سلطان کی اس واپسی کا باعث یہ تھا کہ [illegible] کی طرف سے جزیرہ پر قبضہ کرنے کی دعوت آئی اور اس دعوت [illegible] یہ تھا کہ سلطان [illegible] اٹھا کر واپس آجاتا۔

موصل کی طرف روانگی - چونکہ موصل اور حلب کے حکام [illegible] سلطان [illegible] معاہدہ کیا تھا اس کی خلاف ورزی کی تھی۔ اس لئے سلطان جلد [illegible] موصل کی طرف بڑھا۔ تین دن کے محاصرہ کے بعد اس نے [illegible] استقبال کو بڑھے۔ [illegible] بھی آملے۔

یہیں یہاں سے جزیرہ کے بہت سے شہر اور قصبے [illegible] [illegible] رقہ۔ کارکیسہ نصیبین زیادہ اہم تھیں قبضہ کرتے ہوئے موصل کی طرف بڑھے۔

جزیرہ کے یہ علاقے بہت اہم تھے اس کا والی سلطان کے خلاف عیسائیوں سے سازباز کر رہا تھا۔ چنانچہ جونہی سلطان کی فوجیں ادھر بڑھیں ادھر سے عیسائی دمشق کی طرف چلے۔ گویا عیسائی سلطان کو جزیرہ اور موصل کی فتح سے روکنا چاہتے تھے۔ سلطان کو جب یہ خبر ملی تو سلطان بول اٹھا۔

وہ جتنی دیر تک چند گاؤں پر قبضہ کریں گے ہم اتنی دیر
میں بہت سے شہر فتح کریں گے اور پھر جب واپس ہوں
گے تو عیسائیوں سے اپنی ہر چیز چھین لیں گے۔

موصل کا محاصرہ - سلطان نے موصل پہنچتے ہی اس کا محاصرہ کرلیا۔ لیکن چونکہ موصل کے محاصرین کے پاس کھانے پینے کی چیزوں کی کمی نہ تھی اور پھر شہر پناہ کی دیواریں بھی بہت مضبوط اور ناقابل فتح تھیں اس لئے کئی دن کے محاصرہ کا کوئی نتیجہ نہ نکلا۔

آذربائیجان اور ایران کے بادشاہوں نے سلطان اور [illegible] موصل کے مابین صلح کرانے کی بہت کوشش کی مگر سلطان اپنی بات پر اڑا رہا۔ [illegible] کے بدلے میں یا حلب دیا جائے یا موصل۔ دشمن کو اپنی قوت کا صحیح اندازہ [illegible] بات منوانے کے لئے سلطان نے محاصرہ پر انتہائی سختی برتی۔

سنجار پر حملہ - لیکن اس سختی کے باوجود کچھ نتیجہ نہ نکلا اور سلطان محاصرہ اٹھا کر سنجار کی طرف بڑھا۔ اور سنجار کا محاصرہ کرلیا گیا۔ پندرہ دن کی متواتر لڑائی کے بعد سنجار فتح ہوگیا۔

سلطان نے فتح سنجار کے بعد شہر کے گورنر اور دوسرے باعزت لوگوں کو [illegible] کے ساتھ موصل بھیج دیا۔

شاہ آرمینیہ اور شاہ موصل سے لڑائی - سنجار میں ایک محافظ فوج [illegible] متعدد [illegible] کے لئے تیار [illegible] تمام متحدہ فوجیں حرزم کے قریب [illegible] فوجیں سلطان کی آمد کی خبر سن [illegible] ایک شیر کو میدان جنگ [illegible] نکلے

آمد کی فتح - [illegible] آمد کی طرف آیا۔ آمد دجلہ کے کنارے پر ایک [illegible] شہر [illegible] بہت مضبوط تھیں سلطان [illegible] محاصرہ [illegible] آٹھ دنوں میں [illegible] سلطان سے مصالحت کی درخواست [illegible] کی [illegible]

[illegible] داخل ہوا [illegible] دوسرے [illegible] نیز دریا [illegible] کی [illegible] کی طرف سے مضبوط [illegible]

۱۴۱ حلب [illegible] علاقائی کرکے حلب اور [illegible] کا مقصد یہ تھا کہ وہ [illegible] سلطان [illegible] حالات پر حلہ آور ہوں

یہ [illegible] حلب پہنچا اور اس کا محاصرہ کرلیا [illegible] سلطان [illegible] بھی فتح نہ کرلیا تھا۔ اس دفعہ سلطان نے اس شدت کے ساتھ [illegible] مجبور ہوگیا۔ عمادالدین نے مصالحت کے لئے یہ شرط پیش کی [illegible] اس کے عوض اسے سنجار دے دیا جائے۔ سنجار پر وہ سلطان کے ماتحت کی حیثیت سے حکومت کرے گا۔ یہ شرط منظور کرلی گئی۔ اور حلب پر سلطان کا پھریرا لہرانے لگا۔

شہر پناہ کے سامنے فوج کی نمائش ہوئی۔ عمادالدین کی طرف سے ایک بہت شاندار دعوت سلطان کے اعزاز میں دی گئی۔ لوگوں کو چونکہ عمادالدین سے کچھ محبت نہ تھی اس لئے انہیں صلاح الدین کی آمد پر بہت خوشی ہوئی۔ [illegible] ہر طرف سے اس کا خیر مقدم کیا گیا

[illegible] خود حلب [illegible] خوش نہ تھا اسے اپنے پرانے علاقہ کی واپسی کی بہت خوشی ہوئی۔ [illegible] کی دعوت کے کھانے [illegible] سلطان جیسے اچھے [illegible] کی اطاعت قبول کرلی۔ اور اس پر پھولا نہ سمایا۔ سلطان نے بھی اس پر بہت شفقت کی اور بہت سے تحفے تحائف اور خلعت ہائے فاخرہ عطا کرکے اسے سنجار بھیج دیا۔

سلطان جس وقت شہر میں داخل ہوا اس کی شان میں قصیدے پڑھے گئے اور خوب خوشیاں منائی گئیں۔ لوگوں کی زبانوں پر ایک ہی جملہ تھا۔

"آج سے ہم سلطان صلاح الدین جیسے عادل، قوی اور فرض شناس بادشاہ کی رعایا ہیں"

حلب پر قبضہ کے اثرات حلب پر قبضہ کرنے کی آرزو سلطان کے دل میں مدت دراز سے تھی اور حقیقت تو یہ ہے کہ حلب کے قبضہ سے سلطان کی حکومت اور اقتدار میں بہت اضافہ ہوگیا۔ حلب یوں بھی سلطان عماد الدین زنگی مرحوم، نور الدین زنگی اور ملک الصالح مرحوم کا دار الخلافہ ہونے کی وجہ سے بہت اہمیت حاصل کر گیا تھا۔

اب یہ دل کشی کہ سلطان کی حدود سلطنت امر طات دجلہ سے دریائے نیل تک اور دوسری جانب طرابلس تک بڑھ گئیں تمام ذرائع سواحل بھی سلطان کے قبضہ و اختیار میں آگئے اور مکہ سے بغداد تک سلطان کا نام خطبوں میں پڑھا جانے لگا

لیکن جب تک سلطان فلسطین پر قبضہ نہ کرے اس وقت تک اس کی حکومت سے مسلمان پورے طور پر فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ یہ خیال سلطان کو ہر وقت بے چین کر رہا تھا اور حقیقت تو یہ ہے کہ فلسطین ایک بار اسلامی قبضہ میں آنے کے بعد پھر مسلمانوں سے چھین جائے یہ مسلمانوں کے لئے سخت شرم کا مقام تھا۔

سلطان ملک الصالح کی نا اہلی سے اس بے شرمی کے داغ کو دھو دینا چاہتا تھا۔ اس وقت تک اسے موصل، حلب اور شام کے باہمی جھگڑوں نے فلسطین کی طرف بڑھنے کا موقع نہیں دیا تھا۔ اب یہ سب ختم ہوگئے۔ سلطان ایک بہت بڑے حملہ کی تیاری کرنے لگا۔

۲۲ مصر کے بجائے دمشق سلطان دو مہینے حلب رہا۔ اس مدت میں اس نے نئے علاقہ کی تنظیم اور ضروری انتظامات کئے۔ ۲۴ اگست ۱۱۸۳ء کو وہ حلب سے دمشق کی طرف چلا۔ دمشق اب اس کے دار الخلافہ کی حیثیت اختیار کرنے والا تھا۔ فتح مصر نے اس کو مستحکم کر دیا تھا۔ اور عیسائی اب زیادہ دلیر ہوگئے تھے انہوں نے اسلامی علاقوں میں بھی کئی دفعہ لوٹ مار کی ان کی گستاخی تو یہاں تک بڑھ گئی تھی کہ وہ نعوذ باللہ کعبۃ اللہ کو گرا دینے کے منصوبے سوچ رہے تھے۔ اگر سلطان مصر سے جنگی جہاز بھیج کر عیسائیوں کی اس مردود کو فوج کو تباہ و برباد نہ کر دیتا۔ تو خدا جانے کیا صورت ہوتی۔ ان حالات نے صلاح الدین کیلئے ضروری تھا کہ وہ مصر کے بجائے دمشق کو دار الخلافہ بنائے۔ دمشق مصر سے زیادہ قریب تھا اور یہاں سے عیسائیوں کے حملوں کو آسانی کے ساتھ روکا جا سکتا تھا!

عیسائیوں سے انتقام۔ دمشق پہونچ کر سلطان نے اپنی تمام افواج کو دمشق میں بلالیا۔ اور انھیں ساتھ لے کر نہر اشب سے ہوتا ہوا الفوار پہونچا۔ وہاں سے جوزران کو عبور کرکے وادی جور میں پہونچا، پھر بسیان کی طرف بڑھا۔ بسیان والے سلطان کی آمد کی خبر سن کر شہر خالی کرکے بھاگ گئے تھے۔ سلطان نے شہر پر قبضہ کرلیا۔ اور آگے بڑھا۔ بسیان والے سامنے کی پہاڑیوں میں چھپے ہوئے تھے۔ سلطان کی فوج جب وہاں سے گذری۔ تو اس پر تیروں کی بارش کرنے لگے۔ سلطان نے فوج کو وہیں روکا۔ اور شہریوں کو اس گستاخی کی خوب سزا دی۔ پانچ دن تک سلطان کی فوج یہیں ٹھیری رہی جب بسیان کے باشندے مطیع ہوگئے۔ تو سلطان نے آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ عین جالوت پر پہونچ کر سلطانی فوج پھر رک گئی۔ یہاں سے سلطان نے اپنی فوج کے چند دستے ادھر ادھر کے دیہات میں بھیجدیے۔ یہ دستے جدھر بھی گئے کامیاب ہوئے۔ طبریہ سے لے کر نظرہ پہاڑی تک تمام علاقہ اسلامی قلمرو میں شامل کرلیا گیا۔

عیسائیوں سے مقابلہ۔ سلطان ابھی عین جالوت ہی پر تھا کہ دیکھا کہ عیسائی بہت بڑی تعداد میں صفوریہ سے خولہ کی طرف بڑھ رہے ہیں سلطان نے پانچسو سواروں پر مشتمل ایک دستہ مقدمۃ الجیش کے طور پر آگے روانہ کیا عیسائیوں میں اور اس مقدمۃ الجیش میں جالوت سے تھوڑے فاصلہ پر مقابلہ ہوا، صبح سے لے کر شام تک لڑائی ہوتی رہی۔ شام تک دونوں طرف کی فوجیں بہت تھک گئیں عیسائی تعداد میں بہت زیادہ تھے۔ مگر مسلمان صرف پانچ سو تھے۔ ان پانچ سو مسلمانوں نے ہی ہزاروں عیسائیوں کا منہ پھیر دیا۔ ان کی یہ حالت ہوئی کہ دوسرے دن وہ بغیر لڑے صرف یہی سن کر کہ سلطان آرہا ہے بھاگ نکلے اس لڑائی میں مسلمانوں کا صرف ایک آدمی مارا گیا۔ مسلمانوں نے خولہ تک عیسائیوں کا تعاقب کیا۔

"عیسائی مورخ لین پول کے بیان کے مطابق ایک بہت بڑی فوج جمع تھی اس فوج میں تیرہ سو نائٹ تھے پندرہ ہزار سے زیادہ مسلح پیادہ فوج تھی۔ ان میں یورپ کے بہت بڑے اور مشہور آدمی بھی تھے۔ جن میں حسب ذیل قابل ذکر ہیں۔

ہنری۔ ڈیوک آف لورین۔ ریلف ڈی، سیلین۔ جوفری لیوسگنان۔ ریجنالڈ ٹوی، چیتلین، بالڈون بلین، ریجنالڈ آف سیڈان، دی سٹرآف کیسریہ، جوزیلاڈین، دی کورٹنے"

غرض یہ عیسائی دنیا کے تمام بڑے آدمی اس موقعہ پر موجود تھے سامنے صرف اللہ کا شیر سلطان صلاح الدین تھا۔ دونوں فوجوں میں صرف ایک مقابلہ ہوا سلطان کے چند سو آدمیوں نے عیسائیوں کے منہ توڑ دیئے۔ اور وہ پانچ دن تک مقابلہ میں نہ آسکے۔

حیرت کا مقام ہے کہ اتنی بڑی فوج اور اتنے بڑے مشہور آدمی صرف ایک سلطان کے مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ کریں۔

چند دن تک سلطان نے انھیں خوب تنگ کیا۔ کھانے پینے کے سامان پر سخت پہرہ بٹھادیا۔ سوا ان کے کیمپ میں کھانے کی کوئی چیز بھی نہ جانے دی ان لوگوں کی حالت اس درجہ خراب ہوگئی۔ کہ انہوں نے بھاگنے کے سوا اور کوئی رستہ نہ دیکھا۔ تماشہ دیکھئے دنیائے کفر کی یہ اتنی بڑی فوج آگے آگے بھاگ رہی ہے۔ اور پیچھے سلطان کے تیر انداز ہیں۔ صفوریہ تک عیسائی فوج آگے آگے اور مسلمان فوج پیچھے پیچھے بھاگی۔ صفوریہ پہونچ کر دونوں فوجیں رک گئیں۔ یہاں سے مسلمان فوج واپس آئی اور رستے کے تمام علاقوں کو لوٹتی اور اسلامی قلمرو میں شامل کرتی خولہ پہونچی۔

دمشق میں فوج تو خولہ میں ٹھیری اور سلطان دمشق کے انتظامات کی غرض سے دمشق آیا اور چند دن کے قیام کے بعد کرک روانہ ہوا۔

کرک کا محاصرہ۔ کرک کا محاصرہ جاری تھا کہ اسے دوبارہ دمشق آنا پڑا۔ سلطان دمشق سے پھر کرک پہونچا۔ اس وقت تک شہر اور اس کے مضافات سلطان کے قبضہ میں آچکے تھے مگر اس کا اصل مقصد تو قلعہ پر قبضہ تھا۔ دراس

کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی۔ سلطان کی منجنیقیں شہر پناہ کے دروازے تک اور پتھروں کی بارش میں مصروف تھیں کہ دروازہ جل رہا تھا۔ مگر خندق پر دشمنوں نے اس سختی سے جنگ کی کہ ایک سپاہی بھی اسے عبور نہ کر سکا
ابھی لڑائی ہو رہی تھی کہ محصورین کی امداد کو ایک فوج آ پہونچ گئی۔ یہ فوج لڑائی تو نہ لڑ سکی لیکن محصورین کو کھانے پینے کی چیزیں بہم پہنچاتی رہی اس سے محاصرہ اور بھی طول پکڑ گیا۔ بہر صورت قلعہ کرک کے سوا باقی تمام علاقہ سلطان کے قبضہ میں آ چکا تھا۔ اب یہ فوج آئی تو سلطان نے اس کا مقابلہ ضروری سمجھ کر محاصرہ اٹھا لیا۔ اور نابلس، ماریہ . . . . اور دوسرے علاقوں کو تباہ کرتا ہوا دمشق واپس ہوا۔

اس محاصرہ کے اثرات ۔ گو اس محاصرہ میں سلطان کو بظاہر کامیابی نہیں ہوئی تھی لیکن اس نے محاصرہ میں جو شدت برتی اس کی وجہ سے عیسائیوں کو کافی دیر تک اس کے مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ ہوئی۔
ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ عیسائی فوج کے حوصلے چند مہینے پیشتر اس قدر بڑھ گئے تھے کہ وہ نعوذ باللہ مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ پر حملہ آور ہونے کے لئے ینبع تک جا پہونچے تھے۔ سلطان نے مصری جہاز بھیج کر ان بد دماغ عیسائیوں کے ٹکڑے ٹکڑے اڑا دیئے۔ اور ان کو بتا دیا کہ جب تک اس صفحہ ارض پر محمد سرور کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام بستے ہیں اس وقت تک دنیا کی کوئی طاقت گنبد خضرا اور حرم محترم کی طرف نگاہ بد سے نہیں دیکھ سکتی۔ ورنہ وہ آنکھ پھوڑ دی جائے گی۔ جو گستاخی سے ان دونوں محترم مقامات کی طرف اٹھے گی۔
اس محاصرہ نے، دشمن کے رہے سہے حوصلے بھی ختم کر دیئے، سلطان کو محاصرہ پر زیادہ توجہ کرنے کی ضرورت اس لئے بھی پیش آئی کہ محصورین میں وہ بدمعاش نواب بھی تھا جو یمن کے رستے سے حجاز مقدس پر حملہ آور ہو رہا تھا۔ سلطان اسے پوری سزا دینا چاہتا تھا، کرک پر قبضہ نہ ہو سکا تو آس پاس کے تمام علاقے تباہ کر کے اس بدبخت کو اتنا سبق دے دیا کہ وہ کئی سال تک ابھر نہ سکے!

عیسائیوں کو قدرت کی طرف سے سزا ۔ عیسائیوں کو اس گستاخی کی سزا قدرت کی طرف سے بھی دی گئی۔ ان کا قومی شیرازہ بکھر گیا۔ آپس میں ایک دوسرے سے لڑنے لگے وہی لوگ جو حجاز پر حملہ کرنے گئے تھے، اب آپس میں لڑ کر ختم ہو رہے تھے۔ ان امرا کی بیویاں اور بیٹیاں، علانیہ بدکاری میں مبتلا ہو گئیں جنہوں نے یمن کے نواح میں مسلمان عورتوں کی عصمت کو داغدار بنانے کی کوشش کی، خود شاہ انطاکیہ کی بیوی اس کے ایک مصاحب سے مل گئی بالڈون ثالث کی بیوہ علانیہ نوجوانوں سے زنا کرتی دوسرے امرا کی بیگمات کی بھی نفرت ناک حالت تھی، تمام ملک میں بدکاری جڑ پکڑ چکی تھی اور یہ ایک ایسی وبا تھی جو کم ہونے کی بجائے بڑھتی ہی جا رہی تھی۔
شاہ یروشلم کا دماغ بے کار ہو گیا، حکومت کا مدار گوئی ڈی لوزگنن کے سپرد ہوا، گوئی بدکاری اور بدمعاشی میں مثال نہیں رکھتا تھا۔ لوگ اس سے خوش نہ تھے۔ اس قضیہ کو سلجھانے کے لئے امرا کی ایک کونسل منعقد ہوئی شاہ یروشلم کا نو عمر بھانجا ولیعہد سلطنت قرار پایا۔ گوئی سے اختیار کی باگ چھین کر ریمنڈ صاحب طرابلس کو دی گئی ان حالات میں عیسائی مسلمانوں کے خلاف کیا اٹھتے۔
جو ان کی اپنی حالت بھی انتہا سے زیادہ خراب ہو گئی تھی، ان سب نے مل کر سلطان سے معاہدہ کی درخواست کی، سلطان انہیں کافی سزا دے چکا تھا وہ چاہتا تھا کہ اپنی بحری و بری طاقت کو اور زیادہ بڑھا کر عیسائیوں کے دار السلطنت پر قابض ہو۔ اس خیال سے وقت اس نے عیسائیوں کی درخواست مصالحت منظور کر لی اور دمشق کے داخلی انتظامات پر متوجہ ہوا۔

اس وقت کا دمشق ۔ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ سلطان مصر سے دمشق آیا۔ غالباً اسے محسوس ہوا کہ مصر کی بجائے دمشق کو دار الخلافہ بنائے۔ یہ حقیقت ہے کہ دمشق ہر اعتبار سے دار الخلافہ ہونے کا مستحق تھا۔ تاریخ کے شروع دور سے ہی دمشق کی عظمت کے نشانات ملتے ہیں۔ مشرق کی تمام پہلی حکومتوں کی تاریخ میں دمشق کو غیر معمولی اہمیت حاصل رہی ہے۔ جغرافیائی حیثیت سے بھی دمشق مشرق کے راستہ میں واقع ہے۔ یہاں سے عرب، یورپ اور تمام دوسرے مقامات کو رستے جاتے ہیں، عہد قدیم سے یہ تجارت کا بہت بڑا مرکز رہا ہے۔
یونانی، اسے سب سے خوبصورت کہا کرتے۔ عربوں نے اسے عروس البلاد کا خطاب دیا۔ زرخیزی و آب و ہوا کے اعتبار سے بھی دمشق بہترین مقام ہے۔ دولت اموی نے یہیں جنم لیا اور یہیں ختم ہوئی، سلطان نے اس شہر کو اس کی ان ہی خصوصیات کی بنا پر دار الخلافہ بنایا۔

دمشق کے چند دن ابن جبیر نے ۵۸۰ھ میں دمشق دیکھا اور سلطان سے نیاز حاصل کیا۔ اس کا بیان ہے کہ اس وقت دمشق میں بیس مشہور کالج، دو خیراتی ہسپتال اور بے شمار سرائیں اور مسافر خانے ہیں۔ دمشق کے قلعہ میں سلطان رہتا ہے قلعہ سے متصل دو خوبصورت اور سرسبز ہرے بھرے میدان ہیں۔ میدانوں کے چاروں طرف خوبصورت درختوں کی قطاریں عجیب بہار دیتی ہیں۔ سلطان، وہاں پولو کھیلتا ہے گھوڑوں کی دوڑ ہوتی ہے رات کو شعر و سخن کی محفلیں گرم ہوتی ہیں۔ سلطان بھی ان محفلوں میں شریک ہوتا ہے۔
دو دن، عوام کی شکایات سننے کے لئے وقف ہیں۔ سکریٹریوں کی کثرت کے باوجود سلطان بعض ضروری خطوط خود بھی لکھتا ہے خطوط کے وقت پر پہنچانے کے لئے، ڈاک کا بہت اچھا انتظام ہے۔ تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر ملک کے تمام حصوں میں گھوڑے تیار کھڑے رہتے ہیں۔ ڈاکیہ دار الخلافہ سے چل کر منزل مقصود تک پہونچنے کے لئے ڈاک کی چوکیوں پر سواری بدلتا ہے۔ بعض وقت ڈاکیہ بھی بدلتا ہے اور اس کی جگہ دوسرا ڈاکیہ لے لیتا ہے۔
سلطان کے کاروبار سلطنت کے متعلق جو حالات دوسرے ذرائع سے معلوم ہوئے ہیں۔ ان کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ ان چند دنوں میں سلطنت کے اہم امور علامہ القاضی الفاضل سے متعلق تھے۔ علامہ ایک مفلس خاندان میں پیدا ہوئے اور اپنے مدار و ذہن اور علم کی بدولت سلطان کے دربار میں رسائی پائی اور سلطان کے چیف سیکریٹری کے عہدے تک پہونچ گئے۔
علامہ فاضل کے ساتھ سلطان کے بعد ایک دوسرے مشیر مفتی ہکاری بھی تھے یہ صاحب سلطان کے حضور سے بہت کم غیر حاضر رہتے۔ سیاسی معاملات میں سلطان کے ایک اور ممتاز مشیر بھی تھے بہاؤ الدین ان کا نام تھا۔ ادب، انشاپردازی، شاعری اور قانون میں نظیر نہیں رکھتے تھے۔ یہ سلطان کی انتظامی اور قانونی

کونسل کے صدر رہتے، شام کی حکومت کے تمام کاروبار کی نگرانی بھی ان ہی کے سپرد تھی۔

امرا کی دیکھ بھال۔ سلطان دمشق آیا، تو اس نے، تمام امرا اور رفقائے کار کے کردار کا جائزہ لیا۔ کسی کو انعام دیا، کسی کو خلعت فاخرہ سے نوازا، کسی کو جاگیر بخشی، اور اس طرح ان لوگوں کو جو اس کی غیر موجودگی میں، کچھ کچھ بہک گئے تھے۔ سیدھے راستہ پر چلایا۔

ہمسایہ حکومتوں کے سفیروں کی باریابی۔ سلطان کے دمشق آتے ہی ہمسایہ حکومتوں کی طرف سے سفیر آنے شروع ہو گئے تھے۔

موصل پر حملہ۔ موصل کے دو سفیر سلطان کے حضور باریاب ہوئے، وہ گو چرب زبان تو بہت تھے۔ لیکن شیخ ہکاری اور علامہ فاضل کی موجودگی میں ان کی کوئی پیش نہ گئی۔ اور ناکام واپس لوٹے سفیروں کی ناکام واپسی پر شاہ موصل نے عیسائیوں سے ساز باز کر لیا۔ سلطان کو بھی یہ خبر ہو چکی، وہ چین دن اطمینان سے بیٹھنا چاہتا تھا۔ لیکن ایسی صورت میں جب عیسائی اور شاہ موصل اس کے خلاف ساز باز کر رہے ہوں۔ اس کے لئے آرام سے بیٹھنا گویا دشمن کو تقویت پہونچانے کے مترادف تھا۔

وہ یہ خبر سنتے ہی دمشق سے موصل کی طرف چلا۔ رستے میں نور الدین اور اس کے دوسرے حلیف بھی اس سے مل گئے۔ سلطان جس وقت موصل پہونچا۔ تو شاہ موصل نے اپنی ماں اور دوسری زنکی ممتاز خواتین کو صلح کی غرض سے سلطان کے حضور بھیجا مگر صلح کے شرائط چونکہ کسی طرح بھی قبول کئے جانے کے قابل نہ تھے اس لئے سلطان نے ان کی درخواست رد کر دی۔ خواتین کو بہت احترام کے ساتھ کیمپ میں ٹھیرایا گیا۔ اور پورے احترام کے ساتھ ہی واپس کیا گیا۔

محاصرہ جاری تھا۔ کہ سلطان کو اطلاع ملی کہ شاہ آرمینیہ انتقال کر گیا اور اس کی جگہ اس کا ایک غلام تخت پر بیٹھا ہے سلطان نے اپنے مشیروں سے پوچھا کہ آرمینیہ کی طرف بڑھیں یا محاصرہ کو جاری رکھیں۔ بعض لوگ محاصرہ کے حق میں تھے۔ لیکن زیادہ نے آرمینیہ کے اس موقعہ سے فائدہ اٹھانے کی۔ رائے دی اور سلطان میافارقین ہوتا ہوا خلاط کی طرف بڑھا۔ میافارقین پر سلطان اور دشمن کی فوج میں سخت مقابلہ ہوا لیکن آخر میں سلطان کو کامیابی ہوئی اور میافارقین سلطان کی سلطنت میں شامل کر لیا گیا۔ میافارقین کے سر ہوتے ہی صاحب خلاط کی طرف سے مصالحت کی درخواست کی گئی۔ سلطان نے یہ درخواست قبول کر لی اور پھر موصل کو لوٹا!

سلطان کی علالت یہ موسم بہت خراب تھا۔ گرمی شدت کی پڑ رہی تھی، سلطان اور اس کی فوج کے لئے محاصرہ کی مصیبت ناقابل برداشت ہوتی جا رہی تھی۔ کہ دفعتًا سلطان بیمار پڑ گیا۔۔۔ اور حالت اتنی خطرناک صورت اختیار کر گئی۔ کہ معالجوں نے تبدیل آب و ہوا کی رائے دی، سلطان کو ڈولی میں ڈال کر حیران لایا گیا۔ یہ مقام آب و ہوا کے لحاظ سے بہت بہتر تھا! علالت کی خبر سنتے ہی سلطان کا بھائی العادل حلب سے شاہی حکیم لے کر آیا، مگر علالت بڑھتی ہی گئی۔ یہاں تک کہ تمام لوگ سلطان کی حیات سے بالکل مایوس ہو گئے۔ خود سلطان کا خیال تھا کہ وہ اب زندہ نہیں بچے گا۔ وصیت تک کر دی گئی۔ لیکن قدرت کو ابھی اس کا زندہ رکھنا مقصود تھا اور اس سے بہت اہم کام لینا تھا۔ اس لئے حالت نے یک دم پلٹا کھایا۔ اور سلطان خلاف توقع اچھا ہوتا گیا۔

فروری ۱۱۸۶ء میں وہ اٹھنے بیٹھنے کے قابل ہو گیا۔ اسی وقت موصل کا سفیر اس کے حضور میں مصالحت کی درخواست لے کر پہونچا۔ بیماری نے سلطان کو بہت رحم دل بنا دیا تھا۔ اس نے اس دفعہ مصالحت کی درخواست رد کرنے کے بجائے قبول کر لیا۔

اس صلح کے شرائط حسب ذیل تھے۔

(۱) شاہ موصل شہرزور اور زابلی کے علاقے سلطان کو نذر کر دیں گے

(۲) شاہ موصل کی تمام قلمرو میں سلطان کے نام کا سکہ اور خطبہ جاری کیا جائے گا اور شاہ موصل سلطان کے نائب السلطنت کی حیثیت سے حکومت کریں گے۔

اس مصالحت کا اثر۔ اس مصالحت سے سلطان کے قلمرو میں، شمالی عراق اور کردستان کے علاقے شامل ہو گئے اور اس کی حکومت پہلے سے زیادہ مستحکم ہو گئی، اب جزیرہ، موصل، مردین، کیفہ، اور اربیل میں ایک ہی سلطان کے نام کا خطبہ اور سکہ جاری تھا، اور تمام اسلامی قلمرو ایک قومی مرکزی سیاست سے وابستہ ہو گئی،

نصیر الدین کا انجام بد۔ نصیر الدین شیرکوہ کا بیٹا تھا۔ سلطان نے اپنی بیٹی سے بیاہ کر۔ حمص کی حکومت عطا کی تھی۔ سلطان کی اس علالت سے اس نے ناجائز فائدہ اٹھانا چاہا۔ اور شام کے تخت پر قابض ہونے کے لئے ہاتھ پاؤں چلائے۔

ابن اثیر کی روایت کے مطابق سلطان کی صحت یابی کے فورًا بعد ہی نصیر الدین کی موت کی خبر عام ہوئی۔ لوگوں کا خیال ہے کہ نصیر الدین کو زہر دیا گیا۔ لیکن اس کی موت جس طرح واقع ہوئی اس سے اس شبہ کی تصدیق نہیں ہوتی۔ موت سے پہلے وہ کسی دعوت میں شریک ہوا۔ وہاں جی بھر کر شراب پی اور بدہضمی کے باعث مر گیا۔ ہو سکتا ہے کہ نصیر الدین کی فرض شناس بیوی نے، اپنے شوہر کی بے وفائی اور غداری سے متاثر ہو کر اسے سلطان جیسے مفید اور مخدوم جہانیان باپ پر قربان کر دیا ہو۔ اگر نصیر الدین کی بیوی نے ایسا کیا تو اس نے بہت بڑی قربانی کی، ملت کے لئے بیوگی کا لباس پہنا اور سچ پوچھو تو ایسی ہی عورتیں، انسانیت کے لئے باعث فخر ہیں۔

سلطان حیران سے ہوتا ہوا حمص آیا تو نصیر الدین کا یتیم بچہ اس کے حضور میں پیش کیا گیا، شاہزادی اس بچے کو لے کر، اس کے نانا کے پاس آئی۔

نانا نے بچہ کی پیشانی پر بوسہ دیتے ہوئے پوچھا بیٹے کیا پڑھتے ہو،

ہونہار اور ذہین نواسے نے جواب دیا۔ قرآن شریف!

سلطان نے کہا۔ کچھ سناؤ!

اس نے یہ آیت پڑھی۔

ان الذین یاکلون اموال الیتمٰی ظلمًا انما یاکلون فی بطونہم نارًا وسیصلون سعیرا۔ ترجمہ۔ وہ لوگ جو یتیموں کا مال غصب کرتے ہیں اور اسے کھاتے ہیں۔ وہ آگ اپنے پیٹوں میں بھرتے ہیں۔ اور ان کا انجام دوزخ ہوگا۔

سلطان یہ آیت سن کر ہنسا۔ اس نے بچے کی پیشانی دو دو بارہ چوما اور گود میں بٹھا کر کہا

بیٹے میرے جیسا نانا، تمہارے حق کو کیسے چھین سکتا ہے؟

یہ کہہ کر چیف سکریٹری کو بلا کر مصر کی جاگیر ہمیشہ کے لئے اس بچے کے نام لکھ دی!

باب ۹

جہاد عظیم

عیسائیوں کے خلاف فوجی تیاری ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ موصل کی مصالحت سے سلطان کی قلمرو میں ایک بہت بڑا اضافہ ہوا، اور تمام آس پاس کی اسلامی حکومتیں ایک مرکز سے وابستہ ہوگئیں۔ اب سلطان دشمنوں میں نہیں دوست اور ماتحت ریاستوں میں گھرا تھا۔ پہلے چونکہ موصل اور حرب کے قضیے اس کی توجہ کو اپنی طرف منعطف کئے ہوئے تھے اس سے اسے عیسائیوں سے جم کر لڑنے کا موقع نہیں ملا تھا۔ عیسائیوں کی گو اس نے اس دوران میں کافی سرکوبی کی اور انہیں اسلامی قلمرو میں بڑھنے سے روک دیا لیکن ضرورت تھی کہ ان کے مرکز پر حملہ کرکے انہیں پوری پوری سزا دی جائے۔ اس کے پاس اب مصری شامی فوجوں کے علاوہ، عراق، موصل، حلب اور جزیرہ کی فوجیں بھی تھیں جو آسانی کے ساتھ دشمن کو کچل سکتا تھا۔ آگے چل کر معلوم ہوگا کہ صلیبی محاربہ میں سلطان کے ساتھ زنگی خاندان، سنجار، جزیرہ، اربل، حیران، اور دمشق کے حکمران بھی شریک تھے۔

سلطان نے دمشق آکر سب سے پہلے یہی کام کیا، ماتحت ریاستوں کے نام تیاری کے احکام بھیجے، دمشق، مصر اور دوسری قلمرو کے سرداروں کو فوج جمع کرکے دمشق آنے کی تاکید کی اور خود بھی بڑی تیزی کے ساتھ نئے سپاہی بھرتی کرنے لگا۔

عیسائیوں کی بدعہدی۔ عیسائی اس سے پہلے کئی دفعہ معاہدوں کی خلاف ورزی کر چکے تھے۔ انہوں نے موجودہ معاہدہ کی بھی خلاف ورزی کی ریجنالڈ معاہدہ شکن کے نام سے مشہور تھا ہی اس نے مسلمان تاجروں کو لوٹ کر ایک اور کارنامہ عظیم انجام دیا۔

مسلمانوں کا یہ قافلہ خوش قسمتی یا بدقسمتی سے ریجنالڈ کے قلعہ کے پاس جا نکلا۔ ریجنالڈ نے نہ صرف اس قافلے کو لوٹا، بلکہ قافلے کے ہر ایک فرد کو گرفتار بھی کر لیا جانور ذبح کر ڈالے، عورتوں کی بے عزتی کی اور دو لاکھ دینار چھین کر اپنے خزانہ میں داخل کر لئے۔ بالڈون چہارم شاہ یروشلم نے اسے اس دنائت اور سفاکی پر تنبیہ کی تو اس نے شاہی سفیروں کو گرفتار کرکے اپنی بد دماغی کا ایک مزید ثبوت دے دیا۔

اس واقعہ سے تھوڑے دن پہلے یہ بدکار سرور کون و مکان کے گنبد خضرا کو نعوذ باللہ تباہ کرنے کے ارادہ سے عرب کو چلا تھا، اس وقت سلطان کے جہازوں نے اس کا تعاقب کیا اور اسے قرار واقعی سزا بھی دی!

اس واقعہ کے تھوڑے دن بعد ۵۸۲ھ میں اس نے مصر سے شام کو جانے والے ایک اور مسلمان قافلے کو لوٹا۔

اس واقعہ کے کچھ دن بعد سلطان کی بہن تاجروں کے ایک قافلے میں سفر کر رہی تھیں۔ ریجنالڈ نے اس قافلہ کو بھی لوٹا۔ مگر سلطان کی ہمشیرہ بھائی تک سلامت پہنچ گئیں۔

سلطان نے اس موقع پر قسم کھائی کہ ہم اس بدعہد کو اپنے ہاتھ سے قتل کریں گے۔

خدا کی شان اسی سال یہ قسم پوری ہوئی۔

سلطان نے اس کو سزا دینے کے لئے کرک پر حملے کئے۔ کرک کے آس پاس کے مقامات کو تباہ بھی کیا، مگر اصل مقصد پورا نہ ہوا۔ سلطان نے اب تمام لشکروں سے فراغت پاکر عیسائی سلطنت کی بنیادیں کھوکھلی کر دینے کا تہیہ کر لیا۔

اعلان جہاد ممالک محروسہ میں ہر طرف جہاد کا اعلان عام کر دیا گیا، فوج پر فوج آنے لگی۔ سلطان بڑے سامان سے دمشق کی طرف بڑھنے لگا۔ خود سلطان حاجیوں کے ایک قافلہ کی بخیریت واپسی کا انتظام کرنے کے لئے کرک چلا گیا، حاجیوں کا قافلہ سلامتی سے منزل مقصود پر پہونچ گیا۔ تو سلطان کرک کے آس پاس کو تباہ کرتے ہوئے منطقہ پہونچا۔ اور اپنے بڑے صاحبزادے الملک الافضل کو اسلامی فوجوں کا سپہ سالار بنا کر طبریہ کی طرف روانہ کیا

الملک الافضل اور عیسائیوں میں جھڑپ یہ علاقہ سلطان کے حلیف ریمانڈ کے قبضہ میں تھا الملک الافضل نے ریمانڈ سے اس کے جنگلات میں صرف ایک دن شکار کرنے کی اجازت چاہی ریمانڈ نے اس کی اجازت دے دی مگر یہ شرط لگا دی کہ وہ کسی قریہ یا شہر کو تباہ نہ کرے اور نہ کسی رعایا کو لوٹے نہ قتل کرے۔ الملک الافضل نے یہ شرط منظور کر لی، مگر مصیبت یہ ہوئی کہ جس وقت الملک الافضل کے شکار کی خبر قلعہ میں پہونچی اس وقت قلعہ میں ... ۔ جو تھوڑے دن پیشتر سلطان کے ہاتھ سے رحم کھا چکے تھے انہوں نے یہ خبر سنی تو انتہائی مشتعل ہوگئے۔ اور ایک سو سواروں اور چار سو پیادہ سپاہی لے کر الملک الافضل پر حملہ کرنے کے لئے آگے بڑھے۔ ۵۸۳ھ

الملک الافضل اپنے ساتھیوں کے ساتھ کریس نامی ایک چشمہ پر بیٹھے شکار سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ کہ یہ بہادر سوار ان پر ٹوٹ پڑے۔ مگر الملک الافضل کوئی تر نوالہ نہ تھے۔ انہوں نے ان عیسائی اور جوشیلے بہادروں کو چند لمحوں ہی میں کاٹ کر زمین پر ڈھیر کر دیا۔ اور ان کے سر نیزوں پر لٹکا کر آگے بڑھے۔

الملک الافضل اور ان کے ساتھی جس رستہ گزر رہے تھے۔ کہ ریمانڈ نے انہیں دیکھ لیا۔ اس نے سمجھا کہ انہوں نے معاہدہ کی خلاف ورزی کی حالانکہ معاہدہ کی خلاف ورزی عیسائیوں کی طرف سے ہوئی۔ انہوں نے خود کسی پر حملہ نہیں کیا تھا۔ البتہ جب ان پر حملہ ہوا تو انہوں نے مقابلہ میں تلوار اٹھائی۔ اور خدا کے فضل سے کامیاب ہوئے۔

عیسائیوں کی طرف سے جنگ کی تیاری۔ اس وقت تک ریمانڈ اور یروشلم کے دوسرے تاجداروں میں سخت عداوت تھی الملک الافضل کی اس حرکت کا ذمہ دار بظاہر وہی تھا۔ اس نے سب سرداروں سے مصالحت کرکے اس جرم کا کفارہ دیا۔

دنیائے عیسائیت میں ہر طرف ہرکارے دوڑائے گئے۔ کہ مسلمانوں سے لڑائی کا وقت آپہونچا، غصے اور نفرت میں بھرے ہوئے عیسائی قافلہ در قافلہ صف در صف یروشلم میں جمع ہونے لگے۔ چند ہی دنوں میں اٹھارہ ہزار پیادے، دس ہزار

سوار اور بیس ہزار کے قریب رنگروٹ جمع ہو گئے۔

بعض مورخین نے اس فوج کی تعداد پچاس ہزار بتائی ہے ہو سکتا ہے۔ کہ تعداد پچاس ہزار ہی ہو۔ مگر ہمارا خیال ہے کہ یہ فوج ایک لاکھ سے کم نہ تھی۔

سلطان کی فوج دوسری طرف سلطان بارہ ہزار سواروں کے ساتھ، تبیل پر رکا، فوج کا جائزہ لیا، اسے فوجی قاعدہ کو ترتیب دیا، میسرہ اور میمنہ تقی الدین اور نور الدین کے سپرد کیا۔ اور وسط اپنی نگرانی میں رکھا۔ الملک الافضل کو مقدمۃ الجیش کا سردار بنا کر آگے روانہ کیا اور خود پیچھے روانہ ہوا۔

سلطان جس وقت الاقحوانیہ پہنچا۔ اس وقت جمعہ کی نماز کا وقت تھا اس نے یہ وقت میدان جنگ میں اترنے کے لئے اس لئے تجویز کیا کہ حضور کا ارشاد ہے کہ جمعہ کے دن کا وہ وقت بہت ہی مبارک ہوتا ہے۔ جب امام خطبہ دے رہا ہو۔ سلطان نے حضور کے اس ارشاد پر اپنی فوج کو جمعہ کے وقت میدان میں اتارا۔ تاکہ ایک مسعود وقت میں وہ ایک بہت ہی مبارک اور پاکیزہ کام کی ابتدا کرے۔

جہاد مسلمان کی زندگی کا سب سے بڑا اور مبارک مقصد ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ اس سے بڑھ کر ان کے لئے کونسی سعادت ہے کہ وہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں۔ سلطان اسی سعادت سے بہرہ ور ہونے کے لئے آیا تھا۔

رات گزرنے کے لئے الاقحوانہ پر خیمے نصب کئے گئے۔ رات بھر کوئی سپاہی شوق جہاد کی وجہ سے سونے نہیں پایا۔ ہر طرف تلواریں اور نیزوں کی انیاں تیز کی جا رہی تھیں۔ سلطان کے جاسوس دشمن کے خیموں میں پہونچے تو وہاں بھی یہی جوش تھا۔ سلطان کو واپس آ کر انھوں نے جو اطلاع دی اس کے پیش نظر سلطان نے ممتاز سرداروں کو جمع کیا اور حملہ کے متعلق رائے پوچھی۔

سب نے یہی رائے دی کہ کل دشمن پر حملہ کر دیا جائے۔ لیکن سوال یہ تھا کہ جوردان یا الغور نہر کو کہاں سے عبور کیا جائے۔ یہی صلاح ٹھیری کہ الصنبرہ زیادہ موزوں ہے۔ یہاں سے سلطان کی فوج نے نہر کو عبور کیا اور طبریہ کے نواح پر پہونچی۔ طبریہ کو اس خیال سے نذر آتش کر دیا گیا۔ کہ عیسائی فوج یہ خبر سن کر مقابلہ کے لئے آگے بڑھے۔ تاکہ سلطان اپنے لئے میدان جنگ کا بہتر حصہ تجویز کر سکے۔ چنانچہ یہی ہوا۔ جس وقت طبریہ کے جلنے کی خبر صفوریہ پہونچی تو عیسائی فوج غصہ میں دیوانی ہو گئی۔

طبریہ کو نذر آتش کرنے کے بعد سلطان پہاڑیوں سے نکل کر صفوریہ سے دس میل کے فاصلہ پر حیطان کے کھلے میدان میں اتر آیا۔

حیطان حیطان جہاں اس وقت سلطان خیمہ زن تھا۔ اس طرف کا بہترین علاقہ تھا . . . . یہاں زیتوں اور دوسرے پھلدار درخت، بکثرت اگے تھے۔ ایک میٹھا اور ٹھنڈا چشمہ، بھی بڑی شان و شوکت کے ساتھ ابل رہا تھا۔ یہاں پانی اور کھانے پینے کی چیزوں کی بہتات تھی۔ سلطان نے اس وجہ سے اپنے لئے اس مقام کو انتخاب کیا۔ اس مقام سے جنوب کی طرف چھ سو فٹ اونچی قرن حیطان کی مشہور پہاڑی تھی۔ عکہ سے جو سیدھا راستہ حیطان کو آتا تھا۔ اس پر کوئی چشمہ نہیں تھا۔

صفوریہ۔ البتہ صفوریہ جہاں عیسائی فوج اس وقت تھی وہ بہترین اور سرسبز و شاداب علاقہ تھا، ایک بہت بڑا چشمہ جس سے پوری فوج آسانی سے سیراب ہو سکتی تھی۔ یہاں سے ایک میل کے فاصلے پر تھا۔ اور فوج کی تمام ضروریات یہاں آسانی سے پوری ہو سکتی تھیں۔ یہی وجہ تھی جب طبریہ کے جلائے جانے کی خبر صلیبی کیمپ میں پہونچی اور جنگی کونسل منعقد ہوئی تو ریمانڈ نے جو طبریہ کا والی اور اس علاقہ کے چپہ چپہ سے واقف تھا، آگے بڑھنے کی مخالفت کی،

اس نے کہا۔ طبریہ میرا تھا۔ وہ جل گیا۔ تو کیا ہوا اب آگے نہ بڑھو۔ اس علاقہ میں کہیں پانی نہیں ہے جہاں پانی ہے۔ وہاں سلطان کی فوج پڑی ہے"

ریمانڈ نے ٹھیک کہا تھا۔ مگر اس کے حاسد آرنلڈ نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھا کر اسے ذلیل کرنے کی کوشش کی اور بول اٹھا۔

"میاں صاحب، تم تو بزدل ہو، صلاح الدین بھی کوئی ڈرنے کی چیز ہے۔ اور ہم ڈریں کیوں جب مسیح کے قدموں کی سعادت ہمیں حاصل ہے صلیب اعظم ہمارے پاس ہے۔
کافر مسلمان، ہمارے ملک چھیننے کے لئے بڑھ رہے ہیں اور تم احتیاط کی گفتگو کر رہی ہو۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا ہم بزدل نہیں ہم آگے بڑھیں گے"

پہلی حماقت وہ بڑھے بڑی تیزی اور توانائی کے ساتھ۔ مگر جس دشت پر لوگ بڑھے ہیں۔ اس وقت سخت دھوپ پڑ رہی تھی۔ ہر طرف ریتلی اور پتھریلی زمین تھی۔ دور دور پانی کا کہیں نام ونشان نہ تھا۔ خشک زمین لوہے کی طرح تپ رہی تھی۔ اور یہ بدقسمت فوج محض جوش اور غصے میں آگے بڑھ رہی تھی۔ ابھی یہ چند ہی قدم آگے بڑھی ہو گی۔ کہ پیچھے سے سلطان کے چھاپہ مارنے والے ان پر ٹوٹ پڑے، اور سینکڑوں سوار مار ڈالے۔ گرمی اور شدت کی پیاس اور پھر چھاپہ مارنے والوں کی مصیبت، کچھ ایسی نہ تھی کہ اسے آسانی سے برداشت کر لیا جاتا۔ بہت سے لوگ پیچھے رہ گئے۔ اور بڑی فوج سے کٹ گئے۔ مسلمان چھاپہ مارنے والوں نے انھیں خوب ہی ستایا۔ یہ صورت حال دیکھ کر گی نے فوج کو ٹھیرنے کا حکم دیا ابھی طبریہ پانچ میل کے فاصلہ پر تھا لیکن رات بسر کرنے کے ارادہ سے یہ فوج یہیں اتر گئی۔

ریمانڈ نے گی پر ایک بار پھر زور ڈالا کہ ایسی جگہ ٹھیرو جہاں پانی ہو اس نے کہا پیاسی فوج جنگ کیونکر لڑ سکے گی؟ تم میں سے کسی نے یہ بھی سوچا۔ مگر گی نے رقابت میں اس نصیحت کو سننے سے بھی انکار کر دیا۔

خوفناک رات یہ رات بڑی ہی خوفناک اور عبرت بخش تھی، ہر طرف یہی شور سنائی دے رہا تھا، ہر ایک کے لب پر ایک ہی صدا تھی۔

"پانی! ہائے پانی"

لیکن پانی کہاں سے آتا۔ افسروں نے بدد ماغی سے پانی کے میٹھے اور بڑے چشمے کو خود ہی اپنے ہاتھوں سے کھو دیا تھا۔ ادھر مسلمانوں کے کیمپ سے، بار بار اللہ اکبر، اللہ اکبر کی پاکیزہ صدائیں بلند ہو رہی تھیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ساری کائنات اللہ کی عظمت اور بڑائی کا اعتراف کر رہی ہے۔

اللہ اکبر کی آوازیں ادھر سے اٹھ رہی تھیں۔ لیکن یہاں اس ...

کو کون پوچھتا۔ ہاں تو پانی ہی سب کچھ تھا اور اسی پر اس صلیبی فوج کی زندگی تھی
مصیبت بالائے مصیبت یہ پڑی کہ مسلمان سپاہیوں نے اس گھاس کے تودوں کو
[illegible] جسے گھوڑوں کے لئے جمع کیا گیا تھا۔ . . . . . اب کیا تھا سارا میدان
آگ سے بھر گیا، پانی کہاں تھا جو اس بارود کو ٹھنڈا کیا جاتا۔ غریب سپاہیوں نے پتھر اور
مٹی پھینک کر اس آگ کو بجھانا چاہا۔ مگر یہ آگ اس وقت تک نہ بجھی جب تک
تمام گھاس جل نہ گئی۔ یہ رات بڑی حاجت کی تھی جب وہی عیسائی [illegible] جانے اور
[illegible] دشمنوں سے انتقام لینے چلے تھے۔

صبح جوں توں کر کے رات تو کٹی اب صبح ہوئی۔ سوار ہتھیار سنبھال کر گھوڑوں پر بیٹھ گئے۔ مگر پیادہ اور رنگروٹ جن میں زیادہ تعداد ان نازک اندام شیکی سوداگروں کی تھی جنہیں شوق جہاد میدان جنگ میں کھینچ لایا تھا۔ لیکن میدان جنگ کی مصیبت جھیلنے کی تاب نہ رکھتے تھے۔ اور پیاس سے بے تاب ہو رہے تھے۔

سلطانی فوج دوسری طرف سلطانی فوج، نہایت خرم و خوش نظر آتی تھی جو ٹھنڈے چشمے کے پانی سے سیراب ہوئی تھی، ان کے چہروں پر [illegible] رونق آ گئی تھی، وہ پانی کے بھیگے کندھوں پر لٹکائے بے وقوف عیسائیوں کی حماقت پر ہنس رہے تھے۔

سلطان نے رات ہی کو تمام فوج میں اسلحہ جنگ تقسیم کر دئے تھے، تیر انداز [illegible] ترکشوں سے بھرے تھے۔ اس کے علاوہ ستر اونٹ تیروں سے لدے میدان جنگ میں کھڑے تھے کہ جب ضرورت ہو تیر اندازوں کو تیر آسانی سے بہم پہنچائے جا سکیں، اس کے علاوہ ہتھیاروں، تلواروں، خنجروں سے لدے تھے کہ جوں ہی کسی سپاہی کا کوئی ہتھیار ٹوٹ جائے دوسرا فوراً مہیا کر دیا جائے۔

جنگ دونوں فوجیں پورے جوش کے ساتھ ایک دوسرے کی طرف بڑھیں گویا دو سمندر [illegible] ٹکرائے، وسط دونوں کا ابھرا ہوا چلا گیا۔ ہر ایک سامنے کے گھوڑوں کی طرف بڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

پہلے سلطان کی فوج کا دایاں اور بایاں بازو آگے بڑھا۔ وسط میں سلطان خود تھا کچھ دیر اپنی جگہ پر رکا رہا۔ جنگ کی ابتدا مسلمان تیر اندازوں نے کی۔ ان ہر [illegible] تیر برق کی طرح فضا میں اڑتے ہوئے دکھائی دیئے۔ اور دوسرے لمحہ عیسائیوں کے جسموں پر پیوست ہوتے نظر آئے۔ اس تیر اندازی سے بہت سے عیسائی سوار گھوڑوں سے گر گئے۔ تیروں کی مصیبت دست بدست جنگ سے زیادہ ہولناک تھی اس لئے عیسائی دست بدست جنگ کے لئے آگے بڑھے۔

سلطان کی پھرتی اور حملہ کی ترتیب جنگ بڑی شدت سے ہو رہی تھی مگر اللہ کا وہ مجاہد۔ صلاح الدین کے نام سے جو الدین جیسے [illegible] سلطان کے گھر پیدا ہوا تھا اپنی حیرت خیز ذہانت اور [illegible] سلطنت کا بانی بنا بذات خود۔ فوج کی صف میں [illegible] فوج کو جرأت و بہادری سے لڑنے کی ترغیب دے رہا تھا۔ صلاحی صفوں میں صرف اسی کی آواز گونج رہی تھی۔

وہ بار بار کہہ رہا تھا۔
"دشمن کے حملے کے وقت پیچھے ہٹو، پھر تھوڑی دیر بعد زور سے آگے بڑھو آگے بڑھو آگے بڑھو۔
[illegible] کی دعوت، موت اور زندگی، یہ تمہارے آقا کی دین ہے جو کہ

تم کو اپنے نام کی بلندی کے لئے بہادری سے لڑنے کا حکم دیتا ہے
دوستو! مسلمان میدان جنگ سے پیٹھ نہیں پھیرتا۔ اس کی پیٹھ
کبھی زخمی نہیں ہوتی اس کا سینہ زخم کھاتا ہے۔ ادھر بڑھو
ادھر پیچھے ہٹو، دیکھو کس طرح بڑھ کر دشمن پر ٹوٹ پڑتے ہو۔"

وہ صرف لفظی ترغیب ہی نہیں دے رہا تھا، خود بھی ایک عام سپاہی اور دلیر سپہ سالار کی طرح کبھی تلوار، کبھی برچھے اور کبھی خنجر سے لڑ رہا تھا۔ وہ دشمن کی صفوں میں [illegible] گھس کر [illegible] اور صفیں منتشر کر دیتا۔ جب سلطان کا اتنا [illegible] [illegible] شجاعت دے رہا ہو تو سپاہی کیوں [illegible] سے بڑھ چڑھ کر حصے لیتے۔

صلیبی پیادہ فوج کا فرار عیسائی پیادہ فوج کی ترتیب بگڑ گئی۔ ہر طرف انتشار پیدا ہو گیا، سوار کہیں اور پیادے کہیں۔ [illegible] پیادوں کی زیادہ خواہش پانی تک پہنچنے کی تھی۔ جنہیں یہ جوش ہی [illegible] کہ پانی تک پہنچ پہنچ۔ ان میں سے بہت سے کٹ جاتے تھے وہ دیوانوں کی طرح ٹوٹے پڑتے تھے اور کٹتے بھی جا رہے تھے۔ سلطان نے انہیں پانی کی طرف بڑھنے کا موقع دے دیا۔ وہ سب پانی کے لئے پہاڑ پر چڑھ گئے۔ ان کے بادشاہ نے انہیں میدان جنگ میں آنے کا حکم دیا تو انہوں نے کہلا بھیجا۔

"حضرت سلامت ہم پیاسے مرے جا رہے ہیں، آپ ہم سے
ہتھیار اٹھانے کو کہتے ہیں۔
[illegible] ایسا نہیں ہو سکتا۔ پانی پی لیں۔ ذرا ہوش
آئے تو پھر لڑیں گے۔ اس سے تو آتے ہیں۔"

مگر انہیں نہ پانی پینا کو ملا اور نہ ہی بہادری کی موت نصیب ہوئی۔ سلطان کے اشارہ سے سلطانی بہادروں کا ایک دستہ ان پر بلائے ناگہانی بن کر ایسا ٹوٹا، کہ سینکڑوں کے ڈھیر ہو گئے جو بچے انہوں نے ہتھیار ڈال دئے۔

کہا جاتا ہے کہ چند عیسائی سواروں سے غصہ میں آ کر ان بزدلوں پر سلطان کو حملہ اور ہونے کی ترغیب دی۔
انہوں نے کہا۔
"[illegible] ان بزدلوں کو اس بزدلی کی سزا دے دیجئے ہم تو پہلے ہی
مگر پہلے ان کو سنبھالنے دیجئے [illegible] مر رہے ہیں"

سلطان نے ان کے کہنے پر دیا ہی دانائی سے ان پیادوں کو پکڑا، جس وقت جب انہیں پکڑا۔ تو ان کی زبانیں پیاس سے [illegible] باہر نکل رہی تھیں۔۔۔ سلطان نے [illegible] حکم دیا۔ اب انہیں خوب پانی پلایا جائے۔ اگر یہ [illegible] دے دی جائے۔ اب یہ ہمارے مہمان ہیں پہلے ہمارے دشمن تھے۔ دشمن پر قابو پانے کے بعد رحم کرنے کا ہمیں ہمارے آقا اور مولا نے حکم دیا ہے

صلیبی سواروں کی حالت اگر سچ پوچھا جائے تو سواروں کی حالت پیادوں سے کچھ زیادہ بہتر نہیں تھی۔ سلطان اور اس کے بہادروں نے پیادوں سے ان کے جوش کھو دیئے تھے۔ گوئی، اپنی فوج کے انجام سے مایوس ہو چکا تھا۔ اس نے اپنا شاہی کیمپ پیچھے کی طرف ہٹا لیا۔ ریمانڈ کو فوج کی کمان [illegible] رہا تھا۔ ریمانڈ پھر بھی جواں ہمت سپاہی تھا۔ اس نے

سلطانی فوج کے پے در پے سخت حملوں کو روکنے کی بہت کوشش کی۔ مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ سلطان اور اس کے سوار برابر بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ تقی الدین نے ایک بار تو ایسا زور کا حملہ کیا کہ ریمانڈ کی صفوں کو الٹ دیا۔ دوسری طرف سے سلطان کی فوج نے گائی کے کیمپ پر حملہ بول دیا۔ ایک سو پچاس نامور اور بہادر سرداروں نے اپنے بادشاہ اور صلیب اعظم کی حفاظت کے لئے بڑی جان توڑ کوشش کی۔ یہی وہ صلیب اعظم تھی جس کے سایہ میں آ کر وہ اور ان کے حواری لڑنے کے لئے آئے تھے۔ مسلمان ان پر برق کی طرح حملہ کر رہے تھے۔ ایک طرف سے نہیں چاروں طرف سے ان کو دباتے اور پیچھے دھکیلتے چلے جا رہے تھے

ابن اثیر نے سلطان کے صاحب زادے کی زبان سے ایک عینی روایت درج کی ہے جو سننے سے تعلق رکھتی ہے۔

"یہ میری پہلی جنگ تھی۔ میں اپنے باپ کے بازو میں کھڑا تھا، جب عیسائیوں کا بادشاہ پہاڑی کی طرف پسپا ہوا، تو اس کے بہادر سواروں نے مسلمانوں کو دبانے کی کوشش کی، اور میرے والد تک دباتے چلے آئے۔ والد یہ سنتے ہی چلائے۔
دشمن کو دھکیل دو، اور ساتھ ہی جوش میں بھرے ڈاڑھی پر ہاتھ پھیرتے دشمن پر ٹوٹ پڑے مسلمانوں نے ان کا ساتھ دیا۔
عیسائی اب بھاگ رہے تھے۔ میں نے انہیں بھاگتے دیکھا تو چلایا "ہم نے دشمنوں کو مار لیا"

لیکن عیسائی پھر پلٹے اور مسلمانوں کو دباتے چلے آئے۔ میرے باپ نے پھر مسلمانوں کو ساتھ لے کر ان کو دور تک دبا دیا۔ میں پھر چلایا "وہ مارا"،

والد یہ سن کر بولے "چپ رہو جب تک وہ کیمپ سامنے کھڑا ہے۔ دشمن مرے گا نہیں۔"
والد نے پھر ایک زور سے حملہ کیا، دشمنوں کی طنابیں الٹ دیں کیمپ اکھڑ گیا۔ دشمن بھاگ نکلا، یہ دیکھتے ہی والد گھوڑے سے نیچے اترے اور تپتی ہوئی زمین پر رب کائنات کے حضور میں گر پڑے ان کی آنکھوں سے خوشی و مسرت اور شکر کے آنسو رواں تھے

حیرت انگیز فتح۔ سچ مچ لڑائی جیت لی گئی۔ صلیبی کیمپ کی دھجیاں اڑ گئیں۔ ملک کے بشپ جو مقدس صلیب کو اٹھائے ہوئے تھے قتل ہو گئے اور پیادے سوار بھاگ نکلے، جو بھاگ نہ سکے انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ قیدیوں میں عیسائی بادشاہ، اس کا بھائی، ریگنالڈ، جوز ملڈ فن، اور بہت سے دوسرے ممتاز نواب بھی تھے۔ ریمانڈ البتہ بچ نکلا۔ اور سوت تک بھاگتا رہا جب تک اپنے شہر نہ پہنچ گیا۔ سیڈان اور رابلیس کے نواب بھی بھاگنے میں کامیاب ہو گئے۔ ان کے علاوہ فلسطین کے تمام بڑے سردار، سلطان کے سپاہیوں نے باندھ لئے اور روایت ہے کہ ایک ایک مسلمان تیس تیس عیسائی، ان مردوں کو رسی میں باندھے ہوئے اسلامی کیمپ کی طرف ... لے جاتا، دیکھا گیا۔
جو لوگ ... ان کی لاشیں بے شمار تھیں ہر طرف دہشتناک کٹ کر ڈھیروں کے ڈھیر ... ان کے کٹے ہوئے اعضا اور لاشوں میں پڑا زخمی ہوئی پہاڑی صلیبیوں کی ... حالوں کی حالت پر نوحہ کر رہی تھیں

قیدیوں کا معائنہ جنگ جیت لینے کے بعد بہادر سلطان نے شاہی خیمہ نصب کرنے کا حکم دیا۔ خیمہ نصب ہو چکا تو اس کے ملاحظہ کے لئے قیدی پیش کئے گئے۔

سب سے پہلے شاہ یروشلم اور ریگنالڈ حضور سلطانی میں پیش ہوئے سلطان نے بادشاہ کو اپنے پہلو میں جگہ دی اور اسے اپنے ہاتھ سے برف کا پانی پلایا ساتھ ہی وہ بدمعاش ریگنالڈ بھی کھڑا تھا۔ جس نے سید کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کو نعوذ باللہ منہدم کرنے کے لئے حجاز پر حملہ کیا تھا۔ شاہ یروشلم نے پانی کا آدھا گلاس اس کی طرف بھی بڑھایا۔ یہ دیکھ کر سلطان زور سے چلایا۔ اور مترجم کے ذریعہ سے شاہ یروشلم سے کہا۔

"آپ کو پانی کا یہ گلاس میں نے دیا تھا۔ آپ نے بلا اجازت اس مردود کو کیوں دیا اس مردود نے میرے سرکار، میرے آقا، نہیں ساری کائنات کے آقا کے گنبد خضرا کو گرانے کی کوشش کی تھی اس نے کئی دفعہ حاجیوں کے قافلوں کو لوٹا، بہلا کر بے گناہ مسلمانوں کا خون کیا تب میں نے قسم کھائی تھی کہ اسے اپنے ہاتھ سے قتل کروں گا، سو میرے رب نے میری یہ قسم پوری کر دی"

یہ کہا اور ریگنالڈ کے ناپاک سر پر زور سے تلوار ماری اور ریگنالڈ واصل جہنم ہوا۔ شاہ یروشلم ریگنالڈ کے اس انجام سے لرز اٹھا اس کی آنکھوں میں موت کی تصویر پھر گئی۔ سلطان نے یہ دیکھ کر اسے اطمینان دلایا۔

"بادشاہ بادشاہوں کو قتل نہیں معاف کر دیا کرتے ہیں"
اس نے تو جرم ہی ایسا کیا تھا کہ اسے بخشا نہیں جا سکتا تھا۔ جو ہوا سو ہوا، آپ کو ڈرنے کی ضرورت نہیں"

شاہ یروشلم اور دوسرے ممتاز قیدی دمشق بھیج دیے گئے۔

یہ میدان جنگ جہاں یہ لڑائی لڑی گئی۔ ایک سال تک اپنے دامن سے خون کے دھبے نہ دھو سکا، جو عیسائیوں کی حماقت سے اس پر پڑے تھے۔ کہا جاتا ہے۔ یہی وہ پہاڑی ہے جہاں سے مسیح علیہ السلام نے صلح و آشتی کی آواز بلند کی تھی خدا کی قدرت دیکھئے اسی پہاڑی پر کھڑے ہو کر سلطان صلاح الدین نے دنیا بھر کو یہ عملی پیغام دیا۔

"تلوار جس کے پاس ہے وہی امن میں رہ سکتا ہے جس کے بازو تلوار نہیں اٹھا سکتے وہ کبھی عزت کی زندگی نہیں گزار سکتا وہ غلام رہے گا اور غلامی ہی میں مرے گا اور لعنت ہے ان پر جو آزادی کی موت پر غلامی کی زندگی کو ترجیح دیں خواہ وہ مسلمان ہوں یا عیسائی"

باب

فلسطین پر قبضہ

سلطان کا عظیم الشان کارنامہ فتح کے بعد کی رات اسلامی لشکر نے خدائے بزرگ و برتر کی حمد ... اور عبادت میں گزاری۔ ہر طرف اللہ اکبر اللہ اکبر کی پاک صدائیں ... تھیں۔ مسلمان خدا کے حضور سجدے میں گرے ہوئے اس فتح مبین پر ... ادا کر رہے تھے۔

سچ بات تو یہ ہے کہ مسلمان فوج کو اس فتح پر اللہ کا شکر ادا کرنا ضروری بھی تھا اس فتح نے اس پر فلسطین کے دروازے کھول دیئے تھے۔ بادشاہ اور تمام بڑے سردار اب اس کے ہاتھ میں قید تھے۔

عیسائیوں کو فلسطین پر قابض ہوئے نوّے سال ہو چکے تھے۔ اس مدت میں انہیں کبھی ایسی ناکامی اور شکست نہیں ہوئی تھی۔ یہ شکست ان کی سلطنت کے خاتمہ کے مترادف تھی۔ اور یہی ہوا بھی۔

طبریہ کی فتح اس شاندار فتح کے دوسرے دن سلطان طبریہ کی طرف بڑھا ہم پیچھے لکھ آئے ہیں کہ طبریہ پر سلطان نے جنگ حطین شروع ہونے سے پہلے حملہ کیا تھا۔ شہر تو فتح ہو چکا تھا، مگر قلعہ فتح نہیں ہوا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ سلطان اسی طرف سب سے پہلے متوجہ ہوا۔ قلعہ اس وقت ریمانڈ کی بیوی کے قبضہ میں تھا۔ اس نے سلطانی لشکر کو محاصرہ کرتے دیکھا تو امان طلب کی سلطان نے کمال فیاضی سے امان دے دی اور اسے اس کے بچوں اور دوسرے رفقا کو بڑی عزت اور احترام کے ساتھ شاہ طرابلس کے پاس پہنچا دیا۔ یہاں بھی پھریرا لہرا دیا۔

فتح عکہ جنگ حطین کے چار دن بعد سلطان کی زبردست فوج عکہ کی شہر پناہ کے چاروں طرف کھڑی تھی اس مضبوط اور آہنی شہر کا محاصرہ شروع ہو چکا تھا۔ شہر پناہ پر آگ برسانے کے لئے ابھی منجنیقیں نصب ہی کی جا رہی تھیں کہ عکہ کے لوگ شہر پناہ پر جمع ہو کر امان امان کی صدائیں بلند کرتے دکھائی دئے۔

سلطان نے ان سب کو بلا امتیاز امان دے کر اس بات کی اجازت دیدی اگر وہ چاہیں تو ذمیوں کی حیثیت سے اس شہر میں رہیں اور اگر چاہیں تو شہر چھوڑ سکتے ہیں

جمعہ کا مبارک دن تھا۔ کہ سلطان فتح کے پھریرے فضائے آسمانی میں لہراتا عکہ میں داخل ہوا، عیسائی گرجا میں جو پہلے مسجد تھی۔ اور صلیبی سورماؤں نے اس کو گرجا بنا کر مسلمانوں کو چیلنج دیا تھا۔ سلطان نے اس چیلنج کو قبول کیا اور تطہیر کے بعد جمعہ کی نماز ادا کی۔ یاد رکھنے کی بات ہے کہ اس شہر میں آج سے ۹۰ سال پہلے اللہ کی عظمت اور بڑائی کی صدا بلند ہوئی تھی۔ اب وہی صدا پھر سے ایک فرض شناس بندے کے ذریعہ بلند ہوتی سنی گئی۔

نماز سے فراغت کے بعد سلطان نے عکہ تو اپنے بیٹے الملک الافضل کے سپرد کیا اور عکہ کے آس پاس کے علاقے فقیہ ہکاری کے جاگیر میں دیدیئے

یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ عکہ میں جس وقت عیسائی آئے تھے انہوں نے مسلمان عورتوں، مردوں، بچوں اور بوڑھوں کو بلا لحاظ بری طرح ذبح کیا تھا مسلمان خواتین کی عصمتیں خراب کی تھیں۔ ان کی چھاتیاں کاٹ ڈالی تھیں ان کی شرمگاہوں میں نیزے چبھوئے تھے۔ مگر سلطان نے ایسی کوئی حرکت ہی نہیں کی۔ تمام عیسائیوں کو مکمل امان دی نہ ان کے مال و اسباب کو لوٹا اور نہ ہی ان کی عزت آبرو پر ہاتھ ڈالا۔ اس لئے کہ وہ مسلمان تھا اور اسلام نے اسکو یہی حکم دیا تھا۔

عکہ میں چار ہزار مسلمان قیدی بھی تھے۔ جو عیسائی درندوں کی وجہ سے غلامی کی زندگی گزار رہے تھے۔ سلطان نے ان سب کو آزاد کیا، نقد روپیہ اور کپڑے دیئے۔ اور اجازت دی کہ اگر چاہیں تو اپنے اپنے گھروں کو چلے جائیں اور اگر چاہیں

اسلامی کیمپ میں فوجی خدمت انجام دیں۔ عکہ چونکہ بہت بڑا تجارتی اور جنگی شہر تھا اس لئے یہاں سے مسلمانوں کو بہت سا مال غنیمت اور بے شمار ہتھیار ملے۔

الملک العادل کو بلاوا عکہ کی فتح سے سلطان نے اپنے بھائی الملک العادل کو فتح کی اطلاع دی اور ساتھ ہی حکم دیا کہ مصری فوج لے کر فوراً فلسطین آجائے۔

مجدل یابا الملک العادل کو جب ہی سلطان کا حکم ملا وہ مصری فوج لے کر مجدل یابا پر حملہ آور ہوا اور تھوڑی سی لڑائی کے بعد مجدل یابا پر ہلالی پھریرا لہرا کر یافا کو روانہ ہوا۔

یافا۔ یافہ ایک ہی حملہ میں فتح ہو گیا

نابلس اور سبسطیہ سلطان نے تقی الدین کی قیادت میں ایک فوج سبسطیہ اور نابلس کی طرف روانہ کی سبسطیہ اور نابلس دونوں ایک ایک حملہ میں فتح ہو گئے

تبنین خود سلطان تبنین کی طرف بڑھا۔ یہ مقام صور کے قریب تھا، عکہ سے پہلے قلعوں سے بہت مضبوط تھا۔ پہلے، دوسرے اور تیسرے دن کی لڑائی کے بعد چھ دن تک سخت لڑائی ہوتی رہی۔ چھٹے دن شہر والوں نے سلطان قیدیوں کو آزاد کر دیا۔ گویا یہ اس بات کی تمہید تھی کہ شہر والے مصالحت چاہتے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد معززین شہر کے مختار شہری سلطان کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور شہر کی کنجیاں حضور سلطانی میں پیش کر دیں۔

صرفند اور صیدا تبنین کی فتح کے بعد سلطان صیدا اور صرفند کی طرف بڑھا۔ یہ دونوں قصبے بھی آسانی سے فتح ہو گئے۔ ۴۹

ان تمام مقامات پر سلطان نے بزور شمشیر فتح پائی، رعایا کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچنے دیا۔ جس نے صلح کرنی چاہی تو مناسب اور شریفانہ شرائط پر صلح کی۔ غریب رعایا جو ان لوگوں کے ہاتھوں طرح طرح کے مظالم سہا کرتی، اب عیسائی حکومت سے تنگ آچکی تھی۔ اس نے ہر جگہ سفاک، جفاکش عیسائی حکمرانوں پر ایک منصف اور فرض شناس سلطان کو ترجیح دی۔ اور سو نے بیروت کے بیں متھیار نہیں اٹھائے۔

بیروت۔ سلطان جس وقت بیروت پہنچا، اس وقت بیروت کی شہر پناہ پر عیسائی مجاہد ہتھیار بند، ہاتھوں میں تیر اور پتھر لئے کھڑی تھی۔ تیروں اور پتھروں سے سلطانی فوج کا خیر مقدم کیا گیا۔ اور دونوں طرف سے تیر اور پتھر برسائے گئے۔ آٹھ دن تک لڑائی ہوتی رہی۔ آٹھویں دن شہر والوں کو اپنی کمزوری کا احساس ہوا، اور انہوں نے سلطان سے مصالحت کی درخواست کی جو قبول کر لی گئی۔ اور شہر پر اسلامی پھریرا لہرا دیا گیا۔

جبیل اور سیڈان اس کے بعد سلطان سیڈان اور جبیل کی طرف بڑھا اور انہیں بھی فتح کر لیا۔

صور کا محاصرہ اگر سلطان عکہ کے بعد فوراً صور پر حملہ کر دیتا۔ تو بہ آسانی یہ شہر بھی ہاتھ آ جاتا، لیکن اللہ کو ایسا منظور نہ تھا۔ سلطان جس وقت اس شہر کا محاصرہ کئے ہوئے تھا، اس وقت بھی صور کے باشندوں کی روح فنا ہو رہی تھی۔ سیڈون کے ریجنالڈ اور اس کے ساتھیوں نے سلطان کے ہاتھ دیکھے تھے۔ انہوں نے سلطان سے مصالحت کی درخواست کی

جو قبول ہوئی۔ لیکن ابھی شہر پر قبضہ نہیں ہوا تھا۔ کہ ایک ایسا واقعہ پیش آیا۔ جس نے صور کو اس وقت ہاتھ سے نکال دیا۔

کانریڈ۔ مانفراٹ کے ایک نواب کے آ جانے سے شہر کی قسمت بدل گئی۔ یہ شخص قسطنطنیہ کی لڑائی سے اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ ایک جہاز میں بھاگا۔ اور عکہ کے ساحل پر لنگرانداز ہوا۔ اسے سلطان کی یلغار اور فتوحات کا علم نہ تھا۔ اسے یہ دیکھ کر انتہائی تعجب ہوا۔ کہ اس کے استقبال میں عکہ سے کوئی کشتی آگے نہیں بڑھی۔ اور نہ ہی اس سے اجازت لیں ساحل کا گھنٹہ ہی بجا۔ وہ جہاز کے لنگر اٹھا کر آگے کو بڑھا ہی تھا۔ کہ ساحل کا ایک مسلمان افسر کشتی میں بیٹھ کر جہاز کے قریب آیا اور حالات دریافت کئے۔ بیمار نواب نے جواب دیا۔ ہم تاجر ہیں۔ افسر نے کہا۔ "واترآئیے سلطان صلاح الدین کی قلمرو میں تاجروں پر زیادتی نہیں کی جاتی۔ سلطان اس وقت صور کے سوا فلسطین کے تمام ساحل پر قبضہ کر چکے ہیں آپ یہاں اتریئے آپ کو پورا آرام ملے گا۔

افسر یہ کہہ ہی رہا تھا کہ جہاز تیزی سے آگے کی طرف بڑھنے لگا۔ افسر کو شبہ ہوا۔ خطرہ کی گھنٹی بجی مگر جہاز نظروں سے اوجھل ہو چکا تھا۔ اس کا تعاقب کیا گیا مگر کامیابی نہ ہوئی۔

یہ جہاز اسی رات صور پہونچ گیا۔ سلطان کی محافظ فوج جب تک اس کی آمد سے باخبر ہوتی۔ جہاز کے مسافر قلعہ میں داخل ہو گئے۔ ریجنالڈ اور گورنر شہر جو محاصرہ سے بری طرح نالاں تھے۔ اس جہاز میں بیٹھ کر راتوں رات طرابلس بھاگ گئے۔

۴۰ نواب کانریڈ کے آنے سے سارا نقشہ ہی بدل گیا جو شہری شہر کو سلطان کے حوالہ کر دینے کا تہیہ کر چکے تھے۔ ان کی مایوسی امید سے بدل گئی ہر طرف خوشیاں منائی جانے لگیں کہ ان کا نجات دہندہ آ پہونچا۔ اور یہ حقیقت بھی تھی کہ کانریڈ بہت بہادر اور جری سردار تھا اور اس سے پہلے بہت سی لڑائیوں میں نام پیدا کر چکا تھا۔

محاصرہ کی ناکامی

دوسری بار جب سلطان نے صور والوں کو شہر حوالہ کرنے کا پیغام بھیجا تو شہر والے اس پر ہنسے۔ سلطان نے محاصرے کو طول دیا۔ منجنیقوں سے آگ برسائی لیکن کچھ نتیجہ نہ نکلا۔

کانریڈ کا باپ سلطان کے پاس قید تھا۔ اسے شہر پناہ کے قریب کھڑا کر کے کانریڈ کو پیغام بھیجا گیا کہ اگر قلعہ سپرد کر دو تو تمہارا باپ بچ جائے گا ورنہ اسے تمہارے دیکھتے دیکھتے قتل کر دیا جائے گا۔ کانریڈ نے جواب دیا۔

"میرا باپ کافی زندگی گزار چکا ہے۔ مجھے اب اسے زندہ رکھنے کی آرزو نہیں ہے۔

اسے قتل کر دیجئے لیکن میں قلعہ آپ کے سپرد کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔

اس جرات آمیز جواب پر سلطان بہت خوش ہوا۔ اس نے باپ کو چھوڑ دیا اور محاصرہ بھی اٹھا لیا۔

عسقلان پر حملہ

یہاں سے سلطان عسقلان کی طرف بڑھا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ شہر والوں نے سلطانی فوج پر تیر اور پتھر برسائے دوپہر کے بعد سلطانی فوج نے اس کا جواب دیا۔ چودہ دن تک بڑی سخت اور

ہولناک لڑائی ہوئی۔ نہ شہر والے دبتے نظر آتے تھے اور نہ ہی سلطانی فوج تھکی۔ پندرہویں دن البتہ مسلمانوں کا ایک دستہ قلعہ کی مشرقی دیوار توڑنے میں کامیاب ہوا۔ شہر والے اب بہت پریشان ہوئے۔ انہوں نے سلطان سے امان کی درخواست کی یہ درخواست قبول ہوئی۔ انہوں نے جو شرائط تو پیش کئے تھے۔ سلطان نے وہی قبول کر لئے۔ اور عسقلان پر اسلامی پھریرا ایک بار پھر لہراتا نظر آیا

چند دوسرے مقامات کی فتح

عسقلان کی فتح کے بعد سلطان خود تو یہیں ٹھیرا۔ البتہ اپنے چند دستے کو بیت لحم، بیت جبرئیل، نطرون، رملہ، دارم، غزہ اور مشہد ابراہیم کی طرف بھیجا۔ یہ تمام شہر بھی بہت تھوڑے عرصہ میں سلطان کے قبضہ و تسلط میں آ گئے

بیت المقدس کی سفارت اور سلطان کا منصفانہ مطالبہ

یہیں عسقلان میں سلطان کی دعوت پر اس کے حضور بیت المقدس کا ایک وفد باریاب ہوا۔ سلطان چاہتا تھا کہ اس مقدس اور محترم شہر کو محاصرہ سے بچائے۔ اس لئے اس نے سفیروں سے ایک نہایت ہی مناسب مطالبہ کیا۔ اس نے کہا

"میرا ایمان ہے کہ بیت المقدس اللہ کا گھر ہے تم لوگوں کا بھی یہی ایمان ہے

میں یہ نہیں چاہتا کہ اس شہر کا محاصرہ کروں یا اس کے باشندوں کے خون سے ہاتھ رنگوں۔ اس لئے بہتر ہے کہ ہم تم ایک مصالحت کریں:

تم کو پانچ سال دیئے جاتے ہیں اس میں تم خوب کاشت کرو۔

اور ان پانچ سال کے بعد اگر فیصلہ کرو کہ تم جانا چاہتے ہو تو تمہیں میں اپنے خرچ پر عیسائی ساحلوں پر اتار دوں گا۔

اور اگر تم شہر کی حفاظت نہ کر سکو۔ تو اسے ہمارے حوالہ کر دو۔ میری بات مان لو۔"

ان لوگوں نے ایک ہی جواب دیا۔ ہمیں مصالحت منظور نہیں ہم لڑنا چاہتے ہیں اس موقعہ پر سلطان نے قسم کھائی۔ کہ بہت خوب میں بھی انشاءاللہ اسے تلوار کے زور ہی سے فتح کروں گا

سلطان کی حیرت انگیز فیاضی

ابلیس کا سردار بیلین، جنگ حطان سے بچ کر بھاگ نکلا تھا۔ اس نے سلطان سے درخواست کی کہ مجھے ایک رات کے لئے بیت المقدس جانے کی اجازت دی جائے تاکہ میں بیوی بچوں کو وہاں سے لا سکوں۔ سلطان نے اجازت دے دی اور شرط لگا دی کہ ایک رات سے زیادہ بیت المقدس میں قیام نہ کرے اور نہ ہی آئندہ کبھی سلطان کے خلاف ہتھیار اٹھائے۔ بیلین نے یہ شرط منظور کر لی۔

بیلین جب بیت المقدس پہونچا۔ تو اس کا بہت شاندار استقبال کیا گیا وجہ یہ تھی کہ بیت المقدس میں اس وقت کوئی ویسا بڑا آدمی نہیں تھا۔ جو شہر کی حفاظت اور سرداری سنبھال سکے اسے شہر کا گورنر اور محافظ فوج کا سپہ سالار بنا دیا گیا

[illegible] بات کہا بھی کہ میں سلطان سے صرف ایک رات کے

قیام کی اجازت لے کر آیا ہوں مجھے یہاں زیادہ دیر ٹھہرنا جائز نہیں۔ لیکن لاٹ پادری نے اسے اور فتویٰ دیا۔ کہ کافروں سے وفا جائز نہیں۔ ورنہ تمہاری طرف سے بدعہدی ہو گی اس کا گناہ میں دیدوں گا غور تو کرو تہاری یہاں رہنے سے بیت المقدس جیسا محترم مقام عیسائیوں کے ہاتھ سے چھن جائے۔ بلیین خود بھی کوئی وفادار شخص نہ تھا۔ پھر لاٹ پادری کا مذہبی اصرار اور لوگوں کی خوشامد اسے بیوفائی پر مائل کر گئی اور اس نے اپنا وعدہ بھلا دیا۔

محاصرہ کے انتظامات سلطان لازمی طور پر اب بیت المقدس کا محاصرہ کرے گا یہ بلیین کو بھی اچھا معلوم تھا۔ اس لئے اس نے محاصرہ کے انتظامات کئے کئی مہینوں کے لئے کھانے پینے اور دوسری ضروریات کی چیزیں شہر میں جمع رکھ گئیں شہر پناہ کی حفاظت کے لئے منجنیقیں اور پتھر پھینکنے والے آلات بہت کافی تعداد میں مہیا کئے گئے۔ محافظ فوج کو لڑائی کی عملی تعلیم دی گئی۔ شہریوں میں حفاظت خود اختیاری کے لئے ہتھیار بانٹے گئے الغرض چند دن کے اندر اندر بلیین کی ہوشیاری سے بیت المقدس محاصرہ کی مصیبتیں اٹھانے کا پورا اہل ہو گیا۔ یہیں بیٹھے بیٹھے بلیین نے سلطان سے ایک اور درخواست کی اور وہ یہ کہ اس کے بیوی بچوں کو طرابلس پہونچانے کا انتظام کر دیا جائے سلطان نے اس کی غداری اور عہد شکنی کے باوجود اس کی یہ بھی درخواست منظور کر لی۔ اور اس کے پچھلے گناہ کو نظر انداز کر دیا۔

باب ۱۲

بیت المقدس پر چڑھائی

عسقلان سے روانگی۔ سلطانی جاسوسوں نے سلطان کو بیت المقدس کے باشندوں کی جنگی تیاریوں کی اطلاع بھیجی، تو اس نے اپنی تمام افواج کو جو ادہر ادہر پھیلی تھیں اکٹھا جمع کیا اس وقت سلطانی قلمرو میں حسب ذیل شہر شامل کئے جا چکے تھے

"الناصرہ، قیساریہ، حیفہ، صفوریہ، زیب، معلیا، سکندرونہ عود، ارکین، دیوریہ، جون، اریحا، سنجل، بیرہ، ابی الحسن، تل صافیہ، تل احمر، جبل الجلیل، لابیا، قوتیا، صوبا، ہیرمز، سلع، عفیرہ، عسقلان، جبیل، بیروت، صیدا، صرفند، تبنین، سبسطیہ، ابلس، یافا، جدل یابا، عکا، طبریہ، اور حطین۔

بیت المقدس کی اہمیت۔ فوجیں یکجا جمع ہو گئیں تو سلطان بیت المقدس کی طرف چلا بیت المقدس کی اہمیت اور تقدس کے متعلق خود سلطان نے جو تقریر فوجی سرداروں اور عمائدین سلطنت کے سامنے کی، وہ سننے سے تعلق رکھتی ہے۔

سلطان نے فرمایا۔

"ہم بیت المقدس کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ اگر خدا نے ہماری مدد کی اور ہم نے دشمن سے یہ مقدس مقام چھین لیا تو یہ ہماری کتنی بڑی خوش قسمتی ہوگی!

دوستو! تمہیں یاد ہے، یہ مقدس شہر ۹۰ سال سے عیسائیوں کے قبضہ میں ہے۔ یہ ۹۰ سال، کس طرح گزرے اس وقت اس کی تفصیل کا موقعہ نہیں۔ مختصر طور پر یوں سمجھو، کہ ۹۰ سال یہاں خدا کی بجائے مسیح کی پرستش ہوتی رہی۔ توحید کی بجائے تثلیث کا ڈنکا بجتا رہا ۹۰ سال کی اس طویل مدت میں کسی مسلمان بادشاہ کو اتنی توفیق نہ ہوئی کہ وہ خدا کے اس مقدس گھر کو تثلیث پرستوں سے چھڑائے یہ سعادت خدا نے شاید اسی ناچیز بندے کے لئے مخصوص کر دی ہے۔

دوستو! میں تمہاری اعانت کے سوا تنا بڑا کام کیسے کر سکتا ہوں دوستو، سوچنے کا مقام ہے، کہ تمہاری موجودگی میں مسجد اقصیٰ جیسی مبارک مسجد اور بیت المقدس . . . . . جیسا مقدس مقام جہاں ہزاروں انبیاء اور برگزیدہ بندے دفن ہیں۔ کفر کا مرکز بنا رہے۔

دوستو! بیت المقدس وہی مقام ہے جہاں سرور کون و مکاں صلے اللہ علیہ وسلم معراج کی رات تشریف لائے۔ یہیں معراج کی یادگار ہے۔ ایک مقدس قبہ بنا ہے۔ حضور کی سواری یہیں سے آسمانوں کی طرف آئی تھی۔

دوستو! بیت المقدس کے تقدس کا اندازہ اس سے کرو۔ کہ اس میں رحمت کا وہ دروازہ ہے جس سے گذرنے والے کے لئے جنت کی بشارت دی گئی ہے۔

یہیں حضرت داؤد علیہ السلام کی محراب اور یہیں حضرت سلیمانؑ کا تخت ہے۔

بیت المقدس مسلمانوں کا پہلا قبلہ ہے۔ مکہ محترمہ کے بعد دنیا کا سب سے مقدس مقام یہی ہے۔ یہیں وہ مسجد اقصے ہے جس کے متعلق حضورؐ نے فرمایا۔ اس کی زیارت کے لئے ہر مسلمان کو جانا چاہئے۔

یہیں حضور سرورِ کائنات نے تمام انبیاء کے ساتھ نماز پڑھی قرآن اسی پاک مقام کی تعریف کرتا ہے۔

ان ہی صفات کے باعث حضرت عمر فاروقؓ نے اس کی فتح کے لئے اسلامی فوجیں یہاں بھیجیں اور خود بھی تشریف لائے دوستو! صحابہ نے اس مقدس مقام کو کس محنت سے حاصل کیا تھا۔ ۹۰ سال ہوئے یہ ہم سے ہماری کم بختی کے باعث چھن گیا۔ تم اگر ہمت کرو۔ تو یہ مقدس مقام اب پھر ہمارے قبضہ میں آسکتا ہے۔

اس تقریر کا اثر سلطان کی اس تقریر کا خاطر خواہ اثر ہوا اور تمام فوج بیت المقدس پر قبضہ کرنے کے لئے انتہائی بیتاب ہو گئی

بیت المقدس کا محاصرہ آخر کار ۲۰ ستمبر ۱۱۸۷ء کو سلطان بیت المقدس کی دیواروں کے نیچے پہونچ گیا۔ یہاں پہنچ کر اسے یہ دیکھ کر انتہائی تعجب ہوا کہ شہر پناہ کے محافظ برجوں میں محافظ فوج غیر معمولی تعداد میں موجود ہے۔

سلطان اس وقت باب داؤد سے متصل میدان میں اترا تھا . . . .

. . . . مگر یہ میدان ایک تو دھوپ دوسرے قلعہ والوں کی آتش بازی کا آسان نشانہ ہونے کی وجہ سے مناسب نہ تھا، سورج مسلمان فوج کی آنکھوں کے بالکل سامنے تھا۔ اور تیر انداز تیر چلاتے وقت ٹھیک نشانہ نہیں کر سکتے تھے سلطان نے پانچ دن تک کسی دوسرے بہتر مقام کی تلاش کی اور بالآخر

بنیادی معلومات۔ عہدوں اور لوگوں کے [illegible] ۱۲ [illegible] صفحہ [illegible]

مشرقی میدان کو موزوں سمجھ کر اس میں ڈیرے لگا دیے گئے۔

محصورین کی بیجا خوشی

رات کے وقت سلطان نے جگہ تبدیل کی تھی، محصورین غلط فہمی سے یہ سمجھے کہ سلطان محاصرہ اٹھا کر چلا گیا ہے وہ اس خوشی میں گرجوں میں شکرانے کی نفل پڑھ رہے تھے۔ مگر جب دوسری صبح کو سورج نکلا۔ تو محصورین کو یہ دیکھ کر انتہائی رنج ہوا کہ سلطان کا اسلامی علم مورچہ اور شہر پر نصب ہے، اور منجنیقیں، شہر پناہ پہ آگ برسا رہی ہیں۔ سرنگیں کھد چکی ہیں۔ اور ان میں ایندھن بھرا جا رہا ہے۔

مقابلہ

یہ دیکھ کر چند بہادر سپاہی شہر پناہ کے دروازے پر جمع ہو گئے۔ اور سلطانی فوج سے دست بہ دست لڑنے لگے۔

ادھر شہر پناہ کے برجوں سے۔ عیسائی سلمان فوج پر تیروں اور پتھروں کی بارش کر رہے تھے۔ تین دن تک یہی کیفیت رہی۔ عیسائی کبھی ایک دروازے پر لڑتے۔ کبھی دوسرے پر۔ اس لڑائی میں امیر عزالدین عیسیٰ بن مالک اور مقدمۃ الجیش .. کے افسر اعلیٰ شہید ہو گئے۔ اور بہت سے مسلمان شہید ہوئے۔ ان شہادتوں سے مسلمانوں کا جوش اور بھی بڑھ گیا۔ اور وہ بڑھ گیا۔ اور وہ بڑی سختی سے لڑنے لگے، پانچویں دن تو دونوں فوجوں میں غیر معمولی مقابلہ ہوا، عیسائی فوج آج مرنے مارنے کا فیصلہ کرکے شہر پناہ کا دروازہ کھول کے لڑ رہی تھی۔ مسلمانوں نے دفعتاً اس پر اس شدت سے حملہ کیا کہ اسے شہر پناہ کے دروازے بند کر دینے پڑے

دوسری طرف سلطانی منجنیقیں۔ برابر شہر پناہ پر آگ اور پتھر برسا رہی تھیں کوئی تین جگہوں سے شہر پناہ میں سوراخ ہو چکے تھے۔

سرنگیں بھی اپنا کام کر رہی تھیں۔ شہر پناہ کا ایک خاصہ حصہ۔ آگ کی وجہ سے پھٹ چکا تھا۔ اور سلطانی فوج اندر پہونچنے کی تیاریاں کر رہی تھی!

مسلمان فوج انتہائی جوش میں بھری۔ آج ہی شہر کی قسمت بدل دینا چاہتی تھی۔ خود سلطان، بہ نفس نفیس، شہر پناہ کے چاروں طرف فرط اضطراب میں چکر لگا رہا تھا۔

محصورین کی بدحواسی

ایسی حالت میں۔ محصورین کی پریشانی بجا تھی، وہ زندگی سے مایوس ہوتے چلے جا رہے تھے۔ ہر طرف سے بچوں اور عورتوں کے رونے اور چلانے کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ بعض سادہ لوح شہری گرجوں میں بیٹھے رو رو کر دعائیں مانگ رہے تھے۔ بعض افسوس اور ندامت میں اپنے سر دیواروں سے پٹک رہے تھے۔ بوڑھی عورتیں۔ اپنی خوبصورت نوجوان بیٹیوں کے گیسو کاٹ رہی تھیں۔ کہ کافران کے حسن سے کھیل نہ سکے۔ بعض عورتوں نے اپنی جوان بیٹیوں کے کپڑے بھی پھاڑ ڈالے اور انھیں ننگا کر دیا۔

ادھر شہر پناہ کے سوراخ چوڑے ہوتے چلے جا رہے تھے۔ بدنصیب اور بزدل شہریوں کی دعائیں سرنگوں کی آگ کے اثرات کو کمزور نہ کر سکیں۔

اس صورت حال پر غور کرنے کے لئے۔ عمائدین شہر کی ایک کونسل منعقد ہوئی، بہت سے اس خیال کے حامی تھے۔ کہ لڑ کر جان دے دی جائے لیکن شہر کے مذہبی رہنما نے اس خیال کی مخالفت کی۔ اس نے کہا تم تو یقیناً مر جاؤ گے۔ لیکن تمہارے بعد تمہاری عورتیں اور بچیاں دشمن کے بستر گرم کریں گی۔ اس پر بھی تم نے غور کیا۔

سچ مچ اس پہلو پر کسی نے غور نہیں کیا تھا۔ موت یقیناً ان کی عورتوں اور بچیوں کو دشمن کی گود میں ڈال دے گی، یہ نہیں ہوگا۔ سب ایک زبان ہو کر چلائے

پھر؟ مذہبی رہنما بولا،

آپ ہی کچھ سوچئے؟ شہری چلائے۔

"بہت خوب! آپ لوگ جائیے۔ میں انتظام کئے لیتا ہوں۔"

فتح یا مصالحت

بیلئین، صلح کا اور امن کا پیغام بن کر حضور سلطانی میں حاضر ہوا۔ "جہاں پناہ! کمزوروں پر رحم فرمائیے۔"

وہ بے اختیار ہو کر چلایا۔

سلطان گہری سوچ میں ڈوب گیا۔ اس نے سوچا۔ میں نے تو بیت المقدس کو بزور تلوار فتح کرنے کی قسم کھائی تھی!

بیلین تمہاری درخواست افسوس بہت دیر میں پہونچی، میں نے محاصرہ سے پہلے تم لوگوں کے سامنے بہت مناسب شرائط پیش کئے تھے، تم نے غرور میں انہیں ٹھکرا دیا تھا۔ اور میں نے قسم کھالی تھی۔ کہ اب شہر کو تلوار کے زور سے فتح کروں گا

بیلین۔ مایوس ہو کر واپس لوٹ گیا، اتنے میں شہر پناہ کا سوراخ اور زیادہ وسیع ہو گیا۔ اور مسلمان اس میں سے داخل ہو کر شہر میں پہونچ رہے تھے۔

بیلین تھوڑی دیر بعد پھر واپس آیا اور پہلے سے زیادہ انکسار کے ساتھ سلطان سے مصالحت کی درخواست کی!

"کیا میری قسم کسی اور طریقہ سے پوری ہو سکتی ہے؟"

سلطان نے دربار کے مفتیوں سے پوچھا،

ہاں ہو سکتی ہے۔ مفتیوں نے جواب دیا۔

بیلین کی مایوسی امید سے بدل گئی۔ اس نے پہلے سے زیادہ جرأت سے ایک بار مصالحت کی پھر درخواست کی۔

اس نے کہا!

"جہاں پناہ!

اس شہر کے باشندے آپ کی فیاضی، رحم دلی سے اچھی طرح آشنا ہیں وہ جانتے ہیں کہ آپ نے اس سے پہلے ان کے ہزاروں بھائیوں کو امان بخشی۔

جہاں پناہ! وہ مرنا نہیں جینا چاہتے ہیں ان کی زندگی آپ کے ہاتھ میں ہے۔

کیا آپ ان سب کو مار دیں گے؟

آپ کے کرم ہائے بے پناہ سے ایسی امید نہیں کی جا سکتی!

جہاں پناہ یہ بھی سن لیجئے۔ کہ اگر آپ نے ہمیں امان نہ دی۔ تو ہم پہلے، اپنے بچوں، بیویوں اور جانوروں کو قتل کریں گے۔ گھروں میں آگ لگا دیں گے مسجد اقصےٰ اور دوسرے مقدس مقامات منہدم کر دیں گے!

اور پھر سر سے کفن باندھ کر حضور سے لڑنے نکلیں گے، عزت کی موت مر جائیں گے یا مار ڈالیں گے"

سلطان ہوش مند سردار کے آخری جملے پر ہنسا، اس نے کہا۔

میں قسم کھا چکا ہوں کہ یہ شہر بزور شمشیر فتح کروں گا، مگر تمہاری دونوں سب کو رد کرنا بھی منظور نہیں۔

علمائے خیال میں میری قسم صرف اسی طرح پوری ہو سکتی ہے کہ میں شہر والوں کو اسی طرح آزاد کروں جس طرح بزور شمشیر فتح کئے گئے علاقوں کے قیدیوں کو رہا کیا جاتا ہے۔

اگر تم چاہتے ہو، تو دمشق کے محصورین کو حسب ذیل زر فدیہ ادا کرنا ہوگا

مرد . . . . . . دس دینار　　عورت . . . . پانچ دینار۔

باقی رہے غریب تو ان میں سے سات ہزار اشخاص کو شاہ انگلستان کے اس روپے سے آزاد کروایا جائے۔ جو دمشق کے خزانہ میں جمع ہے

لیلۃ المعراج

ابن اثیر کا بیان ہے کہ جس رات بلیین اور سلطان میں یہ مصالحت ہوئی، وہ رجب کی وہ مبارک رات تھی۔ جس میں سید انس و جان سرور کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم، کو معراج ہوئی،

سلطان کی غیر معمولی فیاضی اور رحم دلی

غور کا مقام ہے سلطان نے اس موقعہ پر کتنی غیر معمولی فیاضی اور رحم دلی کا ثبوت دیا۔ سارا شہر اور اس کے باشندوں کی زندگیاں اس کے رحم پر تھیں۔ اس کے سپاہی شہر کے تمام بازاروں میں نہایت شرافت اور پابندی کے ساتھ پہرہ دے رہے تھے، ان میں سے کسی نے بھی نہ تو شہریوں کے مال پر اور نہ ہی خاتون پر ہاتھ ڈالا۔ کسی عورت کی بے عزتی نہیں کی۔ حتیٰ کہ کسی کے گھر کے روزنوں سے جھانکنے کی بھی کسی کو جرات نہ ہوئی۔

یہ منظر بھی کتنا عجیب تھا، جب شہر والے زر فدیہ دے دے کر شہر کے دروازے سے نکل رہے تھے۔

سب سے پہلے۔ بلیین تیس ہزار دینار لے کر، سات ہزار غریبوں کو آزاد کرانے کے لئے حاضر ہوا یہ رقم سلطان کے خزانہ میں داخل کی گئی اور سات ہزار اشخاص کو ان کے پورے سازوسامان کے ساتھ شہر سے باہر جانے کی اجازت دی گئی۔

اس کے بعد، دوسرے شہری باری باری آئے۔ ہر ایک کے بارے میں دس دینار ... سلطانی محاسبوں کو ادا کئے جاتے اور وہ انہیں باہر جانے دیتے۔ جن لوگوں کے پاس زر نقد نہیں تھا۔ ان سے سلطانی فوج نے ان کا سامان خریدا۔ اور ان کو زر فدیہ ادا کرنے میں مدد دی۔

نور الدین نے ایک ہزار آرمینیوں کی طرف سے زر فدیہ سلطانی خزانہ میں داخل کیا۔ اسی طرح دوسرے مسلمان سرداروں نے بھی کمال فیاضی سے کام لے کر ہزار ہا شہریوں کو اپنے کرم سے نوازا اور آزادی کی دولت عطا کی۔

صبر اور رضا کا امتحان

اسی موقعہ پر سلطان کے صبر اور فیاضی کا امتحان بھی ہوا لاٹ پادری، بڑی شان و شوکت کے ساتھ شہر کے دروازے پر نمودار ہوا، اس کے پیچھے پیچھے کئی گھوڑا گاڑیاں، سونے اور چاندی سے لدی آ رہی تھیں لاٹ پادری نے تمام گرجوں کے محفوظ خزانے، ان گاڑیوں پر لاد دیئے تھے کہیں بیش قیمت جواہرات تھے۔ کہیں سونے کی صلیبیں، اور سونے، چاندی کے برتن کہیں، اطلس و زربفت کے پردے، قیمتی صوفے، الغرض کروڑوں کا سامان تھا۔ یہ بجت، قربانگاہ کی سونے کی چادر بھی طمع زر میں اتار لایا تھا۔

سلطان کے ہمراہیوں نے اتنی دولت اپنے ہاتھوں سے جاتے دیکھی تو سلطان کے حضور حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا یہ مردود بیت المقدس کی ساری دولت لئے جا رہا ہے حکم ہو تو اس سے چھین لیں۔

سلطان کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا، وہ نہایت غیظ و غضب میں چلایا۔

"میں دولت کی خاطر بد عہدی کروں! تم مجھے کیا سمجھتے ہو۔ لاٹ پادری اگر اس سے زیادہ بھی اپنے ساتھ لے جانا چاہے تو لے جا سکتا ہے۔ میں تو اس سے صرف دس دینار لینے کا حقدار ہوں اور وہ میں لے چکا ہوں۔"

لطف کی بات یہ ہے کہ دنیا کو اس وسعت قلبی اور رحمت و کرم کا سبق دینے والا لاٹ پادری تو ساری دولت کو سمیٹ کر لے گیا مگر ان بے شمار غریب عیسائیوں کو جن کے پاس زر فدیہ ادا کرنے کے لئے ایک حبہ نہ تھا غلامی کی زندگی گذارنے کے لئے پیچھے چھوڑ گیا۔ اور وہ کام جو لاٹ پادری کو کرنا چاہئے تھا، سلطان نے کیا اور تمام عیسائیت کو بتا دیا کہ عیسائیت اور اسلام میں کیا فرق ہے

العادل کی فیاضی

غریب عیسائیوں کو آزاد کرنے کے لئے سلطان کے اشارہ پر العادل جس کا عزیز بھائی آگے بڑھا، اور سلطان سے مخاطب ہو کر بولا

"برادر میں آپ سے ایک ہزار عیسائی مانگتا ہوں۔"

سلطان نے مسکراتے ہوئے فرمایا

"عادل انہیں کیا کرو گے!"

العادل بولا "

"جو جی چاہے۔"

سلطان جانتا تھا۔ کہ العادل ان عیسائیوں کو آزاد کر دے گا، یہ ترکیب خود سلطان کی ہی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ عیسائیوں کو غلاموں کو آزاد کرنے کی ترغیب دے رہے تھے

ایک ہزار عیسائی العادل کے سپرد کر دئے گئے، یہ غریب تھے کہ انہیں غلامی کی زندگی گذارنی پڑے گی لیکن ان کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ جب العادل نے ان سب کی جیبوں میں سفر خرچ ڈال کر انہیں آزاد کر دیا اور اجازت دی کہ جہاں چاہیں چلے جائیں

اس موقعہ پر لاٹ پادری اور بلیین بھی موجود تھے یہ دونوں بھی جرأت کر کے آگے بڑھے اور سلطان سے دو ہزار عیسائی غلاموں کی رہائی کی اجازت چاہی،

سلطان نے ہنس کر دو ہزار عیسائی بلا معاوضہ ان کے سپرد کر دیئے۔ اور یہ دو ہزار بھی آزاد کر دیئے گئے۔

سلطان کا اپنا عمل

یہ کھیل کھیلا جا رہا تھا۔ کہ خود سلطان نے بھی اس میں شرکت کی اور مجمع سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

"میرے بھائی نے اپنا فرض انجام دیا، اور اب میں اپنا فرض انجام دیتا ہوں،

میرے حکام سن لیں کہ تمام بوڑھے عیسائیوں کو میری طرف سے آزاد کر دیا جائے "

یہ منظر بھی عجیب تھا۔ تمام بوڑھے عیسائی اپنے اپنے گھروں سے نکل کر، آزادی کا سانس لیتے ہوئے، بیت المقدس سے جدا ہو رہے تھے۔

عورتوں پر رحم

سلطان نے بیت المقدس کی ان عورتوں کے ساتھ جس فیاضی کا سلوک کیا یہ داستان بھی سننے کے تعلق رکھتی ہے۔

یہ داستان کسی مسلمان نے بیان نہیں کی اس کی راوی نواب بیلین ہے جو اس موقعہ پر موجود تھا۔ وہ کہتا تھا۔ "تمہیں یہ سن کر خوشی ہوگی۔ کہ سلطان صلاح الدین

[illegible]

نے ان نوجوان لڑکیوں اور عورتوں کے ساتھ جن کے شوہر فلسطینی جنگوں میں سلطان کے ہاتھ قید ہو چکے تھے، حیرت انگیز فیاضی کا سلوک کیا۔

یہ عورتیں سینکڑوں کی تعداد میں سلطان کے حضور روتی ہوئی آئیں۔ سلطان نے انھیں روتے دیکھ کر پوچھا کیا چاہتی ہو؟

سلطان کو بتایا گیا کہ ان کے شوہر پچھلی جنگوں میں قید ہو چکے ہیں۔ یا مارے جا چکے ہیں سلطان نے قیدیوں کے نام پوچھے، نام بتلائے گئے۔ تو اس نے حکم دیا کہ یہ سب قیدی جہاں کہیں بھی ہوں، رہا کر دئے جائیں۔

جن عورتوں کے شوہر مر چکے تھے انھیں سلطان نے اپنے خزانہ سے معقول زر نقد دے کر جہاں چاہیں انھوں نے کہا وہیں پہونچا دیا۔

اسی شخص کا بیان ہے کہ سلطان نے ان عورتوں کو ہزاروں دینار عطا فرمائے اور اس طرح ایک حیرت انگیز فیاضی کی مثال پیش کی۔ اور اس طرح جو کچھ مال حاصل کیا تھا۔ اس کا بڑا حصہ اس بیت المقدس کی تعمیر اور عیسائی مفتوحین کی آزادی میں خرچ کر دیا۔

ایک تلخ یاد

آپ سلطان کی فیاضی تو دیکھ چکے اب ذرا ایک نگاہ اس منظر پر بھی ڈال لیجے۔ جب عیسائیت کے علمبردار اس شہر میں داخل ہوئے۔

خود عیسائی مورخین کا بیان ہے۔

کہ شہر میں ہر طرف بے کس مسلمانوں کی لاشوں کے ڈھیر لگے تھے
عیسائی درندوں نے بے گناہ مسلمانوں کو بری طرح ذبح کیا۔ ان کے
اعضاء ریزہ ریزہ کاٹ دئے۔
مسلمان عورتوں کی انتہائی درندگی کے ساتھ عصمت دری کی جنہوں
نے مقابلہ کیا۔ ان کی چھاتیاں خنجروں سے کاٹ دیں برہنہ کر کے ہوں میں
پھینک دیے۔ مال و زر لوٹ لیا دودھ پیتے بچوں کو ماؤں کی
چھاتیوں سے جبراً جدا کر کے انھیں ذبح کر دیا گیا۔"

غرض ان مسیحی درندوں نے اسی مقام پر جہاں سے امن و سلامتی کے پیغامبر حضرت مسیح علیہ السلام نے عدم تشدد کی تعلیم دی تھی، مسلمانوں پر انتہائی ظلم و ستم ایجاد کیا، وہ ایسا کرتے وقت اپنے پیشوا کی تعلیم بھول گئے۔ مگر سلطان صلاح الدین نے اسی مقام پر انتہائی فیاضی کا ثبوت دے کر بتا دیا کہ اسلام سے بہتر دنیا کا کوئی مذہب امن و سلامتی کی تعلیم نہیں دیتا۔ وہ مسلمان کے دل میں رحم اور بخشش کے نہ صرف جذبات پیدا کرتا ہے۔ بلکہ اسے انتہائی رحیم اور کریم بھی بنا دیتا ہے۔

لین پول بجا لکھتا ہے، کہ اگر صرف بیت المقدس کا واقعہ ہی سلطان کی سیرت کی بنیاد قرار دیا جائے تو ہم بلا تامل کہیں گے، کہ وہ دنیا کا سب سے بڑا، فرض شناس رحم دل، اور منصف مزاج فاتح تھا۔ اور ایسا فاتح دنیا نے کبھی پیدا نہیں کیا۔

سچ پوچھو تو سلطان، اس فیاضی اور رحم کا ثبوت کیوں نہ دیتا جب اس کے سامنے اس کے آقا سید کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال تھی۔ اسے معلوم تھا کہ آنحضرت نے فتح مکہ کے وقت اپنے ان دشمنوں کو اپنے دامن کرم میں پناہ دی تھی جنہوں نے حضور کی زندگی کا چراغ بجھانے کی انتہائی کوشش کی تھی۔

شہر میں شاندار داخلہ

جب عیسائی شہر چھوڑ کر باہر نکل گئے۔ تو سلطان بڑی شان و شوکت کے ساتھ شہر میں داخل ہوا، بیت المقدس کی موجودہ حالت دیکھ کر سلطان کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے، ہر جگہ صلیبیں پھیلی تھیں۔ خود مسجد عمرؓ میں جو دنیا کے ایک بہت بڑے بت شکن کی یاد میں تعمیر ہوئی تھی، بیشمار صلیبیں نصب تھیں۔ سلطان نے یہ سب صلیبیں، تڑوا کر باہر پھنکوا دیں۔ اور مسجد عمرؓ کو ان ناپاکیوں سے پاک کر دیا۔ یہ منظر بھی بڑا ہی دلفریب تھا جب ۹۰ سال کے بعد یہ مقدس مقام مسلمانوں نے دوبارہ حاصل کیا اور اس کے میناروں سے اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہوتی سنی گئیں۔

مسجد کے ہر گوشے میں مجاہدین ذوق و شوق کی تصویر بنے، قرآن کی تلاوت میں مصروف تھے۔ کہیں نفل پڑھے جا رہے تھے۔ کہیں شکر کے سجدے ہو رہے تھے

فتح کی خوشی میں شاہی دربار

فتح کی خوشی میں ایک شاندار دربار منعقد ہوا۔ شعراء نے، سلطان کی شان میں قصیدے پڑھے، امراء نے تقریریں کیں اور سلطان نے کمال فیاضی سے انعام اور خلعت ہائے فاخرہ تقسیم کئے۔ فوج میں مٹھائیاں تقسیم کی گئیں، اور ہر اس شخص کو جس نے جنگ میں حصہ لیا۔ زر نقد سے بھری ہوئی تھیلیاں عطا ہوئیں۔

علامہ بہاؤالدین نے اس موقعہ پر جو قصیدہ پڑھا۔ اس کے چند اشعار یہ ہیں

نزعت لباس الكفر عن قدس ارضها
والبستها الدين الذي كشف اللبسا
وعادت ببيت الله احكام دينا
فلا بطركا البقيت فيها ولا قسا
وقد شاع في الافاق عنك بشارة
بان اذان القدس قد بطل القسا
جرى بالذي تحوي القضا وظاهرت
ملائكة الرحمان اجنادك الحمسا

(ترجمہ) (۱) تو نے بیت المقدس سے کفر کا لباس اتار کر،
اسے وہ پاک لباس پہنا دیا۔ جو تمام ادیان کا پردہ دار ہے
(۲) اب یہاں اللہ کے دین کے احکام جاری و نافذ ہیں
یہاں اب کہیں نہ کوئی بطریق نظر آتا ہے اور نہ ہی قسیس
(۳) بیت المقدس سے اب اذان کی جو مقدس صدا بلند
ہو رہی ہے اس سے ناقوس کا شور دب گیا ہے۔
اور تیرے اس کارنامہ کی شہرت ساری دنیا میں پھیل گئی ہے
(۴) قدرت کو یہی منظور تھا جو اب ہوا تیرے بہادر اور جانفروش
سپاہی۔ اللہ کے فرشتوں کی صورت میں دشمنوں پر غالب آئے

بعض دوسرے علما اور فضلا نے بھی اس موقعہ پر قصیدے پڑھے، سلطان نے ان سب کو گرانقدر انعامات عطا فرمائے اس لئے نہیں کہ انہوں نے سلطان کی تعریف کی تھی بلکہ اس لئے کہ سلطان کے ہاتھوں خدا نے بزرگ و برتر نے ایک عظیم الشان کارنامہ کروایا۔

اس نے اس موقعہ پر بجا کہا تھا کہ اگر دنیا کی بھری دولت میرے قبضہ میں ہو اور میں اسے راہ خدا میں تقسیم کر دوں تو بھی اس کا شکر ادا نہیں کر سکتا۔

نامہ ہائے فتح

اس فتح کی خوش خبری دینے کے لئے، دنیائے اسلام کے ہر ممتاز سردار اور امیر کو نامہ ہائے فتح لکھے گئے۔

صرف علامہ بہاؤالدین نے اپنے ہاتھ سے ستر خط لکھے۔ بعض دوسرے

سیکڑوں سے بھی اسی قدر خطوط لکھواسئے گئے !

مبارکباد کے خطوط

اس فتح پر سلطان کے حضور دنیا ئے اسلام کے ہر گوشہ سے مبارکبادی کے خطوط آئے۔ خلیفہ بغداد نے مبارکباد کے ساتھ ساتھ کچھ تحفے بھی بھیجے۔

جمعہ کی نماز اور خدائے بزرگ و برتر کے اس فضل کا عام اعتراف

جمعہ کے مبارک دن، مسجد عمر میں سلطان نے ۹۰ سال کے بعد پہلا جمعہ پڑھا۔ اس موقع پر جامع مسجد میں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ ہر طرف مسلمانوں کا ایک انبوہ پھیلا تھا۔

حلب کے قاضی القضاۃ جناب قاضی محی الدین محمد ابن علی نے خطبہ جمعہ پڑھا۔ شروع میں خدا کی حمد بیان کی پھر سرور کون و مکاں پر درود بھیجا، صحابہ اور خلفاء کے لئے بخشش کی دعائیں کیں اور پھر فرمایا۔

اے لوگو! اس عظیم الشان کارنامے پر جتنا جی چاہے خوشیاں مناؤ۔ سن لو! خدا تمہارے اس کارنامے سے خوش ہو گیا ہے اور ایک مسلمان کی انتہائی آرزو یہی ہے کہ خداوند قدوس اس سے راضی ہو۔

اس نے اس مقدس مقام کو پھر تمہارے ہاتھوں میں دے دیا ہے جسے کفار تم سے چھین لے گئے تھے۔ اور یہ ایک صدی کے بعد تمہیں ملا ہے کیا یہ خوشی کا مقام نہیں !

تم نے اسے کفر کے ناپاک لباس سے نجات دی اور اسے اسلام کا پاکیزہ لباس پہنایا۔ یہی اللہ کا وہ پاک گھر ہے جو سب سے پہلے اللہ کی عبادت کے لئے بنایا گیا

یہی وہ مقام ہے جسے اللہ نے اپنی برکت سے نوازا۔ اسی مقدس مقام کی بنیاد تو حید الٰہی پر رکھی گئی۔ اس کی دیواریں اس کی عظمت کا اعلان کرنے کے لئے بلند ہوئیں۔ اور اب بھی اسی کے نام کی عظمت کی یاد میں کھڑی ہیں

یہ تمہارے باپ ابراہیمؑ کا مسکن ہے۔ یہیں سے تمہارے اور میرے آقا سید کون و مکاں ﷺ لئے آسمانوں پر تشریف لے گئے یہی وہ مقام ہے جس کی طرف منہ کرکے ابتدائے اسلام میں نماز پڑھی جاتی رہی !

یہ نبیوں کا گھر اولیاء کا مدفن، یہ وحی کا منبع، اور حشر و نشر کی جگہ ہے۔

یہی وہ مقام ہے جہاں جبریل امین انسان کی صورت میں حضرت مریم علیہا السلام کے پاس تشریف لائے اور انہیں حضرت مسیحؑ کی بشارت دی،

جانتے ہو مسیح کون تھے؟ اللہ کے برگزیدہ پیغمبر اور اس کے بزرگ و برتر بندے۔

یاد رکھو وہ انسان تھے، خدا نہ تھے۔ عیسائی انہیں خدا سمجھتے ہیں مگر قرآن اس کی مخالفت کرتا ہے

مسلمانو! کیا تم خدا کے برگزیدہ انسان نہیں ہو۔ اس نے تمہیں اتنی بڑی عنایت سے نوازا۔ تمہارے ہاتھوں یہ شہر فتح ہوا۔ تمہارے ساتھ اس سعادت میں کوئی اور شریک نہیں ہے۔

مبارک ہو تم کو کہ تم نے اتنا شاندار کارنامہ انجام دیا۔ تم نے بدری صحابہ رضہ کے عمل کو اپنی جرأت و بہادری سے زندہ کر دیا۔ تم نے ابو بکر رضہ کی طرح مستقل مزاجی کا ثبوت دیا۔ تم نے عمر رضہ کی طرح فتح پائی۔ عثمان رضہ کی طرح سخاوت اور فیاضی کی۔ تم علی رضہ کی طرح شجاعت و بہادری سے لڑے۔

تم نے دنیائے اسلام کے لئے جنگ قادسیہ کی مبارک یاد تازہ کرادی تمہارے معرکہ یرموک، خیبر تو یاد دلا دیا۔ اور حد تو یہ ہے کہ تم نے خالد سیف اللہ رضہ کی تقلید کی

خدائے بزرگ و برتر تمہارے اس نیک کام کو شرف قبولیت بخشے اور اس کی راہ میں تم نے جو خون بہایا ہے اسے اپنے لطف و کرم نوازے۔ اور اس کے صلہ میں تمہیں جنت الفردوس عطا فرمائے یہی اور ازلی مسرت اور مسلمان کی انتہائی آرزو !

اے رب! اور اپنے اس بندے کی عمر دراز کر، جو محض تیرے لئے رحم کرتا ہے، جو محض تیرے انعامات پانے کے لئے فیاضی سے کام لیتا ہے۔ اے خدا اسے بخش! جو تیری تلوار ہے، تیرے دین کا روشن چراغ ہے جو تیرے سچے مذہب کا پابند، تیرے گھر کو کفر کی نجاست سے پاک کرنے والا ہے۔ اے رب گواہ رہو! یہ فتح نصیب تاجدار باعظمت سلطان، صلیب پرستوں کا قاتل، اسلام کا حامی۔ اور دنیا و دین کے لئے باعث فخر، ابو المظفر یوسف بن ایوب۔ سرور کون و مکاں کا ادنیٰ غلام ہے

یا اللہ! اس کی حکومت کو اتنی قوت عطا فرما کہ وہ ساری دنیا میں پھیل جائے۔

خداوندا تیرے فرشتے ہمیشہ اس کے مبارک علم پر سایہ فگن رہیں۔ اے بندہ نواز قدوس اسے اسلام کی حفاظت کے لئے زندہ رکھ۔ اس کی حکومت کو اسلام کی خاطر دن دگنی اور رات چوگنی ترقی دے۔ اسے مشرق اور مغرب میں پھیلا دے۔

یا اللہ۔ تو اس کا محافظ بن اس کے بعد اس کے بچوں پر نگاہ کرم رکھ اور اس کی خدمت کو قبول فرما۔ آمین بجاہ سید المرسلین !!

یہ خطبہ بہت شاندار تھا۔ قاضی صاحب نے اسے جس جوش خطابت سے ارشاد فرمایا، اس نے لوگوں کے دلوں میں ایک عجیب مسرت اور جوش موجزن کر دیا، ہر طرف سے اللہ اکبر اللہ اکبر کے نعرے بلند ہو رہے تھے۔

قاضی الفاضل نے اس خطبہ کی تعریف میں گو شاعری کی ہے۔ لیکن ان کے یہ الفاظ اس خطبہ کی اہمیت کو کتنا بڑھا دیتے ہیں۔

"آسمان، خوشی سے پھٹ پڑے رحمت کی بارش ہونے لگی ستارے کچھ ایسے وجد میں آئے کہ ایک دوسرے سے مل کر خوشی کے گیت گانے کے لئے اپنی اپنی جگہ چھوڑ گئے"

ابن خلکان نے اس خطبہ کا عربی متن بھی دیا ہے چونکہ یہ خطبہ بہت طویل تھا اس لئے ہم نے ترجمہ پر اکتفا کیا ہے جو لوگ اصل خطبہ دیکھنا چاہیں وہ ابن خلکان جلد دوم صفحہ ۳۴۰ تا ۳۴۱ سے رجوع فرمائیں۔

مسجد عمرؓ کی مرمت اور تزئین صلاح الدین نے مسجد عمر رضہ کی مرمت کرائی۔ اور اس میں وہی سادگی اور حسن پیدا کر دیا۔ جو پہلے دور میں اس کی خصوصیت تھا۔

دمشق سے ایک خوبصورت منبر منگوا کر اس میں رکھا یہ منبر وہی ہے جسے نورالدین زنگی مرحوم نے بنوایا تھا۔ نیز مسجد کے سب سے بڑے محراب پر یہ عبارت کندہ کرائی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس محراب اور مسجد اقصےٰ کی مرمت جس کی بنا تقویٰ اور طہارت پر رکھی گئی، اللہ کے بندے اور خلیفہ یوسف بن ایوب، ابوالمظفر ملک الناصر صلاح الدین والدین نے کرائی

اس بادشاہ کے ہاتھوں، یہ مقدس شہر ۵۸۳ھ ہجری میں فتح ہوا اس نے اپنے اس کام کے عوض اللہ سے دعا کی کہ وہ اپنے رحم و کرم کے صدقہ میں اس کے گناہوں کو معاف کرے۔

اللہ بہت مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔

فتح کے بعد سلطان کوئی ایک مہینے کے قریب بیت المقدس میں ٹھہرا۔ اس مدت میں اس نے کئی سرائیں، مدرسے اور ہسپتال بنوائے، فرانسیسی ہسپتال کو مدرسہ شافعیہ میں تبدیل کر دیا۔ اور کئی باغات، مکانات اور جاگیریں ان کے نام وقف کر دیں۔

صور کی طرف روانگی سلطان کے پاس بیت المقدس میں ہی اس کے مخبری گئی بار یہ خبریں لائے کہ صور پر فلسطین کے تمام عیسائی قافلہ در قافلہ اور فوج در فوج جمع ہو رہے ہیں۔ لیکن چونکہ بیت المقدس کا انتظام زیادہ ضروری تھا۔ اس لئے وہ صور کی طرف جلدی نہ بڑھ سکا۔ انتظام سے یوں ہی فراغت پائی۔ وہ الملک العادل، الملک الافضل، نورالدین، تقی الدین اور دوسرے مشہور سرداروں اور ان کے فوجی دستوں کو ساتھ لئے ہوئے صور کی طرف بڑھا۔

صور کی حفاظتی تدابیر سلطان اور اس کے ساتھی جس وقت صور پہنچے تو انہیں یہ دیکھ کر بے حد حیرت ہوئی کہ صور کے نہ صرف چاروں طرف، دو دریا اور نہریں پھیلی ہیں۔ بلکہ صور کے محافظ برجوں پر غیر معمولی تعداد میں عیسائی سپاہ جمع ہے۔

سچ بات تو یہ ہے کہ کارنڈ نے دن و رات صرف کر کے شہر کو انتہا سے زیادہ محفوظ بنا دیا تھا۔ اس نے صور کے دو طرف بہنے والے دریاؤں کو کاٹ کر صور کو ایک جزیرہ بنا دیا۔ شہر پناہ کے برجوں پر بے شمار منجنیقیں نصب کیں جو قریب آنے والے دشمن پر بڑی آسانی کے ساتھ آگ اور پتھر برسا سکتی تھیں۔

جب سلطانی فوج، شہر پناہ کے قریب آئی۔ تو دشمنوں نے بڑی سختی سے اس کا مقابلہ کیا۔ شام تک بڑی سخت لڑائی ہوئی، محصورین، ایک تو شہر پناہ سے دوسرے کشتیوں پر بیٹھ کر مسلمانوں پر تیر چلاتے رہے۔

عکہ سے جہازوں کی طلبی شام ہونے پر سلطان نے عکہ سے جہاز طلب فرمائے، تاکہ عیسائیوں سے بحری اور بری دونوں طریق سے لڑائی لڑ سکے۔

تیسرے دن عکہ سے جہاز آ گئے، ان کی تعداد دس تھی۔ اس دن خوب مقابلہ ہوا، رات بڑی خوشی سے بسر ہوئی۔ مگر آخری رات مسلمان جہازرانوں کی غفلت سے سلطان کے جہازوں کو عیسائی پکڑ لے گئے

سلطان کو کو اس واقعہ کی اسی وقت خبر ہو گئی۔ لیکن وہ خشکی پر تھا۔ اس لئے جہاز چھڑا نہ سکا!

بحری جنگ کا جس بری طرح انجام ہوا، اس کی سلطان کو امید نہ تھی۔ تو دوسرے دن لڑائی بڑی سخت ہوئی مگر کامیابی کے آثار دکھائی نہ دیئے۔

سلطان نے جنگی کونسل طلب کی امراء سے لڑائی کے متعلق رائے پوچھی اکثر کی یہی رائے تھی۔ کہ چونکہ جاڑے کا موسم آ چکا ہے۔ اس لئے فی الحال لڑائی ملتوی کی جائے۔ پھر فوج بھی کئی مہینوں سے متواتر لڑ رہی تھی۔ اس لئے سلطان نے بھی مناسب سمجھا۔ کہ محاصرہ اٹھا لے۔ یہیں سے سلطان نے مصری فوج کو مصر، شامی کو شام، جزیرہ والی کو جزیرہ، موصل والی کو موصل بھیج دیا اور خود اپنی ذاتی فوج لے کر عکہ کو چلا۔

سردی کے دو مہینے یہیں ختم کئے اور مارچ میں، کوکب ہوتا ہوا، دمشق پہونچا یہاں دس دن ٹھیرا۔ اور پھر جلد ہی طرابلس کے ارادہ سے حمص کی طرف بڑھا!

حمص پہونچ کر تھوڑی دیر یہاں رکا۔

باب ۱۱
فتح انطاکیہ

طرابلس پر حملہ کی خبر مشہور ہوئی تو سسلی کے بادشاہ نے طرابلس کو بچانے کے لئے پانچ سو نائٹ اور بیس فوجی جہاز فوج سے بھر کر طرابلس روانہ کئے۔

کارنڈ بھی صور سے چل کر طرابلس کی امداد کو آیا۔ کرنڈ کے ساتھ یورپ کے مشہور و معروف گرین ماسٹ بھی تھے۔ سلطان نے ان کی آمد کی خبر سنی تو اسے اپنے بال مدعو کیا، بڑی شاندار دعوت دی۔ اور انعام و اکرام سے لاد دیا۔

الطرطوس کا محاصرہ سلطان حمص سے چل کر طرابلس کی بجائے انطاکیہ کی طرف بڑھا اور حصن الاکراد پہونچا۔ یہیں عماد الدین حاکم سنجار اس سے آ کر ملا، سلطان نے اپنی فوج کو اپنے مخصوص قاعدے سے ترتیب دیا۔ اور آگے بڑھا۔ الطرطوس تھا۔ دوپہر کے وقت پر سلطانی لشکر نے الطرطوس پر حملہ کیا۔

الطرطوس میں دو برج تھے، پہلے برج کو سلطان نے پہلے ہی حملہ میں فتح کر لیا۔ دوسرے برج کی فتح میں البتہ بہت دقت پیش آئی۔ سلطان ایک دستہ فوج کو محاصرہ پر چھوڑ کر خود نہایت ہی بہادری سے لڑا۔

مرقبہ کی فتح مرقبہ پہونچا۔ مرقبہ والے سلطان کی آمد کی خبر سنتے ہی بھاگ گئے تھے۔ سلطان نے شہر پر قبضہ کر لیا اور آگے بڑھا۔

جبلہ پر قبضہ سامنے جبلہ تھا۔ سلطان جب وہاں پہونچا تو مرقبہ کی طرح جبلہ کے شہری بھی شہر چھوڑ کر بھاگ گئے۔ سلطان نے شہر پر قبضہ کر لیا۔ قلعہ ابھی باقی تھا، اس پر قبضہ کرنے میں دو دن لگے۔ سلطان اور قلعہ والوں میں مصالحت ہو گئی۔

لاذقیہ یہاں سے چل کر سلطان لاذقیہ پہونچا۔ اور شہر پر بلا مقابلہ قبضہ کر لیا شہر والے شہر چھوڑ کر ان قلعوں میں جا چھپے جو سامنے کی پہاڑی پر بنے

تھے۔ سلطان بھی وہاں پہونچا اور محاصرہ کر لیا، سرنگیں کھودی گئیں، اور قلعے فتح ہونے والے ہی تھے۔ کہ محصورین نے امان طلب کی، سلطان نے انھیں امان دیدی۔ اور قلعوں پر قبضہ کر لیا۔

صیہون پر حملہ اور قبضہ لاذقیہ سے چل کر سلطان صیہون پہونچا، رات یہیں بسر کی گئی۔ دوسری صبح سلطانی فوج نے ہر چہار طرف سے شہر پر حملہ کر دیا۔ منجنیقیں شہر پناہ پر آگ برسانے لگیں۔ شام تک شہر پناہ کا ایک اچھا خاصہ حصہ منہدم ہو گیا۔ دوسری صبح دوپہر تک شہر پناہ کے اس حصہ پر لڑائی ہوتی رہی۔ دوپہر کے بعد عیسائیوں نے امان طلب کی، اور انھیں بیت المقدس کی شرائط پر امان دے دی گئی۔

چند دوسرے قلعے صیہون سے سلطانی لشکر بلاطنس، فجر، عید، جماہیب کی طرف بڑھا۔ یہ سب قلعے بلا لڑے سلطان کے قبضہ میں آگئے۔

بکاس اور الشغر پر قبضہ ایک دن بعد، سلطان بکاس اور الشغر کی طرف بڑھا۔ یہ دونوں قلعے، آس پاس بنے تھے۔ پہلا قلعہ تو آسانی سے قبضہ میں آگیا۔ مگر دوسرا قلعہ چونکہ بہت بلندی پر تھا، اور اس تک پہونچنے کا کوئی رستہ بھی نہ تھا، جو پل اس تک پہونچنے کے لئے تھا۔ اسے عیسائیوں نے جلا دیا تھا۔ اس لئے اس پر آسانی سے قبضہ نہ کیا جا سکا۔

تین دن تک سلطانی فوج منجنیقوں کے ذریعہ سے شہر پناہ پر آگ اور پتھر برسانی رہی۔

چوتھے دن قلعہ والوں کے سفیر طلب امان کے لئے حاضر ہوئے اور تین دن کی مہلت مانگی۔ مہلت دے دی گئی۔ اور چوتھے دن الشغر پر اسلامی پھریرا لہراتا نظر آیا۔

فتح سرمینیا سلطان نے الملک الظاہر کو تھوڑی سی فوج دے کر سرمینیا کی طرف بھیجا۔ یہ بہت مضبوط قلعہ تھا، الملک الظاہر نے بڑی تیزی اور پھرتی سے اس پر حملہ کیا۔ اور دو روز کی لڑائی کے بعد اسے فتح کر لیا۔

برزیہ خود سلطان برزیہ پہونچا۔ یہیں الملک الظاہر بھی اس سے آملا برزیہ انطاکیہ کا بہت مشہور قلعہ تھا۔ اور ہر چہار طرف سے دریا میں گھرا تھا سلطان نے پہلے خود قلعہ کے چاروں طرف چکر لگایا کہ حملہ کرنے کی کوئی راہ دیکھے قلعہ کی مغربی جانب ایسی نظر آئی۔ کہ اگر اس طرف سے حملہ کیا جائے تو کامیابی ہو سکتی تھی! یہیں اسلامی فوج اتری اور یہیں سے شہر پناہ پر منجنیقوں سے پتھر اور آگ کی بارش ہونے لگی، شہر پناہ سے بھی ایک منجنیق کے ذریعہ، سلطانی لشکر پر پتھر برسائے گئے۔ اور سلطانی منجنیقیں تقریباً بے کار کر دی گئیں۔ اسی میں شام ہو گئی۔ اور لڑائی دوسرے دن پر ٹل گئی۔

دوسرے دن سلطان نے فوج کے تین حصے کئے، ایک حصہ الملک الظاہر کو، دوسرا عماد الدین زنگی کو، اور تیسرا خود لیا،

عماد الدین زنگی پہلے آگے بڑھا۔ اور بڑی بہادری سے لڑتا ہوا، شہر پناہ تک پہونچ گیا۔ اوپر سے شہر پناہ کی محافظ فوج نے، اس پر بہت سختی سے پتھروں اور تیروں کی بارش کی۔ اور دوسری طرف سے دروازہ پر لڑنے والی فوج نے سخت مقابلہ کیا۔ اور وہ کسی قدر پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوا، یہ صورت حال دیکھ کر سلطان خود آگے بڑھا۔ اس وقت بڑی سخت گرمی پڑ رہی تھی۔ اوپر سے تیروں اور پتھروں کی بارش ہو رہی تھی مگر بہادر سلطان اور اس کے ساتھی بجلی کی طرح آگے بڑھ رہے تھے۔ بڑا سخت مقابلہ ہو رہا تھا۔ لڑائی ختم ہوتی نظر نہ آتی تھی کہ الملک الظاہر بھی آ پہونچا اور تینوں دستوں نے اس سختی سے حملہ کیا۔ کہ شہر والے شہر پناہ میں گھس گئے ساتھ ہی مسلمان بھی گھسے چلے گئے۔ تھوڑے ہی وقفہ کے بعد قلعہ مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا۔

دربساک پر حملہ دوسرے دن سلطانی فوج دربساک کی طرف بڑھی۔ یہ قلعہ ایک اونچے پہاڑ پر بنا تھا اور بہت مضبوط تھا۔ سلطان نے منجنیقوں سے قلعہ پر آگ برسانی شروع کر دی اور دوپہر کے وقت قلعہ کی شمالی دیوار ٹوٹ گئی۔ مگر اتنی نہیں کہ اس سے آدمی اندر جا سکے۔ اس لئے ایک سرنگ تیار کی گئی۔ کئی دن تک سرنگ کھدتی رہی۔ آخر اتنا سوراخ ہو گیا کہ ایک آدمی اس کے رستے سے شہر میں داخل ہو سکتا تھا، سلطانی فوج کے سپاہی اس راستے اندر داخل ہونے کی بہت کوشش کر رہے تھے۔ مگر کسی طرح کامیابی نہ ہوئی

سلطان کی حیرت انگیز جرأت آخر خود سلطان اس سرنگ میں گھسا اور اس پھرتی اور تیزی سے سرنگ سے شہر میں داخل ہو گیا کہ سرنگ کے محافظ کو اس پر حملہ کا موقعہ نہ مل سکا، پھر کیا تھا! بہت سی فوج اندر پہونچ گئی اور قلعہ فتح ہو گیا۔

بغراس پر حملہ یہاں سے سلطان بغراس کی طرف بڑھا بغراس بھی بہت مضبوط قلعہ تھا، سلطانی فوج پانچ دن تک اس کا محاصرہ کئے رہی، سلطانی منجنیقیں شہر پناہ پر پتھر پھینک رہی تھیں۔ جس سے شہر والے ڈر گئے اور امان طلب کی، امان دے دی گئی اور قلعہ پر سلطان کا قبضہ کر لیا گیا۔

مصالحت بغراس سے سلطان انطاکیہ کی طرف بڑھنے ہی والا تھا۔ کیونکہ اب انطاکیہ کا ہی شہر باقی رہ گیا تھا کہ انطاکیہ کے بادشاہ کے سفیر مصالحت کی درخواست لے کر حضور سلطانی میں حاضر ہوئے۔

گو سلطان جانتا تھا۔ کہ وہ انطاکیہ کو بھی جلد فتح کرے گا لیکن اس کی صلح پسند طبیعت نے مصالحت کی درخواست کو رد کرنا مناسب نہ سمجھا۔ اور سچ پوچھو تو یہ بات بھی تھی۔ کہ سلطانی سپاہ کئی مہینے سے برابر لڑ رہی تھی، بے شمار مال غنیمت اس کے پاس جمع ہو گیا تھا، سپاہی گھروں کو جانے کے لئے بیتاب تھے۔ اس لئے بھی یہ درخواست قبول کر لی گئی۔

اس مصالحت کی شرائط حسب ذیل تھے۔

(۱) بادشاہ انطاکیہ تمام ان مسلمان قیدیوں کو آزاد کر دے گا جو اس کی قید میں ہیں۔

(۲) یہ صلح آٹھ مہینے تک رہیگی اس مدت میں اگر شاہ انطاکیہ میں لڑنے کی طاقت پیدا ہو گی۔ تو وہ لڑے گا ورنہ شہر سلطان کے سپرد کر کے اس کی اطاعت قبول کرے گا،،

دمشق کو واپسی مصالحت ہو گئی تو سلطان حلب کی طرف پلٹا، یہاں سے اس نے نور الدین صاحب جزیرہ کو جزیرہ جانے کی

اجازت دے دی۔ الملک الظاہر کو حلب چھوڑا۔ اور خود حمص ہوتا ہوا دمشق واپس ہوا۔ دمشق میں کچھ دن تو آرام سے رہے لیکن آخر میں اسے صفد، کوکب، اور کرک کا خیال بری طرح ستانے لگا۔ وہ سوچ رہا تھا۔ کہ ابھی تک یہ تینوں قلعے، عیسائیوں کے قبضہ میں ہیں۔ ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔ گو رمضان سر پر تھا اور ایک مسلمان کی حیثیت سے اُسے رمضان گھر میں گزارنا چاہیئے تھا۔ مگر سلطان جیسے مجاہد کے لئے آرام کہاں جائز تھا اس نے سوچا رمضان میدان جنگ ہی میں کیوں نہ بسر ہو۔ عمر کا کیا اعتبار، آج زندہ ہوں۔ شائد کل مرجاؤں تو موت خدا کے رستہ میں کیوں نہ آئے۔ کتنا پاکیزہ تھا یہ جذبہ!۔

صفد کا محاصرہ اور فتح

اور اسی پاک جذبے کو دل میں لئے ہوئے بہادر فرض شناس سلطان صفد کی طرف بڑھا۔

یہ بارش کا موسم تھا، ہر طرف بارش کا پانی کھڑا تھا۔ اسی حال میں سلطان صفد کے قریب پہونچا۔ رات بھر منجنیقیں نصب کرنے کے انتظام کی بذات خود دیکھ بھال کی اور اس وقت تک آرام نہیں کیا جب تک منجنیقیں نصب نہیں ہوگئیں۔ دوسری صبح لڑائی کا آغاز ہوا قلعہ والے بڑی جگری سے لڑے اور ایک مہینہ تک لڑتے رہے۔ مگر بالآخر مصالحت پر مجبور ہوئے۔ مصالحت کی بنا پر صفد خالی کردیا گیا اور قلعہ پر اسلامی پھریرا عجیب شان سے لہراتا دکھائی دیا۔

فتح کرک اور شوبک

کہیں پیچھے ہم یہ بیان کرچکے ہیں کہ کرک پر سلطان نے کئی حملے کئے مگر قلعہ کی حیرت انگیز مضبوطی کے باعث کسی دفعہ بھی کامیابی نہ ہوئی اب جبکہ تمام فلسطین اور انطاکیہ سلطان نے فتح کرلیا تو کرک پر بھی توجہ کی۔ صفد کے محاصرہ کے وقت سلطان نے اپنے بھائی العادل کو کرک بھیجا اس بہادر شاہسوار نے وہاں پہونچ کر اس شدت سے قلعہ کا محاصرہ کیا کہ کرک والے فاقے مرنے لگے۔ بالآخر انھوں نے مصالحت کی درخواست کی اور اس طرح کرک جیسا عظیم الشان قلعہ سلطان کے قبضہ میں آگیا۔

سلطان کی حیرت انگیز فیاضی اور رحم دلی

کرک کے محاصرہ کے وقت ایک عجیب بات ہوئی۔ محصورین کے پاس چونکہ کھانے کو کچھ نہیں رہا تھا۔ اس لئے انہوں نے اپنے بوڑھوں، بچوں کو شہر سے نکال دیا تھا، الملک العادل نے ان بچوں اور عورتوں کو سلطان کے پاس بھجوادیا۔ سلطان نے ان سب کے سروں پر شفقت کا ہاتھ رکھا۔ انھیں خوب کھلایا۔ خوب پلایا پہننے کو عمدہ عمدہ کپڑے دئے۔ اور صلح ہونے کے بعد بہت سا روپیہ دے کر انھیں ان کے شوہروں اور ماں باپ کے پاس عزت و احترام سے بھیج دیا۔

کوکب پر حملہ

صفد کے محاصرہ کے وقت سلطان نے ایک دستہ فوج کوکب کے محاصرہ کے لئے بھیج دیا تھا، صفد کی فتح کے بعد خود سلطان بھی وہاں پہنچ گیا۔ سلطان کی آمد سے پہلے، کوکب والے کسی طرح ہار ماننے کا نام نہیں لیتے تھے۔ لیکن سلطان کے پہونچتے ہی امان کے طالب ہوئے انھیں بھی حسب سابق امان دے دی گئی۔

اب پورا فلسطین سلطان کے قبضہ میں آچکا تھا۔ اب حاجیوں اور تاجروں کے قافلے آسانی کے ساتھ منزل مقصود تک پہنچ سکتے تھے۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ ان پر چھاپہ مارے۔ یا ان کا مال چھینے۔ کیونکہ اب صلیبی سورماؤں کا قلع قمع سلطان

صلاح الدین ایوبی کرچکا تھا۔

البتہ صور ابھی فتح نہ ہوا تھا۔ اور یہی وہ مقام ہے جس نے سلطان کی شاندار کامیابیوں کے رستہ میں بہت بڑی رکاوٹ پیدا کی اور اسی کی آڑ لے کر سارا یورپ اللہ کے اس بہادر اور مخلص بندے کو کچلنے کے لئے بڑھا۔

دمشق کو واپسی

سلطان نے رمضان بھی اس دفعہ میدان جنگ ہی میں گزارا تھا۔ اور عید کی نماز بھی تلواروں کے سایہ میں پڑھی تھی۔ عید تو اس کی تھی۔ جس نے رمضان کا سارا مہینہ لڑائی میں کاٹا اور پھر بھی پورے روزے بھی اسی کے اس قابل تھے۔ کہ انھیں روزے کہا جائے۔ ایک ہمارے روزے ہیں۔ خلاصوں اور بےکسوں کے روزے۔ مجاہدوں اور فرض شناسوں کے روزے۔ یہ بارگاہ الٰہی میں شرف قبول پائیں تو کیوں کر اور ہم ان کی طفیل سربلند ہوں کیسے!

روزے رکھنے والو اور عید کی خوشی میں اچھے اچھے کھانے کھاکر مست ہونے والو کبھی تم نے یہ بھی سوچا ہے کہ رمضان کا مقصد اصلی کیا ہے؟ رمضان تو صبر اور استقلال، بہادری کے جذبات پرورش کرنے کے لئے آتا ہے۔ اس لئے نہیں آتا ہے۔ کہ . . . . . ہمیں بےکار سست اور کاہل بنادے۔ تم ہی انصاف سے کہو کہ رمضان میں تمہاری کیا حالت ہوتی ہے۔ کیا تم میں سے اکثر روزوں سے ناجائز فائدے نہیں اٹھاتے۔

خدارا اس مجاہد سلطان کے ان روزوں پر غور کرو جو اس نے میدان جنگ میں رکھے اور اس حالت میں رکھے۔ جب کہ وہ دنیا کے ایک بہت بڑے حصہ کا مطلق العنان اور اپنے وقت کا سب سے بڑا تاجدار تھا۔

سلطان کی سیرت پڑھنے والے اگر اس ایک ہی واقعہ سے ہی عبرت پکڑیں تو شاید ہم بدنصیب ہندیوں کی قسمت بدل جائے اور بہت ممکن ہے کہ ہم بھی رمضان کے مقصد اصلی کو پالیں۔

بہرحال عید میدان جنگ میں گزار کر وہ حلب ہوتا ہوا دمشق واپس ہوا۔ اور چند مہینے تک سلطنت کے نظم و نسق میں منہمک رہا۔

باب ۱۳

سارا یورپ سلطان کے مقابلہ پر

بیت المقدس کی فتح کے اثرات یورپ میں

سلطان کے بیت المقدس پر قبضہ کی خبر جب ہی یورپ پہونچی تو ہر طرف ماتم بپا ہوگیا یورپ والوں کو ایسا معلوم ہوا۔ جیسے کسی نے ایک دم ان کی زندگی کے ہرے بھرے کھیت کو آگ لگادی! ان کے مکانات گویا لوٹ کر مسمار کردیے گئے، ان کے بچوں کو سخت بے رحمی سے ذبح کردیا گیا۔

پادری اس مصیبت کو اور بھی بڑھا رہے تھے۔ مسیح کی قبر کی تصویریں بنا کر جن سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ قبر کو مسلمان حملہ آوروں کے گھوڑے روند رہے ہیں ہر گلی ہر کوچہ اور ہر محفل میں دکھا دکھا کر اس غم کو تازہ اور ہولناک بنانے کی پوری پوری کوشش کی جارہی تھی۔ کنواری عیسائی عورتوں کی عصمت دریاں کے جھوٹے افسانے شہرت پارہے تھے: بچوں کے وحشیانہ قتل اور ان کی ذلت پر ہر جگہ مرثیہ خوانی ہو رہی تھی۔ بعض خوش فکروں نے ایسے اور بھی بہت سے قصّے وضع کئے۔ جن سے سادہ لوح عیسائی عوام کو مسلمانوں کے خلاف خوب خوب بھڑکایا گیا

غرض صلیب و امن کے تمام نہاد پیغامبروں نے فرضی داستانیں بنا بنا کے یورپ میں ایک قیامت برپا کر دی! ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سارا یورپ ایک ہی آگ میں جل رہا ہے، لوگ اپنی ان مصیبتوں کو بھول گئے، بہت سوں نے کھانا پینا ترک کر دیا۔ اور عالیشان محلات چھوڑ کر گرجوں میں جا بسے اور کنواری مریم کی قسم کھائی۔ کہ جب تک کافر مسلمانوں سے ان مظالم کا انتقام نہ لیں گے۔ چین سے نہیں بیٹھیں گے۔

صور کا آرچ بشپ یورپ میں

صور کے آرچ بشپ نے یورپ پہونچ کر اس آگ کو اور بھی ہوا دی وہ فرانس و انگلستان کے بڑے بڑے لوگوں اور بادشاہوں سے ملا اور ایک بہت بڑے جلسے میں جہاں یورپ کے تمام بڑے بڑے عیسائی سردار موجود تھے اس نے رو رو کر بیت المقدس کی تباہی اور وہاں کے باشندوں پر مسلمانوں کے مظالم کی داستان کچھ اس موثر انداز میں بیان کی کہ ہر شخص دھاڑیں مار کر رو رہا تھا۔ روتے روتے مجمع کی ہچکی بندھ گئی۔

اب ولیم اور آگے بڑھا اسے معلوم تھا کہ شاہ فرانس اور شاہ انگلستان میں شدید اختلافات ہیں۔ اس نے ان اختلافات کی آڑ لے کر دونوں بادشاہوں اور ان کے درباریوں کو مخاطب کر کے ایک پرجوش اور جذبات میں ڈوبی ہوئی تقریر کی۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔

"تم یہاں آپس میں لڑ رہے ہو، ایک کا گریبان ہے اور دوسرے کا ہاتھ، مگر ادھر تمہارے یسوع مسیح کے، تمہارے خدا کے وطن، مسکن اور قبر پر، کافر مسلمان قابض ہو چکے ہیں۔

مقدس صلیب اعظم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے گئے ہیں۔ گرجے لوٹ لئے گئے ہیں۔ مریمؑ کے نام پر بیٹھنے والی مقدس کنواری لڑکیوں کی عصمت دری ہو رہی ہے۔ میں کن سے کہہ رہا ہوں، جنہیں اپنے دین کی حرمت سے زیادہ اپنی عزت زیادہ عزیز ہے۔

افسوس! مسیح کے نام لیوا اس دنیا سے اٹھ گئے!
اور اب یہ دنیا مسیح کے پرستاروں سے خالی ہو گئی!"

آرچ بشپ مصنوعی آنسو بہانے۔ اور مجمع کو رلانے میں بہت ماہر تھا اس نے اپنی اس مہارت سے پورا پورا کام لیا۔ مجمع کی حالت یہ ہوئی کہ ہر طرف کہرام مچ گیا، بادشاہ فرانس اور بادشاہ انگلستان بھی جذبات کے اس بہتے ہوئے سیلاب میں ایسے بہے کہ وہ اپنی باہمی عداوتیں بھول کر، وہیں گلے مل گئے اور مقدس صلیب پر ہاتھ رکھ رکھ کر قسم کھائی۔ کہ بیت المقدس کی حفاظت کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دیں گے۔

ان دونوں کی تقلید میں دوسرے سردار بھی اٹھے اور صلیب پکڑ پکڑ کر قسمیں کھائیں کہ وہ بیت المقدس کی آزادی کی پوری پوری کوشش کریں گے۔

ان قسمیں کھانیوالوں میں رچرڈ کونٹ آف ڈیم، فلپ کونٹ فلینڈرس، ہنری کونٹ آف برگنڈی، ہنری کونٹ شمپین، تھیابٹ کونٹ بلائیس، رچرڈ کونٹ آف پرچی۔ زیادہ ممتاز تھے۔

تفصیل کے لئے دیکھئے ..... 5, 5, ... C .....
..... 44

صلاح الدین ٹیکس

جلسے میں جو پروگرام تیار ہوا تھا اس میں ایک شق یہ بھی تھی کہ جنگ کے مصارف کے لئے عام رعایا پر صلاح الدین ٹیکس کے نام سے ایک نیا ٹیکس لگایا جائے یہ ٹیکس لگا دیا گیا۔ ہر شخص کی آمدنی اور جائداد کا دسواں حصہ جبراً اس سے چھین لیا گیا جس نے انکار کیا، اسے عبرتناک سزا دی گئی۔

فرانس اور انگلستان کے ہر شہر اور ہر قریہ میں ٹیکس وصول کرنے والے گھوم رہے تھے۔ مقدس پادریوں نے جو اس افسانہ کی حقیقت سے اس کے مصنف ہونے کی حیثیت سے اچھی طرح واقف تھے۔ ٹیکس دینے میں پس و پیش کیا۔ لیکن حکومت کا لٹھ ان پر بڑی طرح برسا اور ان بد کرداروں کو بھی اپنی دولت کا کافی حصہ اپنی پھیلائی ہوئی آگ کی نذر کرنا پڑا۔

عوام غریب، بھلا کیسے انکار کر سکتے تھے۔ انہوں نے دسواں حصہ چھوڑ کر اپنی پوری جائدادیں تک بیوی اور بچے بھی بیت المقدس پر قربان کر دئے۔ سچ پوچھو تو یہی وہ لوگ تھے۔ جنہیں مسیح سے سچی عقیدت تھی۔ اور یہی غریب آگے چل کر فلسطین کے میدانوں میں خاک و خون میں تڑپتے نظر آئے۔

انگریز مورخین، جن میں مچاڈ، گبن، ارنلڈ اور لین پول زیادہ ممتاز ہیں۔ اس بات کے اعتراف کرنے پر مجبور ہوئے ہیں کہ صلاح الدین ایوبی نے یورپ سے اپنی عظمت کا جو خراج اس ٹیکس کی صورت میں لیا وہ اور کسی تاجدار کو نصیب نہیں ہو سکا۔

سارا یورپ، صلاح الدین کے رعب اور جلالت سے گویا بید مجنون کی طرح لرز رہا تھا، سب کے دل اس کی نفرت سے بھرے تھے دوسرے لفظوں میں سب صلاح الدین کی عظمت کے سامنے جھکنے کے لئے نہیں اس سے حسد کرنے پر مجبور تھے۔ یہ سب ڈر رہے تھے کہ آج صلاح الدینؒ نے ان کا مذہبی گھر چھینا ہے کل ان کے وطن بھی ان سے کہیں چھین نہ لے مختصر یوں سمجھئے کہ صلاح الدین ایک ایسا ڈراؤنا خواب تھا۔ جسے ہر یورپین ایک ہی وقت اور ایک ہی صورت میں دیکھ رہا تھا۔

انگلستان کی تیاریاں انگلستان میں نسبتاً فرانس سے زیادہ سرگرمی دکھائی گئی۔ رچرڈ شاہ انگلستان نے نہ صرف عیسائی رعایا سے ٹیکس ہی وصول کیا۔ بلکہ یہودیوں سے ان کی تمام دولت چھین لی۔ اور انھیں بری طرح قتل کر دیا۔ خصوصیت سے لنڈن اور یارک شائر میں تو یہودیوں کا قتل عام ہوا۔ اس لئے ہوا۔ کہ یہودی مالدار تھے اور عیسائیوں کی حکومت میں رہتے تھے۔ جن کو صلاح الدین سے لڑنے کے لئے روپیہ کی ضرورت تھی ان کی جائیدادیں ضبط کر کے شاہی خزانہ میں بہ زور داخل کی گئیں۔ لیکن اس سے بھی کافی دولت حاصل نہ ہو سکی تو رچرڈ نے اپنی حکومت کے ان لوگوں کے ہاتھ بیچ دئے جنہوں نے سب سے زیادہ اس کو روپیہ دیا۔ عہدوں کے علاوہ اس نے اپنی تمام ذاتی جاگیر بھی فروخت کر دی حتیٰ کہ ناردمنڈی جیسا مشہور صوبہ بھی بیچ دیا۔ اور اس طرح بیت المقدس کو صلاح الدین کے قبضہ سے بچانے کے لئے بے شمار دولت جمع کر لی گئی۔ یہی حالت عیسائی حکومتوں کی تیاریوں کی تھی۔ کہ وہ بیت المقدس حاصل کرنے کے لئے اسلام اور صلیب کی آخری لڑائی لڑنے کے لئے ہر قسم کے آلات سے مسلح ہو رہے تھے۔

فرانس میں فوجی تیاریاں فرانس میں بھی اسی محنت اور مستعدی سے روپیہ جمع کیا گیا۔ صلاح الدین ٹیکس کی وصولی کے لئے بادشاہ بذات خود بڑے بڑے صوبوں میں پہونچا اور ہر طرف ذمہ دار آدمی پھیلا کر، قریہ، قریہ اور شہر شہر سے صلاح الدین ٹیکس وصول کیا۔ کوئی آدمی بھی اس سے مستثنیٰ نہیں سمجھا گیا۔ حتیٰ کہ بعض غریبوں کی جائدادیں تک فروخت کر دی گئیں۔ عورتوں نے اپنے زیورات تک اس مقدس جنگ کی نذر کر دیے۔ بھرتی کھل گئی اور عوام اپنے گھر اور اندوختہ فروخت کر کرکے، فوجی ہیڈ کوارٹر میں جمع ہونے شروع ہو گئے۔

جرمنی میں فوجی تیاریاں صور کا آرچ بشپ، فرانس اور انگلستان میں آگ لگا کر جرمنی پہونچا اور شاہ جرمنی کو بیت المقدس کی آزادی کے لئے، کوشش کرنے کی ترغیب دلائی یہاں بھی ایک بہت بڑا مذہبی جلسہ منعقد ہوا۔ جسمیں جرمنی کے تمام بڑے لوگ، بادشاہ اور شاہزادے شریک ہوئے۔

آرچ بشپ نے یہاں بھی اثر میں ڈوبی ہوئی تقریر کی، خطابت کا پورا زور صرف کر دیا۔ مجمع جذبات کے سیلاب میں ایسا بہا۔ کہ بادشاہ کو لے کر معمولی سے معمولی امیر نے، صلیب پر ہاتھ رکھ رکھ کر بیت المقدس کی آزادی کی قسم کھائی۔

(باقی مضمون رسول نمبر کے بعد شائع ہونے والے پیشوا میں درج ہوگا)

مجالسِ میلاد کیلئے

سب سے بہتر، مستند، روح پرور، وجد آفریں

پیشوا کا رسول نمبر ہوگا

جو

شمس المشائخ حضرت مولانا شاہ محمد سلیمان صاحب پھلواروی کے جانشین حضرت علامہ سید جعفر شاہ صاحب ندوی پھلواروی نے تصنیف کیا ہے

خمستانِ رسالت کا چھلکتا ہوا ساغر

اگر آپ پینا چاہتے ہیں تو پیشوا کے خریدار ہو جایئے اور اگر خریدار ہیں تو اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو خریدار بنا کر **بزم رسالت میں شریک** ہونے کا ثواب حاصل کیجئے۔ مادار مسلمانوں اور غیر مسلم دوستوں میں بغرض تبلیغ مفت تقسیم کیجئے۔ جامع اور اہم مورخانہ تحقیق، روح پرور صوفیانہ نکات، مستانہ انداز بیان صرف اسی سیرت نمبر میں ہوگا جو نہایت محنت اور تلاش سے مرتب کیا گیا ہے۔ انداز بیان وہی مورخانہ اور محققانہ ہے جو مولانا شبلی کا ہے (مولانا کی مرتب کردہ سیرت کی قیمت چالیس روپے ہے) اور وہی معلومات آپ کو پیشوا سے ایک روپیہ میں حاصل ہو جائینگی۔ سرکار دوجہاں کی پیدائش سے بیکر وفات تک (۶۳ سال) کے تمام مکمل حالات اس رسول نمبر میں ملیں گے جو خریداران پیشوا کو مفت دیا جائیگا اور جو خریدار نہیں ہیں ان کو ایک روپیہ قیمت میں ملے گا۔ اس سال کسی میلاد خواں، یا کسی مولوی کو مجالس میلاد کیلئے ہرگز نہ بلایئے۔ ربیع الاول کی بارہ راتوں کیلئے بارہ مجلسیں پیشوا کے رسول نمبر سے پڑھ کر دنیا سے پردہ فرما ہونے تک کے حالات اس میلاد میں اس طرح پڑھئے کہ تمام واقعات آپ کے سامنے گذر رہے ہیں اس سیرت کے تین حصے ہیں پہلے حصہ میں سیرت نبوی ہے۔ دوسرے میں ان وفود کا تذکرہ ہے

شذرات

عزیز حسن بقائی

رسول نمبر کا بجٹ

خداوند قدوس کا شکر ہے کہ اس مہینہ سے پیشوا کی سولہویں جلد شروع ہو رہی ہے۔ اور اس پرچے کے بعد پیشوا کا سولہواں سالانہ رسول نمبر شائع ہوگا۔ جس کا بجٹ حسب ذیل ہے۔

(۱) لکھائی	ایک سو چالیس روپیہ
(۲) چھپائی	ایک ہزار روپئے
(۳) کاغذ	دو ہزار پچاس روپئے
(۴) ٹکٹ	ایک ہزار روپئے
(۵) دفتری	اسی روپئے
(۶) متفرق	تیس روپئے
(۷) مصارف ٹائٹل	دو سو روپئے
(۸) اشاعت	ایک سو روپئے
میزان	چار ہزار پانسو اسی روپئے۔

اس بجٹ میں سب سے اہم رقم اس رسول نمبر کے مصنف حضرت علامہ سید جعفر میاں شاہ صاحب ندوی کی ہونی چاہئے تھی۔ مگر آپ نے اپنی اس گرانقدر تصنیف کا معاوضہ ایک پائی بھی نہیں لیا۔ حالانکہ اس میلاد نامہ کی تالیف کے لئے متعدد کتابیں آپ کو خریدنی پڑیں اور تقریباً ... ماہ کی لگاتار محنت سے یہ مایہ ناز کتاب تیار ہوئی۔ جس کے متعلق میرا دعویٰ ہے کہ اس سے بہتر میلاد نامہ ہندوستان میں اب تک شائع نہیں ہوا اور نہ اتنی جامع مختصر اور مدلل کتاب ذکر رسالت مآب پر میری نظر سے اب تک گزری۔ اس لئے میں قارئین پیشوا کو خوش نصیب سمجھتے ہوئے مبارکباد دیتا ہوں کہ وہ اس سال سب سے بہتر میلاد نامہ کو مجالس میلاد میں پڑھیں گے اور ذکر رسول کا ایک نیا ڈھنگ ان کے سامنے ہوگا۔ نیز ہزاروں قارئین کرام کی طرف سے حضرت علامہ محترم کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنی یہ بیش بہا تصنیف پیشوا کو بلا کسی معاوضہ کے محض خوشنودیٔ خدا اور رسول کے لئے مرحمت فرمائی۔ جزاک اللہ فی الدارین خیراً۔

اب سب سے اہم اور ضروری مسئلہ صاحب چار ہزار روپئے کی فراہمی کا ہے۔ جس کے بغیر قارئین پیشوا کا یہ سالانہ نذرانہ بارگاہ رسالت مآب میں پیش نہیں ہو سکتا۔

چیل کے گھونسلہ میں ماس کہاں والی ضرب المثل آپ نے سنی ہی ہوگی۔ یہی حال میرا ہے۔ آج پورے پندرہ سال پیشوا کو شائع ہوتے گذر گئے۔ ... کی ... نہ کرتے کرتے بوڑھا ہو گیا۔ مگر میرے پاس اتنا ... کہ پیشوا کا ... خرچ ... سکے ... ہیں ... پیشوا کا دفتر اس ... کے ... الفاظ پر ہے اس صورت ... کہ ... کی ... مشکل ہی نہیں، قطعی ناممکن ... اس کو حسب ذیل صورتیں ہیں۔ جن ... کی طرف سے ... رسالت مآب ... آپ بھائیوں کی طرف سے ... ہو سکتا ہے۔

(۱) جن بھائیوں کی سالانہ ... اس سال ... ختم ہو رہی ہے۔ وہ ... قیمت کیسا ... کم ہے کہ ۱۵ محرم کو نیا خریدار بنا کر ان کی قیمت اپنے ... کے ساتھ بھیجدیں۔

(۲) اپنے شہر کے شہریوں کو پیشوا کی خریداری کی ترغیب دیں۔

(۳) اپنے شہر کے پڑھے لکھے مسلمانوں کے پتے بھیجدیں۔ تاکہ میں ان کو مفت نمونہ رسالہ روانہ کروں۔

(۴) ہر خریدار کم سے کم چار روپے کی کتابیں مطبوعات پیشوا میں سے ضرور خریدیں۔ یا اپنے دوستوں کو خریداری کے لئے آمادہ کریں۔

(۵) جن بھائیوں کی خریداری اس مہینہ ختم ہو رہی ہے۔ وہ ۲۰ محرم تک بذریعہ منی آرڈر اپنی خریداری کی قیمت بھیجدیں۔ اور اپنے دوستوں کو بھی خریدار بنا کر ان کی قیمت بھی شامل کر لیں۔

(۶) جو بھائی سال آئندہ کے لئے خریدار رہنا چاہیں، وہ ایک پوسٹ کارڈ کے ذریعہ اپنے اس ارادہ کی اطلاع ۲۰ محرم تک مجھے دیدیں کہ آئندہ سال کے لئے وہ پیشوا کے خریدار رہنا چاہتے۔ کیونکہ اگر انہوں نے بلا اطلاع دیئے وی پی واپس کر دیا تو فی خریدار مجھے ... کا نقصان صرف ٹکٹوں کا ہو جائے گا۔ اور اس مہینہ تقریباً دو ہزار خریداروں کی میعاد ختم ہو رہی ہے۔ جن کو اس رسالہ کے ساتھ اطلاع دی جا رہی ہے اگر انکاری جواب آگیا تو ... کا ... کا وقت بچے گا۔ اور ... کے ٹکٹ ... بچیں گے۔ بلکہ میں صرف اتنا ہی رسول نمبر چھپواؤں گا۔ جتنی ضرورت ہوگی۔ کیونکہ کاغذ کے دام تین گنے سے زیادہ ہو گئے ہیں پس جو بھائی انکاری کارڈ لکھیں گے۔ وہ نہ صرف یہ کہ مجھے مذکورہ ... نقصان سے بچائیں گے جس ... کا ذاتی طور سے احسان مند ہونگا بلکہ وہ خود بھی ... سے محفوظ ہوں گے۔ کیونکہ پیشوا کا دفتر اس

شروع ہو ... ہزار بار تا ... تک وہ دائمی خریدار ہیں۔ اور ان کو جب بھی پیشوا خریدنا نہ ہوگا۔ وہ دفتر پیشوا کو اپنے ارادے کا رڈ کے ذریعہ اطلاع دیں گے۔

رسول نمبر کی تیاری میں میرا ہاتھ بٹانے کے لئے سرکار دو عالم کے غلاموں میں بلا تشبیہ عرض کرتا ہوں کہ اتنا جوش تو ہونا چاہئے جتنا آریہ سماجی اخبارات سری کرشن جی کو ماننے ہوئے کرشن نمبر نکالتے ہیں۔ اور ان کی ... ہندو قوم کرتی ہے۔

جن بھائیوں کی میعاد خریداری اس مہینہ ختم ہو رہی ہے۔ ان کو اسی پرچہ کے ساتھ اطلاع دی جا رہی ہے اور ایسے خریداروں کی تعداد دو ہزار ہے پس اگر یہ سب صاحبان صرف اپنی ہی قیمت بھیجدیں تو سا ہے چار ہزار روپے میں سے دو ہزار روپے مجھے رسول نمبر تیار کرنے کے لئے وصول ہو جائینگے اور میرے لئے صرف ڈیڑھ ہزار روپیہ کا انتظام رہ جائے۔ جو نئے خریداروں اور فروخت کتب سے پورا ہو سکتا ہے۔

لہٰذا میں امید کرتا ہوں کہ جن بھائیوں کی میعاد خریداری ختم ہو گئی ہو وہ اس پرچہ کے پہونچتے ہی روپیہ ذریعہ منی آرڈر روانہ فرمائیں گے۔ تاکہ کاغذ فوراً خرید لیا جائے۔ اور چھپائی شروع ہو جائے اگر سب بھائیوں نے روپیہ پورا بھیجدیا۔ تو صفر کے پہلے ہفتہ میں ہی رسول نمبر تیار ہو جائے گا۔ اور میلاد پاک کی بارہ مجلسوں میں پڑھا جائے گا۔ اس رسول نمبر کی موجودگی میں آپ کو کسی میلاد خواں کی ضرورت نہ ہوگی۔ آپ خود وضو کیجیے اور میلاد شریف شروع کر دیجیے۔ عورتیں بھی زنانہ میلاد کی مجالس میں پڑھ سکتی ہیں۔ کیونکہ اس کی زبان اتنی آسان ہے کہ عورتوں اور بچوں کی سمجھ میں آ جائیگی

صلاح الدینؒ نمبر حاضر ہے

اپنی چھاچھ کو کھٹا کون کہتا ہے، تاہم صلاح الدین نمبر کو پڑھکر آپ خود اندازہ کیجیے۔ کہ آپ کی توقعات کس حد تک پوری ہوئیں۔ اور جو لوگ ہندو اکثریت سے مسلمانوں کو ڈرا رہے ہیں۔ وہ کیسا غلط قدم اٹھا رہے ہیں۔ اور ان کا یہ بزدلانہ فعل پوری مسلمان قوم کو بزدلی اور ... کی لعنت میں مبتلا کرنے والا ہے۔ اور اسی نظریہ کے ماتحت پیشوا کے مشاہیر نمبروں کا سلسلہ سال بھر تک جاری رہیگا انشاء اللہ اور اس کا پروگرام گذشتہ مہینہ شائع کر چکا ہوں۔

عزیز ملت کا اعزاز

جلالت الملک سلیم السیاست اعلیٰ حضرت حضور نظام شاہ بہادر کے مشہور متقن عزیز ملت جناب مولوی سید عبد العزیز صاحب بیرسٹر کو نظام گورنمنٹ کا وزیر قانون منتخب فرمایا ہے۔

عزیز ملت اپنے صوبہ ہی میں ہر دل عزیز نہیں ہیں، بلکہ اپنی اعلیٰ قانونی قابلیت۔ اپنی مشرقی وضعداری اور اسلام، دوستی کے لئے ہندوستان کے ہر حصہ میں اور ہر قوم میں قبولیت عامہ حاصل کر چکے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کی نظر انتخاب کی ہندوستان کے ہر حصہ میں تعریف کی جا رہی ہے۔

امید ہے کہ عزیز ملت اپنی اس نئی ذمہ داری کو خوش اسلوبی سے انجام دیں گے۔ اور اپنے علمی اخلاق اور اسلامی کردار سے حکومت نظام اور رعایائے نظام کے لئے بہترین خدمات انجام دیں گے۔

میں پیشوا کے پچاس ہزار پڑھنے والوں کی جانب سے عزیز ملت کو اس اعزاز پر مبارکباد دیتا ہوں، اور اعلیٰ حضرت کا اس صحیح انتخاب پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔

کنٹرول بورڈ کی ناکامی

جنگ کو شروع ہوئے کافی عرصہ ہو چکا اسٹہ بازوں نے کرور بار دیہ کمالیے مفلس کسان اور فاقہ کش مزدور کی جیب کی آخری پونجی بھی سرمایہ دار کی تجوری میں جمع ہو چکی، گرانی نے حواس باختہ کر دئے۔ مگر حکومت قیمتوں پر کنٹرول کرنے میں بڑی طرح ناکام ہوئی۔

خصوصاً کاغذ اور وہ بھی ہندوستانی کاغذ، جس کی قیمت بڑھانے کے لئے کوئی جواز نہیں ہے ہر ہفتہ بڑھ رہا ہے۔ کیا گھاس یورپ سے آتی تھی کیا بانس یورپ سے آتا تھا۔ جو کاغذ کے دام بڑھ رہے ہیں لے دے کر صرف ایک پوڈر تھا جو یورپ سے آتا تھا۔ مگر اب وہ بھی ہندوستان میں بن گیا ہے اور پہلے سے سستا ہے پھر کوئی وجہ ہو سکتی ہے کہ کروڑہا روپیہ کمانے کا جذبہ ہندوستان میں بے چینی پھیلانے کے لئے پرورش پا رہا ہے

کاغذ کی اس ہوش ربا گرانی کا علاج صرف یہ ہے کہ حکومت کاغذ سازی کے کارخانوں پر خود قبضہ کرے اور جنگ سے پہلے کے نرخوں پر کاغذ فروخت کرے اگر موجودہ کارخانوں میں رات دن کام کیا جائے تو مزدوروں کی کافی کھپت ہو سکتی ہے۔ اور ہندوستان غیر ملکی کاغذ سے ہمیشہ کے لئے نجات پا سکتا ہے اور کاغذ کی گرانی سے جو عالمگیر بے چینی پیدا ہو گئی ہے وہ رک سکتی ہے۔ مگر کیا حکومت اس پر غور کرے گی کہ صرف ایک کاغذ کی گرانی سے تقریباً ایک کرور ہندوستانی فاقہ کشی کی جانب قدم اٹھا رہے ہیں۔ اور اسکی خاموشی سے بیکاری اور بے چینی بڑھ رہی ہے جو ملک کے امن کو دھمکیاں دے گا۔

رسول نمبر کی رجسٹری کیلئے ٹکٹ بھیجئے

جس رفتار سے رسول نمبر کا کام شروع ہے اگر اسی رفتار سے اُن خریداروں نے روپیہ بھیجدیا۔ جن کی مدت خریداری اس پرچہ کے ساتھ ختم ہو رہی ہے اور اس کی اطلاع بھی ان کو دی جا رہی ہے تو خدا کے فضل پر بھروسہ کرکے وعدہ کرتا ہوں کہ "رسول نمبر" صفر کے پہلے ...

میں ارسال کر دیا جائے گا۔ اور اس طرح غیر ممالک کے مسلمانوں کو دین اور دنیا کی یہ سب سے بڑی نعمت ربیع الاول سے پہلے مل جائے گی اور تمام دنیا کی ان مجالس میلاد میں ایک نعت اردو کا یہ سب سے بہتر، سب سے عظیم، سب سے سلیس، سب سے زیادہ معلومات کا میلاد نامہ پڑھا جائیگا

جن بھائیوں کی میعاد خریداری ختم نہیں ہوئی ہے۔ وہ اگر یہ چاہتے ہیں کہ ان کا رسالہ دوسروں سے پہلے ان کے پاس پہنچ جائے تو وہ چار آنے کے ٹکٹ فی خریدار رجسٹری کے لئے بھیجدیں۔ اس سے رسول نمبر چوری سے محفوظ رہے گا۔ اور وقت پر پہنچے گا۔ اور قارئین کرام کو انتظار کی زحمت اور رسول نمبر کی شکایات کرنے سے نجات ملے گی۔

جو بھائی رجسٹری کے لئے ٹکٹ بھیجیں وہ اپنا نمبر خریداری ضرور لکھیں۔ بغیر نمبر خریداری لکھے جو ٹکٹ آئیں گے۔ وہ واپس کر دئے جائیں گے۔ اس لئے یا تو نمبر خریداری لکھئے۔ ورنہ ٹکٹ نہ بھیجئے۔

صفر کا پیشوا شائع نہ ہوگا

حسب دستور آئندہ مہینہ صفر کا پیشوا شائع نہ ہوگا۔ بلکہ صفر اور ربیع الاول کا پیشوا "رسول نمبر" کے نام سے تقریباً دوسو صفحہ کا شائع ہوگا۔ قارئین کرام نے اگر میری اپیل پر توجہ کی۔ تو ممکن ہے ضخامت دو سو صفحہ زیادہ کر دی جائے۔ کیونکہ جتنا زیادہ روپیہ کتابوں کی فروخت اور نئے خریداروں کی فراہمی سے آئے گا۔ وہ سب رسول نمبر کو ضخیم کرنے میں صرف کر دیا جائے گا۔ اس لئے زیادہ جوش، زیادہ مستعدی، زیادہ تیزی سے نئے خریدار فراہم کیجئے۔ اور کتابیں خود بھی خریدیئے اور اپنے دوستوں کو بھی خریداری کتب پر آمادہ کیجئے تاکہ میں آپکی توجہ کے مطابق رسالہ کو زیادہ ضخیم شائع کر سکوں۔

وحدت سے ضمانت

سکھر کی مسجد منزل گاہ) سے سرکاری قبضہ کے خلاف جو احتجاج ہوا تھا اور حکومت سندھ کی بے تدبیری سے جو فساد دو خوفناک بلوہ کی صورت اختیار کر گیا تھا اس کی رپورٹ سید اللہ ہارون صاحب ایم۔ ایل۔ اے نے اخبارات کو برائے اشاعت بھیجی۔ یہ رپورٹ جس طرح ہندوستان کے تمام اخبارات نے شائع کی اسی طرح وحدت نے بھی شائع کر دی۔ مگر دہلی کی حکومت نے اس جرم کو اتنا سنگین سمجھا کہ شہید ملت حضرت مولانا صلاح الدین کے بیوی بچوں پر ایک ہزار روپے کا جرمانہ ضمانت طلبی کی صورت میں کر دیا۔ حالانکہ اس رپورٹ پر حکومت سندھ کو مقدمہ قائم کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔ اور یہ رپورٹ ہندوستان کے کسی صوبہ میں قابل اعتراض نہیں سمجھی گئی۔ مگر دہلی گورنمنٹ نے جو پریس کے ساتھ فیاضانہ برتاؤ کرنے میں مشہور ہے نہ معلوم کس غلط فہمی کی بنا پر ضمانت طلب کر لی۔ جن لوگوں نے آریہ سماجی اخبارات اور آریہ سماجی لٹریچر کا جو دہلی

سے شائع ہوتے ہیں مطالعہ کیا ہے اور خصوصاً حیدرآباد ایجی ٹیشن کے زمانہ میں جیسا کچھ آریہ پریس نے جو اشتعال انگیز پروپیگنڈا کیا ہے اور آریہ سماجیوں نے جس طرح دہلی میں فرقہ وارانہ آگ لگائی ہے اور اس پر حکومت دہلی نے جس نرمی اور درگذر کا ثبوت دیا ہے اس کے بعد وحدت سے ایک ہزار روپیہ کی ضمانت کے مطالبہ پر انتہائی سخت تعجب اور حیرت ہی نہیں افسوسناک ہے۔ اور مسلمانوں کی بے بسی کی نہایت ہی حسرتناک تصویر ہے۔

اس سے زیادہ افسوسناک بے پروائی اور فرض ناشناسی اور بےعملی یہ ہے کہ سندھ کے مسلمانوں کے مظالم کی روداد مسلم لیگ کا جب اخبار شائع کرتا ہے۔ تو دہلی سے لے کر سندھ تک ہر مسلم لیگ کو اس ضمانت کی واپسی کی درخواست کر لینا ہے لیکن ضمانت داخل کرنے کے لئے غریب کارکنوں کی مدد ایک پیسہ سے نہیں کرتی اور مسٹر جناح اور سر ہارون اور سر محمد آباد جیسے سرمایہ داروں اور لیڈروں کے مسلم لیگی لیڈروں میں سے کسی نے بھی نہ ایک کوڑی چندہ کی دی نہ کوئی ہمدردی کا اعلان کیا۔

یہ تو اس حسن کے ساتھ مسلمانوں کے سرمایہ داروں اور مسلم لیگی لیڈروں کا سلوک ہے جس نے مسلم لیگ کے مقاصد کے لئے اپنے دونوں اخبار وقف کر دیئے اور برسہا برس سفر کرکے بلا کسی معاوضہ کے مسلم لیگ کی حمایت میں تقریریں کیں۔ حتیٰ کہ ان میں سے اکثر لیڈروں کے دسترخوان کی رونق بنے اور مسلم لیگ کے مقاصد کی تبلیغ ہی کے جرم میں وہ شہید کیا گیا اس کی دو بیویاں بیوہ ہوئیں۔ چار بچے یتیم ہوئے۔ مگر ان سفاک مسلم لیڈروں نے مرحوم کے احسانات کا شکر ادا کرنے کے لئے ایک کوڑی نہ بھیجی۔ درحقیقت جبکہ ارکان وحدت نے کتابیں فروخت کرکے زر ضمانت ادا کرنا چاہا تو ان بےحمیتوں اور بےغیرتوں نے ایک پیسہ کی کتابیں بھی نہ خریدیں۔ حالانکہ ان میں بعض لیڈر ایسے ہیں جو عیاشی اور گورنروں کے ڈنر پر ایک ایک رات میں کئی کئی ہزار روپیہ خرچ کر چکے ہیں۔ اور اب بھی آسانی سے خرچ کر سکتے ہیں مگر قومی اخبارات کے لئے ان کی زبانیں گونگی اور ان کی جیبیں خالی ہیں۔ اور ان پر افلاس کا دورہ مرگی کے دورے سے بھی زیادہ شدید پڑتا ہے۔

اب اگر مسلم لیگ کے متوسط طبقہ پر نظر ڈالی جائے تو وہ اس حقیر رقم کو آسانی سے پورا کر سکتا تھا۔ مگر وہاں بھی وہی زبانی ہمدردی ہے حالانکہ دہلی ہی میں اگر مسلم لیگ کے بچے اور باعمل ہمدرد ہوتے تو ایک ہزار روپے کا جمع ہو جانا ایک معمولی بات تھی۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مسلم لیگ میں اخلاص اور عمل دونوں کا فقدان ہے۔ اور مسلم لیگ کی واقعی تماشنگی کی پول بھی اس سے کھل جاتی ہے۔

بہرحال میں نے اس نوٹ کے لکھنے سے پہلے دس روپے کی حقیر رقم مولوی سید عبد المجید صاحب قمر کی خدمت میں پالیسی کے اختلاف کے باوجود ارسال کردی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اگر مسلم سکروں میں غیرت اور حمیت اور فرض شناسی کا ایک شمہ بھی باقی ہے تو ان کو اپنے اخبارات کی مدد کرنی چاہئے۔ اور جو روپیہ حکومت دہلی نے حکومت سندھ کے مظلم کو بے نقاب کرنے کے جرم میں زبردستی سے طلب کی ہے اس کا بار کارکنوں پر ہرگز نہ ڈالا جائے۔

مخلوط تعلیم سے پہلے

پنجاب میں مخلوط تعلیم کا بل پنجاب کا مسلم لیگی مسلمان وزیر تعلیم پیش کرچکا ہے۔ اور دہلی میں اس زمانہ میں ایک بڑے مذہبی گھرانے کی لڑکی جو ایک غیر مسلم زنانہ اسکول میں پڑھتی تھی، وہ ایک نوجوان سے آنکھ لڑا بیٹھی۔ اور بجائے اسکے اپنے گھر میں جلتی کہ "غیرت دار" باپ کو خبر ہوئی اور وہ اپنی صاحبزادی کو اسکول کی بجائے کوٹ پارک سے گرفتار کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ اور ایک رکشا میں خود بیٹھے اور بدنام لڑکی میں اپنی تعلیم یافتہ اور آبرو باختہ صاحبزادی کو بصد ذلت وخواری لیکر گھر روانہ ہوئے۔ صاحبزادی نے راستہ میں رکشا میں سے جست لگائی اور دروازے تک پہنچنے کے لئے باپ بیٹی میں دوڑ کا مقابلہ ہوا۔ باپ بھاری سی ڈاڑھی لگائے، عبا اور عمامہ سنبھالتے اور ہانپتے ہوئے لڑکی کے پیچھے تھے۔ مگر گدرائی ہوئی اور شباب میں بھرپور سعادت مند لاڈلی اور بڑھے کھوسٹ باپ کی دوڑ میں زمین آسمان کا فرق تھا۔ سعادت مند صاحبزادی نے وہ دوڑ لگائی کہ توبہ ہی بھلی۔ بیٹا، پکڑنا، بھاگنے نہ پائے، میری لازم ہے، ہارپھر کر بھاگی ہے کا شور مچاتے ہوئے مقدس باپ پیچھے پیچھے تھے اور ان کی نور نظر ایک بھلے مانس کے زنانہ مکان میں جا گھسیں۔ پیچھے پیچھے باپ بھی لڑکی کے ساتھ ہی الاللہ کہہ کر اندر داخل ہوئے۔ اس مکان کے مکینوں نے ایسا جھاڑ شاہی گنڈا چھاپ شاہ دولہ کے چوہے کی مانند چونگا کاہے کو دیکھا تھا۔ اس مداخلت بیجا پر شور مچا، ارے جوانا مرگ، تجھ پر خدا کی مار، بیوقوفی تیرے دیدے، پرائے گھر میں چلا آتا ہے۔ اندھا ہے۔ اب تو ان مقدس باپ کی آنکھیں کھلیں اور یہی سبق دہراتے ہوئے باہر آئے۔ میری نوکر ہے، ہارپھر کر بھاگی ہے۔ یہ کہتے ہی باہر کی کنڈی لگائی۔ اور اپنی اہلیہ محترمہ کے بلانے کے لئے آدمی بھیجا۔ اس عرصہ میں صاحبزادی نے بالاخانہ پر پہنچکر زقن لگانے کی سوچی کہ اتنے میں ایک طاقتور ہاتھ نے چٹیا پکڑ کر گھسیٹی۔ اور لعنت ملامت کرتے ہوئے صاحب خانہ اس فرضی ماما کو نیچے لے کر آئے اور باپ کے ہاتھ میں بیٹی کا ہاتھ دیتے ہوئے صلواتیں سنانی شروع کیں۔

مخلوط تعلیم اور وہ بھی ہندو مسلمان نوجوان لڑکے اور لڑکیوں میں جو بارہ سال سے پہلے ہی وہ سب کچھ جان جاتے ہیں جو گذشتہ زمانہ میں پچاس برس کے بوڑھے بھی نہیں جانتے تھے۔ جو گل کھلائے گی اس کے خیال سے تو رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں، برقعہ اور ڈولی میں جانیوالی لڑکیاں اور صرف لڑکیوں میں تعلیم حاصل کرکے اپنے خاندان کے لئے جیسی ننگ ثابت ہورہی ہیں۔ اس کا اندازہ مندرجہ بالا سچے واقعہ سے ہوسکتا ہے جو دہلی کے ایک معزز خاندان میں گذشتہ ہفتہ وقوع پذیر ہوا۔

سچ کہا تھا میرے آقا اور مولا حضور صلعم نے کہ جہاں دو نامحرم ہوں وہاں تیسرا شیطان ہوتا ہے۔ اور شیطان کی موجودگی میں وہی ہوا کرتا ہے جو اوپر کی سطروں میں ظاہر کیا گیا ہے۔

کیا اس تازہ اور سچے واقعہ کے بعد بھی مسلم لیگ کے پنجابی رہناؤں کی آنکھیں نہیں کھلیں گی جو مذہب کے نام پر مذہب سے بغاوت کررہے ہیں

امام جی کا دعویٰ

شمس العلما "ہند" (یہ ہند کا اضافہ ایجاد بندہ ہے کیونکہ حکومت کے ہاں صرف شمس العلما کا خطاب ہے) حاجی سید احمد صاحب امام جامع مسجد نے بڑے زور شور کے ساتھ مجھ پر دعویٰ کرنے کی تجویز اپنی خود ساختہ کمیٹی سے جولائی گذشتہ میں منظور کرائی تھی۔ اور اس ذاتی مقدمہ کے مصارف بھی اس اسلامی وقف کے ذمہ ڈالے گئے تھے۔ اور ہر روز میرے کانوں میں یہ آواز پہنچائی جاتی تھی کہ آج دعویٰ ہوگا۔ اور کل ہوگا بالآخر آٹھ مہینے اس انتظار میں گذر گئے۔ اور دعویٰ کے کاغذات عدالت میں نہ آئے۔ اور شاید ۱۹۴۵ء کی طرح ۱۹۴۶ء بھی اسی انتظار میں گذر جائے

میرا جرم کیا ہے مجھے خود نہیں معلوم۔ اور شاید امام جی کو بھی نہ معلوم ہوگا البتہ میں مسلمانان دہلی اور عام مسلمانان ہند کے وہ مطالبات پیشوا میں شائع کرتا ہوں جو جامع مسجد کے حسابات اور کمیٹی کی نمائندگی کے متعلق ہیں۔ اور جن کا کوئی جواب جامع مسجد کمیٹی یا اس کا سکریٹری آج تک پبلک مفاد اور اطلاع کے لئے شائع نہیں کرسکا۔

اگر اسلامی وقف کی اصلاح اور اس وقف کے روپے کے تحفظ کے لئے آواز بلند کرنا کوئی جرم ہے۔ تو میں اس کا عدالت میں جانے سے پہلے اقرار کرتا ہوں۔ اور امام جی کو چیلنج کرتا ہوں کہ اگر ان میں ہمت ہے تو وہ یا تو مسلمان قوم کے سامنے میرے اور اپنے معاملہ کو پیش کردیں، یا انگریزی عدالت میں آئیں میں ہر جگہ ان کا خیر مقدم کروں گا۔ اگر مسجد کا حساب صاف ہے تو مجھے ان سے یا کمیٹی سے معافی مانگنے میں ہرگز تامل نہ ہوگا۔ اور اگر حساب صاف نہیں ہے تو کم سے کم ان کو مسجد سے ہر قسم کا تعلق منقطع کرلینا چاہئے اور جامع مسجد کو اپنی ہٹلر شاہی کی سخت ترین گرفت سے آزاد کرنا چاہیے۔ فرمائیے کس عدالت میں آپ آنا پسند کرتے ہیں؟ مسلمانوں کی عدالت میں؟ یا انگریزی کی عدالت میں؟ اگر آپ مسلمانوں کی عدالت میں آنا پسند کرتے ہیں تو میں باوجود اختلاف

بخاری شریف کامل

مکررات کو حذف کر کے کامل بخاری شریف کا سلیس عام فہم اردو میں ترجمہ اچھی لکھائی چھپائی ضخامت پانسو صفحے تا ردے کا کاغذ قیمت بلا جلد ایک روپیہ مجلد چرمی پشتہ اعلیٰ ایڈیشن سپید چکنا کاغذ مجلد پارچہ مجلد چرمی پشتہ سنہری کام خاص ایڈیشن اعلیٰ درجہ کا فیروزی کاغذ مجلد چرمی پشتہ اعلیٰ ۱۲

بڑی مسلم شریف کامل ہر دو جلد

عہد رسالت کی مکمل تاریخ سرکار دوجہاں کی زبان مبارک سے پوری مسلم شریف کا سلیس اردو ترجمہ اچھی لکھائی چھپائی ضخامت چھ سو صفحے رف کاغذ قیمت بلا جلد مجلد پارچہ مجلد چرمی پشتہ اعلیٰ ایڈیشن سفید چکنا کاغذ مجلد پارچہ (تین روپے آٹھ آنے) خاص ایڈیشن چکنا فیروزی کاغذ مجلد پارچہ چرمی پشتہ

دنیا کے سب سے بڑے

سرفروش راہِ آزادی

حضرت امام حسینؑ کا ماڈل کیرکٹر

اگر آپ ملاحظہ فرمانا چاہتے ہیں اور حضرت کے وہ روح پرور اور وجد آفریں خطبے جو میدان جنگ میں آپ نے دیئے پڑھنا چاہتے ہیں تو آج ہی کتاب سیّدہ کا لال عرف مظلوم کربلا منگا لیجیے۔ جس میں خلافت اول سے لیکر کربلا تک کے مفصل اور سچے واقعات نہایت الم انگیز قلم سے لکھے گئے ہیں۔ کربلا کے شہدائے کربلا کرام کے ۱۲ مقدس مزارات کے عکسی بلاک

اچھی لکھائی چھپائی سفید چکنا کاغذ ضخامت ۲۰۰ صفحے سے زائد قیمت صرف ۱۲؍

محصول ڈاک چھ آنے

بڑی مشکوٰۃ شریف

کامل ہر دو جلد۔ حدیث کی گیارہ کتابوں کا سلیس اردو ترجمہ اور ضروری مقامات کی تشریح بھی کی گئی ہے

ضخامت ایک ہزار صفحات سے زیادہ

قیمت بلا جلد تین روپے مجلد پارچہ مجلد چرمی پشتہ اعلیٰ
علاوہ محصولڈاک

انتخاب صحاح ستہ

حدیث کی چھ کتابوں کا سلیس اور عام فہم اردو ترجمہ

معہ اصل عربی

اچھی لکھائی چھپائی ضخامت قریبًا پانسو صفحے

قیمت بلا جلد ۱۲ مجلد پارچہ مجلد چرمی پشتہ اعلیٰ بہن کتاب چکنے کاغذ پر بلا جلد مجلد پارچہ مجلد چرمی پشتہ اعلیٰ

تزک راجگان ہند ہندوستان کی قدیم اور ۵۶ ریاستوں کے حالات ضخامت ۲۵۰ صفحے قیمت

ملنے کا پتہ:- مینجر رسالہ پیشوا اردو بازار جامع مسجد دہلی

اعجاز نما قرآن مجید مترجم مفسر

ترجمہ اعجاز نما قرآن مجید میں حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا ہے جو عظیم ہونے کے باوجود با محاورہ ہے اور زوائد و قوسین کی تشنگی سے بے نیاز ہے، تفسیر حاشیہ پر حضرت علامہ وجدی مصری کی سب سے بڑی اور سب سے آسان پوری کی پوری دے دی گئی ہے جسے علامہ موصوف نے دنیا کے حال کے مسلمانوں کو قرآن مجید کا مفہوم سمجھانے کے لئے سالہا سال کی محنت کے بعد لکھا تھا۔ یہ تفسیر عربی میں تھی اس کا اردو ترجمہ حضرت علامہ آغا رفیق صاحب سے کرایا گیا ہے۔ حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند اور دیگر اکابر علماء اس ترجمہ کو پسند فرما چکے ہیں۔ مقدمہ۔ اعجاز نما قرآن مجید کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید سے متعلق اتنے علمی تاریخی اور دینی مضامین کا ذخیرہ آپ کو کسی دوسرے مقدمۃ القرآن میں نہیں ملے گا۔ یہ مقدمہ پچاس سالہ مطالعۂ کلام اللہ، بعد الکتب متعلق توضیح کلام اللہ پر محققانہ غور و فکر کا نتیجہ ہے۔ کتابت کے اعتبار سے بھی اعجاز نما قرآن مجید لاثانی و بے مثل ہے ہندوستان کے مشہور نساخ جناب حاجی عبد الغنی صاحب خوشنویس نزہت رقم دہلوی خلف الرشید حضرت مولانا حاجی ممتاز علی صاحب مہاجر مکی نے اعجاز نما قرآن مجید کو لکھا ہے اور اپنے کمال فن کا آخری نمونہ پیش کیا ہے جس کو پڑھنے کے بعد آپ کا جی خوش ہوگا۔ یہ واقعہ ہے اور اس میں مبالغہ نہ۔ و برابر نہیں کہ قرآن کا مجید کا ایسا ایڈیشن دنیائے اسلام نے آج تک شائع نہیں کیا۔ آخر میں یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ اعجاز نما قرآن مجید کی صحت الیاون جید حافظوں اور عالموں نے کی ہے جن کی مہریں قرآن مجید پر ثبت ہیں۔ قیمت بلا جلد عہ مجلد پارچہ سفید نارو سے کا کاغذ للعہ، مجلد چرمی کامل نقرئی کار ۱۲ عالی ایڈیشن مجلد چرمی نقرئی کار ستہ مجلد طلائی سنہری کام ۱۲ محصول ڈاک ۱۳ار

مختصر فہرست مضامین مقدمۃ القرآن اعجاز نما قرآن مجید مترجم مفسر

۵۷

اصول کتب ادب
باب (۱) اسلام کی حیثیت
سے اپنی حقیقت کے دلائل
کتب سابقہ کی پیشین گوئیاں
باب (۵) قرآن مجید کے بعض
حالات و اوصاف
باب (۶) قرآن مجید کا نزول
اور اس کے جمع کرنے کا حال
باب (۷) قرآن مجید کی
پیشین گوئیاں
باب (۸) آپ کے زمانہ کے خوارق
باب (۹) ازواج مطہرات اور
ان کے خاص آداب

حصہ سوم

باب (۱) الامر
باب (۲) نواہی
باب (۳) حقوق العباد
باب (۴) اخلاق حسن معاملات
باب (۵) حقوق زوجین حسن معاشرت
باب (۶) عورتوں، غلاموں، یتیموں
بچوں اور مسکینوں وغیرہ کی
اعانت
باب (۷) رسول کا ادب
باب (۸) آداب مجلس و ملاقات
باب (۹) انتظام ملکی و سیاست
باب (۱۰) اہل کتاب کی مدح
اور خاص رعایتیں
باب (۱۱) کلمات [illegible]
[illegible] نشان

کے کمال سے عبرت
باب (۱۲) کتاب کو نرمی اور حکمت
کے ساتھ نصیحت کرنا
باب (۱۳) ادعیہ
باب (۱۴) مومنوں کی صفات مختلفہ
مومنین کا فلاح [illegible]
باب (۱۵) مسائل صلوٰۃ و طہارت
و سجود وغیرہ
باب (۱۶) مسائل [illegible]
و مسائل لیلۃ القدر
باب (۱۷) مسائل زکوٰۃ و صدقات
و بیان مصارف
باب (۱۸) مسائل حج و خانہ کعبہ و شعائر
باب (۱۹) نذر
باب (۲۰) کافروں کے ساتھ برتاؤ
باب (۲۱) مسائل جہاد و احکام
و مسائل غنیمت و فیء و اسیر
باب (۲۲) بیع و تجارت و کسب
باب (۲۳) نکاح و طلاق و عدت
باب (۲۴) حلال و حرام و قسم
اکل و شرب
باب (۲۵) لعان
باب (۲۶) ایلاء و ظہار
باب (۲۷) پردہ
باب (۲۸) میراث و وصیت
باب (۲۹) قسم اور اس کا کفارہ

حصہ چہارم

باب (۱) ابلیس کا ذکر اور آدم سے مقابلہ
[illegible] ابلیس کا انجام

باب (۲) [illegible]
باب (۳) حضرت ابراہیم
باب (۴) حضرت اسمٰعیل
باب (۵) ہابیل و قابیل
باب (۶) حضرت لوط
باب (۷) حضرت اسحٰق
باب (۸) حضرت یعقوب اور
حضرت یوسف اور ان
کے بھائی
باب (۹) حضرت ہود و قوم عاد
باب (۱۰) حضرت صالح اور قوم ثمود
باب (۱۱) حضرت داؤد
حضرت سلیمان
باب (۱۳) حضرت موسیٰ اور حضرت
ہارون اور فرعون اور ہامان
اور بنی اسرائیل
باب (۱۴) حضرت یونس
باب (۱۵) حضرت ادریس
باب (۱۶) قارون
باب (۱۷) حضرت ایوب
باب (۱۸) حضرت زکریا اور
یحییٰ
باب (۱۹) حضرت الیسع
باب (۲۰) حضرت ذوالکفل
باب (۲۱) حضرت عزیر
باب (۲۲) حضرت عیسیٰ
اور مریم
باب (۲۳) حضرت ذوالقرنین
باب (۲۴) حضرت لقمان

باب (۲۵) اصحاب اخدود
باب (۲۶) [illegible]
باب (۲۷) حبیب نجار اور انطاکیہ
باب (۲۸) قوم سبا
باب (۲۹) اصحاب کہف و رقیم
باب (۳۰) باغ والوں کے قصے
باب (۳۱) اصحاب الرس

حصہ پنجم

باب (۱) قیامت کی فرضیت
اور مرکر جینے کا ثبوت
باب (۲) آدمی کی موت
باب (۳) بیان قرب قیامت
اور اس کے آثار جیسے خروج
یاجوج و ماجوج و دابۃ الارض
و نزول عیسیٰ علیہ السلام
باب (۴) موت کے بعد عالم برزخ
کا جو معاملہ پیش آتا ہے
باب (۵) نفخ صور و حیات
ثانی و حشر وغیرہ کے حالات
جو قیامت میں واقع ہوں گے
باب (۶) مومنین کا قیامت
کے دن امن میں ہونا
باب (۷) بیان کرب اہل محشر
حتیٰ روز قیامت اہل عذاب
باب (۸) قیامت میں کسی کا کسی
کے کچھ نہ آنا [illegible]
باطل اور شیطانوں کا [illegible]
بعد ان سے علیحدہ ہو جانا
اور ان کی باہمی گفتگو

شفاعت کا ذکر
باب (۹) حساب و کتاب
وزن اعمال و بیان نامۂ
اعمال و جزاء اعمال
باب (۱۰) قیامت میں کافروں اور جھوٹے
معبودوں وغیرہ کے ساتھ
اللہ تعالیٰ کی گفتگو
باب (۱۱) دوزخ اور اہل
دوزخ کی حالت
باب (۱۲) اہل دوزخ کا
واویلا و تمنائے موت و عذاب
و دنیا کی طرف لوٹ آنے
کی درخواست و دعا میں
کو جواب
باب (۱۳) اہل دوزخ کے
ساتھ گفتگو اور اُن کو ملامت
اور اُن کا باہمی جھگڑا
باب (۱۴) اصحاب اعراف
باب (۱۵) جنت اور اس کی
نعمتیں وغیرہ
باب (۱۶) حور و خدام جنت
باب (۱۷) انہار جنت
باب (۱۸) [illegible] دوزخ و جنت

حصہ ششم

باب (۱) [illegible]
کے سبب ہوتی ہے۔
باب (۲) بندوں کے اعمال
لکھے جاتے ہیں۔

باب (۲) [illegible]
ہونا۔ اسباب مغفرت و توبہ
کے فوائد قبولیت توبہ
باب (۳) عموم دعوت اسلام
بعد جاہلیت اسلام سب کا
یکساں ہونا۔
باب (۴) اصول دین
میں انبیاء کا متفق ہونا
باب (۵) دین کی آسانی
باب (۶) بعض رسوم جاہلیت
باب (۷) [illegible] علم
باب (۸) بیان فطرت انسانی
باب (۹) نبیوں [illegible] ان کے
[illegible] وغیرہ
باب (۱۱) [illegible] کی
خدمات۔
باب (۱۲) قرآن مجید و دیگر
کتب سماوی
باب (۱۳) مسلمانوں کو تسکین
دی جاتی تھی۔
باب (۱۴) جنون کا بیان
و ان کے متعلق
باب (۱۵) معجزات و خوارق
و عادات
باب (۱۶) کفار کو ایمان پر
لانے اور نافرمانی پر تہدید
باب (۱۷) امثال اور
تشبیہات
خاتمہ [illegible]

۵۹

اعجاز نما قرآن مجید پر علماء، مشائخ، لیڈر اور ایڈیٹران کرام کی رائیں

حضرت علامہ مفتی کفایت اللہ صدر جمعیۃ علماء ہند کی رائے

مکرمی السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔
میں لکھنؤ چلا گیا تھا اس وجہ سے آپ کا مرسلہ ترجمہ نہ دیکھ سکا۔ ابھی صرف
ابتدائی دو صفحے دیکھ سکا ہوں۔ مترجم نے صرف عربی تفسیر پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ
خود بھی فوائد کا اضافہ کرتے ہیں۔ ان دو صفحوں میں متن کے ترجمہ کا طرز اور اضافۂ
فوائد کی نوعیت پر اعتراض نہیں ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

ملنے کا پتہ:- مینجر رسالہ پیشوا جامع مسجد دہلی

مصورِ فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کی رائے

"اعجاز نما قرآن مجید" جناب سید عزیز حسن صاحب بقائی ایڈیٹر رسالہ پیشوا دہلی نے اعجاز نما قرآن مجید نہایت اعلیٰ اہتمام کے ساتھ شائع کیا ہے۔ جس کو میں نے غرۂ رمضان المبارک ۱۳۵۸ھ کی شام کو چاند دیکھنے کے بعد اول سے آخر تک سرسری نظر سے دیکھا اس قرآن مجید کے چار سو اٹھاسی صفحے علاوہ مقدمۃ القرآن کے ہیں کاغذ سفید اور نفیس ہے۔ خط بہت عمدہ ہے۔ صحت کا اہتمام بھی بہت زیادہ معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اکیاون (۵۱) قاریوں اور حافظوں، مولویوں کے نام آخر میں درج ہیں اور یہ لکھا گیا ہے کہ ان لوگوں نے اس قرآن مجید کی صحت میں حصہ لیا ہے۔ سرورق بہت خوبصورت ہے جس میں مذہبی تصور و تخیل کی اعلیٰ شان پائی جاتی ہے۔ ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا ہے اور حضرت علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر بیان الفرقان کا مکمل اُردو ترجمہ حاشیہ پر ہے اور ایک سو چالیس صفحات ہیں۔ علامہ آغا رفیق صاحب بلند شہری کا مقدمہ اُردو زبان میں ہے جو اُردو زبان میں قرآن مجید کی نسبت ایک لاجواب چیز ہے۔ کیونکہ اس مقدمہ میں نہایت اہم عنوانات کے ماتحت قرآن مجید کے حقائق و معارف کو عام فہم انداز سے بیان کیا گیا ہے۔

میں نے حروف مقطعات قرآن کو تمام و کمال پڑھا۔ اور چند اور مضامین بھی دیکھے اور پسند کئے۔

۴۰ قرآن مجید کی تمام سورتوں کے مسائل، احکام کو ڈھنگ ڈھنگ بہت مقبول طریقہ اور تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، جو ایک نئی اور مفید چیز ہے اور جس سے کم علم عورتوں اور مردوں اور بچوں کو بہت فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ اگر وہ اس پر توجہ کریں قرآن مجید کے مضامین کی فہرست بھی بہت اچھی ہے۔ اس معاملہ میں بہت لوگوں نے کوششیں کی ہیں۔ لیکن آغا صاحب کا طرز بہت زیادہ عام فہم اور مفید ہے کیونکہ اس سے قرآن مجید کی ان آیات کا نکالنا آسان ہو جائے گا جو کسی خاص مضمون کے لئے درکار ہوں۔ بہر حال۔ مقدمہ اُردو زبان میں مفید مجموعہ ہے جو تبلیغ، تعلیم، مضامین قرآن مجید کے لئے یقیناً ایک بیش قیمت چیز مانا گیا ہے۔ حضرت علامہ فرید وجدی مصر کے مشہور عالم ہیں اور اُن کی تفسیر بیان الفرقان علم قرآن کے لئے بہت مفید ہے مگر آغا رفیق صاحب بلند شہری کا مقدمہ مجھ کو قرآن مجید کے حقائق و معارف کے بیان اور عام فہم بیان کے اعتبار سے علامہ فرید وجدی کی تفسیر سے زیادہ اہم معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ دونوں چیزیں پہلی مرتبہ اعجاز نما قرآن مجید میں شائع ہوئی ہیں۔

خدا کرے مسلمانانِ ہندوستان بقائی صاحب کی اس خدمت اسلام کی قدر کریں اور آغا رفیق صاحب کی یہ خدمت دین اور محنت تبلیغ قرآن مجید کا حق ادا کرسکیں مصارف و محنت کے اعتبار سے ہدیہ بہت ہی کم ہے حسن نظامی۔

پنجاب کے مشہور قوم پرست اخبار زمزم لاہور کی رائے

"اعجاز نما قرآن مجید" سید عزیز حسن صاحب بقائی مدیر پیشوا قرآن اور حدیث کی تبلیغی خدمت کے سلسلہ میں اس وقت تک بہت سا کام کر چکے ہیں۔ اس کی تازہ ترین کڑی قرآن مجید کا یہ ایڈیشن ہے جس کا متن صحیح، ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا اور حاشیہ پر علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر قرآن کا اُردو ترجمہ ہے جسے مولانا آغا رفیق بلند شہری نے اُردو میں منتقل کیا ہے۔ ترجمہ اور تفسیر دونوں مستند کے لحاظ سے بہت بلند ہیں اور اس قرآن مجید کا مطالعہ قرآنی بصیرت میں کافی اضافہ کا موجب ہو سکتا ہے۔ ترجمہ اور حاشیہ کے علاوہ جو چیز ہمیں سب سے زیادہ پسند آئی وہ ایک مبسوط مقدمۂ قرآن ہے جو ایک سو دس صفحے پر پھیلا ہوا ہے اور جس میں مولانا آغا رفیق بلند شہری نے خدا کی ہستی کے دلائل، قرآن مجید کے کلام الٰہی ہونے کا ثبوت، نبوت و وحی کی بحث، مضامین قرآن، تاریخ قرآن، خصوصیات قرآن، قرآن کی سورتوں کے فضائل، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی دلیلوں اور قرآنی قصوں کو جمع کر دیا ہے۔ یہ مقدمہ فی نفسہ بہت مفید شے ہے۔ اس کے علاوہ مضامین قرآن کی مکمل فہرست ہے جس میں مضامین کے باب باندھ کر ان تمام آیات کے حوالے دے دئے گئے ہیں۔ جن میں وہ مضامین وارد ہوئے۔ یہ فہرست قرآن کی بصیرت حاصل کرنے کا بہت مفید ذریعہ ہے مثلاً "باب علم" ہے اس میں اُن تمام آیتوں کے حوالے ہیں جو علم کے لفظ اور مضمون سے متعلق ہیں۔ اسی طرح صفات و اسماء الٰہی نبوت اور تعلیمات قرآن کے تمام اجزاء، تقطیع بڑی۔ ہدیہ بلا جلد ....

(اخبار زمزم لاہور، نومبر ۱۹۳۹ء کالم ۱)

جناب مولانا ابواللیث صاحب ندوی مدیر اخبار مدینہ لکھتے ہیں

"اعجاز نما قرآن مجید"

سید عزیز حسن بقائی مدیر رسالہ پیشوا ایک عرصہ سے اسلامی کتب اور ان کے اُردو تراجم کی اشاعت کی مفید خدمت انجام دے رہے ہیں معروف ہیں مذکورہ بالا قرآن مجید کی اشاعت ان کی اسی خدمت کے سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے، اس قرآن مجید کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ متن میں مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا محققانہ اور مستند ترجمہ اور حاشیہ پر نہایت مفید تفسیری حواشی درج کئے گئے ہیں۔ جن میں علامہ فرید وجدی مصری کی قرآنی تحقیقات بھی شامل ہیں علاوہ بریں جناب آغا رفیق صاحب بلند شہری کا ایک طویل مقدمہ بھی درج ہے جو قرآن اور مذہب اسلام کے متعلق بیش بہا معلومات کا حامل ہے۔ ہم اُمید کرتے ہیں کہ یہ اعجاز نما قرآن مجید مسلمانوں میں مقبولیت حاصل کرے گا اور لوگ بقائی صاحب کی کوششوں کی پوری قدر کریں گے۔ ہدیہ ....

(مدینہ بجنور ۱۳ جنوری ۱۹۴۰ء صفحہ ۵ کالم ۱)

مجاہد غیور حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی

جوائنٹ سکریٹری جمعیۃ علماء ہند و سکریٹری آل انڈیا تحفظ مسلمین دہلی تحریر فرماتے ہیں:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب سید عزیز حسن صاحب بقائی مدیر پیشوا نے اپنے مشہور کتب خانہ سے اعجاز نما قرآن مجید طبع کرایا ہے جس میں اسطور میں حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا ترجمہ ہے

اور حاشیہ پر مصر کے مشہور مصنف حضرت علامہ فرید وجدی کی تفسیر کا اُردو ترجمہ، یہ ترجمہ جناب مولانا آغا رفیق صاحب بلند شہری نے کیا ہے۔

ترجمہ کے لئے حضرت تھانوی صاحب کا اسم گرامی کافی ضمانت ہے، اور تفسیر کے لئے علامہ فرید وجدی کی شہرت کفیل اور اُس کو عربی سے اُردو کے قالب میں لانے کے لئے ادیب شہیر آغا رفیق صاحب کا نام ہی ہر طرح قابل اطمینان ہے۔

میں نے جستہ جستہ اس تفسیر کو پڑھا ترجمہ مستند اور قابل اعتبار ہے سید صاحب نے اشاعت کے سلسلے قرآن مجید ہر غریب و امیر مسلمان تک پہنچانے کے لیے ارزانی کا کافی لحاظ رکھا ہے۔

میں ایسے مسلمانوں سے خصوصیت کے ساتھ اپیل کرتا ہوں" جو ایک طرف قرآن عزیز کے ساتھ ساتھ ترجمہ اور بھر وسہ کی تفسیر چاہتے ہوں اور دوسری جانب زیادہ ہدیہ ادا کرنے سے بھی معذور ہوں" وہ ضرور بالضرور "اعجاز نما قرآن شریف" کو منگائیں۔

سید عزیز حسن صاحب بقائی اس توجہ اور محنت کے لئے قابل داد ہیں اللہ تعالیٰ اُن کی اس سعی کو کامیاب فرمائے۔

خادم ملت :۔ محمد حفظ الرحمٰن کان اللہ لہ از ندوۃ المصنفین دہلی

۱۹ ۔ رمضان المبارک ۵۶ھ

محقق دوراں حضرت علامہ سعید احمد صاحب فاضل دیوبند

منشی فاضل مولوی عالم۔ فاضل ایم، اے، لیکچرار مشن کالج وایڈیٹر رسالہ برہان دہلی تحریر فرماتے ہیں:

جناب محترم حافظ سید عزیز حسن صاحب بقائی ایڈیٹر پیشوا نے اسلامی مذہبی کتابوں کو اُردو کا جامہ پہنا کر کم سے کم قیمت میں شائع کرنے کا جو کامیاب سلسلہ قائم کر رکھا ہے۔ اُس میں سب سے نمایاں اور حیرت انگیز تبلیغی کارنامہ اعجاز نما قرآن مجید کی اشاعت ہے قرآن شریف کے متن میں صحت کا خاص اہتمام کیا گیا ہے اور اس پر طرفہ یہ کہ بین السطور میں حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا ترجمہ ہے جو اپنے مستند اور درست ہونے میں کسی دلیل کا محتاج نہیں، پھر اس پر بھی اکتفا نہیں کی گئی۔ حاشیہ پر دور حاضرہ کے مشہور مصری عالم حضرت علامہ فرید وجدی کی تفسیر بیان الفرقان کو اُردو میں ترجمہ کرکے چڑھایا گیا ہے ترجمہ کی درستی، سلاست اور روانی کے لئے جناب مترجم مولانا آغا رفیق صاحب بلند شہری کا نام نامی کافی ضمانت ہے، جو متعدد اور مفید مذہبی تاریخی کتابوں کے مترجم و مصنف کی حیثیت سے ارباب علم وادب کے حلقہ میں محتاج تعارف نہیں ہیں یہ دونوں تفسیریں بذات خود نہایت مفید اور قرآنی مطالب واحکام آسان طریقہ سے سمجھنے میں مدد دینے والی ہیں۔ اس پر مستزاد یہ کیا گیا ہے کہ حضرت مترجم نے شروع میں ۱۴۴ صفحات کا مبسوط اور فہم قرآن کے لئے لاجواب مقدمہ لکھ کر اس اعجاز نما قرآن مجید کے ایڈیشن کی افادی حیثیت کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا ہے۔ یہ کہنا مبالغہ نہیں ہے کہ اس مقدمہ میں اُن تمام اصولی باتوں کا ذکر آگیا ہے جن کا جاننا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے اور جن کو پڑھ کر ایک مسلمان مسائل و اُصول دین سے خاصی واقفیت حاصل کر سکتا ہے مولانا آغا رفیق کا یہ کمال بہت زیادہ مستحق ستائش ہے کہ وہ دین کے پیچیدہ سے پیچیدہ مسئلہ کو بہت آسان طریقے سے سمجھا دیتے ہیں۔ مقدمہ کے اختتام پر قرآن مجید کے مضامین کی ایک مکمل فہرست مع سورتوں اور آیتوں کے حوالہ کے دی گئی ہے جو ارباب تالیف و تصنیف اور حضرات علماء و طلبہ کے لیے بہت فائدہ مند ہے اور پھر لطف یہ ہے کہ ان بیان تمام خوبیوں کے بالمقابل بہت ہی کم یعنی صرف ہدیہ مجلد پانچ روپیہ مجلد چرمی ۶ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محترم حافظ عزیز حسن صاحب کس قدر سرگرمی کے ساتھ اس قرآن شریف کو ایک بار ہر مسلمان تک پہنچا کر تبلیغ کا حق ادا کرلینا چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ انھیں اور مولانا بلند شہری کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس طرح کے کار خیر کرنے کی مزید توفیق ارزانی کرے۔ آمین۔ میں تمام مسلمانوں سے عالم ہوں یا غیر عالم، غریب ہوں یا امیر پر زور درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس ایڈیشن کا ایک ایک نسخہ ضرور رکھیں۔ اس کے ہوتے ہوئے وہ بہتیری دینی کتابوں سے بے نیاز ہو سکتے ہیں مجھ کو امید قوی ہے کہ مسلمان اس کام کی بہت افزائی کرکے حافظ صاحب کو زیادہ سے زیادہ تبلیغی خدمات کرنے کا موقع دیں گے۔ والسلام

سعید احمد کان اللہ لہ ایڈیٹر برہان دہلی ۱۱/۲۰/۵۶ء

مشہور قوم پرور روزانہ اخبار قومی گزٹ دہلی کی رائے

"اعجاز نما قرآن مجید مترجم مفسر"

عرصہ سے ایک ایسے قرآن مجید کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی جس کا ترجمہ سلیس ہو، تفسیر عام فہم ہو اور ہدیہ کم ہو اور تفسیر انسانی آراء و افکار سے پاک ہو۔

خدا کا شکر ہے کہ اس ضرورت کو سب سے پہلے اور سب سے زیادہ مکمل طریقہ سے میرے دوست حافظ سید عزیز حسن بقائی ایڈیٹر "پیشوا" دہلی نے محسوس کیا اور اعجاز نما قرآن مجید مترجم مفسر صرف کثیر کے بعد شائع کر دیا۔ جو اس وقت میرے سامنے ہے۔ سب سے پہلے تکمیل کی خوش نمائی اور زیبائش کی دلفریبی کو دیکھ کر میرا دل خوش ہوا اور اس کے بعد مقدمۃ القرآن (جو بجائے ایک مستقل کتاب ہے) پر نظر ڈالی فہم قرآن کے لئے اس سے زیادہ مکمل اور اس کے برابر طویل مقدمہ آج تک نہیں شائع ہوا۔ مقدمۃ القرآن کے سات باب ہیں۔ پہلے باب میں خدا کی ہستی کو بدلائل عام طریقہ سے ثابت کیا ہے اور نبوت کی ضرورت اور ختم نبوت پر مکمل بحث کی گئی ہے۔ دوسرے باب میں قرآن مجید کی خصوصیات پر طویل اور مکمل بحث ہے۔ تیسرے باب میں قرآن مجید کے مضامین پر سیر حاصل بحث کرکے اور احکام و مسائل قرآن بیان کرکے سمندر کو کوزے میں بند کیا ہے۔ چوتھے باب میں صحف الٰہیہ کی تاریخ اور اشخاص و اقوام اور آخر قرآن کی تاریخ بیان کی گئی ہے۔ پانچویں باب میں تلاوت قرآن، فضائل قرآن، اور قرآن حکیم کا اثر منکرین قرآن پر بتایا گیا ہے۔ چھٹے باب میں فضائل قرآن اور ترتیب قرآن پر بحث کی گئی ہے ساتویں باب میں قرآن حکیم کے خواص و اعمال لکھے گئے ہیں اور اس کے بعد تیس صفحہ کی طویل فہرست مضامین ہے جس پر ایک نظر ڈالتے ہی جس حکم قرآن کی ضرورت ہو ایک منٹ میں مل جاتا ہے۔ یہ طویل اور مفید اور ضروری

مقدمہ اور فہرست مضامین قرآن حکیم اپنی جگہ مکمل تاریخ قرآن ہے جو اس سے پہلے اردو میں نایاب تھی۔

ترجمہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کا ہے۔ جو فہم قرآن کے لئے مروجہ ترجموں میں سب سے بہتر تسلیم کیا گیا ہے۔

حاشیہ پر دنیائے اسلام کے مشہور عالم حضرت علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر بیان الفرقان مکمل چڑھائی گئی ہے۔ علامہ فرید وجدی زمانۂ حال کے مشہور علماء میں سے ہیں جن کی رفعت و عظمت سے دنیائے اسلام بخوبی واقف ہے وہ ایک یگانۂ روزگار تصنیف دائرۂ معارف (انسائیکلوپیڈیا) کی دس ضخیم جلدوں کے مصنف ہیں جو علوم و فنون کا ایک نادر مجموعہ ہے اور جس نے عربی زبان کو مغربی زبان کے پہلو بہ پہلو کھڑا کر دیا ہے۔

حضرت علامہ ممدوح کی یہ تفسیر قرآن مجید کی صحیح تعلیم کا مفہوم معلوم کرنے کے لئے کامل ہے۔ یہ تفسیر پڑھ کر ہر مسلمان قرآن مجید کے احکام کا ماہر بن سکتا ہے اور قرآن حکیم کو اس کی اصلی اسپرٹ میں سمجھ سکتا ہے۔ اس بے مثل قرآن شریف کی لکھائی چھپائی بہت اعلیٰ ہے اور تیرہ سو سال میں کلام اللہ کا یہ پہلا اڈیشن ہے۔ جو زمانہ کی ضروریات کے مطابق شائع کیا گیا ہے۔ ضخامت تقریباً ... صفحے ہے۔ ہدیہ بہت ہی کم یعنی صرف ...

آل انڈیا مسلم لیگ کا علمبردار اخبار الامان دہلی کی رائے

"اعجاز نما قرآن مجید مترجم مفسر"

61

جناب حافظ سید عزیز حسن صاحب بقائی مالک و مدیر رسالہ پیشوا دہلی قابل مبارکباد ہیں کہ ان کی دیرینہ آرزو پوری ہوئی اور انہوں نے مسلمانوں کے سامنے قرآن مجید کا ایک ایسا نسخہ زر کثیر صرف کرکے پیش کیا ہے جسے بجا طور پر اعجاز نما قرآن مجید کا اعجاز نما نسخہ کہا جا سکتا ہے۔

یہ قرآن مجید مترجم ہے اس اعجاز نما قرآن مجید کا ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا ہے جو لفظی ہونے کے باوجود بامحاورہ اور زوائد و توسین کی تشریح سے بے نیاز ہے۔ حاشیہ پر علامہ فرید وجدی کی سب سے بڑی اور سب سے آسان پوری کی پوری تفسیر دے دی گئی ہے۔ جسے علامہ موصوف نے زمانۂ حال کے مسلمانوں کو قرآن مجید کا صحیح مفہوم سمجھانے کے لئے سالہا سال کی محنت کے بعد لکھا۔ یہ تفسیر عربی میں تھی اور اس کا اردو ترجمہ حضرت علامہ آغا رفیق صاحب سے کرایا گیا ہے اکثر علماء اس ترجمہ کو پسند فرما چکے ہیں۔ اعجاز نما قرآن مجید کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ اس کے مقدمہ میں علمی، تاریخی اور دینی مضامین کا ذخیرہ دیا گیا ہے جو کسی مقدمۃ القرآن میں نہیں ملے گا۔ یہ مقدمہ صدر الکتب متعلق توضیح کلام اللہ پر محققانہ غور و فکر کا نتیجہ ہے۔ کتابت کے اعتبار سے بھی اعجاز نما قرآن مجید لاثانی اور بے مثل ہے ہندوستان کے مشہور نساخ جناب حاجی عبدالغنی صاحب خوشنویس نزہت رقم دہلوی خلف الرشید

حضرت مولانا حاجی ممتاز علی صاحب مہاجر کی ہاتھ سے اس کی کتابت کی ہے اور اپنے کمال فن کا آخری نمونہ پیش کیا ہے۔ اعجاز نما قرآن مجید کی صحت چند حافظوں اور عالموں نے کی ہے جن کی مہریں قرآن مجید پر ثبت ہیں۔

ہمیں امید ہے کہ ملک اس نادر نسخہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھے گا اور ہر مسلمان اس سے مستفیض ہوگا۔

ایڈیٹر صاحب روزنامہ وحدت دہلی کی رائے

مکرم و محترم حافظ صاحب قبلہ سلام مسنون!

میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ اپنے ارادۂ نیک میں کامیاب ہوئے اور بطریق احسن کامیاب ہوئے۔ خداوند کریم اس کا اجر دین و دنیا میں آپ کو ضرور عنایت فرمائیں گے۔ آپ کے مرسلہ قرآن پاک کے نسخہ کو میں نے اپنی تلاوت کے لئے مخصوص کر لیا ہے۔

(مولوی) عبدالمجید (صاحب) شملوی ایڈیٹر روزنامہ وحدت دہلی

ایڈیٹر صاحب اخبار دین و دنیا دہلی کی رائے

اعجاز نما قرآن مجید مترجم مع تفسیر

اعجاز نما مترجم قرآن مجید جس کو حافظ عزیز حسن صاحب بقائی مدیر رسالہ پیشوا نے شائع کیا ہے۔ ہماری رائے میں اپنی نوعیت کا اور اپنی قسم کا ہندوستان میں پہلا قرآن مجید ہے جسے ہر لحاظ سے اور ہر اعتبار سے نہایت مکمل کہا جا سکتا ہے کیونکہ اس کلام مجید میں وہ خصوصیات جمع کر دی گئی ہیں جو آج تک کسی قیمتی سے قیمتی قرآن مجید میں نہیں پائی گئیں۔ اس کلام اللہ کی خصوصیات ملاحظہ ہوں۔

(۱) کسی کلام مجید کی سب سے بڑی خصوصیت جو شمار کی جا سکتی ہے وہ اس کا صحیح ہونا ہے۔ یہ خوبی اس کلام مجید میں موجود ہے کیونکہ تقریباً اکیاون حافظوں نے جن کے نام کلام مجید کے خاتمہ اوراق میں درج ہیں اس کلام مجید کی صحت کی ہے

(۲) صحت کے بعد خوشنمائی اور اعلیٰ کتابت و طباعت پر نظر جاتی ہے وہ چیز بھی اس میں موجود ہے۔

(۳) صحت اور خوشنمائی کے بعد ایک کلام مجید کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کا ترجمہ عام فہم ہو کہ ہر معمولی اردو داں سمجھ سکے۔ یہ خصوصیت بھی اس کلام مجید میں نمایاں ہے کیونکہ مولانا اشرف علی تھانوی کا ترجمہ جو سب سے زیادہ عام فہم ہے اس کلام مجید میں دیا گیا ہے۔

(۴) صحت، خوشنمائی اور ترجمہ کے بعد تفسیر کی ضرورت ہوتی ہے چنانچہ یہ کلام اللہ حضرت علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر سے مزین ہے۔ جس کا اردو ترجمہ مشہور اردو زبان کے ادیب علامہ آغا رفیق صاحب نے کیا ہے۔

(۵) ان خصوصیات کے بعد کسی چیز کی ضرورت نہیں رہتی۔ لیکن پھر بھی ایک ایسی چیز اس کلام مجید میں ہے جو کسی کلام میں نہیں پائی۔

تک یعنی کلام پاک کے مضامین کی مکمل فہرست اور قرآن پاک کا مکمل مقدمہ جس کے مطالعہ کے بعد انسان کو معلوم ہوتا ہے کہ قرآن پاک کیا ہے اور اس کا کیا مطلب ہے۔ یہ ایسی خصوصیات ہیں جو غالباً آج تک کسی کلام مجید میں نہیں پائی گئیں اور اس کے ساتھ ہی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ کلام مجید ضرورت سے زیادہ لانبا چوڑا کیا نہیں ہے بلکہ نہایت موزوں تقطیع پر ہے۔ یعنی لمبائی ۱۱- انچ ہے اور چوڑائی ۷- انچ۔

ہدیہ اس قدر کم رکھا گیا ہے کہ ہم حیران ہیں کہ اس ہدیہ میں اتنا اچھا کلام مجید کیونکر دیا جا سکتا۔

(دین دنیا ۲- نومبر ۱۹۴۰ء صفحہ ۲ کالم ۱)

ایڈیٹر صاحب اخبار حمایت الاسلام لاہور کی رائے

"اعجاز نما قرآن مجید مترجم مفسر"

پیشوا بک ڈپو دہلی مذہبی کتابوں کی اشاعت کے باعث مسلمانوں میں بہت زیادہ نیک نام ہے۔ اس نے اعجاز نما قرآن مجید کے نام سے ایک مترجم اور مفسر قرآن شریف شائع کیا ہے اور غالباً پیشوا بک ڈپو کا یہ اعجاز ہے کہ اس کی طرف سے اس قدر خوبیوں والا قرآن حکیم شائع کیا گیا۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی جیسے بزرگ محترم عالم دین اس کے مترجم ہیں ان کے ترجمہ کی خوبی کے متعلق کچھ کہنا آفتاب کو چراغ دکھانا ہے۔ حاشیہ پر مصر کے مشہور عالم حضرت علامہ فرید وجدی کی تفسیر بیان الفرقان کا اردو ترجمہ دیا گیا ہے۔ یہ تفسیر حضرت علامہ نے موجودہ دور کے مسلمانوں کی ضروریات اور فہم و ادراک کو پیش نظر رکھ کر لکھی ہے اور عالم اسلام میں اسے بہت پسند کیا گیا ہے۔

یہ تفسیر گو پہلی تفسیروں کی طرح غیر ضروری تفصیلات کی حامل نہیں ہے لیکن قرآن کو سمجھنے کے لئے جن باتوں کی ضرورت ہے ان تمام پر حاوی ہے۔

اعجاز نما قرآن مجید میں ایک اور سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کے شروع میں مقدمۃ القرآن کے ماتحت ۲۰ صفحات میں قرآن حکیم سے متعلق تمام وہ معلومات درج کر دی گئی ہیں جن کا ایک مسلمان کے لئے جاننا نہایت ضروری ہے۔

ان تمام معلومات کا ماخذ اعجاز نما قرآن حکیم ہے اور اس طرح قرآن کو اچھی طرح سمجھانے کے لئے ناشر نے ہر امکانی کوشش کی ہے۔

جناب مولانا سید عزیز حسن بقائی مالک پیشوا بک ڈپو اس خدمت قرآن پر مبارکباد کے مستحق ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ مسلمان اس اعجاز نما قرآن مجید کی قدر کریں گے اور کوئی اسلامی گھرانہ بے شمار خوبیوں والے قرآن مجید سے خالی نہ رہیگا۔

معنوی محاسن کے علاوہ یہ قرآن حکیم بہت سے ظاہری محاسن کا بھی حامل ہے۔ سرورق نہایت خوبصورت رنگین ہے کاغذ سفید ولایتی کتابت و طباعت بہت عمدہ اور ضخامت ۸۰۸ علاوہ مقدمۃ القرآن ۲۰ صفحات ہے مگر ان تمام خوبیوں کے باوجود اس کی قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ) ناشر نے قیمت لاگت سے آدھی رکھی ہے۔ خود انہیں یہ تین روپے میں پڑتا ہے مگر انہوں نے غریب مسلمانوں کو اس دولت گرانبہا سے مالامال کرنے کے لئے یہ نقصان اٹھایا ہے۔

(اخبار حمایت الاسلام لاہور ۲۰- نومبر صفحہ ۵ کالم ۲)

قرآن شریف منگانے اور مدارس میں تقسیم کرنے میں صرف ناظرین پیشوا کے لئے بڑی آسانی

ہوگئی اب آپ اس ہدیہ پر مترجم قرآن لے سکتے ہیں جو بڑے بڑے تاجروں کی

لاگت

سے بھی کم ہو. لیکن یہ رعایت صرف ناظرین پیشوا کے لئے ہے اور یہ ان کے احسان کا ادنیٰ کرشمہ ہے جو کہ پیشوا کی ہر اپیل کو گوش شنوا سے سنتے اور پیشوا کی بروقت امداد فرماتے ہیں خدا کے فضل سے آپ کی امداد اور میری محنت سے اب دوسرا قرآن شریف مترجم مفسر تیار ہوگیا ہے اور اس مرتبہ میں نے بشکرانہ فضل ایزدی اور باستثنائے معاونین پیشوا نے یہ تہیہ کرلیا ہے کہ اگر حالات اجازت دیتے رہیں۔ تو یہ قرآن شریف بالکل اسی ہدیہ پر ناظرین پیشوا کو دے دوں جو خالصاً میرا خرچ ہوا ہے۔ حتیٰ کہ اشتہار اور اسٹاف کا بھی کوئی خرچ آپ سے نہ لوں مگر یہ سب کچھ پیشوا کے خریداروں کے ساتھ ہوگا۔ ان کے لئے ان کا نمبر خریداری کا حوالہ ضروری ہے۔ یہ خوبیوں کے لئے۔

آسان ترجمہ والا قرآن مجید

ہے ترجمہ حضرت مولانا شاہ عبد القادر صاحب کا ہے حاشیہ پر ان ہی کی تفسیر موضح القرآن ہے۔ بڑی تقطیع ہے شروع میں بے شمار خوبیوں کا دیباچہ ہے۔ اس میں سات باب ہیں۔ پہلے باب میں مذہب کی اور مذہبی کتابوں کی ضرورت ثابت کی گئی ہے اور دوسرے باب میں قرآن کے نزول اور حفاظت اور ترتیب پر بحث کی گئی ہے تیسرے باب میں قرآن حکیم کی تلاوت کے احکام اور فضائل بتائے گئے ہیں۔ چوتھے باب میں اوقاف اور اشارات قرآنی کی تشریح ہے۔ پانچویں باب میں قرآن شریف کی ہر سورت کے مجرب اور وظائف لکھے گئے ہیں جن کی ہر ٦٤
مسلمان کو قدم قدم پر ضرورت رہتی ہے۔ چھٹے باب میں قرآن حکیم کی ہر سورت کا نقش اور کلام اللہ کے تعویذ لکھے گئے۔ ساتویں باب میں پورے کلام اللہ کی فہرست مضامین بطور ابواب کے لکھی گئی ہے۔ قلم جلی ہے۔ صحت اکیس علماء اور قاریوں نے کی ہے سفید ناردے کا کاغذ ہے۔ ہدیہ بلا جلد ۸ مجلد نقرئی کار دس آنے (۱۰) خاشدہ ار غوانی بلا جلد ۱۰ مجلد نقرئی کار بارہ آنے (۱۲) چند سطریں ذیل میں بطور نمونہ درج ہیں۔

الٓمّٓ ۚ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَكُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا کیا یہ سمجھے ہیں لوگ کہ چھوٹ جاویں گے اتنا کہہ کر کہ ہم یقین لائے اور ان کو جانچ	تفسیر موضح القرآن کامل ف۱ پہلی دو آیتیں کہیں ایمان والوں کو جو گرفتار تھے کافروں کی ایذا میں اور یہ آیت جو کافروں کو ستاتے تھے مسلمانوں کو ۱۲ منہ ف۲ یعنی ایمان کی برکت سے نیکیاں ملیں گی اور برائیاں معاف ہوں گی ۱۲ منہ
یُفْتَنُوْنَ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ نہ لیں گے اور ہم نے جانچا ہے اُن کو جو ان سے پہلے تھے سو البتہ معلوم کرے گا اللہ جو لوگ	
صَدَقُوْا وَلَیَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِیْنَ ۝ اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ سچے ہیں اور البتہ معلوم کرے گا جھوٹے کیا یہ سمجھے ہیں جو لوگ کرتے ہیں برائیاں	
اَنْ یَّسْبِقُوْنَا ؕ سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ ۝ مَنْ كَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ کہ ہم سے آگے نکل جاویں بُری بات چکاتے ہیں جو کوئی توقع رکھتا ہے اللہ کی ملاقات کی سو اللہ کا وعدہ	
لَاٰتٍ ؕ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا یُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ؕ اِنَّ آتا ہے اور وہ سنتا جانتا ہے اور جو کوئی محنت اٹھائے سو اٹھاتا ہے اپنے واسطے اللہ	
اللّٰهَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ کو پروا نہیں جہان والوں کی اور جو لوگ یقین لائے اور کئے کام بھلے ہم اتار دیں گے	

حال ہوا اور ہم سے اسقدر محبت نہیں ۔ سو آپ ایسا کیجئے کہ اس کی جگہ ہم میں سے ایک کو رکھ لیجئے (دوسرا یہ کہ) اپنا غلام بنا لیجئے ۔ ہم آپ کو ایک نیک مزاج دیکھتے ہیں ۔ (امید ہے کہ اس درخواست کو منظور فرمالیں گے یوسف (علیہ السلام) نے کہا ایسی بے انصافی کی بات سے خدا بچائے کہ جس کے پاس ہم نے اپنی چیز پائی ہے ۔ اس کے سوا دوسرے شخص کو پکڑ کے رکھ لیں (اگر ہم ایسا کریں تو) اس حالت میں تو ہم بڑے بے انصاف سمجھے جاویں گے (کیونکہ مسترقا حقیقۃً جس کو مروق استرقاق سمجھے بلا استحقاق رضامندی سے بھی حرام ہے)

فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ؕ قَالَ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ

پھر جب ان کو یوسف سے بالکل امید نہ رہی تو علیحدہ ہو کر باہم مشورہ کرنے لگے ان میں جو سب سے بڑا تھا اس نے کہا کہ کیا تم کو معلوم نہیں کہ تمہارے باپ نے تم سے

مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ ۚ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْٓ اَبِيْٓ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ

خدا کی قسم کھا کر پکا قول لے چکے ہیں اور اس سے پہلے یوسف کے بارے میں کس قدر کوتاہی کر چکے ہو سو میں تو اس سر زمین سے نہیں ٹلتا جب تک کہ میرا باپ مجھ کو آنے کی اجازت نہ دے یا

وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۝ اِرْجِعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَمَا شَهِدْنَآ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ

اللہ تعالیٰ اس مشکل کو سلجھا دے اور وہی خوب فیصلہ کرنے والا ہے تم واپس اپنے باپ کے پاس جاؤ اور کہو کہ اے ابا آپ کے صاحبزادے نے چوری کی اور ہم تو وہی بیان کرتے ہیں جو ہم کو معلوم ہوا اور ہم غیب کی باتوں

حٰفِظِيْنَ ۝ وَسْـَٔلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا وَالْعِيْرَ الَّتِيْٓ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ؕ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝ قَالَ بَلْ

کے تو حافظ تھے نہیں اور اس بستی والوں سے پوچھ لیجئے جہاں ہم موجود تھے اور اس قافلہ والوں سے پوچھ لیجئے جن میں ہم شامل ہو کر آئے ہیں اور یقیناً ہم بالکل سچے ہیں یعقوب نے فرمایا

سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝ وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ

بلکہ تم نے اپنے دل سے ایک بات بنا لی سو صبر ہی کروں گا جس میں شکایت کا نام نہ ہوگا ۔ اللہ سے امید ہے کہ ان سب کو مجھ تک پہنچا دے گا وہ خوب واقف ہے بڑی حکمت والا ہے

وَقَالَ يٰٓاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ۝ قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا

اور ان سے دوسری طرف رخ کر لیا اور کہنے لگے ہائے یوسف افسوس اور غم سے ان کی آنکھیں سفید پڑ گئیں اور وہ گھٹے گھٹے رہنے لگے کہنے لگے بخدا تم سدا

٦٥ تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ۝ قَالَ اِنَّمَآ

یوسف کی یادگاری میں لگے رہو گے یہاں تک کہ گھل گھل کر دم بلب ہو جاؤ گے یا یہ کہ بالکل مر ہی جاؤ گے ۔ یعقوب نے فرمایا کہ

اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

میں تو اپنے رنج و غم کی صرف اللہ سے شکایت کرتا ہوں اور اللہ کی باتوں کو جتنا میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے ۔

يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ

اے میرے بیٹو جاؤ اور یوسف اور ان کے بھائی کی تلاش کرو اور اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو ۔

اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝

بے شک اللہ کی رحمت سے وہی لوگ ناامید ہوتے ہیں جو کافر ہیں ۔

تفسیر ۔ (فلما استایئسوا ۔۔۔ الکٰفرون) پھر جب ان کو یوسف (علیہ السلام) سے تو ان کے صاف جواب کے سبب بالکل امید نہ رہی (کہ بنیامین کو دیں گے تو اس جگہ سے) علیحدہ ہو کر باہم مشورہ کرنے لگے (کہ کیا کرنا چاہیئے پھر زیادہ کی یہ رائے ہوئی کہ مجبوری ہے سب کو واپس چلنا چاہیئے مگر) ان سب میں جو بڑا تھا اس نے کہا کہ (کہ تم جو سب کے سب واپس چلنے کی صلاح کر رہے ہو تو) کیا تم کو معلوم نہیں کہ تمہارے باپ نے تم سے خدا کی قسم کھلا کر تم سے پکا قول لے چکے ہیں (کہ تم ان کو اپنے ہمراہ لانا ۔ لیکن اگر گھر جاؤ ۔ تو مجبوری ہے ۔ تو ہم سب کے سب تو گھرے نہیں کہ تدبیر کی گنجائش نہ رہتی اس لئے حتی الامکان کچھ تدبیر کرنا چاہیئے) اور اس سے پہلے یوسف کے بارے میں کس قدر کوتاہی کر ہی چکے ہو (کہ ان کے ساتھ برتاؤ ہوا ۔ اس سے باپ کے حقوق بالکل ضائع ہوئے سو وہ پرانی ہی شرمندگی کیا کم ہے جو ایک نئی شرمندگی لے کر جاویں ؛ سو میں تو اس زمین سے ٹلتا ہی نہیں تا وقتیکہ میرا باپ مجھ کو (حاضری کی) اجازت نہ دیں یا اللہ تعالیٰ اس مشکل کو سلجھا دے اور وہ ہی خوب سلجھانے والا ہے (یعنی کسی تدبیر سے بنیامین چھوٹ جاوے ۔ غرض میں یا اس کو لے کر جاؤں گا یا مر جاؤں گا سو مجھکو تو یہاں چھوڑ دو اور) تم واپس اپنے باپ کے پاس جاؤ اور جا کر ان سے کہو کہ اے ابا آپ کے صاحبزادے (بنیامین)

نے چوری کی (اس لئے گرفتار ہوئے) اور ہم تو وہی بیان کرتے ہیں جو ہم کو (مشاہدہ سے) معلوم ہوا ہے اور ہم (قول و قرار دینے کے وقت) غیب کی باتوں کے تو حافظ تھے نہیں (کہ یہ چوری کرے گا ورنہ ہم کبھی قول نہ دیتے) اور (اگر ہمارے کہنے کا یقین نہ ہو تو) اس بستی (یعنی مصر) والوں سے (کسی اپنے معتمد کی معرفت) پوچھ لیجئے جہاں ہم (اس وقت) موجود تھے (جب چوری برآمد ہوئی ہے) اور اس قافلہ والوں سے پوچھ لیجئے جن میں ہم شامل ہو کر یہاں آئے ہیں (معلوم ہوتا ہے اور بھی کنعان کے یا آس پاس کے لوگ غلہ لینے گئے ہوں گے) اور یقیناً جانیئے ہم بالکل سچ کہتے ہیں (چنانچہ سب نے بڑے کو وہاں چھوڑا اور آکر سارا ماجرا بیان کیا یعقوب (علیہ السلام واقعہ یوسف علیہ السلام کے سبب ان سے غیر مطمئن ہو چکے تھے) (قیاس بر مثال سابق) فرمانے لگے (کہ بنیامین چوری میں ماخوذ نہیں ہوا) بلکہ تم نے اپنے دل سے ایک بات بنا لی ہے سو (خیر مثل سابق) صبر ہی کروں گا جس میں شکایت کا نام نہ ہوگا (مجھکو) اللہ سے امید ہے کہ ان سب کو (یعنی یوسف کو اور بنیامین اور جو بڑا بھائی اب مصر میں رہ گیا ہے ان تینوں کو) مجھ تک پہونچا دے گا (کیونکہ) وہ (حقیقت حال سے) خوب واقف ہے (اس لئے اس کو سب کی خبر ہے کہ کہاں کہاں اور کس کس حال میں ہیں اور وہ) بڑی حکمت والا ہے (جب ملانا چاہے گا ہزاروں اسباب و تدابیر درست کر دیگا) اور (یہ جواب دیکر بوجہ اس کے کہ ان سے رنج پہنچا تھا) ان سے دوسری طرف رخ کر لیا اور (بوجہ اس کے کہ اس نئے غم سے وہ پرانا غم اور تازہ ہوگیا یوسف کو یاد کر کے) کہنے لگے ہائے یوسف افسوس اور غم سے (روتے روتے) ان کی آنکھیں سپید پڑ گئیں (کیونکہ زیادہ رونے سے بینائی آنکھوں کی کم ہو جاتی ہے اور آنکھیں بے رونق یا بالکل بے نور ہو جاتی ہیں) اور وہ (غم سے جی ہی جی میں) گھٹا کرتے تھے (کیونکہ شدت غم کے ساتھ جب شدت ضبط ہوگا جیسا کہ صابرین کی شان ہے تو کظم کی کیفیت پیدا ہو گئی) بیٹے کہنے لگے بخدا (معلوم ہوتا ہے) تم سدا کے سدا یوسف کی یادگاری ہی میں لگے رہو گے یہاں تک کہ گھل گھل کر دم لب ہو جاؤ گے یا یہ کہ بالکل ہی مر جاؤ گے (تو اتنے غم سے فائدہ کیا) یعقوب (علیہ السلام) نے فرمایا کہ (تم کو میرے رونے سے کیا بحث) میں تو اپنے رنج و غم کی صرف اللہ سے شکایت کرتا ہوں (تم سے تو کچھ نہیں کہتا) اور اللہ کی باتوں کو جتنا میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے (باتوں سے مراد یا تو لطف و کرم و رحمت اتم ہے اور یا مراد الہام ہے ان سب سے ملنے کا جو بلا واسطہ ہو یا بواسطہ خواب یوسف کی جس کی تعبیر اب تک واقع نہیں ہوئی تھی۔ اور واقع ہونا اس کا ضروری ہے) اے میرے بیٹو (اظہار غم تو صرف اللہ کی جناب میں کرتا ہوں جب اسباب وہی ہیں لیکن ظاہری تدبیر تم بھی کرو کہ ایک بار پھر سفر میں) جاؤ اور یوسف اور ان کے بھائی کی تلاش کرو (یعنی ۸۶
ایسی فکر و تجویز کی جستجو کرو جس سے یوسف کا نشان ملے اور بنیامین کو رہائی ہو) اور اللہ کی رحمت سے نا امید مت ہو۔ بیشک اللہ کی رحمت سے وہی لوگ نا امید ہوتے ہیں جو کافر ہیں۔

فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَيْهِ قَالُوا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ

پھر جب یوسف کے پاس پہنچے کہنے لگے اے عزیز ہم کو اور ہمارے گھر والوں کو بڑی تکلیف پہنچ رہی ہے اور ہم کچھ یہ نکمی چیز لائے ہیں سو آپ پورا غلہ

مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ۝

دیدیجئے۔ بے شک اللہ تعالیٰ خیرات دینے والوں کو جزا دیتا ہے۔

قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ ۝ قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ

یوسف نے فرمایا وہ بھی تم کو یاد ہے۔ جو کچھ تم نے یوسف اور اس کے بھائی کیساتھ کیا تھا جبکہ تمہاری یہ جہالت کا زمانہ تھا۔ کہنے لگے

يُوْسُفُ ؕ قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَآ اَخِيْ ؗ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ؕ اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ

کیا سچ مچ تم ہی یوسف ہو انہوں نے فرمایا میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے ہم پر اللہ نے بڑا احسان کیا واقعی جو شخص گناہوں سے بچتا ہے اور صبر

فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَ

کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے نیک کام کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کیا کرتا۔ وہ کہنے لگے کہ بخدا کچھ شک نہیں تم کو اللہ تعالیٰ نے ہم پر فضیلت عطا فرمائی

اِنْ كُنَّا لَخٰطِــــِٕيْنَ ۝ قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ؕ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ؗ وَهُوَ

اور بے شک ہم خطاوار تھے۔ یوسف نے فرمایا کہ نہیں تم پر آج کوئی الزام نہیں اللہ تعالیٰ تمہارا قصور معاف کرے اور وہ

أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ۝ اذْهَبُوا بِقَمِيصِي هَٰذَا فَأَلْقُوهُ عَلَىٰ وَجْهِ أَبِي يَأْتِ

سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے۔ اب تم میرا یہ کرتہ لیتے جاؤ اور اس کو میرے باپ کے چہرہ پر ڈال دو ان کی آنکھیں روشن

بَصِيرًا ۚ وَأْتُونِي بِأَهْلِكُمْ أَجْمَعِينَ ۝

ہو جاویں گی اور اپنے گھر والوں کو سب کو میرے پاس لے آؤ

تفسیر۔ (فلما دخلوا سے اجمعین تک) یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیٹوں کے موافق [illegible] فرمایا تھا تحسس یوسف و اخیہ مصر کو چلے کیونکہ بنیامین کو مصر ہی میں چھوڑا تھا یہ خیال ہوا ہوگا کہ اس کا نشان معلوم ہے پہلے اس کے لانے کی تدبیر کریں جب [illegible] رشد ہو [illegible] پھر یوسف کے نشان کو ڈھونڈیں گے۔ غرض مصر پہونچ کر (جب یوسف علیہ السلام کے پاس [illegible] بیٹے یعقوب [illegible] کی بھی حاجت تھی یہ خیال ہوا کہ غلہ کے بہانے سے عزیز کے پاس چلیں اور [illegible] خوشامد [illegible] جب اس کی طبیعت میں نرمی دیکھیں [illegible] تو بنیامین کی درخواست کریں [illegible] کہنے لگے اے عزیز ہم کو اور ہمارے گھر والوں کو قحط کی وجہ سے) بڑی تکلیف پہونچ رہی ہے [illegible] تر یہ علہ کے واسطے [illegible] کچھ دام نہیں میسر ہوئے تاہم کچھ یہ نکمی چیز لائے ہیں سو آپ (اس کے نکمے ہونے سے قطع نظر کر کے) پورا غلہ دے دیجئے (اور اس کے نکمے ہونے سے غلہ کی مقدار میں کمی نہ کیجئے) اور (ہمارا کچھ استحقاق نہیں) ہم کو خیرات (سمجھ کر) دیدیجئے بیشک اللہ تعالیٰ خیرات کرنے والوں کو خواہ حقیقۃً خیرات دیں خواہ تسامح و رعایت کریں کہ وہ بھی مثل خیرات کے ہے جزائے خیر دیتا ہے (اگر مومن ہے تو آخرت میں [illegible] دنیا میں) یوسف (علیہ السلام) نے (حال سن کر یہ مسکنت آمیز الفاظ سنے تو رہا نہ گیا اور بے اختیار جی چاہا کہ اب ان سے کھل جاؤں اور عجب نہیں کہ نور قلب سے معلوم ہو گیا ہو کہ اب کی بار ان کو تجسس بھی مقصود ہے اور یہ بھی منکشف ہو گیا ہو کہ اب زمانہ مفارقت کا ختم ہو چکا بس تمہید تعارف کے طور پر) فرمایا (کہو) وہ بھی تم کو یاد ہے جو کچھ تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ (برتاؤ) کیا تھا جبکہ تمہاری جہالت کا زمانہ تھا اور بھلے برے کی کچھ سوجھ نہ تھی یہ

۶۷ سن کر تو چکرائے کہ عزیز مصر کو یوسف کے قصہ سے کیا واسطہ اور اس شروع زمانہ کے حوادث [illegible] کو کہاں [illegible] کہ شاید یوسف کسی بڑے رتبہ کو پہونچیں کہ ہم سب کو اُن کے سامنے گردن جھکانا پڑے اس لئے اس کلام سے شبہ [illegible] غور کیا تو کچھ کچھ پہچانا اور زیادت تحقیق کے لئے) کہنے لگے کیا سچ مچ تم ہی یوسف ہو انھوں نے فرمایا (ہاں) میں یوسف ہوں اور یہ (بنیامین) میرا (حقیقی) بھائی ہے (یہ اس لئے بڑھا دیا کہ میرے یوسف ہونے کی اور تائید ہو جاوے یا ان کے تجسس کی کامیابی کی بشارت ہے کہ جن کو تم ڈھونڈنے نکلے ہو ہم دونوں ایک جگہ جمع ہیں) ہم پر اللہ تعالیٰ نے بڑا احسان کیا (کہ ہم دونوں کو اول توفیق صبر و تقویٰ کی عطا فرمائی پھر اس کی برکت سے ہماری تکلیف کو راحت سے اور افتراق کو اجتماع سے اور قلت مال و جاہ کو کثرت مال و جاہ سے مبدل فرمادیا) واقعی جو شخص گناہوں سے بچتا ہے اور (مصائب پر) صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے نیک کام کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کیا کرتا وہ (تمام گذشتہ قصوں کو یاد کر کے نادم ہوئے اور معذرت کے طور پر) کہنے لگے بخدا کچھ شک نہیں تم کو اللہ تعالیٰ نے ہم پر فضیلت عطا فرمائی (اور تم اسی لائق تھے) اور بیشک ہم (اس میں) خطاوار تھے (للہ معاف کر دو) یوسف (علیہ السلام) نے فرمایا کہ نہیں تم پر آج (میری طرف سے) کوئی الزام نہیں (بے فکر رہو میرا دل صاف ہو گیا) اللہ تعالیٰ تمہارا قصور معاف کرے اور وہ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے (تائب کا قصور معاف کر ہی دیتا ہے اس دعا سے یہ بھی مفہوم ہو گیا کہ میں نے بھی معاف کر دیا اور لاتثریب سے بھی معلوم ہو گیا) اب تم (میرے باپ کو جا کر بشارت دو اور بشارت کے ساتھ) میرا یہ کرتہ (بھی) لیتے جاؤ اور اس کو میرے باپ کے چہرہ پر ڈال دو (اس سے) ان کی آنکھیں روشن ہو جاویں گی (اور یہاں تشریف لے آویں گے) اور اپنے (باقی) گھر والوں کو (بھی) سب کو میرے پاس لے آؤ (کہ سب ملیں اور خوش ہوں کیونکہ حالت موجودہ میں میرا آنا مشکل ہے۔ اس لئے گھر والے ہی چلے آویں)

وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيرُ قَالَ أَبُوهُمْ إِنِّي لَأَجِدُ رِيحَ يُوسُفَ ۖ لَوْلَا أَن تُفَنِّدُونِ ۝

اور جب قافلہ چلا تو ان کے باپ نے کہنا شروع کیا کہ اگر تم مجھ کو بڑھاپے میں بہکی باتیں کرنے والا نہ سمجھو تو ایک بات کہوں کہ مجھ کو تو یوسف کی خوشبو آ رہی ہے۔

قَالُوا تَاللَّهِ إِنَّكَ لَفِي ضَلَالِكَ الْقَدِيمِ ۝ فَلَمَّا أَن جَاءَ الْبَشِيرُ أَلْقَاهُ عَلَىٰ وَجْهِهِ فَارْتَدَّ بَصِيرًا ۚ

وہ کہنے لگے کہ بخدا آپ تو اپنے اسی پرانے غلط خیال میں مبتلا ہیں۔ پس جب خوشخبری لانے والا آپہنچا تو اس نے وہ کرتہ ان کے منہ پر لا کر ڈال دیا پس فوراً ہی ان کی آنکھیں کھل گئیں۔

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّکُمْ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ قَالُوْا یٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا کُنَّا

آپ نے فرمایا کیوں میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ اللہ کی باتوں کو جتنا میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے ۔ سب بیٹوں نے کہا اے ہمارے باپ ہمارے گناہوں کی دعائے مغفرت کیجئے ہم بیشک

خٰطِئِیْنَ ۝ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَکُمْ رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝

خطاوار تھے ۔ یعقوب نے فرمایا عنقریب تمہارے لئے اپنے رب سے دعائے مغفرت کروں گا بے شک وہ غفور رحیم ہے ۔

تفسیر ۔ (ولما ہے غفور الرحیم تک) اور جب (یوسف علیہ السلام سے بات چیت ہو چکی اور آپ کے فرمانے کے موافق کرتہ لے کر چلنے کی تیاری کی اور) قافلہ (شہر مصر) سے چلا (جس میں یہ لوگ بھی تھے) تو ان کے باپ نے (پاس والوں سے) کہنا شروع کیا کہ اگر تم مجھ کو بڑھاپے میں بہکی باتیں کرنے والا نہ سمجھو تو ایک بات کہوں کہ مجھ کو تو یوسف علیہ السلام کی خوشبو آرہی ہے ۔ یہ معجزہ تھا یعقوب علیہ السلام کا کہ اس کرتہ میں جو یوسف علیہ السلام کے بدن کا اثر تھا وہ محسوس ہو گیا اور چونکہ معجزہ اختیاری نہیں ہوتا اس سے پہلے یہ ادراک نہ ہوا) وہ (پاس والے) کہنے لگے کہ بخدا آپ تو اپنے اسی پرانے غلط خیال میں مبتلا ہیں (کہ یوسف زندہ ہیں اور ملیں گے اسی خیال کے غلبہ سے اب خوشبو کا وہم ہو گیا اور واقع میں نہ خوشبو ہے نہ کچھ ہے یعقوب علیہ السلام خاموش ہو رہے) پس جب (یوسف علیہ السلام کے تندرست ہونے کی) خوشخبری لانے والا (مع کرتہ کے یہاں) آپہونچا تو (آتے ہی) اس نے وہ کرتہ ان کے منہ پر لا کر ڈال دیا پس (آنکھوں کو لگنا تھا اور دماغ میں خوشبو پہونچنا کہ) فوراً ہی ان کی آنکھیں کھل گئیں (اور انھوں نے آپ سے سارا ماجرا بیان کیا آپ نے بیٹوں سے) فرمایا کیوں میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ اللہ کی باتوں کو جتنا میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے (اور اسی لئے میں نے تم کو یوسف علیہ السلام کے تجسس کے لئے بھیجا تھا دیکھو آخر اللہ تعالی نے میری امید درست لا یا اول کا یہ قول اس سے اوپر کے رکوع میں آچکا ہے (اس وقت) سب بیٹوں نے کہا اے ہمارے باپ ہمارے لئے خدا سے ہمارے گناہوں کی دعائے مغفرت کیجئے (ہمنے جو کچھ آپ کو یوسف علیہ السلام کے معاملہ میں تکلیف دی اس میں) ہم بیشک خطاوار تھے (مطلب یہ کہ آپ بھی معاف کر دیجئے کیونکہ عادۃً کسی کے لئے استغفار وہی کرتا ہے جو خود بھی مواخذہ کرنا نہیں چاہتا) یعقوب (علیہ السلام) نے فرمایا عنقریب تمہارے لئے اپنے رب سے دعائے مغفرت کروں گا بیشک وہ بڑا غفور الرحیم ہے (اور اسی سے ان کا معاف کر دینا بھی معلوم ہو گیا
۹۸ اور عنقریب کا مطلب یہ ہے کہ تہجد کا وقت آنے دو جو کہ قبولیت کی ساعت ہے کذا فی الدر المنثور مرفوعا

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰی یُوْسُفَ اٰوٰٓی اِلَیْهِ اَبَوَیْهِ وَقَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِیْنَ ؕ

پھر جب یہ سب کے سب یوسف کے پاس پہنچے تو انہوں نے اپنے والدین کو اپنے پاس جگہ دی اور کہا سب مصر میں چلئے انشاء اللہ تعالیٰ امن چین سے رہیے

وَرَفَعَ اَبَوَیْهِ عَلَی الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَقَالَ یٰٓاَبَتِ هٰذَا تَاْوِیْلُ رُءْیَایَ مِنْ

اور اپنے والدین کو تخت پر اونچا بٹھایا اور سب کے سب ان کے سامنے سجدہ میں گر گئے اور وہ کہنے لگے کہ ابا یہ ہے میرے خواب کی تعبیر جو پہلے زمانہ

قَبْلُ ؗ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّیْ حَقًّا ؕ وَقَدْ اَحْسَنَ بِیْٓ اِذْ اَخْرَجَنِیْ مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ

میں دیکھا تھا میرے رب نے اس کو سچا کر دیا ۔ اور میرے ساتھ اس وقت احسان فرمایا جس وقت مجھ کو قید سے نکالا اور بعد اس

بِکُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّیْطٰنُ بَیْنِیْ وَبَیْنَ اِخْوَتِیْ ؕ اِنَّ رَبِّیْ

کے کہ شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان میں فساد ڈلوا دیا تھا تم سب کو باہر سے لے آیا بلاشبہ میرا رب جو چاہتا ہے اس کی

لَطِیْفٌ لِّمَا یَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ ۝

تدبیر لطیف کر دیتا ہے ۔ بلاشبہ وہ بڑا علم اور حکمت والا ہے ۔

تفسیر ۔ (فلما دخلوا سے علیم الحکیم) غرض سب مصر کو تیار ہو کر چل دیئے اور یوسف علیہ السلام خبر سن کر استقبال کے لئے بیرون مصر تشریف لائے اور راہ ہی میں ملاقات کا سامان کیا گیا) پھر جب یہ سب کے سب یوسف (علیہ السلام) کے پاس پہونچے تو انہوں نے (سب سے مل ملا کر) اپنے والدین کو اپنے پاس (نشست کو) جگہ دی اور (بات چیت سے فارغ ہو کر) کہا سب مصر میں چلئے (اور) انشاء اللہ تعالیٰ (وہاں) امن چین سے رہیئے (مفارقت کا غم اور قحط کا الم سب کافور ہو گئے غرض سب مصر میں پہونچے) اور (وہاں پہونچکر تعظیماً) اپنے والدین کو تخت (شاہی) پر اونچا بٹھایا اور (اس وقت سب کے قلوب پر یوسف علیہ السلام کی ایسی عظمت غالب ہوئی کہ) سب کے سب ان کے سامنے سجدہ میں گر گئے اور (یہ حالت دیکھکر) وہ کہنے لگے کہ اے ابا یہ ہے

میرے خواب کی تعبیر جو پہلے زمانہ میں دیکھا تھا کہ شمس و قمر اور گیارہ ستارے مجھ کو سجدہ کرتے ہیں (میرے رب نے اس (خواب) کو سچا کر دیا (یعنی اس کی سچائی کا ظہور کر دیا) اور (علاوہ اس شرف کے میرے رب نے مجھ پر اور انعام بھی فرمائے چنانچہ) میرے ساتھ (ایک) اس وقت احسان فرمایا جس وقت مجھ کو قید سے نکالا (اور اس رتبہ سلطنت تک پہونچایا) اور دوسرا یہ انعام فرمایا کہ بعد اس کے کہ شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان میں فساد ڈلوا دیا تھا (جس کا مقتضا یہ تھا کہ عمر بھر بھی مجتمع و متفق نہ ہوتے مگر اللہ تعالیٰ کی عنایت ہے کہ وہ) تم سب کو (جن میں میرے بھائی بھی ہیں) باہر سے (یہاں) لے آیا (اور سب کو ملا دیا) بلاشبہ میرا رب جو چاہتا ہے اس کی تدبیر لطیف کر دیتا ہے بلاشبہ وہ بڑا علم اور حکمت والا ہے (اپنے علم و حکمت سے سب امور کی تدبیر درست کر دیتا ہے)۔ ف اس امر کی وجہ کہ اول ملاقات میں سجدہ نہ کیا اور مصر میں آ کر کیا شاید یہ ہو کہ وہاں محبت کا عظمت پر غلبہ تھا اس کے مناسب یہ امور ہیں ملنا جلنا معانقہ مکالمہ اور یہاں عظمت کا محبت پر غلبہ ہوا یا تو اس وجہ سے کہ محبت کے جوش کو سکون ہو گیا تھا۔ اس لئے عظمت کو مشاہدہ ہوا اور یہ کہ یوسف علیہ السلام اپنے اجلاس شاہی پر تھے اور باہر اجلاس پر نہ تھے دونوں حالتوں میں تفاوت ظاہر ہے اور یہ سجدہ بطور تحیت کے تھا جو امم سابقہ میں جائز تھا۔ اور جو یہ شبہ ہوا ہے کہ یوسف ع نے اپنے والدین سے اپنی اتنی بڑی تعظیم کو کیوں گوارا کیا محض ضعیف شبہ ہے ان کو تو خواب سے معلوم تھا کہ ایسا امر ہونے والا ہے۔ پھر کیا امور کا منہ میں مزاحمت فرماتے اور ذکر اجتماع میں جو فرمایا من بعد ان نزغ الخ یہ اس لئے کہ اس کا مقتضا یہ تھا کہ نہ بھائیوں سے میل ہوتا بوجہ رنج کے اور نہ والدین سے ہوتا بوجہ نہ پہونچنے خبر کے جس کا سبب وہی فساد تھا جس نے باہم جدائی ڈال دی تھی اور اس میں علماء کے دو قول ہیں کہ یہ ان کی والدہ تھیں یا خالہ جن کو مجازاً والدہ کہہ دیا۔

رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۣ

اے میرے پروردگار آپ نے مجھ کو سلطنت کا بڑا حصہ دیا اور مجھ کو خوابوں کی تعبیر دینا تعلیم فرمایا۔ اے خالق آسمان اور زمین کے آپ میرے کارساز ہیں

٦٩ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۝

دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی مجھ کو پوری فرماں برداری کی حالت میں دنیا سے اٹھا لیجئے اور مجھ کو خاص نیک بندوں میں شامل کر لیجئے۔

تفسیر۔ (رب قد آتیتنی سے بالصالحین تک) اس کے بعد سب ہنسی خوشی رہتے رہے یہاں تک کہ یعقوب علیہ السلام کی عمر ختم پر پہونچی اور بعد وفات حسب وصیت ملک شام میں لے جا کر اپنے بزرگوں کے پاس دفن کئے گئے پھر یوسف ع کو بھی آخرت کا اشتیاق ہوا اور دعا کی کہ اے میرے پروردگار آپ نے مجھ کو ہر طرح کی نعمتیں دیں ظاہری بھی باطنی بھی ظاہری یہ کہ مثلاً سلطنت کا بڑا حصہ دیا اور باطنی یہ کہ مثلاً مجھ کو خوابوں کی تعبیر دینا تعلیم فرمایا جو کہ علم عظیم ہے خصوصاً جب کہ وہ یقینی ہو جو موقوف ہے وحی پر پس اس کا جو مستلزم ہو گا عطاء نبوت کو اے خالق آسمان و زمین کے آپ میرے کارساز ہیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی پس جس طرح دنیا میں میرے سب کام بنا دئے کہ سلطنت دی علم دیا اسی طرح آخرت کے کام بھی بنا دیجئے کہ مجھ کو پوری فرماں برداری کی حالت میں دنیا سے اٹھا لیجئے اور مجھ کو خاص نیک بندوں میں شامل کر دیجئے (یعنی میرے بزرگوں میں جو انبیاء عظام ہوئے ہیں ان میں مجھ کو پہونچا دیجئے)۔ ف اشتیاق موت کا اگر شوق الی لقاء اللہ ہو تو جائز ہے اور سلطنت کا اس لئے کہا کہ ساری دنیا کی سلطنت تو آپ کے پاس نہ تھی اور مثلاً اس لئے بڑھا دیا گیا کہ نعمتیں ان ہی امور مذکورہ میں تو منحصر نہیں اور بعض علماء نے کہا ہے کہ یہ دعا طلب موت کے لئے نہیں تھی بلکہ مطلب یہ تھا کہ جب وفات ہو اسلام اور صلاح پر ہو اور ہر حالت میں گو انبیاء علیہم السلام کا اسلام و صلاح پر وفات پانا یقینی ہے لیکن اس کے مراتب مختلف ہیں اور مراتب بڑھتے رہتے ہیں اس لئے اس کی طلب میں کوئی اشکال نہیں۔ اہل سیر نے لکھا ہے کہ جب آپ کی وفات کا وقت آیا تو آپ نے اپنے بھائیوں کو یا ان کی اولاد کو وصیت فرمائی کہ اگر کبھی تم لوگ مصر کا وطن چھوڑ کر اپنے آبائی ملک شام کو جانے لگو۔ تو میری لاش اپنے ہمراہ لے جانا چنانچہ موسیٰ ع جب مصر سے مخفی نکلے ہیں تو حسب وحی ان یوسف علیہ السلام کی نعش کا صندوق اپنے ہمراہ لے لیا تھا۔ اور بعض تفاسیر میں لکھا ہے کہ بعد وفات یوسف علیہ السلام کے سلطنت مصر کی سلاطین مصر ہی کی جانب منتقل ہو گئی۔ کیونکہ یوسف علیہ السلام کو گو اختیارات سلطنت کے حاصل ہو گئے تھے۔ مگر ضابطہ تو پہلا ہی بادشاہ بادشاہ رہا تھا۔ اسی لئے یوسف علیہ السلام عزیز مصر کہلاتے تھے۔ چنانچہ انہیں سلاطین مصر کے سلسلے میں وہ فرعون ہوا جو موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تھا اور برادران یوسف ع کی اولاد میں وہ بنی اسرائیل ہوئے جو موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں تھے اور بعض مفسرین نے بلا سند

لکھا ہے کہ یہود نے امتحاناً پوچھا تھا کہ یعقوب علیہ السلام تو شام کے رہنے والے تھے ان کی اولاد مصر میں فرعون کے ہاتھ میں کہاں پہونچ گئی اس قصّہ سے اس کا جواب بھی حاصل ہوگیا اور مفصل وجہ شام سے مصر کو آنے کی بیان فرمادی ان مفسرین نے رکوع دوم کی پہلی آیت لقد کان الخ کی تفسیر اسی سوال کے ساتھ کی ہے واللہ اعلم ربط آیات قصہ یوسف علیہ السلام جس طرح قصہ سے سوال کرنے والوں کا جواب ہے اسی طرح جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر بھی دلیل ہے جیسا آیت لقد کان فی یوسف الخ میں اس طرف اشارہ بھی ہے آگے ذلک من انباء الغیب الخ میں اس دلالت کی تقریر ہے اور آیت وما اکثر الناس الخ میں کفار کا عناد کہ باوجود دلائل کے ایمان نہیں لاتے اور آیت وما تسئلھم الخ میں اس عناد کی تقریر ہے اور آیت وکاین الخ اور آیت وما یؤمن الخ میں مثل انکار نبوت کے ان کا انکار توحید و نیز آیت وما اکثر الناس سے آخر آیات مذکورہ تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تسلیہ بھی کہ ناامیدی سے راحت ہوجاتی ہے جو کہ مدلول آیت وما اکثر الناس کا ہے اور اسیطرح اس امر کے معلوم ہونے سے کہ ان کے ایمان نہ لانے سے آپ کا کوئی ضرر و نفع فوت نہیں ہوتا بلکہ نصیحت نہ ماننے سے انھیں کا ضرر ہے جو کہ مدلول ہے آیت وما تسئلھم الخ کا نیز تسلی ہوتی ہے اور اسی طرح سننے سے بھی تسلی ہوتی ہے کہ نبوت سے بڑھکر یہ توحید کے منکر ہیں تو نبوت کے انکار پر کیا تعجب کیا جاوے جو کہ مدلول ہے وکاین الخ اور ما یؤمن الخ کا آگے آیت افامنوا الخ میں اس انکار توحید و رسالت پر وعید ہے آگے آیت قل ہذہ الخ میں اتمام حجت کے لئے تکرار دعوت ہے آگے وما ارسلنا الخ میں نبوت پر ان کے ایک شبہ کا کہ نبی فرشتہ ہونا چاہیئے جواب ہے اور اسی آیت کے آخر میں وعید کی تقریر و تاکید ہے آگے آیت حتی اذا استایئس الخ میں آپ کی اور اہل ایمان کی تسلی اور کفار کے وعید کی تقریر ہے آگے ختم کی آیت میں حکمت قصص سابقہ کی کہ تسلی اور وعید بالا ہے اور حقیقت قرآن کی کہ قصص پر مشتمل ہے جو کہ بعینہ شروع سورت کی آیتوں کا بھی یہی مضمون تھا مذکور ہے پس خلاصہ ان تمام پر آیات کا وہ ہوا جو عنوان آئندہ میں لکھا جاتا ہے۔

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْٓا اَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ ۝ وَمَآ

یہ قصہ غیب کی خبروں میں سے ہے جو ہم وحی کے ذریعہ سے آپ کو یہ قصہ بتلاتے ہیں اور آپ انکے پاس اس وقت موجود نہ تھے جبکہ انہوں نے اپنا ارادہ پختہ کر لیا تھا اور وہ تدبیریں کر رہے تھے

اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ

اور اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے گو آپ کا کیسا ہی جی چاہتا ہو۔ اور آپ ان سے اس پر کچھ معاوضہ تو چاہتے نہیں یہ تو صرف تمام جہان والوں کے لئے ایک نصیحت ہے

وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ۝ وَمَا

اور بہت سی نشانیاں ہیں آسمانوں میں اور زمین میں جن پر ان کا گزر ہوتا رہتا ہے اور وہ ان کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ اور اکثر

يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ۝ اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ

لوگ جو خدا کو مانتے بھی ہیں تو اس طرح کہ شرک بھی کرتے جاتے ہیں۔ سو کیا پھر بھی اس بات سے مطمئن ہوئے بیٹھے ہیں کہ ان پر خدا کے عذاب کی کوئی

عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ

ایسی آفت آپڑے جو ان کو محیط ہو جاوے یا ان پر اچانک قیامت آجاوے اور ان کو خبر بھی نہ ہو۔ آپ فرما دیجئے کہ یہ میرا طریق ہے

اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰي بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا

میں خدا کی طرف اس طور پر بلاتا ہوں کہ میں دلیل پر قائم ہوں میں بھی اور میرے ساتھ والے بھی اور اللہ پاک ہے اور میں مشرکین میں سے

مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ

نہیں ہوں اور ہم نے آپ سے پہلے مختلف بستی والوں میں سے جتنے بھیجے سب آدمی ہی تھے۔

اَهْلِ الْقُرٰى ۭ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ

تو کیا یہ لوگ ملک میں چلے پھرے نہیں کہ دیکھ لیتے کہ ان لوگوں کا کیسا انجام ہوا جو ان سے

مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ حَتّٰٓي

پہلے ہو گزرے ہیں اور البتہ عالم آخرت [illegible]

إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوا جَاءَهُمْ نَصْرُنَا فَنُجِّيَ مَن

کہ پیغمبر مایوس ہوگئے اور ان کو گمان غالب ہو گیا کہ ہمارے فہم نے غلطی کی ان کو ہماری مدد پہنچی پھر ہم نے جس کو چاہا وہ بچا لیا گیا اور

نَّشَاءُ ۖ وَلَا يُرَدُّ بَأْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ ۝ لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ

ہمارا عذاب مجرم لوگوں سے نہیں ہٹتا۔ ان کے قصہ میں سمجھدار لوگوں کے لئے عبرت ہے۔

لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ۗ مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَىٰ وَلَٰكِن تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ

۱۲ یہ قرآن کوئی تراشی ہوئی بات تو ہے نہیں بلکہ اس سے پہلے جو کتابیں ہو چکی ہیں یہ ان کی تصدیق کرنے والا ہے

ع وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝

۷

۶ اور ہر بات کی تفصیل کرنے والا ہے اور ایمان والوں کے ذریعہ ہدایت و رحمت ہے۔

تفسیر۔ ذٰلک من سے یؤمنون تک، یہ قصہ (جو اوپر بیان کیا گیا ہے آپ کے اعتبار سے) غیب کی خبروں میں سے ہے (کیونکہ آپ کے کوئی ظاہری ذریعہ اس کے جاننے کا نہیں تھا صرف) ہم (ہی) وحی کے ذریعے سے آپ کو یہ قصہ بتلاتے ہیں اور (یہ ظاہر ہے کہ) آپ ان (برادران یوسف) کے پاس اس وقت موجود نہ تھے جبکہ انھوں نے اپنا ارادہ (یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈالنے کا) پختہ کر لیا تھا اور وہ (اس کے متعلق) تدبیریں کر رہے تھے (کہ باپ سے یوں کہیں اُن کو یوں لے جائیں وغیرہ ذلک اور اسی طرح یہ امر یقینی ہے کہ آپ نے کسی سے یہ قصہ سنا سنایا بھی نہیں پس یہ صاف دلیل ہے نبوت کی (اور صاحب وحی ہونے کی) اور (باوجود نبوت پر دلائل قائم ہونے کے) اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے گو آپ کا کیسا ہی جی چاہتا ہو اور (ان کے ایمان نہ لانے سے آپ کا تو کوئی نقصان ہے نہیں کیونکہ) آپ ان سے اس (قرآن) پر کچھ معاوضہ تو چاہتے ہیں (جس میں یہ احتمال ہو کہ اگر یہ قرآن کو قبول کریں گے تو آپ کا معاوضہ فوت ہو جاوے گا) یہ (قرآن) تو صرف تمام جہان والوں کے لئے ایک نصیحت ہے (جو نہ مانے گا ۱۷ اسی کا نقصان ہوگا) اور (جیسے یہ لوگ منکر نبوت ہیں اسیطرح باوجود دلائل منکر توحید بھی ہیں چنانچہ) بہت سی نشانیاں ہیں (کہ توحید پر دال ہیں) آسمانوں میں (جیسا کواکب وغیرہ) اور زمین میں (جیسے عناصر و عنصریات) جن پر ان کا گذر ہوتا رہتا ہے (یعنی ان کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں) اور وہ ان کی طرف (ذرا) توجہ نہیں کرتے (یعنی ان سے استدلال نہیں کرتے) اور اکثر لوگ جو خدا کو مانتے بھی ہیں تو اس طرح کہ شرک بھی کرتے جاتے ہیں (پس بدون توحید خدا کا ماننا مثل نہ ماننے کے ہے پس یہ لوگ اللہ کے ساتھ بھی کفر کرتے ہیں اور نبوت کے ساتھ بھی کفر کرتے ہیں) سو کیا (اللہ و رسول کے منکر ہو کر) پھر بھی اس بات سے مطمئن ہوئے بیٹھے ہیں کہ ان پر خدا کے عذاب کی کوئی ایسی آفت آ پڑے جو ان کو محیط ہو جاوے یا ان پر اچانک قیامت آجاوے اور ان کو (پہلے سے) خبر بھی نہ ہو (مطلب یہ کہ مقتضائے کفر کا عقوبت ہے خواہ دنیا میں نازل ہو جاوے یا قیامت کے دن واقع ہووے اُن کو ڈرنا اور کفر کو چھوڑ دینا چاہیئے) آپ فرما دیجئے کہ یہ (مضمون جو اوپر مفہوم ہوا رسالت کا حق ہونا توحید کا حق ہونا یہی) میرا طریق ہے (جس کا خلاصہ مکرر سنایا جاتا ہے کہ) میں (لوگوں کو توحید) خدا کی طرف اس طور پر بلاتا ہوں کہ میں (اس توحید کی اور اپنے داعی من اللہ ہونے کی) دلیل پر قائم ہوں میں اور میرے ساتھ والے بھی (یعنی میرے پاس بھی دلیل ہے توحید و رسالت کی اور میرے ساتھ والے بھی استدلال کے ساتھ مجھ پر ایمان لائے ہیں میں بے دلیل بات کی طرف کسی کو نہیں بلاتا دلیل سنو اور سمجھو پس حاصل طریق یہ ہوا کہ خدا واحد ہے اور میں داعی ہوں) اور اللہ (شرک سے) پاک ہے اور میں (اس طریق کو قبول کرتا ہوں اور) مشرکین میں سے نہیں ہوں (خلاصہ یہ ہوا کہ میرا مقصود دعویٰ نبوت سے اپنا بندہ بنانا نہیں بلکہ اللہ کا بندہ بنانا ہے۔ لیکن اس کا طریق بذریعہ داعی من اللہ کے بتلایا جاتا ہے۔ اس لئے میرا داعی ماننا واجب کہ میرے پاس اس کی دلیل بھی ہے واجب ہے) اور (یہ جو نبوت پر شبہ کرتے ہیں کہ نبی فرشتہ ہونا چاہیئے محض جہل بات ہے کیونکہ) ہم نے آپ سے پہلے مختلف بستی والوں میں سے جتنے (رسول) بھیجے سب آدمی ہی تھے (کوئی بھی فرشتہ نہ تھا اور جنہوں نے ان کو نہ مانا اور ایسے جہل شبہات کرتے رہے اُن کو سزائیں دی گئیں اسی طرح ان کو بھی سزا ہوگی خواہ دنیا میں خواہ آخرت میں اور یہ لوگ جو بے فکر ہیں) تو کیا یہ لوگ ملک میں (کہیں) چلے پھرے نہیں کہ (اپنی آنکھوں سے) دیکھ لیتے کہ ان لوگوں کا کیسا (برا) انجام ہوا جو ان سے پہلے (کافر) ہو گذرے ہیں (مطلب یہ کہ ان کی ہلاکت اور بدانجامی کے آثار مشاہدہ کر لیتے) اور (یاد رکھو کہ جس دنیا میں منہمک ہو کر تم نے کفر اختیار کر رکھا ہے یہ دنیا محض [illegible]

کے لئے نہایت بہبودی کی چیز ہے، جو شرک وغیرہ سے احتیاط رکھتے ہیں، اور توحید اختیار کرتے ہیں) سو کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے (کہ فانی کا اختیار کرنا بہتر ہے یا باقی کا) اور اگر تم کو تاخیر عذاب سے شبہ عدم وقوع کا ہوتا ہو تو تمہاری غلطی ہے اس لئے کہ کفار امم سابقہ کو بھی بڑی بڑی مہلتیں دی گئیں یہاں تک کہ (قطع ومطلق مدت مہلت کی وجہ سے) پیغمبر (اس بات سے) مایوس ہوگئے (کہ جو وقت اجمالی وعدہ الٰہیہ کا اپنے اجتہاد سے معین کر کے ہم نے اپنے ذہن میں قرار دے رکھا تھا اس وقت میں ہم منصور اور کفار مقہور نہ ہوں گے) اور ان (پیغمبروں) کو گمان غالب ہوگیا کہ (وعدہ الٰہیہ کی تحدید میں) ہمارے فہم نے غلطی کی (کہ بلا تخصیص محض قرائن یا جب استعمال نصرے قریب کا وقت معین کرلیا حالانکہ وعدہ مطلق ہے ایسی مایوسی کی حالت میں) ان کو ہماری مدد پہنچی (وہ مدد یہ کہ کفار پر عذاب آیا) پھر (اس عذاب سے) ہم نے جس کو چاہا وہ بچالیا گیا (مراد اس سے مومنین ہیں اور (اس عذاب بر) کفار ہلاک کئے گئے کیونکہ) ہمارا عذاب مجرم لوگوں سے نہیں ہٹتا (بلکہ ان پر ضرور واقع ہوتا ہے گو بدیر سہی پس یہ کفار مکہ بھی اس دھوکے میں نہ رہیں) ان (انبیاء وامم سابقین) کے قصہ میں سمجھدار لوگوں کے لئے (بڑی) عبرت ہے (کہ اس سے عبرت حاصل کرتے ہیں کہ اطاعت کا یہ انجام ہے اور معصیت کا یہ انجام ہے) یہ قرآن (جس میں یہ قصے ہیں) کوئی تراشی ہوئی بات تو نہیں ہے (کہ اس سے عبرت نہ ہوتی) بلکہ اس سے پہلے جو (آسمانی) کتابیں ہوچکی ہیں یہ ان کی تصدیق کرنے والا ہے اور ہر (ضروری) بات کی تفصیل کرنے والا ہے اور ایمان والوں کے لئے ذریعہ ہدایت ورحمت ہے (پس ایسی کتاب میں جو مضامین عبرت کے ہوں گے ان سے تو عبرت حاصل کرنا لازم ہی ہے۔

سُورَةُ الرَّعْدِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَلٰثٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

عند البعض ۱۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں۔

ع ۱ الٓمّٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ۗ وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

الٓمّٓرٰ یہ آیتیں ہیں ایک بڑی کتاب کی اور جو کچھ آپ پر آپ کے رب کی طرف سے نازل کیا جاتا ہے یہ بالکل سچ ہے اور لیکن بہت سے آدمی ایمان نہیں لاتے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سورۃ الرعد مدینۃ وقیل مکیۃ الا قولہ ویقول الذین کفروا الآیۃ وآیہا خمس وار بعون اس سورت کا حاصل یہ مضامین ہیں۔ توحید۔ رسالت جواب شبہات بر رسالت تسلی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حقیت قرآن وعدہ وعید جس کی تفصیل تقریرات مع ربط اور معانی آیات سے معلوم ہوگی اور یہی مضامین اجمالاً سورۂ یوسف کے آخری رکوع میں مذکورہ ہیں پس ربط سورت کا ماسبق سے بھی اور بابعد کا اس سے ظاہر ہوگیا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝ **تفسیر** (المٓر سے لا یومنون تک) المر (اس کے معنی اللہ کو معلوم ہیں) یہ (جو آپ سن رہے ہیں) آیتیں ہیں ایک بڑی کتاب (یعنی قرآن) کی اور جو کچھ آپ پر آپ کے رب کی طرف سے نازل کیا جاتا ہے یہ بالکل سچ ہے اور (اس کا مقتضا یہ تھا کہ سب ایمان لاتے) لیکن بہت سے آدمی ایمان نہیں لاتے۔ ربط اوپر حقیت قرآن کا مضمون تھا آگے توحید کا مضمون ہے۔ جو کہ اعظم مقاصد قرآن سے ہے۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَ

اللہ ایسا ہے کہ اس نے آسمانوں کو بدون ستون کے اونچا کھڑا کر دیا چنانچہ تم ان کو دیکھ رہے ہو پھر عرش پر قائم ہوا اور آفتاب و ماہتاب کو کام میں

الْقَمَرَ ۭ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَاۗءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ۝

لگا دیا۔ ہر ایک ایک وقت معین پر چلتا رہتا ہے۔ وہی ہر کام کی تدبیر کرتا ہے دلائل کو صاف صاف بیان کرتا ہے تاکہ تم اپنے رب کے پاس جانے

وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْهٰرًا ۭ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ

کا یقین کرلو۔ اور وہ ایسا ہے کہ اس نے زمین کو پھیلایا اور اس میں پہاڑ اور نہریں پیدا کیں اور اس میں ہر قسم کے پھلوں کی دو دو قسم کے پیدا کئے

فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝



اسلامی معلومات کا دریا کوزے میں

مولویوں سے بے نیاز ہو جایئے۔ ضخیم مذہبی کتابوں کی ورق گردانی بیکار ہے۔ حضرت امام اعظمؒ کی زبردست اور عظیم الشان فقہ تمام و کمال آپ کو

اسلامی تعلیم

میں ملے گی۔ اس ایک کتاب کے مطالعہ سے آپ خود فقیہ بن سکتے ہیں۔ پیدائش سے لے کر موت تک انسانی زندگی کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں ہے جو اس کتاب میں موجود نہ ہو۔ کتاب عقائد اسلامی کی صحیح تصویر اور فقہ حنفیہ کا مکمل نصاب ہے [illegible] اس کتاب کا مطالعہ کے بغیر کوئی مسلمان حقیقی معنوں میں مسلمان نہیں بن سکتا [illegible] جس کے بغیر اسلامی زندگی نامکمل [illegible] اسلامی تعلیم کے متعلق دعویٰ سے کہا جا سکتا ہے کہ [illegible] شائع نہیں ہوئی جس میں ان تمام مسائل کو ایک جگہ جمع کر دیا گیا ہے جو ایک مسلمان کو اپنی زندگی میں پیش آ سکتے ہیں۔

اس کتاب کے مصنف حضرت العلامہ مولانا سید محمود صاحب [illegible] استاد حدیث و فقہ [illegible] فتاویٰ کی مستند کتابیں دیکھ کر کئی سال کی محنت میں لکھا ہے۔ ہر اسلامی ضرورت کے سوال کا جواب اسلامی تعلیم میں موجود ہے۔ اعلیٰ درجہ کی لکھائی چھپائی سفید چکنا کاغذ

قیمت تین روپے (۳) [illegible]

فہرست مضامین پڑھیے اور اندازہ کیجئے کہ کس طرح کوزہ میں سمندر کو بند کیا گیا ہے۔

کتاب العقائد [illegible]	[illegible]	حضرت محمد صلعم کی باتیں [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	آنحضرت کی شفاعت [illegible] کتاب الطہارت [illegible]

کتاب الصلوٰۃ

کتاب الصوم

کتاب الزکوٰۃ

کتاب الجنائز

کتاب الحج

باب النکاح

باب الطلاق

کتاب الذبائح

کتاب الاشربۃ والاطعمۃ

کتاب اللباس

کتاب الحقوق

کتاب المیراث

ملنے کا پتہ منیجر رسالہ پیشوا دھلی